بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ اول)

طہارت، نماز

[نظرثانی واضافہ شدہ اشاعت]

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

❍ اس کتاب کی اشاعت کی عام اجازت ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ طباعت سے قبل مرتب کو مطلع کریں؛ تاکہ اگر کوئی تبدیلی ناگزیر ہو تو اس سے آگاہ کردیا جائے۔ [مرتب]

نام کتاب: کتاب المسائل (۱)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصور پوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

صفحات: ۵۹۰

قیمت: ۳۰۰/روپیہ

اشاعتِ اول: جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ مطابق مئی ۲۰۰۸ء

نظرِ ثانی: جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ مطابق مئی ۲۰۱۳ء

ناشر: المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دہلی

011-23289786 - 23289159

○

خیــر کــثیــر

یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ أُوْتِیَ خَیْراً کَثِیْراً ○

(البقرة: ٢٧٩)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرما دیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

○

مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْراً یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ.

(بخاری شریف ١/١٦، مختصر بیان العلم ٣٣)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔

○

عرضِ مرتب (نظرِ ثانی)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

یہ بندۂ ناتواں تہہ دل سے بارگاہِ رب العزت میں شکر گذار ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ''کتاب المسائل'' کے نام سے ضروری پیش آمدہ دینی مسائل کو آسان انداز میں جمع کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی، اور پھر اسے قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ فالحمد للہ والشکر کلہ للہ۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن آج سے چھ سال قبل ۱۴۲۹ھ میں شائع ہوا تھا، اس کے بعد سے متعدد کتب خانوں سے اس کی مسلسل اشاعت ہورہی ہے، شروع سے ہی ارادہ تھا کہ اس پر نظرِ ثانی، تصحیح اور مزید ضروری مسائل کے اضافہ کا کام کیا جائے، مگر احقر کی مسلسل مصروفیات اس ارادہ کو جلد پورا کرنے میں حائل ہوتی رہیں؛ تاہم احقر درمیان میں وقت نکال کر جزئیات یکجا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ نیز قارئین کی طرف سے تحریری، زبانی اور فون پر برابر کتاب کے متعلق مراجعت کا سلسلہ جاری رہا، اور بعض مخلص حضرات نے ناصحانہ طور پر کتاب میں موجود بعض اغلاط ومسامحات کی نشان دہی فرماکر شکریہ کا موقع بخشا، جس پر احقر بہت ممنون ہے، **فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ أحسن الجزاء**۔

بالخصوص جامعہ شیخ الاسلام شیخوپور اعظم گڈھ کے بالغ نظر مفتی حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب اعظمی زید مجدہم ومدظلہم نے محبِّ مکرم جناب مولانا ضیاء الحق خیر آبادی مدظلہ کے توسط سے ''کتاب المسائل'' کی تینوں جلدیں حاصل کیں اور ان کی ایک ایک سطر اور ایک ایک مسئلہ کا بغور مطالعہ کرکے اپنی حد تک اصلاح کی کوشش فرمائی، اور مسامحات کی نشان دہی کرکے مفید مشوروں سے نوازا۔ الغرض آخری حد تک دلچسپی لے کر کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش فرمائی۔ احقر موصوف کی اس کرم فرمائی پر تہہ دل سے مشکور ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آں موصوف کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں، آمین۔

اسی طرح محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے بھی کئی اہم فروگذاشتوں کی طرف توجہ دلائی، اور جب موصوف کو یہ معلوم ہوا کہ احقر نظرِ ثانی کا کام کررہا ہے تو آپ نے اپنا تیار کردہ ضروری مسائل پر مشتمل ایک مسودہ احقر کے حوالہ کیا کہ احقر اس میں سے مسائل منتخب کرلے، چناں چہ موصوف کے مسودہ سے بھی استفادہ کیا گیا۔ **فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء**۔

کتاب کے نئے ایڈیشن میں جابجا نئے مسائل کا اضافہ کیا گیا ہے، اور ''کتاب الجنائز'' جو پہلے جلد اول میں شامل تھا، اب اسے دوسری جلد کے آغاز میں لگادیا گیا ہے؛ تاکہ صفحات کا توازن برقرار رہے۔

کتاب کے حوالوں کی مراجعت میں طلبۂ شعبۂ افتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۳-۳۴ھ) نے پوری دل چسپی سے حصہ لیا، وہ سب بھی شکریہ کے قابل ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل سے نوازیں، اور علم وعمل سے بہرہ ور فرمائیں، آمین۔

اخیر میں قارئین سے گذارش ہے کہ دورانِ مطالعہ اگر کوئی غلطی سامنے آئے تو احقر مرتب کو مطلع فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں، اور مرتب، اس کے والدین، اساتذۂ کرام اور اس کتاب کی تیاری میں جن جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے مصنفین کے حق میں اسے صدقۂ جاریہ بنادیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۹؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ

۱؍ مئی ۲۰۱۳ء بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب (طبعِ اول)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم! اما بعد:

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور بے پایاں انعام ہے کہ اس عاجز وجہول بندہ کو دین کے ضروری مسائل ایک خاص ترتیب سے جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اس پر یہ بندۂ ناتواں جس قدر بھی شکر بجالائے کم ہے۔

"کتاب المسائل" کے عنوان سے مسائل ودلائل کا یہ سلسلہ جولائی ۱۹۹۹ء سے جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے مقبول دینی واصلاحی رسالہ ماہنامہ "ندائے شاہی" میں شروع کیا گیا تھا، الحمدللہ اب تک اس کی ۵۵ر قسطیں شائع ہوچکی ہیں۔

رسالہ میں اشاعت سے افادۂ عام کے علاوہ ایک اہم مقصد یہ بھی پیش نظر تھا کہ یہ مسائل عام حضرات اہل علم وافتاء کی نظر سے گزریں، اور وہ اگر کسی غلطی پر متنبہ کریں تو اصلاح کی جائے، چناں چہ متعدد مرتبہ ایسی نوبت آئی اور بعض احباب واکابر نے تحریری طور پر اپنی آراء اور شبہات پیش کیے، جن کا سنجیدگی اور انصاف کا جائزہ لیا گیا، اور جہاں اپنی غلطی محسوس ہوئی تو بلاتکلف اس سے رجوع کیا گیا، ایسے سبھی حضرات کا احقر تہہ دل سے مشکور ہے۔ **فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔**

چوں کہ طہارت ونماز کے اکثر ابواب ومسائل کی اشاعت ہوچکی ہے؛ اس لئے ارادہ ہوا کہ ان کو کتابی شکل میں یکجا کردیا جائے؛ تاکہ فائدہ مزید عام اور تادیر ہو، چناں چہ اس مقصد سے تمام مسائل پر ازسرنو گہری نظر ڈالی گئی، جابجا مسائل اور مضامین کا اضافہ کیا گیا، نیز حوالہ جات کی

مراجعت کی گئی، اور مزید کتابوں کے حوالے دیئے گئے، کہیں کہیں حوالے کی عبارتوں میں تبدیلی کرتے ہوئے زیادہ منطبق عبارتیں لگائی گئیں۔ الغرض ہر اعتبار سے کتاب کو مزین کرنے کی کوشش کی گئی، جس کا اندازہ قارئین خود لگالیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، حضرات والدین مکرمین کی مستجاب دعاؤں اور حضراتِ اساتذۂ عظام کی بے پایاں شفقتوں اور عنایاتِ کریمانہ کا ثمرہ ہے، ورنہ تو یہ ناکارہ اپنی ناکارگی اور تساہل پسند طبعیت کی بنا پر اس خدمت کی انجام دہی سے یقیناً قاصر تھا، مگر ربِ کریم کی نوازش کا شکر کیسے ادا کیا جائے کہ اس نے ہر طرح کے ظاہری اسباب سے سرفراز فرمایا، انہی اسباب میں سے ایک بڑا سبب دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے احقر کی خادمانہ وابستگی بھی ہے کہ اس شعبہ سے متعلق ہوکر کام کرنے کا بھر پور موقع ملا اور قدم قدم پر دارالافتاء سے وابستہ طلبۂ عزیز کا گراں قدر تعاون شاملِ حال رہا۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں، آمین۔

شروع ہی سے اس کام کو آگے بڑھانے میں محبِّ مکرم جناب مولانا مفتی ابوجندل صاحب قاسمی زید علمہ استاذِ حدیث ومفتی مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگر نے بے انتہاء دل چسپی لی۔ موصوف نے نہ صرف پورے مسودہ پر گہری نظر ڈالی؛ بلکہ گراں قدر اضافات اور مفید مشوروں سے بھی نوازا۔

نیز احقر اپنے رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زید مجدہم مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا بھی بے حد مشکور ہے کہ موصوف نے اپنی مصروفیت کے باوجود تقریباً پوری کتاب کا گہری نظر سے جائزہ لیا، بعض غلطیوں کی نشان دہی فرمائی اور قیمتی مشوروں سے نوازا۔

علاوہ ازیں عزیز مکرم مولانا مفتی قاری محمد عفان صاحب منصورپوری زید فضلہ استاذ مدرسہ شاہی مرادآباد اور فاضل گرامی مولانا مفتی محمد مناظر نعمانی زید فضلہ فاضل افتاء مدرسہ شاہی وسابق مفتی جامعہ ضیاء العلوم پونچھ جموں وکشمیر نے بھی تصحیح وتنقیح میں نمایاں حصہ لیا۔

مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں اپنی مہارتِ فن کا بہترین نمونہ پیش کیا، جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ **فجزاهم الله أحسن الجزاء۔**

عاجزانہ گزارش

بہرحال یہ ٹوٹی پھوٹی کاوش جو صرف ایک دینی ضرورت سمجھ کر محض رضائے خداوندی کے لئے اسی کی توفیق سے انجام دی گئی، اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ غلطی اور بھول چوک سے بری ہونے کا کون دعویٰ کرسکتا ہے اور خاص کر یہ راقم الحروف تو علم وعمل اور فہم وفراست ہر اعتبار سے انتہائی کمزور ہے؛ اس لئے سبھی قارئین سے عاجزانہ گذارش ہے کہ وہ اس کتاب میں اگر کسی طرح کی بھی کوئی قابلِ اصلاح بات پائیں، تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، حق سامنے آنے پر احقر کو رجوع کرنے اور تصحیح کرنے میں انشاء اللہ کبھی تامل نہ ہوگا۔

اور اخیر میں یہ عرض ہے کہ آئندہ اس کام کو جاری رکھنے کے لئے ایک مجلس ترتیب بنادی گئی ہے، جو درج ذیل تین افراد پر مشتمل ہے: (۱) مفتی محمد عفان منصورپوری (۲) مفتی ابوجندل قاسمی (۳) مفتی محمد مناظر نعمانی۔ تاکہ اگر یہ راقم مرتب باحیات نہ بھی رہے تب بھی یہ مجلس اس کتاب کی نگرانی اور ترمیم وتنسیخ کا کام انجام دیتی رہے۔

اے اللہ! محض اپنے فضل سے اس کتاب کو اپنی خالص رضا کا ذریعہ بنادے، اور منصوبہ کے مطابق اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرما، اور اس کے مرتب اور اس کے سب معاونین کو آخرت میں سرخ روئی نصیب فرما، آمین یارب العالمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

۱۶؍ مئی ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

کتاب الطهارت

پانی کے مسائل

نجاست وطہارت

پاکی کے طریقے

وضو کے مسائل

نواقضِ وضو

غسل کے مسائل

جنابت کے احکام

تیمّم کا بیان

موزوں پر مسح کا بیان

زخم پر مسح کے مسائل

معذور کے احکام

حیض و نفاس کا بیان

کتاب الصلوٰۃ

اذان واقامت کے مسائل

شرائطِ نماز

ستر کے احکام

مسائل استقبالِ قبلہ

نیت کے مسائل

نماز کے فرائض

نماز کے واجبات

فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

مسائل سجدۂ سہو

نماز کی سنتیں

نماز کے آداب و مستحبات

نماز کا مسنون طریقہ

مکروہاتِ نماز

مکروہاتِ تحریمیہ

مکروہاتِ تنزیہیہ

نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں

امامت و جماعت کے مسائل

مدرک، لاحق، اور مسبوق سے متعلق مسائل

صف بندی سے متعلق مسائل

مسائلِ وتر

مسائلِ جمعہ

مسائل خطبۂ جمعہ

عیدین کے مسائل

سنن ونوافل سے متعلق مسائل

مسائلِ تراویح

سجدۂ تلاوت

نماز مسافر

نماز مریض

❐ ❖ ❐

تقریب:

مخدومِ مکرم، والدِ معظم، امیر الہند حضرت مولانا قاری **سید محمد عثمان** صاحب منصور پوری زید مجدہم

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

شریعتِ اسلامیہ (جو انسانی فطرت کے عین مطابق واقع ہوئی ہے) کی نظر میں طہارت، پاکیزگی وصفائی ستھرائی کی بڑی اہمیت ہے، ایک طرف وہ نماز اور طوافِ کعبہ جیسی عبادت کی صحت کی شرط ہے، تو دوسری جانب طہارت کو حدیثِ پاک میں شطر الایمان یا نصف الایمان فرمایا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ طہارت و پاکیزگی ایمان کا خاص جز واور اس کا اہم ترین شعبہ ہے اور قرآنِ کریم میں پاک وصاف رہنے والوں کی تعریف میں فرمایا گیا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ. (البقرۃ: ۲۲۲) — اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک وصاف رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ طہارت کے مسائل معلوم کرے۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طہارتِ ظاہرہ (۲) طہارتِ باطنہ۔ باطنی طہارت کا مطلب ہے کہ اپنے اعضاء و جوارح کو گناہوں سے پاک رکھنا اور قلب کو برے اعتقادات وخیالات سے صاف کرنا وغیرہ۔ اور ظاہری طہارت کی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) ایک حدث سے طہارت یعنی جن حالتوں میں غسل یا وضو واجب یا مستحب ہے، ان حالتوں میں غسل یا وضو کر کے شرعی طہارت و پاکیزگی حاصل کرنا۔

(۲) دوسرے ظاہری نجاست (جس کو خبث کہتے ہیں) سے جسم یا اپنے کپڑوں یا جگہ کو پاک کرنا۔

(۳) تیسرے جسم کے مختلف حصوں میں جو گندگیاں اور میل کچیل پیدا ہو جاتا ہے اس کی صفائی کرنا۔ (حجۃ اللہ البالغہ ابواب الطہارۃ ۱۷۳/۱)

زیر نظر کتاب کا دوسرا موضوع ''نماز'' ہے، جو اسلام کی مہتم بالشان عبادت ہے، اس عبادت کو احادیثِ شریفہ میں کفر و اسلام کے مابین امتیازی نشانی قرار دیا گیا ہے، یہ عبادت دین کا اہم ستون ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّلَاةَ أَعْظَمُ الْعِبَادَاتِ شَأْناً وَأَوْضَحُهَا بُرْهَاناً، وَأَشْهَرُهَا فِيْ النَّاسِ وَأَنْفَعُهَا فِي النَّفْسِ، وَبِذٰلِكَ اعْتَنىٰ الشَّارِعُ بِبَيَانِ فَضْلِهَا وَتَعْيِيْنِ أَوْقَاتِهَا وَشُرُوْطِهَا وَأَرْكَانِهَا وَاٰدَابِهَا وَرُخَصِهَا وَنَوَافِلِهَا اعْتِنَاءً عَظِيْماً لَمْ يَفْعَلْ مِثْلَهُ فِيْ سَائِرِ أَنْوَاعِ الطَّاعَاتِ وَجَعَلَهَا مِنْ أَعْظَمِ شَعَائِرِ الدِّيْنِ.

(حجة اللّٰه البالغة)

تمام عبادتوں میں نماز کی شان سب سے بڑی ہے، اور مؤمن کے ایمان کی سب سے واضح دلیل ونشانی ہے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ معروف ومشہور عبادت ہے، اور نفس انسانی کو تمام عبادتوں سے زیادہ فائدہ پہنچانے والی ہے، اسی وجہ سے شارع نے اس کی فضیلت بیان کرنے، نیز اس کے اوقات کی تعیین اور اس کی شرائط وارکان وآداب، اور اس کی رخصتوں اور نوافل کے بیان کرنے کا اتنا زبردست اہتمام فرمایا ہے کہ طاعات کی بقیہ انواع کے بیان کے موقع پر شارع نے یہ اہتمام نہیں فرمایا ہے، اور نماز کو دین کے شعائر میں سے ایک اہم شعار بنا دیا ہے۔

نماز کی اس عظمتِ شان کی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ میں اس سے متعلق احکام ومسائل کی بڑی تفصیل ہے، جس کو فقہاء کرام عموماً ''باب اوقات الصلاۃ'' سے شروع کر کے ''کتاب الجنائز''

پر مکمل کرتے ہیں، ان مسائل کو جان کر ایک مسلمان اس عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی بہتر سے بہتر انداز میں کر کے فلاح وکامرانی سے ہم کنار ہوسکتا ہے۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ عزیزم مولوی مفتی سید محمد سلمان منصور پوری سلمہ کو یہ سعادت ملی ہے کہ طہارت ونماز سے متعلق بہت سے ضروری مسائل باب وار اور باحوالہ مع عبارات کتبِ فقہیہ یکجا کردئے ہیں، جو عام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ اہل علم ومفتیانِ کرام کے لئے بھی بڑے فائدہ کی چیز ہے۔

دلی دعا ہے کہ خداوند کریم آں عزیز کی اس علمی وفقہی خدمت کو قبول فرما کر اس کا نفع عام وتام فرمائیں، اور ذخیرۂ آخرت بنائیں، آمین۔

احقر محمد عثمان منصور پوری عفی عنہ
خادم تدریس دارالعلوم دیوبند
۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

○❖○

تقریظ:

رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی **شبیر احمد** صاحب قاسمی مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

الحمد للّٰہ الذی جعل نفراً لیتفقه فی الدین والصلاة والسلام علی خاتم النبیین لا نبی بعدہٗ. اما بعد:

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ ایک ہونہار عالم اور دارالعلوم دیوبند کے نمایاں اور مؤقر فاضل ہیں، ان کا فقہی ذوق خود ان کی اس کتاب سے ناظرین کو معلوم ہوجائے گا۔ احقر نے زیر نظر کتاب کو تقریباً مکمل دیکھا ہے، بعض مقامات میں مشورہ دیا ہے، جس کو انہوں نے بہت اچھے انداز سے قبول بھی فرمایا اور ترمیم بھی فرمادی۔

اور اس کتاب کا ہر مسئلہ مع حوالہ مدلل لکھا گیا ہے اور اکثر مسائل کو مدلل کرنے کے لئے کتبِ فقہ اور کتبِ حدیث کی عربی عبارات بھی نیچے درج کردی گئی ہیں اور ان میں سے اکثر مسائل کو بالترتیب ''ندائے شاہی'' میں بھی شائع کیا گیا ہے، اور عوام وخواص نے ان کو داد تحسین سے نوازا ہے۔

کتاب الطہارت کا حصہ پہلے الگ سے شائع ہو چکا تھا، مگر بعد میں ترمیم واضافہ کرکے اسی میں شامل کردیا ہے، اب یہ کتاب ''کتاب الطہارت سے کتاب الجنائز'' تک مکمل ضخیم جلد کی شکل میں شائع ہورہی ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سے ہر طبقہ کے لوگوں کو مسائلِ شرعیہ میں نمایاں رہنمائی حاصل ہوگی، خاص کر نئے مسائل کو بھی نہایت سلیس انداز سے مدلل لکھا گیا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے، اور آخرت کے لئے اجر وثواب کا ذخیرہ بنائے، آمین۔

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء مدرسہ شاہی مراد آباد

۱۱؍ ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقہ کی تعریف

تفقہ کے معنی جاننے کے آتے ہیں۔اور اصولیین کی اصطلاح میں فقہ کا اطلاق ”تفصیلی دلائل سے منتخب کردہ جزئیات کو جان لینے“ پر ہوتا ہے، جب کہ فقہاء ہر ایسے شخص کو فقیہ کہنا روا سمجھتے ہیں جس کو جزئی مسائل کے احکامات یاد ہوں، اور اہل حقیقت اولیاء اللہ کے نزدیک فقیہ وہ شخص ہے جس کے علم وعمل میں مطابقت پائی جائے۔حضرت حسن بصریؒ کا مقولہ مشہور ہے کہ فقیہ وہ ہے جو (۱) دنیا سے اعراض کرنے والا (۲) آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا (۳) اور اپنے عیوب سے باخبر ہو۔(مستفاد درمختار مع الشامی ۱/۱۱۸-۱۱۹)

دین میں تفقہ فرضِ کفایہ ہے

تفقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرضِ کفایہ ہے، ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں ایسے ماہر علماء ومفتیان کا وجود ناگزیر ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَوْ لاَ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. (التوبہ ۱۲۲)

سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تا کہ دین میں سمجھ پیدا کریں، اور تا کہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب ان کی طرف لوٹ کر آئیں تا کہ وہ بچتے رہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تفقہ حاصل کرنے کے لئے اگر سفر کرنا پڑے تو اس کی بھی ہمت کی جائے۔ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی مجلس مبارکہ علم کا سرچشمہ ہوتی تھی اور آپ کا علمی فیضان سفر وحضر ہر جگہ جاری رہتا تھا۔ اسی فیضان سے استفاضہ کے لئے خاص جماعت کو آپ کے ساتھ سفر کرنے کا حکم دیا گیا، اور یہ حکم قیامت تک باقی رہے گا اور جو نائبین رسول علماء وفقہاء موجود رہیں گے ان سے علمی وفقہی استفادہ کا سلسلہ برابر جاری رہے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۲۱۰/۴)

فقہ سراپا خیر ہے

تفقہ فی الدین اللہ تعالیٰ کا بے نظیر انعام ہے، جس کو یہ دولت مل جائے وہ یقیناً ''خیر کثیر'' سے بہرہ ور ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْراً كَثِيراً. (البقرة ٢٧٩)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرمادیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔

مشہور مفسر حضرت مجاہد اور ضحاک رحمہما اللہ وغیرہ نے آیت میں ''حکمت'' سے تفقہ مراد لیا ہے، اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. (بخاری شریف ١٦/١ ی/ مختصر بیان العلم ٣٣)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْا. (الفقيه والمتفقه ١٤)

تم لوگوں کو کانوں (معدنیات کے ذخائر) کی طرح پاؤ گے، ان میں جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں باوقار سمجھے جاتے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی افضل اور باوقار رہیں گے بشرطیکہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں معیار شرافت ''دین کی سمجھ'' ہے، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس معیار کو حتی الوسع حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخص ہیں ایک تو وہ ہے جو مسلسل اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے، اور دوسرا شخص وہ ہے جو فرائض کے علاوہ نوافل وغیرہ کا اہتمام نہیں کرتا لیکن وہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے (ان دونوں میں افضل کون ہے؟) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اس عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ درجہ کے شخص پر''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲۴)

اور ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''سب سے افضل عبادت ''فقہ'' ہے اور سب سے افضل دین پرہیز گاری اور ورع وتقویٰ ہے''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲۸)

اور ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ ''سب سے افضل علم وہ ہے جس کے لوگ محتاج ہوں''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۱)

اور ظاہر ہے کہ دنیا میں اہل ایمان کے لئے سب سے زیادہ ضرورت مسئلہ مسائل جاننے کی ہے اس لئے یہی علم اس حدیث کی رو سے سب سے افضل کہلائے جانے کے لائق ہے۔

فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے

دینی مسائل کا سیکھنا سکھانا، اور نت نئے مسائل کے احکامات معلوم کرنا اور امت کی رہنمائی کرنا افضل ترین عبادت ہے، اس لئے کہ اس عمل کا نفع ساری امت تک متعدی اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَا عُبِدَ اللّٰہَ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ فِقْهٍ فِيْ الدِّيْنِ وَلَفَقِيْهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ وَلِكُلِّ شَيْءٍ عِمَادٌ وَعِمَادُ الدِّيْنِ الْفِقْهُ.

تفقہ فی الدین سے بڑھ کر کسی عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جاسکتی (کیوں کہ مقبول عبادت کے لئے علم صحیح ضروری ہے جس کا ذریعہ تفقہ ہی ہے) اور ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار

عابدوں سے بڑھ کر ہے، اور ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون تفقہ فی الدین ہے۔ (شامی مقدمہ ۱۲۳، البیهقی فی السنن الکبریٰ ۱۰۲/۱، الدار القطنی ۷۹/۳)

اور ایک روایت میں ہے کہ ''فقہی مجلس میں شرکت کا ثواب ساٹھ سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲۰)

تفقہ سے دین میں تصلب نصیب ہوتا ہے

جس شخص کو فقاہت کی دولت نصیب ہوجاتی ہے اس کا سینہ دینی مسائل واحکام کے لئے پوری طرح منشرح ہوجاتا ہے، پھر نہ تو وہ حالات سے مرعوب ہوتا ہے اور نہ کوئی لالچ یا دھمکی اسے راہِ حق سے ہٹنے پر مجبور کرتی ہے بلکہ وہ ذہنی طور پر پوری یکسوئی کے ساتھ دین پر عمل کرتا ہے اور اس کے برخلاف جو شخص نرا عابد ہو اور وہ ضروری دینی علم سے محروم ہو تو اس کے لئے حق پر ثابت قدم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے وہ بہت جلد حالات اور فتوحات سے متاثر ہوجاتا ہے حتی کہ بسا اوقات گمراہی میں بھی مبتلا ہوجاتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔

لَوْ أَنَّ هٰذِهٖ وَقَعَتْ عَلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ السَّمَاءَ عَلَى الأَرْضِ وَزَالَ كُلُّ شَيْءٍ عَنْ مَكَانِهٖ مَا تَرَكَ الْعَالِمُ عِلْمَهُ وَلَوْ فُتِحَتِ الدُّنْيَا عَلٰى عَابِدٍ لَتَرَكَ عِبَادَةَ رَبِّهٖ تَعَالٰى. (الفقیہ و المتفقہ ۲٤)

اگر یہ یعنی آسمان اس یعنی زمین پر گر پڑے اور ہر چیز اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو پھر بھی عالم اپنے علم کو نہ چھوڑے گا اور اگر نرے عابد پر دنیا کے دہانے کھول دئے جائیں تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت چھوڑ بیٹھے گا۔

اس لئے ضروری ہے کہ عالم اور فقیہ اپنے موقف میں ثابت قدم ہو اور راہِ حق سے سر مو بھی انحراف نہ کرے۔

فقہاء روحانی معالج ہیں

عبید اللہ بن عمرو نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلیمان اعمشؒ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آیا اتفاق سے وہاں حضرت امام ابو حنیفہؒ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت اعمشؒ نے امام

صاحبؒ سے فرمایا کہ آپ کی اس مسئلہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ امام صاحبؒ نے اپنی رائے بتادی، اس پر حضرت اعمش نے پوچھا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے دیا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اُس روایت سے جو آپ نے ہم سے بیان کر رکھی ہے۔ یہ سن کر حضرت اعمش بول اٹھے: **نحن صیادلة و أنتم أطباء** (یعنی ہم تو محض دوا فروش ہیں اور تم لوگ (فقہاء) طبیب ہو)۔ (الفقیہ والمتفقہ ۱/۶۳)

تفقہ باعثِ عزت ہے

دین میں تفقہ اور حلت وحرمت کا علم انسان کو عزت بخشتا ہے، اور اس سے انسان کو جو عزت ملتی ہے وہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضرت ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ میں استاذ معظم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ تخت پر تشریف فرما رہتے اور آپ کے ارد گرد خاندان قریش کے لوگ موجود ہوتے آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا کرتے تھے، آپ کی اس عزت افزائی کو دیکھ کر قریش کے لوگ ناگواری محسوس کرتے، چناں چہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بھی اس کا احساس ہوگیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "اسی طرح یہ علم شریف آدمی کی شرافت میں اضافہ کرتا ہے اور غلام شخص کو تخت نشین بنا دیتا ہے"۔ (الفقیہ والمتفقہ ۱/۴۰)

حضرت عطاء ابن رباحؒ مکہ معظّمہ میں ایک عورت کے غلام تھے آپ کے چہرے کی رنگت سیاہ تھی اور آپ کی ناک باقلا کی پھلی کے مانند تھی (یعنی بدصورت تھے، مگر علمی وفقہی مقام یہ تھا کہ) ایک مرتبہ اموی بادشاہ امیر المؤمنین سلیمان بن عبد الملک اپنے دو بیٹوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے آپ نماز پڑھنے میں مشغول تھے، اس لئے وہ لوگ انتظار میں بیٹھ گئے، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کی طرف متوجہ ہوئے، امیر المؤمنین ان سے حج کے مسائل پوچھتے رہے اور آپ بے رخی سے جواب دیتے رہے پھر سلیمان نے اپنے بیٹوں سے کہا: "یہاں سے چلو اور دیکھو علم دین سیکھنے میں آنا کانی مت کرنا؛ اس لئے کہ آج اس کالے غلام کے سامنے بیٹھنے سے جو میری ذلت ہوئی ہے اسے میں کبھی نہ بھول پاؤں گا"۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۰)

تو معلوم ہوا کہ علم فقہ کا تعلق خوبصورتی یا عالی نسبی سے نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی علم دین میں

کمال اور فقہ میں مہارت پیدا کرلے گا وہ لوگوں کی نظر میں باعزت ہوجائے گا، تاریخ کے ہر دور میں اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے ہر طالب علم کو بالخصوص دین میں اختصاص پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

محمد بن قاسم ابن خلاد کہتے ہیں کہ ''یہ بات معروف ہے کہ اسلام میں کسی کو کمتر سمجھنا جائز نہیں ہے، اسلام میں فضیلت اور شرافت کا معیار دین داری اور پرہیزگاری ہے، اور اگر اس پرہیزگاری کے ساتھ نسبی شرافت بھی مل جائے تو سونے پر سہاگہ ہے''۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۰)

صاحب ''البحر الرائق'' علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَإِنَّ الْفِقْهَ أَشْرَفُ الْعُلُوْمِ قَدْراً وَأَعْظَمُهَا أَجْراً وَأَتَمُّهَا عَائِدَةً وَأَعَمُّهَا فَائِدَةً وَأَعْلاهَا مَرْتَبَةً وَأَسْنَاهَا مَنْقَبَةً، يَمْلأُ الْعُيُوْنَ نُوْراً وَالْقُلُوْبَ سُرُوْراً وَالصُّدُوْرَ انْشِرَاحاً، هٰذَا لِأَنَّ مَا بِالْخَاصِّ وَالْعَامِّ مِنَ الاسْتِقْرَارِ عَلٰى سُنَنِ النِّظَامِ وَالاسْتِمْرَارِ عَلٰى وَتِيْرَةِ الاجْتِمَاعِ وَالالْتِيَامِ إِنَّمَا هُوَ بِمَعْرِفَةِ الْحَلالِ مِنَ الْحَرَامِ وَالتَّمْيِيْزُ بَيْنَ الْجَائِزِ وَالْفَاسِدِ مِنَ الْوُجُوْهِ وَالأَحْكَامِ، بُحُوْرُهُ ذَاخِرَةٌ وَرِيَاضُهُ نَاضِرَةٌ وَنُجُوْمُهُ زَاهِرَةٌ وَأُصُوْلُهُ ثَابِتَةٌ وَفُرُوْعُهُ نَابِتَةٌ لا يَفْنٰى بِكَثْرَةِ الإِنْفَاقِ كَنْزُهُ

علم فقہ مرتبہ کے اعتبار سے سب سے اشرف، اجر کے اعتبار سے سب سے اعظم، نفع کے اعتبار سے سب سے کامل، فائدہ کے اعتبار سے سب سے عام، رتبہ کے اعتبار سے سب سے بلند، تعریف کے اعتبار سے سب سے زیادہ چمک دار ہے، یہ علم آنکھوں کو روشنی، دلوں کو سرور اور شرح صدر سے نوازتا ہے، اور معاملات میں وسعت اور سہولت کی راہیں کھولتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر خاص وعام کا فطری نظام پر کاربند رہنا اور اتفاق واتحاد کی راہ پر گامزن ہونا وہ حلال وحرام کی معرفت، جائز اور ناجائز درمیان امتیاز کرنے پر موقوف ہے۔ اس علم کے سمندر ٹھاٹھیں مارنے والے ہیں، اور اس کے باغیچے تروتازہ اور اس کے ستارے چمک دار ہیں، اس کے ضابطے ثابت شدہ اور اس کی جزئیات روزافزوں ہیں

وَلَا يَبْلٰى عَلٰى طُوْلِ الزَّمَانِ عِزُّهٗ الخ، وَأَهْلُهٗ قِوَامُ الدِّيْنِ وَقِوَامُهٗ وَبِهِمْ ايْتِلَافُهٗ وَانْتِظَامُهٗ وَإِلَيْهِمْ الْمُفْزِعُ فِى الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا وَالْمَرْجَعُ فِى التَّدْرِيْسِ وَالْفَتْوٰى.

(الأشباه والنظائر مطبوعه ديوبند ۱۳–۱۸)

زیادہ خرچ کرنے سے اس کا خزانہ کم نہیں ہوتا، اور لمبا زمانہ گزرنے کے باوجود اس کی عزت میں فرق نہیں آتا، اور اہل فقہ (علماء ومفتیان) دین کے محافظ اور اس کے نگراں ہیں، انہی سے دین کا انتظام واہتمام وابستہ ہے، اور دنیا اور آخرت میں انہی کی طرف جائے پناہ ہے، اور درس وافتاء میں انہی کی ذات مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔

عزت کا مقام تو یہ ہے

امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مکہ کی وادی ابطح میں اپنی مجلس جمائی اور حجاج کی جماعتیں آپ کے سامنے سے گذرنے لگیں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے ''قرظہ'' بھی تھے، ایک قافلہ گذرا اس میں ایک نوجوان شخص شعر گنگنا رہا تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن جعفرؓ ہیں، آپ نے فرمایا انہیں جانے دو، پھر دوسرا قافلہ گذرا اس میں بھی ایک جوان اشعار پڑھ رہا تھا، معلوم کیا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عمر بن ابی ربیعہ ہیں، آپ نے ان کو بھی جانے کا حکم دیا، اس کے بعد ایک بڑی جماعت گذری جس میں ایک صاحب تھے جن سے لوگ حج کے مسائل پوچھ رہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ میں نے سر منڈانے سے پہلے رمی کرلی؟ اور کوئی پوچھ رہا تھا کہ میں نے رمی سے پہلے سر منڈا لیا؟ وغیرہ۔ (اور وہ سب کو جواب دے رہے تھے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جواب ملا کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ''واللہ دنیا اور آخرت کی عزت وشرافت تو یہی ہے'' (کہ انسان کو دینی مرجعیت حاصل ہو جائے)۔ (الفقیہ والمتفقہ ۴۱)

اس لئے اس شرافت کو حاصل کرنے کے لئے جتنی بھی تگ ودو اور جدوجہد کی جائے وہ کم ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إِذَا مَا اعْتَزَّ ذُوْ عِلْمٍ بِعِلْمٍ — فَعِلْمُ الْفِقْهِ أَوْلىٰ بِاعْتِزَازٍ

فَكَمْ طِيْبٍ يَفُوْحُ وَلاَ كَمِسْكٍ — وَكَمْ طَيْرٍ يَطِيْرُ وَلاَ كَبَازِيٍ

ترجمہ: اگر کوئی علم والا کسی علم سے عزت حاصل کرے تو علم فقہ عزت دلانے میں سب سے زیادہ کارگر ہے، اس لئے کہ کتنی ہی خوشبوئیں پھیلتی ہیں لیکن مشک کی طرح نہیں ہوتیں، اور کتنے ہی پرندے اڑتے ہیں مگر شکرہ کی طرح نہیں اڑتے۔

اور دوسرے شاعر نے کہا:

وَخَيْرُ عُلُوْمٍ عِلْمُ فِقْهٍ لأَنَّهُ — يَكُوْنُ إِلىٰ كُلِّ الْعُلُوْمِ تَوَسُّلاً

فَإِنَّ فَقِيْهاً وَاحِداً مُتَوَرِّعاً — عَلىٰ أَلْفِ ذِيْ زُهْدٍ تَفَضَّلَ وَاعْتَلىٰ

ترجمہ: علوم میں سب سے بہتر علم فقہ ہے کیوں کہ وہ تمام علوم تک پہنچنے کا ذریعہ ہے (اس لئے کہ فقیہ کے لئے لغت واشتقاق سے لے کر تفسیر وحدیث اور دیگر علوم کا جاننا لازم ہے) اور اس لئے کہ ورع وتقویٰ سے متصف ایک فقیہ ایک ہزار نرے زاہدوں سے بڑھ کر فضیلت رکھتا ہے۔ (در مختار مع الشامی ۱/۱۲۲-۱۲۳)

نیز یہ اشعار بھی قابل لحاظ ہیں جو امام محمدؒ کی طرف منسوب ہیں:

تَفَقَّهْ فَإِنَّ الْفِقْهَ أَفْضَلُ قَائِدٍ — إِلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ وَأَعْدَلُ قَاصِدٍ

وَكُنْ مُسْتَفِيْداً كُلَّ يَوْمٍ زِيَادَةً — مِنَ الْفِقْهِ وَأَسْبَحْ فِيْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ

فَإِنَّ فَقِيْهاً وَاحِداً مُتَوَرِّعاً — أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ

ترجمہ: (۱) تفقہ حاصل کرو کیوں کہ فقہ نیکی اور تقویٰ کی طرف لے جانے والا بہترین رہنما اور آسان راستہ ہے۔

(۲) اور ہر روز فقہ سے استفادہ میں زیادتی کر کے علمی فوائد ولطائف کے سمندروں میں غوطہ زنی کیا کرو۔

(۳) اس لئے کہ ایک صاحب ورع وتقویٰ فقیہ شیطان پر ایک ہزار نرے عبادت گزاروں پر بھاری ہے۔

مذکورہ اشعار میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ مبنی برحقیقت ہیں اس لئے کہ تمام علوم اسلامیہ کا منتہی اور مرجع ''علم فقہ'' ہے، بقیہ تمام علوم تفقہ حاصل کرنے کے ذرائع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لغت نحو اور اشتقاق سے لے کر حدیث وتفسیر کا علم اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ حلال وحرام کے بارے میں امتیاز ہو جائے اور دینی اعتبار سے کیا عمل صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟ اس کا پتہ چل جائے۔ اور یہ بات فقہ ہی سے حاصل ہو سکتی ہے، نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دیگر کسی علم کے لئے فقہ میں مہارت ضروری نہیں لیکن کامل فقیہ بننے کے لئے دیگر علوم میں مہارت بھی لازم ہے۔ فقیہ صحیح معنی میں وہی ہوسکتا ہے جو نہ صرف علوم عربیہ پر دستگاہ رکھتا ہو بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حدیث وتفسیر، آثارِ صحابہ اور اقوال سلف پر بھی گہری نظر رکھنے والا ہو، یعنی علوم نقلیہ وعقلیہ کا جامع ہو اسی پر درحقیقت ''فقیہ'' کا اطلاق کیا جاسکتا ہے، اس کے برخلاف جو صرف ناقل کے درجہ میں ہو وہ ''فقیہ'' نہیں بلکہ ''ناقل فقہ'' ہے۔

مسائل جانے بغیر چارہ نہیں

ایک مسلمان ہر بات سے مستغنی ہوسکتا ہے؛ لیکن مسائل شرعیہ کے لازمی علم سے نہ کبھی کوئی مستغنی ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے؛ اس لئے کہ طہارت کا معاملہ ہو یا نماز کا، روزہ یا حج کا معاملہ ہو یا زکوٰۃ کا، نکاح طلاق کا مسئلہ ہو یا وراثت کا، بہرحال مسائل سے واقفیت حاصل کرنی ناگزیر ہوگی، اس کے بغیر کوئی مسلمان اسلام کے مطابق نہ تو اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے حقوق حاصل کرسکتا ہے۔

اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ضروری دینی مسائل سے غافل نہ رہے، اور جب بھی کوئی بات پیش آئے اور اس کے علم میں نہ ہو تو وہ اسے معلوم کرنے کی کوشش کرے، خواہ زبانی ہو یا پڑھ کر ہو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لاَ تَعْلَمُوْنَ. (النحل: ۴۳) سو پوچھ لو جان کار لوگوں سے اگر تم کو علم نہ ہو۔

اسی مقصد سے یہ مجموعہ مسائل مرتب کیا گیا ہے؛ تاکہ مسائل تک بآسانی رسائی ہو سکے، فقہی کتابوں کے حوالہ جات بھی ہر مسئلہ کے ساتھ لکھ دیئے گئے ہیں؛ تاکہ اعتماد میں اضافہ ہو اور اہل علم وارباب افتاء اور طلبہ فقہ کے لئے مراجعت میں آسانی ہو۔ ظاہر ہے کہ تمام مسائل کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ جزئیات فقہ بے شمار ہیں، تاہم کوشش کی گئی ہے کہ ہر باب سے متعلق اہم مسائل جمع ہو جائیں۔ اور ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ آئندہ کی اشاعتوں میں حسب ضرورت مسائل وجزئیات میں اضافہ کیا جاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے قبول فرمائیں اور امت کے لئے نافع بنائیں، آمین۔

❍❖❍

کتاب الطہارت

□ پاکی کے منتخب ضروری مسائل

آیتِ وضو

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ط وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّھَّرُوْا ط وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِنْهُ ط مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (المائدہ: ٦) ○

○

اے ایمان والو! جب تم نماز کو اٹھنے لگوتو اپنے چہروں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی (دھوؤ) کہنیوں سمیت، اور اپنے سروں پر ہاتھ پھیرو اور (دھوؤ) اپنے پیروں کو بھی ٹخنوں سمیت، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو، تو (سارا بدن) پاک کرو، اور اگر تم بیمار ہو، یا حالتِ سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص استنجے سے آیا ہو، یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے، تو تم پاک زمین سے تیمّم (کرلیا) کرو، یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس (زمین پر) سے، اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں؛ لیکن اس کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) یہ منظور ہے کہ تم کو پاک صاف رکھے، اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تمام فرمائے؛ تا کہ تم شکر ادا کرو۔ (حضرت تھانویؒ)

پانی کے مسائل

پانی ایک انمول نعمت

پانی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جا بجا اس نعمت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَهُوَ الَّذِیٓ أَرۡسَلَ الرِّیٰحَ بُشۡراً ۢ بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِهٖ ۚ وَأَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوۡراً ○ لِّنُحۡیِیَ بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتاً وَّ نُسۡقِیَهٗ مِمَّا خَلَقۡنَآ أَنۡعَاماً وَّأَنَاسِیَّ کَثِیۡراً ○

(الفرقان: ۴۸-۴۹)

اور وہی ہے کہ اپنی بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ بشارت لے کر آتی ہیں، اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے؛ تاکہ اس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپاؤں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کردیں۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے:

وَیُنَزِّلُ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمۡ بِهٖ ○ (الأنفال: ۱۱)

اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا؛ تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو (حدثِ اصغر واکبر سے) پاک کردے۔

یہ پانی جہاں پیاس مٹانے کا کام کرتا ہے وہیں ظاہری اور حکمی نجاست دور کرنے کا بھی سب سے بڑا ذریعہ ہے؛ اس لئے اس نعمت کی قدردانی اور شکرگزاری لازم ہے۔

پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آب رسانی کا جو نظام بنایا ہے اس کے اعتبار سے پانی کو اصالۃً طہوریت کی صفت حاصل ہے؛ اسی لئے آیت بالا میں اسے طہور قرار دیا گیا، اب اگر پانی میں نجاست کا حکم لگے گا تو کسی عارض کی وجہ سے لگے گا، ورنہ اصالۃً پانی پاک ہے۔ اسی لئے روایات میں وارد ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا جیسے ’’بئر بضاعۃ‘‘ کے نام سے جانا جاتا تھا، یہ مدینہ منورہ کے نشیبی جانب واقع تھا، جس کی وجہ سے

جب بارشیں ہوتی تھیں تو شہر کا پانی اس پر سے ہوکر گزرتا تھا، جس میں ہر طرح کی گندگیاں شامل ہوتی تھیں؛ تاہم چوں کہ یہ کنواں بڑے سوت والا تھا؛ اس لئے جب اس سے باغات کی سینچائی شروع ہوتی تو اس کا سارا پانی نکل جاتا تھا اور اس کی نجاستیں باقی نہیں رہتی تھیں، پھر بھی لوگوں کو اشکال تھا کہ ہم اس سے وضو کریں یا نہ کریں؟ چناں چہ اس بارے میں سوال کرنے پر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ لاَ يُنَجِّسُهُ شَيْئٌ. (ترمذی شریف ۱/۲۱، حدیث: ۷۰)

پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے اسے کوئی چیز (مستقل طور پر) ناپاک نہیں کرسکتی۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں یہ اشکال تھا کہ سمندر کا پانی جس میں بے شمار مخلوقات رہتی ہیں اور وہ اسی میں مرتی ہیں اور گل سڑ کر ختم ہو جاتی ہیں، ایسے پانی کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الطَّهُوْرُ مَاءُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ. (ترمذی شریف ۱/۲۱، حدیث: ۷۳)

سمندر کا پانی ہی پاک کرنے والا ہے؛ (اس لئے کہ) اس کا مردار (مچھلی) حلال ہے۔

اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اشکال کو ختم فرمادیا کہ چوں کہ سمندری جانوروں میں بہنے والا خون نہیں ہوتا؛ لہٰذا ان کے پانی میں مرجانے کے باوجود وہ پانی ناپاک بھی قرار نہیں دیا جائے گا۔

تاہم اگر پانی میں نجاست اتنی غالب آ جائے کہ اس کے اوصاف کو بدل دے تو اس پر نجاست کا حکم لگادیا جاتا ہے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ إِلَّا مَا غُلِبَ عَلٰى رِيْحِهٖ أَوْ عَلٰى طُعْمِهٖ. (دار قطني ۱/۲۱ حديث: ۴۲، مكتبه دار الإيمان سهارنپور)

پانی پاک کرنے والا ہے الا یہ کہ وہ پانی جس کی بو یا ذائقہ پر (نجاست کا) غلبہ ہوجائے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''پانی کو صرف وہی چیز نجس کرسکتی ہے جو اس کی بو یا ذائقہ کو بدل دے''۔ (دار قطنی ۱/۲۲، حدیث: ۴۴)

البتہ اگر پانی مقدار میں کم ہو (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) تو پھر وہ معمولی نجاست گرنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوکر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر برتن میں ڈالنے سے منع فرمایا۔ (مسلم شریف ۱/۱۳۶، حدیث: ۲۷۸)

نیز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت فرمائی، اس سے حضراتِ فقہاء نے ماء قلیل کی نجاست کا حکم مستنبط فرمایا ہے۔

بہرحال ذیل میں پانی سے متعلق چند ضروری اور منتخب مسائل تحریر کئے جاتے ہیں:

پانی کی قسمیں

طہارت ونجاست کے اعتبار سے پانی کی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں:

(۱) طاہر مطہر: یعنی وہ پانی جو خود بھی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو، جیسے: ماءِ مطلق جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو، مثلاً دریا اور نہر یا چشمہ کا پانی وغیرہ۔

(۲) طاہر مطہر مکروہ: جیسے وہ قلیل پانی جس میں پالتو بلی، کھلی مرغی اور چوہے وغیرہ منہ ڈال دیں، (اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسرا غیر مکروہ پانی موجود ہو تو اس پانی کو استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہیں ہے تو اس سے طہارت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں)

(۳) طاہر غیر مطہر: یعنی وہ پانی جو بذاتِ خود پاک ہو؛ لیکن وہ حدث کو پاک کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، (یعنی اس سے دوبارہ وضو اور غسل معتبر نہ ہو) جیسے: ماءِ مستعمل جس سے کسی حدثِ حکمی کو زائل کیا گیا ہو، نیز عبادت کی نیت سے وضو پر وضو یا کھانے کے لئے ہاتھ دھونے سے ٹپکنے والے پانی کا بھی یہی حکم ہے۔ (البتہ ماءِ مستعمل سے نجاست حقیقیہ زائل کی جاسکتی ہے مثلاً ناپاک کپڑا دھویا جاسکتا ہے)

(۴) نجس: یعنی وہ پانی جس میں کوئی نجاست مل گئی ہو، اب اگر وہ ماءِ قلیل ہے تو نجاست پڑتے ہی پورا پانی نجس ہو جائے گا، اور اگر ماءِ کثیر ہے تو نجاست کا حکم اس وقت ہوگا جب کہ نجاست کا اثر (ذائقہ، رنگ یا بو) پانی میں ظاہر ہو جائے۔

(۵) مشکوک پانی: یہ وہ پانی ہے جس میں گدھے یا خچر نے منہ ڈالا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ دیگر پاک پانی رہتے ہوئے اس سے وضو وغیرہ نہ کرے اور اگر دیگر پانی موجود نہ ہو تو اس سے وضو کرلے؛ لیکن بعد میں تیمّم بھی کرے۔ **أما المیاہ علی خمسة أقسامٍ: طاھرٌ مطھرٌ غیر مکروہٍ: وھو الماء المطلق. وطاھرٌ مطھرٌ مکروہٌ: فھو ما شرب منه الھرة ونحوه وکان قلیلاً. وطاھرٌ غیر مطھرٍ: وھو ما استعمل لرفع حدث أو لقربةٍ الخ. والرابع: ماءٌ نجسٌ: وھو الذی حلت فیه نجاسةٌ الخ. والخامس: ماءٌ مشکوکٌ**

فی طهوریته، وهو ما شرب منه حمار أو بغلٌ. (مراقی الفلاح ۸-۱۱) **فلو کان الماء مستعملاً کفیٰ فی إزالة النجاسات علی المفتی به.** (حاشیة شرح وقایة ۱۲۲/۱، الدر المختار ۳۷/۱، شامی زکریا ۳۵۳/۱، کراچی ۲۰۱/۱)

ماء طاہر مطہر کی قسمیں

جو پانی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ماء جاری: یعنی ایسا پانی جو دیکھنے میں جاری ہو اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ کم از کم تنکے کو بہالے جائے۔ **والجاری هو ما یعدّ جاریاً عرفاً، وقیل ما یذهب بتبنة، والأول أظهر، والثانی أشهر.** (درمختار زکریا ۳۳٤/۱)

(۲) ٹھہرا ہوا کثیر پانی: یعنی وہ پانی جو اگرچہ ٹھہرا ہوا ہو؛ لیکن وہ دیکھنے والے کی نظر میں کثیر ہو، (جس کا اندازہ دس ہاتھ لمبائی چوڑائی مطابق **۲۲۵**/مربع فٹ سے لگایا گیا ہے) (الاوزان المحمودہ ۱۰۱) مثلاً بڑا حوض یا بڑی ٹنکی۔ یہ کثیر ٹھہرا ہوا پانی بھی ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے۔ **وکذا یجوز براکد کثیر کذٰلک الخ، والمعتبر فی مقدار الراکد أکبر رأی المبتلی به فیه الخ، لٰکن فی النهر: وأنت خبیر بأن اعتبار العشر أضبط ولا سیما فی حق من لا رأي له من العوام فلذا أفتی به المتأخرون الأعلام.** (درمختار زکریا ۳۳۹/۱-۳٤۱)

(۳) ٹھہرا ہوا قلیل پانی: یعنی ایسا پانی جس کی مقدار دہ در دہ سے کم ہو، جیسے: کنواں یا چھوٹی ٹنکی۔ **أما القلیل فینجس وإن یتغیر.** (درمختار زکریا ۳۳۲/۱)

ماء جاری کا حکم

جو پانی جاری ہو، جیسے نہر اور ندی یا جاری کے حکم میں ہو، جیسے بڑا حوض یا تالاب تو اس میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا؛ تا آں کہ وہ نجاست اس کے رنگ ذائقہ اور بو کو نہ بدل دے۔ **ویجوز بجار وقعت فیه نجاسة والجاری هو ما یعد جاریاً عرفاً – إلی قوله – إن لم یر أی یعلم أثره.** (درمختار بیروت ۲۹۸/۱-۲۹۹، زکریا ۳۳٤/۱-۳۳۵)

ماء جاری کی گہرائی کتنی ہو؟

ماء جاری کی گہرائی اگراس قدر ہے کہ اگراس میں تنکا یا پتہ ڈالا جائے تو وہ بہہ پڑے تو یہ پانی جاری ہے، اوراگراتنی رفتار بھی پانی میں نہ ہوتو وہ جاری نہیں کہلائے گا۔ **وقال بعضهم : إذا كان بحالٍ لو ألقي فيه تبن أو ورقٌ يذهب بهٖ فهو جارٍ، وإن كان بخلافه فليس بجارٍ.** (المحيط البرهاني ۲۳۸/۱، و مثله في الشامي زكريا بحثاً ۳۳۴/۱)

ماء جاری میں نجاست نظر آ رہی ہو

اگرجاری پانی میں نجاست نظر آ رہی ہوتو اس کے قریب سے وضوکرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ اتنی دور سے پانی لیا جائے جہاں اس نجاست کا اثر نہ پہنچے۔ **فإن كانت النجاسة مرئيةً فإنه لا يتوضأ من الموضع الذي فيه النجاسةُ وإنما يتوضأ من موضع اٰخر.** (المحيط البرهاني ۲۳۹/۱)

ماء جاری کا نجاست پر سے گزرنا

اگر پانی کی نالی میں کوئی نجاست اس طرح گرگئی کہ اکثر پانی اس نجاست سے گذرکرآ گے آ رہا ہے (مثلاً کسی مردار کی لاش اس میں پھنس گئی) تو آ گے آنے والا سب پانی ناپاک سمجھا جائے گا۔اسی طرح مثلاً چھت میں پرنالے کے سرے پر نجاست اٹک گئی اور بارش کا سب پانی اس نجاست سے گذرکرآ رہا ہےتو پرنالے سے گرنے والا پانی ناپاک سمجھا جائے گا۔ اس کے برخلاف اگراکثر پانی نجاست سے نہیں گذرتا، مثلاً نالی بہت چوڑی ہےاورلاش اس کے ایک جانب پھنسی ہوئی ہے یا چھت پرنجاست کسی ایک جانب ہے پرنالے کےسرے پرنہیں ہےتو پرنالے سے بہنے والا بارش کا پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ **وفي الطحاوي والنوازل: لو كان القدر الذي يلاقي الجيفة من الماء دون الذي لا يلاقي الجيفة جازالتوضؤ أسفل منه وإن كان مثله أو أكثر لايجوز الخ. وإن كانت العذرة عند الميزاب إن كان الماء كله أو أكثر أو نصفه يلاقي العذرة فهو نجسٌ وإلَّا فهو طاهرٌ.** (المحيط البرهاني ۲۳۹/۱-۲۴۰، شامي زكريا ۳۳۶/۱)

بڑے حوض کا رقبہ

بڑا حوض جو ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے اور جو نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا اس کا مدار اگرچہ پانی کی کثرت پر ہے؛ لیکن فقہاء نے سہولت کے لئے اس کا اوپری رقبہ کم از کم دس ہاتھ لمبائی چوڑائی (برابر ۴۰ / ذراع مربع) متعین کیا ہے، جس کی پیمائش نئے پیمانوں کے اعتبار سے ۲۲۵ / مربع فٹ یا ۲۰ / مربع میٹر ہے۔ (الاوزان المحمودہ ۱۰۱) **وأنت خبير بأن اعتبار العشر أضبط ولا سيما في حق من لا رأي له من العوام فلهذا أفتى به المتأخرون الأعلام: أي في المربع بأربعين، وفي المدور بستة وثلاثين، وفي المثلث من كل جانب خمسة عشر وربعاً وخمساً بذراع الكرباس.** (درمختار بيروت ۱/۳۰۵، زكريا ۱/۳۴۱-۳۴۲)

حوض کی گہرائی

حوض کی گہرائی کم از کم اتنی ہونی چاہئے کہ چلو سے پانی لینے میں زمین نہ کھلنے پائے۔ **المعتبر في العمق أن يكون بحال لا ينحسر بالاغتراف هو الصحيح .** (الهداية ۱/۳۷، هنديه ۱/۱۸، شامی کراچی ۱/۱۹۳، البحر الرائق کوئٹه ۱/۷۷)

حوض میں نجاست گر جائے؟

اگر کسی بڑے حوض میں ایسی نجاست گر جائے جو پڑنے کے بعد دکھائی نہیں دیتی، جیسے پیشاب خون وغیرہ، تو اس کے چاروں طرف سے وضو کرنا درست ہے۔ اور اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو نظر آتی ہے جیسے مردار جانور، تو اس کے قریب سے وضو نہ کرے؛ لیکن دوسری جانب سے وضو کرسکتا ہے؛ البتہ اگر اتنی مقدار میں نجاست گر جائے کہ پورے حوض کا رنگ یا ذائقہ یا بو بدل جائے تو سارا حوض ناپاک ہوجائے گا۔ **ثم النجاسة إذا وقع في الحوض الكبير كيف يتوضأ منه؟ فنقول النجاسة لا تخلو إما أن تكون مرئية أو غير مرئيةٍ، فإن كانت مرئيةً كالجيفة ونحوها ذكر في ظاهر الرواية أنه لا يتوضأ من الجانب**

الـذی وقـع فیـه الـنجاسة؛ ولکن یتوضأ من الجانب الآخر الخ . ومشائخنا بوراء الـنهـر فـصـلـوا بیـنهما ففی غیر المرئیة أنه یتوضأ من أي جانبٍ کان، کما قالوا جـمیعاً فی الماء الجاری وهو الأصح؛ لأن غیر المرئیة لا یستقر فی مکان واحدٍ بل ینتقل لکونہٖ مائعاً سیالاً بطبعہٖ. (بدائع الصنائع ۱/۲۲۱، حلبی کبیر ۹۹)

نجاست کا اثر پانی میں ظاہر ہوجائے

نجاست کی وجہ سے اگر پانی کا رنگ، ذائقہ اور بو بدل جائے تو پانی ناپاک ہوجاتا ہے، خواہ پانی کم ہو یا زیادہ۔ وبتغیـر أحـد أوصَـافہٖ من لون أوطعم أو ریح ینجس الکثیر ولو جاریاً إجماعاً. (درمختار مع الشامی بیروت ۱/۲۹۶، زکریا ۱/۳۳۲)

ماءِ قلیل میں نجاست گرجائے

ماءِ قلیل (جو دہ دردہ سے کم ہو) کسی بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہوجاتا ہے، اگرچہ اس کا کوئی وصف نہ بدلا ہو، مثلاً بڑی بالٹی یا ٹب میں ایک قطرہ پیشاب گرجائے تو وہ ناپاک ہوجائے گا اگرچہ پیشاب کا اثر ظاہر نہ ہو۔ أما القلیل فینجس وإن لم یتغیر.

(درمختار بیروت ۱/۲۹۶، زکریا ۱/۳۳۲)

خون والا جانور پانی میں گرکر مرجائے

اگر ماءِ قلیل (مثلاً کنواں، ٹنکی یا مٹکا وغیرہ) میں ایسا جانور گرکر مرجائے، جس میں خون ہوتا ہے تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ (مثلاً کبوتر، چڑیا، چوہا وغیرہ) ویـنجس الماء القلیل بموت مـائـی مـعـاش بـری مـولـد فی الأصح. (درمختار) أی من الروایتین لأن له نفسًا سائلة . (شامی بیروت ۱/۲۹۶، زکریا ۱/۳۳۱)

پانی میں مرا ہوا جانور پایا گیا

اگر کوئی مردہ جانور (جس میں بہنے والا خون پایا جاتا ہو) ماءِ قلیل میں پایا جائے اور اس کے

گرنے کا وقت معلوم ہوجائے تو جس وقت سے گرا ہے، اسی وقت سے پانی ناپاک کہا جائے گا،اور اگرگرنے کے وقت کا صحیح علم نہ ہوسکے اور وہ جانور ابھی پھولا پھٹا نہ ہو، تو احتیاطاً جس دن سے علم ہوا ہے اس سے ایک دن اور ایک رات پہلے کی نمازیں لوٹائی جائیں۔ نیز اس صورت میں جو کپڑے وغیرہ دھوئے گئے ہوں وہ بھی ناپاک سمجھے جائیں گے۔ **ویحکم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم.** (درمختار بیروت ۱/٤ ۳۳، زکریا ۱/٥ ۳۷) **وإلا فمذ يوم وليلة إن لم ينتفخ ولم يتفسخ. (تنوير الأبصار) وفي الهداية ومختصر القدوري: أعادوا صلاة يوم وليلة إذا كانوا توضؤا منها وغسلوا كل شئ أصابه ماؤها.** (شامی بیروت ۱/٥ ۳۳، زکریا ۱/٦ ۳۷)

پھولا پھٹا جانور پانی میں ملا

اگر ماءِ قلیل میں خون والا جانور اس حال میں پایا جائے کہ وہ پھول اور پھٹ گیا ہو اور اس کے گرنے کا وقت صحیح معلوم نہ ہو تو احتیاطاً تین دن اور تین راتوں کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ **ومذ ثلاثة أيام ولياليها إن انتفخ أو تفسخ استحساناً.** (درمختار بیروت ۱/٥ ۳۳، زکریا ۱/٧ ۳۷)

چوہے یا بڑی چھپکلی کی دُم پانی میں گر جائے

چوہا یا بڑی چھپکلی جن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اگر ان کی دُم کٹ کر ماءِ قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ لیکن اگر چھپکلی چھوٹی ہو جس میں بہتا ہوا خون نہ ہو، جیسا کہ ہمارے یہاں عام طور پر گھروں میں پائی جاتی ہے، تو اس کی دم گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۵۱/۵) **ولهذا لو وقع ذنب فارة ينزح الماء كله.** (شامی بیروت ۱/٧ ۳۲، المحیط البرہانی ۱/٦ ۲٥) **وكذا الوزغة إذا كانت كبيرةً.** (حلبی کبیر ١٦٦)

پانی میں مینگنی گر جائے

ماءِ قلیل میں اگر بکری وغیرہ کی تر یا خشک مینگنی گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **فلو وقعت في غير زمان الحلب فهو كوقوعها في سائر الأواني فتنجس في الأصح.**

(شامی بیروت ۱/٨ ۳۳، زکریا ۱/٠ ۳۸)

پانی میں غیر خونی جانور گر جائے

اگر پانی میں کوئی ایسا جانور گر کر مر جائے جس میں بہتا خون نہیں ہوتا تو اس کی وجہ سے پانی ناپاک نہیں ہوگا، جیسے: مچھر، پسو، بچھو، مکھی وغیرہ۔ **ویجوز رفع الحدث بما ذکر وإن مات فیه أی الماء ولو قلیلاً غیر دموي کزنبورٍ وعقربٍ وبقٍّ.** (درمختار بیروت ۱/۲۹۴، زکریا ۱/۳۲۹)

پانی میں چھوٹی چھپکلی گر کر مر گئی

اگر پانی میں ایسی چھوٹی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا، گر کر مر جائے تو اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا (یہی حکم بچھو اور دیگر چھوٹے حشرات الارض کا بھی ہے) **یجب أن یعلم أن ما لیس له دم سائلٌ إذا مات فی الماء أو مائعٍ اٰخر سوی الماء لا یوجب تنجس ما مات فیه بریاً کان أو مائیاً عندنا، والأصل فیه ما رویٰ سلمان الفارسی** رضی اللہ عنہ **أن رسول اللّٰہ** صلی اللہ علیہ وسلم **سئل عن إناء فیه طعام أو شرابٌ یموت فیه ما لیس له دمٌ سائلٌ، فقال: ”هو الحلال أکله وشربه والوضوء به“. وهٰذا نص فی الباب.** (المحیط البرهانی ۱/۲۷۰)

چھوٹی چھپکلی پانی میں مر کر پھول پھٹ گئی

اگر چھوٹی چھپکلی پانی میں مر کر پھول پھٹ جائے اور اس کے اجزاء پانی میں مل جائیں تو پانی ناپاک تو نہ ہوگا؛ البتہ ایسے پانی کا پینا مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لئے کہ چھپکلی کا کھانا حلال نہیں، اور مذکورہ پانی پینے سے اس کے اجزاء پیٹ میں چلے جانے کا عین امکان ہے۔ **ویستوي الجواب بین المتفسخ وغیره في طهارة الماء ونجاسته إلا أنه یکره شرب المائع الذي تفسخ فیه؛ لأنه لا یخلو عن أجزاء ما یحرم أکله.** (بدائع الصنائع ۱/۲۳۲)

پانی میں رہنے والے جانوروں کا حکم

جن جانوروں کی زندگی کا مدار پانی پر ہے جیسے مچھلی، سمندری مینڈک، کیکڑا وغیرہ تو ان کی موت

سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ **إن الحیوانات التی لا تعیش إلّا فی الماء – إلی قوله – إذا ماتت هٰذه الحیوانات فی الماء لا یتنجس الماء.** (المحیط البرهانی ۱/۲۷۱، درمختار زکریا ۱/۳۳۰-۳۳۱)

دریائی پرندہ پانی میں مرجائے

پانی پر پڑنے والے دریائی پرندے جیسے سرخ آب اور مرغابی وغیرہ اگر پانی میں مرجائیں اور پانی کم مقدار میں ہوتو ان کی موت کی وجہ سے پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **أما الحیوانات التی لا تعیش فی البر والماء جمیعاً وله دم سائلٌ کالطیر المائی إن مات فی غیر الماء ینجسه الخ، وإن مات فی الماء فقد روی الحسن بن زیاد عن أبی حنیفةؒ أنه ینجس الماء.** (المحیط البرهانی ۱/۲۷۲، درمختار زکریا ۱/۳۳۱، حلبی کبیر ۱۶۵)

خشکی کا مینڈک پانی میں گرکر مرجائے

اگر خشکی میں رہنے والا مینڈک اتنا بڑا ہو کہ اس میں بہتا ہوا خون پایا جاتا ہو، وہ اگر کنویں میں گرکر مرجائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ البتہ اگر چھوٹی سی مینڈکی ہو جس میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، تو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ **والضفدع البریُّ إذا مات فی الماء إن کان کبیراً له دم سائلٌ ینجس الماء، وإن کان صغیراً لیس له دم سائلٌ لا ینجس الماء.** (المحیط البرهانی ۱/۲۷۲، شامی زکریا ۱/۳۳۱)

کچھوا پانی میں گرکر مرگیا

سمندری کچھوا جس میں دم مسفوح نہ پایا جائے اگر وہ ماءقلیل میں مرجائے یا پھول پھٹ جائے تو اس سے پانی ناپاک نہ ہوگا؛ لیکن وہ کچھوا جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اور خشکی ہی میں رہتا ہے اور کبھی پانی میں بھی چلا جاتا ہے، تو اس میں دمِ مسفوح موجود ہوتا ہے، اس کا حکم خشکی کے مینڈک کے مانند ہوگا۔ وہ اگر ماءقلیل میں گرکر مرجائے یا پھول پھٹ جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **وإن کان له دم سائل فإن کان بریاً ینجس بالموت وینجس المائع الذي یموت فیه سواء کان ماء أو غیره، وسواء مات في المائع أو في غیره، ثم وقع فیه کسائر الحیوانات**

الـدموية؛ لأن الدم السائل نجس فينجس ما يجاوره إلا الآدمي إذا كان مغسولاً؛ لأنه طاهر، ألا يرىٰ أنه تجوز الصلوٰة عليه، وإن كان مائياً كالضفدع المائي والسرطان ونحو ذٰلک فإن مات في الماء لا ينجسه في ظاهر الرواية. (بدائع الصنائع ۱/۱ ۲۳)

ويستوي الجواب بين المتفسخ وغيره في طهارة الماء ونجاسته. (بدائع الصنائع ۱/۲ ۲۳)

جنبی کا پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنا

جنبی یا حیض والی عورت اگر پانی میں ہاتھ ڈال دے اور اس کے ہاتھ میں کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ المحدث أو الجنب إذا أدخل يده في الإناء للاغتراف وليس عليها نجاسة لا يفسد الماء يعني لا ينجس ولا يصير مستعملاً.

(حلبی کبیر ۱۵۲، قاضی خاں ۱/۱ ۵)

بندر کا پانی میں ڈبکی لگانا

اگر بندر وغیرہ نے پانی میں اتنی ڈبکی لگائی کہ اس کا لعاب پانی میں ملنے کا یقین ہوجائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ اس لئے کہ بندر کا شمار درندوں میں ہے اور درندوں کا جھوٹا ناپاک ہوتا ہے۔ والقسم الثاني سورٌ نجسٌ – إلى قوله – والقرد لتولد لعابها من لحمها وهو نجسٌ. (طحطاوی ۱۸) وإن وصل لعاب الواقع إلى الماء أخذ الماء حكمه طهارة ونجاسة وكراهة. (طحطاوی ۲۵)

ٹنکی یا کنویں میں پرندوں کی بیٹ

ٹنکی یا کنویں وغیرہ کو پرندوں وغیرہ کی بیٹ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے؛ لیکن اگر انتظام کے باوجود پرندے پانی میں بیٹ کردیں تو ضرورۃً پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا؛ تا آں کہ نجاست کا اثر غالب نہ ہوجائے۔ ولا نزح في بول فارةٍ في الأصح الخ. ولا بخرء حمامٍ وعصفورٍ وكذا سباع طيرٍ في الأصح لتعذر صونها عنه. (درمختار وحققه الشامي بحثاً بیروت ۱/۷ ۳۳، زکریا ۱/۹ ۳۷، المحیط البرہانی ۱/۱ ۲۶)

استعمال شدہ پانی کا حکم

وضو یا غسل میں جو پانی استعمال ہوتا ہے اگر اس میں ظاہری نجاست شامل نہ ہو تو وہ اگرچہ خود پاک ہے؛ لیکن اس سے دوبارہ طہارت حاصل کرنا یعنی وضو اور غسل کرنا درست نہیں؛ البتہ ناپاک کپڑا وغیرہ اس سے پاک کیا جاسکتا ہے۔ **وهو طاهر - إلى قوله - وحكمه أنه ليس بطهور لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد.** (درمختار) **أي نجاسة حقيقة فإنه يجوز إزالتها بغير الماء المطلق من المائعات.** (شامی بیروت ۳۱۴/۱، زکریا ۳۵۳/۱)

مستعمل پانی کا کپڑوں میں لگ جانا

اگر وضو یا غسل کا مستعمل پانی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔ **وأما ما مسح بالمنديل أو تقاطر على الثوب فهو مستعملٌ إلا أنه لا يمنع جواز الصلاة لأن ماء المستعمل طاهر عند محمدؒ.** (البحر الرائق ۱۶۹/۱، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۲۵/۵)

مردے کے غسل میں استعمال شدہ پانی کا حکم

میت کو غسل دینے کے لئے جو پانی استعمال ہوا ہو وہ ناپاک ہے؛ لہٰذا اگر مردے کو غسل دیتے وقت کپڑوں پر زیادہ چھینٹیں آجائیں تو کپڑے بھی ناپاک ہو جائیں گے۔ **وإنما أطلق محمد نجاستها لأنها لا تخلو عن النجاسة غالباً، أقول قد يقال إنه مبني على ما هو قول العامة واعتمده في البدائع من أن نجاسة الميت نجاسة خبث لأنه حيوان دموي لا نجاسة حدث.** (شامی بیروت ۳۱۱/۱، زکریا ۳۴۹/۱)

غسلِ جنابت کے وقت اگر بدن کا پانی برتن میں گر جائے

غسلِ جنابت کے دوران اگر بالٹی وغیرہ میں کوئی قطرہ گر جائے تو اس سے پانی اور برتن

ناپاک نہ ہوگا، بشرطیکہ بدن پر ظاہری نجاست نہ ہو، اور اگر بدن کا مستعمل پانی بڑی مقدار میں بہہ کر بالٹی میں چلا جائے تو یہ سب پانی طہارت کے قابل نہ رہے گا۔ **جنب اغتسل فانتضح من غسله شيئ في إناء ه لم يفسد عليه الماء، أما إذا كان يسيل منه سيلانا أفسده.**

(عالمگیری ۱/۲۳، حلبی کبیر ۱۵۳)

دھوپ سے گرم پانی کا حکم

جو پانی دھوپ میں قصداً گرم کیا گیا ہو اس سے وضو یا غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ اس لئے کہ اس سے سفید داغ کے مرض کا اندیشہ ہے، اسی بنا پر حدیث میں اس سے ممانعت وارد ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: نهیٰ رسول اللّٰه ﷺ أن يتوضأ بالماء المشمس أو يغتسل بهٖ. وقال: "إنه يورث البرص".** (دار قطنی حدیث: ۸۴) **قال الشامی بحثاً: فقد علمت أن المعتمد الكراهة عندنا لصحة الأثر وإن عدمها رواية، والظاهر أنها تنزيهية عندنا أيضاً.** (شامی زکریا ۱/۳۲۵)

راستہ کی چھینٹوں کا حکم

برسات وغیرہ کے زمانہ میں راستوں کی جو چھینٹیں کپڑوں پر لگ جاتی ہے، ان کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کو کسی ضرورت سے بار بار ایسے کیچڑ والے راستوں پر جانا پڑتا ہو اور اس کے لئے ہر مرتبہ کپڑوں کا دھونا دشوار ہو تو ایسے شخص کے حق میں ضرورۃً راستہ کی چھینٹیں معاف ہیں اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں؟ اور انہی کپڑوں کے ساتھ اس کی نماز درست ہو جائے گی؛ لیکن اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کو بار بار راستوں میں آنے جانے کی ضرورت نہ ہو، اور وہ ان چھینٹوں سے بچ سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے تھوڑی بہت چھینٹیں تو معاف ہوں گی؛ لیکن اگر بہت زیادہ چھینٹیں ایسے شخص کے کپڑوں پر لگ جائیں تو ان کو معاف قرار نہیں دیا جائے گا، پس انہیں دھو کر ہی اس کے لئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہوگا۔ **وطين الشوارع عفو وإن ملأ الثوب للضرورة، ولو مختلطاً بالعذرات وتجوز الصلوٰة معه الخ. بل الأشبه**

المنع بالقدر الفاحش منه إلا لمن ابتلي به بحيث يجيء ويذهب في أيام الأوحال في بلادنا الشامية؛ لعدم انفكاك طرقها من النجاسة غالباً مع عسر الاحتراز بخلاف من لا يمر بها أصلاً في هٰذه الحالة فلا يعفى في حقه، حتى أن هٰذا لا يصلي في ثوب ذاك. (شامی زکریا ۱/۵۳۱، کراچی ۱/۳۲٤)

برسات میں سڑکوں پر بہنے والے پانی کا حکم

تیز بارش میں سڑکوں پر بہنے والا پانی اگر نجاست ملنے کی وجہ سے اس کا رنگ یا بو بدل جائے، جیسا کہ عموماً شہروں کی گلی کوچوں میں ابتدائی بارش کے وقت دیکھا جاتا ہے تو یہ پانی ناپاک ہوگا، اگر یہ بدن یا کپڑوں میں لگ جائے تو اس کا پاک کرنا ضروری ہوگا؛ لیکن اگر تیز بارش دیر تک ہوتی رہی، جس کی بنا پر گندگی بہہ کر آگے چلی گئی، اور پانی صاف ستھرا نظر آنے لگا، یا پہلے ہی سے سڑک صاف ستھری تھی، اس پر پانی بہہ پڑا، یا گاؤں دیہات کے کچے راستوں پر بارش کا پانی مٹی میں مل کر بہنے لگا تو اس پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا، اور اس کا حکم ماء جاری کی طرح ہوگا۔ سئل أبو نصر عن ماء الثلج الذي يجري على الطريق، وفي الطريق سرقين ونجاسات يتبين فيه أيتوضأ به؟ قال: متى ذهب أثر النجاسة ولونها جاز، وفي الحجة: ماء الثلج والمطر يجري في الطريق إذا كان بعيداً من الأرواث يجوز التوضي به بلا كراهة. (فتاویٰ تاتارخانية ۱/۲۹۸ رقم: ٤٨۱) وبتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً. أما القليل فينجس وإن لم يتغير. (درمختار مع الشامي زكريا ۱/۳۳۲)

نجاست وطہارت

پاکی کی اہمیت

شریعت اسلامی میں طہارت اور پاکی کی بڑی اہمیت ہے؛ اس لئے کہ نماز جیسی اہم ترین اسلامی عبادت کی صحت طہارت پر موقوف ہے، اگر طہارت ہی نہ ہوتو یہ عبادت معتبر نہیں ہوتی، ارشاد نبوی ہے:

مِفْتَاحُ الصَّلاةِ الطُّهُوْرُ. نماز کی چابی طہارت ہے۔

(ترمذی شریف ۲/۱)

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

لَا تُقْبَلُ صَلاةٌ بِغَيْرِ طَهُوْرٍ. کوئی نماز بغیر طہارت کے معتبر نہیں ہے۔

(ترمذی شریف حدیث: ۱)

طہارت کی عظمت بیان کرتے ہوئے ایک حدیث میں آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْإِيْمَانِ. پاکی آدھا ایمان ہے۔

(مسلم شریف ۱۱۸/۱)

نیز قرآنِ کریم میں قبا کے باشندوں کی طہارت پسندی کی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی:

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ (التوبہ: ۱۰۸) اس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو، اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

اور ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے پاکی حاصل کرنے والے سے اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ سے فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○ (البقرۃ: ۲۲۲) بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔

نیز پاکی ناپاکی کے باقاعدہ احکامات نازل ہوئے، نجاستوں کو زائل کرنے، استنجاء کرنے، وضو، غسل اور تیمّم کے طریقے اہمیت کے ساتھ عمل کر کے بتائے گئے، جن کی تفصیلات کتب حدیث وفقہ میں موجود ہیں، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت میں طہارت ونظافت کا کتنا اہم اور بلند مقام ہے۔ احادیث مبارکہ

میں خاص کر ان مقامات کی نشان دہی کی گئی ہے جن میں عموماً احتیاط نہیں کی جاتی، اور بتایا گیا ہے کہ یہ معمولی سمجھی جانے والی لاپرواہی کتنے بڑے عذاب کا ذریعہ بن سکتی ہے، چناں چہ حدیث میں ہے کہ آں حضرت ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا، آپ نے فرمایا کہ: ''ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے، اور یہ عذاب کسی ایسے گناہ کی وجہ سے نہیں ہو رہا جس کو تم بڑا سمجھتے ہو؛ بلکہ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے پر عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے کو چغل خوری کی سزا مل رہی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۴۲)

اور دوسری جگہ ارشادِ نبوی ہے: ''پیشاب سے بچو؛ اس لئے کہ اکثر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے''۔ نیز فرمایا: ''پیشاب سے بچتے رہو؛ اس لئے کہ قبر میں سب سے پہلے اسی کی وجہ سے عذاب ہوگا''۔ (مظاہر حق ۱/۱۳۵)

اسی طرح متعدد احادیث میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے یا ایسی جگہ پیشاب کرنے کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے، جہاں پیشاب کی چھینٹیں کپڑوں پر لگنے کا امکان ہو۔ الغرض نجس چیز سے دور رہنے کا حکم دیا گیا؛ اس لئے بہت ضروری ہے کہ ہم پاکی ناپاکی کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں، اور اپنے گھروں میں طہارت کا ماحول بنائیں۔ اسی مقصد سے ذیل میں چند منتخب مسائل بالترتیب بیان کئے جارہے ہیں:

چھت سے ٹپکنے والے پانی کا حکم

اگر چھت پر جابجا نجاست پڑی ہوئی ہو اور اسی درمیان بارش ہونے لگے اور چھت سے پانی نیچے ٹپکنے لگے، تو اس میں قدرے تفصیل ہے: (۱) اگر بارش مسلسل موسلا دھار ہو رہی ہے اور اسی درمیان میں چھت ٹپکنی شروع ہوگئی تو یہ ماءِ جاری کے حکم میں ہے اور پاک ہے، جب تک بارش ہوتی رہے گی اس ٹپکنے والے پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔ (۲) اور بارش رک جانے کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ پوری چھت پر ناپاکی ہے یا بعض حصہ پر ہے، اگر پوری چھت یا اکثر حصہ پر ناپاکی موجود ہے تو ٹپکنے والا پانی ناپاک ہے، اور اگر بعض حصہ پر ناپاکی ہے تو ٹپکنے والا پانی ناپاک نہیں کہا جائے گا۔ **لٰکن الصحیح أنہ ینظر فی الذی یسیل من السقف و الثقب إن کان مطراً دائماً لم ینقطع بعد فما سال من الثقب فھو طاھرٌ، و أما إذا انقطع المطر و سال من السقف شئ فما سال فھو نجسٌ.** (المحیط البرھانی ۱/ ۲٤۰)

پاک آدمی کا کنویں یا ٹنکی میں اترنا

اگر کوئی باوضو شخص پانی لینے یا صفائی کرنے یا کسی اور غرض سے کنویں یا ٹنکی میں اترے اور

اس کے بدن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو تو اس کے باہر آنے سے کنویں یا ٹنکی کے پانی کو نکالنا ضروری نہیں ہے۔ **أما القسم الذی لا یستحب فیه نزح بعض الماء فی الآدمی الطاهر إذا دخل فی البئر لطلب الدلو أو للتبرد، ولیس علی أعضاء ہ نجاسة، وخرج منها حیاً. وهٰذا جواب ظاهر الروایة.** (المحیط البرهانی ۲۵۳/۱، درمختار زکریا ۳۶۹/۱)

انڈے کا چھلکا پاک ہے

مرغی وغیرہ کا انڈا اگر پانی میں گر جائے تو اس سے پانی ناپاک نہ ہوگا؛ اس لئے کہ انڈے کا ظاہری چھلکا بہر حال پاک ہے۔ **البیضة إذا وقعت من الدجاجة فی الماء أو فی المرقة لا تفسده.** (حلبی کبیر ۱۵۰)

دودھ دوہتے ہوئے بکری کی مینگنی بالٹی میں گر گئی

اگر بکری کا دودھ دوہتے ہوئے مینگنی دودھ کے برتن میں گر جائے اور پھر اسے فوراً نکال کر پھینک دیا جائے تو دودھ ناپاک نہ ہوگا۔ **وإذا حلب شاةٌ أو ضأنٌ فوقع بعرةٌ فی المحلب حکی عن المتقدمین من المشائخ رحمهم اللّٰه تعالیٰ أنهم توسعوا فی ذٰلک إذا رمی عن ساعته.** (المحیط البرهانی ۲۶۱/۱، درمختار زکریا ۳۸۰/۱)

اڑتے ہوئے جانوروں کی بیٹ کا حکم

اڑتا ہوا کوئی پرندہ خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم ہو، وہ اگر کپڑے پر بیٹ کر دے تو وہ ناپاک نہیں ہے، اسی حالت میں نماز پڑھنا درست ہے۔ **وأما زرق ما لا یؤکل لحمه نحو سباع الطیور کالصقر والباز وغیرهما من الحدأة وأشباهها فهو طاهرٌ فی قول أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما اللّٰه تعالیٰ.** (المحیط البرهانی ۳۶٤/۱، درمختار زکریا ۳۷۹/۱)

چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب کا حکم

چمگادڑ کی بیٹ اور اس کا پیشاب ناپاک نہیں ہے؛ اس لئے کہ اس سے بچنا دشوار ہے۔

وبول الخفاش و خرءہٗ لیس بشئ لأنه لا یستطاع الامتناع عنه. (المحیط البرهانی ۳٦٧/١، درمختار زکریا ۵۲۳/۱)

ناپاک خشک زمین پر تر پیر رکھنا

اگر خشک ناپاک زمین یا دری پر بھیگا پیر رکھ لیا اور رُک کر کھڑا نہیں ہوا؛ بلکہ چلتا رہا اور نجاست کا اثر پیر پر ظاہر نہیں ہوا، تو اس کے پیر ناپاک نہیں ہوئے۔ اور اگر رک کر کھڑا ہوگیا جس کی وجہ سے نجاست کا اثر ظاہر ہوگیا تو پیر ناپاک ہوجائیں گے۔ وإذا وضع رجله علی أرض نجسةٍ أو علی لبد نجسٍ إن کان الرجل رطباً والأرض أو اللبد یابساً وهو لم یقف علیه بل مشیٰ لا یتنجس رجله. (المحیط البرهانی ۳٦٨/١) نام أو مشی علی نجاسةٍ إن ظهر عینها تنجس وإلاَّ لا. (درمختار مع الشامی زکریا ۵٦٠/١، هندیه ٤٧/١)

تر زمین پر خشک پیر رکھنا

اور اگر پیر خشک تھے؛ لیکن زمین یا فرش ناپاک اور تر تھا اور اس نے اس پر پیر رکھ دیا اور تری کا اثر پیر پر ظاہر ہوگیا تو پیر ناپاک ہوجائے گا، اور اگر معمولی نمی آئی تو نجاست کا حکم نہ ہوگا۔ ولو کان الرجل یابساً والأرض رطبةً فظهرت الرطوبة للرجل یتنجس رجله. (المحیط البرهانی ۳٦٨/١، درمختار مع الشامی زکریا ۵٦٠/١) ولا تعتبر النداوة هو المختار. (هندیه ٤٧/١)

ناپاک ڈھیلا دریا میں مارنے سے پڑنے والی چھینٹوں کا حکم

اگر کسی شخص نے نجس ڈھیلا جاری پانی یا دریا میں مارا جس سے پانی کی چھینٹیں اڑ کر اس کے کپڑوں پر لگیں، تو یہ دیکھا جائے گا کہ اڑنے والی چھینٹوں میں نجاست کا اثر ہے یا نہیں، اگر اثر ظاہر ہو تو کپڑا ناپاک قرار دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ سئل خلف رحمه الله عمن ألقیٰ حجراً ملطخاً بالعذرة في نهر کبیر جارٍ فارتفعت قطراتٌ من الماء فأصابت ثوبه، قال: إن کان ذٰلک من الماء المتصل بالحجر فسد، وإن کان ذٰلک من غیر ذٰلک

الـماء فلا بأس بہ. (المحيط البرهاني ٣٦٩/١) **لو وقعت أى النجاسة فى نهرٍ فأصاب ثوبه إن ظهر أثرها تنجس وإلا لا.** (درمختار زكريا ٥٦٠/١، حلبى كبير ١٩٠)

ناپاک کپڑے کی چھینٹوں کا حکم

ناپاک کپڑا دھوتے ہوئے اگر کچھ معمولی چھینٹیں بدن یا کپڑوں پر لگ جائیں تو وہ معاف ہیں، ان سے بدن ناپاک نہ ہوگا؛ البتہ احتیاط سے دھونا چاہئے؛ لیکن اگر ناپاک چھینٹیں بالٹی یا لوٹے میں گر جائیں تو وہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **البول المنتضح قدر رؤس الإبر معفو للضرورة وإن امتلأ الثوب كذا فى التبيين الخ. هٰذا إذا كان الانتضاح على الثياب والأبدان، أما إذا انتضح فى الماء فإنه ينجسه ولا يعفى عنه الخ.** (عالمگیری ٤٦/١، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ٣٧٤/١)

مٹی کا تیل اور پٹرول پاک یا ناپاک

مٹی کا تیل اور پٹرول (جب کہ ان میں کوئی اور نجاست نہ ملی ہو) فی نفسہٖ پاک ہے اس سے کپڑا وغیرہ دھونا درست ہے؛ البتہ اس سے وضو اور غسل کرنا درست نہیں ہے۔ **يجوز رفع نجاسةٍ حقيقيةٍ عن محلها بماء ولو مستعملاً وبكل مائعٍ طاهرٍ قالعٍ للنجاسة ينعصر بالعصر.** (التنوير مع الدرالمختار بيروت ٤٤٢/١، زكريا ٥٠٩/١-٥١٠، فتاویٰ محمودیه ٢١/٧)

حالتِ جنابت کا پسینہ

حالتِ جنابت میں نکلنے والا پسینہ پاک ہے، وہ اگر کپڑوں کو لگ جائے یا ماءِ قلیل میں ٹپک جائے تو کپڑا اور پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ **فسؤر آدمي مطلقاً ولو جنباً أو كافرًا طاهرٌ بلا كراهةٍ.** (درمختار بيروت ٣٤٠/١، زكريا ٣٨١/١) **وحكم عرق كسؤر.** (درمختار بيروت ٣٤٥/١، زكريا ٣٨٩/١)

مچھر، جوں اور کھٹمل کا خون

مچھر، مکھی، کھٹمل، جوں وغیرہ کا خون لگنے سے کپڑا وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا؛ کیوں کہ ان میں

بہنے کے لائق خون نہیں پایا جاتا۔ **ودم البق والبراغيث والقمل والكتان طاهر وإن كثر.** (هنديه ١/٤٦)

گوبر کی راکھ پاک ہے

جلنے کے بعد اپلوں (سکھایا ہوا گوبر) کی راکھ پاک قرار دی گئی ہے؛ لہٰذا اس کی آگ میں پکی ہوئی روٹی بھی پاک ہے۔ **إن النار مطهرة للروث والعذرة فقلنا بطهارة رمادها تيسيراً.** (الأشباه والنظائر قديم ١٢٧) **لا يكون نجساً رماد قذرٍ وإلا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار** (درمختار) **وفي الشامي بحثاً: فمفاده أن عموم البلوىٰ علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين فتدبر.** (شامی کراچی ١/٣٢٦، زکریا ١/٥٣٣)

مٹی کے گارے میں گوبر ملانا

اگر پاک مٹی کے ساتھ گوبر ملا کر گارا بنایا جائے یا اس سے زمین لیپی جائے تو اس گارے پر بر بنائے ضرورت ناپاکی کا حکم نہیں لگے گا۔ **بخلاف السرقين إذا جعل فيه الطين لأن في ذٰلك ضرورةً.** (شامی زکریا ٢/٤٢٩، فتاویٰ تاتارخانية زکریا ١/٤٣٤)

سیمینٹ کے مسالہ میں ناپاک پانی ملانا

اگر ناپاک پانی سے سیمینٹ کو گھول کر مسالہ بنایا جائے تو اس مسالہ کو ضرورۃً ناپاک نہیں کہیں گے۔ **والتراب الطاهر إذا جعل طيناً بالماء النجس أو عكسه، والفتوىٰ على أن العبرة للطاهر أيهما كان.** (الأشباه والنظائر قديم ١٢٨)

ناپاک ایندھن سے گرم کئے ہوئے پانی کا حکم

ناپاک لکڑی سے گرم شدہ پانی ناپاک نہیں ہے، اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴/۱۴۷)

چوہے کی مینگنی کھانے میں ملی

اگر چوہے کی مینگنی پکے ہوئے چاول یا سالن میں ملی تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ مینگنی ٹھوس ہے یا گھل گئی ہے، اگر ٹھوس ہے تو اسے نکال کر پھینک دیا جائے اور کھانا کھالیا جائے، اور اگر گھل گئی ہے تو جب تک اس کا رنگ یا ذائقہ کھانے میں ظاہر نہ ہو تو اس کھانے کو ناپاک نہیں کہا جائے گا؛ البتہ اگر اس کے اثرات ظاہر ہو جائیں مثلاً بو آنے لگے تو پھر کھانا ناپاک قرار دیا جائے گا۔ **خبز وجد في خلاله خرء فارةٍ فإن كان الخرء صلباً رمي به وأكل الخبز، ولا يفسد خرء الفارةِ الدهن والماء والحنطة للضرورة إلا إذا ظهر طعمه أو لونه في الدهن ونحوهٖ لفحشهٖ وإمكان التحرز منه حينئذٍ.** (درمختار کراچی ۷۳۲/۶، مسائل شتی)

گیہوں کے ساتھ مینگنی پس جائے

اگر گیہوں کے ساتھ چوہے کی دو چار مینگنی پس گئیں تو آٹا ناپاک نہ ہوگا؛ لیکن اگر اتنی زیادہ مینگنی پس گئیں کہ اس کا رنگ یا ذائقہ ظاہر ہو گیا تو آٹا ناپاک ہو جائے گا۔ **في القهستاني عن المحيط: خرء الفارة لا يفسد الدهن والحنطة المطحونة مالم يتغير طعمها، قال أبو الليث: وبهٖ نأخذ.** (شامی زکریا ۱۰/۴۵۴، حلبی کبیر ۱۵۰)

ہینڈ پمپ اور ناپاکی کے ٹینک میں کتنا فصل ہونا چاہئے؟

بیت الخلاء کے ٹینک سے کنواں یا ہینڈ پمپ (یا سمر سیبل) وغیرہ اتنے فاصلہ پر ہونا چاہئے کہ ناپاکی کا اثر نکالے جانے والے پانی میں ظاہر نہ ہو، اس کی مقدار فقہاء نے کم از کم پانچ ہاتھ لکھی ہے؛ لیکن یہ حتمی نہیں ہے، اصل مدار اثر ظاہر نہ ہونے پر ہے۔ اگر ناپاکی کا اثر واضح طور پر ظاہر ہو جائے تو نکالا جانے والا پانی ناپاک ہوگا، اور اگر اثر ظاہر نہ ہو تو ناپاک نہ ہوگا (موجودہ دور میں اچھے قسم کے موٹر اور ہینڈ پمپ کے پائپ اتنے گہرے لگائے جاتے ہیں کہ اوپر کی نجاستوں کا کوئی اثر ان کے پانی میں ظاہر نہیں ہوتا؛ اس لئے ان سے لیا جانے والا پانی پاک ہے) **قال شمس**

الأئمة الحلوانيؒ: ليس هٰذا بتقدير لازم بل الشرط أن يكون بينهما برزخٌ يمنع خلوص طعم البالوعة أو ريحها إلى ماء البئر ولا يقدر هٰذا بالذرعان حتى إذا كان بينهما عشرة أذرعٍ، وكان يوجد فى البئر أثر البالوعة فماء البئر نجسٌ، وإن كان بينهما ذراع واحدٌ وكان لا يوجد أثر البالوعة فى البئر فماء البئر طاهرٌ.

(المحيط البرهانى ١/ ٢٦٧، درمختار و شامى زكريا ١/ ٣٨١)

آدمی کا جھوٹا پاک ہے

آدمی کا لعاب اور اس کا جھوٹا شرعاً پاک ہے اور اس میں مسلمان، کافر، وضو، بےوضو، حائضہ، غیر حائضہ میں کوئی فرق نہیں، بشرطیکہ منہ میں کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو۔ **أما الطاهر الذى لا كراهة فيه فسؤر الأدمى الخ، ويستوى فيه المسلم والكافر عندنا الخ، ولذا يستوى فيه الطاهر والمحدثُ والجنبُ والحائضُ مما روي عن عائشة رضي الله عنها قالت: إن رسول الله ﷺ كان يشرب من الإناء الذي شربت فيه وأنا حائض، وربما كان يضع فمه على موضع فمي.** (رواه مسلم في كتاب الحيض رقم: ٤٥٣، وأبو داؤد في الطهارة رقم: ٢٢٦، وابن ماجة في الطهارة وسننها ٦٣٥، المحيط البرهاني ١/ ٢٨٢- ٢٨٣، درمختار و شامى زكريا ١/ ٣٨١)

سونے والے کی رال کا حکم

سونے والے شخص کے منہ سے نکلنے والی رال پاک ہے۔ **لعاب النائم طاهر.** (عالمگیری ١/ ٤٦) **كماء فم النائم فإنه طاهرٌ مطلقاً به يفتى.** (درمختار بيروت ١/ ٢٣٩، زكريا ١/ ٢٦٦)

میت کا لعاب ناپاک ہے

انتقال کے بعد میت کے منہ سے جو پانی وغیرہ نکلے وہ شرعاً ناپاک ہے۔ **بخلاف ماء فم الميت فإنه نجس.** (درمختار بيروت ١/ ٢٣٩، درمختار زكريا ١/ ٢٦٦، هنديه ١/ ٤٦)

دودھ پیتے بچے کا پیشاب ناپاک ہے

دودھ پیتے بچہ کا پیشاب بھی اسی طرح ناپاک ہے جیسا کہ بڑے آدمی کا پیشاب ناپاک

ہوتا ہے؛ البتہ حدیث میں دودھ پیتے بچہ کے پیشاب کے پاک کرنے کے طریقہ میں قدرے تخفیف کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ بڑے آدمی کے پیشاب کو پاک کرنے کے لئے تو رگڑنے اور اچھی طرح نچوڑنے کی ضرورت پڑتی ہے، جب کہ بچہ کے پیشاب کو پاک کرنے کے لئے اوپر سے پانی بہادینا کافی ہے، زیادہ مبالغہ کی ضرورت نہیں۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها قالت: اتی رسول اللّٰه ﷺ بصبی یرضع فبال فی حجرہٖ فدعا بماءٍ فصبه علیه.** (مسلم شریف ١/١٣٩) **وفی فتح الملهم: قال محمد رحمه اللّٰه تعالیٰ وبهٰذا نأخذ، تتبعه إیاه غسلاً حتی تنقیه، وهو قول أبی حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ.** (فتح الملهم ١/٤٥٠، وهٰکذا فی شرح النووی علی المسلم ١/١٣٩، شامی زکریا ١/٥٢٣)

دودھ پیتے بچہ کی قے کا حکم

دودھ پیتے وقت بچہ اگر منہ بھر کر قے کردے تو شرعاً نجس ہے؛ لہٰذا اگر وہ کپڑوں وغیرہ میں لگ جائے تو اسے دھوئے بغیر نماز درست نہ ہوگی۔ **وهو نجسٌ مغلظٌ ولو من صبیٍ ساعة ارتضاعه هو الصحیح لمخالطة النجاسة، ذکره الحلبی.** (درمختار بیروت ١/٢٣٩، زکریا ١/٢٦٦) **وفی الفتح: صبیٌ ارتضع ثم قاء فأصاب ثیاب الأم إن کان ملأ الفم فنجس، فإذا زاد علی قدر الدرهم منع.** (شامی بیروت ١/٢٤٢، زکریا ١/٥١٠، حلبی کبیر ١٢٩)

آدمی کی کھال کا حکم

آدمی کی کھال حکماً ناپاک ہے اگر اس کا کوئی ٹکڑا ماء قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوجائے گا؛ البتہ آدمی کی ہڈی یا دانت وغیرہ یا ایسے اجزاء جن میں زندگی کے آثار ظاہر نہیں ہوتے وہ پاک ہیں، ان کے پانی میں گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا۔ **وجلد الاٰدمی إذا وقع منه مقدار ظفر فی الماء یفسد الماء لأنه نجس الخ. وفی فتاویٰ قاضی خاں: عظم الإنسان إذا وقع فی الماء لا یفسده لأنه طاهر بجمیع أجزائهٖ الخ. قال الحلبی بحثاً: فیجب**

أن يحمل على أن المراد جميع أجزائه التى لا تحلها الحياة. (حلبی کبیر ۱۵۴-۱۵۵)

مردار کی ہڈی اور بال کا حکم

مردار جانور کی ہڈی، پٹھے، سینگ، بال اور کھر وغیرہ جن میں زندگی کے آثار نہیں ہوتے، پاک ہیں، بشرطیکہ ان میں چربی یا خون وغیرہ کی چکناہٹ نہ ہو۔ **وعصب الميتة وعظمها وقرنها وريشها وشعرها وصوفها وزلفها وكذا حافرها ومخلبها وكل ما تحله الحياة منها طاهر إذا لم يكن عليها دسومةٌ.** (حلبی کبیر ۱۵۴)

پالتو بلی کے جھوٹے کا حکم

اگر پالتو بلی پانی یا کھانے کی کسی چیز میں منہ ڈال دے تو وہ پانی ضرورۃً ناپاک تو نہیں ہوتا؛ لیکن مکروہ ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کیا جائے، تاہم اگر وضو کرلیا تو درست ہوجائے گا؛ (لیکن اگر بلی چوہا کھا کر فوراً کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن اور پانی وغیرہ قطعاً ناپاک ہوجاتا ہے)۔ **وذكر فى صلاة الأصل المستحب أن لا يتوضأ بسؤر الهرة، وإن توضأ به أجزأه.** (المحیط البرهانی ۲۸۶/۱، حلبی کبیر ۱۶۸) **إذا أكلت فارةً وشربت من إناء على فورها ذلك يتنجس الماء بلا خلافٍ.** (المحیط البرهانی ۲۸۷/۱، درمختار زکریا ۳۸۳/۱، حلبی کبیر ۱۶۹، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۳۵۲/۱)

جنگلی بلی کے جھوٹے کا حکم

جنگلی بلی کا جھوٹا مطلقاً ناپاک ہے؛ لہٰذا اگر وہ پانی میں منہ ڈال دے تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ **إذ الوحشى سؤرها نجس.** (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۸)

بلی کا جھوٹا کھانا کھانا

اگر بلی نے دودھ کی پتیلی میں منہ ڈال کر کچھ پی لیا یا پلیٹ میں رکھے ہوئے سالن میں سے کچھ کھالیا، تو یہ بچا ہوا کھانا کھانا یا دودھ پینا مکروہ ہے، بہتر ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے۔ **الهرة**

إذا أكلت بعض الطعام كره للرجل أن يأكل الباقي. (المحيط البرهانی ۲۸۸/۱، درمختار زکریا ۳۸٤/۱، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۳۵۲/۱)

ہاتھی دانت پاک ہیں

ہاتھی دانت شرعاً پاک ہیں؛ لہٰذا اس کا استعمال اور بیع وشراء سب جائز ہے۔ **وعظمه طاهر يجوز بيعه والانتفاع به الخ.** (حلبی کبیر ۱۵٤)

مرغی کا پانی کے برتن میں منہ ڈالنا

مرغی کے جھوٹے کے بارے میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف:- اگر اس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے، جیسا کہ عام طور پر پنجروں میں بند مرغیوں کا حال ہوتا ہے تو ایسی مرغیوں کے پانی میں چونچ ڈالنے سے پانی ناپاک یا مکروہ نہ ہوگا۔

ب:- اگر اس بات کا یقین یا غالب گمان ہو کہ ان کی چونچ میں ناپاکی لگی ہوئی ہے، مثلاً وہ مرغی اسی وقت نجاست کھا کر آئی ہو، تو ایسی مرغی کے پانی میں منہ ڈالنے سے وہ پانی بلاشبہ ناپاک ہوجائے گا۔

ج:- اور اگر مرغی کھلی پھرنے والی ہو، وہ پاک چیزیں بھی کھاتی ہو اور نجاست بھی کھا جاتی ہو، اور بظاہر نجاست کا اثر چونچ پر نمایاں نہ ہو، تو ایسی مرغیوں کا استعمال کردہ پانی مشکوک ہے، اور اس کا استعمال مکروہ کہلائے گا۔ **وسؤر الدجاجة المخلاة التي تجول في القاذورات، ولم يعلم طهارة منقارها من نجاسته فكره سؤرها للشك، فإن لم يكن كذٰلك فلا كراهة فيه بأن حبست فلا يصل منقارها القذر.** (مراقی الفلاح) **وقال الطحطاوي: فتثبت الكراهة للاحتمال، حتى لو تيقن ذٰلك عند شربها كان سؤرها نجساً اتفاقاً.** (حاشية الطحطاوي على المراقي ۱۸، شامی زکریا ۳۸۳/۱)

پانی میں چیل یا کوّے کا منہ ڈال دینا

اگر چیل یا کوّے نے ماءِ قلیل میں منہ ڈال دیا ہے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کی چونچ میں ناپاک چیز کا اثر ہو، مثلاً قریب میں کسی مردار کو نوچ کھا رہے ہوں اور پھر آ کر پانی میں چونچ ڈال دیں تو یہ پانی مشکوک ہوجائے گا، اور اس کا استعمال مکروہ ہوگا؛ لیکن اگر اس بات کا یقین ہو کہ ان کی چونچ پر ناپاکی کا اثر نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس پانی کو ناپاک اور مشکوک نہیں کہا جائے گا۔

وسؤر سباع الطير كالصقر والشاهين والحدأة والرخم والغراب مكروه؛ لأنها تخالط الميتات والنجاسات فأشبهت الدجاجة المخلاة حتى لو تيقن أنه لا نجاسة على منقارها لا يكره سؤرها، وكان القياس نجاسته لحرمة لحمها، كسباع البهائم؛ لكن طهارته استحسانٌ. (حاشية الطحطاوي ١٩)

جگالی کا حکم

گائیں بھینس وغیرہ کے جگالی کرتے وقت منہ میں جو جھاگ آتے ہیں راجح قول کے مطابق یہ نجس ہیں؛ لہٰذا یہ اگر کپڑے پر لگ جائیں یا پانی میں گرجائیں تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔ (تفصیل دیکھیں: احسن الفتاویٰ ۲/۸۸) **وجرّته كزبله (در مختار) وفي الشامية: وظاهره الميل الى إعطاء الجرة حكم هٰذا القيئ أخذاً من التعليل.** (درمختار مع الشامی زکریا ۱/ ٥٦٤)

حرام مال سے بنے ہوئے کنویں وغیرہ کے پانی کا حکم

حرام اور ناجائز مال خرچ کر کے کنواں تعمیر کیا گیا ہو یا نل لگایا گیا ہو اس نل اور کنویں کا پانی پاک ہے، اس سے پینا اور اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۱/ ۱۹۷، امداد الفتاویٰ ۳/ ۳۰۵)

یعنی حرام فعل سے طہارت کا حکم متأثر نہ ہوگا؛ البتہ حرام مال لگانے والے گنہ گار رہوں گے، یہی حکم سودی پیسہ یا فاحشہ عورت کی کمائی سے بنائی گئی ٹنکی وغیرہ کا ہے۔

○❖○

پاکی کے طریقے

تطہیر کی صورتیں

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیثِ شریفہ میں جہاں طہارت کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے وہیں نجاست سے پاکی حاصل کرنے کے احکام وآداب بھی واضح فرمائے ہیں، چناں چہ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کچھ یہودیوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو طعنہ دیا کہ تمہارے پیغمبر تو چھوٹی سے چھوٹی چیز سکھلاتے ہیں، یہاں تک کہ قضاء حاجت کے وقت بیٹھنے کا طریقہ بھی بتلاتے ہیں، یہ سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ:

أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ وَأَنْ لاَ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ وَأَنْ لاَ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ أَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ أَوْ عَظْمٍ. (ابوداؤ شریف ۱/۳ حدیث: ۷، مسلم شریف ۱/۱۳۰ حدیث: ۲۶۲)

جی ہاں! نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں، نیز اس بات سے بھی روکا ہے کہ ہم میں سے کوئی شخص تین ڈھیلے سے کم میں استنجاء کرے یا لید یا ہڈی سے ہم استنجاء کریں۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی، اور استنجاء سے پہلے استبراء کی تلقین کی نیز آپ نے تطہیر کے طریقے بتائے مثلاً کھال کی پاکی کا طریقہ یہ بتلایا کہ وہ دباغت سے پاک ہوجاتی ہے۔ نیز آپ نے منی کو پاک کرنے کے لئے رگڑنے کا طریقہ بتلایا۔ اسی طرح دودھ پیتے بچے کے پیشاب سے پاکی کا طریقہ بتلایا۔ اور مٹی کے پاک کرنے کے طریقے بھی امت کو بتلائے، وغیرہ۔ جن کی تفصیلات صحیح احادیث میں موجود ہیں۔

انہی نصوص کو سامنے رکھ کر حضراتِ فقہاء نے ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے لئے امکانی طور پر درج ذیل صورتیں تجویز کی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) دھونا: (غَسْلٌ) جیسے ناپاک کپڑا وغیرہ پانی یا پاک بہنے والی ایسی چیز سے دھونا جو میل کچیل کو ہٹانے

کی صلاحیت رکھے۔

(۲) ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء: (اِسْتِنْجَاءٌ) سبیلین سے نکلنے والی نجاست اگر اپنے مخرج سے نہ پھیلے یا قلیل مقدار میں پھیلے، تو ڈھیلے وغیرہ سے پونچھنے سے بھی طہارت کا حکم ہوتا ہے۔

(۳) پونچھنا: (مَسْحٌ) کسی ٹھوس چیز مثلاً تلوار، شیشہ وغیرہ پر اگر نجاست لگ جائے تو اسے پونچھ کر بھی پاک کیا جاسکتا ہے۔

(۴) سوکھنا: (جَفَافُ الْأَرْضِ) یہ طریقہ زمین کے ساتھ خاص ہے، کہ زمین اور اس سے ملحق چیزیں (مثلاً گھاس پھوس، درخت وغیرہ) سوکھنے سے بھی پاک ہوجاتی ہیں، جب کہ نجاست کا اثر ان پر ظاہر نہ رہے۔

(۵) کھودنا: (حَفْرٌ) اگر زمین ناپاک ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ناپاک حصہ کو کھود کر الگ کردیا جائے۔

(۶) چھیلنا: (نَحْتٌ) جیسے لکڑی اگر ناپاک ہوجائے تو متأثرہ حصہ چھیلنے سے بھی وہ پاک ہوجاتی ہے۔

(۷) انقلابِ ماہیت: (قَلْبُ الْعَيْنِ) جیسے شراب سرکہ بن جائے یا خنزیر نمک بن جائے یا نجاست راکھ بن جائے وغیرہ۔

(۸) دباغت: (دَبْغٌ) خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالیں دباغت سے پاک ہوجاتی ہیں۔

(۹) شرعی طور پر ذبح کرنا: (ذَكَاةٌ) اگر کسی جانور کو (خنزیر اور آدمی کے علاوہ) شرعی طور پر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے تو دم مسفوح نکلنے کے بعد اس کی کھال اور اگر جانور ماکول اللحم ہو تو اس کے سب اجزاء بشمول گوشت پوست پاک ہوجاتے ہیں۔

(۱۰) کھرچنا: (فَرْكٌ) سوکھی ہوئی گاڑھی منی اگر کپڑوں میں لگ جائے تو اسے کھرچ کر دور کردینے سے بھی کپڑا پاک ہوجاتا ہے، (البتہ اگر منی تر ہو یا ایسی رقیق ہو کہ کھرچی نہ جاسکے یا کپڑے کے بجائے بدن کے کسی حصہ پر لگ جائے تو کھرچنا کافی نہیں ہے؛ بلکہ دھونا لازم ہے)

(۱۱) رگڑنا: (دَلْكٌ وَحَتٌّ) اگر نجاست خشک ہو اور آنکھوں سے نظر آنے والی ہو تو اس کو رگڑنا اور ملنا لازم ہے کہ اس کا اثر جاتا رہے۔

(۱۲) ناپاک ماءِ قلیل میں پاک پانی داخل کر کے اسے جاری کرنا: (دُخُوْلٌ) مثلاً بالٹی کا پانی ناپاک ہوگیا تو اس میں ٹنکی کا پاک پانی چلادیا تا آں کہ بالٹی کا پانی بھر کر بہنے لگا تو یہ سب پانی ماء جاری کے حکم میں ہوکر پاک ہوجائے گا۔

(۱۳) کنویں کا پانی خشک ہوجانا: (تَغَوُّرٌ) ناپاک کنویں سے جس قدر پانی نکالنا واجب ہو اس قدر

پانی اگر خود بخود خشک ہوجائے تو بھی کنواں پاک ہوجاتا ہے۔

(۱۴) دھنا: (نَـدْفٌ) اگر روئی کے گدے وغیرہ میں معمولی نجاست لگ جائے تو دھننے سے بھی وہ گدا پاک ہوجاتا ہے (البتہ اگر نجاست زیادہ ہو تو محض دھننے سے پاکی حاصل نہ ہوگی)

(۱۵) کنویں کا پانی نکالنا: (نَزْحٌ) اگر کنواں ناپاک ہوجائے تو حسبِ تفصیل مقررہ مقدار میں پانی کھینچنے سے وہ پاک قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۶) آگ میں جلانا: (نَـارٌ) بعض چیزیں آگ میں جلانے سے بھی پاک ہوجاتی ہیں، جب کہ آگ نجاست کے اثر کو جلاڈالے، یا ماہیت کو بدل ڈالے، جیسا کہ اپلے راکھ میں تبدیل ہوجاتے ہیں (بعض فقہاء کے نزدیک درحقیقت یہ شکل بھی انقلابِ ماہیت میں داخل ہے)

(۱۷) جوش دینا: (غَلْیٌ) جیسے ناپاک تیل کو تین مرتبہ الگ الگ پاک پانی ملاکر جوش دینا۔

(۱۸) دھار لگانا: (تَـمْـوِيْـهٌ) مثلاً کوئی چھری ناپاک پانی کے ساتھ دھار لگانے سے نجس ہوجائے تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ پاک پانی سے اس کو دھار لگائی جائے۔

(۱۹) چاٹ لینا: (لَـحْـسٌ) مثلاً دودھ پیتا بچہ دودھ پیتے ہوئے ماں کے پستان پر الٹی کردے، پھر اسے اچھی طرح چاٹ لے، تو اس کے چاٹ لینے سے پستان پاک قرار دی جائے گی۔ (شامی زکریا ۱/۵۱۰) (یہ شکل بھی دراصل غسل کی ہی ایک صورت ہے) والتفصیل فی العالمگیریہ ۱/۴۲-۴۵، شامی زکریا باب الانجاس ۱/۵۱۷-۵۱۹، فتاویٰ عثمانی جدید ۱/۳۱۸-۳۱۹ وغیرہ)

اس سلسلہ کی مزید ضروری تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

ناپاک کپڑے کو کس قدر نچوڑنا ضروری ہے؟

اگر کپڑے میں نجاست جذب ہوجائے تو اس کو پاک پانی سے دھوکر تین مرتبہ نچوڑنا شرط ہے اور تیسری مرتبہ نچوڑنے میں اپنی پوری طاقت استعمال کی جائے کہ اس سے پانی کا ٹپکنا بند ہوجائے تو کپڑا پاک ہوجائے گا، اور اگر اتنی قوت سے نہیں نچوڑا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ **الثوب النجس إذا غسل ثـلاثـاً وعـصـر فی کل مرةٍ ثم تقاطر منه قطرةً فأصاب شيئاً قال ينظر إن عصر فی المرة الثالثة عـصـراً بـالـغ فيه حتی صار بحال لو عصر لم يسل منه الماء فالثوب طاهر واليد طاهرة، ومـا تـقـاطـر طاهر، وإن لم يبالغ فی العصر بالمرة الثالثة وكان الثوب بحال لو**

عصر سال فالثوب نجس واليد نجس و ما تقاطر نجس. (المحیط البرھانی ۳۷۹/۱)

بدن کی طہارت کا طریقہ

آدمی کا بدن یا کوئی سخت چیز اگر ناپاک ہو جائے تو اس پر سے نجاست زائل کر کے تین مرتبہ پے در پے پانی بہانا کافی ہے۔ إذا أصابت النجاسة البدن يطهر بالغسل ثلاث مرات متواليات لأن العصر متعذر فقامت التوالي في الغسل مقام العصر. (المحیط البرھانی ۳۸۱/۱)

کارپیٹ یا قالین کو پاک کرنے کا طریقہ

کارپیٹ، قالین یا بڑا فرش جسے نچوڑا نہ جاسکے وہ اگر ناپاک ہو جائے، تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھو کر اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہو جائے، (پوری طرح سوکھنا ضروری نہیں) تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ فرش وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا، ایسے فرش سے پانی سکھانے کے لئے وائپر اور صفائی مشین سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ وما لا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مراتٍ والتجفيف في كل مرة؛ لأن للتجفيف أثراً في استخراج النجاسة. وحد التجفيف أن يخليه حتى ينقطع التقاطر ولا يشترط فيه اليبس، هٰكذا في محيط السرخسي. (عالمگیری ۴۲/۱)

ناپاک لنگی پہن کر غسلِ جنابت

اگر کسی شخص نے ناپاک لنگی پہن کر غسلِ جنابت کیا اور بدن پر اچھی طرح پانی بہایا اور لنگی پر بھی پانی بہا کر ہاتھ سے نچوڑ دیا اور ظاہری نجاست اچھی طرح رگڑ کر دور کر دی، تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہو جائے گی۔ إذا صب الماء على الإزار وأمرّ الماء بكفيه فوق الإزار فهو أحسن وأحوط وإن لم يفعل يجزئه. (المحیط البرھانی ۳۷۸/۱، حلبی کبیر ۱۸۴)

ناپاک لنگی پہن کر تالاب میں ڈبکی لگالی

اگر ناپاک لنگی پہن کر پانی میں ڈبکی لگالی اور لنگی کو نچوڑ لیا اور نجاست کی جگہ اچھی طرح دھولی،

تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہوجائے گی اور اگر نہیں نچوڑا تو لنگی ناپاک رہے گی۔ **وکذٰلک إذا غمسه غمسةً واحدةً في إناء أو نهر جار وعصره فإن ذٰلک یطهره، وإن غمسه غمسةً واحدةً سابغةً لم یطهره، قال الحاکم الشهید: یرید به إذا لم یعصره.** (المحیط البرهانی ۱/۳۷۸)

چٹائی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر چٹائی بانس کی بنی ہوئی ہے تو اس کے اوپر سے تین مرتبہ پانی بہانے اور نجاست صاف کرنے سے چٹائی پاک ہوجائے گی؛ اس لئے کہ بانس کی چٹائی میں نجاست کے اثرات اندر تک جذب نہیں ہوتے؛ لیکن اگر چٹائی گھاس پھوس یا کھجور وغیرہ کے پتوں کی بنی ہوئی ہے، تو تین مرتبہ اسے دھویا جائے گا اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد نچوڑا جائے گا، اور نچوڑنے کی شکل یہ ہے کہ اس کو کسی بھاری چیز کے نیچے دبا دیا جائے یا ایک مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے قطرے ٹپکنا بند ہوجائیں؛ تاکہ اس میں جذب شدہ پانی نچڑ جائے، تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ چٹائی پاک ہوجائے گی۔ **حصیر أصابته نجاسة فإن کانت یابسة لا بد من الدلک حتی یلین وإن کانت رطبة إن کان الحصیر من قصب أو ما أشبه ذٰلک فإنه یطهر بالغسل ولا یحتاج فیه إلی شئ اٰخر الخ. وإن کان الحصیر من بردی أو ما أشبه ذٰلک یغسل ثلاثاً فیوضع علیه شئ ثقیل أو یقوم علیه إنسان حتی یخرج الماء من أثقابه.** (المحیط البرهانی ۱/۳۸۲-۳۸۳) **یغسل ثلاثاً ویجفف في کل مرةٍ بأن یترک حتی ینقطع التقاطر منه.** (حلبی کبیر ۱۸۶)

ناپاک برتن کو پاک کرنے کا طریقہ

جو برتن ایسی چیز کا بنا ہوا ہو جس میں نجاست جذب نہیں ہوتی، مثلاً لوہا، المونیم، اسٹیل، پلاسٹک وغیرہ، اگر وہ ناپاک ہوجائے تو تین مرتبہ یا اتنی مرتبہ جس میں نجاست زائل ہونے کا غالب گمان ہوجائے، لگاتار دھونے سے وہ برتن پاک ہوجائے گا، بشرطیکہ نجاست کا رنگ بو وغیرہ باقی نہ ہو۔ **في شرح الطحاوی رحمه اللّٰہ تعالیٰ: أنه لا توقیت في إزالة النجاسة إذا أصابت الحجر أو**

الآجر أو شيئاً آخر من الأواني بل يغسله إلى مقدار ما يقع في أكبر رأيه أنه قد طهر. ويشترط مع ذٰلک أن لا يوجد منه طعم النجاسة ولا رائحتها ولا لونها، وأما إذا وجد أحد هٰذه الأشياء لا يحكم بالطهارة. (المحيط البرهاني ۱/۳۸۳، شامی زکریا ۱/۵٤۱)

ناپاک کورے گھڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر مٹی کا کورا گھڑا یا نئی ہانڈی ناپاک ہوجائے کہ تر نجاست اس میں جذب ہوجائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ پانی سے دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر اسے الٹ کر رکھ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے اور اس کی تراوٹ نظر نہ آئے، تین مرتبہ یہ عمل کرنے سے اس کو پاک قرار دیا جائے گا۔ ويغسل الأجر والخذف الجديد بالماء ثلاثاً ويجفف في كل مرة ويطهر وحد التجفيف أن يترك في كل مرة حتى ينقطع التقاطر ويذهب الندوة ولا يشترط اليبس. (المحيط البرهانی ۱/۳۸۳، درمختار زکریا ۱/۵٤۱)

واشنگ مشین سے دھلائی

موجودہ دور میں رائج دھلائی (واشنگ) مشینوں میں کپڑے دھونا درست ہے اور اس مشین کے سکھانے والے حصہ (SPIN DRAI) میں کپڑے ڈالنے کے بعد تین مرتبہ پانی بہا کر مشین کے ذریعہ تین مرتبہ نچوڑنے سے کپڑے پاک ہوجاتے ہیں، مشین سے نکال کر الگ سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فعلم بهذا أن المذهب اعتبار غلبة الظن وأنها مقدرة بالثلاث لحصولها به في الغالب وقطعاً للوسوسة. (شامی بیروت ۱/٤٦۸، زکریا ۱/۵٤۰، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/۸۷)

دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا

ناپاک کپڑا دھوبی کے یہاں دھلوانے سے پاک ہوجاتا ہے جب کہ پاکی کا گمان غالب ہو، خواہ دھوبی غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم ۱/۳۵۵، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵/۲۷۲، میرٹھ ۸/۳۰۷)

ڈرائی کلین سے دھلائی کا حکم

ڈرائی کلین مشین میں چوں کہ ہر طرح کے کپڑے ایک ساتھ پٹرول سے دھوئے جاتے ہیں اس لئے ان کی پاکی میں شک پیدا ہو جاتا ہے؛ لہٰذا حکم یہ ہے کہ ڈرائی کلین کے لئے جو پاک کپڑا دیا جائے گا وہ دھلنے کے بعد بھی پاک رہے گا، اور جو ناپاک کپڑا دیا جائے گا وہ دھلنے کے بعد بھی ناپاک رہے گا، ڈرائی کلین سے اس کی کیفیت نہیں بدلے گی۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۸۳) اس لئے بہتر ہے کہ گھر میں پاک کرنے کے بعد ہی کپڑا ڈرائی کلین کے لئے دیا جائے۔

نجس تیل سر یا بدن پر لگ گیا

ناپاک تیل اگر سر یا بدن پر لگا لیا تو قاعدہ کے مطابق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا، صابن وغیرہ لگا کر تیل کو پوری طرح چھڑانا ضروری نہیں ہے۔ **وإن أصاب الدهن النجس الجلد وتشرب أی سری الدهن فی الجلد أو أدخل الرجل يدهٗ فی السمن النجس – إلى قوله – ثم غسل ثلاث مراتٍ طهر الجلد الخ، والثوب الخ، واليد الخ، وإن بقی أثر الدهن فهو عفوٌ.** (حلبی کبیر ۱۷۲، المحیط البرهانی ۱/۳۷۷، درمختار مع الشامی زکریا ۱/۵۳۷، مراقی الفلاح ۱۶۰، بهشتی زیور ۲/۶)

ناپاک رنگ میں رنگا ہوا کپڑا

اگر کپڑے کو ناپاک رنگ میں رنگا گیا، تو اس کی پاکی کی شکل یہ ہے کہ اسے اس قدر دھویا جائے کہ اس سے گرنے والے پانی میں رنگ کا اثر ظاہر نہ ہو، اس کے بعد اسے تین مرتبہ پاک پانی میں بھگو کر نچوڑ دیا جائے۔ **إن المرأة إذا خضبت يدها بحناء نجسة أو الثوب إذا صبغ بصبغ نجس غسلت يدها وغسل الثوب إلى أن يصفو ويسيل منه ماء أبيض، ثم يغسل بعد ذٰلک ثلاثاً ويحكم بطهارة يدها وبطهارة الثوب بالإجماع.**

(المحیط البرهانی ۱/۳۷۶)

ناپاک مہندی بدن پر لگائی

اگر ناپاک مہندی ہاتھ پیر میں لگالی تو تین مرتبہ انہیں خوب مَل مَل کر دھوئے کہ صاف پانی گرنے لگے تو ہاتھ پیر پاک ہوجائیں گے، مہندی کا رنگ چھوٹنا ضروری نہیں ہے۔ **و لا يضر بقاء أثـر كلون وريح لازم فلا يكلف في إزالته إلى ماء حار أو صابون ونحوه بل يطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثاً والأولى غسله إلى أن يصفو الماء (درمختار) ونقل الشامي عن الخانيه: وينبغي أن لايطهر ما دام يخرج الماء ملونًا بلون الحناء.** (شامی مطلب فی حکم الصبغ الخ بیروت ۴۶۶/۱، زکریا ۵۳۷/۱، حلبی کبیر ۱۷۳)

آنکھ میں ناپاک سرمہ

اگر ناپاک سرمہ یا کاجل آنکھ میں لگالی اور وہ آنکھ کے اندر ہی رہی، تو طہارت کے لئے اس کا پونچھنا یا دھونا ضروری نہیں ہے، ہاں آنکھ سے باہر آکر پھیل جائے تو اسے دھونا لازم ہوگا۔ **وقـد صـرحـوا بـأنه لو اكتحل بكحلٍ نجسٍ لا يجب غسله.** (شامی بیروت ۴۶۷/۱، شامی زکریا ۵۳۹/۱، طحطاوی زکریا ۶۳، البحر الرائق ۴۶/۱)

ڈھیلے سے استنجاء

اگر سبیلین سے نکلنے والی نجاست مخرج سے بالکل تجاوز نہ کرے یا مقدار درہم سے کم تجاوز کرے، تو اس کی طہارت کے لئے مٹی کے ڈھیلے کا استعمال بھی کافی ہے۔ **وقولـه ما لم يتجاوز المخرج قيد لتسميته استنجاءً.** (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ۴۴)

ٹشو پیپر (جاذب) کا حکم

جو حکم ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا ہے وہی حکم ٹشو پیپر کے ذریعہ استنجاء کرنے کا بھی ہے؛ اس لئے کہ یہ پیپر لکھنے وغیرہ میں استعمال نہیں ہوتا؛ بلکہ اسے استنجاء وغیرہ ہی کے مقصد سے بنایا جاتا ہے۔ **ويسن أن يستنجي بحجر منق الخ، ونحوه من كل طاهر مزيل بلا ضرر.**

(مراقی الفلاح) کالمدر وھو طین یابس والتراب والخلقة البالیة والجلد الممتھن. (طحطاوی علی المراقی ٤٥)

پانی سے استنجاء کب لازم ہے؟

اگر نجاست مخرج سے ایک درہم تک تجاوز کر جائے تو پانی سے ازالہ نجاست واجب ہوگا، ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کافی نہیں۔ وإن تجاوز المخرج وکان المتجاوز قدر الدرھم لا یسمیٰ استنجاءً، ووجب ازالته بالماء أو المائع لأنه من باب ازالة نجاسة (مراقی الفلاح) فلا یکفی مسحه بالحجر. (طحطاوی علی المراقی ٤٤)

ڈھیلے اور پانی کو جمع کرنا سنت ہے

بہتر اور مسنون ہے کہ استنجاء میں اولاً ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کرے اس کے بعد پانی سے طہارت حاصل کرے (اس لئے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس عمل پر اہل قباء کی تحسین وتعریف فرمائی ہے)۔ والأفضل فی کل زمانٍ الجمع بین استعمال الماء والحجر مرتباً فیمسح الخارج ثم یغسل المخرج لأن اللّٰہ أثنی علی أھل قباء باتباعھم الأحجار الماء فکان الجمع سنةً علی الإطلاق فی کل زمانٍ وھو الصحیح وعلیه الفتویٰ.

(مراقی الفلاح ٤٥)

استبراء ضروری ہے

مرد کے لئے پیشاب کے بعد استبراء ضروری ہے، یعنی اس بات کا طبعی اطمینان ہو جانا چاہئے کہ پیشاب کے قطرات آنے بند ہو گئے، اس اطمینان کے بارے میں لوگوں کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کسی کو چند قدم چلنے سے، کسی کو کھانسنے سے، کسی کو زمین پر پیر مارنے سے، کسی کو زور لگانے سے اور کسی کو دیر تک بیٹھنے سے یہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ طبعی اطمینان کے بعد ہی استنجاء کیا جائے۔ (واضح ہو کہ عورت کو پیشاب کے بعد استبراء کی ضرورت نہیں ہوتی)

والاستبراء واجب حتى يستقر قلبه على انقطاع العود كذا في الظهيرية، قال بعضهم: يستنجي بعد ما يخطو خطوات وقال بعضم: يركض برجلهٖ على الأرض ويتنحنح الخ. والصحيح أن طباع الناس مختلفة فمتىٰ وقع في قلبهٖ أنه تم استفراغ ما في السبيل يستنجي. (عالمگیریه ۴۹/۱) لا استبراء عليها بل كما فرغت تصبر ساعة لطيفة ثم تستنجي. (شامی زکریا ۵۵۸/۱)

وہم کا مریض کیا کرے؟

جس شخص کو پیشاب کے قطرات کے بارے میں وہم رہتا ہو اسے چاہئے کہ استبراء کی عام صورتیں اپنانے کے بعد عضو کو نچوڑ کر استنجاء کر لے، اس کے بعد بھی اگر وہم باقی رہے تو اس کی ہرگز پرواہ نہ کرے اور اٹھنے سے قبل سبیلین پر پانی کی چھینٹیں دے لے؛ تاکہ وسوسہ کو ہٹانے میں مدد ملے پھر کچھ محسوس ہو تو اس کی طرف دھیان نہ دے۔ ولو عرض له الشيطان كثيراً لا يلتفت إلى ذٰلک كما في الصلاة، وينضح فرجه بماء حتى لو رایٰ بللاً حمله على بلة الماء، هٰكذا في الظهيرية. (عالمگیری ۴۹/۱)

استنجاء کے وقت قبلہ رخ نہ ہو

قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی طرف چہرہ کرنا یا پیٹھ کرنا سخت منع ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، اور اگر کسی جگہ قبلہ رخ قدمچے بنے ہوئے ہوں اور مجبوری ہو تو جہاں تک ممکن ہو رخ پھیر کر بیٹھنا چاہئے، حتی کہ بچہ کو بھی قبلہ رخ کر کے پیشاب پاخانہ نہیں کرانا چاہئے۔ وكره استقبال القبلة بالفرج في الخلاء واستدبارها، وإن غفل وقعد مستقبل القبلة يستحب له أن ينحرف بقدر الامكان، كذا في التبيين. ولا يختلف هٰذا عندنا في البنيان والصحراء، كذا في شرح الوقاية. ويكره للمرأة ان تمسك ولدها للبول والتغوط نحو القبلة. (عالمگیری ۵۰/۱)

استنجاء سے متعلق چند آداب

قضاء حاجت کے وقت پسندیدہ باتوں میں سے چند ذیل میں درج ہیں:

(۱) استنجاء کی جگہ میں سر ڈھک کر جانا چاہئے۔ (۲) بیت الخلاء میں داخلہ سے پہلے یہ دعا پڑھے: ”اللّٰهم إني أعوذ بک من الخبث والخبائث“۔ (اے اللہ! میں آپ سے گندگی سے اور گندی صفت والوں سے پناہ کا طالب ہوں) وغیرہ۔ (۳) بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں قدم اندر رکھے۔ (۴) بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالے۔ (۵) بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھے: ”غفرانک! الحمد للّٰه الذي أخرج عني ما يؤذيني وأبقیٰ ما ينفعني“. (اے اللہ! میں آپ کی مغفرت کا طالب ہوں، تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے نقصان دہ چیزوں کو میرے اندر سے نکال دیا اور نفع بخش چیزوں کو باقی رکھا) إذا أراد دخول الخلاء يستحب له أن يدخل بثوبٍ غير ثوبه الذی يصلی فيه الخ.

(عالمگیری ۱/۵۰، شامی زکریا ۱/۵۵۹)

استنجاء کے وقت کے چند مکروہات

قضاء حاجت کے وقت ناپسندیدہ باتوں میں سے چند یہ ہیں:

(۱) کھڑے کھڑے پورا ستر کھول دینا۔ (۲) بیت الخلاء میں گفتگو کرنا۔ (۳) بیت الخلاء میں رہتے ہوئے زبان سے اللہ کا ذکر کرنا؛ البتہ اگر چھینک آئے تو دل دل میں الحمد للہ کہہ سکتا ہے۔ (۴) اپنی شرم گاہ کو بلا ضرورت دیکھنا۔ (۵) سبیلین سے نکلنے والی نجاست کو غور سے دیکھنا۔ (۶) نجاست کی جگہ میں تھوکنا یا ناک سنکنا۔ (۷) بیت الخلاء میں بلا ضرورت کھنکھارنا۔ (۸) بیت الخلاء میں بیٹھے ہوئے بدن کے کسی حصہ سے کھیل کرنا۔ (۹) قضاء حاجت کے وقت آسمان کی طرف نظر کرنا۔ (۱۰) بلا ضروت دیر تک بیت الخلاء میں بیٹھے رہنا۔ (۱۱) جاری یا ٹھہرے ہوئے پانی میں یا کسی جانور کے بل یا سوراخ میں پیشاب یا پاخانہ کرنا۔ (۱۲) نہر، کنویں یا حوض کے کنارے

قضاء حاجت کرنا۔ (۱۳) پھل دار درخت کے نیچے گندگی پھیلانا۔ (۱۴) جس سایہ کی جگہ میں لوگ بیٹھتے ہوں وہاں غلاظت کرنا۔ (۱۵) عام راستہ میں قضاء حاجت کرنا۔ (۱۶) قبرستان میں قضاء حاجت کرنا۔ (۱۷) مسجد، عیدگاہ یا عیدگاہ کے قریب گندگی پھیلانا۔ (۱۸) کھڑے ہوکر بلا عذر پیشاب کرنا، وغیرہ۔ (تلخیص: عالمگیری ۱/۵۰، شامی زکریا ۱/۵۵۹)

چمڑے کے موزے اور جوتے کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر چمڑے کے موزے یا جوتے کو نجاست لگ جائے تو اس کو پاک کرنے میں تفصیل ہے:

(۱) اگر ایسی نجاست ہے جو جسم والی نہیں ہوتی مثلاً پیشاب یا شراب وغیرہ، تو ایسی صورت میں اس موزے یا جوتے کو دھونا ضروری ہے، چاہے نجاست تر ہو یا سوکھ چکی ہو، بغیر دھوئے پاک نہیں ہوسکتی (۲) اور اگر کوئی ایسی نجاست ہے جو آنکھوں سے نظر آنے والی ہے، جیسے ترلید، تو اگر اسے مٹی یا اینٹ سے رگڑ کر اس طرح صاف کرلیا جائے کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے، تو مفتی بہ قول کے مطابق موزہ اور جوتا پاک ہوجائے گا۔ (۳) اور اگر نجاست خشک ہو جیسے بکری کی مینگنی یا اونٹ کی مینگنی تو اسے محض رگڑنے سے موزہ وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا۔ وإذا أصابت النجاسة خفا أو نعلاً فإن لم يكن لها جرم كالبول والخمر فلا بد من الغسل رطباً كان أو يابساً الخ، وأما التي لها جرم – إلى قوله – وعن أبي يوسفؒ أنه إذا مسحه في التراب أو الرمل على سبيل المبالغة يطهر وعليه فتوىٰ مشائخنا رحمهم الله تعالىٰ للبلوىٰ والضرورة، وإن كانت النجاسة يابسةً يطهر بالحتّ والحك عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ. (المحيط البرهاني ۱/۳۸۵، درمختار وشامی زکریا ۱/۵۱۰–۵۱۱)

تلوار، چھری اور آئینہ وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ

چکنی تلوار، چھری اور شیشہ میں اگر نجاست لگ جائے تو انہیں دھوکر بھی پاک کیا جاسکتا ہے، اور اگر پاک کپڑے سے نجاست کو پونچھ کر صاف کردیا جائے تو بھی پاکی کا حکم ہوگا؛ لیکن اگر مذکورہ

اشیاء کھردری یا منقش ہوں کہ ان کی ریخوں میں نجاست رہ جانے کا امکان ہو تو وہ محض پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی؛ بلکہ دھونا اور نجاست کے اثرات دور کرنا ضروری ہوگا۔ **إذا وقع على الحديد الصقيل الغير الخشن كالسيف والسكين والمرآة ونحوها نجاسةٌ من غير أن يموه بها فكما يطهر بالغسل يطهر بالمسح بخرقة طاهرةٍ، هٰكذا في المحيط. ولا فرق بين الرطب واليابس ولا بين ما له جرم وما لا جرم له، كذا في التبيين. وهو المختار للفتوىٰ، كذا في العناية. ولو كان خشناً أو منقوشاً لا يطهر بالمسح.** (عالمگیری ۱/ ۴۳)

ناپاک زمین کو پاک کرنے کا طریقہ

ناپاک زمین ویسے تو محض سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے بھی پاک ہوجاتی ہے؛ لیکن اگر اسے فوری طور پر پاک کرنے کی ضرورت ہے تو درج ذیل طریقے اپنائے جاسکتے ہیں:

(۱) اگر زمین کا کھودنا ممکن ہو تو نجاست سے متأثرہ جگہ کو کھود کر علیحدہ کردیا جائے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کھود کر نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کردیا جائے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہے کہ پانی اس میں جذب ہوجاتا ہے تو اس کے اوپر سے پانی بہادیا جائے، اور جب پانی جذب ہوجائے تو زمین پاک ہوجائے گی۔

(۴) اور اگر زمین سخت ہو کہ پانی جذب نہ کرے تو اوپر سے پانی ڈال کر اس پانی کو وہاں سے ہٹا دیا جائے، مثلاً وائپر سے نچوڑ دیا جائے تو یہ جگہ تو پاک ہوجائے گی؛ لیکن جو پانی وہاں سے ہٹایا جائے گا وہ ناپاک رہے گا۔ **وجفاف أرضٍ الخ، وقلبها بجعل أعلى الأرض أسفل.** (شامی زکریا ۱/ ۵۱۷) **وتطهر أرض بخلاف نحو بساطٍ بيبسها أي جفافها ولو بريحٍ وذهاب أثرها كلونٍ وريحٍ.** (درمختار زکریا ۱/ ۵۱۲-۵۱۳) **وإذا أصابت النجاسة الأرض فإن كانت رخوة طهرت بالصب عليها لأنها تتشرب فصار بمنزلة العصر في الثوب، وإن كانت صلبة فإن رفع الماء عن موضع النجاسة طهر ذٰلك**

المكان ويتنجس الموضع الذى انتقل ذٰلك الماء إليه الخ. (المحيط البرهاني ۱/ ۳۸۱)

ناپاک فرش کو پاک کرنے کا طریقہ

سیمنٹڈ یا پتھر کے فرش کا حکم بھی زمین کے مانند ہے، اگر اس پر پیشاب یا کوئی تر نجاست لگ گئی، تو سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے اس کی پاکی کا حکم ہوگا۔ اور فوری طور پر پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی بہا کر وائپر اور پوچھے سے خشک کر دیا جائے یا بالٹی یا پائپ سے اتنا زیادہ پانی بہا دیا جائے کہ نجاست کے اثرات زائل ہونے کا یقین ہوجائے تو بھی فرش پاک ہوجائے گا۔ وحکم اٰجرٍ ونحوہٖ کلبن وفروشٍ الخ کذٰلک أی کأرضٍ فیطهر بجفافٍ. (درمختار زکریا ۱/ ۵۱۳) البول إذا أصاب الأرض واحتیج إلی الغسل یصب الماء علیه ثم یدلک وینشف ذٰلک بصوف أو خرقةٍ فإذا فعل ذٰلک ثلاثاً طهر، وإن لم یفعل ذٰلک ولٰکن صب علیه ماء کثیر حتی عرف أنه زالت النجاسة ولا یوجد فی ذٰلک لون ولا ریح، ثم ترک حتی نشفته الأرض کان طاهراً. (المحیط البرهانی ۱/ ۳۸۲)

گھاس پھوس اور درخت وغیرہ کا حکم

جو چیزیں زمین کے ساتھ متصل رہتی ہیں مثلاً گھاس اور درخت وغیرہ، ان کا حکم بھی زمین ہی کے مانند ہے، سوکھنے سے ان کو پاک قرار دیا جاتا ہے جب کہ نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔ وشجر وکلأٍ قائمین فی أرض کذٰلک أی کأرضٍ فیطهر بجفافٍ، وکذا کل ما کان ثابتاً فیها لأخذہ حکمها باتصالہٖ بها. (درمختار زکریا ۱/ ۵۱۳)

زمین سے الگ رکھے ہوئے پتھر کا حکم

جو پتھر زمین سے علیحدہ ہو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایسا پتھر ہے جو کھردرا ہے اور اس میں نجاست جذب ہونے کی صلاحیت ہے جیسے کہ چکی کا پاٹ، تو سوکھنے سے اس کی طہارت کا حکم ہوگا؛ لیکن اگر ایسا پتھر ہے جو چکنا ہے اور اس میں نجاست کو جذب کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ

سوکھنے سے پاک نہ ہوگا؛ بلکہ اسے دھونا لازم ہے۔ **قال الشامی بحثاً: بخلاف الحجر فإنه علی أصل خلقتهٖ فأشبه الأرض بأصلهٖ وأشبه غیرها بانفصاله عنها، فقلنا: إذا کان خشناً فهو فی حکم الأرض لأنه یتشرب النجاسة، وإن کان أملس فهو فی حکم غیرها؛ لأنه لا یتشرب النجاسة، والله أعلم.** (شامی زکریا ۱/۵۱٤)

ناپاک سوکھی زمین سے تیمّم درست نہیں

جو زمین یا اس سے ملحق شیٔ سوکھنے کی وجہ سے حکماً پاک قرار دی گئی ہو اس پر تیمّم کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہ زمین اگرچہ بذاتِ خود پاک ہے؛ مگر مطہر بننے کے لائق نہیں ہے۔ **لا لتیمم بها؛ لأن المشروط لها الطهارة وله الطهورية.** (درمختار زکریا ۱/۵۱۳، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۱/۳۷۷)

ناپاک زمین سوکھنے کے بعد پھر تر ہوگئی

اگر ناپاک زمین یا اس سے ملحق کوئی چیز سوکھنے کی وجہ سے پاک قرار دی گئی تھی بعد ازاں وہ پھر پانی وغیرہ پڑنے کی وجہ سے تر ہوگئی، تو اس تری کی وجہ سے اسے ناپاک نہیں کہا جائے گا، حتیٰ کہ اس پر گرنے والے پانی کی چھینٹیں اگر کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا ابھی ناپاک نہ ہوگا۔ **وإذا طهرت الأرض بجفاف ثم أصابها الماء، الصحیح أنها لا تعود نجساً، ولو رش علیها الماء وجلس علیها لا بأس بهٖ.** (عالمگیری ۱/٤٤، حلبی کبیر ۱۵٦)

ناپاک مٹی سے پکائے گئے گھڑے وغیرہ کا حکم

جو گھڑا یا برتن ناپاک مٹی سے بنا کر پکایا گیا ہو تو پکنے کے بعد وہ پاک ہوجاتا ہے، بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ رہے۔ **کطین تنجس فجعل منه کوزٌ بعد جعله علی النار یطهر إن لم یظهر فیه أثر النجس بعد الطبخ.** (درمختار زکریا ۱/۵۲۰) **الطین النجس إذا جعل منه الکوز أو القدر فطبخ یکون طاهراً هٰکذا فی المحیط.** (عالمگیری ۱/٤٤)

ناپاک تیل یا مردار چربی سے بنے ہوئے صابن کا حکم

ناپاک چربی یا تیل کو جب صابن میں ملایا جاتا ہے تو اس کی ماہیت بدل جاتی ہے؛ لہٰذا اس طرح سے بنا ہوا صابن پاک ہے اور اس کا استعمال درست ہے۔ **جعل الدهن النجس في صابون يفتىٰ بطهارته؛ لأنه تغير، والتغير يطهر عند محمدؒ ويفتىٰ به للبلوىٰ.**

(شامی زکریا ۵۱۹/۱، البحر الرائق ۲۲۷/۱، تاتارخانیة زکریا ۴۳۷/۱ رقم: ۱۱۰۱)

کپڑا دھونے یا کھانا پکانے کے بعد ٹنکی کی ناپاکی کا پتہ چلا

اگر ٹنکی سے کھانا پکایا گیا یا کپڑے اور برتن دھوئے گئے بعد میں پتہ چلا کہ ٹنکی میں نجاست گری ہوئی ہے، تو (صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے) اس کھانے اور کپڑے وغیرہ پر ناپاکی کا حکم نہیں لگائیں گے؛ لہٰذا اس کھانے کا استعمال کرنا اور کپڑوں کا پہننا وغیرہ درست ہوگا۔ **ومذ ثلاثة أيام ولياليها إن انتفخ وقالا مذ وجد (شرح وقاية) وفي الحاشية: وفي المجتبى كان ركن الأئمة الصباغي يفتي بقول أبي حنيفة فيما يتعلق بالصلاة، وبقولهما فيما سواه يعني في غسل الثوب والبدن والأواني وغير ذٰلک مما وصل إليه ذٰلک الماء.** (حاشية شرح وقاية ۸۵/۱)

ناپاک ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر پانی کی ٹنکی کسی وجہ سے ناپاک ہو جائے تو اس میں سے ناپاک چیز (اگر نظر آنے والی ہو) کو نکال کر موٹر چلا دیا جائے اور نیچے سے سب ٹنکیاں کھول دی جائیں، گویا اوپر سے پانی داخل ہوتا رہے اور نیچے سے نکلتا رہے، تو یہ سب پانی ماء جاری کے حکم میں ہو کر پاک ہو جائے گا، تاہم احتیاط یہ ہے کہ ٹنکی کا تین گنا پانی بہا کر پھر اسے استعمال کیا جائے۔ **ففي الحوض الصغير إذا كان يدخل فيه الماء من جانب ويخرج من جانب يجب أن يكون هٰكذا لأن هٰذا ماء جار، والماء الجاري يجوز التوضؤ فيه وعليه الفتوىٰ.** (المحیط البرهانی ۲۵۱/۱، درمختار زکریا ۳۳۸/۱) **وقيل ثلاثة أمثاله.** (شامی زکریا ۳۴۵/۱، احسن الفتاویٰ ۴۹/۲)

زمین دوز ٹنکی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر زیر زمین پانی کا ٹینک ناپاک ہوجائے تو اس کے پاک کرنے کی دو شکلیں ہیں: ایک شکل یہ ہے کہ اس میں پانی مسلسل بھرا جائے تا آں کہ وہ بھر کر اوپر سے بہنے لگے، تو یہ ماء جاری کے حکم میں ہوگا۔ اور دوسری شکل یہ ہے کہ اس ٹینک میں ایک طرف سے پانی جاری کر کے دوسری طرف سے موٹر چلا کر پانی کھینچنا شروع کر دیں، تو بھی یہ ماء جاری شمار ہوگا اور سب ٹنکی اور پائپ پاک قرار دئے جائیں گے۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۴۹) **ففي الحوض الصغير إذا كان يدخل فيه الماء من جانب ويخرج من جانب يجب أن يكون هٰكذا لأن هٰذا ماء جار، والماء الجاري يجوز التوضؤ فيه وعليه الفتوىٰ.** (المحيط البرهاني ۱/۲۵۱)

دستی نل پاک کرنے کا طریقہ

اگر دستی نل کے پائپ میں نجاست گر جائے تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ جتنا پانی اس کے اندر رہے وہ نکال کر مزید اتنا پانی کھینچا جائے کہ جس سے پورا پائپ تین بار دھل سکتا ہو۔ اور ایک آسان صورت یہ بھی ہے کہ نل کے اوپر سے اتنا پانی ڈالا جائے کہ پائپ بھر کر اوپر سے پانی بہنے لگے۔ **إن دلواً تنجس فأفرغ فيه رجلٌ ماءً حتى امتلأ وسال من جوانبه، هل يطهر بمجرد ذٰلک ام لا؟ والذي يظهر لي الطهارة أخذاً مما ذكرنا الخ.**

(رد المحتار زكريا ۱/۳٤٦، احسن الفتاویٰ ۲/۵۱)

چوہیا کنویں میں گر کر زندہ نکل گئی

اگر چوہیا کنویں میں گر کر زندہ باہر آ گئی تو پانی ناپاک نہیں ہوگا؛ لیکن بہتر ہے کہ بیس ڈول کے بقدر پانی نکال دیا جائے۔ **إن كان الواقع فأرة يستحب لهم أن ينزحوا عشرين دلواً.**

(المحيط البرهاني ۱/۲۵٤، درمختار زكريا ۱/۳٦۹)

چوہا تیل میں گر کر زندہ نکل آیا

چوہا اگر تیل میں گر کر زندہ نکل آئے تو اس سے تیل ناپاک نہیں ہوگا، تاہم اس کے استعمال

کوفقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ **فأرة أخرجت من حب أو جرة وهي حية يكره شربه والوضوء منه وإن فعلوا جاز.** (تاتارخانية ۱/۳۳۳ رقم: ٦٢٦، هندية ۱/ ۲٤)

بلی کنویں کے پانی سے گذر گئی

اگر بلی کنویں یا ٹنکی کے پانی میں داخل ہوکر زندہ نکل گئی تو بہتر ہے کہ ۴۰ رڈول کے بقدر پانی نکال دیا جائے۔ **وإن كان الواقع سنوراً أو دجاجة مخلاةً يستحب لهم أن ينزحوا أربعين دلواً.** (المحيط البرهاني كوئٹه ۱/ ۲٥٤، درمختار زكريا ۱/ ۳۷۲)

مرغی کنویں میں گر گئی

اگر کھلی ہوئی مرغی (جو ہر طرح کی پاک ناپاک غذا کھاتی ہے) کنویں میں گر جائے اور پھر زندہ نکل آئے، تو ۴۰ رڈول پانی نکالنا مستحب ہے۔ **وإن كان الواقع سنوراً أو دجاجة مخلاة يستحب لهم أن ينزحوا أربعين دلواً لأن سؤر هٰذه الحيوانات مكروهةٌ.**

(المحيط البرهاني ۱/ ۲٥٤، درمختار زكريا ۱/ ۳۷۲)

ناپاک آدمی کنویں میں اتر گیا

اگر ایسا شخص جس کے اعضاء پر نجاست لگی ہوئی ہو، مثلاً اس نے ڈھیلے سے استنجاء کر رکھا ہو، کنویں میں اتر جائے تو اس کی وجہ سے پورا پانی ناپاک ہوجائے گا اور سب پانی نکالنا ضروری ہوگا۔ **وكذلك لو دخل في البئر جنب أو محدثٌ لطلب الدلو وعلى أعضائه نجاسةٌ بأن لم يكن مستنجياً أو كان مستنجياً بالحجر ينزح جميع الماء.**

(المحيط البرهاني ۱/ ۲٥٥، درمختار زكريا ۱/ ۳٥٤)

کنویں میں بہنے والی نجاست گر جائے

اگر کنویں میں ایک قطرہ بھی ناپاک چیز گر جائے تو پورا پانی ناپاک ہوجائے گا، اور سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا۔ **ومتى وقع في البئر نجسٌ مائعٌ يوجب نزح ماء البئر كلهٖ – إلى قولهٖ – كما**

لو وقع فيه قطرة من خمرٍ أو بولٍ. (المحيط البرهانی ۱/۲۵۶، درمختار زکریا ۱/۳۶۶-۳۶۸)

کنویں میں پاک آدمی ڈوب کر مرگیا

اگر کوئی پاک آدمی کنویں میں ڈوب کر اسی میں مرگیا، تو پورے کنویں کا پانی نکالنا لازم ہے، خواہ لاش پھولی پھٹی ہو یا نہ پھولی پھٹی ہو۔ **وکذٰلک إذا وقع فیھا اٰدمی طاھر ومات فیھا یجب نزح جمیع ماء البئر کله انتفخ أو لم ینتفخ.** (المحیط البرهانی ۱/۲۵۶، درمختار زکریا ۱/۳۶۸-۳۷۲)

کنویں میں بکری گرکر مرگئی

اگر بکری کنویں میں گرکر مرگئی تو پورا پانی ناپاک ہوگیا؛ اس لئے سب پانی نکالنا ضروری ہے۔ **وکذٰلک لو کان الواقع فی البئر شاةً أو کلباً ومات وانتفخ أو لم ینتفخ وجب نزح الماء کله.** (المحیط البرهانی ۱/۲۵۶، درمختار زکریا ۱/۳۶۸-۳۷۲)

کتا کنویں میں گھس کر زندہ نکل آیا

اگر کتا کنویں میں گرا اور اس کا لعاب پانی میں مل گیا، پھر وہ زندہ نکل آیا تب بھی پورے کنویں کا پانی نکالنا ضروری ہے۔ **الکلب إذا وقع فی الماء وأُخرِجَ حیاً إن أصاب فمه الماء فهو من جملة القسم الأول یجب نزح جمیع الماء.** (المحیط البرهانی ۱/۲۵۶، کوئٹہ ۱/۱۱۱)

کنویں میں چوہیا یا چڑیا مرگئی

اگر کسی کنویں میں چوہیا یا چڑیا گرکر مرگئی تو اگر اسے پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے، تو کم از کم ۲۰؍ڈول کے بقدر پانی نکالنا کافی ہے، اور اس سے زائد ۳۰؍ڈول تک نکال لے تو بہتر ہے؛ واضح ہو کہ پانی نکالنے کی ابتداء مردہ چڑیا یا چوہیا کو نکالنے کے بعد معتبر ہوگی۔ **إذا ماتت فارة أو عصفورةٌ فی البئر فأخرجت حین ماتت قبل أن تنتفخ فإنه ینزح منها**

عشرون دلواً إلى ثلاثين بعد إخراج الفأرة والعصفور فالعشرون على سبيل الحتم والزيادة على سبيل الاحتياط. (المحيط البرهاني ۲۵۷/۱، کوئٹہ ۱۱۱/۱، درمختار وشامی زکریا ۳۶۸/۱-۳۷۳)

بلی یا مرغی کنویں میں گر کر مرگئی

اگر بلی یا مرغی کنویں میں گر کر مرجائیں اور انہیں پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو چالیس سے پچاس ڈول تک نکالے جائیں گے۔ **وإذا كان الواقع في البئر سنوراً أو دجاجةً أخرجت ساعة ماماتت فيه ينزح أربعون أو خمسون دلواً في ظاهر الرواية.** (المحيط البرهاني ۲۵۷/۱، درمختار زکریا ۳۷۲/۱)

موٹر سے کنواں یا ٹنکی خالی کرنا

جن صورتوں میں بیس تیس ڈول نکالنے یا کنویں یا ٹنکی کو خالی کرنے کا حکم ہے اس میں ڈول کی قید اندازہ کے لئے ہے، اصل مقصود اس مقدار کا پانی نکالنا ہے؛ لہٰذا یہ مقصد اگر بڑے ڈول سے یا موجودہ دور میں موٹر پمپ سے حاصل ہوجائے، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ زیادہ آسان ہے۔ **مستفاد: ولو جاءوا بدلوٍ عظيمٍ يسع عشرين دلواً بدلوهم فاستقوا به جاز. وقال القدوريؒ: وهو أحب إليّ.** (المحيط البرهاني ۲۶۵/۱)

ناپاک چیز کنویں میں گرگئی مگر نکالنا ممکن نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر کوئی ذی جرم ناپاک چیز کنویں میں گرگئی؛ لیکن کنواں گہرا ہونے کی وجہ سے اس کا نکالنا ممکن نہ ہو، تو ایسی صورت میں اگر اس چیز کو نکالے بغیر کنویں کا سب پانی خالی کرالیا جائے تو بھی کنواں پاک ہوجائے گا۔ **عظم تلطخ بنجاسةٍ ووقع في البئر ولم يمكن استخراجه فإن نزحوا ماءها فقد طهرت.** (المحيط البرهاني ۲۶۷/۱)

ناپاک گیہوں وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر نجس پانی یا پیشاب وغیرہ پڑنے سے گیہوں ناپاک ہوجائے اور نجاست کو جذب کر کے

پھول جائے، تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں پاک پانی میں اتنی دیر رکھا جائے کہ وہ پانی کو جذب کرلے پھر نکال کر انہیں سکھا لیا جائے، تین مرتبہ یہی عمل کرنے سے وہ گیہوں پاک قرار دیئے جائیں گے۔ **الحنطة إذا أصابتها خمر وتشربت فيها وانتفخت من الخمر فغسلها عند أبي يوسفؒ أن ينقع في الماء حتى يتشرب كما تشرب الخمر ثم يجفف يفعل كذٰلك ثلاث مراتٍ ويحكم بطهارتها عند أبي يوسفؒ.** (المحيط البرهاني ۱/۳۸۳، شامي زكريا ۱/۵۴۱) **(اور اگر گیہوں میں نجاست گری؛ لیکن وہ پھولے نہیں تو تین مرتبہ دھونا کافی ہے، سکھانے کی ضرورت نہیں)**۔ (المحيط البرهاني ۱/۳۸۳)

آٹے میں نجاست گرگئی

اگر آٹے میں کوئی تر نجس چیز گرگئی تو جہاں تک اس نجاست کا اثر پڑے گا وہ آٹا ناپاک ہوجائے گا اور اس کو پاک کرنے کی کوئی شکل نہیں۔ **الدقيق إذا أصابه خمر لم يؤكل وليس لهٰذا حيلة.** (المحيط البرهاني ۱/۳۸٤)

تیل یا گھی وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر بہنے والے تیل یا گھی میں نجاست گر جائے، تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں اتنی ہی مقدار پانی ڈال کر اچھی طرح ہلایا جائے یا آگ پر پکا کر چھوڑ دیا جائے، تا آں کہ تیل اور پانی ممتاز ہوجائے تو تیل یا گھی کو اوپر سے نکال لیا جائے، اس کے بعد پھر پانی ڈال کر اسی طرح حرکت دی جائے اور چھوڑ دیا جائے، تین مرتبہ ایسا ہی کیا جائے۔ **ويطهر لبن وعسل ودبس ودهنٌ يغلىٰ ثلاثاً. (درمختار) وقال الشامي نقلاً عن فتاوىٰ الخيرية: إن لفظة "فيغلى" ذكرت في بعض الكتب والظاهر أنها من زيادة الناسخ فإنا لم نر من شرط لتطهير الدهن الغليان مع كثرة النقل في المسئلة والتتبع لها إلا ان يراد به التحريك مجازاً.** (شامي كراچي ۱/۳۳٤، زكريا ۱/۵٤۳)

کھال کو پاک کرنے کا طریقہ

خنزیر اور آدمی کی کھال کے علاوہ ہر جانور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہوجاتی ہے اور

دباغت کی کئی شکلیں ہیں: (۱) کسی کیمیکل وغیرہ سے دباغت دی جائے (۲) کھال کو مٹی میں دبا کر چھوڑ دیا جائے، تاآں کہ اس کی رطوبت جاتی رہے (۳) کھال کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے جس سے اس کی رطوبت خشک ہوجائے (۴) کھال کو ہوا میں سکھالیا جائے۔

مذکورہ طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کر کے کھال کو پاک کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے (خواہ اس کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو) تو دم مسفوح نکلنے کے بعد اس کی کھال پاک قرار دی جائے گی؛ البتہ خنزیر ایسا جانور ہے جو پورا کا پورا نجس العین ہے اس کا کوئی جزء کسی طرح پاک نہیں ہوسکتا۔ **وكل إهاب دبغ فقد طهر الخ. إلا جلد الخنزير لنجاسة عينهٖ والآدمي لكرامتهٖ الخ. كل حيوانٍ إذا ذبح بالتسمية طهر جلده ولحمه وشحمه وجميع أجزائهٖ، سواء كان مأكول اللحم أو غير ماكول اللحم الخ. إن الأصح طهارة جلده دون لحمهٖ الخ. والدباغة على ضربين: حقيقة وحكمية: فالحقيقة أى يدبغ بشئ طاهرٍ من الأدوية المعدة للدبغ الخ. وأما الحكمية فأن يخرج الجلد عن حكم الفساد بالتتريب الخ. أو بالتشميس أو بإلقائهٖ في الريح.** (حلبی کبیر ۱۵۳-۱۵۵)

ناپاک روئی کو پاک کرنے کا طریقہ

اگر روئی یا گدا یا لحاف وغیرہ ناپاک ہوجائے تو اس کی ایک شکل تو یہی ہے کہ اسے پانی میں اچھی طرح دھوکر نچوڑلیا جائے، اور دوسری شکل یہ ہے کہ اگر نجاست غالب نہ ہو، مثلاً آدھے حصہ سے کم میں یہ نجاست ہو تو روئی کو دھننے سے بھی زائل ہوسکتی ہے؛ لیکن اگر نجاست کی مقدار آدھے حصہ سے زائد ہو تو ایسی روئی دھننے سے پاک نہیں ہوسکتی؛ بلکہ دھونا لازم ہوگا۔ **ندف قطن محلوج نجس كان مقداراً لا يذهب بالندف كالنصف ونحوهٖ لا يطهر، وإن قليلاً يذهب بالندف يطهر، لاحتمال الذهاب بالندف،** (فتاویٰ بزازية على هامش العالمگرية ۲۰/۱)

❍❖❍

وضو کے مسائل

وضو مؤمن کا زیور ہے

شریعت میں وضو کی بہت اہمیت ہے، اس کے ذریعہ نظافت وطہارت کے علاوہ سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ قیامت میں وضو کرنے والے کے اعضاء مخصوص انداز میں روشن اور چمک دار ہوں گے، جنہیں دیکھ کر یہ پہچان ہوگی کہ یہ امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے افراد ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أُمَّتِی یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ یُطِیْلَ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ.

(بخاری شریف ۲۵/۱ حدیث: ۱۳۶، مسلم شریف ۱۲۶/۱ حدیث: ۲۸۶، الترغیب والترہیب حدیث: ۲۸۶)

میری امت کو قیامت کے دن اس حالت میں بلایا جائے گا کہ وضو کے اثر سے ان کی پیشانیاں اور دیگر اعضاء چمک رہے ہوں گے، پس جو شخص تم میں سے اپنی چمک لمبی کرنا چاہے تو کرلے۔

نیز ایک دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ الْمُؤْمِنَ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ. (مسلم شریف ۱۷۲/۱، الترغیب والترہیب حدیث: ۲۸۷)

جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہیں تک مؤمن کی سجاوٹ پہنچے گی۔

اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے اور آپ نے وہاں کے مرحومین کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”ایمان والی جماعت کی جگہ رہنے والو تم پر سلامتی ہو! اور ہم بھی اگر اللہ نے چاہا عنقریب تم سے ملنے والے ہیں، اور ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھ لیں“۔ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان سے یہ بات سن کر حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ”اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں“؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ”تم تو میرے صحابہ ہو، میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو

ابھی نہیں آئے‘‘۔ تو صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کی امت کے جو لوگ ابھی موجود نہیں ہیں، ان کو آپ قیامت کے دن کیسے پہچانیں گے؟ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی شخص کے ایسے گھوڑے ہوں جن کی پیشانیاں اور پاؤں سفید چمک دار ہوں اور وہ بالکل سیاہ کالے گھوڑوں میں رل مل جائیں تو کیا وہ شخص ان کے درمیان اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا‘‘؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ. (مسلم شریف ۱۲۷/۱ حدیث: ۲۴۹، الترغیب و الترهیب حدیث: ۲۸۸)

وہ (بعد میں آنے والی امت) قیامت کے دن وضو کی وجہ سے چمک دار پیشانی اور ہاتھ پاؤں کے ساتھ آئیں گے اور میں حوض کوثر پر ان کا منتظر رہوں گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ’’قیامت کے دن مجھے سب سے پہلے سجدہ کی اجازت ملے گی اور میں سب سے پہلے سر اٹھاؤں گا اور اپنے سامنے دیکھوں گا تو دیگر امتوں کے درمیان اپنی امت کے لوگوں کو پہچان لوں گا، یہی حال پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھنے میں ہوگا‘‘۔ تو ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک بے شمار امتوں کے درمیان آپ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

هُمْ غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَ لِأَحَدٍ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ وَأَعْرِفُهُمْ أَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ وَأَعْرِفُهُمْ تَسْعىٰ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ. (مسند أحمد ۱۹۹/۵، الترغیب و الترهیب حدیث: ۲۹۰)

وہ وضو کے اثر سے چمک دار اعضاء والے ہوں گے اس طرح کی چمک ان کے علاوہ کسی اور کی نہیں ہوگی اور میں اس سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں دئے جائیں گے، نیز یہ بھی پہچان ہوگی کہ ان کی اولادیں ان کے سامنے دوڑ رہی ہوں گی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ وضو کا اہتمام آخرت میں روشنی کا باعث ہوگا؛ اس لئے اس سعادت کو حاصل کرنے کی نیت سے خوش دلی کے ساتھ وضو کا اہتمام کرنا چاہئے۔

وضو سے گناہ صاف

علاوہ ازیں وضو کرنے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ وضو کے پانی کے قطرات سے آدمی کے چھوٹے موٹے گناہ بھی خود بخود جھڑ جاتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ

جب کوئی مسلمان یا مؤمن شخص وضو میں اپنے چہرے کو

فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَسَّتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ. (مسلم شريف ۱۲۵/۱ حديث: ۲٤٤)

دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ٹپکنے والے آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ نکل جاتے ہیں جس کو اس کی آنکھوں نے دیکھا ہے، پھر جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ سے ٹپکنے والے پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ سب گناہ جھڑ جاتے ہیں، جن کو اس کے ہاتھوں نے پکڑ کر انجام دیا ہے، پھر جب وہ پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے پانی کے ساتھ ساتھ وہ گناہ بھی دھل جاتے ہیں جنہیں اس نے پیروں سے چل کر انجام دیا ہے، تا آں کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوکر (وضو سے) فارغ ہوتا ہے۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خاص طور پر سنت کے مطابق وضو کی عملی تعلیم دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے وضو کا پانی منگا کر وضو فرمایا پھر ہنسنے لگے اور حاضرین سے فرمایا کہ: ''تم مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں''، تو ان لوگوں نے سوال کیا کہ: ''اے امیر المومنین آپ کو کس بات نے ہنسایا''؟ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کے بعد ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حاضرین سے یہی سوال کیا تھا کہ مجھ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ کس چیز نے مجھے ہنسایا؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی سوال کیا، اس کے جواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا دَعَا بِوَضُوْءٍ فَغَسَلَ وَجْهَهُ حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ خَطِيْئَةٍ أَصَابَهَا بِوَجْهِهِ فَإِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ كَانَ كَذٰلِكَ فَإِذَا طَهَّرَ قَدَمَيْهِ كَانَ كَذٰلِكَ. (مسند احمد ۵۸/۱، الترغيب والترهيب حديث: ۲۹٤)

آدمی جب وضو کا پانی منگا کر اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ہر وہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں جس کا اس نے چہرہ سے ارتکاب کیا ہو، جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو بھی یہی معاملہ ہوتا ہے اور پیر دھوتا ہے تو بھی اسی طرح معاملہ ہوتا ہے۔

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں میں یہ سمجھتا تھا کہ سب لوگ گمراہی پر ہیں اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور لوگ عام طور پر بتوں کی پوجا کرتے تھے، اسی درمیان مجھے یہ خبر ملی کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص ہیں جو غیب کی باتیں بتاتے ہیں، چناں چہ میں اپنی سواری پر سوار ہوکر ان کی خدمت میں حاضر ہوا، تو وہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام تھے جو اس وقت قوم کی طرف سے مخالفت کی وجہ سے روپوش تھے،

چناں چہ میں نے کسی ذریعہ سے آپ کی خدمت میں حاضری دی، اس کے بعد میں نے آپ ﷺ سے کچھ سوالات کئے اور جب مجھے اطمینان ہوگیا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی پیروی کرنا چاہتا ہوں، تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ اس وقت تم میرا اور لوگوں کا حال دیکھ رہے ہو، اس صورتِ حال کو تم برداشت نہیں کر سکتے؛ لہٰذا اس وقت اپنے گھر لوٹ جاؤ اور جب تم کو یہ اطلاع ملے کہ مجھے غلبہ ہو گیا تو میرے پاس آجانا، چناں چہ میں اپنے گھر لوٹ آیا اور آپ کے بارے میں تحقیق کرتا رہا، تا آں کہ مدینہ سے آنے والی ایک جماعت کے ذریعہ مجھے معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام مدینہ تشریف لا چکے ہیں اور لوگ بڑی تعداد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں، چناں چہ میں بھی مدینہ حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے مجھے پہچان لیا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم وہی ہو جس نے مکہ معظّمہ میں مجھ سے ملاقات کی تھی''، میں نے عرض کیا کہ جی میں وہی شخص ہوں، پھر میں نے درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی! آپ مجھے وہ بات بتلائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلائی ہے اور میں اس سے ناواقف ہوں، آپ مجھے نماز کے اوقات کے بارے میں بتائیے! (چناں چہ پیغمبر علیہ السلام نے پانچوں نمازوں کے اوقات بالتفصیل مجھے بتائے) اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی: وضو کے بارے میں مجھے بتائیے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوئَهُ فَيَتَمَضْمَضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيهِ وَخَيَاشِيمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَاءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنىٰ عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِي هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ إِلَّا

تم میں سے جو شخص بھی وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے پھر ناک سنکے تو اس کے چہرہ، منہ اور ناک کے بانسوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ اپنا چہرہ اس طرح دھوتا ہے جیسا اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اس کے چہرہ کے گناہ داڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں، پھر جب کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں حتی کہ پوروں کے گناہ پانی کے ساتھ بہہ جاتے ہیں، پھر جب سر پر مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب وہ ٹخنوں تک اپنے دونوں پیر دھوتا ہے تو اس کے دونوں پیروں حتی کہ انگلیوں کے گناہ بھی پانی کے ساتھ جھڑ جاتے ہیں، پھر اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعظیم کرے جو اس کی شایانِ شان ہو اور اپنے دل کو خالص اللہ کی طرف

انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهٗ. (مسلم شریف حدیث: ۸۳۲ ملخصاً)

متوجہ کرے تو وہ اپنی غلطیوں سے پاک ہوکر اس طرح لوٹتا ہے جیسا کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

اسی روایت میں آگے یہ بھی ہے کہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث صحابی رسول حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سنائی تو انہیں بڑا تعجب ہوا، چناں چہ انہوں نے فرمایا کہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ! غور کرو، تم کیا کہہ رہے ہو، کیا ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی آدمی کو اتنا ثواب حاصل ہوسکتا ہے؟ یہ سن کر حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ: ''ابوامامہ! مجھ پر بڑھاپا آگیا میری ہڈیاں کمزور ہوچلیں اور میری وفات کا وقت قریب آچکا اس حالت میں مجھے اللہ یا اس کے رسول پر جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اگر میں نے یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام سے ایک دو نہیں؛ بلکہ کم ازکم سات مرتبہ نہ سنی ہوتی تو میں کبھی بھی اسے بیان نہ کرتا؛ لیکن بات یہ ہے کہ میں نے اس سے زیادہ مرتبہ یہ بات پیغمبر علیہ السلام سے سن رکھی ہے''۔ (مسلم شریف حدیث :۸۳۲)

ان روایات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وضو کے ذریعہ انسان کتنی سعادتیں حاصل کرسکتا ہے؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ وضو کامل مکمل ہو اور اعضاء مغسولہ کا کوئی بھی حصہ تر ہونے سے نہ رہ جائے، اور وضو کرتے وقت سنن و آداب کی پوری رعایت رکھی جائے، اور موسم ناموافق کیوں نہ ہو، پھر بھی مکمل وضو کا اہتمام کیا جائے، اس پر احادیث میں بڑی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ غلطیوں کو مٹاتے ہیں اور درجات بلند فرماتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور بتائیے! تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ.

ناگواری کے باوجود مکمل وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ سے زیادہ قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہ تمہارے لئے سرحدوں پر پہرہ داری ہے۔ (یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا)

(مسلم شریف ۱۲۷/۱ حدیث: ۲۵۱،

الترغیب والترهیب ۳۰۴)

رباط کے معنی ''پہرہ دینے'' کے آتے ہیں، اور یہاں مطلب یہ ہے کہ ان اعمال کی وجہ سے معاصی اور شیطانی اثرات سے حفاظت رہتی ہے۔

حضرت حمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سخت سردی کی رات میں نماز کے لئے جاتے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی طلب فرمایا، چناں چہ میں پانی لے کر حاضر ہوا، تو آپ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ

ایک مرتبہ دھوئے، میں نے (بطورِ شفقت) عرض کیا کہ حضرت! بس اتنا ہی کافی ہے، آپ فرض وضو فرما چکے ہیں اور رات بہت زیادہ ٹھنڈی ہے، اس لئے زیادہ مبالغہ مت فرمایئے، یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

لاَ یُسْبِغُ عَبْدٌ الْوُضُوْءَ إِلاَّ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَأَخَّرَ. (رواہ البزار، الترغیب والترہیب حدیث: ۲۹۵)

جو شخص بھی کامل (تین تین مرتبہ) وضو کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیں گے۔

اس لئے ہر موسم میں وضو کا اہتمام لازم ہے، اس میں ایسی جلد بازی مناسب نہیں ہے کہ سنن وآداب کی رعایت نہ رکھی جاسکے یا کوئی فرض ادا ہونے سے رہ جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کی ایڑیاں خشک رہنے کی وجہ سے چمک رہی ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

وَیْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبِغُوْا الْوُضُوْءَ. (مسلم شریف ۱/۱۲۵ حدیث: ۲۴۱، ابو داؤد شریف: ۹۷)

تباہی ہے (خشک رہ جانے والی) ایڑیوں کی آگ سے، اچھی طرح وضو کیا کرو۔

ذیل میں وضو سے متعلق چند اہم مسائل پیش کئے جاتے ہیں؛ تاکہ صحیح وضو کی طرف رہنمائی ہوسکے۔ ملاحظہ فرمائیں:

وضو کے ارکان

وضو میں چار فرض ہیں: (۱) پورا چہرہ دھونا (۲) کہنیوں تک ہاتھ دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں تک پیروں کا دھونا۔ قَالَ تَعَالٰی: ﴿یٰۤأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا إِذَا قُمْتُمْ إِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَأَیْدِیَكُمْ إِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَی الْكَعْبَیْنِ﴾. (المائدہ: ٦، طحطاوی ۳۱-۳۳)

پانی کس حد تک بہانا فرض ہے؟

شرعاً دھونے کا مفہوم اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک کہ کم از کم وضو کے عضو کو تر کرنے کے بعد اس سے دو قطرے نہ ٹپکیں، اگر اس قدر بھی تقاطر نہیں ہوا تو دھونے کا فرض ادا نہیں ہوگا۔

مثلاً کسی شخص نے برف وغیرہ سے ہاتھ پیر کو تر کرلیا اور کوئی قطرہ نہیں ٹپکا تو یہ کافی نہیں ۔ **غسل الوجه أى إسالة الماء مع التقاطر ولو قطرة. وفي الفيض: أقله قطرتان في الأصح. (درمختار) وفي الشامي: يدل عليه صيغة التفاعل ثم لا يخفىٰ أن هٰذا بيان للفرض الذى لا يجزئ أقل منه لأنه في صدد بيان الغسل المفروض.**

(شامی زکریا ۲۰۹/۱ بیروت ۱۸۷/۱-۱۸۸، مراقی الفلاح ۳۲)

چہرہ کی حدود

لمبائی میں پیشانی کی ابتداء سے لے کر ٹھوڑی کے نچلے حصے یعنی نیچے کے جباڑے تک (بشرطیکہ داڑھی گھنی نہ ہو) اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے لے کر دوسرے کان کی لو تک چہرہ کا دھونا وضو میں فرض ہے۔ **من مبدأ سطح جبهته الخ إلى أسفل ذقنه أى منبت أسنانه السفلىٰ طولاً كان عليه شعر أم لا الخ، وما بين شحمتي الأذنين عرضاً.**

(درمختار زکریا ۲۱۰/۱، بیروت ۱۸۸/۱-۱۸۹، مراقی الفلاح ۳۲)

آنکھ کے ظاہری حصہ کا دھونا فرض ہے

آنکھ کے اندر پانی پہنچانا تو فرض نہیں؛ لیکن آنکھ کے باہری حصہ میں اور پلکوں کو نیز آنکھ کے اس گوشہ کو جو ناک سے ملا ہوا ہے دھونا فرض ہے۔ (حتی کہ اگر آنکھ سے کیچڑ نکل کر آنکھ کے ظاہری گوشہ میں جم جائے تو اس کیچڑ کو ہٹا کر پانی پہنچانا ضروری ہوگا) **وإيصال الماء داخل العينين ساقط، فقد روى عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ: لا بأس بأن يغسل الرجل الوجه وهو مغمض عينيه الخ.** (المحیط البرهانی ۱۶۱/۱) **فيجب غسل المياقي الخ، لا غسل باطن العينين الخ. (درمختار) وفي البحر: لو رمدت عينه فرمصت يجب إيصال الماء تحت الرمص إن بقي خارجاً بتغميض العين وإلا فلا.** (شامی زکریا ۲۱۰/۱، بیروت ۱۸۹/۱)

ہونٹ کے ظاہری حصہ کو دھونا ضروری ہے

منہ بند کرنے کے بعد ہونٹ کا جو حصہ ظاہر رہ جاتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔ **وما يظهر من**

الشفة عند انضمامها. (درمختار) أشار بصيغة الانفعال إلى أن المراد ما يظهر عند انضمامها الطبيعي لا عند انضمامها بشدة وتكلف، وكذا لو غمض عينيه شديداً لا يجوز. (بحر) لٰكن نقل العلامة المقدسي في شرحه على نظم الكنز: أن ظاهر الرواية الجواز، وأقره في الشرنبلالية. (شامي زكريا ۲۱۱/۱، بيروت ۱۸۹/۱، مراقی الفلاح ۳۵)

گھنی بھووں کا حکم

اگر کسی شخص کی بھویں اتنی گھنی ہوں کہ اوپر سے کھال نظر نہ آتی ہو تو ان کے اوپر سے پانی بہادینا کافی ہے، کھال تک پہنچانا ضروری نہیں، یہی حکم گھنی داڑھی اور مونچھ کا بھی ہے؛ البتہ اگر کھال دکھائی دیتی ہو تو اوپر سے پانی بہادینا کافی نہ ہوگا۔ لا غسل – إلى قوله – وأصول شعر الحاجبين واللحية والشارب. (درمختار) يحمل هٰذا على ما إذا كانا كثيفين، أما إذا بدت البشرة فيجب كما يأتي له قريباً عن البرهان، وكذا يقال في اللحية والشارب. (شامی زکریا ۲۱۱/۱، بیروت ۱۸۰/۱)

داڑھی اگر گھنی ہو

اگر داڑھی کے بال اتنے گھنے ہوں کہ اندر کی کھال باہر سے نہ دکھائی دے تو وضو کے لئے اندر کھال تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ سامنے کے بالوں کو اوپر سے دھونا کافی ہے۔ پھر اس میں تفصیل یہ ہے کہ داڑھی کے جو بال چہرے کی محاذات میں آتے ہیں ان کا دھونا فرض ہے، اور جو بال ٹھوڑی کے نیچے لٹک جائیں ان کا دھونا سنت ہے۔ (امداد الاحکام ۳۴۴/۱)

ثم لا خلاف أن المسترسل لا يجب غسله ولا مسحه بل يسن، وأن الخفيفة التي ترى بشرتها يجب غسل ما تحتها. (درمختار) وفي الشامي: أما المستورة فساقط غسلها للحرج. (شامي بيروت ۱۹۴/۱، زكريا ۲۱۶/۱) ويجب غسل ظاهر اللحية الكثّة في أصح ما يفتى به (نور الإيضاح) وعلل في الطحطاوي: لقيامها مقام البشرة لتحول الفرض إليها. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی بیروت ۲۵)

دواء کے اوپر سے وضو

زخم پر دوا یا چونا لگایا تھا زخم اچھا ہونے کے بعد دوا یا چونا جسم سے ایسے چمٹ گیا کہ بلامشقت اس کا چھڑانا دشوار ہے یا سردی سے ہاتھ پیروں میں پڑ جانے والے شگاف میں دوا بھر دی اور اب اسے نکالنا باعثِ تکلیف ہے، تو ان صورتوں میں دوا کے اوپر سے پانی بہادینا کافی ہے، زخم کریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (امداد الاحکام ۱/۳۴۵) قال فی نور الإیضاح: ولو ضره غسل شقوق رجلیه جاز إمرار الماء علی الدواء الذی وضعهٗ فیها. قال الطحطاوی: ثم محل جواز إمرار الماء علی الدواء إذا لم یزد علی رأس الشقاق فإن زاد تعین غسل ما تحت الزائد کما فی ابن أمیر حاج ومثله فی الدر عن المجتبیٰ، لکن ینبغی أن یقید بعدم الضرر کما لا یخفیٰ أفاده بعض الأفاضل. (الطحطاوی ۳۷)

مہندی اور رنگ

مہندی یا ایسا رنگ جس میں پرت نہ ہو اس کے بدن پر لگے رہنے سے وضو میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ ولا یضر بقاء أثر کلون وریح الخ. (شامی زکریا ۱/۵۳۷)

نیل پالش اور لپ اسٹک

نیل پالش (وہ رنگین روغن جو عورتیں اپنے ناخن پر لگاتی ہیں) لگانے سے ناخونوں تک پانی نہیں پہنچتا؛ لہٰذا وضو کرتے وقت اس کا چھڑانا ضروری ہے ورنہ پاکی حاصل نہ ہوگی۔ اسی طرح ہونٹوں پر لگائی جانے والی لپ اسٹک اگر تہہ دار ہو تو وضو کے لئے اس کا بھی صاف کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر وضو اور غسل صحیح نہ ہوگا۔ وقیل إن صلباً منع وهو الأصح. (درمختار) وفی الشامی: صرح به فی شرح المنیة وقال: لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (شامی بیروت ۱/۲۵۹، زکریا ۱/۲۸۹)

پینٹ بدن پر لگ جائے

''پینٹ'' جو بدن میں پانی کے نفوذ سے مانع ہوتا ہے اس کے بدن پر لگے رہنے کی حالت میں غسل یا وضو صحیح نہ ہوگا۔ وقیل أن صلباً منع وهو الأصح. (درمختار زکریا ۱/۲۸۹)

ووٹ کی نشانی کا حکم

ووٹ دیتے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے، جس کا اثر کئی دنوں تک رہتا ہے وہ چوں کہ تہہ دار نہیں ہوتی؛ اس لئے اس کے لگے رہنے کی حالت میں غسل اور وضو درست ہے۔ **ولا يضر بقاء أثر كلون وريح فلا يكلف في إزالته إلى ماء حارٍ أو صابون ونحوه.** (شامی زکریا ۵۳۷/۱)

نوٹ: بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس روشنائی کو چھڑاتے وقت معمولی سی پرت اترتی ہے، اس لئے یہ وضو سے مانع ہوگی، بریں بنا احتیاط اس میں ہے کہ اس روشنائی کو جلد از جلد چھڑانے کی کوشش کی جائے؛ لیکن کوشش کے باوجود اگر چھوٹ نہ سکے تو اسی حالت میں وضو اور غسل جائز اور درست ہو جائے گا۔ **ويعفى أثر شق زواله بأن يحتاج في إخراجه إلى نحو الصابون.** (مجمع الأنهر ۹۰/۱) **والمراد بالأثر اللون والريح، فإن شق إزالتهما سقطت الخ.** (البحر الرائق ۲۳۷/۱)

کسی شخص کے زائد ہاتھ پیروں کے دھونے کا حکم

بالفرض اگر کسی شخص کے ایک جانب دو ہاتھ یا دو پیر ہوں تو اگر دونوں میں برابر طاقت ہے بایں طور کہ وہ ان دونوں سے پکڑنے اور چلنے کا کام لیتا ہے تو دونوں کا دھونا فرض ہے، اور اگر ان میں سے ایک کار آمد ہے دوسرا بے کار رہے تو صرف کار آمد کو دھونا فرض ہوگا بے کار کو دھونا فرض نہ ہوگا۔ **ولو خلق له يدان ورجلان، فلو يبطش بهما غسلهما، ولو بإحداهما فهي الأصلية فيغسلها.** (درمختار بیروت ۱۹۵/۱، زکریا ۲۱۸/۱)

زائد انگلی کا حکم

ہاتھ یا پیر کی زائد انگلیوں کو دھونا بھی فرض ہے۔ **وكذا الزائدةُ إن نبتت من محل الفرض إصبع وكف زائدين.** (درمختار بیروت ۱۹۶، زکریا ۲۱۸/۱)

لمبے ناخنوں کے نیچے پانی پہنچانا فرض ہے

اگر ناخن اتنے بڑھے ہوئے ہوں کہ انگلیوں کا سرا ان کے اندر چھپ جائے تو جب تک انگلیوں کے سرے تک پانی نہ پہنچایا جائے وضو درست نہ ہوگا۔ **إن الظفر إذا كان طويلاً بحيث يستر رأس الأنملة يجب إيصال الماء إلىٰ ما تحته وإن كان قصيراً لا يجب.** (المحيط البرهانی ١٦٣/١، مراقی الفلاح ٣٥)

وضو میں کوئی حصہ خشک رہ گیا

وضو کرتے ہوئے کوئی حصہ اگر سوئی کی نوک کے بقدر بھی خشک رہ گیا تو وضو درست نہ ہوگا؛ البتہ ناخن کے اندر جم جانے والے فطری میل کچیل کی وجہ سے ناخونوں کی جڑوں میں اگر براہِ راست پانی نہ پہنچے تب بھی وضو درست ہوجاتا ہے۔ **و لا يمنع الدرن أى وسخ الأظفار.**

(مراقی الفلاح ٣٥، شامی بیروت ٢٥٩/١، زکریا ٢٨٨/١)

بارش کے قطرات پر مسح کی نیت سے ہاتھ پھیرنا

اگر کوئی شخص وضو میں مسح کرنا بھول گیا؛ لیکن پھر اتفاقاً سر پر بارش کی بوندیں تین انگلی یا ان سے زیادہ کے بقدر پڑ گئیں تو بھی مسح کا فرض ادا ہوجائے گا۔ (خواہ ہاتھ سر پر پھیرا ہو یا نہ پھیرا ہو) **وإذا نسى المتوضئ مسح الرأس فأصابه المطر مقدار ثلاث أصابع فمسحه بيدهٖ أو لم يمسحه أجزأه عن مسح الراس؛ لأن اللّٰه تعالىٰ وصف الماء بكونه طهوراً والطهور الطاهر بنفسهٖ المطهر لغيرهٖ فلا يتوقف حصول التطهير على فعل يكون منه.** (المحيط البرهانی ١٦٥/١، درمختار زکریا ٢١٣/١، بیروت ١٩٢/١)

ہتھیلی کی باقی ماندہ تری سے مسح کرنا

اگر کسی شخص نے ہاتھ میں پانی لے کر چہرہ یا کہنی پر ڈالا تو اس ہتھیلی میں رہ جانے والی تری سے سر پر مسح کرنا درست ہے۔ **ولو كان فى كفهٖ بللٌ فمسح به رأسه أجزأه – إلى قوله – أما بلل الكف ماءٌ لم يسقط به فرض الغسل لأن فرض غسل الأعضاء أقيم**

بالماء الذی زایل العضو لا بالبلل الذی علی الکف فلم یصر هٰذا البلل مستعملاً فجاز أن یقام بهٖ فرض مسح الرأس. (المحیط البرهانی ۱/۱۶۶) او ببلل باق بعد غسل علی المشهور. (درمختار زکریا ۱/۲۱۳، بیروت ۱/۱۹۲)

دیگر اعضاء کے مستعمل پانی سے مسح درست نہیں

اگر ہاتھ یا چہرہ دھونے کے بعد اس سے ٹپکنے والے مستعمل پانی سے سر کا مسح کیا تو درست نہیں ہوگا؛ چوں کہ جس پانی سے ایک مرتبہ طہارت حاصل ہوچکی اس سے دوبارہ طہارت حاصل نہ ہوگی۔ وإذا نسی أن یمسح رأسه فأخذ من لحیتهٖ ماءً و مسح بهٖ رأسه لایجوز؛ لأن هٰذا مسح بماءٍ مستعملٍ. (المحیط البرهانی ۱/۱۶۶) عن أبی حنیفةؒ و أبی یوسفؒ: أنه إذا مسح رأسه بفضل غسل ذراعیه لم یجز إلا بماء جدیدٍ لأنه قد تطهّر بهٖ مرةً.

(شامی زکریا ۱/۲۱۳، بیروت ۱/۱۹۲)

تنگ انگوٹھی وغیرہ کو ہلانا

اگر کسی شخص نے تنگ انگوٹھی پہن رکھی ہو تو وضو میں اس کو ہلانا ضروری ہے؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے۔ (اسی طرح اگر عورت نے تنگ بندا، یا لونگ پہن رکھی ہو تو غسل کرتے وقت اس کو حرکت دینا ضروری ہوگا؛ تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے) اور اگر انگوٹھی وغیرہ تنگ نہ ہو تو ان کا حرکت دینا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے۔ وإن کان فی إصبعهٖ خاتم إن کان واسعاً لا یجب تحریکه ولا نزعه، وإن کان ضیقاً ففی ظاهر روایة أصحابنا رحمهم اللّٰه تعالیٰ لابد من نزعهٖ أو تحریکهٖ. (المحیط البرهانی ۱/۱۶۳، مراقی الفلاح ۴۲) وتحریک خاتمه الواسع ومثله القرط، کذا الضیق إن علم وصول الماء وإلاَّ فرض.

(درمختار بیروت ۱/۲۲۵، زکریا ۱/۲۵۰)

جس کے ہاتھ مفلوج ہوں وہ طہارت کیسے کرے؟

جس شخص کے دونوں ہاتھ مفلوج ہوں اور وہ وضو اور تیمّم پر قادر نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ جس

طرح بھی ہوسکے اپنے ہاتھ کہنیوں تک زمین سے مس کرے، اسی طرح اپنا چہرہ دیوار سے مس کرے، یہی عمل اس کی طہارت کے لئے کافی ہوگا اور اس کے لئے نماز چھوڑنے کی اجازت نہ ہوگی۔ **وإن کانت یداہ کلتاھما قد شلتا ولا یستطیع الوضوء والتیمم، قال: یمسح یدہ علی الأرض یعنی ذراعیہ مع المرفقین، ویمسح وجھہ علی الحائط، ویجزئ ذٰلک عنہ ولا یدع الصلاۃ علی کل حالٍ.** (المحیط البرہانی ۱/۱۷۳)

وضو کی سنتیں

وضو کی سنتیں یہ ہیں: (۱) نیت کرنا (۲) تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا (۳) ابتداء میں تین مرتبہ گٹوں تک ہاتھ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین مرتبہ کلی کرنا (۶) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا (۷) منہ اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کرنا (یہ سنت روزہ دار کے لئے نہیں ہے) (۸) داڑھی میں خلال کرنا (۹) انگلیوں میں خلال کرنا (۱۰) تمام اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا (۱۱) پورے سر کا مسح کرنا (۱۲) کانوں کا مسح کرنا (۱۳) ترتیب وار وضو کرنا (یعنی جو ترتیب قرآن وسنت میں وارد ہے اسی کے مطابق وضو کرنا) (۱۴) پے در پے اعضاء وضو پر پانی بہانا (یعنی ایک عضو کے سوکھنے سے قبل اگلے عضو کو دھولینا، یہ سنتیں متفق علیہ ہیں۔ اور بہت سے علماء نے داہنی طرف سے ابتداء، ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کی طرف سے دھونے کا اہتمام، گردن کا مسح، رگڑ کر دھونے وغیرہ کو بھی سنت کہا ہے۔ (الدر المختار مع الشامی زکریا ۱/۲۱۸-۲۴۸)

وضو کی نیت

وضو کرنے سے پہلے وضو کی نیت کرنا سنتِ مؤکدہ ہے اور نیت کا مطلب دل میں یہ ارادہ کرنا ہے کہ میں حکم خداوندی کی تعمیل یا طہارت کے حصول یا ان عبادات کے حلال ہونے کی غرض سے یہ عمل کررہا ہوں جن کی ادائیگی طہارت کے بغیر میرے لئے درست نہیں ہے، اور ان الفاظ کا زبان سے کہنا ضروری نہیں؛ بلکہ دل میں استحضار کافی ہے۔ **البدایۃ بالنیۃ أی نیۃ عبادۃ لا تصح إلا**

بالطهارة كوضوء أو رفع حدثٍ أو امتثال أمرٍ. (درمختار) ولا يخفى أن الأصوب أن يقول: أو وضوءٍ، بالعطف على عبادةٍ، وما ذكره من الاكتفاء بنية الوضوء هو ما جزم بهٖ في الفتح وأيده في البحر والنهر الخ. (شامی زکریا ۱/۲۲۳، بیروت ۱/۱۹۹-۲۰۰)

بلانیت وضو کا حکم

اگر کسی شخص نے وضو کی نیت کے بغیر وضو کرلیا مثلاً کسی نے اسے پانی میں دھکا دے دیا اور خود بخود اس کے اعضاء وضو دھل گئے، تو اس کا وضو شرعاً معتبر ہوجائے گا اس سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے، لیکن وضو کا ثواب نہیں ملے گا؛ اس لئے کہ نیت کے بغیر جو وضو ہو وہ عبادت میں شمار نہیں۔ وقال الدبوسي في أسراره: وكثير من مشائخنا يظنون أن المأمور بهٖ من الوضوء يتأدىٰ من غير نية، وهٰذا غلط فان المامور به عبادة والوضوء بغير نية ليس بعبادةٍ. وفي مبسوط شيخ الاسلام: لا كلام في أن الوضوء المأموربهٖ لا يحصل بدون النية، لٰكن صحة الصلاة لا تتوقف عليه لأن الوضوء المأمور به غير مقصود، وإنما المقصود الطهارة وهي تحصل بالمأمور به وغيره لأن الماء مطهر بالطبع.

(شامی زکریا ۱/۲۲۴، بیروت ۱/۲۰۱)

وضو میں بسم اللہ کیسے پڑھیں؟

وضو کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا مطلقاً مسنون ہے اور بعض احادیثِ شریفہ میں اس موقع پر درج ذیل الفاظ کی فضیلت وارد ہے: ’’بسم الله والحمد لله‘‘. اس لئے ان کلمات کا اہتمام کرنا بہتر ہے۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ’’يا أبا هريرةَ إذا توضأت فقل ’’بسم اللّٰه والحمد للّٰه‘‘ فإن حفظتك لا تبرح تكتب لك الحسنات حتى تحدث من ذٰلك الوضوء‘‘. (طبرانی صغیر ۱/۳۱ حدیث: ۱۹۶، اعلاء السنن بیروت ۱/۴۳، شامی زکریا ۱/۲۲۷، بیروت ۱/۲۰۳)

اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بہتر یہ ہے کہ جب یاد آئے تو ’’بسم اللّٰہ أولہٗ و آخرہٗ‘‘ پڑھے۔ **قال الشامی بحثاً: ویؤیدہ ما نقلہ العینی فی شرح الہدایۃ عن بعض العلماء: أنہ إذا سمیٰ فی أثناء الوضوء أجزأہٗ.**

(شامی زکریا ۱/۲۲۸، بیروت ۱/۲۰۵)

اٹیچ باتھ روم میں بسم اللہ؟

اٹیچ باتھ روم میں اگر نجاست سامنے نہ ہو تو وضو کرتے وقت زبان سے بھی ’’بسم اللہ‘‘ پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن اگر نجاست ظاہر ہو تو زبان سے بسم اللہ نہ پڑھیں؛ بلکہ دل دل میں پڑھ لیں، اسی طرح ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں زبان سے بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔ (**مستفاد: إلا حال انکشاف وفی محل نجاسۃٍ فیسمی بقلبہٖ. وفی الشامی: ولا یحرک لسانہ تعظیماً لإسم اللّٰہ تعالیٰ.** (درمختار وشامی زکریا ۱/۲۲۷، بیروت ۱/۲۴۰، تحفۃ الالمعی، افادات: حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری ۱/۲۰۲)

بڑے برتن سے پانی کیسے لیں؟

اگر کسی بڑی بالٹی یا ڈرم وغیرہ میں پانی رکھا ہوا ہے اور وہ ڈرم اتنا بڑا ہے کہ اسے ہلایا نہیں جاسکتا اور کوئی ایسا برتن وغیرہ بھی نہیں ہے جس کے ذریعہ سے اس میں سے پانی نکالا جائے، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً بائیں چلو سے پانی لے کر دائیں ہاتھ کو گٹے تک دھوئے، اس کے بعد دائیں چلو سے پانی لے کر بایاں ہاتھ دھوئے؛ تاکہ داہنے سے ابتداء کی سنت ادا ہوسکے۔ **قال فی النہر: ثم کیفیۃ ہٰذا الغسل أن الإناء إن أمکن رفعہ غسل الیمنیٰ ثم الیسریٰ ثلاثاً، وإن لم یمکن لکن معہ إناء صغیرٌ فکذٰلک، وإلا أدخل أصابع یدہ الیسریٰ مضمومۃً دون الکف وصب علی الیمنیٰ ثم یدخلہا ویغسل الیسریٰ.** (شامی زکریا ۱/۲۳۱، بیروت ۱/۲۰۷)

نوٹ: اور اگر مذکورہ صورت میں اس شخص کے ہاتھ ناپاک ہوں اور وہ خود چلو سے پانی نہ لے سکتا ہو

تو اسے چاہئے کہ کسی دوسرے شخص سے جس کے ہاتھ پاک ہوں پانی نکلوا کراولاً اپنے ہاتھ پاک کرے، اگر یہ ممکن نہ ہوتو کوئی پاک کپڑا پانی میں ڈال کراس سے ٹپکنے والے پانی سے اپنے ہاتھ کو پاک کرے، اگراس کا بھی انتظام نہ ہوتو خود اپنے منہ میں براہِ راست پانی لے کرکلی کر کے اپنا ہاتھ پاک کرے اور پھر وضو کرے، اگر بالفرض یہ بھی نہ ہوسکے تو اب تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اسی طرح اس کی نماز درست ہو جائے گی بعد میں اعادہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ (شامی زکریا ۱/۲۳۱-۲۳۲، بیروت ۱/۲۰۸)

اعضاءِ وضو کا تین مرتبہ دھونا

اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے، بلاضرورت اس سے زائد مرتبہ نہیں دھونا چاہئے؛ لیکن اگر شک ہوجائے کہ کتنی مرتبہ دھویا ہے تو اطمینانِ قلب کے لئے زائد دھونے میں حرج نہیں ہے۔ **ويسن تثليث الغسل فمن زاد أو نقص فقد تعدى وظلم كما ورد في السنة إلا لضرورة (مراقي الفلاح) وفي الطحطاوي: بأن زاد لطمانينة قلبه عند الشك فلا بأس به.** (طحطاوی کراچی ٤٠، درمختار زکریا ١/٢٤٠، بیروت ١/٢١٦)

ایک عضو کے خشک ہونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونا؟

وضو کرتے وقت اعضاء کو پے در پے دھونا مسنون ہے، یعنی ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھولیا جائے؛ لیکن اگر کسی وجہ سے اعضاء پے در پے نہ دھوئے جا سکے، مثلاً وضو کرتے وقت پانی ختم ہوگیا اور مزید پانی لانے سے پہلے اعضاء خشک ہوگئے، تو اب از سر نو وضو کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ ما بقیہ اعضاء دھو لینے سے بھی وضو بلاشبہ درست ہوجائے گا۔ **والولاء بكسر الواو، وغسل المتأخر أو مسحه قبل جفاف الأول بلا عذر، حتى لو فني مائه فمضى لطلبه لا بأس به.** (درمختار مع الشامي زکریا ١/٢٤٥، کفایت المفتی ٢/٢٦٧، احسن الفتاویٰ ٢/١٤)

وسوسہ کا مریض شک پر عمل نہ کرے

جس شخص کو وہم کی بیماری ہو اور اسے بار بار اعضاء وضو کے دھونے کے بعد بھی اطمینان نہ

ہوتا ہو، اس پر لازم ہے کہ تین مرتبہ سے زیادہ ہرگز نہ دھوئے اور شک پر عمل نہ کرے (ورنہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان اسے کبھی چین سے رہنے نہ دے گا) اور اگر تین مرتبہ کے بعد پانی بہاتا رہے گا تو شکی شخص گنہ گار بھی ہوگا۔ قوله: لطمانينة القلب لأنه أمر بترک ما يريبه إلى ما لا يريبه، وينبغي أن يقيد هٰذا بغير الموسوس، أما هو فيلزمه قطع مادة الوسواس عنه وعدم التفاته إلى التشكيک لأنه فعل الشيطان، وقد أمرنا بمعاداته و مخالفته.

(شامی زکریا ۲٤٠/۱، بیروت ۲۱٦/۱)

انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ

ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر تر انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال دی جائیں۔ جب کہ پیروں میں خلال کرنے کے لئے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی استعمال کریں، اور بہتر ہے کہ دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے خلال کی ابتداء کرکے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔ وتخليل (أصابع) اليدين بالتشبيک والرجلين بخنصر يده اليسرى بادئاً بخنصر رجله اليمنىٰ (درمختار) وفي الشامي: وكيفيته كما قاله الرحمتي: أنه يجعل ظهراً لبطن لئلا يكون أشبه باللعب.

(شامی بیروت ۲۱٤/۱، زکریا ۲۳۹/۱)

داڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ

داڑھی میں خلال کرنے کی مسنون صورت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو گلے کی طرف کرکے تر انگلیوں کو ٹھوڑی کے نیچے لے جاکر داڑھی کے درمیان سے اوپر کو نکال دیں۔ قال الشامي: أقول لكن روى أبوداؤد (۱۹/۱) عن أنس رضي الله عنه ”كان صلى الله عليه وسلم إذا توضأ أخذ كفاً من ماء تحت حَنَكِهٖ فخلّل به لحيته وقال: بهٰذا أمرني ربِّيْ“. ذكره في البحر وغيره. والمتبادر فيه إدخال اليدين أسفل بحيث يكون كف اليد لداخل من جهة العنق وظهرها إلى خارج الخ، ثم اعلم أن هذا التخليل باليد اليمنى كما صرح به في الحلية. (شامی بیروت ۲۱٤/۱، زکریا ۲۳۸/۱)

پورے سر پر مسح کرنے کا حکم

حنفیہ کے نزدیک اگرچہ مسح کا فرض چوتھائی سر پر مسح کرنے سے ادا ہوجاتا ہے؛ لیکن اہتمام کے ساتھ پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے، اور اگر کوئی شخص اس سنت کی ادائیگی میں بلا عذر لاپرواہی برتے تو گنہگار ہوگا، اور پورے سر پر مسح کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اپنی ہتھیلیاں اور انگلیاں پیشانی پر رکھ کر گدی تک لے جائیں اور پھر انگلیوں سے کانوں پر مسح کرلیں، اور بعض لوگوں نے جو یہ طریقہ لکھا ہے کہ مسح کرتے وقت انگلیوں اور ہتھیلیوں کو الگ رکھا جائے؛ تاکہ مستعمل پانی کہیں نہ لگے، تو محققین فقہاء کے نزدیک اس طریقہ کا التزام بے اصل ہے۔ **ومسح كل رأس مرةً مستوعبةً، فلو تركه وداوم عليه أثم.** (درمختار) **قال الزيلعي: وتكلموا في كيفية المسح، والأظهر أن يضع كفيه وأصابعه على مقدم رأسه ويمدهما إلى القفا على وجهٍ يستوعب جميع الرأسِ ثم يمسح أذنيه بأصبعيه، وما قيل من أنه يجافي المسبحتين والإبهامين ليمسح بهما الأذنين والكفين ليمسح بهما جانبي الرأس خشية الاستعمال، فقال في الفتح: لا أصل له في السنةِ، لأن الاستعمال لا يثبت قبل الانفصال؛ والأذنان من الرأس.** (شامی زکریا ۱/۲۴۳، بیروت ۱/۲۱۸)

سر دھونے سے مسح کا حکم ساقط

اگر کوئی شخص وضو کرتے ہوئے سر پر مسح کرنے کے بجائے اسے دھوڈالے تو ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن یہ دھونا مسح کے قائم مقام ہوجائے گا اب الگ سے مسح کی ضرورت نہیں ہے۔ **وإذا غسل الرأس مع الوجه أجزأه عن المسح هٰكذا ذكر شيخ الإسلام، لأن في الغسل مسحاً وزيادةً ولكن يكره لأنه خلاف ما أمر به.** (المحیط البرہانی ۱/۱۷۶)

کانوں کا مسح کیسے کریں؟

کانوں کا حکم سر کے تابع ہے؛ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جس پانی سے سر کا مسح کیا جائے اسی سے

کانوں پر مسح کی سنت ادا کی جائے، تاہم اگر کوئی شخص سر پر مسح کرنے کے بعد کانوں کے لئے الگ پانی لے تو بھی درست ہے۔ **قال الرافعي: الذي يظهر في هٰذه المسئلة أن مسح الأذنين سنة وكونه بماء الرأس سنة أخرىٰ عندنا، فقول الخلاصة: لو أخذ للأذنين ماءً جديداً فهو حسن لا اشكال فيه الخ.** (رافعي على الشامي زكريا ١/١٨)

گردن کا مسح

سر اور کانوں کے ساتھ گردن کا مسح بھی الٹے ہاتھوں سے مستحب ہے۔ **ومستحبه الخ ومسح الرقبة بظهر يديه.** (درمختار زكريا ١/٢٤٧-٢٤٨، بيروت ١/٢٢٢)

گلے کا مسح مشروع نہیں

وضو میں گلے پر مسح کرنا ثابت نہیں ہے؛ بلکہ خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ **لا الحلقوم لأنه بدعة.** (درمختار زكريا ١/٢٤٨، بيروت ١/٢٢٢)

کانوں کے سوراخ میں تر انگلی ڈالنا

کانوں کے مسح کے وقت دونوں سوراخوں میں تر چھوٹی انگلی ڈالنا مستحب ہے۔ **وإدخال خنصره المبلولة صماخ أذنيه عند مسحهما.** (درمختار زكريا ١/٢٤٩، بيروت ١/٢٢٣)

وضو کے دوران گفتگو کرنا

وضو کے درمیان لوگوں سے بات چیت کرنا پسندیدہ نہیں ہے الا یہ کہ بروقت بات کرنے کی ضرورت ہو۔ **وعدم التكلم بكلام الناس إلا لحاجة تفوته.** (درمختار زكريا ١/٢٥٠، بيروت ١/٢٢٥)

وضو کرتے وقت اونچی جگہ بیٹھنا

مستحب ہے کہ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے؛ تاکہ مستعمل پانی کی چھینٹوں سے حفاظت ہو۔ **والجلوس في مكان مرتفعٍ تحرزاً عن الماء المستعمل.**

(درمختار زكريا ١/٢٥٠-٢٥١، بيروت ١/٢٢٥)

وضو کرانے میں دوسرے سے مدد لینا

اگر کوئی شخص لوٹے وغیرہ میں پانی لے کر کسی دوسرے شخص کو وضو کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں؛ البتہ دوسرے شخص سے وضو میں اس طرح مدد لینا کہ وہی دوسرا شخص ہاتھ لگا کر اعضاء کو دھوئے اور وہی مسح کرے تو ایسا کرنا بلا عذر مکروہ ہے، اور عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ **قال الشامی بحثاً: وحاصله أن الاستعانة فی الوضوء إن كانت بصبّ الماء أو استقائهٖ أو إحضاره فلا كراهة بها أصلاً ولو بطلبهٖ، وإن كانت بالغسل والمسح فتكره بلاعذرٍ.** (شامی زکریا ۲۵۱/۱، بیروت ۲۲۵/۱)

مسواک کی وجہ سے نماز کے ثواب میں اضافہ

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ بغیر مسواک والی نمازوں سے ستّر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: فضل الصلاة بالسواک علی الصلاة بغیر سواکٍ سبعین ضعفاً.** (رواه أحمد وأبو یعلی وابن خزیمة والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم، المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح للدمیاطی ۳۵)

مسواک کس لکڑی کی ہو؟

پیلو کی مسواک افضل ہے، اس کے بعد زیتون کا درجہ ہے، اور انار اور بانس کی مسواک سے فقہاء نے منع کیا ہے، نیم کی مسواک میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ طبی اعتبار سے وہ مفید ہے۔ **وفی النهر: ویستاک بکل عود إلا الرمان والقصب. وأفضله الأراک ثم الزیتون.**

(شامی بیروت ۲۱۱/۱، زکریا ۲۳۵/۱)

اگر مسواک میسر نہ ہو

اگر مسواک دستیاب نہ ہو سکے تو ضرورۃً ہاتھ کی انگلی یا ٹوتھ برش دانتوں پر رگڑنے سے

مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا؛ لیکن مسواک میسر ہونے کی صورت میں مذکورہ چیزوں سے سنت کا ثواب نہ ملے گا۔ **وتقوم الإصبع أو الخرقة الخشنة مقامه عند فقده أو عدم أسنانه فی تحصیل الثواب لا عند وجودہٖ.** (البحرالرائق ۱/ ۲۱، درمختار بیروت ۱/ ۲۱۱، زکریا ۱/ ۲۳٦، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بیروت ۲/ ۸۰)

عورتیں مسواک کا ثواب کیسے حاصل کریں

جس طرح مردوں کے لئے مسواک کرنا مسنون ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے؛ تاہم اگر کسی عورت کے دانت طبعی نزاکت کی وجہ سے مسواک کے متحمل نہ ہوں اور وہ مسواک کی نیت سے کوئی گوند یا مناسب منجن دانت کی صفائی کے لئے استعمال کرلے تو اسے انشاءاللہ مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ **ظاهر الأخبار استواء الرجال والنساء فی استنان السواک. (کما یقوم العلک مقامه للمرأة) أی فی الثواب إذا وجدت النیة، وذٰلک أن المواظبة تضعف أسنانها فیستحب لها فعله.** (شامی بیروت ۱/ ۲۱۲، زکریا ۱/ ۲۳٦، سعایه ۱/ ۱۱۸، بحواله امداد الفتاویٰ ۱/ ۲۹)

مسواک کرنے کا طریقہ

مسواک دائیں ہاتھ سے اس طرح پکڑی جائے کہ چھوٹی انگلی نیچے کے سرے پر اور انگوٹھا اوپر کی جانب ہو اور بقیہ انگلیاں درمیان میں ہوں، پھر منہ کی چوڑائی میں دانتوں پر مسواک پھیری جائے، دائیں جانب سے ابتداء کریں اور تین مرتبہ پانی میں بھگو کر یہی عمل کریں۔ **والمستحب فیه ثلاث میاه – إلی قوله – بأن یبله فی کل مرةٍ.** (شامی بیروت ۱/ ۲۱۰، زکریا ۱/ ۲۳۴) **وندب إمساکه بیمناه – إلی قوله – ویستاک عرضاً لا طولاً، (درمختار) والسنة فی کیفیة أخذه أن یجعل الخنصر أسفله والإبهام أسفل رأسهٖ وباقی الأصابع فوقه، کمارواه ابن مسعود** رضی اللہ عنہ. (شامی بیروت ۱/ ۲۱۰، زکریا ۱/ ۲۳۴)

مسواک کتنی بڑی ہو؟

مسواک ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر موٹی اور ابتداء میں ایک بالشت لمبی رکھنا مستحب ہے، بعد میں چھوٹی ہو جانے میں کوئی حرج نہیں۔ **(فی غلظ الخنصر وطول شبر) الظاهر أنه فی ابتداء استعماله فلا یضر نقصه بعد ذٰلک بالقطع منه لتسویته.** (شامی بیروت ۲۱۰/۱، زکریا ۲۳٤/۱)

روزہ میں مسواک

روزہ کی حالت میں بھی ہر وضو میں مسواک کرنا سنت ہے روزہ دار کے منہ کی جو بو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مسواک اس سے مانع نہیں ہے۔ **ولا بأس بالسواک الرطب بالغداة والعشی للصّائم لقوله ﷺ: "خیر خلال الصائم السواک".** (هدایه ۲۲۱/۱، هندیه ۱۹۹/۱)

وضو کے بعد تولیہ سے پونچھنا

وضو کے بعد تولیہ وغیرہ سے پونچھنے میں کوئی حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ زیادہ مبالغہ نہ کرے؛ تاکہ وضو کا اثر باقی رہے۔ **ومن الاٰداب تعاهد موقیه – إلی قوله – والتمسح بمندیل. وفی الشامی: إلا أنه ینبغی أن لا یبالغ ولا یستقصی فیبقی أثر الوضوء علی أعضائه.** (شامی بیروت ۲۳۱/۱، زکریا ۲۵٦/۱–۲۵۷)

کان میں عطر کا پھایا رکھنے کی حالت میں وضو

عطر کا پھایا اگر کان کے گوشے میں رکھا ہے تو مسح کرتے وقت اس کو ہٹانا سنت ہے اور اگر کان کے سوراخ میں رکھا ہے تو نکالنا مستحب ہے۔ **مستفاد: وإدخال الإصبع فی صماخ أذنیه أدبٌ ولیس بسنة هو المشهور.** (المحیط البرهانی ۱۷۷/۱، امداد الفتاویٰ ۳۵/۱)

وضو کے بعد آسمان کی طرف نظر کر کے دعا کرنا

وضو سے فراغت کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمۂ شہادت اور یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ (اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والے لوگوں میں شامل فرما) (آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی صراحت ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: ”من توضأ فأحسن الوضوء ثم قال: ”أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لاشريک له وأشهد أنّ محمداً عبده ورسولهٗ، اللّٰهم اجعلنی من التوابين واجعلنی من المتطهرين“، فتحت لهٗ أبواب الجنة الثمانية يدخل من أيها شاء“.

(ترمذی شریف ۱/۱۸ وغیرہ) وزاد أبوداؤد: ثم رفع نظره إلى السماء. (ابوداؤد شریف ۱/۲۳)

وضو کا بچا ہوا پانی پینا

وضو کرنے کے بعد اس کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے اور اس میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ضرورت نہیں ہے، بیٹھ کر پانی پینے سے بھی یہ مستحب ادا ہو جائے گا؛ البتہ یہ پانی کھڑے ہو کر پینے کی بھی اجازت ہے۔ یہی حکم زمزم کے پانی کا ہے کہ اس کو کھڑے ہو کر پینا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے ضروری نہیں، اسے بیٹھ کر بھی پی سکتے ہیں۔ وأن يشرب بعده من فضل وضوئه كماء زمزم مستقبل القبلة قائماً أو قاعداً وفيما عداهما يكره قائماً تنزيهاً. (درمختار بیروت ۱/۲۲۸، زکریا ۱/۲۵۴) وقال الشامی بحثاً: والحاصل أن انتفاء الكراهة فی الشرب قائماً فی هٰذين الموضعين محل كلام فضلا عن استحباب القيام فيهما ولعل الأوجه عدم الكراهة إن لم نقل بالاستحباب لأن ماء زمزم شفاء وكذا فضل الوضوء.

(شامی بیروت ۱/۲۲۹، زکریا ۱/۲۵۵)

○❖○

نواقضِ وضو

وضوکوتوڑنے والی چیزیں

مجموعی طور پر درج ذیل وجوہات سے وضوٹوٹ جاتا ہے:

(۱) آگے پیچھے کی شرم گاہ سے کسی چیز کا عادت کے طور پر نکلنا (مثلاً پاخانہ، پیشاب، ریاح، منی، مذی وغیرہ) (۲) اگلی پچھلی شرم گاہ سے خلافِ عادت کسی چیز کا نکلنا (مثلاً استحاضہ کا خون، کیڑا، کنکری وغیرہ) (۳) بدن کے کسی حصہ سے نجاست کا نکلنا (مثلاً خون، پیپ، مواد، یا بیماری کی وجہ سے نجس پانی نکلنا) (۴) منہ بھرکر قے (۵) نیند (جس سے اعضاء مضمحل ہو جائیں) (۶) بے ہوشی، پاگل پن اور نشہ (۷) رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہ (۸) مباشرتِ فاحشہ (یعنی بلا کسی رکاوٹ کے شرم گاہ کا شرم گاہ سے ملانا، خواہ مرد کا عورت سے ہو یا مرد کا مرد سے، یا عورت کا عورت سے) (ملخص از: مسائل بہشتی زیور، مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب از ۱۲ تا ۲۰)

ذیل میں اس سلسلہ کے مزید مسائل ذکر کیے جاتے ہیں:

وضو میں انجکشن

اگر وضو کی حالت میں جسم میں انجکشن لگایا اور اس سے سوئی کے اندر خون نہیں آیا، جیسا کہ گوشت اور کھال میں لگنے والے انجکشن میں ہوتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا، اور اگر انجکشن لگاتے وقت سوئی میں بہہ پڑنے کی مقدار میں خون آجائے جیسا کہ کبھی کبھی رگ میں لگائے جانے والے انجکشن کے دوران ہوتا ہے تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا۔ **كما لو مصت علقة فامتلأت بحيث لو شقت لسال منها الدم كذا في الحلبي.** (طحطاوی ۴۸، هكذا فی الدر المختار) **وقال الشامي: والظاهر أن الامتلاء غير مقيد لأن العبرة للسيلان.** (شامی بیروت ۱/ ۲۴۱، زکریا ۱/ ۲۶۸)

وضو میں گلوکوز کی بوتل چڑھانا

گلوکوز کی بوتل چڑھاتے وقت اگر اس کی نلکی یا سوئی کے حصہ میں خون آجائے تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر خون رگ سے اوپر بالکل نہ آئے؛ بلکہ صرف گلوکوز کا پانی اندر جاتا رہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ مستفاد: **وكذا ينقضه علقة مصت عضواً وامتلأت من الدم ومثلها القراد إن كان كبيراً لأنه حينئذٍ يخرج منه دم مسفوح سائل.**

(درمختار بيروت ١/ ٢٤١، زكريا ١/ ٢٦٨، هنديه ١/ ١١)

تھوک میں خون کا اثر

اگر دانت یا منہ سے خون نکلا اور خون کی سرخی تھوک پر غالب آگئی یعنی تھوک بالکل سرخ ہوگیا، تو وضوٹوٹ جائے گا، اور اگر تھوک صرف زرد ہو تو خون مغلوب ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **وينقضه دم مائع من جوف أو فم غلب على بزاق حكماً للغالب أو ساواه احتياطا لا ينقضه المغلوب بالبزاق.** (درمختار) **وعلامة كون الدم غالباً أو مساوياً أن يكون البزاق أحمر وعلامة كونه مغلوباً أن يكون أصفر.**

(شامي بيروت ١/ ٢٤٠، زكريا ١/ ٢٦٧)

زکام اور دکھتی آنکھ سے نکلنے والے پانی کا حکم

سخت زکام کے وقت ناک سے نکلنے والا پانی اور آنکھ دکھتے وقت نکلنے والے صاف آنسو ناقض وضو نہیں ہیں؛ البتہ اگر یہ محقق ہوجائے کہ یہ پانی کسی اندرونی زخم سے آرہا ہے تو یقیناً وضو ٹوٹ جائے گا۔ **قال في الفتح: وهذا التعليل يقتضي أنه أمر استحباب فإن الشك والاحتمال لا يوجب الحكم بالنقض إذا اليقين لا يزول بالشك نعم إذا علم بإخبار الأطبّاء أو بعلامات تغلب علىٰ ظن المبتلي يجب.** (البحر الرائق ١/ ٣٣، تاليفات رشيديه ٢٤٤، احسن الفتاوىٰ ٢/ ٢١، بهشتي زيور ١/ ٥١)

آنکھ سے بہنے والے صاف پانی کا حکم

تیز روشنی، دھوپ کی تپش، پیاز کاٹنے، جمائی آنے، کھانسی آنے، سرمہ کی تیزی، یا سلائی آنکھ پر لگ جانے کی وجہ سے آنکھ سے نکلنے والے پانی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **كما لا ينقض لو خرج من أذنه ونحوها كعينه وثديه قيح ونحوه كصديد وماء سرة وعين لا بوجع.** (درمختار بیروت ۱/۲۵۰، زکریا ۱/۲۷۹، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۳۶، رحیمیه ۴/۲۷۶)

کان بہنا

اگر کان سے مواد یا خون بہا اور وہ اس حصہ تک آ گیا جہاں دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ گیا، اور اگر کان سے صرف پانی نکلا تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ پانی تکلیف کے ساتھ نکلا ہے یا بلا تکلیف، اگر بلا تکلیف نکلا ہے تو وضو نہیں ٹوٹا، اور اگر تکلیف کے ساتھ نکلا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **قال الشامي ناقلاً عن البحر: بل الظاهر إذا كان الخارج قيحاً أو صديداً لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه لأنهما لا يخرجان إلا عن علةٍ، نعم هٰذا التفصيل حسن في ما إذا كان الخارج ماءً ليس غير.** (شامی زکریا ۱/۲۷۹، بیروت ۱/۲۵۱)

پستان یا ناف سے تکلیف کے ساتھ پانی نکلنا

اگر عورت یا مرد کے پستان یا ناف سے کسی اندرونی بیماری کی وجہ سے پانی نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **الدم والقيح والصديد وماء الجرح والنفطة وماء البشرة والثدي والعين والأذن لعلةٍ سواءٌ على الاصح – إلى قوله – وظاهره أن المدار على الخروج لعلة وإن لم يكن معه وجعٌ.** (شامی زکریا ۱/۲۸۰، بیروت ۱/۲۵۱)

بلغم میں جما ہوا خون آئے

اگر بلغم یا ناک کی رینٹ میں تھوڑا بہت جما ہوا خون باہر آ جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ اگر بہتا ہوا خون نکلے یا جما ہوا خون منہ بھر کر نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **والحاصل أنه**

إما أن يكون من الرأس أو من الجوف علقاً أو سائلاً، فالنازل من الرأس إن علقا لم ينقض اتفاقا، وإن سائلا نقض اتفاقاً، والصاعد من الجوف إن علقاً فلا اتفاقا ما لم يملأ الفم الخ. (شامی بیروت ۲۳۹/۱، زکریا ۲٦٦/۱، هندیه ۱۱/۱)

بچہ کو دودھ پلانا ناقض وضو نہیں

اگر کوئی عورت وضو کرنے کے بعد اپنے بچہ کو دودھ پلائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا، کیوں کہ اس سے کوئی نجاست خارج نہیں ہوتی۔ مستفاد: وينقضه خروج كل خارج نجس بالفتح ويكسر منه أى من المتوضى الحي. (درمختار بیروت ۲۳٤/۱، زکریا ۲٦۰/۱، امداد الفتاویٰ ۴۱/۱)

زخم سے صرف کیڑا باہر آگیا

اگر زخم سے کیڑا اس طرح باہر نکل آئے کہ اس پر نجاست (خون، مواد) کا اثر نہ ہو تو محض کیڑا نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔ الدودة الخارجة عن رأس الجرح لا تنقض الوضوء.

(فتاویٰ عالمگیری ۱۱/۱، درمختار بیروت ۲۳۷/۱، زکریا ۲٦٤/۱)

شرم گاہ سے کیڑا یا پتھری نکلنا

اگر آگے یا پیچھے کے راستے سے کیڑا یا پتھری وغیرہ نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا خواہ نکلنے والی چیز پر نجاست کا اثر ہو یا نہ ہو۔ لأن خروج الدودة والحصاة منهما ناقض إجماعاً كما في الجوهرة. (درمختار بیروت ۲۳۷/۱، زکریا ۲٦۳/۱)

شرم گاہ میں روئی رکھنا

کسی شخص نے پیشاب کے قطرات کے خوف سے احلیل (شرم گاہ کے سوراخ) میں روئی رکھی اور پیشاب کے قطرات مثانہ سے نکل کر روئی تک پہنچ گئے؛ لیکن تری کا اثر اندر ہی رہا، باہر ظاہر نہ ہوا تو وضو نہ ٹوٹے گا، اور اگر تری کا اثر باہر ظاہر ہو جائے یا تر روئی باہر نکال لی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ كما ينقض لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر الخ، وكذا

الحكم فى الدبر والفرج الداخل وإن ابتل الطرف الداخل لا ينقض ولو سقطت فإن رطبةً انتقض وإلا لا. (درمختار بيروت ۲۵۲/۱، زكريا ۲۸۰/۱-۲۸۱)

بواسیر کے مسے اور کانچ باہر آنا

اگر کانچ یا بواسیر کے مسے واضح طور پر باہر آجائیں اور ان میں نجاست ظاہر ہوتو وضوٹوٹ جائے گا۔ فى البحر عن الحلوانى: أنه إن تيقن خروج الدبر تنتقض طهارته بخروج النجاسة من الباطن إلى الظاهر، وبه جزم فى الإمداد.

(شامی بیروت ۲۵۳/۱، زکریا ۲۸۲/۱)

مذی اور ودی کا خروج

مذی (شہوت کے وقت پیشاب کے راستہ سے نکلنے والا لیس دار مادہ) اور ودی (پیشاب کے بعد نکلنے والا سفید مادہ) کے خروج سے وضوٹوٹ جاتا ہے، مگر غسل واجب نہیں ہوتا۔ لا عند مذى أو ودى بل الوضوء منه ومن البول جميعاً. (درمختار بيروت ۲۷۲/۱، زكريا ۳۰۴/۱)

گرمی دانے اگر پھوٹ جائیں

گرمی کے موسم میں بدن پر جو باریک دانے نکل آتے ہیں اگر پھوٹنے کے بعد ان کا پانی خود نہ بہے؛ بلکہ ہاتھ یا کپڑا لگنے سے پھیل جائے تو وضونہیں ٹوٹے گا، اور اگر خود بخود بہہ پڑے تو وضوٹوٹ جائے گا۔ وإن قشرت نفطة وسال منها ماء أو صديد أو غيره إن سال عن رأس الجرح نقض وإن لم يسل لا ينقض. (احسن الفتاویٰ ۲۸/۲-۲۹، عالمگیری ۱۱/۱)

کیا اپنا ننگا بدن دیکھنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

بدن کا چھپا ہوا حصہ کھل جانے یا مکمل برہنہ ہو جانے سے وضونہیں ٹوٹتا، عوام میں ننگے بدن کو دیکھ کر وضوٹوٹنے کی بات جو مشہور ہے وہ محض غلط ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳۱/۲)

منہ بھر کر قے

اگر بیک وقت کھانے یا خون وغیرہ کی منہ بھر کر قے ہو یا ایک ہی دفعہ کی متلاہٹ کے برقرار رہتے ہوئے تھوڑی تھوڑی کئی مرتبہ قے ہو کر اتنی مقدار ہو جائے جو منہ بھرنے کے بقدر ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر منہ بھرنے کے بقدر نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ خالص بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ بلغم کتنا ہی زیادہ ہو۔ **وينقضه قيء ملأ فاه الخ، من مرة الخ، أو علق أى سوداء الخ، أو طعام الخ، لا ينقضه قيء من بلغم على المعتمد أصلاً الخ. ويجمع متفرق القيء ويجعل كقيء واحد لاتحاد السبب وهو الغثيان عند محمدؒ وهو الأصح.** (درمختار بيروت ٢٣٨/١-٢٤١، زكريا ٢٦٩/١)

کون سی نیند ناقض وضو ہے؟

اگر آدمی اس طرح سو جائے کہ اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں اور قوتِ ماسکہ (خروج ریح کو قابو میں رکھنے والی صلاحیت) زائل ہو جائے مثلاً لیٹ کر سوئے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **وينقضه حكماً نوم يزيل مسكته أى قوته الماسكة بحيث تزول مقعدته من الأرض وهو النوم على أحد جنبيه أو وركيه أو قفاه أو وجهه.** (درمختار بيروت ٢٤٣/١، زكريا ٢٧٠/١)

بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سونا

اگر بیٹھے بیٹھے دیوار یا تکیہ یا گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگا کر اس طرح بے خبر سو گیا کہ اگر سہارا ہٹا دیا جائے تو گر پڑے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ وضو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن متأخرین فقہاء احناف نے ایسی صورت میں احتیاطاً وضو ٹوٹنے کا فتویٰ دیا ہے، اور اگر ایسی بے خبری کی نیند نہیں ہے تو بالاتفاق وضو نہ ٹوٹے گا۔ **قال المحقق إبن الهمام: ظاهر المذهب عن أبى حنيفةؒ عدم النقض بهذا الاستناد ما دامت المقعدة متمسكة للأمن من الخروج، والانتقاض مختار الطحاوى اختاره المصنف والقدورى لأن مناط النقض الحدث لا عين النوم، فلما خفى بالنوم أوير الحكم على ما ينتهض مظنة له ولذا لم ينقض نوم**

القائم والراكع والساجد ونقض في المضطجع لأن المظنة منه ما يتحقق معه الاسترخاء على الكمال وهو في المضطجع لا فيها وقد وجد في هذا النوم من الاستناد إذا لا يمسكه إلا السند، وتمكن المقعدة مع غاية الاسترخاء لا يمنع الخروج إذ قد يكون الدافع قوياً خصوصاً في زماننا لكثرة الأكل فلا يمنعه الامسكة اليقظة. (فتح القدير ۱/۴۷-۴۸)

وقال الإمام محمد في المبسوط عن ابي حنيفةؒ: وأما إذا نام مضطجعاً أو متكئاً فإن ذٰلک ينقض الوضوء. (المبسوط ۱/۵۸)

سجدہ کی حالت میں نیند آنا

اگر کسی شخص کو سنت کے مطابق سجدہ (کہ اس کا پیٹ ران سے الگ ہو اور بازو زمین پر ٹکے ہوئے نہ ہوں) کی حالت میں نیند آجائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح نماز کے دوران قیام وقعود کی حالت میں سونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا؛ البتہ اگر رانوں کو پیٹ سے ملا کر اور بازو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا (جو مرد کے لئے ہیئتِ مسنونہ کے خلاف ہے) تو اس حالت میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ وفي المحيط: إنما لا ينقض نوم الساجد إذا كان رافعاً بطنه عن فخذيه جافياً عضديه عن جنبيه وإن ملتصقاً بفخذيه معتمداً على ذراعيه فعليه الوضوء. (مجمع الأنهر ۱/۲۱، ردالمحتار بيروت ۱/۲۴۳، زكريا ۱/۲۷۱)

عورت کا سجدہ کی حالت میں سونا

اگر عورت ران کو پیٹ سے ملا کر سجدہ کرے (جو اس کے حق میں افضل اور استر ہے) تو اس حالت میں سونے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ قال ط: وظاهره أن المراد الهيئة المسنونة في حق الرجل لا المرأة. (شامي بيروت ۱/۲۴۳، زكريا ۱/۲۷۱)

اُونگھتے اُونگھتے گر جانا

کوئی شخص ٹیک لگائے بغیر بیٹھے اونگھ رہا تھا اور اسی حالت میں ایک طرف کو گر گیا، تو اگر

گرنے سے قبل یا گرتے وقت متنبہ ہو گیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن اگر گرنے کے بعد آنکھ کھلی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **ولو نام قاعداً يتمايل فسقط، إن انتبه حين سقط فلا نقض به يفتى.** (درمختار) **وفي الشامي: أي عند إصابة الأرض بلا فصل، شرح منيه، أو كذا قبل السقوط أو في حال السقوط أما لو استقر ثم انتبه نقض لأنه وجد النوم مضطجعاً.** (شامي بيروت ۲۴۵/۱، زكريا ۲۷۲/۱)

بیمار شخص لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سو جائے

بیماری اور ضعف کی وجہ سے لیٹ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر دورانِ نماز سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **تتمه: لو نام المريض وهو يصلي مضطجعاً قيل لا تنقض طهارته كالنوم في السجود والصحيح النقض كما في الفتح وغيره زاد في السراج وبه نأخذ.** (شامي بيروت ۲۴۴/۱، زكريا ۲۷۲/۱)

بے ہوشی ناقضِ وضو ہے

اگر کوئی شخص بے ہوش ہو جائے یا اس پر غشی طاری ہو جائے تو بہر صورت اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **وينقضه إغماء ومنه الغشي.** (درمختار) **وفي الشامي: ثم لما كان سلب الاختيار في الإغماء أشد من النوم كان ناقضاً على أي هيئة كان بخلاف النوم.**

(شامي بيروت ۲۴۶/۱، زكريا ۲۷۴/۱)

پاگل پن ناقضِ وضو ہے

اگر کسی شخص پر جنون اور دیوانگی طاری ہو جائے تو اس کا وضو باقی نہ رہے گا۔ **وينقضه – إلى قوله – وجنون الخ.** (درمختار) **وفي الشامي: والإطلاق دال على أن القليل من كل منهما ناقض لأنه فوق النوم مضطجعاً.** (شامي بيروت ۲۴۶/۱، زكريا ۲۷۴/۱)

نشہ چڑھنے سے نقضِ وضو

شراب یا افیون وغیرہ کے استعمال سے جب کسی شخص پر اتنا نشہ چڑھ جائے کہ اس کی چال

اپنی حالت پر برقرار نہ رہے اور اس کی زبان سے اکثر بہکی بہکی باتیں نکلنے لگیں تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا، اور اگر نشہ معمولی ہو تو وہ ناقض وضو نہیں ہے۔ **وينقضه – إلى قوله – وسكر بأن يدخل فى مشيته تمايل ولو بأكل الحشيشة. (درمختار) ونقل الشامي: قالا بل يغلب عليه فيهذى فى أكثر كلامه ولا شك أنه إذا وصل إلى هٰذه الحالة فقد دخل فى مشيته اختلال والتقييد بالأكثر يفيد أن النصف من كلامه لو استقام لا يكون سكران وقد رجحوا قولهما فى الأبواب الثلاثة.** (شامي بيروت ١/٢٤٦، زكريا ١/٢٧٤)

نماز میں آواز سے ہنسنا

اگر کسی شخص کو رکوع سجدہ والی نماز میں اتنی آواز سے ہنسی آگئی کہ اس کے قریب کھڑا ہونے والا شخص اسے سن سکتا ہو تو اس کا وضو باقی نہیں رہے گا اور نماز بھی باطل ہو جائے گی۔ اور اگر اس طرح ہنسا کہ اس کی آواز صرف خود کو محسوس ہو دوسرے کو سنائی نہ دے تو وضو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن نماز باطل قرار پائے گی۔ اور اگر صرف مسکرایا، آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا اور نہ نماز گئی۔ **وينقضه – إلى قوله – (وقهقهة) وهى ما يسمع جيرانه (بالغ) ولو امرأة سهواً الخ. يصلي الخ. صلاة كاملة الخ. (درمختار) وفى الشامي: واحترز به عن الضحك وهو لغة أعم من القهقهة. واصطلاحاً: ما كان مسموعاً له فقط فلا ينقض الوضوء بل يبطل الصلاة. وعن التبسم وهو ما لا صوت فيه أصلاً بل تبدو أسنانه فقط فلا يبطلهما.**

(شامي بيروت ١/٢٤٧، زكريا ١/٢٧٥)

نماز جنازہ کے دوران ہنسی

اگر نماز جنازہ پڑھتے ہوئے آواز سے ہنسی آگئی تو وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن نماز بالکل باطل ہو جائے گی، یہی حکم نماز سے باہر سجدۂ تلاوت کے دوران ہنسی آجانے کا بھی ہے۔ **فلا تنقض فى صلاة جنازة وسجدة تلاوة: أى خارج الصلاة لكن يبطلان.**

(شامي بروت ١/٢٤٨، زكريا ١/٢٧٦)

نماز میں مسکرانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

اگر کوئی شخص رکوع سجدہ والی نماز میں محض مسکرایا آواز سے نہیں ہنسا، تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔ **ولو تبسم فی صلاته لا ینقض وضوئه.** (المحیط البرہانی ۲۱۰/۱) **ونقل العلامة الزیلعی حدیثین یدلان علی عدم النقض بالتبسم.** (نصب الرایہ ۵۴/۱)

وضو کے بعد عورت کو چھونا ناقضِ وضو نہیں

اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی بیوی کو ہاتھ لگالے یا بیوی شوہر کو مس کرلے (اور مذی وغیرہ نہ نکلے) تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ **مس المرأة الرجل ورجل المرأة لاینقض الوضوء.**

(المحیط البرھانی ۲۱۵/۱)

وضو کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگانا

اگر کسی شخص نے وضو کرنے کے بعد شرم گاہ کو ہاتھ لگایا تو مطلقاً وضو نہیں ٹوٹا۔ **ومس الذکر لاینقض الوضوء بحالٍ.** (المحیط البرھانی ۲۱۵/۱)

وضو کے بعد بے ہودہ گفتگو

زبان سے بے حیائی کی باتیں اور بے ہودہ گفتگو کرنا اگرچہ منع ہے؛ لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **والکلام الفاحش لا ینقض الوضوء.** (المحیط البرھانی ۲۱۶/۱)

وضو کے بعد ناپاک چیز کو ہاتھ لگانا

اگر کسی شخص نے وضو کیا پھر اس کے بعد کسی ناپاک چیز کو ہاتھ لگایا، مثلاً بکری کو ذبح کیا جس کی وجہ سے ہاتھ خون میں سن گئے یا کوئی نجس چیز ہاتھ سے اٹھائی وغیرہ، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا؛ البتہ ہاتھ میں جہاں تک نجاست لگی ہے اسے دھوکر پاک کرنا ضروری ہے۔ **وإذا ذبح شاةً فلا وضوء علیه إلا أن یتلطخ یده بدمها فیغسل یده.** (المحیط البرھانی ۲۱۶/۱)

وضو کے بعد سر وغیرہ منڈانا

اگر کسی شخص نے وضو کیا اور اس کے بعد سر یا داڑھی یا مونچھ وغیرہ کے بال منڈادئے یا ناخن کاٹ ڈالے تو دوبارہ وضو کرنا لازم نہیں ہے۔ **ولا يعاد الوضوء بل ولا المحل بحلق رأسه ولحيته كما لا يعاد الغسل للمحل ولا الوضوء بحلق شاربه وحاجبه وقلم ظفره.** (درمختار زكريا ۱/۲۱٦، المحيط البرهاني ۱/۲۱٦)

وضو کے بعد زخم کا کھرنٹ اتارنا

اگر وضو کرنے کے بعد زخم کا کھرنٹ اتارا اور نیچے سے کوئی خون وغیرہ نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **وكذا لو كان على أعضاء وضوئه قرحة كالدملة وعليها جلدة رقيقةٌ فتوضأ وأمرّ الماء عليها ثم نزعها لا يلزمه إعادة غسل على ما تحتها.**

(درمختار زكريا ۱/۲۱٦-۲۱۷)

غسل کے مسائل

غسل جنابت کا اہتمام

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوْا. (النساء: ٤٣)﴾ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو خوب اچھی طرح پاکی حاصل کرو۔ اور احادیثِ شریفہ میں بلاعذر مسلسل ناپاک رہنے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتاً فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ. (ابوداؤد شريف ۱/۳۰ حديث: ۲۲۷)

رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر، کتا یا جنبی شخص ہو۔

یہاں جنبی سے مراد وہ شخص ہے جو بلاعذر غسل میں اتنی تاخیر کرے کہ نماز قضاء ہو جائے، بریں بنا غسلِ جنابت کا خاص اہتمام کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور برابر ناپاک رہنا بہت بڑی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے، اس ناپاکی کا دل پر بھی بہت برا اثر مرتب ہوتا ہے؛ اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان غسل کے ضروری مسائل سے واقف رہے اور اس میں قطعاً کوتاہی نہ کرے۔ اسی مناسبت سے ذیل کے مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

غسل کب واجب ہوتا ہے؟

غسل کے وجوب کے اصل اسباب تین ہیں: (۱) جنابت (انزال یا احتلام اور التقاء ختانین بھی اسی کے حکم میں ہے) (۲) حیض کا انقطاع (۳) نفاس کا انقطاع۔ **أسباب الغسل ثلاثةٌ: الجنابة والحيض والنفاس. وفي مختار الفتاویٰ: المراد بقوله والحيض والنفاس انقطاعهما.** (فتاویٰ تاتارخانيه زكريا ۱/۲۷۸)

منی کا اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا

اگر منی اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہوجائے تو بعد میں اس کا خروج (اگرچہ بلاشہوت ہو) پھر بھی موجبِ غسل ہے، مثلاً مرد نے ہاتھ سے اپنے عضو خاص کوایسا پکڑا کہ شہوت کی حالت میں منی باہر نہیں نکل پائی اور جوش ٹھنڈا ہونے کے بعد نکلی ہو، تب بھی راجح قول کے مطابق غسل واجب ہوجائے گا۔ **وفرض الغسل عند خروج مني منفصل عن مقره بشهوة وإن لم يخرج من رأس الذكر بها.** (درمختار بیروت ۱/۲٦٥-۲٦٦، زکریا ۱/۲۹٥-۲۹۷، ہندیه ۱/۱٤، المحیط البرهانی ۱/۲۲۹)

منی کا بلاشہوت اپنے مستقر سے جدا ہونا

اگر کسی شخص کی منی شہوت کے بغیر اپنی جگہ سے ہٹی اور شہوت کے بغیر ہی نکل گئی، مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے یا ضرب شدید کی وجہ سے یہ صورت پیش آئی، تو ایسے شخص پر غسل واجب نہیں ہے۔ **ومتی کان مفارقته عن مکانهٖ وخروجه لا عن شهوةٍ لا یجب الغسل عند علمائنا المتقدمین رحمهم اللّٰه تعالیٰ وعامة مشائخنا المتأخرین رحمهم اللّٰه تعالیٰ.** (المحیط البرهانی ۱/۲۲۹)

غسل کے بعد خروجِ منی

اگر جنبی شخص نے پیشاب سے فراغت کے بعد غسل کیا، مگر ابھی سابقہ جوش باقی تھا اور غسل کے بعد منی کا خروج ہوا تو دوبارہ غسل واجب ہوگا، اور اگر سابقہ جوش بالکل ختم ہوگیا تھا تو اب منی کے خروج سے دوبارہ غسل واجب نہ ہوگا۔ **وإذا بال فخرج من ذکره منيٌّ فإن کان ذکره منتشراً فعلیه الغسل وإن کان منکسراً فعلیه الوضوء.** (فتاویٰ تاتارخانیه زکریا ۱/۲۸۳، ہندیه ۱/٤۱، شامی بیروت ۱/۲٦۷، زکریا ۱/۲۹۸، المحیط البرهانی ۱/۲۳۰)

لواطت سے غسل کا وجوب

لواطت یعنی مرد کے مرد کے ساتھ ہم جنسی کرنے سے اگر عضو مخصوص کی سپاری چھپ جائے

تو فاعل اور مفعول بہ دونوں پر غسل واجب ہے چاہے انزال ہو یا نہ ہو۔ **وذكر الكرخيؒ في كتابه يقول: والإيلاج في إحدى السبيلين إذا توارت الحشفة يجب الغسل على الفاعل والمفعول به أنزل أو لم ينزل، وهذا هو المذهب لعلمائنا.** (المحيط البرهانی ۲۲۷/۱)

جنبی عورت حائضہ ہوگئی

عورت کو جنابت لاحق ہوئی؛ لیکن اس نے ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہوگیا، تو اسے اختیار ہے چاہے تو صفائی کی خاطر غسل کر لے اور اگر چاہے تو حیض سے پاک ہونے تک غسل کو مؤخر کر دے۔ (اس لئے کہ سردست اس غسل سے اسے پاکی حاصل نہیں ہوسکتی) **وإذا أجنبت المرأة ثم أدركها الحيض فهي بالخيار إن شاءت اغتسلت لأن فيه زيادة تنظيفٍ وازالة أحد الحدثين وإن شاءت أخرت الاغتسال حتى تطهر؛ لأن الاغتسال للتطهير حتى تتمكن من أداء الصلاة الخ، وهي لا تتمكن من الصلاة وكان لها أن لا تغتسل.** (المحيط البرهانی ۲۳۳/۱)

غسل کی قسمیں

فقہاء نے لکھا ہے کہ پانچ طرح کے غسل فرض ہیں: (۱) حیض سے پاکی پر غسل کرنا۔ (۲) نفاس سے پاکی پر غسل کرنا۔ (۳) التقاء ختانین اور سپاری کے چھپ جانے پر غسل کرنا۔ (۴) خواب میں انزال (احتلام) پر غسل کرنا۔ (۵) شہوت کے ساتھ منی کا خارج ہونا۔

اور چار طرح کے غسل مسنون ہیں: (۱) جمعہ کے دن کا غسل (۲) عیدین کے لئے غسل (۳) عرفہ کے دن غسل (۴) احرام کے وقت غسل۔

اور ایک غسل واجب ہے: یعنی میت کو غسل دینا یہاں تک کہ غسل سے پہلے اس پر نماز جنازہ ہی جائز نہیں ہے۔

اور ایک طرح کا غسل مستحب ہے یعنی جس کافر نے اسلام قبول کرلیا ہو، اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ غسل کر لے۔ **وذكر الشيخ الإمام شمس الأئمة رحمه الله تعالىٰ في**

شرحه أن الاغتسال على أحد عشر نوعاً: خمسة منها فريضة: الاغتسال من الحيض والنفاس ومن التقاء الختانين وغيبوبة الحشفة ومن الاحتلام إذا أنزل ومن انزال المنى عن شهوة دفقاً. وأربعة منها سنة: غسل يوم الجمعة والعيدين وغسل يوم عرفة وعند الإحرام. وواحد منها واجب: وهو غسل الميت حتى لا تجوز الصلاة عليه قبل الغسل. والأخر مستحب: وهو الكافر إذا أسلم يريد به إذا لم يجنب قبل الإسلام فإنه لا يستحب له أن يغتسل. (المحيط البرهانی ۲۳٤/۱)

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرض ہیں: (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) پورے بدن پر پانی بہانا۔ **وأما فرائض الغسل: فالمضمضة والاستنشاق وغسل سائر البدن.** (منیة المصلی ۱۲، ہندیہ ۱۳/۱، فتاویٰ تاتارخانیہ زکریا ۲۷٦/۱)

غسلِ جنابت میں غرغرہ

غسلِ جنابت میں راجح قول کے مطابق غرغرہ کرنا واجب تو نہیں ہے؛ لیکن سنت ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں غسلِ جنابت کرے تو اس کے لئے صرف کلی کافی ہے، وہ غرغرہ نہیں کرے گا؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے حلق کے اندر پانی پہنچنے کی بنا پر روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ **غسل الفم والأنف أي بدون مبالغة فيهما فإنه سنة فيه على المعتمد.** (طحطاوي على المراقي قديم ٥٥) **ومنها: المبالغة في المضمضة والاستنشاق إلا في حال الصوم فيرفق؛ لأن المبالغة فيهما من باب التكميل في التطهير فكانت مسنونة إلا في حال الصوم لما فيها من تعريض الصوم للفساد.** (بدائع الصنائع زکریا ۱۱۲/۱، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۷۸/۵)

کلی کے بجائے پانی پی جانا

اگر کسی شخص نے غسل میں کلی تو نہیں کی؛ البتہ پانی منہ میں لے کر پی گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ

اس نے پانی پینے سے پہلے اسے منہ میں گھمایا ہے یا نہیں، اگر گھمایا ہے تو یہ کلی کے قائم مقام ہو جائے گا، اور اگر اس طرح پانی پیا کہ وہ پانی منہ کے سب کناروں تک نہیں پہنچا؛ بلکہ صرف زبان سے لگ کر حلق میں چلا گیا تو یہ کلی کے قائم مقام نہ ہوگا۔ **رجل اغتسل من الجنابة ولم یتمضمض إلا أنه شرب الماء هل یقوم شرب الماء مقام المضمضة؟ ...... قال: إن كان الشرب أتى على جمیع فمه یجزئه عن المضمضة وإن كان مص الماء مصاً فلم یأت جمیع الفم لم یجزئه عن المضمضة.** (المحیط البرهانی ۱/ ۲۲۵، کبیری ۵۰، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۱/ ۲۷۷)

غسل میں کلی کرنا بھول گیا

اگر غسل جنابت میں کلی کرنا بھول گیا اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ صرف کلی کر لینا کافی ہے، اور جو نماز کلی کرنے سے پہلے پڑھی گئی ہے اس کا اعادہ لازم ہے۔ **ولو تركها أي ترك المضمضة أو الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسیاً فصلیٰ ثم تذكر ذٰلك یتمضمض أو یستنشق أو یغسل اللمعة ویعید ما صلی.** (کبیری ۵۰، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۸/ ۱۶۰)

غسل میں کوئی حصہ خشک رہ گیا؟

غسل جنابت میں بدن کا کوئی معمولی سا حصہ خشک رہ گیا پھر بعد میں یاد آیا، تو صرف اس حصہ پر پانی بہا دینا کافی ہے، پورا غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **ولو تركها أي ترك المضمضة أو الاستنشاق أو لمعة من أي موضع كان من البدن ناسیاً فصلیٰ ثم تذكر ذٰلك یتمضمض أو یستنشق أو یغسل اللمعة ویعید ما صلی.** (کبیری ۵۰، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۸/ ۱۶۰)

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:

الف: اولاً نیت حاضر کرکے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ دھوئے۔

ب: پھر شرم گاہ دھوئے خواہ اس پر نجاست ہو یا نہ ہو۔

ج: پھر مکمل وضو کرے۔

د: پھر داہنے کندھے پر سے تین مرتبہ پانی بہائے اس کے بعد بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالے اس کے بعد سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے۔

ہ: رگڑ کر سارے اعضاء کو دھوئے۔

و: قبلہ رخ غسل نہ کرے۔

ز: ضرورت سے زائد پانی نہ بہائے۔

ح: تنہائی میں غسل کرے۔

ط: اگر غسل خانہ میں پانی جمع ہو جاتا ہو تو غسل کے بعد وہاں سے ہٹ کر اپنے پیر پاک کرے۔ (مستفاد: عالمگیری ۱۴/۱)

عورت کے لئے غسلِ جنابت میں چوٹی کھولنا لازم نہیں ہے

اگر کسی عورت کی چوٹی پہلے سے بندھی ہوئی ہو اور اسے غسلِ جنابت کی ضرورت پیش آ جائے تو اس پر چوٹی کھولنا لازم نہیں؛ بلکہ بالوں کی جڑ تک پانی پہنچانا کافی ہے؛ لیکن اگر بال پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں تو اب تمام بالوں کو دھونا لازم ہوگا۔ **وكفى بلّ أصل ضفيرتها أى شعر المرأة المضفور للحرج، أما المنقوض فيفرض غسل كله اتفاقاً.** (درمختار) **قال الشامي بحثاً: وتمام تحقيق هٰذه الأقوال فى الحلية وحال فيها اٰخراً إلى ترجيح القول الثاني وهو ظاهر المتون.** (شامی بیروت ۱/۲۵۷-۲۵۸، زکریا ۱/۲۸۶-۲۸۷)

مرد کے لئے بالوں کو کھول کر دھونا لازم ہے

اگر کسی مرد نے شوقیہ لمبے بال رکھ کر چوٹی باندھ رکھی ہو تو غسلِ جنابت کے لئے اس چوٹی کو کھولنا واجب ہوگا محض بالوں کی جڑوں کو تر کرنا کافی نہ ہوگا۔ **لا يكفي بلّ ضفيرته فينقضها وجوباً.** (شامی بیروت ۱/۲۵۸، زکریا ۱/۲۸۸)

کھوکھلے دانتوں کا میل اور ناک کی تر رینٹ مانع نہیں

اگر دانت کھوکھلے ہوں اور ان میں کھانا وغیرہ پھنس گیا ہو یا ناک میں رطوبت (رینٹ) بھری ہوئی ہے تو اسے نکالے بغیر بھی غسل صحیح ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ دانت اور ناک صاف کرکے ہی غسل کیا جائے۔ **ولو كان سنه مجوفاً فبقي فيه أو بين أسنانه طعام أو درن رطب في أنفه ثم غسله على الأصح، والاحتياط أن يخرج الطعام عن تجويفه ويجري الماء عليه، هٰكذا في فتح القدير.** (عالمگیری ۱/۱۳)

سوکھی ہوئی رینٹ اور بدن پر جمے ہوئے آٹے کا حکم

اگر ناک میں رطوبت سوکھ کر چپک گئی ہے یا ناخونوں میں آٹا بھر کر سوکھ گیا ہے، یا بدن پر کوئی ایسی چیز لگی ہے جو کھال تک پانی پہنچنے سے مانع ہے، تو ان چیزوں کو صاف کئے بغیر غسل درست نہ ہوگا۔ **والدرن اليابس في الأنف يمنع تمام الغسل كذا في الزاهدي والعجين في الظفر يمنع تمام الاغتسال.** (عالمگیری ۱/۱۳)

مصنوعی دانتوں کے ساتھ غسل

جس نے منہ میں مصنوعی دانت کی بتیسی لگا رکھی ہو تو غسل کے لئے بتیسی باہر نکالنا ضروری نہیں ہے؛ البتہ بہتر یہ ہے کہ دانتوں کو نکال کر کلی اور غرغرہ کیا جائے۔ **وغسل الفم أي استيعابه الخ والمبالغة فيهما بالغرغرة.** (درمختار بیروت ۱/۲۱۳، زکریا ۱/۲۳۷، مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۱/۱۵۵)

دانتوں میں بندھے ہوئے تار مانع غسل نہیں

اگر دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے ان کو سونے چاندی وغیرہ کے تاروں سے باندھ دیا گیا ہو، یا کھوکھلے دانتوں میں مسالہ بھر دیا گیا ہو تو ان کو نکالنا غسل کے لئے ضروری نہیں ہے، محض اوپر سے کلی کرنے سے غسل درست ہوجائے گا۔ **الصرام والصباغ ما في ظفرهما يمنع تمام**

الاغتسال وقيل كل ذٰلک يجزيهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع كذا فی الظهيرية. (عالمگیری ۱۳/۱)

برہنہ غسل کرنا

تنہائی میں جہاں دوسروں کی نظر پڑنے کا خطرہ نہ ہو ننگے ہوکر غسل کرنا درست ہے؛ تاہم اس وقت بھی تہبند وغیرہ باندھ کر غسل کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ **يستحب أن يغتسل والحال أنه مستور العورة الخ.** (طحطاوی) **وقيل يجوز أن يتجرد للغسل وحده.**

(مراقی الفلاح ۵۷، احسن الفتاویٰ ۳۱/۲)

غسل خانہ میں پیشاب کرنا

غسل خانہ اگر کچا ہے اور اس میں پانی جمع ہوجاتا ہے تو وہاں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی ہے، احادیثِ طیبہ میں اسے نسیان اور وساوس کا سبب بتایا گیا ہے۔ **وكره أن يبول في موضع يتوضأ هو أو يغتسل فيه لحديث: ”لايبولن أحدكم في مستحمه فإن عامة الوسواس منه“.** (ابن ماجه ۲۶/۱، درمختار بيروت ۴۸۴/۱، زکريا ۵۵۷/۱-۵۵۸)

غسل خانہ اور بیت الخلاء میں بات چیت کرنا

غسل خانہ اور بیت الخلاء میں بلاضرورت بات چیت نہیں کرنی چاہئے؛ لیکن اگر ضرورت پڑ جائے تو بات چیت کی اجازت ہے، مثلاً کسی ضروری بات کا جواب دینا ہو تو یہ منع نہیں ہے۔ **ويستحب أن لا يتكلم بكلام مطلقاً أما كلام الناس فلكراهته حالة الكشف الخ.**

(شامی بیروت ۲۶۱/۱، زکریا ۲۹۱/۱، امداد الفتاویٰ ۵۷/۱)

ناف کا سوراخ دھونا

ناف کے سوراخ کے اندر پانی پہنچانا غسل کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ **ويفترض غسل داخل سرة مجوفة لأنه من خارج الجسد ولا حرج في غسله.** (مراقی الفلاح ۵۶، ہندیہ ۴۱/۱)

غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

غسل کے شروع میں باقاعدہ وضو کرنا مسنون ہے؛ لیکن اگر وضو کے بغیر غسل کرلیا جائے تو

اب بعد میں وضو کی ضرورت باقی نہیں رہتی؛ اس لئے کہ تمام اعضاء پر پانی پہنچ جانے کی وجہ سے طہارتِ کبریٰ کے ساتھ طہارتِ صغریٰ بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا قالت: ''کان النبی ﷺ لایتوضأ بعد الغسل''.** (رواہ الترمذی ۱/۳۰ وغیرہ) **وقال علی القاریؒ أی اکتفاء بوضوئہ الأول فی الغسل وهو سنة أو باندراج ارتفاع الحدث الأصغر تحت ارتفاع الأکبر بإیصال الماء إلی جمیع أعضائه وهو رخصة.** (مرقاۃ ۲/۳۸)

جمعہ وعیدین کے لئے غسل

نماز جمعہ وعیدین کے لئے غسل کرنا مسنون ہے اور یہ سنت صحیح قول کے مطابق نماز سے قبل غسل کرنے ہی سے حاصل ہوگی۔ **وسن لصلاۃ جمعةٍ ولصلاۃ عیدٍ هو الصحیح کما فی غرر الأذکار وغیرہ. وفی الخانیة: لو اغتسل بعد صلوٰۃ الجمعة لا یعتبر إجماعاً.** (درمختار بیروت ۱/۲۷۶-۲۷۷، زکریا ۱/۳۰۸-۳۰۹)

جنابت، جمعہ اور عید کے لئے ایک ہی غسل

اگر عید اور جمعہ ایک دن پڑ جائیں اور اس روز غسلِ جنابت کی بھی ضرورت ہو تو ایک ہی غسل سے جمعہ اور عید کی سنت بھی ادا ہو جائے گی؛ لیکن ثواب کے حصول کے لئے سب کی نیت کرنا ضروری ہوگا۔ **ویکفی غسل واحد لعید وجمعة اجتمعا مع جنابة. (درمختار) وهٰذا کله إذا نویٰ ذٰلک لیحصل له ثواب الکل.**

(شامی بیروت ۱/۲۷۷، زکریا ۱/۳۰۹، هندیه ۱/۱٦)

احرام باندھنے اور وقوفِ عرفہ کے لئے غسل

حج وعمرہ کا احرام باندھتے وقت اور میدانِ عرفات میں زوال کے بعد حاجی کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔ **وسن الخ. ولأجل إحرام وفی جبل عرفة بعد الزوال.**

(درمختار بیروت ۱/۲۷۷، زکریا ۱/۳۰۹)

جنابت کے احکام

جنابت (حدثِ اکبر) سے حرام ہونے والے اعمال

جنابت کی وجہ سے درج ذیل اعمال منع ہوجاتے ہیں: (۱) مسجد میں داخل ہونا (الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو) (۲) قرآنِ کریم کی بالقصد تلاوت کرنا (۳) بیت اللہ شریف کا طواف کرنا (۴) قرآنِ کریم کو چھونا۔ **ویحرم بالحدث الأکبر دخول مسجد الخ، إلا لضرورة الخ، ویحرم به تلاوة قرآن ولو دون اٰیة علی المختار، بقصده الخ، ویحرم به طواف لوجوب الطهارة فیه ویحرم به أی بالأکبر وبالأصغر مس مصحف الخ.**

(درمختار بیروت ۱/۲۷۹-۲۸۲، زکریا ۱/۳۱۱-۳۱۵)

جنبی کا عیدگاہ یا مدرسہ میں آنا

جنبی شخص کا عیدگاہ، نمازِ جنازہ کی جگہ اور مدرسہ وغیرہ میں داخل ہونا جائز ہے۔ **لا مصلی عید وجنازة ورباط ومدرسة. (درمختار) فلیس لها حکم المسجد فی ذٰلک الخ.** (شامی بیروت ۱/۲۷۹، زکریا ۳۱۱-۳۱۲، هندیه ۱/۳۸)

مسجد میں جنبی ہوجائے

اگر مسجد میں سوتے ہوئے احتلام ہوجائے تو فوراً تیمّم کر کے باہر نکل جانا چاہئے۔ **ولو احتلم فیه إن خرج مسرعاً تیمم ندباً وإن مکث لخوف فوجوباً.**

(درمختار بیروت ۱/۲۸۰، زکریا ۱/۳۱۳، هندیه ۱/۳۸)

جنبی کے نکلنے کا راستہ مسجد سے ہی ہو تو کیا کرے؟

اگر کمرے یا گھر کا راستہ مسجد کے اندر سے ہو تو جنبی کے لئے واجب ہے کہ تیمّم کر کے ہی

مسجد سے گذرے ورنہ گنہ گار ہوگا۔ **وعليه فالظاهر وجوبه على من كان بابه إلى المسجد وأراد المرور فيه.** (شامی بیروت ۲۸۰/۱، زکریا ۳۱۳/۱)

حالتِ جنابت میں ذکر اور دعائیں

حالتِ جنابت میں ذکر کرنے اور دعائیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، حتیٰ کہ دعا کی آیتوں کو بھی دعا کی نیت سے پڑھا جا سکتا ہے؛ البتہ بہتر یہ ہے کہ کم از کم وضو کر کے اذکار وادعیہ کو پڑھا جائے۔ **ولا باس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالىٰ (درمختار) قال الشامي: قوله لا بأس يشير إلى أن وضوء الجنب لهٰذه الأشياء مستحب كوضوء المحدث.** (شامی بیروت ۴۲۴/۱، زکریا ۴۸۸/۱)

حالتِ جنابت میں سلام کلام

جنابت کی حالت میں سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، اذان کا جواب دینا اور دینی یا دنیوی گفتگو کرنا سب جائز ہے۔ **ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذٰلك.** (عالمگیری ۳۸/۱، احسن الفتاویٰ ۳۳/۲)

جنبی کا کھانا پینا

حالتِ جنابت میں کھانا پینا درست ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ ہاتھ دھو کر اور کلی کر کے کھائیں پئیں۔ **ولا أكله وشربه بعد غسل يد وفم. (درمختار) وفي الشامي: أما قبله فلا ينبغي لأنه يصير شارباً للماء المستعمل وهو مكروه تنزيهاً ويده لا تخلو عن النجاسة فينبغي غسلها ثم يأكل.** (شامی بیروت ۲۸۵/۱-۴۲۴، زکریا ۳۱۸/۱-۴۸۸، ہندیہ ۱۶/۱)

جنبی کے جھوٹے کا حکم

جنبی کا سُؤر (جھوٹا) پاک ہے اور اس کا کھانا پینا بلاشبہ درست ہے۔ **فسور آدميٍّ مطلقاً ولو جنباً أو كافراً طاهرٌ.** (درمختار ۳۳۹/۱، زکریا ۳۸۱)

حالتِ جنابت میں عورت کا دودھ پلانا

حالتِ جنابت میں بچہ کو دودھ پلانا درست ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳۶/۲)

جنبی کا بال، ناخون وغیرہ کاٹنا

جنابت کی حالت میں بال، ناخون وغیرہ کاٹنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **حلق الشعر حالة الجنابة مکروهٌ وکذا قص الأظافیر، کذا فی الغرائب.** (هندیه ۳۵۸/۵، امداد الفتاویٰ ۵۸/۱)

جنبی کا اذان دینا

جنبی شخص کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے، بہتر ہے کہ اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ **ویکره أذان جنب. ویعاد أذان جنبٍ ندباً.** (درمختار) **وفی الشامی: وظاهره أن الکراهة تحریمیةٌ.** (شامی بیروت ۵۵/۲-۵۶، زکریا ۶۰/۲، هندیه ۵۴/۱)

جنبی کا قرآنی آیت کا ترجمہ چھونا

حالتِ جنابت میں قرآنِ کریم کی کسی آیت کا ترجمہ چھونا بھی مکروہ ہے، خواہ ترجمہ کسی بھی زبان میں ہو۔ **ولو کان القرآن مکتوباً بالفارسیة یکره له مسه عند أبی حنیفةؒ وکذا عندهما علی الصحیح.** (عالمگیری ۳۹/۱، البحرالرائق ۲۰۲/۱، درمختار بیروت ۴۲۳/۱، زکریا ۴۸۸/۱)

جنبی کا دینی کتابیں چھونا

جنابت کی حالت میں کتبِ فقہ وغیرہ کو ہاتھ لگانا خلاف اولیٰ ہے، اوران کتابوں میں جس جگہ قرآنی آیت لکھی ہو اس جگہ ہاتھ رکھنا بالکل جائز نہیں۔ **ومشی فی الفتح علی الکراهة. فقال: قالوا یکره مس کتب التفسیر والفقه والسنن لأنها لا تخلو عن اٰیات القراٰن الخ. وفی السراج عن الإیضاح: أن کتب التفسیر لا یجوز مس موضع القراٰن منها وله أن یمس غیره وکذا کتب الفقه إذا کان فیها شیءٌ من القراٰن بخلاف المصحف فإن الکل فیه تبع للقراٰن.** (شامی بیروت ۲۸۶/۱، زکریا ۳۱۹/۱-۳۲۰، هندیه ۳۹/۱)

جنبی کا قرآنی آیات کے تمغے اور لاکٹ چھونا

اگر کسی پیتل وغیرہ کی پلیٹ یا گلے میں پہنے جانے والے لاکٹ وغیرہ پر قرآنِ کریم کی پوری آیت لکھی ہو، تو آیت کی جگہ چھوڑ کر کنارے سے اس کو پکڑنا جنبی کے لئے جائز ہے، مگر اس کا

آیت والا حصہ بدن کے کسی بھی حصہ سے مس کرنا درست نہیں ہے۔ **ومسه أی القرآن ولو فی لوح أو درهم أو حائط لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب الخ.** (شامی بیروت ۴۲۳/۱-۲۸۲، زکریا ۴۸۸/۱-۳۱۵-۳۱۷، عالمگیری ۳۹/۱) **واختلفوا فی مس المصحف بما عدا أعضاء الطهارة وبما غسل من الأعضاء قبل إكمال الوضوء والمنع أصح كذا فی الزاهدی.** (عالمگیری ۳۹/۱، درمختار بیروت ۲۸۳/۱، زکریا ۳۱۶/۱)

جنبی کا قرآنِ کریم کو ٹائپ یا کمپیوٹر پر لکھنا

حالتِ جنابت میں قرآنِ کریم کو ٹائپ کرنا یا کمپوزنگ کرنا مکروہ ہے اور جس کاغذ پر آیت ٹائپ ہو کر نکلے اسے ہاتھ نہ لگائے نیز زبانی بھی نہ پڑھے، اور قرآن کی عظمت کا تقاضا یہی ہے کہ کامل طہارت کے بعد ہی قرآنِ کریم ٹائپ کیا جائے۔ **ولا تكره كتابة قرآن والصحيفة أو اللوح على الأرض عند الثانی خلافاً لمحمدؒ (درمختار) وفق ط، بين القولين بما يرفع الخلاف من أصله بحمل قول الثانی على الكراهة التحريمية، وقول الثالث على التنزيهية.** (شامی بیروت ۲۸۴/۱، زکریا ۳۱۷/۱، عالمگیری ۳۹/۱، بدائع الصنائع ۱۴۹/۱)

قرآنِ کریم کو آستین یا دامن کے واسطے سے چھونا

طہارت کے بغیر بدن پر پہنے ہوئے کسی کپڑے کے واسطے سے قرآنِ کریم کو مس کرنا درست نہیں ہے، اگر ضرورت ہو تو الگ کپڑے یا رومال کے ذریعہ اسے پکڑا جائے۔ **والتقييد بالكم اتفاقی فإنه لايجوز مسه ببعض ثياب البدن غير الكم كما فی الفتح عن الفتاوىٰ.** (شامی بیروت ۲۸۳/۱، زکریا ۳۱۶/۱)

قرآن کے اوراق قلم وغیرہ کے ذریعہ پلٹنا

بے وضو شخص کے لئے قرآنِ کریم کے اوراق کسی لکڑی یا قلم وغیرہ کے ذریعہ پلٹنا جائز ہے۔ **وحل قلبه بعود. (درمختار) وفی الشامی: أی تقليب أوراق المصحف بعود ونحوه لعدم صدق المس عليه.** (شامی بیروت ۲۸۳/۱، زکریا ۳۱۶/۱، البحرائق ۲۰۲/۱)

❍❖❍

تیمّم کا بیان

تیمّم کی مشروعیت

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے، آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ مکرمہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں، راستہ میں ایک جگہ (بیداء یا ذات الجیش میں) قافلہ نے پڑاؤ کیا، تو وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک ہار (جو انہوں نے اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عاریۃً لے کر پہن رکھا تھا) گم ہو گیا، تو نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لئے متعین کیا، تلاش میں دیر لگ گئی تا آں کہ صبح صادق ہو گئی، اور یہ جگہ ایسی تھی جہاں نہ تو پانی تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی کا ذخیرہ تھا، اب نماز میں دیر ہونے لگی اور لوگ جا جا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ: ''دیکھئے! آپ کی بیٹی عائشہ نے لوگوں کو اور پیغمبر علیہ السلام کو روک رکھا ہے''، یہ باتیں سن سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی غصہ آیا اور آکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے، اور اپنے دستِ مبارک سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کوکھ میں انگلی چبھونے لگے، اس وقت پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ران پر سر رکھ کر آرام فرما تھے، اس بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لگانے کے باوجود ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرکت نہیں فرماتی تھیں؛ تا آں کہ نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمّم: ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا. (النساء: ۴۳)﴾ نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کی۔

اس رخصت کے نازل ہونے پر صحابی جلیل حضرت اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے قسم بخدا! جب بھی آپ کے ساتھ کوئی ناگوار بات پیش آئی تو انجام کار اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے خیر کا پہلو اجاگر فرما دیا''۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ کلمات کہے کہ: ''اے ابوبکر کے خاندان والو! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے''۔ (گویا کہ اس سے پہلے بھی امت ان کی برکات سے فیض یاب ہوتی رہی ہے، مثلاً واقعہ افک وغیرہ) (تلخیص بخاری شریف حدیث: ۳۳۴ تفسیر ابن کثیر مکمل ۳۳۱)

تیمّم امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے

پہلی امتوں میں طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لئے پانی کا استعمال لازم تھا؛ لیکن امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جہاں اور خصوصی انعامات فرمائے، ان میں سے ایک انعام یہ بھی تھا کہ اس امت کے لئے مٹی کو پاکی کا ذریعہ بنادیا۔ چناں چہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُعْطِيتُ خَمْساً لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِداً وَطَهُوْراً فَأَيُّمَا رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِيْ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً.

(بخاری شریف حدیث: ۳۳۵)

مجھے پانچ ایسی خصوصیات حاصل ہوئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں: (۱) ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی (۲) میرے لئے پوری زمین کو سجدہ گاہ اور پاکی کا ذریعہ بنادیا گیا ہے؛ لہٰذا میری امت کا کوئی بھی شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے فوراً نماز ادا کرلے (۳) میرے لئے غنیمت کے مال کو حلال کردیا گیا اور مجھ سے پہلے یہ کسی کے لئے حلال نہیں تھا (۴) مجھے شفاعتِ کبریٰ کا حق عطا ہوا ہے (۵) پہلے نبی کو صرف اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے سارے عالم کی طرف بھیجا گیا ہے۔

حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر دونوں کے ازالہ کے لئے شرائط پائے جانے پر تیمّم کرنے کی اجازت ہے، اور اس کی تفصیلات قرآنی آیات، احادیثِ شریفہ اور فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہیں، جن میں سے کچھ منتخب باتیں ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

تیمّم کی شرطیں

تیمّم کے صحیح ہونے کے لئے نو شرطیں ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) نیت کرنا (۳) مسح کرنا (۴) تین یا اس سے زائد انگلیوں سے مسح کرنا (۵) مٹی یا اس کی جنس کی چیز موجود ہونا (۶) مٹی کا پاک ہونا (۷) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا (۸) حیض اور نفاس سے پاک ہونا (۹) اعضائے تیمّم (چہرہ اور ہاتھ کہنیوں تک) کا استیعاب کرنا۔ وشرطه ستة الخ. (درمختار) بل تسعة الخ. (شامی بیروت ۳۴۹/۱، زکریا ۳۹۳/۱)

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

چھ صورتوں میں تیمّم کرنا جائز ہے: (۱) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا یعنی مبتلا بہ سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو، اور وہاں تک پہنچنے میں نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو (۲) پانی کے استعمال کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا دیر سے شفا ہونے کا خطرہ ہو (۳) سخت سردی جب کہ جنبی کے لئے گرم پانی سے غسل کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے جان کی ہلاکت یا اعضاء کے شل ہونے کا خطرہ ہو (۴) پانی کا ایسی خطرناک جگہ ہونا (مثلاً وہاں سانپ ہو یا کوئی دشمن بیٹھا ہو یا بھیانک آگ جل رہی ہو) کہ وہاں جا کر پانی لانے میں سخت نقصان کا خطرہ ہو، یا مثلاً آدمی ایسی جگہ ہو کہ اگر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے تو اپنے مال کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو (۵) پانی محض پینے کی ضرورت کے لئے کافی ہو، اور اس سے وضو یا غسل کرنے سے قافلہ والوں یا ان کے جانوروں کے پیاسے مرجانے کا خوف ہو (۶) پانی کو کنویں وغیرہ سے حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو، اور نہ کنویں میں اترنے کی ہمت ہو، تو ان سب صورتوں میں تیمّم کرکے نماز پڑھنا جائز ہے۔ **من عجز عن استعمال الماء – إلى قوله – أوعدم اٰلة طاهرة يستخرج به الماء.** (درمختار بیروت ۱/۳۵۱–۳۵۵، زکریا ۱/۳۹۵–۴۰۰)

مرض میں کس کی رائے کا اعتبار ہے؟

مریض خود اپنے تجربہ یا ظنِ غالب سے واقعی مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ کرے، یا کوئی مسلمان ماہر ڈاکٹر اسے خبر دے تو اس کے لئے تیمّم کرنا جائز ہے۔ **أو خاف إبطاء البرء من المرض بسبب ذٰلک جاز له التيمم ويعرف ذٰلک إما بغلبة الظن عن أمارة أو تجربة أو بإخبار طبيبٍ حاذقٍ مسلمٍ الخ.** (حلبی کبیر ۶۵، ہندیہ ۱/۲۸، فتاویٰ دارالعلوم ۱/۲۵۸)

ریل میں تیمّم کا حکم

اگر ریل میں پانی بالکل نہ ہو اور ایسا اسٹیشن جہاں پانی دستیاب ہو سکے، اتنی دور ہو کہ وہاں

تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو یا اسٹیشن پر اتر کر وضو کرنا یا پانی لینا گاڑی کے چل دینے کی وجہ سے ممکن نہ ہو، تو ایسے مسافر کے لئے تیمّم کرنا درست ہے۔ اور اگر ریل میں پانی تو موجود ہو؛ لیکن بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے وضو نہ کر سکے تو وہ وقت کے اندر تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، مگر بعد میں قضا کرنا لازم ہوگی۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۲/۵۵) اور ریل چلتے ہوئے کھڑکی سے جو نہروں یا تالابوں کا پانی نظر آتا ہے اس کا اعتبار نہیں ہے؛ کیوں کہ گاڑی چلتے ہوئے اس پانی کا حصول قدرت میں نہیں ہے۔

لو مر المتيمم على ماء في موضع لا يستطيع النزول إليه لخوف عدوٍ أو سبع لا ينتقض تيممه. (بدائع الصنائع ۱/۵۷، هنديه ۱/۳۰، شامی بیروت ۱/۳۵۶، زکریا ۱/۴۰۱) **قال الشامي: اعلم أن المانع من الوضوء إن كان من قبل العباد كأسير منعه الكفار من الوضوء، ومحبوس في السجن ومن قيل له إن توضأت قتلتك جاز له التيمم ويعيد الصلوٰة إذا زال المانع، كذا في الدرر والوقاية: أي وأما إذا كان من قبل اللّٰه تعالىٰ كالمرض فلا يعيد.** (شامی بیروت ۱/۳۵۴، زکریا ۱/۳۹۸–۳۹۹)

غسل کا تیمّم وضو کے لئے کافی ہے

اگر کسی جنبی شخص کے پاس صرف بقدر وضو پانی ہو یا کسی اور عذر مثلاً مرض وغیرہ کی وجہ سے اس کے لئے تیمّم جائز ہو جائے تو دونوں صورتوں میں غسل کی نیت سے جو تیمّم کیا جائے گا وہ وضو کے لئے بھی کافی ہو جائے گا، جو پانی موجود ہے اس سے وضو کرنا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر اس کے بعد کوئی حدثِ اصغر پیش آ جائے تو اب وضو کرنا ہوگا، چوں کہ وہ وضو کے بقدر پانی پر قادر ہے۔ **وفي القهستاني: إذا كان للجنب ماء يكفي لبعض أعضائه أو للوضوء تيمم ولم يجب عليه صرفه إليه، إلّا إذا تيمم للجنابة ثم أحدث فإنه يجب عليه الوضوء لأنه قدر على ماء كاف، ولا يجب عليه التيمم لأنه بالتيمم خرج عن الجنابة إلى أن يجد ماءً كافياً للغسل.** (شامی بیروت ۱/۳۵۱، زکریا ۱/۳۹۵، احسن الفتاویٰ ۲/۵۶)

قیدی کے لئے تیمّم

جیل کا قیدی اگر پانی کے حصول پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ فی الحال تیمّم کر کے نماز پڑھ لے اور رہائی کے بعد وضو کر کے تمام نمازوں کو دہرائے، یہی حکم اس شخص کے لئے بھی ہے جو اتفاقاً کسی کمرہ وغیرہ میں بند ہو جائے۔ **المحبوس فی السجن یصلی بالتیمم ویعید بالوضوء، لأن العجز إنما تحقق بصنع العباد، وصنع العباد لا یؤثر فی إسقاط حق اللّٰہ تعالیٰ.** (ہندیہ ۲۸/۱، امداد الفتاویٰ ۷۳/۱)

کن نمازوں کے لئے تیمّم کی خصوصی اجازت ہے؟

ہر اس نماز کے لئے جس کے فوت ہو جانے پر قضا نہ ہو (جیسے نمازِ جنازہ اور عیدین) اور وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کے بالکل چھوٹ جانے کا خوف ہو تو جلدی سے تیمّم کر کے ایسی نمازیں پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن جس نماز کے فوت ہونے پر قضاء ممکن ہو (جیسے پنج وقتہ نمازیں اور نماز جمعہ اور وتر) تو وہ تیمّم سے ادا نہیں ہو سکتیں۔ **وجاز لخوف فوت صلاۃ جنازۃ أی کل تکبیراتها – إلی قوله – أو فوت عید بفراغ إمام أو زوال شمس الخ.** (درمختار بیروت ۳۶۲/۱، زکریا ۴۰۸/۱) **والأصل أن کل موضع یفوت فیه الأداء لا إلی خلف فإنه یجوز له التیمم وما یفوت إلی خلف لا یجوز له التیمم کالجمعة.** (ہندیہ ۳۱/۱)

تنگیٔ وقت کی وجہ سے تیمّم

اگر پنج وقتہ نماز اتنی مؤخر کر دی جائے کہ وضو کر کے نماز پڑھنے میں وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو اور اتنا وقت ہے کہ تیمّم کر کے فوراً نماز ادا کر لے، تو امام زفرؒ کے نزدیک اس وقت تیمّم کر کے نماز پڑھ لے، پھر بعد میں وضو کر کے نماز قضاء کرے، احتیاطاً اسی پر فتویٰ ہے۔ **وقیل تیمم لفوات الوقت، قال الحلبی: فالأحوط أن یتیمم ویصلی ثم یعیده. (درمختار) وقال الشامی بحثاً: فینبغی العمل به احتیاطاً.** (شامی بیروت ۳۶۶/۱-۳۶۷، زکریا ۴۱۳/۱-۴۱۴)

فاقد الطہورین کا حکم

اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو کہ وہاں نہ تو پانی ہو اور نہ تیمّم کے لئے پاک مٹی میسر ہو، تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس وقت نمازیوں جیسے اعمال کرے گا؛ البتہ قرأت وغیرہ نہیں کرے گا، اور نماز کی نیت بھی نہ کرے اور بعد میں جب طہارت پر قدرت ہو تو ان نمازوں کو دہرائے گا۔ **وأما فاقد الطهورين ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتوىٰ (درمختار) يتشبه أي بالمصلين وجوباً فيركع ويسجد إن وجد مكاناً يابساً الخ، ونقل ط أنه لا يقرأ فيها.** (شامی بیروت ۱/ ۱۷۰، زکریا ۱/ ۱۸۵)

ہوائی جہاز کے مسافر کا حکم

ہوائی جہاز کے سفر کے دوران اگر پانی کا نظم ہو (جیسا کہ اکثر جہازوں میں ہوتا ہے) تو وضو کر کے ہی نماز پڑھنی ہوگی، اگرچہ ضرورۃً اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ ہی دھویا جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ایسے جہاز میں سفر کرے جس میں پانی کا بالکل انتظام نہ ہو، اور نہ ہی وہاں تیمّم کی کوئی شکل ہو تو پھر وہ بلا طہارت نمازیوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے ارکان بجالائے گا، اور بعد میں وضو کر کے اپنی نمازیں دہرائے گا؛ اس لئے کہ وہ بھی فاقد الطہورین ہے۔ **وأما فاقد الطهورين ففي الفيض وغيره أنه يتشبه عندهما وإليه صح رجوع الإمام وعليه الفتوىٰ (درمختار) يتشبه أي بالمصلين وجوباً فيركع ويسجد إن وجد مكاناً يابساً الخ، ونقل ط أنه لا يقرأ فيها.** (شامی بیروت ۱/ ۱۷۰، زکریا ۱/ ۱۸۵)

تیمّم کا طریقہ

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے دونوں ہتھیلیاں مٹی پر ماری جائیں اس کے بعد انہیں پورے چہرے پر پھیر لیا جائے، اس کے بعد دوبارہ ہتھیلیاں مٹی یا غبار پر مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر پھیرا جائے، اگر انگلیوں میں انگوٹھی پہن رکھی ہو تو اس کو اتار دیں یا آگے پیچھے کر دیں۔

تيمم الخ. مستوعبا وجهه حتى لوترك شعرة أو وترة منخره لم يجز ويديه فينزع الخاتم والسوار أو يحرك به يفتي مع مرفقيه ...... بضربتين.

(درمختار بیروت ۱/۳۵۵-۳۵۷، زکریا ۱/۴۰۱-۴۰۲، هندیه ۱/۲۶)

دوسرے شخص کا تیمّم کرانا

اگر مریض خود تیمّم نہ کرسکے تو تیمار دار اپنے ہاتھوں سے بھی اس کو تیمّم کراسکتا ہے۔

بضربتين ولو من غيره (درمختار) وفي الشامي: فلو أمر غيره بأن ييممه جاز بشرط أن ينوي الآمر. (شامی بیروت ۱/۳۵۷، زکریا ۱/۴۰۲) **وفعل غيره بأمره قائم مقام فعله فهو منه في المعنى.** (شامی بیروت ۱/۳۵۷، زکریا ۱/۴۰۳)

بغیر ہاتھ پھیرے تیمّم کی صورت

اگر کسی جگہ گرد وغبار اڑ رہا ہو تو اس درمیان اگر کوئی شخص تیمّم کے ارادے سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو حرکت بھی دیدے گا تو اس کا تیمّم صحیح ہوجائے گا، باقاعدہ ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ **ولو انهدم الحائط وظهر الغبار فحرك رأسه ونوى التيمم جاز، والشرط وجود الفعل منه، أى الشرط في هٰذه الصورة وجود الفعل منه وهو المسح أو التحريك وقد وجد، فهو دليل على أن الضرب غير لازمٍ كما مر.**

(شامی بیروت ۱/۳۵۷، زکریا ۱/۴۰۲-۴۰۳)

اکثر اعضاء زخمی ہونے کی صورت میں تیمّم کا حکم

اگر وضو کے اکثر اعضا یعنی اعضاء اربعہ (چہرہ، دونوں ہاتھ، سر اور دونوں پیر) میں سے تین اعضاء زخمی ہوں تو وہ تیمّم کرے۔ اسی طرح اگر بدن کا اکثر حصہ زخمی ہو تو غسلِ جنابت کے بجائے تیمّم کرنا درست ہوگا؛ لیکن اگر آدھے اعضاء اور آدھا بدن صحیح سلامت ہو تو اب محض تیمّم سے کام نہ چلے گا؛ بلکہ زخمی اعضاء پر تیمّم اور صحیح اعضاء کو دھویا جائے گا، ہاں اگر زخم ایسی جگہ ہو کہ اوپر تندرست حصہ

سے پانی بہانے کی وجہ سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہوتو وہ اوپر کا تندرست حصہ بھی زخم کے حکم میں شمار ہوگا اوراس کی وجہ سے تیمّم کی گنجائش ہوگی۔ **تيمم لو كان أكثره أي أكثر أعضاء الوضوء عدداً، وفي الغسل مساحة مجروحاً أو به جدري اعتباراً للأكثر وبعكسه يغسل الصحيح ويمسح الجريح، وكذا إذا استويا غسل الصحيح من أعضاء الوضوء ولا رواية في الغسل ومسح الباقي منها وهو الأصح، لأنه أحوط فكان أولىٰ.** (درمختار) **وفي الشامي: لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح وإلا تيمم، حلية. فلو كانت الجراحة بظهره مثلا وإذا صب الماء سال عليها يكون ما فوقها في حكمها فيضم إليها.** (شامي بيروت ۱/ ۳۸۰، زکریا ۱/ ۴۲۹–۴۳۰)

اگر ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں

اگرکسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے جوڑ سے کٹے ہوئے ہوں تو جب تیمّم کرے تو کٹنے کی جگہ کا مسح کرے۔ **مع مرفقيه فيمسحه الأقطع.** (درمختار بیروت ۱/ ۳۵۷، زکریا ۱/ ۴۰۲)

ومن هو مقطوع اليدين من المرفقين إذا تيمم يمسح موضع القطع.

(حلبی کبیر ٦٤، هندیه ۱/ ۲٦)

اگر ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں

اگرکسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹ گئے ہوں تو تیمّم کرتے وقت اس شخص پر ہاتھوں کا مسح واجب نہیں۔ **فلو كان القطع فوق المرفقين لايجب اتفاقاً.**

(شامی بیروت ۱/ ۳۵۷، زکریا ۱/ ۴۰۲، هندیه ۱/ ۲٦)

اگر دونوں ہاتھ کٹے ہوں اور چہرہ بھی مجروح ہو

اگرکسی شخص کے دونوں ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی زخمی ہوتو اس سے وضو اور تیمّم سب ساقط ہے، بس وہ اسی حالت میں جیسے بھی ہو نماز ادا کرے گا، اور بعد میں دہرانے کی بھی

ضرورت نہیں۔ **من قطعت يداه ورجلاه وبوجهه جراحة يصلي بلا وضوء ولا تيمم ولا يعيد.** (درمختار بيروت ۱/ ۱۷۰-۳۵۷، زكريا ۱/ ۱۸۵-۴۲۳، هنديه ۳۱)

کن چیزوں پر تیمّم کرنا جائز ہے؟

پاک زمین اور اس کی ہر اس جنس پر تیمّم کرنا جائز ہے جو آگ میں ڈالنے سے نہ جلے، نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو، جیسے پتھر اور ہر قسم کی مٹی۔ اور جو چیزیں آگ میں ڈالنے سے جل جائیں یا پگھل جائیں یا نرم ہو جائیں تو اگر ان پر گرد وغبار نہ ہو تو تیمّم جائز نہ ہوگا، جیسے لوہا، تانبا، سونا، چاندی وغیرہ۔ **يتيمم بطاهر من جنس الأرض كذا في التبيين، كل ما يحترق فيصير رماداً كالحطب والحشيش ونحوها أو ما ينطبع ويلين كالحديد والصفر والنحاس والزجاج وعين الذهب والفضة ونحوها فليس من جنس الأرض وما كان بخلاف ذٰلك فهو من جنسها كذا في البدائع.** (عالمگيري ۱/ ۲٦، درمختار ۱/ ۳۵۸ تا ۳٦۰، زكريا ۱/ ۴۰۴-۴۰۵)

گرد وغبار پر تیمّم

اگر لوہا یا لکڑی وغیرہ پر اتنا گرد جم رہا ہو کہ اس پر ہاتھ پھیرنے سے گرد کا اثر ظاہر ہو جائے تو اس پر بھی تیمّم درست ہے۔ **ولو أن الحنطة أو الشئ الذي لا يجوز عليه التيمم إذا كان عليه التراب فضرب يده عليه وتيمم ينظر إن كان يستبين أثره بمده عليه جاز وإلا فلا لوجود الشرط خصوصاً في ثياب ذوي الأشغال هو حسنٌ فلذا جزم به الشارح.** (شامي بيروت ۱/ ۳٦۱، زكريا ۱/ ۴۰٦-۴۰۷، هنديه ۱/ ۲۷)

سمینٹڈ دیوار اور ٹائل وغیرہ پر تیمّم

سمینٹ، ٹائل، پتھر، چونا سب زمین کی جنس سے ہیں؛ لہٰذا اگر وہ پاک ہوں تو ان پر تیمّم جائز ہے، اگرچہ ان پر بالکل بھی گرد وغبار نہ ہو۔ **فيجوز كحجر مدقوق أو مغسول، أو**

حائط مطين أو مجصص. (درمختار بيروت ١/ ٣٦٠، زكريا ١/ ٤٠٦) **وبالحجر عليه غبار أو لم يكن بأن كان مغسولا أو أملس.** (عالمگیری ١/ ٢٧) **إذ لا يخفى أن الحجر الأملس جزء من الأرض.** (شامي بيروت ١/ ٣٦٨)

ایک ہی جگہ پر کئی مرتبہ تیمّم کرنے کا حکم

ایک ہی مٹی پر بار بار تیمّم کرنا درست ہے، تیمّم کرنے سے مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔ وفی **الولوالجية: إذا تيمّم مراراً من موضع واحدٍ جاز لأن التراب لايصير مستعملاً، لأن المستعمل ما التزق بيده وهو كفضل ماءٍ في الإناء.** (تاتارخانيه كراچی ١/ ٢٤٢، تاتارخانية زكريا ١/ ٧١٨ رقم: ٣٧٨، هنديه ١/ ٣١)

تیمّم سے ظاہری نجاست پاک نہیں ہوتی

تیمّم سے صرف نجاستِ حکمیہ رفع ہوتی ہے، اس سے ظاہری نجاست دور نہیں ہوسکتی؛ لہٰذا اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو تیمّم کرنے سے وہ رفع نہ ہوگی۔ **تطهير النجاسة واجبة من بدن المصلي......، ويجوز تطهيرها بالماء وبكل مائع طاهر.** (هدايه ١/ ٧١ باب الأنجاس، حلبي كبير ١٧٧ باب الأنجاس، فتاویٰ محموديه ڈابھيل ٥/ ١٩٠)

تیمّم کے درمیان حدث لاحق ہوجائے

اگر زمین پر ضرب لگانے کے بعد مسح کرنے سے پہلے حدث لاحق ہوجائے تو اب ان ہاتھوں سے مسح نہ کرے؛ بلکہ ازسرِنو دوبارہ ضرب لگاکر ہی مسح کرے۔ **لو ضرب يديه فقبل أن يمسح أحدث لا يجوز المسح بتلك الضربة كما لو أحدث في الوضوء بعد غسل بعض الأعضاء.** (هنديه ١/ ٢٦)

تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

تیمّم ہر حدث سے ٹوٹ جاتا ہے، نیز جس عذر کی وجہ سے تیمّم کرنا جائز ہے اس عذر کے زائل ہونے سے بھی تیمّم باقی نہیں رہتا۔ **وناقضه ناقض الأصل ولو غسلاً الخ. ولو قال**

وكذا زوال ما أباحه أي التيمم لكان أظهر وأخصر. (درمختار بيروت ۱/۳۷۷-۳۷۹، زکریا ۱/۴۲۵-۴۲۸، ومثله في البحر ۱/۱۵۲)

پانی پر قدرت کی وجہ سے تیمّم کا ٹوٹنا

اگر پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا تھا تو بعد میں جب بھی ضرورت کے بقدر پانی پر قدرت ہوجائے تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ **وقدرة ماء ولو إباحة في صلوة كاف لطهره ولو مرةً مرة فضل عن حاجته الخ.** (درمختار بیروت ۱/۳۷۸، زکریا ۱/۴۲۷)

ٹھنڈک یا مرض ختم ہونے سے نقض تیمّم

اگر مرض یا شدید ٹھنڈک کی وجہ سے تیمّم کیا تھا پھر مرض جاتا رہا یا ٹھنڈک ختم ہوگئی تو بھی پہلا تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ **فإن المريض إذا تيمم للمرض ثم زال مرضه انتقض تيممه كما صرح به قاضي خان في فتاواه، ومن تيمم للبرد ثم زال البرد انتقض تيممه كما صرح به في المبتغىٰ.** (البحر الرائق ۱/۱۵۲)

ایک عذر کے بعد دوسرا عذر پیش آنا

اگر کسی شخص نے پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کیا پھر پانی تو مل گیا مگر ٹھنڈک اتنی شدید ہوگئی کہ پانی کا استعمال خطرناک ہے یا اس کے برعکس صورت پیش آئی کہ پہلے ٹھنڈک کی وجہ سے تیمّم کیا تھا پھر ٹھنڈک تو زائل ہوگئی مگر پانی ناپید ہوگیا، تو ان دونوں صورتوں میں پہلا تیمّم ٹوٹ جائے گا، اور نئے عذر کی وجہ سے ازسرِنو تیمّم کرنا ہوگا۔ **فإذا تيمم لفقد الماء ثم مرض ثم وجد الماء بعده لا يصلي بالتيمم السابق لأنه كان لفقد الماء، والآن هو واجد له فبطل تيممه لزوال ما أباحه وإن كان له مبيح آخر في الحال.** (شامی بیروت ۱/۳۵۶، زکریا ۱/۴۰۱)

کس تیمّم سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟

نماز پڑھنا جس تیمّم سے جائز ہے اس کے لئے شرط ہے کہ درج ذیل تین نیتوں میں سے

کوئی ایک نیت کی جائے:(۱) طہارتِ کاملہ (۲) یا نماز پڑھنے کا جواز (۳) یا ایسی عبادتِ مقصودہ کی انجام دہی جو بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی۔ **ویشترط لصحة نيّة التيمم للصلوٰة به أحد ثلاثة أشياء: إمَّا نية الطهارة أو استباحة الصلوة أو نية عبادة مقصودة لاتصح بدون طهارةٍ.** (نور الإيضاح ٤٠-٤١)

عبادتِ غیر مقصودہ کے تیمّم سے نماز جائز نہیں

جو تیمّم عبادتِ غیر مقصودہ کے لئے یا ایسی عبادت کے لئے کیا جائے جس کے لئے وضو شرط نہیں ہے، مثلاً زبانی قرأتِ قرآن کے لئے، تو اس تیمّم سے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح جو تیمّم صرف قرآنِ مجید چھونے کی نیت سے کیا جائے (اس میں طہارت کاملہ کی نیت شامل نہ ہو) تو اس سے بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔ **ولو تيمم لقرأة القرآن عن ظهر القلب أو عن المصحف – إلى قوله – وصلى بذٰلك التيمم، قال عامّة العلماء لا يجوز.** (هنديه ١/٢٦)

نمازِ جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے کئے گئے تیمّم کا حکم

اگر کسی شخص نے نمازِ جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے تیمّم کیا جب کہ پانی موجود ہے تو اس تیمّم سے دوسری کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، ہاں اگر اسی وقت فوراً دوسرا جنازہ آجائے اور اتنا وقت نہ ہو کہ وضو کر کے اسے ادا کیا جاسکے تو اس صورت میں پہلے تیمّم سے دوسری نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہوگا۔ **وأما عند وجوده (أي الماء) إذا خاف فوتها فإنما تجوز به الصلوة على جنازة أخرىٰ إذا لم يكن بينهما فاصل كما مرّ، ولا يجوز به غيرها من الصلوات.** (شامی بیروت ١/٣٦٦، زکریا ١/٤١٣، هنديه ١/٣١، حلبی کبير ٨٣-٨٤، نفع المفتی والسائل ١٤)

❍❖❍

موزوں پر مسح کا بیان

مسح علی الخفین کی مشروعیت

قرآنِ پاک میں آیتِ وضو ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ﴾ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے؛ لیکن صحیح احادیث سے شہرت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرائط کے ساتھ خفین پر مسح کرنے کی نہ صرف اجازت دی؛ بلکہ خود عمل بھی فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفر کے دوران وضو فرمایا اور میں آپ پر پانی ڈال رہا تھا، آپ نے ایسا شامی جبہ زیب تن فرما رکھا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں، جس کی بنا پر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دامن کے نیچے سے باہر نکالے اور آپ نے خفین پر مسح فرمایا، تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت پیر دھونا بھول گئے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بَلۡ أَنۡتَ نَسِیۡتَ، بِھٰذَا أَمَرَنِیۡ رَبِّیۡ.	بلکہ تم ہی بھول گئے، مجھے میرے رب نے اسی (خفین پر مسح کرنے کا) حکم دیا ہے۔

(بخاری شریف حدیث: ۱۹۶، مسلم شریف حدیث: ۴۰۶، المحیط البرھانی ۳۳۹/۱)

اسی طرح حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے بھی مسح علی الخفین کی روایت مشہور ہے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے بیان پر بہت خوش ہوتے تھے؛ اس لئے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کی آیت وضو کے نزول کے بعد ہی دولت اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ (بخاری شریف حدیث: ۳۸۷، مسلم شریف حدیث: ۴۰۱، المحیط البرہانی ۳۳۹/۱)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے ۷۰/ ایسے صحابہ سے ملاقات کی ہے جو سب کے سب مسح علی الخفین کو جائز قرار دیتے تھے۔ (المحیط البرہانی ۳۳۹/۱، حلبی کبیر ۱۰۴)

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میرے سامنے مسح علی الخفین کا جواز روزِ روشن کی طرح عیاں نہیں ہوگیا میں نے اس کے جواز کا قول نہیں کیا۔ (المحیط البرہانی ۳۳۹/۱)

مسح علی الخفین اہلِ سنت والجماعت کا امتیازی عقیدہ ہے

شیعہ فرقۂ امامیہ کے لوگ مسح علی الخفین کو نہیں مانتے؛ بلکہ وہ بلا خفین پیروں پر مسح کے قائل ہیں، اس کے برخلاف اہلِ سنت والجماعت موزے نہ ہونے کی حالت میں پیروں کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں، اور موزوں کی حالت میں مسح کے قائل ہیں۔ (نووی علی مسلم فی شرح حدیث: ۲۴۱، تحفۃ الالمعی ۳۵۸/۱) اسی لئے مسح علی الخفین کے جواز کو اہل سنت والجماعت کی امتیازی علامتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت والجماعت کی علامات کیا ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا:

أَنْ تُحِبَّ الشَّيْخَيْنِ وَلَا تَطْعَنَ فِيْ الْخَتَنَيْنِ وَتَمْسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

(المحیط البرهانی ۳۳۹/۱)

یہ کہ تم حضراتِ شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھو، اور دونوں دامادوں (حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما) کے بارے میں زبان درازی نہ کرو، اور خفین پر مسح کیا کرو۔

امام کرخیؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص خفین پر مسح کا قائل نہ ہو اس پر کفر کا اندیشہ ہے۔ (المحیط البرہانی ۳۳۹/۱) اس لئے کہ مسح کے جواز کی روایات شہرت وتواتر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہے جن کا انکار موجبِ کفر ہے۔

ذیل میں مسح علی الخفین وغیرہ کے متعلق منتخب مسائل پیش کئے جاتے ہیں:

موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں

خفین (چمڑے کے موزوں) پر مسح صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں: (۱) ٹخنوں سمیت وہ پورے قدم کو چھپالیں (۲) وہ قدم کی ہیئت پر بنے ہوئے اور پیر سے ملے ہوئے ہوں (۳) وہ اتنے مضبوط ہوں جنہیں پہن کر جوتے کے بغیر ایک فرسخ (تین میل شرعی جس کی مسافت ۵؍کلومیٹر ۴۸۶؍میٹر ۴۰؍سینٹی میٹر ہوتی ہے۔ مستفاد: ایضاح المسائل ۷۰) پیدل چلا جاسکتا ہو (۴) وہ پیروں پر بغیر باندھے رک سکیں (۵) اتنے دبیز ہوں کہ پانی کو پیروں تک نہ پہنچنے دیں (۶) ان میں سے کسی موزہ میں اتنی پھٹن نہ ہو جو مسح سے مانع ہو (۷) طہارتِ کاملہ پر پہنا جائے (۸) وہ طہارت تیمّم سے حاصل نہ کی گئی ہو (۹) مسح کرنے والا جنبی نہ ہو (۱۰) اگر پیر کٹا ہوا شخص مسح کرنا چاہے تو یہ شرط ہے کہ کم از کم ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر اس کے قدم کا اوپری حصہ باقی ہو۔ ویشترط

لجواز المسح على الخفين سبعة شرائط الخ. (مراقی الفلاح ٦٩) **قلت: ويزاد كون الطهارة المذكورة غير التيمم وكون الماسح غير جنب** (شامی بیروت ۳۸۵/۱، زکریا ۴۳۷/۱) **والثانی كونه مشغولاً بالرجل ليمنع سراية الحدث.**

(درمختار بیروت ۳۸۷/۱، زکریا ۴۳۹/۱)

مسح کرنے کا طریقہ

خفین پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں تر ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر موزوں کے اگلے ظاہری حصہ سے اوپر پنڈلیوں کی طرف خط کھینچ دیا جائے، اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی شامل کرلے تو بہتر ہے۔ (اگر اس کے خلاف مسح کیا مثلاً پنڈلی سے انگلیوں تک خط کھینچا یا پیر کی چوڑائی میں مسح کیا تو مسح تو ہوجائے گا؛ لیکن خلافِ سنت ہوگا) **والسنة أن يخط خطوطاً بأصابع يدٍ مفرّجةٍ قليلاً يبدأ من قبل أصابع رجله متوجهاً إلى أصل الساق الخ. (درمختار) وإن وضع الكفين مع الأصابع كان أحسن.** (شامی بیروت ۳۹۲/۱، زکریا ۴۴۸/۱، هندیه ۳۳/۱) **ولو وضع يديه من قبل الساق ومدهما إلى رؤس الأصابع جاز لحصول الفرض، وكذا لو مسح عليهما عرضاً جاز أيضاً الخ.** (حلبی کبیر ۱۰۹-۱۱۰)

ایک انگلی سے مسح

اگر ایک موزہ پر صرف ایک انگلی کو ایک ہی جگہ تین مرتبہ کھینچ دیا جائے تو مسح صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر انگلی کو تین مرتبہ تر کرکے تین علیحدہ علیحدہ جگہ پر کھینچا جائے تو مسح درست ہوجائے گا۔ **ولو مسح بإصبع واحدة من غير أن يأخذ ماءً جديداً لا يجوز، ولو مسح بها ثلاث مرات في ثلاثة مواضع وأخذ لكل مرة ماءً جديداً جاز.** (هندیه ۳۲/۱-۳۳، المحیط البرهانی ۳۴۰/۱)

تلوے کی جانب سے مسح کا اعتبار نہیں

خفین میں نیچے تلوے کی طرف یا صرف ایڑیوں کی طرف مسح کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ **ولو**

مسح على باطن خفيه أو من قبل العقبين أو من جوانبهما أى جوانب الرجلين لا يجوز مسحه. (حلبی کبیر ۱۱۰)

مسح کے بجائے تر گھاس پر چلنا

اگر کوئی شخص خفین پر مسح کرنے کے بجائے ایسی گھاس پر ٹہلے جو پاک پانی سے تر ہو، جس کی وجہ سے موزوں کا ظاہری اوپری حصہ پانی سے بھیگ جائے تو اس سے بھی مسح علی الخفین کا وظیفہ ادا ہوجائے گا۔ **وإذا لم يمسح على خفيه ولكن مشیٰ فى الحشيش فابتل ظاهر خفيه ببلل الحشيش إن كان الحشيش مبتلاً بالماء أو بالمطر يجزءه بالإجماع.**

(المحیط البرهانی ۱/۳٤۱)

کسی دوسرے شخص سے مسح کرانا

اگر کوئی شخص خفین پر خود مسح کرنے کے بجائے دوسرے شخص سے مسح کرالے تو بھی مسح درست ہوجائے گا۔ **ولو أمر انساناً حتى مسح على خفيه جاز لحصول المقصود وهو إيصال البلة.** (المحیط البرهانی ۱/۳٤۱)

چمڑا چڑھے ہوئے موزوں پر مسح

اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو مجلد (پورے قدم کے بقدر چمڑا چڑھا ہوا) کرایا جائے تو ان پر مسح کرنا بالاتفاق درست ہے؛ اس لئے کہ چمڑہ چڑھانے کے بعد وہ خف ہی بن جاتا ہے۔ **قال الشامی بحثاً: ويؤخذ من هٰذا ومما قبله أنه لو كان محل المسح وهو ظهر القدم مجلداً مع أسفلهٖ أنه يجوز المسح عليه كما قدمناه عن سيد عبد الغنى فى الخف الحنفى المخيط بالشخشير.** (شامی بیروت ۱/۳۹٦، زکریا ۱/٤٥۳)

چمڑے کے پائے تابہ والے موزوں پر مسح

اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو صرف منعل کرایا یعنی تلوے اور اوپر نیچے کا پائے تابہ

چمڑے کا بنوا کر سلوا لیا تو اس پر مسح کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف رہا ہے، عدم جواز کا قول احوط ہے۔

(امداد الفتاویٰ حاشیہ ۱/۵۷ تا ۷۷، احسن الفتاویٰ ۲/۶۵، اس سلسلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں: تحفۃ الالمعی ۱/۳۶۷ تا ۳۶۹، افادات: حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم)

دبیز موزوں (اونی، سوتی) پر مسح

اگر سوتی یا اونی موزے مجلد یا منعل نہ ہوں؛ لیکن اتنے دبیز ہوں کہ انہیں پہن کر تین میل چلا جا سکے اور ان میں پانی نہ چھن سکے اور بلا کسی ذریعہ (لاسٹک وغیرہ) کے پنڈلی پر ٹک سکیں، نیز انہیں پہن کر پیر کا اندرونی حصہ باہر سے نظر نہ آئے، تو ایسے دبیز اور موٹے موزوں پر مسح کرنا درست ہے۔ **أو جوربيه ولو من غزل أوشعر الثخينين بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يُرٰى ما تحته ولا يشف إلاَّ أن ينفذ إلى الخف.**

(درمختار بیروت ۱/۳۹۴-۳۹۵، زکریا ۱/۴۵۱-۴۵۲)

پلاسٹک اور فوم کے موزوں پر مسح

پلاسٹک اور فوم کے موزے اگر اتنے دبیز ہوں کہ انہیں پہن کر تین میل چلا جا سکے، اور دیگر شرائط بھی ان میں پائی جائیں تو ان پر مسح کرنا درست ہوگا۔ **أو جوربيه ولو من غزل أو شعر الثخينين بحيث يمشي فرسخاً ويثبت على الساق بنفسه ولا يُرٰى ما تحته ولا يشف إلاَّ أن ينفذ إلى الخف.** (درمختار بیروت ۱/۳۹۴-۳۹۵، زکریا ۱/۴۵۱-۴۵۲)

مروجہ سوتی اور نائیلون کے موزوں کا حکم

آج کل استعمال ہونے والے نائیلون اور سوتی و اونی موزوں پر مسح بالکل جائز نہیں؛ اس لئے کہ ان میں جواز کی شرائط نہیں پائی جاتیں؛ لہٰذا وضو کے وقت ان کو اتار کر پیروں کو دھونا لازم ہے۔ **منها ما يكون من غزل وصوفٍ، ومنها ما يكون من غزل الخ. فالأول لا يجوز المسح عليه عندهم جميعاً، وأما الثاني فإن كان رقيقاً لا يجوز المسح عليه بلا خلافٍ.** (المحیط البرہانی ۱/۳۴۴)

خفین کے نیچے اونی یا سوتی موزے

اگر چمڑے کے موزوں کے نیچے باریک اونی یا سوتی موزے پہن رکھے ہیں تو بھی چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے۔ **یعلم منه جواز المسح علی خف لبس فوق مخیط من کرباس أو جوخ أو نحوهما مما لا یجوز علیه المسح.** (منحة الخالق علی البحر الرائق ۱/۱۸۱)

باریک موزے تہ بتہ پہننے کے بعد مسح کا حکم

اگر باریک سوتی یا اونی موزے تہ بتہ پہن رکھے ہوں تو ان پر مسح کرنے کی اجازت نہیں۔ **وإذا لبس الجرموقین فإن لبسهما وحدهما فإن کانا من کرباس أو ما یشبه لا یجوز المسح علیهما.** (هندیه ۱/۳۲)

خفین کے اوپر سے اونی موزہ پہننا

اگر کسی شخص نے خفین کے اوپر سوتی یا اونی موزے چڑھا رکھے ہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ باریک ہیں یا دبیز؟ اگر اتنے ہلکے ہیں کہ ان پر مسح کرنے سے تراوٹ چمڑے کے موزوں تک پہنچ جائے تو ان کے اوپر سے مسح کرنا کافی ہے، اور اگر اس قدر دبیز ہیں کہ اوپر کے مسح کا اثر نیچے خفین تک نہ پہنچے (جیسا کہ عام موزوں میں ہوتا ہے) تو ان موزوں پر مسح درست نہ ہوگا۔ **وإن لبسهما فوق الخفین فإن کانا من کرباسٍ أو ما یشبه الکرباس لا یجوز المسح علیهما کما لو لبسا علی الانفراد إلا أن یکونا رقیقین یصل البلل إلی ما تحتهما.**

(المحیط البرهانی ۱/۳٤۵)

مسح کی مدت

مقیم کے لئے ایک دن رات (۲۴ر گھنٹے) اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات (۷۲ر گھنٹے) تک خفین پر مسح کی اجازت ہے، اور اس مدت کی ابتدا پہننے کے وقت سے نہیں ہوگی؛ بلکہ پہلی

مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی۔ **یوماً ولیلةً لمقیم، وثلاثة أیام ولیالیها لمسافر، وابتداء المدة من وقت الحدث.** (درمختار بیروت ۱/۳۹۷، زکریا ۱/٤٥٦، هندیه ۱/۳۳)

مسح کی مدت کی ابتدا کب سے؟

موزوں پر مسح کی مدت کی ابتدا موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی، مثلاً کسی شخص نے آٹھ بجے کامل طہارت کے ساتھ موزہ پہنا اس کے بعد گیارہ بجے اس کو پہلی مرتبہ حدث لاحق ہوا، تو اس کی مدت کی ابتدا گیارہ بجے سے ہوگی۔ **وابتداء المدة یعتبر من وقت الحدث عند علمائنا رحمهم الله تعالیٰ.** (المحیط البرهانی ۱/۳۵۱)

حدثِ اول سے قبل خفین اتار دینا

بحالتِ طہارت خفین پہننے کے بعد ابھی کوئی حدث پیش نہیں آیا تھا کہ خفین اتار دئے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا؛ کیوں کہ ابھی مسح کی مدت شروع ہی نہیں ہوئی ہے۔ **واعلم بأن خلع الخفین قبل انتقاض الطهارة التي لبس بها الخفین لا یضره وإن تکرر؛ لأن الطهارة قائمة، وخلع الخفین لیس بحدث.** (حاشیه چلپی علی تبیین الحقائق قدیم ۱/۵۰، البحر الرائق زکریا ۱/۲۹۷)

مدتِ مسح ختم ہونے پر کیا کرے؟

جس شخص کے مسح کی مدت ختم ہوجائے اور وہ باوضو ہو تو اس کے لئے یہ کافی ہے کہ موزے اتار کر صرف پیر دھولے، بقیہ وضو دہرانا اس پر لازم نہیں۔ **قال فی الأصل: إذا انقضیٰ وقت المسح ولم یحدث فی تلک الساعة فعلیه نزع خفیه وغسل رجلیه ولیس علیه إعادة بقیة الوضوء.** (المحیط البرهانی ۱/۳۵۲)

مسح کرنے والا مقیم مسافر ہوجائے

اگر مسح کرنے والا مقیم ۲۴ رگھنٹے پورا ہونے سے پہلے مسافر شرعی ہوجائے، تو اس کے لئے

۲۷ر گھنٹے تک مسح کرنے کی اجازت ہوگی۔ **مقيم سافر في مدة الإقامة يستكمل مدة السفر.** (هنديه ۱/۳۳، درمختار بيروت ۱/۴۰۵، زكريا ۱/۴۶۶، المحيط البرهاني ۱/۳۵۲)

مسح کرنے والا مسافر مقیم ہوجائے

اگر حالتِ سفر میں مسح شروع کیا اور ۲۴ر گھنٹے سے پہلے مقیم ہوگیا تو ۲۴ر گھنٹے پورے ہونے تک مسح کی گنجائش ہوگی، اور اگر ۲۴ر گھنٹے پورے ہونے کے بعد مقیم ہوا ہے، تو اب حالتِ اقامت میں اس کے لئے آگے مسح کرنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ موزے اتار کر پیر دھونے ضروری ہوں گے۔ **والمسافر إذا أقام بعد ما استكمل مدة الإقامة ينزع خفيه ويغسل رجليه، وإن أقام قبل استكمال مدة الإقامة يتم مدتها كذا في الخلاصة.** (هنديه ۱/۳۴، شامی بيروت ۱/۴۰۵، زكريا ۱/۴۶۸، المحيط البرهاني ۱/۳۵۲)

مسح کو توڑنے والی چیزیں

درج ذیل صورتوں میں مسح علی الخفین ٹوٹ جائے گا: (۱) نواقض وضو (بول وبراز وغیرہ) اس صورت میں نیا وضو کرتے وقت دوبارہ مسح کرنا ہوگا، اور آگے کی صورتوں میں موزہ اتار کر پیر دھونا ضروری ہے صرف مسح کافی نہیں (۲) پورے موزہ کا اتار دینا یا پیر کا اکثر حصہ باہر آجانا (۳) مسح کی مقررہ مدت کا گذر جانا (۴) موزہ پہنے ہوئے کسی ایک پیر کے اکثر حصہ تک موزہ کے اندر ہی پانی پہنچ جانا (۵) پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر موزہ کا پھٹ جانا۔ **وناقضه ناقض الوضوء الخ، ونزع خف ولو واحداً ومضيّ المدة الخ، وخروج أكثر قدميه من الخف الشرعي وكذا إخراجه نزع في الأصح الخ، وينتقض أيضاً بغسل أكثر الرجل فيه لو دخل الماء خفه، وصححه غير واحد الخ.** (درمختار بيروت ۱/۴۰۱-۴۰۴، زكريا ۱/۴۶۲-۴۶۵) **والخرق الكبير وهو قدر ثلاث أصابع القدم الأصاغر يمنعه.** (تنوير الابصار مع الدر بيروت ۱/۳۹۹، زكريا ۱/۴۵۹)

خفین میں کتنی پھٹن کا اعتبار ہے؟

خفین اگر تین چھوٹی انگلیوں یا اس سے زائد کے بقدر پھٹ جائیں تو ان پر مسح جائز نہیں رہتا، اور اگر تین انگلیوں کی مقدار سے کم پھٹا ہو تو اس پر مسح درست ہے۔ **والكثير أن ينكشف قدر ثلاث أصابع الرجل أصغرها هو الصحيح.** (هدايه ١/ ٥٨) **والحد الفاصل بين القليل والكثير وقدر ثلاث أصابع، فإن كان الخرق قدر ثلاث أصابع منع وإلا فلا.** (بدائع الصنائع زكريا ١/ ٩٦)

اگر موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہو

اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہوا ور وہ پھٹن پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر پہنچ جائے تو مسح کرنا درست نہ ہوگا، اور اگر دونوں موزے تھوڑے اس طرح پھٹے ہوں کہ دونوں کو ملا کر پھٹن تین انگلیوں کے بقدر ہو جاتی ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، ان پر مسح کرنا درست رہے گا۔ **وتجمع الخروق في خف واحد لا فيهما.**

(درمختار بيروت ١/ ٤٠٠، زكريا ١/ ٤٦٠، المحيط البرهاني ١/ ٣٤٨)

زخم پر مسح کے مسائل

زخم پر مسح

اگر کسی شخص کا کوئی حصہ بدن زخمی ہوگیا اور اس کے لئے پانی نقصان دہ ہو تو اس پر تر ہاتھ سے مسح کرلے اگر یہ بھی نقصان دہ ہو تو معاف ہے مسح کی بھی ضرورت نہیں۔ **في أعضائه شقاق غسله إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه.** (درمختار بيروت ۱/۱۹۵، زكريا ۱/۲۱۷، عالمگيری ۱/۳۵، المحيط البرهانی ۱/۲۶۲)

زخم کی پٹی پر مسح

اگر زخم کے منہ پر دوا لگا کر پٹی باندھ دی گئی ہو یا پھایہ رکھ دیا گیا ہو، اب اگر وضو کرتے وقت پٹی کے کھولنے اور پھایہ کے ہٹانے میں تکلیف ہو اور پانی زخم کے لئے مضر ہو تو پٹی اور پھایہ پر وضو کے وقت مسح کرنا جائز ہے، چاہے پٹی باوضو باندھی گئی ہو یا بلا وضو۔ **ويمسح نحو مفتصد وجريح على كل عصابة مع فرجتها في الأصح إن ضرّه الماء.** (درمختار بيروت ۱/۴۰۸، زكريا ۱/۴۷۱)

پلاستر پر مسح

ہڈی ٹوٹنے پر جو پلاستر چڑھایا جاتا ہے وہ بھی پٹی کے حکم میں ہے اس کے اوپر مسح کرنا جائز ہے۔ **وإذا تكسر عضو من أعضائه وهو محدث فشد عليه العصابة ثم توضأ ومسح على العصابة جاز؛ لأن المسح على العصابة بمنزلة غسل ما تحتها.**

(المحيط البرهانی ۱/۳۶۱، درمختار بيروت ۱/۴۰۵، زكريا ۱/۴۶۸، هنديه ۱/۳۵)

زخم اچھا ہونے پر پٹی گر جائے

زخم کی پٹی اگر اچھا ہونے سے پہلے گر گئی تو دوبارہ پٹی باندھنے پر از سر نو مسح کرنا ضروری نہیں ؛ اس لئے کہ عذر باقی ہے، ہاں اگر زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گر گئی یا کھول لی گئی تو اب زخم یعنی پٹی کے نیچے کے حصہ کا دھونا ضروری ہوگا اور پٹی ہٹنے کی وجہ سے سابقہ مسح باطل ہو جائے گا۔ **وإذا سقطت الجبائر لا عن برءٍ لا يلزمه الغسل أصلاً، وإن سقطت عن برءٍ يجب غسل ذٰلک الموضع خاصةً.** (المحيط البرهاني ۱/۳۶۱، درمختار بيروت ۱/۴۰۹، زكريا ۱/۴۷۲)

پٹی بدلنے پر مسح کا اعادہ مستحب ہے

اگر کسی شخص نے زخم پر دوہری پٹی باندھ رکھی تھی اس میں سے اوپر والی پٹی کھول لی، یا دوا لگانے کے لئے دوسری پٹی بدلی تو مسح کا اعادہ ضروری نہیں ؛ البتہ مستحب ہے کہ اوپر کی پٹی ہٹانے کے بعد والی پٹی پر مسح کرلیا جائے ، اسی طرح نئی بدلی گئی پٹی پر بھی نیا مسح کرنا مستحب ہے۔ **ولو بدّلها بأخرىٰ أو سقطت العليا لم يجب إعادة المسح بل يندب.**

(درمختار بيروت ۱/۴۰۷، زكريا ۱/۴۷۰، عالمگيري ۱/۳۵)

پٹی کے نیچے آنے والے زائد حصہ کا حکم

اگر زخم ایسی جگہ واقع ہے کہ اس پر پٹی باندھنے میں زخم کے اصل حصہ کے علاوہ بدن کا کچھ اور حصہ بھی چھپ جاتا ہے تو اس پورے حصہ پر مسح ضرورۃً جائز ہے۔ **قوله علىٰ كل عصابة "أي علىٰ كل فرد من أفرادها، سواء كانت عصابة تحتها جراحة وهي بقدرها أو زائدة عليها كعصابة المفتصد الخ.** (شامي بيروت ۱/۴۰۸، زكريا ۱/۴۷۱)

○❖○

معذور کے احکام

معذورِ شرعی کون؟

شرعاً معذور اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں نقضِ وضو کا سبب اس تسلسل سے پایا جائے کہ اسے کسی ایک نماز کے پورے وقت میں طہارت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے، مثلاً نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو یا ناسور سے خون جاری رہتا ہو، یا عورت مستحاضہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ اگر ایک نماز کے پورے وقت میں یہ کیفیت پائی گئی تو اسے معذور قرار دیں گے اور اس کے بعد ہر پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ جب تک وہ عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور برقرار رہے گا، اور اگر آئندہ کوئی پورا وقت اس عذر سے خالی پایا گیا تو وہ شخص معذورِ شرعی کے حکم سے خارج ہو جائے گا۔ **وصاحب عذر من به سلس بول لايمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة –إلى قوله – إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لايجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلي فيه خالياً عن الحدث ولو حكماً.** (درمختار بیروت ۴۳۷/۱، زکریا ۵۰۴/۱) **وإذا انقطع الدم ونحوه من الأعذار وقتاً كاملاً يخرج من أن يكون صاحب عذرٍ.** (حلبی کبیر ۱۳۶)

معذور کا حکم

معذور کا حکم یہ ہے کہ وہ نماز کے ہر وقت کے لئے مستقل وضو کرے گا پھر اس وضو سے وقت کے اندر اندر جتنی بھی چاہے نماز پڑھ سکتا ہے؛ البتہ اگر اس عذر کے علاوہ کوئی دوسرا ناقض پیش آئے تو دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔ **وحكمه الوضوء الخ، لكل فرض – إلى قوله – ثم يصلي به فيه**

فرضاً و نفلاً. (درمختار بيروت ١/٤٣٨، زكريا ١/٥٠٥)

معذور کا وقت سے پہلے وضو کرنا

معذور شخص نے کسی نماز کے وقت سے پہلے (دوسری نماز کے وقت میں) وضو کرلیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں؛ اس لئے کہ وقت نکلنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ **وصاحب عذرٍ الخ، وحكمه الوضوء الخ، لكل فرض اللام للوقت – إلى قوله – فإذا خرج الوقت بطل. (درمختار) أفاد أن الوضوء إنما يبطل بخروج الوقت فقط لا بدخوله خلافاً لزفر الخ.** (شامي بيروت ١/٤٣٨-٤٣٩، زكريا ١/٥٠٥)

اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز

جو شخص شرعاً معذور ہو وہ اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے، جب کہ اس دوران کوئی نیا ناقض پیش نہ آیا ہو (کیوں کہ اشراق سے زوال تک کا وقت کسی خاص نماز کے لئے متعین نہیں) **وأفاد أنه لو توضأ بعد الطلوع ولو لعيد أو ضحى لم يبطل إلّا بخروج وقت الظهر.** (درمختار بيروت ١/٤٣٩، زكريا ١/٥٠٦)

نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر پیش آیا

اگر وقت شروع ہونے کے بعد کوئی ایسا زخم ہوگیا جس سے خون بند نہ ہو رہا ہو تو ایسا شخص آخری وقت تک انتظار کے بعد وضو کرکے نماز پڑھ لے گا، دوسری نماز کے پورے وقت میں بھی خون جاری رہا تو پہلی نماز کا اعادہ ضروری نہیں؛ کیوں کہ عذر متحقق ہوگیا، اور اگر پورے وقت خون جاری نہیں رہا تو پہلی نماز کا اعادہ لازم ہے؛ کیوں کہ یہ شخص معذور شرعی نہیں بنا۔ **ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلى اٰخره، فإن لم ينقطع يتوضأ ويصلي ثم إن انقطع في أثناء الوقت الثاني يعيد تلك الصلوة، وإن استوعب الوقت الثاني لا يعيد لثبوت العذر حينئذ من وقت العروض.** (شامي بيروت ١/٤٣٨، زكريا ١/٥٠٥)

نیا عذر پیش آنے سے نقضِ وضو

اگر معذور شرعی نے سابقہ عذر رہتے ہوئے وضو کرلیا تھا پھر نئے عذر میں مبتلا ہوگیا، مثلاً دوسرا زخم بہنے لگا تو اس کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ **ثم طرأ عليه حدث آخر بأن سال أحد منخريه أو جرحيه أو قرحتيه ولو من جدري ثم سال الآخر فلا تبقى طهارته.** (درمختار بیروت ۱/ ٤٤٠، زکریا ۱/ ٥٠٧-٥٠٨)

خروجِ ریاح کے مریض کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

جو شخص ریاح بے قابو ہونے کی وجہ سے معذور ہوگیا ہو اس کے حق میں نوم (سونا) ناقضِ وضو نہیں ہے (اس لئے کہ نوم بذاتِ خود موجبِ نقض نہیں؛ بلکہ خروجِ ریاح کے غلبۂ ظن کی بنا پر اسے ناقض قرار دیا گیا ہے، اور جب یہ شخص نفسِ خروجِ ریاح ہی میں معذور ہے تو اس کے حق میں خروجِ ریاح کے اندیشہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔) **والأحسن ما في فتاوىٰ ابن الشلبي حيث قال: سئلت عن شخص به انفلات ريح هل ينقض وضوءه بالنوم؟ فأجبت بعدم النقض، بناء على ما هو الصحيح من أن النوم نفسه ليس بناقض، وإنما الناقض ما يخرج.**

(شامی بیروت ۱/ ۲٤۳، زکریا ۱/ ۲۷۰)

قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ

جس شخص کو پیشاب کے بعد دیر تک قطرہ آتا رہتا ہو اسے چاہئے کہ پیشاب سے فراغت پر سوراخ کے اندر کوئی چیز مثلاً روئی وغیرہ رکھ لے؛ تاکہ اس کے اندرونی حصہ سے پیشاب باہر نہ آنے پائے؛ اس لئے کہ جب تک پیشاب کا قطرہ باہر نہ آئے گا اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن روزے کی حالت میں اس عمل کو نہ کرنا اولیٰ ہے۔ **قلت: ومن كان بطئ الاستبراء فليفتل نحو ورقة مثل الشعيرة ويحتشي بها في الإحليل فإنها تتشرب ما بقي من أثر الرطوبة التي يخاف خروجها – إلى قوله – وقد جرّب ذٰلك فوجد أنفع من**

ربط المحل، لكن الربط أولى إذا كان صائماً لئلا يفسد صومه على قول الإمام الشافعيؒ. (شامی بیروت ۱/۴۸۴-۴۸۵، زکریا ۱/۵۵۸)

معذور کے کپڑوں کا حکم

جس شخص کے کپڑے پیشاب یا خون کے قطرات سے مسلسل ناپاک ہوتے رہتے ہیں اور اسے اتنا وقت نہیں مل پاتا کہ ایک نماز بھی پاک کپڑوں میں پڑھ سکے، مثلاً ہر دو تین منٹ پر ناپا کی ہوتی رہتی ہے، تو ایسے شخص کے لئے کپڑوں کو دھونا یا بدلنا ضروری نہیں، انہیں ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے، ہاں اگر اسے اتنا وقت ملتا ہو کہ پوری نماز بلا نجاست کے پڑھ سکے تو اس کے لئے کپڑوں کا بدلنا یا دھونا ضروری ہوگا۔ **وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي الصلوٰة وإلا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله، هو المختار للفتوىٰ.** (درمختار بیروت ۱/۴۳۹، زکریا ۱/۵۰۶)

مریض کے لئے ناپاک کپڑا بدلنا مشکل ہو تو کیا کرے؟

اگر مریض کے پہنے ہوئے کپڑے یا نیچے بچھی ہوئی چادر ناپاک ہو اور بیماری اور مشقت کی بنا پر کپڑوں کا اتارنا یا چادر بدلنا مشکل ہو، تو ایسے مریض کے لئے اسی حال میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ **مريض تحته ثياب نجسة، وكلما بسط شيئاً تنجس من ساعته صلى على حاله، وكذا لو لم يتنجس إلا أنه يلحقه مشقة بتحريكه.** (درمختار بیروت ۲/۵۰۲ ومثله فی الشامی ۱/۴۴۰، زکریا ۲/۵۰۷، البحر الرائق ۲/۱۱۴)

پیشاب کی نلکی کے ساتھ نماز

جس شخص کو پیشاب مسلسل آنے کا مرض ہو اور اس نے نلکی لگا رکھی ہو، جس کے ذریعہ سے پیشاب بوتل میں جمع ہوتا رہتا ہو، تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے اور وہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، یہ ناپاکی اس کے حق میں مضر نہیں۔ **وإن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن**

لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أى الصلوٰة. (درمختار بيروت ۴۳۹/۱ ، زكريا ۵۰۶/۱)

ہاتھ کٹا شخص وضو اور استنجاء کیسے کرے؟

جس شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں اور وہ بول وبراز کے بعد مخرج کو اپنے ہاتھ سے پاک کرنے پر قادر نہ ہو تو وہ شخص کسی دوسرے سے طہارت حاصل کرانے کا شرعاً مکلّف نہیں ہے؛ بلکہ بغیر طہارت بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی۔ (ہاں اس کی منکوحہ بیوی یا باندی یہ خدمت انجام دے کر مستحق اجروثواب ہوسکتی ہے، تاہم وہ بیوی کو مجبور نہیں کرسکتا) ایسی مجبوری کی حالت میں اگر ممکن ہو تو صرف چہرہ کو پاک دیوار وغیرہ پر لگا کر مسح کرکے تیمّم کرلے، اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ویسے ہی نماز پڑھ لے۔ **مقطوع اليدين والرجلين إذا كان بوجهه جراحة يصلي بغير طهارة ولايتيمم ولايعيد على الأصح. (درمختار) قوله إذا كان بوجهه جراحة وإلّا مسحه على التراب إن لم يمكنه غسله.** (شامی بیروت ۳۷۵/۱، زکریا ۴۲۳/۱)

معذور کا امام بننا

جو شخص شرعاً معذور ہو اس کے لئے حدث باقی رہنے کے ساتھ غیر معذورین کی امامت کرنا جائز نہیں، ہاں اگر اسی جیسے عذر والا کوئی مقتدی ہو تو اس کی نماز ایسے معذور کے پیچھے درست ہوجائے گی۔ **ولا طاهر بمعذور هذا إن قارن الوضوء الحدث أو طرأ عليه بعده (درمختار) وفي السراج ما نصه: ويصلي من به سلس البول خلف مثله.** (شامی بیروت ۲۷۸/۲، زکریا ۳۲۳/۲) **إن اقتداء المعذور بالمعذور صحيح إن اتحد عذرهما.** (شامی بیروت ۴۴۱/۱، زکریا ۵۰۹/۱)

○❖○

حیض ونفاس کا بیان

حیض ونفاس کا فطری نظام

حیض ونفاس خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ تخلیقی نظام کا ایک حصہ ہیں، بایں طور کہ رحم مادر میں جنین کی پرورش اسی خون سے ہوتی ہے، اسی بنا پر زمانہ حمل میں اس کا خروج بند ہو جاتا ہے اور وضع حمل کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہوجاتا ہے اور اس کا جاری رہنا عورت کی صحت کی علامت ہوتی ہے۔

حائضہ عورتوں کے ساتھ پہلی قومیں بہت افراط وتفریط کا معاملہ کرتی تھیں، چناں چہ یہودی حیض کے زمانہ میں عورتوں کا بالکل بائیکاٹ کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا سب چھوڑ دیتے تھے، جب کہ اس کے برعکس عیسائی لوگ حیض کے زمانہ میں عورتوں سے مجامعت تک ترک نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی ۲/۷۷)

اسلام نے ان دونوں طریقوں کے برخلاف ایک معتدل راہ کی رہنمائی کی، وہ یہ کہ حالتِ حیض میں خواتین کے ساتھ کھانے پینے اور معاشرت میں کسی طرح کا امتیاز نہ رکھا جائے؛ البتہ ناپاکی اور گندگی سے بچنے کے لئے اس حالت میں ان سے مجامعت سے پرہیز کیا جائے، چناں چہ قرآنِ پاک میں اس سلسلہ میں آیت نازل ہوئی:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○

(البقرة: ۲۲۲)

اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو، اور جب تک وہ پاک نہ ہوجائیں ان سے قربت مت کیا کرو، پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہوجائیں تو ان کے پاس آ ؤ جاؤ جس جگہ سے تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آگے کی راہ سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے۔

اسی آیت کی روشنی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہدایت دی:

اِصْنَعُوْا کُلَّ شَیْئٍ اِلَّا النِّکَاحَ. (مسلم شریف حدیث: ۳۰۲)

حائضہ عورت کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر کام کر سکتے ہو۔

یعنی ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور رہنا سہنا منع نہیں ہے؛ البتہ گندگی کی جگہ سے احتراز لازم ہے۔

حائضہ عورتوں کے لئے نماز، روزہ اور تلاوت کی ممانعت عبادات کی تعظیم کی بنا پر ہے کہ اس ناپاکی کے جاری رہتے ہوئے ان عبادات کا انجام دینا مناسب نہیں ہے۔ حضرت معاذہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ عورت پر ناپاکی کے ایام کے روزوں کی قضا تو لازم ہے، مگر نماز کی قضا کا حکم نہیں؟ یہ سوال سن کر حضرت عائشہؓ (ناراض ہوگئیں اور) فرمانے لگیں کہ: ''کیا تم بھی حروری ہوگئی ہو''؟ (یہ خارجیوں کی پارٹی کی طرف اشارہ ہے جو دین میں تشدد برتتے تھے) حضرت معاذہ نے فرمایا کہ میں حروری نہیں؛ بلکہ صرف سوال کر رہی ہوں، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ: ''ہمارے ساتھ یہ حالت پیش آتی تھی تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا''۔ (بخاری شریف: ۳۲۱، مسلم شریف: ۳۳۵) یعنی اس میں چوں چرا کی گنجائش نہیں؛ بلکہ جو حکم شرعی ہے اسے دل سے مان لینا چاہئے۔ اس شرعی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔

عبادات کی شوقین خواتین پر یقیناً ایسے حالات میں طبعیت پر بہت بوجھ پڑتا ہے، بعض ازواجِ مطہرات کے ساتھ بھی یہ صورت پیش آئی تو وہ بے اختیار رونے لگیں، جس پر نبی اکرم ﷺ نے انہیں تسلی دی، چناں چہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی اکرم علیہ السلام کے ساتھ حج میں گئے تو جب ہمارا قافلہ مقام ''سرف'' میں پہنچا تو مجھے حیض شروع ہوگیا، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ: ''کیا تمہیں حیض شروع ہوگیا''؟ میں نے کہا: ''جی ہاں!'' تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ هٰذَا شَیْءٌ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِیْ مَا یَقْضِی الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَغْتَسِلِیْ. (بخاری شریف حدیث: ۲۹۴، مسلم شریف حدیث: ۱۲۱۱)

یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے سبھی آدم کی بیٹیوں کے لئے مقرر فرمادی ہے؛ لہٰذا تم وہ تمام کام انجام دو جو حاجی انجام دیتا ہے، بس پاکی کے غسل سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف مت کرنا۔

اس حدیث میں خواتین کے لئے بڑی تسلی کا سامان ہے کہ ایسے مواقع پر غم زدہ ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے نظام پر راضی رہ کر اس کے حکم کی تعمیل کا جذبہ ہونا چاہئے۔ بہت سی خواتین خصوصاً سفر حج کے مواقع پر دوا وغیرہ کے ذریعہ اس فطری تقاضہ کو روکنے کی کوشش کرتی ہیں، یہ اگرچہ جائز ہے؛ لیکن اس رجحان کی حوصلہ افزائی

نہیں کرنی چاہئے؛اس لئے کہ اس سے فطری نظام بگڑ جاتا ہے،اور بہت سی اندرونی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

حیض ونفاس کے مسائل عموماً پیچیدہ ہوتے ہیں،اور آج کے دور میں طبائع کی کمزوری، فاسد خیالات اور گونا گوں امراض نے اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں؛ اس لئے مبتلابہ خواتین کو بالخصوص اپنے مردوں کے ذریعہ صحیح صورتِ حال بتاکر شرعی حکم معلوم کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمَعْرِفَةُ مَسَائِلِ الْحَيْضِ مِنْ أَعْظَمِ الْمُهِمَّاتِ لِمَا يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا مَا لاَ يُحْصٰى مِنَ الْأَحْكَامِ كَالطَّهَارَةِ وَالصَّلاَةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَالصَّوْمِ وَالاعْتِكَافِ وَالْحَجِّ وَالْبُلُوْغِ وَالْوَطْءِ وَالطَّلَاقِ وَالْعِدَّةِ وَالاسْتِبْرَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحْكَامِ وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ الْوَاجِبَاتِ؛ لِأَنَّ عَظْمَ مَنْزِلَةِ الْعِلْمِ بِالشَّيْءِ بِحَسْبِ مَنْزِلَةِ ضَرَرِ الْجَهْلِ بِهِ، وَضَرَرُ الْجَهْلِ بِمَسَائِلِ الْحَيْضِ أَشَدُّ مِنْ ضَرَرِ الْجَهْلِ بِغَيْرِهَا، فَيَجِبُ الاعْتِنَاءُ بِمَعْرِفَتِهَا.

(البحر الرائق ۱/۱۸۹-۱۹۰، الموسوعة الفقهيه ۲۹۳-۲۹٤)

اور حیض کے مسائل کو جاننا ضروری ترین باتوں میں سے ہے؛ اس لئے کہ اس پر طہارت، نماز، تلاوتِ قرآن، روزہ، اعتکاف، حج، بلوغت، وطئ، طلاق، عدت اور استبراء وغیرہ کے بے شمار مسائل کا مدار ہے، اور ان احکامات کا جاننا بڑے واجبات میں سے ہے؛ کیوں کہ جس بات سے ناواقف رہنے کا نقصان جس قدر زیادہ ہو، اسی اعتبار سے اس سے واقفیت ضروری اور اہم ہوتی ہے۔اور حیض کے مسائل سے لاعلم رہنے کا نقصان دیگر باتوں سے ناواقف رہنے سے کہیں زیادہ ہے؛ اس لئے اس کے مسائل کی معرفت کی طرف بھرپور توجہ دینا ضروری ہے۔

بریں بنا ذیل میں اس سلسلہ کے بعض اہم اور بنیادی مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

حیض کی تعریف

بالغہ عورت کو آگے کی راہ سے بچہ دانی میں سے ہر ماہ عادةً (کم ازکم نو سال کے بعد سے پچپن سال کی عمر تک) جوخون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ **فالحیض دم ینفضه رحم بالغة تسع سنین لا داء بها ولا حبل ولم تبلغ سنّ الإیاس، وهو خمس وخمسون سنة**

علی المفتی به. (مراقی الفلاح ۷۵) **الحیض: ھی الدم الذی ینفضه رحم المرأة السالمة عن الداء والصغر.** (المحیط البرھانی ۳۹۲/۱)

حیض کی کم سے کم مدت

کم از کم حیض کی مدت تین دن اور تین رات ہے، اس سے کم جو خون آئے وہ حیض نہیں۔

أقل الحیض ثلاثة أیام ولیالیھا وما نقص من ذٰلک فھو استحاضة. (ھدایه ۶۲/۱)

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت

حیض کی اکثر مدت دس دن دس رات ہے، اس سے زیادہ جو خون جاری رہے وہ حیض نہیں۔

وأکثرہ عشرة بعشر لیالٍ، کذا رواہ الدار القطنی (درمختار بیروت ۴۱۳/۱، زکریا ۴۷۶/۱)

پاکی کی کم از کم مدت

دو حیضوں کے درمیان طہر (پاکی) کی مدت پندرہ دن ہیں، اس سے کم میں جو خون آئے گا وہ حیض شمار نہ ہوگا۔ **وأقل الطھر بین الحیضتین أو النفاس والحیض خمسة عشر یوماً ولیالیھا إجماعاً.** (درمختار بیروت ۴۱۴/۱، زکریا ۴۷۷/۱)

پاکی کی زیادہ سے زیادہ مدت

دو حیضوں کے درمیان یا نفاس اور حیض کے مابین پاکی کی کوئی اکثر مدت مقرر نہیں ہے، کتنے ہی دن عورت پاک رہ سکتی ہے۔ **ولا حد لأکثرہ وإن استغرق العمر.**

(درمختار بیروت ۴۱۴/۱، زکریا ۴۷۷/۱)

حیض کے خون کی رنگت

حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، مٹیالا، سیاہ اور گدلا جو بھی رنگ آئے سب حیض ہے، ہاں اگر خالص سفید مادہ دیکھا تو وہ حیض نہیں۔ **وما سوی البیاض الخالص حیض** (کنز الدقائق) **إعلم أن ألوان الدماء ستة السواد والحمرة والصفرة والکدرة**

والخضرة والتربية الخ. وكل هذه الألوان حيض في أيام الحيض. (البحر الرائق ۱/۱۹۲)

عادت کے خلاف دس دن کے اندر اندر خون کا حکم

اگر کسی عورت کو تین یا چار یا پانچ دن کی عادت تھی، پھر کسی مہینہ میں دو چار دن زیادہ خون آیا، مگر دس دن سے زیادہ نہیں بڑھا تو یہ سب حیض شمار ہوگا۔ أما إذا لم يتجاوز الأكثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما فيكون حيضاً ونفاساً. (شامی بیروت ۱/۴۱۴، زکریا ۱/۴۷۷)

عادت کے خلاف دس دن سے زائد خون

اگر کسی عورت کو مثلاً تین یا چار دن خون آنے کی عادت تھی، مگر کسی مہینہ دس دن سے زیادہ خون آگیا تو ایام عادت کے علاوہ باقی زائد ایام کا خون استحاضہ شمار ہوگا۔ (لہٰذا استحاضہ کے ایام کی نمازیں قضا کرنی ہوں گی) أما المعتادة فما زاد على عادتها وتجاوز العشرة في الحيض والأربعين في النفاس يكون استحاضة. (شامی بیروت ۱/۴۱۳-۴۱۴، زکریا ۱/۴۷۷)

غیر معتادہ کے دس دن سے زائد خون کا حکم

اگر کسی عورت کی عادت کوئی ایک متعین نہ ہو کبھی سات، کبھی آٹھ اور کبھی نو دن خون آتا ہو، اگر ایسی عورت کو کسی مہینہ میں دس دن سے زائد خون آجائے، تو اس مہینہ سے پہلے مہینہ میں جتنے ایام (دس دن کے اندر اندر) خون آیا ہو اس کو عادت قرار دے کر اس کے بقدر ایام کو حیض سمجھا جائے گا، اور زائد دنوں کا خون استحاضہ ہوگا۔ المستفاد من عبارة الشامي: أما إذا لم يتجاوز الأكثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما، فيكون حيضاً ونفاساً، وقال قبله: أما المعتادة فمازاد على عادتها وتجاوز العشرة في الحيض والأربعين في النفاس يكون استحاضة. (شامی بیروت ۱/۴۱۳-۴۱۴، زکریا ۱/۴۷۷)

پہلی ہی مرتبہ دس دن سے زائد خون آیا

اگر کسی لڑکی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا اور اس کا سلسلہ دس دن سے زائد تک جاری رہا تو ابتدائی

دس دن حیض شمار ہوں گے اور بقیہ ۲۰؍ دن طہر۔ **والحاصل أن المبتدأة إذا استمرّ دمها فحیضها فی کل شهر عشرة وطهرها عشرون.** (شامی بیروت ۱/۴۱۵، زکریا ۱/۴۷۸)

کئی کئی دن کے وقفہ سے خون آئے

اگر حیض کی کم از کم مدت یعنی تین دن خون آنے کے بعد پندرہ دن کا وقفہ ہوجائے اور پھر خون آئے تو شرعاً یہ وقفہ معتبر ہوگا، اور دونوں خونوں کو اپنے اپنے وقت پر حیض شمار کیا جائے گا۔ اور اگر تین دن سے کم خون آکر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کا وقفہ ہوا یا خون تو تین دن آگیا تھا مگر وقفہ پندرہ دن سے کم رہا تو مذکورہ سب ایام خون جاری رہنے ہی کے شمار ہوں گے۔ اور ان میں یہ اصول پیش نظر رکھا جائے گا کہ اگر مبتدأہ (جس نے پہلی مرتبہ خون دیکھا ہو) کے ساتھ یہ شکل پیش آئی ہو تو ابتدائی دس دن حیض شمار کرے گی اور بقیہ استحاضہ۔ اور معتادہ (جس کی ہر مہینہ عادت مقرر ہے) اپنے عادت کے دنوں کو حیض سمجھے گی اور بقیہ کو استحاضہ، یہی قول مفتی بہ ہے۔ **ثم اعلم أن الطهر المتخلل بین الدمین إذا کان خمسة عشر یوماً فأکثر یکون فاصلاً بین الدمین فی الحیض اتفاقا، فما بلغ من کل من الدمین نصاباً جعل حیضاً، وأنه إذا کان أقل من ثلاثة أیام لایکون فاصلاً وإن کان أکثر من الدمین اتفاقا. واختلفوا فی ما بین ذٰلک علی ستة أقوال کلها رویت عن الإمام، أشهرها ثلاثة: الأولی قول أبی یوسفؒ: أن الطهر المتخلل بین الدمین لا یفصل بل یکون کالدم المتوالی بشرط إحاطة الدم لطرفی الطهر المتخلل، فیجوز بدایة الحیض بالطهر وختمه به أیضاً، فلو رأت مبتدأة یوماً دماً وأربعة عشر طهراً ویوماً دماً فالعشرة الأولی حیض؛ ولو رأت المعتادة قبل عادتها یوماً دماً وعشرة طهراً ویوماً دماً فالعشرة التی لم تر فیها الدم حیض، إن کانت عادتها وإلا ردت إلی أیام عادتها – إلی قوله – وفی الهدایة: الأخذ بقول أبی یوسف أیسر وکثیر من المتأخرین أفتوا به، لأنه أسهل علی المفتی والمستفتی، سراج. وهو الأولی، فتح. وهو قول أبی**

حنيفة الأخر، نهاية. (شامی بیروت ۱/ ۴۱۹، زکریا ۱/ ۴۸۳-۴۸۴)

حالتِ حیض ونفاس میں نماز روزہ کا حکم

حالتِ حیض ونفاس میں نماز تو بالکل معاف ہے یعنی اس کی قضا بھی نہیں، اور روزہ فی الحال گوکہ رکھنا جائز نہیں؛ لیکن بعد میں ان ایام کی قضا لازم ہے۔ **والحيض يسقط عن الحائض الصلاة ويحرم عليها الصوم وتقضى الصوم ولا تقضى الصلوات.** (هدايه ۱/ ٦٣)

نماز کے دوران حیض آگیا

اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض آگیا تو وہ نماز بالکل معاف ہے اور اگر نفل شروع کرنے کے بعد آیا ہے تو بعد میں اس کی قضا کرنی ہوگی۔ **ولو شرعت تطوعاً فيهما فحاضت قضتهما. (در مختار) أما الفرض ففي الصوم تقضيه دون الصلوٰة.**

(شامی بیروت ۱/ ۴۲۱، زکریا ۱/ ۴۸۵)

نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا

اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی اس وقت کی نماز معاف ہوجائے گی۔ **وإن مضى من الوقت ما يمكنها أدائها فيه لأن العبرة عندنا لآخر الوقت.** (شامی بیروت ۱/ ۴۲۱، زکریا ۱/ ۴۸۵)

عادت سے پہلے خون بند ہونے پر نماز وجماع کا حکم

اگر کسی کی عادت مثلاً پانچ دن خون آنے کی ہے اور چار دن خون آکر بالکل بند ہوگیا، تو اس پر غسل کرکے اسی وقت سے احتیاطاً نماز پڑھنا لازم ہے، مگر جب تک ایام عادت پورے نہ ہوجائیں جماع کی اجازت نہیں ہے۔ **لو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها وإن اغتسلت حتى تمضي عادتها وعليها أن تصلي وتصوم للاحتياط.** (هنديه ۱/ ۳۹،

در مختار بیروت ۱/ ۴۲۵، زکریا ۱/ ۴۸۹-۴۹۰، مراقی الفلاح ۷۹)

دس دن سے پہلے خون بند ہوگیا

اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ وہ جلدی سے غسل کر کے نماز کی تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے، تو اس پر نماز اسی وقت سے فرض ہے جس کی قضا کرنی ہوگی، اور اگر وقت اتنا تنگ تھا کہ وہ غسل کر کے تکبیر نہ کہہ سکی تو اس وقت کی نماز فرض نہیں ہوئی، اگلے وقت سے نماز پڑھے۔ **فإذا أدركت من آخر الوقت قدر ما يسع الغسل فقط لم يجب عليها قضاء تلك الصلوٰة لأنها لم تخرج من الحيض في الوقت بخلاف ما إذا كان يسع التحريمة أيضاً؛ لأن التحريمة من الطهر فيجب القضاء.** (شامی بیروت ۱/۴۲۸، زکریا ۱/۴۹۳)

دس دن پورے ہونے پر خون بند ہوا

اگر دس دن پورے ہونے پر کسی نماز کے بالکل اخیر وقت میں خون بند ہوا کہ وہ صرف ''اللّٰه أكبر'' کہہ سکتی ہے، تو بھی اس پر اس وقت کی نماز فرض ہوگئی بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ **ولو انقطع لعشرة فتقضي الصلوة إن بقي قدر التحريمة.** (شامی بیروت ۱/۴۲۸، زکریا ۱/۴۹۳)

حالتِ حیض میں ایک مستحب عمل

خواتین کے لئے حیض کے زمانے میں ایک مستحب عمل یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھ لیا کریں؛ تاکہ عبادت کا اہتمام برقرار رہے اور پاکی کے بعد نماز پڑھنے سے دل نہ گھبرائے۔ **ويستحب للمرأة الحائض إذا دخل عليها وقت الصلوة أن تتوضأ وتجلس عند مسجد بيتها، وفي السراجية: مقدار ما يمكن أداء الصلوة لو كانت طاهرة وتسبح وتهلل كي لا تزول عنها عادة العبادة.** (تاترخانية زكريا ۱/۴۷۸، هندية ۱/۳۸، منهل الواردين في رسائل ابن عابدين ۱۱۰، شامی بیروت ۱/۳۱۱، زکریا ۱/۳۴۹)

گدی رکھنے کا حکم

باکرہ (بن بیاہی) عورت کے لئے صرف ایام حیض میں شرم گاہ پر گدی رکھنا مستحب ہے،

جب کہ ثیبہ (بیاہی) عورت کے لئے ایام حیض میں خصوصاً اور عام ایام میں عموماً گدی رکھنا مستحب ہے۔ **إن اتخاذ الكرسف سنة عند الحيض والثيب يستحب لها اتخاذ الكرسف بكل حال لأنها لا تأمن خروج شيء منها فالاحتياط في حقها ذٰلك خصوصاً في حالة الصلاة، وأما البكر فيستحب لها وضع الكرسف ولا يستحب لها في غير حالة الحيض.** (المحيط البرهاني ۱/ ۴۰۰-۴۰۱)

گدی کہاں رکھے؟

عورت کو گدی شرم گاہ کے ظاہری حصہ میں ہی رکھنی چاہئے، اندرونی حصہ (اندام نہانی) میں گدی داخل کرنا مکروہ ہے۔ **وعن محمد بن سلمة البلخي رحمه الله: أنه يكره للمرأة أن تضع الكرسف في الفرج الداخل لأن ذٰلك يشبه النكاح بيدها.**

(المحيط البرهاني ۱/ ۴۰۱)

خون بند ہونے پر غسل میں تاخیر

جب حیض یا نفاس کا خون اکثر مدت سے کم میں کسی نماز کے شروع وقت میں منقطع ہو، تو افضل یہ ہے کہ غسل کرنے میں جلدی نہ کرے؛ بلکہ نماز کے آخری مستحب وقت تک احتیاطاً تاخیر کرے؛ تاکہ دوبارہ خون آنے کا احتمال نہ رہے۔ **وإن انقطع دمها فيما دون العشرة – إلى قوله – أو كانت معتادة وانقطع الدم على عادتها أو فوق عادتها أخرت الغسل إلى اٰخر الصلاة، فإذا خافت فوت الصلاة اغتسلت وصلت وإنما أخرت الاغتسال والصلوة احتياطاً لاحتمال أن يعاودها الدم في العشرة.** (تاتارخانية زكريا ۱/ ۴۸۲) **تنتظر إلى آخر الوقت المستحب دون المكروه.** (منهل الواردين في رسائل ابن عابدين ۱/ ۹۳)

رمضان کے دن میں پاک ہونے والی عورت کو ہدایت

اگر کوئی عورت رمضان المبارک کے دن میں پاک ہوئی تو بقیہ پورے دن کھانا پینا درست

نہیں، شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا ضروری ہے، مگر وہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا اس کی قضا لازم ہے۔ **قدم المسافر أو طهرت الحائض في بعض النهار أمسكا يومهما.**

(هداية ۱/۲۳۰، مراقی الفلاح ۳۷۰)

رمضان کی رات میں پاک ہوئی

اگر دس دن مکمل حیض آنے کے بعد رمضان المبارک کی رات کے بالکل آخری حصہ میں پاک ہوئی کہ ابھی صبح صادق میں چند لمحات (گو کہ صرف اللہ اکبر کہنے کے بقدر ہوں) باقی تھے، تو اگلے دن اس کا روزہ صحیح اور معتبر ہو جائے گا، اور اگر تکبیر کہنے کے بقدر بھی وقت نہ بچے تو اس دن کا روزہ معتبر نہ ہوگا، بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ اور اگر دس دن سے کم میں خون بند ہوا ہے تو اگر رات میں غسل کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ سکنے کے بقدر وقت باقی ہو تو اگلے دن کا روزہ صحیح ہوگا ورنہ صحیح نہ ہوگا، بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ **لو انقطع لأكثر المدة فإنه يكفي قدر التحريمة كما مر الخ. حتى لا يجزيها الصوم إن لم يسعهما أى الغسل والتحريمة الباقي من الليل قبل الفجر.** (منهل الواردين في رسائل ابن عابدين ۱/۹۱، والبحث في الشامي بيروت ۱/۴۲۷، زكريا ۱/۴۹۲-۴۹۳، وانظر تقريرات الرافعي بيروت ۱/۵۲، زكريا ۱/۳۸)

حالتِ حیض میں سجدۂ تلاوت واجب نہیں

حالتِ حیض ونفاس میں آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے پڑھنے والی یا سننے والی حائضہ عورت پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ **لا تجب على كافرٍ وصبيٍ ومجنونٍ وحائضٍ ونفساء، قرؤا أو سمعوا.** (البحر الرائق ۲/۱۱۹، منهل الواردين ۱/۱۱۰)

حائضہ کے آیتِ سجدہ پڑھنے سے سامع پر سجدہ کا وجوب

اگر حائضہ عورت آیتِ سجدہ تلاوت کرے تو سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **وتجب بتلاوتهم يعني المذكورين خلا المجنون المطبق.** (الدر المختار بيروت

۲/۵۰۸، زکریا ۲/۵۸۱، تاتارخانیة زکریا ۲/۴۶۶، کبیری ۴۶۸)

حالت حیض میں قرآنِ کریم کی تلاوت ممنوع

حالتِ حیض ونفاس میں بالقصد قرآنِ کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے۔ **والثالث حرمة قراءة القرآن ولو دون آية كما صححهٗ صاحب الهداية وقاضي خان وهو قول الكرخي.** (منهل الواردین ۱/۱۱۱)

قرآن کی معلّمہ حالتِ حیض میں کس طرح سبق دے؟

اگر قرآنِ کریم پڑھانے والی معلّمہ (استانی) کے لئے حالتِ حیض میں بچیوں کو پڑھانا ناگزیر ہو تو وہ پوری آیت ایک ساتھ نہ کہلوائے؛ بلکہ ایک ایک کلمہ الگ الگ کرکے پڑھائے، مثلاً: ﴿قُلْ – هُوَ – اللّٰهُ – أَحَدٌ﴾ یعنی ہر کلمہ کے درمیان فصل کرے، رواں نہ پڑھائے۔ **والمعلمة إذا حاضت ومثلها الجنب كما في البحر عن الخلاصة تقطع بين كل كلمتين، هٰذا قول الكرخي. وفي الخلاصة: والنصاب وهو الصحيح.** (منهل الواردین ۱/۱۱۲)

ولايكره التهجي بالقرآن حرفاً حرفاً أو كلمةً كلمةً مع القطع. (منهل الواردین ۱/۱۱۲)

حالتِ حیض میں قرآن کو ہاتھ لگانا

حیض ونفاس کے ایام میں قرآنِ کریم کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ **ويمنع – إلى قوله – ومسه ولو مكتوباً بالفارسية في الأصح إلا بغلافه المنفصل.**

(درمختار بیروت ۱/۴۲۳، زکریا ۱/۴۸۸)

تلاوت کی نیت کے بغیر قرآنی آیات پڑھنا

اگر تلاوت کی نیت نہ ہو؛ بلکہ حمدِ خداوندی، دعا اور ذکر کے مقصد سے قرآنِ کریم کی آیات حالتِ حیض میں پڑھی جائیں، تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ دعا اور حمد کے مضامین پر مشتمل آیات میں

توان کا پڑھنا مطلقاً جائز ہے خواہ آیات طویل ہوں یا مختصر، اور اگر حمد وثنا والی آیات نہ ہوں، مثلاً سورۂ لہب، تو چھوٹی چھوٹی آیتوں کے پڑھنے کی اجازت ہے، اور لمبی آیات کا پڑھنا منع ہے۔ **فلو قرأت الفاتحة علی وجه الدعاء أو شيئاً من الآيات التي فيها معنی الدعاء ولم ترد القراءة لا باس به.** (شامی بیروت ۴۲۳/۱، زکریا ۴۸۸/۱، وانظر البحث والتفصیل عن هذه المسئلة فی منهل الواردین للعلامة الشامی ۱۱۱/۱-۱۱۲)

حالتِ حیض میں قرآنی اور نبوی دعائیں پڑھنا

حالتِ حیض میں ہر طرح کی دعائیں پڑھنا جائز ہے، حتی کہ وہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں جن کے الفاظ قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں وارد ہیں، اس حال میں دعائے قنوت پڑھنا بھی درست ہے۔ **ولا بأس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالیٰ.** (درمختار بیروت ۴۲۴/۱، زکریا ۴۸۸/۱، منهل الواردین ۱۱۲/۱)

حالتِ حیض میں سلام واذان کا جواب دینا

حالتِ حیض میں اذان کے کلمات کا جواب دینا اور اس کے بعد دعا پڑھنا سب درست ہے۔

ويجوز للجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحو ذٰلك. (هندیه ۳۸/۱)

حالتِ حیض میں دینی کتابوں کا مطالعہ اور درس

ناپاکی کے ایام میں دینی کتابوں کا پڑھنا، مطالعہ کرنا اور درس دینا جائز ہے؛ لیکن ان میں جہاں قرآنِ کریم کی آیت لکھی ہو اس جگہ ہاتھ لگانا اور وہ آیت زبان سے پڑھنا جائز نہیں ہے۔ **وفي السراج عن الإيضاح: إن كتب التفسير لا يجوز من موضع القرآن منها، وله أن يمس غيره، وكذا كتب الفقه إذا كان فيها شيء من القرآن.** (شامی بیروت ۲۸۶/۱، زکریا ۳۲۰/۱، منهل الواردین ۱۱۳/۱)

حالتِ حیض میں قرآنِ کریم کی کمپوزنگ

حالتِ حیض میں قرآنِ کریم کو ٹائپ مشین پر ٹائپ کرنا یا کمپیوٹر میں کمپوز کرنا مکروہ ہے، قرآنِ کریم کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ کامل پاکی کے بعد ہی یہ کام انجام دیا جائے۔ **ولا بأس لها بكتابة القرآن عند أبي يوسف إذا كانت الصحيفة على الأرض لأنها لاتحمل المصحف والكتابة تقع حرفاً حرفاً وليس الحرف الواحد بالقرآن وقال محمدؒ: أحب إليَّ أن لا تكتب.** (تاتارخانية زكريا ٤٨/١) **وفق الطحاوي بين القولين بما يرفع الخلاف من أصله بحمل قول الثاني على الكراهة التحريمية، وقول الثالث على التنزيهية، بدليل قوله أحب إليَّ الخ.** (شامي بيروت ٢٨٤/١، زكريا ٣١٧/١)

قرآنی آیات والے طغرے وغیرہ چھونا

طغریٰ، لاکٹ، تمغہ، یا ایسی طشتری اور کٹورا وغیرہ جس میں قرآنِ کریم کی آیت لکھی ہو، ان اشیاء کو حائضہ عورت کنارے سے چھو سکتی ہے؛ البتہ لکھی ہوئی جگہ کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ کنارے سے کپڑے وغیرہ سے ہی پکڑے۔ **ومسه أي القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائطٍ لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب.** (شامي بيروت ٤٢٣/١، زكريا ٤٨٨/١، منهل الواردين ١١٣/١)

حالتِ حیض میں قرآن پر نظر ڈالنا

حیض کی حالت میں ہاتھ لگانے اور زبان سے پڑھے بغیر قرآنِ کریم پر نظر ڈالنا منع نہیں ہے۔ **ولا يكره النظر إليه أي القرآن لجنبٍ وحائضٍ ونفساء لأن الجنابة لا تحل العين.** (درمختار بيروت ٢٨٣/١، زكريا ٣١٦/١، منهل الواردين ١١٢/١)

حالتِ حیض میں مسجد میں جانا

حیض کی حالت میں مسجد شرعی کے اندر جانا جائز نہیں ہے۔ (مسجد سے ملحق کمروں اور باہری احاطہ کا یہ حکم نہیں ہے) **والخامس: حرمة الدخول فی المسجد ولو للعبور بلا مکثٍ.** (منهل الواردین ۱/۱۱۳، درمختار وشامی بیروت ۱/۴۲۱، زکریا ۱/۴۸۶)

حالتِ حیض میں وعظ کی مجلس میں جانا

حائضہ عورت کے لئے وعظ ونصیحت کی مجلس میں شرکت درست ہے (بشرطیکہ یہ مجلس مسجد میں منعقد نہ ہو) **فی الحدیث: عن أم عطیة الخ. فأما الحیض فیعتزلن الصلوة ویشهدن الخیر ودعوة المسلمین. الحدیث.** (مسلم شریف ۱/۲۹۱)

حالتِ حیض میں طواف کا حکم

ناپاکی کے ایام میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنا حرام ہے؛ لیکن اگر کوئی عورت اس حال میں مجبوراً طوافِ زیارت کرلے تو وہ طواف معتبر ہوگا، تاہم جرمانہ میں ایک اونٹ کی قربانی لازم ہوگی اور وہ عورت سخت گنہ گار قرار پائے گی۔ (اور اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلے تو جرمانہ ساقط ہوجائے گا) **والسادس: حرمة الطواف ولو فعلت صح وأثمت وعلیها بدنة.** (منهل الواردین ۱/۱۱۳) **فإن أعاده لسقطت عنه.** (غنیة الناسك ۱۴۵، ایضاح النواسك ۱۰۴)

حالتِ حیض ونفاس میں جماع حرام ہے

حیض ونفاس کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا قطعاً حرام ہے، قرآنِ کریم میں اس کی ممانعت وارد ہے، حتی کہ بعض فقہاء نے اس حال میں جماع کو حلال سمجھنے والے پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ **والسابع حرمة الجماع والاستمتاع ما تحت الإزار.** (منهل الواردین ۱/۱۱۳)

حالتِ حیض میں میاں بیوی کا ساتھ لیٹنا

حیض کی حالت میں عورت کے گھٹنے اور ناف کے درمیانی حصہ سے بلا حائل تلذذ حاصل کرنا بھی منع ہے؛ البتہ کپڑے پہن کر اور ستر ڈھانپ کر میاں بیوی کے ایک ساتھ لیٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح گھٹنے کے نیچے اور ناف کے اوپر کے حصہ سے تلذذ مطلقاً جائز ہے۔ **ویمنع الخ. وقربان إزار یعني ما بین سرة ورکبة ولو بلا شهوة. (درمختار) فیجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها والرکبة وما تحتها ولو بلا حائل، وکذا بما بینهما بحائل بغیر الوطء، ولوتلطخ دماً.** (شامی بیروت ۴۲۲/۱، زکریا ۴۸۶/۱)

حالتِ حیض میں الگ بستر پر سونا

حیض ونفاس کی وجہ سے بستر الگ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ حسبِ معمول ساتھ ہی لیٹنا چاہئے، اس حال میں بستر الگ کردینا یہودیوں کا فعل ہے جس کی مشابہت سے بچنا لازم ہے۔ **ولاینبغي أن یعزل عن فراشها لأن ذٰلک یشبه فعل الیهود.** (شامی بیروت ۴۲۲/۱، زکریا ۴۸۶/۱)

حالتِ حیض میں جماع پر کفارہ

اگر غلبۂ شہوت میں ناپاکی کی حالت میں جماع کا صدور ہوجائے تو دونوں اس جرم پر سچے دل سے توبہ کریں، ہاں اگر عورت کو مجبور کردیا جائے تو اس پر گناہ نہیں، اور مرد کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ جرم کی تلافی کے لئے کفارہ کے طور پر گہرے سرخ رنگ کا خون جاری ہونے کی صورت میں ایک دینار (۴/ماشہ ۲۵/ملی گرام سونا یا اس کی قیمت) اور پیلے رنگ کا خون ہونے کی صورت میں آدھا دینار (۲/گرام ۱۲۱/ملی گرام سونا یا اس کی قیمت) غریبوں پر صدقہ کرے؛ لیکن یہ صدقہ واجب نہیں، توبہ کے بعد صدقہ نہ کرنے پر گنہ گار نہ ہوگا۔ **فتلزمه التوبة؛ ویندب تصدقه بدینار أو نصفه ومصرفه کزکوٰة، وهل علی المرأة تصدق؟ قال في الضیاء:**

الظاهر لا. (درمختار) وقيل بدينار لو الدم أسود وبنصفه لو أصفر. قال في البحر: ويدل له ما رواه أبو داؤود والحاكم وصححه إذا واقع الرجل أهله وهي حائض، إن كان دما أحمر فليتصدق بدينار، وإن كان أصفر فليتصدق بنصف دينار. (شامي بيروت ۱/۲۹ ٤، زكريا ۱/٤ ۹ ٤، منهل الواردين ۱/٤ ۱۱)

خون کے انقطاع کے بعد جماع

اگر دس دن پر خون بند ہوا ہے تو اگرچہ اس کے بعد فوراً جماع کی گنجائش ہے؛ لیکن مستحب یہی ہے کہ غسل کرنے کے بعد جماع کرے۔ **ويحل وطؤها إذا انقطع حيضها لأكثره بلا غسل وجوباً بل ندباً.** (درمختار بیروت ۱/٤ ۲٤، زكريا ۱/۸۹ ٤) **ويستحب أن لا يطأها حتى تغتسل.** (مراقی الفلاح ۷۸)

دس دن سے پہلے خون کے انقطاع کے بعد جماع؟

اگر دس دن سے کم میں عادت پوری ہونے پر خون بند ہوا ہے تو اس وقت تک جماع حلال نہ ہوگا جب تک کہ عورت غسل کرلے یا اتنا وقت گذر جائے کہ اس کے ذمہ میں کم از کم ایک نماز لازم ہوجائے، یعنی غسل کرکے تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش کے بعد دوسری نماز کا وقت شروع ہوجائے۔ (یہ اس وقت ہے جب کہ کسی نماز کے وقت میں خون بند ہوا ہو، اور اگر وقت مہمل یعنی سورج نکلنے سے زوال تک کے درمیان میں خون بند ہوا ہے، تو اس عورت سے بلا غسل جماع اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک کہ عصر کا وقت شروع نہ ہوجائے؛ کیوں کہ اس صورت میں عصر کے وقت ہی اس کے ذمہ میں ظہر کی قضا لازم ہوگی) **اعلم أنه إذا انقطع دم الحائض لأقل من عشرة وكان لتمام عادتها فإنه لا يحل وطؤها إلا بعد الاغتسال أو التيمم بشرطه كما مر، لأنها صارت طاهرة حقيقة أو بعد أن تصير الصلوة دينا في ذمتها، وذٰلک بأن ينقطع ويمضي عليها أدنى وقت صلوة من اٰخره، وهو قدر ما يسع**

الغسل واللبس والتحريمة الخ، فإذا انقطع قبل الظهر مثلاً أو في أول وقته لا يحل وطؤها حتى يدخل وقت العصر الخ. مع أنه لا عبرة للوقت المهمل ولا لأول وقت الصلوة. (شامی بیروت ۴۲۶/۱ بحثاً، زکریا ۴۹۱/۱)

حائضہ عورت کا کھانا پکانا

حالتِ حیض ونفاس میں کھانا پکانا، آٹا گوندھنا وغیرہ سب حلال ہے، ایسی عورت کے محض ہاتھ لگانے سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، اس کا پکایا ہوا کھانا استعمال کرنا بلاکراہت درست ہے۔ **ولا یکره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء.** (شامی بیروت ۴۲۲/۱، زکریا ۴۸۶/۱، طحطاوی عل المراقی ۷۸)

حالتِ حیض میں مہندی لگانا

حیض ونفاس کی حالت میں مہندی لگانا جائز ہے، اور بعد میں اس کا رنگ باقی رہنے کے باوجود پاکی حاصل ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جائے گا۔ **بل يطهر ما صبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثاً.** (درمختار بیروت ۴۶۵/۱، زکریا ۵۳۷/۱، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۵۳/۲)

دوا کے ذریعہ حیض کا خون بند کرنا

دوا کے ذریعہ اگر خون پر بندش کردی گئی تو جب تک خون جاری نہ ہو عورت پاک ہی شمار ہوگی؛ لیکن اگر ایسا کرنا صحت کے لئے مضر ہو جیسا کہ مشاہدہ ہے تو یہ عمل نہ کیا جائے۔ **لا يجوز للمرأة أن تمنع حيضاً أو تستعجل إنزاله إذا كان يضر صحتها لأن المحافظة على الصحة واجبةٌ.** (کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعة ۱۲۴/۱)

ابتداء کے بعد دوا کے ذریعہ حیض کو روکنا

اگر کسی عورت کو عادت کے موافق حیض آنا شروع ہوا، پھر اس نے دوا کھا کر اسے درمیان

ہی میں روک لیا تو محض خون بند ہونے سے وہ پاک نہ ہوگی؛ بلکہ ایام عادت تک وہ ناپاک ہی شمار ہوگی۔ **وإن منع بعد الظهور أولاً فالحيض والنفاس باقيان أى لا يزول بهٰذا المنع حكمهما الثابت بالظهور أولاً كما لو خرج بعض المنى ومنع باقيه عن الخروج فإنه لا تزول الجنابة.** (منهل الواردين ۸۱)

نفاس

بچے کی پیدائش کے بعد جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ **والنفاس هو الدم الخارج عقب الولادة.** (نورالایضاح مع المراقی ۷۵)

نفاس کی کم سے کم مدت

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت متعین نہیں ہے، تھوڑی دیر بھی خون آکر بند ہوسکتا ہے۔ **لا حد لأقلهٖ.** (تنویر الابصار بیروت ۴۳۱/۲، زکریا ۴۹۷/۱)

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت

نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے۔ **عن أم سلمة رضى اللّٰه عنها قالت: كانت النفساء تقعد على عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أربعين يوماً.** (شامی بیروت ۴۳۲/۱، زکریا ۴۹۷/۱)

اسقاطِ حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ گر گیا یا گرادیا گیا تو چار ماہ یا اس سے زیادہ کے حمل کو ساقط کرنے پر جو خون آئے گا وہ نفاس سمجھا جائے گا، اور اگر حمل چار ماہ سے کم ہو تو یہ خون مسلسل تین روز یا اس سے زیادہ دس دن کے اندر اندر آنے کی صورت میں حیض شمار ہوگا، بشرطیکہ اس سے پہلے کم از کم پندرہ دن پاکی کی حالت رہی ہو، ورنہ (یعنی تین دن برابر خون جاری نہ رہا اور اس سے پہلے کامل طہر ہو

یا تین دن خون جاری رہا؛ لیکن اس سے پہلے کامل طہر نہیں تھا یا تین دن سے کم خون آیا جب کہ اس سے پہلے کامل طہر نہیں رہا تو ان تینوں صورتوں میں یہ خون) استحاضہ ہوگا۔ **والمرئی حیض إن دام ثلاثاً وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة.** (درمختار) **أی أن لم یدم ثلاثاً وتقدمه طهر تام، أو دام ثلاثا ولم یتقدمه طهر تام، أو لم یدم ثلاثاً ولا تقدمه طهر تام.** (شامی بیروت ۱/۴۳۵، زکریا ۱/۵۰۱) **وقال قبله فی التنویر: ظهر بعض خلقه کید أو رجل فتصیر به نفساء.** (تنویر الابصار بیروت ۱/۴۳۴، زکریا ۱/۵۰۰، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعہ ترکی ۱/۱۳۲)

آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ پیٹ کا آپریشن کر کے نکالا جائے تو اگر خون بچہ دانی سے بہا ہے تو وہ عورت نفاس والی کہلائے گی، اور اگر بچہ دانی سے پیشاب کے راستہ سے خون نہیں بہا تو اس کو نفاس نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ ظاہری زخم پر محمول کیا جائے گا، مگر غسل بہر حال ضروری ہوگا۔ **فلو ولدته من سرتها إن سال الدم من الرحم فنفساء وإلا فذات جرح.** (درمختار بیروت ۱/۴۳۰، زکریا ۱/۴۹۶، عالمگیری ۱/۳۷) **المرأة إذا ولدت ولم تر الدم هل یجب علیها الغسل والصحیح أنه یجب.** (عالمگیری ۱/۱۶)

بچہ کٹ کٹ کر نکلے

اگر بچہ کا اکثر حصہ کٹ کٹ کر باہر آجائے تو اس کے بعد جاری ہونے والا خون نفاس کہلائے گا، اور اگر بچہ کے دو ایک اعضاء ہی کٹ کر باہر آئے ہوں اور اکثر اعضاء ابھی اندر ہی ہوں تو اس وقت جاری ہونے والا خون استحاضہ کا ہوگا، اور اس حال میں بھی اس عورت پر نماز کا پڑھنا فرض ہوگا۔ **عقب ولد أو أکثره ولو متقطعاً عضواً عضواً لا أقله، فتتوضأ إن قدرت أو تتیمم وتؤمی بصلاة ولا تؤخر.** (درمختار بیروت ۱/۴۳۰، زکریا ۱/۴۹۶، ومثله فی الهندیة ۱/۳۷)

بچہ کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل

اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون مسلسل جاری ہو جائے تو:

الف: اگر نفاس اور حیض اور طہر کے بارے میں عورت کی عادت متعین اور معلوم ہو تو اس کے مطابق عمل کرے، یعنی جتنے دن نفاس کا معمول ہو ان کو نفاس اور جتنے دن پاک رہنے اور اس کے بعد حیض آنے کا معمول ہو ان کو پاکی اور حیض کے ایام سمجھے۔

ب: اگر نفاس اور حیض کسی کی بھی عادت کا بالکل پتہ نہ ہو تو اولاً ۴۰/دن نفاس، پھر ۲۰/دن پاکی اور پھر ۱۰/دن حیض قرار دے گی۔

ج: اگر نفاس کی مدت معلوم ہے مثلاً ۱۵/دن مگر حیض اور پاکی کے ایام مجہول ہوں، تو ۱۵/دن نفاس سمجھ کر ۲۰/دن پاکی اور پھر ۱۰/دن حیض کے شمار کرے گی۔

د: اگر نفاس کی مدت مجہول ہو مگر پاکی اور حیض کی عادت متعین اور معلوم ہو، تو پھر ۴۰/دن نفاس کے شمار کرے گی اور پھر متعین عادت پر عمل کرے گی۔ (النتف فی الفتاویٰ ۹۱)

استحاضہ

سیلان الرحم کی بیماری میں مسلسل جو خون آتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں بشرطیکہ اس کو حیض یا نفاس نہ قرار دیا جاسکے۔ **والاستحاضة دم نقص عن ثلاثة أيام أو زاد على عشرة في الحيض لما رويناه ودم زاد على أربعين في النفاس أو زاد على عادتها.** (مراقی الفلاح ۷۶) **قال الأزهري: الاستحاضة سيلان الدم في غير أوقاته المعتادة.**

(البحر الرائق ۱/۱۹۰، القاموس بحوالہ حاشیہ شامی بیروت ۱/۴۱۱)

استحاضہ کا حکم

مستحاضہ عورت معذور شخص کے حکم میں ہے؛ لہٰذا جن ایام کے خون کو استحاضہ قرار دیا جائے ان ایام کی نمازوں کو نہیں چھوڑے گی؛ بلکہ معذور کی طرح ہر نماز کے وقت کے لئے الگ وضو کر کے

نماز وغیرہ پڑھتی رہے گی، اور استحاضہ کے زمانہ میں شوہر کے لئے اس سے ہر طرح کا انتفاع حلال ہوگا۔ **وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه – إلى قوله – أو استحاضة الخ.** (درمختار بیروت ۴۳۷/۱، زکریا ۵۰۴/۱)

مستحاضہ اپنی عادت بھول جائے

اگر مسلسل خون جاری رہنے میں مبتلا عورت کو یہ یاد نہ رہے کہ مہینہ میں کس وقت اور کتنے دن اس کو حیض آتا تھا اور کتنے دن وہ پاک رہتی تھی تو:

الف: اگر وہ حیض اور استحاضہ میں کسی علامت سے امتیاز کرسکنے پر قادر ہو تو اپنے امتیاز پر عمل کرتے ہوئے عبادات انجام دے، یعنی حیض کے وقت نماز روزہ ترک کرے اور اس سے غسل کرکے بقیہ دنوں میں نماز و روزہ ادا کرے۔

ب: اگر خون میں امتیاز نہ کرسکتی ہو تو پھر خوب سوچ سمجھ کر غالب گمان پر عمل کرے، یعنی جس وقت اسے غالب گمان یہ ہو کہ اب حیض شروع ہوگیا ہے تو نماز ترک کردے، اور جب یہ گمان غالب ہو کہ اب استحاضہ شروع ہوگیا ہے تو غسل کرکے پاک ہوجائے اور نماز روزہ شروع کردے۔

ج: اگر اتنی زیادہ بھول ہوجائے کہ اسے بالکل پتہ ہی نہ چل پائے کہ حیض ہے یا استحاضہ؟ تو یہ عورت مستحاضہ متحیرہ کہلاتی ہے اور اس پر لازم ہوجاتا ہے کہ ہر ممکن احتیاطی حکم پر عمل کرے مثلاً:

(۱) ہر نماز مستقل غسل کرکے پڑھے؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ یہی وقت اس کے حیض کے انقطاع کا ہو، پھر اگلی نماز کے وقت میں غسل کرکے پہلے سابقہ وقت کی نماز قضا پڑھے، اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے اور پھر ہر نماز کے وقت میں ایسا ہی کرتی رہے۔

(۲) نفل نماز اور روزہ نہ رکھے۔

(۳) فرض وواجب نماز میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد مختصر سے مختصر قرأت کرے۔

(۴) قرآنِ کریم کی تلاوت نہ کرے۔

(۵) قرآنِ کریم کو ہاتھ نہ لگائے۔

(٦) مسنون اور نفلی طواف نہ کرے، اور طواف زیارت ادا کرلے مگر دس دن کے بعد اس کی قضا کرے، اور طواف وداع کرلے مگر بعد میں اس کی قضا نہیں ہے۔

(۷) ایسی عورت مسجد میں نہ داخل ہو۔

(۸) پورے رمضان کے روزے رکھے، اور رمضان کے بعد ۲۰/ روزوں کی قضا کرے۔

(۹) اس کا شوہر اس حال میں اس سے بالکل جماع نہ کرے۔

(۱۰) اگر ایسی عورت کو عدتِ طلاق گذارنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کی عدت ۱۹/ مہینہ ۹/ دن ۲۰/ گھنٹہ میں پوری ہوگی۔ (والتفصیل فی منهل الواردین ۱/۹٤-۱۰۱، والنتف فی الفتاویٰ ۹۰-۹۱)

نو سال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم

لڑکیاں کم از کم نو سال میں بالغ ہوتی ہیں لہٰذا اگر نو سال سے کم عمر میں خون آجائے تو اس کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ وہ استحاضہ ہوگا۔ **وأما وقته فوقته حين تبلغ المرأة تسع سنين فصاعداً عليه أكثر المشائخ فلا يكون المرئى فيما دونه حيضاً.**

(بدائع الصنائع ۱/۱۵۷)

پچپن سال کی عمر کے بعد خون کا حکم

پچپن سال کی عمر کے بعد عموماً حیض نہیں آتا؛ لہٰذا اس عمر کے بعد عورت کو اگر خون آئے تو پھر اس کا رنگ دیکھا جائے گا، اگر وہ خالص خون کا رنگ ہو یعنی خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے، اور اگر دوسرا کوئی رنگ ہو تو حیض نہیں؛ البتہ اگر اس عورت کی عادت پہلے سے اس دوسرے رنگ کے خون آنے کی رہی ہو تو اس رنگ کا خون بھی حیض ہی شمار ہوگا۔ **وما رأته بعدها أى المدة المذكورة فليس بحيض فى ظاهر المذهب إلا إذا كان دماً خالصاً (درمختار)**

أی کالأسود والأحمر القاضی، درر. قال الرحمتی: وتقدم عن الفتح أنه لو لم یکن خالصاً وکانت عادتها کذلک قبل الإیاس یکون حیضاً. (شامی بیروت ١/٤٣٦-٤٣٧، زکریا ١/٥٠٣)

حالتِ حمل میں خون کا حکم

اگر کسی عورت کو حمل کے زمانے میں خون نظر آئے تو وہ حیض نہیں؛ بلکہ استحاضہ ہے، یعنی وہ اس کی وجہ سے روزہ اور نماز نہیں چھوڑے گی) وما تراہ حامل استحاضة. (تنویر الابصار مع الدر بیروت ١/٤١٤، زکریا ١/٤٧٧)

لیکوریا کا حکم

مرض یا کمزوری کی وجہ سے نکلنے والا سفید مادہ ناپاک ہے، اس کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے اور کپڑے پر لگ جائے تو اسے پاک کرنا ضروری ہوتا ہے، جس عورت کو کبھی کبھی یہ مرض لاحق ہو وہ وضو کر کے نماز پڑھتی رہے اس پر غسل لازم نہیں ہے۔ اور اگر اس مرض کی اتنی کثرت ہو جائے کہ کسی نماز کا پورا وقت اس طرح گزر جائے کہ فرض نماز بھی پڑھنے کا موقع نہ مل پائے تو پھر یہ عورت معذور کے حکم میں ہو جاتی ہے اب اس کے لئے ایک نماز کے پورے وقت میں ایک مرتبہ وضو کافی ہوگا، سفیدی نکلنے سے بار بار اسے وضو کرنا نہ پڑے گا۔ اور ایسی معذور عورت کے حق میں یہ سفیدی ناپاک بھی نہ سمجھی جائے گی، اور یہ حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ ہر نماز میں کم از کم ایک مرتبہ یہ عذر پایا جاتا رہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۵/۲۲۳-۲۲۴)

❍❖❍

کتاب الصلوٰۃ

- ◻ نماز کے منتخب ضروری مسائل

اوقاتِ نماز

اسلام میں نماز کی اہمیت

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے امتیازی مقام حاصل ہے، اسی امتیازی شان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت کا حکم شبِ معراج میں پیغمبر علیہ السلام کو آسمانوں پر بلا کر مرحمت فرمایا، یہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ معظّمہ میں پیش آیا، جس کے وقت کے بارے میں اقوال مختلف ہیں، امام نوویؒ نے بعثت کے پانچویں سال یعنی ہجرت سے سات آٹھ سال قبل ہونے والے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ (شرح نووی علی مسلم ۱/۹۱)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نماز دین کا ستون ہے''۔ (بیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۵)

اور بعض فقہاء نے اس سے آگے یہ جملہ بھی بڑھایا ہے کہ: ''جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے اسے ضائع کیا اس نے دین کو ضائع کر دیا''۔ (کشف الخفاء ۲/۲۸)

ایک روایت میں ہے کہ ''اسلام اور کفر میں امتیاز کرنے والی چیز نماز ہے''۔ (مسلم شریف ۱/۶۱)

یعنی جو شخص نمازی ہے وہ ایک اسلامی علامت کو سینے سے لگائے ہوئے ہے اور جو شخص نماز سے بے گانہ ہے وہ ایک کفریہ عمل کا مرتکب ہے اور نماز نہ پڑھنے میں کافروں کی مشابہت اختیار کر رہا ہے۔ بہت سی احادیث میں نماز کو افضل الاعمال قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو بندہ کی طرف سے عاجزی اور بندگی کا اظہار سب سے زیادہ پسند ہے اور نماز کی حالت میں ایک بندہ اپنے آقاء ومولیٰ کے دربار میں جس طرح اپنی ذلت اور عاجزی کا مظاہرہ کرتا ہے وہ اس انداز میں کسی اور عبادت میں نہیں پایا جاتا۔ ہاتھ کا باندھنا، حمد وثنا کرنا، رکوع میں سر جھکانا پھر سجدہ میں جا کر تمام اعضاء زمین پر ٹیک دینا یہ سب مالک الملک کے سامنے اپنی عاجزی اور ذلت کے انداز ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو حد سے زیادہ پسند ہیں۔

میدان محشر میں بھی سلسلۂ عبادات میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ گچھ ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ سے نماز کا محاسبہ ہوگا، اگر نماز ٹھیک نکلی تو بقیہ اعمال بھی ٹھیک نکلیں گے اور اگر نماز ہی میں نقص اور کوتاہی نکل آئی تو بقیہ اعمال تو اس سے بھی خراب ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۵۰)

اس لئے ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم اور فرض عین ہے کہ وہ نماز کے سلسلے میں قطعاً کوتاہی نہ کرے نماز میں عذر (سفر یا مرض) کی وجہ سے تخفیف تو ہو سکتی ہے؛ لیکن معافی کسی حال میں نہیں ہے، کھڑے ہوکر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے۔ رکوع سجدہ نہ کر سکے تو اشارے سے پڑھے، مگر پڑھنا ضروری ہے۔

افسوس ہے کہ یہ فرض جتنا اہم ہے آج امت کی اکثریت اس سے اتنی ہی غافل ہے، اس غفلت کو توڑ نے کے لئے گھر گھر نماز کا ماحول بنانے کی ضرورت ہے، اور بچہ بچہ کو نماز کا عادی بنانا ضروری ہے؛ تاکہ امت صلاح وفلاح کے راستہ پر گامزن ہو سکے۔

نماز برائی سے روکتی ہے

نماز کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ نمازی شخص کا ضمیر زندہ رہتا ہے جو اسے ہر برے کام سے برابر روکتا رہتا ہے، اور جلد یا بدیر نماز کی برکت سے بڑے سے بڑے گناہوں سے بچنے کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ الصَّلٰوٰةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ. (العنکبوت ٤٥) — بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور منکر کاموں سے۔

ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ فلاں آدمی رات بھر نماز پڑھتا ہے اور صبح اٹھ کر چوری کرتا ہے، تو آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ: ”یہ نماز عنقریب اسے اس عمل سے روک دے گی۔“ (ابن کثیر ۱۰۱۸)

اور جو شخص نماز پڑھنے کے ساتھ کسی گناہ کا پکا عادی ہو تو اسے اپنی نماز کا جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں اس سے نماز میں ایسی کوتاہی تو نہیں ہو رہی ہے کہ نماز کا اثر ظاہر نہیں ہو رہا، بعض موقوف روایتوں میں مروی ہے کہ: ”جس شخص کی نماز اسے بے حیائی اور گناہ سے نہ روک سکے تو (گویا) اس کی نماز ہی نہیں ہوتی“۔ (ابن کثیر ۱۰۱۸)

لہٰذا اپنی اصلاح کے لئے نماز کی آداب وشرائط کے ساتھ ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے، جتنا زیادہ اہتمام اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے گی ان شاء اللہ اتنا ہی معصیت سے نفرت کا جذبہ پیدا ہوگا، اور اطاعت کی طرف رغبت کا داعیہ ابھرے گا۔

نماز کی قبولیت کی شرط

نماز کی قبولیت کے لئے جہاں نیت کا خالص ہونا لازم ہے وہیں نماز کا شریعت کے حکم کے موافق پڑھنا بھی ضروری ہے۔ ارکانِ نماز میں کمی یا بیشی کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی وہ ہرگز قبول نہ ہوگی، چاہے نیت کتنی ہی خالص ہو؛ کیوں کہ عبادت وہی قابل قبول ہوتی ہے جو شریعت کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق

ہو،لہٰذا ضروری ہے کہ نماز کے تمام ضروری مسائل مستحضر ہوں ؛تا کہ ہماری نماز ہر اعتبار سے کامل ہو اور ہم اس عظیم عبادت کے عظیم الشان ثواب سے بفضل خداوندی بہرہ ور ہوسکیں، ارشاد خداوندی ہے:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ. (البقرة ۲۳۸)

نگہبانی کرو نمازوں کی اور بیچ والی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے لئے باادب ہوکر۔

اس آیت میں نماز باادب پڑھنے کا حکم دیا گیا، اور نماز کا ادب یہی ہے کہ وہ پوری طرح سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہو۔

نماز کی چوری

بہت سے نماز کے پابند حضرات لمبی عمریں گذر جانے کے باوجود اپنی نماز کی اصلاح کی فکر نہیں کرتے ، اور ارکان وافعال میں برابر کوتاہی کی عادت پر جمے رہتے ہیں، اور ہر نماز جلد از جلد اور کم سے کم وقت میں ٹرخانے کی کوشش کرتے ہیں، فضول مشاغل میں گھنٹوں ضائع کردیتے ہیں اور نماز میں چند منٹ لگانا بھی بھاری پڑتا ہے، حالاں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو بدترین چور قرار دیا ہے جو نماز کے افعال میں کٹوتی کرتا ہے ۔ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”لوگوں میں سب سے بدترین چوری کرنے والا وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے“ ۔حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت! نماز کی چوری کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”(نماز کا چور وہ ہے جو) نماز کے رکوع اور سجدہ پورے نہ کرے“ (یعنی بس جلدی جلدی گویا کہ ٹھونگے مار لے)۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۹۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کو دیکھتا تک نہیں جو رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا“ (یعنی قومہ اور جلسہ نہیں کرتا)۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۹۸)

بریں بنا نماز کے عام مسائل سے واقفیت ضروری ہے ؛تا کہ ہماری نماز لاعلمی کی وجہ سے خراب نہ ہو اور ہم ترک نماز کے وبال سے محفوظ رہیں، جس طرح ہم اپنے دنیوی معاملات کو سدھارنے میں دلچسپی دکھاتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ دلچسپی سے نماز کو واقعی قابل قبول بنانے پر محنت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی نماز کی حلاوت نصیب فرمائیں اور اپنی رضائے تام سے سرفراز فرمائیں، آمین۔

ذیل میں چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

فجر کا وقت

فجر کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ أول وقت الفجر إذا طلع

الفجر الثاني وهو المعترض في الأفق و آخر وقتها ما لم تطلع الشمس. (هداية ۸۰/۱، مکتبہ بلال دیوبند ۷٦/۱-۷۷)

فجر کا مستحب وقت

فجر کی نماز اسفار کرکے پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز فاسد ہونے کی صورت میں مسنون طریقے سے اعادۂ صلوٰۃ کی گنجائش نہ رہے؛ (لہٰذا طلوع آفتاب سے کم از کم ۳۰ رمنٹ قبل نماز فجر پڑھنی چاہئے) **ویستحب الإسفار بالفجر لقوله علیه الصلوة والسلام أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر.** (ترمذی شریف ۴۰/۱، ھدایه ۸۲/۱، مکتبہ بلال دیوبند ۷۹/۱)

ظہر کا وقت

زوال کے بعد سے سایۂ اصلی دو مثل ہونے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔ **وأول وقت الظهر إذا زالت الشمس و آخر وقتها عند أبی حنیفة ؒ إذا صار ظل کل شئ مثلیه سوی فئ الزوال.** (هدایه ۸۱/۱، مکتبہ بلال دیوبند ۷۷/۱، درمختار زکریا ۱۴/۲، درمختار بیروت ۱۵/۲)

ظہر کا مستحب وقت

گرمی کے زمانے میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے اور سردی میں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔ **ویستحب الإبراد بالظهر في الصیف وتقدیمه في الشتاء.**

(هدایه ۸۲/۱، مکتبہ بلال دیوبند ۸۰/۱، درمختار زکریا ۲۴/۲، درمختار ۲۳/۲)

جمعہ کا وقت

جمعہ کا اصل وقت بھی ظہر کے وقت کی طرح ہے۔ **وجمعة کظهر الخ.** (درمختار زکریا ۲۵/۲، درمختار بیروت ۲۴/۲)

جمعہ کا مستحب وقت

جمعہ کی نماز گرمی یا سردی ہر زمانہ میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔ **وقال الجمهور**

ليس بمشروع (أى الإبراد) لأنها تقام بجمع عظيم فتأخيرها مفض إلى الحرج ولا كذلك الظهر. (شامی زکریا ۲/۲۵، شامی بیروت ۲/۲۴)

عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور غروبِ آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ **أول وقت العصر إذا خرج وقت الظهر على القولين وآخر وقتها ما لم تغرب الشمس.** (هدایه ۱/۸۱، مکتبه بلال دیوبند ۱/۷۸، درمختار زکریا ۲/۱٦، درمختار بیروت ۲/۱٦)

عصر کا مستحب وقت

عصر کا مستحب وقت سورج میں تغیر آنے سے پہلے تک رہتا ہے، خواہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا؛ البتہ سورج میں تغیر آنے کے بعد عصر کا مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے۔ **ويستحب تاخير العصر ما لم تتغير الشمس فى الصيف والشتاء.** (هدایه ۱/۸۳، مکتبه بلال دیوبند ۱/۷۸، درمختار زکریا ۲/۲٦، درمختار بیروت ۲/۲٤)

مغرب کا وقت

غروب شمس سے لے کر افق پر سے سفید روشنی کے غائب ہونے تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔ **وأول وقت المغرب إذا غربت الشمس وآخر وقتها ما لم يغب الشفق ثم الشفق هو البياض الذى فى الأفق بعد الحمرة.** (هدایه ۱/۸۱، مکتبه بلال دیوبند ۱/۷۸، درمختار زکریا ۲/۱۷، درمختار بیروت ۲/۱۷)

مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ **ويستحب تعجيل المغرب لأن تأخيرها مكروه.** (هدایه ۱/۸۳، مکتبه بلال دیوبند ۱/۸۰، درمختار زکریا ۲/۲۷)

عشاء کا وقت

عشاء کا ابتدائی وقت سفید روشنی کے غائب ہونے سے شروع ہوکر صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔ **ابتداء وقت العشاء والوتر منه أى من غروب الشفق إلى قبيل طلوع الصبح الصادق لإجماع السلف.** (مراقی الفلاح /۹۵، درمختار زکریا ۱۸/۲، بیروت ۱۷/۲-۱۸، هدایه ۸۲/۱)

عشاء کا مستحب وقت

نماز عشاء تہائی رات سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے (جب کہ کوئی اور عارض مثلاً تقلیل جماعت کا اندیشہ نہ ہو) اور آدھی رات تک پڑھنا بلاکراہت جائز ہے اور آدھی رات سے صبح صادق تک بلاعذر پڑھنا مکروہ ہے۔ **ويستحب تاخير العشاء إلى ماقبل ثلث الليل وإلى نصف الأخير مكروه والتاخير إلى نصف اللّيل مباح.** (درمختار بیروت ۲۵/۲، زکریا ۲۶/۲، هدایه ۸۳/۱)

وتر کا وقت

وتر کا وقت بعد عشاء شروع ہوتا ہے اور صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔ **وأول وقت الوتر بعد العشاء وآخره ما لم يطلع الفجر .** (درمختار بیروت ۱۸/۲، زکریا ۱۸/۲، هدایه ۸۳/۱)

وتر کا مستحب وقت

جس شخص کو بیدار رہونے کا اعتماد ہو اس کے لئے آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے، اور جس کو بیدار ہونے پر اعتماد نہ ہو اس کے لئے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے۔ **ويستحب فى الوتر لمن يألف صلوٰة الليل آخر الليل فان لم يثق بالإنتباه أوتر قبل النوم.**

(هدایه ۸٤/۱، در مختار زکریا ۲۸/۲، بیروت ۲۶/۲)

نماز اشراق کا وقت

سورج طلوع ہونے کے تقریباً ۱۵-۲۰ منٹ (مکروہ وقت گذر جانے) کے بعد اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ **أولها عند طلوع الشمس إلى أن ترتفع الشمس وتبيض قدر رمح أو رمحين.** (طحطاوی علی المراقی ۱۰۰)

نماز چاشت کا وقت

چاشت کا وقت آفتاب طلوع ہونے سے زوال تک باقی رہتا ہے؛ لیکن افضل یہ ہے کہ ایک چوتھائی دن گذرنے کے بعد چاشت کی نماز پڑھی جائے۔ **وندب أربع فصاعداً في الضحىٰ من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار.** (درمختار زکریا ۲/۴٦۵، بیروت ۲/۴۰۴-۴۰۵، صغیری ۲۰۱، مراقی الفلاح ۲۱٦)

نماز عیدین کا مستحب وقت

طلوع آفتاب سے تقریباً ۲۰ منٹ بعد عیدین کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور نصف النہار تک باقی رہتا ہے۔ **ووقتها من الارتفاع قدر رمح فلا تصح قبلهٗ إلى الزوال فلو زالت الشمس وهو في أثنائها فسدت.** (طحطاوی علی الدر ۱/۳۵۴، کنز الدقائق ۴۵، نور الایضاح ۱۲۱)

کن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

درج ذیل تین اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے: (۱) طلوع شمس سے ارتفاع شمس تک (۲) زوال کے وقت (۳) غروب شمس کے وقت۔ **ثلاث ساعات لا تجوز فيها المكتوبة ولا صلوة الجنازة ولا سجدة التلاوة إذا طلعت الشمس حتى ترتفع وعند الإنتصاف إلىٰ أن تزول وعند احمرارها إلى أن تغيب.** (هنديه ۱/۵۲، هدايه ۱/۸۴)

سورج میں تغیر کی علامت

عصر کے بعد سورج کی روشنی میں تغیر اس وقت سمجھا جائے گا جب کہ بلا کسی رکاوٹ سورج

کی ٹکیہ پر نظر جمانا مشکل نہ رہے۔ **ما لم یتغیر ذکاء بأن لاتحار العین فیها فی الأصح (درمختار) وفی الظهیریة: إن أمکنه إطالة النظر فقد تغیرت وعلیه الفتویٰ.** (شامی بیروت ۲/ ۲٤، شامی زکریا ۲/ ۲٦)

غروب شمس سے کچھ پہلے اسی دن کی عصر کی نماز

جب سورج میں سرخی آجائے تو اگر کوئی شخص اسی دن کی عصر کی نماز اس وقت پڑھ لے تو ادا ہوجائے گی؛ لیکن اس وقت قضا شدہ یا نفل نماز پڑھنا بالکل درست نہیں ہے۔ **إلا عصر یومہٖ عند الغروب بخلاف غیرها من الصلوات لأنها وجبت کاملة فلا تتأدی بالناقص.** (هدایه ۱/ ۸۵، درمختار بیروت ۲/ ۳۰، در مختار زکریا ۲/ ۳۰، کنز الدقائق ۱/ ۱۸، شرح الوقایة ۱/ ۱۳۱)

سورج کے طلوع کے وقت نماز فجر صحیح نہیں

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر نماز کے دوران آفتاب طلوع ہوگیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اعادہ واجب ہوگا۔ **ولو طلعت الشمس فی خلال الفجر تفسد فجره.** (تاتارخانیة ۱/ ٤۱۱، هدایه ۱/ ٦۸، فتح القدیر ۱/ ۲۳۱، شامی زکریا ۲/ ۳۰)

بوقتِ غروب عصر کی نماز کا حکم

عصر کی نماز پڑھتے پڑھتے آفتاب غروب ہوجائے تو عصر کی نماز صحیح ہوجائے گی اعادہ لازم نہیں۔ **وکره صلاة مطلقاً مع شروق واستواء وغروب إلا عصر یومه فلا یکره فعله.** (شامی زکریا۲/ ۳۲، درمختار بیروت ۲/ ۲۸- ۳۰، نور الایضاح ۵۹)

طلوع آفتاب کے وقت سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت مکروہ وقت میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو وقت مکروہ میں اس کا ادا

کرنا کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے اور تاخیر افضل ہے، اور اگر وقت مکروہ سے پہلے واجب ہوا ہوتو وقت مکروہ میں ادا کرنا جائز نہیں، اگر کرلیا تو اعادہ واجب ہوگا۔ **فلو وجبتا فیها لم یکره فعلهما أی تحریما أفاد ثبوت الکراهة التنزیهیة.** (درمختار زکریا ۳۵/۲، درمختار مع شامی بیروت ۳۲/۲، تاتارخانیة ۷۷۴/۱، هدایة ۸۵/۱، هندیة ۱۳۵/۱)

اوقاتِ مکروہہ میں نماز جنازہ

اگر جنازہ پہلے سے تیار تھا تو طلوع، غروب اور زوال کے وقت نماز جنازہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر اسی وقت تیار ہوا تو کوئی کراہت نہیں، اسی وقت نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔ **فلو وجبتا فیها لم یکره فعلهما أی تحریماً وفی التحفة: الأفضل أن لا تؤخر الجنازة. قوله: وفی التحفة فثبتت کراهة التنزیه فی سجدة التلاوة دون صلاة الجنازة.** (درمختار زکریا ۳۰/۲ تا ۳۵، بیروت ۲۸/۲-۳۲، احسن الفتاوی۱۳۷/۲)

صبح صادق کے بعد قضا نماز

صبح صادق کے بعد قضا نماز پڑھنا شرعاً درست ہے۔ **ومنها ما بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر.** (عالمگیری ۵۳/۱)

فجر کی نماز کے بعد قضا نماز

فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومنها ما بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس.** (عالمگیری ۵۳/۱)

عصر کی نماز کے بعد قضا نماز

جب تک سورج میں زردی نہ آجائے اس وقت تک عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومنها ما بعد صلاة العصر قبل التغیر.** (عالمگیری ۵۳/۱)

رمضان میں مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے ادا کرنا

ماہِ رمضان میں مغرب کی نماز دس، پندرہ منٹ تاخیر سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **والمغرب إلی اشتباک النجوم کرہ التاخیر تحریماً إلا بعذر کسفر وکونہٖ علی أکل.** (درمختار زکریا ۲/۲۷، بیروت ۲/۲۶، تاترخانیة ۱/۴۰۶، فتح القدیر ۱/۲۳۰)

نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وقت نکل چکا تھا

اگر وقتیہ فرض کی ادائیگی کی نیت کی، پھر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ نماز کا وقت نکل چکا تھا تو نماز نہیں ہوئی اعادہ ضروری ہے؛ البتہ اگر آج کے فرض کی نیت کی تو اداء کی نیت سے یہ نماز قضاءً بھی درست ہوجائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ۲/۱۳۹) **أما بعد خروج الوقت إذا صلی وهو لایعلم بخروجهٖ فنوی فرض الوقت فإنه لایجوز.** (هندیه ۱/۶۶، تاترخانیة ۱/۴۲۹، البحر الرائق ۱/۴۸۶، الجوهرة النیرة ۱/۶۷)

حجاز مقدس میں دو مثل سے قبل عصر کی نماز

حجاز مقدس کی مساجد میں عصر کی نماز ایک مثل پورا ہوتے ہی فوراً پڑھی جاتی ہے، اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں رہ کر کبھی بھی مسجد میں نماز باجماعت نہیں پڑھ سکیں گے؛ لہٰذا صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے عصر کی نماز اہل حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھ لینا درست ہے۔ **ووقت الظهر من زوالهٖ إلی بلوغ الظل مثلیه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ وفی الفیض وعلیه عمل الناس الیوم وبه یفتی.** (درمختار بیروت ۲/۱۵، زکریا ۲/۱۴، معارف السنن ۲/۱۱، ایضاح المناسک ۱۲۶، فتاوی محمودیه ۱۶/۳۲۹)

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھنا

رمضان میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں؛ بلکہ بہتر

ہے کیوں کہ یہ جماعت میں تکثیر کا ذریعہ ہے، تاخیر کرنے میں نمازیوں کے کم ہونے کا اندیشہ ہے۔ **هٰذه المسئلة تدل على أن الصلاة فی أول الوقت أفضل عندنا أيضاً إلا إذا تضمن التاخير فضيلةً لا تحصل بدونه كتكثير الجماعة والصلاة بأكمل الطهارتين.** (معارف السنن ۲/ ۳۹) **عن قتادة عن أنس** رضی اللہ عنہ **أن النبی** ﷺ **وزيد بن ثابت** رضی اللہ عنہ **تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام النبی** ﷺ **إلى الصلوٰة فصلى.** (مشکوٰۃ شریف/ ۶۰)

جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہو وہاں نماز پڑھنے کا طریقہ

جہاں چھ مہینہ کے دن رات ہوتے ہوں وہاں اوقات کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھی جائیں یعنی چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں معتاد فرق کے ساتھ پوری کر لی جائیں۔ **فی حديث دجال: قلنا يا رسول اللّٰه: رأيت اليوم الذی كالسنة اتكفينا فيها صلاة يوم، قال: ”لا ولٰكن اقدروا له“.** (ترمذی شریف ۲/ ۴۸) **وفاقد وقتهما كبلغار الخ مكلف بهما فيقدر لهما.** (درمختار زکریا ۲/ ۱۸، بیروت ۲/ ۱۸)

جہاں وقت عشاء نہ ملے

جہاں عشاء کا وقت پتہ ہی نہ چلتا ہو (جیسا کہ بعض ایام میں لندن کے بعض علاقوں میں ایسا ہوتا ہے) تو وہاں عشاء کی نماز ادا کرنا ضروری ہے، اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عام متوازن دنوں میں مغرب کے بعد جتنے فاصلہ سے عشاء کی نماز پڑھی جاتی ہے اتنے فاصلہ پر عشاء کی نماز ادا کر لی جائے یا اطراف کے شہروں اور ممالک میں جس وقت عشاء پڑھی جاتی ہے اسی کے مطابق عشاء کی نماز ادا کر لی جائے۔ **وفاقد وقتهما كبلغار فإن فيها يطلع الفجر قبل غروب الشفق فی أربعينية الشتاء مكلف بهما فيقدر لهما.** (درمختار بیروت ۲/ ۱۸، زکریا ۲/ ۱۸، فتح القدیر ۱/ ۱۹۸)

اذان واقامت کے مسائل

اذان کی ابتداء

جب حضور اکرم علیہ الصلوۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتداء میں نماز کے لئے لوگ اندازے سے مسجد میں حاضر ہو جاتے تھے اور اس کے لئے کوئی اعلان نہیں کیا جاتا تھا۔ اس صورت حال میں بعض مرتبہ کافی انتظار کی زحمت بھی اٹھانی پڑتی تھی۔ اس لئے ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ گفتگو چلی کہ نماز کے وقت کے لئے کوئی علامت مقرر ہونی چاہیئے، تو بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس (چھوٹی لکڑی کو بڑی لکڑی پر مار کر آواز نکالنا) بجایا جائے، بعض نے مشورہ دیا کہ یہودیوں کی طرح سینگ بجایا جائے، بعض حضرات نے نماز کے وقت آگ جلانے کا مشورہ دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ جب وقت ہو جائے تو کسی آدمی کو نماز کا اعلان کرنے کے لئے آبادی میں بھیج دیا جائے، چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مامور کر دیا گیا۔ (اوجز المسالک ۱/۲۱۷، دمشق ۲/۶، بخاری شریف ۱/۸۵، مسلم شریف ۱/۱۶۴)

اسی دوران ایک صحابی حضرت عبد اللہ ابن زید ابن عبد ربہ انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص دوہرے کپڑے پہن کر اترا ہے اور اس نے ایک دیوار کے کنارے پر کھڑے ہو کر اذان کے یہ کلمات پکارے ہیں:

اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، اشھد ان لاالہ الاّ اللّٰہ، اشھد ان لاالہ الاّ اللّٰہ، اشھد انَّ محمدا رسول اللّٰہ، اشھد انَّ محمدا رسول اللّٰہ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ علی الصلوٰۃ، حیّ علی الفلاح، حیّ علی الفلاح، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا الہ الاّ اللّٰہ.

(ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

جب یہ خواب حضرت عبد اللہ نے حضور اکرم علیہ السلام کو سنایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خواب برحق ہے، لہٰذا تم ان کلمات کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھلاؤ ان کی آواز بلند ہے، وہ اذان دیں گے، چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب اذان دینی شروع کی اور اس کی آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پڑی تو وہ جلدی جلدی اپنی چادر کو سنبھالتے ہوئے تشریف لائے، اور قسم کھا کر فرمایا کہ میں نے بھی بعینہ یہی خواب دیکھا ہے، نبی کریم ﷺ نے اس پر شکر کا اظہار فرمایا اور پھر اذان کا طریقہ امت میں رائج ہوگیا۔ (اسد الغابہ ۳/۱۴۴، طحاوی شریف ۱/۹۷، ابوداؤد شریف ۱/۶۷) واضح رہے کہ اذان کی ابتداء کا مذکورہ واقعہ اھ میں پیش آیا۔ (البدایہ والنہایہ ۲۴۵/۴، اُسد الغابہ بیروت ۳/۱۴۳)

اذان کا اجر وثواب

احادیث شریفہ میں اذان کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اتنی ہی لمبی، چوڑی اس کے لئے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اور جس تر یا خشک چیز تک وہ آواز پہونچتی ہے وہ سب اشیاء اس کے لئے قیامت میں خیر پر شہادت دیں گی''۔ (ابوداؤد شریف ۱/۶۷)

اور ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''اگر تمہیں اذان کی فضیلت اور خیر وبرکت کا علم ہوجائے تو تم اذان دینے کے لئے قرعہ اندازی کرنے لگو گے۔ یعنی ہر ایک اذان کا اتنا شوقین ہوجائے گا کہ اس تنازعہ کو ختم کرنے کے لئے قرعہ کی ضرورت پیش آئیگی''۔ (بخاری شریف ۱/۸۶)

اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''مؤذن حضرات میدانِ محشر میں سب سے لمبی گردن والے ہوں گے''۔ (مسلم شریف ۱/۱۶۷)

اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے شارحین نے کہا ہے کہ وہ وفورِ شوق میں اللہ کی رحمت کی طرف بار بار گردنیں اٹھا کر دیکھ رہے ہوں گے اس لئے کہ انہیں زیادتیٔ ثواب کی امید ہوگی۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ واقعۃً ان کی گردنیں اونچی کردی جائیں گی تاکہ وہ گھٹن سے محفوظ رہیں، اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ لمبی گردن ہونے سے ان کی سرداری اور بزرگی مراد ہے۔ (نووی علی مسلم ۱/۱۶۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''چند حضرات میدانِ محشر میں ہر قسم کی ہولناکی سے محفوظ رہیں گے اور ان کو اعزاز واکرام کے ساتھ مشک کے ڈھیروں پر بٹھایا جائے گا، ان میں وہ مؤذن بھی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پنج وقتہ نمازوں کی اذان دیا کرتے تھے''۔ (مجمع الزوائد ۱/۳۲۷)

نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص اخلاص کے ساتھ ۷/سال تک نمازوں کے لئے اذان دے تو اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا پروانہ عطا کیا جاتا ہے''۔ (مشکوۃ شریف، مرقاۃ المفاتیح اشرفی ۲/۱۶۶)

اور ابن ماجہ شریف کی ایک روایت میں ۱۲ر سال تک اذان دینے والے کو جنت میں داخلہ کی بشارت اور ہر اذان پر ۶۰ر نیکیاں اور ہر اقامت پر ۳۰ر نیکیاں ملنے کا وعدہ مذکور ہے۔ (ابن ماجہ شریف ۵۳)

اور سات سال اور بارہ سال میں توافق پیدا کرنے کے لئے بعض حضرات شارحین نے فرمایا کہ امت کی چوں کہ عموماً عمر ۷۰ ربرس ہے اور عادۃً زیادہ سے زیادہ ۱۲۰ر سال ہے۔ اب اگر کسی نے ۷ر سال تک اذان دی تو ہر نیکی کے دس گنا ثواب کے اعتبار سے ۷۰ر سالہ زندگی والا شخص پوری زندگی میں اذان دینے والا شمار ہوگا، اور ۱۲ر سال اذان دینے والے کو ۱۲۰ر سال تک اذان دینے کا ثواب ملے گا۔ (حاشیہ ابن ماجہ شریف ۵۳)

نیز یہ بھی مروی ہے کہ: ''مؤذن کو شہید فی سبیل اللہ کی طرح ثواب ملتا ہے اور دفن کے بعد اس کا جسم کیڑوں کی غذا نہیں بنتا''۔ (طبرانی، مرقاۃ ۱ر ۴۲۸)

انہیں فضائل کی وجہ سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ تمنا کرتے تھے کہ کاش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کے اہل خاندان کو اذان دینے پر مامور کیا ہوتا تاکہ وہ بھی ان بشارت آمیز ارشادات کے مستحق قرار پاتے۔ (مجمع الزوائد ۱ر ۳۲۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: ''مجھے پابندی سے اذان دینے پر قدرت حاصل ہونا حج وعمرہ اور جہاد سے زیادہ پسند ہے''۔ اسی طرح کا مقولہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱ر۲۰۳-۲۰۴)

اذان! شیطان کے لئے تازیانہ

اذان کے کلمات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیطان لعین اس کے سننے کی تاب نہیں رکھتا اور جب اذان شروع ہوتی ہے تو وہ بدحواسی کے عالم میں ہوا خارج کرتے ہوئے ۳۶ر میل (تقریباً ۶۶ر کلومیٹر) دور بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم شریف ۱ر ۱۶۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ: ''جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان کے کلمات اس کے کان میں نہ پڑسکیں، پھر اذان کے بعد واپس آجاتا ہے۔ اس کے بعد جب اقامت ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے اور ختم ہوتے ہی پھر براجمان ہوجاتا ہے اور نمازی پر وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یعنی بھولی بسری باتیں یاد دلاتا ہے تاکہ نماز سے ذہن ہٹ جائے۔ حتی کہ ان وساوس میں پڑکر نمازی کو یہی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے''۔

(بخاری شریف ۱ر ۸۵-۱۶۷، مسلم شریف ۱ر ۱۶۷، الترغیب والترہیب ۱ر ۱۱۰)

اذان اسلام کا شعار ہے

اذان اسلام کا اہم ترین شعار ہے، اور اس بات کی کھلی علامت ہے کہ جس جگہ سے اذان کی آواز آرہی ہے وہ جگہ اسلامی آبادی پر مشتمل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسلامی لشکر کو ہدایت کررکھی تھی کہ: ’’جس بستی پر حملہ کا ارادہ ہو اگر وہاں سے اذان کی آواز آنے لگے تو اس پر حملہ روک لیا جائے، اور قتل وقتال سے پوری طرح اجتناب کیا جائے‘‘۔ (مسلم شریف ۱/۶۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۴۸۱)

اسی بنا پر حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کرلیں تو ان سے جنگ کی جائے گی، اور اذان جاری کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ (شامی ۱/۴۵)

اذان کا جواب دینا باعثِ ثواب ہے

اذان کا جواب دینا بہت ثواب کا عمل ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ مؤذن کے کلمات اذان دہرائے اور **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کے جواب میں **لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** کہے، تو ان شاء اللہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف ۱/۱۶۷، سنن بیہقی ۱/۶۰۲)

اور جو شخص اذان کے بعد یہ دعائے وسیلہ پڑھے اس کو آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی: **اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ.** (بخاری شریف ۱/۸۶) ترجمہ: ’’اے اللہ! اے اس مکمل دعوت اور قائم شدہ نماز کے مالک! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ (جو جنت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے) اور فضیلت اور برتری سے سرفراز فرمایئے، اور آپ کو اس مقام محمود پر فائز فرمایئے جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے‘‘۔ بہرحال اذان کے جواب کا اہتمام کرنا بہت نفع بخش ہے، اس میں کوتاہی نہ ہونی چاہئے، مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج اذان کے جواب کا بالکل اہتمام نہیں کیا جاتا، اذان ہوتی رہتی ہے اور لوگ اپنی باتوں میں اور دیگر مشغولیات میں مصروف رہتے ہیں اور جواب دینے اور بعد میں دعا پڑھنے کی فکر نہیں کی جاتی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ’’یہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ آدمی مؤذن کی اذان سن کر اس کا جواب نہ دے‘‘۔ (کتاب الدعاء للطبرانی ۱۶۵)

اذان کے وقت دعا کی قبولیت

اذان کے دوران جو دعا مانگی جاتی ہے وہ بارگاہِ خداوندی سے رد نہیں ہوتی، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''دو اوقات ایسے ہیں کہ ان میں بہت کم کسی کی دعا رد ہوتی ہے: (۱) اذان کے وقت کی دعا (۲) میدانِ کارزار میں عین جنگ کے وقت کی دعا''۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''ان دو اوقات میں آسمان سے قبولیت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں''۔ (سنن بیہقی ۱/۴۰۵)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ام سلمہ تم مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰھُمَّ بِاسْتِقْبَالِ لَیْلِکَ وَاِدْبَارِ نَھَارِکَ وَاَصْوَاتِ دُعَائِکَ وَحُضُوْرِ صَلَوَاتِکَ أَسْأَلُکَ أَنْ تَغْفِرَلِیْ''۔ (کتاب الدعا للطبرانی ۱۵۴)

یعنی ''اے اللہ! میں آپ کی رات کے آنے اور دن کے رخصت ہونے اور آپ کی طرف بلانے والے مؤذنوں کی آوازوں اور آپ کی عبادات کے وقت حاضر ہونے کے توسط سے آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے بخش دیجئے''۔

نیز اذان کے فوراً بعد کا وقت بھی قبولیت کا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ''مؤذن کی اذان کا جواب دو پھر جو مانگو گے تمہیں عطا ہوگا''۔ (کتاب الدعا للطبرانی ۱۵۶)

مؤذن کیسے بنایا جائے؟

احادیثِ شریفہ سے ثابت ہے کہ مؤذن ایسا شخص ہونا چاہئے جو باشرع، امانت و دیانت سے متصف اور تقویٰ وطہارت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہو۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بعض انصاری حضرات سے فرمایا کہ: ''تم اپنا مؤذن ایسے شخص کو مقرر کرنا جو تم میں سب سے افضل ہو''۔ (سنن بیہقی ۱/۴۲۷)

ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ''امام ضامن ہے، اور مؤذن امین ہے، اللہ تعالیٰ امام کو سیدھی راہ پر گامزن فرمائے اور مؤذن کو دامن عفو میں جگہ مرحمت فرمائے''۔ (سنن بیہقی ۱/۴۲۶)

قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ: ''تمہارے یہاں مؤذن کون لوگ ہیں''؟ ہم نے جواب دیا کہ زیادہ تر مؤذن یا تو غلام ہیں یا آزاد کردہ موالی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ تو تمہارے اندر بڑا نقص ہے، اذان تو اتنی شرافت کی چیز ہے کہ اگر مجھے خلافت کی مصروفیت نہ ہوتی تو میں پنج وقتہ نمازوں کے لئے اذان دیا کرتا''۔ (سنن بیہقی ۱/۴۲۷)

رہ گئی رسم اذاں......

افسوس ہے کہ جس صورتِ حال پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نکیر فرمائی تھی وہی صورتِ حال آج

ہمارے پورے معاشرہ میں پیدا ہوچکی ہے۔ بڑے اور باثر لوگ اذان دینے کو باعثِ عار سمجھتے ہیں، اور عام طور پر مساجد میں ایسے لوگ مؤذن رکھے جاتے ہیں جن کی معاشرہ میں کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اپنے اوپر خواہ کتنی فضول خرچی کرلیں مگر مسجدوں کے لئے سستے سے سستا مؤذن ڈھونڈنے کی کوشش کی جاتی ہے، خواہ وہ کیسی ہی غلط اذان دے یا اسے مسائل اذان کا علم ہو یا نہ ہو؟ ہونا تو یہ چاہئے کہ اذان ایسی پرکشش ہو کہ سوئے ہوئے لوگ جاگ جائیں اور اس کی آواز سے رگ وپے میں سنسنی دوڑ جائے اور بے اختیار قوم مسجد کی طرف چل پڑے، اور نہ صرف مسلمان؛ بلکہ غیر مسلم اسے سن کر ٹھٹھک کر رہ جائیں۔ مگر ہمارے یہاں اذان اس طرح دی جاتی ہے کہ نہ اس میں کوئی سوز وگداز ہوتا ہے اور نہ کسی روحانی کشش کا شائبہ؛ بلکہ محض ایک رسم کی ادائیگی کے طور پر اس عمل کو انجام دے کر اطمینان کرلیا جاتا ہے۔ مؤذن حضرات نہ صرف یہ کہ اذان کے مدوں میں حدود سے تجاوز کرتے ہیں؛ بلکہ بہت سے مؤذن تو صراحۃً غلط تلفظ سے اذان دیتے ہیں کہ مطلب بالکل خبط ہوکر رہ جاتا ہے۔ مثلاً اللہ، اور اکبر کے الف کو کھینچ کر پڑھنا اور اشہد کو آشہد پڑھنا وغیرہ، اس طرح کی غلطیاں عام ہیں، جن کی اصلاح ضروری ہے۔

ذیل میں اذان سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں :

وقت سے پہلے دی گئی اذان کا حکم

اگر وقت سے پہلے اذان دے دی گئی تو وقت کے بعد اس کا اعادہ کرنا ہوگا۔ **وإن قدم يعاد في الوقت وعليه الفتویٰ**. (هنديه ۱/۵۳، شامي بيروت ۱/۳۸۵، زكريا ۲/۵۰، بدائع الصنائع ۱/۳۸۱، شرح وقايه ۱/۱۳٤)

بغیر وضو کے اذان واقامت کہنا

اذان باوضو دینا مستحب ہے؛ لیکن اگر بغیر وضو کے اذان دے دی تو گنجائش ہے، اور بلاوضو اقامت کہنا بہرحال مکروہ ہے۔ **ولا يكره أذان المحدث في ظاهر الرواية هكذا في الكافي وهو الصحيح كذا في الجوهرة النيرة، وكره إقامته ولا تعاد هٰكذا في محيط السرخسي.** (هنديه ۱/۵٤) **فكان الوضوء فيه استحباباً**. (هداية ۱/۹۰، شامي بيروت ۱/۳۹۲، تاترخانية ۱/۵۱۹، بدائع ۱/۳۷٤)

اذان کامسنون طریقہ

اذان کے ہر کلمہ کوایک سانس میں ادا کرنا اور ہر کلمہ کے آخر میں جزم کرنا مسنون ہے۔

ویسکن کلمات الأذان والإقامة فی أذان حقیقةً وینوی الوقف فی الإقامة لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ''الأذان جزم والإقامة جزم والتکبیر جزم''. (مراقی الفلاح ۱۹۵، حلبی کبیر ۳۷۶، درمختار زکریا ۲/ ۵۱)

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا

اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنا بھی مستحب ہے۔ **ویستحب أن یجعل أصبعیه في أذنیه، لقوله ﷺ لبلال رضی اللہ عنہ: ''إجعل إصبعیک فی أذنیک فإنه أرفع صوتک''.** (مراقی الفلاح ۱۹۷، حلبی کبیر ۳۷۵، مبسوط ۱/ ۱۳۰، عالمگیری ۱/ ۵۶)

مسجد میں مائک کے ذریعہ اذان دینا

اگر اذان لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ہواور مؤذن مسجد میں ہوتو اس میں کوئی کراہت نہیں کیوں کہ مسجد سے باہر اذان دینے کا حکم اس لئے ہے تا کہ باہر والوں کو آواز پہنچ جائے اور یہ مقصد لاؤڈ سپیکر سے حاصل ہوگیا۔ **وینبغي للمؤذن أن یؤذن فی موضع یکون أسمع للجیران.** (شامی بیروت ۲/ ۴۵، زکریا ۲/ ۴۸، اعلاء السنن ۸/ ۶۹، احسن الفتاویٰ ۲/ ۲۹)

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان پڑھنا

ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان پڑھنا مکروہ ہے۔ **یکره له أن یؤذن فی مسجدین.** (درمختار بیروت ۲/ ۶۵، زکریا ۲/ ۷۱، احسن الفتاویٰ ۲/ ۲۹۰، فتاویٰ رحیمیہ ۳/ ۱۵، صغیری ۱۹۷، حلبی کبیر ۳۷۶)

ٹیپ ریکارڈ میں اذان

ٹیپ ریکارڈ میں اذان کی آواز ٹیپ کر کے ہر نماز کے وقت اس کو چلا دیا جائے تو اس طرح

ٹیپ میں دی ہوئی اذان معتبر نہ ہوگی۔ **مستفاد : ولو سمع آية السجدة من حيوان صرحوا بعدم وجوبها على المختار لعدم أهلية القارى.** (الأشباه والنظائر ۹۹)

اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے اذان واقامت کا حکم

اگرکوئی شخص اکیلے نماز پڑھے تو اس کے لئے بھی افضل یہ ہے کہ وہ اذان واقامت کہہ کر نماز فرض ادا کرے؛ لیکن اگر بستی میں اذان اور جماعت ہوچکی ہے اور اب بعد میں کوئی مقیم شخص نماز بلا اذان واقامت پڑھتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ شہر میں ہونے والی اذان سے سنت فی الجملہ ادا ہوگئی۔ **وأما المنفرد فالأفضل له أن يأتي بهما ليكون أداؤه على هيئة الجماعة.** (حلبی کبیر ۳۷۲، بدائع الصنائع ۱/ ۳۷۷، المبسوط ۱/ ۱۳۳) **وندب الأذان والإقامة للمسافر والمقيم في بيته.** (ھندیہ ۱/ ۵۳) **ولا يكره تركهما للمقيم.** (حلبی کبیر ۳۷۲)

جماعت ہونے کے بعد مسجد میں منفرد کی اذان

اگر مسجد میں اذان ہوچکی ہوتو منفرد کے لئے مسجد کے اندر اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔ **أو مصل في مسجد بعد صلوٰة جماعة فيه بل يكره فعلهما.** (درمختار بیروت ۲/ ۵۸، زکریا ۲/ ۶۳، احسن الفتاوی ۲/ ۲۷۹)

گھر میں جماعت کرتے وقت اذان واقامت کا حکم

اگر محلّہ کی مساجد میں اذانیں ہوچکی ہیں اور کوئی شخص اپنے گھر میں تنہا یا جماعت کے ساتھ وقتیہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے لئے محلّہ کی اذان کافی ہے، الگ سے اذان دینے کی ضرورت نہیں؛ لیکن اگر قضا نماز پڑھی جارہی ہے تو اذان واقامت دونوں کا ترک مکروہ ہے، کم ازکم اقامت کہہ کر قضا نماز ادا کرنی چاہئے۔ **بخلاف مصلٍ ولو بجماعة في بيته بمصر أو قرية لها مسجد، فلا يكره تركهما إذ أذان الحي يكفي.** (درمختار بیروت ۲/ ۵۸، زکریا ۲/ ۶۳) **قال الرافعي: قوله بخلاف مصل أي أداءً ويكره تركهما في القضاء.** (تقریرات رافعی ۲/ ۴۶)

عورتوں کی نماز کے لئے اذان واقامت مکروہ ہے

مدرسۃ البنات وغیرہ میں صرف عورتوں کی نماز کے لئے اذان واقامت کہنا مکروہ ہے، حتی کہ اگروہ جماعت سے پڑھیں تب بھی ان کے لئے اذان واقامت کا حکم نہیں ہے۔ **ولا یسن ذٰلک فیما تصلیہ النساء أداءً وقضاءً ولو جماعةً کجماعة صبیان وعبید، قوله: "ولا یسن" أی الأذان والإقامة وأفرد الضمیر علی تأویل المذکور، وأراد بنفی السنة الکراهة.** (شامی زکریا ۵۸/۲) **ولیس علی النساء أذان ولا إقامة فإن صلین بجماعة یصلین بغیر أذانٍ وإقامةٍ، وإن صلین بهما جازت صلاتهن مع الإساءةِ.** (هندیة ۵۳/۱)

سفر میں اذان کہنا

سفر کے دوران خواہ رفقاء ساتھ ہوں یا اکیلے نماز پڑھنی ہو دونوں صورتوں میں اذان واقامت کہنے کا اہتمام کرنا چاہئے؛ البتہ اگر اذان چھوڑ کر اقامت پر اکتفاء کیا تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ **فان کان مسافراً یکره له ترکهما معاً وإن ترک الأذان واکتفی بالإقامة جاز.**

(حلبی کبیر ۳۷۲، البحر الرائق ۴۶۰/۱، درمختار بیروت ۵۸/۲، شامی زکریا ۶۳/۲)

سواری پر اذان

حالتِ سفر میں سواری پر چلتے ہوئے اذان دینا بھی درست ہے؛ البتہ اقامت زمین پر اتر کر کہی جائے، اور مقیم ہونے کی حالت میں چلتی ہوئی سواری پر اذان دینا مکروہ ہے۔ **إلا أن یکون راکباً مسافراً لضرورة السیر لأن بلالاً أذن وهو راکبٌ ثم نزل وأقام علی الأرض، ویکره الأذان راکباً فی الحضر فی ظاهر الروایة.** (شامی زکریا ۵۵/۲، عالمگیری ۵۴/۱)

بیٹھ کر اذان کہنا

بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے اور اس کا اعادہ مستحب ہے؛ البتہ اگر کوئی منفرد اپنی نماز کے لئے اذان دے تو بیٹھ کر اذان دینے میں بھی حرج نہیں ہے۔ **ویکره أذان جنب وإقامته (إلی**

قوله) وقاعداً إلا إذا أذن لنفسه. (درمختار زکریا ۱/ ۵۲۰، ۲/ ۶۰۱، بیروت ۲/ ۵۵-۵۶، تاتارخانیة ۱/ ۵۲۰) **وإن أذن لنفسه قاعداً فلا بأس به لأن المقصود مراعاة سنة الصلاة لا الإعلام.** (بدائع ۱/ ۳۷۴)

اذان اور اقامت کے کسی کلمہ کا چھوٹ جانا

اگر اذان اور اقامت میں سے کوئی کلمہ چھوٹ جائے تو اگر اذان واقامت کے بعد فوراً یاد آجائے تو جو کلمہ چھوٹ گیا ہے وہاں سے اعادہ کرے اور اگر کچھ دیر کے بعد یاد آیا تو شروع سے لوٹائے۔ **ویترسل فیه بسکتة بین کل کلمتین ویکره ترکهٗ وتندب إعادتهٗ.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۹، زکریا ۲/ ۵۳) **ولوقدم فیهما مؤخراً أعاد ما قدم فقط ولایتکلم فیهما أصلا ولو رد سلام فإن تکلم استأنفه.** (درمختار بیروت ۲/ ۵۱، زکریا ۲/ ۵۶، احسن الفتاوی ۲/ ۲۸۵)

الصلاۃ خیر من النوم چھوٹ گیا

اگر فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم چھوٹ جائے مگر فوراً اذان ختم ہونے سے پہلے یاد بھی آجائے تو اس کلمہ کو کہہ لینا چاہئے، اور پھر بعد کے کلمات کو لوٹالے؛ لیکن اگر اذان ختم کرنے کے بعد یاد آئیں تو اب اذان مکمل ہوگئی، لوٹانے یا مذکورہ کلمہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **وبعد فلاح الفجر الصلاۃ خیر من النوم مرتین. قوله: بعد فلاح الخ فیه ردّعلی من یقول إن محله بعد الأذان بتمامهٖ وهو اختیار الفضلی، بحر عن المستصفیٰ.**

(درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۴، احسن الفتاویٰ ۲/ ۲۸۶)

نابالغ بچہ کی اذان

بالکل بے سمجھ نابالغ بچہ کی اذان صحیح نہیں اس کا اعادہ ضروری ہے اور سمجھدار بچہ کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔ **ویجوز بلاکراهة أذان صبی مراهق وعبد (قوله بلاکراهة) أی تحریمیة لأن التنزیهیة ثابتة لما فی البحر عن الخلاصة أن غیرهم أولی منهم.**

(درمختار بیروت ۵٤/۲) **كذا يعاد أذان إمرأة ومجنون ومعتوه وسكران وصبى لا يعقل.** (درمختار بیروت ۵٦/۲، زکریا ٦۰/۲-٦١، اَحسن الفتاوی ۲۸۹/۲)

داڑھی کٹانے والے کی اذان واقامت

داڑھی منڈانے والا یا کتروانے والا شخص فاسق ہے؛ لہٰذا اس کی اذان واقامت مکروہ ہے؛ لیکن اگر ایسا شخص اذان واقامت کہہ دے تو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ **ويكره أذان الفاسق ولا يعاد.** (عالمگیری ٥٤/١، شامی زکریا ٦٠/٢، بیروت ٥٥/٢-٥٦)

دورانِ اذان مؤذن بے ہوش ہوجائے وغیرہ

اگر اذان واقامت کے دوران مؤذن پر غشی طاری ہوجائے یا وضوٹوٹ جائے یا زبان بند ہوجائے وغیرہ، تو ازسرِنو اذان واقامت کہنی ضروری ہے۔ **وجب استقبالهما أى الأذان والإقامة لموت مؤذن وغشيه وخرسه.** (الدر المختار زکریا ٦١/٢، بیروت ٥٦/٢، حلبی کبیر ۳۷۵)

دورانِ اذان واقامت چلنا پھرنا ممنوع ہے

دورانِ اذان واقامت چلت پھرت ممنوع ہے۔ (بالخصوص جماعت میں مؤذن جس جگہ تکبیر کہنا شروع کردے وہیں کھڑے کھڑے تکبیر پوری کرنی چاہئے، تکبیر کہتے ہوئے اگلی صفوں میں نہ جائے؛ البتہ "قد قامت الصلاۃ" کہنے کے بعد اگلی صف میں جاسکتا ہے) **ولا يمشي في الأذان ولا في الإقامة.** (حلبی کبیر ۳۷٦، ہندیة ٥٥/١، خانیة ٥٢٨/١) **وإذا انتهىٰ المؤذن فى الإقامة – إلى قوله – قد قامت الصلاة له الخيار إن شاء أتمها فى مكانه وإن شاء مشىٰ إلى مكان الصلاة.** (عالمگیری ٥٥/١، خانیه ٧٨/١)

عام نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان فصل

فجر، ظہر، عصر اور عشاء میں اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ رہنا چاہئے کہ جس میں دو چار رکعت نماز بآسانی پڑھ لی جائے۔ **ويفصل بين الأذان والإقامة مقدار ركعتين أو**

أربع يقرأ في كل ركعة نحوا من عشر اٰيات، كذا في الزاهدي.

(هنديه ۱/ ۵٦، تاتارخانية ۱/ ۵۲۱، البحر الرائق ۱/ ٤۵٤)

مغرب کی اذان اور اقامت میں کتنی تاخیر کی جائے؟

مغرب کی اذان اور اقامت میں اتنی تاخیر کرنی چاہئے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھی جاسکے۔ **وأما إذا كان في المغرب فالمستحب أن يفصل بينهما بسكتة يسكت قائماً مقدار مايتمكن من قرأة ثلاث آيات قصار هكذا في النهاية.**

(هنديه ۱/ ۵۷، بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۳۷۱)

نوٹ: تاہم رمضان میں نمازیوں کی رعایت کی وجہ سے اگر مغرب کی اذان اور جماعت میں ۱۰-۱۵/ منٹ کا بقدر ضرورت فصل کردیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے باہر دی جائے یا اندر

جمعہ کی دوسری اذان خطیب کے سامنے مسجد کے اندر دینا مسنون ہے، اور یہ اذان مسجد کی حدود سے باہر دینا امت کے متوارث عمل کے خلاف ہے۔ **ويؤذن ثانياً بين يديه أي الخطيب. (در مختار) أي على سبيل السنية كما يظهر من كلامه.** (شامي زكريا ۳/ ۳۸، بيروت ۳/ ۳٦)

بیک وقت کئی اذانوں کا جواب کس طرح دیا جائے

اگر کسی نماز کے وقت کئی مسجدوں سے ایک ساتھ اذان کی آواز آنے لگے تو ایسی صورت میں جس مسجد میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہو اس مسجد کی اذان کا جواب دیا جائے۔ **سئل ظهير الدين عمن سمع الأذان في وقت واحد من الجهات ماذا يجب عليه؟ قال: إجابة أذان مسجده بالفعل.** (تاتارخانيه ۱/ ۵۲۷، مجموعة المسائل ۱۷۵، حلبى كبير ۳۷۹)

اذان پوری ہونے کے بعد ایک ساتھ جواب دینا

اگر کوئی شخص ایسا کرے کہ اذان سن کر شروع میں خاموش رہے اور جب مؤذن پوری اذان

دے چکے تو یہ ایک ساتھ سب کلمات دہرا دے، تو ایسے شخص کو بھی جواب کی سنت حاصل ہو جائے گی۔ صرح به ابن حجر فی شرح المنهاج، حيث قال: فلو سكت حتى فرغ كل الأذان ثم أجاب قبل فاصل طويل كفى فى أصل سنة الإجابة كما هو ظاهرٌ.

(شامی زکریا ۶۷/۲، بیروت ۶۲/۲)

الصلاۃ خیر من النوم کا جواب

فجر کی اذان میں جب مؤذن الصلاۃ خیر من النوم کہے تو بعض سلف سے منقول ہے کہ سننے والوں کو جواب میں ''صدقتَ وبررتَ'' (تو نے سچ کہا اور تو نے نیکی کا کام کیا) کے الفاظ کہنے چاہئیں اور بعض علماء نے اس میں یہ بھی بڑھایا ہے: و بالحق نطقتَ (تو نے حق بات زبان سے نکالی) وفی ''الصلاة خير من النوم'' فيقول: صدقت وبررت. (درمختار) ونقل الشيخ اسماعيل عن شرح الطحاوی زيادة ''وبالحق نطقت''. (شامی زکریا ۶۷/۲، بیروت ۶۲/۲) قال الرافعی: ولم يرد حديث اٰخر فی ''صدقت وبررت''؛ بل نقلوه عن بعض السلف. (تقریرات رافعی ۴۷/۲)

اثناء تلاوت اذان شروع ہو جائے تو کیا کرے؟

اگر اذان کے وقت مسجد میں تلاوت کر رہا ہے تو تلاوت جاری رکھنے کی اجازت ہے، اذان کا جواب دینا اس پر لازم نہیں؛ البتہ مستحب ہے، اور اگر اذان کے وقت مکان میں ہو تو یہ دیکھے کہ اس کے محلّہ کی مسجد کی اذان ہے یا دوسری مسجد کی، اگر دوسرے محلّہ کی مسجد کی اذان ہے تو اس کا جواب نہ دے اور اگر اسی محلّہ کی مسجد کی اذان ہے تو تلاوت موقوف کر کے اذان کا جواب دینا چاہئے۔ وفی مجموع النوازل رجل فی مسجد يقرأ القراٰن فسمع الأذان فان كان هٰذا الرجل فی المسجد يمضی على قراءته ولا يجيب المؤذن وإن كان فی منزله فان لم يكن هٰذا أذان مسجده لايجيب المؤذن ويمضی فی قراءته وإن كان هٰذا أذان مسجده يقطع القراٰن ويجيب المؤذن. (تاترخانية ۵۲۷/۱، البحر الرائق

٤٥١/١، طحطاوی علی المراقی ١٠٩، فتاوی رحیمیة ٢٨٩/٤) **وفی الشامی: أن إجابة اللسان مندوبة عند الحلوانی.** (شامی بیروت ٦٣/٢، زکریا ٦٩/٢)

وضو کے درمیان اذان کا جواب دینا

اگر وضو کرتے ہوئے اذان شروع ہوجائے تو وضو کرتے ہوئے بھی اذان کا جواب دینا چاہئے۔ **عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: إذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن.** (بخاری شریف ٨٦/١، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٤٢٣/٥)

وعظ وتعلیم کے دوران اذان کا جواب دینا

اگر کوئی شخص وعظ وتعلیم میں مشغول ہو اور اسی دوران اذان ہونے لگے تو وعظ وتعلیم کا سلسلہ منقطع کرکے اس پر جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ **وتعلیم علم أی شرعی فیما یظهر ولذا عبر فی الجوهرة بقراءة الفقه.** (شامی زکریا ٦٢/٢، مراقی الفلاح ٧٩)

کلمۂ شہادت سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرنا

اذان اور اقامت میں ''اشہد ان محمداً رسول اللّٰہ'' سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرنا (جیسا کہ بہت سے لوگوں کا معمول ہے، کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں ہے؛ اس لئے ثواب سمجھ کر اس کا التزام بدعت ہے۔ **نقل الشامی بحثاً: ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هٰذا شیٔ ونقل بعضهم: أن القهستانی کتب علی هامش نسخته أن هٰذا مختص بالأذان، وأما بالإقامة فلم یوجد بعد الاستقصاء التام والتتبع.**

(شامی زکریا ٦٨/٢، بیروت ٦٣/٢، فتاویٰ دارالعلوم ٩٠/٢)

نماز کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے اذان

نماز کے علاوہ بعض دیگر مواقع کے لئے بھی فقہاء نے اذان کی اجازت دی ہے، مثلاً: (١) بچہ کے کان میں اذان دینا۔ (٢) جو شخص غم زدہ ہو اس کے کان میں اذان دینے سے اس کا غم

ہلکا ہوجاتا ہے۔ (۳) جس شخص کو بیماری کے دورے پڑتے ہوں، اس کے لئے بھی اذان دینا مفید ہے۔ (۴) جس شخص پر غصہ غالب ہوجائے تو اذان دینا اس کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے میں معاون ہے۔ (۵) جو جانور بدک جائے یا جس انسان کے اخلاق بگڑ جائیں اس پر بھی اذان دینا مفید ہے۔ (۶) جب دشمن کی فوج حملہ آور ہو اس وقت اذان دی جائے۔ (فسادات کے موقع پر اذان کا بھی یہی حکم ہے) (۷) آگ پھیل جانے کے وقت بھی اذان دینے کا حکم ہے۔ (۸) سرکش جنات کے شر سے بچنے کے لئے بھی اذان دینا ثابت ہے۔ (اس بارے میں ایک صحیح حدیث موجود ہے) (۹) جو شخص جنگل میں راستہ بھٹک جائے وہ بھی اذان دے سکتا ہے۔ (تلخیص: شامی زکریا ۲/۵۰)

نومولود بچہ کے کان میں اذان دینے کا طریقہ

نومولود بچہ کے کان میں اذان کے وقت استقبال قبلہ اور "**حی علی الصلوة، وحی علی الفلاح**" کے وقت چہرہ کا دائیں بائیں پھیرنا وغیرہ نماز کی اذان کی طرح مسنون ہیں؛ البتہ کانوں میں انگلیوں کو دینا مسنون نہیں۔ **ویترسل فیه ویلتفت فیه وکذا فیها مطلقاً یمیناً ویساراً بصلوة وفلاح ولو وحده أو لمولود.** (درمختار بیروت ۲/۴۹، شامی زکریا ۲/۵۳، احسن الفتاوی ۲/۲۷۶)

قبر پر اذان بدعت ہے

مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا (جیسا کہ بعض اہل بدعت کا معمول ہے) قطعاً بے اصل اور بدعت ہے۔ **قیل وعند إنزال المیت القبر قیاساً علی أول خروجه للدنیا؛ لکن رده ابن حجر فی شرح العباب.** (شامی زکریا ۲/۵۰، بیروت ۲/۴۶)

اقامت کا مسنون طریقہ

اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً ایک سانس میں چار مرتبہ "**اللّٰہ اکبر**" کہا جائے، اور ہر "اللہ اکبر" کی "راء" پر سکون کیا جائے، اور اگر ملا کر پڑھیں تو "راء" پر زبر کی حرکت ظاہر کریں، "راء" پر پیش پڑھنا خلافِ سنت ہوگا، اس کے بعد ایک سانس میں "**أشهد أن لا إله إلا**

اللّٰــه، أشهد أن لا إلٰـه إلا اللّٰـه‘‘ پڑھیں،اور’’اللہ‘‘ کی’’ہ‘‘پرسکون کریں،اس کے بعدایک سانس میں ’’أشهد أن محمدا رسول اللّٰه، أشهد أن محمداً رسول اللّٰه‘‘ پڑھیں،اور ہرکلمہ پراخیر میں سکون کریں،اعراب ظاہر نہ کریں،اسی طرح ایک ایک سانس میں حیعلتین (حــي علـى الـصلاة، حي على الفلاح) کہیں،اس کے بعد ’’قـد قـامت الصلاة‘‘ الگ الگ سانس میں کہیں،پھر ’’اللّٰه أكبر، اللّٰه أكبر‘‘ ایک سانس میں اور ’’لا إله إلا اللّٰه‘‘ ایک سانس میں کہیں۔ وفـي الإمـداد: ويـجزم الراء: أي يسكنها في التكبير، قال الزيلعي: يعني عـلـى الـوقـف، لـٰكـن فـي الأذان حـقيقة، وفي الإقامة ينوي الوقف أي للحدر الخ. وحاصلها أن السنة أن يسكن الراء من اللّٰه أكبر الأول أو يصلها بـ اللّٰه أكبر الثانية، فـإن سـكـنـهـا كـفـىٰ وإن وصـلـها نوىٰ السكون فحرك الراء بالفتحة، فإن ضمها خالف السنة. (شامي بيروت ۲/۴۷-۴۸، زكريا ۲/۵۱-۵۲) إلا ’’الإقامة‘‘ فيقول: ’’قد قامت الصلاة‘‘ في نفسين مترسلاً لأنه هو روح الإقامة. (اعلاء السنن ۲/۵۸، فيض الباري ۲/۱۶۰)

اقامت میں حی علی الصلوٰۃ وحی علی الفلاح پر منہ پھیرنا

جس طرح اذان میں حـي عـلـى الصلوٰة، وحي على الفلاح پرچہرہ دائیں بائیں پھیرا جاتا ہے اسی طرح اقامت میں بھی پھیرنا چاہئے۔ ويـلـتـفـت فيـه وكـذا فيهـا يمينـاً ويساراً بصلوٰة وفلاح. (درمختـار بيروت ۲/۴۹، زكريا ۲/۵۳، كفايت المفتى۳/۷، حلبي كبير ۳۷۴، البحر الرائق ۱/۴۵۰)

مؤذن کے علاوہ دوسرے کا تکبیر کہنا

اگرمؤذن اقامت کے وقت حاضر نہ ہوتو دوسرے کے لئے بلا کراہت تکبیر کہنا جائز ہے،اور اگرموجود ہے اوراپنی موجودگی میں دوسرے کے تکبیر کہنے کوناپسند کرتا ہوتو دوسرے کے لئے بلااس کی اجازت کے تکبیر کہنا مکروہ ہے، اوراگر معلوم ہوکہ مؤذن دوسرے کے تکبیر کہنے سے ناراض نہ ہوگا؛

بلکہ خوش ہوگا تو پھر دوسرے کے تکبیر کہنے میں حرج نہیں۔ **وإن أذن رجل وأقام آخر إن غاب الأول جاز من غير كراهة وإن كان حاضراً ويلحقه الوحشة بإقامة غيره يكره وإن رضي به لايكره عندنا** .(هنديه ١/٥٤ ، البحر الرائق ١/٤٤٧ ، بدائع الصنائع ١/٣٧٥، شامی ١/٣٩٥)

کیا اقامت پہلی صف میں ہی ضروری ہے؟

نماز میں اقامت کہنے والا کسی بھی صف میں کہیں بھی کھڑے ہوکر تکبیر کہہ سکتا ہے، پہلی صف میں یا امام کے عین پیچھے یا دائیں بائیں ہونا ضروری نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵/۴۶۵)

اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا

اگر کسی نماز کا وقت ہوچکا ہے؛ لیکن ابھی مسجد میں اذان نہیں ہوئی ہے تو اگر کوئی شخص اس نماز کی سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اذان سے پہلے سنتیں پڑھنا درست ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ اذان کے بعد سنتیں پڑھی جائیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ قدیم ۲/۱۲۸)

اقامت سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچا

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت میں پہنچا کہ جماعت کھڑی ہونے میں ایک یا آدھا منٹ باقی ہے، تو ایسے شخص کو چاہئے کہ بیٹھ کر کے انتظار کرے، کھڑے کھڑے جماعت کھڑی ہونے کا انتظار کرنا مکروہ ہے۔ **دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد إلى قيام الإمام في مصلاه. قوله قعد: ويكره له الانتظار قائماً.** (شامی زکریا ۲/۷۱)

شرائطِ نماز

نماز کی صحت کے لئے کل سات شرطیں ہیں: (یعنی جن کا نماز کے شروع کرنے سے پہلے اہتمام کرنا ضروری ہے)(۱) حدثِ اکبر (جنابت) اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا (۲) نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا (۳) ستر ڈھانکنا (یعنی مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک اور آزاد عورت کے لئے چہرہ، ہتھیلیاں اور قدم چھوڑ کر بقیہ پورا بدن چھپانا) (۴) قبلہ کی طرف رخ کرنا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیت کرنا (۷) تکبیر تحریمہ کہنا۔ **وهي عندنا سبعة: الطهارة من الأحداث والطهارة من الأنجاس وستر العورة واستقبال القبلة والوقت والنية والتحريمة.** (هندية ۱/ ۵۸)

بدن پر معمولی سی نجاستِ غلیظہ لگے رہنے کے ساتھ نماز

اگر کسی نمازی کے بدن یا کپڑے پر ایک درہم یعنی تقریباً ساڑھے تین ماشہ کے بقدر یا اس سے کم کوئی نجاستِ غلیظہ مثلاً خون پیشاب وغیرہ لگی رہ جائے تو کراہت کے ساتھ نماز درست ہوجائے گی، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر پہلے سے نجاست کا علم ہوجائے تو اسے زائل کرنے کے بعد ہی نماز پڑھیں۔ اور اگر یہ نجاست ساڑھے تین ماشہ سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز درست نہ ہوگی۔ **وعفا الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريماً فيجب غسلهٗ وما دونهٗ تنزيهاً فيسن وفوقه مبطل فيفرض.** (درمختار) **وفي الشامية: وقدر الدرهم لا يمنع ويكون مسيئاً وإن قل فالأفضل أن يغسلها ولا يكون مسيئًا.** (شامي كراچی ۱/ ۵۲۰، شامي زكريا ۱/ ۵۲۰، شرح وقاية ۱/ ۱۲۴، الأوزان المحمودة ۱۷)

نجاستِ خفیفہ کے ساتھ نماز

اگر نجاستِ خفیفہ (جیسے حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ) کپڑے یا بدن پر لگے رہنے کی حالت میں نماز پڑھی تو حکم یہ ہے کہ یہ نجاستِ خفیفہ اگر چوتھائی بدن یا کپڑے کے برابر یا اس سے متجاوز ہو تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر اس سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔ **وعفي دون ربع جميع بدن وثوب ولو كبيراً هو المختار ......، وعليه الفتوىٰ من نجاسة مخففة كبول مأكول.** (درمختار بیروت ۱/۴۵۶-۴۵۷، درمختار زکریا ۱/۵۲۶)

جیب میں گندہ انڈا رکھ کر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص جیب میں گندہ انڈا (جو خراب خون بن گیا ہو) رکھ کر نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے (کیوں کہ یہ نجاست اپنے محل میں ہے اور اپنے محل میں رہتے ہوئے شئ پر نجاست کا اطلاق نہیں ہوتا، جیسے انسان کے معدے میں نجاست کا ہونا مانعِ نماز نہیں) **كما لو صلى حاملا بيضة قذرةً صار محها دمًا جاز لأنه في معدنه والشيئ مادام في معدنه لا يعطى له حكم النجاسة.** (شامی بیروت ۲/۶۸، زکریا ۲/۷۴، کراچی ۱/۴۰۳، البحر الرائق ۱/۲۶۷، صغیری ۱۱۰، هندية ۱/۶۲)

پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا

پیشاب یا کوئی ناپاک چیز کی شیشی جیب وغیرہ میں لے کر اگر نماز پڑھے تو نماز جائز نہ ہوگی (اس لئے کہ یہ نجاست اپنی اصلی جگہ میں نہیں ہے) **بخلاف ما لو حمل قارورةً مضمومةً فيها بول فلا تجوز صلاته لأنه في غيرمعدنه.** (شامی بیروت ۲/۶۸، زکریا ۲/۷۴، البحر الرائق ۱/۲۶۷، هندية ۱/۶۲، صغیری ۱۱۰)

ناپاک بدن والے بچہ کا نمازی پر چڑھ جانا

اگر نماز کی حالت میں پاؤں چلتا بچہ ناپاک بدن یا کپڑوں کے ساتھ نمازی پر چڑھ جائے تو

نمازی کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ لیکن اگر بچہ اتنا چھوٹا ہو جو خود نہیں چل سکتا ہو اور اسے کوئی اٹھا کر نماز کی حالت میں نمازی پر رکھ دے اور اس بچے کے بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو ایسی صورت میں اگر ایک رکن ادا کرلیا تو نمازی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ **کصبي علیه نجاسة إن لم یستمسک بنفسه منع وإلّا لا** (درمختار) **وفی الشامی عن الظهیریة: لو جلس علی المصلی صبي ثوبه نجس وهو یستمسک بنفسه أو حمام نجس جازت صلاته، لأن الذی علی المصلی مستعمل للنجس، فلم یصر المصلی حاملاً للنجاسة.** (شامی بیروت ۶۸/۲، زکریا ۷۴/۲، کراچی ۴۰۳/۱، البحر الرائق ۲۶۷/۱، صغیری ۱۰۶)

ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس کا ایک حصہ ناپاک ہو

اگر کسی جانماز کا ایک کنارہ ناپاک ہو؛ لیکن نمازی جس جگہ کھڑا ہے وہ اور سجدہ کی جگہ پاک ہے تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ **بخلاف ما لم یتصل کبساط طرفه نجس وموضع الوقوف والجبهة طاهر فلا یمنع مطلقًا.** (شامی بیروت ۶۸/۲، زکریا ۷۴/۲، کراچی ۴۰۳/۱، البحر الرائق ۲۶۸/۱، هندیة ۶۲/۱، تاترخانیة قدیم ۴۲۰/۱، زکریا ۳۰/۲ رقم: ۱۵۸۷)

ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا جس کا ایک کونہ ناپاک ہو

اگر ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھے جس کا ایک کونہ ناپاک ہو اور رکوع اور سجدہ میں جاتے ہوئے اس ناپاک حصہ میں بھی حرکت ہوتی ہو تو اس چادر میں نماز درست نہ ہوگی، اور اگر چادر اتنی طویل وعریض ہو کہ اوڑھنے کے باوجود نمازی کی حرکات سے ناپاک حصہ حرکت میں نہ آتا ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔ **أي شئ متصل به یتحرک بحرکته کمندیل طرفه علی عنقه وفی الآخر نجاسة مانعة إن تحرک موضع النجاسة بحرکات الصلوة منع وإلا لا.** (شامی بیروت ۶۸/۲، زکریا ۷۳/۲-۷۴، هندیة ۶۲/۱، تاترخانیة قدیم ۴۱۷/۱، زکریا ۲۷/۲ رقم: ۱۵۷۳)

خشک ناپاک زمین پر نماز پڑھنا

اگر ناپاک زمین خشک ہوجائے اور اس پر نجاست کا اثر اور بدبو ظاہر نہ ہوتو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے (لیکن اس جگہ پر تیمّم کرنا درست نہیں) **وتطهر الأرض بيبسها أي جفافها وذهاب أثرها لأجل الصلوة لا ليتمم بها.** (درمختار بيروت ۱/٤٤٤-٤٤٥، در مختار مع الشامی زكريا ۱/٥١٢-٥١٣، كراچی ۱/٣١١، تاتارخانية قديم ۱/٤٢٢، زكريا ٣٢/٢ رقم: ١٦٠٠، هندية ١/٦٢)

پرال یا گھاس پر نماز پڑھنا

پرال (دھان کے خشک پودے جنہیں سردی کے زمانہ میں گرمی کے لئے کمروں میں بچھایا جاتا ہے) اسی طرح تر گھاس پر نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ وہ پاک ہو، اور اس پر سجدہ کرنے سے سر، زمین پر ٹک جائے۔ **وشرط سجودٍ فالقرار بجبهةٍ.** (شرح منظومة ابن وهبان، درمختار) **أی يفترض أن يسجد علی ما يجد حجمه.** (شامی بيروت ٢/١٢٧، زكريا ٢/١٤٣-١٤٤)

ناپاک زمین پر کپڑا یا چٹائی بچھا کر نماز پڑھنا

اگر ناپاک تر یا خشک زمین پر ایسا موٹا کپڑا یا چٹائی یا پلاسٹک بچھا کر نماز پڑھیں جس سے نجاست اوپر معلوم نہ ہوتو نماز درست ہوجائے گی۔ **ولو كان رقيقًا وبسطه علی موضع نجس إن صلح ساتراً للعورة تجوز الصلوة.** (شامی بيروت ٢/٦٨، زكريا ٢/٧٤، كبيری ٢٠٢)

ناپاک زمین پر شیشہ بچھا کر نماز پڑھنا

ناپاک زمین پر شیشہ بچھا کر نماز پڑھی جب کہ نیچے کی ناپا کی نظر آرہی ہو پھر بھی نماز درست ہوجائے گی (اس لئے کہ اوپر کے حصہ میں نجاست کا کوئی اثر نہیں ہے) **ولو صلی علی زجاجٍ يصف ما تحته قالوا جميعًا يجوز.** (شامی بيروت ٢/٦٨، زكريا ٢/٧٤، كبيری ٢٠٢)

اخبار بچھا کر نماز پڑھنا

اگر سفر میں پاک کپڑا میسر نہ ہو تو بلا تصویر والے اخبارات بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے (اس لئے کہ اخبارات کی نجاست کا یقین نہیں ہے) **ولو شک فی نجاسة ماءٍ وثوبٍ لم یعتبر.** (درمختار کراچی ۱/ ۲۵٤)

گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا

اگر زمین کو پہلے گوبر سے لیپا گیا ہو اور بعد میں پاک مٹی اس پر اتنی مقدار میں لیپ دی کہ گوبر بالکل چھپ گیا اور اس کی بو وغیرہ اوپر سے محسوس نہیں ہو رہی ہے تو اس جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر گوبر کی بو محسوس ہو رہی ہے تو وہاں کوئی پاک چیز بچھائے بغیر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ **إذا أراد أن یصلی علی أرض علیها نجاسة فکبسها بالتراب ینظر إن کان التراب قلیلاً بحیث لو استشمه یجد رائحة النجاسة لایجوز وإن کان کثیراً لا یجد الرائحة یجوز.** (هندیه ۱/ ٦۲، تاتارخانیة قدیم ۱/ ٤۲۲، زکریا ۲/ ۳۲ رقم: ۱٦۰۰، حلبی کبیر ۲۰۲)

جوتوں پر پیر رکھ کر نمازِ جنازہ کے لئے کھڑے ہونا

اگر زمین ناپاک ہو (خواہ بھیگی ہو یا خشک) اور جوتے کا اوپری حصہ پاک ہو تو جوتے اتار کر ان پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے۔ **ولو خلع نعلیه وقام علیهما جاز سواء کان ما یلی الأرض منه نجسًا أو طاهراً إذا کان ما یلی القدم طاهراً.** (هندیه ۱/ ٦۲، تاتارخانیة قدیم ۱/ ٤۲۱، زکریا ۲/ ۳۱ رقم: ۱٥۹٤)

ستر کے احکام

نماز میں مرد کو کن اعضاء کو چھپانا ضروری ہے؟

نماز میں مرد کو بدن کے درج ذیل آٹھ اعضاء کا چھپانا لازم ہے:

(۱) پیشاب کا مقام اور اس کے ارد گرد (۲) خصیتین اور اس کے ارد گرد (۳) پائخانہ کا مقام اور اس کے آس پاس (۴-۵) دونوں کولہے (۶-۷) دونوں رانیں گھٹنے سمیت (۸) ناف سے لے کر زیر ناف بالوں اور ان کے مقابل میں کوکھ پیٹ اور پیٹھ کا حصہ۔ **أعضاء عورة الرجل ثمانية: الأول: الذکر وما حوله. الثاني: الأنثيان وما حولهما. الثالث: الدبر وماحوله. الرابع والخامس: الإليتان. السادس والسابع: الفخذان مع الرکبتين. الثامن: ما بين السرة إلى العانة مع ما يحاذي ذٰلک من الجنبين والظهر والبطن.** (شامی بیروت ۲/ ۷۵)

نماز میں عورت کے اعضاء مستورہ

نماز میں آزاد عورت کے لئے درج ذیل چوبیس اعضاء بدن کا چھپانا فرض ہے:

(۱) پیشاب کا مقام (۲) پاخانہ کا مقام (۳-۴) دونوں کولہے (۵-۶) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (۷) پیٹ (۸) پیٹھ (دونوں پہلوؤں سمیت) (۹-۱۰) دونوں پنڈلیاں (ٹخنوں سمیت) (۱۱-۱۲) دونوں ابھرے ہوئے پستان (۱۳-۱۴) دونوں کان (۱۵-۱۶) دونوں بازو (کہنیوں سمیت) (۱۷-۱۸) دونوں کلائیاں (گٹوں سمیت) (۱۹) سینہ (۲۰) سر (۲۱) سر کے بال (۲۲) گردن (۲۳-۲۴) دونوں مونڈھے (بعض حضرات نے عورت کی دونوں ہتھیلیوں کے ظاہری حصہ اور دونوں قدموں کے نچلے حصہ کو بھی اس کے ستر میں داخل کیا ہے، مگر اکثر فقہاء کے نزدیک یہ اعضاء ستر میں داخل نہیں) **وفي الأمة ثمانية أيضا: الفخذان مع**

الركبتين والإليتان والقبل مع ماحوله والدبر كذٰلك والبطن والظهر مع ما يليهما من الجنبين وفي الحرة هذه الثمانية ويزاد فيها ستة عشر: الساقان مع الكعبين والثديان المنكسران والأذنان والعضدان مع المرفقين والذراعان مع الرسغين والصدر والرأس والشعر والعنق وظهر الكفين وينبغي أن يزاد فيه الكتفان. (شامي بيروت ۷۵/۲، زکریا ۸۳/۲)

وفي التنوير: وللحرة جميع بدنها خلا الوجه والكفين والقدمين. (التنوير مع الشامي بيروت ۷۱/۲، شامي زكريا ۷۸/۲) فظهر الكف عورة على المذهب. (درمختار) وفي الشامي: أي ظاهر الرواية وفي مختلفات قاضيخان وغيرها أنه ليس بعورة وأيده في شرح المنية بثلاثة أوجه وقال فكان هو الأصح وإن كان غير ظاهر الرواية. (شامي بيروت ۷۱/۲) وفي المنية وإلا قدميها أيضا فأنهما ليسا بعورة ولكن في القدمين اختلاف المشائخ، وذكر في الحيط: أن الأصح أنهما ليسا بعورة. (غنية المتملي شرح منية المصلي ۲۱۰، البحر الرائق زكريا ۴۶۹/۱، تاتارخانية قديم ۴۱۴/۱، زكريا ۲۳/۲ رقم: ۱۵۴۶)

عورت کا آدھی آستین پہن کر دوپٹے سے چھپا کر نماز پڑھنا

آدھی آستین پہننے والی عورت اگر دبیز دوپٹے وغیرہ سے اپنے ہاتھ کا کھلا ہوا حصہ چھپا لے تو شرعاً اس کی نماز درست ہو جائے گی؛ البتہ اگر دوپٹہ اتنا باریک ہو کہ اندر کا بدن صاف جھلکتا ہو تو اس کی نماز درست نہ ہوگی (اور بہر صورت عورت کا نامحرموں کے سامنے آدھی آستین پہن کر آنا درست نہیں ہے)(مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴۰۳/۳) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿يٰبني اٰدم قد أنزلنا عليكم لباساً يواري سوا۟تكم وريشاً ولباس التقوىٰ ذٰلك خير﴾ [الأعراف: ۲۶] والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته لا تجوز الصلاة فيه؛ لأنه مكشوف العورة معنى. (تبيين الحقائق زكريا ۲۵۲/۱-۲۵۳) إذا كان الثوب رقيقاً بحيث يصف ما تحته أي لون

البشرة لا يحصل به ستر العورة إذ لا ستر مع رؤية لون البشرة. (حلبي كبير أشرفي لاهور ٢١٤، عمدة القاري زكريا ٢/٢٤٦) **أما لو كان غليظاً لا يرىٰ منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر.** (كبيري لاهور ٢١٤)

کتنا حصۂ ستر کھلنا مانع نماز ہے؟

اوپر مرد یا عورت کے جو نمبر وار اعضاء مستورہ لکھے گئے ہیں ان میں سے اگر کسی ایک عضو (مثلاً ایک کان یا ایک کولہے) کا ایک چوتھائی حصہ بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ (رکوع یا سجدہ والی) تسبیح پڑھنے کے بقدر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور اگر شروع نماز میں یہ کیفیت ہو تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ **ویمنع حتی انعقادها کشف ربع عضو قدر أداء رکن بلا صنعه. (درمختار) قال شارحها: وذلک قدر ثلث تسبیحات الخ. قال ح: واعلم أن هذا التفصیل فی الإنکشاف الحادث فی أثناء الصلوٰة، أما المقارن لابتدائها فإنه یمنع انعقادها مطلقاً اتفاقاً بعد أن یکون المکشوف ربع العضو.**

(شامی بیروت ۲/۷۴-۷۵، شامی زکریا ۲/۸۲، نورالایضاح ۶۸، البحر الرائق زکریا ۱/۴۷۱، تاتارخانیة قدیم ۱/۴۱۳، زکریا ۲/۲۳ رقم: ۱۵۴۷)

جنس اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنا

کسی ہوئی جنس اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنے سے گوکہ نماز بکراہت درست ہوجاتی ہے؛ لیکن ہمارے عرف میں یہ لباس صالحین کے لباس کے خلاف سمجھا جاتا ہے، اس لئے نماز یا خارجِ نماز میں ایسے لباس کا پہننا ناپسندیدہ ہے۔ **وعادم ساتر ولا یضر التصاقه وتشکله.** (درمختار) **وفي الشامي: أي بالإلية مثلاً ...... وعبارة شرح المنية أما لو كان غليظاً لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر.** (شامی کراچی ۱/۴۱۰)

نماز میں جان بوجھ کر ستر کھولنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سکنڈ کے لئے بھی اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی کے بقدر کھول دے تو فوراً نماز باطل ہوجائے گی، تین تسبیح کے بقدر بھی مہلت نہ ہوگی۔ **قوله بلا صنعه فلو به فسدت فی الحال عند هم، قنية. قال ح: أی وإن كان أقل من أداء ركن.** (شامی بیروت ۷۵/۲، زکریا ۸۲/۲، هندية ۵۸/۱)

اندھیرے کمرے میں بھی ستر ضروری ہے

جس شخص کے پاس ستر کے لئے کپڑا وغیرہ موجود ہو اس کے لئے نماز میں ستر چھپانا مطلقاً ضروری ہے، خواہ دوسرا دیکھ سکتا ہو یا نہیں یا جگہ روشن ہو یا اندھیری، بہرحال ستر لازم ہے۔ **ولو صلى عرياناً فی الظلمة بلا عذرٍ لا تجوز إجماعاً.** (منحة الخالق ٤٦٨/١، شامی بیروت ٧٦/٢، زكريا ٨٣/٢)

اگر ستر کے لئے کوئی چیز دستیاب نہ ہو تو نماز کیسے پڑھے؟

اگر ستر کے لئے کپڑا، درخت کے بڑے پتے، اخبار، پلاسٹک، یا چٹائی وغیرہ کچھ بھی دستیاب نہ ہو یا کپڑا وغیرہ تو ملے مگر وہ سارا کا سارا نجس ہو اور اسے پاک کرنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو اور نماز کا وقت ختم ہونے کا خطرہ ہو، تو ایسا شخص بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ بھی اشارے سے کرے؛ تاکہ حتی الامکان ستر کا لحاظ ہوسکے۔ **وفی الحجة: إذا وجد العاری حصيراً أو بساطاً صلىٰ فيه ولا يصلی عرياناً.** (هنديه ۵۹/۱) **وكذا إن أمكنه أن يستر عورته بالحشيش وأوراق القرع.** (تاتارخانية قديم ٤١٦/١، زكريا ٢٥/٢ رقم: ١٥٦٢) **وعادم ساتر يصلی قاعداً مومياً بركوعٍ وسجودٍ وهو أفضل من صلوته قائماً بركوعٍ وسجودٍ لأن الستر أهم من أداء الأركان.** (درمختار بيروت ٧٦/٢-٧٧، التنوير والدر المختار زكريا ٨٤/٢، صغيری ١٢١)

اگر پورے ستر کو چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟

اگر پاک صاف کپڑا (یا کوئی اور ڈھانپنے والی چیز) صرف اس قدر دستیاب ہو کہ اس سے ستر کا کچھ حصہ ہی ڈھانکا جاسکتا ہو، وہ پورے ستر کے لئے کافی نہ ہو تو اسی کپڑے کا استعمال کرنا لازم ہے، اولاً اس سے شرم گاہ چھپائے پھر جہاں تک ہوسکے ستر ڈھانکے، اس کے بعد ہی نماز پڑھے۔ **ولو وجد ما يستر به بعض العورة وجب استعماله وإن قل ويقدم في الستر ما هو أغلظ كالسوء تين.** (صغيری ۱۲۱، تنوير الابصار مع الدر المختار بيروت ۲/ ۸۰، زكريا ۲/ ۸۸)

ستر کے لئے صرف ریشم کا کپڑا مہیا ہو

اگر مرد کے پاس ستر کے لئے ریشم کے کپڑے کے سوا کوئی چیز مہیا نہ ہو تو اسی ریشم کے کپڑے سے ستر چھپا کر نماز پڑھنا اس کے لئے لازم ہے، ایسی صورت میں ننگے بدن نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی، کیوں کہ ریشم کا استعمال مرد کے لئے حرام ہونے کے باوجود اس کو پہن کر نماز پڑھنے سے فرض ادا ہوجاتا ہے۔ **ولو وجد ثوب حرير لا يصلي عرياناً عندنا، لأن الصلوٰة فيه صحيحة وإن كان حراماً.** (غنية المتملي شرح منية المصلي ۲۱۶، هنديه ۱/ ۵۹، تاتارخانية قديم ۱/ ۴۱۸، زكريا ۲/ ۲۸ رقم: ۱۵۷۶)

چست لباس پہن کر نماز پڑھنا

ایسا چست لباس پہننا جس سے اعضاء مستورہ کی ہیئت ظاہر ہوجائے اگرچہ مکروہ اور بے حیائی کی دلیل ہے؛ تاہم اگر کپڑا اتنا دبیز ہو کہ اندر کی کھال نظر نہ آئے تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے (لیکن کسی اجنبی شخص کے لئے ایسے چست لباس پہننے والی عورت کو کپڑے کے اوپر سے بھی دیکھنا جائز نہیں ہے) **أما لو كان غليظاً لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لا يمنع جواز الصلوة لحصول الستر. قال: وانظر هل يحرم النظر إلى ذٰلك المتشكل مطلقاً أوحيث**

وجدت الشهوة؟ الخ والذی یظهر من کلامهم هناک هو الأول. (شامی بیروت ۲/۷۷، زکریا ۲/۸۴ شرح المنیة ۲۱٤)

انتہائی باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

اگر ایسے باریک کپڑے سے ستر چھپایا جس سے بدن کا اندرونی حصہ باہر سے صاف جھلکتا ہے، تو ایسے باریک کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ **والثوب الرقیق الذی یصف ما تحته لاتجوز الصلاة فیه، کذا فی التبیین.** (هندیة ۱/۵۸، درمختار بیروت ۲/۷۶-۷۷، زکریا ۲/۸٤)

نماز میں باریک دوپٹہ کا استعمال

عورت کا ایسا باریک دوپٹہ پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں جس سے بال صاف نظر آتے ہوں۔ **وعادم ساتر لایصف ماتحته.** (درمختار بیروت ۲/۷۶-۷۷، زکریا ۲/۸٤، البحر الرائق زکریا ۱/٤٦۷)

عورت کی چٹیا بھی ستر ہے

عورت کی چٹیا کے بال بھی ستر ہیں، لہٰذا چٹیا کے بالوں کو بھی چھپانا عورت پر لازم ہے۔ **وأما المسترسل ففیه روایتان، الأصح أنه عورة.** (درمختار بیروت ۲/۷۱، شامی زکریا ۲/۷۸، هندیه ۱/۵۸، صغیری ۱۱۹، شرح الوقایة ۱/۱۳۷، محمودیه ۱٦/۳٦۷)

ساڑی پہن کر نماز پڑھنا

اگر ساڑی مکمل ساتر بلاؤز کے ساتھ پہنی کہ اعضاء مستورہ کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہیں رہا تو ایسی ساڑی پہن کر نماز درست ہوجائے گی؛ (لیکن جن علاقوں میں ساڑی غیر مسلموں کا خاص لباس شمار ہوتا ہے جیسا کہ مغربی اترپردیش کا علاقہ تو یہاں کی مسلمان عورتوں کے لئے ساڑی کا استعمال تشبہ کی وجہ سے مطلقاً ناجائز ہے) **والرابع ستر عورته للحرة جمیع بدنها خلا**

الوجه والكفين والقدمين على المعتمد . (درمختار بيروت ٢/ ٦٩ – ٧١، زكريا ٢/ ٧٥ تا ٧٨، نور الايضاح ٦٩، فتاوى دارالعلوم ديوبند ٢/ ١٤٥)

دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا

اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی سے زیادہ کھلا رہ گیا (جیسا کہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے کہ اکثر ان کی دھوتی میں رانیں کھلی رہتی ہیں) تو ایسی دھوتی پہن کر نماز درست نہ ہوگی، اور اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ ستر نہیں کھلا تو نماز تو ہوجائے گی مگر غیر مسلموں کا شعار ہونے کی وجہ سے یہ لباس مسلمانوں کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔ **وهی للرجل ما تحت سرته إلى ما تحت ركبته.** (درمختار بيروت ٢/ ٧٠، زكريا ٢/ ٧٦)

ننگے سر نماز پڑھنا

مرد کے لئے نماز میں سر ڈھکنا اگرچہ لازم نہیں؛ لیکن بلا کسی عذر کے محض سستی اور لاپرواہی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا خلافِ ادب اور مکروہ ہے۔ **وكره صلوته حاسراً أى كاشفاً رأسه للتكاسل ولابأس به للتذلل.** (درمختار مع الشامي زكريا ٢/ ٤٠٧)

○❖○

مسائل استقبالِ قبلہ

شریعت میں قبلہ کی حیثیت

اسلامی شریعت میں قبلہ متعین کرنے کی خاص حکمت یہ ہے کہ اجتماعی عبادات میں یکسانیت اور اتحاد کی صورت پیدا کی جائے؛ کیوں کہ اگر ہر شخص کو ایک ہی جگہ رہتے ہوئے الگ الگ قبلہ متعین کرنے کا اختیار دیا جائے گا تو نہایت ناگوار افتراق کا منظر سامنے آئے گا، جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے اجتماعیت پیدا کرنے کی غرض سے تمام ہی اہل ایمان کو ایک ہی قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (بیان القرآن، معارف القرآن وغیرہ)

قبلہ کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم جس معبودِ حقیقی کی عبادت کررہے ہیں وہ نعوذ باللہ قبلہ کی جہت میں محدود ہے؛ بلکہ اسلامی عقیدہ کے اعتبار سے معبودِ حقیقی اللہ رب العالمین کی ذات والاصفات ہر قسم کی جہت اور زمان ومکان کی حدوں سے بالاتر ہے، وہ ہر جگہ وجود کی صفت سے متصف ہے، اور کوئی بھی جگہ اس کے وجود سے خالی نہیں، کیا مشرق، کیا مغرب، کیا شمال، کیا جنوب، یہ سب سمتیں پوری طرح اس کے احاطہ میں ہیں، اسی لئے اس نے قرآنِ کریم میں اعلان فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ، فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. (البقرہ ۱۱۵)

اور اللہ ہی کی مملوک ہیں مشرق بھی اور مغرب بھی، تو تم لوگ جس طرف بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ قبلہ کی طرف رخ کرنا محض اس وجہ سے ہے کہ حکم خداوندی یہی ہے، اس نے جب اور جس طرف رخ کرنے کا حکم دیا اس کی تعمیل ہی اصل مقصود ہے، ارشاد خداوندی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ الخ. (البقرة ۱۷۷)

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو یا مغرب کو، لیکن کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور انبیاء علیہم السلام پر الخ۔

گویا کہ قبلہ وکعبہ اصل مقصود نہیں؛ بلکہ رضائے حق اصل مطلوب ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ

مسلمانوں کے نزدیک کعبۂ مشرفہ بجائے خود معبود اور قابل پرستش نہیں (جیسا کہ بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں) بلکہ اس کی طرف رخ کرنے سے صرف اجتماعیت کی شان باقی رکھنا منظور ہے۔ اسی لئے حضرات علماء لکھتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کی عمارت قبلہ نہیں؛ بلکہ اس جگہ کے خلاء ہی کو آسمانوں تک قبلہ کی حیثیت حاصل ہے، اگر بالفرض کسی وجہ سے کعبۂ مشرفہ کی موجودہ عمارت نہ رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا۔ یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ''مسلمان ہرگز کعبہ پرست نہیں ہیں'' کیوں کہ اگر وہ کعبہ پرست ہوتے تو اس کی عمارت باقی نہ رہنے کی صورت میں وہ اس کی جگہ کو قبلہ نہ بناتے۔

اسی طرح کے شبہات کو دفع فرمانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قبلہ کو تبدیلی کے مرحلہ سے گذارا تاکہ یہ بات آشکارا ہوجائے کہ قبلہ اصل نہیں؛ بلکہ حکم خداوندی اصل ہے۔ چناں چہ ہجرت سے قبل تک آنحضرت ﷺ مکہ معظّمہ میں حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کے سامنے نماز ادا فرماتے تھے؛ تاکہ بیت اللہ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف بھی رخ ہوسکے، لیکن جب آپ ﷺ ہجرت فرماکر مدینہ منورہ فروکش ہوئے تو آپ ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت کی غرض سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، جس کا رخ مکہ معظّمہ کے بالکل جانب مخالف تھا۔ ۱۶-۱۷ مہینہ آپ نے اور مسلمانوں نے حکم خداوندی کی تعمیل میں بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھیں، اس کے بعد آپ ﷺ کی دلی خواہش پر بیت المقدس کے بجائے مسجد حرام بیت اللہ شریف کو دائمی قبلہ بنانے کا اعلان کردیا گیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ. (البقرہ ۱٤٤)	ہم آپ کے چہرہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لئے آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے، جو آپ کو پسند ہے، اب سے اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے، اور تم (امتی) جہاں کہیں موجود ہو اپنے چہرہ کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔

یہ تبدیلی اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ عبادت کسی خاص قبلہ کی نہیں؛ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز میں استقبال قبلہ کی شرط ایسی نہیں کہ ہر حال میں لازماً ضروری ہو؛ بلکہ بعض خاص حالت میں مثلاً شدید مرض یا سفر کے دوران غیر قبلہ کی طرف بھی نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اگر تحری کرکے نماز پڑھی اور بعد میں معلوم ہوا کہ رخ غلط تھا پھر بھی نماز معتبر قرار پاتی ہے، نیز دور سے عین قبلہ کا نہیں؛ بلکہ سمت قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہے جس میں اگر کچھ ڈگری اِدھر اُدھر رخ ہوجائے پھر بھی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ سب تفصیلات کتب فقہ میں وضاحت کے ساتھ موجود ہیں جن میں سے اہم ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

مکہ مکرمہ میں مقیم شخص کا قبلہ

مکہ معظّمہ میں مسجدِ حرام کے اندر نماز پڑھنے والے یا ایسی اونچی عمارت یا پہاڑی پر نماز پڑھنے والے کے لئے جہاں سے بیت اللہ شریف صاف نظر آتا ہو، عین کعبۂ مشرفہ کی طرف نماز پڑھنا ضروری ہے، اور حرم شریف سے باہر جو شخص نماز پڑھے اور عمارات اور مکانات کی آڑ کی وجہ سے کعبۂ مشرفہ کو نہ دیکھ سکتا ہو تو اس کے لئے کعبہ کی جہت کی طرف نماز پڑھنا کافی ہے، عین کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم نہیں۔ (حج اور بھیڑ کے زمانے میں حرم شریف کے اندر اور باہر بسا اوقات قبلہ کی طرف توجہ کرنے میں کوتاہی ہوجاتی ہے اس لئے وہاں خاص طور پر استقبالِ قبلہ کا خیال رکھا جائے)۔ **فللمكي الخ، إصابة عينها يعم المعاين وغيره لكن في البحر أنه ضعيف والأصح أن من بينه وبينها حائل كالغائب.** (درمختار بيروت ۹۷/۲، زكريا ۱۰۸/۲) **ومن كان بمكة وبينه وبين الكعبة حائل يمنع المشاهدة كأبنيَّةٍ فالأصح أن حكمه حكم الغائب.** (طحطاوي على المراقي ۱۱۶، غنية المتملي شرح منية المصلي ۲۱۸، مجمع الانهر ۸۳/۱)

مکہ معظّمہ سے باہر رہنے والوں کا قبلہ

مکہ معظّمہ کے علاوہ دنیا کے دیگر مقامات پر رہنے والوں کے لئے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم نہیں؛ بلکہ سمت قبلہ کی طرف رخ کرلینا کافی ہے (جیسے ہمارے ہندوستان میں جانب مغرب)۔ **ومن كان خارجاً عن مكة فقبلته جهة الكعبة، وهو قول عامة المشائخ وهو الصحيح.** (هنديه ۶۳/۱) **حتى لو أزيلت الموانع لايشترط أن يقع استقباله على عين الكعبة لا محالة.** (غنية المتملي ۲۱۸، شامي زكريا ۱۰۹/۱، تاتارخانية زكريا ۳۳/۲ رقم: ۱۶۰۸)

قبلہ عمارتِ کعبہ کا نام نہیں

بیت اللہ شریف کی عمارت اصل میں قبلہ نہیں؛ بلکہ جس جگہ میں وہ عمارت قائم ہے وہی زمین سے آسمان تک قبلہ ہے، لہٰذا اگر عمارت نہ بھی رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا۔ **والمعتبر في**

القبلة العرصة لا البناء فهي من الأرض السابعة إلى العرش (درمختار) أى ليس المراد بالقبلة الكعبة التى هى البناء المرتفع على الأرض ولذا لو نقل البناء إلى موضع اٰخر وصلىٰ إليه لم يجز بل تجب الصلوة إلى أرضها. (شامي بيروت ١٠٢/٢، زكريا ١١٤/٢، هندية ٦٣/١، طحطاوى على المراقى ٢١٢، تارتاخانية زكريا ٣٦/٢ رقم: ١٦١٦)

حطیم جزوِقبلہ نہیں

اگر مسجدِ حرام میں اس طرح نماز پڑھی کہ رخ صرف حطیم (بیت اللہ شریف کا شمالی خارجی حصہ جو چھ ہاتھ ایک بالشت کے بقدر ہے۔(تقریرات رافعی ۱۶۰/۳) اس سے زائد حصہ حطیم جزو کعبہ نہیں ہے شامی وغیرہ) کی طرف رہا اور کعبۂ مشرفہ کی طرف نہیں ہوا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ ولو صلى مستقبلاً بوجهه إلى الحطيم لايجوز. (هندية ٦٣/١، تارتاخانية زكريا ٣٨/٢ رقم: ١٦٢٧)

کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھنے والے کا قبلہ

"کعبۂ مشرفہ" کے اندر یا اس کی چھت پر تنہا نماز پڑھنے والا شخص کسی جانب بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، وہاں رہتے ہوئے ہر جانب اس کے لئے قبلہ ہے۔ ولو صلى فى جوف الكعبة أو على سطحها جاز إلى أيّ جهةٍ توجه. (هندية ٦٣/١، النتف ٤٣، تارتاخانية زكريا ٣٧/٢ رقم: ١٦٢٣)

کعبہ کے اندر نماز باجماعت میں صفوں کی ترتیب

اگر بیت اللہ شریف میں نماز باجماعت ادا کی جائے تو امام اور مقتدیوں کے مقام اور صفوں کی ترتیب کے اعتبار سے کل سات صورتیں نکلتی ہیں جن میں سے چھ جائز اور ایک ناجائز ہے۔ تفصیل یہ ہے:

(۱) امام دیوار کی طرف پشت کر کے اور مقتدیوں کی طرف چہرہ کر کے کھڑا ہو اور سب مقتدیوں کا رخ امام کی طرف ہو۔

(۲) امام دیوار کی طرف رخ کرے اور سب مقتدی اس کے بالمقابل دوسری دیوار کی طرف رخ کریں گویا کہ امام کی پشت مقتدیوں کی پشت کی طرف اور مقتدیوں کی پشت امام کی پشت کی طرف۔

(۳) مقتدیوں کا رخ امام کی پشت کی طرف ہو جیسا کہ عام جماعت میں ہوتا ہے۔

(۴) سب مقتدی امام کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوں۔

(۵) مقتدیوں کا رخ امام کے دائیں بائیں پہلو کی طرف ہو۔

(٦) امام کا رخ مقتدیوں کے پہلو کی طرف ہو۔

مذکورہ سب صورتوں میں جماعت درست ہے اس لئے کہ خاص اس رخ میں جس کی طرف امام نماز پڑھ رہا ہے کوئی مقتدی اس رخ میں اس سے آگے نہیں بڑھ رہا ہے، کیوں کہ بقیہ مقتدیوں کا رخ دوسری جانب ہے جو ممنوع نہیں۔

(۷) اور اگر امام کا رخ مقتدیوں کی پشت کی طرف ہو تو ان مقتدیوں کی نماز درست نہ ہوگی، اس لئے کہ وہ خاص اسی رخ میں امام سے آگے واقع ہو رہے ہیں۔

وإن صلوا جماعة فإنها علی سبعة أوجه: أحدها: أن یکون وجه الإمام إلیٰ وجه القوم ووجه القوم إلیٰ وجه الإمام. والثانی: أن یکون ظهر الإمام إلیٰ ظهر القوم وظهر القوم إلیٰ ظهر الإمام. والثالث: أن یکون وجه القوم إلیٰ ظهر الإمام. والرابع: أن یکون جنب القوم إلیٰ جنب الإمام. والخامس: أن یکون وجه القوم فی جنب الإمام. والسادس: أن یکون وجه الإمام فی جنب القوم ففی کل هٰذه الوجوه جازت صلاتهم متفقاً علیه. والسابع: أن یکون وجه الإمام فی ظهر القوم فعند الفقهاء لا تجوز صلاته لأنه غایة الخلاف والانحراف. (النتف فی الفتاویٰ ٤٣، تارتاخانیة زکریا ٢/٣٧ رقم: ١٦٢٥)

مسجدِ حرام میں امام سے آگے اس رخ میں نماز پڑھنا

مسجدِ حرام میں امام جس جانب امامت کررہا ہو اس رخ میں امام سے آگے نماز پڑھنے

والوں کی نماز درست نہ ہوگی؛ البتہ دوسرے رخ میں اگر بالکل کعبۂ مشرفہ کی دیوار کے قریب نماز پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (آج کل ناواقفیت کی وجہ سے مسجدِ حرام میں اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے، امام صاحب دھوپ کے وقت یا زیادہ بھیڑ کی وجہ سے یا نماز تراویح میں رکنِ یمانی اور حجر اسود کے بالمقابل مکبرہ (شیشے والے کمرے) کے نیچے نماز پڑھاتے ہیں، اور بہت سے حضرات اسی جانب آگے مطاف میں نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، اس لئے امام کی جگہ دیکھ کر ہی وہاں نماز کی نیت باندھنی چاہئے، ایسا نہ ہو کہ غفلت کی وجہ سے نماز ہی صحیح نہ ہو۔ نیز حرم شریف کی انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ امام جب پیچھے کھڑا ہو تو اس سے آگے رکاوٹ وغیرہ لگا کر نماز پڑھنے سے روکیں؛ تاکہ لوگوں کی نمازیں فاسد نہ ہوں، جیسا کہ کم بھیڑ کے زمانے میں اور تراویح کے دوران یہ انتظام کیا جاتا ہے) **ولو تقدم على الإمام من غير عذر فسدت صلاته.** (هندية ۱/ ۱۰۳) **قال القدوري رحمه الله: إن صلوا جماعة استداروا حول الكعبة بهٰذا جرت العادة، ومن كان منهم أقرب إلى الكعبة في الإمام فإن كان في الجهة التي يصلي إليها الإمام لم يجز وإن كان في جهة أخرىٰ جاز.** (تارتاخانية زكريا ۲/ ۶۳ رقم: ۱۶۱۷)

قبلہ کی سمت جاننے کے ذرائع

جن شہروں اور آبادیوں میں پرانی مساجد موجود ہوں انہی مساجد کی محرابوں کو قبلہ کا معیار بنایا جائے گا، اور جہاں پہلے سے مساجد تعمیر شدہ نہ ہوں تو وہاں کے آس پاس رہنے والے مسلمانوں سے قبلہ کی تحقیق کی جائے گی، اور جن جگہوں پر کوئی بتانے والا نہ ملے مثلاً جنگلات یا نو تعمیر آبادیاں تو ان میں قطب نما اور چاند سورج وغیرہ کے ذریعہ سمت کی پہچان کر کے غور وفکر کے بعد قبلہ متعین کیا جائے گا۔ **وجهة الكعبة تعرف بالدليل، والدليل فى الأمصار والقرىٰ المحاريب التى نصبها الصحابة والتابعون فعلينا اتباعهم، فإن لم تكن فالسوال من أهل ذٰلك الموضع، وأما فى البحار والمفاوز فدليل القبلة النجوم، هكذا فى فتاوى قاضى خان.** (هنديه ۱/ ۶۳) **وعلى ما وضعوه لها من الاٰلات كالربع والاصطرلاب فإنها إن لم**

تفد اليقين تفيد غلبة الظن للعالم بها وعليه الظن كافية في ذٰلك. (شامی بیروت۲/ ۱۰۰، زکریا ۲/ ۱۱۲، مجمع الانهر ۱/ ۸۳، الجوهرة النيرة ۱/ ۶۸، تاترخانية زكريا ۲/ ۳۴-۳۵ رقم: ۱۶۱۱)

کیا قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کا قول معتبر ہے؟

اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں یہ پتہ ہی نہ ہو کہ قبلہ کس سمت میں ہے یعنی مثلاً یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں سے قبلہ مشرق کی جانب ہے یا مغرب کی؟ تو اگر کوئی غیر مسلم ایسی جگہ قبلہ کی سمت بتائے تو محض اس کی خبر کا اعتبار نہ ہوگا جب تک کہ قرائن سے اس کی تصدیق نہ ہوجائے، اور اگر ایسی جگہ ہے جہاں اتنا تو معلوم ہے کہ قبلہ یہاں مثلاً جانبِ مغرب ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ مغرب کدھر ہے تو مغرب کا رخ جاننے کے لئے کسی غیر مسلم سے بھی تحقیق کی جاسکتی ہے اور محض رخ بتانے میں اس کی خبر معتبر ہوگی جب کہ اس کی سچائی کا غالب گمان ہوجائے۔ ولا يقبل خبر الكافر والفاسق والصبى لعدم قبول خبرهم فى أمور الديانات إلا إذا غلب علىٰ ظنه صدقهم. (الفقه الحنفى فى ثوبه الجديد ۱/ ۱۹۷) لأن قول الكافر مقبول فى المعاملات، الخ. (هداية ۴/ ۴۳۷)

برصغیر ہند و پاک میں قبلہ کا صحیح رخ جاننے کا آسان طریقہ

برصغیر ہند و پاک اور اس سے جانب مشرق میں واقع تمام علاقہ جات میں سمتِ قبلہ معلوم کرنے کا آسان اور محتاط طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے سب سے بڑے دن (۲۲/جون) اور موسم سردی کے سب سے چھوٹے دن (۲۲/دسمبر) سورج غروب ہونے کی جگہ دیکھ لی جائے تو قبلہ ان دونوں مقامات کے درمیان ہوگا، یعنی اس درمیانی رخ میں کسی طرف بھی نماز پڑھنا درست رہے گا۔ (جواہر الفقہ ۱/ ۲۷۶) وقال العلامة الشامي: أقربها إلى الصواب قولان، الأول: أن ينظر من مغرب الصيف في أطول أيامه ومغرب الشتاء في أقصر أيامه فليدع الثلثين فى الجانب الأيمن والثلث فى الأيسر والقبلة عند ذٰلك ولو لم يفعل هٰكذا وصلىٰ فيما بين المغربين يجوز، وإذا وقع خارجاً منها لايجوز بالإتفاق. (شامی بیروت ۲/ ۹۹، زکریا ۲/ ۱۱۱، حلبی کبیر ۲۱۸)

قبلہ سے معمولی انحراف مضر نہیں

مکہ سے باہر رہنے والے شخص نے اگر قبلہ کی سمت سے معمولی طور پر ہٹ کر نماز پڑھی تو بھی نماز درست ہو جائے گی۔ معمولی انحراف کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس قدر انحراف ہو کہ نمازی کی پیشانی کا کوئی نہ کوئی حصہ قبلہ کی سیدھ میں باقی رہے اس کی مقدار فقہاء نے دونوں جانب ۴۵-۴۵ درجہ مقرر کی ہے۔ (امداد المفتیین ۳۱۳/۲، جواہر الفقہ ۲۴۲/۱، احسن الفتاویٰ ۳۱۳/۲) **فيعلم منه أنه لو انحرف عن العين انحرافاً لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز، ويؤيده ما قال في الظهيرية: إذا تيامن أو تياسر تجوز لأن وجه الإنسان مقوس، لأن عند التيامن أو التياسر يكون أحد جوانبه إلى القبلة.** (شامي بيروت ۹۸/۲، زكريا ۱۰۹/۲)

سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص مثلاً سفر میں ہو اور اسے سمتِ قبلہ معلوم نہ ہو اور نہ ہی کوئی بتانے والا موجود ہو تو تحری کرنا اس پر فرض ہے یعنی قبلہ کی تعیین میں غور وفکر اور علامات وقرائن کا جائزہ لے کر نماز پڑھنا اس پر لازم ہے۔ **وإن اشتبهت عليه القبلة وليس بحضرته من يسأله عنها اجتهد وصلىٰ.** (هندية ٦٤/١) **ويتحرىٰ عاجز عن معرفة القبلة.** (درمختار زكريا ١١٥/٢، بيروت ١٠٣/٢، تبيين الحقائق ٢٦٦/١)

نماز کے بعد قبلہ کی غلطی کا علم ہوا

اگر کسی شخص نے تحری کر کے کسی طرف نماز پڑھی پھر نماز سے فراغت کے بعد علم ہوا کہ اس نے غلط رخ پر نماز پڑھی ہے تو نماز صحیح ہوگئی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **فإن علم أنه أخطأ بعد ما صلىٰ لا يعيدها.** (هندية ٦٤/١، درمختار مع الشامي زكريا ١١٦/٢، بيروت ١٠٣/٢، تبيين الحقائق ٢٦٧/١)

دورانِ نماز معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے

اگر تحری کر کے نماز شروع کی پھر دورانِ نماز میں ہی معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری جانب ہے تو

نماز ہی میں اس جانب گھوم جائے، ازسرنولوٹانے کی ضرورت نہیں۔ **وإن علم وهو في الصلوة استدار إلى القبلة وبنى عليها.** (هندية ۱/ ٦٤ ، درمختار مع الشامي زكريا ۲/ ۱۱٦ ، بيروت ۲/ ۱۰۳ ، تبيين الحقائق ۱/ ۲٦٨)

بغیر تحری کے نماز پڑھنا

جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو اس کے لئے تحری کے بغیر نماز شروع کرنا درست نہیں ہے۔ تاہم اگر تحری کے بغیر نماز شروع کردی اور فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی قبلہ رخ نماز پڑھی ہے تو نماز درست ہوگئی، اور اگر دوران نماز ہی یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ قبلہ کا رخ صحیح یا غلط ہے تو نماز فاسد قرار پائے گی اور ازسرنو پڑھنی ہوگی۔ **فإن شرع بلا تحر فعلم بعد فراغه أنه أصاب صحت وإن علم بإصابة فيها فسدت.** (نور الايضاح ٦٩) **وإن شرع بلا تحر لم يجز وإن أصاب إلا إذا علم إصابته بعد فراغه فلا يعيد اتفاقاً. (درمختار) بخلاف صورة عدم التحري فإنه لم يعتقد الفساد بل هو شاك فيه وفي عدمه فإذا ظهرت أصابته بعد التمام زال أحد الاحتمالين وتقرر الأخر بلا لزوم بناء القوى على الضعيف بخلاف ما إذا علم الإصابة قبل التمام.** (درمختار مع الشامي بيروت ۲/ ۱۰٦ ، زكريا ۲/ ۱۱۹ غنية المتملي شرح منية المصلي ۲۲۲ ، تبيين الحقائق ۱/ ۲٦۹)

ریل اور جہاز میں استقبالِ قبلہ

ریل، کشتی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز جیسی سواریوں میں نماز فرض یا نفل پڑھتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے، بعض ناواقف لوگ بلا عذر کے ریل وغیرہ کے سفر میں قبلہ کا لحاظ کئے بغیر جدھر چاہتے ہیں حسب سہولت نماز پڑھ لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔ **ومن أراد أن يصلي في سفينةٍ تطوعاً أو فريضةً فعليه أن يستقبل القبلة ولا يجوز له أن يصليَ حيث ما كان وجهه.** (هندية ۱/ ٦٤) **وإن شرع بلا تحر لم يجز وإن أصاب.** (درمختار زكريا ۲/ ۱۱۹ ، بيروت ۲/ ۱۰٦)

دورانِ نماز ریل اور جہاز کا گھوم جانا

اگر نماز کے دوران ریل یا جہاز وغیرہ کا رخ قبلہ سے پھر جانے کا علم ہو جائے تو نمازی پر لازم ہے کہ وہ بھی گھوم کر اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لے، اگر گھوم جانے کا اندازہ نہ ہو تو اسی طرح نماز درست ہو جائے گی۔ **حتی لو دارت السفينةُ وهو يصلي توجه إلى القبلة حيث دارت.** (هندية ١/ ٦٤) **وإن علم به في صلاته الخ استدار وبني.** (تنوير الابصار مع الدر المختار زكريا ٢/ ١١٦، بيروت ٢/ ١٠٣)

فرض نمازوں میں استقبالِ قبلہ سے عاجز رہ جانے والے کا حکم

اگر کوئی شخص معقول عذر کی وجہ سے قبلہ رخ نماز پڑھنے سے قاصر ہو تو اس سے استقبالِ قبلہ کی شرط ساقط ہو جاتی ہے اور وہ حسبِ سہولت کسی طرف بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ معقول عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں: (۱) مریض اتنا کمزور ہے کہ وہ خود قبلہ رو نہیں ہو سکتا اور اس کا کوئی تیماردار بھی نہیں ہے جو اسے قبلہ رخ کر سکے (۲) قبلہ رخ نماز پڑھنے میں جانی یا مالی نقصان کا شدید خطرہ ہو (۳) آدمی سواری پر سوار ہو اور نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو، کوئی پاک جگہ نماز کے لئے میسر نہ ہو (۴) سواری سے اتر کر چڑھنے کی قدرت نہ ہو خواہ اپنی کمزوری کی وجہ سے یا سواری کے سرکش ہونے کی وجہ سے (۵) مسافر سواری رکوانے پر قادر نہ ہو اور نماز کا وقت نکلا جا رہا ہو (٦) سواری روک کر نماز پڑھنے میں بقیہ قافلہ والوں سے بچھڑ کر اکیلے رہ جانے کا خطرہ ہو ان جیسی صورتوں میں فرض نماز قبلہ کے علاوہ رخ پر پڑھنا بھی درست ہے۔ **وقبلة العاجز عنها لمرض وإن وجد موجها عند الإمام أوخوف مال وكذا كل من سقط عنه الأركان جهة قدرته ولو مضطجعاً بإيماء لخوف رؤية عدو ولم يعد لأن الطاعة بحسب الطاقة.** (درمختار) **ويشترط في الصلوة على الدابة إيقافها إن قدر وإلا بأن خاف الضرر كان تذهب القافلة وينقطع فلا يلزمه إيقافها ولا استقبال الكعبة.** (شامی بيروت ٢/ ١٠٣، زكريا ٢/ ١١٥، كبيری ٢١٩، تبيين الحقائق ١/ ٢٦٥، هندية ١/ ٦٣، تارتاخانية زكريا ٢/ ٣٨ رقم: ١٦٢٨)

سواری پر نفل نماز پڑھنے والے کے لئے رخصت

دورانِ سفر جس رخ پر سواری جارہی ہو اس رخ پر نفل نماز پڑھنا بلا عذر بھی مطلقاً جائز ہے، مگر اس سے وہ سواری مراد ہے جس میں چلتے ہوئے قبلہ رخ نماز پڑھنے کی رعایت نہ رکھی جاسکتی ہو جیسے اونٹ، گھوڑا، موٹر سائیکل وغیرہ، لیکن اگر سواری وسیع ہو جیسے ریل، ہوائی جہاز، اور بس وغیرہ تو اس میں نماز نفل کے لئے بھی قبلہ رخ ہونا ضروری ہوگا، کیوں کہ یہ بڑی سواریاں کشتیوں کے حکم میں ہیں اوران میں قبلہ کا لحاظ کرنا متعذر نہیں ہے۔ **وأما فی النفل فتجوز علی المحمل والعجلة مطلقا.** (تنویر) **أی سواء کانت واقفة أو سائرة علی القبلة أولا، قادر علی النزول أولا، طرف العجلة علی الدابة أولا.** (شامی بیروت ۲/ ۴۲۸، زکریا ۲/ ۴۹۱، ھندیة ۱/ ۶۳)

نماز کے دوران سینہ قبلہ سے پھر جانا

اگر نماز کے دوران نمازی کا سینہ قبلہ کے رخ سے بلا عذر پوری طرح پھر گیا تو فوراً نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھول سے بلا عذر پھر گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فوراً صحیح رخ پر کرلیا تو نماز فاسد نہ ہوگی، اگر ایک رکن یعنی تین تسبیحات پڑھنے کے بقدر رخ پھرا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ **والحاصل أن المذهب أنه إذا حول صدره فسدت وإن کان فی المسجد إذا کان من غیر عذر کما علیه عامة الکتب وأطلقه فشمل ما لو قل أو کثر وهذا لو باختیاره وإلا فان لبث مقدار رکن فسدت وإلا فلا.** (شامی بیروت ۲/ ۳۳۴، شامی زکریا ۲/ ۳۸۸)

نماز کے دوران چہرہ قبلہ سے پھر جانا

نماز میں صرف چہرہ قبلہ سے پھر جانے سے اگرچہ نماز فاسد نہیں ہوتی، مگر یہ فعل مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔ **والالتفات بوجهه کله أو بعضه للنهی.** (درمختار) **وینبغی أن تکون تحریمیةً کما هو ظاهر الأحادیث.** (شامی بروت ۲/ ۳۵۴، زکریا ۲/ ۴۱۰)

○❖○

نیت کے مسائل

نیت کی حقیقت

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے۔ **وعرفها القاضي البيضاوي: بأنها شرعاً الإرادة المتوجهة نحو الفعل ابتغاءً لوجه الله تعالىٰ وامتثالاً لحكمه.** (الاشباه والنظائر قدیم ۱/۵۶، جدید زکریا ۱۰۹، قواعد الفقہ ۵۳۷)

نیت کا مقصد

نیت کرنے سے مقصود شرعاً دو چیزیں ہیں: (۱) عبادات کو عادات سے امتیاز کرنا (مثلاً کھڑا ہونا کبھی محض طبعی خواہش کی بنا پر ہوتا ہے اور یہی کھڑا ہونا جب نماز کی نیت سے ہو تو عبادت بن جاتا ہے) (۲) بعض عبادات کو بعض سے ممتاز کرنا (مثلاً ظہر اور عصر کی رکعات ایک جیسی ہیں مگر نیت الگ الگ ہونے سے یہ الگ الگ عبادتیں قرار پاتی ہیں) **المقصود منها تمييز العبادات من العادات، وتمييز بعض العبادات عن بعض.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۱/۵۷، جدید زکریا ۱۰۹)

کیا زبان سے نیت کرنا ضروری ہے؟

نیت صرف دل سے ارادہ کرلینے کا نام ہے، لہٰذا نیت کی صحت کے لئے زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں ہے؛ لیکن جو شخص زبان سے الفاظِ نیت ادا کئے بغیر اپنے دل کو مستحضر کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے زبانی نیت کرنا بھی کافی ہے؛ بلکہ بہتر ہے۔ **لا يشترط مع نية**

القلب التلفظ فی جمیع العبادات. (الاشباہ والنظائر قدیم ۸۸/۱، جدید زکریا ۱۶۳) **وفی القنیة والمجتبی: ومن لایقدر أن یحضر قلبه لینوی بقبله أو یشک فی النیة یکفیه التکلم بلسانه لأنه لایکلف اللّٰه نفساً إلا وسعها.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۸٤/۱، جدید زکریا ۱۵٦) **فالحاصل أن حضور النیة بالقلب من غیر احتیاج إلی اللسان أفضل وأحسن، وحضورها بالتکلم باللسان إذا تعسر بدونه حسن والاکتفاء بمجرد التکلم من غیر حضورها رخصة عند الضرورة وعدم القدرة علی استحضارها.** (شرح المنیة ۲۵۵، شامی زکریا ۹۱/۲، البحر الرائق ۱۷۷/۱)

منفرد نمازی کی نیت

اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے صرف دل سے یہ ارادہ کرلینا کافی ہے کہ میں فلاں وقت کی فرض نماز (مثلاً ظہر، عصر) ادا کر رہا ہوں (تعداد رکعات اور قبلہ رخ ہونے کی نیت لازم نہیں)

والمفترض المفرد لایکفیه نیة مطلق الفرض الخ، ما لم یقل فی نیة الظهر والعصر مثلاً الخ. فإن نوی فرض الوقت الخ، أجزأه الخ، ولایشترط نیة إعداد الرکعات. (غنیة المتملی شرح منیة المصلی ۲٤۹، تاتارخانیة زکریا ٤۰/۲ رقم: ۱٦۳۵) **وأما استقبال القبلة فشرط الجرجانی لصحته النیة والصحیح خلافه.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۳٦/۱، جدید زکریا ۷٦، البحر الرائق ۱۷۷/۱)

مقتدی کی نیت

جماعت میں شامل ہونے والے مقتدی کے لئے دو باتوں کی نیت ضروری ہے: اول یہ کہ متعین کرے کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے؟ دوسرے یہ نیت کرے کہ میں اس محراب میں کھڑے ہوئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ **وأما المقتدی فینوی الاقتداء أیضاً ولایکفیه فی صحة الاقتداء نیة الفرض والتعیین أی تعیین الفرض؛ بل یحتاج فی صحته**

إلى نيتين نية الصلوٰة مطلقاً إن تطوعاً ومعينةً إن غيره ونية المتابعة للامام. (شرح المنية/ ۲۵۱) **ولايصح الاقتداء بإمام إلّا بنية.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۳٤، جديد زكريا ۷۲)

امام کے لئے امامت کی نیت لازم نہیں

جماعت کی نماز میں امام کے امام بننے کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ نماز کے ساتھ اپنے امام ہونے کی بھی نیت کرے؛ بلکہ امامت کی نیت کے بغیر بھی مقتدیوں کے لئے اس کی اقتدا کرنا درست ہوجائے گا، تاہم امام کو امامت کا ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ امامت کی نیت کرے۔ **ولايحتاج الإمام في صحة الاقتداء بہٖ إلى نية الإمامة حتى لو شرع على نية الانفراد فاقتدى بہٖ يجوز.** (شرح المنية ۲۵۱) **وتصح الإمامة بدون نيتها.** (الاشباه والنظائر جديد ۷۲) **إلا أنّه لايكون مثاباً عليها لما تقدم أنه لا ثواب إلا بالنية.** (غمز عيون البصائر ۱/ ۳٤)

عورتوں کی اقتداء کی نیت

عام نمازوں میں (جن میں مجمع زیادہ نہیں ہوتا) عورتوں کی نماز باجماعت میں شمولیت اسی وقت درست ہوگی جب کہ امام (عموماً یا خصوصاً) ان کی اقتداء کی بھی نیت کرے، اگر امام نے عورتوں کی نیت نہیں کی تو مقتدی عورتوں کی نماز درست نہ ہوگی؛ البتہ جمعہ وعیدین (یا جہاں مجمع کثیر ہو مثلاً حرمین شریفین) میں امام کی نیت کے بغیر بھی عورتوں کی اقتداء درست ہے (لیکن عورتوں کے لئے جماعت سے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں اپنے گھروں میں ہی تنہا نماز پڑھنا افضل ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے) **فان اقتداء هن به لايجوز ما لم ينو أن يكون إماماً لهن أو لمن تبعه عموماً.** (شرح المنية ۲۵۱، الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۳۵، جديد زكريا ۷۳) **واستثنىٰ بعضهم الجمعة والعيدين وهو الصحيح كما في الخلاصة.**

(الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۳۵، جديد زكريا ۷۳)

نیت کا اصل وقت

عین نماز شروع کرنے سے قبل نیت کا استحضار افضل ہے (اگرچہ اس سے پہلے کا ارادہ بھی معتبر ہوجاتا ہے) البتہ اگر نماز شروع کرنے کے بعد نیت کی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ **أجمع أصحابنا أنَّ الأفضل أن تکون مقارنةً للشروع ولا یکون شارعاً بنیة متأخرة.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۸۱/۱، جدید زکریا ۱۵۰) **فالحاصل جواز الصلوٰة عندنا بنیة متقدمة إذا لم یفصل بینها وبین التکبیر عمل لیس للصلوٰة.** (غنیة ۲۵۵)

استحضارِ نیت کی علامت

نیت مستحضر ہونے کی علامت یہ ہے کہ مثلاً نماز شروع کرنے سے پہلے کسی شخص سے پوچھا جائے کہ بتاؤ کون سی نماز پڑھنے کا ارادہ ہے؟ تو وہ بلا کسی تأمل کے فوراً صحیح جواب دیدے، اگر ذرا بھی توقف کرے گا اور سوچنے کی ضرورت پڑے گی تو سمجھا جائے گا کہ اس کی نیت حاضر نہیں ہے۔ **وعلامة التعیین للصلوٰة أن تکون بحیث لو سئل أی صلوٰة تصلی یمکنه أن یجیب بلا تأمل.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۵۸/۱)

کیا پوری نماز میں نیت کا استحضار لازم ہے؟

نیت کی ضرورت صرف نماز کے شروع کرنے سے قبل پڑتی ہے، بعد میں ارکانِ نماز ادا کرتے وقت نیت کا استحضار ضروری نہیں ہے (یعنی بعد میں استحضار نہ بھی رہے تو بھی نماز ادا ہوجائے گی؛ البتہ افضل یہی ہے کہ اخیر نماز تک خشوع وخضوع اور استحضار باقی رکھا جائے) **قالوا فی الصلاة لا تشترط النیة فی البقاء للحرج.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۸۳/۱)

قضاء عمری کی نیت

کسی شخص پر اگر لمبی مدت کی نمازیں قضا ہوں تو ان کو ادا کرتے وقت نیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نیت کرے کہ میں مثلاً قضا شدہ ظہر کی نمازوں میں سے پہلی یا آخری ظہر ادا کررہا ہوں، ہر

قضانماز میں اسی طرح نیت کرتا رہےتو اسی نیت سے اس کی نمازیں ادا ہوتی رہیں گی۔ **ولو نوی أول ظهر عليه أو آخر ظهر عليه جاز، وهٰذا هو المخلص لمن لم يعرف أوقات الفائتة أو اشتبهت عليه أو أراد التسهيل على نفسه.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۶۰، شامی زکریا ۱/ ۶۹، تاتارخانية ۱/ ۴۲۹)

کسی نقص کی وجہ سے واجب الاعادہ نماز کی نیت

اگرکوئی نمازکسی مکروہ تحریمی کےارتکاب یا ترکِ واجب کی بناپر واجب الاعادہ ہونے کی وجہ سے لوٹائی جائے تواس میں یہ نیت کی جائے گی کہ میں فرض میں نقصان کی تلافی کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں، اس لئے کہ فرض تو پہلی نماز سے ساقط ہوگیا۔ اور یہ دوسری نماز اصل میں نفل ہےجس کا مقصد نقصانِ فرض کی تلافی ہے۔ **وأما الصلاة المعادة لارتكاب مكروه أو ترك واجب فلا شك أنها جابرة لا فرض لقولهم بسقوط الفرض بالأولى فعلى هذا ينوى كونها جابرة لنقص الفرض على أنها نفل تحقيقاً.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۷۲)

نماز وتر کی نیت

وتر پڑھتے وقت صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز وتر پڑھ رہا ہوں، وتر واجب کہنے کی ضرورت نہیں۔ **وينوى الوتر لا الوتر الواجب للاختلاف فيه.** (الاشباه والنظائر قديم ۱/ ۶۲)

سننِ مؤکدہ میں تعیین شرط نہیں

سننِ مؤکدہ میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں اتنی رکعت نماز پڑھ رہا ہوں، یہ کہنا لازم نہیں کہ میں مثلاً فجر یا ظہر کی سنت ادا کر رہا ہوں، اس تعیین کے بغیر بھی سنتیں ادا ہو جاتی ہیں (اور اگر کوئی متعین کرلےتو کوئی حرج بھی نہیں) **المصلي إذا كان متنفّلا سواء كان ذٰلك النفل**

سنة مؤكدة أوغيرها يكفيه مطلق نية الصلاة و لا يشترط تعيين ذلک النفل بأنه سنة الفجر مثلا. (غنية المتملى شرح منية المصلى ٢٤٧، الاشباه و النظائر قديم ٦٣/١)

نماز تراویح کی نیت

تراویح کی نماز اگرچہ محض مطلق نماز کی نیت سے بھی ہوسکتی ہے تاہم متعین کر کے تراویح کی نیت کر لی جائے تو بہتر ہے۔ **واختلف التصحیح فی التراویح هل تقع التراویح بمطلق النية أولا بد من التعيين فصحح قاضی خان الاشتراط والمعتمد خلافه كالسنن الرواتب.** (الاشباه والنظائر قديم ٦٣/١، شرح المنية ٢٤٨)

نوافل میں مطلق نیت

نفل نمازوں میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں وقت وغیرہ کی تعیین ضروری نہیں ہے۔ **وأما النوافل فاتفق أصحابنا أنها تصح بمطلق النية.** (الاشباه والنظائر قديم ٦٢/١)

نمازِ جنازہ کی نیت

نمازِ جنازہ میں نماز کی نیت کے ساتھ میت کے لئے دعاء اور سفارش کی بھی نیت کی جائے گی۔ **وفی صلاة الجنازة ینوی الصلوٰة لله تعالى والدعاء للميت.** (الاشباه والنظائر قديم ٦٢/١)

سجدۂ تلاوت کی نیت

سجدۂ تلاوت میں بھی نیت ضروری ہے، اس میں یہ نیت کی جائے کہ آیتِ سجدہ پڑھنے سے جو سجدہ مجھ پر واجب ہوا ہے وہ ادا کر رہا ہوں۔ **وسجود التلاوة كالصلوٰة.** (الاشباه والنظائر قديم ٣٥/١)

کیا ہر آیتِ سجدہ کے لئے الگ الگ نیت ضروری ہے؟

سجدۂ تلاوت ادا کرتے وقت یہ لازم نہیں کہ آیتِ سجدہ کی تعیین کی جائے؛ بلکہ مطلق نیت سے بھی سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے۔ **ولا یلزمه التعیین فی سجود التلاوة لأيّ تلاوةٍ سجد لها کما فی القنیة.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۶۲/۱)

خطبۂ جمعہ کے لئے نیت کی شرط

خطبۂ جمعہ کے لئے بھی نیت کرنا شرط ہے اگر خطبہ کی نیت نہ ہو تو محض الفاظ ادا کرنے سے خطبہ معتبر نہ ہوگا۔ **وأما النیة للخطبة فی الجمعة فشرط صحتها.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۳۶/۱)

رکعات کی تعداد میں غلطی مضر نہیں

اگر کسی شخص سے نیت کرتے وقت نماز کی رکعتوں کی تعداد میں غلطی ہوجائے (مثلاً کہا کہ میں ظہر کی نماز ۳/رکعت پڑھ رہا ہوں) تو بھی نماز درست ہوجائے گی؛ اس لئے کہ تعداد رکعات کا بیان ضروری نہیں؛ لہٰذا اس میں غلطی مضر بھی نہیں۔ **فلو عیّن عدد رکعات الظهر ثلثاً أو خمساً صح لأن التعیین لیس بشرط فالخطأ فیه لایضر.** (الاشباہ والنظائر قدیم ۶۶/۱، هندیة ۶۶/۱)

اداء اور قضاء کی نیت میں الٹ پلٹ

اگر ادا نماز پڑھتے وقت قضاء کی نیت کرلی، یا قضا پڑھتے وقت ادا کی نیت کرلی پھر بھی نماز صحیح ہوجائے گی۔ **أما جواز القضاء بنیة الأداء وعکسه فمجمع علیه عندنا.** (شرح المنیة ۲۵۳، الاشباہ والنظائر قدیم ۶۶/۱)

فرائض میں ریا کا اعتبار نہیں

اگر کوئی شخص لوگوں کو دکھاوے کے لئے نماز پڑھے تو اگرچہ اسے ثواب نہیں ملے گا؛ لیکن

اس ریا کاری کے باوجود اس سے فرض ساقط ہوجائے گا، اور اس نماز کی قضا اس پر بعد میں لازم نہ ہوگی۔ **لکن صرح فی الخلاصة بأنه لاریاء فی الفرائض الخ، أی فی حق سقوط الواجب.** (الاشباه والنظائر قدیم ۷٤/۱)

ریا کی علامت

اصلی ریا کی پہچان یہ ہے کہ جب آدمی لوگوں کے سامنے ہوتو نماز پڑھے اور جب تنہائی کا موقع ہوتو نماز ہی چھوڑ دے۔ اور اگر حالت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے نماز بہت عمدگی سے پڑھتا ہے اور تنہائی میں جلد بازی میں ٹرخا لیتا ہے تو اسے اگرچہ اصل نماز کا ثواب ملے گا؛ لیکن عمدگی کے اجر سے وہ محروم رہے گا۔ **والریاء أنه لو خلی عن الناس لایصلی ولو کان مع الناس یصلی فأما لو صلی مع الناس یحسنها ولو صلی وحده لا یحسنها فله ثواب أصل الصلوٰة دون الإحسان.** (الاشباه والنظائر قدیم ۷٥/۱)

نماز کے فرائض

فرائضِ نماز

نماز کے فرائض چھ ہیں: (۱) تحریمہ: کلماتِ ذکر (جیسے اللہ اکبر) سے نماز شروع کرنا (۲) قیام: فرض، واجب اور نذر کی نمازوں میں کھڑا ہونا (۳) قرأت: یعنی فرض نماز کی دو رکعتوں اور سنن، نوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) سجدہ کرنا (۶) تشہد پڑھنے کے بقدر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنا۔ **فرائض الصلوٰۃ ستة : التحريمة والقيام والقراء ة والركوع والسجود والقعدة فی اٰخر الصلوٰۃ مقدار التشهد.** (هداية ۹۸/۱، الجوهرة النيرة ۶۹/۱، تاترخانية قديم ۴۳۶/۱، زكريا ۴۷/۲ رقم: ۱۶۸۸)

علاوہ ازیں بعض ائمہ کے نزدیک نماز کے افعال میں تعدیل (اطمینان) اور اپنے ارادہ سے نماز سے نکلنا بھی فرائض میں شامل ہے۔ (حلبی کبیر ۲۵۷)

ان پڑھ اور گونگا کیسے نماز شروع کرے؟

اگر کوئی شخص بالکل ان پڑھ اور جاہل ہو کہ الفاظِ تحریمہ جانتا ہی نہ ہو، یا گونگا ہو کہ حروف اس کی زبان سے نکل ہی نہ سکیں تو ایسے معذور افراد کے لئے زبان سے تحریمہ کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں؛ بلکہ صرف تحریمہ کی نیت ہی سے ان کی نماز شروع ہوجائے گی۔ **أما الأمي والأخرس لو افتتحا بالنية جاز لأنهما أتيا بأقصى ما في وسعهما.** (شامي بيروت ۱۱۳/۲، زكريا ۱۲۸/۲، البحر الرائق ۲۹۱/۱)

"اللہ اکبار" کہنا مفسد صلوٰۃ ہے

اگر دورانِ نماز تکبیر کہتے وقت "اللہ اکبر" کے بجائے "اللہ اکبار" کے الفاظ نکالے تو اصح قول کے مطابق نماز فاسد ہوجائے گی، اور ایسے الفاظ اگر شروع میں نکالے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ **وإن**

قال اللّٰـه أكبـار بـإدخـال ألف بيـن الباء والراء، لايصير شارعاً وإن قال ذٰلك في خلال الصلاة تفسد صلاته، قيل: لأنه إسم من أسماء الشيطان وقيل لأنه جمع كبر بـالتـحـريك وهـو الـطبل وقيل يصير شارعاً و لا تفسد صلا ته لأنه اشباع و الأول أصح. (حلبی کبیر ۲۵۹ – ۲۶۰، شامی زکریا ۱۷۹/۲، الجوهرة النيرة ۷۳/۱، مجمع الا نهر ۹۱/۱)

''آللہ اکبر'' یا ''اللہ آکبر'' کہنے کا حکم

اگر کسی شخص نے ناواقفیت میں یا جان بوجھ کر ''اللہ اکبر'' کے بجائے اللہ کے الف کو کھینچ کر ''آللہ اکبر'' کہا تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہوجائے گی؛ بلکہ جان بوجھ کر کہنے کی صورت میں اس شخص کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے، یہی حکم اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر ''اللہ آکبر'' کہنے کا ہے۔ (بہت سے امام اور مکبرین ومؤذنین اس کا خیال نہیں کرتے، اور اپنی اور مقتدیوں کی نمازیں خراب کرتے ہیں انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے)۔ ولـو أدخـل الـمـد فـي ألف لفظة اللّٰه أكبر كما يدخل في قوله تعالىٰ اللّٰه آذن لكم، وشبه تفسد صلا ته إن حصل في أثنائها عند أكثر المشائخ ولا يـصيـر شـارعـاً بـهٖ فـي ابتدائها ويكفر لو تعمده لأنه استفهام ومقتضاه الشك في كبـريـائه تعالىٰ ......الخ، وعلى هٰذا لو مد همزة أكبر الأصح أنها تفسد أيضاً. (حلبی کبیر/ ۲٦۰، شامی زکریا ۱۷۹/۲، تاتارخانية قديم ٤٣٩/۱، زکریا ٥۱/۲ رقم: ۱٦۹۸، هندية ٦۸/۱)

اگر امام سے پہلے مقتدی کی تکبیر ختم ہوگئی

اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ اتنی جلدی کہہ لی کہ امام کی ''اللہ اکبر'' کا کوئی جز باقی تھا تو مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی، ازسرنو تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو، اس لئے کہ امام کے نماز میں داخل ہونے سے قبل مقتدی کا کوئی عمل معتبر نہیں ہے۔ إنـمـا يـصيـر شارعاً بالكل أي بمجموع اللّٰـه أكبـر لا بقوله اللّٰه فقط، فيقع الكل فرضاً وإذا كان كذٰلك يكون قد أوقع فرض التكبير قبل الإمام وكل فرض أوقعه قبل الإمام فهو غير معتبر ولا معتد به،

فكان كأنه لم يكبر فلا يصح شروعه. (حلبی کبیر ۲۶۰، شامی زکریا ۱۷۸/۲، تاتارخانیة قدیم ۱/۱٤۱، زکریا ۵۳/۲ رقم: ۱۷۱۰)

آدھی تکبیر قیام میں اور آدھی رکوع کی حالت میں کہی

اگر مقتدی اس حال میں جماعت میں پہنچا کہ امام رکوع میں جاچکا تھا، مقتدی نے جلد بازی میں اس طرح تکبیر کہی کہ لفظ ''اللہ'' تو کھڑے ہونے کی حالت میں ادا کیا اور لفظ ''اکبر'' اس کی زبان سے اس وقت نکلا جب کہ وہ رکوع کی حالت میں پہنچ چکا تھا تو اس مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ پوری تکبیر تحریمہ کا کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا فرض ہے۔ **لو أدرك الإمام راكعاً فقال الله في حال القيام ولم يفرغ من قوله أكبر إلا وهو في الركوع لا يصح شروعه لأن الشرط وقوع التحريمة في محض القيام.** (حلبی کبیر ۲۶۰، شامی زکریا ۱۷۸/۲، تاتارخانیة قدیم ۱/۱٤۱، زکریا ۵۳/۲ رقم: ۱۷۱۲، عالمگیری ۶۹/۱، حلبی کبیر ۲۶۰)

بلا عذر بیٹھ کر نماز فرض جائز نہیں

جو شخص کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر قادر ہو اس کے لئے فرض یا واجب نماز بیٹھ کر پڑھنی کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ (بعض لوگ ٹرین کے سفر میں بلا عذر سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز درست نہیں ہوتی) **ولو صلى الفريضة قاعداً مع القدرة على القيام لا تجوز صلاته.** (حلبی کبیر ۲۶۱) **البتہ نفل نماز بیٹھ کر بلا عذر بھی درست ہے گو کہ ثواب کم ملتا ہے۔**

ويجوز التطوع قاعداً بغير عذر. (حلبی کبیر ۲۷۰)

ایک پیر پر وزن ڈال کر نماز پڑھنا

قیام کی حالت میں بلا عذر صرف ایک پیر پر وزن ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **ويكره على إحدى الرجلين لعذرٍ.** (طحطاوی ۱۲۲، عالمگیری ۶۹/۱، شامی زکریا ۱۳۱/۲، الجوهرة النيرة ۶۹/۱)

کُبڑے شخص کا قیام

جس شخص کی کمر بڑھاپے یا مرض کی وجہ سے رکوع تک جھک گئی ہو اس کے لئے اپنی حالت

پر قائم رہنا ہی قیام کے حکم میں ہے، بس ایسا شخص جب رکوع کا ارادہ کرے تو اپنے سر کو نیچے جھکا لے اس کا رکوع صحیح ہو جائے گا۔ **والأحدب إذا بلغت حدوبته إلى الركوع يشير برأسه للركوع لأنه عاجز عما هو أعلى ولا تجزيه حدوبته عن الركوع لأنه كالقائم.**

(طحطاوی ۱۲۵، عالمگیری ۷۰/۱)

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا

نفل نماز کسی عذر کے بغیر بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے؛ البتہ بیٹھ کر بلا عذر پڑھنے کی صورت میں کھڑے ہونے کے مقابلہ میں نصف ثواب ملے گا۔ **من صلى قائماً فهو أفضل ومن صلى قاعداً فله نصف أجر القائم ومن صلىٰ نائماً فله نصف أجر القاعد.** (حلبی کبیر ۲۷۰)

البتہ سننِ مؤکدہ بالخصوص فجر کی سنت بلا عذر بیٹھ کر نہ پڑھی جائیں۔ **يستثنى منه الفجر فإنّها لاتصح قاعداً بلاعذر.** (حلبی کبیر ۲۷۰)

سواری پر نفل نماز

نفل نماز سواری (اونٹ گھوڑا وغیرہ) پر اشارہ سے پڑھنا درست ہے، خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو۔ **وتجوز صلاة التطوع على الدابة إيماءً.** (حلبی کبیر ۲۷۲، بدائع ۲۹۰/۱)

سواری پر فرض نماز

ایسی سواری جس پر رکوع سجدہ نہ ہوسکتا ہو (جیسے گھوڑا، موٹر سائیکل، کار وغیرہ) پر بلا عذر فرض نماز جائز نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شدید عذر پیش آجائے مثلاً سواری سے نیچے اترنے میں درندے، دشمن، یا مرض کا خطرہ ہو یا زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو اور نماز پڑھنے کے لئے کوئی پاک سوکھی جگہ میسر نہ ہو تو ایسی صورتوں میں فرض نماز بھی کھڑی ہوئی سواری پر اشارہ سے پڑھی جاسکتی ہے؛ لیکن قبلہ رخ ہونے کا حتی الامکان اہتمام کرنا لازم ہوگا۔ **أما الفرائض أي صلاة الفرائض على الدابة فتجوز أيضاً لكن بالأعذار التي ذكرنا في فصل التيمم من خوف**

السبع أو العدو أو المرض أو الطين فإذا خاف على نفسه أو دابته من سبعٍ أو لصٍّ أو كان في طين يغيب الوجه فيه ولا يجد مكاناً جافاً أو كان مريضاً يحصل له بالنزول والركوب زيادة مرض أو بطؤ برءٍ جاز له الإيماء بالفرض على الدابة واقفةً مستقبل القبلة إن أمكنه ذٰلک وإلا فبقدر الإمکان. (حلبی کبیر ۲۷۳، شامی زکریا ۲/۴۸۶، عالمگیری ۱/۱۴۳، الجوهرة النيرة ۱/۱۰۷)

بس کا مسافر کیا کرے؟

اگر کوئی شخص بس میں سفر کررہا ہو، اسی درمیان نماز کا وقت آجائے اور بس رکنے کا نام نہ لے، وضو اور تیمّم کی بھی کوئی شکل نہ ہو، اور قبلہ کی طرف رخ بھی نہ کرسکے، تو ایسے شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ وقت ختم ہونے سے پہلے سیٹ پر بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نمازیوں کی مشابہت اختیار کرلے اور پھر بعد میں موقع ملنے پر اس نماز کی قضا کرے۔ وقالا: يتشبه بالمصلين وجوباً فيركع ويسجد إن مكاناً يابساً وإلا يؤمی قائماً ثم يعيد كالصوم به يفتیٰ. (درمختار زکریا ۱/۴۲۳)

اگر تکیہ لگا کر کھڑا ہونے پر قادر ہو تو کیا کرے؟

اگر چھتری یا دیوار وغیرہ پر ٹیک لگا کر کھڑا ہوسکتا ہو تو ایسے شخص پر بھی کھڑے ہوکر ہی نماز پڑھنا لازم ہوگا، بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی۔ ولو قدر عليه متكئاً على عصاً أو خادمٍ قال الحلوانی: الصحيح أنه يلزمه القيام متكئاً. (حلبی کبیر ۲۶۱-۲۶۲، عالمگیری ۱/۱۳۶، شامی زکریا ۲/۵۶۷)

دورانِ نماز ٹیک لگانا

اگر نفل نماز کھڑے ہوکر شروع کی تھی پھر تھکاوٹ کی وجہ سے ٹیک لگالی تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن بلاعذر خواہ مخواہ ٹیک لگاکر نماز پڑھی تو یہ بے ادبی کی بنا پر مکروہ ہے۔ وإن افتتح التطوع قائماً ثم أعيی أی كل و تعب فلا بأس له أن يتوكأ أی يعتمد على عصاً أو على

حائطٍ أو نحو ذٰلک أو یقعد لأنه عذر فیجوز ولا یکره اتفاقاً أما لو اتکأ بغیر عذر فإنه یکره اتفاقاً لما فیه من إساءة الأدب. (حلبی کبیر ۲۷۱، شامی زکریا ۲/ ۵۷۲)

نفل نماز کچھ کھڑے ہوکر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا

کوئی شخص نفل نماز کھڑے ہوکر شروع کرے اور بعد میں بیٹھ جائے، یا بیٹھ کر شروع کرے پھر کھڑے ہوکر پڑھنے لگے، تو اس طرح بھی نماز درست ہے؛ لیکن جب کھڑے ہوکر شروع کرے تو بہتر ہے کہ بلا عذر نہ بیٹھے۔ أما القعود بغیر عذرٍ بعد الافتتاح قائماً فیجوز عند أبی حنیفةؒ الخ، وأما لو افتتحها قاعداً ثم قام فی أول رکعةٍ أو فیما بعدها وأتمّها قائماً فلا خلاف فی جوازه لما صحَّ عنه علیه السلام أنه کان یفتتح التطوع قاعداً فیقرأ ورده حتی إذا بقی عشر آیات ونحوها قام الخ. (حلبی کبیر ۲۷۱، تاتارخانیة قدیم ۱/ ۶۳۳، زکریا ۲/ ۲۸۹ رقم: ۲۴۴۶، الجوهرة ۱/ ۱۰۶)

نماز میں کتنی مقدار قرأت فرض ہے؟

ایک رکعت میں کم از کم ایک آیتِ قرآن کریم پڑھنا فرض ہے۔ (اور کم از کم تین چھوٹی سے چھوٹی آیتوں یا اس کے بقدر کا سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملاکر پڑھنا واجب ہے) فالفرض قراءةُ آیةٍ واحدةٍ فی کل رکعةٍ فرضت فیها القرأة. (حلبی کبیر ۲۷۸، شامی زکریا ۲/ ۱۳۳، تاتارخانیة قدیم ۱/ ۴۴۵، زکریا ۲/ ۵۸ رقم: ۱۷۳۰، فتح القدیر ۱/ ۳۳۱)

نماز کی کن کن رکعات میں قرأت فرض ہے؟

تمام سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرأت فرض ہے جب کہ دو رکعت سے زائد والی فرض نمازوں میں لاعلی التعیین صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ (اور ہر فرض میں ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین واجب ہے۔) وهی فرضٌ عملیٌّ فی جمیع رکعات النفل والوتر وفی رکعتین من الفرض. (شامی زکریا مبحث القرأة ۲/ ۱۳۳، طحطاوی علی المراقی

۲٦٦، تاتارخانية قديم ۱/٤٤٥، زكريا ۲/٥٦ رقم: ۱۷۲٤)

جو شخص قرآن پڑھا ہوا نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟

جو شخص قرآن پڑھا ہوا نہ ہو اس پر قرآن سیکھنا اور سورۂ فاتحہ اور دیگر سورتیں یاد کرنا لازم ہے ورنہ وہ کوتاہی پر گنہ گار ہوگا، اور جب تک نہ سیکھ سکے تو نماز اس طرح پڑھے کہ نیت باندھ کر نماز کا تصور کر کے کھڑا رہے اور قرأت کرنے کے بقدر کھڑے رہنے کے بعد رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ **أما الأمي والأخرس لو افتتحا بالنية جاز لأنهما أتيا بأقصى ما في وسعهما.** (شامی زکریا ۲/۱۲۸، البحر الرائق ۲/۲۹۱)

گونگا شخص نماز کیسے پڑھے؟

گونگا شخص خاموش رہ کر پوری نماز ادا کرے گا اور اس کی نماز اسی طرح درست ہو جائے گی۔ **إن العاجز عن النطق لا يلزمه تحريك لسانه للتكبير أو القراءة في الصحيح.** (شامی زکریا ۲/۹۱، البحر الرائق ۲/۲۹۱)

نماز کے دوران دیکھ کر ناظرہ قرآن پڑھنا

تراویح یا دیگر نمازوں میں اگر نمازی قرآن کو دیکھ کر قرأت کرے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ **وإن قرأ المصلي القرآن من المصحف أو من المحراب تفسد صلاته عند أبي حنيفة** رحؒ. (حلبی کبیر ٤٤٧، هداية ۱/۱۳۷، عناية ۱/٤۰۲، شامی زکریا ۲/۲۸۳)

فرض رکوع کی حد

کامل رکوع یہ ہے کہ آدمی اتنا جھکے کہ اس کا سر آدھے بدن کی سیدھ میں آجائے اب اگر کوئی شخص رکوع میں اس سے کم جھکا تو دیکھا جائے گا کہ وہ جھکنے میں قیام سے زیادہ قریب ہے یا کامل رکوع کی حالت سے زیادہ قریب ہے، اگر رکوع کی حالت کے قریب ہوگا تو اس کا رکوع درست

ہو جائے گا، اور اگر قیام کی حالت کے قریب ہوگا تو رکوع معتبر نہ ہوگا۔ **وإن طأطأ رأسه قليلاً ولم يعتدل إن كان إلى الركوع أقرب جاز، وأن كان إلى القيام أقرب لايجوز.**

(حلبی کبیر ۲۸۰، شامی زکریا ۱۳۴/۲)

تنبیه: بہت سے لوگ جلد بازی میں ناقص رکوع کرتے ہیں انہیں مسئلہ بالا پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

سجدہ کی تعریف

درج ذیل سات اعضاء کو زمین یا اس کے حکم کی چیز پر ٹیک دینا شرعاً سجدہ کہلاتا ہے، وہ اعضاء یہ ہیں: (۱) پیشانی اور ناک (۲-۳) دونوں قدم (۴-۵) دونوں ہاتھ (۶-۷) دونوں گھٹنے۔ (ان میں سے پیشانی یا ناک رکھنا بالاتفاق فرض ہے، دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے رکھنا سنت ہے، اور قدم کے بارے میں فرضیت اور وجوب کا اختلاف ہے) **فهو بوضع الجبهة والأنف والقدمين واليدين والركبتين لما في الصحيحين من قوله عليه الصلاة والسلام أمرت أن أسجد على سبعة أعظمٍ: على الجبهة واليدين والركبتين وأطراف القدمين والأنف داخل في الجبهة لأن عظمهما واحد، وهٰذه الصفة المذكورة هي الكمال. وإن وضع جبهته دون أنفه جاز سجوده بالإجماع، ولكن إن كان ذٰلك من غير عذر الخ يكره.** (حلبی کبیر ۲۸۲-۲۸۳، طحطاوی ۲۲۹)

اگر صرف رخسار یا ٹھوڑی زمین پر رکھی تو سجدہ صحیح نہ ہوگا

اگر کسی شخص نے سجدہ میں پیشانی یا ناک زمین پر ٹیکنے کے بجائے اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا یا ٹھوڑی کو ٹیک دیا تو سجدہ درست نہیں ہوا خواہ یہ عمل عذر کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔ **ولو وضع خده في السجود أو ذقنه وهو ملتقى اللحيين من الحنك لايجوز سجوده بالإجماع الخ، ولو كان ذٰلك من عذر مانع.** (حلبی کبیر ۲۸۳، الجوهرة النيرة ۷۴/۱)

ہتھیلی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنا

اگر سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنے کے بجائے زمین پر رکھی ہوئی اپنی ہتھیلی پر ٹیک لی تو بھی سجدہ

درست ہے۔ **ولو وضع كفه بالأرض وسجد عليها يجوز على الصحيح.** (حلبي كبير ٢٨٥، شامي زكريا ٢٠٧/٢، هندية ٧٠/١)

بھیڑ کے وقت اپنی ران پر سجدہ کرنا

اگر مجمع بہت زیادہ ہے اور زمین پر سجدہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے، جیسا کہ ریاض الجنۃ (مسجد نبوی علی صاحبہا الصلاۃ یا مسجد حرام میں کبھی کبھی یہ صورت پیش آجاتی ہے) تو نمازی خود اپنی ران پر سر رکھ کر سجدہ کرسکتا ہے؛ البتہ بلا عذر ایسا کرنے سے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ **ولو سجد بسبب الازدحام على فخذه جاز.** (حلبي كبير ٢٨٥، شامي زكريا ٢٠٨/٢)

نمازی کا دوسرے نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا

اگر جماعت میں زبردست مجمع ہو (جیسا کہ حج کے موقع پر حرمین شریفین زادہما اللّٰہ شرفاً وعظمۃً میں ہوتا ہے) اور زمین پر سجدہ کرنے کی گنجائش نہ ہو تو پچھلے صف والے نمازیوں کے لئے اپنے سے آگے جماعت میں شریک نمازیوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ **وإن سجد على ظهر رجلٍ وهو أي والحال أن ذلك الرجل المسجود على ظهره في الصلاة يجوز سجوده.** (حلبي كبير ٢٨٦، البحر الرائق ٣١٩/١)

کھڑے ہونے کی جگہ سے اونچی جگہ سجدہ کرنا

اگر سجدہ میں سر رکھنے کی جگہ قدم رکھنے کی جگہ سے اونچی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اونچائی اگر بارہ انگل سے کم ہے تو سجدہ درست ہوجائے گا اور اگر اس سے زیادہ اونچائی ہے تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ **فمقدار ارتفاع اللبنتين المنصوبتين نصف ذراع طول اثنتي عشر إصبعاً.**

(حلبي كبير ٢٨٦، هندية ٧٠/١، البحر الرائق ٣٢٠/١)

قرأت کی شرعی تعریف

فقہاء سے شرعی قرأت کے مفہوم کے متعلق دو اقوال منقول ہیں: (۱) ایک یہ کہ زبان سے

صحیح حروف کی ادائیگی اس طرح ہو کہ آدمی خود اپنے پڑھے ہوئے کو سن سکے (یہ علامہ ہندوانیؒ وعلامہ فضلیؒ کا قول ہے) (۲) دوسری رائے یہ ہے کہ قرأت کے لئے صرف زبان سے تصحیح حروف کافی ہے خود سننا لازم نہیں (یہ علامہ کرخیؒ کا قول ہے) اور اگرچہ دونوں اقوال کی تصحیح کی گئی ہے؛ لیکن زیادہ تر فقہاء کا رجحان پہلے قول کی طرف ہے۔ **القراءة وهو تصحيح الحروف بلسانه بحيث يسمع نفسه. فان صحّح الحروف من غير أن يسمع نفسه لا يكون ذٰلك قراءة في اختيار الهندواني والفضلي الخ وقيل إذا صحّح الحروف يجوز وإن لم يسمع نفسه وهو اختيار الكرخي.** (حلبی کبیر ۲۷۵) **وذكر أن كلًّا من قولي الهندواني والكرخي مصححان وأن ما قاله الهندواني أصح وأرجح لاعتماد أكثر علماء نا عليه.** (شامی زکریا ۲/۲۵۳) **وقال في البدائع: وقول الكرخي أصح.** (طحطاوی ۲۲۵)

کبڑا شخص کیسے رکوع کرے؟

کبڑا شخص جس کی قدرتی حالت رکوع کی کیفیت تک پہنچ چکی ہو اس کے رکوع کرنے کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے سر کو مزید کچھ جھکا لے، اسی سر جھکانے سے اس کا رکوع درست ہو جائے گا۔ **رجل أحدب بلغت حدوبته الركوع يخفض رأسه في الركوع تحقيقاً للانتقال من القيام إلى الركوع وليس عليه غير ذٰلك.** (حلبی کبیر ۲۸۰، طحطاوی ۲۲۹، البحر الرائق ۲۲۹، عالمگیری ۱/۷۰)

مقتدی کا امام سے پہلے رکوع میں چلے جانا

اگر مقتدی امام سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا پھر امام کے رکوع میں جانے سے پہلے ہی رکوع کر کے قیام کی حالت میں آ گیا تو اس کا یہ رکوع شرعاً معتبر نہیں ہوا، اسے دوبارہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد رکوع کرنا پڑے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ ہاں اگر پہلے رکوع کیا تھا؛ لیکن ابھی وہ رکوع ہی میں تھا کہ امام بھی رکوع میں چلا گیا تو اس صورت میں مقتدی کا رکوع معتبر ہو جائے گا، کیوں کہ اس

کا رکوع امام کے ساتھ ہوگیا ہے۔ وإذا رکع المقتدی قبل رکوع الإمام فرفع رأسه قبل أن یرکع الإمام لم یجز ذٰلک الرکوع ولم یحسب له الخ. وإن أدرکه الإمام أی رکع المقتدی قبل الإمام فأدرکه الإمام وهو فی الرکوع بعد اجزأه. (حلبی کبیر ۲۸۰)

رکوع کی حالت میں تکبیر تحریمہ معتبر نہیں

اگر کوئی شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام رکوع میں جاچکا تھا، اب اس شخص نے جلد بازی میں رکوع میں یا رکوع کے قریب پہنچ کر تکبیر تحریمہ کہی تو اس کی نماز شروع نہیں ہوئی، اس لئے کہ تکبیرِ تحریمہ بحالتِ قیام کہنی فرض ہے۔ رکوع کی حالت میں کہی گئی تکبیرِ تحریمہ کا اعتبار نہیں (لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ از سرِ نو حالتِ قیام میں تکبیر کہے اور اگر رکعت چھوٹ جائے تو بعد میں اس کی قضا کرے) قال فی البرهان: ولو أدرک الإمام راکعاً فحنی ظهره ثم کبر إن کان إلی القیام أقرب صح الشروع الخ، وإن کان إلی الرکوع أقرب لا یصح الشروع. (طحطاوی علی المراقی ۱۱۹، شامی زکریا ۱۸۰/۲، عالمگیری ۶۸/۱)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص رکوع کس طرح کرے؟

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر پیٹھ اور سر قدرے جھکا دے تو اس کا رکوع ادا ہوجائے گا؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا سر گھٹنوں کے سامنے آجائے۔ (تاہم اس میں سرین کا اٹھانا ضروری نہیں) وفی حاشیة الفتال عن البرجندی: ولو کان یصلی قاعداً ینبغی أن یحاذی جبهته قدام رکبتیه لیحصل الرکوع. قلت: ولعله محمولٌ علی تمام الرکوع وإلّا فقد علمت حصوله بأصل طأطأة الرأس أی مع إنحناء الظهر تأمل.

(شامی زکریا ۱۳۴/۲، بدائع الصنائع ۲۸۴/۱، خانیة ۱۷۱/۱)

صرف پیشانی پر سجدہ

اگر کوئی شخص پیشانی پر سجدہ کرے اور ناک زمین پر نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ ادا ہوجائے گا

(لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے) **وإن وضع جبهته دون أنفه جاز سجوده بالإجماع.**

(حلبی کبیر ۲۸۲، بدائع الصنائع ۲/۲۸۳)

صرف ناک پر سجدہ

اگر کوئی شخص سجدہ میں محض ناک زمین پر رکھے اور پیشانی نہ رکھے تو امام صاحب کے نزدیک اس کا سجدہ بکراہت ادا ہوجائے گا، بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر ٹکی ہو؛ البتہ اگر صرف ناک کا نرم حصہ زمین سے ملایا تو سجدہ معتبر نہ ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک اگر بلا عذر صرف ناک پر اکتفاء کیا تو سجدہ ادا نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔ **وإن وضع أنفه دون جبهته فكذلك يجوز سجوده ولكن يكره إن كان بغير عذرٍ.** (حلبی کبیر ۲۸۳) **إنما يجوز الاقتصار على الأنف إذا سجد على ما صلب منه وأما إذا سجد على ما لان منه وهو الأرنبة فلا يجوز.** (عالمگیری ۱/۷۰) **وقالا لا يجوز الاختصار على الأنف من غير عذر، وهو مذهب أئمة الثلاثة ورواية عن الإمام، وعليه الفتوىٰ.** (مجمع الأنهر ۱/۹۸)

سجدہ میں قدم زمین پر رکھنے کی تحقیق

سجدہ کے دوران قدم زمین پر رکھنے کے سلسلہ میں فقہائے احناف کے درمیان اختلاف ہے۔ مذہب کی معتبر کتابوں میں اکثر فقہاء کا قول یہ لکھا گیا ہے کہ سجدہ میں کسی پیر کی کم از کم ایک انگلی کا تلوے کی جانب سے زمین پر رکھنا فرض ہے، لہٰذا اس قول کے اعتبار سے اگر پورے سجدہ میں ایک مرتبہ **سبحان ربی الأعلیٰ** پڑھنے کے بقدر بھی پیر زمین پر نہ رکھا گیا تو سجدہ صحیح نہ ہوگا، اور اگر پیر کچھ دیر رکھ کر اٹھادیا تو اگر اٹھا کر فوراً پھر رکھ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر تین مرتبہ **سبحان ربی الأعلیٰ** پڑھنے کے بقدر دونوں پیر اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہوجائے گی (فتاوی محمودیہ ۲/۲۰۵، اور آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/۳۱۶ میں اسی پر فتوی دیا گیا ہے)

اور اس بارے میں دوسری رائے یہ ہے کہ سجدہ میں پاؤں کے کسی حصہ کا زمین پر رکھنا فرض نہیں؛ بلکہ واجب ہے۔ اس رائے کے اعتبار سے اگر پورے سجدہ میں پیر کا کچھ حصہ بھی زمین پر نہ رکھا،

یارکھا مگر پھر اٹھادیا تو نماز فاسد نہ ہوگی ؛ بلکہ ترک واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا، اور اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ رہے گی۔ علامہ شامیؒ نے صاحبِ عنایہ وغیرہ کے حوالہ سے اس قول کو دلائل وقواعد کی رو سے راجح قرار دیا ہے۔ (احسن الفتاوی ۳/۳۹۸ میں اسی رائے پر فتوی دیا گیا ہے)

راقم الحروف کے نزدیک پہلے قول (اکثر مشائخ کی رائے) کے مطابق فتوی دینے میں احتیاط زیادہ ہے۔ واللہ اعلم۔ **وفيه: (أى في شرح الملتقى) يفترض وضع أصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة وإلا لم تجز.** (درمختار بيروت ۲/ ۱۸۰، درمختار زكريا ۲/ ۲۰۴) **قال الزاهدى: ووضع رؤوس القدمين حالة السجود فرض. وفي مختصر الكرخي: سجد ورفع أصابع رجليه عن الأرض لا تجوز وكذا في الخلاصة والبزازى الخ.** (شرح المنية حلبى كبير ۲۸۵) **وأما وضع القدمين فقد ذكر القدورى رحمه الله تعالى أنه فريضة في السجود.** (هدايه مع فتح القدير ۱/ ۳۰۵) **قال الشاميؒ بحثا: والحاصل أن المشهور في كتب المذهب اعتماد الفرضية وإلا رجح من حيث الدليل والقواعد عدم الفرضية، ولذا قال في العناية والدرر أنه الحق، ثم الأوجه حمل عدم الفرضية على الوجوب. والله أعلم.** (شامى بيروت ۲/ ۱۸۱، شامى زكريا ۲/ ۲۰۵) **قال العلامة ابن الهمامؒ: وأما افتراض وضع القدم فلأن السجود مع رفعهما بالتلاعب أشبه منه بالتعظيم والاجلال ويكفيه وضع إصبع واحدة، وفي الوجيز: وضع القدمين فرض فإن وضع إحداهما دون الأخرى جاز ويكره.** (فتح القدير ۱/ ۳۰۵)

بھس یا پوال پر سجدہ

اگر بھس کا کھلا ہوا ڈھیر ہو یا بڑی مقدار میں پوال پھیلی ہوئی ہے اور اس پر سجدہ کرنے سے سر کسی سطح پر نہیں ٹکتا ہو؛ بلکہ دبانے سے نیچے دبتا رہتا ہو تو اس پر سجدہ کرنا درست نہیں، ہاں اگر انہیں خوب ٹھوک کر گٹھر کی شکل میں بنا دیا جائے کہ ان کی خود اپنی مستقل سطح بن جائے جو دبانے سے نہ دبے تو اس پر سجدہ درست ہو جائے گا۔ **وعلى هذا إذا ألقى الحشيش الرطب أو اليابس فسجد عليه إن لبده حتى لا يتسفل بالتسفيل جاز و إلا فلا، وكذا الحكم إذا**

سجد علی التبن الخ. (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، البحر الرائق ۱/ ۳۲۰)

چاول اور مکئی کے ڈھیر پر سجدہ

چاول، باجرہ اور مکئی وغیرہ کے ڈھیر پر سجدہ کرنا درست نہیں؛ اس لئے کہ ان اشیاء کے دانے چکنے ہونے کی بنا پر سر کو قرار حاصل نہیں ہو سکے گا۔ (البتہ اگر ایسی محدود جگہ ہو جس میں غلہ پر چلنا ممکن ہو اور اس پر پیشانی ٹک جائے تو اس پر سجدہ درست ہوگا) **ولو سجد علی الأرز أو علی الجاورس وهو نوع من الدخن أو علی الذرة لا یجوز سجوده لأن هٰذه الحبوب لمُلاسَّتها ولزازتها لا یستقر بعضها علی بعض فلا یمکن انتهاء التسفل فیها واستقرار الجبهة علیها.** (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، البحر الرائق ۱/ ۳۲۰)

غلہ کی بوری پر سجدہ

اگر چاول یا دیگر غلہ جات سے پوری طرح بھری ہوئی بوری پر سجدہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں؛ اس لئے کہ بوری میں محدود ہونے کی بنا پر سر کو قرار حاصل ہو جائے گا۔ **أما الأرز ونحوه من الحبوب أو المحلوج شبهه من المنفوش إذا کان شيءٌ منها في جوالق جاز.**

(حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰، طحطاوی ۲۳۱)

فوم کی صف پر سجدہ

آج کل بعض مساجد میں فوم کی صفیں بچھائی جاتی ہیں تو ان میں یہ دیکھا جائے گا کہ پیشانی زمین پر ٹک رہی ہے یا نہیں؟ اگر پیشانی ٹک رہی ہو تو سجدہ ادا ہو جائے گا، اور اگر فوم اتنا دبیز ہو کہ کوشش کے باوجود پیشانی نہ ٹک پاتی ہو تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔ **ان بعده حتی لا یشغل بالتشغیل جاز وإلا فلا، وکذا الحکم إذا سجد علی التبن.** (حلبی کبیر ۲۸۹، عالمگیری ۱/ ۷۰)

ایک رکعت میں کتنے سجدے فرض ہیں؟

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ **السجود الثاني فرضٌ کالأول بإجماع**

الأمة. (عالمگیری ۱/ ۷۰)

قیام، رکوع اور سجدہ میں ترتیب لازم ہے

نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ میں ترتیب فرض ہے؛ لہٰذا اگر رکوع کر کے پھر قیام کرلیا یا رکوع سے قبل سجدہ کرلیا، تو ازسرنو رکوع اور سجدہ کرنا پڑے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ **وترتیب القیام علی الرکوع والرکوع علی السجود والقعود الأخیر علی ما قبله. (درمختار) أی تقدیمه علی الرکوع حتی لو رکع ثم قام لم یعتبر ذٰلک الرکوع فإن رکع ثانیاً صحت صلاته لوجود الترتیب المفروض الخ.**

(شامی زکریا ۲/ ۱۳۸، عالمگیری ۱/ ۷۰، شرح وقایة ۱/ ۱۴۱)

قعدۂ اخیرہ میں فرض کی مقدار

قعدۂ اخیرہ میں کم ازکم اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے جس میں پوری التحیات جلدی سے جلدی پڑھی جاسکتی ہو۔ **وقدر الفرض فی القعدة هو القعود مقدار أدنیٰ قراءة التشهد وهو أسرع ما یکون مع تصحیح الألفاظ.** (حلبی کبیر ۲۹۰، عالمگیری ۱/ ۷۰، البحر الرائق ۱/ ۲۹۴)

سونے کی حالت میں ارکانِ نماز ادا کرنا

سونے کی حالت میں ارکانِ نماز کی ادائیگی معتبر نہیں ہے؛ لہٰذا اگر پوری طرح سوتے ہوئے قرأت کی، یا بالکل گہری نیند میں رکوع، سجدہ اور قعدۂ اخیرہ کیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، ازسرنو ان ارکان کو جاگ کر ادا کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ **فإن أتی بها أو بأحدها بأن قام أو قرأ أو رکع أو سجد أو قعد الأخیر نائماً لا یعتد بما أتی به بل یعیده ولو القراءة أو القعدة علی الأصح وإن لم یعده تفسد لصدوره لا عن اختیار فکان وجوده کعدمه به والناس عنه غافلون.** (درمختار زکریا مع الشامی ۲/ ۱۴۵-۱۴۶)

رکوع یاسجدہ کی حالت میں سوجانا

اگر رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت بیدار تھا پھر سوگیا اور بعد میں بیدار ہوکر سر اٹھایا نماز درست ہوگئی؛ اس لئے کہ اصل فرض کی ادائیگی اپنے اختیار سے رکوع سجدہ میں جانے اور اٹھنے سے ہوچکی ہے۔ **ولو ركع أو سجد فنام فيه أجزأه لحصول الرفع منه والوضع بالاختيار.** (درمختار شامی زکریا ۲/ ٤٦١، عالمگیری ۱/ ۷۰)

نماز کو بالقصد ختم کرنا

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز سے اپنے ارادہ سے نکلنا بھی فرض ہے؛ لہٰذا اگر قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد بلا ارادہ کوئی حدث لاحق ہوگیا، تو اس کی نماز تام نہیں ہوئی اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کرکے نماز پوری کرے۔ **إذا سبقه الحدث بعد ما قعد قدر التشهد فی القعدة الأخيرة فإن صلاته تامةً فرضاً عندهما، وعند أبی حنيفةؒ لم تتم صلاته فرضاً فيتوضأ ويخرج منها بفعل مناف لها.** (البحر الرائق کراچی۱/ ۲۹۵، حلبی کبیر ۲۹۱)

❍❖❍

نماز کے واجبات

واجب کا حکم اور اس کی حیثیت

فقہاء احناف کے نزدیک ''واجب'' ایک خاص اصطلاح ہے جس کا اطلاق ایسے احکام پر ہوتا ہے جن کا ثبوت فرض کے مقابلے میں ایک گونہ کم تر دلائل سے ہو؛ لیکن عمل کے اعتبار سے واجب اور فرض میں زیادہ فرق نہیں ہے، جس طرح فرض پر عمل لازم ہے اسی طرح واجب پر بھی عمل کرنا ضروری ہے، اور فرض و واجب ہر ایک کا تارک گنہ گار ہے، اسی لئے واجب کو ''فرض عملی'' بھی کہا جاتا ہے۔ تاہم ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نظریاتی اعتبار سے فرض کا انکار کرنے والا کافر قرار پاتا ہے جب کہ واجب کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ اور نماز وغیرہ اعمال میں ترکِ فرض کی تلافی کسی طرح نہیں ہوسکتی؛ لیکن ترکِ واجب کی تلافی نماز میں سجدۂ سہو سے، اور حج میں دَم سے ممکن ہے۔ (اس کے بالمقابل کسی بات کے ممنوع ہونے کا ثبوت اگر قطعی دلائل سے ہو تو اُسے حرام کہتے ہیں اور اگر قطعیت میں کچھ شبہ ہو تو اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے کتبِ فقہ واصول کا مطالعہ کیا جائے) **ثم إن المجتهد قد يقوى عنده الدليل الظني حتى يصير قريباً عنده من القطعي فما ثبت به يسميه فرضاً عملياً لأنه يُعامل معاملةَ الفرضِ في وجوب العمل فيسمى واجباً نظراً إلى ظنية دليله.** (شامی زکریا ۲۰۷/۱) **وفي الشرع إسم لما لزمنا بدليل فيه شبهة الخ، وحكم الواجب استحقاق العقاب بتركه عمداً وعدم إكفار جاحده والثواب بفعله ولزوم سجود السهو بنقص الصلاة بتركه سهواً، وإعادتها بتركه عمداً، وسقوط الفرض ناقصاً إن لم يسجد ولم يُعِد.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ١٣٤، شامی زکریا ١٤٦/٢)

واجباتِ نماز

صاحبِ بدائع ملک العلماء علامہ کاسانیؒ (المتوفی ۵۸۷ھ) کے بقول نماز کے اصل واجبات کل ۶ ؍ ہیں: (۱) سورہ فاتحہ اور ضم سورۃ (۲) جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر (۳) تعدیلِ ارکان (۴) قعدہ اولیٰ (۵) تشہد (۶) ترتیب افعال (بدائع الصنائع ۱؍۳۹۴-۴۰۰) تاہم متعلقات اور جزئی صورتوں

کے اعتبار سے یہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوسکتی ہے، بعض فقہاء نے لاکھوں لاکھ امکانی صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے مگران میں سرکھپانا محض ضیاع وقت ہے۔ **قال الشامی بحثاً: أکثرها صور عقلیة کما یظهر ذٰلک لمن أراد ضیاع وقته.** (شامی بیروت ۱٤۹/۲، زکریا ۱٦۹/۲)

اس لئے دیگر تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے ذیل میں (۲۱) اہم واجبات ترتیب وار ذکر کئے جارہے ہیں:

(۱) تکبیرتحریمہ میں ''اللہ اکبر'' کہنا

نماز شروع کرتے وقت خاص ''اللہ اکبر'' کے لفظ سے تکبیرتحریمہ کہنا واجب ہے، اور اللہ اکبر کے علاوہ کسی اور ذکر (مثلا اللہ اعظم) سے نماز شروع کرنا مکروہِ تحریمی ہے، عیدین کی تکبیراتِ واجبہ زائدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ **ویجب تعیین لفظ التکبیر لافتتاح کل صلاة للمواظبة علیه.** (طحطاوی کراچی ۱۳۷، شامی زکریا ۱۷۸/۲، مجمع الانهر ۸۹/۱)

(۲) سورۂ فاتحہ پڑھنا

امام اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے فرض کی دو رکعتوں اور وتر اور سنن ونوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے، جب کہ مقتدی کے لئے امام کی قرأت کے وقت خاموش رہنا واجب ہے؛ اس لئے کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے پڑھنے کو بھی حکماً شامل ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: **من کان له إمام فقراء ة الإمام له قراء ةٌ.** (نصب الرایة ۱۲/۲) اور ایک جگہ آپ ﷺ نے صاف طور پر مقتدیوں کو حکم دیا: **وإذا قرأ فانصتوا.** (مسلم ۱۷٤/۱) یعنی جب امام قرآن پڑھے خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا کوئی اور آیت تو مقتدی سب خاموش رہیں۔ اور یہ احادیث دوسری روایت: **لاصلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب .** (مسلم شریف ۱٦۹/۱، ترمذی ۷۰/۱) یعنی ''بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز ہی درست نہیں ہے''، کے معارض نہیں ہیں؛ اس لئے کہ معارض تو جب ہوتیں جب امام کا قرأت کرنا مقتدی کی قرأت کو حکماً شامل نہ ہوتا اور یہاں جب امام کے پڑھنے کو ہی مقتدیوں کی طرف سے پڑھنا مان لیا گیا تو مقتدی نہ پڑھنے والا کہاں

رہا؟لہٰذا لاصلاۃ لمن لم یقرأ والی روایت سے مقتدی کے لئے قرأتِ فاتحہ کے وجوب پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ **منها تعيين قراءة الفاتحة فإن قراء تها واجبٌ عندنا.** (حلبی کبیر ۲۹۵) **وإنصات المقتدي فلو قرأ خلف إمامه كره تحريماً ولا تفسد في الأصح لو قرأه سهواً لأنه لا سهو على المقتدي.** (شامی زکریا ۲/۱۶۵)

(۳) سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

سورۂ فاتحہ کے ساتھ فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی سب نمازوں کی ہر رکعت میں سورت ملانا یعنی قرآنِ کریم کی کم از کم تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بقدر قرأت کرنا امام اور منفرد کے لئے واجب ہے۔ **ومنها ضم السورة أو ما يقوم مقامها من الآيات التي تعدل سورةً إليها أي إلى الفاتحة.** (حلبی کبیر ۲۹۶، شامی زکریا ۲/۲۴۹)

(۴) فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین

واجب ہے کہ فرض کی اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت ملانے کا عمل کیا جائے اگر ان دو رکعتوں کو چھوڑ کر تیسری یا چوتھی رکعت میں قرأت کی گئی تو ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ **ويجب تعيين القراءة في الأوليين من الفرض لمواظبة النبي ﷺ على القراءة فيهما.** (مراقی الفلاح ۱۳۵، عالمگیری ۱/۷۱، شامی زکریا ۲/۱۵۱)

(۵) سورۂ فاتحہ کا قرأت سے پہلے پڑھنا

جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ ملانا ضروری ہے ان میں سورۂ فاتحہ کا سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر اس کے برعکس کردیا تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ **ويجب تقديم الفاتحة على السورة.** (عالمگیری ۱/۷۱، حلبی کبیر ۲۹۶، شامی زکریا ۲/۱۵۱، طحطاوی ۱۳۵)

(۶) سورۂ فاتحہ کا تکرار نہ کرنا

واجب ہے کہ فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ بلافصل صرف

ایک ہی بار پڑھی جائے، اگر لگاتار دومرتبہ پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا (ہاں اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی اور سورت پڑھی پھر سورۂ فاتحہ اُسی رکعت میں پڑھ لی تو حرج نہیں ہے؛ اس لئے کہ دوسری سورۂ فاتحہ قرأت کے درجہ میں سمجھی جائے گی اور اسے تکرار نہ کہیں گے) **ومنها الاقتصار فيهما أي في الركعتين الأوليين على مرةٍ واحدةٍ في كل واحدة فإنه واجب حتى لو كررها في كل ركعةٍ كره إن عمداً ووجب سجود السهو لو سهواً.** (حلبی کبیر ۲۹۵) **أما لو قرأها قبل السورة مرةً وبعدها مرةً فلا يجب كما في الخانية واختاره في المحيط والظهيرية والخلاصة.** (شامی بیروت ۱۳۵/۲، زکریا ۱۵۲/۲ عالمگیری ۷۱/۱، طحطاوی ۱۳۵)

(۷) جہری نمازوں میں جہر کرنا

جہری نمازوں جیسے فجر، جمعہ، عیدین، مغرب اور عشاء کی اول دو رکعتوں اور وتر وتراویح کی سب رکعتوں میں امام کے لئے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ **ومن أي الواجبات الجهر بالقراءة فيما يُجهر فيه بها كالفجر والجمعة والعيدين وأولي المغرب والعشاء وكالتراويح والوتر فإن الجهر بالجميع في ذٰلک واجبٌ على الإمام.**

(حلبی کبیر ۲۹۶، تاتارخانیة قدیم ۵۱۰/۱، زکریا ۱۳۲/۲ رقم: ۱۹۵۴، طحطاوی ۱۳۷)

(۸) سری نمازوں میں آہستہ قرأت

سری نمازوں جیسے ظہر اور عصر کی سب رکعتیں، مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو رکعتیں اور دن کے اوقات میں (جماعت کے بغیر) پڑھی جانے والی سنن ونوافل میں آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ **ويسر في غيرها الخ. كمتنفّل بالنهار فإنه يسر.** (الدرالمختار شامی بیروت ۲۲۲/۲، زکریا ۲۵۱/۲) **والإسرار يجب على الإمام والمنفرد فيما يسر فيه وهو صلاة الظهر والعصر والثالثة من المغرب والأخريان من العشاء.**

(شامی زکریا ۱۶۳/۲، حلبی کبیر ۲۹۶)

(۹) تعدیلِ ارکان

نماز کے افعال (قیام، رکوع، سجدہ، قعدۂ اخیرہ، قومہ اور جلسہ کی ادائیگی) میں اطمینان اور تعدیل واجب ہے، جس کی حد یہ ہے کہ ہر رکن میں اعضاء و جوارح ساکن ہو کر اپنی اپنی جگہ برقرار ہوجائیں اور یہ کیفیت کم از کم ایک مرتبہ **سبحان ربی العظیم** کہنے تک باقی رہے۔ **ویجب الاطمئنان وهو التعديل في الأركان بتسكين الجوارح في الركوع والسجود حتى تطمئن مفاصله في الصحيح.** (مراقی الفلاح) **وفي الطحطاوي: ويستقر كل عضو في محله بقدر تسبيحة كما في القهستاني هٰذا قول أبي حنيفةؒ ومحمدؒ على تخريج الكرخي.** (الطحطاوی علی المراقی ۱۳۵، شامی زکریا ۱۵۷/۲، تاتارخانیة قدیم ۵۱۰/۱، زکریا ۱۳۱/۲ رقم: ۱۹۴۷)

(۱۰) قومہ کرنا

رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا جسے قومہ کہتے ہیں واجب ہے۔ **وينبغي أن تكون القومة والجلسة واجبتين للمواظبة.** (حلبی کبیر ۲۹۴، شامی زکریا ۱۵۸/۲، مجمع الانہر ۹۰/۱)

(۱۱) سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک زمین پر رکھنا

سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک کا زمین پر ٹیکنا بھی واجب ہے اور بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنا ممنوع ہے۔ **ويجب ضم الأنف أي ما صلب منه للجبهة في السجود للمواظبة عليه ولا تجوز الصلاة بالاقتصار على الأنف في السجود على الصحيح.** (مراقی الفلاح ۱۳۵، شامی زکریا ۲۰۴/۲، الجوهرة النيرة ۷۵/۱)

(۱۲) ہر رکعت میں دونوں سجدے لگاتار کرنا

ہر رکعت میں دونوں سجدوں کا بلا فصل ادا کرنا واجب ہے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان نماز کا کوئی اور رکن ادا نہ کیا جائے ورنہ سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ **ويجب مراعاة الترتيب**

فيما بين السجدتين وهو الاتيان بالسجدة الثانية فى كل ركعة من الفرض وغيره قبل الإنتقال لغيرها أى لغير السجدة من باقى أفعال الصلاة للمواظبة. (مراقی الفلاح ۱۳۵، شامی زکریا ۱۵۳/۲)

(۱۳) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ کرنا) واجب ہے۔ وينبغى أن تكون القومة والجلسة واجبتين للمواظبة. (حلبی کبیر ۲۹٤، شامی زکریا ۱۵۸/۲)

(۱۴) قعدۂ اولیٰ

تین یا چار رکعت والی فرض یا نفل نمازوں میں دو رکعت کی ادائیگی کے بعد کم از کم اتنی دیر بیٹھنا واجب ہے جس میں التحیات پڑھی جاسکتی ہو۔ ويجب القعود الأول مقدار قراءة التشهد بأسرع ما يكون بلا فرق فى ذٰلک بين الفرائض والواجبات والنوافل استحساناً عندهما وهو ظاهر الرواية والأصح، وقال محمدؒ وزفرؒ والشافعیؒ هو فرض فى النوافل وهو القياس. (طحطاوی ۱۳٦، شامی زکریا ۱۵۸/۲، بدائع ۳۹۹/۱)

(۱۵) قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنا

قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ دونوں میں تشہد یعنی التحیات پڑھنا واجب ہے۔ ويجب قراءة التشهد أى فى الأول وفى الجلوس الأخير أيضا للمواظبة. (مراقی الفلاح ۱۳٦، شامی ۱۵۹/۲)

(۱۶) قعدہ اولیٰ کے بعد بلا تاخیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا

دو سے زائد رکعت والی فرض نمازوں میں قعدہ اولیٰ میں تشہد پڑھتے ہی تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا واجب ہے، اگر بھول سے دیر کردی اور درود شریف پڑھنا شروع کردیا تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔ ويجب القيام إلى الركعة الثالثة من غير تراخ بعد قراءة التشهد حتى لو زاد عليه بمقدار أداء ركن ساهيا يسجد للسهو لتأخير واجب

القيام للثالثة. (مراقی الفلاح ١٣٦)

(۱۷) افعالِ نماز میں بلا فصل ترتیب باقی رکھنا

نماز کے سب افعال کی بغیر کسی فصل کے بالترتیب ادائیگی واجب ہے؛ لہٰذا اگر مثلاً پہلی رکعت میں دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے کھڑے ہونے کے بجائے کوئی شخص قعدہ میں بیٹھ گیا یا لگاتار دومرتبہ رکوع یا تین مرتبہ سجدے کرلئے تو ترتیب میں خلل پڑنے کی بناپر سجدۂ سہو لازم ہوجائے گا۔ **ومنها الانتقال من الفرض الذی هو فيه إلى الفرض الذی بعده فإن ذٰلک واجب حتى لو أخلّ به كما إذا ركع ركوعين يجب عليه سجود السهو الخ، أوقعد عن النهوض إلى الثانية أو الرابعة ثم قام.** (حلبی کبیر ٢٩٧)

(۱۸) لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا

لفظ السلام دومرتبہ کہہ کر نماز کی تکمیل کرنا واجب ہے اور عام فقہاء کے نزدیک امام کے پہلی مرتبہ السلام کہتے ہی اس کی اقتداء کا حق ختم ہوجاتا ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ امام پہلی مرتبہ ''السلام'' کہہ چکا تھا تو اب اس کی اقتداء درست نہ ہوگی، گوکہ اس نے ابھی ''علیکم'' نہ کہا ہو۔ **ولفظ السلام مرتين فالثاني واجبٌ على الأصح، برهان، دون عليكم وتنقضي قدوة بالأول قبل عليكم على المشهور عندنا وعليه الشافعية خلافا للتكملة.** (درمختار مع شامی زکریا ١٦٢/٢) **قال فی التجنيسن: الإمام إذا فرغ من صلاته فلما قال السلام جاء رجل واقتدى به قبل أن يقول عليكم لا يصير داخلاً فی صلاته** (شامی زکریا ١٦٢/٢)

(۱۹) وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ **ثم وجوب القنوت مبنی**

على قول الإمام. (شامی زکریا ۱٦٣/٢، مراقی الفلاح بیروت/٩٣)

(۲۰) عیدین میں تکبیراتِ زائدہ

عیدین کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں (تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں) اور ان میں سے ہر ایک تکبیر مستقل واجب ہے۔ **ویجب تكبيرات العيدين وكل تكبيرة منها واجبةٌ.** (مراقی الفلاح بیروت ٩٣، مراقی کراچی ١٣٧، شامی زکریا ١٦٣/٢)

(۲۱) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر

عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر واجب ہے (دیگر نمازوں میں یہ تکبیر صرف سنت ہے) **ويجب تكبيرة الركوع في ثانية أي الركعة الثانية من العيدين تبعاً لتكبيرات الزوائد فيها لإتصالها.** (مراقی الفلاح بیروت ٩٣، مراقی کراچی ١٣٧) **لكن تكبير ركوع الركعة الثانية التحق فيهما بالزوائد لاتصاله بها حتى يجب سجود السهو بتركه ساهيا وإن كان سنة في غيرها.** (حلبی کبیر ٢٩٧)

فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

قضاء نمازوں کی ادائیگی کی فکر

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ پنج وقتہ نماز بروقت پڑھنے کا مکمل اہتمام رکھے، اور حتی الامکان نماز کو قضاء نہ ہونے دے۔ اور اگر بالفرض کوئی نماز کسی وجہ سے قضاء ہوجائے تو پہلی فرصت میں اسے ادا کرلے، اس میں بلا وجہ تاخیر نہ کرے۔ اور اگر بہت سی نمازیں غفلت کی وجہ سے ذمہ میں ہوجائیں تو اندازہ لگا کر ان کی بالترتیب قضاء کا اہتمام کرے۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من نام عن صلاۃ أو نسیها فلیصلها إذا ذکرها فإن ذٰلک وقتها.**

(فتاویٰ تاتارخانیة ۲/ ٤٤١، مسائل بهشتی زیور ١٨٦)

قضاء عمری کا آسان طریقہ

جس کے ذمہ بہت سی نمازیں قضاء ہوں، اسے چاہئے کہ وہ اس طرح نیت کرے کہ میں مثلاً قضاء شدہ ظہر کی نمازوں میں اول یا آخری نماز پڑھ رہا ہوں۔ **ولو نوی أول ظهر علیه أو آخر ظهر علیه جاز، وهٰذا هو المخلص لمن لم یعرف أوقات الفائتة أو اشتبهت علیه أو أراد التسهیل علی نفسه.** (الاشباه والنظائر قدیم ١/ ٦٠، شامی زکریا ١/ ٩٦، تاترخانیة ١/ ٤٢٩)

قضاء عمری پڑھنے کے اوقات

قضاء عمری کی نمازیں مکروہ اوقات (طلوع وغروب اور زوال) کے علاوہ سب اوقات میں پڑھی جاسکتی ہیں (حتی کہ فجر سے پہلے اور بعد میں اور عصر کے بعد سورج زرد ہونے سے قبل تک

قضاء نمازیں پڑھنے میں حرج نہیں ہے؛ لیکن عام جگہوں مثلاً مسجد میں انہیں نہ پڑھا جائے کہ اس میں اپنی کوتاہی کا اظہار پایا جاتا ہے جو ممنوع ہے) **وجميع أوقات العمر وقت للقضاء إلا الثلاثة المنهية كما مر.** (درمختار مع الشامي کراچی ۲/٦٦) **فما وجب بإيجاب الله تعالىٰ يجوز أدائه في هٰذين الوقتين، وما وجب بإيجاب العبد لا يجوز.** (فتاوىٰ تاتارخانية زكريا ۲/ ۱٥)

بعض وہ اعذار جن کی بنا پر نماز کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہے؟

اصل تو یہی ہے کہ کوئی نماز وقت سے قضاء نہ ہو؛ لیکن اگر کوئی معقول عذر پیش آجائے تو شریعت میں نماز کو وقت سے مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ مثلاً:

(۱) دشمن کا خطرہ جیسے: چور، ڈاکو حملہ آور ہوں اور اس کی بنیاد پر کسی طرح بھی نماز پڑھنا ممکن نہ رہے، حتی کہ بھاگتے ہوئے سواری پر یا قبلہ کے علاوہ جانب نماز پڑھنے کی بھی کوئی صورت نہ ہو، تو ایسی صورت میں نماز مؤخر کرنے کی گنجائش ہے، بعد میں جب اطمینان کی حالت ہو تو نماز قضا کی جائے۔

(۲) دائی کا پیدائش کے عمل میں مشغولی کے وقت بچہ کی یا اس کی ماں کی جان کا خطرہ محسوس کرنا، مثلاً: بچہ کا سر ظاہر ہو چکا ہو، اب اس درمیان میں اگر اس عمل کو چھوڑ دیا جائے تو معاملہ بگڑنے کا شدید اندیشہ رہتا ہے، تو ایسی صورت میں اگر نماز کو مؤخر کر دیا جائے تو گناہ نہ ہوگا۔

الغرض ایسا کوئی بھی عذر جس کا تعلق جان و مال کے تحفظ سے ہو، اس کی بنا پر نماز مؤخر کرنے کی گنجائش ہے۔ **ومن العذر: العدوّ وخوف القابلة موت الولد لأنه عليه الصلوٰة والسلام أخرها يوم الخندق.** (درمختار) **وقال الشامي: قوله: العدوّ كما إذا خاف المسافر من اللصوص أو قطاع الطريق جاز له أن يؤخر الوقتية؛ لأنه بعذر الخ. قلت: هٰذا حيث لم يمكن فعله أصلاً، أما لو كان راكباً فيصلي على الدابة ولو هارباً، وكذا لو كان يمكنه صلاتها قاعداً أو**

إلى غير القبلة وكان بحيث لو قام أو استقبل يراه العدو يصلي بما قدر كما صرحوا به. (شامی زکریا ۲/ ۵۱۸)

صاحبِ ترتیب کے لئے پنج وقتہ نمازوں اور وتر کے درمیان ترتیب لازم ہے

جو شخص صاحبِ ترتیب ہو یعنی بالغ ہونے کے بعد سے اس کے ذمہ میں کوئی نماز قضا نہ ہو، تو ایسے شخص کے لئے پنج وقتہ نمازوں اور وتر کو بالترتیب پڑھنا لازم ہے۔ **الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداءً وقضاءً لازم يفوت الجواز بفوته.** (درمختار زکریا ۲/ ۵۲۳)

کن اعذار کی وجہ سے ترتیب ساقط ہوجاتی ہے؟

درج ذیل صورتوں میں صاحبِ ترتیب سے ترتیب کا حکم ساقط ہوجاتا ہے:

(۱) چھوٹی ہوئی نماز بالکل یاد ہی نہ رہے۔

(۲) وقتیہ نماز کا وقت اتنا تنگ ہوجائے کہ مسنون طریقہ پر اسے ادا نہ کیا جاسکے۔

(۳) یا فوت شدہ نمازوں کی تعداد چھ ہوکر چھٹی نماز کا وقت ختم ہوجائے، تو اب ترتیب ضروری نہیں رہے گی۔

ولا يلزم الترتيب إذا ضاق الوقت المستحب حقيقةً الخ، أو نسيت الفائتة؛ لأنه عذر أو فاتت ست اعتقادية لدخولها في حد التكرار المقتضي للحرج بخروج وقت السادسة على الأصح ولو متفرقةً أو قديمةً على المختار.

(درمختار زکریا ۲/ ۵۲۵-۵۲۷)

ظہر کا قضا ہونا یاد نہ رہا پھر عصر پڑھ لی تو اب کیا کرے؟

اگر کسی شخص کی ظہر کی نماز قضا ہوچکی تھی؛ لیکن وہ اسے بھول گیا اور بعد میں عصر کی نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو اب وہ صرف ظہر کی نماز دہرائے گا، عصر کی نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت

نہیں۔ وحاصله أنه يسقط الترتيب إذا نسي الفائتة وصلى ما هو مرتب عليها من وقتيةٍ أو فائتةٍ أخرىٰ. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

عصر کی نماز پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ ظہر کی نماز بلاوضو پڑھی گئی

اگر کسی شخص نے عصر کی نماز ادا کی، پھر اسے یاد آیا یا معلوم ہوا کہ اس نے ظہر کی نماز بغیر وضو ادا کی ہے، تو اس شخص سے بھی ترتیب ساقط ہے؛ لہٰذا اب اس کے لئے صرف ظہر کی نماز قضا کر لینا کافی ہے، عصر کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لو صلى العصر ثم تبين له أنه صلى الظهر بلا وضوءٍ يعيد الظهر فقط؛ لأنه بمنزلة الناسي. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

نوٹ:- مذکورہ جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اگر نمازیں پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ جس پانی سے وضو کیا گیا ہے وہ ناپاک تھا، تو ایسی صورت میں بھی اصحابِ ترتیب سے ترتیب ساقط ہوجائے گی؛ کیوں کہ یہ بھی بھول ہی کے درجہ میں ہے۔ (مرتب)

وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ اس نے عشاء نہیں پڑھی

کسی شخص نے عشاء کے فرض ادا نہیں کئے تھے مگر وہ یہی سمجھتا رہا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے، اور اسی بنا پر اس نے وتر کی نماز ادا کرلی، پھر بعد میں اسے یاد آیا کہ اس نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی، تو ایسی صورت میں اس پر صرف عشاء کی ادائیگی لازم ہوگی، وتر کی نماز دہرانا اس پر ضروری نہ ہوگا۔ كما لو صلى الوتر ناسياً أنه لم يصل العشاء ثم صلاها لا يعيد الوتر؛ لقوله أنه لو صلى العشاء بلا وضوءٍ والوتر والسنة به يعيد العشاء والسنة لا الوتر؛ لأنه أداه ناسياً أن العشاء في ذمته فسقط الترتيب. (شامی زکریا ۲/۵۲۶)

جب فوت شدہ نمازیں چھ سے زائد ہوجائیں تو بعض کی ادائیگی سے ترتیب کا حکم دوبارہ لاگو نہیں ہوگا

اگر کسی شخص کے ذمہ چھ سے زائد نمازیں قضاء ہوگئی تھیں پھر اس نے ان کو ادا کرنا شروع

کیا؛ تاآں کہ ان کی تعداد چھ سے کم رہ گئی، تو اب اس کے لئے ترتیب کا حکم دوبارہ عائد نہ ہوگا۔ **ولا يعود لزوم الترتيب بعد سقوطه بكثرتها أي الفوائت بعود الفوائت إلى القلة بسبب القضاء لبعضها على المعتمد؛ لأن الساقط لا يعود.** (درمختار زکریا ۵۲۹/۲)

اگر تمام فوت شدہ نمازیں لوٹالیں تو ترتیب کا حکم دوبارہ لازم ہوجائے گا

اگر کسی شخص پر بہت سی نمازیں قضاء تھیں، پھر اس نے حساب لگا کر تمام نمازیں ادا کرلیں؛ تاآں کہ کوئی بھی نماز اس کے ذمہ میں باقی نہیں رہی، تو اب آئندہ ترتیب کا حکم اس پر بالاتفاق لازم ہوجائے گا، اور وہ دوبارہ صاحبِ ترتیب بن جائے گا۔ **وقيّد بقضاء البعض؛ لأنه لو قضى الكل عاد الترتيب عند الكل، كما نقله القهستاني.** (شامی زکریا ۵۲۹/۲)

ترکِ ترتیب کی وجہ سے نماز کا فساد کب تک موقوف رہتا ہے

اگر صاحبِ ترتیب شخص فوت شدہ نماز یاد ہونے کی حالت میں وقتیہ نماز پڑھ لے، تو یہ نماز فاسد قرار پاتی ہے؛ لیکن اس کا فساد اس پر موقوف ہے کہ وہ چھ نمازوں سے پہلے پہلے فوت شدہ نماز ادا کرلے، پس اگر اس نے فوت شدہ نماز قضاء نہیں کی؛ تاآں کہ اس کے ذمہ مزید چھ نمازیں لازم ہوگئیں تو چھٹی نماز کا وقت نکلتے ہی ترتیب کا حکم ساقط ہوجائے گا، اور اس کی ادا کردہ سب نمازیں صحیح قرار پائیں گی۔ (مثلاً اس کی فجر کی نماز چھوٹ گئی تھی، پھر اس نے ظہر کی نماز فائتہ کے یاد ہونے کی حالت میں پڑھ لی اور بعد میں عصر، مغرب، عشاء، وتر اور فجر کی نمازیں بدستور پڑھتا رہا؛ لیکن اس دوران اس نے فوت شدہ فجر کی نماز قضا نہیں کی، تو ایسی صورت میں اگلے دن فجر کا وقت نکلتے ہی اس کی پچھلی ظہر تک کی سب نمازیں درست قرار پائیں گی) **وفساد أصل الصلاة بترك الترتيب موقوف عند أبي حنيفة، سواء ظن وجوب الترتيب أو لا، فإن كثرت وصارت الفوائت مع الفائتة ستاً ظهر صحتها بخروج وقت الخامسة التي هي**

سادسة الفائتة؛ لأن دخول وقت السادسة غير شرط؛ لأنه لو ترك فجر يوم وأدى باقي صلاته انقلبت صحيحة بعد طلوع الشمس. (درمختار زكريا ٢/ ٥٣٠-٥٣٢) ولو صلى السادسة قبل الاشتغال بالقضاء صح الخمس عنده. وقال شمس الأئمة السرخسي: وهٰذه التي يقال لها واحدة تفسد خمساً وواحدة تصح خمساً. (فتاویٰ تارتاخانية زكريا ٢/ ٤٥٠)

چھوٹی ہوئی نمازوں کا فدیہ

زندگی میں نمازوں کے فدیہ کی ادائیگی کی کوئی شکل نہیں؛ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو نمازوں کا ادا کرنا بروقت فرض ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص عذر کی وجہ سے نمازیں نہ پڑھ سکے اور اسے قضاء کا بھی موقع نہ ملے؛ تا آں کہ اس کی موت کا وقت آجائے تو اب دو شکلیں ہیں: اگر اس نے اپنی نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہے اور مال چھوڑا ہے تو فی نماز بشمول وتر ایک صدقۂ فطر (ایک کلو ۵۷۵ رگرام گیہوں یا اس کی قیمت) اس کے تہائی مال سے نکالنا وارثین پر لازم ہوگا، اور دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے وصیت نہیں کی یا مال نہیں چھوڑا، تو ایسی صورت میں وارثین پر اس کی طرف سے فدیہ کی ادائیگی لازم تو نہیں ہے؛ لیکن اگر ادا کردیں گے تو امید ہے کہ میت کا ذمہ عنداللہ بری ہوجائے گا۔ سئل عن الحسن بن العلي عن الفدية عن الصلوات في مرض الموت هل يجوز؟ فقال: لا، وسئل حمير الوبر ويوسف بن محمد عن الشيخ الفاني هل يجب عليه الفدية عن الصلوات؟ كما يجب عليه من الصوم وهو حيٌّ، فقالا: لا، والله أعلم بالصواب. (فتاویٰ تاتارخانية زكريا ٢/ ٤٥٩) ولو مات وعليه صلوات فائتة وأوصىٰ بالكفارة يعطىٰ لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وإنما يعطى من ثلث ماله. (درمختار) ثم اعلم أنه لو أوصىٰ بفدية الصوم يحكم بالجواز قطعاً؛ لأنه منصوص عليه، وأما إذا لم يوص فتطوع بها الوارث فقد قال محمد في

الـزيـادات: أنـه يـجزيه إن شاء اللّٰه تعالىٰ، وعلق الإجزاء بالمشية لعدم النص، وكـذا عـلّـقـه بـالـمشية فيـمـا إذا أوصىٰ بفدية الصلوٰة لأنهم ألحقوها بالصوم احتياطاً. (شامي زكريا ۵۳۲/۲، فتاویٰ تاتارخانية زكريا ۴۵۸/۲)

عام نوافل کے مقابلہ میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء افضل اور اہم ہے

جن سنن ونوافل کی تاکید احادیث میں وارد ہے، مثلاً نمازوں سے پہلے یا بعد کی سنن مؤکدہ یا صلوٰۃ التسبیح اور تحیۃ المسجد وغیرہ، ان کو تو اپنے وقتوں پر ادا کرنا ہی افضل ہے؛ لیکن ان کے علاوہ دیگر عام نوافل کے مقابلہ میں قضاء شدہ نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کرنا بہتر اور اولیٰ ہے۔

وأما النفل فقال في المضمرات: الاشتغال بقضاء الفوائت أولىٰ وأهم من النوافل إلا سنن الـمفروضة وصلوٰة الضحىٰ وصلوٰة التسبيح والصلوٰة التي رويت فيها الأخبار الخ. (شامي زكريا ۵۳۶/۲، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۴۵۲/۱۱)

فوت شدہ نمازوں کی قضاء برسرِ عام نہ کی جائے

نماز کا ذمہ میں قضاء رہنا معصیت ہے، اور معصیت کا اظہار بجائے خود معصیت ہے؛ لہٰذا جہاں تک ممکن ہو قضاء نمازوں کی ادائیگی میں اخفاء سے کام لینا چاہئے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ دوسروں کے سامنے اظہار کر کے نمازوں کا قضاء کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ ويـنـبـغي أن لا يـطـلـع غيـره عـلى قضائه؛ لأن التاخير معصية فلا يظهرها (درمختار) قال الشامي: تقدم في باب الأذان أنه يكره قضاء الفائتة في المسجد. وعلله الشارح بما هنا من أن التـاخيـر مـعـصية فلا يظهرها، وظاهره أن الممنوع هو القضاء مع الإطلاع عليه، سـواء كان في المسجد أو غيره. قلت: والظاهر أنه ينبغي الوجوب وأن الكراهة تـحـريـمية؛ لأن إظهـار المعصية معصية لحديث الصحيحين: كل أمتي معافاً إلا

المجاهرين، وأن من الجهار أن يعمل الرجل بالليل عملاً ثم يصبح وقد ستره الله فيقول: عملت البارحة كذا و كذا، وقد بات يستره ربه ويصبح يكشف ستر الله عنه، والله تعالىٰ أعلم. (شامی زکریا ۲/ ۵۳۹)

تنبیہ :- آج کل بہت سی جگہ عیدگاہ میں نمازِ عید سے قبل برملا فجر کی قضاء نماز پڑھی جاتی ہے، ایسے لوگ مذکورہ حدیث کی روشنی میں سخت گنہگار ہیں۔

❍❖❍

مسائل سجدۂ سہو

سجدۂ سہو کیوں مشروع ہے؟

نماز کے درمیان شیطان طرح طرح کے وساوس اور خیالات ڈال کر نماز خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی بے خیالی میں آدمی غلطی بھی کر بیٹھتا ہے، اس غلطی کی تلافی اور شیطان کی کوشش کو ناکام کرنے کے لئے شریعت میں سجدۂ سہو کا حکم دیا گیا ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: **إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَّسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.** (مسلم شريف، عن أبي هريرة ۱/ ۲۱۰) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر اس کو شبہ میں ڈالتا ہے تا آں کہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی اس طرح کی بات محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے اور کرلے۔

سجدۂ سہو کے وجوب کے اسباب

نماز میں سجدۂ سہو واجب ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں، ان میں سے جب بھی کوئی سبب پایا جائے گا تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا:

(۱) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مقدم کردینا: مثلاً قراءت سے پہلے رکوع کرلیا یا سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت ملالی۔

(۲) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مؤخر کردینا: مثلاً پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور دوسری رکعت میں یاد آنے پر تین سجدے کرلئے، یا سورۂ فاتحہ سورت کے بعد پڑھ لی۔

(۳) کسی فرض یا واجب کا تکرار کردینا: مثلاً رکوع دوبارہ کرلیا، یا ایک رکعت میں تین سجدے کرلئے۔

(۴) کسی واجب کی صفت کو بدل دینا: مثلاً جہری نماز میں امام نے آہستہ قرأت کردی یا سری نماز میں زور سے قرأت کی۔

(۵) کسی واجب کوترک کردینا: مثلاً تشہد نہیں پڑھا، یا سورۂ فاتحہ چھوڑ دی۔ (حلبی کبیر ۴۵۵-۴۵۶، شامی بیروت ۲/۴۷۴-۴۷۵، شامی زکریا ۲/۵۴۳-۵۴۴)

ذیل میں سجدۂ سہو سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل ذکر کیے جارہے ہیں:

سجدۂ سہو کا طریقہ

سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیر کر دو سجدے ادا کریں اس کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھیں، اور پھر درود شریف اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ **يجب بعد سلام واحد عن يمينه فقط سجدتان وتشهد وسلام.** (تنویر الابصار مع الشامی بیروت ۲/۴۷۱-۴۷۲، شامی زکریا ۲/۵۴۰-۵۴۱)

نماز میں جان بوجھ کر غلطی کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہوسکتی

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر نماز میں کسی واجب کوترک کردیا تو وہ نماز واجب الاعادہ رہے گی، محض سجدۂ سہو کرنے سے تلافی نہیں ہوگی۔ **وتعاد وجوباً في العمد.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۱۴۶، تاتارخانیة قدیم ۱/۷۱۴، زکریا ۲/۳۸۷ رقم: ۲۷۵۱، البحر الرائق ۲/۹۱، عالمگیری ۱/۱۲۶)

سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا

اگر نفل کی کسی رکعت میں اور فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے کسی میں سورۂ فاتحہ بھول سے نہیں پڑھی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ **وهي – إلى قوله – قراءة فاتحة الكتاب فيسجد للسهو بترك أكثرها لا أقلها.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۱۴۸-۱۴۹)

سورۂ فاتحہ کی کوئی ایک آیت چھوڑنا بھی موجبِ سجدۂ سہو ہے

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں اور سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ مکمل پڑھنی واجب ہے؛ لہٰذا اگر بھول سے اس کی کوئی آیت یا کوئی جز وہ رہ گیا تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (البتہ اگر فرض کی آخری دو رکعتوں میں پوری سورۂ فاتحہ یا اس کا کوئی جزء نہیں پڑھا تو

اس کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں) **لكن في المجتبىٰ يسجد بترك آية منها وهو أولى.** (در مختار) **وقال الشامي: وذكر الآية تمثيل لا تقييد إذ بترك شيءٍ منها آية أو أقل ولو حرفا لا يكون آتيا بكلها الذى هو الواجب.** (شامی زکریا ١٤٩/٢، طحطاوی علی المراقی ٢٥٠، عالمگیری ١٢٦/١، البحر الرائق ٩٤/٢) **وإن تركها في الأخريين لا يجب إن كان في الفرض، وإن كان في النفل أو الوتر وجب عليه لوجوبها في الكل.** (البحر الرائق رشیدیه ٩٤/٢)

سورۂ فاتحہ کے بجائے بھول سے کوئی اور سورت شروع کردی

اگر شروع میں سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا کوئی اور سورت شروع کردی پھر یاد آیا تو اب اسے چاہئے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پھر کوئی سورت ملائے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ **وكذا إذا قرأ السورة وسها عن الفاتحة ثم تذكّر فإنه يعود ويقرأ الفاتحة ويعيد السورة ويعيد الركوع وعليه السهو.** (طحطاوی ٢٥٠، عالمگیری ١٢٦/١، تاترخانية قديم ٧١٦/١، زکریا ٣٩١/٢ رقم: ٢٧٥٨، البحر الرائق ٩٤/٢)

فرض نمازوں میں سورۂ فاتحہ کا تکرار

اگر فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں یا سنن ونوافل کی کسی رکعت میں سورۂ فاتحہ یا اس کا اکثر حصہ لگاتار مکرر پڑھا تو سجدۂ سہو لازم ہوگا؛ (لیکن فرض کی آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے تکرار سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا) **ولو قرأها في ركعة من الأوليين مرتين وجب سجود السهو لتاخير الواجب الخ، وكذا لو قرأ أكثرها ثم أعادها كما في الظهيرية.** (شامی زکریا ١٥٢/٢) **ولو قرأ الحمد فى الأخريين مرتين لا سهو عليه.** (بدائع الصنائع ٤٠٦/١)

تنبیہ:- بعض عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعض حصہ کے تکرار سے بھی سجدۂ سہو واجب ہے، تو دیگر عبارات اور اصول کی روشنی میں اس بعض سے جزء مراد نہیں؛ بلکہ اکثر حصہ مراد ہے، اسی لئے دیگر عبارات میں ''بعض'' کی جگہ ''اکثر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ **ولو كرّر**

الفاتحة أو بعضها فی إحدی الأولیین قبل السورة سجد للسهو. (طحطاوی ۲۵۰، فتح القدیر کراچی ۱/۵۰۳) **وقرائة أکثر الفاتحة ثم اعادتها کقرائتها مرتین، کما في الظهیریة.** (البحر الرائق کوئٹه ۱/۹٤)

سنن ونوافل میں سورۂ فاتحہ کا تکرار

سنن ونوافل اور تراویح میں سورۂ فاتحہ یا اس کے کسی جزء کے تکرار سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ **وینبغي أن یقید ذٰلک بالفرائض؛ لأن تکرار الفاتحة في النوافل لم یکره، کما في القهستاني.** (مجمع الأنهر ۱/۲۲۰)

ضم سورت کے بعد سورۂ فاتحہ کا دوبارہ پڑھنا

اگر پہلے سورۂ فاتحہ پڑھی پھر کوئی سورت ملائی اور پھر اسی رکعت میں دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ **بخلاف ما لو أعادها بعد السورة.** (عالمگیری ۱/۱۲٦) **أما لو قرأها قبل السورة مرةً وبعدها مرةً فلا یجب کما فی الخانیة.** (شامی زکریا ۲/۱۵۲، حلبی کبیر ٤٦٠، البحر الرائق ۲/۹٤)

سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت ملائے بغیر رکوع میں چلا گیا پھر اسے رکوع میں یا رکوع سے اٹھ کر اس بھول کا احساس ہوا، تو اس پر لازم ہے کہ پہلے سورت ملائے پھر دوبارہ رکوع کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ **ولو ترک السورة فتذکرها فی الرکوع أو بعد الرفع منه قبل السجود فإنه یعود ویقرأ السورة ویعید الرکوع وعلیه السهو.**

(طحطاوی ۲۵۰، عالمگیری ۱/۱۲٦، بدائع الصنائع ۱/٤۱۵، البحر الرائق ۲/۹٤)

قومہ اور جلسہ میں جلد بازی سے سجدۂ سہو کا وجوب

اگر کسی نے نماز میں اتنی جلد بازی کی کہ قومہ اور جلسہ کی حالت میں ایک تسبیح کے بقدر بھی رکا

نہ رہا، تو ترکِ واجب کی وجہ سے اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ (اس مسئلہ کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کیوں کہ عام طور پر لوگ قومہ اور جلسہ میں جلد بازی سے کام لیتے ہیں) **ومقتضی الدلیل وجوب الطمانینة فی الأربعة أی فی الرکوع والسجود والقومة والجلسة الخ.**

(شامی زکریا ۱۵۷/۲، البحر الرائق ۹۵/۲، بدائع الصنائع ۳۹۹/۱)

کسی رکعت کا بھولا ہوا ایک سجدہ اگلی رکعت میں ادا کیا

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں اور دونوں کا لگاتار ایک ساتھ کرنا واجب ہے، اگر کسی شخص نے کسی رکعت میں ایک سجدہ بھول سے چھوڑ دیا پھر نماز کے دوران ہی اپنی بھول کا احساس ہوا تو اسے چاہئے کہ بھولا ہوا سجدہ نماز کے دوران ہی ادا کرلے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، دیگر ارکان کو از سر نو دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ **قال فی شرح المنیة: حتی لو ترک سجدة من رکعةٍ ثم تذکرها فیما بعدها من قیام، أو رکوع، أو سجود، فإنه یقضیها ولا یقضی ما فعله قبل قضائها مما هو بعد رکعتها من قیام أو رکوع أو سجود بل یلزمه سجود السهو فقط.** (شامی زکریا ۱۵٤/۲، حلبی کبیر ٤٥٦، عالمگیری ۱۲۷/۱، البحر الرائق ۹٤/۲)

قعدہ میں تشہد سے پہلے کچھ اور پڑھنا

قعدہ میں بیٹھتے ہی تشہد پڑھنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر تشہد شروع کرنے سے پہلے کچھ اور پڑھ لیا تو تاخیر واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ **ولو قرأ فی القعود إن قرأ قبل التشهد فی القعدتین فعلیه السهو لترک واجب الابتداء بالتشهد أول الجلوس.**

(طحطاوی ۲۵۰، عالمگیری ۱۲۷/۱)

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود پڑھ لینا

اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول سے درود شریف پڑھنا شروع کردیا اور ''**علی آل محمد**'' تک پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، راجح قول یہی ہے۔ **وقدمنا**

عن القاضي الإمام أنه لا يجب ما لم يقل "وعلىٰ آل محمد" وفي شرح المنية الصغير أنه قول الأكثر وهو الأصح. قال الخير الرملي: فقد اختلف التصحيح كما ترىٰ، وينبغي ترجيح ما قاله القاضي الإمام. (شامي زكريا ۲/ ۵٤٥، تاتارخانية قديم ۱/ ۷۲۳، زكريا ۲/ ٤۰۰-٤۰۱ رقم: ۲۷۹۳)

تشہد کا کچھ حصہ چھوڑ دینا

اگر قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں تشہد یا اس کا کچھ حصہ پڑھنے سے رہ گیا تو سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔ ويسجد للسهو بترك بعضه ككله، وكذا في كل قعدة في الأصح. (در مختار مع الشامي زكريا ۲/ ۱۵۹، طحطاوی ۲۵۱، عالمگیری ۱/ ۱۲۷)

قعدۂ اولیٰ میں تشہد کا تکرار

اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد کو دوبار پڑھ دیا تو تکرارِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ ولو كرّر التشهد في القعدة الأولىٰ فعليه السهو. (عالمگیری ۱/ ۱۲۷)

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کا تکرار

اگر قعدۂ اخیرہ میں تشہد (التحیات) دومرتبہ پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں (کیوں کہ پہلی مرتبہ پڑھنے سے واجب ادا ہوجائے گا اور دوسری مرتبہ پڑھنا ذکر شمار ہوگا جو قعدۂ اخیرہ میں ممنوع نہیں ہے) ولو قرأ التشهد مرتين في القعدة الأخيرة الخ، لا سهو عليه. (طحطاوی ۲۵۱، عالمگیری ۱/ ۱۲۷، بزازية على الهندية ٤/ ٦٤)

قعدۂ اولیٰ کا سہواً ترک کر دینا

اگر بھول سے قعدۂ اولیٰ کرنے کے بجائے کھڑا ہوگیا تو جب تک کھڑے ہونے کے قریب نہ ہو لوٹ آئے؛ لیکن اگر نہیں لوٹا یا کھڑے ہونے کے قریب پہنچ کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا، خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔ ولو ترك القعود الأول سهواً في النفل سجد ولم

تفسد استحساناً. (تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۵۵، عالمگیری ۱/ ۱۲۷، البحر الرائق ۲/ ۹۵، بدائع ۱/ ۳۹۹)

سری نمازوں میں کتنی آیتوں کو جہراً پڑھنا موجبِ سہو ہے؟

اگر سری نمازوں (مثلاً ظہر وعصر) میں تین آیتوں یا ایک طویل آیت کے بقدر جہراً قرأت کردی تو سجدۂ سہو لازم ہے۔ **ومنها جهر الإمام فيما يجهر فيه، والاسرار في محلّه مطلقاً، واختلف في القدر الموجب للسهو، والأصح أنه قدر ما تجوز به الصلاة في الفصلين.** (طحطاوی ۲۵۱، البحر الرائق ۲/ ۹۶، شامی زکریا ۲/ ۵۴۵، هدایه مع الفتح ۲/ ۵۰۴)

جہری نمازوں میں آہستہ قرأت

اگر امام نے جہری نمازوں میں بھول کر تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بقدر قرأت سراً کردی تو ترکِ واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ **ومنها جهر الإمام فيما يجهر فيه، والإسرار في محلّه مطلقاً، واختلف في القدر الموجب للسهو، والأصح أنه قدر ما تجوز به الصلوة في الفصلين.** (طحطاوی/ ۲۵۱، تنویر الابصار مع الدر زکریا ۲/ ۵۴۵)

اگر تشہد یا ثناء جہراً پڑھ لی تو سجدۂ سہو واجب نہیں

اگر کسی شخص نے تشہد، ثناء، درود شریف یا تسبیحات جہراً پڑھیں تو اگرچہ ایسا کرنا مناسب نہیں ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے نہ تو نماز فاسد ہوگی اور نہ سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ **وقد نصّوا أن وجوب الإسرار مختص بالقراءة فلو جهر بالأذكار والأدعية ولو تشهد لا سهو عليه.** (طحطاوی ۲۵۱)

وتر میں دعائے قنوت کی تکبیر چھوڑدی

اگر کسی شخص نے وتر میں دعائے قنوت بلا تکبیر کہے شروع کردی تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہے

(اور بعض علماء نے دعائے قنوت کی تکبیر کے وجوب سے انکار کیا ہے، ان کے نزدیک اس کے چھوڑنے پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا) **قال الشامی نقلاً عن الفتاوی الظهيرية: وينبغي ترجيح عدم الوجوب لأنه الأصل ولا دليل عليه بخلاف تكبيرات العيد.** (شامی بیروت ۲/۱٤٤، زكريا ۲/۱٦۳) **ولو ترك التكبيرة التي بعد القراءة قبل القنوت سجد للسهو لأنها بمنزلة تكبيرات العيد.** (عالمگیری ۱/۱۲۸، تاتارخانية قديم ۱/۷۲۱، زكريا ۲/۳۹۸ رقم: ۲۷۸٦)

وتر میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اگر کوئی شخص وتر کی نماز میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو نہ تو رکوع میں دعاء قنوت پڑھے اور نہ اسے دوبارہ کھڑے ہوکر دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت ہے؛ بلکہ بس اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، لیکن اگر رکوع سے قیام کی طرف لوٹ آیا اور دعائے قنوت پڑھ لی تو بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی؛ البتہ سجدۂ سہو کرنا بہرحال لازم ہوگا۔ **ولو نسيه أي القنوت ثم تذكره في الركوع لا يقنت فيه لفوات محله، ولا يعود إلى القيام في الأصح، لأن فيه رفض الفرض للواجب فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لكون ركوعه بعد قراءةٍ تامةٍ وسجد للسهو.** (درمختار مع الشامی بیروت ۲/۳۸۷-۳۸۸، درمختار زكريا ۲/٤٤٦-٤٤۷)

سجدۂ سہو سے پہلے ایک سلام پھیرنا

سجدۂ سہو سے قبل دائیں طرف سلام پھیرنا مسنون ہے جو شخص سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو کرلے تو اگرچہ سجدۂ سہو صحیح ہوجائے گا؛ لیکن وہ کراہتِ تنزیہی کا مرتکب ہوگا۔ **ولو سجد قبل السلام جاز وكره تنزيهاً.** (درمختار بیروت ۲/٤۷۲، زكريا ۲/٥٤۱، تاتارخانية قديم ۱/۷۱۲، زكريا ۲/۳۸٦-۳۸۷ رقم: ۲۷٥۰، بدائع ۱/٤۱۸)

قعدۂ اخیرہ کے وقت بھول سے کھڑا ہوگیا

اگر کوئی شخص آخری قعدہ میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہوجائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اگلی

رکعت کے سجدہ سے پہلے پہلے قعدہ اخیرہ کی طرف لوٹ آئے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر قعدہ کی طرف نہ لوٹا اور سجدہ کرلیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی اس کی نماز فرض کے بجائے نفل ہوجائے گی۔ **ولو سها عن القعود الأخير كله أو بعضه عاد – إلى قوله – ما لم يقيدها بسجدة لأن ما دون الركعة محل الرفض وسجد للسهو لتاخير القعود، وإن قيدها بسجدة – إلى قوله – تحول فرضه نفلاً برفعه.** (شامی بيروت ۲/ ۴۸۰-۴۸۱، زكريا ۲/ ۵۵۰-۵۵۱، هداية مع الفتح ۱/ ۵۰۸-۵۰۹، شرح وقاية ۱/ ۱۸۵)

آخری قعدہ میں سلام پھیرنے کے بجائے کھڑا ہوگیا

اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں بیٹھنے کے بعد پھر تیسری یا پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تو اس کا فرض ادا ہوگیا؛ لیکن اسے چاہئے کہ فوراً قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ چھٹی رکعت بھی ساتھ ملالے تاکہ اخیر کی دو رکعتیں نفل ہوجائیں؛ لیکن سجدۂ سہو کرنا بہرصورت ضروری ہوگا۔ **وإن قعد في الرابعة مثلاً قدر التشهد ثم قام عاد وسلم – إلى قوله – وإن سجد للخامسة – إلى قوله – وضم إليها سادسةً، لو في العصر، وخامسة في المغرب، ورابعة في الفجر، به يفتى لتصير الركعتان له نفلاً والضم هنا آكد – إلى قوله – وسجد للسهو في الصورتين، لنقصان فرضه بتاخير السلام في الأولىٰ وتركه في الثانية.** (درمختار مع الشامی بيروت ۴۸۳-۴۸۴، زكريا ۲/ ۵۵۳-۵۵۴، شرح وقاية ۱/ ۱۸۵، هداية مع الفتح ۱/ ۵۱۱)

کب تک سجدۂ سہو کرسکتا ہے؟

اگر کسی شخص پر سجدہ کرنا واجب تھا لیکن اس نے سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرنا اسے یاد نہ رہا تو اگر اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے قبلہ سے سینہ پھیرنے اور کسی منافی صلاۃ عمل کرنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اب سجدۂ سہو کرکے نماز پوری کرلے۔ **ويسجد للسهو ولو مع سلامه ناوياً للقطع لأن**

نية تغيير المشروع لغو ما لم يتحول عن القبلة أو يتكلم لبطلان التحريمة.

(درمختار مع الشامی بیروت ۴۸۷/۲، زکریا ۵۵۹/۲، تاترخانية قديم ۷۳۱/۱، زکریا ۴۱۱/۲ رقم: ۲۸۲۲)

قعدۂ اولیٰ پر غلطی سے سلام پھیرنا

اگر کسی شخص نے مثلاً ظہر کی چار رکعت نماز کی نیت باندھی پھر دو رکعت پڑھ کر بھول سے سلام پھیر دیا، تو اس سلام سے وہ نماز سے خارج نہیں ہوا اسے چاہئے کہ چار رکعت پوری کر کے اخیر میں سجدہ کر لے۔ سلم مصلی الظهر مثلاً علی رأس الركعتين توهماً إتمامها أتمها أربعاً وسجد للسهو لأن السلام ساهياً لايبطل لأنه دعاء من وجهٍ. (درمختار مع الشامی بیروت ۴۸۸/۲، زکریا ۵۵۹/۲، بدائع الصنائع ۴۰۲/۱، البحر الرائق ۱۱۱/۲، تاترخانية قديم ۷۳۳/۱، زکریا ۴۱۳/۲ رقم: ۲۷۲۷)

نمازِ عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو کا پیش آنا

اگر عیدین اور جمعہ کی نماز میں امام سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو، تو متأخرین مشائخ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ان نمازوں میں سجدۂ سہو نہ کیا جائے؛ اس لئے کہ مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنے میں ناواقف عوام کی نماز خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے (یہی حکم بڑے بڑے اجتماعات میں کثیر مجمع کے ساتھ پڑھی جانے والی جماعت کی نمازوں کا بھی ہے) السهو فی الجمعة والعيدين والمكتوبة والتطوع واحد إلا أن مشائخنا قالوا: لا يسجد للسهو فی العيدين والجمعة لئلا يقع الناس فی فتنةٍ. (عالمگیری ۱۲۸/۱) وأخذ العلامة الوانی من هذه السببية أن عدم السجود مقيد بما إذا حضر جمع كثير، أما إذا لم يحضروا فالظاهر السجود لعدم الداعی إلى الترک وهو التشويش. (طحطاوی علی المراقی ۲۵۳) قال الشامی: الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلک كما بحثه بعضهم وكذا بحثه الرحمتی، وقال: خصوصاً

فی زماننا وفی جمعه حاشية أبی السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازہٖ بل الأولیٰ ترکه لئلا يقع الناس فی فتنة. (شامی بیروت ۴۸۹/۲، زکریا ۵۶۰/۲)

رکعتوں کی تعداد میں شک ہونا

اگر کسی شخص کو کبھی کبھار نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ نیت توڑ کر از سرِ نو نماز پڑھے اور اگر بار بار نماز میں شک ہو جاتا ہو تو غلبۂ ظن پر عمل کر لے یعنی جتنی رکعت پڑھ لینے کا گمان غالب ہو اس کو بنیاد بنائے، اور اگر کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو جتنی رکعت پڑھنے کا یقین ہو (مثلاً دو اور تین میں شک ہے تو دو کا پڑھنا یقینی ہے) پر بنا کرے اور ساتھ میں آگے کی ہر رکعت پر قعدہ کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لے۔ وإذا شك فی صلاتہٖ من لم يكن ذٰلک أی الشک عادةً لهٗ – إلی قوله – كم صلی استأنف بعملٍ منافٍ وبالسلام قاعداً أولیٰ لأنه المحلل فإن كثر شكّه عمل بغالب ظنہٖ إن كان له ظن للحرج وإلا أخذ بالأقل لتيقنہٖ وقعد فی كل موضع توهمه موضع قعودہٖ ولو واجباً لئلا يصير تاركاً فرض القعود أو واجبه إلی قوله لكن فی السراج أنه يسجد للسهو في أخذ الأقل مطلقاً. (درمختار مع الشامی بیروت ۴۸۹–۴۹۱، زکریا ۵۶۰/۲ تا ۵۶۲، عالمگیری ۱۳۰/۱)

نماز کے دوران سوچتے رہ جانا

اگر کوئی شخص نماز کے دوران کسی فکر یا خیال میں ایسا محو ہو گیا کہ اس کی وجہ سے کوئی واجب چھوٹ گیا مثلاً ایک رکن (تین تسبیح) کے بقدر سوچتا رہا تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے۔ قال الشامی بحثاً: واستظهر أيضاً القول الأول بأن الملزم للسجود ما كان فيه تاخير الواجب أو الركن عن محله إذ ليس فی مجرد التفكر مع الأداء ترک واجب. (شامی بیروت ۴۹۱/۲، زکریا ۵۶۲/۲، عالمگیری ۱۳۱/۱، حلبی کبیر ۴۶۴)

نماز کی رکعتوں کے بارے میں امام اور مقتدیوں میں اختلاف

سلام پھیرنے کے بعد نماز کی رکعتوں کے بارے میں امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو گیا

تواب کیا کیا جائے؟ اس بارے میں قدرے تفصیل ہے:

الف : اگر امام کو مکمل نماز پڑھانے کا یقین ہو تو اس کے لئے نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔

ب : اگر مقتدیوں میں بھی دو فریق ہوں کچھ لوگ کہیں کہ نماز پوری ہوئی اور کچھ لوگ کہیں کوئی رکعت کم رہ گئی تو امام کی رائے پر عمل کیا جائے گا۔

ج : اگر امام کو یقین ہو کہ رکعات کم ہوئی ہیں تو اعادہ لازم ہے؛ البتہ اس صورت میں اگر کسی مقتدی کو نماز مکمل ہونے کا یقین ہو تو اس کو اجازت ہے کہ اعادہ والی نماز میں شریک نہ ہو۔

د : اگر خود امام کو شک ہو جائے کہ نماز پوری ہوئی ہے یا ناقص، اور مقتدی یہ کہیں کہ نماز کی رکعتوں میں کمی رہ گئی، تو امام پر مقتدیوں کی بات ماننا اور اعادہ کرنا لازم ہے۔ **ولو اختلف الإمام والقوم فلو الإمام على يقين لم يعد وإلا أعاد بقولهم.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۹۲، والتفصیل فی الشامی ۲/ ۴۹۲، زکریا ۲/ ۵۶۳، خانیة ۱/ ۲۰٤)

وتر کی رکعتوں میں شک

اگر نماز وتر پڑھتے ہوئے شک ہو جائے کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری؟ تو اسے چاہئے کہ قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے اس کے بعد اگلی رکعت میں بھی قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے۔ **شک أنها ثانية الوتر أو ثالثته قنت وقعد ثم صلى أخرىٰ وقنت أيضاً في الأصح.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۹۲، زکریا ۲/ ۵۶۳)

نماز کی سنتیں

سنت کی حقیقت

سنت پر عمل کرنا ضرری ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے؛ لیکن اس کے چھوٹنے سے نہ تو نماز میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور نہ وہ فاسد ہوتی ہے۔ اور تارک سنت کا حکم درج ذیل مختلف صورتوں میں الگ الگ ہے:

(۱) اگر بلا ارادہ کوئی سنت چھوٹ گئی تو کوئی گناہ نہیں۔

(۲) اگر قصداً کوئی سنت چھوڑی؛ لیکن دل میں سنت کی تحقیر اور استخفاف کا قصد نہیں ہے تو گنہ گار ہوگا۔

(۳) اور اگر نعوذ باللہ سنت کو تحقیر و استخفاف کی بنا پر چھوڑا ہے تو ایسا شخص اسلام سے خارج ہے۔

اس لئے بہر حال نماز کو سنت کے مطابق پڑھنے کا مکمل اہتمام کرنا چاہئے، اور کوشش کرنی چاہئے کہ نماز کی کوئی سنت ہم سے فوت نہ ہو۔ **وسننها، ترک السنة لا یوجب فساداً و لا سهواً بل إساءة لو عامداً غیر مستخف.** (درمختار) **وفی الشامی: فلو غیر عامدٍ فلا إساءة الخ. ولو مستخفاً کفر.** (شامی بیروت ۱۴۹/۲-۱۵۰، زکریا ۱۷۰/۲)

نماز میں کتنی سنتیں ہیں؟

نماز کی اصل سنتیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟ اس بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں، نور الایضاح میں ۵۱ر سنتیں گنائی گئی ہیں، جب کہ درمختار میں ۲۳، اور شرح منیہ (حلبی کبیر) میں ۲۰ر سنتیں ذکر کی گئی ہیں اور مابقیہ چیزوں کو انہوں نے آداب میں شمار فرمایا ہے۔

ذیل میں انہیں ۲۰ر سنتوں کو ترتیب وار بیان کیا جارہا ہے:

(۱) اذان واقامت

پنج گانہ نماز باجماعت سے پہلے اذان دینا اور اقامت کہنا مسنون ہے۔ **ثم الأذان سنةٌ في قول عامة الفقهاء وکذا الإقامة، الخ. ثم هو سنة للصلوات الخمس أداءً**

وقضاءً إذا صليت بجماعة وللجمعة. (حلبی کبیر ۳۷۱-۳۷۲، درمختار مع الشامی زکریا ۴۸/۲)

(اذان واقامت سے متعلق ضروری مسائل اذان واقامت کے مستقل باب میں ملاحظہ کئے جائیں)

(۲) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

نماز کے شروع میں مرد کے لئے اللہ اکبر کہتے وقت کانوں کی لو تک دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے، جب کہ عورت اپنے کندھے تک ہاتھ اٹھائے گی۔ **وثاني السنن رفع اليدين عند تكبيرة الافتتاح مع التكبير.** (حلبی کبیر ۳۸۲) **والمرأة ترفع حذاء منكبيها.**

(التنویر مع الشامی زکریا ۱۸۲/۲، بدائع الصنائع ۴۶۵/۱)

(۳) رفع یدین کے وقت انگلیاں اپنے حال پر رکھنا

تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں نہ تو سختی سے ملانی چاہئیں اور نہ ہی پوری پھیلانی چاہئیں؛ بلکہ انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دینا مسنون ہے، ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں قبلہ کی جانب ہوجائیں۔ **وثالثها نشر الأصابع عند التكبير بدون تكلف ضم ولا تفريج.** (حلبی کبیر ۳۸۲) **يعني يرفعهما منصوبتين لا مضمومتين حتى تكون الأصابع مع الكف مستقبلة للقبلة.** (شامی زکریا ۱۷۱/۲، خانیۃ ۸۵/۱، مراقی الفلاح ۱۵۲)

(۴) امام کا تکبیرات کو بلند آواز سے کہنا

امام کا نماز کی سبھی تکبیراتِ انتقالیہ، اور ''سمع اللہ لمن حمدہ'' اور سلام کو بلند آواز سے کہنا مسنون ہے۔ **ورابعها جهر الإمام بالتكبير مطلقاً وكذا سائر أذكار الانتقالات كالتسميع والسلام للتوارث في ذٰلك كله من لدنه عليه السلام حتى الآن.**

(حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۶۵/۱، ہندیۃ ۷۳/۱)

(۵) ثنا پڑھنا

تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا مسنون ہے۔ (ثنا کے الفاظ یہ ہیں: **سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا إلٰہ غیرک** ۔ (اے اللہ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں تیرا نام بابرکت اور تیری شان بزرگ و برتر ہے، اور تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے) **وخامسھا الثناء أی قراءۃ سبحنک اللّٰھم الخ.** (حلبی کبیر ۳۸۲، خانیة ۸۵/۱، بدائع الصنائع ۴۷۱/۱)

(۶) اعوذ باللہ پڑھنا

ثنا کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے **أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم** (میں اللہ تعالیٰ کی شیطان لعین سے پناہ مانگتا ہوں) پڑھنا مسنون ہے۔ **وسادسھا التعوذ.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۷۲/۱، مراقی الفلاح ۱۵۳)

(۷) بسم اللہ پڑھنا

اعوذ باللہ الخ کے بعد **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم** پڑھنا مسنون ہے۔ **وسابعھا التسمیة.** (حلبی کبیر ۳۸۲، ھندیة ۷۳/۱، بدائع الصنائع ۴۷۴/۱، مراقی الفلاح ۱۵۴)

نوٹ: نیز ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے، اور سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کے درمیان بھی آہستہ آواز سے بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے، اسی پر فتویٰ ہے۔ **وذکر في المصفی أن الفتویٰ علی قول أبي یوسف أنہ یسمي في أول کل رکعة ویخفیھا، وذکر في المحیط: المختار قول محمد وھو أن یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورۃ في کل رکعة الخ، مطلب: قراءۃ البسملة بین الفاتحة والسورۃ حسن (قولہ ولا تکرہ اتفاقاً) ولھٰذا صرح في الذخیرۃ والمجتبی: بأنہ إن سمی بین الفاتحة والسورۃ المقروءۃ سراً أو جھراً کان حسناً عند أبی حنیفةؒ ورجحہ المحقق ابن الھمام**

وتلميذه الحلبي لشبهة الاختلاف في كونها آية من كل سورة. (شامي زكريا ۲/ ۱۹۲)

(۸) آمین کہنا

سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا مسنون ہے۔ **وثامنها التأمين.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۱/ ۴۸۳، مراقی الفلاح ۱۵۴)

(۹) ثنا، تعوذ، وتسمیہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا

ایک مستقل سنت یہ ہے کہ ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ اور آمین کو آہستہ کہے خواہ امام ہو یا مقتدی؛ اس لئے کہ یہ سب چیزیں اذکارِ مسنونہ میں ہیں جن کا حکم اخفاء کا ہے، جیسے سجدہ اور رکوع کی تسبیحات وغیرہ۔ **وتاسعها: الإخفاء بهن أي بالأربع المذكورة من الثناء وما بعده إماماً كان المصلي أو مقتدياً أو منفرداً.** (حلبی کبیر ۳۸۲، هندية ۱/ ۷۳)

(۱۰) ہاتھ باندھتے وقت دایاں ہاتھ اوپر اور بایاں نیچے رکھنا

ایک سنت یہ ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھیں تو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھیں۔ **وعاشرها وضع اليمين من اليدين على الشمال منهما.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۱/ ۴۶۵، هندية ۱/ ۷۳، خانية ۱/ ۸۷)

(۱۱) مرد اور عورت کے ہاتھ باندھنے کی جگہ

مردوں کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون ہے جب کہ عورتوں کے لئے سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ **وحادي عشرها كون ذلك الوضع تحت السرة للرجل وكونه على الصدر للمرأة.** (حلبی کبیر ۳۸۲، هندية ۱/ ۷۳، بدائع الصنائع ۱/ ۴۶۵)

(۱۲) تکبیراتِ انتقالیہ

نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیراتِ انتقالیہ، اور رکوع

سے اٹھتے وقت سمع الله لمن حمده کہنا مسنون ہے۔ **وثانی عشرها التكبيرات التي يؤتى بها في خلال الصلاة عند الركوع والسجود والرفع منه والنهوض من السجود أو القعود إلى القيام وكذا التسميع ونحوه فهي مشتملةٌ على ست سنن كما ترى.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۱/۴۸۳)

(۱۳) رکوع میں تسبیحات پڑھنا

رکوع میں کم از کم تین مرتبہ ''**سبحان ربی العظیم**'' پڑھنا مسنون ہے۔ **وثالث عشرها تسبيحات الركوع.** (حلبی کبیر ۳۸۲، شامی زکریا ۲/۱۷۳، بدائع الصنائع ۱/۴۸۷)

(۱۴) سجدہ میں تسبیحات پڑھنا

سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ "**سبحان ربی الأعلیٰ**" پڑھنا سنت ہے۔ **ورابع عشرها تسبيحات السجود.** (حلبی کبیر ۳۸۲، شامی زکریا ۲/۱۷۳، هندية ۱/۷۵)

(۱۵) رکوع میں دونوں ہاتھوں سے دونوں گھٹنوں کو پکڑنا

رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے۔ **وخامس عشرها أخذ الركبتين باليدين في الركوع.** (حلبی کبیر ۳۸۲، بدائع الصنائع ۱/۴۸۷، شرح وقاية ۱/۱۴۶)

(۱۶) ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے وقت انگلیاں کیسے رکھیں؟

مردوں کے لئے ایک مستقل سنت یہ بھی ہے کہ رکوع میں جب گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں تو انگلیاں کھول کر اچھی طرح پکڑ بنائیں؛ البتہ عورت انگلیاں ملا کر صرف ہاتھ رکھے گی پکڑے گی نہیں۔ **حال كونه مفرجاً أصابعه وهي سادس عشرها** (حلبی کبیر ۳۸۲) **لأن المرأة تضع يديها على ركبتيها وضعاً ولا تفرج أصابعها كما في المعراج.** (شامی زکریا ۲/۱۷۳، بدائع ۱/۴۸۷)

(۱۷) قعدہ میں بیٹھنے کی مسنون کیفیت

قعدہ میں مرد کے لئے مسنون ہیئت یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں قدم اس طرح اٹھا رکھے کہ پیر کی انگلیاں قبلہ کی جانب رہیں اور عورت دونوں پیروں کو بائیں جانب نکال کر سمٹ کر بیٹھے گی۔ **وسابع عشرها افتراش الرجل اليسرى والقعود عليها ونصب الرجل اليمنى موجهة أصابعها نحو القبلة فى القعدتين للرجل والتورك فيهما للمرأة.** (حلبى كبير ۳۸۲، بدائع الصنائع ۴۹۶/۱، هندية ۷۵/۱)

(۱۸) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا

قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ **وثامن عشرها الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد فى القعدة الأخيرة.** (حلبى كبير ۳۸۲، بدائع ۵۰۰/۱، هندية ۷۶/۱)

(۱۹) قعدہ اخیر میں درود شریف کے بعد دعا پڑھنا

قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد سلام سے پہلے ادعیۂ ماثورہ پڑھنا مسنون ہے۔ **وتاسع عشرها الدعاء فى اٰخر الصلاة بما يشبه ألفاظ القرآن والأدعية الماثورة.** (حلبى كبير ۳۸۲، بدائع الصنائع ۵۰۰/۱، هندية ۷۶/۱)

(۲۰) شہادت کے وقت انگلی اٹھانا

قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات میں جب کلمۂ اشہد ان لا الٰہ کہے تو شہادت کی انگلی اٹھانا مسنون ہے۔ **وتمام العشرين منها الإشارة بالمسبحة عند ذكر الشهادتين الخ.** (حلبى كبير ۳۸۲، بدائع الصنائع ۵۰۱/۱-۵۰۲)

○❖○

نماز کے آداب ومستحبات

ادب اور مستحب کی شرعی حیثیت

اصطلاحِ شریعت میں جس عمل پر ادب اور مستحب کا اطلاق کیا جاتا ہے اس کی حیثیت یہ ہے کہ اگر اسے اختیار کیا جائے تو ثواب ملے گا اور اگر عمل نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہ ہوگا۔ **ولها اٰداب تركه لا يوجب إسائةً، ولا عتاباً كترك سنة الزوائد لكن فعله أفضل.** (درمختار مع الشامي بيروت ۱۵۴/۲، درمختار زكريا ۱۷۵/۲)

مستحب پر اصرار جائز نہیں

مذکورہ بالا صراحت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی مستحب امر پر اس قدر اصرار کرنا کہ اس کے نہ کرنے والے پر طعن وتشنیع کی نوبت آجائے یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ اور اگر کسی جگہ مستحب کو ایسی مبالغہ آمیز حیثیت دی جانے لگے تو پھر عارض کی وجہ سے وہ مستحب، مستحب نہ رہے گا؛ بلکہ قابلِ ترک ہو جائے گا؛ تاکہ شرعی احکام کے درجات کا بھرپور تحفظ کیا جاسکے۔ اس سلسلہ میں ہمیں بہترین رہنمائی سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ملتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ''کوئی شخص اپنے عمل میں شیطان کا حصہ نہ رکھے اور یہ نہ سمجھے کہ اس پر نماز کے بعد دائیں جانب ہی رخ کرکے بیٹھنا ضروری ہے، اس لئے کہ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں جانب بیٹھتے ہوئے بھی دیکھا ہے''۔ یعنی دائیں طرف رخ کرنا گوکہ مستحب ہے، مگر اس پر اصرار کرنا شیطانی عمل ہے، جس سے بچنے کی صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تلقین فرمارہے ہیں۔ **عن ابن مسعود** رضی اللہ عنہ **قال: لا يجعلن أحدكم للشيطان من نفسه جزءاً لا يرى إلّا أن حقاً عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه، أكثر ما رأيت رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم **ينصرف عن شماله.**

(مسلم شريف ۲۴۷/۱، حديث: ۷۰۷، موسوعة أثار الصحابة ۱۲۳/۳)

عوام کی بے اعتدالی

موجودہ دور میں مستحبات کے سلسلہ میں بے اعتدالی عام ہے، کہیں تو مستحبات کا بالکل اہتمام نہیں، اور کہیں اس قدر اہتمام ہے کہ مستحب کو واجب سے بھی اوپر کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ مثلاً جمعہ کے خطبہ میں خطیب کے لئے عصا ہاتھ میں لینے کو فقہاء نے مستحب اور مندوب قرار دیا ہے؛ لیکن جنوبی ہند میں اس استحباب پر اتنی سختی سے عمل ہے کہ عصا (جسے مخصوص انداز میں اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کا مصرف سوائے خطیب کے پکڑنے کے اور کچھ نہیں ہوسکتا) ہاتھ میں لینے کو جمعہ کے لوازم میں شامل کرلیا گیا ہے، خود احقر کو ایک مرتبہ اس بے اعتدالی کا مشاہدہ ہوا کہ آمبور (نزد مدراس) کی ایک جامع مسجد میں خطبۂ جمعہ کے دوران احقر نے عصا ہاتھ میں لینے سے انکار کردیا تو نماز کے بعد چند بڑی عمر کے لوگ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ ''جمعہ کی نماز دوبارہ پڑھی جائے، یہ نماز نہیں ہوئی اس لئے کہ خطیب نے عصا ہاتھ میں لے کر خطبہ نہیں دیا ہے''۔ ظاہر ہے کہ یہ بات اصل مسئلہ سے ناواقفیت پر مبنی ہے، کچھ اسی طرح کی بات اقامت میں ''حی علی الفلاح'' کہنے پر جماعت کے لئے کھڑے ہونے کے مسئلہ میں پائی جاتی ہے۔ فقہاء نے اسے محض مستحب قرار دیا ہے (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) لیکن اب ایک خاص گروہ نے اس مستحب کو اپنا ''رجسٹرڈ نشان'' بنالیا ہے، اور اس پر اس قدر شدت سے عمل ہے کہ اگر کوئی بے چارہ ان کی مساجد میں اس مستحب کے خلاف کرے تو اس کو ہدف ملامت بننا پڑتا ہے، یہ بات انصاف کے بالکل خلاف ہے۔ مستحب پر عمل کرنا ہے تو اس کو مستحب کے درجہ میں رکھ کر عمل کرنا چاہئے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے والے کو ملامت نہ کی جائے۔ خاص کر ایسے مستحبات جو صراحۃً پیغمبر علیہ السلام سے ثابت نہیں ہیں اور فقہاء نے محض بعض مصالح کی بنا پر انہیں مستحب کہہ دیا ہے ان میں شدت تو کسی طرح روا نہیں ہے۔ انصاف پسند اہل علم کو چاہئے کہ وہ عوام کو ان بے اعتدالیوں سے روکیں نہ کہ وہ خود ہی ان کے مرتکب ہونے لگیں اور محض اپنی انفرادیت باقی رکھنے کے لئے بے اعتدالی کے پرجوش مبلغ بن جائیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد نماز کے بعض مستحبات ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ چادر سے باہر نکالنا

مرد نمازی کے لئے مستحب ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھ چادر یا آستین سے باہر نکال کر رفع یدین کرے (البتہ عورت چادر کے اندر ہی سے رفع یدین کرے گی) **إخراج الرجل كفيه من كمّيه عند التكبير للإحرام الخ، والمرأة تستر كفيها حذراً من كشف**

ذراعها. (مراقی الفلاح ۱۵۱، تاتارخانیة قدیم ۱/۵۲۱، زکریا ۲/۱۵۷ رقم: ۲۰۲۱)

قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ میں نظر کہاں رہے؟

نماز میں خشوع وخضوع برقرار رکھنے کے لئے مستحب ہے کہ حالتِ قیام میں سجدہ کی جگہ نظر جمی رہے، حالتِ رکوع میں قدموں پر نظر رہے، سجدہ میں ناک پر نگاہ رہے، اور حالت قعدہ میں اپنی گود پر نظر رہے۔ یہ حکم ہر حالت میں ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے عین سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے بھی مذکورہ آداب کا خیال رکھنا چاہئے، دورانِ نماز اسے کعبۃ اللہ پر نظر نہیں جمانی چاہئے۔ **ومنها نظر المصلی سواء کان رجلاً أو إمرأةً إلی موضع سجوده قائماً حفظاً له عن النظر إلی ما یشغله عن الخشوع، ونظره إلی ظاهر القدم راکعاً وإلی أرنبة أنفه ساجداً وإلی حجره جالساً. (المراقي) ویفعل هذا ولو کان مشاهداً للکعبة علی المذهب.** (طحطاوی علی المراقی ۱۵۱، بدائع الصنائع ۱/۵۰۳)

سلام پھیرتے وقت نظریں کہاں رہیں؟

دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔ **ومنها نظره إلی المنکبین مسلماً.**

(مراقی الفلاح ۱۵۱)

نماز میں قرأت کی مستحب مقدار

نماز میں کتنی مقدار کی قرأت پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلہ میں نمازی کی تین حالتوں کے اعتبار سے حکم الگ الگ ہے:

(۱) اگر نمازی سفر میں ہو اور سفر جاری ہو تو سورۂ فاتحہ کے بعد حسبِ سہولت جو سورۃ پڑھنا چاہے پڑھے خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کوئی سی نماز کیوں نہ ہو۔

(۲) اگر نمازی مسافر ہو؛ لیکن کسی جگہ اطمینان کے ساتھ ٹھہرا ہو تو نماز فجر وظہر میں اوساطِ

مفصل میں سے لمبی سورتیں، نماز عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل کی چھوٹی سورتیں اور نماز مغرب میں قصارِ مفصل کی چھوٹی سے چھوٹی سورتیں پڑھنا مستحب ہے۔

(۳) اور اگر نمازی مقیم ہو اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ نماز فجر وظہر میں طوالِ مفصل، نماز عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل اور نماز مغرب میں قصارِ مفصل پڑھے۔

نوٹ: طوالِ مفصل سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے، جب کہ سورۂ طارق سے سورۂ لم یکن تک اوساطِ مفصل، اور سورۂ زلزال سے آخر قرآن تک کی سورتیں قصارِ مفصل کہلاتی ہیں۔

والمستحب على ثلاثة أوجهٍ، أحدها أن يقرأ في السفر حالة الضرورة الخ. بفاتحة الكتاب وأي سورة شاء أو مقدار أقصر سورة من أي محل تيسر الخ. والوجه الثاني أن يكون في السفر حالة الا ختيار الخ. يقرأ في صلاة الفجر مع الفاتحة سورة البروج الخ. ويقرأ في الظهر كذلك ويقرأ في العصر والعشاء دون ذلك، وفي المغرب يقرأ بالقصار جداً الخ. والوجه الثالث أن يكون في الحضر الخ. (حلبی کبیر ۳۱۰) **ويسن في الفجر والظهر ومنها الخ. لم يكن أوساطه في العصر والعشاء وباقيه قصاره في المغرب أي في كل ركعة سورة مما ذُكِرَ، ذكره الحلبي.** (در مختار زکریا ۲/۲۶۱)

ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا افضل ہے

فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھی جائے (اگرچہ کسی سورت کا جزء پڑھنا بھی بلا کراہت درست ہے اور پیغمبر علیہ السلام سے ثابت ہے؛ لیکن جزو سورت پڑھتے وقت بطور خاص مضمون آیات کی تکمیل کی رعایت کرنی چاہئے) **قال الشامي بحثاً: مع أنهم صرحوا بأن الأفضل في كل ركعة الفاتحة وسورة تامة.**

(شامي زكريا ۲/ ۲۶۱، خانية ۱/ ۴۵۱، هندية ۱/ ۷۸)

جمعہ کے دن نمازِ فجر میں قرأتِ مستحبہ

ہر جمعہ کونمازِ فجر کی پہلی رکعت میں ﴿ألم سجدہ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿سورۂ دھر﴾ پڑھنا مستحب ہے (لیکن اس کو ایسا لازم نہ سمجھا جائے کہ ناواقف عوام یہ سمجھنے لگیں کہ اس دن ان سورتوں کے علاوہ کا پڑھنا جائز ہی نہیں، لہٰذا کبھی کبھی اس وہم کو رفع کرنے کے لئے قصداً اس التزام کو چھوڑ دینا چاہئے) **ویکره التعیین "کالسجدة" و"هل أتی"، لفجر کل جمعةٍ، بل یندب قرأتهما أحیاناً.** (درمختار) **وفی فتح القدیر لأن مقتضی الدلیل عدم المداومة لا المداومة علی العدم کما یفعله حنفیة العصر، فیستحب أن یقرأ ذٰلک أحیانا تبرکاً بالمأثور، فإن لزوم الإیهام ینتفی بالترک أحیاناً.** (شامی زکریا ۲/۲۶۵، خانیة ۱/۴۵۳)

فرض کی آخری رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

فرض نمازوں میں (ابتدائی دو رکعتوں کے بعد) آخر کی مابقیہ رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔ (واجب اور لازم نہیں ہے) **فالقراءة أفضل بالنظر إلی التسبیح**

(شامی زکریا ۲/۲۲۱، البحر الرائق ۱/۵۱٦، بدائع الصنائع ۱/۲۹٦)

کھانسی اور ڈکار کو روکنا

ایک ادب یہ ہے کہ نماز کے دوران حتی الامکان کھانسی اور ڈکار کو روکا جائے۔ **ومن الأدب دفع السعال ما استطاع تحرزاً عن المفسد فإنه إذا کان بغیر عذر یفسد وکذا الجشاء.** (مراقی الفلاح ۱۰۲، کبیری ۳۵۱، شامی زکریا ۲/۱۷٦، خانیة ۱/۵۲۹)

جمائی کے وقت منہ بند کرنا

نماز میں پوری کوشش کی جائے کہ جمائی میں منہ نہ کھلنے پائے، اور اگر ناگزیر صورت ہو تو منہ کو ہاتھ یا آستین سے ڈھک لیں۔ **ومن الأدب کظم فمه عند التثاؤب فإن لم یقدر**

غطاه بيده أو بكمه. (مراقی الفلاح ۱۵۱، خانية ۵۲۹/۱، شامی زکریا ۱۷۶/۲، بدائع ۲۹۶/۱)

مقتدی نماز کے لئے کب کھڑے ہوں؟

فقہاء احناف نے اس مسئلہ میں مختلف صورتوں میں الگ الگ استحبابی حکم بیان فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) اگر امام صف کے درمیان موجود نہ ہو اور پیچھے سے مصلیٰ کی طرف آرہا ہو تو جس صف تک پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے۔ **فأما إذا كان الإمام خارج المسجد فإن دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما جاوز صفاً قام ذٰلک الصف.** (عالمگیری ۵۷/۱، درمختار زکریا ۱۷۷/۲)

(۲) اور اگر امام سامنے سے آرہا ہو تو اس پر نظر پڑتے ہی جماعت کھڑی ہوجائے۔ **وإن كان الإمام دخل المسجد من قدامهم يقومون كما رأوا الإمام.** (عالمگیری ۵۷/۱، درمختار زکریا ۱۷۷/۲، خانية ۵۳۰/۱)

(۳) اور اگر امام پہلے ہی سے صف میں موجود ہو (اور صفیں بھی سب درست ہوں) اور اقامت کا وقت ہوجائے تو اس خاص صورت میں مکبر کی اقامت سے پہلے کسی کا کھڑا ہونا مکروہ ہے، اور افضل یہ ہے کہ جب مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے تو امام سمیت پوری جماعت کھڑی ہو جائے، کھڑے ہونے میں حی علی الفلاح سے تاخیر کرنا اور اس کے بعد تک بیٹھا رہنا مکروہ ہے۔ **إن كان المؤذن غير الإمام وكان القوم مع الإمام في المسجد فإنه يقوم الإمام والقوم إذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح.**

(عالمگیری ۵۷/۱، درمختار زکریا ۱۷۷/۲)

مسئلہ بالا کے متعلق غلطیاں اور کوتاہیاں: اس مسئلہ پر عمل کرنے میں بعض جگہ بڑی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں اور افسوس ہے کہ ایک خاص فرقہ نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا کر اسے غلط رخ دے دیا ہے اس لئے ذیل میں وہ چند کوتاہیاں تحریر کی جاتی ہیں جن میں عام ابتلاء ہے۔

(۱) بعض حضرات امام کی آمد سے پہلے ہی نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور کھڑے کھڑے امام کی آمد کا انتظار کرتے ہیں حالاں کہ یہ طریقہ خلافِ اولی ہے، افضل یہ ہے کہ کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر انتظار کریں اور جب امام کو آتا دیکھیں تو کھڑے ہوجائیں۔ **دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد إلى قيام الإمام في مصلاه. (درمختار) قال الشامي: ويكره له الانتظار قائماً.** (شامی بیروت ۲/ ۶۵، زکریا ۲/ ۷۱) **وقال الطحطاوي في حاشيته على الدر المختار: قوله (قعد) لم يبين حكمه والظاهر أنه مندوب وفيه أن قيامه تهيؤٌ للعبادة فلا مانع منه.** (طحطاوی علی الدر ۱/ ۱۸۹ بحواله احسن الفتاوی ۲/ ۳۰۷)

(۲) اس کے برخلاف بعض لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے پر اس قدر اصرار کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کا خیال نہ رکھے تو اس پر نکیر کرتے ہیں اور کہیں تو نزاع تک کی نوبت آجاتی ہے، حالاں کہ یہ مسئلہ صرف آداب سے تعلق رکھتا ہے، اس پر اصرار کرنا اور اس پر عمل نہ کرنے والے پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے۔ **ولها آداب: تركه لا يوجب إساءة ولا عتاباً.**

(درمختار زکریا ۲/ ۱۷۵، الموسوعة الفقهية ۱/ ۳۱۳)

(۳) نماز میں صفوں کے سیدھا کرنے اور درمیان کے خلا کو پر کرنے کا حکم واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے، اگر متفرق بیٹھے ہوئے لوگوں کو حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونے سے منع کیا جائے گا، تو کوئی صورت نہیں ہے کہ تکبیر ختم ہونے سے پہلے صفیں درست ہو جائیں، اس لئے صفوں کی درستگی کی اہمیت کو ترجیح دیتے ہوئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے ادب کو نظر انداز کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے اسی مستحب کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ امام مکبر کے قد قامت الصلاۃ کہتے ہی تکبیر تحریمہ شروع کردے؛ لیکن خود فقہاء نے اس ادب کو سرے سے نظر انداز کردیا؛ تاکہ نمازیوں اور مؤذن کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو، تو جب محض ایک فضیلت کے حصول کے لئے فقہاء کے بیان کردہ ادب کو ترک کیا جاسکتا ہے تو صفوں کی درستگی کے لئے تو بدرجہ اولی حی علی الفلاح کے ادب کو نظر انداز کرنا مناسب ہوگا۔ **وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصوا**

ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم. (درمختار ۲/۳۱۰) **وشروع الإمام في الصلاة مذ قيل قد قامت الصلاة، ولو أخر حتى أتمها لابأس به إجماعاً. (درمختار) لأن فيه محافظة على فضيلة المؤذن وإعانة له على الشروع مع الإمام.** (شامی زکریا ۲/۱۷۷)

(۴) پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ میں حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شروع تکبیر سے کھڑا ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا اسے مطلقاً مکروہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ **أبو هريرة** رضی اللہ عنہ **يقول أقيمت الصلاة فقمنا وعدلنا الصفوف قبل أن يخرج إلينا رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم. (مسلم شریف ۱/۲۲۰ وغیرہ)

(۵) بعض مساجد میں یہ دستور ہے کہ عین جماعت کے وقت امام صاحب حجرہ سے نکل کر مصلیٰ پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر مکبر تکبیر کہنا شروع کرتا ہے اور اس کے حی علی الفلاح پر پہنچنے کے بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے، یہ طریقہ فقہ وحدیث دونوں کے خلاف ہے۔ حدیث کے خلاف اس لئے ہے کہ پورے ذخیرۂ حدیث میں کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں دکھلائی جاسکتی کہ پیغمبر علیہ السلام حجرۂ مبارکہ سے نکل کر محراب میں آ کر تشریف فرما ہوگئے ہوں اور پھر تکبیر شروع ہوئی ہو؛ بلکہ مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھتے تھے فوراً ہی تکبیر شروع کردیتے تھے اور اسی وقت صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کھڑے ہوجاتے تھے، اور فقہ کے خلاف اس لئے ہے کہ ایسی صورت میں جب کہ امام اپنے کمرہ سے مسجد میں عین نماز کے وقت آرہا ہو تو حکم یہ ہے کہ اسے دیکھتے ہی لوگ کھڑے ہوجائیں جیسا کہ اوپر صورت نمبر (۱) اور (۲) میں بیان کیا گیا ہے، ایسی صورت میں یہ حکم ہرگز نہیں ہے کہ امام آ کر مصلیٰ پر بیٹھ جائے، اور پھر تکبیر شروع ہو۔

(۶) بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کے بعد امام صاحب مصلیٰ پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں پھر تکبیر شروع ہوتی ہے اور حی علی الفلاح پر لوگ کھڑے ہوتے ہیں، خطیب کا یہ عمل قطعاً بے اصل ہے، کوئی روایت ایسی نہیں دکھلائی جاسکتی کہ پیغمبر علیہ السلام یا کوئی صحابی رسول رضی اللہ عنہ خطبۂ جمعہ کے بعد مصلیٰ پر بیٹھ گئے ہوں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوئے ہوں، نیز فقہ کے کسی جزئیہ

سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی ۔اس طریقہ کا التزام بلاشبہ دین میں زیادتی ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

ضـــروری نـوٹ : اس مسئلہ میں خربطہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض مشائخ کی عبارتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے، مثلاً امام طحطاویؒ ''طحطاوی علی مراقی الفلاح'' میں لکھتے ہیں کہ: ''ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے''۔ (طحطاوی علی المراقی ۱۵۱) (حالاں کہ کسی امام سے صراحۃً یہ بات منقول نہیں ہے)اور دوسری طرف اسی مسئلہ میں درمختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''ظاہر یہ ہے کہ اس سے حی علی الفلاح سے تاخیر کرنے سے احتراز مقصود ہے نہ کہ تقدیم سے، حتی کہ اگر شروع اقامت سے کھڑا ہوجائے تو بھی کوئی حرج نہیں''۔(طحطاوی علی الدرالمختار ۱۱۵/۱ بحوالہ احسن الفتاوی ۳۱۶) تو ایک ہی مصنف جب دو طرح کی باتیں لکھے تو ہر بات کا الگ الگ محمل ہونا چاہئے؛ تاکہ تعارض نہ رہے، اور وہ محمل یہ ہے کہ اگر امام اپنی جگہ سے نہ اٹھا ہو یا مسجد میں داخل نہ ہوا ہو تو شروع اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے، ایسی صورت میں بیٹھ کر امام کا انتظار کرنا چاہئے تاآں کہ امام مصلیٰ پر آجائے ،اور جب امام کھڑا ہوچکا ہو یا مصلیٰ پر پہنچ چکا ہو تو پھر شروع اقامت سے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ۔فقہاء کی مختلف عبارات پر غور کرنے سے یہی تطبیق موزوں معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم۔ (مسئلہ کی مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں : رسالہ ارشاد الانام بجواب ازالۃ الاوہام در احسن الفتاوی ۲۹۹/۲، ''اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں''؟۔(درجواہر الفقہ ۳۰۹/۱ وغیرہ)

❍❖❍

نماز کا مسنون طریقہ

جب مصلیٰ پر کھڑے ہوں:

- نماز شروع کرنے سے پہلے مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ دربارِ خداندی میں حاضر ہونے کا تصور کریں اور دنیوی وساوس اور خیالات ذہن سے نکال دیں۔ (مجمع الانہر ۱/۱۲۷ فقیہ الامت دیوبند)
- چہرہ اور سینہ قبلہ کی طرف کرلیں۔ (درمختار زکریا ۲/۱۰۸)
- سیدھے کھڑے ہوں، سر یا کمر جھکا کر نہ رکھیں۔ (شامی ۲/۱۳۱)
- پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھنے کا اہتمام کریں، ان کا رخ دائیں بائیں نہ ہو۔ (مستفاد: حلبی کبیر ۳۱۵)
- مرد حضرات دونوں پیر ملا کر نہ رکھیں؛ بلکہ ان کے درمیان (اگر کوئی عذر نہ ہو تو) بہتر ہے کہ چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔ (شامی زکریا ۲/۱۳۱، طحطاوی علی المراقی ۱۴۳)
- ہر مسلمان پر ہر وقت اپنے ٹخنے کھلے رکھنا لازم ہے، آنحضرت ﷺ نے ٹخنے ڈھکنے والوں کے بارے میں سخت وعید ارشاد فرمائی ہے، اس لئے نماز میں بطورِ خاص ٹخنے کھلے رکھنے کا اہتمام رکھیں۔ (بخاری شریف ۲/۸۶۱)
- جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو صف سیدھی رکھنے کا اہتمام کریں، اس کی آسان شکل یہ ہے کہ سب نمازی اپنی ایڑیاں صف کے کنارے پر رکھ لیں اور ٹخنے سیدھ میں کرلیں۔ (شامی ۲/۱۳۱)
- صفوں کے درمیان خلا کو پر کرلیں، اس کی مسنون شکل یہ ہے کہ ہر نمازی اپنا بازو دوسرے نمازی کے بازو سے ملا کر کھڑا ہو۔ (درمختار زکریا ۲/۳۱۰)
- نمازی کی ہیئت اور لباس باوقار ہونا چاہئے، ننگے سر نماز پڑھنا، کہنیاں کھول کر نماز

پڑھنا، یا حقارت آمیز کپڑے پہن کر نماز پڑھنا بارگاہِ خداوندی کے آداب کے خلاف ہے۔ قال الشیخ عبد الوهاب الشعرانيؒ: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر بستر الرأس في الصلوٰة بالعمامة أو القلنسوة وينهى عن كشف الرأس في الصلوٰة.

(کشف الغمة ۸۷/۱، درمختار زکریا ۴۰۷/۲، رسائل غیر مقلدیت)

❑ جب نماز شروع کریں:

○ نماز شروع کرتے وقت دل میں ارادہ کریں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، بہتر ہے کہ دل کے استحضار کے ساتھ زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لیں؛ لیکن زبان سے نیت کرنا لازم اور ضروری نہیں ہے۔ (درمختار زکریا ۲/۹۱-۹۲)

○ اس کے بعد ''اللّٰہ أکبر'' کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں، اور انگوٹھے کان کی لو کے بالمقابل آجائیں۔

(درمختار زکریا ۲/۱۸۲، طحطاوی علی المراقی ۱۳۹)

○ پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑلیں اور درمیان کی تین انگلیاں سیدھی کر کے اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ (شامی زکریا ۲/۱۸۷)

○ خواتین دوپٹہ کے اندر سے صرف کندھے تک ہاتھ اٹھائیں، اور پھر اپنے سینہ پر دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کے اوپر رکھ دیں مرد کی طرح حلقہ نہ بنائیں۔ (شامی زکریا ۲/۱۸۸، درمختار ۲/۱۸۲)

❑ قیام کی حالت:

○ تکبیرِ تحریمہ کے بعد ثناء پڑھیں، جس کے الفاظ یہ ہیں: سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا إلٰہ غیرک۔ (درمختار زکریا ۱۸۹/۲)

○ ثناء کے بعد أعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۱۹۰/۲)

○ اس کے بعد **بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم** پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۱۹۱)

○ بسم اللہ کے بعد سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھیں، اور بہتر یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی ہر آیت الگ الگ سانس میں تلاوت کریں۔ (مستفاد: مسلم شریف ۱/ ۱۷)

○ پھر ہر نماز کے اعتبار سے جو سورۃ مستحب ہو (یا جو سورۃ یاد ہو) اسے پڑھیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۱۹۴)

○ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو ثنا پڑھنے کے بعد خاموش کھڑے رہیں، تعوذ وتسمیہ اور قرأت نہ کریں، خواہ نماز جہری ہو یا سری، اس لئے کہ امام کی قرأت مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہے۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ...... وإذا قرأ فانصتوا.** (مسلم شریف ۱/ ۱۷٤) **عن نافع أن عبد اللّٰہ بن عمر رضي اللّٰہ عنه کان إذا سئل هل یقرأ أحدکم خلف الإمام؟ یقول: إذا صلی أحدکم خلف الإمام فحسبه قراءة الإمام، وإذا صلی وحده فلیقرأ، قال: وکان عبد اللّٰہ لا یقرأ خلف الإمام.** (موطا مالك ۲۹، طحاوي جدید ۱/ ۲۸٤، رسائل غیر مقلدیت ۳۸۹) **عن جابر رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءة.**

(آثار السنن بروایة مؤطا محمدؒ والطحاوي وغیرهم ۸٤، مجمع الانهر ۱/ ۹۵، درمختار زکریا ۲/ ۲٦٦)

○ جب امام **وَلَا الضَّالِّیْنَ** کہے تو سب مقتدی آہستہ آواز سے **''آمین''** کہیں۔ (ترمذی شریف ۱/ ۵۸، حلبی کبیر/ ۳۰۹، درمختار زکریا ۲/ ۱۹۵)

○ کھڑے ہوتے وقت بالکل پرسکون رہیں جسم کو خواہ مخواہ حرکت نہ دیں، کھجلی کے تقاضے کو حتی الامکان برداشت کریں، ناگزیر صورت ہو تو صرف ایک ہاتھ کا بقدر ضرورت استعمال کریں، اس طرح ممکن حد تک جمائی کو روکنے کی کوشش کریں، نیز ایک پاؤں پر مکمل زور دے کر نہ کھڑے ہوں؛ بلکہ اعتدال کے ساتھ دونوں پیروں پر برابر وزن رکھیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۵۱)

○ قیام کی حالت میں نظریں سجدہ کی جگہ جمائے رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۱۷۵)

❑ رکوع کی حالت:

○ قرأت ختم ہونے کے فوراً بعد **''اللّٰہ أکبر''** کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں۔

(درمختار زکریا ۲/ ۱۹۶)

- رکوع میں جاتے وقت رفع یدین مستحب نہیں ہے۔ (مؤطا امام محمدؒ ۹۲ وغیرہ)
- رکوع میں اتنا جھکیں کہ کمر اور سر ایک سطح پر آجائیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۱۹۶)
- رکوع کے دوران سر اور گردن درمیان میں رکھیں، نہ اتنا اوپر اٹھائیں کہ کمر سے اوپر ہوجائے اور نہ اتنا نیچے کریں کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے۔ (درمختار زکریا ۲/ ۱۹۷)
- پاؤں بالکل سیدھے رکھیں ان کو خم نہ دیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۱۹۷)
- دونوں پیر برابر رکھیں، انگلیاں قبلہ رخ رکھیں، اور دونوں پیروں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ رکھیں۔ (حلبی کبیر ۳۱۵، شامی زکریا ۲/ ۱۳۱)
- ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گھٹنے اچھی طرح سے پکڑلیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۱۹۶)
- رکوع کی حالت میں بازو سیدھے رکھیں انہیں رانوں پر نہ ٹیکیں اور نہ کمان کی طرح خمیدہ کریں۔ (مراقی الفلاح ۱۵۴)
- رکوع میں نظریں دونوں قدموں پر جمائے رہیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۱۷۵)
- عورت رکوع میں صرف اس حد تک جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، اور وہ انگلیاں کھول کر گھٹنوں کو نہ پکڑے؛ بلکہ صرف انگلیاں گھٹنوں پر رکھ لے۔ (شامی زکریا ۲/ ۱۹۷)
- رکوع میں کم از کم تین مرتبہ **"سبحان ربی العظیم"** پڑھیں۔ (مراقی الفلاح ۱۵۴، درمختار زکریا ۲/ ۱۹۷)

□ قومہ کی حالت:

- رکوع کے بعد **"سمع اللّٰہ لمن حمدہ"** کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہوجائیں، ذرا بھی جھکے نہ رہیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۰-۲۰۲)
- اس کے بعد **"ربنا لک الحمد"** کہیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۲۰۱)
- اگر مقتدی ہو تو **"سمع اللّٰہ لمن حمدہ"** نہ کہے؛ بلکہ صرف **"ربنا لک الحمد"** کہے۔ (درمختار زکریا ۲/ ۲۰۱)

○ قومہ کی حالت میں ہاتھ نہ باندھیں بلکہ اپنی حالت پر چھوڑے رکھیں۔ (حلبی کبیر ۳۲۰)

○ قومہ میں جلد بازی نہ کریں؛ بلکہ اتنی دیر ضرور کھڑے رہیں کہ تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہوجائیں، بسا اوقات اس میں جلد بازی کرنے سے نماز واجب الاعادہ ہوجاتی ہے۔

(طحطاوی علی المراقی ۱۳۵، شامی زکریا ۳/ ۱۵۷، حلبی کبیر ۳۲۰)

❑ سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ:

○ اس کے بعد "اللّٰہ أکبر" کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں، جس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت کمر سیدھی رکھتے ہوئے اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھیں، اس کے بعد بتدریج سینہ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۲، مراقی الفلاح ۱۵۴)

○ مذکورہ ترتیب کے خلاف بلا عذر سجدہ میں جانا، مثلاً گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے چہرہ اور سینہ آگے کو جھکا دینا (جیسا کہ عام لوگوں میں معمول ہے) یا ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے پیشانی رکھ دینا وغیرہ یہ سب صورتیں صحیح طریقہ کے خلاف اور قابل ترک ہیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۲)

❑ سجدہ کی حالت:

○ سجدہ میں ہر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر اور قبلہ رخ رکھیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۳)

○ دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لَو کے بالمقابل رہنے چاہئیں۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۰۳، حلبی کبیر ۳۲۱)

○ مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے، ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں۔ (درمختار زکریا ۲/ ۲۱۰) تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو۔

○ مرد نمازی سجدہ میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھیں، انہیں آپس میں نہ ملائیں۔

(درمختار زکریا ۲/ ۲۱۰)

○ عورتیں زمین سے بالکل چپٹ کر سجدہ کریں، نہ تو کہنیاں اوپر اٹھائیں اور نہ ہی رانیں پیٹ

سے الگ کریں؛ بلکہ دونوں کو ملا کر سجدہ کریں اور پیروں کو بچھائے رہیں۔ (درمختار زکریا۲/۲۱۱، عالمگیری ۱/۷۵)

○ سجدہ میں پیروں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ ہی رکھیں پیروں کے سرے کو بلا عذر سیدھا زمین کی طرف رکھنا درست نہیں ہے۔ (درمختار زکریا۲/۲۱۰)

○ سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ "سبحان ربی الأعلیٰ" پڑھنا مسنون ہے، اس سے پہلے سجدہ سے سر نہ اٹھائیں۔ (درمختار زکریا۲/۱۹۷)

○ سجدہ کے دوران نظریں اپنی ناک کے بانسوں پر رکھیں۔ (درمختار زکریا۲/۱۷۵)

○ اس کا خیال رکھیں کہ سجدہ کے دوران دونوں پیر زمین سے نہ اٹھے رہیں، ورنہ نماز فاسد ہوسکتی ہے۔ (فتح القدیر ۱/۳۰۵)

❑ دونوں سجدوں کے درمیان:

○ پھر "اللّٰہ أکبر" کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائیں۔

○ اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائیں پھر ہتھیلیاں۔ (درمختار مع الشامی زکریا۲/۲۰۳)

○ اس کے بعد بایاں قدم بچھا کر اس پر دوزانو بیٹھ جائیں جب کہ دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرلیں۔ (درمختار زکریا۲/۲۱۶، حلبی کبیر ۳۲۷)

○ دونوں پیر کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا بلا عذر صحیح نہیں ہے۔ (البحر الرائق ۲/۲۲، شامی زکریا۲/۴۱۱)

○ اس وقت عورتوں کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیر بچھا کر دائیں طرف نکالیں اور بائیں پہلو پر بیٹھ جائیں۔ (حلبی کبیر ۳۳۳، عالمگیری ۱/۷۵)

○ بیٹھتے وقت نظریں اپنی گود پر رکھیں۔ (درمختار زکریا۲/۱۷۵)

○ بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں۔ (درمختار زکریا۲/۲۱۶، حلبی کبیر ۳۲۸)

❑ دوسرا سجدہ:

○ جلسہ میں کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللّٰہ کہنے کے بقدر اطمینان سے بیٹھنے کے بعد "اللّٰہ

أکبر'' کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلے جائیں۔ (شامی زکریا ۲/۲۱۶)

○ سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھیں، اس کے بعد ناک اور پیشانی۔ (درمختار زکریا ۲/۲۰۲)

○ سجدہ کی ہیئت وغیرہ میں وہی تفصیل ہے جو پہلے سجدہ میں بیان ہوئی۔

❑ سجدہ سے قیام کی طرف:

○ جب سجدہ سے قیام کی طرف جائیں تو اولاً پیشانی زمین سے اٹھائیں، اس کے بعد ہتھیلیاں، اور پھر گھٹنے۔ (درمختار زکریا ۲/۲۰۳)

○ اٹھتے وقت قدموں کے بل اٹھیں اور بلا عذر زمین کا سہارا لینے کی عادت نہ بنائیں؛ البتہ کوئی عذر ہو تو سہارے میں حرج نہیں۔ (شامی ۲/۲۱۳، حلبی کبیر ۳۲۳)

○ کھڑے ہونے کے بعد اولاً بسم اللہ پڑھیں، اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور قرأت کریں، بعد ازاں اسی طرح رکوع اور سجدے کریں جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا ہے۔ (درمختار ۲/۱۹۲)

❑ قعدے کی حالت:

○ دوسری رکعت مکمل کرنے کے بعد اس طرح دو زانو بیٹھ جائیں جیسا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ لکھا گیا ہے۔ (درمختار ۲/۲۱۶) اور نظریں اپنی گود پر جمائے رکھیں۔ (درمختار ۲/۲۱۸)

○ اس کے بعد "التحیات" پڑھیں۔ (درمختار ۲/۲۱۸)

○ التحیات میں جب "أشهد أن لا إله" پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کا حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی اس حد تک اٹھائیں کہ انگلی کا رخ قبلہ کی طرف ہی رہے، آسمان کی طرف رخ نہ ہو، اور جب "إلا لله" پر پہنچیں تو انگلی نیچی کرلیں۔ (شامی ۲/۲۱۷)

○ اور یہ حلقہ سلام پھیرنے تک برقرار رکھیں۔

○ اگر پہلا قعدہ ہو تو التحیات پڑھتے ہی فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں بالکل تاخیر نہ کریں۔ (درمختار ۲/۲۲۰)

○ اگر قعدۂ اخیرہ ہوتو التحیات کے بعد درودِ ابراہیمی پڑھیں، اس کے بعد کوئی دعائے ماثورہ پڑھیں۔ (درمختار ۲/۲۲۲-۲۲۳)

❑ سلام:

○ نماز کے اختتام پر اولاً دائیں پھر بائیں سر گھماتے ہوئے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہیں۔ (درمختار ۲/۲۴۰)

○ سلام پھیرتے وقت گردن اتنی موڑیں کہ پیچھے سے رخسار دکھائی دے جائے۔ (درمختار ۲/۲۳۹)

○ چہرہ گھماتے وقت نظر کندھوں پر رکھیں۔ (درمختار ۲/۱۷۵)

○ سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں نماز میں شریک ملائکہ اور جنات وانسان سب کو سلام کرنے کی نیت کریں۔ (درمختار ۲/۲۴۲)

○ اکیلے نماز پڑھنے والا صرف محافظ فرشتوں پر سلام کی نیت کرے۔ (درمختار ۲/۲۴۶)

○ بہتر ہے کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست ہو۔ (درمختار ۲/۲۴۱)

❑ نماز کے بعد:

○ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر، ان میں اولاً استغفار، تسبیحاتِ فاطمی پڑھیں یعنی ۳۳ رمرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ رمرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ رمرتبہ اللہ اکبر، اس کے بعد دعا کریں۔ (شامی زکریا ۲/۲۴۷)

○ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب اور عشاء ان میں سلام پھیرتے ہی مختصر دعا کر کے سنتیں ادا کریں، نماز کے بعد کا وقت بھی دعا کے مقبول اوقات میں ہے، پھر سنتوں کے بعد تسبیحاتِ فاطمی پڑھیں۔ (مستفاد: شامی زکریا ۲/۲۴۶)

○❖○

عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں فرق

حضراتِ فقہاء نے احادیثِ شریفہ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کو سامنے رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں چوبیس باتوں میں فرق رکھا ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) عورت تکبیر تحریمہ میں صرف کندھوں اور سینوں تک ہاتھ اٹھائے گی، جب کہ مرد کو کانوں کی لو تک ہاتھ اُٹھانے کا حکم ہے۔ **عن وائل بن حجر رضي اللّٰه عنه قال: قال لي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يا وائل! إذا صليت فاجعل يديک حذاء أذنيک والمرأة تجعل يديها حذاء ثديها.** (المعجم الكبير للطبراني: ١٤٤٩٧، رسائل غير مقلديت ٣٧٤) **ترفع يديها حذاء منكبيها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، هنديه ۱/ ۷۳)

(۲) عورت دوپٹہ اور چادر کے اندر سے ہاتھ اٹھائے گی، جب کہ مرد کے لئے ہاتھ کو باہر نکال کر رفع یدین کرنے کا حکم ہے۔ **ولا تخرج يديها من كميها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

(۳) عورت اپنے سینے پر ہاتھ رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا حکم ہے۔ **وتضع الكف على الكف تحت ثديها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، هنديه ۱/ ۷۳)

(۴) عورت رکوع میں معمولی سا جھکے گی، جب کہ مرد کے لئے اچھی طرح سے جھکنے کا حکم ہے۔ **وتنحني في الركوع قليلاً.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، عالمگیری ۱/ ۷٤)

(۵) عورت رکوع میں گھٹنوں پر حلقہ نہیں بنائے گی، جب کہ مرد کے لئے باقاعدہ ہاتھ سے گھٹنوں کو پکڑ کر حلقہ بنانے کا حکم ہے۔ **ولا تعقد.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، مراقی الفلاح ۲۸۲)

(۶) عورت گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے وقت انگلیاں ملائے رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے اس وقت انگلیاں کھولنے کا حکم ہے۔ **ولا تفرج فيه أصابعها بل تضمها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، هندية ۱/ ۷٤)

(۷) عورت رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم ہے۔ **وتضع يديها على ركبتيها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، ہندیه ۱/ ۷٤)

(۸) عورت رکوع میں گھٹنوں کو ذرا خم دے گی، جب کہ مرد کے لئے گھٹنوں کو خم دینا منع ہے۔ **ولا تحني ركبتيها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، عالمگیری ۱/ ۷٤)

(۹) عورت کے لئے قیام ورکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا بہتر ہے۔ (تحفۃ النساء ۱۰۵) جب کہ مرد کے لئے دونوں ٹخنوں کے درمیان چار انگل کے بقدر فاصلہ رکھنا افضل ہے۔

(۱۰) عورت رکوع اور سجدے میں سمٹ کر رہے گی، جب کہ مرد کے لئے ہر عضو کو الگ الگ رکھنے کا حکم ہے۔ **عن إبراهيم قال: كانت تؤمر المرأة أن تضع ذراعيها وبطنها على فخذيها إذا سجدت ولا تتجافى كما يتجافى الرجل لكي لا ترفع عجيزتها.** (مصنف ابن أبي شيبة ۱/ ۲٤۲) **عن ابن عمر رضي الله عنه مرفوعاً: ...... وإذا سجدت ألصقت بطنها بفخذها كاستر ما يكون لها.** (كنز العمال ۷/ ۲۲۳ رحمانیه لاہور، رسائل غیر مقلدیت ۳۷۵) **وتنضم في ركوعها وسجودها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، هداية ۱/ ۱۱۰)

(۱۱) عورت کے لئے سجدہ میں دونوں قدم کھڑے کرنے کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ وہ بیٹھے بیٹھے زمین سے چمٹ کر سجدہ کرے گی، جب کہ مرد کے لئے دونوں پیروں کو کھڑا کر کے انگلیوں کو قبلہ رخ کرنے کا حکم ہے۔ **إن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان، فقال: إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست في ذٰلک كالرجل.** (مراسيل أبی داؤد ۸، السنن الكبرىٰ ۲/ ۳۱۵، بحواله تحفة النساء ۱۰٦، مستفاد شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ٤۹٤)

(۱۲) عورت سجدے میں اپنی کہنیوں کو بچھا کر رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے کہنیوں کو اٹھا کر رکھنے کا حکم ہے۔ **وتفترش ذراعيها.** (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ٤۹٤)

(۱۳) عورت تشہد میں ''تورّک'' کرے گی یعنی دونوں پیر دائیں جانب نکال کر بیٹھے گی،

جب کہ مرد کے لئے دایاں پیر کھڑا کرکے بائیں پیر پر بیٹھنا مسنون ہے۔ **إذا جلست المرأة في الصلوٰة وضعت فخذها على فخذها الأخرىٰ الخ.** (سنن بیهقي ۲/۲۲۲) **وتتورک في التشهد.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، هدایه ۱/۱۱۱، شرح وقایه ۱/۱۴۸)

(۱۴) عورت تشہد کے وقت اپنی انگلیاں ملاکر رکھے گی، جب کہ مرد کے لئے انگلیاں اپنے حال پر رکھنے کا حکم ہے۔ **وتضم فيه أصابعها.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۱۵) اگر جماعت میں کوئی بات پیش آئے تو عورت الٹے ہاتھ سے تالی بجاکر متوجہ کرے گی، جب کہ مرد کے لئے ایسی صورت میں بآواز بلند تسبیح وتکبیر کا حکم ہے۔ **وإذا أنا بها شيئ في صلوٰتها تصفق ولا تسبح.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۱۶) عورت کے لئے کسی مرد کی امامت جائز نہیں، جب کہ مرد کے لئے عورتوں کی امامت جائز ہے۔ **ولا تؤم الرجل .** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، طحطاوی ۲۸۸)

(۱۷) عورتوں کی جماعت مکروہ ہے، جب کہ مردوں کی جماعت پسندیدہ اور مسنون ہے۔ **وتکره جماعتهن.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۱۸) اگر عورتیں اپنی جماعت کریں تو ان کی امام صف ہی کے اندر بیچ ہی میں کھڑی ہوگی، جب کہ مرد امام کے لئے آگے کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ **ويقف الإمام وسطهن.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱)

(۱۹) عورتوں کے لئے جماعت میں شرکت ناپسندیدہ ہے، جب کہ مردوں کے لئے جماعت سنتِ مؤکدہ ہے۔ **ويكره حضورها الجماعة.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۰۴)

(۲۰) اگر عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو ان کو مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے، جب کہ مردوں کے لئے آگے کھڑے ہونے کا حکم ہے۔ **وتؤخر مع الرجال.** (شامی زکریا ۲/۲۱۱، مراقی الفلاح ۳۰۶)

(۲۱) عورتوں پر جمعہ فرض نہیں، جب کہ مردوں پر لازمی ہے۔ **ولا جمعة عليها.**

(شامی زکریا ۲/ ۲۱۱، مراقی الفلاح ۵۰۳)

(۲۲) عورتوں پر عید کی نماز واجب نہیں، جب کہ مردوں پر لازم ہے۔ **ولا عیـــد** .

(شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

(۲۳) عورتوں کے لئے فجر کی نماز اسفار (روشنی) میں پڑھنا مستحب نہیں (بلکہ انہیں اول وقت فجر کی نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے) جب کہ مردوں کے لئے اسفار میں پڑھنا افضل ہے۔ **ولا یستحب أن تسفر بالفجر**. (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

(۲۴) جہری نماز میں عورتوں کے لئے جہر جائز نہیں، جب کہ مردوں کے لئے جہر جائز ہے اور امام کے لئے واجب ہے۔ **ولا تجهر في الجهرية**. (شامی زکریا ۲/ ۲۱۱)

مکروہاتِ نماز

کراہت کا مطلب

نماز میں کراہت آنے کے معنی یہ ہیں کہ مکروہ اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی؛ البتہ کراہت کے درجات کے اعتبار سے نقصان آجانے کی بنا پر ثواب میں کمی ہوجاتی ہے؛ اس لئے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ نماز میں کسی مکروہ فعل کا ارتکاب نہ ہو۔ **مستفاد: لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له.** (درمختار ١٣٠/٢، شامی زکریا ١٤٦/٢)

کراہت کی قسمیں

کراہت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: (١) کراہتِ تحریمی (٢) کراہتِ تنزیہی۔ ان دونوں میں فرق وامتیاز کراہت کی دلیلوں کے اعتبار سے ہوگا، اگر ممانعت کی دلیل ظنی الثبوت یا ظنی الدلالہ ہے یا وہ فعل ترک واجب کو شامل ہے اس پر مکروہ تحریمی کا اطلاق ہوگا۔ اور اگر ممانعت کی دلیل خلافِ اولی یا ترکِ استحباب پر مبنی ہے تو اس فعل کو مکروہ تنزیہی کہا جائے گا۔ پھر کراہت تحریمی اور کراہت تنزیہی میں بھی شدت وضعف کے اعتبار سے الگ الگ مراتب ہیں جنہیں صاحبِ نظر عالم اور ماہر فقیہ دلائل کی روشنی میں خود متعین کرسکتا ہے۔

قال الشامي: والمكروه في هذا الباب نوعان: أحدهما ما يكره تحريماً وهو المحمل عند إطلاقهم كما في زكوة الفتح وذكر أنه في رتبة الواجب لايثبت إلا بما يثبت به الواجب يعني بالمعنى الظني الثبوت أو الدلالة فإن الواجب يثبت بالأمر الظني الثبوت أو الدلالة. ثانيهما: المكروه تنزيهاً ومرجعه إلى ما تركه أولى وكثيراً ما يطلقونه كما ذكر في الحلية فحينئذٍ إذا ذكروا مكروهاً فلا بد من النظر في دليله، فان كان نهياً ظنياً يحكم بكراهة التحريم إلا لصارف للنهي عن التحريم إلى الندب، وإن لم يكن الدليل نهياً بل كان مفيداً للترك الغير الجازم فهي تنزيهية. قلت: ويعرف أيضاً بلا دليل نهي خاص بأن تضمن ترك واجب أو ترك سنة فالأول مكروه تحريماً والثاني تنزيهاً

لكن تتفاوت التنزيهية فى الشدة و القرب من التحريمية بحسب تأكيد السنة فإن مراتب الاستحباب متفاوتة كمراتب السنة والواجب و الفرض فكذا اضدادها كما أفاده فى شرح المنية. (شامي بيروت ٣٤٨/٢، زكريا ٤٠٤/٢-٤٠٥)

مکروہ کا اثر نماز پر

جو نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے، مثلاً ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھی جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں تو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا، جلد از جلد اس کا اعادہ کرلیا جائے خواہ وقت کے اندر ہو یا وقت کے بعد اور اگر کراہت تنزیہی کا ارتکاب ہوا تو نماز کا اعادہ واجب نہیں؛ البتہ مستحب ہے۔ **وفى جامع التمرتاشي: لو صلى فى ثوب فيه صورة يكره وتجب الإعادة. قال أبواليسر: هذا هو الحكم فى كل صلاة أديت مع الكراهة الخ.** (شامي زكريا ٥٢١/٢) **قال الشامي: وأما كونها واجبة فى الوقت مندوبة بعده كما فهمه فى البحر وتبعه الشارح فلا دليل عليه وقد نقل الخير الرملي فى حاشية البحر عن خط العلامة المقدسي أن ما ذكره فى البحر يجب أن لا يعتمد عليه لإطلاق قولهم "كل صلاة أديت مع الكراهة سبيلها الإعادة" قلت: أى لأنه يشمل وجوبها فى الوقت وبعده الخ، ثم هذا حيث كان النقصان بكراهة تحريم لما فى مكروهات الصلاة من فتح القدير أن الحق التفصيل بين كون تلك الكراهة كراهة تحريم فتجب الإعاده أو تنزيه فتستحب، أى تستحب فى الوقت وبعده أيضاً.** (شامي بيروت ٤٥٦/٢، زكريا ٥٢٢/٢)

جس مکروہ تحریمی سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے وہ ایسا مکروہ تحریمی ہے جس کا تعلق نماز کے عین افعال سے ہو مثلاً: تعدیلِ ارکان چھوڑ دینا، یا تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا وغیرہ؛ لیکن ایسا فعلِ مکروہ جس کا تعلق عین ارکانِ نماز سے نہ ہو؛ بلکہ اس میں کراہت کسی دوسری وجہ سے آئی ہو، مثلاً سورتوں کا الٹ پلٹ کر کے پڑھ دینا یا فاسق امام کا نماز پڑھانا، تو اس طرح کی کراہت کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ نہیں ہوتی؛ اس لئے کہ قرآنِ کریم کی آیات اور سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا دراصل نماز کے واجبات میں سے نہیں؛ بلکہ قرأتِ قرآن کے واجبات میں سے ہے۔ اسی طرح فسق سے محفوظ رہنا ہر مسلمان پر مستقلاً واجب ہے وہ اصلاً نماز کے واجبات میں سے نہیں؛ بلکہ جماعت کے واجبات میں سے ہے۔ (مکروہاتِ تحریمی کی بحث میں درج بالا وضاحت پیش نظر رکھنی ضروری ہے)

قال الشامی بحثاً: إلا أن يدعى تخصيصها بأن مرادهم بالواجب والسنة التی تعاد بتركه ما كان من ماهية الصلاة وأجزائها الخ والأقرب الأول ولذا لم يذكروا الجماعة من جملة واجبات الصلوة، لأنها واجب مستقل بنفسه خارج عن ماهية الصلاة. ويؤيده أيضاً أنهم قالوا: يجب الترتيب فی سور القرآن فلو قرأ منكوساً أثم لكن لا يلزمه سجود السهو لأن ذٰلک من واجبات القراءة لا من واجبات الصلاة. (شامی بیروت ۲/ ۱۳۱، زکریا ۲/ ۱۴۸، امداد الفتاوی ۱/ ۲۶۰)

عام طور پر فقہاء کرام نے مکروہاتِ نماز کے باب میں مکروہاتِ تحریمیہ وتنزیہیہ کو ملاجلا کر بیان فرمایا ہے، ہم نے کوشش کی ہے کہ دونوں طرح کے افعال کو الگ الگ کردیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

□ مکروہاتِ تحریمیہ:

سر یا کندھوں پر کپڑا ڈال کر دونوں جانب چھوڑ دینا

نماز کی حالت میں چادر یا رومال سر یا دونوں کندھوں پر رکھ کر اس کے دونوں سرے ایک دوسری جانب لپیٹے بغیر دونوں جانب چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے، اس کو ''سدل'' کہا جاتا ہے، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے، جب کہ کوٹ یا شیروانی کو آستینوں میں ہاتھ دیئے بغیر کندھے پر ڈال لیا جائے (خارجِ نماز یہ کیفیت مکروہ تنزیہی ہے) وكره الخ. سدل تحريماً للنهی ثوبه أی إرساله بلا لبس معتاد، وكذا القباء بكم إلى وراء ذكره الحلبی كشد ومنديل يرسله من كتفيه فلو من أحدهما لم يكره كحالة عذر وخارج صلوة في الأصح. (درمختار) قال الشامی: أی إذا لم يكن للتكبّر فالأصحّ أنه لايكره، قال فی النهر أی تحريماً وإلاّ فمقتضى ما مر أنه يكره تنزيهاً. (شامی بیروت ۲/ ۳۴۹، زکریا ۲/ ۴۰۵، شرح وقاية ۱/ ۱۶۷، بدائع الصنائع ۱/ ۵۱۳، هداية ۱/ ۱۴۱)

دورانِ نماز دامن یا آستین کو چڑھا کر رکھنا

آستین اور دامن سمٹے ہوئے حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (اور اگر کوئی شخص جلد

بازی میں اس حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستینیں چڑھی رہ گئی ہیں، تو اس کو چاہئے کہ معمولی عمل کے ساتھ آستینیں ٹھیک کرلے، اسی طرح سجدے میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن نہ سمیٹے) **وكره كفه أى رفعه ولو لتراب كمشمّر كم أو ذيل** (در مختار **وحرّر الخير الرملي : ما يفيد أن الكراهة فيه تحريمية الخ . ومثله ما لو شمر للوضوء ثم عجل لإدراك الركعة مع الإمام، وإذا دخل في الصلوة كذٰلك وقلنا بالكراهة فهل الأفضل إرخاء كميه فيها بعمل قليل أو تركهما لم أره، والأظهر الأول بدليل قوله الآتي ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل.** (شامی بیروت ۲/ ۳۵۰، زکریا ۲/ ۴۰۶، شرح وقاية ۱/ ۱۶۷، هندية ۱و ۱۰۵، هداية ۱/ ۱۴۱، بدائع الصنائع ۱/ ۵۰۶)

تنبيه : اسی سے یہ بھی مستنبط ہوا کہ چھوٹی آستین والی شرٹ (جو آج کل بکثرت رائج ہے) پہن کر بھی نماز پڑھنا کم از کم مکروہ تنزیہی ہوگا۔

دورانِ نماز کپڑے یا بدن سے کھیلنا

نماز کی حالت میں کپڑے یا بدن کے کسی حصّے سے کھیل کرنا یعنی خواہ مخواہ کپڑے کو یا بدن کو ہاتھ لگائے رہنا مکروہ تحریمی ہے (مثلاً بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نماز سے زیادہ اپنے کپڑوں کے کلپ کا خیال رکھتے ہیں اور رکوع سجدہ سے اٹھتے بیٹھتے دامن اور آستین یا رومال کی ہیئت درست کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح دورانِ نماز بدن کے کسی حصے کو رگڑنا یا ناخون چھیلنا یا ناک کریدنا یہ سب فعل عبث میں داخل اور مکروہ تحریمی ہیں) **وعبثه به أى بثوبه وبجسده للنهي إلا لحاجةٍ** (درمختار) **قال الشامي : قوله للنهي وهو ما أخرجه القضاعي عنه ﷺ . "إن اللّٰه كره لكم ثلاثاً: العبث في الصلوة والرفث في الصيام والضحك في المقابر" وهي كراهة تحريم كما في البحر.** (شامی بیروت ۲/ ۳۵۰، زکریا ۲/ ۴۰۶، شرح وقاية ۱/ ۱۶۷، مجمع الانهر ۱/ ۱۲۳، خانية على الهندية ۱/ ۱۰۵)

پیشاب، پاخانہ کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا

پیشاب، پاخانہ یا ریاح کے دباؤ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر نماز شروع کرتے وقت تقاضا نہیں تھا درمیان میں یہ صورت پیش آگئی اور وقت میں گنجائش ہے، تو نماز توڑ کر اولاً ضرورت سے فارغ ہونا چاہئے اس کے بعد سکون کی حالت میں نماز ادا کرنی چاہئے، خواہ نماز تنہا پڑھ رہا ہو یا جماعت کے ساتھ، اگر تقاضے کو زبردستی روک کر نماز پوری کرے گا تو گنہ گار ہوگا۔ وصلاته مع مدافعة الأخبثين أو أحدهما أو لريح للنهي. (درمختار) قال في الخزائن: سواء كان بعد شروعه أو قبله فإن شغله قطعها إن لم يخف فوت الوقت وإن أتمها أثم الخ. وما ذكره من الإثم صرح به في شرح المنية وقال لأدائها مع الكراهة التحريمية بقي ما خشي فوت الجماعة ولا يجد جماعة غيرها فهل يقطعها، كما يقطعها إذا رأىٰ على ثوبه نجاسة قدر الدرهم ليغسلها أو لا كما إذا كانت النجاسة أقل من الدرهم، والصواب الأول لأن ترك سنة الجماعة أولى بالا تيان بالكراهة.

(شامي بيروت ۳۵۲/۲، زكريا ۴۰۸/۲، عالمگيري ۱۰۷/۱، كبيري ۳۵۲، خانية ۱۱۹/۱)

نوٹ: جماعت کے دوران اگر یہ حالت پیش آئے تو ایسی صورت میں پچھلی صفوں کے درمیان سے گذر کر آنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

مرد کا بالوں کو باندھ کر نماز پڑھنا

کسی مرد کا اپنے بالوں کی چوٹیاں یا مینڈھیاں بنا کر یا ربڑ وغیرہ سے باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (البتہ عورتوں کے لئے اس کی ممانعت نہیں) وعقص شعره للنهي عن كفه ولو بجمعه أو إدخال أطرافه في أصوله لقبل الصلوة الخ. (درمختار) والمراد به أن يجعله على هامته ويشده بصمغ أو أن يلف ذوائبه حول رأسه كما يفعله النساء في بعض الأوقات أويجمع الشعر كله من قبل القفا، أو يشده بخيط أو بخرقةٍ كي لا يصيب الأرض إذا سجدوا جميع ذٰلك مكروه لما روى الطبراني

أنه عليه الصلاة والسلام نهى أن يصلى الرجل ورأسهٗ معقوص الخ. (ابن ماجة ٧٢ بلفظ: أن يصلى الرجل وهو عاقص شعره وبمعناه فى أبو داؤد ٩٥/١ ونسائى ١٢٥/١ ومسلم ١٩٣) والأشبه بسياق الحديث أنها تحريم. (شامى بيروت ٣٥٢/٢، زكريا ٤٠٨/٢، بدائع ٥٠٦/١، عالمگيرى ١٠٦/١، مجمع الانهر ١٢٤/١، كبيرى ٣٣٥)

دورانِ نماز سجدے کی جگہ کو بار بار صاف کرنا

نماز کے دوران سجدے کی جگہ اگر کوئی کنکری وغیرہ نظر آئے تو ایک مرتبہ صاف کرنے کی اجازت ہے؛ لیکن اگر بار بار خواہ مخواہ صاف کرے گا تو یہ فعل مکروہ ہوگا۔ وقلب الحصى للنهى إلا لسجوده التام فيرخص مرة وتركها أولىٰ. (درمختار) عن معيقيب أنه عليه الصلاة والسلام قال: ”لا تمسح الحصى وأنت تصلى فإن كنت ولا بد فاعلاً فواحدةً. (أبوداؤد شريف ١٣٦، شامى بيروت ٣٥٢/٢، زكريا ٤٠٩/٢، شرح وقاية ١٦٨/١، بدائع الصنائع ٥٠٤/١، عالمگيرى ١٠٦/١، خانية ١١٨/١)

انگلیاں چٹخانا

دورانِ نماز انگلیاں چٹخانا مکروہ تحریمی ہے (یہی حکم نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے بیٹھے انگلیاں چٹخانے کا بھی ہے) وفرقعة الأصابع وتشبيكها ولو منتظر الصلاة أو ماشياً إليها للنهى. (درمختار) قوله للنهى: هو ما رواه ابن ماجة مرفوعاً: ”لا تفقع أصابعك وأنت تصلى“. (ابن ماجة ٦٨، ترمذى شريف ٨٨/١، مسلم ٢٠٦/١) ورواه فى المجتبىٰ حديثاً: أنه نهى أن يفرقع الرجل أصابعه وهو جالس فى المسجد ينتظر الصلاة. وفى رواية: وهو يمشى إليها الخ، وينبغى أن تكون تحريمية للنهى المذكور. (شامى بيروت ٣٥٣/٢، زكريا ٤٠٩/٢، شرح وقاية ١٦٨/١، هندية ١٠٦/١، بدائع الصنائع ٥٠٤/١، خانية ١١٨/١، مجمع الانهر ١٢٣/١)

دورانِ نماز انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا

نماز کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کوایک دوسرے کی انگلیوں میں ڈالنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ **ونقل فی المعراج الإجماع علی کراھة الفرقعة والتشبیک فی الصلاة، وینبغی أن تکون تحریمیة للنهی.** (شامی ۲/ ۳۵۳، زکریا ۲/ ۴۰۹، هندیة ۱/ ۱۰۶، خانیة ۱/ ۱۱۸، طحطاوی ۳۴۶)

نوٹ: نماز اور اس سے متعلق اعمال کے علاوہ کسی صحیح مقصد سے انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا یا انہیں چٹخانا منع نہیں ہے۔ (شامی کراچی ۲/ ۳۵۳)

نماز کے دوران اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا

نماز پڑھتے ہوئے اپنی کوکھ پر ہاتھ ٹیکنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ **والتخصر وضع الید علی الخاصرة للنهی.** (درمختار زکریا ۲/ ۴۰۹) **لما فی الصحیحین وغیرهما "نهی رسول الله ﷺ: عن الخصر فی الصلوة الخ".** (ابن ماجة ۶۸، ترمذی ۱/ ۸۷، مسلم ۱/ ۲۰۶) **قال فی البحر: والذی یظهر أن الکراهة تحریمیة فی الصلاة للنهی المذکور.** (شامی بیروت ۲/ ۳۵۳، زکریا ۲/ ۴۱۰)

نوٹ: نماز کے علاوہ حالت میں بھی کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **ویکره خارجها تنزیهاً.** (درمختار ۲/ ۳۵۳، شامی زکریا ۲/ ۴۰۹، هندیة ۱/ ۱۰۶، بدائع ۱/ ۵۰۴، مجمع الانهر ۱/ ۱۲۳)

نماز میں چہرہ اِدھر اُدھر گھمانا

دورانِ نماز چہرہ کا رخ قبلہ کی جانب رہنا چاہئے اگر چہرہ اِدھر اُدھر گھمائے گا تو کراہتِ تحریمی کا مرتکب ہوگا (اور کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور سینہ اگر قبلہ سے ہٹ گیا تو نماز ہی جاتی رہے گی) **والالتفات بوجهه کله أو بعضه للنهی. وببصره یکره تنزیهاً وبصدره تفسد کما مر. (درمختار) وینبغی أن تکون تحریمیة کما هو ظاهر**

الأحاديث. (شامي بيروت ۳۵٤/۲، زكريا ٤۱۰/۲، البحر الرائق زكريا ۳۷/۲، مجمع الانهر ۱۲۳/۱، طحطاوی ۳٤۷، بدائع الصنائع ۵۰۵/۱)

بلاضرورت ٹیک لگاکر نماز پڑھنا

فرض نماز بلاضرورت ٹیک لگا کر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **وكره الاتكاء على حائطٍ أو عصاً فى الفرض بلا عذرٍ.** (شامي زكريا ٤۲۵/۲، بدائع الصنائع ۵۱۳/۱، کبیری ۳٤۱، خانية ۱۱۹/۱) (البتہ ضرورت کی وجہ سے ٹیک لگائیں یا سہارا لیں تو کوئی حرج نہیں، مثلاً چلتی ٹرین میں نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ سے دیوار یا سیٹ کا سہارا لیں تو جائز ہے) (مرتب)

نماز میں سرین کے بل بیٹھنا

نماز میں کتے کی طرح سرین ٹیک کر اور پاؤں کھڑے کر کے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره إقعاءه كالكلب. قال الشامي: وينبغي أن تكون الكراهة تحريمية.**

(درمختار مع الشامي زكريا ٤۱۰/۲، بدائع الصنائع ۵۰۵/۱، خانية ۱۱۸/۱، هداية ۱٤۰/۱)

صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا

کرتا یا چادر وغیرہ مہیا ہونے کے باوجود صرف لنگی یا پائجامہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره أن يصلي فى إزارٍ واحدٍ أو فى سراويل. قال رسول الله ﷺ: "لا يصلي أحدكم فى الثوب الواحد ليس على عاتقه منه شيءٌ".** (بخاري شريف ۵۲/۱ حديث: ۳۵۹، حلبی كبير پاكستان ۳٤۸، بدائع الصنائع ۵۱۵/۱)

کپڑے میں لپٹ کر نماز پڑھنا

تمام بدن کو ایک لمبی چادر سے اس طرح لپیٹ لیا کہ ہاتھ نکالنے کا بھی موقع نہیں رہا تو اس ہیئت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره اشتمال الصماء وظاهر التعليل بالنهي أن الكراهة تحريمية كما فى نظائره.** (شامي زكريا ٤۲۳/۲، بدائع ۵۱٤/۱، خانية ۱۱۹/۱، عالمگیری ۱۰٦/۱)

رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنا

نماز میں قرآنِ کریم صرف قیام کی حالت میں پڑھنا جائز ہے، دیگر افعال مثلاً رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ویکرہ إتمام القراءۃ راکعاً والقراءۃ فی غیر حالۃ القیام.** (شامی زکریا ۲/۴۲۵، بدائع الصنائع ۱/۵۱۱)

نماز میں پنکھا جھلنا

نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو خود دو ایک مرتبہ پنکھا جھلنا مکروہ تحریمی ہے۔ (اور اگر مسلسل پنکھا جھلتا رہا تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی) **ویکرہ أن یروح بثوبہ أو بمروحۃٍ لأنہ عملٌ کثیرٌ.** (کبیری ۳۴۴، عالمگیری ۱/۱۰۷، بدائع الصنائع ۱/۵۰۷، حاشیۃ الطحطاوي ۳۵۳)

امام سے پہلے ارکان ادا کرنا

جماعت کی نماز میں مقتدی کا امام سے پہلے ارکانِ نماز ادا کرنا ممنوع اور مکروہ ہے۔ احادیثِ شریفہ میں فرمایا گیا ہے کہ: ''ایسی حرکت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ گدھے کی صورت میں مسخ کرسکتا ہے''، اس لئے اس جلد بازی سے احتراز لازم ہے۔ **وکرہ رفع الرأس ووضعہ قبل الإمام.** (شامی زکریا ۲/۴۲۵) **قال رسول اللّٰہ ﷺ: ''أما یخشی أحدکم إذا رفع رأسہ قبل الإمام أن یجعل اللّٰہ رأسہ رأس حمارٍ''.** (بخاری شریف ۱/۹۶ حدیث: ۶۸۲، مراقی الفلاح ۱۸۹، حاشیۃ الطحطاوي ۳۴۵، بدائع ۱/۵۱۱)

غسل خانہ، بیت الخلاء وغیرہ میں نماز پڑھنا

بیت الخلاء، غسل خانہ اور ہر ایسی جگہ جہاں نجاست کا شبہ ہو وہاں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **وکرہ الصلاۃ فی مظان النجاسۃ کمقبرۃٍ وحمامٍ.** (شامی زکریا ۲/۴۲۵، کبیری ۳۴۹)

قبرستان میں نماز پڑھنا

قبرستان میں اس طرح نماز پڑھنا کہ قبریں سامنے ہوں مکروہ تحریمی ہے؛ البتہ اگر قبریں

سامنے نہ ہوں تو کراہت نہیں۔ **لأن رسول الله ﷺ نهى أن يصلي في سبعة مواطن في المزبلة والمجزرة والمقبرة الخ.** (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱۹۶، حاشية الطحطاوي ۳۵۶)

بیچ راستہ میں نماز پڑھنا

چلتے ہوئے راستہ پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (اس لئے راستہ سے الگ ہٹ کر نماز کی نیت باندھنی چاہئے؛ تاکہ گذرنے والوں کو خلل نہ ہو) **لأن الصلاة في نفس الطريق أي طريق العامة مكروهة بسترةٍ وبدونها، وظاهره أن الكراهة للتحريم.** (شامی زکریا ۲/۴۰۴)

درمیان سے سر کھول کر نماز پڑھنا

سر پر کوئی رومال وغیرہ اس طرح باندھا کہ بیچ سر کا حصہ کھلا رہا (جسے عربی میں اعتجار کہتے ہیں) اس ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره الاعتجار (درمختار) لنهي النبي ﷺ عنه وهو شد الرأس أو تكوير عمامته على رأسه وترك وسطه مكشوفا الخ. وكراهته تحريمية أيضاً لما مر.** (شامی ۲/۴۲۳، بدائع ۱/۵۰۷، هندية ۱/۱۰۶، خانية ۱/۱۱۸)

صرف پیشانی پر سجدہ کرنا

بلاکسی عذر کے ناک کو چھوڑ کر صرف پیشانی پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره الاقتصار على الجبهة في السجود بلاعذر تحريماً.** (مراقی الفلاح ۱۹۶، حاشية الطحطاوي ۳۵۶)

مرد کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنا

سجدہ کی حالت میں مرد کا کہنیاں زمین پر ٹیکنا اور زمین سے چپک کر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **وافتراش الرجل ذراعيه أي بسطهما في حالة السجود الخ. والظاهر أنها تحريمية للنهي المذكور من غير صارف.** (شامی زکریا ۲/۴۱۱، البحر الرائق ۲/۲۳، خانية ۱/۱۱۸، حاشية الطحطاوي ۳۴۸) (البتہ عورت کے لئے افضل اور استر یہی ہے کہ وہ زمین سے چپک کر سجدہ کرے)

کسی آدمی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص سامنے قبلہ کی جانب پشت کر کے بیٹھا ہو اور اس کا رخ نمازی کی جانب ہو تو عین اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ اس میں خشوع وخضوع میں خلل پڑنے کا قوی اندیشہ ہے۔ **وكره صلاته إلى وجه إنسان والظاهر أنها كراهة تحريم.** (شامی زکریا ۲/ ۴۱۱، البحر الرائق ۲/ ۵۶، عالمگیری ۱/ ۱۰۸)

نماز میں بلا آواز ہنسنا

نماز میں آواز کے بغیر ہنسنا مکروہ تحریمی ہے (اور اگر آواز نکل جائے تو نماز حتی کہ بعض صورتوں میں وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے) **عن سهل بن معاذ رفعه: ''الضاحك في الصلاة والملتفت والمفرقع أصابعه بمنزلةٍ واحدةٍ.** (البحرالرائق کراچی ۲/ ۲۰)

نماز میں آسمان کی جانب نگاہ اٹھانا

نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ **وذكر الشارح أنه يكره رفع بصره إلى السماء لقوله** عليه السلام: **"ما بال أقوام يرفعون أبصارهم إلى السماء في الصلاة".** (بخاری شریف ۱/ ۱۰۳ حدیث: ۷۴۱، البحر الرائق کراچی ۲/ ۲۲)

ترتیب کے خلاف قرأت کرنا

اگر نماز کی دوسری رکعت میں پہلی رکعت میں پڑھی گئی سورت سے پہلی سورت پڑھی تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا۔ **ويكره قراءة سورة فوق التي قرأها. قال ابن مسعود** رضي الله عنه: **''من قرأ القراٰن منكوساً فهو منكوسٌ''.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹۳)

پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہونا

اگر جماعت ہو رہی ہے اور اگلی صف میں جگہ خالی ہے، پھر بھی کوئی شخص پچھلی صف میں تنہا

کھڑا ہوگیا تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا، اسے چاہئے کہ اگلی صف میں پہنچ جائے۔ **وقدمنا كراهة القيام في صف خلف صف فيه فرجة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۴۱۶/۲) **هل الكراهة فيه تنزيهية أوتحريمية؟ ويرشد إلى الثاني قوله** علیہ السلام: **''ومن قطعه قطعه الله''.** **أبوداؤد شريف ۹۷/۱ بلفظ من قطع صفاً قطعه الله.** (شامی زکریا ۳۱۲/۲، عالمگیری ۱۰۷/۱، شرح وقاية ۱۶۸/۱، بدائع الصنائع ۵۱۲/۱، مجمع الانهر ۱۳۵/۱، خانية ۱۱۹/۱)

امام کا بلند مقام پر کھڑے ہوکر امامت کرنا

جماعت کی نماز میں اگر امام اکیلا بلند مقام (ایک فٹ یا اس سے زائد) پر کھڑا ہو تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا۔ **وكره انفراد الإمام على الدكان. للنهي وهو ما أخرجه الحاكم أنه عليه الصلاة والسلام: ''نهى أن يقوم الإمام فوق ويبقى الناس خلفه''. (بمعناه دارقطني ۱۹۷، مطبوعه فاروقي دهلى) وعللوه بأنه تشبه بأهل الكتاب، والحديث يقتضي أنها تحريمة.** (شامی زکریا ۴۱۵/۲، البحر الرائق ۴۷/۲، عالمگیری ۱۰۸/۱)

امام کا آنے والے کے لئے قرأت یا رکوع لمبا کرنا

اگر امام نے کسی آنے والے نمازی کو پہچان لیا اور اس کی خاطر قرأت یا رکوع وغیرہ لمبا کیا تو مکروہ تحریمی ہے، اور اگر بغیر پہچانے لمبا کیا تو کوئی قباحت نہیں؛ لیکن اتنا زیادہ لمبا نہ کرے کہ نمازی اکتا جائیں اور لوگوں کو پریشانی ہو۔ **وكره تحريما إطالة ركوع أو قرأة لإدراك الجائي أي إن عرفه وإلا فلا بأس به، وقال الشامي: لكن يطول مقدار ما لا يثقل على القوم بأن يزيد تسبيحة أو تسبيحتين على المعتاد.** (در مختار مع شامی زکریا ۱۹۸/۲، شامی بیروت ۱۷۵/۲)

مکروہاتِ تنزیہیہ

اشارے سے سلام کا جواب دینا

نماز کے دوران ہاتھ یا سر کے اشارے سے (زبان ہلائے بغیر) سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ **ویکره رد السلام بيده أو برأسه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۴۱۱، مجمع الانہر ۱/۱۲۵) (اور اگر زبان سے جواب دے گا تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی)

بلا عذر چار زانو بیٹھنا

نماز میں کسی عذر کے بغیر قعدہ میں چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے؛ بلکہ حتی الامکان مسنون ہیئت ہی پر بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **وكره التربع تنزيهاً لترك الجلسة المسنونة بغير عذر.** (در مختار مع الشامی زکریا ۲/۴۱۲، عالمگیری ۱/۱۰۶، خانیة ۱/۱۱۸، مجمع الانہر ۱/۱۲۵)

ایک پیر پر زور دے کر کھڑے ہونا

نماز میں قیام کی حالت میں ایک پیر پر زور دے کر کھڑا ہونا مکروہ ہے، دونوں پیروں پر برابر وزن ہونا چاہئے۔ **ويكره القيام على أحد القدمين في الصلاة بلا عذر.** (شامی زکریا ۲/۱۳۱)

ایڑیوں پر بیٹھنا

قعدہ اور جلسہ میں ایڑیوں کے بَل بلا عذر بیٹھنا مکروہ ہے۔ **وأما نصب القدمين والجلوس على العقبين فمكروه في جميع الجلسات.** (شامی زکریا ۲/۴۱۱)

نوافل میں پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرنا

سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں قرأت کا اندازہ یکساں رہنا چاہئے؛ لہٰذا اگر مقدار

میں زیادہ فرق ہوجائے تو یہ عمل مکروہ ہوگا۔ **ویکرہ تطویل الرکعة الأولی علی الرکعة الثانیة فی التطوع.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۵، خانیة ۱۱۹/۱)

دوسری رکعت کو پہلی سے طویل کرنا

کسی بھی نماز میں خواہ نفل ہو یا فرض دوسری رکعت میں قرأت کی مقدار پہلی رکعت سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے ورنہ کراہت لازم آئے گی۔ **ویکرہ تطویل الرکعة الثانیة علی الرکعة الأولٰی فی جمیع الصلوات.** (حلبی کبیر جدید ۳۵٦، خانیة ۱۱۹/۱)

ننگے سر نماز پڑھنا

ننگے سر نماز پڑھنا اگر محض سستی کی وجہ سے ہے تو مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر تکبّر کی وجہ سے ہے (جیسا کہ آج کل بعض لوگوں نے ننگے سر نماز پڑھنا اپنا فیشن؛ بلکہ شعار بنالیا ہے، حتی کہ ٹوپی ہوتے ہوئے بھی ٹوپی باقاعدہ اتار کر نماز پڑھتے ہیں) تو یہ عمل قابلِ مذمت اور مکروہ تحریمی ہے؛ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ عام حالات میں سر ڈھک کر نماز ادا فرمائی ہے، ننگے سر نہیں پڑھی۔ **وکرہ صلاته حاسراً أی کاشفاً رأسه للتکاسل.** (درمختار مع الشامی زکریا ۴۰۷/۲، عالمگیری ۱۰٦/۱، مجمع الانهر ۱۲٤/۱)

تسبیحات کا شمار انگلیوں پر کرنا

نماز کے دوران آیات یا تسبیح کو انگلیوں پر شمار کرنا مکروہ ہے، اگر ضرورت ہو تو باقاعدہ شمار کرنے اور انگلیوں کو حرکت دینے کے بجائے ایک ایک انگلی اپنی جگہ رہتے ہوئے دبایا جائے، اس طرح مقصد حاصل ہوجائے گا اور کوئی کراہت بھی نہ رہے گی۔ **وکرہ تنزیهاً عد الآي والسور والتسبیح بالید فی الصلاة مطلقاً.** (درمختار مع الشامی زکریا ۴۲۰/۲، تاتارخانیة ٦٤/۱)

نامناسب کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

نماز کے وقت صاف ستھرا لباس پہننا چاہئے، اگر نامناسب کپڑوں میں نماز پڑھ لی تو نماز تو

ہوجائے گی (بشرطیکہ کپڑے پاک ہوں) لیکن کراہت ہوگی۔ **وكره صلاته في ثياب بذلة يلبسها في بيته. (درمختار) قال الشامي: ولا يذهب به إلى الأكابر الخ. والظاهر أن الكراهة تنزيهيةٌ.** (شامی زکریا ۴۰۷/۲، مجمع الانہر ۱۲۴/۱، عالمگیری ۱۰۷/۱)

نماز میں سینہ آگے نکال کر اکڑ کر کھڑا ہونا

نماز کی حالت میں انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کا اظہار رہونا چاہئے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص سینہ آگے نکال کر اکڑ کے کھڑا ہوگا تو یہ سخت بے ادبی اور کراہت کی بات ہوگی۔ **ويكره التمطي وهو مد يديه وابداء صدره لأنه من سوء الأدب.** (مجمع الانہر ۱۲۴/۱، عالمگیری ۱۰۷/۱، مجمع الانہر ۱۲۴/۱)

نماز میں جان بوجھ کر خوشبو سونگھنا

نماز پڑھتے ہوئے قصداً خوشبو سونگھنا (مثلاً معطر روئی کا پھایا ناک پر لگانا) مکروہ ہے؛ لیکن اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں خوشبو موجود ہے اور وہ خوشبو اسے نماز میں محسوس ہو رہی ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ **ويكره شمّ طيب قصداً لأنه ليس من فعل الصلاة.**

(طحطاوی علی المراقی ۱۹۴، صغیری ۱۸۸، حاشية الطحطاوي ۳۵۲)

نماز میں بلاضرورت جوں یا مچھر وغیرہ مارنا

نماز پڑھتے ہوئے جوں نظر آئی، یا مچھر دکھائی دیا اور اسے فوراً مسل دیا (اگرچہ ابھی اس نے اذیت نہ دی تھی) تو یہ عمل مکروہ ہوگا، اور اگر اذیت کی وجہ سے مچھر وغیرہ مارے تو کوئی کراہت نہیں۔ **ويكره كل عملٍ قليلٍ بلا عذر كتعرض لِقمَّلة قبل الأذى.** (درمختار مع الشامی زکریا ۴۲۳/۲، عالمگیری ۱۰۹/۱، خانية ۱۱۸)

نماز میں کندھا کھلا رکھنا

نماز میں دونوں کندھوں کا ڈھکنا مستحب ہے؛ لہٰذا جو شخص ایک یا دونوں کندھے کھول کر نماز

پڑھے گا وہ کراہت کا مرتکب ہوگا۔ (بعض لوگ حالتِ احرام میں طواف کی سنت پڑھتے وقت بھی کندھا کھلا رکھتے ہیں یہ عمل مکروہ ہے، طواف ختم کرتے ہی کندھے ڈھک لینے چاہئیں) **ویکره جعل الثوب تحت إبطه الأيمن وطرح جانبيه على عاتقه الأيسر أو عكسه لأن ستر المنكبين مستحبٌ في الصلاة.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹۳)

نماز میں جمائی لینا

نماز میں بالقصد جمائی لینا مکروہ ہے، اگر خود بخود جمائی آئے تو اسے حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **ويكره التثاؤب لأنه من التكاسل والامتلاء.** (طحطاوی علی المراقی ۱۹۴، هندية ۱/۱۰۷)

نماز میں آنکھیں بند رکھنا

دورانِ نماز آنکھیں بلا عذر بند رکھنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر توجہ اور یکسوئی حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کرے تو اس کی گنجائش ہے۔ **وتغميض عينيه للنهي إلا إذا قصد قطع النظر عن الأغيار والتوجه إلى جناب الملك الستار.** (مجمع الانہر ۱/۱۲۴، درمختار زکریا ۲/۴۱۳)

بلا شدید عذر کے تھوکنا یا ناک سنکنا

نماز پڑھتے ہوئے تھوکنا یا بلا شدید ضرورت کے ناک سنکنا مکروہ ہے۔ **ويكره التنخم. قال الشاميؒ: هو إخراج النخامة بالنفس الشديد لغير عذر.** (در مختار مع الشامی ۲/۴۲۳) **ويكره أن يرمي ببزاقه.** (حلبی کبیر ۳۵۶)

بلا ضرورت پسینہ صاف کرنا

نماز کے دوران بلا شدید ضرورت کے پسینہ پوچھنا مکروہ ہے۔ **ويكره أن يمسح عرقه.** (حلبی کبیر ۳۵۷)

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا

امام صاحب محراب میں اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں قدم داخل محراب ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں، نیز نمازیوں کے ازدحام اور جگہ کی تنگی کے سبب امام کو مجبوراً اندرونِ محراب کھڑے ہونے کی نوبت آئے تو مکروہ نہیں ہے۔ **ویکره قيام الإمام بجملته فی المحراب لا قيامه خارجه وسجوده فيه (إلى قوله) وإذا ضاق المكان فلا كراهة.** (مراقی الفلاح هامش الطحطاوی ۱۹۸، درمختار علی الشامی زكريا ۴۱۴/۲، درمختار مع الشامی بيروت ۳۵۷/۲، مجمع الانهر ۱۲۵/۱، حاشية الطحطاوي ۳۶۰)

تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے ہاتھوں کو کانوں سے نیچے یا اوپر کرنا

تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے مردوں کو کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں، اگر صرف ہاتھ کندھوں سے نیچے ہی تک اٹھائے یا کانوں سے بھی اوپر تک اٹھالئے تو یہ عمل مکروہ ہوگا۔ **ويكره مجاوزة اليدين الأذنين وجعلهما تحت المنكبين.** (طحطاوی ۱۸۹، صغيری ۱۹۵)

بھوک کے وقت کھانا سامنے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا

بھوک زور کی لگ رہی ہو اور کھانا سامنے موجود ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو؛ لہٰذا اگر وقت تنگ ہو رہا ہو تو بہر حال اولاً نماز ادا کی جائے گی) **ولذلک كرهت الصلاة بحضرة طعام تميل إليه نفسه.**

(شامی زكريا ۴۲۵/۲، صغيری ۱۹۵)

رکوع میں سر کو برابر نہ رکھنا

رکوع کرتے وقت سر کو پیٹھ کے بالکل برابر رکھنا چاہئے، اس کے برخلاف کرے گا تو کراہت کا مرتکب ہوگا۔ **ويكره أن يرفع رأسه أو ينكسه وهو فی الركوع.**

(حلبی كبير جديد ۳۴۹)

سجدہ میں جاتے ہوئے مستحب ترتیب کے خلاف کرنا

سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر ٹکنے چاہئے ، اس کے بعد ہاتھ زمین پر رکھنے چاہئیں اور سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ پہلے اور گھٹنے بعد میں اٹھائے ۔ اگر اس ترتیب کے خلاف کیا تو کراہت کا ارتکاب ہوگا۔ **ویکره وضع الید علی الأرض قبل وضع الرکبة إذا سجد ورفعها أی رفع الرکبة قبلها أی قبل رفع الید إذا أقام من السجود.** (حلبی کبیر جدید ۳۴۶)

تکبیراتِ انتقالیہ کب تک پوری کرلی جائیں؟

تکبیراتِ انتقالیہ میں اس کا خیال رہے کہ منتقلی کا عمل شروع ہوتے ہی **اللہ أکبر** یا **سمع اللہ لمن حمدہ** شروع کردیں اور اسے پورے عمل کے اختتام تک باقی رکھیں ، اگر عجلت یا تاخیر کردی اور دوسرے رکن میں جانے کے بعد **اللہ أکبر** کا کلمہ زبان سے نکلا تو کراہت لازم آئے گی۔ **ویکره أن یأتی بالأذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۷)

دوسرے کی زمین پر بلا اجازت نماز پڑھنا

کسی دوسرے شخص کی زمین پر اس کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **وتکره فی أرض الغیر بلا رضاه.** (مراقی الفلاح : ۱۹۷)

اپنی پگڑی یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرنا

اپنی پیشانی براہِ راست زمین یا اس کے قائم مقام چیز پر ٹیکنی چاہئے، اگر عمامہ کے پیچ یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کیا تو مکروہ ہوگا۔ **ویکره أن یسجد علی کور عمامته.** (حلبی کبیر جدید ۳۵۱)

نیت باندھتے وقت بائیں ہاتھ کو اوپر رکھنا

قیام کی حالت میں نیت باندھتے وقت دایاں ہاتھ اوپر رکھنا مسنون ہے، اگر اس کے برخلاف بایاں ہاتھ اوپر رکھا تو مکرہ ہوگا۔ **ویکره ترک وضع الیمین علی الیسار حال**

القيام. (طحطاوی ۱۹٤)

نماز پڑھنے کے دوران کوئی لکھی ہوئی چیز پڑھ لینا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے کوئی کتبہ لگا ہوا تھا یا کوئی کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی، جس پر اس نمازی کی نظر پڑ گئی اور اس نے اسے پڑھ لیا اور سمجھ لیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی؛ البتہ قصداً اس طرح پڑھنا مکروہ ہے۔ **ولا يفسدها نظره إلى مكتوب وفهمه، ولو مستفهما وإن كره. (در مختار) أي لاشتغاله بما ليس من أعمال الصلاة، وأما لو وقع عليه نظره بلا قصد وفهمه فلا يكره.** (شامی بیروت ۳٤۲/۲، زکریا ۳۹۸/۲، بدائع الصنائع ۵٤۳/۱، هداية ۱۳۸/۱، حاشية الطحطاوي ۳٤۱)

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم

جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امام کی عین آواز ہی بلند ہوکر لوگوں تک پہنچتی ہے؛ لہٰذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ بلاضرورت استعمال کرنا مناسب نہیں ہے؛ کیوں کہ ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا مطلقاً خلافِ اولیٰ ہے۔ **بأن الإمام إذا جهر فوق الحاجة فقد أساء والإسائة دون الكراهة ولا توجب الإفساد.** (شامی کراچی ۵۸۹/۱، آلاتِ جدیدہ ۵۹، فتاویٰ عثمانی ۵۵٤/۱، إمداد الفتاویٰ ۸٤۰/۱-۸٤۷، جواهر الفقه ۹۹/۵-۱۰۲، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۱۶۳/۱۱)

نماز کو فاسد کرنے والی چیزیں

نماز میں گفتگو کرنا

نماز کے ارکان کی تکمیل سے قبل کوئی خارجی کلمہ زبان سے نکل گیا خواہ غلطی سے ہو یا بھول سے، معنی دار ہو یا مہمل، بہرصورت نماز فاسد ہوجائے گی۔ **ویفسدها التکلم الخ، عمده وسهوه قبل قعوده قدر التشهد سیان وسواء کان ناسیا أو نائماً أو جاهلا أو مخطئاً أو مکرهاً هو المختار.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۳۷۰، مراقی الفلاح الطحطاوی ۱۷۵، بدائع الصنائع ۱/ ۵۱۸، شرح الوقایة ۱/ ۱۶۳، حاشیة الطحطاوي ۳۲۱)

نماز میں دنیوی ضرورت والے الفاظ سے دعا مانگنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر ادعیۂ ماثورہ کے علاوہ دعا میں ایسے الفاظ استعمال کئے جو غیر اللہ سے بھی کئے جاسکتے ہوں تو نماز فاسد ہوجائے گی، مثلاً یہ کہا کہ: ”اے اللہ! مجھے فلاں کپڑا پہنادے یا میرا فلانی عورت سے نکاح کرادے“ وغیرہ۔ **والدعاء بما یشبه کلامنا نحو اللّٰهم ألبسني ثوب کذا أو أطعمنی کذا أو أقض دینی أو أرزقنی فلانة علی الصحیح لأنه یمکن تحصیله من العباد.** (مراقی الفلاح) **وفی الطحطاوی: وذکر فی البحر عن المرغینانی ضابطاً: فقال الحاصل أنه إذا دعا فی الصلاة بما جاء عن القراٰن أو فی الماثور لاتفسد صلاته، وإن لم یکن فی القراٰن أو الماثور فإن استحال طلبه من العباد لا یفسد وإلّا یفسد.**

(طحطاوی ۱۷۶، درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۳۷۷، شرح الوقایة ۱/ ۱۶٤، حاشیة الطحطاوي ۳۲۱)

نماز میں سلام کرنا

نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص سامنے نظر آیا اور نمازی نے اسے زبان سے سلام کرلیا تو نماز

فاسد ہوگئی، اگر چہ بھول کر ہی سلام کیا ہو۔ **بخلاف السلام علی إنسان الخ. فإنه یفسدها مطلقاً.** (درمختار ۳۷۲/۲، ومثله فی المراقی ۱۷۶، بدائع الصنائع ۵۴٤/۱، حاشیة الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں سلام کا جواب دینا

نماز پڑھتے ہوئے سلام کا زبانی جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ البتہ اگر ہاتھوں سے جواب دیا تو صرف کراہت لازم آئے گی نماز فاسد نہ ہوگی۔ **وردّ السلام ولو سهواً بلسانه لا بیده بل یکره علی المعتمد.** (درمختار ۳۷۳/۲، طحطاوی ۱۷٦، بدائع ۵٤٤/۱، حاشیة الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں مصافحہ کرنا

نماز کے دوران اگر کسی شخص سے مصافحہ کرلیا تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ اس لئے کہ مصافحہ بھی کلام کرنے کے درجہ میں ہے۔ **ورد السلام بالمصافحة لأنه کلام معنی.** (مراقی الفلاح ۱۷۷، حلبی کبیر ٤٤۲، عالمگیری ۹۸/۱، حاشیة الطحطاوي ۳۲۲)

نماز میں عملِ کثیر کرنا

نماز پڑھتے ہوئے ایسی حرکت کی کہ دیکھنے والا یہ سمجھا کہ یہ شخص نماز کی حالت میں نہیں ہے، مثلاً ٹوپی اتار کر دونوں ہاتھوں سے سر کھجانے لگا یا اچھل کود کرنے لگا، تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر معمولی حرکت کی مثلاً ایک ہاتھ سے کھجالیا یا دامن درست کرلیا یا ایک ہاتھ سے موبائل کا بٹن بند کردیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **ویفسدها العمل الکثیر لا القلیل، والفاصل بینهما أن الکثیر هو الذی لا یشک الناظر لفاعله أنه لیس فی الصلاة، وإن اشتبه فهو قلیل علی الأصح. (مراقی الفلاح) وقال الطحطاوی: کذا فی التبیین وهو قول العامة وهو المختار وهو الصواب کما فی المضمرات.** (طحطاوی ۱۷۷، حلبی کبیر ٤٤۱، بدائع الصنائع ۵۵۳/۱، حاشیة الطحطاوي ۳۲۲)

دورانِ نماز جیب سے موبائل نکال کر سوئچ بند کرنا

جیب سے باقاعدہ موبائل نکال کر سوئچ بند کرنے کا عمل مفسد صلاۃ ہے؛ کیوں کہ اسے دیکھ کر

یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے، اور ایسے عمل کو فقہی اصطلاح میں عمل کثیر کہتے ہیں، جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ **ویفسدها کل عمل کثیر لیس من أعمالها ولا لإصلاحها وفیه أقوال خمسة: أصحها ما لا یشک الناظر في فاعله أنه لیس فیها، وفي الشامیة: الثالث: الحرکات الثلاث المتوالیة کثیر وإلا فقلیل.** (درمختار مع الشامي زکریا ۲/ ۲۸۵) **ویفسدها العمل الکثیر لا القلیل والفاصل بینهما أن الکثیر هو الذي لا یشک الناظر لفاعله أنه لیس في الصلاة.** (طحطاوي علی مراقی الفلاح ۳۲۲، شامی زکریا ۲/ ۲۸۵)

نماز میں سینہ قبلہ سے پھیرنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر سینہ قبلہ سے پھیرلیا تو نماز فاسد ہو جائے گی؛ لیکن دو حالتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، ایک یہ کہ نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہو جائے اور آدمی طہارت کے لئے صف چھوڑ کر جائے، دوسرے یہ کہ نماز خوف میں دورانِ نماز نقل وحرکت کرے کہ یہ دونوں حالتیں مفسد نماز نہیں ہیں۔ **یفسدها تحویل الصدر عن القبلة لترکه فرض التوجه إلا لسبق حدثٍ أو لاصطفاف حراسة بإزاء العدو فی صلاة الخوف.** (مراقی الفلاح ۱۷۷، حلبی کبیر ۴۵۱ حاشیة الطحطاوي ۳۲۳)

نماز کے دوران کھانا پینا

نماز پڑھتے ہوئے اگر کوئی معمولی سے معمولی چیز بھی منہ میں ڈال کر نگل لی تو نماز فاسد ہو جائے گی، حتی کہ اگر دورانِ نماز منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور بارش یا شبنم کا کوئی قطرہ منہ میں گر کر نگل گیا تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ **وکذا أکله وشربه مطلقاً ولو سمسمة ناسیاً (درمختار) ومثله ما أوقع فی فیه قطرة مطر فابتلعها.** (شامی زکریا ۲/ ۳۸۲، مراقی الفلاح ۱۷۷، البحر الرائق ۲/ ۱۱، بدائع الصنائع ۱/ ۵۵۴، حاشیة الطحطاوي ۳۲۳)

دانت میں اٹکی ہوئی چیز کو نگلنا

اگر دانت میں غذا اٹکی رہ گئی اور وہ چنے کے برابر ہے تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد ہو جائے

گی۔اسی طرح اگر وہ چنے سے چھوٹی ہو مگر اتنی سخت ہو کہ اسے دانت سے چبانا پڑے تو بھی نماز فاسد ہوجائے گی، اور اگر معمولی سی شئ ہو جو محض زبان پھیرنے سے تھوک کے ساتھ حلق میں چلی جائے تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ **ویفسدها أكل ما بين أسنانه إن كان كثيراً وهو أى الكثير قدر الحمّصة ولو بعمل قليل لإمكان الاحتراز عنه، بخلاف القليل بعمل القليل لأنه تبع لريقه وإن كان بعمل كثير فسد بالعمل. (مراقى) وقال الطحطاوى: كان مضغه مرات.** (طحطاوى على المراقى ١٧٧، عالمگيرى ١٠٢/١، بدائع ٥٥٤/١، حاشية الطحطاوي ٣٢٤)

بلا عذر کھنکھارنا

اگر کسی عذر کے بغیر کھنکھارا یا کھانسا اور اس سے کسی حرف کی آواز منہ سے نکل گئی تو نماز فاسد ہوجائے گی؛ (البتہ اگر بلغم آنے کی وجہ سے کھنکھارنا ناگزیر ہوجائے یا آواز اچھی کرنے کے لئے کھنکھارے یا بے اختیار کھانسی آجائے وغیرہ، تو نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی) **ويفسدها التنحنح بلا عذر لما فيه من الحروف وإن كان لعذر لمنعه البلغم من القراءة لا يفسد. (المراقى) وفى الطحطاوى: وكذا السعال يفسد إذا حصل به حروف بلا ضرورة.** (حاشية الطحطاوي على المراقي ٣٢٤، درمختار ٣٧٦/٢) **وقال بعضهم: إن تنحنح لتحسين الصوت لا يفسد لأن ذٰلک سعي فى أداء الركن وهو القراءة على وصف الكمال.** (بدائع الصنائع ٥٣٩/١)

نماز پڑھتے ہوئے زور سے پھونک مارنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے آواز سے پھونکا، یا اُف یا تف کی آواز منہ سے نکالی تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ **والتافيف كنفخ التراب والتضجر. (مراقى) وفى الطحطاوى: والتافيف إذا كان مسموعاً، والتافيف أن يقول: "اُف" أو "تف" لنفخ التراب أو التضجر.** (حاشية الطحطاوى على المراقى ٣٢٤، بدائع الصنائع ٥٣٩/١، عالمگيرى ١٠١/١)

نماز میں رونا اور کراہنا

نماز کے دوران تکلیف کی وجہ سے جان بوجھ کر کراہنا، یا غم کی وجہ سے قصداً رونا مفسد نماز ہے؛ البتہ اگر سخت تکلیف کی بنا پر بے اختیار آواز نکل جائے، یا جنت وجہنم کے تصور سے رقت طاری ہوجائے تو مفسد نہیں۔ **والبکاء بصوت یحصل به حروف لوجع أو مصيبة قيد الأربعة إلا لمريض لا يملک نفسه عن أنين وتاؤه الخ، لا لذكر جنة ونار.** (در مختار ۳۷۸/۲) **ومحل الفساد به عند حصول الحروف إذا أمكنه الامتناع عنه أما إذا لم يمكنه الامتناع عنه فلا تفسد به عند الكل.** (حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲۵، عالمگیری ۱۰۰/۱، بدائع ۵٤۰/۱)

چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہہ کر جواب دینا

نماز کے دوران کسی شخص کی چھینک کی آواز سن کر اگر جواب میں یرحمک اللہ کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ **ويفسدها تشميت الخ، عاطس بيرحمک الله.**

(مراقی الفلاح ۱۷۸، درمختار ۳۷۸/۲)

کلماتِ ذکر کو عام گفتگو کی جگہ استعمال کرنا

نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے کوئی خوش کن خبر سنی پھر ''الحمد للہ'' کہہ دیا، یا غم کی بات سنی تو ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھ دیا یا کسی مشرک کے سوال کے جواب میں ''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگئی؛ اس لئے کہ یہ کلمات عام گفتگو کے معنی میں استعمال کئے گئے۔ **وجواب مستفهم عن نادٍ بلا اٰله إلا اللّٰه وخبر سوء بلااسترجاع وسار بالحمد لله.** (نور الایضاح مع المراقی ۱۱۹)

دورانِ نماز چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا

اگر نماز میں کسی کو چھینک آجائے اور اس نے الحمد للہ کہہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی؛ اس لئے

کہ یہ کلمہ جواب کے لئے نہیں؛ بلکہ ثواب کے حصول کے لئے استعمال ہوا ہے۔ **ولو قال: الحمد لله فمن العاطس نفسه لا تفسد وكذا من غيره إن أراد الثواب اتفاقاً.**

(حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲۵-۳۲۶، بدائع الصنائع ۵٤۱/۱)

قرآنِ کریم کی کسی آیت کو جواب کی جگہ استعمال کرنا

اگر نماز کے دوران قرآن کی کوئی آیت کسی سوال کرنے والے کے جواب میں استعمال کی تو نماز فاسد ہوگئی، مثلاً کسی شخص نے کمرے میں اندر آنے کی اجازت مانگی اور نمازی نے نماز ہی میں زور سے یہ آیت پڑھ دی: ﴿**أُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ آمِنِيْنَ**﴾ یا ملازم نے پوچھا کہ کھانا لے آؤں تو یہ آیت پڑھ دی: ﴿**اٰتِنَا غَدَاءَ نَا**﴾ وغیرہ؛ اس لئے کہ یہاں آیاتِ قرآنیہ کو گفتگو کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ **ويفسدها كل شيء من القرآن قصد به الجواب، ک ﴿يٰا يَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ﴾ لمن طلب كتاباً ونحوه.** (مراقی الفلاح ۱۷۸، درمختار ۳۸۰/۱، حلبی کبیر ٤۵۱، فتح القدیر ۳۹۹/۱)

تیمّم کرکے نماز پڑھنے والا دورانِ نماز پانی پر قادر ہوگیا

جس شخص نے پانی ناپید ہونے کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے تیمّم کرکے نماز شروع کی تھی، اگر وہ نماز کے دوران پانی کے حصول پر قادر ہوگیا یا اس کا عذر زائل ہوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **ويفسدها رؤية متيمم الخ، ماءً قدر على استعماله قبل قعوده قدر التشهد الخ أو كذا تبطل بزوال كل عذر أباح التيمم.** (مراقی الفلاح ۱۲۰، درمختار زکریا ۳٦۱/۲، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲٦)

اَن پڑھ شخص نے دورانِ نماز کوئی آیت سیکھ لی

اگر کسی اَن پڑھ شخص نے اپنی نماز شروع کی پھر نماز کے دوران ہی وہ کم از کم ایک آیت پڑھنے اور یاد کرنے پر قادر ہوگیا، تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ و **(يفسدها) تعلم الأمي**

آية. (مراقی الفلاح ۱۷۹، درمختار زکریا ۲/۳۶۱، بدائع الصنائع ۱/۵٤٦، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲۷)

دورانِ نماز موزوں پر مسح کی مدت پوری ہوگئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے موزوں پر مسح کی مدت پوری ہوگئی یا معمولی سی حرکت سے کوئی موزہ اتر گیا تو نماز فاسد ہوجائے گی (بشرطیکہ وہاں پانی دستیاب ہو اور تیمّم کے جواز کا کوئی عذر موجود نہ ہو) **وكذلك تمام مدة ماسح الخف وتقدم بيانها وكذا نزعه إلى الخف ولو بعمل يسير.** (مراقی الفلاح ۱۷۹، حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۲۷) **ومضى مدة مسحه إن وجد ماءً ولم يخف تلف رجله من برد وإلا فيمضي.** (در مختار زکریا ۲/۳۶۱، مجمع الانہر ۱/۱۱۵)

ننگے شخص کو کپڑا میسر آگیا

اگر کسی شخص نے کپڑا دستیاب نہ ہونے کی بنا پر ننگے ہونے کی حالت میں نماز شروع کی پھر اسے بقدرِ ستر کپڑا میسر آگیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی، اب کپڑا پہن کر دوبارہ نماز پڑھے۔ **ووجدان العاري ساتراً يلزمه الصلاة فيه.** (مراقی الفلاح ۱۷۹، درمختار زکریا ۲/۳۶۲)

اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنے والے کو قدرت حاصل ہوگئی

اگر کسی شخص نے کمزوری یا بیماری کی وجہ سے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کرلیا تھا پھر وہ دورانِ نماز رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہوگیا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اب ازسرنو نماز پڑھے۔ **وقدرة المؤمي على الركوع والسجود لقوة باقيها** (مراقی) **وفي الطحطاوي: هٰذا يفيد أن القدرة حصلت بعد ركوع وسجود بالإيماء فأما إذا حصلت قبل فعلهما أصلاً فلا بناء لضعيف على قوي في ذٰلك فلا تفسد.** (طحطاوی ۱۷۹،

مجمع الانهر ۱/۱۱۵، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۷)

صاحبِ ترتیب شخص کو فوت شدہ نماز یاد آ گئی

اگر کوئی شخص صاحبِ ترتیب ہو (یعنی اس کے ذمہ کوئی نماز پہلے کی قضا نہ ہو) اور اس نے وقت میں گنجائش کے باوجود بھول کر وقتیہ نماز کی نیت باندھ لی ہو، پھر نماز کے دوران اسے یاد آ جائے کہ اس پر تو پچھلی نماز بھی قضا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اب پہلے فوت شدہ نماز پڑھے اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے۔ **وتذكر فائتة لذی ترتیب.** (نور الایضاح مع المراقی ۱۷۹، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

نوٹ: مگر یہ فساد موقوف ہے، اگر آئندہ ۵ رنمازوں کے وقت کے گذرنے کے اندر اس نے فوت شدہ نماز قضاء نہ کی تو اس درمیان پڑھی جانے والی سب نمازیں درست ہو جائیں گی۔ اور اگر ۵ رنمازوں کے وقت کے اندر سابقہ فوت شدہ نماز قضا کر لی تو بقیہ نمازیں نفل بن جائیں گی اور اسے بالترتیب سب نمازیں ادا کرنی ہوں گی۔ **قال فی المراقی: والفساد موقوف فإن صلی خمساً متذکراً لفائتة وقضا ها قبل خروج وقت الخامسة بطل وصف ما صلاه قبلها وصار نفلاً وإن لم یقضها حتی خرج وقت الخامسة صحت وارتفع فسادها وفی الطحطاوی: لصیرورة الفائت ستاً بضمیمة المتروکة أولا.** (طحطاوی علی المراقی ۱۸۰، شامی ۲/۵۲۴، مجمع الانہر ۱/۱۱۵، حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

نااہل شخص کو نائب بنا دینا

اگر کسی امام نے دوران نماز عذر پیش آنے کی بنا پر اپنا نائب کسی ایسے شخص کو بنا دیا جو دیگر مقتدیوں کے لئے نااہل ہو مثلاً بالکل امی یا معذور شرعی ہو تو سب لوگوں کی نمازیں فاسد ہو جائیں گی۔ **واستخلاف من لا یصلح إماماً کأمي ومعذور.** (مراقی الفلاح ۱۸۰، درمختار ۲/۳۶۳، مجمع الانہر ۱/۱۱۵)

نماز پڑھتے ہوئے وقت نکل گیا

اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج نکل آیا، یا عید کی نماز پڑھتے ہوئے زوالِ شمس ہوگیا، یا جمعہ پڑھنے کے دوران عصر کا وقت داخل ہوگیا وغیرہ، تو اس کی فرض نماز باقی نہ رہے گی؛ بلکہ دوبارہ پڑھنی ہوگی (البتہ اگر عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج غروب ہوگیا تو نمازِ عصر ادا سمجھی جائے گی) **وطلوع الشمس فی الفجر لطر والناقص علی الکامل وزوالها أی الشمس فی صلاة العیدین ودخول وقت العصر فی الجمعة.** (مراقی الفلاح ۱۸۰، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸) **وغروب، إلا عصر یومه فلا یکره فعله لأدائه کما وجب بخلاف الفجر.** (در مختار مع الشامی ۳۲/۲، هدایة ۱۳۰/۱)

زخم درست ہوکر پٹی کھل گئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے زخم ٹھیک ہوگیا اور پٹی یا پھایا کھل کر گر پڑا تو نماز فاسد ہوگئی؛ اس لئے کہ پٹی پر مسح کرنے کا عذر زائل ہوگیا (البتہ اگر زخم ٹھیک ہوئے بغیر پٹی کھل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی) **وسقوط الجبیرة عن برءٍ لظهور الحدث السابق (مراقی) قید به لأنها لو سقطت لا عن برءٍ لا تفسد.** (طحطاوی ۱۸۰، شرح الوقایة ۱۶۰/۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

معذورِ شرعی کا عذر زائل ہوجانا

اگر کوئی معذور شخص لگاتار حدث میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے شرعی رخصت پر عمل کر رہا تھا (یعنی ایک ہی وضو سے پورے وقت میں نماز پڑھتا تھا) کہ نماز پڑھتے ہوئے اس کا عذر زائل ہوگیا یعنی پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس کا عذر پیش نہیں آیا، تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اسے نیا وضو کر کے نماز ادا کرنی ہوگی۔ **وزوال عذر المعذور بأن لم یعد فی الوقت الثانی.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳۶۳/۲، مراقی الفلاح ۱۸۰، هدایة ۱۳۰/۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۸)

دورانِ نماز قصداً حدث کرنا

اگر نماز کے اندر جان بوجھ کر وضو توڑا یا جنابت پیش آگئی تو نماز فاسد ہوگئی۔ **والحدث عمداً الخ، والإغماء والجنون والجنابة.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۰، بدائع الصنائع ۵۱۹/۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۹)

عورت کا مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا

اگر کوئی مرد کسی عورت کے دائیں بائیں یا پیچھے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو، یعنی ۹ رسال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم، سب کا حکم یہی ہے۔

(۲) مرد کی پنڈلی، ٹخنا یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو۔

(۳) یہ سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو۔

(۴) یہ اشتراک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۵) مرد وعورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں۔

(۶) مرد وعورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو، یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا۔

(۷) دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔

(۸) مرد نے اپنے قریب آکر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونے کا اشارہ نہ کیا ہو، اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) اور امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

وشروط المحاذات: أولها، المشتهاة. ثانيها: أن يكون بالساق والكعب على ما ذكره. ثالثها: أن تكون في أداء ركن أو قدره. رابعها: أن تكون في صلاة مطلقة. خامسها: أن تكون في صلاة مشتركة تحريمة. سادسها: اتحاد المكان. سابعها: عدم الحائل. ثامنها: عدم الإشارة إليها بالتأخر. وتاسعها: أن يكون الإمام قد نوى إمامتها. (طحطاوی ۱۸۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۳۱)

وفي الخانية: لو صلت المرأة على الصفة والرجل أسفل منها بجنبها أو خلفها، إن كان يحاذي عضو من الرجل عضوا منها فسدت صلاته لوجود المحاذاة ببعض بدنها. (طحطاوی ۱۸۰، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۲۹)

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں؛ اس لئے وہاں مرد وعورت میں اختلاط ومحاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا؛ لیکن مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں اگرچہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئیں ہیں؛ لیکن مطاف میں اور حج کی بھیڑ کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد وعورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہوجاتے ہیں؛ اس لئے اس معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہوکر ہی نماز پڑھیں، اگر موقع نہ ہوتو جماعت چھوڑدیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھ لیں، اور مردوں کو چاہئے کہ:

(۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں۔

(۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آکر کھڑی ہونے لگے تو اسے دورانِ نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو فبہا، ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہوجائے گی، اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہوکر نماز پڑھنے بھی لگے پھر بھی مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ خود عورت کی نماز فاسد

ہوجائے گی۔ واستفید من قوله: بعد ما شرع، إنها لو حضرت قبل شروعه ونوی إمامتها محاذیا لها، وقد أشار إلیها بالتأخر تفسد صلا ته، فالإشارة بالتأخر إنما تنفع إذا حضرت بعد الشروع ناویاً إمامتها. قال: والظاهر إن الإمام لیس بقید، أی فلو حاذت المقتدی بعد الشروع وأشار إلیها بالتأخر ولم تتأخر فسدت صلاتها دونه، وینبغي أن یعد هٰذا فی الشروط. (شامی زکریا ۲/ ۳۲۰)

دورانِ نماز ستر کھل جانا

اگر نماز پڑھتے ہوئے ستر (عضو مستور کا چوتھائی یا اس سے زیادہ تین تسبیح پڑھنے کی مدت کے بقدر) کھلا رہ گیا، تو نماز فاسد ہوجائے گی اگرچہ ستر کھولنا ناگزیر ہو، مثلاً عورت کو نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہوگیا، اب اگر وہ وضو کو جائے اور ہاتھ دھونے کے لئے کہنی کھول لے حالاں کہ یہ حصہ اس کے ستر میں داخل ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور وضو کے بعد از سر نو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ ویمنع حتی انعقادها ربع عضو قدر أداء رکن. (در مختار) والحاصل أنه یمنع الصلاۃ فی الابتداء ویرفعها فی البقاء الخ. (شامی زکریا ۲/ ۸۱) ویفسدها ظهور عورة من سبقه الحدث في ظاهر الروایة، ولو اضطر إلیه للطهارة، ککشف المرأة ذراعها للوضوء. (مراقی الفلاح ۱۸۱، حاشیة الطحطاوی علی المراقی ۳۳۱)

حدث کے بعد وضو کے لئے جاتے اور آتے ہوئے قرآن پڑھنا

اگر کسی شخص کا نماز کے دوران اتفاقاً وضو ٹوٹ گیا پھر وہ وضو کرنے کے لئے گیا، تو اگر آنے اور جانے کے درمیان قرآنِ پاک کی تلاوت کرے گا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ البتہ اگر تسبیح وغیرہ پڑھتا ہے تو فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ قرأتِ قرآن نماز کا ایک رکن ہے جس کا حالتِ حدث میں دورانِ نماز ادا کرنا ممنوع اور مفسد ہے۔ بقی من المفسدات، قال الشامی قلت: منها أیضاً أداؤه رکناً مع حدثٍ أو مشيٍ. (شامی زکریا ۲/ ۳۹۱) وقراء ته، لا تسبیحه فی

الأصح، أي قراءة من سبقه الحدث حالة كونه ذاهباً أو عائدًا للوضوء وإتمام الصلاة، لف ونشر، لإتيانه بركن مع الحدث أو المشي. (مراقی الفلاح ۱۸۲)

نماز میں وضوٹوٹنے کے بعد بلا عذر اپنی جگہ ٹھہرے رہنا

اگر کسی شخص کا نماز میں وضوٹوٹ گیا پھر وہ ایک رکن یعنی تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بقدر وہیں ٹھہرا رہا، تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، ایسی صورت میں فوراً نماز موقوف کرکے وضو کے لئے جانا چاہئے؛ البتہ کوئی عذر درپیش ہو مثلاً بھیڑ بہت زیادہ ہے نکلنے کا موقع نہیں، یا نکسیر کا خون بہا چلا جارہا ہے، یا اسی طرح کا کوئی اور عذر ہے تو تاخیر کے باوجود نماز باقی رہ جائے گی۔ **بقي من المفسدات. قال الشامي: قلت ومنها أيضاً ووقوفه بعد سبق الحدث قدر ركن.** (شامی زکریا ۲/۳۹۱) **ومكثه قدر أداء ركن بعد سبق الحدث مستيقظاً بلا عذر، فلو مكث لزحام أو لينقطع رعافه أو نوم رعف فيه متمكناً، فإنه يبني.**

(مراقی الفلاح ۱۸۲)

قریب پانی رہتے ہوئے دور جانا

اگر دورانِ نماز حدث لاحق ہوا اور قریب میں وضو کا پانی موجود ہے، اب اگر وہ اس پانی کو چھوڑ کر اس سے دو صف آگے جان بوجھ کر بلا عذر تجاوز کرجائے گا تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً وہ بھول جائے کہ قریب میں پانی ہے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے پانی کے مقام تک پہنچنا مشکل ہو وغیرہ، تو تجاوز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ومجاوزته ماء قريباً بأكثر من صفين لغيره عامداً المراد أنه لا عذر له، فلو كان له عذر كأنّ كان المكان ضيقاً، أو لا يتأتى له الوصول إليه، أو جاوزه ناسياً، أو لاحتياجه إلى الاستقاء من البئر فلا تفسد.** (مراقی الفلاح ۱۸۲)

حدث کے شک میں مسجد سے یا صفوں سے باہر نکل گیا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا نماز کے دوران اسے گمان ہوا کہ غالباً اس کا وضوٹوٹ گیا ہے،

چناں چہ وہ وضو کے لئے چل پڑا تا آں کہ مسجد سے نکل گیا (اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا) یا صفوں سے نکل گیا (اگر میدان میں جماعت میں شریک تھا) یا سجدہ کے مقام سے تجاوز کر گیا (اگر میدان میں تنہا نماز پڑھ رہا تھا) پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کا وضو نہیں ٹوٹا تھا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی؛ البتہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے یا صفوں کے تجاوز کرنے سے پہلے ہی پتہ چل گیا کہ اس کا وضو قائم ہے تو وہ اپنی مابقیہ نماز پوری کرسکتا ہے ازسر نو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (**وتفسد) خروجه من مسجد بظن حدث. قال الشامي: المراد مجاوزة الحد المتقدم، أعم من أن يكون في صحراء أو مسجد أو جبانة أو دار.** (شامی زکریا ۲/۳۵٦) **ويفسدها خروجه من المسجد بظن الحدث لوجود المنافي بغير عذر، لا إذا لم يخرج من المسجد أو الدار أو البيت أو الجبانة أو مصلى العيد، استحساناً لقصد الإصلاح. ويفسدها مجاوزته الصفوف أو سترته في غيره أي غير المسجد، وما هو في حكمه.** (مراقی الفلاح ۱۸۲)

بے وضو ہونے کے خیال میں وضو کے لئے چل پڑا

نماز شروع کرنے کے بعد خیال ہوا کہ اس نے تو بلا وضو نماز شروع کی ہے (یا اس کی مسح کی مدت ختم ہوچکی ہے یا یہ کہ اس کے کپڑے نجس ہیں وغیرہ) پھر وہ وضو کرنے کے ارادے سے اپنی جگہ سے چل پڑا، پھر پتہ چلا کہ اس نے طہارت کی حالت میں نماز شروع کی تھی تو نماز فاسد ہوجائے گی اگرچہ مسجد سے نہ نکلا ہو۔ **لو ظن أنه افتتح بلا وضوءٍ، أو أن مدة مسحه انقضت، أو أن عليه فائتة، أو رأى سراباً فظنه ماءً، وهو متيمم، أو حمرة في ثوبه فظنها نجاسة، فانصرف تفسد بالانحراف، وإن لم يخرج من المسجد.** (شامی زکریا ۲/۳۵٦) **ويفسدها انصرافه عن مقامه، ظاناً أنه غير متوضأٍ أو ظاناً أن مدة مسحه انقضت أو ظاناً أن عليه فائتة، أو أن عليه نجاسة، وإن لم يخرج من المسجد.** (مراقی الفلاح ۱۸۳)

امام کے علاوہ دوسرے شخص کو لقمہ دینا

نماز کے دوران مقتدی کے لئے اپنے امام کو لقمہ دینا تو جائز ہے؛ لیکن امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو لقمہ دینا مفسدِ صلاۃ ہے۔ **(یفسد الصلاۃ) فتحه علی غیر إمامه. قال الشامی: لأنه تعلم وتعلیم من غیر حاجةٍ، وهو شامل لفتح المقتدی علی مثله، وعلی المنفرد، وعلی غیر المصلي وعلی إمام آخر.** (شامی زکریا ۳۸۱/۲) **وفی الطحطاوي: ویفسدها فتحه أی المصلی علی غیر إمامه، سواء کان الغیر فی الصلاة أم لا. هٰذا إذا قصد تعلیمه، لأنه یقع جواباً من غیر ضرورة، فکان من کلام الناس.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۳، مجمع الانهر ۱۱۹/۱)

امام کا غیر مقتدی سے لقمہ لینا

امام قرأت کر رہا تھا درمیان میں غلطی آئی تو نماز میں شامل مقتدیوں کے علاوہ کسی اور شخص نے اس امام کو لقمہ دیا اور امام نے اس لقمہ کو قبول کرلیا، تو امام اور اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **وکذا الأخذ. قال الشامي: أی أخذ الإمام بفتح من لیس فی صلاته.** (شامی زکریا ۳۸۱/۲) **وتفسد بأخذ الإمام ممن لیس معه.** (طحطاوی ۱۸۳)

نئی نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ کہنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے ارادہ کیا کہ اس نماز کو چھوڑ کر دوسری نماز شروع کرے اور اس نیت سے اس نے ''اللہ اکبر'' کہا تو اللہ اکبر کہتے ہی اس کی پہلی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **ویفسدها انتقاله من صلاة إلی مغایرتها. قال الشامي: أی بأن ینوی بقلبه مع التکبیرة الانتقال المذکور.** (شامی مع الدر ۳۸۳/۲) **ویفسدها التکبیر بنیة الانتقال لصلاة أخری غیر صلاته.** (مراقی الفلاح ۱۸۳، مجمع الانهر ۱۲۱/۱)

دورانِ نماز قرآنِ پاک دیکھ کر پڑھنا

اگر کوئی شخص نماز کے دوران قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر قرأت کرے تو اس کی نماز فاسد

ہوجائے گی؛ اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔اوردوسرے یہ کہ اس میں نماز کے اندر خارجی چیز سے تلقی اور تعلم کی صورت پیش آتی ہے، جوممنوع ہے۔ **وقراءة ما لا يحفظه من مصحف.** (مراقی الفلاح)

وفي الطحطاوي: ولأبي حنيفة في فسادها وجهان: أحدهما: أن حمل المصحف والنظر فيه وتقليب الأوراق عملٌ كثيرٌ الخ. والثاني: أنه تلقن من المصحف فصار كما لو تلقن من غيره وهو مناف للصلاة وهذا يوجب التسوية بين المحمول وغيره فتفسد بكل حال وهو الصحيح، كذا في الكافي. (طحطاوی علی المراقی ۱۸۵)

مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرلینا

اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے کوئی رکن مثلاً رکوع، امام سے پہلے اس طرح ادا کرلیا کہ ایک منٹ بھی امام کے ساتھ شرکت نہیں ہوسکی، اور پھر بعد میں اس رکن کو دہرایا بھی نہیں اور سلام پھیردیا تو اس شخص کی نماز فاسد ہوگئی۔ **ومسابقة المؤتم بركن لم يشاركه فيه إمامه.** (درمختار زکریا ۲/ ۳۹۲) **ويفسدها مسابقة المقتدي بركن لم يشاركه فيه إمامه، كما لو ركع ورفع رأسه قبل الإمام، ولم يعده معه أو بعده وسلم.** (مراقی الفلاح ۱۸۵)

نماز کا کوئی رکن سوتے ہوئے ادا کرنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے کسی رکن مثلاً سجدہ میں سوتا رہ جائے تو بعد میں اس رکن کا دہرانا لازم ہے، اگر دہرائے بغیر سلام پھیردے گا تو نماز فاسد قرار پائے گی۔ **وعدم إعادة ركنٍ أداه نائماً.** (درمختار زکریا ۲/۳۹۲) **ويفسدها عدم إعادة ركنٍ، أداه نائماً لأن شرط صحته أداؤه مستيقظاً.** (مراقی الفلاح ۱۸۶)

چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیردینا

اگر کسی شخص نے چار یا تین رکعت والی نماز میں قعدۂ اولیٰ کے بعد یہ سمجھتے ہوئے سلام پھیرا کہ یہی قعدہ اخیرہ ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اور اخیر میں سجدۂ سہو سے کام بن جائے گا؛ لیکن اگر مذکورہ

نمازوں میں قعدہ کے بعد یہ سمجھ کر سلام پھیرا کہ اس پر دو ہی رکعت واجب ہے حالاں کہ درحقیقت چار واجب تھیں، مثلاً مقیم شخص اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے، یا ظہر کی نماز کو جمعہ کی نماز سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیرے، تو اس صورت میں سلام پھیرتے ہی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **إلا السلام ساهياً، للتحليل أی للخروج من الصلاة قبل إتمامها علی ظن إكمالها فلا يفسد، بخلاف السلام علی إنسان للتحية، أو علی ظن أنها ترويحة مثلاً فإنه يفسدها مطلقاً.** (در مختار) **قال الشامی: أی بأن كان يصلی العشاء فظن أنها التراويح ومثله ما لو صلی ركعتين من الظهر فسلم علی ظن أنه مسافر أو أنها جمعة أو فجر.** (شامی زکریا ۲/ ۳۷۲، طحطاوی ۱۷۶)

قرأت میں فحش غلطی

نماز کے دوران اگر قرآنِ کریم پڑھتے ہوئے ایسی فحش غلطی ہوجائے جس سے معنی بالکل بدل جائیں اور تاویل کی کوئی صورت نہ رہے تو اس فحش غلطی سے نماز فاسد ہوجائے گی، اگر قریب المخارج حروف میں ادل بدل ہوجائے، مثلاً: ''ظا'' اور ''ضاد'' ''طا'' اور ''تا''، یا ''ہا'' اور ''حا'' وغیرہ، تو متأخرین کے نزدیک مطلقاً نماز فاسد نہ ہوگی، الا یہ کہ کوئی شخص قصداً غلط پڑھے، تو پھر یقیناً فساد کا حکم لگایا جائے گا۔ **قال فی الخانية والخلاصة: الأصل فيما إذا ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنی، إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد، وإلاَّ يمكن إلا بمشقةٍ، كالظاء مع الضاد المعجمتين، والصاد مع السين المهملتين، والطاء مع التاء. قال أكثرهم: لا تفسد. وفی خزانة الأكمل، قال القاضی أبو عاصم: إن تعمد ذلك تفسد.** (شامی زکریا ۲/ ۳۹۶، طحطاوی ۱۸۶، فتاوی محمودیہ ۲/ ۱۸۱، ۷/ ۱۵۰)

تنبیہ: قرأت میں جو بھی غلطی ہو اس کے بارے میں صورتِ واقعہ بتا کر جانکار عالم اور مفتی سے مسئلہ پوچھنا چاہئے۔ (مرتب)

نماز پڑھتے ہوئے عورت کا بچہ کو دودھ پلانا

اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس کے چھوٹے بچے نے اسی حالت میں اس کے پستان کو چوسا جس سے دودھ نکل آیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ **مص ثديها ثلاثاً أو مرة ونزل لبنها.** (در مختار) **وفى المحيط: إن خرج اللبن فسدت، لأنه يكون إرضاعاً وإلا فلا، ولم يقيده بعدد.** (شامی زکریا ۲/ ۳۹۰)

نماز کے دوران جان بوجھ کر وضو توڑ دینا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے قصداً وضو توڑ دیا تو نماز فاسد ہوگئی؛ (البتہ اگر خود بخود اچانک وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے بنا کی گنجائش ہے) **والحدث عمداً أى لا يسبقه لأنه به يبنى.** (مراقی الفلاح ۱۸۰)

نماز پڑھتے ہوئے بے ہوش یا پاگل ہو جانا

اگر نماز کے دوران کسی شخص پر بے ہوشی طاری ہوگئی، یا مجنون ہوگیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ **والإغماء والجنون.** (مراقی الفلاح ۱۸۰)

نماز پڑھتے ہوئے موت آ گئی

نماز پڑھتے ہوئے اگر کسی کو موت آ جائے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی، اور اگر امام نماز کے دوران انتقال کر جائے تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور انہیں از سر نو نماز پڑھنی ہوگی۔ مرنے والے کی نماز کا فدیہ لازم نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے نماز ساقط ہو چکی ہے۔ **أقول تظهر ثمرته فى الأيام لو مات بعد القعدة الأخيرة بطلت صلاة المقتدين به، فيلزمهم استئنافها، الخ. ولا تظهر الثمرة فى وجوب الكفارة فيما لو كان أوصى بكفارة صلاته لأن المعتبر اٰخر الوقت وهو لم يكن فى اٰخر الوقت من أهل الأداء فلا تجب عليه.** (شامی زکریا ۲/ ۳۹۱)

امامت و جماعت کے مسائل

نماز با جماعت کی اہمیت

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے، اسی لئے اس کی بہت سی عبادات اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہیں، انہی میں سے نماز باجماعت بھی ہے جو امت کے مردوں پر سنتِ مؤکدہ (واجب کے قریب) ہے۔ احادیثِ شریفہ میں نماز با جماعت کی نہایت تاکید اور فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، چند احادیث کا ترجمہ ذیل میں پیش ہے: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❑ ''اکیلے اور بازار میں نماز پڑھنے کے مقابلہ میں جماعت سے نماز پڑھنے میں ۲۵ گنا زیادہ ثواب ہے، اس لئے کہ کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے صرف نماز پڑھنے کی غرض سے جب مسجد جاتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم پر نیکی کا ایک درجہ بڑھتا ہے اور ایک برائی اس سے معاف کی جاتی ہے، پھر جب وہ نماز پڑھ کے فارغ ہوتا ہے تو جب تک وہ مصلیٰ پر بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور جب تک وہ نماز کے انتظار میں بیٹھے گا نماز ہی میں سمجھا جائے گا''۔ (بخاری شریف عن ابی ہریرۃ ۱/۸۹، الترغیب والترہیب ۱/۱۵۹)

❑ ''باجماعت نماز اکیلے نماز کے مقابلہ میں ۲۷ گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے''۔ (بخاری شریف ۱/۸۹)

❑ ''جو شخص اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کی باجماعت ادائیگی کے لئے گیا اور امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے سب گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۵۹)

❑ ''جو شخص چالیس دن برابر اس طرح باجماعت نماز ادا کرے کہ کسی بھی نماز کی تکبیرِ اولیٰ امام کے ساتھ فوت نہ ہو تو اس کے لئے جہنم اور نفاق سے براءت کے دو پروانے لکھ دئے جاتے ہیں''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶)

❑ ''جس شخص نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات عبادت میں گذاری اور جس شخص نے فجر کی نماز بھی باجماعت پڑھی تو گویا وہ پوری رات عبادت میں مشغول رہا''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶۳)

نماز با جماعت ترک کرنے پر وعیدیں

نبیٔ اکرم ﷺ نے جماعت کی نماز چھوڑنے والوں کے لئے سخت ترین وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

❑ ''لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو ضرور جلوادوں گا''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۷)

❑ ''جو شخص اذان سنے اور پھر بلا عذر نماز کے لئے نہ آئے تو اس کی پڑھی گئی نماز (جو اکیلے پڑھے گا) قبول نہیں کی جائے گی''۔ (ابوداؤد شریف ۱/۸۱، الترغیب والترہیب ۱/۱۶۶)

❑ ''نہایت بے مروتی اور کفر ونفاق کی علامت ہے کہ آدمی اذان سن کر نماز کے لئے حاضر نہ ہو''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶۷)

❑ ''مؤمن کی بدنصیبی اور محرومی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مؤذن کو اقامت کہتے ہوئے سنے اور اس کی دعوت پر لبیک نہ کہے (یعنی جماعت میں شریک نہ ہو)''۔ (الترغیب والترہیب ۱/۱۶۷)

لہٰذا ہر مسلمان مرد پر ضروری ہے کہ وہ مساجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کرے، اور اس بارے میں قطعاً سستی اور غفلت سے کام نہ لے۔

امام کی ذمہ داری

جماعت کی نماز کا سارا دارومدار چوں کہ امام پر ہوتا ہے، اس لئے شریعت میں امام کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مقام ومنصب کا خیال رکھے، اور امامت کی عظیم ذمہ داری پوری امانت ودیانت کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرے؛ اس لئے کہ اگر امام اچھی طرح آداب وشرائط ملحوظ رکھ کر نماز پڑھائے گا تو اسے مقتدیوں کی نمازوں کے بقدر ثواب ملے گا اور اگر کوتاہی کرے گا تو سارا وبال بھی اسی پر ہوگا، مقتدی ذمہ دار نہ ہوں گے۔

ایک روایت میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَمَّ قَوْماً فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ ضَامِنٌ وَمَسْؤُلٌ لِمَا ضَمِنَ وَإِنْ أَحْسَنَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مَنْ صَلّٰى خَلْفَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئاً، وَمَا كَانَ مِنْ نُقْصٍ فَهُوَ عَلَيْهِ.

جو شخص کسی جماعت کی امامت کرے تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے، اور یہ جان لینا چاہئے کہ وہ ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری کے بارے میں اس سے سوال ہوگا، اب اگر وہ اچھی طرح امامت کرے گا تو اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے والے نمازیوں کے بقدر ثواب ملے گا جب کہ ان

(الترغيب والترهيب ۱/ ۱۸٤) نمازیوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جو بھی امامت میں کوتاہی ہوگی اس کا وبال امام ہی پر ہوگا۔

اس لئے ائمہ کرام کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اس ہدایت کو پیش نظر رکھیں، مسائلِ امامت سے واقفیت کے ساتھ ورع وتقوی، امانت ودیانت اور حسنِ اخلاق کا التزام کریں، کیوں کہ ائمہ اسلام کے شعائر کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی عزت میں امت کی عزت ہے اور ان کی رسوائی میں پوری قوم کی رسوائی ہے۔

امامت کی شرائط

صحت مند مردوں کی امامت کے لئے فقہاء نے چھ شرائط ذکر کی ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل مند ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قرأت پر قادر ہونا (٦) عذر (نکسیر، ہکلا پن وغیرہ) سے محفوظ ہونا۔ (یہاں مردوں کی قید سے عورتوں اور بالغ بچوں کا استثناء مقصود ہے کہ عورتوں کی امامت کے لئے مرد ہونا شرط نہیں، اسی طرح نابالغ بچہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کرسکتا ہے، ان میں بلوغ کی شرط نہیں ہے۔ اور صحت مند کی قید سے معذورین کا استثناء پیشِ نظر ہے کہ ایک معذور اپنے جیسے معذورین کا امام بن سکتا ہے عذر کی سلامتی وہاں مشروط نہیں ہے؛ البتہ اتنا ضرور خیال رہے کہ امام بنسبت مقتدیوں کے صحت کے اعتبار سے اچھے حال میں ہو یا کم سے کم برابر درجہ میں ہو، ان سے کمتر حال میں نہ ہو)

وأما شروط الإمامة فقد عدها في نور الإيضاح على حدة. فقال: وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام، والبلوغ، والعقل، والذكورة، والقراءة، والسلامة من الأعذار، كالرعاف والفأفأة والتمتمة واللثغ وفقد شرط كطهارةٍ وستر عورةٍ، احترز بالرجال الأصحاء عن النساء الأصحاء فلا يشترط في إمامهن الذكورة، وعن الصبيان فلا يشترط في إمامهم البلوغ، وعن غير الأصحاء فلا يشترط في إمامهم الصحة، لكن يشترط أن يكون حال الإمام أقوى من حال المؤتم أو مساوياً. (شامي بيروت ۲/ ۲٤۲، شامي زكريا ۲/ ۲۸٤ -۲۸٥)

اقتداء کی شرائط

اور کسی بھی امام کی اقتداء درست ہونے کے لئے دس شرائط ملحوظ رہنی ضروری ہیں: (۱) مقتدی کا امام کی اقتداء کی نیت کرنا (۲) امام اور مقتدی کی جگہ حقیقۃً یا حکماً متحد ہونا (۳) دونوں کی نماز ایک ہونا (یہ نہ ہو کہ امام

پڑھا رہا ہے ظہر کی نماز، اور مقتدی نیت کرلے عصر کی) (۴) امام کی نماز کا درست ہونا (۵) کسی عورت کا امام یا مقتدی کے سامنے یا دائیں بائیں نہ ہونا (۶) مقتدی کی ایڑی کا امام کی ایڑی سے آگے نہ ہونا (اگر ایڑی امام سے آگے ہوگی تو مقتدی کی اقتداء درست نہ ہوگی، ہاں اگر ایڑی پیچھے ہو مگر قد وقامت میں زیادتی کی وجہ سے سجدہ کرتے ہوئے مثلاً سر امام کے سر سے آگے ہوجائے تو اقتداء میں کوئی فرق نہ آئے گا) (۷) مقتدی کو امام کی نقل وحرکت کا علم ہونا (کہ اب وہ قیام میں ہے یا رکوع یا سجدہ میں ہے، محض اٹکل سے کام نہ چلے گا) (۸) مقتدی کا (نماز کے دوران یا امام کے سلام پھیرنے کے بعد) یہ جان لینا کہ امام مسافر ہے یا مقیم (تاکہ اپنا حال دیکھ کر قصر واتمام پر عمل کرسکے) (۹) مقتدی کا امام کے ساتھ ارکانِ نماز میں شریک رہنا (۱۰) ارکان کی ادائیگی میں مقتدی کا حال امام کے مساوی یا اس سے کم تر ہونا، مثلاً۔ (۱) رکوع سجدہ پر قدرت رکھنے والے امام کا اپنے جیسے مقتدی کی امامت کرنا، یا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا اپنے جیسے شخص کی امامت کرنا (۲) اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع سجدہ پر قادر امام کی اقتداء کرنا اور یہی تفصیل شرائط نماز کے معاملہ میں بھی ہے، یعنی مقتدی، شرائط (مثلاً ستر، طہارت وغیرہ) میں امام کے برابر یا اس سے کمتر ہونا چاہئے۔

والصغریٰ ربط صلاة المؤتم بالإمام بشروط عشرة: نية المؤتم الاقتداء، واتحاد مكانهما، وصلاتهما، وصحة صلاة إمامه، وعدم محاذاة إمرأة، عدم تقدمه عليه بعقبه، وعلمه بانتقالاته، وبحاله من إقامة وسفر، ومشاركته في الأركان، وكونه مثله أو دونه فيها وفي الشرائط. (در مختار مع الشامي بيروت ۲/۲۴۲- ۲۴۴، شامی زکریا ۲/۲۸۴ تا ۲۸۶)

اب ذیل میں امامت وجماعت سے متعلق بعض ضروری مسائل ملاحظہ فرمائیں:

امامت کا حق دار

امامت کا صحیح حقدار وہی ہے جو نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو، قرآنِ کریم صحیح پڑھتا ہو، دین دار ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔

الأولى بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هٰكذا في المضمرات وهو الظاهر هٰكذا في البحر الرائق، هٰذا إذا علم من القراءة قدر ما تقوم به سنة القراءة هٰكذا في التبيين ولم يطعن في دينه كذا في الكفاية وهٰكذا في النهاية، ويجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غيره أورع منه كذا في المحيط. (هنديه ۱/ ۸۳، ومثله في در مختار مع

الشامی زکریا ۲ / ۲۹٤، در مختار مع الشامی بیروت ۲ / ۲۵۱، طحطاوی علی المراقی ۱٦۳)

قادیانی کی امامت

مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے بلا تردد کافر ومرتد اور زندیق ہیں، ان کی امامت قطعاً جائز نہیں ہے۔ **سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل أن محمداً ﷺ آخر الأنبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلمٍ.** (هندیه ۲/۲٦۳، الاشباه والنظائر ۲۹٦، جواهر الفقه ۱/۵۷، فتاویٰ دارالعلوم ۳/۳۱)

منکرینِ حدیث کی امامت

علماء نے فرقہ منکرینِ حدیث (اہلِ قرآن) کو کافر قرار دیا ہے ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم ۳/۴۷ وغیرہ)

شیعہ کی امامت

شیعہ اثنا عشری کی امامت میں نماز درست نہیں ہے؛ کیوں کہ اس فرقہ کے عقائد کفریہ ہیں۔ (مثلاً حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تکفیر، عصمتِ انبیاء، تحریفِ قرآن وغیرہ) **فإن أدى إلى الكفر فلا يجوز أصلاً الاقتداء به كغلاة الروافض.** (صغیری ۲٦٤) **أو الكافر بسب الشيخين أو بسب أحدهما فى البحر عن الجوهرة معزيا للشهيد من سب الشيخين أو طعن فيهما كفر، ولا تقبل توبته. وبهٖ أخذ الدبوسي وأبو الليث وهو المختار للفتوىٰ.** (شامی زکریا ٦/۳۷٦، جوار الفقه ۱/٦۰)

بدعتی کی امامت

بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم وكذا المبتدع.** (صغیری ۲٦٤، شامی زکریا ۲/۲۹۹، بیروت ۲/۲۵۵، البحر الرائق ۱/۳٤۸، هندیه ۱/۸۵)

غیر مقلد (اہلِ حدیث) کی امامت

جو غیر مقلد سخت متعصب ہو اور بزرگانِ دین کے بارے میں زبان درازیاں کرتا ہو وہ فاسق کے حکم میں ہے، اس کی امامت مکروہ ہے؛ لیکن اگر وہ متعصب نہ ہو اور بزرگوں کی شان میں بے ادب نہ ہو، نیز وہ ایسا عمل نہ کرے کہ جس سے امام صاحبؒ کے مذہب کے مطابق نماز مکروہ یا فاسد ہوتی ہے، تو ایسے غیر مقلد کے پیچھے مذکورہ شرائط کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔ (فتاوی رشیدیہ ۳۴۸، فتاوی دار العلوم ۱۴۳/۳) **وذهب عامة مشائخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في موضع الخلاف وإلا فلا، والمعنى أنه يجوز في المراعي بلا كراهة الخ.** (شامی بیروت ۲۵۹/۲، زکریا ۳۰۲/۲)

فاسق کی امامت

فاسق کو امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے؛ بلکہ متقی شخص ہی کو امام بنایا جائے۔ **ويكره تقديم الفاسق كراهة تحريم.** (صغیری ۲٦٤، حلبی ۵۱۳، هدايه ۱۲۲/۱، البحر الرائق ۳٤۹/۱، فتاوی دار العلوم ۱٤٥/۳)

ڈاڑھی کٹانے والے کی امامت

ڈاڑھی کٹانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (خواہ فرائض میں ہو یا تراویح میں) **والسنة فيها القبضة (إلى قوله) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته.** (در مختار مع الشامی زکریا ۵۸۳/۹) **وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً.** (شامی زکریا ۲۹۹/۲، بیروت ۲٥٥/۲)

ٹی وی دیکھنے والے یا سنیما باز کی امامت

جو شخص سنیما یا ٹی وی وغیرہ پر فحش مناظر دیکھتا ہو اور ناچ گانے وغیرہ کی محفلوں سے احتراز

نہ کرتا ہوا یسا شخص فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ **ویکرہ تقدیم الفاسق کراهة تحریم.** (شامی بیروت ۲/ ۲۵۵، زکریا ۲/ ۲۹۹)

انگریزی بال رکھنے والے کی امامت

انگریزی بال رکھنے والا فاسق ہے، اور فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے۔(محمودیہ ۲/ ۷۷) **ویکره إمامة فاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۹، بیروت ۲/ ۲۵۵)

جس کی بیوی پردہ نہ کرتی ہو اس کی امامت

اگر امام کی بیوی شرعی طور پر پردہ نہیں کرتی اور وہ بے پردگی سے نہیں روکتا؛ بلکہ اس کے اس فعل سے راضی ہے اور اس سے بہتر امامت کا اہل موجود ہے تو ایسی حالت میں اس کو امام بنانا مکروہ ہے؛ کیوں کہ وہ فاسق ہے۔ **ویکره إمامة فاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۸-۲۹۹، بیروت ۲/ ۲۵۵) البتہ اگر امام بے پردگی سے روکتا ہے اور بیوی نہیں مانتی تو امامت مکروہ نہیں۔(کفایت المفتی ۳/ ۸۰، محمودیہ ۲/ ۹۹، ۷/ ۴۷، امداد الاحکام ۲/ ۱۳۰)

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ لٹکانے والے کی امامت

ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا ناجائز ہے اور موجب فسق ہے، اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔(فتاوی دار العلوم ۳/ ۱۱۷) **ویکره إمامة فاسق لأنه لا یهتم لأمر دینه.** (شامی زکریا ۲/ ۲۹۹، در مختار مع الشامی بیروت ۲/ ۲۵۵) **وکره کفه أی رفعه ولو لتراب کمشمر کم أو ذیل عبثه به أو بثوبه.** (در مختار زکریا ۲/ ۴۰۶، در مختار مع الشامی بیروت ۲/ ۳۵۰)

کالا خضاب لگانے والے کی امامت

بلا عذر سیاہ خضاب لگانے والے امام کی امامت مکروہ ہے۔(احسن الفتاوی ۳/ ۲۹۶، امداد الفتاوی ۴/ ۲۱۳، محمودیہ ۱۴/ ۳۸۶) **ویکره بالسواد أی لغیر الحرب وأما الخضاب بالسواد لیزین نفسه للنساء فمکروه.** (شامی زکریا ۹/ ۶۰۵) البتہ اگر کسی عذر سے خضاب لگایا مثلاً میدان

جنگ میں دشمن پر رعب ڈالنے یا (بعض علماء کے نزدیک) بیوی کو خوش کرنے کے لئے لگایا تو ایسے امام کی امامت مکروہ نہ ہوگی)

نابینا کی امامت

جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ **وهذا ذكره في النهر بحثا أخذا من تعليل الأعمى بأنه لا يتوقى النجاسة، الخ. لكن ورد في الأعمى نص خاص هو استخلافه ﷺ لابن أم مكتوم وعتبان على المدينة وكانا أعميين.** (شامی زکریا ۲/۲۹۸، ۲۹۹، بیروت ۲/۲۵۵، طحطاوی ۱۶۴– ۱۶۵، احسن الفتاوی ۳/۲۶۰، رحیمیه ۴/۳۶۳، دارالعلوم ۳/۱۳۷)

امرد کی امامت

امرد اگر خوبصورت ہو اور اس کو شہوت کی نگاہ سے لوگوں کے دیکھنے کا اندیشہ ہو تو اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اور بہتر ہے کہ کسی باریش شخص کو ہی مستقل امام مقرر کیا جائے۔ **وكذا تكره خلف أمرد. في الشامي: الظاهر أنها تنزيهية أيضاً، والظاهر أيضا كما قال الرحمتي: أن المراد به الصبيح الوجه لأنه محل الفتنة.** (شامی زکریا ۲/۳۰۱)

عنین (نامرد) کی امامت

اگر کوئی شخص امراض کی وجہ سے نا قابل جماع ہو جائے یعنی نامرد ہو جائے تو اس کی امامت جائز ہے؛ کیوں کہ فقہاء نے عنین کی امامت کو مکروہ یا ناجائز کہیں نہیں لکھا ہے۔ (فتاوی دارالعلوم باب الامامت ۳/۱۵۶، ۳/۲۲۲، ۳/۲۷۹، محمودیہ ۲/۱۰۱)

جس مرد کی داڑھی نہ نکلے اس کی امامت کا حکم

اگر کسی شخص کی عمر زیادہ ہوگئی ہو؛ لیکن اس کی داڑھی نہ نکلی ہو تو وہ امرد نہیں رہا، اس کے پیچھے امامت بلا کراہت درست ہے۔ **وفي حاشية المدني عن الفتاوى العفيفية: سئل**

العلامة الشيخ عبد الرحمن بن عيسىٰ المرشد عن شخص بلغ من السن عشرين سنة وتجاوز حد الإنبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذلک عن حد الأمردية وخصوصاً قد نبت له شعرات فی ذقنه تؤذن بأنه ليس من مستديری اللحیٰ فهل حكمه فی الإمامة كالرجال الكاملين أم لا؟ (إلی قوله) فأجاب بالجواز من غير كراهة. (شامی بيروت ۲۵۸/۲، زكريا ۳۰۱/۲)

نابالغ کی امامت

حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کو فرض و نفل کسی میں بھی امام مقرر کرنا صحیح نہیں؛ البتہ اگر وہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کرے تو صحیح ہے۔ (امداد الفتاوی ۳۶۱/۱، دار العلوم ۲۲۶/۴، محمودیہ ۷۷/۲، ۳۵۰، دار العلوم ۱۱۵/۳) **أما غير البالغ فإن كان ذكراً تصح إمامته لمثله.** (شامی زكريا ۳۲۱/۲، در مختار مع الشامی ۲۷۶/۲) **لا يصح اقتداء رجل بإمرأة وخنثی وصبی مطلقاً.** (شامی زكريا ۳۲۱/۲) **فلا يصح اقتداء بالغ بصبی مطلقاً سواء كان فی فرض لأن صلاة الصبی ولو نوی الفرض نفل، أو فی نفل لأن نفله لا يلزمه أی ونفل المقتدی لازم مضمون عليه فيلزم بناء القوی علی الضعيف.** (طحطاوی ۱۵۷، حلبی كبير ۵۱۶)

بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز

اگر کوئی شخص بیٹھ کر باقاعدہ رکوع سجدے کے ساتھ نماز پڑھائے اور اس کے پیچھے مقتدی کھڑے ہو کر اقتداء کریں تو اس کی اقتداء کرنا جائز اور درست ہے؛ لیکن افضل یہی ہے کہ ایسے شخص کو امام بنایا جائے جو قیام پر قادر ہو۔ (فتاویٰ ریاض العلوم ۴۰۹/۲)

نوٹ: البتہ جو شخص اشارہ سے رکوع سجدہ کر رہا ہو تو اس کی اقتداء کرنا تندرست غیر معذور کے لئے درست نہ ہوگا۔ **وصح اقتداء قائم بقاعد يركع ويسجد؛ لأنه عليه الصلاة والسلام صلی اٰخر صلاته قاعداً وهم قيام وأبوبكرؓ يبلغهم تكبيره. (درمختار) وفي الشامية: وقيد القاعد بكونه يركع ويسجد؛ لأنه لو كان مومياً لم يجز**

اتفاقاً. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۳۳٦، وهکذا في الهداية ۱/ ۱۰۷) **ويصح اقتداء القائم بالقاعد الذي يركع ويسجد.** (هندية ۱/ ۸۵، طحطاوي على المراقي ۲۹۵ دار الكتاب، تاتاخانية زکریا ۲/ ۲۵٤، البحر الرائق کوئٹه ۱/ ۳٦٤)

معذور کی امامت

طاہر کے لئے معذور آدمی کی اقتداء درست نہیں؛ البتہ اگر ایک معذور آدمی دوسرے معذور کی امامت کرے تو درست ہے، بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں، اگر دونوں کا عذر الگ الگ ہو تو پھر درست نہیں۔ **ويجوز اقتداء المعذور بالمعذور إن اتحد عذرهما وإن اختلف فلا يجوز الخ، ولا يصل الطاهر خلف من به سلسل البول.** (شامی زکریا ۲/ ۳۲۳، بیروت ۲/ ۲۷۸، ہندیہ ۱/ ۸٤، طحطاوی ۱۵۷، حلبی کبیر ۵۱٦)

پٹی پر مسح کرنے والے کی امامت

پٹی پر مسح کرنے والے امام کے پیچھے غاسل کی نماز شرعاً درست ہے۔ **وصح اقتداء غاسل بماسح على خف أو جبيرة.** (مراقی الفلاح ۲۹۵) **صح اقتداء غاسل بماسح ولو على جبيرة، وفي الشامية: لأن المسح على الجبيرة أولىٰ بالجواز؛ لأنه كالغسل لما تحته.** (درمختار مع الشامي زکریا ۲/ ۳۳٦، تاتارخانية زکریا ۲/ ۲۵۷)

غیر مختون کی امامت

ختنہ سنت ہے جو شخص بلا عذر اس کو چھوڑ دے وہ تارک سنت ہے، اگر وہ بدن کو غسل واستنجاء میں پاک صاف رکھتا ہے تو اس کی امامت درست ہے، بشرطیکہ اتفاقی طور پر غیر مختون رہ گیا ہو اور ختنہ کے سنت ہونے کا قائل ہو، اگرچہ مختون مقدم ہے۔ (کفایت المفتی ۳/ ۴۴، محمودیہ ۲/ ۹۸) **إذا أمكنه أن يختتن لنفسه فعل.** (درمختار زکریا ۹/ ۵٤۹)

تتلے شخص کی امامت

صحیح تلفظ پر قدرت نہ رکھنے والے تتلے شخص کی امامت ایسے لوگوں کے لئے جو صحیح تلفظ پر

قادر ہوں درست نہیں؛ لہٰذا تتلے شخص کو امام نہ بنایا جائے۔ ولا یجوز إمامة الالثغ الذي لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف إلا لمثله إذا لم یکن في القوم من یقدر علی التکلم بتلک الحروف، فأما إذا کان في القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلاته وصلوٰة القوم. (عالمگیری ۸۶/۱، طحطاوي علی المراقي دارالکتاب ۲۸۹) ولا یصح اقتداء غیر الالثغ بهٖ أي بالالثغ علی الأصح ...... ولا تصح صلاته إذا أمکنه بمن یحسنه أو ترک جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لثغ فیه هٰذا هو الصحیح المختار في حکم الالثغ. (درمختار) وفي الشامیة: الراجح المفتی به عدم صحة إمامة الالثغ لغیرهٖ ممن لیس به لثغة. (درمختار مع الشامی زکریا ۳۲۷/۲-۳۲۸، شامی بیروت ۲۸۲/۲، البحر الرائق کوئٹه ۳۶۷/۱)

امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں؟

تکبیراتِ انتقالیہ کہنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیرات شروع کرے اور جونہی دوسرے رکن میں پہنچے تکبیر کی آواز بند ہوجائے۔ وینبغي أن یکون ابتداء تکبیره عند أول الخرور والفراغ منه عند الاستواء. (کبیری ۳۱٤، شامی زکریا ۱۹۶/۲، بیروت ۱۷۳/۲)

رکوع وسجدہ میں امام کتنی مرتبہ تسبیحات پڑھے؟

امام تسبیحاتِ رکوع وسجدہ میں اس بات کا لحاظ رکھے کہ مقتدی اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ تسبیح پڑھ لیں، اس لئے امام کو چاہئے کہ پانچ مرتبہ تسبیحات کہہ لے؛ تاکہ مقتدی اطمینان سے تین مرتبہ کہہ لیں۔ ونقل في الحلیة عن عبد اللّٰه بن المبارک وإسحاق وإبراهیم والثوري: أنه یستحب للإمام أن یسبح خمس تسبیحاتٍ لیدرک من خلفه الثلاث. (شامی زکریا ۱۹۹/۲، رحیمیه ۳۷۱/٤، احسن الفتاوی ۲۹۶/۳)

امام کا مصلیٰ ہی پر سنتیں پڑھنا

اگر مسجد میں جگہ تنگ نہیں ہے تو امام کا مصلیٰ پر سنتیں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر جگہ تنگ ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاوی محمودیہ ۱۴/۱۱۵) **ویکرہ للإمام التنفل فی مکانہٖ لا للمؤتم. (درمختار) والکراهة تنزيهية كما دلّت عليه عبارة الخانية.** (شامی زکریا ۲/۲۴۸، بیروت ۲/۲۱۹) **إذا ضاق المكان فلا كراهة.** (مراقی الفلاح ۱۹۸)

امام نماز پڑھ کر کس طرف رخ کرے؟

بہتر ہے کہ فجر اور عصر کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد امام قبلہ کی دائیں جانب رخ کرکے بیٹھے۔ **یستحب للإمام التحول لیمین القبلة یعنی یسار المصلی.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۲۴۸، در مختار مع الشامی بیروت ۲/۲۲۰)

بارش اور سخت سردی میں ترکِ جماعت

سخت بارش اور سردی کی وجہ سے ترکِ جماعت کی گنجائش ہے۔ **ولا تجب علی مریض ولا علی من حال بینه وبینها مطر وطین وبرد شدیدٌ.** (شامی زکریا ۲/۲۹۲، شامی بیروت ۲/۲۴۹، هندیه ۱/۸۳)

کرفیو میں ترکِ جماعت

اگر کسی وجہ سے شہر میں کرفیو نافذ ہو اور باہر نکلنے کی قانونی ممانعت ہو تو ایسی صورت میں اپنی جان، عزت اور آبرو کی حفاظت ضروری ہے اور جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے۔ **وخوف ظالم أی علی نفسهٖ أو مالهٖ أو خوف ضیاع مالهٖ، لو اشتغل بالصلاة جماعة.** (طحطاوی علی المراقی ۱۶۲)

قضاء حاجت مقدم ہے یا جماعت

اگر کسی کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے قضاء حاجت کرے اس کے بعد جماعت مل جائے تو فبہا ورنہ تنہا نماز پڑھ لے۔ **فلا تجب علی مریضٍ الخ، أو مدافعة أحد**

الأخبثين . (درمختار زكريا ٢/ ٢٩٣، در مختار مع الشامی بيروت ٢/ ٢٤٩، فتاوی دارالعلوم ٣/ ٦٦)

گھر پر تراویح کی جماعت

تراویح کی جماعت گھر یا فرم وغیرہ میں پڑھنی درست ہے؛ البتہ فرض نماز قریبی مسجد ہی میں ادا کی جائے اور اس کے بعد گھر آ کر تراویح پڑھیں ورنہ مسجد کے ثواب سے محرومی ہوگی۔ **وقال الصدر الشهيد : الجماعة سنة كفاية حتى لو أقامها البعض منفرداً في بيته لا يكون تاركاً للسنة، إلى أن قال وإن صلاها بجماعةٍ في بيته فالصحيح أنه نال إحدى الفضيلتين.** (طحطاوی علی المراقی ٢٢٥)

کیا عورتیں تنہا جماعت کرسکتی ہیں؟

فرض نمازوں میں عورت کا امام بن کر عورتوں کی امامت کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔ **عن عائشة رضی الله تعالى عنها أن رسول الله ﷺ قال: ''لا خير في جماعة النساء''.** (المعجم الكبير للطبرانی ٢٤/ ٢٤٦، ٢٤٥/ ٢١٢) **ويكره تحريماً جماعة النساء ولو في التراويح.** (شامی زكريا ٢/ ٣٠٥، بيروت ٢/ ٢٦٢، فتاوی رحيميه ٩/ ٧٦، شامی زكريا ٢/ ٣٠٥، بيروت ٢/ ٢٦٢، هدايه ١/ ١٢٣)

نوٹ: البتہ اگر کوئی حافظہ عورت اپنا قرآن یاد کرنے کی غرض سے تراویح میں قرآنِ کریم سنائے تو اس کی گنجائش ہے؛ اس لئے کہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (کتاب الآثار للامام محمدؒ ۱/ ۲۰۳ - ۲۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۴۰۳)

عورتوں کا مسجد میں جماعت کے لئے جانا

عورتیں چاہے بوڑھی ہوں یا جوان، ان کا گھروں میں ہی نماز پڑھنا افضل ہے، ان کا مسجد میں نماز اور جماعت کے لئے جانا پسندیدہ نہیں ہے؛ کیوں کہ اس پرفتن دور میں فتنہ وفساد کا اندیشہ زیادہ ہے؛ لہٰذا احتراز بہرحال لازم ہے۔ **الفتوى في زماننا على أنهن لا يخرجن وإن**

عجائز إلى الجماعات لا في الليل ولا النهار لغلبة الفتنة والفساد وقرب يوم المعاد. (نفع المفتي والسائل ۹۳، شامي زكريا ۳۰۷/۲، بيروت ۲۶۳/۲)

نفل کی جماعت کا حکم

تراویح کے علاوہ نفل نماز (مثلاً تہجد وغیرہ) کی جماعت کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ اگر مقتدی ۲-۳ ہوں تو کوئی کراہت نہیں۔ **والنفل بالجماعة غير مستحبٍ لأنه لم تفعله الصحابة ﷺ في غير رمضان وهو كالصريح في أنها كراهةُ تنزيهةٌ.** (شامي زكريا ۵۰۰/۲، بيروت ۴۳۷/۲، هنديه ۸۴/۱) **وإن كان متطوعاً فالجماعة فيه مكروهة كراهة تنزيهية إلا في شهر رمضان.** (حاشية العلامة أبي الوفاء الافغاني على كتاب الآثار ۲۴۸/۱)

وتر کی جماعت رمضان کے ساتھ خاص ہے

وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے؛ لہٰذا اسے صرف رمضان میں ہی باجماعت پڑھنے کی اجازت ہے، رمضان کے علاوہ زمانہ میں وتر کی جماعت کا حکم نہیں ہے۔ **إن جماعة الوتر تبع لجماعة التراويح وإن كان الوتر نفسه أصلاً في ذاته لأن سنة الجماعة في الوتر إنما عرفت بالأثر تابعة للتراويح.** (شامي زكريا ۵۰۰/۲، بيروت ۴۳۶/۲، احسن الفتاوى ۴۵۵/۳، احسن الفتاوى ۴۵۵/۳)

کن اعذار کی وجہ سے ترکِ جماعت کی گنجائش ہے؟

جو شخص کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو، یا اس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں، یا وہ فالج زدہ ہو، یا ظالم کے ظلم کے اندیشہ سے روپوش ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے عاجز ہو، تو ایسے لوگوں کے لئے جماعت کی نماز ترک کرنے کی شرعاً گنجائش ہے۔ **الثاني في الأعذار التي تبيح التخلف عن الجماعة. فمنها: المرض الذي يبيح التيمم، وكونه مقطوع اليد والرجل من خلاف أو مفلوجاً أو مستخفياً أو لا يستطيع المشي كالشيخ العاجز**

وغیرہ وإن لم یکن بهم ألمٌ. (کبیری ۵۰۹)

جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوگی؟

امام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ جب تک امام کے ساتھ کم از کم ایک رکعت میں شریک نہ ہو جماعت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی؛ لیکن جمہور فقہائے احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر نماز کے کسی بھی جز میں امام کے ساتھ شرکت ہوگئی، تو نماز باجماعت کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ أجمع العلماء علی أن فضل الجماعة الموعود فی قوله علیه الصلاة والسلام: "صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرین درجة" علی ما رویاه فی الصحیحین. یحصل بإدراک أقل الصلاة مع الإمام ولو کان ذلک آخر القعدة الأخیرة قبل السلام لا علی قیاس قول محمد فإنه لا بد أن یکون رکعة بأن یدرکه قبل رفع رأسه من رکوع الرکعة الأخیرة حتی یدرک فضیلة الجماعة. (کبیری ۵۱۰، شامی کراچی ۲/ ۵۱)

اکیلے فرض نماز پڑھنے کے دوران جماعت کھڑی ہوگئی

اگر کسی شخص نے انفرادی طور پر کسی فرض نماز کی نیت باندھ لی تھی، اسی درمیان اسی مسجد میں وہ نماز باجماعت پڑھی جانے لگی، تو اب یہ الگ پڑھنے والا شخص کیا کرے؟ اس بارے میں فقہاء نے درج ذیل تفصیل فرمائی ہے:

(۱) اگر وہ نماز دو یا تین رکعت والی (مثلاً فجر یا مغرب) ہے، اور ابھی اس نمازی نے دوسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے، تو حکم یہ ہے کہ اپنی نماز توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہوجائے۔

(۲) اور اگر ۲/ یا ۳/ رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے، تو اب اپنی ہی نماز پوری کرے، جماعت میں شریک نہ ہو۔

(۳) اگر نماز چار رکعت والی ہے (مثلاً ظہر اور عشاء) اور ابھی اس نمازی نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو فوراً کھڑے کھڑے ایک سلام کے ذریعہ نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔

(۴) اور اگر ۴ر رکعت والی نماز میں پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہے تو فوراً نماز نہ توڑے؛ بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہوجائے۔

(۵) اور اگر تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت کھڑی ہوگئی تو اب اپنی نماز نہ توڑے؛ بلکہ اسے پوری کرے، اور بعد میں بطور نفل امام کے ساتھ شریک ہوجائے، (مگر یہ صورت عصر میں نہیں ہوسکتی: کیوں کہ عصر کے فرض پڑھنے کے بعد کوئی بھی نفل نماز پڑھنا منع ہے)

فلو شرع فی صلاة منفرداً فی مسجد ثم أقیمت تلک الصلاة فی ذلک المسجد وشرع الإمام فیها بجماعةٍ ولیس المراد شروع المؤذن فی الإقامة فإن کانت تلک الصلاة ثنائیة أو ثلاثیة یقطعها ویقتدی احرازاً لفضل الجماعة ما لم یقید الرکعة الثانیة بالسجدة، فإن قیدها فلا؛ لأن القطع لإدراک فضل الجماعة إنما یباح قبل استحکام الصلاة وبعد تقیید الرکعة الثانیة بالسجدة قد استحکمت الثنائیة بتمام رکعتیها والثلاثیة بوجود أکثرها، وإن کانت الصلاة رباعیة ولم یتم شفعها بعد فإن کان لم یقید الرکعة الأولی بالسجدة یقطعها ولایتم شفعاً علی ما اختاره فخر الاسلام قال فی الهدایة: وهو الصحیح. (حلبی کبیر ۵۱۱)

أو قیدها بها فی غیر رباعیة أو فیها ولکن ضم إلیها رکعةً أخری وجوباً ثم یأتم إحرازاً للنفل والجماعة، وإن صلی ثلاثاً منها أی الرباعیة أتم منفرداً ثم اقتدی بالإمام متنفلاً ویدرک بذلک فضیلة الجماعة. حاوی، إلا فی العصر فلا یقتدی لکراهة النفل بعده. (در مختار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۰۶)

نفل یا سنت پڑھتے ہوئے نماز کھڑی ہوگئی تو کیا کرے؟

اگر نفل یا سنت کی نیت باندھ رکھی تھی کہ نماز کھڑی ہوگئی تو اب تین صورتیں ہیں: (۱) اگر اس نے ابھی دو رکعت پوری نہیں کی ہے تو فوراً نماز نہ توڑے؛ بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر نماز میں شریک ہوجائے۔ (۲) اور اگر سنت کی تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوچکا تھا مگر ابھی سجدہ

نہیں کیا تھا، تو لوٹ کر قعدہ میں آ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہوجائے۔ (۳) اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تھا تو اب چوتھی رکعت پوری کر کے ہی جماعت میں شریک ہو۔ **والشارع في نفل لا يقطع مطلقاً ويتمه ركعتين. (درمختار) ثم اعلم أن هذا كله حيث لم يقم إلى الثالثة، أما إن قام إليها وقيدها بسجدة ففي رواية النوادر يضيف إليها رابعة ويسلم وإن لم يقيدها بسجدة، قال في الخانية: لم يذكر في النوادر واختلف المشائخ فيه قيل يتمها أربعاً ويخفف القراء ة، وقيل يعود إلى القعدة ويسلم وهذا أشبه.** (شامی کراچی ۲/۵۰۷)

جمعہ کی سنت کے دوران خطبہ شروع ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص جمعہ کی سنت پڑھ رہا تھا اسی دوران خطیب نے خطبہ شروع کردیا تو راجح قول کے مطابق اس سنت پڑھنے والے شخص کو چاہئے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر خطبہ سننے میں مشغول ہوجائے اور نماز کے بعد سنتوں کو دوبارہ ادا کرے۔ **وسنة الجمعة إذا أقيمت أو خطب الإمام يتمها أربعاً على القول الراجح لأنها صلاة واحدة، وليس القطع للإكمال بل للإبطال خلافاً لما رجحه الكمال. (درمختار) حيث قال وقيل يقطع على رأس الركعتين وهو الراجح لأنه يتمكن من قضائها بعد الفرض ولا إبطال في التسليم على الركعتين فلا يفوت فرض الاستماع والأداء على الوجه الأكمل بلاسبب.** (شامی کراچی ۲/۵۰٦)

فجر کی سنتوں کا مسئلہ

اگر فجر کے وقت مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ جماعت شروع ہوچکی ہے تو فجر کی سنت پڑھے یا نہ پڑھے؟ اس بارے میں درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱) اگر مسجد میں ایک ہی ہال ہے جہاں جماعت ہورہی ہے یا مسجد کشادہ ہے: لیکن

نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے صفیں پیچھے تک پہنچ چکی ہیں اور کوئی جگہ خالی نہیں ہے، تو اس صورت میں فجر کی سنت چھوڑ دے اور فوراً فرض نماز میں شریک ہوجائے، اس لئے کہ فرض نماز کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے۔

(۲) اگر مسجد کشادہ ہے اور باہری حصہ تک نماز کی صفیں نہیں پہنچ رہی ہیں، تو اگر سنت کی ادائیگی کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہونے کی امید ہو تو باہری حصہ میں (جماعت کی جگہ سے دور ہٹ کر مثلاً اندر نماز ہورہی ہے تو دالان میں یا ملحقہ کمرے میں) سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہوجائے۔

(۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ سنت پڑھنے کی وجہ سے پوری جماعت ہی چھوٹ جائے گی تو اب سنت نہ پڑھے؛ بلکہ جماعت میں شریک ہوجائے اور اشراق کے وقت یہ چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرلے۔ **وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لإشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل وإلا بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب، وقيل التشهد واعتمده المصنف والشرنبلالي تبعاً للبحر لكن صنفه في النهر لايتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً وإلا تركها لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة.** (درمختار ۲/ ۵۱۰) **قال محمد: أحب إليّ أن يقضيها إلى الزوال.** (شامي زكريا ۲/ ۵۱۲)

محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ کا جماعتِ ثانیہ کرنا

محلّہ کی مسجد میں اہل محلّہ کے لئے جماعت ثانیہ سخت مکروہ ہے؛ کیوں کہ اس سے تقلیل جماعت لازم آتی ہے۔ **ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة.** (شامي زكريا ۲/ ۲۹۲، البحر الرائق ۱/ ۳٤٦، هندية ۱/ ۸۳، منحة الخالق ۱/ ۳٤٥) **وفي الحديث أن رسول الله عليه السلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى.** (مسند أحمد ٥/ ٢٥٤–٢٦٩، ابن ماجه رقم: ٣١٢، البيهقي ١/ ٦٩، مستدرك للحاكم ٤/ ٣٣٤، مجمع الزوائد ٢/ ٤٥)

بازار یاراستہ کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ

بازار یا اسٹیشنوں کی مسجد میں اگر باقاعدہ امام اور نمازی مقرر نہ ہوں تو وہاں تکرار جماعت مطلقاً جائز ہے، اور اگر باقاعدہ امام اور نمازی مقرر رہوں تو اسکے آس پاس رہنے والوں کے لئے جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے؛ لیکن جو مسافر وہاں آتے جاتے ہیں ان کے لئے تکرار جماعت مکروہ نہیں ہے۔ **ولو كرر أهله بدونهما أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجاً فوجاً.** (شامی زکریا ۲/۲۸۸) **ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محله لا في مسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن.** (شامی زکریا ۲/۲۸۸)

تنگی کی وجہ سے تکرارِ جماعت

بڑے شہروں وغیرہ میں اگر ایک مسجد میں بیک وقت سب نمازی نہ سما پائیں اور دوسری جماعت کی ضرورت ہوتو اولیٰ یہ ہے کہ مسجد کے علاوہ کسی قریبی ہال یا میدان میں جمع ہوکر دوسری جماعت کا اہتمام کیا جائے؛ تاکہ ایک مسجد میں تکرار جماعت کا محظور لازم نہ آئے؛ لیکن اگر دوسری جگہ جماعت کرنے کا انتظام ممکن نہ ہوتو ایک ہی مسجد میں دوسرے امام کی اقتداء میں مابقیہ لوگ جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں تکرار جماعت کی علت تقلیل جماعت نہیں پائی جارہی ہے۔ **وإذا علموا أنها لا تفوتهم الجماعة فيتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التي على قوارع الطريق لأنها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرىٰ لا يؤدي إلى تقليل الجماعة.** (بدائع الصنائع ۱/۳۷۹) **لأن تكرار الجماعة يؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة.** (بدائع الصنائع ۱/۳۸۰)

دوسری مرتبہ جو جماعت ادا کی جارہی ہے اس کے لئے اذان واقامت نہیں کہی جائے گی۔

وإن صلى فيه أهله بأذان وإقامة أو بعض أهله يكره لغير أهله وللباقين وأهله أن يعيدوا الأذان والإقامة. (بدائع الصنائع ۱/۳۷۸)

بارش کے عذر سے تکرارِ جماعت

اگر نمازی زیادہ ہوں اور جماعت کے لئے کوئی اور جگہ دستیاب نہ ہو تو بارش کی شدت کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں تکرار جماعت کی گنجائش ہے۔ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة. (بدائع الصنائع ۱/۳۸۰) واختلف في كون الأمطار والثلوج والأوحال والبرد الشديد عذراً، وعن أبي حنيفة: إن اشتد التأذي يعذر، قال الحسن: أفادت هٰذه الرواية أن الجمعة والجماعة في ذٰلک سواء ليس على ما ظنه البعض أن ذٰلک عذر في الجماعة؛ لأنها سنة لا في الجمعة لأنها من أكد الفرائض. (شامی زکریا ۲/۲۹۳)

مسافر حضرات کا کسی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنا

اگر مسافر حضرات محلّہ کی مسجد میں تداعی اور اذان کے بغیر باجماعت نماز پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان کے لئے مسجد کی حدود میں رہ کر جماعت ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ وروي عن محمد أنه إنما يكره إذا كانت الثانية على سبيل التداعي والإجتماع. (بدائع الصنائع ۱/۳۷۹) وكره تركهما أي الأذان والإقامة معاً لمسافر ولو منفرداً وكذا تركها لا تركه لحضور الرفقة بخلاف مصل ولو بجماعة، وعن أبي حنيفة: لو اكتفوا بأذان الناس أجزأهم وقد أساؤوا، فرق بين الواحد والجماعة في هٰذه الرواية. (شامی زکریا ۱/۶۳)

مدرک، لاحق، اور مسبوق سے متعلق مسائل

مدرک کسے کہتے ہیں؟

جوشخص امام کے ساتھ نماز کی تمام رکعتوں کو پالے وہ مدرک کہلاتا ہے۔ **المدرک من أدرک الرکعات کلھا مع الإمام.** (البحر الرائق ۶۲۳/۱، در مختار مع الشامی ۳۴۳/۲، مراقی الفلاح ۱۶۸)

رکوع میں شریک ہونے والا شخص بھی مدرک ہے

جوشخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں تھا، اور وہ رکوع میں شریک ہوگیا تو وہ بھی مدرک شمار ہوگا۔ **أی أدرک جمیع رکعاتھا معه سواء أدرک معه التحریمة أو أدرکه من جزء من رکوع الرکعة الأولیٰ.** (شامی ۳۴۳/۲)

لاحق کسے کہتے ہیں؟

جوشخص پہلی رکعت میں تو امام کے ساتھ شریک ہو؛ لیکن بعد کی کسی رکعت میں (مثلاً سوتے رہ جانے، یا حدث لاحق ہوجانے وغیرہ کی وجہ سے) شریک نہ ہوسکے، اسے اصطلاح میں ''لاحق'' کہتے ہیں۔ **اللاحق وھو الذی أدرک أوّلھا، وفاته الباقي لنوم أو حدث أو بقی قائماً للزحام.** (عالمگیری ۹۲/۱، بدائع الصنائع ۵۶۳/۱، درمختار مع الشامی ۳۴۴/۲، مراقی الفلاح ۱۶۸)

لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جوشخص شروع سے امام کے ساتھ شریک نہیں رہا؛ بلکہ ایک رکعت (یا اس سے زیادہ) ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا، اور پھر درمیان میں کسی وجہ سے اس کی کوئی رکعت مزید چھوٹ گئی، تو اس مقتدی کو لاحق مسبوق کہتے ہیں۔ **وأما اللاحق المسبوق فھو من لم یدرک بالرکعة الأولیٰ مع الإمام، وفاته بعد الشروع أو أکثر بعذر.** (البحر الرائق ۶۲۳/۱، در مختار مع الشامی ۳۴۶/۲)

لاحق اپنی نماز کیسے پوری کرے گا؟

لاحق شخص پر ضروری ہے کہ وہ اولاً اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرے اس کے بعد اگر ابھی امام نے سلام نہ پھیرا ہو تو اس کے ساتھ شامل ہوکر نماز مکمل کرلے، اور اگر امام سلام پھیر چکا ہو تو پھر تنہا اپنی نماز پوری کرلے، اگر اس کے برخلاف کیا یعنی امام کے ساتھ رہا اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت پڑھی تو نماز صحیح ہوجائے گی، مگر گنہ گار ہوگا۔ **والصواب إبدال قوله إن أمكنه إدراكه بقوله ''إن أدركه'' مع إسقاط ما بعده. وحق التعبير أن يقول: ويبدأ بقضاء ما فاته بلا قراءة عكس المسبوق ثم يتابع إمامه إن أدركه ثم ما سبق به.**

(شامی ۳۴۵/۲، ہندیہ ۹۲/۱، بہشتی گوہر ۶۱/۱۱)

لاحق فوت شدہ رکعت میں قرأت نہیں کرے گا

لاحق مقتدی اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرتے وقت قرأت نہیں کرے گا؛ بلکہ صرف قرأت کے بقدر خاموش کھڑا رہے گا، خواہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ادا کرے یا بعد میں۔ **اللاحق إذا أعاد بعد الوضوء ينبغي لهٗ أن يشتغل أولاً بقضاء ما سبقه الإمام بغير قراءةٍ يقوم مقدار قيام الإمام وركوعه وسجوده ولو زاد أو نقص فلا يضر.** (ہندیہ ۹۲/۱)

لاحق کی نماز میں سہو موجبِ سجدۂ سہو نہیں

لاحق کا حکم چوں کہ مقتدی کی طرح ہے اس لئے اگر اس کی فوت شدہ رکعت میں کوئی سہو ہوجائے تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ **فاشتغل بقضاء ما سبق به فسها فيه لا سهو عليه.** (بدائع الصنائع ۴۲۰/۱)

لاحق مسبوق نماز کیسے پوری کرے؟

لاحق مسبوق شخص اولاً وہ رکعتیں ادا کرے گا جو امام کے ساتھ شامل ہونے کے بعد چھوٹی ہیں، اور انہیں مکمل کرنے کے بعد وہ رکعت پڑھے گا جو جماعت میں شامل ہونے سے پہلے چھوٹی ہے (مثلاً

کوئی شخص ظہر کی ایک رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا، پھر امام کی اقتداء کے دوران کسی رکعت میں سوتا رہ گیا، تو بیدار ہونے کے بعد اولاً سونے کی وجہ سے جو رکعت چھوٹی ہے اسے ادا کرے گا، اور اس میں قرأت نہیں کرے گا، اس کے بعد وہ رکعت ادا کرے گا جو پہلے چھوٹی ہے اور اس میں قرأت کرے گا) **رجل سبق بركعة في صلاة هي من ذوات الأربع، ونام خلف الإمام في الثلاث الباقية ثم انتبه يأتي بما عليه في حال نومه ولا يقرأ فيها ثم يقعد متابعة للإمام ثم يقوم ويصلي ركعة بقراءة ويقعد ويتم صلاته.** (هنديه، ۹۳/۱، شامي زكريا ۳۴۵/۲)

بھیڑ کی وجہ سے ارکانِ نماز ادا کرنے سے قاصر رہنا

اگر کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا؛ لیکن دورانِ نماز اچانک اتنی بھیڑ ہوگئی کہ ارکان کی ادائیگی ممکن نہ رہی، تو اس شخص کو چاہئے کہ اپنی جگہ ویسے ہی کھڑا رہے اور بھیڑ ختم ہونے پر جو رکعتیں چھوٹی ہیں انہیں ادا کرلے اور ان میں قرأت نہ کرے۔ (یہ صورت بسا اوقات مسجد حرام مکہ معظّمہ میں مطاف اور مسعیٰ میں پیش آتی ہے کہ تکبیر ہوتے ہی جو شخص جہاں ہوتا ہے نیت باندھ لیتا ہے، اور بعد میں اِدھر اُدھر سے جگہ نہ ملنے والوں کا ریلا آتا ہے اور اتنی بھیڑ ہوجاتی ہے کہ رکوع سجدہ کا موقع نہیں رہتا، تو جو شخص اس طرح کی صورتِ حال سے دوچار ہوجائے اسے مذکورہ مسئلہ پر عمل کرنا چاہئے) **اللاحق وهو الذي أدرك أولها وفاته الباقي لنوم أو حدث أو بقي قائماً للزحام.**

(هنديه ۹۲/۱)

نماز کے دوران سوتا رہ گیا

کوئی شخص جماعت میں شامل ہوا، اس کے بعد مثلاً سجدہ میں اتنی دیر سوتا رہ گیا کہ کوئی رکعت امام کے ساتھ ادا ہونے سے رہ گئی، تو یہ شخص لاحق قرار دیا جائے گا اور لاحق کے طریقہ پر نماز پوری کرے گا۔ **فلو نام في الثالثة واستيقظ في الرابعة فإنه يأتي بالثالثة بلا قراءة فإذا فرغ منها صلىٰ مع الإمام الرابعة، وإن فرغ منها الإمام صلاّها وحده بلا قراءة أيضاً.** (شامي زكريا ۳۴۵/۲)

جماعت کے دوران حدث لاحق ہو گیا

جماعت کے دوران اگر اچانک وضوٹوٹ جائے اور نمازی وضو کرنے چلا جائے، تو لوٹ کر اولاً وضو کے دوران جو رکعت چھوٹ گئی ہے اسے پڑھے اس کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو، اور اگر امام نماز پوری کر چکا ہو تو اپنی نماز تنہا پوری کر لے اور بہر صورت قرأت نہ کرے۔ **إذا عاد بعد الوضوء ينبغي له أن يشتغل أولاً بقضاء ما سبقه الإمام بغير قراءة.** (هنديه ۹۲/۱)

مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا

اگر کوئی مقیم شخص مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو مسافر امام دو رکعت پر سلام پھیر دے گا، اس کے بعد مقیم مقتدی اپنی دو رکعت قرأت کے بغیر پوری کرے گا، گویا مسافر امام کی اقتداء کرنے والا مقیم لاحق کے حکم میں ہے۔ **وإذا صلّى المسافر بالمقيمين صلّى بهم ركعتين ثم أتم المقيمون صلاتهم يعني وحداناً ولا يقرؤن فيما يقضون لأنهم لاحقون.** (الجوهرة النيرة ۱۲٤/۱، البحر الرائق ٦۲۳/۱، شامي زكريا ۳٤٤/۲)

مسبوق کسے کہتے ہیں؟

مسبوق، اس مقتدی کو کہتے ہیں جو پہلی رکعت ہو چکنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔

والمسبوق هو من سبقه الإمام بكلها أو بعضها. (طحطاوی ۱٦۹)

مسبوق کس طرح نماز پوری کرے؟

مسبوق شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی نماز اس طرح پڑھے گا کہ قرأت کے اعتبار سے انہیں اولین رکعات قرار دیا جائے، جب کہ قعدہ کی ترتیب کے اعتبار سے ان رکعتوں کو آخری قرار دیا جائے۔ (مثلاً اگر کسی شخص کی ظہر میں تین رکعتیں نکل گئیں اور امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی، تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد جب فوت شدہ تین رکعتیں ادا کرے گا تو ترتیب یہ رہے گی کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا، اور پھر رکوع سجدہ کے بعد

قعدہ کرے گا؛ کیوں کہ یہاں اس کی دو رکعتیں پوری ہوئی ہیں، ایک امام کے ساتھ اور دوسری بعد میں، پھر قعدہ کے بعد والی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت ملائے گا اور آخری رکعت میں سورت نہیں ملائے گا)۔ **وحكمه أنه يقضي أول صلاته في حق القراءة وآخرها في حق القعدة.** (طحطاوی علی المراقی ۱۶۹) **ولو أدرك ركعةً من الرباعية فعليه أن يقضي ركعة ويقرأ فيها الفاتحة والسورة ويقعد لأنه يقضي آخر صلاته في حق القعدة وحينئذ فهي ثانية ويقضي ركعة يقرأ فيها كذلك ولا يقعد، وفي الثالثة يتخير والقراءة أفضل.** (حلبی کبیر ٤٦٨-٤٦٩)

مسبوق کو مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو نماز کیسے پوری کرے؟

اگر کسی شخص کو امام کے ساتھ مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو وہ مابقیہ دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملائے گا، اور بہتر ہے کہ ان کے درمیان قعدہ کرے (تاہم اگر قعدہ نہیں کیا تو بھی استحساناً نماز درست ہوجائے گی) **لو أدرك مع الإمام ركعة من المغرب فإنه يقرأ في الركعتين الفاتحة والسورة ويقعد في أولٰهما، لأنها ثانية ولو لم يقعد جاز استحساناً لا قياساً ولم يلزمه سجود السهو لو سهواً لكونها أولى من وجه.** (حلبی کبیر ٤٦٨)

جہری نماز میں مسبوق ثناء کب پڑھے گا؟

جہری نماز میں امام کے ساتھ شامل ہوکر تحریمہ کے بعد مسبوق ثناء نہیں پڑھے گا؛ بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب اپنی فوت شدہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگا تو اس وقت ثناء پڑھے گا۔ **إذا أدرك الإمام في القراءة في الركعة التي يجهر فيها لا يأتي بالثناء.**

(تاتارخانیہ ١/١٠٤، ہندیہ ١/٩٠)

مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیر دینا

اگر مسبوق شخص نے بھول سے سلام پھیر دیا تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) امام سے پہلے

سلام پھیرا (۲) امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرا (۳) امام کے بعد سلام پھیرا (جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو ان میں پہلی اور دوسری صورت میں مسبوق پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور تیسری صورت میں واجب ہے، خواہ ایک طرف سلام پھیرا ہو یا دونوں طرف پھیر دیا ہو۔ **ومن أحكامه أنه لو سلّم مع الإمام ساهياً أو قبله لا يلزمه سجود السهو لأنه مقتد وإن سلّم بعده لزمه.** (البحر الرائق ۱/۶۶۲، تاتارخانیہ ۱/۱۰۱)

مسبوق سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا

اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو مسبوق کو بھی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے، حتی کہ اگر مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہو، پھر اسے معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو ہے، تو اسے واپس لوٹ کر سجدۂ سہو میں شامل ہونا چاہئے۔ **أنه يتابع الإمام في السهو.** (ہندیہ ۱/۹۲) **لو قام إلى قضاء ما سبق به وعلى الإمام سجدتا سهو ولو قبل اقتدائه فعليه أن يعود.** (تنویر الابصار ۲/۳۴۸، بدائع الصنائع ۱/۴۲۱)

مسبوق کو اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہونا چاہئے؟

مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں سلام پھیر چکے اور اس کا اطمینان ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے، تو اب وہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ **لا يقوم بعد التسليمة أو التسليمتين بل ينتظر فراغ الإمام بعدهما.** (شامی ۲/۳۴۸، ہندیہ ۱/۹۱)

مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز کے لئے کھڑا ہونا

آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنے سے پہلے مسبوق کا کھڑا ہونا کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اور تشہد کے بقدر بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑے ہونے کی اجازت صرف عذر کی صورت میں ہو سکتی ہے، عام حالات میں اجازت نہیں، اور عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں: (۱) مسبوق نے خفین پہن رکھے ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ اگر امام کے سلام کے بعد نماز

پوری کی تو مسح کی مدت ختم ہوجائے گی (۲) مسبوق معذور شرعی ہے اور اسے نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے (۳) جمعہ کی نماز میں عصر کے وقت کے داخل ہونے کا خطرہ ہے یا فجر کی نماز میں سورج طلوع ہونے کا امکان ہے (۴) مسبوق کو اندیشہ ہے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی ایسی بھیڑ ہوگی کہ اس کے لئے بعد میں اپنی نماز پوری کرنا مشکل ہوجائے گا، تو اس طرح کے اعذار کی وجہ سے وہ امام کے سلام پھیرنے سے قبل بھی اپنی نماز پوری کرنے میں مشغول ہوسکتا ہے۔ **لا يقوم قبل السلام بعد قدر التشهد إلا في مواضع: إذا خاف المسبوق الماسح زوال مدته أو صاحب العذر خاف خروج الوقت أو خاف المسبوق في الجمعة دخول وقت العصر أو دخول وقت الظهر في العيدين أو في الفجر طلوع الشمس أو خاف أن يسبقه الحدث له أن لا ينتظر فراغ الامام ولا سجود السهو.** (هنديه ۱/ ۹۱، البحر الرائق ۱/ ۶۶۲) **وإذا خاف أنه لو انتظر سلام الإمام يمر الناس بين يديه كان له أن يقوم بقضاء ما سبق ولا ينتظر سلام الإمام.** (تاتارخانيه ۱/ ۱۰۴)

❍❖❍

صف بندی سے متعلق مسائل

صف بندی کی اہمیت

نماز باجماعت میں صفیں درست رکھنا ضروری ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

سَوُّوا صُفُوْفَکُمْ فَإِنَّ تَسْوِیَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاۃِ. (مسلم شریف ۱۸۲/۱)

اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اس لئے کہ صف کو سیدھا رکھنا نماز کی تکمیل کا حصہ ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح درست فرماتے تھے گویا کہ اس سے تیر کو سیدھا کر رہے ہیں، پھر جب آپ ﷺ نے یہ محسوس فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ چکے ہیں تو یہ عمل چھوڑ دیا، پھر آپ ﷺ ایک مرتبہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے اور مصلّٰی پر کھڑے ہوکر تکبیر کہنا ہی چاہتے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا تھا اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عِبَادَ اللّٰہِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ أَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰہُ بَیْنَ وُجُوْهِکُمْ.

(مسلم شریف ۱۸۲/۱، مشکوٰۃ شریف ۹۷/۱)

اللہ کے بندو! تم اپنی صفوں کو ضرور درست رکھا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کردیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے:

اِسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ إِنِّیْ لَأَرَاکُمْ مِنْ خَلْفِیْ کَمَا أَرَاکُمْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ.

(نسائی شریف ۸۰۹)

سیدھے کھڑے ہو، سیدھے کھڑے ہو، سیدھے کھڑے ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں تم کو اپنے پیچھے سے اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔

شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ بطور معجزہ امامت فرماتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑے

ہوئے نمازیوں کو بھی دیکھ لیتے تھے۔ (حاشیہ سندھی علی النسائی ۱/۲۰۷) اور اس میں ایک خاص حکمت یہ تھی کہ نماز کے دوران حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی کامل تربیت ہو سکے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضراتِ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی صفوں کی درستگی کا نہایت اہتمام فرمایا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ با قاعدہ صفوں کی درستگی کے لئے افراد مقرر فرماتے تھے، اور اس وقت تک نماز نہ شروع فرماتے، جب تک کہ مقرر کردہ افراد خبر نہ دے دیتے کہ صفیں درست ہو چکی ہیں۔ (اعلاء السنن ۴/۳۲۰، ادارۃ القرآن کراچی، ترمذی ۱/۵۳)

اور بعض روایات سے یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز شروع کرنے سے پہلے صف اول کا جائزہ لیتے تھے، اور اگر کوئی شخص صف سے آگے پیچھے نظر آتا تو دُرّے سے اس کی خبر لیتے تھے۔ (اعلاء السنن ۴/۳۲۱، ادارۃ القرآن کراچی)

نیز امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی صفوں کی درستگی کے لئے افراد مقرر کرتے تھے، اور جب تک صفیں سیدھی نہ ہو جاتیں تکبیرِ تحریمہ نہیں کہتے تھے۔ (ترمذی شریف ۱/۵۳)

بریں بنا ہم سب کو خاص طور پر نمازوں میں صفیں درست رکھنے کا اہتمام رکھنا چاہئے، آج کل عام طور پر اس بارے میں کوتاہی ہو رہی ہے، باوجودیکہ مساجد میں الگ الگ صفیں بچھی رہتی ہیں اور تھوڑی سی توجہ سے صفیں سیدھی ہو سکتی ہیں؛ لیکن پھر بھی اس معاملہ میں تساہل برتا جاتا ہے، اور لوگ آگے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح صفوں کے درمیان خلا رہ جاتا ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بعد میں آکر اس خلا کو پر کرنا چاہے تو دائیں بائیں کھڑے ہوئے لوگ کھسکنے کو بھی تیار نہیں ہوتے، یہ صورتِ حال پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی ہدایات کے بالکل برخلاف ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَحَاذُوْا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ وَلِيْنُوْا فِيْ أَيْدِيْ إِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْخَذَفِ يَعْنِيْ أَوْلَادَ الضَّأْنِ الصِّغَارِ. (رواه أحمد، مشكوة شريف ۱/۹۸، نسائی شريف ۸۱۱، أبو داؤد شريف /٦٦٧)

اپنی صفوں کو سیدھا رکھو اور اپنے کندھوں کو ایک لائن میں رکھو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہا کرو (یعنی اگر کوئی دوران نماز صفوں کی درستگی کے لئے اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر کرنا چاہے تو اکڑا مت کرو؛ بلکہ اعضاء کو نرم رکھو) اور صفوں کے درمیان خلا کو بھرا رکھو، اس لئے کہ شیطان (ان خالی جگہوں میں) تمہارے درمیان اس طرح گھس جائے گا جیسے بھیڑ کے چھوٹے چھوٹے بچے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَصَلَ صَفاً وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفاً قَطَعَهُ اللّٰهُ.

(نسائی شریف ٨١٥، أبوداؤد شریف ٦٦٦)

جو شخص کسی صف کو ملائے گا (یعنی اس کے خلا کو پر کردے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) ملالیں گے، اور جو شخص کسی صف کو قطع کرے گا (یعنی صف کے بیچ میں حائل ہوگا یا کسی سامان وغیرہ کو رکھ دے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) کاٹ دیں گے۔

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے صفوں کے خلا کو پر کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِيْ صَفٍّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً أَوْ بَنىٰ لَهُ فِيْهَا بَيْتاً فِيْ الْجَنَّةِ.

(مصنف ابن ابي شيبه ٣٣٣/١)

جو شخص کسی صف میں خالی جگہ کو بھر دے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس عمل کے ذریعہ اس کا ایک درجہ بلند فرمائیں گے یا اس کے لئے اس عمل کی بدولت جنت میں ایک مکان تعمیر فرمائیں گے۔

ان ہدایاتِ نبویہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت کی نظر میں صفوں کی درستگی کی کس قدر اہمیت ہے؟

صفیں کیسے سیدھی کی جائیں؟

صفوں کو درست رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جماعت میں شریک سب نمازی اپنی ایڑی صف کے کنارہ پر رکھیں، اور کندھے سے کندھا ملالیں، اور اپنی فطری ہیئت پر رہتے ہوئے پیروں کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف رکھیں، تو اس طرح ہر ایک کا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنہ کی سیدھ میں آجائے گا، اور خود بخود صف درست ہوتی چلی جائے گی۔ کچھ لوگ پیر کی انگلیوں کو صف کے کنارے پر رکھ کر صف سیدھی کرنا چاہتے ہیں، تو یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے صف سیدھی نہیں ہوتی؛ بلکہ کندے آگے پیچھے ہوجاتے ہیں۔

ضروری تنبیہ!

بعض حضرات حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے بعض آثار سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت کی نماز میں ہر نمازی کو شروع سے اخیر تک دائیں بائیں کھڑے نمازیوں کے ٹخنے سے ٹخنے ملا کر رکھنا ضروری ہے، اور اس پر اتنا اصرار کرتے ہیں کہ بسا اوقات اس کوشش میں نماز کے دوران ان کی ہیئت بڑی مضحکہ خیز بن جاتی ہے؛ لیکن شارحینِ حدیث کے نزدیک مذکورہ حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اخیر تک

باقاعدہ ٹخنے سے ٹخنے ملے رہیں؛ بلکہ مطلب یہ ہے کہ صفوں کی درستگی اور درمیانی خلا کو پر کرنے کا شدت سے اہتمام کیا جائے، اس طرح کہ ہر آدمی کے ٹخنے قریبی آدمی کے ٹخنے کے بالکل سیدھ میں آجائیں۔ (فتح الباری شرح بخاری دارالفکر ۲ /۲۱۱، اعلاء السنن بیروت ۴ /۳۳۶، ادارۃ القرآن کراچی ۴ /۳۱۹)

صفِ اول کی فضیلت

احادیثِ شریفہ میں صفِ اول کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَكَانَتْ قُرْعَةً.

(مسلم شریف ۱/ ۱۸۲)

اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ صفِ اول میں کتنا ثواب ہے تو پھر قرعہ اندازی (کرکے باری مقرر کرنے) کا انتظام ہوا کرے گا۔

یعنی ہر آدمی چاہے گا کہ وہ صفِ اول میں شامل ہو، اور جب سب کو جگہ نہ مل پائے گی تو قرعہ ڈال کر جس کا نام نکلے گا وہی صف اول میں کھڑے ہونے کا مستحق ہوگا۔

ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا، وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا.

(مسلم شریف ۱/ ۱۸۲)

مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی صف ہے، اور سب سے بری (کم ثواب والی) صف آخری ہے، اور (اگر عورتیں بھی جماعت میں شامل ہوں تو) عورتوں کی سب سے قابل تعریف صف آخری ہے اور سب سے بری صفِ اول ہے۔

آج کل پہلی صفوں کے اہتمام میں بھی بہت کوتاہی پائی جاتی ہے، سردی کے زمانہ میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ دھوپ کی جگہ نماز پڑھیں جب کہ آگے کی صفیں خالی پڑی رہتی ہیں، اور گرمی کے زمانہ میں ایسی جگہ تلاش کی جاتی ہے جہاں پنکھوں کی ہوا زیادہ آرہی ہو، قطع نظر اس کے کہ وہ پہلی صف ہے یا بعد کی؟ یہ طریقہ قطعاً نامناسب ہے۔ اس کے بجائے ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اگلی صفوں میں نماز پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب کے مستحق بنیں؛ کیوں کہ نماز میں اللہ کی رحمت اس شخص کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے جو امام کے بالکل پیچھے ہوتا ہے، اس کے بعد صف اول کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوئے نمازیوں کی طرف اور پھر دوسری صف اور بقیہ صفوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ (شامی زکریا ۲/ ۳۱۰)

ذیل میں صف بندی سے متعلق بعض اہم مسائل درج کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

اگر مقتدی ایک ہو تو کہاں کھڑا ہو؟

اگر مقتدی ایک مرد ہو (یا بچہ ہو) تو وہ امام کے دائیں طرف برابر میں اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا قدم امام کے قدم سے آگے نہ بڑھے۔ **ویقف الواحد ولو صبیاً الخ محاذیاً أی مساویاً لیمین إمامه علی المذهب ولا عبرة بالرأس بل بالقدم.** (درمختار زکریا ۲/۳۰۷)

اگر مقتدیہ ایک عورت ہو تو کہاں کھڑی ہو؟

اگر مقتدیہ ایک عورت ہے تو وہ امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کرے گی (ایک مرد کی طرح برابر میں نہ کھڑی ہوگی) **أما الواحدة فتتأخر.** (درمختار زکریا ۲/۳۰۷)

صف بنانے کی ترتیب

صفوں میں سب سے آگے مرد کھڑے ہوں، اس کے بعد بچوں کی صف بنائی جائے اور اگر کسی جگہ عورتیں بھی جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف بچوں کے پیچھے بنائی جائے۔ **ویصف الرجال ثم الصبیان ثم النساء.** (هدایه ۱/۱۲٤، هندیه ۱/۸۹)

بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا

اگر بچے ایک دو ہوں، یا ان کو الگ کھڑا کرنے میں اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ یکجا ہو کر شرارت کریں گے اور بڑوں کی نماز میں خلل ہوگا (یا اسی طرح عیدین وغیرہ میں بچوں کی صفیں الگ بنانے میں بڑے مجمع کی وجہ سے ان کے گم ہو جانے کا خطرہ ہو وغیرہ) تو بچوں کو بڑوں کی صف کے ساتھ کھڑا کرنے کی گنجائش ہے۔ **ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف.** (درمختار ۲/۳۱٤) **قال الرحمتی: ربما یتعین فی زماننا إدخال الصبیان فی صفوف الرجال لأن المعهود منهم إذا اجتمع صبیان فأکثر تبطل صلاة بعضهم ببعض وربما تعدی ضررهم إلی إفساد صلاة الرجال انتهی.**

(تقریرات الرافعی علی الدر المحتار ۲/۷۳)

محراب صفوں کے وسط میں بنانی چاہئے

امام کا صفوں کے درمیان میں کھڑا ہونا مسنون ہے؛ اس لئے مسجد کی محرابیں پہلی صف کے درمیان میں بنانی چاہئیں، (بعض جگہ یہ دیکھنے میں آیا کہ مسجد کے دائیں یا بائیں توسیع کی گئی مگر پرانی محراب برقرار رکھی گئی، حالاں کہ ایسی صورت میں محراب نئی بنانی چاہئے، جو پوری مسجد کے بالکل درمیان میں ہو) **قال علیه الصلاة و السلام: "توسطوا الإمام وسدوا الخلل".**

(شامی زکریا ۲/ ۳۱۰)

نئی صف میں تنہا کھڑا ہونا

اگر کوئی شخص مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ اگلی صفیں سب پر ہو چکی تھیں تو اس شخص کو چاہئے کہ قدرے انتظار کرے اور جب کوئی اور مقتدی آ جائے تو اس کو ساتھ لے کر نئی صف میں کھڑا ہو، اگر رکوع ہونے تک بھی کوئی نیا مقتدی نہ آئے تو بہتر ہے کہ اگلی صف میں سے کسی ایسے شخص کو جو مسئلہ جانتا ہو، پیچھے لاکر اپنے ساتھ صف میں کھڑا کرلے؛ لیکن اگر ایسا کوئی شخص دستیاب نہ ہو (جیسا کہ آج کل حالت ہے) تو پھر اکیلے ہی صف میں کھڑا ہو جائے۔ **ولو كان الصف منتظماً ينتظر مجئى آخر فإن خاف فوت الركعة جذب عالماً بالحكم لا يتأذىٰ به وإلا قام وحده. (مراقی الفلاح) والقيام وحده أولىٰ فى زماننا لغلبة الجهل فلعله إذا جره تفسد صلا ته.** (طحطاوی ۱۶۸)

نیت باندھنے کے بعد دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے

ایک شخص پچھلی صف میں نیت باندھ کر نماز میں شامل ہو چکا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے، تو اسے چاہئے کہ نیت باندھے باندھے آگے بڑھ جائے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ **إن كان فى الصف الثانى فرأى فرجة فى الأول فمشىٰ إليها لم تفسد صلا تهٗ لأنه مأمور بالمراصّة.** (شامی زکریا ۲/ ۳۱۲)

بطور اعزاز کسی بڑے شخص کو پہلی صف میں جگہ دینا

اگر کوئی شخص پہلی صف میں پہلے سے موجود تھا پھر اس نے کسی عالم دین یا بڑی عمر کے شخص

کے لئے اپنی جگہ چھوڑدی تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ وہ تعظیم علم اور اکرام مشائخ کے ثواب کا مستحق ہوگا، انشاءاللہ تعالیٰ۔ **وإن سبق أحد إلی الصف الأول فدخل رجل أکبر منه سناً أو أهل علم ینبغي أن یتأخر ویقدمه تعظیماً له.** (شامی زکریا ۲/ ۳۱۰)

کسی شخص کا نمازی کے آگے سے گذرنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے آگے سے کوئی شخص گذر گیا تو نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ البتہ گذرنے والا گنہ گار ہوگا اور بعض صورتوں میں نمازی بھی گنہ گار ہوسکتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ امکانی طور پر اس مسئلہ کی چار شکلیں پائی جاسکتی ہیں:

(۱) نمازی کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہے جہاں نماز پڑھنے سے گذرنے والے کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور نمازی کے پیچھے سے گذرنے کا راستہ کھلا ہوا ہے، اب اگر گذرنے والا پیچھے کے راستہ کو چھوڑ کر آگے سے گذرتا ہے تو صرف گذرنے والا گنہ گار ہوگا، نمازی گنہ گار نہیں ہوگا۔

(۲) نمازی نے راستہ روک کر نماز کی نیت باندھ لی اور گذرنے والے کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے، مثلاً مسجد کے عین دروازے پر نیت باندھ لی تو ایسی صورت میں آگے سے گذرنے والے کو گناہ نہ ہوگا؛ بلکہ صرف نماز پڑھنے والا ہی گنہ گار ہوگا۔

(۳) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو اگرچہ عام گذرگاہ ہے؛ لیکن اس راستہ کا متبادل بھی موجود ہے، تو ایسی صورت میں گذرگاہ پر نماز پڑھنے کا وبال نمازی پر ہوگا، اور جو شخص دوسرا متبادل راستہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گذرے گا اسے گذرنے کا گناہ ہوگا، گویا کہ دونوں گنہ گار ہوں گے۔

(۴) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو عام گذرگاہ نہیں ہے؛ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ گذرنے والے کو نمازی کے آگے سے گذرنا کسی وجہ سے ناگزیر ہوگیا، تو ایسی صورت میں دونوں گناہ گار نہ ہوں گے۔ **ومرور مار في الصحراء، أو في مسجدٍ کبیرٍ بموضع سجود في الأصح الخ، وإن أثم المار (در مختار) لکن قال في الحلیة: وقد أفاد بعض الفقهاء أن هنا صوراً أربعاً: الأولیٰ: أن یکون للمار مندوحة عن المرور بین یدي المصلي ولم یتعرض المصلي لذلک، فیختص المار بالإثم إن مر. الثانیة: مقابلتها، وهي أن یکون**

المصلی تعرض للمرور والمار لیس له مندوحة عن المرور، فیختص المصلی بالإثم دون المار. الثالثة: أن یتعرض المصلی للمرور ویکون للمار مندوحة فیاثمان، أما المصلی فلتعرضه، وأما المار فلمروره مع إمکانه أن لا یفعل. الرابعة: أن لا یتعرض المصلی ولا یکون لمار مندوحة فلا یأثم واحد منهما. کذا نقله شیخ تقی الدین ابن دقیق العیدؒ. (شامی بیروت ۲/ ۳۴۳-۳۴۴، زکریا ۲/۳۹۸-۳۹۹، بدائع الصنائع ۱/ ۵۰۹)

مسجدِ حرام میں نمازیوں کے آگے سے گذرنے کا حکم

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں طواف کرنے والوں کے لئے طواف کرتے ہوئے نمازی کے آگے سے گذرنا مطلقاً جائز ہے؛ لیکن جو لوگ طواف نہ کر رہے ہوں ان کو نمازی کے آگے سے گذرنے میں احتیاط کرنی چاہئے، اور اگر گذرنا ناگزیر ہو تو نمازی کے سجدہ کی جگہ کے آگے سے گذرے، اس کے بالکل قریب سے نہ گذرے۔ **ذکر فی حاشیة المدنی: لا یمنع المار داخل الکعبة وخلف المقام وحاشیة المطاف لما روی أحمد وأبوداؤد عن المطلب بن أبی وداعةؓ: أنه رایٰ النبی ﷺ یصلی مما یلی باب بنی سهم، والناس یمرون بین یدیه، ولیس بینهما سترة.** (أبوداؤد شریف ۲۷۶ کتاب المناسك) **وهو محمول علی الطائفین فی ما یظهر، لأن الطواف صلاة، وصار کمن بین یدیه صفوف من المصلین.** (شامی بیروت ۲/ ۲۴۴، زکریا ۲/ ۴۰۰) **قوله بموضع سجوده أی من موضع قدمه إلی موضع سجوده کما فی الدرر.** (شامی بیروت ۲/ ۳۴۲، زکریا ۲/ ۳۹۸)

اگلی صف کو پُر کرنے کے لئے پچھلی صف سے گذرنا

اگر جماعت کی نماز میں نمازی اگلی صف میں جگہ چھوڑ کر پیچھے کھڑے ہو جائیں تو بعد میں آنے والے شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ پیچھے کی صف میں نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذر کر اگلی صف پُر کرے۔ **ولو کان فرجة فللداخل أن یمر علی رقبةٍ من لم یسدها لأنه أسقط حرمة نفسه، فتنبه.** (در مختار بیروت ۲/ ۳۴۵، شامی زکریا ۲/ ۴۰۱)

امام کا سترہ کافی ہے

جو شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرے جہاں سے لوگوں کے گذرنے کا احتمال ہے تو اسے چاہئے کہ ایک ہاتھ کے بقدر اور کم از کم ایک انگلی کی موٹائی کے برابر کوئی لکڑی وغیرہ سامنے سترہ کے طور پر لگائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ یہ لکڑی دائیں آنکھ کے سامنے ہو، اور اگر نماز باجماعت ہو رہی ہو تو امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہے، ہر نمازی کے لئے الگ سترہ کی ضرورت نہیں ہے۔ **ویغرز الإمام وکذا المنفرد فی الصحراء ونحوها، سترة بقدر ذراع طولاً وغلظ إصبع لتبدو للناظر بقربه دون ثلاثة أذرع علی حذاء أحد حاجبیه لا بین عینیه، والأیمن أفضل الخ، کفت سترة الإمام للکل.** (در مختار بیروت ۳۴۵/۲، ۳۴۷، شامی زکریا ۴۰۱/۲، هدایة ۱۳۹/۱، شرح وقایة ۱۶۷/۱)

آگے سے گذرنے والے کے ساتھ نمازی کیا کرے؟

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے آگے سے کوئی شخص گزرنے کا ارادہ کرے تو عزیمت یہ ہے کہ اس کو گذرنے دے اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے؛ لیکن اگر اشارہ سے یا سبحان اللہ کہہ کر یا زور سے قرأت کرکے اس کو گذرنے سے روکنے کی کوشش کرے تو اس کی بھی گنجائش ہے؛ لیکن گذرنے والے سے مار پیٹ کرنا یا زور زبردستی کرنا درست اور جائز نہیں ہے۔ **ویدفعه وهو رخصة فترکه أفضل الخ، بتسبیح أو جهر بقراءة أو إشارة، ولا یزاد علیها عندنا (درمختار) بل قولهم ولا یزاد علی الإشارة صریح فی أن الرخصة هی الإشارة، وأن المقاتلة غیر ماذون بها أصلاً.** (شامی بیروت ۳۴۷/۲، زکریا ۴۰۳/۲، بدائع ۵۰۹/۱-۵۱۰، مجمع الانهر ۱۲۲/۱)

بڑی مسجد میں نمازی کے کتنے آگے سے گذرنے کی گنجائش ہے؟

بڑی مسجد (۶۰ رفٹ لمبی چوڑی مسجد) میں نمازی کے کتنے آگے سے گذر سکتے ہیں، اس

بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ راجح قول یہ ہے کہ اگر آدمی خشوع وخضوع سے سجدہ کی جگہ پر نظر جما کرنماز پڑھے، توجہاں تک اس کی نظر متوجہ رہے اس سے آگے سے گذرنے کی گنجائش ہے، اس کا اندازہ سجدہ کی جگہ سے تقریباً دو یا تین صف آگے سے کیا جا سکتا ہے۔ **وأصح ما قيل فيه أن المصلى لو صلى بخشوع فإلى الموضع الذي يقع بصره على المار الذي يكره المرور بين يديه وفيما وراء ذٰلک لا يكره.** (مبسوط سرخسی بیروت ۱۹۲/۱) **ومنهم من قدره بقدر صفين أو ثلاثة.** (تاتارخانية زكريا ۲۸۵/۲، ۲٤۳۲) **ومنهم بمقدار صفين أو ثلاثة.** (کبیری اشرفیه ۳٦۷) **وذكر التمرتاشي أن الأصح أنه إن كان بحال لو صلى صلاة خاشع لا يقع بصره على المار فلا يكره المرور نحو أن يكون منتهى بصره في قيامه إلى موضع سجوده، وفي ركوعه إلى صدور قدميه، وفي سجوده إلى أرنبة أنفه، وفي قعوده إلى حجره، وفي سلامه إلى منكبيه، واختاره فخر الإسلام فإنه قال: إذا صلى رامياً ببصره إلى موضع سجوده فلم يقع عليه بصره لم يكره، وهٰذا حسن، وفي البدائع: وقال بعضهم: قدر ما يقع بصره على المار لو صلى بخشوع وفيما وراء ذٰلک لا يكره وهو الأصح، ورجحه في النهاية بأنه أشبه إلى الصواب.** (البحر الرائق کوئٹه ۱۵/۲، شامی زکریا ۳۹۸/۲، عناية مع الفتح بيروت ٤۰۵/۱، طحطاوي على الدر ۲٦۸/۱، احسن الفتاویٰ ٤۰۹/۳، مستفاد: فتاویٰ عثمانی ٤٦٦/۱)

تخت یا چبوترے پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذرنا

اگر نیچے سے گذرنے والے کے بعض اعضاء مصلی کے اعضاء کے مقابل آجائیں، تو سامنے والے کے لئے گذرنا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٦/٦٩٥) **إذا صلى على الدكان وحاذى أعضاء المار أعضاءهٗ يكره المرور ...... أقول: لا يخفى أن ليس المراد محاذاة جميع أعضاء المار جميع أعضاء المصلى ...... بل بعض الأعضاء بعضاً وهو يصدق على محاذاة رأس المار قدمي المصلى.** (كبيري أشرفية ۳٦۷) **ولو**

كان يصلي في الدكان فإن كانت أعضاء المار تحاذى أعضاء المصلي يكره وإلا فلا. (هندية ١/ ١٠٤) **إذا صلى على الدكان وحاذى أعضاء المار أعضاءه يكره المرور.** (فتح القدير بيروت ١/ ٤٠٦) **أو مروره أسفل من الدكان أمام المصلى لو كان يصلي عليها أي الدكان بشرط محاذاة بعض أعضاء المار بعض أعضائه، وكذا سطح وسرير وكل مرتفع.** (درمختار زكريا ٢/ ٣٩٨) **قوله: بشرط محاذاة أعضاء المار أعضاءه أي أعضاء المصلي كلها كما قال بعضهم أو أكثرها كما قال آخرون كما في الكرماني، وفيه إشعار بأنه لو حاذى أقلها أو نصفها يكره.** (منحة الخالق على البحر الرائق ٢/ ١٧ كوئٹه، تقريرات الرافعي ٢/ ٨٣)

❍❖❍

مسائلِ وتر

وتر کی نماز واجب ہے

وتر کی نماز پڑھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر ضروری ہے، یعنی اس کا ادا کرنا عملاً فرض ہے، اعتقاداً واجب ہے، اور اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے۔ **هو فرضٌ عملاً واجبٌ اعتقاداً وسنةٌ ثبوتاً الخ ويقضى.** (تنوير الأبصار مع الدر المختار مع رد المحتار زكريا ۲/۴۳۸-۴۳۹)

وتر کی نماز کا وقت

وتر کی نماز کا وقت وہی ہے جو عشاء کی نماز کا ہے (یعنی شفق کے غروب سے لے کر صبح صادق تک) لیکن وتر کو عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھا جائے گا؛ تاکہ ترتیب کی خلاف ورزی نہ ہو (الا یہ کہ ایسی صورت پیش آجائے جس میں ترتیب ساقط ہوجاتی ہے) **ووقت العشاء والوتر منه إلى الصبح ولكن لا يصح أن يقدم عليه الوتر إلا ناسياً لوجوب الترتيب.**

(درمختار مع الشامی زکریا ۲/۱۸)

نماز وتر پڑھنے کا طریقہ

وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھی جائیں، ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے، دوسری رکعت پر حسبِ دستور قعدہ کیا جائے اور تیسری رکعت میں سورت ملانے کے بعد رفع یدین کے ساتھ تکبیر کہی جائے، پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھیں اس کے بعد رکوع میں جائیں۔ **وهو ثلاث ركعاتٍ بتسليمةٍ كالمغرب الخ ولكنه يقرأ فی كل ركعة منه فاتحة الكتاب وسورةً احتياطاً الخ، ويكبر قبل ركوع ثالثته**

رافعاً يديه الخ و قنت فيه. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۴۱-۴۴۲)

بلا عذر نماز وتر بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں

وتر کی نماز بلا عذر بیٹھ کر یا چلتی ہوئی سواری (مثلاً اونٹ، گھوڑا وغیرہ) پر پڑھنی درست نہیں ہے۔ و لا يصح قاعداً و لا راكباً اتفاقاً لأن الواجبات لا تصح على الراحلة بلا عذرٍ. (شامی مع الدر المختار زکریا ۲/ ۴۴۱)

وتر میں کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟

وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ﴾ دوسری رکعت میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور تیسری رکعت میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدُ﴾ پڑھنا مسنون ہے، لیکن اس کا اتنا زیادہ التزام نہ کیا جائے کہ لوگ انہی سورتوں کو پڑھنا واجب قرار دینے لگیں۔ والسنة السور الثلاث، أی ''الأعلیٰ'' و''الكفرون'' و''الإخلاص لكن فی النهاية أن التعيين على الدوام يفضی إلى اعتقاد بعض الناس أنه واجبٌ و هو لايجوز فلو قرأ بما ورد به الأثار أحياناً بلا مواظبة يكون حسناً. (شامی مع الدر المختار زکریا ۲/ ۴۴۱)

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اسے یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب تک یاد نہ ہو اس وقت تک یہ دعا: ''رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ''. (اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے سرفراز فرمایئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما دیجئے) تین مرتبہ پڑھ لے، اور یہ بھی نہ پڑھ سکے تو کم از کم ''اللّٰهم اغفرلی'' یا ''یا رب'' تین مرتبہ کہہ لے۔ ومن لا يحسن القنوت يقول: ''ربنا اٰتنا فی الدنيا حسنة'' الاٰية. وقال أبو الليث يقول: اللّٰهم اغفرلی يكررها ثلاثاً، وقيل يقول ''يا رب'' ثلاثاً ذكره فی الذخيرة. (شامی زکریا ۲/ ۴۴۳)

حنفی شخص کا شافعی امام کے پیچھے وتر ادا کرنا

حنفیہ کے نزدیک وتر کی تین رکعات ایک سلام سے پڑھی جاتی ہیں جب کہ دیگر ائمہ کے نزدیک وتر دو سلاموں سے پڑھی جاتی ہے۔ اب اگر کوئی حنفی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں شافعی یا حنبلی امام دو سلاموں سے وتر پڑھاتا ہو، مثلاً حرمین شریفین کے ائمہ دو سلاموں سے وتر پڑھاتے ہیں تو یہ حنفی شخص وتر میں ان کی اقتداء کرے گا یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ حنفی میں دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں۔ اکثر فقہاء کے نزدیک نماز میں چوں کہ مقتدی کے عقیدہ اور رائے کا اعتبار ہے، اور دو سلاموں سے وتر اس شخص کے نزدیک درست نہیں ہے؛ لہٰذا اس حنفی شخص کے لئے دو سلاموں سے وتر پڑھانے والے کے پیچھے وتر پڑھنا درست نہ ہوگا۔ دوسرا نظریہ علامہ ابوبکر جصاص رازیؒ اور علامہ ہندوانیؒ کا ہے کہ ایسی صورت میں مقتدی کی رائے کا نہیں؛ بلکہ امام کی رائے کا اعتبار ہے، پس ۲؍سلاموں والی وتر چوں کہ امام کی رائے میں صحیح ہے، لہٰذا جو مقتدی اس کے ساتھ پڑھے گا اس کی وتر بھی درست ہو جائے گی۔ آج کل رمضان میں ماشاء اللہ حنفی زائرین کا حرمین شریفین میں بڑا مجمع ہوتا ہے، ان کے لئے جماعت کو چھوڑ کر الگ سے وتر پڑھنے میں بہرحال حرج ہے، اس لئے مناسب ہے کہ اس اجتہادی مسئلہ میں ابوبکر جصاص رازیؒ کی رائے پر عمل کرتے ہوئے حنفی زائرین کو امام حرم کی اقتداء میں وتر ادا کرنے کا حکم دیا جائے۔ مشہور فقیہ علامہ ابن وہبانؒ نے اپنی منظومہ میں اس کو ترجیح دی ہے، اور اکابر دیوبند میں حضرت شیخ الہندؒ کا موقف بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

قال ابن وهبان:

وَلَوْ حَنَفِيٌّ قَامَ خَلْفَ مُسَلِّمٍ　　　بِشَفْعٍ وَلَمْ يَتَّبِعْ وَتَمَّ فَمُوْتِرُ

وقال ابن الشحنةؒ: فالحاصل أن قاضي خان قال في فتاوىٰ: لايجوز الاقتداء بمن يقطع الوتر وكذا في الفوائد الظهيرية، لأن المقتدي يرى أن إمامه خرج عن الصلاة بسلامه، ومبنى الخلاف على أن المعتبر رأي المقتدي أو رأي الإمام وعلى الثاني يتخرج كلام الرازي وهو يقول الهندواني وجماعة وفي

النهاية أنه أقيس الخ. (شرح منظومه ابن وهبان لإبن الشحنة طبع ديو بند ۶۲/۱-۶۳، البحر الرائق ۳۹/۲، شامی ۳۳۹/۲، معارف السنن ۱۷۰/٤، فیض الباری ۳٥٤/۳، انوارِرحمت ۶۹)

رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا مسنون ہے

رمضان المبارک میں تراویح کے بعد وتر کی نماز باجماعت پڑھنی مسنون ہے۔ **وفی شرح المنية: والصحيح أن الجماعة فيها أفضل إلا أن سنتيها ليست كسنية جماعة التراويح. قال الخير الرملی: وهذا الذی علیه عامة الناس اليوم.** (شامی زکریا ۵۰۲/۲)

اکیلے عشاء پڑھنے والے کا وتر کی جماعت میں شریک ہونا

رمضان المبارک میں اگر کسی شخص کی عشاء کی جماعت نکل گئی اور وہ مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ تراویح کی جماعت ہورہی تھی، تو اسے چاہئے کہ اولاً عشاء کے فرض پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو اور وتر بھی جماعت سے پڑھے، اور تراویح کی اگر کچھ رکعتیں رہ جائے تو انہیں وتر کے بعد ادا کرلے۔ **وإذا لم يصل الفرض مع الإمام قيل لا يتبعه فی التراويح ولا فی الوتر، وكذا إذا لم يصل معه التراويح لايتبعه فی الوتر والصحيح أنه يجوز أن يتبعه فی ذٰلک كله.** (صغیری ۲۱۰، بہشتی گوہر ۳۲/۱۱، امداد الاحکام ۲۱۵/۲-۲۱۷)

مقتدی کی دعائے قنوت سے قبل امام کا رکوع میں چلا جانا

اگر وتر میں مقتدی نے دعائے قنوت شروع بھی نہ کی تھی کہ امام نے رکوع کی تکبیر کہہ دی، تو اگر کوئی بھی مختصر دعا پڑھ کر رکوع ملنے کی امید ہو تو مقتدی وہ دعا پڑھ کر رکوع میں شامل ہو، اور اگر امام کے ساتھ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو دعائے قنوت ترک کردے۔ **لو ركع الإمام ولم يقرأ المقتدی شيئاً من القنوت إن خاف فوت الركوع يركع وإلا يقنت ثم يركع، خانية وغيرها. وهل المراد ما يسمى قنوتاً أو خصوص الدعاء الشهور، والظاهر الأول.** (شامی زکریا ٤٤۷/۲)

دعائے قنوت پوری ہونے سے قبل امام نے رکوع کردیا

ابھی مقتدی دعائے قنوت پوری نہیں کر پایا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا، تو مقتدی کو چاہئے کہ اپنی دعائے قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ ركع الإمام قبل فراغ المقتدى من القنوت قطعه وتابعه. (درمختار مع الشامی زکریا ۴۴۲/۲)

دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اگر وتر میں دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے، تو بہتر ہے کہ دعائے قنوت ترک کردے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے، اور اگر رکوع کے بعد قیام کی طرف لوٹ گیا، تو اب دعائے قنوت پڑھ کر سیدھا سجدہ میں چلا جائے دوبارہ رکوع نہ کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے؛ کیوں کہ قنوت کو اصل محل میں پڑھنا ترک کردیا ہے۔ ولو نسيه أى القنوت ثم تذكره فى الركوع لايقنت فيه لفوات محله ولايعود إلى القيام فى الأصح؛ لأن فيه رفض الفرض للواجب، فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لكون ركوعه بعد قراءةٍ تامةٍ وسجد للسهو قنت أولا لزواله عن محله. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۴۶-۴۴۷) بخلاف العود إلى القنوت حتى لو عاد وقنت ثم ركع فاقتدىٰ به رجل ولم يدرك الركعة لأن هذا الركوع لغو. (شامی زکریا ۴۴۷/۲)

وتر کی آخری رکعت میں شرکت کرنے والا نماز کیسے پوری کرے؟

اگر مقتدی نے وتر کی آخری رکعت امام کے ساتھ پالی اور اس میں وہ قنوت پڑھ سکا ہو یا نہ پڑھ سکا ہو، بہرصورت وہ بعد میں قنوت نہیں پڑھے گا؛ بلکہ بقیہ دو رکعتیں بغیر قنوت کے پوری کرے گا۔ المسبوق بركعتين فى الوتر فى شهر رمضان إذا قنت مع الإمام في الركعة الأخيرة من صلاة الإمام حيث لا يقنت في الركعة الأخيرة، إذا قام إلى القضاء في قولهم جميعاً، وكذٰلک إذا أدركه في الركعة الثالثة في الركوع ولم يقنت معه لم

يقنت فيما يقضي. (تاتارخانية زكريا ٢/٥ ٣٤) وأما المسبوق فيقنت مع إمامه فقط لأنه آخر صلاته وما يقضيه أولها حكماً في حق القراءة وما أشبهها وهو القنوت وإذا وقع قنوته في موضعه بيقين لا يكرر لأن تكراره غير مشروع. (شامی زکریا ۲/۸ ٤٤)

وتر میں قعدۂ اولی بھول کر کھڑا ہو گیا

اگر کوئی شخص وتر پڑھتے ہوئے قعدۂ اولی کے بجائے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا، تو اسے چاہئے کہ قعدہ کی طرف نہ لوٹے؛ بلکہ نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کر لے؛ لیکن اگر لوٹ گیا اور قعدہ کر کے پھر کھڑے ہو کر نماز پوری کی، تو بھی سجدۂ سہو کے ساتھ نماز درست ہو جائے گی۔ حتى لو نسي القعود لا يعود ولو عاد ينبغي الفساد كما سيجئی. (درمختار مع الشامی زکریا ٢/١ ٤٤) لكنه رجح هناك عدم الفساد ونقل عن البحر أنه الحق. (شامی زکریا ٢/١ ٤٤)

مسبوق امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا

جو شخص وتر کی نماز میں مسبوق ہو وہ صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا حتی کہ اگر وہ وتر کی تیسری رکعت کا رکوع امام کے ساتھ پالے تو وہ حکماً دعائے قنوت پڑھنے والا قرار پائے گا، بعد میں اسے کسی رکعت میں قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وأما المسبوق فيقنت مع إمامه فقط ويصير مدركاً بإدراك ركوع الثالثة. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۸ ٤٤)

وتر کے بعد نوافل کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھ کر؟

وتر کے بعد ۲ر رکعت پڑھنا احادیث سے ثابت ہے، اور انہیں کھڑے ہو کر پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان نفلوں کو بیٹھ کر پڑھنا بدن بھاری ہونے اور ضعف کی بنا پر تھا، علاوہ ازیں آپ کے لئے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب بھی کھڑے ہو کر پڑھنے کے برابر تھا، جب کہ امت کے لئے بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھے ثواب کا ہی استحقاق ہوگا۔ عن أبي سلمة قال: سألت عائشة رضي الله عنها عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: كان يصلي

ثلاث عشرة ركعة يصلى ثمان ركعات ثم يوتر ثم يصلى ركعتين وهو جالس فإذا أراد أن يركع قام فركع. (مسلم شريف حديث: ۷۳۷) **عن عبد اللّٰه بن شقيق** رضی اللہ عنہ **قال قلت لعائشة: هل كان النبى** صلی اللہ علیہ وسلم **يصلى وهو قاعد؟ قالت: نعم بعد ما حطمه الناس.** (مسلم شريف حديث: ۷۳۲) **وفى رواية عبد اللّٰه بن عمرو** رضی اللہ عنہ**: قلت: حدثت يا رسول اللّٰه إنك قلت: صلاة الرجل قاعداً على نصف الصلاة وأنت تصلى قاعداً؟ قال: أجل! ولٰكنى لست كأحد منكم.** (مسلم شريف حديث: ۷۳۵) **قال النووىؒ: أما قوله** صلی اللہ علیہ وسلم**: "لست كأحد منكم" فهو عند أصحابنا من خصائص النبى** صلی اللہ علیہ وسلم **فجعلت نافلته قاعداً مع القدرة على القيام كنافلته قائماً تشريفاً له.** (نووى على مسلم بيروت ۵۰۶، امداد الاحكام ۲۲۲/۲)

قنوتِ نازلہ

اگر کسی جگہ کے مسلمان دشمنوں کی طرف سے سخت فتنہ اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں، تو حکم یہ ہے کہ امام فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قومہ میں "قنوتِ نازلہ" پڑھے، جس میں مسلمانوں کے لئے فتنہ سے حفاظت اور دشمنانِ اسلام کے لئے تباہی اور ان کے شرور سے بچاؤ کی دعائیں کی جائیں، مقتدی حضرات ہر دعا پر سراً آمین کہیں۔ **ولا يقنت لغيره إلا لنازلة فيقنت الإمام فى الجهرية وقيل فى الكل.** (درمختار مع الشامى زكريا ۴۴۸/۲) **وقال الشامى بحثاً: وهو صريح فى أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية.** (شامى زكريا ۴۴۹/۲)

مسائلِ جمعہ

اسلام میں جمعہ کے دن کی اہمیت

اسلامی شریعت میں جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت حاصل ہے، آنحضرت ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ:

خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۱۹)

سورج جن دنوں پر طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے بہتر اور افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن انہیں جنت میں بھیجا گیا، اسی دن وہ جنت سے باہر تشریف لائے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن ہی پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۲۰) نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ: ’’جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی بڑھ کر ہے‘‘۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۲۰)

جمعہ کی ایک اہم خصوصیت

جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ساعت امتِ محمدیہ کو عطا فرمائی ہے کہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگی جائے وہ یقیناً قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْهَا خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۱۹)

جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں کوئی بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس خیر سے سرفراز فرماتے ہیں۔

قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے؛ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت

واطاعت اور دعا میں صرف کریں، تاہم بعض احادیث میں اس کی طرف کچھ رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ چناں چہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی مقبول ساعت کے متعلق یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''یہ ساعت جمعہ کے خطبہ سے لے کر نماز کے ختم تک کے درمیان ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۱۹) مگر اس وقت جو بھی دعا ہو وہ دل دل میں ہونی چاہئے؛ کیوں کہ دورانِ خطبہ زبان سے دعا وغیرہ کی اجازت نہیں ہے۔ (شامی ۲/۴۲) اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبول ساعت جمعہ کے دن عصر سے لے کر مغرب کے درمیان ہوتی ہے۔ چناں چہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

اِلْتَمِسُوْا السَّاعَةَ الَّتِیْ تُرْجیٰ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلیٰ غَیْبُوْبَةِ الشَّمْسِ.

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۲۰)

وہ ساعت جس میں جمعہ کے دن قبولیت کی امید ہوتی ہے اسے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کے درمیان تلاش کیا کرو۔

اس لئے خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن عصر کے بعد کا وقت عبادات، ذکر واذکار اور دعا میں صرف کرنا چاہئے۔

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کی جائے

ویسے تو ہر مسلمان کو ہر روز اپنے محسنِ اعظم، سرورِ عالم، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں درود شریف کا نذرانہ بکثرت پیش کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے؛ لیکن جمعہ کے دن اس کا اور دنوں سے زیادہ اہتمام ہونا چاہئے، خود آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اس کی ترغیب دی ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَکْثِرُوْا الصَّلَاةَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ یَشْهَدُهُ الْمَلَائِکَةُ وَإِنَّ أَحَداً لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ: قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْأَرْضِ أَنْ تَأْکُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰهِ یُرْزَقُ.

(رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۲۱)

جمعہ کے دن میرے اوپر درود بکثرت بھیجا کرو، اس لئے کہ اس دن ملائکہ (بکثرت) حاضر رہتے ہیں، اور تم میں سے جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، تا آں کہ وہ درود پڑھنے سے فارغ ہوجائے۔ راوی (حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے (تعجب سے) عرض کیا کہ کیا وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مقدس بدنوں کو کھانا حرام کردیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ رہتے ہیں اور انہیں رزق عطا ہوتا رہتا ہے''۔

جمعہ کے دن اجر وثواب کی بہتات

جمعہ کے دن غسل کرنے، خوشبو لگانے اور اچھی طرح نظافت حاصل کرنے کے بعد نماز جمعہ میں باادب شرکت کرنے پر عظیم الشان اجر وثواب کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الإِمَامُ إِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى.

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور ہر ممکن طور پر پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے، اور اپنے گھر والوں کی خوشبو استعمال کرے، اس کے بعد جمعہ کے لئے گھر سے نکلے اور دو بیٹھنے والوں کے درمیان تفریق نہ کرے یعنی زبردستی نہ گھسے، پھر جو مقدر ہو نماز پڑھے اور جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے، تو یقیناً اس کے اگلے جمعہ تک کے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دئے جائیں گے''۔

(۲) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَةٍ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى وَفَضْلِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ. (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص غسل کرکے جمعہ میں حاضر ہو پھر جو مقدر ہو نماز پڑھے، اس کے بعد خطبہ ختم ہونے تک خاموش سنتا رہے، پھر امام کے ساتھ نماز ادا کرے، تو اس کے آئندہ جمعہ تک کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور تین دن کا ثواب مزید عطا ہوتا ہے۔

(۳) عَنْ أَوْسِ بْنِ أَبِيْ أَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ لِكُلِّ خُطْوَةٍ

حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن خود بھی غسل کرے اور (اپنی بیوی کو بھی) غسل کرائے (یعنی اس سے حاجت پوری کرے) اور صبح کو جلد سوکر اٹھے اور جلد مسجد میں جائے، اور پیدل چل کر مسجد جائے

عَـمَلُ سَنَةٍ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا. (رواه الترمذی، أبو داؤد، مشکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱)

سوار نہ ہو، اور کان لگا کر خطبہ سنے اور لغو حرکت نہ کرے تو اس کو ہر ہر قدم کے بدلہ ایک سال کا روزہ رکھنے اور راتوں کو جاگنے کا ثواب عطا ہوگا۔

(٤) وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَيَسُلُّ الْخَطَايَا مِنْ أُصُوْلِ الشَّعْرِ اسْتِلاَلاً. (رواه الطبرانی بإسناد رجاله ثقات، المتجر الرابح ۱۱۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جمعہ کے دن غسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں تک سے اچھی طرح کھینچ لیتا ہے‘‘۔

(٥) عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعٌ وَعِشْرُوْنَ سَاعَةً، لَيْسَ فِيْهَا سَاعَةٌ إِلَّا وَلِلّٰهِ فِيْهَا سِتُّ مِأَةِ أَلْفِ عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ. (أخرجه ابو ليلىٰ بإسناده، المتجر الرابح ۱۱۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جمعہ کی رات اور دن میں ۲۴؍ گھنٹے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی گھنٹہ ایسا نہیں جاتا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف چھ لاکھ جہنم کے مستحق لوگ جہنم سے آزاد نہ کئے جاتے ہوں‘‘۔

مذکورہ عظیم الشان بشارتوں کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ کا اہتمام نہ کرے، تو اس سے بڑا محروم کوئی نہیں ہوسکتا، اس لئے ہر مسلمان کو جمعہ کی قدر کرنی اور اس کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

جمعہ کے دن مسجد میں پہلے پہنچنے کی کوشش کی جائے

جمعہ کی فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے صبح ہی سے جمعہ کی تیاری شروع ہوجانی چاہئے، اور مسجد میں جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے، جو شخص جتنا پہلے مسجد میں حاضر ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب اور اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِيْ يُهْدِيْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِيْ يُهْدِيْ بَقَرَةً

جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور پہلے پہل آنے والوں کے نام بالترتیب لکھتے جاتے ہیں۔ تو سب سے پہلے آنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی کرے،

ثُمَّ كَبْشاً ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ. (مشکوٰۃ شریف ۱۲۲/۱، بخاری شریف ۱۲۷/۱، مسلم شریف مکتبہ بلال دیوبند ۲۸۰/۱-۲۸۱)

اس کے بعد آنے والے کی مثال گائے کی قربانی کرنے والے کی طرح، اس کے بعد اسی ترتیب سے دنبہ، مرغی اور انڈا صدقہ کرنے والے کے بقدر ثواب ملتا ہے، پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے نکل آتا ہے تو فرشتے اپنے فائل لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ سے پہلے تو بہرحال مسجد میں پہنچ جانا چاہئے۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کی عظیم فضیلت

ہر مسلمان کو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ احادیثِ شریفہ میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ. (ابن کثیر کامل ۸۰۳، المتجر الرابح ۱۱۹)

جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیانی زمانہ میں روشنی ہی روشنی کردی جائے گی۔

نیز سورۂ کہف پڑھنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کو ہر فتنہ بشمول فتنۂ دجال سے حفاظت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ چناں چہ ارشاد نبوی ہے:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَهُوَ مَعْصُوْمٌ إِلٰى ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ وَإِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ. (ابن کثیر عن الحافظ المقدس ۸۰۳)

جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھے وہ اگلے آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے گا، حتی کہ اگر دجال نکل آئے تو اس کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا۔

اور بعض صحیح احادیث کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی اول یا (بعض روایات میں) آخری دس آیتیں یاد کرکے پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (ابن کثیر ۸۰۳)

نماز جمعہ چھوڑنے کی نحوست

جو شخص مذکورہ بالا فضائل اور خصوصیات کے باوجود نماز جمعہ چھوڑ دے اور سستی اور غفلت کی بنا پر جمعہ

کی نماز نہ پڑھنے کا معمول بنالے، تو اس سے بڑا بدنصیب اور محروم القسمت شخص اور کوئی نہیں ہوسکتا، ایسا شخص منافقوں کے طریقہ پر چلنے والا ہے اور اس کوتاہی کی نحوست سے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگادی جاتی ہے۔

اس سلسلہ کی بعض احادیث ملاحظہ فرمائیں:

○ عَنِ إبْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالاَ سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلىٰ أَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ : لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلىٰ قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف ۱ / ۱۲۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے پیغمبر علیہ السلام کو منبر کے تختوں پر بیٹھے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ''یا تو لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر ضرور مہر لگادیں گے پھر وہ یقیناً غافل لوگوں میں شامل ہوجائیں گے۔

○ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ تَرَكَ ثَلاَثَ جُمَعٍ تَهَاوُناً طَبَعَ اللّٰهُ عَلىٰ قَلْبِهٖ. (مشکوٰۃ شریف ۱ /۱۲۱)

حضرت ابو الجعد ضمری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص تین جمعے سستی اور غفلت سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو لوگ (بلا عذر) جمعہ میں شرکت سے پیچھے رہ جاتے ہیں، ان کے بارے میں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ کسی اور شخص کو جمعہ پڑھانے کا حکم دوں، پھر جو لوگ جمعہ سے رہ گئے ہیں ان کو ان کے گھر سمیت آگ لگادوں''۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۲۱)

بریں بنا ہم سب کو چاہئے کہ ہم اس عظیم الشان نعمتِ خداوندی (جو خاص طور پر امتِ محمدیہ کو عطا ہوئی ہے) کی قدر کریں، اور جمعہ کے مبارک وقت کو ہر اعتبار سے وصول کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

اب آگے جمعہ سے متعلق چند اہم اور ضروری مسائل درج کئے جائیں گے:

صحتِ جمعہ کے شرائط

کسی جگہ جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے درج ذیل سات شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) بڑی آبادی ہونا (۲) حاکم یا اس کا قائم مقام ہونا (۳) ظہر کا وقت پایا جانا (۴) خطبہ

پڑھنا (۵) خطبہ کا جمعہ سے پہلے ہونا، اور اتنے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھنا جن سے جمعہ قائم ہوسکے (٦) کم از کم ۳ر مردوں کا جمعہ میں شامل ہونا (۷) جمعہ میں شرکت کی عام اجازت ہونا۔

ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر الخ، والثاني: السلطان الخ، والثالث: وقت الظهر الخ، والرابع: الخطبة فيه الخ، والخامس: كونها قبلها الخ، والسادس: الجماعة الخ، والسابع: الإذن العام. (درمختار ۳/ ۲٤-۲٥)

جمعہ کس پر فرض ہے؟

جمعہ کی فرضیت اس شخص پر ہے جس میں درج ذیل ۹ر شرائط پائی جائیں:

(۱) بڑی آبادی میں مقیم ہونا (گاؤں دیہات میں رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں)

(۲) تندرست ہونا (مریض شخص پر جمعہ فرض نہیں)

(۳) آزاد ہونا (غلام پر جمعہ فرض نہیں)

(۴) مرد ہونا (عورتوں پر جمعہ فرض نہیں)

(۵) عاقل بالغ ہونا (بچہ اور پاگل پر جمعہ فرض نہیں)

(٦) بینا ہونا (نابینا پر جمعہ فرض نہیں)

(۷) چلنے پر قادر ہونا (اپاہج پر جمعہ فرض نہیں)

(۸) قید اور خوف نہ ہونا (قیدی اور گرفتاری کے خوف سے چھپنے والے پر جمعہ فرض نہیں)

(۹) سخت بارش اور کیچڑ نہ ہونا (سخت بارش وغیرہ کی وجہ سے ترک جمعہ کی رخصت ہوجاتی ہے)

تاہم مذکورہ اعذار کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ ادا کرلے (مثلاً دیہات کا رہنے والا شہر جاکر جمعہ پڑھ لے یا مریض اور اپاہج کسی کے سہارے سے مسجد چلا جائے) تو اس کا جمعہ فریضۂ وقت کے بطور ادا ہوجائے گا۔ وشرط لافتراضها تسعة تختص بها: إقامة بمصر

وصحة وحرية وذكورة وبلوغ عقل ووجود بصر وقدرته على المشى وعدم حبس وعدم خوف وعدم مطر شديد. (تنوير الابصار مع الدرالمختار ۲۶/۳-۲۹)

جمعہ کتنی بڑی آبادی میں جائز ہے؟

صحتِ جمعہ کے لئے بڑی آبادی ہونا شرط ہے، اوراس کی تحدید میں فقہاء کی عبارات مختلف ہیں، سب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہاں روزمرہ کی ضروریات کے لئے دوکانیں وغیرہ موجود ہوں اور حکومت کا ایسا نظام بھی ہو جس سے مظلوم مدد حاصل کرسکتا ہو (مثلاً پولیس چوکی یا گرام پنچایت) اور عام طور پر ہمارے ملک میں تین ہزار کی آبادی پر یہ سہولتیں مہیا ہوجاتی ہیں، لہٰذا اتنی بڑی آبادی میں جمعہ قائم کرنا درست ہوگا، اوراس سے کم آبادی پر جمعہ فرض نہ ہوگا، ان کو ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہوگی۔ عن أبي حنيفةؒ أنه بلدة كبيرة فيها سلك وأسواق ولها أساتيق وفيها والٍ يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته بعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح. (شامی زکریا ۵/۳-۶)

فناء شہر کی تعریف

’’فناء شہر‘‘ کا اطلاق آبادی کے اردگرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں۔ مثلاً: صنعتی کارخانے، ملحق ایرپورٹ، ریلوے اسٹیشن وغیرہ اور فناء شہر کا رقبہ شہر کے بڑے چھوٹے ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوسکتا ہے۔ وأما الفناء وهو المكان المعد لمصالح البلد كركض الدواب ودفن الموتى الخ. (شامی زکریا ۷/۳) وقال الشامي بحثاً: فظهر أن التحديد بحسب الأمصار. (شامی زکریا ۸/۳)

فناء شہر کا حکم

بڑی آبادی سے ملحق علاقوں (جنہیں اصطلاح میں فناء شہر کہا جاتا ہے) میں جمعہ کا قیام درست ہے، اوراس کے لئے آبادی کا اتصال ضروری نہیں ہے۔ بخلاف الجمعة فتصح إقامتها

فی الفناء ولو منفصلاً بمزارع لأن الجمعة من مصالح البلد. (شامی زکریا ۲/ ۶۰۰)

ایک شہر میں متعدد جگہ جمعہ قائم کرنا

بہتر یہ ہے کہ ایک شہر میں ایک ہی جگہ جمعہ پڑھا جائے؛ تاکہ اسلام کی شوکت کا اظہار ہو؛ لیکن اگر ضرورت کی وجہ سے متعدد جگہ جمعہ قائم کریں تو بھی درست ہے۔ **وتؤدی فی مصر بمواضع کثیرة.** (تنویر الابصار مع الدرمختار زکریا ۳/ ۱۵)

شہر کے کسی میدان میں جمعہ کا قیام

جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے جامع مسجد یا کسی بڑی مسجد ہی کا ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ بڑی آبادی کے کسی میدان میں بھی جمعہ کی نماز پڑھنی درست ہے۔ **لو صلی الجمعة فی قریةٍ بغیر مسجدٍ جامعٍ، والقریة کبیرة لها قری وفیها والٍ وحاکم جازت الجمعة بنوا المسجد أو لم یبنو.** (کبیری ۵۱۱، حلبی کبیر لاهور ۵۵۱)

جنگل بیابان میں جمعہ کا قیام درست نہیں

شہر اور قصبات سے دور دراز جنگل بیابان میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ وہاں صحتِ جمعہ کی شرط نہیں پائی جاتی۔ **ویشترط لصحتها سبعة أشیاء الأول المصر.** (درمختار زکریا ۳/ ۵)

چھوٹے دیہات میں جمعہ کا قیام درست نہیں

جس گاؤں کی آبادی تین ہزار سے کم ہو اور وہاں روزمرہ کی ضروریات مہیا نہ ہوں تو وہاں اقامتِ جمعہ جائز نہیں ہے۔ **وفیما ذکرنا إشارة إلی أنه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاضٍ ومنبرٍ وخطیبٍ کما فی المضمرات.** (شامی زکریا ۳/ ۷)

چھوٹے دیہات میں جمعہ پڑھنے سے گناہ ہوگا

چھوٹے دیہاتوں میں رہنے والوں پر جمعہ نہیں؛ بلکہ ظہر کی نماز فرض ہے، لہٰذا اگر وہ ظہر

کے بجائے جمعہ پڑھیں گے تو گنہ گار ہوں گے۔ وفی الغنية صلاة العيد فی القریٰ تحريماً، قوله صلاة العيد ومثله الجمعة. (شامی کراچی ۱۶۷/۲)

جمعہ کی نماز کے لئے گاؤں سے شہر کی طرف آنا

دیہات پر رہنے والوں کے لئے جمعہ پڑھنے کے لئے شہر جانے کا اہتمام کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص چلا جائے تو وہ عزیمت پر عمل کرنے والا ہوگا اور مستحق ثواب ہوگا۔ وفاقدها أی هٰذه الشروط وبعضها إن اختار العزيمة وصلاها وهو مكلف عاقل وقعت فرضاً عن الوقت. (شامی زکریا ۲۹/۳)

شہر سے متصل کارخانہ میں نمازِ جمعہ

شہر کے اطراف میں واقع کارخانہ میں نماز جمعہ قائم کرنا درست ہے جب کہ وہاں جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ وكما يجوز أداء الجمعة فی المصر يجوز أداؤها فی فناء المصر. (هندية ۱۴۵/۱) والذی يضر إنما هو منع المصلين لا منع العدو.

(شامی زکریا ۲۵/۳)

جس گاؤں میں شہر کی اذان سنائی دے وہاں جمعہ کا حکم

ایسا گاؤں جو شہر سے چند کلومیٹر پر واقع ہو اور اس کی آبادی شہر سے متصل نہ ہو تو وہاں جمعہ درست نہیں، اگر چہ وہاں شہر کی اذان کی آواز سنائی دیتی ہو۔ ومن كان مقيماً بموضع بينه وبين المصر فرجة من المزارع والمراعی نحو القلع ببخاری لا جمعة علی أهل ذٰلک الموضع وإن كان النداء يبلغهم. (عالمگیری ۱۴۵/۱، فتاوی دار العلوم ۶۰/۵)

حاکم کی اجازت کہاں شرط ہے؟

جس علاقہ میں اسلامی حکومت قائم ہو تو وہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہونے کے لئے حکومت کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت شرط ہے، اس کی اجازت کے بغیر جمعہ کا قیام درست

نہ ہوگا۔ **والثاني السلطان ولو متغلباً.** (درمختار زکریا ۳/۸)

ہندوستان جیسے غیر اسلامی ممالک میں اقامتِ جمعہ

ہندوستان جیسے ممالک جہاں اسلامی حکومت قائم نہیں اور اقتدار پر کفار قابض ہیں، یہاں جمعہ کے قیام کا انتظام خود مسلمانوں کے سپرد ہے، مسلمان مل کر جسے امام جمعہ بنادیں اس کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا درست ہے۔ **فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين.** (شامی زکریا ۳/۱۴)

جیل میں نمازِ جمعہ

بعض جیلوں میں باقاعدہ مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور وہاں ہزاروں قیدی مقیم رہتے ہیں اور حکومت کی طرف سے جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے، تو وہاں جمعہ پڑھنا درست ہے۔ **فلا يضر غلق باب القلعة لعدو أو لعادة قديمة لأن الإذن العام مقرر لأهله وغلقه لمنع العدو لا للمصلي.** (احسن الفتاویٰ ۴/۱۱۲، درمختار زکریا ۲/۲۵)

ایئرپورٹ کی عمارت میں جمعہ

کسی شہر کا ایئرپورٹ اگر فناء شہر میں داخل ہے تو وہاں جمعہ کا قیام درست ہے اور جمعہ کی جماعت ایئرپورٹ کے اندر بھی ادا کی جاسکتی ہے، اگرچہ وہاں باہر کے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو؛ کیوں کہ وہاں باہر والوں پر روک ٹوک حفاظت کی غرض سے ہے ورنہ محض نماز کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ **والذي يضر إنما هو منع المصلين لا منع العدو.** (شامی زکریا ۳/۲۵)

ساحل پر لگے ہوئے اسٹیمر یا ایئرپورٹ پر کھڑے ہوئے ہوائی جہاز میں جمعہ

اگر پانی کا جہاز کسی شہر کے ساحل سے لگا ہوا کھڑا ہو یا ایئرپورٹ پر ہوائی جہاز کھڑا ہو، تو اس کے مسافروں کے لئے جہاز کے اندر جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ یہاں اذن عام کی شرط مفقود ہے۔ **والسابع الإذن العام من الإمام وهو يحصل بفتح أبواب**

الجامع للواردين. (شامی زکریا ۳/ ۲۵)

جمعہ کی پہلی اذان ہی سے جمعہ کی تیاری ضروری ہے

جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی سب دنیوی مصروفیات بند کر کے جمعہ کی تیاری شروع کردینی چاہئے۔ **وجب سعی إليها بالأذان الأول في الأصح وإن لم يكن في زمن الرسول بل في زمن عثمان** رضی اللہ عنہ. (شامی زکریا ۳/ ۳۸)

جمعہ میں ہر زمانہ میں تعجیل افضل ہے

زوال کے بعد جمعہ کی نماز جلد از جلد پڑھنی افضل ہے خواہ سردی کا زمانہ ہو یا گرمی کا۔ (اسی سے معلوم ہو گیا کہ بعض جگہ بہت تاخیر سے جمعہ کا وقت مقرر ہوتا ہے وہ خلافِ اولیٰ ہے) **لٰکن جزم في الأشباه من فن الأحكام أنه لا يسن لها الإبراد، وقال الجمهور ليس بمشروع لأنها تقام مجمع عظيم فتاخيرها مفضي إلى الحرج.**

(شامی کراچی ۱/ ۳۶۷)

مسائل خطبۂ جمعہ

جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے مسجد کے اندر کہی جائے

جمعہ کی اذانِ ثانی (خطبہ کی اذان) خطیب کے بالمقابل مسجد کے اندر کہی جائے گی، یہی عمل دورِ عثمانی سے امت میں متوارث چلا آرہا ہے۔ **ویؤذن ثانیاً بین یدیه أی الخطیب أی علی سبیل السنیة کما یظهر من کلامهم.** (شامی زکریا ۳/۳۸)

نماز جمعہ میں خطبہ شرط ہے

جمعہ کی نماز میں نماز سے قبل خطبہ دینا شرط ہے اس کے بغیر نماز جمعہ درست نہ ہوگی۔ **ویشترط لصحتها سبعةُ أشیاء الخ، والرابع الخطبة فیه.** (شامی زکریا ۳/۵-۱۹)

خطبہ کی مقدار کیا ہو؟

خطبہ کی کم سے کم مقدار ایک مرتبہ **"الحمد لله، یا سبحان الله، یا لا إلٰه إلا الله"** کہنا ہے؛ لیکن تین آیاتِ قرآنیہ سے کم خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک خطبہ کی کم سے کم مقدار تشہد کے بقدر ہے اس سے کم مکروہ ہے۔ **وکفت تحمیدة أو تهلیلة أو تسبیحة للخطبة المفروضة مع الکراهة. وقالا: لابد من ذکر طویل وأقله قدر التشهد الواجب الخ وتارکها مسیٔ علی الأصح کترکه قراءة قدر ثلاث آیات.** (درمختار زکریا ۳/۲۰)

خطبہ کے سنن وآداب

خطبہ کے سنن وآداب پندرہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) طہارت (بلاوضو خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۲) کھڑے ہوکر خطبہ دینا (بیٹھ کر بلاعذر خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۳) حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر خطبہ دینا (قبلہ رو ہوکر خطبہ دینا مکروہ ہے)

(۴) خطبہ سے پہلے آہستہ سے اعوذ باللہ پڑھنا۔

(۵) خطبہ میں اتنا جہر کرنا کہ لوگوں تک آواز پہنچ جائے۔

(۶) حمد سے شروع کرنا۔

(۷) خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا۔

(۸) کلمۂ شہادت پڑھنا۔

(۹) درود شریف پڑھنا۔

(۱۰) لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا۔

(۱۱) قرآنِ کریم کی کوئی آیت پڑھنا۔

(۱۲) دوسرے خطبہ میں دوبارہ حمد وثناء اور درود شریف پڑھنا۔

(۱۳) تمام مسلمان مرد وعورت کے لئے دعا مانگنا، بالخصوص خلفاء راشدین اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کرنا۔

(۱۴) خطبہ کو زیادہ لمبا نہ کرنا، بہتر ہے کہ طوال مفصل کی کسی سورت کے بقدر رہو۔

(۱۵) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔

وأما سننها فخمسة عشر الخ. (عالمگیری ۱/۱۴۶-۱۴۷) **ویندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین.** (درمختار زکریا ۳/ ۲۱)

خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لینا

خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لینا مستحب ہے؛ لیکن اس کو ضروری قرار دینا اور نہ لینے والے کو ہدفِ ملامت بنانا (جیسا کہ جنوبی ہند کے بعض علاقوں میں التزام ہے) جائز نہیں ہے۔

ونقل القهستاني عن عبد المحیط إن أخذ العصا سنة كالقیام. (شامی زکریا ۳/ ۴۱)

خطبہ کی اذان کا زبان سے جواب نہ دیں

خطبہ کی اذان کا جواب صرف دل دل میں دیا جائے، زبان سے کلماتِ اذان نہ دہرائیں؛ اس لئے کہ خطیب کے منبر پر آنے کے بعد زبان سے ذکر اذکار کرنا منع ہے۔ **وینبغي ألّا یجیبَ بلسانہٖ اتفاقاً في الأذان بین یدی الخطیب.** (درمختار زکریا ۲/ ۷۰)

کھڑے ہوکر خطبہ دینا مسنون ہے

جمعہ وعیدین کا خطبہ کھڑے ہوکر دینا مسنون ہے، تاہم اگر کوئی شخص بیٹھ کر خطبہ پڑھ دے تو بھی خطبہ معتبر ہوجائے گا، اور بلا عذر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ **فالقیام سنۃ ولیس بشرط حتی لو خطب قاعداً یجوز عندنا، إلا أنہ مسنون في حالۃ الاختیار لأن النبی ﷺ کان یخطب قائماً.** (بدائع الصنائع ۱/ ۵۹۲)

خطبہ کے وقت بچوں کو شرارت سے روکنا

اگر خطبہ کے وقت بچے شرارت کررہے ہوں تو انہیں اشارہ سے روکا جاسکتا ہے؛ لیکن زبان سے نہ روکیں۔ **والأصح أنہ لا بأس بأن یشیر برأسہ أو یدہ عند رؤیۃ منکر.**

(درمختار زکریا ۳/ ۳۶)

خطبہ سننے کے دوران چھینک آنے پر الحمدللہ کہے یا نہیں؟

اگر خطبہ سننے کے دوران کسی شخص کو چھینک آئے تو زبان سے الحمدللہ نہ کہے؛ بلکہ دل دل میں پڑھ لے؛ تاکہ خطبہ سننے میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ **وأما العاطش فھل یحمد اللّٰہ تعالیٰ، فالصحیح أنہ یقول ذٰلک فی نفسہٖ لأن ذلک مما لایشغلہ عن سماع الخطبۃ.**

(بدائع الصنائع ۱/ ۵۹۴)

دورانِ خطبہ سلام یا چھینک کا جواب

خطبۂ جمعہ کے دوران اگر کوئی شخص سلام کرے یا کسی شخص کو چھینک آئے تو سننے والے پر

جواب دیناواجب نہیں ہے۔ **ولا یجب تشمیت ولا رد سلام بہ یفتی. وعن أبی یوسفؒ لا یکرہ لأنہ فرض. قلنا: ذاک إذا کان السلام ماذوناً علیہ شرعاً ولیس کذلک فی حالۃ الخطبۃ.** (شامی زکریا ۳/۳۶)

خطبہ کے وقت لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا

جو شخص خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں پہنچے اسے پیچھے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہئے، لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر اگلی صف میں جانے کی کوشش کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس عمل پر سخت وعید ارشاد فرمائی ہے، آپ کا ارشاد ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگے اسے جہنم کا پل بنایا جائے گا''۔ **عن سہل بن معاذ بن أنس الجہنی** رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول اللہ** ﷺ**: من تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ اتخذ جسراً إلی جہنم.** (ترمذی شریف ۱/۱۱٤)

جس شخص کو خطبہ کی آواز نہ آرہی ہو وہ کیا کرے؟

جو شخص امام سے اتنی دور ہے کہ اسے خطبہ کی آواز بالکل سنائی نہیں دے رہی ہو، اس کے لئے بھی افضل یہی ہے کہ خاموش بیٹھا رہے اور تلاوت یا کسی ذکر واذکار میں مشغول نہ ہو۔ **فأما البعید منہ إذا لم یسمع الخطبۃ کیف یصنع؟ قال محمد بن سلمۃ البلخیؒ الإنصات لہ أولی من قراء ۃ القرآن.** (بدائع الصنائع ۱/۵۹۳)

خطبۂ جمعہ صرف عربی میں دیا جائے

خطبۂ جمعہ صرف عربی زبان میں دینا چاہئے، کسی اور زبان میں خطبہ دینا مکروہ اور قابل ترک ہے، عوام کو وعظ ونصیحت کی ضرورت ہو تو خطبہ کی عبارت میں تبدیلی کے بجائے کسی اور وقت (اذان خطبہ سے پہلے یا جمعہ کے بعد) وعظ کا معمول بنایا جائے۔ (علم الفقہ ۲/۱۸۸، جواہر الفقہ ۱/۳۵۲، دار العلوم ۵/۱۲۹)

دونوں خطبوں کے درمیان دعا کرنا

جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیانی وقفہ قبولیت کا وقت ہے، اس میں دل دل میں دعا کرنی

چاہئے، زبان سے کوئی کلمہ ادا نہ کریں۔ **وسئل عليه الصلاة والسلام عن ساعة الإجابة، فقال: ما بين جلوس الإمام إلى أن يتم الصلاة وهو الصحيح.** (درمختار) **قال في المعراج: فيسن الدعاء بقلبه لا بلسانه لأنه مامور بالسكوت.** (شامی زکریا ۴۲/۳)

خطبہ کے دوران نمازی کس طرح بیٹھے؟

خطبہ کے دوران جس طرح آسانی ہو بیٹھ سکتے ہیں کوئی خاص ہیئت مقرر نہیں ہے؛ البتہ حالتِ تشہد کی طرح بیٹھنا بہتر ہے۔ **إذا شهد الرجل عند الخطبة إن شاء جلس محتبياً أو متربعاً أو كما تيسر لأنه ليس بصلاة عملاً وحقيقةً ويستحب أن يقعد فيها كما يقعد في الصلاة.** (هندیه ۱۴۸/۱)

خطبہ میں آنحضرت ﷺ کا نام نامی سننے پر درود کیسے پڑھیں؟

دورانِ خطبہ چوں کہ زبان سے ذکر اذکار ممنوع ہے، لہٰذا اگر نبی اکرم ﷺ کا نام نامی خطبہ میں سنے تو صرف دل دل میں درود شریف پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ **وكذا إذا ذكر النبي ﷺ لايجوز أن يصلوا عليه بالجهر بل بالقلب وعليه الفتوىٰ.** (شامی زکریا ۳۵/۳)

تنبیہ: بعض جگہ رواج ہے کہ خطیب کے آیتِ درود ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ﴾ **الخ،** پڑھتے وقت زور سے درود شریف پڑھتے ہیں، یہ طریقہ شرعاً خلاف سنت ہے۔

خطبہ کے وقت چندہ کا ڈبہ گھمانا

بعض مساجد میں دستور ہے کہ خطبہ کے دوران نمازیوں کے سامنے چندہ کا ڈبہ گھمایا جاتا ہے یہ عمل جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جب دورانِ خطبہ ذکر واذکار کرنے تک کی ممانعت ہے، تو اس عمل کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے؟ **ويكره الاشتغال بما يفوت السماع وإن لم يكن كلاماً.** (شامی زکریا ۳۵/۳)

رمضان میں خطبۃ الوداع کا ثبوت نہیں

رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو خطبۃ الوداع پڑھنے کا کہیں سے ثبوت نہیں ہے؛ لہٰذا اس

سے احتراز لازم ہے۔ (فتاوی دار العلوم ۵/۵۳)

منبر کتنے درجہ کا ہونا چاہئے

بہتر ہے کہ منبر کے تین درجے ہوں؛ تاکہ نبی اکرم ﷺ کے منبر مبارک سے موافقت ہوجائے۔ و منبره ﷺ كان ثلاث درج. (شامی کراچی ۳/ ۱۶۱)

جمعہ کی تیاری کون سی اذان کے بعد فرض ہے؟

کسی شہر میں مختلف اوقات میں اگر جمعہ کی اذانیں ہوتی ہوں، تو اذان کے بعد جمعہ کی تیاری کے سلسلہ میں محلّہ کی مسجد کی اذان کا اعتبار ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۱۱۸)

جمعہ کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھنا مسنون ہے؟

جمعہ کی پہلی رکعت میں ﴿سبح إسم ربک الأعلیٰ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿هل أتاک حديث الغاشية﴾ پڑھنا مسنون ہے، تاہم کبھی کبھی دوسری سورتیں بھی پڑھ دیں؛ تاکہ عوام انہی سورتوں کو لازم نہ سمجھیں۔ وإن قرأ بسبح إسم ربک وهل أتاک حديث الغاشية تبركاً بالماثورة عنه عليه الصلاة والسلام كان حسناً لكن يتركه أحياناً لئلا يتوهم العامة وجوبه. (کبیری ۵۲۰)

عورت کا مردوں کی جماعت میں شامل ہوکر جمعہ پڑھنا

عورت پر اگرچہ جمعہ پڑھنا فرض نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ مردوں کی جماعت میں شامل ہوکر (مثلاً حرمین شریفین میں) جمعہ پڑھ لے تو اس کا جمعہ درست ہوجائے گا، اور ظہر کا فریضہ اس سے ساقط ہوجائے گا۔ ومن هو من أهل الوجوب كالمريض والمسافر والعبد والمرأة تجزيهم ويسقط عنهم الظهر. (بدائع الصنائع ۱/ ۵۸۲)

جمعہ میں خطیب اور امام کا الگ الگ ہونا

اگر جمعہ کا خطبہ کسی شخص نے دیا اور نماز دوسرے نے پڑھائی تو بھی جمعہ درست ہوجائے گا؛

لیکن بلاعذر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ **وقد علم من تفاريعهم أنه لايشترط فى الإمام أن يكون هو الخطيب.** (شامی ۱۹/۳)

جمعہ کا خطبہ ختم ہونے سے قبل حاضرین کا کھڑا ہونا

بعض لوگ جلد بازی میں خطبۂ جمعہ پورا ہونے سے قبل ہی کھڑے ہوکر صف بندی شروع کردیتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے خطبہ سننے میں خلل آتا ہے؛ لہٰذا خطبہ مکمل ہونے کے بعد ہی کھڑا ہونا چاہئے۔ **يكره كل ما شغل عن سماع الخطبة من التسبيح والتهليل والكتابة ونحوها بل يجب عليه أن يستمع ويسكت.** (بدائع الصنائع ۵۹۳/۱)

جمعہ کی جماعت کے لئے کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا شرط ہے

جمعہ کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی خطبہ وجماعت میں شامل ہوں، خواہ وہ مسافر ہی کیوں نہ ہوں۔ **الجماعة وأقلها ثلاثة رجال أطلق فيهم فشمل العبيد والمسافرين والمرضىٰ.** (شامی زکریا ۲۴/۳)

جمعہ کے دن وفات پانے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے

جمعہ کے دن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں وفات پانے والا شخص عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ **من مات فيه أو فى ليلة أمن من عذاب القبر.** (شامی کراچی ۱۶۵/۲)

○❖○

عیدین کے مسائل

عید! خوشی میں اظہار بندگی

اسلام ایک ایسا مبارک دین اور مذہب ہے جس کی مذہبی اقدار اور تعلیمات لہو ولعب سے کوسوں دور اور خرافات کے شائبہ سے بالکلیہ پاک ہیں۔ چنانچہ اسلامی شریعت نے جہاں انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے متبعین کے لئے سال میں دو دن عید کے نام پر خوشی و مسرت کے لئے تجویز کئے ہیں وہیں ان میں پر عظمت عبادت: دوگانہ نماز عید واجب کر کے خوشی کے جذبات کے ساتھ معرفت خداوندی اور شکر نعمت جیسے واجبات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے، عید محض مذہبی تیوہار نہیں بلکہ انعامات خداوندی کی شکر گزاری کا دن ہے۔ عید کھیل کود کا دن نہیں بلکہ خدا کی معرفت حاصل کرنے کا دن ہے۔ وہ منظر بڑا خوش نما اور عبرت آموز ہوتا ہے جب ایک ہی دن، ایک وقت، ایک ہی انداز میں اور ایک ہی جذبہ کے ساتھ دنیا کے قریہ قریہ، چپہ چپہ، شہر در شہر، مسجدوں میں، میدانوں میں، سڑکوں میں، عیدگاہوں میں، سیکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھ نہیں، کروڑ نہیں، بلکہ کروڑہا کروڑ، فرزندان توحید بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہوکر نہ صرف جذبۂ عبدیت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اسلامی اخوت کی بھی شاندار مثال پیش کرتے ہیں۔ جب اُجلے اُجلے لباس پہنے، بچے، بوڑھے اور جوان عید کی خوشیاں مناتے اور اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید میں مشغول نظر آتے ہیں تو دیکھنے والے صاحبِ ایمان کا دل، عظمتِ ایزدی سے سرشار اور روح، ایمانی سرور سے مسرور ہو جاتی ہے، رحمت کے فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے مجامع میں عاجزی وانکساری اور تضرع وزاری کے ساتھ دُعا کے لئے اُٹھنے والے ہاتھ رحمتِ خداوندی کے بے پایاں نزول کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ عید کی رات بھی اسلام کی متبرک ترین راتوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو انعامات سے سرفراز کرتا ہے۔ اسی لئے اس کو لیلۃ الجوائز (انعامات کی رات) کہا جاتا ہے۔ عارفین کے لئے یہ رات مسرت کا ابدی پیغام اور وصال محبوب کا عنوان بن کر آتی ہے۔ وہ انعامات خداوندی کے حصول کے لئے راتوں رات بارگاہ ایزدی میں حاضر رہ کر سربستہ راز و نیاز میں مشغول رہتے ہیں اور بیش از بیش رحمت خداوندی کے مستحق بنتے ہیں۔

دنیا کی قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تہوار اور خوشی کے دنوں میں لہو ولعب، ناچ گانے، شراب نوشی اور تفریحات کو پسند کرتے ہیں۔ اگلے پچھلے رنج وغم اور مصائب کو بھول کر وقتی خوشی میں ایسے سرشار ہوجاتے ہیں کہ انھیں اپنی سدھ بدھ ہی نہیں رہتی۔ ہم اپنے برادرانِ وطن میں ہولی اور دیوالی کے موقع پر ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو وہ ہر طرح کے

معاصی اور منکرات میں مبتلا ہو کر اظہارِ مسرت کرتے ہیں۔ یہی دستور زمانۂ جاہلیت میں بھی رائج تھا۔

حضور اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ سال میں دو دن خوشی کے مناتے تھے۔ ان دونوں دنوں میں خوب کھیل کود ہوتا تھا اور گانے باجے کی مجلسیں جمتی تھیں۔ مگر حضور اکرم ﷺ نے ان سب سلسلوں کو ختم فرما کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دو دنوں کے بجائے دو خوشی کے دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر فرمائے (ابوداؤد شریف ۱۶۱/۱) اور ان دنوں میں اظہارِ مسرت کا مظاہرہ کھیل کود، لہو ولعب اور تفریحات کے ذریعہ نہیں کرایا گیا بلکہ اسلام کے ماننے والوں کو حکم ہوا کہ وہ مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہوسکے۔ دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبوئیں اُٹھیں، ذہن ودماغ کے گوشوں سے عطر بیز ہوائیں پھیلیں اور بدن کا رگ وریشہ اور رواں رواں اظہارِ مسرت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششیں کرنے لگے۔

ایسی لازوال خوشی کے حصول اور اس کے اظہار کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان جس ربِّ کائنات کا بندہ ہے۔ وہ اس بندہ نواز کے سامنے اپنی بندگی کا اظہار کر کے اس کی خوشنودی کا مستحق بن جائے۔ ظاہر ہے کہ جس بندہ کا آقا اس سے خوش ہوجائے اس بندہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہوسکتی ہے؟ اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا: ﴿وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ﴾ (اور اللہ کی طرف سے خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے) اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے خوشی کے دنوں میں اظہارِ بندگی کا حکم دے کر شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہی عید کی اصل روح ہے۔ بقیہ جو لوازمات ہیں (مثلاً نہانا دھونا، خوشبو لگانا، نئے کپڑے پہننا، بشاشت ظاہر کرنا وغیرہ) وہ سب ضمنی ہیں۔ آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کردے کہ وہ واقعی اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گذار ہے اور ایسے ہی بندہ کو درحقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے۔

عیدین کی راتوں میں عبادت

عیدین کی راتیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں نہایت فضیلت رکھتی ہیں، ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ مُحْتَسِباً لِلّٰهِ تَعَالىٰ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ. (ابن ماجه شريف: ۱۷۸۲)

جو شخص اخلاص واحتساب کے ساتھ عیدین کی راتیں عبادت میں گذارے اس کا قلب اس دن زندہ رہے گا جب سب لوگوں کے دل مرجائیں گے۔

یعنی اس رات میں عبادت کرنے والے خوش نصیب حضرات میدانِ محشر کی سختیوں میں بے خوف اور مطمئن ہوں گے، اور بعض روایات میں ہے کہ عید کی رات آسمانوں میں ''لیلۃ الجائزۃ'' یعنی انعام کی رات کے عنوان سے جانی جاتی ہے؛ اس لئے ان راتوں کو فضول مٹر گشتی، تفریحات اور واہی تباہی مشاغل میں گذارنے کے بجائے عبادت واطاعت میں گذارنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس خیر سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔

انعام کا دن

عید کا دن دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر رحم وکرم اور انعام کا دن ہے، اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ بندوں کی مغفرت کا اعلان فرماتے ہیں چناں چہ ایک ضعیف روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلَآئِكَةُ عَلٰى أَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يَمُنُّ بِالْخَيْرِ ثُمَّ يُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ لَقَدْ أُمِرْتُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَقُمْتُمْ وَأُمِرْتُمْ بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ وَأَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ فَاقْبِضُوْا جَوَائِزَكُمْ فَإِذَا صَلَّوْا نَادٰى مُنَادٍ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ غَفَرَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ إِلٰى رِحَالِكُمْ فَهُوَ يَوْمُ الْجَائِزَةِ وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ فِي السَّمَاءِ يَوْمُ الْجَائِزَةِ.

(رواه الطبراني في الكبير ۲۲٦/۱، حديث: ٦١٧ الترغيب والترهيب حديث: ١٦١٨)

جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے نکڑوں پر کھڑے ہوکر یہ آواز لگاتے ہیں کہ اے مسلمانوں کی جماعت! اس رب کریم کی طرف چلو جو خیر سے نوازتا ہے، پھر اس پر عظیم الشان بدلہ عطا کرتا ہے، تمہیں راتوں میں عبادت کا حکم ہوا چناں چہ تم نے عبادت کی، اور تمہیں دن کے روزوں کا حکم ہوا تو تم نے روزے رکھے اور اپنے پروردگار کا کہا مانا: لہٰذا اپنے انعامات لے لو، پھر وہ لوگ جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو ایک منادی اعلان کرتا ہے کہ خبردار ہوجاؤ! تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا ہے؛ اس لئے رشد وہدایت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹو، پس یہ انعام کا دن ہے اور آسمان میں اسے انعام ہی کے دن سے یاد کیا جاتا ہے۔

بہرحال اس مبارک دن میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے استحضار اور اس کی یاد کی کوشش کرنی چاہئے۔

عید کے مسنون اعمال

(۱) غسل کرنا۔ (۲) مسواک کرنا۔ (۳) خوشبو لگانا۔ (۴) عید الفطر کی نماز سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھا کر جانا۔ (مشکوٰۃ ۱۲۶) (۵) اگر صدقۂ فطر واجب ہو تو عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا۔ (۶) بقرعید میں نماز کے بعد آکر قربانی کا گوشت کھانا۔ (مشکوٰۃ ۱۲۶) (۷) عید کی نماز عیدگاہ (شہر کے باہر میدان) میں پڑھنا۔ (۸) عید کی نماز کے لئے پیدل جانا، بلاضرورت سواری پر نہ جانا۔ (۹) عید کے لئے ایک راستہ سے جانا دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۰) عید کے دن زیادہ سے زیادہ تکبیرات: ''اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد'' پڑھنا۔ (عید الفطر میں آہستہ آواز سے اور بقرعید میں بلند آواز سے) (ماخوذ: پیغام عید، اصلاحی مضامین ۱۸۰، مؤلفہ: مولانا کلیم اللہ قاسمی)

ذیل میں عیدین سے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

عیدین کی شرائط

بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہوں (مثلاً وہاں کی آبادی کم از کم تین ہزار ہو یا ضروریاتِ زندگی بآسانی مہیا ہوں وغیرہ) وہاں عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے؛ البتہ جہاں شرائط جمعہ نہ پائی جاتی ہوں وہاں عید پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ **تجب صلاتهما على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة، وفي القنية صلاة العيد في القرى تكره تحريماً أي لأنهُ اشتغال بما لايصح لأن المصر شرط الصحة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۵-۴٦، امداد المفتیین ۴۰۷)

عیدین کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

عیدین کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے تقریباً پندرہ منٹ کے بعد شروع ہوجاتا ہے؛ لیکن نماز کا ایسا وقت مقرر کیا جائے کہ لوگ تمام تیاریاں کر کے بسہولت عیدگاہ میں حاضر ہوسکیں۔ **وابتداء وقت صحة صلاة العيد من ارتفاع الشمس قدر رمح (أي هو إثنا عشر شبراً) أو رمحين حتى تبيض لأنه ﷺ كان يصلي العيد حين ترتفع الشمس قدر رمح أو رمحين.** (مراقی الفلاح مع طحطاوی ۲۹۰، حاشية الطحطاوي اشرفی ۵۳۲، شامی زکریا ۳/ ۵۲، فتاویٰ رحیمیہ ۵/ ۵۵)

نمازِ عید شہر سے باہر عیدگاہ میں پڑھنا

نمازِ عیدین شہر سے باہر نکل کر عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے۔ **ثم خروجه ماشياً إلى الجبانة والخروج إليها (أي الجبانة) لصلاة العيد سنةٌ وإن وسعهم المسجد الجامع.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۹، دار العلوم ۵/ ۱۸۵)

شہر کی متعدد مساجد میں نمازِ عید

شہر کی متعدد مسجدوں میں نمازِ عید ادا کرنے کی اجازت ہے۔ **وتؤدي بمصر واحد**

بمواضع كثيرة اتفاقاً. (در مختار مع الشامي زكريا ٣/ ٥٩، دار العلوم ٥/ ١٨٤)

نمازعیدگاہ سے پہلے شہر کی مساجد میں نماز کا حکم

عیدگاہ میں نماز ہونے سے پہلے شہر کی مسجدوں میں نماز عید بلا کراہت جائز ہے۔ **ولو ضحى بعد ما صلى أهل المسجد ولم يصل أهل الجبانة أجزأه استحساناً لأنها صلاةٌ معتبرةٌ.** (شامي زكريا ٩/ ٤٦٠، هدايه ٤/ ٤٣٠، هدايه اشرفي ٤/ ٤٤٦)

عید کی تیاری

عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانا مستحب ہے۔

ويستحب يوم الفطر للرجل الاغتسال والسواك ولبس أحسن ثيابه الخ.

(عالمگیری ١/ ١٤٩)

عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کچھ کھانا پینا مستحب ہے

عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے طاق عدد چھوارے یا کھجور کھا کر جانا مستحب ہے، اگر یہ میسر نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھالینا کافی ہے، اس موقع پر کسی خاص شیرینی کی تخصیص ثابت نہیں۔

وندب يوم الفطر أن يطعم اقتداءً بالنبي ﷺ ويستحب كون ذلك المطعوم حلواً وأما ما يفعله الناس في زماننا من جمع التمر مع اللبن والفطر عليه فليس له أصل في السنة. (البحر الرائق كراچي ٢/ ١٥٨، رحيميه ١/ ٢٨١)

عیدگاہ پیدل جانا مستحب ہے

عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے اور وہاں سے واپسی میں سوار ہو کر آنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ **ثم خروجه ماشياً إلى الجبانة ولا بأس بعوده راكباً.** (در مختار مع الشامي زكريا ٣/ ٤٩)

نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا

نمازِ عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے، حتی کہ عورتیں بھی اس دن اشراق

اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز باجماعت نہ پڑھ لی جائے۔
ولا يتنفل قبلها مطلقاً أي سواء كان في المصلى اتفاقاً أو في البيت في الأصح وسواءٌ كان ممن يصلي العيد أو لا حتى أن المرأة إذا أرادت صلاة الضحى يوم العيد تصليها بعد ما يصلي الإمام في الجبانة. (شامی زکریا ۳/ ۵۰، امداد المفتیین ۴۰۷)

تنبیہ: بعض لوگ عیدگاہ پہنچ کر نمازِ عید سے قبل نمازیں پڑھتے ہیں، اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ ہم فجر کی قضا نماز پڑھ رہے ہیں، تو اجتماعی طور پر عیدگاہ میں قضا پڑھنا طرح طرح کی چہ می گوئیوں اور انتشار کا سبب بنتا ہے؛ اس لئے اس طریقہ سے احتراز لازم ہے۔ اول تو مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کوئی نماز قضا کرے اور اگر بالفرض قضا ہو جائے تو اسے برسرِ عام پڑھنے کے بجائے گھر میں ادا کرے؛ تاکہ اپنی کوتاہی مخلوق کے سامنے نہ آسکے۔

نمازِ عید کی نیت

نمازِ عید شروع کرتے وقت مقتدی کے دل میں یہ استحضار رہے کہ میں قبلہ رو ہوکر اس امام کے پیچھے دو رکعت واجب نماز ادا کر رہا ہوں جس میں چھ زائد واجب تکبیریں ہیں۔ نیت کے لئے یہ استحضار کافی ہے زبان سے نیت کے کلمات ادا کرنا ضروری نہیں ہے باقی اگر کوئی ادا کر لے تو ناجائز بھی نہیں۔ **محلها (النية) القلب في كل موضع الخ.** (الاشباہ والنظائر ۱/ ۸۴)

ترکیب نمازِ عید

نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیرِ تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثنا پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیر کہیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں اس کے بعد فاتحہ اور سورۃ ملائیں، پھر رکوع سجدہ کر کے رکعت مکمل کرلیں۔ دوسری رکعت میں اولاً فاتحہ وسورۃ پڑھنے کے بعد رکوع میں نہ جائیں بلکہ تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں، اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسبِ معمول پوری کریں۔ (حلبی کبیر ۵۶۷)

عورتوں پر نمازِ عید نہیں ہے

عورتوں پر نمازِ جمعہ وعیدین واجب نہیں ہے، اور عام حالات میں انہیں عیدگاہوں اور مساجد میں جاکر نمازِ عید میں شریک ہونا بھی مکروہ اور سخت فتنہ کا سبب ہے؛ البتہ حرمین شریفین میں یا کسی ایسی جگہ جہاں فتنہ سے مکمل حفاظت ہو، اگر عورتیں عید کی جماعت میں شامل ہوجائیں تو جائز ہے۔
تجب صلاۃ العید علی کل من تجب علیه صلاۃ الجمعة. (ھندیہ ۱/۱۵۰، شامی زکریا ۴۵/۳) **ویکرہ حضورھن الجماعة ولو لجمعة وعید.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳۰۷/۲)

عیدین میں عورتوں کے احکام

مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی عید کے دن مستحب یہ ہے کہ وہ غسل کریں اور عمدہ لباس زیبِ تن کریں؛ کیوں کہ یہ خوشی اور زیب وزینت کا دن ہے اور اگر چاہیں تو عیدگاہ یا مساجد میں عید کی نماز ہوجانے کے بعد اپنے گھروں میں تنہا تنہا بطور شکرانہ نفل نماز پڑھ سکتی ہیں۔ **ثم یستحب لصلاۃ العید ما یستحب للجمعة من الاغتسال والاستیاک والتطیب ولبس أحسن الثیاب.** (کبیری لاھور ۵۶٦، شامی زکریا ۴۸/۳)

عیدین کا خطبہ

عیدین کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا۔ **ویشترط للعید ما یشترط للجمعة إلا الخطبة کذا فی الخلاصة فإنها سنة بعد الصلاۃ.** (عالمگیری ۱/۱۵۰)

عیدین کا خطبہ تکبیر سے شروع کرنا

عیدین کا خطبہ شروع کرنے سے قبل ۹ر مرتبہ لگاتار تکبیراتِ تشریق پڑھنا مستحب ہے، جب کہ دوسرے خطبہ کے شروع میں ۷ر تکبیرات پڑھنا مروی ہے۔ **ویستحب أن یستفتح الأولی بتسع تکبیراتٍ تتریٰ أی متتابعات والثانیة بسبعٍ ھو السنة.** (در مختار مع

الشامی زکریا ۵۸/۳، دارالعلوم ۱۹۱/۵، فتاویٰ محمودیہ جدید ۴۵۲/۸) **قال الشافعیؒ: أخبرني من أثق به من أهل العلم من أهل المدينة، قال: أخبرني من سمع عمر بن عبد العزيز وهو خليفة يوم فطر فظهر على المنبر فسلم ثم جلس ثم قال: إن شعائر هٰذا اليوم التكبير والتحميد ثم كبر مراراً الله أكبر الله أكبر الله أكبر الحمد ثم تشهد للخطبة ثم فصل بين التشهد بتكبيرة.** (اعلاء السنن کراچی ۱۳۲/۸)

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم

نمازِ عید کی پہلی رکعت میں امام تکبیراتِ زوائد بھول گیا اور سورۂ فاتحہ کا کچھ حصہ یا پوری سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد یاد آیا، تو تکبیرات کہہ کر سورۂ فاتحہ دوبارہ پڑھے، اور اگر سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد یاد آیا تو صرف تکبیرات کہے قرأت کا اعادہ نہیں ہوگا۔ **نسي التكبير في الأولى حتى قرأ بعض الفاتحة أو كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وإذا تذكر بعد ما قرأ الفاتحة والسورة يكبر ولايعيد القراءة لأنها تمت وصحت بالكتاب والسنة.**

(کبیری ۵۲۵، حلبی کبیر ۵۷۲، شامی زکریا ۵۵/۳، رحیمیہ ۲۷/۱)

نمازِ عید کی دوسری رکعت میں تکبیراتِ زوائد بھول جانے کا حکم

اگر امام نمازِ عید کی دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیراتِ زوائد نہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے تو اس صورت میں رکوع ہی میں ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہہ لے، کھڑے ہوکر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ **كما لو ركع الإمام قبل أن يكبر فإن الإمام يكبر في الركوع ولا يعود إلى القيام ليكبّر.** (درمختار مع الشامی زکریا ۵۷/۳)

شافعی امام کی اقتداء میں حنفی کی نمازِ عید

حنفی مقتدی شافعی امام کے پیچھے نمازِ عید ادا کرے تو اسے تکبیراتِ عید میں بھی شافعی امام کی

اقتداء کرنی چاہئے، یعنی شافعی امام جتنی مرتبہ زائد تکبیریں کہے حنفی مقتدی بھی اس کی متابعت کرے۔ **ولو زاد تابعه إلى ستة عشر لأنه ماثور.** (درمختار مع الشامی زکریا ۵۴/۳)

عیدین اور جمعہ میں سجدۂ سہو کا حکم

عیدین اور جمعہ کی نماز میں اگر کوئی واجب ترک ہوجائے یا فرض مکرر ہوجائے یا کوئی اور موجبِ سجدۂ سہو صورت پیش آجائے تو کثیر مجمع میں فتنہ پھیلنے کے خوف سے جمعہ وعیدین میں سجدۂ سہو نہیں کیا جائے گا۔ **والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواءٌ والمختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة.** (شامی زکریا ۵۶۰/۲، امداد المفتیین ۴۰۶)

عید کی نماز میں مسبوق کیا کرے؟

عید کی نماز میں مسبوق ہونے کی کئی صورتیں ممکن ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

(۱) جس کی نمازِ عید میں پہلی رکعت چھوٹ گئی ہو وہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد جب کھڑا ہو تو اولاً ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے، پھر زائد تکبیرات کہے، اس کے بعد رکوع سجدہ کرکے بقیہ نماز پوری کرے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۷۸/۸، احسن الفتاویٰ ۱۴۳/۴) **ولو سبق بركعة يقرأ ثم يكبر لئلا يتوالى التكبير. (درمختار) أي لأنه إذا كبر قبل القراءة وقد كبر مع الإمام بعد القراءة لزم توالي التكبيرات في الركعتين. قال في البحر: ولم يقل به أحدٌ من الصحابة ولو بدأ بالقراءة يصير فعله موافقاً لقول عليؓ فكان أولىٰ، كذا في المحيط، وهو مخصص لقولهم: إن المسبوق يقضي أول صلاته في حق الأذكار.** (شامی زکریا ۵۶/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۱۶۱/۲، بدائع الصنائع زکریا ۶۲۳/۱، حلبی کبیر اشرفی ۵۷۲، طحطاوي علی المراقي ۵۳۴)

(۲) اور جو شخص امام کے ساتھ اس حال میں آ کر شریک ہوا کہ امام پہلی رکعت کی زائد تکبیرات کہہ کر قرأت شروع کر چکا تھا تو یہ مسبوق شخص تکبیر تحریمہ کہہ کر زائد تکبیرات کہے گا۔ **وإن أدركه بعد ما كبر الإمام الزوائد وشرع في القراءة فإنه يكبر تكبيرة الافتتاح ويأتي بالزائد برأي نفسه لا برأي الإمام؛ لأنه مسبوق.** (بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۶۲۲)

(۳) اور اگر امام کو رکوع میں پایا تو اگر امام کے ساتھ رکوع چھوٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر کھڑے کھڑے زائد تکبیرات بھی کہے، پھر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے۔ **وإن أدرك الإمام في الركوع فإن لم يخف فوت الركوع مع الإمام يكبر للافتتاح قائماً ويأتي بالزوائد ثم يتابع الإمام في الركوع.** (بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۶۲۲)

(۴) اور اگر رکوع چھوٹ جانے کا خوف ہو تو تکبیر تحریمہ کہے اور رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور رکوع کی حالت میں ہی تکبیراتِ زوائد کہے اور رکوع میں اگر زائد تکبیرات اور رکوع کی تسبیحات دونوں ادا کر سکتا ہو تو دونوں کو جمع کرے، ورنہ تسبیحات کو چھوڑ کر صرف تکبیرات کہے گا۔ **وإن خاف إن كبر يرفع الإمام رأسه من الركوع كبر للافتتاح وكبر للركوع وركع؛ لأنه لو لم يركع يفوته الركوع فتفوته الركعة بفوته وتبين أن التكبيرات أيضاً فاتته فيصير بتحصيل التكبيرات مفوتاً لها ولغيرها من أركان الركعة. وهذا لا يجوز. ثم إذا ركع يكبر تكبيرات العيد في الركوع عند أبي حنيفةؒ ومحمدؒ ...... ثم إن أمكنه الجمع بين التكبيرات والتسبيحات جمع بينهما وإن لم يمكنه الجمع بينهما، يأتي بالتكبيرات دون التسبيحات؛ لأن التكبيرات واجبة والتسبيحات سنة والاشتغال بالواجب أولىٰ.** (بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۶۲۲)

(۵) اور اگر رکوع میں تکبیرات پوری ہونے سے پہلے امام نے سر اٹھا لیا تو جتنی تکبیرات باقی رہ گئی ہوں وہ ساقط ہو جائیں گی۔ **فإن رفع الإمام رأسه من الركوع قبل أن يتمها**

رفع رأسه؛ لأن متابعة الإمام واجبة وسقط عنه ما بقي من التكبيرات. (بدائع الصنائع زكريا ٦٢٢/١، حلبي كبير أشرفي ٥٧٢، شامي زكريا ٥٦/٣)

نمازِ عید کے بعد دعا

عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، حدیث میں ہے کہ دورِ نبوت میں حائضہ ونفساء دعاؤں میں شرکت کے لئے عیدگاہ جایا کرتی تھیں۔ اور بہتر ہے کہ یہ دعا نماز کے فوراً بعد خطبہ سے قبل ہو؛ کیوں کہ خطبہ کے بعد کی دعا کی کہیں صراحت نہیں ہے۔ **عن أم عطية رضی الله عنها قالت: أمرنا رسول الله ﷺ أن نخرجهن فی الفطر والأضحیٰ والعواتق والحيض وذوات الخدور، فأما الحُيَّضُ فيعتزلن الصلاة ويشهدن الخير ودعوة المسلمين. (الحديث)** (مسلم شریف مکتبه بلال دیوبند ۲۹۰/۱، حدیث: ۱۲)

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا

اگر کسی عذر مثلاً بارش وغیرہ کی وجہ سے عید الفطر کی نماز ایک دن مؤخر کر کے دوسرے دن پڑھی جائے تو جائز ہے۔ **وتؤخر بعذر كمطر إلى الزوال من الغد فقط.** (در مختار مع الشامی زکریا ۵۹/۳، دارالعلوم ۱۸٤/۵)

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارک باد دینا جائز ہے۔ **والتهنئة بتقبل الله منا ومنكم لا تنكر.** (در مختار مع الشامی زکریا ٤۹/۳)

عیدگاہ میں چندہ کرنا

عیدگاہ میں عیدین کی نماز سے پہلے یا خطبہ کے بعد چندہ کرنے میں مضائقہ نہیں؛ لیکن خطبہ کے دوران اس کی اجازت نہیں ہے۔ **يكره الاشتغال بما يفوت السماع وإن لم يكن كلاماً.** (شامی زکریا ۳۵/۳، رحیمیه ۸۸/۵)

عیدین کے بعد مصافحہ ومعانقہ

عید کی نماز کے بعد ملنا اور معانقہ یا مصافحہ کرنا امر مسنون نہیں ہے، ہاں اگر کسی سے اسی وقت ملاقات ہو یا نماز کے کچھ فصل کے بعد محض ملاقات کی نیت سے مصافحہ یا معانقہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ **وأما فی غیر حال الملاقاة مثل کونها عقیب صلاة الجمعة والعیدین کما هو العادة فی زماننا فالحدیث ساکت عنه فیبقی بلا دلیل، وقد تقرر فی موضعه إن ما لا دلیل علیه فهو مردود.** (مجالس الأبرار ۲۹۸) **وموضع المصافحة فی الشرع إنما هو عند لقاء المسلم لأخیه لافی أدبار الصلوات.** (شامی زکریا ۹/۵۴۷)

عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے

عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا پینا مستحب ہے۔ **ویندب تاخیرا کله عنها أی یندب الإمساک عما یفطر الصائم من صبحه إلیٰ أن یصلی وإن لم یضح فی الأصح.** (شامی زکریا ۳/ ۶۰، فتاویٰ رحیمیه دار الاشاعت ۶/۱۷۶)

عیدالاضحیٰ کی نماز کب تک مؤخر ہوسکتی ہے؟

عیدالاضحیٰ کی نماز میں اتفاقیہ کوئی عذر پیش آجائے تو گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ **لکن هنا یجوز تاخیرها إلی اٰخر ثالث أیام النحر بلا عذر مع الکراهة وبه أی بالعذر بدونها.** (شامی زکریا ۳/۵۹، فتاویٰ دارالعلوم ۵/۲۱۲)

تکبیرِ تشریق

تکبیرِ تشریق فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اَللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ لاَ إِلٰہَ إِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

(شامی زکریا ۳/۶۲، هندیه ۱/۱۵۲، فتاویٰ دارالعلوم ۵/۲۰۳)

تکبیرِ تشریق کب سے کب تک ہے؟

تکبیرِ تشریق نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مردوں کے لئے بآواز بلند اور عورتوں کے لئے ایک مرتبہ آہستہ کہنا واجب ہے۔ **أوله من فجر عرفة إلى عصر اليوم الخامس آخر أيام التشريق وعليه الاعتماد.**

(شامی زکریا ۳/ ٦٤، ایضاح المسائل ۳۷)

تکبیرِ تشریق کتنی مرتبہ پڑھی جائے؟

تکبیرِ تشریق اصلا ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے، تاہم کوئی شخص ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھ لے تو بھی حرج نہیں۔ **ويجب تكبير التشريق فى الأصح للأمر به مرة وإن زاد عليها يكون فضلاً.** (درمختار زکریا ۳/ ٦١-٦٢، فتاویٰ دارالعلوم ۵/ ۲۱۳)

تکبیرِ تشریق کن لوگوں پر واجب ہے؟

تکبیرِ تشریق مقیم، مسافر، منفرد، جماعت، عورت، اہلِ شہر اور دیہات کے رہنے والوں پر واجب ہے۔ **ووجوبه على إمام مقيم بمصر وعلى مقتد مسافر أو قروى أو امرأة لكن المرأة تخافت ويجب على مقيم اقتدى بمسافر، وقالا بوجوبه فور كل فرض مطلقاً ولو منفرداً أو مسافراً أو امرأة لأنه تبع للمكتوبة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ٦٤، دار العلوم ۵/ ۲۱٦، ایضاح المسائل ۳۷)

تکبیرِ تشریق بھول جانا

تکبیرِ تشریق کہنا واجب ہے اگر کوئی مانع فعل صادر ہوجائے مثلاً مسجد سے باہر نکل گیا یا کوئی بات چیت کرلی یا عمداً وضو توڑ دیا، تو ان تمام صورتوں میں تکبیرِ تشریق ساقط ہوجائے گی؛ لیکن سہواً وضو ٹوٹ جائے تو تکبیر کہہ لے اور اگر قبلہ سے سینہ پھر گیا تو اس میں دو روایتیں ہیں؛ لہٰذا احتیاطاً تکبیر

کہہ لی جائے۔ **عقب كل فرض عيني بلا فصل يمنع البناء فلو خرج من المسجد أو تكلم عامداً أو ساهياً أو أحدث عامداً سقط عنه التكبير وفي استدبار القبلة روايتان ولو أحدث ناسياً بعد السلام الأصح أنه يكبر ولايخرج للطهارة.** (شامی زکریا ۳/ ۶۳، احسن الفتاویٰ ۴/ ۱۲۴، فتاویٰ دارالعلوم ۵/ ۲۰۶)

مسبوق پر تکبیرِ تشریق

مسبوق پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے وہ اپنی بقیہ رکعات پورے کرنے کے بعد پڑھے گا۔ **والمسبوق يكبر وجوباً كاللاحق.** (شامی زکریا ۳/ ۶۵، هندیه ۱/ ۱۵۲)

عورتوں پر تکبیرِ تشریق

عورتوں پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے؛ لیکن وہ بالکل آہستہ آہستہ پڑھیں گی۔ **يجب على المرأة والمسافر، والمرأة تخافت بالتكبير.** (هندیه ۱/ ۱۵۲، شامی زکریا ۳/ ۶۴)

سنن ونوافل سے متعلق مسائل

سنن ونوافل کی ضرورت

فرائض وواجبات کے ساتھ نوافل وسنن کا اہتمام بھی ضروری ہے؛ اس لئے کہ بسا اوقات فرائض کی ادائیگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کچھ کمی رہ جاتی ہے، تو اس کمی کی تلافی آخرت میں سنن ونوافل کے ذریعہ کی جائے گی۔ احادیث شریفہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلوٰتُهٗ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَنَجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: أُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكْمِلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ كَذٰلِكَ. (ترمذی شریف: ۱/۹۴، باب ماجاء أن أول ما یحاسب به الخ، منتخب احادیث ۲۲۳، طحطاوي علی مراقی الفلاح قدیم ۲۱۲)

قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا، اگر نماز اچھی ہوئی تو وہ شخص کامیاب اور بامراد ہوگا، اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ ناکام ونامراد ہوگا۔ پھر اگر فرض نماز میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے دیکھو! کیا میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں بھی ہیں؟ (اگر نفلیں ہوں گی) تو اللہ تعالیٰ ان سے فرضوں کی کمی پورا فرمادیں گے۔ اس کے بعد پھر اسی طرح باقی اعمال کا حساب ہوگا (یعنی فرض روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کی کمی نفلی روزوں اور صدقات سے پوری کردی جائے گی۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان محض فرائض کی انجام دہی پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اپنے نامۂ اعمال میں نوافل کا ذخیرہ بھی زیادہ سے زیادہ جمع رکھے؛ تاکہ آخرت میں قربِ خداوندی اور درجات کی بلندی کی نعمت سے سرفراز ہوسکے۔

تطوع کی قسمیں

اصطلاح فقہ وحدیث میں فرض اور واجب کے علاوہ جتنی بھی نمازیں ہیں سب کو تطوع (نفل) کہا جاتا ہے، پھر اس تطوع کی بنیادی طور پر بالترتیب تین قسمیں ہیں:

(۱) **سنن مؤکدہ:** یہ کل بارہ رکعتیں ہیں۔ فجر سے قبل دو رکعت، ظہر اور جمعہ سے پہلے چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت۔ ان میں سے کسی بھی سنت کو بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے۔

(۲) **سننِ غیر مؤکدہ:** اس میں ظہر کے بعد دو رکعت، عصر سے قبل چار رکعت، عشاء سے قبل چار رکعت اور عشاء کے بعد دو یا چار رکعت شامل ہیں۔ ان کا بلا عذر چھوڑنا خلافِ اولیٰ ہے، یعنی بہتر نہیں ہے۔

(۳) **مندوبات:** جیسے: نماز اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد وغیرہ۔ ان نوافل کو پڑھنا موجبِ ثواب ہے اور ترک میں کوئی کراہت نہیں۔ **الحاصل أن السنة إن كانت مؤكدةً قويةً لايبعد كون تركها مكروهاً تحريماً، وإن كانت غير مؤكدةٍ فتركها مكروهٌ تنزيهاً، وأما المستحب أو المندوب فينبغي أن لايكره تركه أصلاً الخ. ثم قال الشامي بحثاً: والظاهر أن خلاف الأولى أعم فكل مكروهٍ تنزيهاً خلاف الأولىٰ ولا عكس لأن خلاف الأولىٰ قد لايكون مكروهاً حيثُ لا يكون دليلٌ خاصٌ كترك صلاة الضحىٰ الخ.** (شامی زکریا ۳۶۷/۲)

سننِ مؤکدہ کی عظیم فضیلت

سننِ مؤکدہ کی پابندی پر احادیثِ شریفہ میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص دن رات میں فرائض کے علاوہ ۱۲/ رکعت سنن پڑھے گا اس کے لئے جنت میں محل تعمیر کیا جائے گا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعاً غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ. (رواه مسلم ۲۵۱/۱، المتجر الرابح في ثواب العمل الصالح ۹۰)

جو بھی مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر دن ۱۲/ رکعت نفل (سنت) فرض کے علاوہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر تعمیر فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

ذیل میں مذکورہ سنن ونوافل سے متعلق مسائل وجزئیات اور دلائل اختصار کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

فجر کی دو سنتیں

نمازِ فجر سے پہلے دو رکعت پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے، نبی کریم ﷺ ان دو رکعتوں کا نہایت اہتمام فرماتے تھے۔ والسنن اٰکدھا سنة الفجر اتفاقاً (درمختار) فی الصحیحین: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُداً مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. (شامی زکریا ۲/۵۳ ٤، بخاری شریف ۱/۱۵٦ حدیث: ۱۱٦۹)

فجر کی سنت بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے

فجر کی سنتیں بلا عذر بیٹھ کر یا سواری پر پڑھنا درست نہیں ہے۔ فلا تجوز صلاتها قاعداً ولا راكباً اتفاقاً بلا عذر على الأصح. (درمختار زکریا ۲/٤٥٤) لما روى الحسن عن أبي حنيفةؒ لو صلىٰ سنة الفجر قاعداً بلا عذرٍ لا يجوز. (شامی زکریا ۲/٤٥٤)

جماعت شروع ہوگئی تو فجر کی سنت کہاں پڑھیں؟

بہتر ہے کہ گھر یا کمرے میں فجر کی سنتیں پڑھ کر مسجد میں جائیں اگر گھر میں نہیں پڑھیں اور جب مسجد میں پہنچا تو نماز کھڑی ہو چکی تھی، تو ایسی صورت میں مسجد کے باہری حصہ میں یا ستون وغیرہ کے پیچھے سنت ادا کرے، جماعت کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے۔ (قوله عند باب المسجد) أى خارج المسجد كما صرح به القهستانى فإن لم يكن فى باب المسجد موضع للصلاة يصليها فى المسجد خلف سارية من سوارى المسجد وأشدها كراهة أن يصليها مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة والذى يلى ذٰلك خلف الصف من غير حائلٍ. (درمختار زکریا ۲/۵۱۱)

ایک رکعت بھی ملنے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے

اگر مسجد میں جماعت کھڑی ہو جائے اور وہاں جماعت خانہ سے ہٹ کر نماز پڑھنے کی جگہ موجود ہو، تو اگر سنت کے بعد ایک رکعت بھی ملنے کی امید ہو تو اولاً سنت پڑھے اس کے بعد جماعت

میں شریک ہو، اور اگر ایک رکعت بھی ملنے کی امید نہ ہو تو اس وقت سنت ترک کردے بعد میں سورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔ **وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل، وإلا بان رجىٰ إدراک ركعة لايتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً.** (در مختار مع الشامی زکریا ۲/ ۵۱۰)

فجر کی سنت کی قضا

اگر کسی وجہ سے فجر کی سنت چھوٹ جائے تو طلوعِ شمس سے پہلے تو ادا نہ کریں؛ البتہ اسی دن اشراق کے وقت سے زوال کے درمیان اسے بطور نفل ادا کر لینا بہتر ہے۔ **وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالإجماع، وأما بعد طلوع الشمس فكذلک عندهما، وقال محمدؒ: أحب إلي أن يقضيها إلى الزوال.** (شامی زکریا ۲/ ۵۱۲)

تہجد کی نیت سے دو رکعت پڑھیں پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی

اگر کسی شخص نے تہجد کی نیت سے دو رکعت نفل ادا کی پھر معلوم ہوا کہ اس نے صبح صادق کے بعد (یعنی فجر کا وقت شروع ہونے کے بعد) وہ دو رکعتیں پڑھی ہیں، تو یہ دو رکعتیں فجر کی سنت کے قائم مقام ہو جائیں گی اب وہ از سر نو فجر کی سنت نہ پڑھے۔ **فيه أنه صحح في التجنيس فى المسئلة الأولى الأجزاء معلّلاً بأن السنة تطوع فتتأدىٰ بنية التطوع.** (شامی زکریا ۲/ ۴۵۵)

تہجد کی چار رکعتوں میں سے دو رکعت صبح صادق کے بعد پڑھی گئیں

اگر کسی شخص نے تہجد کی نیت سے ۴؍ رکعت کی نیت باندھی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے آخری دو رکعت صبح صادق کے بعد فجر کے وقت میں پڑھی ہیں، تو یہ دو رکعتیں فجر کی سنت سے کافی نہ ہوں گی؛ بلکہ فجر کی سنت الگ سے پڑھنی ہوگی۔ **أو صلى أربعاً فوقع ركعتان بعد طلوعه لا تجزيه عن ركعتيهما على الأصح "تجنيس" لأن السنة ما واظب عليه الرسول بتحريمة مبتدأة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۴۵۵)

ظہر سے قبل ۴؍ رکعت سنتِ مؤکدہ

ظہر کی نماز سے قبل ۴؍ رکعت ایک سلام سے پڑھنا مسنون ہے۔ **وأربع قبل الظهر، ورکعتان بعدها. لما روی عَنْ عَلِيٍّ** رضی اللہ عنہ **قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** صلی اللہ علیہ وسلم **يُصَلِّی قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ.** (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن ۹۶/۱) **وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ** صلی اللہ علیہ وسلم **لا يَدَعُ أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ.** (رواہ البخاری ۱۵۷/۱ رقم: ۱۱۸۲، حلبی کبیر ۳۸۳) **وسن مؤکداً أربع قبل الظهر.** (درمختار بیروت ۳۹۲/۲، زکریا ۴۵۱/۲)

جمعہ سے پہلے کی سنتِ مؤکدہ

جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ **وروی ابن ماجة بإسناده عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ** رضی اللہ عنہ **كَانَ النَّبِيُّ** صلی اللہ علیہ وسلم **يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعاً لا يَفْصِلُ فِيْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ.**

(شامی بیروت ۳۹۲/۲، زکریا ۴۵۱/۲، سنن ابن ماجہ: ۱۱۵۷)

چاروں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھیں

جن نمازوں میں چار رکعات سنتِ مؤکدہ ہیں ان میں سنت اسی وقت ادا ہوگی جب کہ چار رکعات ایک ہی سلام سے پڑھے، اگر بلا عذر ۲-۲ رکعت الگ الگ پڑھی تو سنت ادا نہ ہوگی۔ **فلو بتسليمتين لم تنب عن السنة (درمختار) وفی الشامی: وَعَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ** رضی اللہ عنہ **كَانَ يُصَلِّي النَّبِيُّ** صلی اللہ علیہ وسلم **بَعْدَ الزَّوَالِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ. فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الصَّلاةُ الَّتِيْ تُدَاوِمُ عَلَيْهَا؟ فَقَالَ: هٰذِهِ سَاعَةٌ تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ فِيْهَا، فَأُحِبُّ أَنْ يُّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ، فَقُلْتُ: أَفِيْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ؟ قَالَ: نَعَمْ فَقُلْتُ: بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدٍ أَوْ بِتَسْلِيْمَتَيْنِ؟ فَقَالَ: بِتَسْلِيْمَةٍ وَاحِدَةٍ.** (أبوداؤد شریف: ۱۲۷۰، ابن ماجة ۱۱۵۷، شمائل ترمذي قديم ۱۹-۲۰، شامی بیروت ۳۹۲/۲، زکریا ۴۵۱/۲)

سننِ مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف نہ ملائیں

چار رکعت والی سننِ مؤکدہ (جیسے ظہر سے قبل اور جمعہ سے پہلے اور بعد کی چار چار سنتیں) میں قعدۂ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائیں نہ ملائیں۔ اسی طرح تیسری رکعت میں کھڑے ہوکر ثنا نہ پڑھیں۔ **ولا يصلي على النبي ﷺ في القعدة الأولى في الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولو صلى ناسياً ففيه السهو وقيل لا، شمني ولا يستفتح إذا قام إلى الثالثة منها لأنها لتاكدها اشبهت الفريضة.** (درمختار مع الشامی بیروت ۳۹۷/۲، زکریا ۴۵۶/۲)

سنت پڑھتے ہوئے ظہر کی جماعت یا خطبۂ جمعہ شروع ہوجائے

اگر جماعتِ ظہر یا خطبۂ جمعہ کا وقت قریب ہو تو سنت کی نیت نہیں باندھنی چاہئے؛ بلکہ اس کو مؤخر کردینا چاہئے؛ لیکن اگر سنت پڑھنی شروع کی اور درمیان ہی میں نماز یا خطبہ شروع ہوگیا تو کیا کرے؟ اس بارے میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر قعدۂ اولیٰ سے پہلے جماعت شروع ہوگئی تو قعدۂ اولیٰ ہی پر سلام پھیردے اور جماعت میں شامل ہوجائے اور نماز کے بعد وہ چار رکعت سنتِ مؤکدہ دوبارہ پڑھے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴۶۵/۱) **والشارع في نفل لايقطع مطلقاً ويتمه ركعتين وكذا سنة الظهر وسنة الجمعة إذا أقيمت أو خطب الإمام يتمها أربعاً على القول الراجح الخ، خلافاً لما رجحه الكمال (درمختار) حيث قال، وقيل: يقطع على رأس الركعتين لأنه يتمكن من قضائها بعد الفرض ولا ابطال في التسليم على الركعتين فلا يفوت فرض الاستماع والأداء على الوجه الأكمل بلا سبب.** (شامی زکریا ۵۰۶/۲)

قال في شرح المنية: أما إذا شرع في الأربع التي قبل الظهر وقبل الجمعة أو بعدها ثم قطع في الشفع الأول أو الثاني يلزمه قضاء الأربع باتفاقٍ لأنها لم تشرع إلا بتسليمةٍ واحدةٍ. (شامی بیروت ۴۱۶/۲)

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جماعت اس وقت شروع ہوئی جب کہ سنت پڑھنے والا شخص سنت کی تیسری رکعت کا سجدہ کرچکا تھا، تو اب اسے چاہئے کہ چوتھی رکعت پوری کرکے ہی سلام پھیرے۔ **أما إن قام إلیها وقیدها بسجدةٍ ففی روایة النوادر یضیف إلیها رابعة ویسلم.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷)

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ قعدۂ اولی کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا، مگر ابھی سجدہ نہیں کیا تھا کہ جماعت شروع ہوگئی یا امام نے خطبہ کا آغاز کردیا، تو اس بارے میں مشائخ حنفیہ کا اختلاف ہے، بعض مشائخ کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو چاہئے کہ وہ قعدۂ اولی کی طرف لوٹ آئے اور دو رکعت ہی پر سلام پھیر دے (اور سجدۂ سہو بھی کرے) جب کہ دیگر مشائخ کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں اس شخص کو مختصر قرأت کے ساتھ سنت کی ۴؍ رکعات پوری کرنی چاہئیں، دلیل کے اعتبار سے اسی قول کو مضبوط کہا گیا ہے۔ **وإن لم یقیدها بسجدةٍ، قال فی الخانیة: لم یذکر فی النوادر. واختلف المشائخ فیه، قیل: یتمها أربعاً ویخفف القراء ة، وقیل: یعود إلی القعدة ویسلم، وهٰذا أشبه، قال فی شرح المنیة: والأوجه أن یتمها الخ.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷)

صلوٰة التسبیح کے ساتھ سنتِ جمعہ کی نیت

چوں کہ سنت کی ادائیگی کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے؛ لہٰذا اگر صلوٰة التسبیح کے ساتھ سنت جمعہ کی نیت کرلی جائے تو سنت ادا ہوجائے گی۔ **کما إذا نویٰ برکعتي الفجر التحیة والسنة أجزأت عنهما.** (الأشباہ والنظائر) **لأنه التحیة والسنة قربتان إحداهما وهي التحیة تحصل بلاقصد فلا یمنع حصولها قصد غیرها.** (شرح الحموي علی الأشباہ زکریا ۱۴۷)

ظہر کے بعد کی سنتِ مؤکدہ

ظہر کی نماز کے بعد ۲؍ رکعت سنت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ **ورکعتان بعدهما لما**

رُوِیَ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن ۹٦/۱، حلبی کبیر ۳۸۳، شامي زکریا ۲/٤٥۲)

ظہر کے بعد کی سننِ غیر مؤکدہ

ظہر کی نماز کے بعد۲؍رکعت سنتِ مؤکدہ کے علاوہ مزید۲؍رکعت پڑھنا مستحب ہے، اور اس میں اختیار ہے چاہے تو ۲-۲؍رکعت الگ پڑھیں یا ایک ہی سلام سے چار رکعت پڑھیں فضیلت حاصل ہوجائے گی۔ واستحب كثيرٌ من أصحابنا الأربع بعد الظهر، لما روی عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رضي اللّٰه تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَافَظَ عَلٰی أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ. (رواه الخمسة، حلبی کبیر ۳۸٤، درمختار بیروت ۲/۳۹۳، أبوداؤد شریف: ۱۲٦۹، ترمذی شریف: ٤۲۷، نسائی شریف: ۱۸۱۳، ابن ماجه شریف: ۱۱٦۰) ومنها ركعتان بعد الظهر ويندب أن يضم إليها ركعتين فتصير أربعاً. (مراقی الفلاح) وهو مخير إن شاء جعلها بسلام واحدٍ وإن شاء جعلها بسلامين. (طحطاوی قدیم ۲۱۲، شامی زکریا ۲/٤٥۲)

جمعہ کے بعد کی سنتیں

جمعہ کی نماز کے بعد۴؍رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں، اوراس کے بعد۲؍رکعت سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ وأربع قبل الجمعة وأربع بعدها بتسليمة (درمختار) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّياً بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعاً. (رواه مسلم حدیث: ۸۸۱، شامی بیروت ۲/۳۹۲، زکریا ۲/٤٥۱) وعند أبی یوسفؒ السنة بعد الجمعة ست ركعات وهو مروی عن علی رضي الله عنه والأفضل أن یصلی أربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف. (غنیة المتملی ۳۷۳، مجمع الأنهر ۱/۱۳۰، مکتبه فقیه الامة ۱/۱۹٤، احسن الفتاویٰ ۳/٤۸٦)

عصر سے قبل کی سنتِ غیر مؤکدہ

عصر کی نماز سے قبل ۴/ رکعت پڑھنا سنتِ غیر مؤکدہ ہے، اگر ۴/ رکعت کا موقع نہ ہو تو کم از کم دو پڑھ لیں۔ **ویستحب أربع قبل العصر.** (تنویر الأبصار بیروت ۲/۳۹۳، زکریا ۲/۴۵۲)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: رَحِمَ اللّٰهُ امرءً ا صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعاً. (ترمذی شریف ۱/۹۸ حدیث: ۴۳۰، أبوداؤد شریف: ۱۲۷۱، حاشیہ شامی بیروت ۲/۳۹۳) **وَعَنْ عَلِيٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكَعَتَيْنِ.** (حلبی کبیر ۳۸۴)

مغرب کے بعد کی سنتِ مؤکدہ

مغرب کے بعد ۲/ رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں۔ **ورکعتان بعد المغرب لما رُوِیَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهٖ.** (رواہ الترمذی ۱/۹۸، حلبی کبیر ۳۸۴، شامی زکریا ۲/۴۵۲)

عشاء سے قبل سنتِ غیر مؤکدہ

عشاء کی نماز سے قبل ۴/ رکعات سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ **ویستحب أربع قبل العصر والعشاء.** (تنویر الأبصار مع الشامی بیروت ۲/۳۹۳، زکریا ۲/۴۵۲، حلبی کبیر ۳۸۵)

عشاء کے بعد سنتِ مؤکدہ

عشاء کے بعد ۲/ رکعت سنتِ مؤکدہ ہیں۔ **عن عبد اللّٰه بن سقيق قال: سألت عائشةؓ عن صلوٰة رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم فقالت: كان يصلي قبل الظهر ركعتين وبعدها ركعتين وبعد المغرب ثنتين وبعد العشاء ركعتين وقبل الفجر ثنتين.** (رواہ الترمذي ۱/۹۸) **وركعتان قبل الصبح وبعد الظهر والمغرب والعشاء.**

(تنویر الأبصار مع الشامي بیروت ۲/۳۹۳، زکریا ۲/۴۵۲)

عشاء کے بعد کی سنتِ غیر مؤکدہ

عشاء کے بعد ۴؍ رکعات سنتِ غیر مؤکدہ ہیں۔ (تاہم اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعت سنتِ مؤکدہ دو رکعت کو ملا کر ہیں یا الگ ہیں؟ بعض حضرات کی رائے ہے کہ ان چار رکعتوں میں ۲؍ مؤکدہ بھی شامل ہیں، اور بعض نے انہیں الگ رکھا ہے اور وہ کل چھ رکعات کے قائل ہیں، ۲؍ مؤکدہ اور ۴؍ غیر مؤکدہ) **وكذا الأربع بعد العشاء مستحبة والمؤكدة منها ركعتان وإذ قد تقرر أن المؤكد بعد الظهر ركعتان ويستحب الأربع وكذا بعد العشاء فاعلم أن الشيخ كمال الدين قال قد اختلف أهل هٰذا العصر هل تعتبر الأربع غير ركعتي المؤكدة أو بهما الخ.** (حلبی کبیر ۳۸۷) **(والأربع قبل العشاء وبعدها) أی بعد صلاة العشاء وهو أفضل وقيل أربع عنده وركعتين عندهما كما فی النهاية، وفی المضمرات: الأحسن أن يصلی ستاً، أو أربعاً ثم ركعتين.** (مجمع الأنهر ۱/۱۳۱، مکتبہ فقیہ الامۃ ۱/۱۹۵، شامی زکریا ۲/۴۵۲)

ظہر سے پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتیں فرض کے بعد کس ترتیب سے پڑھیں؟

اگر ظہر سے پہلے والی چار سنتیں فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا تو فرض کے بعد اولاً دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھے اس کے بعد پہلے کی چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرے، یہی قول مختار اور اصح ہے۔ **ثم يأتي بها على أنها سنة فی وقته أی الظهر قبل شفعه عند محمدؒ به يفتي (درمختار) أقول: وعليه المتون لكن رجح فی الفتح تقديم الركعتين، قال فی الإمداد وفی فتاوىٰ العتابي: أنه المختار، وفی مبسوط شيخ الإسلام: أنه الأصح.** (شامی زکریا ۲/۵۱۳-۵۱۴، احسن الفتاویٰ ۳/۴۸۵)

سنتوں کی نیت

سنن ونوافل میں مطلق نیت کافی ہوتی ہے، یعنی اگر محض یہ نیت کرلی کہ میں اتنی رکعت نماز

پڑھ رہا ہوں تو بھی وقتیہ سنتیں ادا ہو جائیں گی، با قاعدہ سنت کہنا یا وقت کا ذکر کرنا وغیرہ کچھ ضروری نہیں ہے، اور اگر کوئی ان تفصیلات کو ذکر کردے تو حرج بھی نہیں۔ (بعض جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے کہ فرض نمازیں اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہیں اور سنت نمازیں رسول اللہ ﷺ کے لئے ادا کی جاتی ہیں، تو یہ بات محض جہالت پر مبنی ہے۔ نمازیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پڑھی جائیں گی، خواہ فرائض ہوں یا سنن و نوافل، اور سنت نمازوں کو صرف اس لئے سنت کہا جاتا ہے کہ ان کے پڑھنے کا ثبوت اور حکم نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہے) **وكفى مطلق نية الصلاة وإن لم يقل لله لنفل وسنة راتبة.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۹۴، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴/ ۲۰۶)

فرض نمازوں اور سنتوں کا درمیانی وقفہ

فرض نماز کی ادائیگی کے بعد کسی دیگر کام میں مشغول ہوئے بغیر جلد از جلد سنت ادا کرلینی چاہئے، اس میں بلا عذر تاخیر نہ کی جائے، اور نماز کے بعد کے اوراد اور تسبیحات سنتوں کے بعد پڑھیں؛ تاہم اگر کسی دینی ضرورت سے کبھی کبھار قدرے تاخیر ہو جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ چناں چہ خود پیغمبر علیہ السلام سے نمازوں کے بعد دیگر اذکار و اوراد بھی ثابت ہیں۔ **ويكره تاخير السنة إلا بقدر اللّٰهم أنت السلام.** (درمختار) **لما رواه مسلم والترمذي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لا يَقْعُدُ إِلَّا بِمِقْدَارِ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلالِ وَالإِكْرَامِ.** (ترمذي شريف ۱/ ۶۶) **وأما ما ورد من الأحاديث في الأذكار عقيب الصلاة فلا دلالة فيه على الاتيان بها قبل السنة، بل يحمل على الاتيان بها بعدها.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/ ۲۴۶، فتاویٰ دارالعلوم ۴/ ۲۰۷)

سنن ونوافل کہاں پڑھنا افضل ہے؟

بہتر ہے کہ پنج وقتہ نمازوں کی سننِ مؤکدہ اور نوافل اپنے گھر یا قیام گاہ پر پڑھی جائیں

(کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا معمول یہی تھا) لیکن اگر اندیشہ ہو کہ گھر پر جا کر پڑھنے میں خشوع وخضوع کامل نہ ہوگا یا کسی مشغولی کی وجہ سے سنتیں چھوٹ جائیں گی، تو ایسی صورت میں مسجد میں ہی سنتوں کا ادا کرنا بہتر ہے (اور آج کل کے ماحول کے اعتبار سے یہی مناسب ہے کیوں کہ گھروں کا ماحول دینی اعتبار سے عام طور پر پرسکون نہیں ہے، اور طرح طرح کے مشاغل آدمی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں)۔

والأفضل فی النفل غیر التراویح المنزل إلا لخوف شغل عنها والأصح أفضلیة ما کان أخشع وأخلص (درمختار) شمل ما بعد الفریضة وما قبلها لحدیث الصحیحین: ''عَلَیْکُمْ بِالصَّلاةِ فِيْ بُیُوْتِکُمْ فَإِنَّ خَیْرَ صَلاةِ الْمَرْأ فِيْ بَیْتِہٖ إِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ''. وأخرج أبو داؤد: ''صَلاةُ الْمَرْأ فِيْ بَیْتِہٖ أَفْضَلُ مِنْ صَلا تِہٖ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا إِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ''. وتمامه فی شرح المنیة وحیث کان هٰذا أفضل یراعی ما لم یلزم منه خوف شغل عنها لو ذهب لبیته أو کان فی بیته ما یشغل باله ویقلل خشوعه فیصلیها حینئذٍ فی المسجد لأن اعتبار الخشوع أرجح. (شامی زکریا ۲/٤٦٤)

نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہے

سنت اور نفل نمازیں شروع کرنے سے واجب ہوجاتی ہیں؛ لہٰذا اگر کسی شخص نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے توڑ دی تو بعد میں اس کی قضاء واجب ہوگی۔ **ولزم نفل شرع فیه قصداً أي لزم المضی فیه حتی إذا أفسده لزم قضاؤه.** (شامی زکریا ۲/٤٧٤، فتاویٰ دارالعلوم ٤/٢٣٥)

مکروہ وقت میں شروع کی ہوئی نفل کا حکم

مکروہ اوقات میں (طلوع وغروب اور زوال) میں اگر نفل کی نیت باندھ لی تو یہ نفل اس کے ذمہ واجب ہوجائے گی۔ اب بہتر ہے کہ مکروہ وقت میں نفل کی نیت توڑ دے اور بعد میں اس کی قضا کرے، اگر اس وقت نماز نہیں توڑی تو گناہ تو ہوگا، مگر بعد میں قضاء کی ضرورت نہ ہوگی۔

الأفضل عندنا أن یقطعها وإن أتم فقد أساء ولا قضاء علیه لأنه أداها کما وجبت فإذا قطعها لزمه القضاء. (شامی زکریا ۲/٤٧٦، احسن الفتاویٰ ۳/٤٩٣)

چار رکعت نفل کی نیت تھی دو پر سلام پھیر دیا

اگر کسی شخص نے چار رکعت کی نیت سے نفل نماز شروع کردی پھر دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب آخری دو رکعت کی قضاء لازم نہ آئے گی۔ **والأصل أن كل شفعٍ صلاة أى فلا يلزمه بتحريمة النفل أكثر من ركعتين وإن نوىٰ أكثر منهما.** (شامی زکریا ۴۷۸/۲)

چار رکعت کی نیت سے نفل شروع کر کے توڑ دی

اگر کسی نے چار رکعت کی نیت سے نفل نماز پڑھنی شروع کی پھر دو رکعت سے پہلے توڑ دی تو اس پر صرف دو رکعت کی قضاء لازم ہوگی، پوری چار رکعت کی قضاء نہ کرے۔ **ولزم نفل شرع فيه قصداً أى لزم المضى فيه حتى إذا أفسده لزم قضاؤه هى قضاء ركعتين وإن نوى أكثر.** (شامی زکریا ۴۷۴/۲)

نوافل میں طویل قرأت

نوافل میں طویل قرأت کرنا تعداد رکعات کے مقابلہ میں زیادہ افضل ہے۔ **والحاصل أن المذهب المعتمد أن طول القيام أحب ومعناه كما فى شرح المنية أنه إذا أراد شغل حصة معينة من الزمان بصلاة فإطالة القيام مع تقليل عدد الركعات أفضل من عكسه.** (شامی زکریا ۴۵۸/۲، فتاویٰ دارالعلوم ۲۳۴/۴)

فرض نماز پڑھ کر سنن ونوافل کے لئے جگہ بدلنا

جس جگہ کھڑے ہوکر فرض نماز ادا کی ہے وہاں سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ سنت ونوافل پڑھنا مستحب ہے؛ لیکن جہاں آگے پیچھے جگہ نہ ہو تو اسی جگہ پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ **ويكره للإمام التنفل فى مكانه لا للمؤتم (قوله لا للمؤتم) ومثله المنفرد لما فى المنية وشرحها أما المقتدى والمنفرد فإنهما إن لبثا أو قاما إلى التطوع فى**

مکانهما الذی صلیا فیه المکتوبة جاز والأحسن أن یتطوعا فی مکان آخر. (شامی زکریا ۲/۲۴۸، دارالعلوم ۴/۲۳۰)

نفل بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے یا کھڑے ہوکر؟

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی عذر ہے تو انشاء اللہ پورا ثواب ملے گا؛ لیکن افضل یہ ہے کہ کھڑے ہوکر پڑھے۔ ویتنفل مع قدرته علی القیام قاعداً لا مضطجعاً إلا بعذر ابتداء وکذا بناء بعد الشروع بلا کراهة فی الأصح کعکسه وفیه أجر غیر النبي ﷺ علی النصف إلا بعذر (قوله إلا بعذر) أما مع العذر فلا ینقص ثوابه عن ثوابه قائماً. (شامی زکریا ۲/۴۸۴)

نماز اشراق کی فضیلت

حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم! تو دن کے شروع حصہ میں خالص میرے واسطے چار رکعات نماز پڑھ لیا کر، میں دن کے آخر حصہ تک (شام تک) تیری (ضرورتوں کی) کفایت کرتا رہوں گا۔ عن أبی الدرداء وأبی ذر رضی اللّٰه تعالی عنهما عن رسول اللّٰه ﷺ عن اللّٰه تبارک وتعالی أنه قال: یا ابن آدم! ارکع لی أربع رکعات من أول النهار أکفک آخرهٗ. (ترمذی شریف ۱/۱۰۸)

نماز اشراق کا وقت

سورج طلوع ہونے کے بعد جب آفتاب میں اتنی تیزی آجائے کہ اس پر کچھ دیر نظر جمانا مشکل ہو یعنی طلوعِ شمس کے ۱۵-۲۰ منٹ کے بعد اشراق کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۳/۴۶۷)

نماز چاشت کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص چاشت کی ۱۲ر رکعت نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں ایک سونے کا محل تیار

کرتے ہیں۔ عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: من صلی الضحیٰ ثنتی عشرة رکعة بنی الله له قصراً فی الجنة من ذهب. (ترمذی شریف ۱/۱۰۸)

نماز چاشت کی رکعات

چاشت کی نماز دو رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک ثابت ہے، اگر کوئی دو ہی رکعت پر اکتفاء کرے تب بھی اس کو نماز چاشت کا ثواب ملے گا، اور افضل یہ ہے کہ چار یا آٹھ رکعات پڑھی جائیں۔ وفی المنیة: أقلها رکعتان وأوسطها ثمان وهو أفضلها وأکثرها اثنتا عشرة کما فی الذخائر الأشرفیة. (درمختار زکریا ۲/٤٦٥)

نماز چاشت کا وقت

دس گیارہ بجے جب سورج خوب روشن اور چمک دار ہو جائے تو اس وقت نماز چاشت ادا کی جائے۔ وندب أربع الخ، من بعد الطلوع (من ارتفاع الشمس) إلی الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار. (درمختار زکریا ۲/٤٦٥)

نماز چاشت میں کونسی سورت پڑھنا مستحب ہے؟

اگر کسی کو سورۃ والشّمس اور سورۃ الضحیٰ یاد ہو تو نماز چاشت میں ان دونوں سورتوں کو پڑھنا بہتر ہے ورنہ اختیار ہے جو بھی سورت یاد ہو پڑھ لیا کرے، انشاء اللہ ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ ویقرأ فیها سورتی الضحیٰ أی سورة الشمس وسورة الضحیٰ وظاهره الاقتصار علیهما ولو صلاها أکثر من رکعتین. (شامی زکریا ۲/٤٦٥)

نماز اوابین

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: ’’جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعات (اوابین کی نماز) پڑھے گا، اور ان کے درمیان کوئی غلط بات زبان سے نہ نکالے گا تو یہ چھ رکعات ثواب میں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر قرار پائیں گی‘‘۔ عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ

قال: قال رسول الله ﷺ: من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة ثنتي عشرة سنة. (ترمذی شریف ۹۸/۱)

تحیۃ الوضو کی فضیلت

حدیث شریف میں وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے، ایک حدیث شریف میں جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتا ہے اللہ تبارک وتعالی اس کے لئے جنت کو واجب قرار دے دیتے ہیں''۔ ما من مسلم يتوضأ فيحسن وضوءه ويصلي ركعتين مقبل عليهما بقلبه ووجهه إلاَّ وجبت له الجنة الخ. (مسلم شریف ۱۲۲/۱)

تحیۃ الوضو کا وقت

اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے پہلے تحیۃ الوضو کی نماز شروع کردی جائے؛ کیوں کہ اعضاء خشک ہوجانے کے بعد یہ نماز تحیۃ الوضو نہیں کہلائے گی۔ وندب ركعتان بعد الوضوء يعني قبل الجفاف كما في الشرنبلالية. (درمختار زکریا ۴۶۴/۲، احسن الفتاویٰ ۴۸۲/۳)

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مسنون ہے، حضور اکرم ﷺ نے تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) عن أبي قتادة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: إذا جاء أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس. (ترمذی شریف ۷۱/۱، شامی زکریا ۴۵۸/۲، احسن الفتاویٰ ۴۸۱/۳ – ۴۸۳)

تحیۃ المسجد کے قائم مقام نمازیں

اگر کوئی شخص مسجد میں آتے ہی فوراً کوئی نماز مثلاً فرض، سنت یا نفل پڑھنے لگتا ہے تو اس کو اس نماز کے علاوہ تحیۃ المسجد کا بھی ثواب ملتا ہے، اور بہتر ہے کہ دل میں باقاعدہ تحیۃ المسجد کی نیت

بھی کرلے۔ قال في النهر: وينوب عنها كل صلاة صلاها عند الدخول فرضاً كانت أو سنة. (شامی زکریا ۲/۴۵۹، احسن الفتاویٰ ۳/۴۸۱)

صبح صادق کے بعد تحیۃ الوضو وتحیۃ المسجد کا حکم

صبح صادق سے سورج نکلنے تک تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس وقت میں دو رکعت فجر کی سنتِ مؤکدہ کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک بھی کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے۔ في القهستاني: وركعتان أو أربع وهي أفضل لتحية المسجد إلا إذا دخل فيه بعد الفجر أو العصر فإنه يسبح ويهلل، ويصلي على النبي ﷺ فإنه حينئذ يؤدي حق المسجد.

(شامی زکریا ۲/۴۵۸، احسن الفتاویٰ ۳/۴۸۱)

تحیۃ المسجد بیٹھنے سے ساقط نہیں ہوتی

بیٹھنے سے پہلے پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے مگر بیٹھنے کے بعد بھی پڑھنے سے انشاء اللہ ثواب کی امید ہے۔ ولا تسقط بالجلوس عندنا. (شامی زکریا ۲/۴۶۰، احسن الفتاوی ۳/۴۸۲)

نماز تہجد

احادیثِ شریفہ میں نماز تہجد کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے کہ: ”فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے“۔ (مسلم شریف ۱/۳۶۸ حدیث: ۱۱۶۳، ترمذی شریف ۱/۹۹، مشکوٰۃ شریف ۱۱۰) اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”تم رات میں عبادت کرنے کو لازم پکڑو؛ اس لئے کہ یہ تم سے پہلے گذرے ہوئے نیک لوگوں کی عادت ہے، تم کو تمہارے پروردگار سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے، تمہارے گناہوں کی معافی اور تلافی کا سبب ہے اور گناہوں سے روکنے والی عبادت ہے“۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۰۹) وندب صلاة الليل وفضلها لا يحصر قال رسول الله ﷺ: ”عليكم بصلاة الليل فإنه دأب الصالحين

قبلكم وقربة لكم إلى ربكم، ومكفرة للسيئات ومنهاة عن الإثم. (رواه الترمذی، مشکوٰۃ شریف ۱۰۹، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۲۱۷، شامی زکریا ۴۶۷/۲، فتاویٰ شیخ الاسلام ۴۶)

نماز تہجد کا وقت

نمازِ تہجد کا افضل وقت سو کر اٹھنے کے بعد آدھی یا اخیر شب ہے، تاہم اس کے لئے سونا ضروری نہیں ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص سونے سے قبل تہجد کی نوافل پڑھ لے تو بعض علماء نے اسے بھی تہجد کی فضیلت حاصل کرنے والوں میں شامل فرمایا ہے، نیز اگر اخیر شب میں نوافل کا موقع نہ ملے تو کم از کم عشاء کے بعد چند رکعات اسی نیت سے پڑھ لینی چاہئیں۔ **وروى الطبراني مرفوعاً: ”لا بد من صلاة بليل ولو حلب شاة وما كان بعد صلاة العشاء فهو من الليل“. وهذا يفيد أن هذه السنة تحصل بالتنفّل بعد صلاة العشاء قبل النوم.** (شامی زکریا ۴۶۷/۲)

تہجد کی رکعات

تہجد میں کم از کم دو رکعات پڑھنا مندوب ہے اور زیادہ سے زیادہ کے بارے میں ۸ اور ۱۲ رکعات تک کا ثبوت ہے۔ **أقول: فينبغي القول بأن أقل التهجد ركعتان وأوسطه أربع وأكثره ثمان.** (شامی زکریا ۴۶۸/۲) **وفي صحيح البخاري عن ابن عباس** رضی اللہ عنہ **الحديث بطوله وفيه: ثم صلى ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم ركعتين ثم أوتر.** (بخاری شریف ۳۰/۱ حدیث: ۳۷)

صلاۃ التسبیح

یہ ایک خاص نماز ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا جان سیدنا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت اہتمام سے سکھلائی تھی، اور فرمایا تھا کہ یہ نماز ہر طرح کے چھوٹے بڑے، دانستہ یا نادانستہ، پوشیدہ اور علانیہ گناہوں سے مغفرت اور مشکلات کے حل کا مؤثر ذریعہ ہے، نیز تاکید فرمائی تھی کہ اگر ممکن ہو تو روزانہ، ورنہ ہفتہ میں، ورنہ مہینہ میں، ورنہ سال میں، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو

عمر بھر میں ایک مرتبہ تو ضرور ہی پڑھ لینا۔ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۲۹۷، ابن ماجہ شریف حدیث: ۱۳۸۶، ترمذی شریف ۱/۱۰۹) **وأربع صلاة التسبیح بثلاث مائة تسبیحة وفضلها عظیم.** (درمختار مع الشامی ۲/ ۴۷۱)

صلاۃ التسبیح کا طریقہ

صلاۃ التسبیح پڑھنے کے دو طریقے روایات میں منقول ہیں:

(۱) پہلی رکعت میں حسبِ معمول سورۂ فاتحہ اور ضم سورت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے ۱۵/ مرتبہ ''**سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ**'' پڑھیں۔ اس کے بعد رکوع میں مقررہ تسبیح (سبحان ربی العظیم) پڑھنے کے بعد مذکورہ کلمات ۱۰/ مرتبہ پڑھیں، پھر قومہ میں ۱۰/ مرتبہ، اس کے بعد پہلے سجدہ میں ۱۰/ مرتبہ، پھر جلسہ میں ۱۰/ مرتبہ، پھر دوسرے سجدہ میں ۱۰/ مرتبہ، پھر سجدہ سے اٹھ کر قیام میں جانے سے پہلے جلسۂ استراحت میں ۱۰/ مرتبہ مذکورہ کلمات پڑھیں۔ اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ وہ کلمات پڑھے جائیں اور چار رکعت میں ۳۰۰ کا عدد پورا ہو جائے گا، یہ طریقہ مشہور روایات سے ثابت ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے مروی ہے اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ثنا پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے ۱۵/ مرتبہ مذکورہ کلمات کہے جائیں گے، اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورت ملائی جائے گی، اور بعد ازاں رکوع میں جانے سے قبل ۱۰/ مرتبہ وہی کلمات پڑھے جائیں گے، اس طرح قیام کی حالت میں تسبیحات کی مقدار ۲۵ ہو جائے گی، پھر وہی ترتیب رہے گی جو پہلے طریقہ میں گذری؛ البتہ دوسرے سجدہ سے اٹھ کر تسبیحات پڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی؛ کیوں کہ اس کے بغیر بھی ایک رکعت میں ۷۵/ مرتبہ تسبیحات کی مقدار پوری ہو رہی ہے۔

(ترمذی شریف مع العرف الشذی ۱/ ۱۰۹، شامی زکریا ۲/ ۴۷۱)

اس دوسرے طریقہ میں چوں کہ جلسۂ استراحت (پہلی اور تیسری رکعت کے بعد قیام سے پہلے کچھ دیر بیٹھنے) کی ضرورت نہیں رہتی، اس لئے بعض فقہاء احناف نے اس طریقہ کو راجح قرار دینے کی کوشش فرمائی ہے؛ لیکن معتدل رائے یہ ہے کہ صلاۃ التسبیح ایک مخصوص نماز ہے اس لئے اس

کا ثبوت جس ترتیب پر ہے اسی پر اسے برقرار رکھنا چاہئے اور حسبِ موقع ترجیح دئے بغیر کبھی پہلے طریقہ اور کبھی دوسرے طریقہ کے مطابق اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے۔

نوٹ: بعض روایات میں تیسرے کلمہ کے ساتھ **ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ العلی العظیم** کا بھی ذکر ہے اس لئے موقع ہوتو اسے بھی بڑھالیا کریں تو اچھا ہے۔

قال العلامۃ الشامی بحثاً: قلت لعلہ اختارھا فی القنیۃ لھٰذا لکن علمت أن ثبوت حدیثھا یثبتھا وإن کان فیھا ذٰلک، فالذی ینبغی فعل ھٰذہ مرۃ وھٰذہ مرۃ. (شامی زکریا ۲/۱/۴۷۱)

صلوٰۃ التسبیح دو دو رکعت کرکے پڑھنا

جس طرح صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعت ایک سلام سے ادا کرنا جائز ہے، اسی طرح دو سلاموں کے ساتھ اداء کرنا بھی جائز اور درست ہے؛ تاہم بہتر یہی ہے کہ ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں؛ تاکہ تسبیح کی مقررہ مقدار (۳۰۰) پوری ہوجائے، اور اگر دو دو رکعت کرکے پڑھیں پھر بھی مذکورہ مقدار پوری کرنے کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۴/۳۱۵) **وھي أربع بتسلیمۃ أو تسلیمتین.** (شامی زکریا ۲/۱/۴۷۱) **وقیل: یصلي في النھار بتسلیمۃ، وفي اللیل بتسلیمتین، وقیل: الأولیٰ أن یصلي مرۃ بتسلیمۃ وأخریٰ بتسلیمتین.** (بذل المجھود سھارن پور ۲/۲۷۶، بیروت ۵/۵۲۹) **فإن صلی لیلاً احب إلي أن یسلم في کل رکعتین وإن صلی نھاراً فإن شاء سلم، وإن شاء لم یسلم.** (معارف السنن اشرفیہ ۴/۲۸۹)

صلاۃ التسبیح کا مستحب وقت

صلاۃ التسبیح کسی بھی غیر مکروہ وقت میں پڑھی جاسکتی ہے؛ البتہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زوال کے بعد اس کو پڑھنا چاہئے۔ **(وأربع صلاۃ التسبیح) یفعلھا فی کل وقت لا کراھۃ فیہ أو فی کل یوم أو لیلۃ مرۃ الخ. وقال المعلی: یصلیھا قبل الظھر.** (شامی زکریا ۲/۱/۴۷۱-۴۷۲) **وفی الحدیث قال النبي ﷺ: ''إذا زال النھار فقم فصل**

أربع ركعات" الخ. وفيه قال: قلت فإن لم استطع أن أصليها تلك الساعة قال: "صلّها من الليل والنهار". (ابوداؤد شريف ۱/۱۸٤، حديث: ۱۲۹۸، فضائل أعمال ۱/۱۷۰)

صلاۃ التسبیح میں کون سی سورتیں پڑھے؟

صلاۃ التسبیح میں کوئی خاص سورت پڑھنا متعین نہیں ہے؛ بلکہ حسبِ موقع اور حسبِ سہولت کوئی بھی سورت پڑھی جاسکتی ہے؛ البتہ بعض علماء نے تسبیح سے مناسبت کی وجہ سے ایسی سورتوں کا پڑھنا افضل قرار دیا ہے جن کی ابتداء میں تسبیح کا ذکر ہے۔ جیسے: سورۂ حدید، سورۂ حشر، سورۂ صف، سورۂ جمعہ اور سورۂ تغابن وغیرہ۔ تتمة: قيل لابن عباس رضي الله عنه هل تعلم لهٰذه الصلاة سورة؟ قال: التكاثر والعصر والكافرون والإخلاص. وقال بعضهم: الأفضل نحو الحديد والحشر والصف والتغابن للمناسبة فى الاسم. (شامی زکریا ۲/٤٧٢)

تسبیحات کی گنتی کیسے کرے؟

صلاۃ التسبیح کی گنتی کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں حسبِ معمول اپنی جگہ پر رکھی رہیں اور ہر تسبیح پر ایک ایک انگلی اسی جگہ دباتے رہیں، اور تسبیح ہاتھ میں لے کر یا انگلیاں باقاعدہ بند کرکے گننا اگرچہ مفسد صلاۃ نہیں؛ لیکن مکروہ ہے، اور اگر زبان سے گنتی کی تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔ وفی القنية: لا يعد التسبيحات بالأصابع إن قدر أن يحفظ بالقلب وإلا يغمز الأصابع.

(شامی زکریا ۲/٤٧٢، فضائل اعمال ۱/۱۷۵)

کسی رکن میں تسبیح بھول جائے تو کیا کرے؟

اگر کسی رکن میں تسبیح بھول جائے تو اسے دوسرے رکن میں پورا کرلے؛ البتہ قومہ اور جلسہ اور جلسۂ استراحت میں سابقہ بھولی ہوئی تسبیحیں نہ پڑھے؛ بلکہ یہ تلافی قیام، رکوع، سجدہ اور قعدہ میں ہی کرے۔ وقيل لابن المبارك: لو سها فسجد هل يسبح عشراً عشراً؟ قال: لا، إنما هي ثلاث مائة تسبيحة، قال الملا علي في شرح المشكوٰة: مفهومه أنه

إن سها ونقص عدداً من محل معين يأتى به فى محل اٰخر تكملة للعدد المطلوب الخ، قلت: وكذا تسبيح السجدة الأولى يأتى به فى الثانية لا فى الجلسة لأن تطويلها غير مشروع عندنا. (شامی زکریا ۲/ ۴۷۲، فضائل اعمال ۱/ ۱۷۵)

صلوٰۃ التسبیح کے سجدۂ سہو میں تسبیحات نہ پڑھیں

اگر صلاۃ التسبیح میں سجدۂ سہو کی ضرورت پیش آجائے اور تسبیحات کی مقدار پوری ہوچکی ہوتو اس میں تسبیح کے کلمات نہیں پڑھے جائیں گے؛ البتہ اگر کسی سابقہ رکن میں تسبیح میں کمی رہ گئی ہوتو اسے سجدۂ سہو میں پورا کرسکتے ہیں۔ (فضائل اعمال ۱/ ۱۷۵)

سورج گرہن کی نماز

جب سورج گرہن ہوجائے تو کم ازکم دو رکعت نماز باجماعت ادا کرنا مسنون ہے، (دو سے زیادہ رکعات بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر جماعت کا موقع نہ ہوتو اکیلے اکیلے بھی پڑھ سکتے ہیں) يصلى بالناس من يملك إقامة الجمعة بيان للمستحب (درمختار) أى قوله يصلى بالناس بيان للمستحب وهو فعلها بالجماعة: أى إذا وجد إمام الجمعة وإلا فلا تستحب الجماعة بل تصلى فرادىٰ. (شامی بیروت ۳/ ۶۲، درمختار مع الشامي زکریا ۳/ ۶۷)

نماز کسوف کا وقت

جس وقت سے سورج گرہن شروع ہوا اور جب تک گرہن کا اثر باقی رہے اس وقت تک نماز کسوف پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو۔ عند الكسوف فلو انجلت لم تصل بعده وإذا انجلىٰ بعضها جاز ابتداء الصلاة الخ. (شامی بیروت ۳/ ۶۲) في غير وقت مكروه. (شامي زکریا ۳/ ۶۷)

مکروہ وقت میں سورج گرہن

اگر مکروہ وقت مثلاً زوال یا عصر کے بعد سورج گرہن ظاہر ہوتو ان اوقات میں نماز کسوف نہیں

پڑھی جائے گی؛ بلکہ لوگوں کو دعا واستغفار میں مشغول ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ **فی غیر وقت مکروہ لأن النوافل لا تصلیٰ فی الأوقات المنهی عن الصلاۃ فیها وهٰذه نافلة الخ، عن الملتقط إذا انکسفت بعد العصر أو نصف النهار دعوا ولم یصلو** (شامی بیروت ۶۲/۳، زکریا ۶۷/۳)

اگر سورج گرہن کے درمیان اُفق پر بادل چھا جائے تو کیا کریں؟

اگر سورج گرہن کے وقت اُفق پر بادل یا گرد وغبار آجائے جس سے سورج گرہن کا مشاہدہ نہ ہوسکے تب بھی نماز کسوف پڑھی جائے گی۔ **وإن سترها سحاب أو حائل صلیٰ لأن الأصل بقاءه.** (شامی بیروت ۶۲/۳، زکریا ۶۷/۳)

نماز کسوف میں اذان واقامت نہیں ہے

نماز کسوف کے لئے باقاعدہ اذان اور تکبیر نہیں کہی جائے گی؛ البتہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اعلان کرایا جائے گا۔ **بلا أذان ولا إقامة الخ. وینادیٰ الصلاۃ جامعة لیجتمعوا.**

(درمختار بیروت ۶۲/۳-۶۳، زکریا ۶۷/۳-۶۸)

نماز کسوف میں قرأت جہری ہوگی یا سری؟

امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ نماز کسوف میں امام آہستہ قرأت کرے گا؛ لیکن امام ابویوسفؒ جہری قرأت کے قائل ہیں، اس لئے اگر مقتدیوں کو اکتاہٹ سے بچانے کی غرض سے نماز کسوف میں جہری قرأت کی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ **ولا جهر، وقال ابو یوسفؒ: یجهر وعن محمدؒ روایتان.** (شامی بیروت ۶۳/۳، زکریا ۶۷/۳)

نماز کسوف میں قرأت، رکوع اور سجدہ میں تطویل افضل ہے

نماز کسوف میں امام کو چاہئے کہ لمبی قرأت کرے، مثلاً سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھے، اسی مناسبت سے رکوع اور سجدہ وغیرہ بھی طویل کرے، جیسا کہ احادیث سے نبی اکرم ﷺ کا عمل ثابت

ہے۔ **ویطیل فیها الرکوع والسجود والقراءة والأدعیة والأذکار.** (درمختار) **فیقرأ أي فی الرکعتین مثل البقرة وآل عمران کما فی التحفة، والإطلاق دال علی أنه یقرأ ما أحب فی سائر الصلاة کما فی المحیط.** (شامی بیروت ۶۳/۳، زکریا ۶۸/۳)

جب تک گرہن باقی رہے نماز اور دعا میں مشغول رہنا مستحب ہے

بہتر ہے کہ اتنی لمبی نماز ہو کہ گرہن کا پورا وقت نماز ہی میں صرف ہوجائے؛ لیکن اگر یہ نہ ہوسکے تو نماز کے بعد دعاؤں میں مشغول رہنا مستحب ہے؛ تا آں کہ گرہن کا اثر بالکل ختم ہوجائے، اور اس وقت امام اگر چاہے تو لوگوں کی طرف رخ کر کے جہری دعا بھی کرا سکتا ہے۔ **ثم یدعو بعدها جالساً مستقبل القبلة أو قائماً مستقبل الناس والقوم یؤمنون حتی تنجلی الشمس کلها.** (درمختار) **والحق أن السنة التطویل والمندوب مجرد استیعاب الوقت أی بالصلاة والدعاء.** (شامی بیروت ۶۴/۳، زکریا ۶۸/۳)

عورتیں نماز کسوف اکیلے پڑھیں گی

سورج گرہن ہونے کے وقت عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں نماز، دعا وعبادت میں مشغول رہیں جماعت میں نہ شریک ہوں۔ **والنساء یصلینها فرادیٰ.** (شامی بیروت ۶۴/۳، زکریا ۶۹/۳)

چاند گرہن کی نماز

اگر چاند گرہن کا واقعہ پیش آئے تو سب لوگ تنہا تنہا چاند گرہن کی نماز (نماز خسوف) پڑھیں گے، اس نماز کو باجماعت پڑھنا مسنون نہیں ہے۔ **یصلون رکعتین فی خسوف القمر وحداناً، هکذا فی محیط السرخسی.** (ہندیہ ۱۵۳/۱، شامی بیروت ۶۴/۳، زکریا ۶۹/۳)

سخت آندھی، گھبراہٹ اور زلزلہ کے وقت نماز

اگر تیز آندھی چلنے لگے یا دن میں خلاف معمول اندھیرا چھا جائے یا رات میں حیرت انگیز طور

پر روشنی نظر آنے لگے، یا زلزلہ وغیرہ کے دہشت زدہ واقعات پیش آجائیں یا وبائی امراض پھیل جائیں تو ایسے حالات میں بلا جماعت تنہا نفل نمازیں پڑھنا بہتر ہے۔ **والريح الشديدة والظلمة القوية نهاراً والضوء القوى ليلاً والفزع الغالب ونحو ذلك من الآيات المخوفة كالزلازل والصواعق والثلج والمطر الدائمين وعموم الأمراض** (درمختار ۶۴/۳، زکریا ۶۹/۳) **قال فى البدائع: أنها حسنة لقوله عليه الصلاة والسلام إذا رأيتم من هٰذه الإفزاع شيئاً فافزعوا إلى الصلاة.** (البخاری حدیث: ۱۰۵۸، شامی بیروت ۶۵/۳، زکریا ۶۹/۳-۷۰)

نماز استسقاء

اگر کسی علاقہ میں بارش نہ ہونے اور آب رسانی کے اسباب مفقود ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی نوبت آجائے تو وہاں کے لوگوں کے لئے باجماعت نماز استسقاء پڑھنا اور بارش کی دعا مانگنا مستحب ہے۔ **وشرعاً طلب إنزال المطر بكيفية مخصوصة عند شدة الحاجة بأن يحبس المطر ولم يكن لهم أودية وآبار وأنهار الخ.** (شامی زکریا ۷۰/۳) **بلا جماعة مسنونة بل هى جائزة (در مختار) وفى الشامى: قلت: والظاهر أن المراد به الندب والاستحباب الخ.** (شامی زکریا ۷۱/۳)

نماز استسقاء کا طریقہ

اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صرف دعا کافی ہے؛ لیکن صاحبین کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز باجماعت مسنون ہے، اور اس کا طریقہ وہی ہے جو نماز عید کا ہے یعنی اذان واقامت کے بغیر جماعت قائم کی جائے گی، بس فرق یہ ہے کہ عید کی نماز میں زائد تکبیرات ہوتی ہیں، استسقاء میں نہیں ہوتیں۔ دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد امام زمین پر کھڑے ہوکر ہی عید کی طرح خطبہ دے گا، اس کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہوکر نہایت الحاح وزاری اور عاجزی کے ساتھ دعا کرے گا اور تمام نمازی بھی امام کی دعا پر آمین کہتے رہیں گے، یا خود پوری توجہ سے دعا مانگتے رہیں گے۔ **وقالا تفعل كالعيد (درمختار) بأن يصلى بهم ركعتين يجهر فيهما**

بـالقراء ة بلا أذان و لا إقامة، ثم يخطب بعدها قائماً على الأرض الخ. و المشهور من الرواية عنهما أنه لايكبر (أي الزوائد) (شامی زکریا ۳/ ۷۱، حلبی کبیر ۴۲۷)

امام کا چادر وغیرہ پلٹنا

استسقاء کے خطبہ کے دوران امام کے لئے اپنی چادر کو اُلٹنا پلٹنا سنت سے ثابت ہے، دراصل یہ حالت کے بدلنے کے لئے نیک فالی کے طور پر ہے، اور چادر بدلنے کی کیفیت یہ ہے کہ نیچے کا حصہ اوپر کی جانب، یا دائیں جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو دائیں جانب کرے، یا اندرونی حصہ باہر اور باہری حصہ اندر کرے، الغرض جس طرح بھی اُلٹنا پلٹنا ممکن ہو اس کو عمل میں لائے، حتی کہ اگر کوٹ وغیرہ پہنے ہو تو ظاہری حصہ اندر کی طرف اور استر کا حصہ باہر کر دے۔ خلافاً لمحمد فإنه يقول يقلب الإمام ردائه إذا مضى صدر من خطبتهٗ فإن كان مربعاً جعل أعلاه أسفله و أسفله أعلاه و إن كان مدوراً جعل الأيمن على الأيسر و الأيسر على الأيمن، و إن كان قباءً جعل البطانة خارجاً و الظهارة داخلاً (حليه) وعن أبي يوسف روايتان: واختار القدوري قول محمد لأنه عليه الصلاة و السلام فعل ذلك (نهر) وعليه الفتوىٰ، كما في شرح درر البحار. (شامی زکریا ۳/ ۷۱، حلبی کبیر ۴۲۹)

نماز استسقاء کتنے دن پڑھی جائے گی؟

بہتر یہ ہے کہ تین دن لگا تار نماز استسقاء کا اہتمام کیا جائے۔ و اتفقوا على أن السنة الخروج إلى الاستسقاء ثلاثة أيام متتابعات. (حلبی کبیر ۴۲۷، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۷۲)

نماز استسقاء کہاں پڑھی جائے؟

بہتر یہ ہے کہ نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ یا کسی بڑے میدان میں جمع ہونے کا انتظام کیا جائے؛ البتہ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس میں مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ میں

استسقاء کی نماز پڑھی جائے گی۔ **ویخرجون أی إلی الصحراء کما فی الینابیع وهٰذا فی غیر أهل المساجد الثلا ثة.** (شامی زکریا ۳/ ۷۲)

نماز استسقاء کے چند مستحبات

نماز استسقاء میں درج ذیل امور کا اہتمام کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے:

(۱) جب استسقاء کی ضرورت ناگزیر ہو تو امام نماز استسقاء سے پہلے لوگوں کو تین دن روزہ رکھنے اور توبہ واستغفار کرنے کا حکم دے، پھر چوتھے دن سے نماز استسقاء شروع کرے۔

(۲) نماز استسقاء کے لئے لوگ پیدل چل کر جائیں۔

(۳) اس دن نئے کپڑے کے بجائے دھلے ہوئے یا پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنیں۔

(۴) اللہ کے لئے تواضع اور خشوع وخضوع ظاہر کریں اور ندامت کے مارے سروں کو جھکائے رکھیں، فضول بات چیت اور ہنسی مذاق اور ٹھٹھول نہ کریں۔

(۵) ہر دن نماز کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ وخیرات کریں۔

(۶) ہر آدمی دل سے سچی توبہ کرے اور اگر اس پر کسی دوسرے آدمی کا حق ہو تو اسے ادا کرے۔

(۷) تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت اور عفو وکرم کی دعا کریں۔

(۸) اپنے کمزور اور بوڑھے اور بچوں کو آگے رکھیں اور ان سے دعا کرائیں اور ان کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔

(۹) چھوٹے بچوں کو اپنی ماؤں سے جدا کریں؛ تاکہ ان کے گریہ وبکا سے ماحول رقت آمیز ہو جائے۔

(۱۰) بہتر ہے کہ بے زبان جانوروں کو بھی اپنے ساتھ لائیں؛ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہونے کا ذریعہ بنیں۔ (اگر مسجد میں نماز استسقاء ہو رہی ہو تو جانوروں کو باہر باندھیں)

ویستحب للإمام أن یأمرهم بصیام ثلا ثة أیام قبل الخروج وبالتوبة ثم یخرج بهم فی الرابع مشاةً فی ثیابٍ غسیلةٍ أو مرقعة متذللین متواضعین خاشعین لله ناکسین رؤوسهم ویقدمون الصدقة فی کل یوم قبل خروجهم ویجددون التوبة

ویستغفرون للمسلمین ویستسقون بالضعفة والشیوخ والعجائز والصبیان ویبعدون الأطفال عن أمهاتهم ویستحب إخراج الدواب. (درمختار مع الشامی زکریا ۷۲/۳، طحطاوی علی المراقی طبع کراچی ۳۰۰، طحطاوي علی المراقي أشرفي ۵۵۰)

نماز استسقاء اکیلے پڑھنا

اگر نماز با جماعت کا موقع نہ ہوتو لوگوں کا جمع ہوکر انفرادی طور پر استسقاء کی نماز پڑھنا یا صرف اجتماعی دعا کرنا بھی درست ہے۔ وإن صلوا فرادیٰ جاز فهی مشروع للمنفرد.

(درمختار مع الشامی زکریا ۷۲/۳)

اگر نماز استسقاء سے پہلے ہی بارش ہوگئی

اگر نماز استسقاء کا اعلان کردیا گیا تھا؛ لیکن ابھی لوگ جمع نہیں ہو پائے تھے کہ بارش ہوگئی تو بھی مستحب یہ ہے کہ اللہ کا شکر بجالانے کے لئے حسبِ پروگرام لوگ جمع ہوکر نماز ودعا کا اہتمام کریں۔ وإن سقوا قبل خروجهم ندب أن یخرجوا شکراً لله تعالیٰ. (درمختار مع الشامی زکریا ۷۳/۳)

دعا استسقاء میں ہاتھ کس طرح اٹھائیں؟

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے دعا استسقاء کے وقت عام دعاؤں کے برخلاف ہتھیلیوں کا حصہ زمین کی طرف اور ہاتھ کا اوپری حصہ آسمان کی طرف کرکے (یعنی الٹے ہاتھ کرکے) دعا فرمائی، اسی وجہ سے فقہاء نے بھی دعا استسقاء میں اسی کیفیت کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ استسقیٰ فأشار بظهر کفیه إلی السماء. (مسلم شریف ۲۹۳/۱) قال النووی: قال جماعة من أصحابنا وغیرهم السنة فی کل دعاء لرفع بلاء کالقحط ونحوه أن یرفع یدیه ویجعل ظهر کفیه إلی السماء وإذا دعا بسوال شیٔ وتحصیله جعل بطن کفیه إلی السماء واحتجوا

بهذا الحديث. (نووی علی مسلم ۱/۲۹۳) **قال الطحطاوی: ثم السنة فی کل دعاء لسوال شئ وتحصیله أن یجعل بطون کفیه نحو السماء ولرفع بلاء کالقحط یجعل بطونهما إلی الأرض وذلک معنی قوله تعالیٰ: ﴿وَیَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَّرَهْباً﴾**

(کذا فی شرح البدر العینی علی الصحیح، طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع کراچی ۳۰۱، أشرفي ۵۵۱)

استسقاء کی خاص دعا

استسقاء کے موقع پر نبیٔ اکرم ﷺ سے دعا کے متعدد کلمات ثابت ہیں، جن میں سے درج ذیل کلمات یاد رکھنے کے قابل ہے: **اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَیْثاً مُغِیْثاً هَنِیْئاً مَرِیْئاً مُرِیْعاً طَبَقاً غَدَقاً عَاجِلاً غَیْرَ رَائِثٍ نَافِعاً غَیْرَ ضَارٍّ.** (حلبی کبیر ۴۲۸) اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرمایئے جو مصیبت دفع کرنے والی، اور ظاہری و باطنی طور پر سودمند ہو، اور سرسبزی وشادابی لانے کا ذریعہ ہو، اور خوب جل تھل کرنے والی ہو، اس کا نفع جلد ظاہر ہو تاخیر نہ ہو، اور جو ہر اعتبار سے نفع بخش ہو اس میں نقصان کا کوئی پہلو نہ ہو۔ (طحطاوی علی المراقی اشرفی ۵۵۲)

نماز استخارہ

جب کسی شخص کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور وہ یہ طے نہ کر پا رہا ہو کہ اس کو اختیار کرنا بہتر رہے گا یا نہیں؟ تو اسے چاہئے کہ استخارہ کرے۔ استخارہ کے معنی خیر طلب کرنے کے آتے ہیں، یعنی اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی کی دعا کرے۔ اور اس کا طریقہ پیغمبر علیہ السلام نے یہ بتلایا ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اس کے بعد پوری توجہ کے ساتھ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ	اے اللہ! میں آپ کے علم کے ذریعہ خیر کا طالب
وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ	ہو، اور آپ کی قدرت سے طاقت حاصل کرنا
وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ،	چاہتا ہوں، اور آپ کے فضلِ عظیم کا سائل ہوں،
فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلاَ	بے شک آپ قادر ہیں اور میں قدرت نہیں

أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ. قَالَ وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ. (شامی زکریا ۲/ ۴۷۰، بخاری شریف حدیث: ۱۱۶۶، ترمذی شریف ۴۰۸، ابوداؤد ۱۵۳۸ وغیرہ)

رکھتا، اور آپ کو علم ہے کہ میں لاعلم ہوں، اور آپ چھپی ہوئی باتوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ علم کے مطابق یہ کام (یہاں اس کام کا تصور کرے) میرے حق میں دینی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے (یا فی الحال اور انجام کار کے اعتبار سے) بہتر ہے، تو اسے میرے لئے مقدر فرمائیے، اور اسے میرے حق میں آسانی کر کے اس میں مجھے برکت سے نوازے، اور اگر آپ کو علم ہے کہ یہ کام (یہاں کام کا تصور کرے) میرے حق میں دینی، دنیوی اور اخروی اعتبار سے (یا فی الحال اور انجام کے اعتبار سے) برا ہے تو اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے ہٹا دے اور جس جانب خیر ہے وہی میرے لئے مقدر فرمادے، پھر مجھے اس عمل سے راضی کردے۔

دعا پڑھتے ہوئے جب **ھٰذا الأمر** پر پہنچے تو دونوں جگہ اس کام کا دل میں دھیان جمائے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے یا دعا پوری پڑھنے کے بعد اس کام کو ذکر کرے۔ دعا کے شروع اور اخیر میں اللہ کی حمد وثناء اور درود شریف بھی ملالے، اور اگر عربی میں دعا نہ پڑھی جاسکے تو اردو یا اپنی مادری زبان میں اسی مفہوم کی دعا مانگے۔ **ویسمی حاجته قال ط: أي بدل قوله ھٰذا الأمر قلت: أو يقول بعده وهو كذا و كذا.** (شامی زکریا ۲/ ۴۷۰)

نماز استخارہ میں کونسی سورتیں پڑھے؟

بہتر ہے کہ استخارہ کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے، اور بعض سلف سے یہ منقول ہے کہ پہلی رکعت میں یہ آیتیں پڑھے: ﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا

يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالىٰ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ، وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ. القصص: ٦٩﴾ اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْراً أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيْناً. الاحزاب: ٣٦﴾

اگر نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو استخارہ کیسے کرے؟

اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو صرف دعا کے ذریعہ بھی استخارہ ہوسکتا ہے یعنی پوری توجہ کے ساتھ دعا استخارہ پڑھ لی جائے۔ ولو تعذرت عليه الصلاة استخار بالدعاء. (شامی زکریا ٢/٤٧١)

استخارہ کتنی مرتبہ کیا جائے

بہتر ہے کہ استخارہ سات دن تک کیا جائے اور اگر سات دن میں بھی کسی ایک جانب رجحان نہ ہو تو مسلسل استخارہ کرتا رہے۔ وينبغي أن يكررها سبعاً الخ. (شامی زکریا ٢/٤٧٠، عمدة القاری ٤/٢٢٥، بیروت ٧/٢٢٥)

استخارہ کے بعد رجحان کا پتہ کیسے چلے؟

بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ استخارہ کی دعا پڑھ کر قبلہ رخ باوضو سو جائے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو سمجھ لے کہ اس کام میں خیر ہے اور اگر کالی یا سرخ چیز دکھائی دے تو سمجھ لے کہ یہ کام بہتر نہیں ہے اس سے بچنا چاہئے؛ لیکن یہ محض تخمینی چیز ہے اصل مدار دل کے رجحان پر ہے۔ استخارہ کے بعد آدمی اپنے دلی رجحان کو دیکھے جس جانب دل مائل ہو ان شاء اللہ اسی میں خیر ہوگی، خوابوں پر اصل مدار نہیں ہے؛ بلکہ خواب قلبی رجحان کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ چناں چہ ابن السنی نے روایت نقل کی ہے کہ: پیغمبر علیہ السلام نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: يا أنس! إذا هممت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مرات ثم انظر إلى الذي سبق إلى قلبك فإن

الخير فيه. (شامی زکریا ۲/ ۴۷۱) یعنی اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے پروردگار سے سات مرتبہ استخارہ کیا کرو، پھر اس رجحان کو دیکھو جو تمہارے دل میں ہے؛ کیوں کہ اسی میں خیر ہے۔

کیا استخارہ کے بعد کسی ایک جانب عمل ضروری ہوجاتا ہے؟

استخارہ کرنے کے بعد جس جانب دلی رجحان ہو اس پر عمل بہتر اور خیر ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اس کے خلاف پر عمل کرلے تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے، اس لئے کہ دلی رجحان کوئی شرعی دلیل نہیں ہے؛ البتہ بہرصورت اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب رہنا چاہئے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/ ۵۹۹)

نماز حاجت

جب کسی شخص کو کوئی اہم ضرورت درپیش ہو تو اس کے لئے نماز حاجت پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلہ میں متعدد احادیثِ شریفہ مروی ہیں، جن میں سے دو روایتیں ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت مانگنی ہو یا کسی آدمی سے اس کی کوئی ضرورت وابستہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے اور نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود پڑھے، بعد ازاں یہ دعا مانگے“:

لا اِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰـهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، أَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لا تَدَعْ لِيْ ذَنْباً إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلا	کوئی حاکم نہیں سوائے اللہ کے، جو نہایت حلم والا اور کریم ہے، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے۔ اے اللہ میں آپ سے آپ کی رحمت کے موجبات اور آپ کی مغفرت کے پختہ اسباب اور ہر نیکی میں سے حصہ اور ہر برائی سے سلامتی کا سوال کرتا

هَـمـاًّ إِلاَّ فَـرَّجْتَـهٗ وَ لا حَاجَةً هِيَ لَکَ رِضـیً إِلاَّ قَـضَـیْتَهَا یَا أَرْحَمَ الـرَّاحِمِیْنَ. (ترمذي شريف حديث: ۴۷۹، شامی زکریا ۲/۴۷۳)

ہوں۔ اے اللہ! میرے کسی گناہ کو معاف کئے بغیر نہ چھوڑ، اور میرے کسی غم کو ہٹائے بغیر نہ رکھ، اور میری کوئی بھی حاجت جس سے تو راضی ہو اسے پورا کئے بغیر نہ چھوڑ، اے مہربانوں کے مہربان!

(۲) علامہ شامیؒ نے ''تجنیس'' کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ نماز حاجت عشاء کے بعد چار رکعت ہیں، جس کی ترتیب ایک مرفوع حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ اور آیت الکرسی تین مرتبہ پڑھی جائے، اور مابقیہ تین رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ اخلاص اور معوذتین ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری ضرورتیں پوری ہوگئیں۔ وأما فی التجنیس وغیرہ فذکر أنها أربع رکعات بعد العشاء، وإن فی الحدیث المرفوع یقرأ فی الأولیٰ الفاتحة مرة وآیة الکرسی ثلاثاً وفي کل من الثلاثة الباقیة یقرأ الفاتحة والإخلاص والمعوذتین مرة مرة کن له مثلهن من لیلة القدر. قال مشائخنا: صلینا هذه الصلاة فقضیت حوائجنا الخ. (شامی زکریا ۲/۴۷۳)

نماز توبہ

اگر کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے، تو مستحب یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھے، اور اس کے بعد اپنے گناہوں کی معافی چاہے، اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے، تو انشاء اللہ اس کی مغفرت ہوجائے گی۔ ومنه أی المندوب صلاة الاستغفار لمعصیة وقعت منه لما عن علی عن أبي بکر الصدیق رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''مَـا مِـنْ عَبْـدٍ یَذْنَبُ ذَنْباً فَیَتَوَضَّأُ وَیُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ یُصَلِّي رَکْعَتَیْنِ فَیَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ لَهٗ''. (طحطاوی علی المراقی ۲۱۹، أشرفي ۴۰۱)

سفر میں جانے سے پہلے نماز

جو شخص کسی سفر کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ گھر سے نکلنے سے پہلے (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ

ہو)دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ”کوئی شخص اپنے گھر والوں کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر توشہ نہیں چھوڑ جاتا جو وہ سفر کے ارادہ کے وقت گھر والوں کے پاس پڑھتا ہے“۔ ومن المندوبات رکعتا السفر (درمختار) عن مقطم ابن المقدام قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ”مَا خَلَفَ أَحَدٌ عِنْدَ أَهْلِهِ أَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِيْنَ يُرِيْدُ سَفَراً“. (رواه الطبراني، شامي زكريا ٤٦٦/٢)

سفر سے واپسی پر نماز

جب کوئی آدمی سفر سے واپس ہو تو اس کے لئے واپسی پر دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے، اور بہتر یہ ہے کہ یہ نفل قریبی مسجد میں ادا کرے (اور اگر اس کا موقع نہ ہو تو گھر ہی پڑھ لے) وعن كعب بن مالك رضي الله عنه كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايَقْدَمُ مِنَ السَّفَرِ إِلَّا نَهَاراً فِي الضُّحىٰ فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ وَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ.

(مسلم شريف ٢٤٨/١، شامي زكريا ٤٦٦/٢)

نماز منزل

دورانِ سفر جب کسی قیام گاہ پر اترنا ہو تو مستحب یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے۔ ينبغي للمسافر أن يصلي ركعتين في كل منزل كما كان يفعل ﷺ نص عليه الإمام السرخسي في شرح السير الكبير. (شامي زكريا ٤٧٣/٢)

❍❖❍

مسائلِ تراویح

تراویح! دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں

رمضان المبارک کی ایک امتیازی عبادت ”نماز تراویح“ ہے، جو اپنی الگ شان رکھتی ہے، اس نماز کے ذریعہ رمضان المبارک میں مسجدوں کی رونق بڑھ جاتی ہے، اور عبادات کے شوق میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔ صحیح احادیثِ شریفہ سے ثابت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے رمضان المبارک میں تین دن مسجدِ نبوی میں باجماعت نماز پڑھائی؛ لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غیر معمولی ذوق وشوق کو دیکھ کر آپ ﷺ کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کردی جائے، تو آپ ﷺ نے یہ سلسلہ موقوف فرمادیا۔ (بخاری شریف ۱/۲۶۹) لیکن ساتھ میں آپ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادات انجام دینے کی ترغیب دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گذارے گا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے“۔ (بخاری شریف ۱/۲۶۹) آپ ﷺ کی اس ترغیب کی وجہ سے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں کثرتِ عبادت کا اہتمام کرتے تھے۔ جو لوگ قرآنِ کریم کے حافظ تھے وہ خود نوافل میں قرآن پڑھتے اور جو حافظ نہ تھے وہ کسی حافظ کی اقتداء میں قرآنِ کریم سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ چناں چہ ثعلبہ ابن ابی مالک القرظیؒ (جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعی عالم ہیں) مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی رات میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کیا کررہے ہیں؟ تو کسی نے جواب میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ وہ حضرات ہیں جن کو قرآنِ کریم حفظ نہیں ہے، تو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نماز میں قرآنِ کریم پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کررہے ہیں، یہ سن کر نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ”انہوں نے بہت اچھا کیا“ اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں کوئی ناگواری کی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ (السنن الکبریٰ للبیهقي بیروت ۲/۴۹۵)

اس تفصیل سے اتنا یقیناً معلوم ہوگیا کہ دورِ نبوت میں رمضان کی وہ خصوصی نماز جسے بعد میں ”تراویح“ کا نام دیا گیا، یقیناً پڑھی جاتی رہی، اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اس نماز سے بخوبی واقف تھے، اور تنہا تنہا اور کبھی جماعت سے اسے پڑھا کرتے تھے۔

پھر دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے ابتدائی زمانہ تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہا، اس کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر کہ لوگ مسجد میں تنہا یا چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر نماز تراویح پڑھتے ہیں، آپ نے مناسب سمجھا کہ تراویح کی باقاعدہ جماعت قائم کردی جائے (کیوں کہ جس خطرۂ وجوب کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے جماعت تراویح کا سلسلہ موقوف فرمادیا تھا، اب آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ خطرہ باقی نہ رہا تھا) چناں چہ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سب سے بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر فرمایا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھنے لگے۔ (دیکھئے: بخاری شریف ۱/۲۶۹) اب بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ۱۱/رکعات پڑھائیں (۸/رکعات تراویح اور ۳/وتر) (السنن الکبری للبیھقی بیروت ۲/۴۹۶) لیکن اکثر روایات اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ۲۰/رکعات تراویح کا پتہ چلتا ہے، چند روایات درج ذیل ہیں:

- عبدالعزیز بن رفیعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں ۲۰/رکعات تراویح لوگوں کو پڑھاتے تھے اس کے بعد ۳/رکعت وتر کی پڑھایا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۲۴ رقم: ۷۷۶۶)

- سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ دورِ فاروقی میں حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم رمضان المبارک میں ۲۰/رکعات باجماعت پڑھا کرتے تھے، نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ سو سے اوپر آیتوں والی سورتیں تراویح میں پڑھتے تھے اور لمبے قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی بیروت ۲/۴۹۶)

- یزید بن رومانؒ فرماتے ہیں کہ لوگ رمضان المبارک میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے (۲۰/رکعات تراویح اور ۳/وتر) (السنن الکبریٰ للبیھقی بیروت ۲/۴۹۶)

- ابوالخصیبؒ کہتے ہیں کہ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان میں ۵/ترویحوں سے ۲۰/رکعات پڑھایا کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی بروت ۲/۴۹۶)

- ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قراء حضرات کو بلایا، پھر ان میں سے ایک صاحب کو منتخب کر کے حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ۲۰/رکعات تراویح پڑھایا کریں، اور اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان لوگوں کو وتر کی نماز پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی بروت ۲/۴۹۶)

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت (جس کے ایک راوی پر کچھ کلام کیا گیا ہے) سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ کا رمضان المبارک میں ۲۰/رکعات الگ سے پڑھنے کا معمول تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۲۵، السنن الکبری للبیھقی بیروت ۲/۴۹۶)

انہیں روایات و آثار کی وجہ سے جمہور علماء امت اور حضراتِ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ) کا متفقہ موقف یہ ہے کہ تراویح کی رکعات بیس سے کم نہیں ہیں، بیس سے زیادہ کے تو اقوال ملتے ہیں (جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے) لیکن بیس کے عدد سے کم کا ائمہ اربعہ میں سے کوئی قائل نہیں ہے۔ اور تمام عالم میں شرقاً وغرباً صدیوں سے امت کا عمل یہی چلا آ رہا ہے، حتیٰ کہ حرمین شریفین میں آج تک ۲۰ رکعات ہی پڑھی جاتی ہیں۔ اس لئے تراویح ۲۰ رکعات پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اس میں کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتنی چاہئے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ تراویح کی رکعات کے بارے میں علماء کے ایک طبقہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت سے اشتباہ ہو گیا ہے، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رمضان اور غیر رمضان کی نوافل کو آٹھ کے عدد میں منحصر کیا ہے۔ (بخاری شریف ۱/۱۵۴) اس روایت سے بہت سے لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ تراویح کی رکعات بھی صرف آٹھ ہیں اس سے زیادہ نہیں، حالاں کہ اس روایت کا تعلق تراویح سے نہیں؛ بلکہ تہجد سے ہے، اور تراویح کی رکعات پر اس روایت سے استدلال بالکل غیر معقول ہے، کیوں کہ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ''غیرِ رمضان'' کو شامل کر کے جواب دینا یہ بتا رہا ہے کہ سوال ایسی نماز سے متعلق ہے جو غیر رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے اور ایسی نماز تہجد تو ہو سکتی ہے تراویح نہیں ہو سکتی، کیوں کہ اسے غیر رمضان میں پڑھنے کا کوئی قائل نہیں (۲) خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت تہجد کی ۸ رکعات سے کم وبیش کے بارے میں بھی وارد ہے۔ (بخاری شریف ۱/۱۵۳) تو چوں کہ رکعتوں کی تعیین کے متعلق روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے، لہٰذا استدلال تام نہیں (۳) تیسرے یہ کہ اسی روایت میں ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے اور جو طبقہ تراویح کی ۸ رکعات کا قائل ہے وہ اس روایت کے برخلاف ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کا منکر ہے۔ اس لئے جب وتر میں یہ روایت ان کے نزدیک حجت نہیں تو تراویح کی رکعات میں حجت کیسے مانی جا سکتی ہے؟

تراویح میں ختم قرآن

تراویح میں قرآنِ کریم کم از کم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت ۲/۴۳۳، زکریا ۲/۴۹۷) اللہ تبارک وتعالیٰ پوری امت کی طرف سے سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو بے حد جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے باجماعت تراویح اور قرأتِ قرآن کے اہتمام کا حکم دے کر قرآنِ کریم کی حفاظت کا ایک سبب مہیا فرما دیا۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رمضان المبارک کی پہلی شب میں مسجدِ نبوی سے گذرے، تو وہاں قرآنِ کریم پڑھنے کی آواز آپ کو سنائی دی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا: **نَوَّرَ اللّٰہُ قَبْرَ عُمَرَ کَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ بِالْقُرْاٰنِ.** (غنیۃ الطالبین ٤٨٧) **یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو نور سے بھر دے** جیسا کہ انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآنِ کریم کی تلاوت سے منور کر دیا ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسی طرح کا جملہ سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر اس انداز پر تراویح میں قرآنِ کریم سننے سنانے کا رواج نہ ہوتا، تو کتنے ہی حفاظ حفظ کرنے کے باوجود اپنے حفظ کو محفوظ نہ رکھ پاتے۔ تراویح میں سنانے یا سننے کی فکر کی وجہ سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ اکثر حفاظِ کرام از سرِ نو یاد کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

اس لئے تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کرنا چاہئے؛ لیکن ضروری ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے قرآنِ کریم کے آداب کا ضرور لحاظ رکھیں۔ افسوس ہے کہ آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی برتی جاتی ہے، اور جلد از جلد ختم قرآن کے شوق میں شرعی ہدایات کو پسِ پشت ڈال دیا جاتا ہے، عام طور پر تین تین اور کہیں کہیں پانچ پانچ پارے تراویح میں پڑھنے کا رواج ہو چلا ہے۔ زیادہ سننا یا پڑھنا برا نہیں ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ اتنا تیز نہ پڑھا جائے کہ حروف کٹ جائیں یا غلطیاں رہ جائیں، ایسی جلد بازی قرآنِ کریم کے ساتھ سخت بے ادبی اور توہین ہے۔ بہتر ہے کہ روزانہ اتنی مقدار میں قرآنِ پاک سنا جائے کہ ستائیسویں یا انتیسویں شب میں ایک ختم ہو جائے۔ (شامی بیروت ۲/۴۳۳، ۲/۴۹۷) تا کہ اس بہانے اخیر مہینہ تک تراویح کی پابندی اور ذوق وشوق برقرار رہے، اور رمضان کا آخری عشرہ سستی اور کاہلی کی نذر نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

تراویح میں ختم قرآن پر لین دین درست نہیں

قرآنِ پاک کی تلاوت اور اس کا ختم مستقل عبادت ہے اس کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنا اور طے کر کے یا معروف طریقہ پر ختم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''قرآن پڑھا کرو اور اس کو کھانے کمانے کا ذریعہ مت بناؤ اور نہ اس سے مال ودولت کی کثرت حاصل کرو اور نہ اس سے اعراض کرو اور نہ اس میں غلو سے کام لو''۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۴۰ رقم: ۷۸۲۵) حضرت واقدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زاذانؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرآنِ کریم کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنائے گا وہ قیامت میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ہڈی ہی ہڈی ہوگی گوشت نہ ہوگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۸ رقم: ۷۸۲۴)

اسی بنا پر حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلفِ صالحین نے تراویح میں قرأتِ قرآن پر اجرت قبول نہیں کی۔

ابو اسحٰق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں لوگوں کو تراویح پڑھائی، جب عید کا دن آیا تو ان کی خدمت میں عبید اللہ بن زیاد نے ایک جوڑا اور پانچ سو درہم پیش کیے، تو آپ نے انہیں لوٹادیا اور فرمایا کہ ہم قرآنِ کریم پڑھنے پر کوئی اجرت نہیں لیا کرتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۷ رقم: ۷۸۲۱) اسی طرح کا واقعہ حضرت عمرو بن نعمان بن مقرنؒ سے بھی منقول ہے کہ ان کی خدمت میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تراویح میں قرآن سنانے پر دو ہزار درہم پیش کیے؛ لیکن موصوف نے صاف جواب دے دیا کہ ہم قرآن کو دنیا کمانے کے لئے نہیں پڑھتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ بیروت ۵/۲۳۷ رقم: ۷۸۲۰)

ان روایات کی روشنی میں موجودہ دور کے اکابر اہلِ فتویٰ نے یہ فتویٰ جاری فرمایا ہے کہ تراویح میں ختم قرآن پر طے کر کے یا بلا طے کیے ہوئے لین دین شرعاً جائز نہیں ہے، تمام ہی معتبر فتاویٰ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ ۳۹۲، باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ جدید ۵۱۷، فتاویٰ مظاہر علوم ۱/۴۸، امداد الفتاویٰ ۱/۴۸۱، کفایت المفتی قدیم ۳/۳۶۳-۳۶۵، فتاویٰ دار العلوم ۴/۲۴۶، جواہر الفقہ ۱/۳۸۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۷/۱۷۶-۲۷، احسن الفتاویٰ ۳/۵۱۴، فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۴۹، کراچی ۶/۲۳۵-۲۴۵)

واضح رہے کہ تراویح میں قرآن کی سماعت پر بھی اجرت مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ اس بارے میں حضرت تھانویؒ نے پہلے جواز کا فتوی دیا تھا، بعد میں رجوع فرمالیا، اور عدم جواز کا فتویٰ دیا، جو التذکیر والتہذیب میں ۲/۳۸۳ پر درج ہے۔ (بحوالہ ایضاح المسائل ۲۷)

بعض حضرات امامت اور تعلیم پر قیاس کرتے ہوئے تراویح میں ختم قرآن کی اجرت کے جواز کے قائل ہیں؛ لیکن ان حضرات کا یہ استدلال قیاس مع الفارق ہے کیوں کہ امامت وتعلیم ایسی ضرورتیں ہیں کہ جن کا نظم نہ ہونے سے نظام شریعت میں خلل آسکتا ہے، جب کہ تراویح میں ختم قرآن اس درجہ کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر ختم قرآن نہ ہوا تو دین خطرہ میں آجائے گا لہٰذا ختم قرآن اور امامت وتعلیم کو ضرورت کے اعتبار سے ایک درجہ میں رکھنا خلاف معقول ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ ختم قرآن کا حکم محض تلاوتِ مجردہ جیسا ہے جس پر اجرت کے جواز کا کوئی قائل نہیں ہے۔

دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ختم تراویح پر لین دین کے رواج نے حفاظ کی حیثیت عرفیہ کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے، جن جگہوں پر حفاظ کو اجرت دینے کا رواج ہے وہاں دینے والوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں رہتی، اور حفاظ کی بے وقعتی دراصل دین کی بے وقعتی ہے؛ اس لئے ضروری ہے کہ ہم تراویح میں لین دین کی وبا پر روک لگائیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ناجائز ذرائع آمدنی کو چھوڑ کر حلال آمدنی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں طمع وحرص سے محفوظ رکھے، آمین۔

آئندہ صفحات میں تراویح سے متعلق بعض اہم مسائل ذکر کیے جارہے ہیں:

تراویح کی شرعی حیثیت

رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھنا مرد وعورت سب کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ **التراویح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء إجماعاً.** (درمختار بیروت ۴۲۹/۲، زکریا ۴۹۳/۲، طحطاوی علی المراقی قدیم ۴۱۱-۴۱۲)

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ بہتر ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے لیکن اگر وتر کے بعد بھی تراویح پڑھیں تو بھی شرعاً درست ہے۔ **ووقتها بعد صلاة العشاء إلى الفجر قبل الوتر وبعده في الأصح.** (درمختار بیروت ۴۳۰/۲، زکریا ۴۹۳/۲-۴۹۴)

تراویح کی جماعت

تراویح کی مسجد میں باجماعت ادائیگی سنتِ کفایہ ہے اگر محلّہ کی مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہو تو سارے اہلِ محلّہ گنہ گار رہوں گے۔ **والجماعة فيها سنة على الكفاية فى الأصح فلو تركها أهل مسجد أثموا.** (درمختار بیروت ۴۳۱/۲، زکریا ۴۹۵/۲، عالمگیری ۱۱۶/۱)

تراویح کی نیت

نمازِ تراویح اور تمام سنن ونوافل اگرچہ مطلق نماز کی نیت سے درست ہو جاتی ہیں، لیکن بہتر اور احوط یہ ہے کہ تراویح کا باقاعدہ دل میں ارادہ کر کے نماز شروع کی جائے۔ **وكفى مطلق نية الصلاة وإن لم يقل لله لنفل وسنة راتبة وتراويح على المعتمد إذ تعيينها بوقوعها وقت الشروع والتعيين أحوط.** (در مختار بیروت ۸۵/۲-۸۶، زکریا ۹۴/۲)

تراویح میں کتنی مرتبہ ختم قرآن کیا جائے؟

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے اس سے زائد مستحب ہے۔ **والختم مرةً**

سنةٌ ومرتين فضيلةٌ وثلاثاً أفضل. (در مختار بیروت ۴۳/۲، زکریا ۴۹۷/۲، عالمگیری ۱۱۷/۱)

ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں

ایک مسجد میں بیک وقت (مثلاً پہلی اور دوسری منزل میں الگ الگ جماعت کرنا) یا پے درپے (یعنی ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا) تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ولو صلی التراویح مرتین فی مسجد واحد یکره. (خانیه علی هامش الهندیة ۲۳۴/۱)

حافظہ عورت کا تراویح میں قرآن سنانا

اگر کوئی حافظہ عورت اپنا قرآن یاد رکھنے کی غرض سے صرف اپنے گھر کی عورتوں کو تراویح میں قرآن سنائے تو یہ اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن فی الجملہ اس کی گنجائش ہے (بشرطیکہ اور کوئی فتنہ مثلاً دیگر گھروں یا محلوں کی خواتین کا اجتماع وغیرہ نہ ہو) ایسی صورت میں وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہوکر امامت کرے گی۔ چناں چہ روایت میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان المبارک کے مہینہ میں صف کے درمیان کھڑے ہوکر عورتوں کی امامت فرمایا کرتی تھیں۔ عن عائشة أم المؤمنين رضی اللّٰه تعالیٰ عنها أنها كانت تؤم النساء فی شهر رمضان فتقوم وسطاً. قال محمدؒ: لا يعجبنا أن تؤم المرأة فإن فعلت قامت فی وسط الصف مع النساء كما فعلت عائشة رضی اللّٰه عنها، وهو قول أبی حنيفةؒ. (کتاب الآثار للإمام محمدؒ ۲۰۳/۱-۲۰۶، رمضان کے شرعی احکام، مفتی مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ۴۷) وفی المصنف لابن أبي شيبة: عن أم الحسن أنها رأت أم سلمة رضی اللّٰه عنها زوج النبی ﷺ تؤم النساء تقوم معهن فی صفهن. (المصنف لابن أبی شیبة ۴۰۳/۱، بیروت ۵۶۹/۳ رقم: ۴۹۸۹)

مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا

اگر مرد تراویح کی امامت کرے اور اس کے پیچھے کچھ مرد ہوں اور بقیہ پردہ میں عورتیں ہوں اور یہ امام عورتوں کی امامت کی نیت کرے تو یہ نماز شرعاً درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں،

اوراگرامام تنہا ہو بقیہ سب عورتیں ہوں تو نیت امامت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی عورتوں میں اس امام کی کوئی محرم رشتہ دار یا بیوی بھی شامل ہو ورنہ تنہا تمام اجنبیات کی امامت کرنا مکروہ ہوگا۔ ویکره حضورهن الجماعة مطلقاً على المذهب كما تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولامحرم منه أو زوجته.

(شامی کراچی ۵٦٦/۱، شامی زکریا ۳۰۷/۲)

تراویح میں ایک سلام سے تین رکعتوں کا حکم

اگرتین رکعتیں پڑھیں مگر دوسری رکعت پر قعدہ کرلیا تو دو صحیح ہوگئیں اورتیسری باطل ہوگئی، تیسری رکعت میں جوحصہ قرآن پڑھا ہے اسے دہرائیں، اوراگرایک سلام سے تین رکعتیں پڑھیں اوردوسری رکعت پرقعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعتیں باطل ہوگئیں،ان میں پڑھا گیا قرآن دہرایا جائے گا۔ لو صلى التطوع ثلاثاً ولم يقعد على الركعتين فالأصح أنه يفسد. (شامی بیروت ۴۲۱/۲، زکریا ۴۸۳/۲، امداد الفتاویٰ حاشیہ ۴۹۷-۴۹۸ ۔ محشی مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری)

تراویح میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنا

اگرایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں،اوردوسری رکعت پرقعدہ کیا تو چاروں صحیح ہوگئیں۔

اگرایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور قعدہ اولیٰ نہیں کیا اوراخیر میں سجدۂ سہو کرلیا تو صرف اخیر کی دو رکعتیں معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعتیں باطل ہوجائیں گی؛ لہٰذا ان دو رکعتوں میں جوقرآن پڑھا ہے اسے دہرایا جائے گا۔ وإن صلى أربع ركعات بتسليمة واحدة والحال أنه لم يقعد على ركعتين منها قدر التشهد تجزئ الأربع عن تسليمة واحدة أي عن ركعتين عند أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ وهو المختار، اختاره الفقيه أبو جعفر وأبو بكر محمد بن الفضل قال قاضي خان وهو الصحيح لأن القعدة على رأس الثانية فرض في التطوع فإذا تركها كان ينبغي أن تفسد صلاته أصلاً كما هو قول محمدؒ وزفرؒ وهو القياس، وإنما جاز على قول أبي حنيفةؒ وأبي يوسفؒ

استحساناً فأخذنا بالقياس فی فساد الشفع الأول وبالاستحسان فی حق بقاء التحريمة، وإذا بقيت صح شروعه فی الشفع الثانی وقد أتمه بالقعدة فجاز عن تسليمة واحدة وقال الفقيه أبو الليث تنوب عن تسليمتين والصحيح الأول ولو قعد علی رأس الركعتين جازت عن تسليمتين بالاتفاق حلبی کبیر ٤٠٨، امداد الفتاویٰ حاشیه ٤٩٧، ٤٩٨ ـ محشی مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری) لكن صححوا فی التراويح أنه لو صلاها كلها بقعدة واحدة وتسليمة أنها تجزئ عن ركعتين. (شامی زکریا ٢/ ٤٨٣)

تراویح میں ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا

تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھی جائیں گی اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر توقف کرنا پسندیدہ ہے۔ يجلس ندباً بين كل أربعة بقدرها وكذا بين الخامسة والوتر. (شامی زکریا ٢/ ٤٩٦)

ترویحہ میں کیا پڑھیں؟

ترویحہ کے لئے کوئی خاص عبادت متعین نہیں ہے؛ بلکہ اختیار ہے خواہ ذکر اذکار کریں، تلاوت کریں یا تنہا تنہا نفل پڑھیں۔ اور بعض فقہاء سے تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے؛ لہٰذا جس کا جی چاہئے اسے بھی پڑھ سکتا ہے: سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت، سبحان الملک الحی الذی لاينام ولايموت، سبوح قدوس رب الملائكة والروح لاإلٰه إلا الله نستغفر الله نسألک الجنة ونعوذ بہ من النار. (شامی بیروت ٢/ ٤٣٣، زکریا ٢/ ٤٩٧)

تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ گئیں

اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائیں تو وہ ترویحہ کے وقفہ میں رکعات پوری کرلے، اگر پھر بھی رہ جائیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہوجائے تو امام

کے ساتھ اولاً وتر ادا کرے اس کے بعد اپنی چھوٹی رکعات پڑھے۔ **فلو فاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوتر معه ثم صلى ما فاته.** (درمختار بیروت ۲/ ۴۳۱، زکریا ۲/ ۴۹۴)

اگر مسجد میں عشاء کی جماعت نہ ہو تو تراویح باجماعت نہ پڑھیں

جس مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھی گئی ہو؛ بلکہ سب نمازیوں نے تنہا تنہا نماز ادا کی ہو، تو اب اگر وہ باجماعت تراویح پڑھنا چاہیں تو یہ ان کے لئے بہتر نہیں ہے۔ **ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح جماعة لأنها تبع.** (درمختار بیروت ۲/۴۳۶، زکریا ۲/۴۹۹)

تنہا عشاء پڑھنے والے شخص کا تراویح اور وتر باجماعت پڑھنا

جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو وہ اپنی فرض نماز تنہا پڑھ کر تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، اس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔ **فمصليه وحده يصليها معه.** (درمختار) **وفي الشامي: أما لو صليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله أن يصليها مع ذلك الإمام.** (شامی بیروت ۲/۴۳۶، زکریا ۲/۴۹۹)

رمضان میں وتر باجماعت افضل ہے

رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ وتر کی نماز بھی باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ **وفيه أي رمضان يصلي الوتر وقيامه بها.** (درمختار بیروت ۲/۴۳۷، زکریا ۲/۵۰۱)

تراویح کی قضا نہیں ہے

اگر کسی شخص کی تراویح کی مکمل نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اب اس کی قضا کا حکم نہیں ہے، اگر پڑھے گا تو وہ محض نفل قرار پائے گی۔ **ولا تقض إذا فاتت أصلاً ولا وحده في الأصح فإن قضاها كانت نفلاً مستحباً وليس بتراويح.**

(درمختار بیروت ۲/۴۳۱، زکریا ۲/۴۹۵)

ایک جگہ تراویح پڑھ کر دوسری جگہ تراویح میں شریک ہونا

اگر کوئی شخص ایک جگہ تراویح پڑھ چکا ہو یا پڑھا چکا ہو پھر دوسری جگہ جا کر نفل کی نیت سے تراویح کی جماعت میں شامل ہوجائے تو اس میں شرعاً حرج نہیں ہے۔ **ولو أم رجل في التراويح ثم اقتدیٰ بآخر في تراويح تلك الليلة أيضاً لايكره له ذلك، كما لو صلى المكتوبة إماماً ثم اقتدیٰ فيها متنفلاً بإمام آخر.** (حلبی کبیر ۴۰۸)

تراویح میں مراہق کا لقمہ دینا

مراہق کا تراویح میں لقمہ دینا جائز ہے۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۱/۴۸۹) **وفتح المراهق كالبالغ.** (هندية ۱/۹۹) **كتب إلى الحسن بن على إذا فتح الصبي المراهق على الإمام هل تبقى صلاة الإمام صحيحة، قال: نعم.** (تاتارخانية زكريا ۲/۲۲۶ رقم: ۲۲٤۰)

مراہق سامع کو پہلی صف میں امام کے پیچھے کھڑا کرنا

مراہق سامع کے علاوہ اگر کوئی سامع نہ ہو تو اس کو ضرورۃً پہلی صف میں کھڑا کرنا جائز ہے۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۱/۴۸۹) **ثم الصبيان ظاهره تعددهم فلو واحداً دخل الصف.** (درمختار على الشامي زكريا ۲/۳۱٤) **لو كان المقتدی رجلاً وصبياً يصفهما خلفه لحديث أنس رضـ فصففت أنا واليتيم وراءه والعجوز من ورائنا.** (شامي زكريا ۲/۳۱٤)

تراویح میں نابالغ کی امامت

تراویح میں بھی نابالغ شخص کی امامت مفتی بہ قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔ **وذكر في بعض كتب الفتاویٰ أنه لايجوز أن يؤم البالغين في التراويح أيضاً وهو المختار الخ.** (حلبی کبیر ۴۰۸)

تراویح میں دیکھ کر قرآنِ کریم پڑھنا

تراویح (یا کسی بھی نماز) میں قرآنِ کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد

ہوجائے گی؛اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ **وقراء ته من مصحف مطلقاً.** (شامی کراچی ۱/۶۲۳، زکریا ۲/۳۸۳)

سجدۂ تلاوت کے بعد دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھنا

بعض مرتبہ تراویح کے دوران بے خیالی میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ امام آیتِ سجدہ پڑھ کر جب سجدۂ تلاوت کر کے کھڑا ہوتا ہے تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر آگے قرأت شروع کرتا ہے،تو شرعاً اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ **قرأ في صلاة الجمعة سورة السجدة وسجد لها ثم قال وقرأ الفاتحة وقرأ: ﴿تَتَجَافىٰ جُنُوْبُهُمْ﴾ لا سهو عليه لأنه لم يقرأ الفاتحة مرتين على الولاء.** (شامی ۲/۳۲)

سجدۂ تلاوت

قرآنِ پاک کی چودہ آیتوں کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے۔ **یجب بسبب تلاوة اٰية من أربع عشرة اٰيةً.** (تنویر الابصار مع الشامی ۵۷۵/۲)

ان آیات کے مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں فرشتوں کی مشابہت کے لئے، کہیں ساری خلق خدا کے اظہار عبدیت کو اجاگر کرنے کے لئے، کہیں اہل معرفت افراد کے دلوں کی کڑھن ظاہر کرنے کے لئے اور کہیں حکم دے کر سجدہ کی تاکید کی گئی ہے۔

ذیل میں آیاتِ سجدہ کی تفصیل اور کچھ مسائل درج کئے جاتے ہیں:

(۱) آیتِ سجدہ: سورۂ اعراف

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ.

(الاعراف آیت: ۲۰۶)

بے شک جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی بندگی سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاک ذات کو یاد کرتے ہیں اور اُسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

(۲) آیتِ سجدہ: سورۂ رعد

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ. (الرعد آیت: ۱۵)

اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے، اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام۔

(۳) آیتِ سجدہ: سورۂ نحل

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو

فِیْ الاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لاَیَسْتَکْبِرُوْنَ. یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ. (النحل آیت: ۴۹-۵۰)

زمین میں ہے جانوروں میں سے اور فرشتے، اور وہ تکبر نہیں کرتے، ڈر رکھتے ہیں اپنے رب کا اپنے اوپر سے اور جو حکم پاتے ہیں کرتے ہیں۔

(۴) آیتِ سجدہ: سورۂ بنی اسرائیل

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِہٖٓ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّداً. وَیَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلاً. وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْکُوْنَ وَیَزِیْدُھُمْ خُشُوْعاً.

(بنی اسرائیل آیت: ۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹)

جن کو علم ملا ہے اس کے پہلے سے جب ان کے پاس اس کو پڑھیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں گرتے ہیں، اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا، اور ٹھوڑیوں پر گرتے ہیں روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی۔

(۵) آیتِ سجدہ: سورۂ مریم

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ، وَمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآءِ یْلَ وَمِمَّنْ ھَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا، اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّداً وَّبُکِیاً. (مریم آیت: ۵۸)

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی اولاد میں اور ان میں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر لیا، اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں، اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا، جب ان کو رحمٰن کی آیتیں سنائے گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے۔

(۶) آیتِ سجدہ: سورۂ حج

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِیْ الْاَرْضِ

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج

وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ وَالنُّجُوۡمُ وَالۡجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيۡرٌ مِّنَ النَّاسِ، وَكَثِيۡرٌ حَقَّ عَلَيۡهِ الۡعَذَابُ، وَمَنۡ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنۡ مُّكۡرِمٍ، اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ. (الحج آیت: ۱۸)

اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی، اور بہت ہیں کہ ان پر عذاب ٹھہر چکا، اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں، اللہ جو چاہے کرتا ہے۔

(۷) آیتِ سجدہ: سورۂ فرقان

وَإِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اسۡجُدُوۡا لِلرَّحۡمٰنِ قَالُوۡا وَمَا الرَّحۡمٰنُ اَنَسۡجُدُ لِمَا تَأۡمُرُنَا وَزَادَهُمۡ نُفُوۡراً. (الفرقان آیت: ٦٠)

اور جب ان سے کہیں رحمٰن کو سجدہ کرو، کہیں رحمٰن کیا ہے، کیا ہم سجدہ کرنے لگیں جس کو تو فرمائے؟ اور ان کا بدکنا بڑھ جاتا ہے۔

(۸) آیتِ سجدہ: سورۂ نمل

أَلَّا يَسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ الَّذِىۡ يُخۡرِجُ الۡخَبۡءَ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡأَرۡضِ وَيَعۡلَمُ مَا تُخۡفُوۡنَ وَمَا تُعۡلِنُوۡنَ. أَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ. (النمل آیت: ۲۵-۲٦)

کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں؟ اور جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سوائے پرودگار تخت بڑے کا۔

(۹) آیتِ سجدہ: سورۂ سجدہ

إِنَّمَا يُؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيۡنَ إِذَا ذُكِّرُوۡا بِهَا خَرُّوۡا سُجَّداً وَّسَبَّحُوۡا بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَهُمۡ لَايَسۡتَكۡبِرُوۡنَ. (سجدہ آیت: ۱۵)

ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے اس سے گر پڑیں سجدہ کر کر اور اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ پاک ذات کو یاد کریں اور وہ بڑائی نہیں کرتے۔

(۱۰) آیتِ سجدہ: سورۂ ص

وَظَنَّ دَاؤٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ. فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ. (ص آیت: ۲۴-۲۵)

اور داؤد (علیہ السلام) کے خیال میں آیا کہ ہم نے اس کو جانچا پھر اپنے رب سے گناہ بخشوانے لگا اور جھک کر گر پڑا اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو وہ کام، اور اس کے لئے ہمارے پاس مرتبہ اور اچھا ٹھکانا ہے۔

(۱۱) آیتِ سجدہ: حم سجدہ

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ. (حم سجدہ آیت: ۳۷-۳۸)

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی قدرت کے نمونے ہیں، سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔ پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ تیرے رب کے پاس پاکی بولتے رہتے ہیں اس کی رات اور دن اور وہ تھکتے نہیں۔

(۱۲) آیتِ سجدہ: سورۂ نجم

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ. وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ. وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ. فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا.

کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو۔ سو سجدہ او ر بندگی کرو اللہ کے آگے۔

(النجم آیت: ۵۹-۶۰-۶۱-۶۲)

(۱۳) آیتِ سجدہ: سورۂ انشقاق

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ. وَاِذَا قُرِئَ

پھر کیا ہوا ہے ان کو جو یقین نہیں لاتے۔ اور جب

عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَايَسْجُدُوْنَ. پڑھئے ان کے پاس قرآن وہ سجدہ نہیں کرتے۔

(الانشقاق آیت: ۲۰-۲۱)

(۱۴) آیتِ سجدہ: سورۂ اقراء

كَلَّا لَاتُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ. کوئی نہیں مت مان اس کا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو۔ (اقرأ آیت:۱۹)

پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے ایک مجرب عمل

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں مذکورہ ۱۴/آیاتِ سجدہ پڑھ کر سجدے کرے اور پھر اپنے مقاصد کے لئے دعاء کرے، تو انشاء اللہ اس کی دعا رد نہیں کی جائے گی اور اس کی ضرورتیں پوری ہوجائیں گی۔ سب آیات اکٹھی پڑھ کر بعد میں سب کے سجدے ایک ساتھ بھی کرسکتا ہے؛ لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایک آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے پھر دوسری آیت پڑھے اور سجدہ کرے، اسی طرح ۱۴/آیاتِ سجدہ پر الگ الگ سجدے کرے اور اخیر میں دعاء مانگے۔ **فائدة مهمة لدفع كل نازلة مهمة ينبغي الاهتمام بتعلمها وتعليمها. قال الشيخ الإمام النسفي في الكافي: من قرأ آي السجدة كلها في مجلس واحد وسجد بتلاوته لكل اٰية منها سجدة كفاه الله تعالىٰ ما أهمه من أمر دنياه واٰخرته.** (مراقی الفلاح علی نور الایضاح) **قال في الدر: ظاهره أنه يقرؤها أولاً ثم يسجد ويحتمل أن يسجد لكل بعد قراءتها. قلت: والثاني أولىٰ لما تقدم أن تاخيرها مكروه تنزيهاً.** (طحطاوی علی المراقی ۵۰۱)

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے فی الجملہ تین اسباب ہیں:

(۱) خود آیتِ سجدہ کی تلاوت کرنا۔

(۲) کسی اہلیت رکھنے والے کی تلاوت کو سننا۔

(۳) نماز باجماعت میں امام کی اقتداء میں مقتدی پر سجدہ کا وجوب جب کہ اسے امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا موقع ملے (خواہ مقتدی نے سجدہ کی آیت کو امام سے سنا ہو یا نہ سنا ہو) **وذکر فی المجتبیٰ أن الموجب للسجدة أحد ثلاثةٍ: التلاوة والسماع والإتمام الخ، فإنه لایشترط سماع المؤتم بل ولا حضوره عند تلاوة الإمام.** (شامی زکریا ۵۷۷/۲)

سجدۂ تلاوت کے اہلیت کے شرائط

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے وہی اہلیت شرط ہے جو نماز کے فرض ہونے کے لئے شرط ہے۔ مثلاً مسلمان ہونا، عاقل وبالغ ہونا اور حیض ونفاس سے پاک ہونا۔ **علی من کان متعلق بیجب أهلاً لوجوب الصلاة لأنها من أجزائها الخ (در مختار) وفی الشامی: قال فی البحر وغیره فیشترط لوجوبها أهلیة لوجوب الصلاة من الإسلام والعقل والبلوغ والطهارة من الحیض والنفاس.** (شامی زکریا ۵۸۱/۲، زکریا ۵۸۰/۲-۵۸۱)

سجدۂ تلاوت کے شرائط

سجدۂ تلاوت صحیح ہونے کے لئے وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہیں، مثلاً بدن اور جگہ کی پاکی وغیرہ؛ البتہ سجدۂ تلاوت میں الگ سے تکبیرِ تحریمہ اور متعین آیتِ سجدہ کی نیت کرنا لازم نہیں ہے۔ **بشروط الصلاة المتقدمة خلا التحریمة ونیة التعیین.**

(درمختار زکریا ۵۷۹/۲)

کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟

کیا سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے پوری آیتِ سجدہ پڑھنا شرط ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ راجح اور صحیح قول یہ ہے کہ وجوبِ سجدہ کے لئے پوری آیتِ سجدہ پڑھنی ضروری ہے؛ لیکن اگر پوری آیت پڑھی اور سجدہ والا حرف نہ پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

قال الشامي: والأحسن والظاهر أن هذا الاختلاف مبني على أن السبب تلاوة اٰية تامة كما هو ظاهر إطلاق المتون الخ، ولو قرأ اٰية السجدة كلها إلا الحرف الذی اٰخرها لایجب علیه السجود الخ إلا الحرف الخ الكلمة التی فیها مادة السجود. (شامی زکریا ۲/۵۷۵-۵۷۶)

سجدہ کی آیت لکھنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا

اگر کوئی شخص قلم یا کمپیوٹر یا ٹائپ رائٹر وغیرہ سے سجدہ کی آیت تحریر کرے؛ لیکن زبان سے نہ پڑھے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ بسبب تلاوةٍ احترز عما لو کتبھا أو تھجاھا فلا سجود علیه. (شامی زکریا ۲/۵۷۵)

آیتِ سجدہ کو ہجے کرکے پڑھنا

اگر سجدہ کی آیت کے الگ الگ حروف ہجے کرکے پڑھے تو اس کے پڑھنے یا سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ ولا بالتهجی لأنه لایقال قرأ القراٰن وإنما قرأ الهجاء.

(شامی زکریا ۲/۵۸۳)

سجدۂ تلاوت کے افعال

سجدۂ تلاوت کا اصل رکن سجدہ (یا اس کے قائم مقام مثلاً: نمازی کا سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع کرنا یا مریض اور مسافر کا اشارہ کرنا) ہے، اور سجدہ سے پہلے اور بعد میں دو تکبیریں کہنا مسنون ہے، اور بہتر یہ ہے کہ سجدہ سے پہلے کھڑے ہوکر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد بھی سیدھا کھڑا ہو (لیکن یہ لازم نہیں اگر بیٹھے بیٹھے بھی سجدہ کرلے گا تو بھی کوئی حرج نہیں) اور سجدۂ تلاوت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے اور نہ سجدہ کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھا جائے گا اور نہ ہی سلام پھیرا جائے گا۔ ورکنها السجود أو بدله كركوع مصلٍ وإیماء مریض وراكبٍ وهی سجدةٌ بین تكبیرتین مسنونتین جهراً وبین قیامین مستحبین بلا رفع یدٍ وتشهدٍ وسلامٍ. (شامی زکریا ۲/۵۸۰)

سجدۂ تلاوت کے دوران کیا پڑھے؟

اگر فرض نماز میں سجدۂ تلاوت کی نوبت آئے تو سجدہ میں نماز والی تسبیح: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الاَعْلٰی'' پڑھے، اور اگر نفل نماز ہو تو تسبیح کے ساتھ دیگر دعائیں بھی پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر نماز سے باہر سجدۂ تلاوت ادا کر رہا ہو تو سجدہ میں ماثور دعائیں بھی پڑھنا مناسب ہے۔ **فإن كانت السجدة في الصلاة فإن كانت فريضةً قال: "سبحان ربي الأعلى" أو نفلاً قال ما شاء مما ورد الخ، وإن كان خارج الصلاة قال كلما أثر من ذلك وأقرّه في الحلية والبحر والنهر وغيرها.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۰- ۵۸۱)

مقتدی اگر امام کے پیچھے آیتِ سجدہ پڑھے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا

اگر کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اور وہ اپنے طور پر آیتِ سجدہ کی تلاوت کرلے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ نماز کے دوران اور نہ اس کے بعد۔ **ولو تلاها المؤتم لم يسجد المصلي أصلاً لا في الصلاة ولا بعدها.** (درمختار زکریا ۲/ ۵۷۸)

نمازی کا رکوع اور سجدہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے رکوع یا سجدہ یا تشہد کی حالت میں آیتِ سجدہ تلاوت کرے تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔ **ومن تلا في ركوعه أو سجوده أو تشهده فإنه لا سجود عليه بتلاوتهم لحجرهم عنها.** (شامی زکریا ۲/ ۵۷۷)

کیا آیتِ سجدہ کا ترجمہ سننے سے سجدہ واجب ہے؟

اگر آیتِ سجدہ کا ترجمہ کسی نے پڑھا یا سنا، اور وہ یہ جانتا ہے کہ یہ آیتِ سجدہ ہی کا ترجمہ ہے تو اس پر احتیاطاً سجدۂ تلاوت واجب ہے، اور اگر اسے یہ پتہ نہ ہو کہ یہ آیتِ سجدہ کا ترجمہ ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہے۔ **ولو بالفارسية إذا أخبر (درمختار) وعندهما إن علم السامع أنه يقرأ القراٰن لزمته وإلا فلا. (بحر) وفي الفيض: وبه يفتىٰ. وفي النهر:**

عن السراج أن الإمام رجع إلى قولهما وعليه الاعتماد الخ. (شامی زکریا ۲/۵۷۷، تقریرات رافعی ۱/۱۰۵)

وقتِ مکروہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم

اگر وقتِ مکروہ میں کسی شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا اور اسی وقت اس نے ادا کرلیا تو ادا ہوجائے گا؛ لیکن اگر غیر مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا تھا تو اب مکروہ وقت میں اس کی ادائیگی درست نہ ہوگی۔ **وكذا يشترط لها الوقت حتى لو تلاها أو سمعها في وقت غير مكروهٍ فأداها في مكروه لا تجزيه، لأنها وجبت كاملةً إلا إذا تلاها في مكروهٍ وسجدها فيه أو في مكروهٍ اٰخر جاز لأنه أداها كما وجبت.** (شامی زکریا ۲/۵۷۹)

سجدۂ تلاوت کو فاسد کرنے والی چیزیں

سجدۂ تلاوت کے دوران اگر حدث لاحق ہوجائے یا گفتگو کرلے یا قہقہہ پیش آجائے تو سجدۂ تلاوت فاسد ہوجائے گا اور اسے دوبارہ سجدہ کرنا ہوگا؛ البتہ قہقہہ کی وجہ سے اس پر وضو لازم نہیں۔ **(ويفسدها ما يفسدها) أي ما يفسد الصلاة من الحدث العمد والكلام والقهقهة وعليه إعادتها الخ إلا أنه لاوضوء عليه في القهقهة.** (شامی زکریا ۲/۵۷۹)

عورت کی محاذات میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا

اگر عورت کی محاذات یا اس کے قریب رہتے ہوئے سجدۂ تلاوت ادا کیا تو بھی وہ درست ہوجائے گا، فاسد نہ ہوگا۔ **وكذا محاذاة المرأة لا تفسدها كصلاة الجنازة.**

(شامی زکریا ۲/۵۷۹)

جنبی کا حالتِ جنابت میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں سجدہ کی آیت پڑھے تو اس پر بھی پاک ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہے۔ **أو قضاءً كالجنب.** (شامی زکریا ۲/۵۸۱)

نشہ کی حالت میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کسی شخص نے شراب وغیرہ ناجائز اشیاء استعمال کیں جس سے اس پر نشہ چڑھ گیا اور اسی حالت میں اس نے آیت سجدہ کی تلاوت کی، تو اس پر بعد میں سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہے؛ لیکن اگر کسی جائز چیز کے استعمال سے اتفاقاً نشہ کی کیفیت پیدا ہو جائے، یا مجبوری اور اضطراری حالت میں نشہ کی چیز کے استعمال سے مدہوشی طاری ہوگئی، تو اس حالت میں آیتِ سجدہ پڑھنے سے اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، بشرطیکہ اسے نشہ سے افاقہ کے بعد آیتِ سجدہ پڑھنا یاد نہ ہو۔ **والسكران لأنه اعتبر عقله قائماً حكماً زجراً له ولهٰذا تلزمه العبادات كما في المحيط، ومفاده أنه لو سكر من مباحٍ كما لو أساغ به لقمة أو أكره عليه لم تجب عليه إذا تلاها أو سمعها إذا كان بحال لايميز ما يقول وما يسمع حتى أنه لايتذكره بعد الصحو.** (شامی زکریا ۲/۵۸۱)

سوتے ہوئے آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت پڑھے اور جاگنے کے بعد اسے بتایا جائے کہ اس نے سجدہ کی آیت پڑھی ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ میں دو روایتیں ہیں: ایک روایت کے اعتبار سے واجب ہے، اور دوسری روایت کے اعتبار سے واجب نہیں ہے۔ (اس لئے احتیاط یہی ہے کہ سجدہ کرلیا جائے) **والنائم أي إذا أخبر أنه قرأها في حالة النوم تجب عليه وهو الأصح. (تاتارخانيه) وفي الدراية: لا تلزمه هو الصحيح (امداد) ففيه اختلاف التصحيح.** (شامی زکریا ۲/۵۸۱)

سوتے ہوئے شخص سے آیتِ سجدہ سننا

اگر کسی سونے والے شخص نے سوتے ہوئے آیتِ سجدہ پڑھی، تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں، راجح یہ ہے کہ واجب نہ ہوگا۔ **ولو سمعها من**

نائم أو مغمى عليه أو مجنون ففيه روايتان أصحهما لايجب. (شامی زکریا ۲/ ۵۸۲)

کافر کا آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص حالتِ کفر میں آیتِ سجدہ پڑھے تو اگر چہ خود اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ؛لیکن اگر کوئی مسلمان اس کو آیتِ سجدہ پڑھتے ہوئے سن لے تو اس مسلمان پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **کل من لا تجب عليه الصلاة ولا قضاءها كالحائض والنفساء والكافر والصبي والمجنون ليس عليهم بالتلاوة والسماع سجود ويجب على السامع منهم إذا كان أهلاً.** (تقریرات رافعی ۱۰۵ مع الشامی ۲)

بچہ کا آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر بچہ آیتِ سجدہ پڑھے اور وہ تمیز دار ہو تو اگر چہ بچہ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں؛ لیکن اس سے آیتِ سجدہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ **وهذا التعليل يفيد التفصيل في الصبي فليكن هو المعتبر إن كان مميزاً وجب بالسماع منه وإلا فلا، واستحسنه في الحلية.** (شامی زکریا ۲/ ۵۸۱)

مجنون شخص کا آیتِ سجدہ پڑھنا

مجنون کے تین درجات ہیں: (۱) جنون کا سلسلہ ایک دن رات کے اندر اندر رہنا، ایسی صورت میں آیتِ سجدہ پڑھنے سے خود پڑھنے والے اور اس سے سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(۲) اگر جنون کا سلسلہ ایک دن رات سے زیادہ ہے؛ لیکن بعد میں افاقہ بھی ہو جاتا ہے تو پڑھنے والے پر تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ؛لیکن اس سے سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔

(۳) اور اگر جنون کا سلسلہ اس طرح مسلسل ہے کہ کبھی افاقہ ہی نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں نہ تو پڑھنے والے پر سجدہ واجب ہوگا اور نہ اس کے سننے والے پر۔ (والتفصیل فی الشامی زکریا ۲/ ۵۸۲)

آیتِ سجدہ کی بازگشت

اگر کوئی شخص آیتِ سجدہ کی صدائے بازگشت (پہاڑ یا بڑی عمارتوں سے ٹکرا کر آنے والی آواز) کو سنے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ **لا تجب بسماعه من الصدیٰ** (**درمختار**) **هو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاریٰ ونحوهما کما فی الصحاح.** (شامی زکریا ۲/۵۸۳)

ریڈیو پر آیتِ سجدہ کی تلاوت

اگر ریڈیو پر آیتِ سجدہ پڑھی جائے تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے، کیوں کہ ریڈیو کے اکثر پروگرام پہلے سے ٹیپ کر کے نشر کئے جاتے ہیں؛ البتہ اگر براہ راست ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہونا چاہئے، کیوں کہ اسے لاؤڈ اسپیکر کے درجہ میں رکھا جا سکتا ہے۔ **لا تجب بسماعه من الصدیٰ** (**درمختار**) **هو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاریٰ ونحوهما کما فی الصحاح.**

(شامی زکریا ۲/۵۸۳)

ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے کا حکم

ٹیپ ریکارڈ میں بھری جانے والی آواز بھی بظاہر صدائے بازگشت کے مشابہ ہے، اس لئے اکثر مفتیان ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے کو موجبِ سجدۂ تلاوت قرار نہیں دیتے؛ لیکن بعض محقق علماء کی رائے یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونا چاہئے؛ کیوں کہ جب وہ آواز آلۂ غیر مختار سے نکل رہی ہے تو اس کا انتساب آلہ کی طرف نہ ہو کر تلاوت کرنے والے ہی کی طرف ہوگا، جس کی اہلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ بریں بناء احتیاط یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیتِ سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کر لیا جائے۔ (مستفاد: فتویٰ نویسی کے رہنما اصول جدید ایڈیشن ۱۲۶-۱۲۷)

پرندہ سے آیتِ سجدہ سننا

اگر کسی مینا یا طوطا وغیرہ کو سجدہ کی کوئی آیت رٹا دی جائے تو اسے سننے والے پر سجدہ واجب

نہ ہوگا۔ لا تجب بسماعه من الصدى والطير هو الأصح، زيلعي وغيره. وقيل تجب. وفي الحجة: هو الصحيح، تتارخانيه. قلت : والأكثر على تصحيح الأول، وبه جزم في نور الإيضاح. (شامی زکریا ۲/ ۵۸۳)

مقتدی کا جہراً آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص کسی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو اور اسی دوران آیتِ سجدہ پڑھ دے تو خود اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا اور اگر اس نے اتنی زور سے آیتِ سجدہ پڑھی کہ دوسروں نے سن لی تو اس میں قدرے تفصیل ہے:

(۱) اگر سننے والا اسی مقتدی کی نماز کے ساتھ شامل ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

(۲) اگر سننے والا اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہو جائے گا؛ لیکن وہ نماز سے فارغ ہوکر اسے ادا کرے گا۔

(۳) اسی طرح اگر مقتدی سے آیتِ سجدہ سننے والا نماز نہ پڑھ رہا ہو تو بھی اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ ولا من المؤتم لو كان السامع في صلاته أي صلاة المؤتم بخلاف الخارج (در مختار) أي عن صلاة المؤتم التالي إماماً كان أو مؤتماً أو منفرداً أو غير مصلٍ أصلاً. (شامی زکریا ۲/ ۵۸۳) ولو سمع المصلي من غيره لم يسجد فيها بل بعدها. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۸)

سجدۂ تلاوت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے

بہتر ہے کہ سجدۂ تلاوت جلد از جلد ادا کرلے اگر بلاوجہ تاخیر کرے گا تو کراہتِ تنزیہی لازم آئے گی۔ ويكره تاخيرها تنزيها. (شامی زکریا ۲/ ۵۸۳)

اگر سجدۂ تلاوت کا سر دست موقع نہ ہو؟

اگر کسی شخص پر تلاوت یا آیتِ سجدہ سننے کی بناء پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا؛ لیکن کسی وجہ سے

وہ اس وقت فوراً سجدہ نہیں کرسکتا، تو مستحب یہ ہے کہ اس وقت یہ آیت پڑھ لے: ﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ. البقرۃ: ۲۸۵﴾ اور پھر بعد میں جب موقع ملے سجدۂ تلاوت ادا کرلے۔ یستحب للتالی أو السامع إذا لم یمکنه السجود أن یقول: ﴿سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا، غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ﴾. (شامی زکریا ۲/۵۸۳)

سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے آیتِ سجدہ کی تعیین ضروری نہیں

اگر کسی شخص نے متعدد آیاتِ سجدہ پڑھیں اور وہ ان کے سجدۂ تلاوت بیک وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو ہر ہر آیت کی تعیین کے ساتھ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ بلاتعیین واجب شدہ سجدوں کو گن کر سجدہ کرلینے سے بھی واجب ادا ہوجائے۔ ویکفیه أن یسجد عدد ما علیه بلا تعیینٍ ویکون مؤدیاً. (الدر مع الشامی زکریا ۲/۵۸۳)

نماز میں آیتِ سجدہ کی تلاوت

اگر (امام یا منفرد) نماز کے دوران آیتِ سجدہ پڑھے تو فوراً سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔

إن لم تکن صلویةً فعلی الفور لصیرورتها منها ویأثم بتاخیرها. (درمختار زکریا ۲/۵۸۴)

نماز کے دوران سجدہ میں کتنی تاخیر کی گنجائش ہے؟

نماز میں آیتِ سجدہ پڑھنے کے بعد تین آیتوں کے بقدر تلاوت سے پہلے پہلے سجدۂ تلاوت یا رکوع کرلینا چاہئے ورنہ بالقصد ایسا کرنے میں تاخیر کا گناہ ہوگا۔ ویأثم بتاخیرها (درمختار) ثم تفسیر الفور عدم طول المدة بین التلاوة والسجدة بقراءة أکثر من اٰیتین أو ثلاث. (شامی زکریا ۲/۵۸۴) وتؤدی برکوع صلاة إذا کان الرکوع علی الفور من قراءة اٰیة أو اٰیتین وکذا الثلاث علی الظاهر. (درمختار زکریا ۲/۵۸۶)

نماز میں جان بوجھ کر سجدۂ تلاوت چھوڑ دینا

اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی اور قصداً سجدۂ تلاوت چھوڑ دیا تو اگرچہ وہ گنہ گار رہوگا اور اس پر

توبہ لازم ہوگی؛ لیکن نماز درست ہوجائے گی، اور اس سجدہ کی بعد میں قضا لازم نہ ہوگی۔ **ولو تلاها في الصلاة سجدها فيها لا خارجها لما مر. وفي البدائع: وإذا لم يسجد أثم فتلزمه التوبة (درمختار) وهو مقيد أيضاً بما إذا تركها عمداً حتى سلم وخرج من حرمة الصلاة.** (شامی زکریا ۲/۵۸۵)

نماز میں سجدۂ تلاوت بھول گیا

اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی مگر سجدۂ تلاوت فوراً کرنا بھول گیا، تو منافیٔ نماز عمل کرنے سے پہلے جب بھی یاد آجائے تو سجدۂ تلاوت ادا کرلے اس کے بعد سجدۂ سہو کرکے نماز مکمل کرے۔ **أما لو سهواً وتذكرها ولو بعد السلام قبل أن يفعل منافياً يأتي بها ويسجد للسهو.**

(شامی زکریا ۲/۵۸۵)

امام کا خطبۂ جمعہ میں آیتِ سجدہ پڑھنا

اگر امام خطبۂ جمعہ وعیدین میں کوئی آیتِ سجدہ پڑھے تو امام پر اور جن لوگوں نے آیتِ سجدہ سنی ہے ان پر سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہوگا۔ (جن لوگوں نے آیتِ سجدہ نہیں سنی ان پر سجدہ واجب نہیں) **ولو تلا على المنبر سجد وسجد السامعون (درمختار) أي لاغيرهم بخلاف الصلاة.** (شامی زکریا ۲/۵۹۸)

آیتِ سجدہ کے مختلف کلمات الگ الگ افراد سے سننا

سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ لفظ سجدہ کے ساتھ اکثر آیت کا پڑھنے والا ایک ہی شخص ہو، لہٰذا اگر ایک آیتِ سجدہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے الگ الگ افراد نے پڑھی تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ **ولو سمع اٰية سجدة من قوم من كل واحد منهم حرفاً لم يسجد لأنه لم يسمعها من تالٍ (خانيه) فقد أفاد أن اتحاد التالي شرط.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۵۹۶)

آیتِ سجدہ آہستہ پڑھنا افضل ہے

اگر کوئی شخص جہراً تلاوت کررہا ہو اور وہاں ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو اپنے کاموں میں مشغولی کی وجہ سے سجدہ کے لئے تیار نہ ہوں تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب آیتِ سجدہ آئے تو آہستہ پڑھے؛ تاکہ سننے والوں پر سجدہ ہی نہ ہو۔ **واستحسن إخفائها عن سامع غير متهيئ للسجود (درمختار) لأنه لو جهر بها لصار موجباً عليهم شيئاً ربما يتكاسلون عن أدائه فيقعون في المعصية.** (شامی زکریا ۵۹۶/۲)

ایک مجلس میں متعدد بار ایک آیتِ سجدہ پڑھنا یا سننا

اگر ایک مجلس میں ایک ہی آیتِ سجدہ بار بار پڑھی یا ایک ہی مجلس میں رہتے ہوئے اسے بار بار سنا تو ایک ہی مرتبہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔ **وفي مجلس واحد لا تتكرر بل كفته واحدة.** (درمختار زکریا ۵۹۰/۲-۵۹۱)

تکرارِ وجوب سجدۂ تلاوت کی صورتیں

آیاتِ سجدہ کے متعدد بار واجب ہونے کے لئے تین میں سے ایک بات کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) **آیاتِ سجدہ کا الگ الگ ہونا**: یعنی اگر ایک مجلس میں بیٹھ کر متعدد آیاتِ سجدہ پڑھیں تو ہر ایک پر الگ سجدہ واجب ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ مجلس ایک ہے لہٰذا ایک ہی سجدہ واجب ہو کیوں کہ ہر آیت مستقل طور پر وجوبِ سجدہ کا سبب ہے۔

(۲) **سننے والے کا ایک مجلس میں متعدد آیاتِ سجدہ سننا**: یعنی اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے دوسرے شخص یا اشخاص سے الگ الگ آیاتِ سجدہ سنیں تو ہر آیت سجدہ پر مستقل سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(۳) **پڑھنے والے یا سننے والے کی مجلس بدل جانا**: یعنی ایک آیتِ

سجدہ ایک مجلس میں پڑھی یا سنی پھر مجلس بدل گئی تو بعد میں اگرچہ وہی آیت دہرائی گئی تو دوبارہ سجدہ واجب ہوگا، اور مجلس کی تبدیلی کی دو شکلیں ہیں:

الف: حقیقی: مثلاً ایک جگہ سے اٹھ کر دو چار قدم اِدھر اُدھر چلے جانا یا مسجد یا کمرہ سے باہر نکل جانا۔

ب: حکمی: مثلاً ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے کسی ایسے کام میں مشغول ہوجانا جو عرف میں الگ سمجھا جاتا ہے جیسے پڑھتے پڑھتے درمیان میں دسترخوان بچھا کر کھانے لگنا وغیرہ، تو ان اعمال کے بعد اگر وہی آیت دوبارہ پڑھے گا پھر بھی مکرر طور پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجائے گا۔ **ولو كررها في مجلسين تكررت** (درمختار) **الأصل أنه لايتكرر الوجوب إلا بأحد أمور ثلاثة: اختلاف التلاوة أو السماع أو المجلس، أما الأولان: فالمراد بهما اختلاف المتلو والمسموع، حتى لو تلا سجدات القرآن كلها أو سمعها في مجلس أو مجالس وجبت كلها. وأما الأخير فهو قسمان: حقيقي بالانتقال منه إلى آخر بأكثر من خطوتين الخ. وحكمي، وذٰلك بمباشرة عمل يعد في العرف قطعاً لما قبله، كما لو تلا ثم أكل كثيراً أو نام الخ.** (شامی زکریا ۲/ ۵۹۰- ۵۹۱)

ایک آیتِ سجدہ متعدد لوگوں سے سننا

اگر ایک آیتِ سجدہ ایک مجلس میں کئی لوگوں سے سنی اور خود بھی پڑھ لی تو بھی ایک ہی سجدہ کافی ہوجائے گا۔ **وفي البزازية: سمعها من آخر ومن آخر أيضاً وقرأها كفت سجدة واحدة في الأصح لاتحاد الآية والمكان.** (شامی زکریا ۲/ ۵۹۱)

چلتی سواری پر آیتِ سجدہ کا تکرار

اگر چلتی سواری مثلاً ٹرین، ہوائی جہاز، کشتی اور بس وغیرہ میں ایک ہی آیتِ سجدہ متعدد بار پڑھی تو بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا؛ البتہ اگر کسی جانور گھوڑے یا اونٹ وغیرہ پر سواری کر رہا ہے تو ہر مرتبہ کے لئے الگ سجدہ کرنا ہوگا۔ **بخلاف زوايا مسجد وبيت وسفينة سائرة الخ.** (درمختار زکریا ۲/ ۵۹۳) **وإذا قرأها مراراً على الدابة والدابة تسير فإن كان في**

الصلاة تكفيه سجدة واحدة، وإن كان خارج الصلوٰة يلزمه لكل مرة سجدة وإذا قرأها في السفينة والسفينة تجري يكفيه سجدة واحدة. (تاتارخانية زكريا ٢/ ٤٧١)

نوٹ: بظاہر کار اور موٹر سائیکل کا حکم جانور کی سواری کے مانند معلوم ہوتا ہے کہ اس میں خارج نماز تکرارِ آیت سے تکرارِ سجدہ لازم ہوگا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴/ ۶۷)

آیتِ سجدہ پڑھ کر وہی آیت نماز میں دہرانا

اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں آیتِ سجدہ پڑھی پھر مجلس بدلے بغیر وہ نماز میں مشغول ہوگیا اور نماز میں اس نے وہی آیتِ سجدہ دوبارہ پڑھی تو نماز میں کیا جانے والا سجدۂ تلاوت نماز سے خارج پڑھی گئی آیتِ سجدہ کی طرف سے بھی کافی ہوجائے گا، حتی کہ اگر اس نے نماز میں سجدۂ تلاوت نہیں کیا تو اس سے دونوں آیتوں کے سجدے ساقط ہوجائیں گے اور وہ ترک سجدہ پر گنہ گار ہوگا۔ ولو لم يسجد أولاً كفته واحدة لأن الصلاتية أقوىٰ من غيرها فتستتبع غيرها وإن اختلف المجلس، ولو لم يسجد فى الصلاة سقطتا فى الأصح وأثم. (درمختار) وشرط فى البحر اتحاده الخ. وينبغي ترجيح ما فى البحر الخ. (شامي زكريا ٢/ ٥٩٠)

نماز کے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی

اگر نماز میں آیتِ سجدہ پڑھی اور اس کے فوراً بعد (دو یا تین آیتوں کے بعد) رکوع کرلیا اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلی تو اسی رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے گا، اور اگر تین آیتوں سے تاخیر ہوگئی تو اب رکوع کافی نہ ہوگا؛ بلکہ الگ سے سجدہ کرنا ہوگا۔ وتؤدى بركوع صلاة إذا كان الركوع على الفور من قراءة اٰية أو اٰيتين، وكذا الثلاث على الظاهر كما فى البحر إن نواه أى كون الركوع لسجود التلاوة على الراجح. (درمختار زكريا ٢/ ٥٨٦ - ٥٨٧)

بہتر ہے کہ امام رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے

اگرچہ نیت کرنے سے رکوع کے ساتھ سجدۂ تلاوت ادا ہوجاتا ہے؛ تاہم امام کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ رکوع کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے؛ بلکہ یا تو مستقل سجدہ کرے یا آیتِ سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد جب نماز کا سجدہ آئے تو اسی کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلے، پس ایسی صورت میں بالاتفاق امام ومقتدی سب کا سجدہ ادا ہوجائے گا، چاہے سجدۂ تلاوت کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ **والظاهر أن المقصود بهٰذا الاستدراك التنبيه على أنه ينبغي للإمام أن لا ينويها في الركوع؛ لأنه إذا لم ينوها فيه ونواها في السجود أو لم ينوها أصلاً لا شيء على المؤتم؛ لأن السجود هو الأصل فيها.** (شامی زکریا ۵۸۸/۲)

مقتدی کا امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرنا

اگر مقتدی نے امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی ہے، تو اس کی نماز بلاشبہ درست ہوجائے گی۔ **فإذا ركع إمامه فوراً يلزمه أن ينويها فيه احتياطاً لاحتمال أن الإمام نواها فيه.** (شامی زکریا ۵۸۸/۲)

آیتِ سجدہ کا علم نہ ہونے کی وجہ سے امام کے ساتھ مقتدی نے سجدہ کی نیت نہیں کی؟

جس مقتدی کو امام کے آیتِ سجدہ پڑھنے کا علم ہی نہیں ہوا، وہ اس بارے میں شرعاً معذور ہے، پس امام کا رکوع میں سجدہ کی نیت کرنا اس کی طرف سے یقیناً کافی ہوجائے گا، جیسا کہ خود فقہاء نے لکھا ہے کہ سری نمازوں میں اگر امام رکوع میں سجدہ کی نیت کرلے تو مقتدیوں کی طرف سے بھی سجدہ خود بخود ادا ہوجاتا ہے۔ **وينبغي حمله على الجهرية، البحث لصاحب النهر ولعل وجهه أنه ذكر في التاترخانية أنه لو تلاها في السريّة فالأولىٰ أن يركع بها؛**

لأن لا يلتبس الأمر على القوم، ولو في الجهرية فالسجود أولىٰ الخ، فإنه يفيد أن نية الإمام كافية لعدم علمهم بما قرأه الإمام سراً الخ، أما في السرية فهو معذور وتكفيه نية إمامه إذ لا علم له بتلاوة إمامه. (شامی زکریا ۵۸۷/۲-۵۸۸)

آیتِ سجدہ کا علم ہونے کے باوجود مقتدی کا رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرنا؟

اگر مقتدی نے آیتِ سجدہ کا علم ہونے کے باوجود امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی ہے، تو اس کے لئے احوط یہ ہے کہ وہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے الگ سے سجدۂ تلاوت ادا کرلے؛ لیکن اگر اس نے سجدۂ تلاوت ادا نہیں کیا تو اس کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں اگرچہ بعض جزئیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ لیکن تحقیقی قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، اس کی دو وجوہات ہیں:

اول یہ کہ کافی میں لکھا ہے کہ امام کا رکوع میں سجدہ کی نیت کرنا مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہے اور اسی قول کو علامہ شامیؒ نے اصح کہا ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر امام کی نیت کو کافی نہ مانا جائے پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہ لازم آتا ہے کہ مقتدی کا سجدۂ تلاوت ترک ہوجائے اور نماز میں سجدۂ تلاوت کا ترک موجبِ فساد نہیں؛ لہٰذا خلاصہ یہ نکلا کہ مسئولہ صورت میں مذکورہ مقتدیوں کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

ويسجد إذا سلم الإمام ويعيد القعدة ولو تركها فسدت صلاته كما في القنية. (شامی زکریا ۵۸۷/۲) وينبغي حمله على الجهرية. (الدر المختار ۵۸۷/۲) وقال الرافعي: هل إعادتها بعد السلام شرط حتى لا يسوغ تقديمها أو هو لبيان غاية تاخيرها حتى لو قدّمها صح؛ لأنه بمنزلة اللاحق يراجع الخ، الظاهر الثاني. (تقریراتِ رافعی ۱۰۶/۲) وفي الشامي: هٰذا وفي القهستاني واختلفوا في أن نية الإمام كافية كما

في الكافي، فلو لم ينو المقتدي لا ينوب على رأي الخ. ثم قال بحثاً: والأولىٰ أنه يحمل على القول بأن نية الإمام لا تنوب عن نية المؤتم، والمتبادر من كلام القهستاني السابق أنه خلاف الأصح، حيث قال على رأي فتأمل. (شامی زکریا ۵۸۷/۲-۵۸۸، فتاویٰ عثمانی ۴۹۷/۲)

آیتِ سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کرنے میں نیت شرط نہیں

اگر آیتِ سجدہ پڑھی اور اس کے بعد فوراً (یعنی تین آیتوں سے زائد فصل کئے بغیر) رکوع اور سجدہ کرلیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت نہیں کی تو امام اور مقتدی سب کا سجدۂ تلاوت نماز کے سجدہ کے ساتھ ادا ہوجائے گا۔ وتؤدى بسجودها كذلك أي على الفور وإن لم ينو بالإجماع. (درمختار زکریا ۵۸۷/۲)

امام سجدہ میں گیا مقتدیوں نے رکوع سمجھا

امام سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا گیا اور مقتدی سمجھے کہ امام رکوع میں ہے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ اپنا رکوع چھوڑ کر سجدہ ادا کرلیں خواہ امام کے سجدہ کے بعد ہی ہو۔ ولو سجد لها فظن القوم أنه ركع، فمن ركع رفضه وسجد لها. (درمختار زکریا ۵۸۸/۲)

نمازی کا غیر نمازی سے آیتِ سجدہ سننا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران اس نے کسی دوسرے شخص سے آیتِ سجدہ سنی تو وہ نماز میں سجدۂ تلاوت ادا نہیں کرے گا؛ بلکہ نماز سے فارغ ہوکر سجدہ کرے گا، حتی کہ اگر نماز میں سجدہ کرلیا تو بھی کافی نہ ہوگا، اسے بعد میں دہرانا پڑے گا۔ ولو سمع المصلي السجدة من غيره لم يسجد فيها لأنها غير صلاتية بل يسجد بعدها لسماعها من غير محجور ولو سجد فيها لم تجزه لأنها ناقصة للنهي فلا يتأدىٰ بها الكامل وأعاده أي السجود لما مر الخ، دونها أي الصلاة الخ. (درمختار زکریا ۵۸۹/۲)

سجدۂ تلاوت کے بعد اسی آیت کو دہرانا

اگر کسی شخص نے کوئی آیتِ سجدہ پڑھی پھر سجدہ کرلیا، اس کے بعد پھر مجلس میں رہتے ہوئے اسی آیت کا تکرار کرتا رہا تو اس پر کوئی مزید سجدہ واجب نہ ہوگا؛ بلکہ پہلا ہی سجدہ کافی ہوجائے گا۔

فتنوب الواحدة فی تداخل السبب عما قبلها وعما بعدها. (درمختار زکریا ۲/۵۹۲)

امام کے لئے ایک اہم تنبیہ

سری نمازوں میں اور جمعہ وعیدین (یا بڑے اجتماعات میں) امام کو چاہئے کہ وہ آیتِ سجدہ کی تلاوت نہ کرے، کیوں کہ ان نمازوں میں مقتدیوں میں انتشار کا اندیشہ ہے؛ البتہ اگر آیتِ سجدہ قرأت کے اخیر میں پڑ رہی ہو کہ نماز کے سجدہ کے ضمن میں سجدۂ تلاوت ادا ہوجائے تو حرج نہیں۔

ویکره للإمام أن یقرأها فی مخافتة ونحو جمعة وعید إلا أن تکون بحیث تؤدیٰ برکوع الصلاة أو سجودها (درمختار) لأنه إن ترک السجود لها فقد ترک واجباً وان سجد یشتبه علی المقتدیین الخ. (درمختار زکریا ۲/۵۹۸)

نماز مسافر

سفر؛ موجبِ تخفیف

اسلام نے جن چیزوں کو تخفیف اور سہولت کا سبب قرار دیا ہے ان میں ایک ''سفر'' بھی ہے، سفر کی وجہ سے آدمی کو طرح طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اب اگر سفر میں بھی وہی سب احکامات جاری رہیں جو مقیم ہونے کی حالت میں جاری رہتے ہیں، تو اس سے یقیناً تنگی پیش آئے گی؛ اس لئے لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے شریعت نے مسافرین کو مختلف سہولتیں دی ہیں؛ تاکہ آسانی کے ساتھ وہ حقوق اللہ ادا کر سکیں، انہیں سہولیات میں سے ایک سہولت نماز میں تخفیف بھی ہے۔ سفر کے دوران چار رکعت والی نماز کو صرف دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ. (النساء: ۱۰۱)

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے اس بات میں کہ نماز میں قصر کرو۔

حنفیہ کے نزدیک یہ قصر کرنا صرف مباح ہی نہیں؛ بلکہ واجب ہے، حتی کہ اگر کوئی مسافر دو کے بجائے چار فرض ادا کر لے تو وہ گنہگار ہوگا، اور بعض صورتوں میں اس کی نماز بھی واجب الاعادہ ہوگی۔ (جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی)

اس باب میں مسافر کی نماز سے متعلق اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں۔ اسی مناسبت سے سفر کے متفرق آداب جو احادیثِ شریفہ سے ثابت ہیں، ان کو بھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے :

آدابِ سفر

(۱) جمعرات کے دن سفر کی ابتداء پسندیدہ ہے۔ (بخاری شریف ۱/۴۱۴)

(۲) صبح سویرے سفر کرنا مبارک ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۳۳۹)

(۳) ظہر کے بعد سفر کرنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے سفر کی ابتداء ظہر کے بعد فرمائی۔ (بخاری شریف ۱/۲۱۴)

(۴) بہتر ہے کہ سفر سے پہلے کوئی بہتر رفیق سفر تلاش کر لیا جائے؛ تاکہ وہ ضرورت کے وقت معین اور سامان کا محافظ ہو۔

(۵) جب سفر میں کئی ساتھی ہوں تو بہتر ہے کہ ان میں جو شخص سب سے زیادہ معاملہ فہم ہو اسے امیر بنا لیا جائے۔

(۶) سفر کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مسنون ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''گھر سے نکلنے کے وقت ۲/رکعت نماز پڑھو، تو سفر کی تمام ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہو گے''۔ (بخاری شریف ۲/۷۲۸)

(۷) جب کوئی شخص سفر کے لئے گھر سے نکلے تو اس کے متعلقین اس سے یہ دعائیہ کلمات کہیں: اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ. (اذکار النووی ۲۰۲) (میں تمہارا دین تمہاری امانت اور تمہارے آخری اعمال اللہ کے حوالہ کرتا ہوں) ظاہر ہے کہ جب کوئی چیز اللہ کے حوالہ کر دی جائے گی، تو وہ یقیناً محفوظ رہے گی، اسی طرح ''فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ'' اور ''بِاسْمِ اللّٰہِ'' کہنا بھی ثابت ہے۔

(۸) سفر میں جانے والے سے دعا کی درخواست بھی ثابت ہے، اس لئے کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۹) اگر کوئی دشواری اور عذر نہ ہو تو سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانا مسنون ہے، اس میں سہولت کے ساتھ نفس کی بھی حفاظت رہتی ہے۔

(۱۰) جب کام پورا ہو جائے تو جلد از جلد سفر سے واپس ہو جانا چاہئے۔ (بخاری شریف ۲/۲۴۲)

(۱۱) سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے کچھ تحفہ اور ہدیہ لانا مسنون ہے۔ (دارقطنی ۲/۲۰۰)

(۱۲) واپس ہو کر اولاً مسجد میں جا کر (یا اپنے گھر میں) ۲/رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے۔

(۱۳) سفر سے واپسی پر معانقہ بھی مسنون ہے۔

(۱۴) سفر کی حالت میں ذکر و اذکار، تلاوت اور دینی مشغلہ میں وقت گذارنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سفر میں ذکر میں لگا رہتا ہے تو فرشتے اس کے ہم سفر ہو جاتے ہیں، اور اگر شعر و شاعری (یا لغو مشغلہ) میں مشغول ہوتا ہے تو شیطان اس کا رفیق سفر بن جاتا ہے۔ (کنز العمال ۳/۳۸، تلخیص از: شمائل کبریٰ، مؤلفہ: مفتی محمد ارشاد صاحب)

اب آگے سفر کے متعلق اہم اور ضروری مسائل ملاحظہ فرمائیں:

سفرشرعی کی تعریف

پیدل آدمی یا اونٹ کی رفتار سے جملہ حوائجِ بشریہ (کھانا پینا، آرام وغیرہ) وضروریاتِ شرعیہ (نماز وغیرہ) کا لحاظ رکھتے ہوئے تین دن اور تین رات میں جتنی مسافت بآسانی طے کی جاسکے، اس پر سفر شرعی کا اطلاق ہوتا ہے، اور یومیہ پیدل سفر مذکورہ امور کا خیال کرتے ہوئے چھ سات گھنٹہ سے زیادہ کا نہیں ہوتا، (بریں بنا تین دن رات میں سفر کی مقدار کا اندازہ ۱۸؍ گھنٹوں سے ۲۱؍ گھنٹوں تک کا لگایا جائے گا)۔ **قاصداً مسيرة ثلاثة أيام وليا ليها من أقصر أيام السنة ولا يشترط سفر كل يوم إلى الليل بل إلى الزوال ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة. (درمختار) أى سير الإبل ومشى الأقدام ويعتبر فى الجبل بما يناسبه من السير.** (شامی زکریا ۲/ ۶۰۰-۶۰۲، بیروت ۲/ ۵۲۵، هنديه ۱/ ۱۳۸)

مسافتِ سفر

فقہ میں مسافتِ سفر کا اندازہ میلوں یا کلومیٹر پر نہیں؛ بلکہ تین دن رات کی معمول بہا مسافت پر ہے، اب یہ مسافت کس قدر ہوسکتی ہے؟ اس بارے میں اکابر علماء ہند ومفتیان کرام کی رائے ۴۸؍ میل انگریزی کی ہے جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے تقریباً سوا ستتر کلومیٹر بنتی ہے۔ تاہم بعض محققین نے ۴۵؍ میل شرعی والے فقہی قول پر فتویٰ دیا ہے، جس کی مقدار کلومیٹر کے اعتبار سے ۸۲؍ کلومیٹر ۲۹۶؍ میٹر بیٹھتی ہے۔ (راقم الحروف کے نزدیک ۴۵؍ میل شرعی والے قول میں احتیاط زیادہ ہے، اگرچہ ۴۸؍ میل انگریزی والا قول بھی اصول کے خلاف نہیں ہے) **ولا اعتبار بالفراسخ على المذهب (درمختار) لأن المذكور فى ظاهر الرواية اعتبار ثلاثة أيام كما فى الحلية، وقال فى الهداية: هو الصحيح احترازا عن قول عامة المشائخ من تقديرها بالفراسخ.** (شامی زکریا ۲/ ۶۰۲، بیروت ۲/ ۵۲۶) (تفصیل دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۴/ ۹۱، ایضاح المسائل ۷۰، جواہر الفقہ ۱/ ۴۳۷، جدید ۳/ ۴۷، فتاویٰ شیخ الاسلام ۴۹، احکام السفر ۳۴)

لمبی مسافت جلدی قطع کرلینا

اگر تیز رفتار سواری سے سفرشرعی کی مسافت چند گھنٹوں میں قطع کرلی پھر بھی قصر کا حکم جاری

ہوگا۔ **حتی لو أسرع فوصل في يومين قصر.** (درمختار زکریا ۲/۶۰۳، بیروت ۲/۵۲۶)

گناہ کے ارادہ سے سفر بھی موجبِ تخفیف ہے

سفر کرنا ہر مسافر کے لئے موجبِ تخفیف ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کے ارادہ سے سفر کرے اس پر بھی نمازیں قصر کرنے کا حکم ہوگا۔ **ولو كان عاصياً بسفره لأن القبح المجاور لا يعدم المشروعية.** (درمختار زکریا ۲/۶۰۴، بیروت ۲/۵۲۷، ہندیہ ۱/۱۳۹)

مسافر شرعی پر قصر واجب ہے

جو شخص مسافر شرعی بن جائے اس پر شرعاً لازم ہے کہ وہ ۴؍رکعت والی نمازیں دو رکعت ہی پڑھے۔(جب کہ وہ تنہا یا امام بن کر نماز پڑھے) **صلى الفرض الرباعي ركعتين وجوباً لقول ابن عباس** رضي الله عنه **إن الله فرض على لسان نبيكم صلاة المقيم أربعاً والمسافر ركعتين الخ.** (درمختار زکریا ۲/۶۰۳، بیروت ۲/۵۲۶)

سفر میں سننِ مؤکدہ پڑھنے کا حکم

مسافر اگر کسی جگہ اطمینان کے ساتھ مقیم ہو، اور اسے سفر کی جلدی نہ ہو، تو بہتر یہی ہے کہ فرائض کے ساتھ سننِ مؤکدہ بھی اداء کرے، اور اگر اطمینان کی کیفیت نہ ہو اور سفر کی جلدی ہو، تو ایسی صورت میں سننِ مؤکدہ ترک کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۷/۵۱۵، فتاویٰ دارالعلوم ۴/۴۴۵) **ويأتي المسافر بالسنن إن كان في حال أمن وقرار وإلا بأن كان في خوف وفرار لا يأتي بها هو المختار لأنه ترك لعذر.** (شامي مع الدر زکريا ۲/۶۱۳، هندية ۱/۱۳۹) **واختلفوا في ترك السنن في السفر، فقيل: الأفضل هو الترك ترخيصاً، وقيل: الفعل تقرباً، وقال الهندواني: الفعل حال النزول، والترك حال السير.** (البحر الرائق كوئٹه ۲/۱۳۰، تاتارخانية زكريا ۲/۴۸۹ رقم: ۳۰۸۳، كبيري أشرفية ۵۴۵، مجمع الأنهر ديوبند ۱/۲۳۹) **أن الرواتب لا تبقى مؤكدة في السفر كالحضر، فينبغي مراعاة حال الرفقة في إتيانها، فإن أثقل عليهم تركها أو أخرها حتى يأتي بها على**

ظهر الراحلة. (إعلاء السنن كراچی ۲۹۰/۷، طحطاوي علی المراقي دار الکتاب ۴۲۲)

مسافتِ سفر کا اعتبار کہاں سے ہوگا؟

جب مسافر سفر کی نیت سے اپنی جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے آگے بڑھے گا تو اس پر قصر کے احکامات شروع ہوں گے، محض گھر یا محلّہ سے نکلنے سے وہ مسافر نہ سمجھا جائے گا۔ **وأشار إلی أنه یشترط مفارقة ما کان من توابع موضع الإقامة کربض المصر وهو ما حول المدینة من بیوت ومساکین فإنه في حکم المصر.** (شامی زکریا ۵۹۹/۲، بیروت ۵۲۳/۲)

بڑے شہروں سے سفر شروع کرنے والا کہاں سے مسافر بنے گا؟

بڑے شہروں (جن کی آبادیاں میلوں تک پھیلی ہوئی ہیں) سے جو شخص سفر شروع کرے تو وہ اس وقت سے مسافر شمار ہوگا، جب کہ اس شہر کی عرفی وحکومتی حدود سے باہر نکل آئے، اگرچہ آبادی کا اتصال ختم نہ ہو۔ مثلاً دلی سے غازی آباد کی طرف سفر کرنے والا جب ضلع غازی آباد کی حدود میں داخل ہوگا اسی وقت سے مسافر سمجھا جائے گا، حالاں کہ دلی اور غازی آباد کی آبادیاں متصل ہوچکی ہیں، یہی حال دوسری جانب لونی، نوئیڈا اور فرید آباد وغیرہ کا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶۳/۶، احسن الفتاویٰ ۷۳/۴) **والقریة المتصلة بالفناء دون الربض لا تعتبر مجاوزتها علی الصحیح کما في شرح المنیة.** (شامی زکریا ۶۰۰/۲، بیروت ۵۲۳/۲، هندیه ۱۳۹/۱)

اسٹیشن، ائیرپورٹ اور بندرگاہ وغیرہ پر قصر کا حکم

آبادی سے ملحق اسٹیشن، بس اسٹینڈ، ائیرپورٹ اور بندرگاہ سب شہر ہی کے حکم میں ہیں؛ لہٰذا وہاں سے سفر شروع کرنے والا یا واپس آنے والا ان جگہوں پر قصر نہیں کرے گا؛ لیکن اگر یہ جگہیں آبادی سے فاصلہ پر ہوں جیسا کہ آج کل بعض شہروں کے ائیرپورٹ آبادی سے کافی دوری پر واقع ہوتے ہیں، تو پھر آدمی حدود شہر سے نکلتے ہی مسافر ہوجائے گا اور ائیرپورٹ وغیرہ پر قصر کرے گا۔ **یشترط مفارقة ما کان من توابع موضع الإقامة.** (شامی زکریا ۵۹۹/۲، بیروت ۵۲۳/۲)

مسافر بننے کے لئے سفر کے ساتھ نیتِ سفر بھی لازم ہے

شرعی طور پر مسافر وہی شخص قرار دیا جائے گا جو سفر شرعی کی نیت سے سفر کا آغاز کرے، بلانیت سفر کرنے والے پر مسافر شرعی کا اطلاق نہ ہوگا۔ **قاصداً ولو كافراً ومن طاف الدنيا بلا قصد لم يقصر (درمختار) أشار به مع قوله خرج إلى أنه لو خرج ولم يقصد أو قصد ولم يخرج لا يكون مسافراً.** (شامی زکریا ۶۰۰/۲، بیروت ۵۲۴/۲، هنديه ۱۳۹/۱)

جس راستہ سے سفر کرے اسی کی مسافت کا اعتبار ہے

اگر کسی جگہ کی مسافت راستوں کے اعتبار سے الگ الگ ہے، مثلاً ٹرین کے راستہ سے مسافت سفر زیادہ ہے، اور سڑک کے راستہ سے کم ہے تو مسافر جس راستہ کو اختیار کرے گا اسی کا اعتبار رہوگا۔ اگر مسافت سفر والے راستہ سے سفر کیا ہے تو مسافر ہوجائے گا اور اگر دوسرے راستہ سے سفر کیا ہے تو مسافر نہ ہوگا۔ **ولو لموضع طريقان أحدهما مدة السفر والآخر أقل قصر في الأول لا الثاني.** (درمختار زکریا ۶۰۳/۲، بیروت ۵۲۶/۲، هنديه ۱۳۸/۱)

سفر شرعی کے ارادہ سے نکلا پھر کچھ دور جاکر واپس آگیا

اگر کوئی شخص سفر شرعی کے ارادہ سے اپنے شہر سے روانہ ہوا؛ لیکن ابھی شرعی مسافت طے نہیں کی تھی کہ اس کا آگے جانے کا ارادہ ملتوی ہوگیا، تو ایسا شخص جاتے ہوئے تو مسافر شمار ہوگا، اور جس جگہ سے اس نے واپسی کا ارادہ کیا ہے وہیں سے مقیم سمجھا جائے گا۔ **وإلا فيتم بمجرد نية العود لعدم استحكام السفر (درمختار) أقول ويظهر لي في الجواب أن العلة في الحقيقة هي المشقة وأقيم السفر مقامها ولكن لا تثبت عليتها إلا بشرط ابتداءٍ وشرط بقاءٍ الخ.** (شامی زکریا ۶۰۴/۲-۶۰۵، بیروت ۵۲۸/۲، هنديه ۱۳۹/۱، قاضی خان ۱۶۵/۱)

واپسی پر مسافر کا سفر کب ختم ہوگا؟

اگر کوئی مسافر اپنے وطن لوٹ کر آئے تو اسی جگہ پہنچنے پر وہ مقیم قرار پائے گا جہاں سے آگے بڑھنے پر اسے مسافر قرار دیا گیا تھا، یعنی اس شہر سے ملحق متصل آبادی تک پہنچ جائے۔ **حتى**

يدخل موضع مقامه أى الذى فارق بيوته الخ و دخل فى موضع المقام ما ألحق به كالربض كما أفاده القهستاني. (شامی زکریا ۲/۶۰۴، بیروت ۲/۵۲۷-۵۲۸)

وطن کی قسمیں

کتب فقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر وطن کی درج ذیل قسمیں ہیں:

(۱) وطنِ اصلی، وطنِ تأہل، وطنِ توطن یعنی وطنِ اقامت مستقل بھی وطن اصلی کے حکم میں ہیں (۲) وطنِ اقامت عارضی (۳) وطنِ سکنیٰ۔ **عبارة عامة المشائخ الأوطان ثلاثة: وطن أصلى الخ، ووطن السفر وقد سمى وطن إقامة الخ، ووطن سكنىٰ.** (ہندیۃ ۱/۱۴۲) **والوطن الأصلى هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنه.** (درمختار زکریا ۲/۶۱۴) **وطن الإقامة يسمىٰ أيضاً الوطن المستعار والحادث.** (شامی زکریا ۲/۶۱۴، ہندیہ ۱/۱۴۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۸۰، تاتارخانیہ زکریا ۲/۵۱۰-۵۱۱، حلبی کبیر ۵۴۴)

وطنِ اصلی کی تعریف

وطنِ اصلی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں انسان کی پیدائش ہوئی ہو یا اس نے کسی جگہ کو مستقل سکونت کی جگہ بنالیا ہو اور تازندگی وہیں رہنے کا عزم ہو۔ **والوطن الأصلى هو موطن ولادته أو تأهله أو توطنه.** (درمختار زکریا ۲/۶۱۴، بیروت ۲/۵۳۵، ہندیہ ۱/۱۴۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۸۰، البحر الرائق زکریا ۲/۲۳۹، تاتارخانیہ زکریا ۲/۵۱۰ رقم: ۴۴۳۱، حلبی کبیر ۵۴۴، مجمع الانہر ۱/۱۶۴)

وطنِ اصلی میں سکونت ضروری نہیں

اگر کوئی شخص اپنے آبائی وطن میں سکونت نہیں رکھتا؛ بلکہ کبھی سال دو سال میں ایک دو روز کے لئے وہاں آجاتا ہے، پھر بھی وہ وطنِ اصلی ہی کے درجہ میں ہوگا۔ **وفى المبسوط: هو الذى نشأ فيه أو توطن فيه أو تأهل. وقوله: أو توطن فيه يتناول ما عزم القرار فيه وعدم الارتحال وإن لم يتأهل.** (حلبی کبیر ۵۴۴، ہندیہ ۱/۱۴۲، شامی بیروت ۲/۵۳۶، زکریا ۲/۶۱۴)

وطنِ اصلی متعدد ہوسکتے ہیں

جس طرح وطن اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں آدمی پیدا ہوا ہو اور وہ اس کا آبائی وطن ہو، اسی

طرح اگر کوئی شخص کسی دوسری جگہ کو مستقل رہائش کے لئے مقرر کر لے اور بیوی بچوں کے ساتھ وہیں مقیم ہو جائے تو یہ جگہ بھی وطنِ اصلی کے درجہ میں آ جاتی ہے، اس سے معلوم ہو گیا کہ وطنِ اصلی متعدد ہو سکتے ہیں۔ **ولو انتقل بأهله ومتاعه إلى بلد وبقي له دور و عقار في الأول، قيل بقي الأول وطناً له، وإليه أشار محمد رحمه الله تعالىٰ في الكتاب.** (عالمگیری ١٤٢/١) **الوطن الأصلي يجوز أن يكون واحداً أو أكثر من ذٰلك.** (بدائع زکریا ٢٨٠/١)

وطنِ اصلی کب ختم ہوتا ہے؟

اگر کوئی شخص اپنے وطنِ اصلی سے بالکلیہ کوچ کر جائے اور وہاں مستقل رہنے کا ارادہ ختم کر لے، تو یہ وطنِ اصلی باقی نہیں رہے گا؛ البتہ محض سفر کرنے یا کسی دوسری جگہ مقیم ہونے سے وطنِ اصلی باطل نہیں ہوتا۔ **الوطن الأصلي ...... يبطل بمثله إذا لم يبق له بالأول أهل فلو بقي لم يبطل بل يتم فيهما لا غير.** (درمختار زکریا ٦١٤/٢، بیروت ٥٣٦/٢) **ويبطل الوطن الأصلي بالوطن الأصلي – إلى قوله – ولا يبطل الوطن الأصلي بإنشاء السفر وبوطن الإقامة.** (عالمگیری ١٤٢/١، بدائع الصنائع زکریا ٢٨٠/١، البحر الرائق زکریا ٢٣٩/٢، تاتارخانية زکریا ٥١١/٢ رقم: ٣١٤٧، حلبی کبیر ٥٤٤، مجمع الانهر ١٦٤/١، هدایه ١٦٧/١)

وطنِ تأہل

اگر کوئی شخص کسی شہر میں کسی عورت سے نکاح کر کے بیوی کو مستقل اسی شہر میں رکھنے کا ارادہ کرے تو یہ وطنِ تأہل کہلاتا ہے، اس کا حکم بھی وطنِ اصلی کے مانند ہے، یعنی شوہر جب بھی اس شہر میں آئے گا تو پوری نماز پڑھے گا اور جب تک بیوی کو وہاں رکھنے کا ارادہ ہے یہ وطن باقی رہے گا۔ **أو موضع تأهل به.** (فتح القدیر ٤١/٢، شامی زکریا ٦١٤/٢، بدائع الصنائع زکریا ٢٨٠/١، البحر الرائق زکریا ٢٣٢/٢، حلبی کبیر ٥٤٤)

سسرال کا حکم

شوہر نے اگر شادی کر کے اپنی بیوی کو اس کے میکہ ہی میں مستقل چھوڑ رکھا ہے تو اس شوہر

کے لئے وہ مقام وطن تأہل کے درجہ میں ہوگا، اور وہاں اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی جائے گا تو نماز پوری پڑھے گا (جیسا کہ اوپر گذرا) اسی طرح بیوی جب رخصت ہوکر سسرال چلی جائے اور وہیں رہنے سہنے لگے تو اس کا میکہ اس کا وطنِ اصلی نہیں رہتا؛ بلکہ سسرال ہی وطن بن جاتا ہے، اس کے برخلاف وہ بیوی جو اپنے میکہ ہی میں رہ رہی ہے اور رخصت ہوکر شوہر کے گھر (سسرال) جاکر مستقل مقیم نہیں ہوئی ہے وہ اگر کسی وقت کچھ وقت کے لئے اپنی سسرال جائے گی تو جب تک پندرہ دن قیام کی نیت نہ ہو تو وہ قصر کرے گی؛ کیوں کہ مستقل میکہ میں قیام کی وجہ سے سسرال اس کے لئے وطنِ اصلی کے درجہ میں نہیں بنا ہے۔ **ومن حكم الوطن الأصلي أن ينتقض بالوطن الأصلي لأنه مثله وشيء ينتقض بما هو مثله.** (تاتارخانية زكريا ٢/ ٥١٠ رقم: ٣١٤٥، بشتی زیور ٢/ ٥٠)

وطنِ اقامت مستقل

جس شہر میں آدمی کاروبار یا مستقل ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہو اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ بلا کسی خاص عارض کے یہاں سے نہیں جائے گا، تو یہ وطنِ توطن یا وطنِ اقامت مستقل کہلائے جانے کے لائق ہے، اور اس کا حکم بھی وطنِ اصلی کے مانند ہے۔ **أو توطن فيه يتناول ما عزم القرار فيه وعدم الارتحال وإن لم يتأهل.** (حلبی کبیر ٥٤٤، شامی بیروت ٢/ ٥٣٦، زکریا ٢/ ٦١٤)

جائے ملازمت وغیرہ کا حکم

عصرِ حاضر کے بعض محقق علماء ومفتیان کے نزدیک موجودہ دور میں جو حضرات مستقل کسی ادارہ کے ملازم ہوں، یا کسی شہر میں کاروباری سلسلہ میں مستقل مقیم ہوں اور ان کا ارادہ یہ ہو کہ یہاں سے کسی خاص سبب کے بغیر کہیں اور منتقل نہ ہوں گے، تو یہ جگہ بھی ان کے لئے وطنِ اصلی کے درجہ میں ہے، اور یہاں بہر حال اتمام کے احکام جاری ہوں گے۔ **والوطن الأصلي هو وطن الإنسان في بلدته أو بلدة أخرىٰ اتخذها داراً وتوطن بها مع أهله وولده وليس من قصدهٖ الارتحال عنها بل التعيش بها وهٰذا الوطن يبطل بمثله لا غير وهو أن يتوطن في بلدة أخرىٰ وينقل الأهل إليها فيخرج الأول من أن يكون وطناً أصلياً**

الـخ. وهٰـذا جـواب واقـعةٍ ابتـلينا بها و كثير من المسلمين المتوطنين في البلاد ولهـم دور وعـقار في القرىٰ البعيدة منها يصيفون بها بأهلهم ومتاعهم فلا بد من حفظها أنهما وطنان له لايبطل أحدهما بالآخر. (البحر الرائق زكريا ١٣٩/٢)

تـنبيه: اس مسئلہ کے بارے میں اکابر علماء کا اختلاف رہا ہے، بعض کتابوں میں جائے ملازمت کو وطنِ اقامت عارضی کے درجہ میں رکھا گیا ہے؛ لیکن ہمارے نزدیک دلائل فقہیہ سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ جائے ملازمت اور جائے معاش وطنِ اصلی ہی کے حکم میں ہیں اور احتیاط بھی اسی قول میں ہے۔ تفصیل کے لئے درج ذیل کتابیں دیکھی جائیں: امدادالاحکام، احسن الفتاویٰ، احکام السفر وغیرہ۔

وطنِ اقامت عارضی

جس قابلِ رہائش جگہ کوئی شخص پندرہ راتیں ٹھہرنے کی نیت کرے (جب کہ وہ جگہ اس کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں نہ ہو) تو اس کو وطنِ اقامت کہا جاتا ہے۔ ووطـن الإقـامة مـا ينوي فيه الإقامة خمسة عشر يوما فصاعداً ولم يكن مولده له لا له به أهل. (حلبی كبير ٥٤٤، هنديه ١٤٢/١، بدائع الصنائع زكريا ٢٨٠/١، البحر الرائق زكريا ٢٣٩/٢، مجمع الانهر ٢٤٣/١، تاتارخانية زكريا ٥١٠/٢ رقم: ٣١٤٤)

اقامت کی نیت معتبر ہونے کے شرائط

مسافر کی طرف سے نیت اقامت معتبر ہونے کی پانچ شرائط ہیں: (۱) سلسلۂ سفر موقوف کردینا، یعنی سواری پر چلتے چلتے اقامت کی نیت کا اعتبار نہیں (۲) جس جگہ اقامت کی نیت کی جارہی ہے وہاں قیام کی صلاحیت ہونا؛ لہٰذا اگر جنگل بیابان یا ویران جزیرہ میں اقامت کی نیت کی تو اس کا اعتبار نہیں (۳) جس جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے اس کا ایک ہونا؛ لہٰذا اگر دو الگ الگ مقامات پر پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو وہ معتبر نہ ہوگا (۴) کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرنا (۵) نیت کرنے والے کا اپنی نیت میں مستقل ہونا، یعنی نیت کرنے والا کسی اور کا تابع نہ ہو۔ ونية الإقـامة إنـما تؤثر بخمس شرائط: ترك السير حتى لو نوىٰ الإقامة وهو يسير لم يصح وصـلاحية الموضع حتى لو نوىٰ الإقامة في بر أو بحر أو جزيرة لم يصح واتحاد

الموضع والمدة والاستقلال بالرائی هٰكذا فی معراج الدراية. (عالمگیری ۱/۱۳۹، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲٦۸، البحر الرائق زکریا ۲/۲۳۲)

خانہ بدوشوں کی نیت اقامت

خانہ بدوش لوگ جن کے قیام کی مستقل کوئی جگہ نہیں ہوتی اور وہ پوری زندگی جابجا خیمے لگاکر گزاردیتے ہیں، یہ لوگ اگرکسی غیرآباد جگہ میں خیمے لگاکر پندرہ دن سے زیادہ یا مستقل اقامت کی نیت کرلیں، تو یہ نیت ان کے حق میں معتبر ہوجائے گی۔ **اختلف المتأخرون فی الذین یسکنون فی الخیام والأخبیة فی المفازات من الأعراب والتراکمة هل صاروا مقیمین بالنیة. عن أبی یوسف فیه روایتان: فی إحداهما لا، وفی الأخرىٰ قال یصیرون مقیمین وعلیه الفتویٰ کذا فی الغیاثیة.** (عالمگیری ۱/۱۳۹، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۷۱، البحر الرائق زکریا ۲/۲۳۵، مجمع الانهر ۱/۲۴۲، حلبی کبیر ۵۴۰، هدایه ۱/۱٦٦)

وطنِ اقامت کب باطل ہوتا ہے؟

وطنِ اقامت سفر کرنے سے یا دوسری جگہ کو وطن بنالینے سے یا وطنِ اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہوجاتا ہے۔ **ویبطل وطن الإقامة بمثله وبالوطن الأصلی وبانشاء السفر.** (درمختار ۲/٦۱۴، بیروت ۲/۵۳٦، هندیه ۱/۱۴۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۸۰، البحر الرائق زکریا ۲/۲۳۹، مجمع الانهر ۱/۲۴۳، تاتارخانیة زکریا ۲/۵۱۱ رقم: ۳۱۵۱، حلبی کبیر ۵۴۴، هدایه ۱/۱٦۷)

بلانیت طویل قیام کا حکم

اگرکوئی شخص کسی جگہ جاکرابتداءً پندرہ دن سے کم قیام کی نیت کرے اور پھر یہ قیام وقتی عوارض کی وجہ سے بڑھتا چلاجائے اور کسی بھی مرحلہ میں پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت نہ ہوسکے، تو ایسا شخص مسافر ہی رہے گا اور قصر کرے گا، خواہ کتنی مدت ہوجائے۔ **وإن نوى الإقامة أقل من خمسة عشر یوماً قصر، هٰكذا فی الهداية. ولو بقی فی المصر سنین علی عزم أنه إذا قضی**

حاجته يخرج ولم ينو الإقامة خمسة عشر يوماً قصر، كذا في التهذيب. (عالمگیری ۱۳۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲٦٨/۱، تاتارخانیة زکریا ۵۲۵/۲ رقم: ۳۲۰٦، حلبی کبیر ۵۳۹، هدایه ۱٦٦/۱)

اقامت کی نیت کرلی پھر سفر کا ارادہ ہوگیا

اگر کسی شخص نے کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی اور نماز میں اتمام شروع کردیا؛ لیکن پھر اس کا پروگرام پندرہ دن سے پہلے ہی سفر کا بن گیا، تو جب تک وہ سفر شروع نہیں کرے گا اس وقت تک مقیم ہی رہے گا۔ **ولا يكون مسافراً بالنية كما يكون مقيماً بالنية؛ لأنه لايكون مسافراً حتى يسير والإقامة تكون بالنية لأن الإقامة ليس بعمل.** (مبسوط سرخسی ۲۷۰/۱) **قال الشامي بحثاً: فثبت أن انشاء السفر لايبطل وطن الإقامة إلا إذا اَنْشَأَ السفر منه، الخ.** (شامی زکریا ٦۱٦/۲، بیروت ۵۳۷/۲)

دو جگہ اقامت کی نیت

اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ پندرہ دن میں مجموعی طور پر دو مقامات پر رہوں گا، کبھی یہاں کبھی وہاں، تو اگر یہ دو مقامات الگ الگ آبادیوں کی حیثیت میں ہوں مثلاً میرٹھ اور مظفر نگر، تو ایسا شخص مقیم نہیں ہوگا؛ بلکہ دونوں جگہ قصر کرے گا؛ البتہ اگر ان دو مقامات میں اتصال ہو مثلاً بڑے شہروں کی دو الگ الگ کالونیوں میں یا ملحق آبادیوں میں مجموعی طور پر پندرہ دن گزارنے کی نیت ہو، جیسا کہ بعض جماعتیں بڑے شہروں میں جاتی ہیں اور طویل مدت تک الگ الگ مساجد اور محلوں میں کام کرتی ہیں، تو ان پر مقیم کے احکام جاری ہوں گے اور اتمام ضروری ہوگا۔ **ولو نوى الإقامة خمسة عشر يوماً في موضعين فإن كان كل منهما أصلاً بنفسه نحو مكة ومنىٰ والكوفة والحيرة لايصير مقيماً. وإن كان إحداهما تبعاً للآخر حتى تجب الجمعة على سكانه يصير مقيماً.**

(عالمگیری ۱٤۰/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۷۰/۱، البحر الرائق زکریا ۲۳۲/۲، مجمع الانهر ۲٤۰/۱، هدایه ۱٦۷/۱)

تنبیه: اس عبارت میں منیٰ اور مکہ کو الگ الگ جگہ قرار دیا گیا ہے یہ قدیم زمانہ کے اعتبار سے ہے، آج کل مکہ کی آبادی منیٰ سے متصل ہو چکی ہے اور اس کی حیثیت مکہ معظّمہ کے ایک محلّہ یا فنائے شہر کی

طرح ہوگئی ہے، اس لئے اس پر وہ حکم جاری ہوگا جو مذکورہ عبارت کے آخری جزو میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جو حجاجِ کرام مکہ معظّمہ پہنچنے اور وہاں سے حج کے بعد واپسی تک مجموعی طور پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ مقیم ہوں ان پر اتمام لازم ہے۔ (اس کی تفصیل انشاءاللہ کتاب الحج میں آئے گی) (مرتب)

رات کے قیام کا اعتبار ہے

اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں یہاں پر پندرہ راتیں گزاروں گا اور اس کی نیت یہ ہے کہ دن میں آس پاس (مسافت سفر سے کم) علاقہ میں بھی آیا جایا کروں گا تو ایسا شخص شرعاً مقیم کہلائے گا اس لئے کہ نیت اقامت میں رات کے قیام کا اعتبار ہے۔ **ولو نوى الإقامة خمسة عشر يوماً بقريتين النهار في إحداهما والليل في الأخرىٰ يصير مقيماً إذا دخل التي نوى البيتوتة فيها، هكذا في محيط السرخسي.** (عالمگیری ١/١٤٠، بدائع الصنائع زكريا ١/٢٧٠، البحر الرائق زكريا ٢/٢٣٢، مجمع الانهر ١/٢٦٢، هدايه ١/١٦٧، حلبي كبير ٥٣٩)

وطنِ اقامت عارضی متعدد نہیں ہوسکتے

وطنِ اقامت چوں کہ سفر سے اور دوسری جگہ کو وطن اقامت بنالینے سے یا وطن اصلی کی طرف لوٹ آنے سے باطل ہوجاتا ہے؛ اس لئے بیک وقت دو وطن اقامت نہیں ہوسکتے۔ **لأن الإقامة لاتكون في مكانين إذ لو جازت في مكانين لجازت في أماكن فيؤدي إلى أن السفر لا يتحقق.** (البحر الرائق ٢/١٣٢، مستفاد: در مختار زكريا ٢/٦١٤، بيروت ٢/٥٣٦، هنديه ١/١٤٢، بدائع الصنائع زكريا ١/٢٨٠، البحر الرائق ٢/٢٣٩)

وطنِ اقامت سے قریبی آبادی کی طرف سفر

اگر کوئی شخص کسی جگہ کو وطنِ اقامت بنالے پھر اسے آس پاس یعنی مسافت سفر سے کم دوری پر واقع کسی آبادی میں جانا پڑے اور لوٹ کر پھر وطنِ اقامت آنے کا ارادہ ہو، تو اس قریبی سفر سے اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا؛ اور وہ دونوں جگہ پوری نماز پڑھے گا۔ **رجل خرج من مصره إلى قرية لحاجةٍ ولم يقصد السفر ونوى أن يقيم فيها أقل من خمسة عشر**

يوماً فإنه يتم فيها لأنه مقيم. (شامی زکریا۲/ ٦١٥، بیروت ۲/ ٥٣٧)

دورانِ سفر وطنِ اقامت سے گزرنا

اگر کوئی شخص وطنِ اقامت میں مقیم تھا پھر وہاں سے قریب کی کسی آبادی میں چلا گیا اور وہاں دو چار روز ٹھہر کر پھر سفر کے ارادہ سے چلا اور جس جگہ اسے جانا ہے وہ وہاں سے مسافت سفر پر ہے؛ لیکن اس کا راستہ وطنِ اقامت سے ہوکر گزرتا ہے (اور وطنِ اقامت سے مطلوبہ مقام، سفر کی مسافت سے کم پر واقع ہے) تو ایسا شخص مسافر نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ اس کا وطنِ اقامت باطل نہیں ہوا؛ البتہ اگر مطلوبہ جگہ کے راستہ میں وطنِ اقامت نہیں پڑتا، یا وہ واپسی میں ایسا راستہ اختیار کرے کہ وطنِ اقامت تک مسافت سفر کی مقدار ہو جائے تو ایسا شخص مسافر ہو جائے گا۔ **والحاصل أن انشأ السفر يبطل وطن الإقامة إذا كان منه، أما لو أنشأه من غيره فإن لم يكن فيه مرورٌ على وطن الإقامة أوكان ولكن بعد سير ثلاثة أيام فكذلك، ولو قبله لم يبطل الوطن بل يبطل السفر؛ لأن قيام الوطن مانع من صحته، والله أعلم.** (شامی زکریا۲/ ٦١٥، بیروت ۲/ ٥٣٧، منحة الخالق علی البحر الرائق زکریا ۲/ ٢٤٠)

دورانِ سفر وطنِ اصلی سے گزرنا

اگر کوئی شخص سفر کے دوران اپنے وطنِ اصلی سے گزرے تو وہ شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا، خواہ وہاں رکنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اور جس جگہ جا رہا ہے اگر وہ وطنِ اصلی سے مسافت سفر سے کم پر واقع ہے تو وہ وہاں پہنچنے تک مقیم ہی رہے گا، اور اگر وہ جگہ وطنِ اصلی سے مسافت سفر پر واقع ہے تو وطنِ اصلی کی آبادی سے نکلنے کے بعد وہ پھر مسافر ہو جائے گا۔ **إذا دخل المسافر مصره أتم الصلاة وإن لم ينو الإقامة فيه سواء دخله بنية الاجتياز أو دخله لقضاء الحاجة، كذا في الجوهرة النيرة.** (عالمگیری ١/ ١٤٢، تاتارخانیہ ۲/ ٣٣)

تابع کی نیت کا اعتبار نہیں

جو شخص اپنے ارادہ کا خود مختار نہ ہو مثلاً بیوی، غلام، خادم وغیرہ، وہ اگر اپنے طور پر کسی جگہ

پندرہ دن قیام کی نیت کرے، تو ان کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں؛ بلکہ وہ جس کے تابع ہیں اسی کی نیت معتبر ہے۔ **وكل من كان تبعاً لغيره يلزمه طاعته يصير مقيماً بإقامته ومسافراً بنيته وخروجه إلى السفر، كذا في محيط السرخسي – إلى قوله – الأصل أن من يمكنه الإقامة باختياره يصير مقيماً بنية نفسه، ومن لا يمكنه الإقامة باختياره لا يصير مقيماً بنية نفسه حتى أن المرأة إذا كانت مع زوجها في السفر والرقيق مع مولاه والتلميذ مع أستاذه – إلى قوله – فهؤلاء لا يصيرون مقيمين بنية أنفسهم في ظاهر الرواية.** (عالمگیری ۱/۱۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۶۹، خانیہ علی الهندیہ ۱/۱۶۶، البحر الرائق زکریا ۲/۲۴۳، مجمع الانہر ۱/۱۶۴، تاتارخانیہ ۲/۱۰، حلبی کبیر ۵۴۱)

تابع کو متبوع کی نیت کا علم نہ ہوسکا

اگر کسی جگہ متبوع نے اقامت کی نیت کرلی؛ لیکن تابع حالت سفر سمجھ کر قصر کرتا رہا بعد میں اسے متبوع کی نیت کا علم ہوا تو اس نے جو نمازیں قصر پڑھی ہیں انہیں دہرانے کا حکم نہیں دیا جائے گا، یعنی لاعلمی کی حالت میں اسے مقیم قرار نہیں دیں گے۔ **إن لم يعلم التبع بإقامة الأصل قيل يصير مقيماً وقيل لا يصير مقيماً وهو الأصح لأن في لزوم الحكم قبل العلم به حرجاً وضرراً وهو مدفوع شرعاً.** (عالمگیری ۱/۱۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۷۶، درمختار زکریا ۲/۶۱۸، بیروت ۲/۵۳۹)

نماز کے دوران اقامت کی نیت

اگر کوئی مسافر دورانِ نماز کسی جگہ اقامت کی نیت کرلے تو اس کی نیت معتبر ہے اور وہ اب بجائے دو رکعت کے چار رکعت پوری کرے؛ البتہ اگر وہ لاحق تھا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے اقامت کی نیت کی ہے تو اب اس نیت کا اعتبار نہیں اس کی نماز قصر ادا ہوگی، اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے اقامت کی نیت کرلی ہے تو اب نماز پوری پڑھے گا۔ **ولو نوى المسافر الإقامة في الصلاة في الوقت أتمها، منفرداً كان أو مقتدياً مسبوقاً كان أو مدركاً**

فإن كان لاحقاً فنوىٰ الإقامة بعد فراغ إمامه لم يتمها بخلاف ما لو نوىٰ الإقامة قبل فراغ الإمام. (عالمگیری ۱/ ۱٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۷۲، تاتارخانیه ۲/ ۲۲)

وطنِ سکنیٰ

جس جگہ آدمی پندرہ دن سے کم مقیم ہو (بشرطیکہ وہ وطنِ اصلی کے حکم میں نہ ہو) اسے وطنِ سکنیٰ کہا جاتا ہے، اس کی وجہ سے نہ تو مسافر مقیم بنتا ہے اور نہ مقیم مسافر ہوتا ہے (یعنی اگر کوئی شخص کسی جگہ پندرہ دن کے لئے مقیم ہو پھر وہ کسی قریبی جگہ جا کر دو چار روز کے لئے ٹھہر جائے تو اس سے وطنِ اقامت ختم نہیں ہوتا) **ولم يذكر وطن السكنىٰ وهو ما نوىٰ فيه أقل من نصف شهر لعدم فائلته.** (درمختار زکریا ۲/ ٦۱٥، بیروت ۲/ ٥۳۷،عالمگیری ۱/ ۱٤۲، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۸۰) **وقال الشامي بحثاً: أقول ويمكن أن يوفق بين القولين بأن وطن السكنىٰ إن كان اتخذه بعد تحقق السفر لم يعتبر اتفاقاً وإلا اعتبر اتفاقاً، فإذا دخل المسافر بلدة ونوى أن يقيم بها يوماً مثلاً ثم خرج منها ثم رجع إليها قصر فيها كما كان يقصر قبل خروجه.** (شامی زکریا ۲/ ٦۱٦، بیروت ۲/ ٥۳۷، هندیه ۱/ ۱٤۲، البحر الرائق زکریا ۲/ ۲٤۱، تاتارخانیة ۲/ ۱۹) **ويسمىٰ وطن السفر.** (حلبی کبیر ٥٤٤)

مقیمین کی رعایت میں نیتِ اقامت معتبر نہیں

اگر کوئی مسافر مقیم مقتدیوں کی امامت کرے اور ان کی رعایت میں فرضی طور پر پندرہ دن اقامت کی نیت کرلے، تو اس نیت کا شرعاً اعتبار نہیں، نیت وہی معتبر ہے جو واقعہ کے مطابق ہو۔ **مسافر أمَّ قوماً مقيمين فلما صلىٰ ركعتين نوى الإقامة لا لتحقيق الإقامة بل ليتم صلاة المقيمين لايصير مقيماً ولا ينقلب فرضه أربعاً.** (البحر الرائق زکریا ۲/ ۲۳۸، خانیه ۱/ ۱٦۹، تاتارخانیه ۲/ ۳۲)

مسافر کا چار رکعت پڑھنا

اگر کوئی مسافر بھولے سے چار رکعت پڑھ لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پہلے قعدہ پر بقدر تشہد بیٹھا ہے تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اور اگر پہلے قعدہ میں نہیں بیٹھا تو اس مسافر کی نماز درست نہ ہوگی۔ **ولو أتم مسافرٌ إن قعد في القعدة الأولىٰ تم فرضه**

ولكنه أساء. قوله: إن قعد لأن القعدة على رأس الركعتين فرض على المسافر لأنها آخر صلاته. (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۶۰۹) فإن صلىٰ أربعاً وقعد فى الثانية قدر التشهد أجزأته والأخريان نافلةٌ ويصير مسيئاً لتاخير السلام، وإن لم يقعد فى الثانية قدرها بطلت، كذا فى الهداية. (هندية ۱/۱۳۹)

مسافر امام نے مقیم مقتدیوں کو پوری نماز پڑھادی

اگر مسافر امام چار رکعت نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی نماز فرض ادا نہ ہوگی؛ البتہ امام نے اگر قعدۂ اولیٰ کرلیا ہے تو خود اس کی اور مسافر مقتدیوں کی نماز اخیر میں سجدۂ سہو کرنے سے درست ہوجائے گی، اور اگر سجدۂ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا ہے تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور وقت کے اندر اندر اعادہ کی زیادہ تاکید ہے اور وقت نکلنے کے بعد اتنی تاکید نہیں۔ فإن صلى أربعاً وقعد في الثانية قدر التشهد أجزأته والأخريان نافلة ويصير مسيئاً لتاخير السلام، وإن لم يقعد في الثانية قدرها بطلت، كذا في الهداية. (هندية ۱/۱۳۹، شامی زکریا ۲/۶۰۹، البحر الرائق ۲/۱۳۰، کتاب المسائل ۱/۵۲۶) فلم أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل. (شامی زکریا ۲/۶۱۲)

وقت نکلنے کے بعد اقامت کی نیت کا حکم

اگر کوئی مسافر شخص وقتیہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران وقت ختم ہوگیا، تو اب اگر وہ اقامت کی نیت کرے تو اس کی وجہ سے مذکورہ نماز کے قصر کے حکم میں تبدیلی نہ ہوگی؛ اس لئے کہ اس نماز کے آخری وقت تک وہ شخص مسافر ہی کے حکم میں تھا۔ ولو خرج الوقت وهو فى الصلاة فنوى الإقامة فإنه لا يتحوّل فرضه إلى الأربع فى حق تلك الصلاة. (هنديه ۱/۱۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۷۳، حلبی کبیر ۵۴۲، تاتارخانیه ۲/۳۲) فإن الفرض بعد خروج وقته لا يتغير عما وجب. (شامی بیروت ۲/۵۳۹، زکریا ۲/۶۱۸)

حائضہ عورت دورانِ سفر پاک ہوئی

اگر کسی عورت نے حیض کی حالت میں سفر شروع کیا پھر دورانِ سفر وہ پاک ہوگئی، تو جس جگہ

پاک ہوئی ہے وہاں سے مطلوبہ جگہ تک اگر سفر کی مسافت ہوتو وہ عورت قصر کرے گی، اور اگر سفر کی مسافت نہ ہوتو اتمام کرے گی، گویا کہ اس کے لئے قصر واتمام کا حکم پاک ہونے کی جگہ سے لگایا جائے گا۔ **طهرت الحائض وبقي لمقصدها يومان تتم في الصحيح.** (درمختار) **وفي الشامي: منعها من الصلاة ما ليس بصنعها فلغت نيتها من الأول.** (درمختار وشامی بیروت ۲/ ٥٤٠، زکریا ۲/ ٦١٨، حلبی کبیر ٥٤٢، تاتارخانیه ۲/ ١٩)

نابالغ بچہ دورانِ سفر بالغ ہوگیا

اگر نابالغ بچہ سفر کے دوران بالغ ہوجائے تو جس جگہ بالغ ہوا ہے وہاں سے منزل مقصود کی مسافت دیکھی جائے گی، اگر وہ مسافت سفر کے بقدر ہے تو وہ بچہ مسافر ہوگا اور اگر اس جگہ کا فاصلہ مسافت سفر سے کم ہے تو وہ بچہ مسافر نہ ہوگا۔ **صبي بلغ أي في أثناء الطريق وقد بقي لمقصده أقل من ثلاثة أيام فإنه يتم ولا يعتبر ما مضى لعدم تكليفه فيه.** (البحر الرائق ۲/ ١٣٠، بدائع الصنائع زکریا ١/ ٢٧٩، بزازیه علی الهندیه ٤/ ٧٢، خانیه علی الهندیة ١/ ١٦٧، حلبی کبیر ٥٤٢، تاتارخانیه ۲/ ٤١، شامی بیروت ۲/ ٥٤٠)

ریل میں بھیڑ کی وجہ سے سجدہ کا موقع نہ ہوتو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص ٹرین میں سخت بھیڑ کی وجہ سے سجدہ پر قادر نہ ہوتو اسے چاہئے کہ اگر وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہوتو اشارہ سے نماز پڑھ لے اور پھر بعد میں اسے دہرائے۔ **راكب سفينةٍ إذا لم يجد موضعاً للسجود للزحمة الخ، يصلي بالإيماء إذا خاف فوت الوقت.**
(شامی زکریا ۲/ ٤٩٠)

مقیم کا مسافر کی اقتداء کرنا

مقیم شخص ہر نماز میں مسافر کی اقتداء کرسکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی دو رکعت پوری کرے، اور ان دو رکعتوں میں قرأت کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ صرف اتنے دیر کھڑے ہوکر خاموش رہے جس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاسکتی ہو۔ **وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعدهٗ.** (تنویر الابصار مع الدرالمختار زکریا ۲/ ٦١٠)

❍❖❍

نماز مریض

کس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جو شخص کھڑے ہونے سے حقیقۃً عاجز ہو کہ کھڑے ہوتے ہی گر جائے یا ضعف اور کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے، یا حکما اس کے لئے قیام موجب مشقت ہو، یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے مرض کے بڑھ جانے یا دیر سے ٹھیک ہونے کا اندیشہ ہو یا سر چکراتا ہو یا شدید تکلیف ہوتی ہو تو ایسے شخص کے لئے بیٹھ کر فرض اور واجب نمازیں پڑھنا جائز ہے اور قیام کا فریضہ اس سے ساقط ہے۔ **من تعذر عليه القيام أي كله لمرض حقيقي وحده أن يلحقه بالقيام ضررٌ وبه يفتىٰ الخ، أو حكميٌ بأن خاف زيادته أو بطء برئه بقيامه أو دوران رأسه أو وجد لقيامه ألماً شديداً – إلى قوله – صلىٰ قاعداً.** (در مختار زکریا ۵٦٤/۲–۵٦٦، بیروت ۴۹۳/۲–۴۹۴، البحر الرائق کراچی ۱۱۲/۲، عالمگیری ۱۳٦/۱، حاشیة الطحطاوی ۴۳۰–۴۳۱، حلبی کبیر لاهور ۲٦۱، شرح وقایه ۱۸۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۴/۱، خانیه ۱۷۱/۱، فتح القدیر زکریا ۳/۲، هدایه ۱٦۱/۱)

جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اس سے قیام ساقط ہے

جو شخص کسی وجہ سے سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس سے بھی نماز میں قیام کا فریضہ ساقط ہے، اس کے لئے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا افضل ہے، اگر کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھے گا تو خلاف اولیٰ ہوگا۔ (البتہ اگر وہ زمین پر نہ بیٹھ سکے تو اس کے لئے کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے کی بھی گنجائش ہے) **وإن تعذرا ليس تعذرهما شرطاً بل تعذر السجود كاف لا القيام**

أومأ قاعداً وهو أفضل من الإيماء قائماً لقربه من الأرض. (درمختار) **وفي الشامي: بل كلهم متفقون على التعليل بأن القيام سقط لأنه وسيلة إلى السجود بل صرح في الحلية بأن هٰذه المسئلة من المسائل التي سقط فيها وجوب القيام مع انتفاء العجز الحقيقي والحكمي.** (شامي زكريا ۵٦٧/۲، بيروت ۴۹۵/۲-۴۹٦، البحر الرائق كراچی ۱۱۲/۲، عالمگیری ۱۳٦/۱، حاشية الطحطاوی ۴۳۱، حلبی كبير ۲٦٦، شرح وقايه ۱۸۹/۱، بدائع الصنائع زكريا ۲۸۴/۱، خانيه ۱۷۱/۱، هدايه ۱٦۱/۱)

سلس البول والے مریض کا حکم

اگر مسلسل پیشاب کے قطرات جاری رہنے والے مریض کو کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں یہ عارضہ لاحق ہوتا ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں اس سے حفاظت رہتی ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے۔ **لو صلى قائماً سلسل بوله أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعداً.** (درمختار) **وفي الشامي: وقد يتحتم القعود كمن يسيل جرحه إذا قام أو يسلس بوله.** (شامی زكريا ۵٦۵/۲، بيروت ۴۹۴/۲، البحر الرائق كراچی ۱۱۲/۲، عالمگیری ۱۳۸/۱، حاشية الطحطاوی ۴۳۱، حلبی كبير ۲٦۷)

کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں روزہ میں ضعف کا خطرہ

اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کی حالت میں یہ محسوس کرے کہ اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھے گا تو اس کے لئے روزہ پورا کرنا بھاری پڑ جائے گا تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز بلکہ ضروری ہے، یعنی روزہ کی وجہ سے نماز نہیں چھوڑے گا۔ **أو تعذر عليه الصوم كما مر صلى قاعداً.** (درمختار زكريا ۵٦۵/۲، بيروت ۴۹۴/۲، البحر الرائق كراچی ۱۱۲/۲، عالمگیری ۱۳۸/۱، حاشية الطحطاوی ۴۳۱، عالمگیری ۱۳۸/۱)

کھڑے ہونے میں قرأت سے عاجزی

اگر کسی شخص کو مثلاً سانس پھولنے کا مرض ہے اور حالت یہ ہے کہ اگر وہ کھڑا ہوتا ہے، تو

قرأت کا فریضہ نہیں ادا کرسکتا، جب کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی، تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے۔ **وقد یتحتم القعود – إلی قوله – أو یضعف عن القراء ۃ أصلاً.** (شامی زکریا ۲/ ٥٦٥، بیروت ۲/ ٤٩٤، عالمگیری ۱/ ۱۳۸، حاشیة الطحطاوی ٤۳۱، حلبی کبیر ۲٦۷، خانیہ ۱/ ۱۷۲، فتح القدیر زکریا ۲/ ۷)

مسجد میں جا کر نماز پڑھنے میں قیام سے عاجزی

اگر کسی شخص کی حالت یہ ہے کہ پیدل چل کر مسجد جائے تو وہاں جماعت کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا جب کہ گھر میں قیام پر قادر ہے، تو ایسے شخص کے لئے مسجد جانے کے بجائے گھر میں کھڑے ہو کر تنہا نماز پڑھنا ضروری ہے۔ **ولو أضعفه عن القیام الخروج لجماعة صلی فی بیته منفرداً به یفتیٰ.** (شامی زکریا ۲/ ٥٦٥، البحر الرائق کراچی ۲/ ۱۱۲، عالمگیری ۱/ ۱۳٦، حاشیة الطحطاوی ٤۳٥، حلبی کبیر ۲٦۷، عالمگیری ۱/ ۱۳٦)

سلس البول والا کسی بھی حالت میں مرض سے محفوظ نہ ہو

اگر کوئی شخص مسلسل پیشاب کے قطرات آنے میں مبتلا ہے اور کھڑے بیٹھے کسی بھی حالت میں مرض کا انقطاع نہیں ہوتا تو ایسے مریض سے قیام ساقط نہیں ہے، وہ کھڑے ہو کر رکوع اور سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرے گا اور حسب ضابطہ معذورین کے حکم میں ہوگا۔ **أقول وقدمنا هناک أنه لو لم یقدر علی الإیماء قاعداً کما لو کان بحال لو صلیٰ قاعداً یسیل بوله أو جرحه ولو مستلقیاً لا، صلیٰ قائماً برکوع وسجود؛ لأن الاستلقاء لا یجوز بلا عذر، کالصلاۃ مع الحدث فیترجح ما فیه الإتیان بالأرکان کما فی المنیة وشرحها.** (شامی زکریا ۲/ ٥٦٥، بیروت ۲/ ٤٩٤، البحر الرائق کراچی ۲/ ۱۱۲، حلبی کبیر ۲٦٦)

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کا خطرہ ہو

اگر کوئی شخص ایسی جگہ گھر جائے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کے دیکھ لینے اور پھر

نقصان پہنچانے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ **ومن العجز الحکمی أیضاً ...... ما لو خاف العدو لو صلی قائماً.** (شامی زکریا ۲/ ۵۶۵، بیروت ۲/ ۴۹۴، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۸۶عالمگیری ۱/ ۱۳۸)

بارش یا کیچڑ کی وجہ سے تنگ خیمہ میں بیٹھ کر نماز پڑھنا

اگر بارش شدید ہو یا کیچڑ کی وجہ سے باہر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو اور خیمہ اتنا تنگ ہو کہ اس میں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھی جاسکے اور اس کے علاوہ نماز کے لئے کوئی جگہ مہیا نہ ہو، تو ایسی صورت میں خیمہ میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔ **ومن العجز الحکمی أیضاً – إلی قولہٖ – أو کان فی خباء لایستطیع أن یقیم صلبه وإن خرج لا یستطیع الصلاة لطین أو مطر.** (شامی زکریا ۲/ ۵۶۵–۵۶۶، بیروت ۲/ ۴۹۴، عالمگیری ۱/ ۱۳۸)

مریض کا سواری پر نماز پڑھنا

اگر مریض سواری پر سوار ہو اور وہ خود نہ اتر سکتا ہو اور کوئی اسے اتارنے والا بھی نہ ہو تو ایسے مریض کے لئے سواری پر بیٹھے بیٹھے فریضہ ادا کرنا درست ہے۔ **وکذا المریض الراکب إلا إذا وجد من ینزله.** (شامی زکریا ۲/ ۵۶۶، بیروت ۲/ ۴۹۴، بدائع الصنائع زکریا ۱/ ۲۸۹)

مریض کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے؟

مریض جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے؛ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ اگر زیادہ کلفت نہ ہو تو تشہد کی ہیئت کی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ **صلیٰ قاعداً – إلی قوله – کیف شاء علیٰ المذهب لأن المرض أسقط عنه الأرکان فالهیئات أولیٰ. وقال زفر: کالمتشهد قیل وبه یفتیٰ. (درمختار) وفی الشامی أقول: ینبغی أن یقال: إن کان جلوسه کما یجلس للتشهد أیسر علیه من غیره أو مساویاً لغیره کان أولیٰ، وإلا اختار الأیسر فی جمیع الحالات، ولعل ذلک محمل القولین. واللّٰہ تعالیٰ أعلم.** (شامی زکریا

۵٦٦/۲-۵٦۷، بیروت ٤۹۵/۲، بدائع الصنائع زکریا ۲۸٦/۱، عالمگیری ۱۳٦/۱، خانیہ ۱۷۲/۱البحر الرائق زکریا ۱۹۹/۲)

جو شخص کچھ دیر کھڑے ہونے پر قادر ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کی حالت یہ ہے کہ وہ کچھ وقت کے لئے کھڑے ہونے اور قرأت کرنے پر قادر ہے؛ لیکن دیر تک نہیں کھڑا رہ سکتا، تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ جتنی دیر تک کھڑا رہ سکے کھڑا ہو اور جب کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھ جائے، ایسا شخص اگر بالکل کھڑا نہ ہو تو اس کی نماز صحیح نہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

وإن قدر علیٰ بعض القیام – إلی قولہٖ – قام لزوماً بقدر ما یقدر ولو قدر اٰیة أو تکبیرة علی المذهب. (در مختار) **وفی الشامی: وهو المذهب الصحیح لا یروی خلافه عن أصحابهٖ، ولو ترک هٰذا خفت أن لا تجوز صلاته.** (شامی زکریا ۵٦۷/۲، بیروت ٤۹۵/۲، عالمگیری ۱۳٦/۱، خانیہ ۱۷۲/۱، فتح القدیر زکریا ۳/۲)

جو ٹیک لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہو

اگر کوئی شخص بلا سہارے کھڑے ہونے پر تو قدرت نہ رکھے؛ لیکن سہارے کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہو، مثلاً دیوار، لاٹھی یا کسی خادم کے سہارے کھڑا ہوسکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا لازم ہے، اس کی نماز بیٹھ کر ادا نہ ہوگی۔ **وکذلک لو قدر أن یعتمد علی عصاً أو کان له خادم لو اتکأ علیه قدر علی القیام.** (شامی زکریا ۵٦۷/۲، بیروت ٤۹۵/۲، عالمگیری ۱۳٦/۱، خانیہ ۱۷۲/۱، فتح القدیر زکریا ۳/۲)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے کیسے کرے؟

بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے والا سر جھکا کر رکوع اور سجدہ کرے گا اور سجدہ میں رکوع کی حالت سے زیادہ سر کو جھکائے گا، اس حالت میں سجدہ کی صحت کے لئے سرین کا اٹھانا لازم نہیں ہے۔

ویجعل سجوده أخفض من رکوعه لزوماً (در مختار) **أشار إلیٰ أنه یکفیه أدنیٰ**

الإنحناء عن الركوع وأنه لا يلزمه تقريب جبهته من الأرض بأقصىٰ ما يمكنه كما بسطه في البحر عن الزاهدي. (شامي زكريا ۲/ ۵٦۸، بيروت ۲/ ٤۹٦، شرح وقايه ۱/ ۱۸۹، بدائع الصنائع زكريا ۱/ ۲۸٤، عالمگيری ۱/ ۱۳٦، خانيه ۱/ ۱۷۱، هدايه ۱/ ۱٦۱، البحر الرائق زكريا ۲/ ۲۰۰)

مریض کا زمین پر رکھی ہوئی کسی چیز پر سجدہ کرنا

جو شخص سپاٹ زمین پر سجدہ کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو اور وہ کوئی اونچی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے، تو اگر وہ چیز سخت اور ٹھوس ہے اور اس کی اونچائی دو اینٹ سے زیادہ نہیں ہے، تو اس کو حقیقۃً سجدہ کرنے والا سمجھا جائے گا اور اسے سجدہ کرنے سے معذور قرار نہیں دیں گے، اور اسی طرح سجدہ کرنا اس پر لازم ہوگا۔ اور اگر جو چیز رکھی گئی ہے وہ ٹھوس نہیں ہے مثلاً نرم تکیہ یا گدا وغیرہ ہے تو اس پر سجدہ کرنا حقیقی سجدہ نہیں ہے؛ بلکہ سجدہ کا اشارہ ہے گویا اس نرم چیز تک پیشانی لے جانے کی وجہ سے ہی اس کو سجدہ کا اشارہ کرنے والا قرار دیا جائے گا، خواہ پیشانی اس چیز پر ٹکے یا نہ ٹکے، اور وہ سجدہ کرنے سے معذورین کے حکم میں ہوگا، جب کہ وہ ٹھوس چیز پر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو۔ **فإن فعل وهو يخفض برأسه لسجوده أكثر من ركوعه صح على أنه إيماء لا سجود إلا أن يجد قوة الأرض (درمختار) وفي الشامي: فحينئذ ينظر إن كان الموضوع مما يصح السجود عليه كحجر مثلاً ولم يزد ارتفاعه علىٰ قدر لبنة أو لبنتين فهو سجود حقيقي فيكون راكعاً ساجداً لا مؤمياً – إلى قوله – وإن لم يكن الموضوع كذلک يكون مؤمياً – إلى قولہ – بل يظهر لی أنه لو كان قادراً علىٰ وضع شيءٍ على الأرض مما يصح السجود عليه أنه يلزمه ذلک، لأنه قادر على الركوع والسجود حقيقة ولا يصح الإيماء بهما مع القدرة عليهما.** (شامي زكريا ۲/ ۵٦۹، بيروت ۲/ ٤۹۷، عالمگيری ۱/ ۱۳٦، البحر الرائق زكريا ۲/ ۲۰۱)

بیٹھنے سے معذور شخص نماز کیسے پڑھے؟

جو شخص کسی طرح بھی بیٹھنے پر قادر نہ رہے یعنی تکیہ وغیرہ کے سہارے سے بھی بیٹھ نہ سکے تو ایسا

شخص لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے گا، اور اس کے لئے درج ذیل دو طرح کی ہیئت اپنانا درست ہے:

(۱) افضل یہ ہے کہ پیر قبلہ کی طرف کر کے گھٹنے کھڑے کر لے اور سر کے نیچے تکیہ لگا دیا جائے؛ تاکہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور پھر گردن کے اشارہ سے نماز ادا کرے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مریض کو کروٹ پر لٹا کر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور دائیں کروٹ پر لٹانا افضل ہے۔ **وإن تعذر القعود ولو حكماً أومأ مستلقياً علىٰ ظهره ورجلاه نحو القبلة غير أنه ينصب ركبتيه لكراهة مد الرجل إلى القبلة ويرفع رأسه يسيراً ليصير وجهه اليها، أو علىٰ جنبه الأيمن أو الأيسر ووجهه إليها والأول أفضل على المعتمد (درمختار) وفى الشامي: والأيمن أفضل وبه ورد الأثر.** (شامی زکریا ۲/۵٦۹، بیروت ۲/٤۹۷، بدائع الصنائع زکریا ۱/۲۸٤، فتح القدير زكريا ۲/٤–۵، شرح وقايه ۱/۱۹۰، عالمگیری ۱/۱۳٦، هدايه ۱/۱٦۱، البحر الرائق ۲/۲۰۱)

مریض اشارہ سے نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہو جائے

اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ رہے تو اس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں:

(۱) یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہے (خواہ ہوش وحواس ہوں یا نہ ہوں) اور بعد میں وہ ان نمازوں کو ادا کرنے پر قادر ہو جائے تو اس پر قضا لازم ہے، اور اگر اس نے قضا نہ کی تو فدیہ کی وصیت لازم ہے۔

(۲) اگر یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہی اور اس کے ہوش وحواس بھی بجا رہے؛ لیکن نماز پر قدرت ہونے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو ایسی صورت میں نہ قضا لازم ہے اور نہ فدیہ۔

(۳) اگر کوئی مریض اشارہ سے نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اس حالت پر چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں تو خواہ ہوش وحواس بجا ہوں یا نہ ہوں اس سے مذکورہ اوقات کی نماز پڑھنا ساقط ہو جائے گا۔

وإن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت بأن زادت على يوم وليلة سقط

القضاء عنه وإن كان يفهم في ظاهر الرواية وعليه الفتوىٰ كما في الظهيرية، لأن مجرد العقل لا يكفي لتوجه الخطاب. (درمختار) وفي الشامي: أما لو كانت يوماً وليلة أو أقل وهو يعقل فلا تسقط، بل تقضى اتفاقاً وهٰذا إذا صح، فلو مات ولم يقدر على الصلاة لم يلزمه القضاء حتى لا يلزمه الإيصاء بها – إلى قوله – أما إن قدر عليه بعد عجزه فإنه يلزمه القضاء وإن كان موسعاً لتظهر فائدته في الإيصاء بالإطعام عنه. (شامي زكريا ۲/ ۵۷۰، بيروت ۲/ ۴۹۷-۴۹۸)

زندگی میں نماز کا فدیہ معتبر نہیں

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے سے عاجز ہوجائے اوراس کے ذمہ بہت سی نمازیں قضا ہوں تو جب تک بھی وہ زندہ ہے اس کی طرف سے نمازوں کا فدیہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے؛ بلکہ اگر قدرت حاصل ہوجائے تو قضا کرے اوراگر مرنے سے پہلے تک قضا کا موقع نہ ملے تو فدیہ کی وصیت کرے۔ ولا فدية في الصلوات حالة الحياة بخلاف الصوم. (شامي زكريا ۲/ ۵۷۰، بيروت ۲/ ۴۹۸) ولو فدى عن صلاته في مرضه لا يصح بخلاف الصوم. (درمختار بيروت ۲/ ۴٦۷، باب قضاء الفوائت عالمگيری ۱/ ۱۲۵)

مریض شرائط نماز پوری کرنے سے عاجز ہوجائے

جو شخص قبلہ رخ ہونے یا ستر عورت کرنے یا ناپاکی سے پاک ہونے سے کسی وجہ سے عاجز ہوجائے تو اس پر لازم ہے کہ جس حالت میں بھی نماز پڑھ سکے نماز ادا کرلے؛ البتہ وقت نماز اور طہارتِ حدث (یعنی وضو یا تیمّم) کرنا لازم ہے، اور بعد میں اگر وہ شخص صحت مند ہوجائے تو مرض کے زمانہ میں پڑھی ہوئی نمازوں کا دہرانا اس پر لازم نہیں ہے۔ وأفاد بسقوط الأركان سقوط الشرائط عند العجز بالأولىٰ ولا يعيد في ظاهر الرواية. (درمختار) وفي الشامي: كالاستقبال وستر العورة والطهارة من الخبث بخلاف الوقت وكذا

الطهارة من الحدث – إلى قوله – لأن العجز عن تحصيل الشرائط ليس فوق العجز عن تحصيل الأركان. فلو لم يقدر المريض على التحول إلى القبلة بنفسهٖ ولا بغيره صلى كذلک ولا إعادة عليه بعد البرء في ظاهر الجواب كما لو عجز عن الأركان. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۸)

مریض نماز کے رکوع اور سجدوں کی تعداد ضبط کرنے پر قادر نہ رہے

اگر کوئی شخص اس حالت میں پہنچ جائے کہ اسے رکعتوں اور سجدوں کی تعداد یاد ہی نہ رہ پاتی ہو اور غشی کی سی کیفیت طاری رہے تو اس پر نماز کی ادائیگی لازم نہیں؛ تاہم اگر کوئی دوسرا شخص اسے نماز پڑھوا دے تو امید ہے کہ اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ ولو اشتبه على مريض أعداد الركعات والسجدات لنعاس يلحقه لا يلزمه الأداء ولو أداها بتلقين غيره ينبغي أن يجزيه كذا في القنية. (درمختار) وفي الشامي: أي بأن وصل إلى حال لايمكنه ضبط ذٰلک وليس المراد مجرد الشک والاشتباه لأن ذٰلک يحصل للصحيح. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۳/ ۴۹۸)

آنکھ اور بھوؤں کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا اعتبار نہیں

اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے سے عاجز ہو جائے تو اسے آنکھ یا بھوؤں کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا؛ کیوں کہ ان کے اشارہ سے پڑھی گئی نمازیں غیر معتبر ہیں۔ ولم يؤم بعينه وقلبه وحاجبه خلافاً لزفر. (درمختار زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۹)

صحت مند شخص دورانِ نماز مریض ہو گیا

اگر کوئی صحت مند شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا درمیان میں اس کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ وہ کھڑے رہنے یا رکوع سجدہ کرنے حتیٰ کہ بیٹھنے پر بھی قادر نہ رہا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جس طرح بھی بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پوری کرنا ممکن ہو، نماز مکمل کر لے۔ ولو عرض له مرض في

صلاتـه يتم بما قدر على المعتمد. (درمختار) وفي الشامي: ولو قاعداً مؤمياً أو مستلقياً. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۹)

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص دورانِ نماز صحت مند ہو گیا

اگر کوئی شخص قیام سے عاجز ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا؛ لیکن دورانِ نماز اس کا مرض جاتا رہا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا تو اب کھڑے ہو کر نماز پوری کرنا اس پر لازم ہے۔ ولـو صـلـىٰ قـاعداً بركوع وسجود فصح بنىٰ. (درمختار) أي على ما صلىٰ فيتم صلاته قائماً عندهما. (شامی زکریا ۲/ ۵۷۱، بیروت ۲/ ۴۹۹)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا تندرست ہو گیا

اگر کوئی شخص اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران وہ رکوع سجدہ پر قادر ہو گیا تو اگر رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرنے سے پہلے یہ صورت پیش آئی ہے تو رکوع سجدہ سے نماز پوری کر لے گا، اور اگر رکوع سجدہ کے اشارہ کے بعد قدرت ہوئی تو اب اس کی نماز باطل ہو گئی ازسرِ نو رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھنی ہوگی۔ یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ کھڑے یا بیٹھے ہونے کی حالت میں اشارہ کر رہا ہو، اس کے برخلاف اگر لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی درمیان بیٹھنے پر قادر ہو گیا تو اب اس کی نماز بہرحال فاسد ہو جائے گی اور اسے ازسرِ نو پڑھنی ہوگی؛ الا یہ کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہی قادر ہو جائے تو اب رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ ولـو كان يصلي بالإيماء فصح لا يبني إلا إذا صح قبل أن يؤمي بـالركوع والسجود، كما لو كان يؤمي مضطجعاً ثم قـدر عـلـى القعود ولم يقدر على الركوع والسجود فإنه يستأنف على المختار؛ لأن حـالـة الـقـعـود أقوىٰ فلم يجز بناؤه على الضعيف. (درمختار) وفي الشامي: وهٰذا ظـاهـر فيما إذا افتتح قائماً أو قاعداً بقصد الإيماء ثم قدر قبل الإيماء على الـركوع والسجود قائماً أو قاعداً، أما إذا افتتح مستلقياً أو مضطجعاً ثم قدر قبل الإيـمـاء عـلـى الركوع والسجود قائماً أو قاعداً فإنه يستأنف كما يؤخذ من قول

الشارح لأن حالة القعود أقویٰ. (شامی زکریا ۵۷۱/۲، بیروت ۴۹۹/۲) **وفی تقریرات الرافعي: أما لو أتی بالتحریمة فقط ثم قدر لا یستأنف لأنه لم یؤد رکناً به والذی وجد منه مجرد التحریمة.** (تقریرات رافعی ۷۷/۲، ملحق بـ شامي زکریا ۱۰۴/۲ حاشیة: ۳)

نفل نماز ٹیک لگا کر پڑھنا

اگر تھکاوٹ کی وجہ سے کوئی شخص دیوار یا لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگا کر نفل نماز ادا کرے تو بلا کراہت درست ہے، اور اگر بلا عذر ایسا کیا تو مکروہ تنزیہی ہوگا۔ **وللمتطوع الإتکاء علی شيءٍ کعصاً وجدارٍ مع الإعیاء أی التعب بلا کراهة وبدونه یکره. (درمختار) وظاهره أنه لیس فیه نهی خاص فتکون الکراهة تنزیهیةً.** (شامی زکریا ۵۷۲/۲، بیروت ۴۹۹/۲)

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں؛ البتہ اگر بلا عذر بیٹھ کر نفل ادا کی تو کھڑے ہوکر پڑھنے کے مقابلہ میں ثواب آدھا ملے گا، اور سننِ مؤکدہ کو بہر حال کھڑے ہوکر ہی پڑھنا چاہئے۔ **وله القعود بلا کراهة مطلقاً هو الأصح.** (درمختار زکریا ۵۷۲/۲، بیروت ۴۹۹/۲)

پاگل پن میں نماز کا حکم

اگر کوئی شخص مجنون ہوجائے اور یہ جنون کی حالت پانچ نمازوں کے وقت کے اندر اندر رہے تو چھوٹی ہوئی نمازیں قضا کرے گا اور اگر یہ حالت چھٹی نماز کے وقت تک ممتد ہوجائے تو اب گذری ہوئی نمازوں کی قضا اس پر لازم نہیں۔ **ومن جن ...... یوماً ولیلة قضیٰ الخمس وإن زاد وقت صلاة سادسة لا للحرج.** (درمختار زکریا ۵۷۳/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

بے ہوش کا حکم

اگر کوئی شخص مسلسل چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بے ہوش رہے تو اس پر بے ہوشی کے زمانہ کی نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے؛ البتہ اگر بے ہوشی ایک دن رات کے اندر اندر ہو پھر افاقہ ہوجائے تو

گزری ہوئی نمازوں کی قضالازم ہے۔ **ومن جن أو أغمی علیه یوماً ولیلةً قضی الخمس وإن زاد وقت صلاة سادسة لا للحرج.** (درمختار زکریا ۵۷۳/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

نشہ میں مدہوش کا حکم

جو شخص شراب، بھنگ یا کسی دوا وغیرہ کے اثر سے مدہوش ہو جائے تو خواہ یہ مدہوشی کتنی ہی لمبی ہو افاقہ کے بعد اسے سب چھوٹی ہوئی نمازیں قضا کرنی پڑیں گی، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص لمبی مدت تک سوتا رہے تو بیدار ہونے کے بعد اسے سب نمازیں پڑھنی لازم ہے۔ **زال عقله ببنج أو خمر أو دواءٍ لزمه القضاء وإن طالت لأنه بصنع العباد كالنوم.**

(درمختار زکریا ۵۷۴/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

ہاتھ پیر کٹا ہوا شخص کیسے نماز پڑھے؟

جس شخص کے ہاتھ کہنیوں سے اور پیر ٹخنوں سے اوپر کٹے ہوئے ہوں اور اس کا چہرہ بھی زخمی ہو تو وہ بغیر وضو اور تیمّم کے اسی حالت میں نماز پڑھے گا۔ **ولو قطعت یداه ورجلاه من المرفق والکعب وبوجهه جراحة صلی بغیر طهارة ولا تیمم ولا یعید هو الأصح.** (تنویر الابصار علی الدر المختار زکریا ۵۷۴/۲، بیروت ۵۰۱/۲)

آنکھ بنوانے والے مریض کا لیٹ کر نماز پڑھنا

اگر آنکھ بنوانے والے مریض کو ماہر مسلمان ڈاکٹر چت لیٹنے کا حکم دے تو ایسا مریض لیٹے لیٹے اشارہ سے نماز پڑھے گا۔ **أمره الطبیب باستلقاء لبزغ الماء من عینه صلی بالإیماء لأن حرمة الأعضاء کحرمة النفس.** (درمختا زکریا ۵۷۴/۲، بیروت ۵۰۲/۲)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت

جو شخص مرض یا ضعف کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو، یا کھڑے ہونے میں اس کے مرض کے بڑھ جانے یا طویل ہونے کا خطرہ ہو، یا کھڑے ہونے سے سخت تکلیف ہوتی ہو، یا کھڑے ہونے سے پیشاب کے قطرات خود بخود نکل جانے کا خطرہ ہے یا (کپڑا وغیرہ مختصر ہونے

کی وجہ سے) کھڑے ہونے کی صورت میں ستر کھل جانے کا اندیشہ ہو، تو اس طرح کے اعذار کی بنا پر بیٹھ کر نماز فرض پڑھنا جائز ہے۔ **وإن عـجز المريض عن القيام عجزاً حقيقياً أو حكمياً كـمـا إذا قـدر حـقـيـقـةً لٰـكـن يخاف بسببه زيادة مرض أو بطؤ برءٍ؟ أو يجد ألماً شـديداً يصلي قاعداً يركع ويسجد.** (حلبی کبیر ۲۶۱) **لـو كان بحيث لو قام سلس بوله أو لو قام ينكشف من العورة ما يمنع الصلاة أو يعجز عن القراء ة حال القيام وفي القعود لايحصل شيءٌ من ذٰلک يجب القعود.** (طحطاوی ۱۲۲)

اگر قیام پر قادر ہو مگر رکوع اور سجدہ نہ کر سکے تو کیسے نماز پڑھے؟

اگر کوئی شخص کھڑا تو ہو سکتا ہو مگر اپنی بیماری یا ضعف کی وجہ سے رکوع اور سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم نہیں؛ بلکہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کرے، یہی افضل ہے۔ **وإن قـدر الـمـريض على القيام دون الركوع والسجود أي كـان بـحـيـث لـو قام لا يقدر أن يركع ويسجد لم يلزمه القيام عندنا بل يجوز أن يـومئَ قاعداً وهو أفضل.** (حلبی کبیر ۲۶۶، طحطاوی ۱۲۲، بدائع الصنائع ۲۸۴/۱، الجوهرة النيرة ۱۱۴/۱)

کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنا

جو شخص سجدہ پر قادر نہ ہو اور پاؤں وغیرہ میں تکلیف کی وجہ سے زمین پر کسی طرح بیٹھنا بھی اس کے لئے مشکل ہو تو وہ کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے؛ لیکن جو شخص کسی بھی طرح زمین پر بیٹھ سکتا ہو اس کے لئے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنا سخت مکروہ ہوگا، اسے زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرنی چاہئے۔ **فإن عـجـز عـن الركوع والسجود وقدر على القعود فإنه يصلي قاعداً بإيماء.** (تاتارخانية ۲/۱۲۰)

تنبیہ: آج کل اس معاملہ میں بہت کوتاہی ہوتی ہے، معمولی بہانے سے لوگ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔

دورانِ نماز عذر پیش آجائے

اگر کسی شخص نے کھڑے ہوکر نماز شروع کی مگر درمیان میں ایسا عذر پیش آ گیا کہ اس کے لئے کھڑا ہونا مشکل ہوگیا تو حکم یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پوری کرلے۔ **وإن صلی الصحیح بعض صلوته قائماً فحدث به في أثنائها مرض یبیح له القعود أو عذر من عدوٍ أو غیره أتمَّها قاعداً یرکع ویسجد.** (حلبی کبیر ۲۶۹، شامی زکریا ۵۷۱/۲)

دورانِ نماز عذر ختم ہوجائے

اگر مریض نے بیٹھ کر نماز شروع کی تھی مگر درمیانِ نماز اس کا مرض ٹھیک ہوگیا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہوگیا، تو اب کھڑے ہوکر نماز پوری کرلے۔ **وإن کان المصلی قد صلی أول صلاته قاعداً یرکع ویسجد لمرضٍ ثم صح من ذٰلک المرض في أثنائها وقدر علی القیام بنی علی صلاته وأتمها قائماً.** (حلبی کبیر ۲۶۹، الجوهرة النیرة ۱۱٤/۱، شامی زکریا ۵۷۱/۲)

بیٹھ کر تکیہ یا میز پر سجدہ کرنا

جو شخص رکوع سجدہ پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے بیٹھنے کے بعد تکیہ، میز یا تپائی پر سجدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛ تاہم اگر ان چیزوں پر سجدہ کرلیا تو اصل میں سجدہ کی ادائیگی سر جھکانے سے ہوجائے گی۔ **ولو کانت الوسادةُ علی الأرض فسجد علیها جاز أیضاً ولکن إن کان یجد قوة الأرض تکون صلاته بالرکوع والسجود وإلا فهي بالإیماء أیضاً.**

(حلبی کبیر ۲۶۲، شامی زکریا ۵۶۸/۲)

ماٰخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م ۱۳۳۹ھ)	مدینہ منورہ
۲	القرآن الکریم	ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م ۱۳۶۲ھ)	فرید بک ڈپو دہلی
۳	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیرؒ (م:۷۷۴ھ)	دارالسلام ریاض
۵	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م ۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۶	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م ۲۲۶ھ)	مکتبۃ الاصلاح لالباغ مرادآباد
۷	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین عینیؒ (م: ۸۵۵ھ)	دارالفکر بیروت
۸	فیض الباری	علامہ انورشاہ کشمیریؒ (م: ۱۳۵۲ھ)	مجلس علمیہ ڈابھیل گجرات
۹	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۰	نووی علی مسلم	شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (م: ۶۷۷ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند
۱۱	فتح الملہم	حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (م: ۱۳۶۹ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۱۲	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت
۱۳	معارف السنن	العلامۃ محمد یوسف بنوریؒ (م ۱۳۹۷ھ)	بنگلہ اسلامک اکیڈمی دیوبند
۱۴	تحفۃ الالمعی	افادات حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری	مکتبہ حجاز دیوبند
۱۵	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت

۱۶	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی (م۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۷	مشکوۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م۷۴۱ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۱۸	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاری (م۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۱۹	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م۲۴۱ھ)	دارالحدیث القاہرہ
۲۰	السنن الکبریٰ للبیہقی	الامام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۱	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م۴۵۸ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۲	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م۶۵۶ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۳	مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفیؒ (م۲۳۵)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۴	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۵	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م۳۶۰ھ)	داراحیاء التراث العربی بیروت
۲۶	سنن الدارالقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م۳۸۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۷	کنزالعمال	علی ابن حسام الدین المتقیؒ (م:۹۷۵ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۸	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۲۹	اعلاءالسنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دارالکتب العلمیہ
۳۰	نصب الرایہ	علامہ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعیؒ (م:۷۶۲ھ)	المجلس العلمی
۳۱	اوجزالمسالک	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنیؒ (م:۱۴۰۲ھ)	دارالقلم دمشق
۳۲	موسوعۃ آثار الصحابہ	ابوعبداللہ سید بن کروی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۳	کتاب الدعاء للطبرانیؒ	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانیؒ (۳۶۰ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۴	المتجر الرابح	حافظ شرف الدین عبدالمؤمن دمیاطیؒ (م:۷۰۵ھ)	دارالفکر بیروت
۳۵	اذکار نووی	شیخ محی الدین زکریا نوویؒ (م:۶۷۷ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت

۳۶	مختصر بیان العلم وفضلہ	شیخ احمد بن عمر المحمصانیؒ (م: ۱۳۴۹ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۷	کشف الخفاء	علامہ اسماعیل بن محمد العجلونیؒ (م: ۱۱۶۲ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۳۸	البدایہ والنہایہ	علامہ ابن کثیر دمشقیؒ (م: ۷۷۴ھ)	دارالفکر بیروت
۳۹	غنیۃ الطالبین	شیخ المشائخ عبدالقادر بن موسیٰ جیلانیؒ (م ۵۶۱ھ)	مطبع اسلامی لاہور
۴۰	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالیؒ (م ۵۰۵)	نول کشور لکھنؤ
۴۱	کتاب الآثار للامام محمدؒ	تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانیؒ	مجلس علمی ڈابھیل
۴۲	المستطرف	شہاب الدین محمد بن احمد ابی الفتح الابشیہی	دارالکتب العلمیہ بیروت
۴۳	زادالمعاد	ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر الدمشقیؒ "ابن قیم الجوزیۃ" (م ۷۵۱ھ)	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۴۴	مظاہر حق	حضرت مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلویؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
۴۵	فضائل اعمال	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (م: ۱۴۰۲ھ)	ادارہ اشاعت دینیات دہلی
۴۶	عالمگیری	علامہ نظام الدین وجماعۃ من العلماء	داراحیاء التراث العربی بیروت
۴۷	البحر الرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م ۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۸	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م ۵۹۲ھ)	داراحیاء التراث العربی
۴۹	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م ۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۵۰	المختار الفتوی	العلامہ ابوالفضل مجد الدین عبداللہ بن محمود الحنفیؒ (م ۶۸۳ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ معظمہ
۵۱	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م ۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۲	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م ۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۳	ردالمحتار (فتاوی شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، (زکریا بک ڈپو دیوبند) احیاء التراث العربی بیروت
۵۴	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۵۵	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند

۵۶	نورالایضاح	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالیؒ (م:۱۰۶۹ھ)	یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند
۵۷	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م ۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۸	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م ۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۹	عمدۃ الرعایۃ شرح الوقایہ	العلامۃ محمد عبدالحیؒ اللکھنویؒ (م ۱۳۰۴ھ)	مرکز ادب دیوبند
۶۰	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ)	داراحیاء التراث العربی
۶۱	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (۷۸۶ھ) (تحقیق: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)	ادارۃ القرآن کراچی زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۲	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م ۹۵۶ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۶۳	الفتاویٰ الحدیثیہ	العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیثمیؒ (م ۹۷۴ھ)	داراحیاء التراث
۶۴	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م:۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
۶۵	فتح القدیر	علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:۵۹۳ھ)	دارالفکر بیروت
۶۶	المبسوط	شمس الائمہ شمس الدین ابوبکر محمد السرخسیؒ (م:۴۹۰ھ)	دارالفکر بیروت
۶۷	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزاز (م:۸۲۷ھ)	کتب خانہ زکریا دیوبند
۶۸	کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	علامہ عبدالرحمٰن جزیریؒ (م: ھ)	المکتبۃ العصریہ بیروت
۶۹	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن محمود (م:۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز دیوبند
۷۰	سعایہ	حضرت علامہ عبدالحیؒ فرنگی محلیؒ (م:۱۳۰۴ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۱	تقریراتِ رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۲	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمد (م:۸۰۰ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۷۳	النتف فی الفتاویٰ	شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن حسین بن محمد سغدیؒ (م:۴۶۱ھ)	دارالکتب العلمیہ بیروت
۷۴	صغیری	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبیؒ (م:۹۵۶ھ)	مجتبائی دہلی

۷۵	غنیۃ الناسک	حضرت مولانا شیخ محمد حسن شاہ مہاجر مکیؒ (م:۱۳۴۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۷۶	منہل الواردین	علامہ ابن عابدین الشامیؒ (م:۱۲۵۲ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۷۷	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشئون الدینیہ کویت
۷۸	نفع المفتی والسائل	حضرت علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ (م:۱۳۰۴ھ)	دیوبند
۷۹	الاشباہ والنظائر	علامہ بن نجیم مصریؒ (م:۹۷۰ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۸۰	شرح منظومہ ابن وہبان	علامہ عبدالوہاب بن احمد المعروف بابن وہبانؒ (م:۷۶۸ھ)	الوقف الخیری المدنی دیوبند
۸۱	قواعد الفقہ	علامہ عمیم الاحسان المجددی	زکریا بک ڈپو دیوبند
۸۲	غمز عیون البصائر	سید احمد بن محمد الحمویؒ	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۸۳	امداد الاحکام	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ) حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی (۱۳۶۸ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۸۴	فتاویٰ عثمانی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی صاحب عثمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۸۵	بہشتی گوہر	زیرنگرانی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ)(ملحق بہ بہشتی زیور حصہ ۱۱)	مکتبہ نذیریہ اردو بازار دہلی
۸۶	علم الفقہ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی (م:۱۹۶۲ھ)	مکتبہ فاروقیہ لکھنؤ
۸۷	آپ کے مسائل اور ان کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م:۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۸۸	فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (م۱۳۲۳ھ)	گلستاں کتاب گھر
۸۹	فتاوی مظاہر علوم	حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (م۱۳۴۷ھ)	جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
۹۰	فتاویٰ شیخ الاسلام	شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ (م۱۳۷۷ھ)	مکتبہ دینیہ دیوبند
۹۱	کفایۃ المفتی	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (م۱۳۷۲ھ)	مکتبہ امدادیہ پاکستان
۹۲	فتاوی دارالعلوم	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۹۳	امداد الفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند

۹۴	بہشتی زیور	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م۱۳۶۲ھ)	مکتبہ اختری سہارن پور
۹۵	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۹۶	امداد المفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م۱۳۹۵ھ)	دار العلوم کراچی
۹۷	فتاوی محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م۱۳۱۷ھ)	زکریا بکڈپو دیوبند
۹۸	فتاوی رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ (م۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۹۹	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م۱۴۲۲ھ)	دار الاشاعت دہلی
۱۰۰	احکام السفر	مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب	مفتاح العلوم سرگودھا پاکستان
۱۰۱	مجالس ابرار	افادات: حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ (م: ۲۰۰۵ء)	
۱۰۲	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۳	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۴	ایضاح المناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۵	الاوزان المحمودہ	مولانا مفتی ابو الکلام صاحب قاسمی المظاہری	دار الکتاب دیوبند
۱۰۶	اصلاحی مضامین	مولانا کلیم اللہ قاسمی	مکتبہ الاصلاح لال باغ
۱۰۷	مسائل بہشتی زیور	مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب	جامعہ مدنیہ لاہور

مرتب کی علمی کاوشیں

❑ اللہ سے شرم کیجئے:

اس کتاب میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کے متعلق ایک جامع ارشاد نبوی ا کی تفصیلی شرح کے ضمن میں نہایت مفید اصلاحی مضامین (آیات قرآنیہ احادیث طیبہ اور احوال واقوال سلف) خوبصورتی کے ساتھ جمع کردئے گئے ہیں، یہ کتاب مردہ ضمیر کو جھنجوڑنے، اور غفلت کے پردے ہٹانے میں تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو شخص بھی صدق دل سے اور عمل کی نیت سے اس کا مطالعہ کرے گا اسے انشاء اللہ یقیناً نفع ہوگا، کتاب کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ ہر بات حوالہ جات سے مزین ہے۔عوام وخواص کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔اب تک ہندوپاک کے مختلف کتب خانوں سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اور مسلسل اس کی اشاعت جاری ہے۔ ہندی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے، فالحمدللہ۔ صفحات: ۴۳۲، عام قیمت: ۱۰۸/روپئے

❑ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز:

یہ کتاب پہلے ۹۶/صفحات پر شائع ہوئی تھی اب اضافہ ہوکر ۱۹۲/صفحات میں خوب صورت کمپیوٹر کتابت پر شائع کی گئی ہے، جس میں اکابر واسلاف کی مقبول صفات مثلاً: تواضع، زہدوتقویٰ، عفوودرگذر، حلم وبردباری، جودوسخا اور خوف وخشیت سے متعلق پُر اثر اور حیرت انگیز حالات وواقعات بیان کرکے ان کی روشنی میں اپنے کردار کا مؤثر انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور اپنی اصلاح کے خواہش مند حضرات کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ زبان بہت آسان اور عام فہم ہے، آج ہی طلب کرکے اپنی روحانی تشفی کا سامان کریں۔ یہ کتاب بھی ہندوپاک کے متعدد کتب خانوں سے شائع ہورہی ہے، الحمدللہ۔ صفحات: ۱۹۲، قیمت: ۶۰/روپئے۔

❑ تذکرۂ فدائے ملتؒ:

یہ امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہ صدر جمعیۃ علماء

ہند کی یاد میں منعقدہ فدائے ملت سیمینار (منعقدہ ۲۰۰۸ء) میں پیش کردہ مقالات کا بہترین مجموعہ ہے، جس میں نہ صرف حضرت فدائے ملتؒ کے حالات اور قابل تقلید روشن کارنامے جمع ہو گئے ہیں؛ بلکہ ملت اسلامیہ ہند کی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ کے اہم پہلو بھی اس مجموعہ مضامین میں جابجا بکھرے ہوئے ہیں۔ اکابر کی سوانح سے دل چسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے، جسے جمعیۃ علماء ہند نے بہت اہتمام سے شائع کیا ہے، اور مختصر مدت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ صفحات: ۱۲۰۰۔

❑ خطباتِ سیرت طیبہ:

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف گوشوں پر دس خطبات کا یہ مجموعہ خاص طور پر نوجوانوں اور عام مسلمانوں کے لئے شائع کیا گیا ہے، یہ خطبات مرادآباد کی ''مسجد ابراہیمی'' محلّہ کسرول میں بالترتیب دس روز تک جاری رہے، بعد میں انہیں کتابی شکل دے دی گئی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ گھروں میں اس کی تعلیم ہو؛ تاکہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق اہم معلومات مسلم معاشرہ کو حاصل ہوں۔ الحمد للہ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے، اور اس کو ہندی رسم الخط میں بھی تیار کرلیا گیا ہے؛ تاکہ ہندی داں لوگوں کے لئے سہولت ہو۔ صفحات : ۲۴۰

❑ ذکر رفتگاں:

یہ ماہ نامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد میں ۱۹۸۹ء تا ۲۰۰۴ء وفات پانے والی امت کی اہم اور مؤقر شخصیات پر شائع شدہ تعزیتی مضامین کا بیش قیمت مجموعہ ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو حضرات کے مختصر سوانحی خاکے اور تأثرات جمع ہو گئے ہیں، تذکرۂ اکابر کے شائقین کے لئے یہ بیش بہا تحفہ اور سیر وسوانح کے باب میں قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے، جس کا مطالعہ ان شاء اللہ ذہن میں تازگی اور روح میں بالیدگی کا سبب ہوگا۔

صفحات : ۵۶۸، عام قیمت : ۱۶۰/روپئے

❑ دعوت فکر وعمل:

یہ کتاب مختلف دینی، اصلاحی، سماجی اور معاشرتی موضوعات پر مبنی ۹۷ رقیمتی مضامین کا مجموعہ ہے، جن میں پوری قوت کے ساتھ فکری اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے اصابت رائے اور اعتدال کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، موجودہ دور میں دینی خدمات میں مشغول حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے، اکابر علماء کی تقریظات سے کتاب مزین ہے اور باذوق قارئین کی نظر میں یہ دور حاضر کا ایک گراں قدر تحفہ ہے، متعدد کتب خانوں سے اس کی اشاعت ہورہی ہے۔ صفحات: ۵۴۰، قیمت: ۱۵۰ روپئے

❑ لمحاتِ فکریہ:

اس کتاب میں ندائے شاہی مارچ ۲۰۰۳ء سے لے کر مئی ۲۰۰۵ء تک کے ادارتی مضامین اور دو رسالوں ''اسلامی کی انسانیت نوازی'' اور ''اسلامی معاشرت'' کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اس مجموعۂ مضامین میں قرآن وسنت اور آثارِ صحابہ سے نہایت قیمتی ہدایات نقل کی گئی ہیں۔ ۳۲۰ رصفحات پر یہ کتاب اسلامی تعلیمات کے تعارف، اصلاح امت اور باطل افکار وخیالات کی مدلل تردید پر مبنی مضامین کو شامل ہے، اور عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے۔ صفحات: ۳۲۰، قیمت: ۱۰۰ روپئے

❑ دینی مسائل اور ان کا حل:

دور حاضر کے اہم پیش آمدہ مسائل کے ۶۵۰ رمختصر اور جامع جوابات پر مشتمل یہ قیمتی مجموعہ ہر گھر کی ضرورت اور قدم قدم پر رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ مسائل کئی سال سے رسالہ تحفۂ خواتین مرادآباد میں سوال وجواب کی صورت میں شائع ہورہے تھے، اب انہیں عربی عبارات اور حوالوں کے ساتھ جمع کر کے شائع کیا گیا ہے، جو عوام کے علاوہ اہل علم اور ارباب افتاء کے لئے بھی مفید ہے۔ صفحات: ۴۱۶، قیمت: ۲۰۰ روپئے

❑ فتاوی شیخ الاسلامؒ:

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کی علمی اور فقہی آراء اور مکتوبات کا یہ مرتب مجموعہ بالخصوص فقہ و فتاوی کے شائقین کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔ ہر مسئلہ حوالہ جات سے مزین ہے اور نادر علمی نکات، فقہی تحقیقات اور قیمتی افادات کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے یہ کتاب ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی شائع ہوچکی ہے۔

صفحات: ۲۵۱، قیمت : ۸۰ روپئے، ناشر: مکتبہ دینیہ دیو بند

❑ فتوی نویسی کے رہنما اصول:

یہ فقیہ العصر علامہ ابن عابد بن شامیؒ کی معروف کتاب ''شرح عقود رسم المفتی'' کی روشنی میں اصول افتاء پر ایک انوکھی کتاب ہے، جس میں ۳۴ ر اصول متعین کر کے ہر اصول کے اجراء اور تمرین کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔ جو طلبۂ افتاء نظر میں گہرائی اور مطالعہ میں گیرائی کے مشتاق ہیں ان کے لئے یہ کتاب قدم قدم پر معاون بن رہی ہے۔ نیز بفضلہٖ تعالیٰ تجربہ سے یہ طرز اجراء بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ صفحات: ۴۳۲، قیمت: ۱۵۰ روپے، ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیو بند

❑ دیگر کتب ورسائل:

❑ الفهرس الحاوي على حاشية الطحطاوي (افادات: فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) ❑ رد مرزائیت کے زریں اصول (افادات: سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ): صفحات: ۲۱۶، قیمت: ۴۰ روپے۔ ❑ قادیانی مغالطے: صفحات: ۱۲۴، قیمت: ۲۰ روپے ❑ تحریک آزادئ ہند میں مسلم عوام اور علماء کا کردار: صفحات: ۲۲۸، قیمت: ۸۰ روپے ❑ پیکر عزم و ہمت، استاذ اور شاگرد: صفحات: ۸۰، قیمت: ۴۰ روپے ❑ نورِ نبوت: صفحات: ۷۲ قیمت: ۳۰ روپے۔

❍❖❍

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ دوم)

جنائز، روزہ، زکوٰۃ، قربانی، عقیقہ

[نظرِثانی واضافہ شدہ اشاعت]

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

◯

◯

نام کتاب: کتاب المسائل (۲)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصور پوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفرنگری

صفحات: ۳۵۲

قیمت: ۱۵۰/روپیہ

اشاعتِ اول: ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۱ء

نظرِ ثانی: جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ مطابق مئی ۲۰۱۳ء

ناشر: المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار: فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمٹیڈ) دہلی

011-23289786 - 23289159

◯

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب (نظرِ ثانی)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ''کتاب المسائل'' کی دوسری جلد نظر ثانی کے بعد پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اس جلد کی تصحیح وتہذیب میں بھی خاص طور پر محبِّ مکرم حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب اعظمی زید مجدہم مفتی واستاذ جامعہ شیخ الاسلام شیخو پور اعظم گڈھ نے غیر معمولی دل چسپی کا مظاہرہ فرمایا، اللہ تعالیٰ موصوف کو بے حد جزائے خیر سے نوازیں، آمین۔

نئی اشاعت میں اس جلد کے شروع میں ''کتاب الجنائز'' شامل کیا گیا ہے، جو طبعِ اول میں پہلی جلد کے ساتھ شامل تھا۔

اس جلد میں روزہ اور زکوٰۃ سے متعلق چند ضروری مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے، امید ہے کہ یہ نئی اشاعت شائقین کے لئے مزید اعتماد کا باعث ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

احقر ان سبھی حضرات کا مشکور وممنون ہے جنہوں نے زبانی یا تحریری طور پر کتاب کی تحسین فرما کر اس ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی، **فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء**۔

یہ حقیقت تو اپنی جگہ طے ہے کہ بے عیب ذات تو صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے، اور احقر تو علم وعمل اور فہم وذکاوت ہر اعتبار سے ناقص ہے، علم کا دعویٰ نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے؛ بلکہ ہر وقت اپنی کمزوری اور ناسمجھی کے اظہار کا ڈر دامن گیر ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ مطالعہ کے دوران کوئی بھی بات قابل اشکال پائیں تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، نوازش ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر محنت کو شرفِ قبولیت سے نوازیں، اور احقر کے سبھی معاونین ومحسنین کو جزائے خیر سے نوازیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

۲۷؍ جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ ۸؍ مئی ۲۰۱۳ء بروز چہار شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب (طبعِ اول)

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ''کتاب المسائل'' کی دوسری جلد اب قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے، جو ''روزہ، زکوٰۃ، قربانی اور عقیقہ'' کے ضروری اور منتخب مسائل پر مشتمل ہے۔ پہلے سے ذہن میں یہ تھا کہ حج وعمرہ کے مسائل بھی اسی دوسری جلد میں شامل کردئے جائیں گے؛ لیکن احباب کے مخلصانہ مشورہ پر مناسب معلوم ہوا کہ حج وعمرہ کے مسائل مستقل جلد میں شائع کئے جائیں؛ تاکہ عازمین حج کے لئے استفادہ میں سہولت ہو۔ چناں چہ تیسری جلد عنقریب شائع کی جائے گی، جو حج وعمرہ کے مسائل پر مشتمل ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

کتاب المسائل کی جلد اول جو ''طہارت ونماز اور جنائز'' کے مسائل کو شامل تھی، آج سے پانچ سال قبل شائع ہوئی تھی، ارادہ تھا کہ اگلی جلدیں بھی جلد ہی پیش کی جائیں گی، مگر ہجومِ کار، وقت کی برق رفتاری اور سب سے بڑھ کر اس ناکارہ کی تساہلی کے سبب تاخیر ہوتی چلی گئی۔ تاہم اس تاخیر میں ایک خیر کا پہلو یہ شامل رہا کہ اس سلسلہ کے اکثر مسائل بالترتیب ماہنامہ ''ندائے شاہی'' میں شائع ہوکر عوام وخواص کی نگاہوں سے گذرتے رہے، اور مسائل پر مناقشہ ومذاکرہ کا سلسلہ جاری رہا، جس سے تنقیحات میں کافی مدد ملی اور اعتماد میں اضافہ ہوا، فالحمد للہ علی ذٰلک۔

جس طرح انسانی زندگی کے پہلو ان گنت ہیں، اسی طرح زندگی میں پیش آنے والے مسائل وجزئیات بھی بے حد وبے حساب ہیں، اس لئے مسائل کے اعتبار سے مخلوق کی تیار کردہ کسی کتاب کے بارے میں یہ دعویٰ کرنا کہ وہ سبھی مسائل کو محیط ہے، خودفریبی کے سوا کچھ نہیں ہے؛ کیوں کہ کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب ایسے مسائل پیش نہ آتے ہوں جن کا پہلے زمانہ میں تصور بھی نہ

تھا، اس لئے کوئی کتنی بھی کوشش کرلے وہ جزئیات کے احاطہ میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا۔ یہی حال اس کتاب کا بھی ہے کہ اس میں کوشش کرکے اپنی ناقص فہم کے اعتبار سے جو مسائل ضروری معلوم ہوئے انہیں مرتب انداز میں جمع کیا گیا ہے؛ لیکن احاطۂ مسائل کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔

ان مسائل کا مسودہ اولاً احقر نے والد معظم حضرت اقدس مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصورپوری دامت برکاتہم ومدظلہم کی خدمتِ عالیہ میں پیش کیا تھا، حضرت والا نے جابجا ملاحظہ فرماکر دعاؤں سے نوازا۔ اسی طرح محبّ مکرم حضرت اقدس مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب بھڑکودری زید مجدہم شیخ الحدیث جامعہ علوم القرآن جمبوسر، ومفتی دارالعلوم کنتھاریہ بھڑوچ (گجرات) نے بھی مسودہ پر نظر فرماکر تصویب وتائید فرمائی اور بعض اہم مسائل کی طرف توجہ دلائی۔ نیز مخدوم مکرم، مفتی اعظم گجرات حضرت مولانا مفتی احمد خانپوری دامت برکاتہم مفتی وشیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل گجرات کی خدمت میں بھی بعض ضروری مسائل پیش کئے گئے اور موصوف نے ان کی تصویب وتائید فرمائی، احقر ان سبھی اکابر کا نہایت ممنون ومشکور ہے۔

مزید قابلِ اطمینان بات یہ ہے کہ معروف عالم ومحقق حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زید مجدہم مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے نہایت بشاشت کے ساتھ مسودہ پر گہری نظر ڈالی اور جابجا اصلاحات فرمائی، اور مفید مشوروں سے نوازا، جس پر احقر نہایت مشکور ہے، اللہ تعالیٰ آں موصوف کو بے حد جزائے خیر عطا فرمائیں، آمین۔

احقر کے کرم فرما اور علمی رفیق، محبّ مکرم مولانا مفتی ابوجندل قاسمی زید علمہ شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگر یوپی نے آخری مرحلہ میں تصحیح ومراجعت کا کام بہت ہی تن دہی سے انجام دیا۔ نیز عزیز مکرم مولانا قاری مفتی محمد عفان منصورپوری استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ نے بھی مسودہ پر گہری نظر ڈالی۔ **فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔**

نیز اس کتاب کی تیاری اور حوالہ جات کی فراہمی اور مراجعت میں طلبہ افتاء مدرسہ شاہی مرادآباد ۱۴۳۲ھ نے بڑی جانفشانی سے حصہ لیا، اسی طرح عزیزم مولوی مفتی عبدالحق رسول پوری زید علمہ حال استاذ جامعہ معارف القرآن اوجھاری نے مسائل کی تلاش وجستجو میں بہت دل چسپی کا مظاہرہ کیا، نیز مفتی محمد احسان دیوبندی اور مفتی نجم الدین میرٹھی (فاضلانِ افتاء مدرسہ شاہی) اور

عزیزم مولوی سید محمد ابوبکر صدیق سلمہ نے تصحیح اور فہرست سازی میں تعاون کیا، اللہ تعالیٰ ان سب کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں، آمین۔

عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں انتھک محنت کی، اور اپنی بہترین فنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، وہ بھی یقیناً عند اللہ ماجور ہوں گے۔

محبّ مکرم جناب مولانا معز الدین صاحب قاسمی ناظم امارتِ شرعیہ ہند دہلی اور جناب محمد ناصر خاں صاحب مالک ''فرید بک ڈپو دہلی'' کا بھی احقر نہایت ممنون ہے کہ انہوں نے بہت جلد عمدہ طباعت کا انتظام کیا، اللہ تعالیٰ ان سبھی حضرات کو اجر جزیل سے نوازیں، آمین۔

واضح رہنا چاہئے کہ:

اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس قرآنِ کریم اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے پرنور کلام کے علاوہ کسی کتاب یا کسی بات کے بارے میں نقائص سے پاک ہونے کی ضمانت نہیں دی جاسکتی، پھر احقر جیسے کم علم اور کم فہم کو کب یہ زیب دیتا ہے کہ وہ کوتاہیوں اور غلطیوں سے مبرا ہونے کا دعویٰ کرے، یقیناً اس کتاب میں بھی لفظی ومعنوی غلطیاں ہوں گی، جن پر احقر اپنے نقص کی وجہ سے مطلع نہ ہو پایا ہوگا، اس لئے سبھی قارئین سے عاجزانہ گذارش ہے کہ وہ غلطیوں پر ضرور متنبہ فرما کر احسان فرمائیں، کرم ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں اور احقر کے والدین محترمین، تمام اساتذۂ کرام اور کتاب کی تالیف وترتیب میں حصہ لینے والے سبھی احباب نیز جن جدید وقدیم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے مؤلفین کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ بنادیں اور امت کو اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عنایت فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۰/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ/۹/اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز یکشنبہ

تأثرات: حضرت مولانا سید اشہد رشیدی صاحب

مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

نحمدهٗ و نصلی علی رسوله الكريم، أما بعد!

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری استاذ حدیث و مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کی تحریر کردہ اس کتاب کے سلسلہ میں مجھ جیسے آدمی کا کچھ تحریر کرنا ایسا ہی ہے جیسے ’’سورج کو چراغ دکھانا‘‘۔ میں نے دست بستہ معذرت بھی پیش کی؛ لیکن منظور نہیں کی گئی۔

جہاں تک سوال ’’کتاب المسائل‘‘ کے مندرجات کا ہے، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ حسنِ ترتیب اور حسنِ انتخاب قابلِ ستائش اور لائقِ مدح ہے۔ فاضل مصنف نے روزمرہ پیش آنے والے اہم مسائل نہایت آسان اور محققانہ انداز میں معتبر حوالوں سے جمع فرمادئے ہیں۔ رؤیتِ ہلال، روزہ، زکوٰۃ، قربانی اور عقیقہ وغیرہ سے متعلق ضروری معلومات بڑی خوش اسلوبی سے تحریر کردی گئی ہیں۔

امید ہے کہ اللہ رب العزت اس کے فائدہ کو عام وتام فرمائے گا، اور فاضل مصنف کو اس دینی و علمی خدمت پر دنیا وآخرت میں اجر جزیل سے مالامال کرے گا؛ کیوں کہ اس کا فرمان ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (بے شک اللہ رب العزت ایمان والوں کے اجر وثواب کو ضائع نہیں کرتا)

وصلى الله على النبي الكريم۔

فقط والسلام

طالب دعاء:

(حضرت مولانا) اشہد غفرلہ (صاحب)

خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۴۳۲/۱۱/۱۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

کفن کے مسائل

حادثاتی اموات

جنازہ اٹھانے کے مسائل

نماز جنازہ کا بیان

دفن کے مسائل

شہید کا بیان

کتاب الصوم

رمضان المبارک اور رؤیتِ ہلال

روزہ کے اہم مسائل

روزہ میں جو کام مفسد نہیں ہیں

مفسداتِ روزہ

روزہ توڑنے کے کفارہ کے مسائل

مکروہاتِ روزہ

وہ اعذار جن کی وجہ سے افطار جائز ہے

باب الاعتکاف ۱۷۷-۲۰۲

کتاب الزکوٰۃ

مسائلِ زکوٰۃ

جانوروں کی زکوٰۃ کے مسائل

پیداوار کی زکوٰۃ

زکوٰۃ کی ادائیگی اور مصارف

صدقۃ الفطر کے مسائل

کتاب الاضحیة

۲۸۷-۳۳۶

مسائلِ قربانی

قربانی کا وجوب

قربانی کے جانور

عیب دار جانور کی قربانی

قربانی کیسے کریں؟

چرمِ قربانی اور گوشت کے مصارف

باب العقیقة

مسائلِ عقیقہ

□❖□

کتاب الجنائز

(تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور دفن کے مسائل)

کتاب الجنائز

میت کے بارے میں اسلامی تعلیمات

ہر انسان کو موت سے سابقہ پڑتا ہے، امیر ہو یا غریب، فقیر ہو یا بادشاہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، ہر ایک کے لئے ایک نہ ایک دن موت یقینی ہے، مرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ یہ اہم ترین مرحلہ ہے؛ کیوں کہ ظاہر ہے کہ نعش کو گھر میں تو رکھا نہیں جاسکتا، یقیناً اسے کہیں نہ کہیں منتقل کیا جائے گا، تو اب اس بارے میں طریقے مختلف ہوگئے۔ پارسیوں نے یہ طریقہ اپنایا کہ مردے کی نعش کو حرام خور پرندوں کے حوالے کر دیتے ہیں جو منٹوں میں اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتے ہیں، اور ہمارے برادرانِ وطن ہندوؤں نے اپنے مردوں کی نعشوں کو آگ میں جلانے کا طریقہ اپنایا، جس کی راکھ کو دریاؤں میں بہا دیا جاتا ہے؛ لیکن تمام معروف آسمانی مذاہب کے یہاں مردوں کو زمین میں دفن کرنے کا طریقہ ہے، اور اس کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ جب دنیا میں پہلی مرتبہ حادثۂ قتل رونما ہوا اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا، تو حیران ہوا کہ بھائی کی نعش کو کہاں ٹھکانے لگائے؟ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی کے لئے کوے کو بھیجا، جس نے اپنے عمل سے اسے دفن کا طریقہ بتایا۔ قرآنِ پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبۡحَثُ فِى الۡاَرۡضِ لِيُرِيَهٗ كَيۡفَ يُوَارِىۡ سَوۡءَةَ اَخِيۡهِ‌، قَالَ يٰوَيۡلَتٰٓى اَعَجَزۡتُ اَنۡ اَكُوۡنَ مِثۡلَ هٰذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوۡءَةَ اَخِىۡ‌، فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ. (المائدة: ۳۱)

پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا، جو کریدتا تھا زمین کو؛ تاکہ اس کو دکھلاوے کس طرح چھپاتا ہے لاش اپنے بھائی کی، بولا: اے افسوس! مجھ سے اتنا نہ ہوسکا کہ ہوں برابر اس کوے کے کہ میں چھپاؤں لاش اپنے بھائی کی، پھر لگا پچھتانے۔

اسی وقت سے اموات کی تدفین کا سلسلہ جاری ہوا، اور یہ طریقہ ضرورت، ماحول، عزت اور تکریم ہر اعتبار سے عین مناسب تھا، چناں چہ اسلام جو دینِ فطرت ہے، اور انسانیت کے احترام کا سب سے بڑا علم بردار ہے، اس نے بھی اپنے ماننے والوں کو نہ صرف یہ کہ تدفین کا حکم دیا؛ بلکہ نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ تجہیز وتکفین اور پھر نماز جنازہ کے مسائل واضح طور پر بتائے ہیں۔ اموات کے بارے میں اسلامی ہدایات

انتہائی روشن اور حد درجہ قابلِ قدر ہیں، اسلام نے مرض الموت سے لے کر تدفین تک ہر طرح کی نزاکتوں کا خیال رکھتے ہوئے احکامات دیے ہیں، جس میں ہر ہر سطح پر انسانیت کے احترام کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

اسلام کی نظر میں انسانی بدن انتہائی قابلِ احترام ہے، زندگی میں بھی اس کا احترام کیا جائے گا اور مرنے کے بعد بھی اس کی بے وقعتی سے احتراز کرنا ضروری ہوگا۔ اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهٖ حَيًّا. (أبوداؤد شريف ٤٥٨/٢)

میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی زندہ انسان کی ہڈی توڑنا۔

یعنی جس طرح سے ایک زندہ انسان کو ہڈی ٹوٹنے سے تکلیف ہوتی ہے اسی طرح مردے کو بھی اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔

اسلام نے یہاں تک مردوں کے احترام کی تلقین کی ہے کہ کسی قبر پر بیٹھنے تک کو نہایت ناپسند سمجھا گیا ہے، ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَأَنْ يَّجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقُ ثِيَابَهٗ حَتّٰى تَخْلُصَ إِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ. (أبوداؤد شريف ٤٦٠/٢)

تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے جو اس کے کپڑے کو جلا کر اس کی کھال تک پہنچ جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ کسی قبر پر بیٹھے۔

الغرض اسلام کی بے نظیر تعلیمات زندگی اور موت ہر حالت میں انسانیت کے احترام کی تلقین کرتی ہیں۔ ذیل میں اس سلسلہ کے بعض اہم مسائل ذکر کیے جا رہے ہیں:

جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں

جب میت پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو اس کے پاس قدرے بلند آواز سے کلمۂ شہادت یا کلمہ طیبہ پڑھا جائے، مگر اس سے کلمہ طیبہ پڑھنے پر اصرار نہ کیا جائے؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ اس پریشانی اور بے چینی کے وقت میں اس کے منہ سے کوئی کلمہ اس کے خلاف نکل جائے۔ نیز میت کے قریب سورہ یٰس اور سورۂ رعد پڑھنا بھی مستحب ہے، اس سے روح کا نکلنا آسان ہو جاتا ہے۔

ويلقن بذكر الشهادتين (درمختار) قال في الإمداد: وإنما اقتصرت على ذكر

الشهادة تبعاً للحديث الصحيح (عنده من غير أمر بها لئلا يضجر) …… ويندب قراءة سورة يٰس والرعد (درمختار) هو استحسان بعض المتأخرين لقول جابر: أنها تهون عليه خروج روحه. (درمختار مع الشامي زكريا ۳/ ۷۸-۸۰، بيروت ۳/۷٤-۷٦، طحطاوی ۳۰۵، هدایہ مع الفتح ۲/ ۱۰٤، عالمگیری ۱/ ۱۵۷، احسن الفتاویٰ ٤/ ۲۱۲، رحیمیہ ۲/ ۳۳۸، بهشتی زیور ۲/ ۷۷)

موت کے وقت میت کو کس طرح لٹائیں؟

جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو تو اس کا سر شمال کی طرف اور پیر جنوب کی طرف کرکے دائیں کروٹ پر لٹا دیں، اور اگر اس طرح چت لٹایا جائے کہ قبلہ اس کی داہنی طرف ہوجائے اور اس کے چہرہ کو قبلہ کی طرف کردیا جائے تو بھی جائز ہے۔ (مستفاد احکام میت ۲۴ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی) اگر قبلہ کی طرف رخ کرنے میں تکلیف ہوتی ہو تو پھر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ **یوجه المحتضر القبلة على يمينه هو السنة – إلى قوله – وقيل يوضع كما تيسر على الأصح صححه في المبتغي، وإن شق عليه ترك على حاله.** (درمختار زكريا ۳/ ۷۷-۷۸، بيروت ۳/ ۷۳، البحر الرائق كراچی ۲/ ۱۷۰، هدايه مع الفتح ۲/ ۱۰۳، طحطاوی علی المراقی ۳۰۵، امداد الاحکام ۲/ ٤۳۵، فتاویٰ دارالعلوم ۵/ ۲٤۲، کفایت المفتی ٤/ ٤۲)

میت کے قریب خوشبو رکھنا

اگر کوئی خوشبو (اگربتی وغیرہ) میسر ہو تو اس کو جلا کر میت کے قریب رکھ دیں۔ **ويحضر عنده الطيب.** (درمختار زكريا ۳/ ۸۳، بيروت ۳/ ۷۸، هنديه ۱/ ۱۵۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۰۸، بهشتی زیور ۲/ ۵۲)

موت کے بعد منہ اور آنکھیں بند کردیں

جب موت واقع ہوجائے تو کسی کپڑے وغیرہ کے ذریعہ جبڑے باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کردیں، اور آنکھیں بند کرنے والا یہ دعا پڑھے: **بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ** ﷺ

اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَأَسْعِدْهُ بِلِقَاءِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ خَيْراً مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ ۔ (اللہ تعالی کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر (یہ عمل انجام دیتا ہوں) اے اللہ! اس میت پر اس کا معاملہ آسان فرما، اور اس پر بعد کے حالات آسان فرما اور اس کو اپنی ملاقات سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر بنادے اس جگہ سے جہاں (یعنی دنیا) سے گیا ہے۔ **وإذا مات شدوا لحييه وغمضوا عينيه ويتولیٰ ارفق أهله به أغماضه باسهل مما يقدر عليه ويشد لحياه بعصابة عريضة يشدها فی لحيه الأسفل ويربطها فوق رأسه كذا فی الجوهرة النيرة ويقول مغمضه بسم اللّٰه الخ.** (هـنـديه ۱۵۷/۱، فتح القدير ۱۰۵/۲، درمختار بيروت ۷۸/۳، زكريا ۸۲/۳-۸۳، طحطاوی ۳۰۸، حلبی كبير ۵۷۶، بهشتی زيور ۷۷/۲)

موت کے بعد ہاتھ اور پیر سیدھے کردیں

پھر اس کے بعد ہاتھ پاؤں سیدھے کردیں اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر کپڑے کی پٹی وغیرہ سے باندھ دیں اور پورے بدن کو ایک چادر وغیرہ سے ڈھانک دیا جائے۔ **ثم تمد أعضائه (درمختار) وفی الشامی: وفی الإمداد: وتلين مفاصله وأصابعه بأن يرد ساعده لعضده وساقه لفخذه وفخذه لبطنه.** (شامی زكريا ۸۳/۳، بيروت ۷۸/۳، هنديه ۱۵۷/۱، طحطاوی ۳۰۸، الجوهرة النيرة ۱۴۷/۱)

پیٹ پر کوئی بھاری چیز رکھ دیں

انتقال کے بعد اس کے پیٹ پر کوئی بھاری چیز لوہا وغیرہ رکھ دیا جائے؛ تاکہ اس کا پیٹ نہ پھولے۔ **ويوضع علی بطنه سيف أو حديد لئلا ينتفخ.** (درمختار زكريا ۸۳/۳، بيروت ۷۸/۳، هنديه ۱۷۵/۱، طحطاوی ۳۰۸، البحر الرائق ۱۷۱/۲، كبيری ۵۷۷)

ناپاک آدمی میت کے پاس نہ آئیں

جب کسی شخص کا انتقال ہوجائے تو اس کے پاس جنبی یعنی جس کو غسل کی حاجت ہے اور

حیض ونفاس والی عورتیں نہ آئیں۔ **ویخرج من عنده الحائض والنفساء والجنب.**

(درمختار زکریا ۳/ ۸۳، بیروت ۳/ ۷۸، هندیه ۱/ ۱۵۷، البحر الرائق ۲/ ۱۷۱، فتاویٰ رحیمیه ۷/ ۳۴۹، بهشتی زیور ۲/ ۵۲)

میت کے پاس قرآن کی تلاوت

مرنے کے بعد جب تک میت کو غسل نہ دے دیا جائے اس کے پاس قرآنِ کریم نہ پڑھا جائے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **وکره قراءة القراٰن عنده إلی تمام غسله.** (شامی زکریا ۳/ ۸۵، بیروت ۳/ ۸۱، هندیه ۱/ ۱۵۷، البحر الرائق ۲/ ۱۷۱، طحطاوی ۳۰۸، کبیری ۵۷۷، بهشتی زیور ۲/ ۵۲)

عزیز واقارب میں موت کی خبر کردیں

میت کے دوست واحباب پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو انتقال کی خبر کردی جائے؛ تاکہ اس کی نماز میں زیادہ آدمی شریک ہوں اور اس کے لئے دعا کریں، تاہم اس کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں بہت جلدی کی جائے، بلاوجہ تاخیر نہ کی جائے۔ **ویستحب أن یعلم جیرانه وأصدقائه حتیٰ یؤدوا حقه بالصلاة علیه والدعاء له.** (هندیه ۱/ ۱۵۷، درمختار زکریا ۳/ ۸۳، بیروت ۳/ ۷۸، بدائع زکریا ۳/ ۲۲، الجوهرة النیرة ۱/ ۱۴۷، خانیه علی الهندیة ۱/ ۱۸۶)

میت کو کون نہلائے؟

سب سے بہتر بات یہ ہے کہ میت کو اس کے قریب ترین رشتہ دار نہلائیں، ہاں اگر قریبی رشتہ دار غسل وغیرہ کے طریقے سے واقف نہ ہوں تو پھر کوئی اور شخص بھی غسل دے سکتا ہے، جو دین دار اور مسائل سے واقف ہو، اور بہتر یہ ہے کہ غسل دینے والا باوضو ہو۔ **ویستحب للغاسل أن یکون أقرب الناس إلی المیت فإن لم یعلم الغسل فأهل الأمانة والورع، کذا فی الزاهدی: وینبغي أن یکون غاسل المیت علی الطهارة.** (هندیه ۱/ ۱۵۹، شامی زکریا ۳/ ۹۵، بیروت ۳/ ۸۹، طحطاوی ۳۱۲، البحر الرائق ۲/ ۱۷۵، صغیری ۲۸۷، بهشتی زیور ۲/ ۵۴)

غسل دینے والے کو اجرت دینا کب جائز ہے؟

اگر غسل دینے والے بستی میں چند آدمی ہوں تو کسی کو اجرت پر لاکر میت کو غسل دلایا جاسکتا ہے؛ لیکن اگر پوری آبادی میں ایک ہی آدمی غسل کے طریقہ سے واقف ہو تو پھر اسی آدمی کو غسل دینا ضروری ہے اور غسل دینے کی اجرت لینا اس کے لئے جائز نہیں۔ **فإن ابتغی الغاسل الأجر جاز إن کان ثمة غیره وإلا لا لتعینه علیه. (درمختار) لأنه صار واجباً علیه عیناً، ولا یجوز أخذ الأجرة علی الطاعة کالمعصیة.** (شامی زکریا ۳/ ۹۲، بیروت ۳/ ۸۷، هندیه ۱/ ۱۵۹، طحطاوی ۳۱۲، البحر الرائق ۲/ ۱۷٤، مجمع الانهر ۱/ ۱۸۱ مکتبه فقیه الأمت)

مرد میت کو غسل دینے والا کوئی نہ ہو؟

اگر میت مرد ہے اور وہاں مردوں میں کوئی غسل دینے والا نہیں تو اس کو اس کی بیوی غسل دے سکتی ہے، بیوی کے علاوہ کسی عورت کے لئے غسل دینا درست نہیں خواہ وہ محرم ہی کیوں نہ ہو، اور اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمّم کرادینا چاہئے؛ لیکن تیمّم کرانے والی عورتیں اگر میت کی محرم ہیں تو ہاتھ لگانا درست ہے اور اگر عورتیں غیر محرم ہوں تو میت کے بدن کو ہاتھ نہ لگائیں؛ بلکہ ہاتھ میں دستانے پہن کر یا کپڑا وغیرہ لپیٹ کر تیمّم کرائیں۔ **إذا مات رجل فی سفر فإن کان معه رجال یغسله الرجل وإن کان معه نساء لا رجل فیهن، فإن کان فیهن امرأته غسلته وکفنته وصلین علیه وتدفنه، وإن لم یکن معهن من ذٰلک فإنهن لایغسلنه سواء کن ذوات رحم محرم منه أو لا، ولکنه ییممنه غیر أن المیممة إذا کانت ذات رحم محرم منه تیممه بغیر خرقة، وإن لم تکن ذات رحم محرم منه تیمم بخرقة تلفها علی کفها.** (بدائع الصنائع ۲/ ۳۳، درمختار زکریا ۳/ ۹٤، بیروت ۳/ ۸۹، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۱۳–۱٤ رقم: ۳٦۰۵، هندیه ۱/ ۱٦۰، بهشتی زیور ۲/ ۵٤)

مرنے کے بعد بیوی اور شوہر کا حکم

کسی کا شوہر مرجائے تو بیوی کے لئے اس کا چہرہ دیکھنا نہلانا اور کفنانا درست ہے، اور اگر

بیوی مرجائے تو شوہر کے لئے اس کو نہلانا اور بدن چھونا تو درست نہیں؛ البتہ دیکھنا اور جنازہ اٹھانا جائز ہے۔ **ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح وهي لا تمنع من ذٰلك.** (تنوير الأبصار) **وقال الشامي: أي من تغسيل زوجها دخل بها أو لا كما في المعراج ...... وفي البدائع: المرأة تغسل زوجها لأن إباحة الغسل مستفادة بالنكاح فتبقى ما بقي النكاح، والنكاح بعد الموت باق إلى أن تنقضي العدة، بخلاف ما إذا ماتت فلا يغسلها لانتهاء ملك النكاح لعدم المحل فصار أجنبياً.** (شامي زكريا ۹۰/۳-۹۱، بيروت ۸۵/۳-۸۶، مجمع الانهر مكتبه فقيه الأمت ۲۶۶/۱، طحطاوی ۳۱۳، بهشتی زيور ۵۴/۲، امداد الاحكام ۴۳۶/۲)

بچہ و بچی کو کون غسل دے؟

اگر کسی ایسے چھوٹے نابالغ بچے کا انتقال ہوجائے جن کو دیکھنے سے شہوت نہیں ہوتی تو ایسے بچے کو عورتیں اور ایسی بچی کو مرد بھی غسل دے سکتے ہیں، اور اگر بچے و بچی اتنے بڑے ہوں کہ ان کے دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو تو لڑکے کو مرد اور لڑکی کو عورت ہی غسل دے۔ **والصغير والصغيرة إذا لم يبلغا حد الشهوة يغسلهما الرجال والنساء.** (فتح القدير ۱۱۲/۲، الجوهرة النيرة ۱۴۹/۱، طحطاوی ۳۱۳، هنديه ۱۶۰/۲)

جنبی وحائضہ اور نفساء کا غسل دینا

جو آدمی حالتِ جنابت (ناپاکی کی حالت) میں ہو اسی طرح حیض اور نفاس والی عورت کا میت کو نہلانا مکروہ ہے؛ لیکن اگر غسل دے تو وہ کافی ہوجائے گا۔ **ولو كان الغاسل جنباً أو حائضاً أو كافراً جاز ويكره كذا في معراج الدراية.** (هنديه ۱۵۹/۱، شامی زكريا ۹۵/۳، بيروت ۸۹/۳، فتح القدير ۱۱۲/۲، الجوهرة النيرة ۱۵۰/۱، طحطاوی ۳۱۲، بهشتی زيور ۵۴/۲)

غسل دینے والوں کے لئے چند ہدایات

○ میت کو اتنے گرم پانی سے نہ نہلایا جائے جس سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہو؛ بلکہ اس

کو نہلانے کے لئے صرف نیم گرم یا سادہ ہی پانی استعمال کیا جائے؛ اس لئے کہ جس چیز سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اسی سے مردے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ **وإلا فماء خالص مغلی (درمختار) أی إغلاء وسطا لأن المیت یتأذی بما یتأذی به الحی وأفاد کلامه أن الحار أفضل سواء کان علیه وسخ أولا.** (شامی زکریا ۸۷/۳، بیروت ۸۳/۳)

○ غسل دینے والا اپنے قریب کوئی خوشبو (اگربتی وغیرہ جلاکر) رکھ لے۔ **ویستحب أن یکون بقرب الغاسل مجمرة فیها بخور لئلا یظهر من المیت رائحة کریهة فتضعف نفس الغاسل ومن یعینه.** (هندیه ۱۵۹/۱، الجوهرة النیرة ۱۴۷/۱، فتح القدیر ۱۰۸/۲، البحر الرائق زکریا ۳۰۰/۲)

○ جس جگہ غسل دیا جائے وہاں پردہ ہونا چاہئے اور زائد آدمیوں کو وہاں بالکل نہ رہنا چاہئے۔ **ویستحب أن یستر الموضع الذی یغسل فیه المیت فلا یراہ إلا غاسله أو من یعینه.** (هندیه ۱۵۸/۱، الجوهرة النیرة ۱۴۷/۱، درمختار بیروت ۱۳۶/۳)

○ میت کے بالوں میں نہ کنگھی کی جائے نہ ناخن کاٹے جائیں نہ کسی جگہ کے بال کاٹے جائیں؛ بلکہ جس طرح بھی ہوں اس حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ **ولا یسرح شعر المیت ولا لحیته ولا یقص ظفره ولا شعره، کذا فی الهدایة. ولا یقص شاربه ولا ینتف إبطه ولا یحلق شعر عانته ویدفن بجمیع ما کان علیه.** (هندیه ۱۵۸/۱، تاتارخانیة زکریا ۸/۳ رقم: ۳۵۹۳، بدائع ۲۶/۲، درمختار بیروت ۸۴/۳)

○ اگر نہلاتے وقت کوئی عیب دیکھیں مثلاً چہرہ بگڑ گیا ہو یا کالا ہوگیا ہو وغیرہ، تو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کریں، ہاں اگر کوئی اچھی علامت دیکھیں مثلاً چہرہ کی نورانیت یا جسم کی خوشبو وغیرہ تو اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کردینا چاہئے۔ **وینبغی للغاسل ولمن حضر إذا رأی ما یجب المیت ستره أن یستره ولایحدث به لأنه غیبة، وکذا إذا کان عیباً حادثاً بالموت کسواد وجه ونحوه ما لم یکن مشهوراً ببدعة فلا بأس بذکره تحذیراً من بدعته، وإن رأی من أمارات الخیر کوضاءة الوجه والتبسم ونحوه استحب إظهاره**

لكثرة الترحم عليه والحث على مثل عمله الحسن. (شامی زکریا ۳/ ۹۵، بیروت ۸۹/۳، الجوهرة النيرة ۱۴۷/۱، طحطاوی ۳۱۲، صغیری ۲۸۷، بہشتی زیور ۲/ ۵۴)

غسل دینے کا طریقہ

○ جس تختہ پر غسل دیا جائے پہلے اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے لیں، پھر اس پر میت کو قبلہ کی طرف رخ کر کے یا جیسے بھی آسان ہو لٹایا جائے۔

○ اس کے بعد میت کے بدن کے کپڑے چاک کرلیں اور ایک تہبند اس کے ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اتارلیں، یہ تہبند موٹے کپڑے کا ناف سے لے کر پنڈلی تک ہونا چاہئے؛ تاکہ بھیگنے کے بعد ستر نظر نہ آئے۔

○ پھر بائیں ہاتھ میں دستانے پہن کر میت کو استنجاء کرائیں۔

○ اس کے بعد وضو کرائیں اور وضو میں نہ کلی کرائیں نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے جائیں؛ ہاں البتہ کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ انگلی پر لپیٹ کر تر کر کے ہونٹوں دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دیں۔

○ پھر اسی طرح ناک کے سوراخوں کو بھی صاف کردیں (خاص کر اگر میت جنبی یا حائضہ ہو تو منہ اور ناک پر انگلی پھیرنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے)

○ اس کے بعد ناک، منہ اور کانوں کے سوراخوں میں روئی رکھ دیں؛ تاکہ وضو و غسل کراتے ہوئے پانی اندر نہ جائے۔

○ وضو کرانے کے بعد ڈاڑھی و سر کے بالوں کو صابن وغیرہ سے خوب اچھی طرح دھودیں۔

○ پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتوں میں پکا ہوا یا سادہ نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر خوب اچھی طرح تین مرتبہ نیچے سے اوپر تک بہادیں کہ پانی بائیں کروٹ کے نیچے پہنچ جائے۔

○ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح بائیں کروٹ پر سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی ڈالا

جائے کہ پانی دائیں کروٹ تک پہنچ جائے، نیز پانی ڈالتے ہوئے بدن کو بھی آہستہ آہستہ ملا جائے، اگر میسر ہو تو صابن بھی استعمال کریں۔

○ اس کے بعد میت کو ذرا بٹھانے کے قریب کردیں اور پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں اگر کچھ نجاست نکلے تو صرف اس کو پونچھ کر دھوڈالیں، وضوو غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

○ اس کے بعد اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالیں۔

○ پھر سارے بدن کو تولیہ وغیرہ سے پونچھ دیا جائے۔ **ويصب عليه ماء مغلى بسدر أو حرض إن تيسر، وإلا فماء خالص – إلى قوله – وينشف في ثوب.** (الدر المختار مع الشامي زكريا ۸۷/۳ تا ۸۹، بيروت ۸۲/۳ تا ۸۴، طحطاوی ۳۱۰-۳۱۱، فتح القدير ۱۰۵/۲-۱۰۹، هنديه ۱۵۸/۱، بهشتی زيور ۵۲/۲)

میت پر ایک مرتبہ پانی ڈالنا واجب ہے

مذکورہ طریقہ مسنون ہے اگر کوئی اس طرح نہ نہلائے؛ بلکہ سارے بدن پر صرف ایک مرتبہ پانی بہادے تب بھی واجب غسل ہو جائے گا۔ **ويصب عليه الماء عند كل اضطجاع ثلاث مرات لما مر، وإن زاد عليها أو نقص جاز إذا الواجب مرة.** (درمختار زكريا ۸۹/۳، بيروت ۸۴/۳، بدائع ۲۴/۲، فتح القدير ۱۰۶/۲، بهشتی زيور ۵۳/۲، هنديه ۱۵۸)

استنجاء دستانے پہن کر کرائیں

میت کو استنجاء دستانے پہن کر کرانا ضروری ہے؛ کیوں کہ جس جگہ کو زندگی میں ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں، مرنے کے بعد بھی اس جگہ کو بلا دستانے پہنے ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں۔ **وصورة استنجائه أن يلف الغاسل على يده خرقة ويغسل السوءة لأن مس العورة حرام كالنظر إليها.** (الجوهرة النيرة ۱۴۸/۱، صغيرى ۲۸۶، طحطاوى ۳۱۰، فتح القدير ۱۰۷/۲، شامی زكريا ۸۶/۳، بيروت ۸۱/۳، هنديه ۱۵۸/۱، البحر الرائق زكريا ۳۰۱/۲)

غسل دینے والے کے لئے بعد میں غسل کرنا مستحب ہے

میت کو غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد خود بھی غسل کرلے؛ البتہ اس کے لئے غسل کرنا واجب اور ضروری نہیں ہے۔ **ویندب الغسل من غسل الميت.** (شامی زکریا ۹۵/۳، بیروت ۸۹/۳، فتح القدیر ۱۱۲/۲، طحطاوی ۳۱۷، البحر الرائق ۱۲۱/۲)

خنثیٰ کو غسل کون دے؟

اگر خنثیٰ مشکل میت بالغ یا مراہق ہو تو اس کو غسل نہیں دیں گے؛ بلکہ صرف تیمّم کرائیں گے؛ البتہ اگر نابالغ ہو تو اس کا حکم چھوٹے بچے اور بچی کے مانند ہے، یعنی اس کو مرد یا عورت کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔ **والخنثیٰ المشكل المراهق لا يغسل رجلاً ولا امراةً ولم يغسلها رجلٌ ولا امرأة، ويمم وراء ثوبٍ ، كذا في الزاهدی.** (ہندیہ ۱۶۰/۱)

بچہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے

اگر کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس میں زندگی کے آثار پائے گئے، تو اس پر انتقال کے بعد زندوں کے احکام جاری ہوں گے، یعنی اس کا نام رکھا جائے گا، غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور وراثت وغیرہ جاری ہوگی۔ **ومن ولد فمات يغسل ويصلیٰ عليه ويرث ويورث ويسمیٰ إن استهل .** (درمختار مع الشامی زکریا ۱۲۹/۳، المحیط البرهانی ۴۹/۳)

مرا ہوا بچہ پیدا ہوا

اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہوا، یعنی پیدائش کے بعد اس میں زندگی کے آثار بالکل نہیں پائے گئے، تو نہ تو اس کا نام رکھا جائے گا اور نہ ہی اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی؛ بلکہ اسے غسل دے کر ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔ **وإن لم يستهل لم يسم ولم يصلیٰ عليه ولم يورث.** (المحیط البرهانی ۴۹/۳) **والمختار أنه يغسل ويلف في خرقة ولا يصلیٰ عليه.** (شامی بیروت ۱۲۲/۳)

○❖○

کفن کے مسائل

تکفین کا اہتمام

اسلام کے ممتاز احکام میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے نہایت باوقار انداز میں مردوں کو کفن دینے کا حکم دیا۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفْنَهُ. (ترمذی شریف ۱۹۴/۱)

تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کا ذمہ دار ہو اسے چاہئے کہ اس کے کفن کا بہتر انتظام کرے۔

نیز بعض احادیث میں مردے کو کفن دینے والے کے لئے بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ كَفَّنَ مَيِّتاً كَسَاهُ اللّٰهُ مِنْ سُنْدُسٍ وَاِسْتَبْرَقٍ فِي الْجَنَّةِ. (رواه الحاكم ۳۵۴/۱، الترغيب والترهيب مكمل ۷۲۳)

جو شخص کسی مردے کو کفن پہنائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں گاڑھے اور باریک ریشم کا جوڑا پہنائیں گے۔

اس لئے جہاں تک ہو سکے بہتر انداز میں میت کی تجہیز وتکفین کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ذیل میں اس کے متعلق چند مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

غسل دینے کے بعد عطر لگانا

جب میت کو تولیہ وغیرہ سے صاف کر کے کفن پر رکھ دیا جائے تو سر اور داڑھی پر (اور عورت کے صرف سر پر) عطر لگادیں، پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں پر کافور مل دیں۔ **ويجعل الحنوط العطر المركب من الأشياء الطيبة غير زعفران وورس على رأسه ولحيته والكافور على مساجده كرامة لها.** (الدر المختار مع الشامی زکریا ۸۹/۳، بیروت ۸۴/۳، طحطاوی ۱۱۲، بدائع ۴۰/۲، هندیه ۱۶۱/۱)

تجہیز و تکفین فرضِ کفایہ ہے

غسل دینا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا یہ سب فرضِ کفایہ ہے، یعنی اگر چند لوگ بھی ان امور کو انجام دے دیں تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا، اور اگر کوئی بھی ان امور کو انجام نہ دے تو سب کے سب گنہگار ہوں گے۔ **فعلی المسلمین تکفینه والصلاة علیه فرض کفایة کدفنه وغسله وتجهیزه فإنها فرض کفایة.** (الدر المختار مع الشامی زکریا مختصراً ۱۰۲/۳، بیروت ۹۷/۳، فتح القدیر ۷٦/۲، طحطاوی ۳۱۷، البحر الرائق ۱۷۳/۲، کبیری ۵۷۹، مجمع الانهر ۱۸۲/۱)

کفن کیسا ہو؟

کفن کا کپڑا اسی حیثیت کا ہونا چاہئے جیسا وہ مردہ اپنی زندگی میں جمعہ وعیدین وغیرہ کے موقع پر استعمال کرتا تھا، اور عورت کو بھی اسی طرح کفن دیا جائے جو وہ اپنی زندگی میں میکے یا شادی وغیرہ میں جانے کے موقع پر استعمال کرتی تھی۔ **ویحسن الکفن بأن یکفن بکفن مثله وهو أن ینظر إلی ثیابه في حیاته للجمعة والعیدین، وفي المرأة ما تلبسه لزیارة أبویها.**

(شامی زکریا ۹٦/۳، بیروت ۹۰/۳، طحطاوی ۳۱۵، البحر الرائق ۱۷٦/۲، هندیه ۱٦۱)

کفن کا رنگ کیسا ہو؟

سفید کپڑا کفن کے لئے سب سے بہتر ہے؛ البتہ نیا پرانا (دھلا ہوا) سب برابر ہے۔ **فالأفضل أن یکون التکفین بالثیاب البیاض ...... والخلق إذا غسل والجدید سواءٌ.**

(بدائع الصنائع ۳۹/۲، کبیری ۵۸۱، البحر الرائق ۱۷٦/۲، شامی زکریا ۱۰۰/۳، بیروت ۹۵/۳، هندیه ۱٦۱/۱)

کفن کو دھونی دینا

کفن کو پہلے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دی جائے، اس کے بعد مردے کو کفنایا جائے، پانچ مرتبہ سے زائد دھونی نہ دی جائے۔ **وتجمر الأکفان قبل أن**

یدرج المیت فیها وتراً أو واحدةً أو ثلاثاً أو خمساً ولا یزاد علی ذٰلک. (هندیه ۱۶۱/۱، طحطاوی ۳۱۷، بدائع ۳۹/۲، تاتارخانیة ۱۴۸/۲، بهشتی زیور ۵۵/۲)

مرد کا کفن

مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں: (۱) **ازار:** سر سے پاؤں تک (۲) **لفافہ:** اس کو چادر بھی کہتے ہیں یہ ازار سے ایک ڈیڑھ ہاتھ لمبا ہوتا ہے (۳) **قمیص:** یعنی کرتا بغیر آستین اور بغیر کلی کے گلے سے پیروں تک۔ **ویسن فی الکفن له إزار وقمیص ولفافة. (درمختار) قوله: إزار الخ وهو من القرن إلی القدم والقمیص من أصل العنق إلی القدمین بلا دخریص وکمین واللفافة تزید علی ما فوق القرن والقدم.** (شامی زکریا ۹۵/۳، بیروت ۸۹/۳-۹۰، هدایه مع الفتح ۱۱۳/۲-۱۱۵)

مرد کو کفنانے کا طریقہ

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ:

- چارپائی پر پہلے لفافہ بچھائیں پھر ازار اس کے بعد کرتا۔
- پھر مردے کو اس پر لے جاکر پہلے کرتا پہنا دیں پھر ازار لپیٹ دیں، اس طرح کہ پہلے بائیں طرف لپیٹا جائے پھر دائیں طرف (تاکہ داہنی طرف اوپر رہے)
- پھر چادر لپیٹیں، پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف۔
- پھر کسی پٹی وغیرہ سے پیروں اور سر اور کمر کے پاس سے کفن کو باندھ دیں؛ تاکہ راستہ میں کھل نہ جائے۔ **تبسط اللفافة أولاً ثم یبسط الإزار علیها ویقمص ویوضع علی الإزار ویلف یساره ثم یمینه ثم اللفافة کذلک لیکون – إلی قوله – ویعقد الکفن إن خیف انتشاره الأیمن علی الأیسر.** (درمختار مع الشامي زکریا ۹۸/۳، بیروت ۹۳/۳، طحطاوی ۳۱۶، بدائع ۴۰/۲، عالمگیری ۱۶۱/۱، هدایه مع الفتح ۱۱۷/۲)

عورت کا کفن

عورت کے کفن کے مسنون کپڑے پانچ ہیں: (۱) ازار (۲) لفافہ (۳) قمیص بغیر آستین اور کلی

کے (۴) سینہ بند پستانوں سے رانوں تک (۵) خمار (سر بند) تین ہاتھ لمبا، خلاصہ یہ کہ تین کپڑے تو وہی ہے جو مرد کے ہیں اور دو کپڑے (سینہ بند اور سر بند) زائد ہیں۔ **ولها درع أي قميص وإزار وخمار ولفافة وخرقة تربط بها ثدياها وبطنها. (درمختار) وفي الشامي: خمار: ما تغطي به المرأة رأسها. قال الشيخ اسماعيل: ومقداره حالة الموت ثلاثة أذرع. قوله: (وخرقة) والأولى أن تكون من الثديين إلى الفخذين.** (شامی زکریا ۹۶/۳-۹۷، بیروت ۹۱/۳، طحطاوی أشرفي ۵۷۸، هندية ۱۶۰/۱، الجوهرة النيرة ۱۵۲/۱، بهشتی زیور قدیم ۷۸/۲)

عورت کو کفنانے کا طریقہ

عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ:

- پہلے چادر (لفافہ) بچھائیں اس کے بعد سینہ بند رکھیں، اس کے اوپر ازار پھر قمیص۔
- پھر میت کو کفن پر لے جا کر پہلے کرتا پہنائیں، اور سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دیں ایک حصہ داہنی طرف ایک حصہ بائیں طرف۔
- اس کے بعد سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں اس کو نہ باندھیں نہ لپیٹیں، پھر ازار لپیٹ دیں پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف۔
- بعد ازاں سینہ بند باندھیں، پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف، اس کے بعد پیر سر اور کمر کے پاس سے کفن کو پیٹوں سے باندھ دیں؛ تاکہ ہوا وغیرہ سے راستہ میں کھل نہ جائے۔ **وأما المرأة فتبسط لها اللفافة والإزار على نحو ما بيّنا للرجل، ثم توضع على الإزار وتلبس الدرع ويجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع، ثم يجعل الخمار فوق ذلك، ثم يعطف الإزار واللفافة كما بينا في الرجل ثم الخرقة بعد ذلك تربط فوق الأكفان فوق الثديين.** (هنديه ۱۶۱/۱) **وفي الشامي: تربط الخرقة على الثديين فوق الاكفان يحتمل أن يراد به تحت اللفافة وفوق الإزار والقميص وهو الظاهر.** (شامی زکریا ۹۹/۳، بیروت ۹۳/۳، تاتارخانية زکریا ۲۹/۳، کبیری ۵۸۱)

کفنِ کفایت

مرد کے کفن میں اگر صرف دو کپڑے ہوں یعنی ازار اور لفافہ تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے، اسی طرح عورت کے کفن میں صرف تین کپڑے ہوں یعنی قمیص، لفافہ اور سر بند یا ازار، لفافہ اور سر بند تو یہ بھی درست ہے اس کو کفن کفایت کہا جاتا ہے۔ **وكفاية له إزار ولفافة في الأصح ولها ثوبان وخمار. (درمختار) قال الشامي: ولها ثوبان لم يعينهما كالهداية وفسرها في الفتح بالقميص واللفافة وعينهما في الكنز بالإزار واللفافة.** (شامي زكريا ٣/٩٧ - ٩٨، بيروت ٣/٩١ - ٩٢، طحطاوي أشرفي ٥٧٨، تاتارخانية زكريا ٣/٢٥)

کفنِ مکروہ

مرد کو دو کپڑوں سے کم میں کفن دینا اور عورت کو تین کپڑوں سے کم میں کفن دینا مکروہ ہے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ **ويكره أقل من ذلك (درمختار) وفي الشامي: أي عند الاختيار.**

(شامي زكريا ٣/٩٨، بيروت ٣/٩٣، تاتارخانية زكريا ٣/٢٦، هندية ١/١٦٠، بدائع ٢/٣٩، بهشتي زيور ٢/٥٦)

چارپائی کی چادر

جو چادر سب سے اوپر چارپائی پر بطور پردہ کے ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں کفن صرف اتنا ہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۸/۵۰۴-۵۰۵، فتاویٰ دار العلوم ۵/۲۶۶، بہشتی زیور ۲/۵۶)

نابالغ لڑکے اور لڑکی کا کفن

قریب البلوغ لڑکا اور لڑکی بڑے مرد اور عورت کی طرح ہیں یعنی قریب البلوغ لڑکے کو مرد کی طرح تین کپڑوں میں اور قریب البلوغ لڑکی کو عورت کی طرح پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے گا، نیز بہت چھوٹے لڑکے اور لڑکی کو بھی اسی طرح کفن دیا جائے گا، ہاں البتہ چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑے میں اور لڑکی کو دو کپڑوں میں کفن دینا بھی جائز ہے۔ **والمراهق كالبالغ ومن لم يراهق إن كفن في واحد جاز. (درمختار) وفي الشامية: قال في الزيلعي وأدنىٰ ما يكفن به الصبي الصغير ثوب واحد والصبية ثوبان. وفي الحلية عن الخانية**

والخلاصة: الطفل الذى لم يبلغ حد الشهوة الأحسن أن يكفن فيما يكفن فيه البالغ وإن كفن فى ثوب واحد جاز. (شامی زکریا ۹۹/۳، بیروت ۹۳/۳-۹٤، بدائع ۳۹/۲، طحطاوی أشرفي ۵۷۵، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۵۱۰/۸، بهشتی زیور ۵٦/۲)

مردہ مولود کا کفن

جو حمل ساقط ہوجائے (گر جائے) یا جو بچہ مردہ پیدا ہوا سے کفنانے میں سنت طریقہ کی رعایت کرنا ضروری نہیں؛ بلکہ کسی بھی کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے تو بھی کافی ہے، ایسے بچہ کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ **والسقط يلف (درمختار) أى فى خرقة لأنه ليس له حرمة كاملة وكذا من ولد ميتاً بدائع. ولا يكفن أى لايراعى فيه سنة الكفن وهل النفى يعنى النهى أو بمعنى نفى اللزوم الظاهر الثانى.** (شامی زکریا ۹۹/۳، بیروت ۹٤/۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی أشرفي ۵۷۵، هدایه ۱۸۱/۱، کبیری ۵۸۱)

جنازہ پر کلمہ والی چادر ڈالنا

میت پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ، آیت الکرسی یا سورۂ یٰسین لکھی ہوئی چادر ڈالنا احترام کے خلاف اور ناجائز ہے۔ **وقد افتىٰ بن الصلاح بأنه لا يجوز أن يكتب على كفن الميت يٰس والكهف وغيرهما خوفاً من صديد الميت.** (شامی زکریا ۱۵۷/۳)

قبر کھل جائے اور لاش بے کفن ہو؟

اگر کسی انسان کی قبر کھل جائے یا کسی وجہ سے لاش قبر سے باہر آجائے اور اس پر کفن نہ ہو اور وہ لاش پھولی پھٹی نہ ہو، تو اسے دوبارہ مسنون کفن دے کر دفن کرنا چاہئے۔ اور اگر وہ پھول پھٹ گئی ہو تو اسے مسنون کفن دینے کی حاجت نہیں، بس ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (احکام میت ۷۴) **وآدمي منبوش طرى لم يتفسخ يكفن كالذي لم يدفن مرة بعد أخرىٰ وإن تفسخ كفن في ثوب واحد.** (الدر المختار زکریا ۹۹/۳، البحر الرائق کوئٹه ۱۷۷/۲)

○❖○

حادثاتی اموات

میت کا صرف سر دستیاب ہوا

اگر کسی میت کا صرف سر یا بدن کا نصف سے کم حصہ دستیاب ہوا تو نہ تو اسے غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی؛ بلکہ اسے ویسے ہی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے گا۔ **وجد رأس اٰدمی أو أحد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه بل یدفن.** (درمختار بیروت ۸۶/۳، شامی زکریا ۹۲/۳)

نصف دھڑ دستیاب ہوا

کسی میت کے بدن کا نصف سے زائد حصہ (خواہ سر سمیت ہو یا سر کے بغیر ہو) دستیاب ہوا تو اس کو باقاعدہ غسل دے کر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کے بعد دفنایا جائے گا۔ اور اگر صرف نصف حصہ دست یاب ہوا تو دیکھا جائے گا کہ اس کے ساتھ سر ہے یا نہیں؟ اگر سر ہے تو اسے غسل دے کر تجہیز و تکفین کی جائے گی، ورنہ ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھے بغیر دفنا دیا جائے گا۔ **ولو وجد أکثر البدن أو نصفه مع الرأس یغسل ویکفن ویصلی علیه، وإن وجد نصفه من غیر الرأس أو وجد نصفه مشقوقاً طولاً فإنه لا یغسل ولا یصلی علیه ویلف فی خرقة ویدفن فیها.** (عالمگیری ۱۵۹/۱، درمختار بیروت ۸۶/۳، زکریا ۹۲/۳)

سمندری سفر کے دوران وفات

اگر سمندری سفر کے دوران کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور ساحل تک پہنچنے میں اتنی دیر ہو کہ نعش کے خراب ہونے کا خطرہ ہو، تو ایسی صورت میں میت کو حسبِ دستور غسل و کفن دے کر نماز

جنازہ پڑھ لی جائے گی اور اس کے بعد کوئی وزنی چیز باندھ کر میت کو سمندر کے حوالہ کر دیا جائے گا؛ تاکہ لاش اوپر نہ تیرے، اور اگر ساحل قریب ہو تو قدرے انتظار کیا جائے گا اور خشکی میں لاکر باقاعدہ تدفین کی جائے گی۔ **مات فی سفینة غسل و کفن وصلی علیه و القی فی البحر إن لم یکن قریباً من البر.** (درمختار ۱۳۱/۳، احسن الفتاویٰ ۲۵۰/۴) **ویصلی علیه ویثقل ویرمی فی البحر.** (عالمگیری ۱۵۹/۱، زکریا ۱۴۰/۳)

لاش جل کر کوئلہ ہوگئی

اگر آگ زنی کے کسی حادثہ میں نعش جل کر بالکل کوئلہ ہوگئی تو اسے غسل نہیں دیا جائے گا اور نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی؛ بلکہ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔ **ألا تریٰ إن العظام لا یصلی علیها بالإجماع.** (بدائع الصنائع ۲۹/۲، مسائل بهشتی زیور، مؤلفه: ڈاکٹر عبد الواحد صاحب ۲۷۸)

صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا

اگر کسی میت کی لاش اس حال میں پائی گئی کہ اس کا گوشت پوست سب پارہ پارہ ہو چکا ہے اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ موجود ہے، تو اس ڈھانچہ کو غسل دینے یا سنت کے مطابق کفن پہنانے کی ضرورت نہیں؛ بلکہ اس پر نماز جنازہ پڑھے بغیر کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے۔ **ألا تریٰ أن العظام لا یصلی علیها بالإجماع.** (بدائع الصنائع ۲۹/۲، مسائل بهشتی زیور ۲۷۸)

لاش پھول جائے

اگر میت کی لاش اس حال میں برآمد ہوئی کہ وہ بالکل پھول چکی تھی، تو اس لاش پر اوپر سے پانی بہاکر غسل دے دیا جائے گا اور پھر حسبِ دستور کفن دفن اور نماز جنازہ کا اہتمام کیا جائے گا۔ **ولو کان المیت متفسخاً یتعذر مسحه کفی صب الماء علیه. کذا فی التاتر خانیة.** (عالمگیری ۱۵۸/۱، تاتر خانیة زکریا ۱۰/۳، حاشیه فتاویٰ محمودیه جدید ۵۰۱/۸)

جو لاش پھول کر پھٹ گئی ہو؟

جو لاش اس حالت میں ملی کہ وہ پھول کر پھٹ چکی تھی اور ہاتھ لگانے کے قابل بھی نہ تھی، تو اس پر اوپر سے پانی بہا دیا جائے اور نماز جنازہ نہ پڑھی جائے؛ بلکہ یونہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ **وقيد بعدم التفسخ لأنه لا يُصلىٰ عليه بعد التفسخ لأن الصلوٰة شرعت على بدن الميت فإذا تفسخ لم يبق بدنه قائماً.** (البحر الرائق کوئٹہ ۱۸۲/۲) **ولو كان الميت متفسخاً يتعذر مسحه كفى صب الماء عليه.** (هندية ۱۵۸/۱، تاتارخانية ۱۰/۳، رقم: ۳۵۹۸، احكام ميت ۱۹۸)

بحالتِ احرام وفات پانے والے کی تجہیز وتکفین

جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا اور وہ اسی حالت میں وفات پا گیا تو اس کی تجہیز وتکفین اسی طرح کی جائے گی جیسے غیر محرم میت کی کی جاتی ہے؛ کیوں کہ وفات پاتے ہی احرام کا حکم ختم ہو جاتا ہے؛ لہٰذا اس کو خوشبو وغیرہ لگانا اور سر ڈھانکنا وغیرہ سب جائز ہوگا۔ **والمحرم كالحلال أي فيغطى رأسه وتطيب أكفانه.** (درمختار ۱۱۷/۳، شامی زکریا ۹۹/۳، احکام میت ۴۳)

حادثہ میں مسلمان اور کافروں کی لاشیں گڈمڈ ہو جائیں

اگر کسی حادثہ میں مسلم وغیر مسلم سب ہلاک ہو جائیں اور جل جانے یا کسی اور وجہ سے ان کے درمیان شناخت ممکن نہ رہے، تاہم مسلمانوں کی اموات زیادہ ہونے کا گمان غالب ہو تو سب کے جنازے تیار کر کے نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نیت صرف مسلمانوں پر نماز جنازہ پڑھنے کی کی جائے گی۔ اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۵۲۹/۸، امداد الاحکام ۴۵۱/۲، احسن الفتاویٰ ۲۱۲/۴-۲۳۶، قدیم ۲۰۲/۴) **يصلي ويقصد المسلمين لأنه إن عجز عن التعيين لا يعجز عن القصد.** (شامی بیروت ۸۸/۳، زکریا ۹۴/۳) **موتى المسلمين إذا اختلطوا بموتى الكفار أو قتلى المسلمين بقتلى الكفار إن كان للمسلمين علامة – إلى قوله – فيصلي**

عليهم. وإن لم تكن علامة إن كانت الغلبة للمسلمين يصلى على الكل وينوى بالصلاة الدعاء للمسلمين ويدفنون فى مقابر المسلمين. (عالمگیری ۱۵۹/۱)

نوٹ:- اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ کفار اور مسلمانوں کی لاشیں برابر ہوں یا کافروں کی تعداد زیادہ ہو۔ (مستفاد: شامی زکریا ۹۴/۳)

پوسٹ مارٹم کا حکم

مرنے کے بعد میت کے جسد خاکی کو چیر پھاڑ کر معائنہ کرنا (پوسٹ مارٹم کرنا) عام حالات میں شرعاً جائز نہیں ہے؛ اس لئے جہاں تک ہوسکے اس عمل سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے؛ البتہ جہاں قانونی مجبوری ہو تو معذوری ہے۔ (کفایت المفتی مبوب جدید ۲۰۱/۴ وغیرہ)

پوسٹ مارٹم والی نعش کی تجہیز وتکفین

جس میت کا مجبوری میں پوسٹ مارٹم کرانا پڑے اس کو بعد میں غسل اور کفن عام مردوں کی طرح ہی دیا جائے گا، اور غسل کی وجہ سے اگرچہ بدن کے اندر پانی چلا جانے کا خطرہ ہو پھر بھی غسل دیا جائے گا۔ (مستفاد: عالمگیری ۱۵۸/۱)

پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر نکالنا

پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر لاش نکالنا قطعاً جائز نہیں ہے، اور اگر اس غرض سے مجبوراً لاش نکالی جائے اور وہ لاش پھولی پھٹی نہ ہو تو اسے دوبارہ مسنون کفن دے کر دفن کردینا چاہئے۔ **وقيل: إنهم لم تتفرق أعشائهم فإن معاوية رضي الله عنه لما أراد أن يحولهم وجدهم كما دفنوا فتركهم.** (بدائع الصنائع ۵٦/۲) اور اگر پھول پھٹ گئی ہو تو اسے ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے۔ (احکام میت ۷۴) **وادمي منبوش طرى لم يتفسخ يكفن كالذي لم يدفن مرة بعد أخرىٰ وإن تفسخ كفن في ثوب واحد.** (الدر المختار مع الشامی زکریا ۹۹/۳ - ۱۰۰)

میت کی بندھی ہوئی پٹیاں کھول دی جائیں گی

اگر کسی شخص کے بدن پر پلاسٹر تھا یا زخم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور اسی حالت میں انتقال ہوگیا تو اس کی پٹیاں اور پلاسٹر وغیرہ کھولنے کے بعد غسل دیا جائے گا۔ (فتاوی محمودیہ جدید ۸/۵۰۰)

ڈوب کر مرجانے والے کو غسل

اگر کوئی شخص پانی میں ڈوب کر مرجائے اور بعد میں اس کی لاش دستیاب ہو تو اسے بھی عام مردوں کی طرح غسل دیا جائے گا (یعنی پانی میں مرجانا اس کے غسل کی طرف سے کافی نہ ہوگا) البتہ اگر لاش کو پانی سے نکالنے سے پہلے غسل کی نیت سے متعدد مرتبہ حرکت دے دی جائے تو یہ غسل شرعاً معتبر ہوگا۔ **الميت إذا وجد في الماء لا بد من غسله لأن الخطاب بالغسل توجه على بني آدم ولم يوجد من بني آدم فعل، إلا أن يحركه في الماء بنية الغسل عند الإخراج، كذا في التجنيس.** (عالمگیری ۱/۱۵۸)

اسقاطِ حمل

اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہوجائے تو دیکھا جائے گا کہ اس کے اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ میں سے کوئی عضو وجود میں آیا ہے یا نہیں، اگر کوئی عضو بن گیا ہے تو اس کا حکم مردہ بچے کے مانند ہے کہ اس کا نام رکھا جائے گا اور غسل دے کر اسے پاک کپڑے میں لپیٹ کر بلا نماز پڑھے دفن کر دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی عضو وجود میں نہیں آیا ہے تو نہ تو اس کا نام رکھا جائے نہ غسل دیا جائے نہ باقاعدہ کفن دیا جائے؛ بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر کہیں دبا دیا جائے۔ (احکام میت ۱۹۳-۱۹۴)

والسقط يلف ولا يكفن كالعضو من الميت. (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۹۹)

والمتبادر منه أنه ظهر فيه بعض خلق وأما إذا لم يظهر فيه خلق أصلاً فالظاهر أنه لا يغسل ولا يسمى لعدم حشره. (الطحطاوی ۱/۵۹۸) **وإذا استبان بعض خلقه غسل وحشر وهو المختار.** (الدر المختار شامی زکریا ۳/۱۳۱، بدائع الصنائع ۲/۲۸)

والخلاصة من أن السقط الذي لم تتم خلقة أعضائه اعتبار أنه يغسل، وفي المبتغى السقط الذي لم تتم أعضاؤه هل يحشر؟ قيل: إذا نفخ فيه الروح يحشر وإلا فلا، وإذا استبان بعض خلقه يحشر. (بحر کوئٹہ ۲/۱۸۸-۱۸۹)

بچہ زندہ ہو تو مردہ عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا

اگر کسی حاملہ عورت کا انتقال ہو جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ موجود ہو تو آپریشن کر کے بچہ کو نکال کر اس کی جان بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ **الحبلیٰ إذا ماتت وفي بطنها ولد يضطرب يشق بطنها ويخرج الولد ولا يسع إلا ذٰلک.** (البحر الرائق کوئٹہ ۲/۱۸۸، حاشیة الطحطاوی ۵۹۷) **حامل ماتت وولدها حي يضطر بشق بطنها من الأيسر ويخرج ولدها.**

(شامی زکریا ۳/۱۴۵)

جس لاش سے بدبو اٹھ رہی ہو؟

جس لاش سے بدبو اٹھ رہی ہو؛ لیکن وہ پھٹی نہ ہو تو اس کی نماز جنازہ حسب دستور پڑھی جائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/۳۳۵، احکام میت ۱۹۹) **وهي فرض على كل مسلم مات.**

(درمختار ۲/۱۲۵، شامی زکریا ۳/۱۰۷)

زندہ انسان کے کٹے ہوئے عضو کا کیا کریں؟

اگر کسی حادثہ یا مرض کی وجہ سے زندہ انسان کا کوئی عضو کٹ کر الگ ہو جائے تو اس عضو کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۵/۴۳۵) **لو وجد طرف من أطراف إنسان أو نصفه مشقوقاً طولاً أو عرضاً يلف في خرقة.** (الدر المختار ۳/۱۱۷، شامی زکریا ۳/۹۹، احکام میت ۲۱۳) **وعلى هٰذا يخرج ما إذا وجد طرى من أطراف الإنسان كيد أو رجل أمله لا يغسل...... ألا ترى أن العظام لا يصفى عليها بالإجماع، ما روى عن ابن عباس وابن مسعود رضي اللّٰه عنهما قالا: لا يصلى على عضو.** (بدائع الصنائع ۲/۲۹)

دفن کے بعد باقی اجزاء ملے

اگر کسی لاک کے اکثر اجزاء دستیاب ہونے پر اس کی نماز جنازہ پڑھ کر تدفین کردی گئی اور بعد میں کوئی اور عضو دستیاب ہوا تو اب اس پر دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؛ بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیا جائے گا۔ **وإذا صلی علی الأکثر لم یصل علی الباقي إذاوجد...... ویلف في خرقة ویدفن فیها.** (الهندية ١٥٩/١) ...... **فیؤدي إلی تکرار الصلوٰة علی میت واحد وذٰلک مکروه عندنا.** (بدائع الصنائع ٢٩/٢)

جس لاش پر پٹیاں بندھی ہوں اس کے غسل کا حکم

جس لاش میں زخم کی وجہ سے پٹیاں بندھی ہوں تو پٹیاں کھول کر اسے باقاعدہ غسل وکفن دے کر نماز جنازہ پڑھی جائے گی (پٹیاں کھولے بغیر غسل درست نہ ہوگا اوپر سے مسح کافی نہیں) (فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ٥٦/١٣) **ویمسح نحو مفتصد وجریح علی کل عصابة مع فرجتها في الأصح الالخ، الماء أو حلها وتحته من جانب الشامي أي علی کل فرد من أفرادها سواء کانت عصابة تحتها جراحة وهي بقدرها أو زائدة علیها کعصابة المفتصد أو لم یکن تحتها جراحة أصلاً بل کسر أو کي، وهٰذا معنی قول الکنز، کانت تحتها جراحة أو لا، لکن إذا کانت زائدة علی قدر الجراحة، فإن جزه الحل والغسل مسح الکل تبعا وإلا فلا.** (شامی زکریا ٤٧١/١، البحر الرائق کوئٹه ١٨٧/١)

دریا یا سمندر میں ڈوب کر لاپتہ ہوجانے والے کا حکم

جو شخص کسی دریا یا سمندر میں ڈوب کر مر جائے اور اس کی لاش کا پتہ نہ چلے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی (کیوں کہ نماز جنازہ کی صحت کے لئے لاش کا سامنے ہونا لازم ہے اور وہ اس صورت میں متحقق نہیں ہے) **بخلاف ما لو غرق في بحر لعدم تحقق وجوده أمام المصلیٰ.** (شامی زکریا ١٢٥/٣، احکام میت ٢٠٣) **وشرطها أیضاً حضوره ووضعه**

وكونه هدأ وأكثره أمام المصلى. (درمختار زكريا ٣/١٠٤، هندية ١/١٦٤)

ملبے کے نیچے دب جانے والے کا حکم

اگر عمارت منہدم ہونے یا زلزلہ کی وجہ سے کوئی شخص ملبہ میں دب جائے اور کوشش کے باوجود اس کی لاش نہ نکالی جا سکے، جب تک یہ گمان غالب ہو کہ وہ پھولی پھٹی نہ ہوگی تو اس کی نماز جنازہ اوپر سے پڑھی جائے گی؛ لیکن اگر اتنا وقت گذر جائے کہ یہ گمان ہو کہ لاش پھول پھٹ گئی ہوگی تو اب اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۲۱۱) **ينبغي أن يكون في حكم من دفن بلا صلاة من تردى في نحو بير او وقع عليه بنيان ولم يمكن اخراجه.** (شامی بیروت ٣/١١٧، زکریا ٣/١٢٥)

○❖○

جنازہ اٹھانے کے مسائل

جنازہ کے پیچھے چلنے کی فضیلت

اسلام کی ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ جنازہ کے ساتھ چل کر قبرستان تک جایا جائے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا، جن میں سے ایک جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم بھی تھا۔ (بخاری شریف ۱/۱۶۶)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتّٰى يُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ، قِيْلَ: مَا الْقِيْرَاطَانِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ. (بخاری شریف ۱/۱۷۷)

جو شخص جنازہ میں حاضر ہو یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھی جائے تو اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے، اور جو دفن تک شریک ہو تو اس کے لئے دو اجر قیراط مقرر ہے، تو آپ سے پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے بڑے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔

اس لئے ہر مسلمان کو یہ عظیم اجر وثواب حاصل کرنے کا شوق ہونا چاہئے، اور اس سے محروم نہ رہنا چاہئے۔

جنازہ کے ساتھ پیدل جائیں

بہتر ہے کہ بلا ضرورت جنازہ کے پیچھے سوار ہو کر نہ چلیں؛ بلکہ پیدل چلنے کا اہتمام کریں؛ اس لئے کہ فرشتے بھی مومن کے جنازہ کے ساتھ پیدل جاتے ہیں۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنازہ کے ساتھ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت میں نکلے، تو آپ نے کچھ لوگوں کو سواری پر دیکھا تو ارشاد فرمایا:

أَلَا تَسْتَحْيُوْنَ أَنَّ مَلَآئِكَةَ اللّٰهِ عَلٰى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ.

کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ کے فرشتے تو پیدل ہیں اور تم سواریوں پر چڑھے بیٹھے ہو؟

(ترمذی شریف ۱/۱۹۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر جانا پسندیدہ نہیں ہے؛ تاہم اگر ضرورت ہو، مثلاً قبرستان بہت دور ہو یا جانے والا کمزور یا مریض ہو تو سواری پر حرج نہیں۔

جنازہ جلدی لے جانے کا حکم

شریعت کا حکم یہ ہے کہ قبرستان کی طرف جنازہ جلدی لے جایا جائے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ.

(بخاری شریف بلال ۱۷۶ رقم: ۱۳۱۵، مسلم شریف بلال ۳۰۶ رقم: ۹۴٤، الترغیب و الترهیب مکمل: ٥٢٨٢، بیروت: ٥١٥٦)

جنازہ کو لے کر جلدی چلو؛ اس لئے کہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بہتر ٹھکانہ تک پہنچاؤ گے، اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو اپنی گردنوں سے برائی کو (جلد) ہٹاؤ گے۔

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ قبرستان قریب ہونے کے باوجود محض کاندھا لگانے والوں کی رعایت میں دور کے راستہ سے جنازہ کو قبرستان تک پہنچایا جاتا ہے، مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے: بلکہ حکم یہ ہے کہ نماز جنازہ ہونے کے بعد بلاتاخیر جلد از جلد میت کو قبر میں پہنچا دینا چاہئے، اور بلا خاص عذر کے ہرگز تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ ذیل میں اس سلسلہ کے مزید مسائل ملاحظہ فرمائیں:

بچہ کے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

میت اگر چھوٹا بچہ ہے تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں کہ ایک آدمی اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح ادلتے بدلتے لے جائیں۔ **والصبي الرضيع أو الفطيم أو فوق ذلك قليلاً يحمله واحد على يديه. (درمختار) أي ويتداوله الناس بالحمل على أيديهم.** (شامی زکریا ۳/۱۳۵، بیروت ۳/۱۲٦، هندية ۱/۱٦۲، حلبی کبیر ٥٩٢)

بڑے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

اگر میت بڑی ہو مرد ہو یا عورت، تو اس کو چارپائی وغیرہ پر لٹا کر لے جائیں، سرہانا آگے

رکھیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ **والسنة فی حمل الجنازة أن یحملها أربعة نفر من جوانبها الأربع ویقدم الرأس فی حال حمل الجنازة.** (بدائع ۲/۴۲، هدایه مع الفتح ۲/۱۴۰، هندیه ۱/۱۶۲، حلبی کبیر ۵۹۱)

سواری پر جنازہ لے جانا

بلا عذر جنازہ کو سواری پر لے جانا مکروہ ہے؛ لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلاً قبرستان بہت زیادہ دور ہو تو جنازہ کو سواری پر لے جانے کی گنجائش ہے۔ **ویکرہ حمله علی ظهر دابة بلا عذر أما إذا کان عذراً بأن کان المحل بعیداً یشق حمل الرجال له أو لم یکن الحامل إلا واحداً فحمله علی ظهره فلا کراهة إذاً.** (طحطاوی ۳۳۱، دارالعلوم ۵/۲۷۴، کفایت المفتی ۴/۲۹-۳۰، احکام میت ۶۱)

جنازہ کو دو لکڑیوں پر اٹھانا مکروہ ہے

جنازہ کو دو لکڑیوں کے درمیان اس طرح اٹھانا کہ اسے دو آدمیوں نے اٹھا رکھا ہو، یہ طریقہ مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو درست ہے، مثلاً راستہ اتنا تنگ ہو کہ چارپائی پر چار آدمی سنت کے مطابق نہ اٹھا سکیں۔ **ویکرہ حملها بین العمودین بأن یحملها رجلان أحدهما مقدمها والآخر مؤخرها إلا عند الضرورة مثل ضیق المکان وما أشبه ذلک.**

(هندیه ۱/۱۶۲، بدائع ۲/۴۲، البحر الرائق ۱/۱۹۱، تاترخانیة ۲/۱۵۱، کبیری ۵۹۲، فتح الکبیر زکریا ۲/۱۴۱)

جنازہ کو جلدی لے کر چلنا

جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر اتنا تیز نہیں کہ میت حرکت میں آجائے۔ **ویسرع بها بلا خبب. (درمختار) وحد التعجیل المسنون أن یسرع بها بحیث لایضطرب المیت علی الجنازة.** (شامی زکریا ۳/۱۳۶، بیروت ۳/۱۲۶، طحطاوی ۳۳۲، هندیة ۱/۱۶۲، البحر الرائق زکریا ۲/۳۳۵)

جنازہ کے پیچھے چلنا

جنازہ کے پیچھے پیدل چلنا افضل ہے، اگر چند آدمی آگے نکل جائیں اور جنازہ سے دور نہ

ہوں تو حرج نہیں؛ لیکن اگر سب کے سب آدمی آگے بڑھ جائیں اور جنازہ پیچھے کردیں یا چند آدمی آگے نکل کر جنازہ سے دور ہوجائیں تو یہ مکروہ ہے۔ **الأفضل للمشيع للجنازة المشي خلفها ويجوز اماماً إلا أن يتباعد عنها أو يتقدم الكل فيكره ولا يمشي عن يمينها ولا عن شمالها.** (فتح القدير زكريا ١٤٣/٢)

وندب المشي خلفها ولايمشي عن يمينها ويسارها ولو مشى أمامها جاز، ولكن أن تباعد عنها أو تقدم الكل كره. (درمختار مع الشامي زكريا ١٣٦/٣، هندية ١٦٢/١، خانية ١٩٠/١)

جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا

جو لوگ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں اور ان کا ارادہ جنازہ کے ساتھ جانے کا نہ ہو تو انہیں جنازہ دیکھ کر کھڑا نہ ہونا چاہئے۔ (پہلے یہ حکم تھا بعد میں منسوخ ہوگیا) **ولا يقوم من مرت به جنازة ولم يرد المشي معها والأمر به منسوخ.** (مراقی الفلاح ٣٣٣، تاتارخانية ١٥٢/٢، هنديه ١٦٢/١، فتح القدير ١٤٢/٢، درمختار بيروت ١٢٧/٣)

قبرستان میں بیٹھنا

جنازہ پہنچنے سے پہلے قبرستان میں بلا ضرورت جاکر بیٹھنا مکروہ ہے، اسی طرح جنازہ کے کندھوں سے اترنے سے پہلے بھی بیٹھ جانا مکروہ ہے؛ لیکن جنازہ کندھوں سے اتر جانے کے بعد بیٹھنا منع نہیں ہے۔ **ويكره لمتبعي الجنازة أن يقعدوا قبل وضع الجنازة فأما بعد الوضع فلا بأس بذلك.** (بدائع الصنائع ٤٦/٢، درمختار زكريا ١٣٦/٣، بيروت ١٢٦/٣)

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ **ويكره خروجهن تحريماً.** (درمختار مع الشامي زكريا ١٣٧/٣، بيروت ١٢٧/٣، مراقی الفلاح ٣٣٣، تاتارخانية ١٥٢/١، بدائع ٤٥/٢)

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

جنازہ کو اٹھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے میت کی داہنی طرف کا اگلا پایا اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے، پھر پچھلا پایا اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے، پھر بائیں طرف کا اگلا پایا اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے اور پھر پچھلا پایا بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے، حدیث شریف میں اس طرح اٹھانے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ **وإذا حمل الجنازة وضع ندباً مقدمها على يمينه عشر خطوات ثم وضع مؤخرها على يمينه كذلك ثم مقدمها على يساره ثم مؤخرها كذلك مختصراً.** (در مختار مع الشامی زکریا ۱۳۵/۳، بیروت ۱۲۶/۳، هندیة ۱۶۲/۱، مراقی الفلاح ۳۳۱، کبیری ۵۹۲/۱، کفایت المفتی ۴۷/۴)

جنازہ لیجاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ ہے

جنازہ لیجاتے ہوئے بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ ہے؛ البتہ آہستہ بلا آواز ذکر وفکر میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ **ويكره رفع الصوت بالذكر وقراءة القراٰن وغيرهما في الجنازة.** (البحر الرائق ۲۰۷/۲) **وعن مقيس بن عبادة رضي الله عنه أنه قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يكرهون الصوت عند ثلاثة، عند القتال، وعند الجنازة والذكر ولأنه تشبه بأهل الكتاب فكان مكروهاً.** (بدائع الصنائع ۴۶/۲) **عن قتادة رضي الله عنه عن الحسن قال: أدركت أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحبون خفض الصوت عند الجنائز وعند قراءة القرآن وعند القتال.** (مصنف عبد الرزاق ۴۵۳/۳، حدیث: ۶۲۸۱) **عن ابن جرير قال: حدثت أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا اتبع الجنازة اكثر السكات وأكثر حديث نفسه.** (مصنف عبد الرزاق ۴۵۳/۳، حدیث: ۶۲۸۲) **عن قتادة عن الحسن، عن قيس بن عماد قال: كان أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم يستحبون خفض الصوت عند ثلاث: عند القتال وعند القرآن وعند الجنائز.** (مصنف ابن ابی شیبة

۲۰۱/۷، رقم الحديث: ۱۳۱۳) **عن ابن جريج قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كان في جنازة أكثر السكوت وحدث نفسه.** (مصنف ابن ابی شیبة ۲۰۲/۷)

جنازہ دوسرے شہر میں لے جانا

اولی اور افضل یہ ہے کہ میت کا جس شہر میں انتقال ہو وہیں تدفین کا انتظام کیا جائے؛ البتہ اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے، بشرطیکہ زیادہ تاخیر نہ ہو۔ **وكذا لو مات في غير بلده يستحب تركه فإن نقل إلى مصر آخر لا بأس به.** (عالمگیری ۱۶۷/۱، درمختار بیروت ۱۳۷/۳، تاتارخانیه ۱۹۵/۱، خانیة ۱۹۵/۱، طحطاوی ۳۳۷، مجمع الانهر ۱۸۷/۱) **وإن نقل من بلد إلى بلد فلا اثم فيه.** (البحر الرائق ۱۹۵/۱)

○❖○

نماز جنازہ کا بیان

بارگاہِ حق میں میت کی سفارش

''نماز جنازہ'' درحقیقت اہلِ ایمان کی طرف سے اپنے مومن بھائی کے لئے بارگاہِ خداوندی میں مغفرت کی سفارش کی ایک باوقار شکل ہے، اور اس سفارش کی قبولیت کا من جانب اللہ وعدہ کیا گیا ہے۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے:

مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ. (مسلم شريف بلال ۳۰۸ رقم: ۹٤۷، الترغيب والترهيب مكمل: ۵۲۷٤، بيروت: ۵۱٤۸)

جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اس کے حق میں سفارش کریں تو ان کی سفارش ان کے حق میں یقیناً قبول ہوتی ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس میت پر چالیس ایمان والے نماز جنازہ پڑھیں تو ان کی سفارش اس کے حق میں بلاشبہ قبول کرلی جاتی ہے۔ (مسلم شریف ۹۴۸، مکتبہ بلال دیوبند ۳۰۸)

اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں ہوں اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ابوداؤد شریف: مکتبہ بلال ۴۵۱ رقم: ۳۱۶۶، الترغیب والترہیب مکمل ۵۲۷۸، بیروت: ۵۱۵۲)

نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو خوش خبری

نہ صرف یہ کہ نماز جنازہ سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے؛ بلکہ خود نماز جنازہ پڑھنے والے بھی سعادت سے محروم نہیں رہتے، اور ان کے لئے بھی مغفرت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يُجَازَى بِهِ الْعَبْدُ بَعْدَ مَوْتِهِ أَنْ يُّغْفَرَ لِجَمِيْعِ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَتَهُ. (الترغيب والترهيب مكمل: ۵۲۷۳)

انسان کو اس کی موت کے بعد سب سے پہلا بدلہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ چلنے والے تمام لوگوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

اس لئے نماز جنازہ میں شرکت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔

افسوس کا مقام!

آج کل بہت افسوس کی بات ہے کہ عام طور پر نماز جنازہ کے موقع پر یہ منظر نظر آتا ہے کہ کچھ لوگ نماز کی جگہ سے دور کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ جنازہ میں کیوں شریک نہیں ہو رہے؟ تو کوئی تو ناپاکی کا عذر کر دیتا ہے اور کوئی دعاء جنازہ یاد نہ ہونے کا ذکر کرتا ہے، حالاں کہ یہ اعذار سب لچر اور کمزور ہیں؛ اس لئے کہ پاکی حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں، اور رہ گئی دعاء کی بات تو یہ نماز جنازہ کے فرائض میں داخل نہیں ہے؛ بلکہ اس کے فرائض صرف دو ہیں: ایک یہ کہ کھڑے ہونے کی قدرت رکھنے والے شخص کا قیام کرنا اور دوسرے یہ کہ چار مرتبہ تکبیر کہنا، اور یہ دونوں باتیں کسی مسلمان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اتنی آسان عبادت کو محض غفلت اور جہالت کی وجہ سے موقع ملنے کے باوجود انجام نہ دینا بڑی محرومی کی بات ہے۔ ذیل میں نماز جنازہ سے متعلق کچھ ضروری مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

نماز جنازہ فرضِ کفایہ ہے

نماز جنازہ فرضِ کفایہ ہے اگر کسی نے بھی نماز جنازہ نہ پڑھی اور مسلمان میت کو نماز کے بغیر ہی دفنا دیا گیا تو جن کو معلوم ہے سب گنہ گار ہوں گے، اور اگر صرف ایک شخص نے بھی نماز جنازہ پڑھ لی تو فرضِ کفایہ ادا ہو گیا؛ کیوں کہ نماز جنازہ کے لئے جماعت شرط نہیں ہے۔ **والإجماع منعقد علی فرضيتها إلا أنه فرض كفاية إذا قام به البعض يسقط عن الباقين.** (بدائع ۱/۴۶، البحر الرائق ۲/۱۷۹، طحطاوی ۳۱۸، ہندیہ ۱/۱۶۲، درمختار بیروت ۳/۹۶)

نماز جنازہ کا وقت

جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لئے اوقات مقرر ہیں، نماز جنازہ کے لئے اس طرح کا کوئی متعین وقت شرط نہیں؛ بلکہ جب جنازہ تیار کر کے نماز کے لئے رکھ دیا جائے وہی اس کی ادائیگی کا وقت ہے؛ البتہ کپڑے جگہ اور بدن کا پاک ہونا اسی طرح استقبالِ قبلہ اور نیت وغیرہ کا لحاظ اسی طرح ضروری ہے جیسے دیگر نمازوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ **أما الشروط التي ترجع إلی**

المصلی فهی شروط بقیة الصلوات من الطهارة الحقیقیة بدناً وثوباً ومکاناً والحکمیة وستر العورة والاستقبال والنیة سوی الوقت. (شامی زکریا ۳/ ۱۰۳، بیروت ۳/ ۹۷)

فجر اور عصر کے بعد نماز جنازہ

فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد آفتاب زرد ہونے سے پہلے بھی نماز جنازہ بلا کراہت جائز ہے۔ **ولا بأس بأن یصلی فی ہٰذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوۃ ویصلی الجنازۃ.** (ہدایہ ۱/ ۸۶، البحر الرائق ۱/ ۲۵۱، مجمع الانہر ۱/ ۷۳-۷۴، شامی زکریا ۲/ ۳۴، ہندیہ ۱/ ۵۲)

طلوع آفتاب، زوال اور غروب کے وقت نماز جنازہ

اگر عین طلوع وغروب یا زوال کے وقت جنازہ نماز کے لئے لایا گیا تو اسی وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر جنازہ پہلے لایا جا چکا تھا اور ابھی نماز نہیں پڑھی گئی تھی کہ مکروہ وقت شروع ہوگیا تو اب مکروہ وقت میں نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی؛ بلکہ مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد ہی نماز پڑھنا درست ہوگا۔ **ولا یصلی علی جنازۃ ولا یسجد لتلاوۃ فی ہٰذا الوقت فإنہ لا یجوز قطعاً ولو وجبتا فی ہٰذا الوقت وادیتا فیہ جاز الخ.** (الجوہرة النیرة ۱/ ۹۸، البحر الرائق ۱/ ۲۵۰، مجمع الانہر ۱/ ۷۳، شامی زکریا ۲/ ۳۴، ہندیہ ۱/ ۵۲)

نماز جنازہ میں تاخیر مکروہ ہے

نماز جنازہ میں جماعت زیادہ ہونے کے مقصد سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ (البتہ اگر کسی عزیز کے انتظار میں کچھ تاخیر ہو تو اس کی گنجائش ہے) **وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم.** (شامی زکریا ۳/ ۱۳۶، بیروت ۳/ ۱۷۶، ہندیہ ۱/ ۵۲)

نماز جنازہ کے فرض ہونے کی شرطیں

نماز جنازہ کے فرض ہونے کی پانچ شرطیں ہے:

(۱) قدرت: یعنی مصلی کا جنازہ کی نماز پڑھنے پر قادر ہونا۔

(۲) عقل: لہٰذا مجنوں پر جنازہ کی نماز فرض نہیں۔

(۳) بلوغ: بچے پر نماز جنازہ پڑھنا فرض نہیں۔

(۴) اسلام: یعنی مصلی کا جنازہ پر نماز پڑھنے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے، کافر پر نماز جنازہ فرض نہیں۔

(۵) موت کا علم ہونا: لہٰذا جس کو میت کے مرنے کا پتہ نہ ہو وہ معذور سمجھا جائے گا، اس پر نماز جنازہ فرض نہیں۔

وأما شروط وجوبها فهي شروط بقية الصلوات من القدرة والعقل والبلوغ والإسلام مع زيادة العلم بموته. (شامی زکریا ۱۰۳/۳)

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں:

(۱) وہ شرطیں جن کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے۔

(۲) وہ شرطیں جن کا میت میں پایا جانا ضروری ہے۔

چناں چہ جن شرطوں کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے وہ چھ ہیں: (۱) بدن کی طہارت (۲) کپڑے کی پاکی (۳) جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر کا چھپانا (۵) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۶) نیت کرنا، وقت اس کے لئے شرط نہیں، جیسا کہ گذر گیا۔

اور جن شرطوں کا میت میں پایا جانا ضروری ہے وہ بھی چھ ہیں: (۱) میت کا مسلمان ہونا۔ (۲) میت کے بدن اور کفن کا نجاست سے پاک ہونا ہاں اگر نجاست اس کے بدن سے کفنانے کے بعد نکلے پھر کوئی حرج نہیں، نماز درست ہے اس کا دھونا ضروری نہیں۔ (۳) میت کے ستر کا چھپانا، لہٰذا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز جنازہ درست نہ ہوگی۔ (۴) میت کا نمازیوں سے آگے ہونا، اگر میت نمازیوں سے پیچھے ہو اور نمازی اس سے آگے ہوں تو نماز جنازہ نہ ہوگی۔ (۵) میت

کا یا میت کی چارپائی وغیرہ کا زمین پر ہونا، لہٰذا اگر بلا عذر میت کو لوگ اوپر اٹھائے ہوئے ہوں یا میت سواری (جانور وغیرہ) پر ہو تو نماز درست نہ ہوگی۔ (۶) میت کا موجود ہونا، لہٰذا اگر غائب پر نماز جنازہ پڑھی تو نماز درست نہ ہوگی۔ **شرطها أی شرط صحتها ستة: إسلام الميت وطهارته، وفی القنية: الطهارة من النجاسة فی ثوب وبدن ومكان وستر العورة شرط فی حق الميت والإمام جميعاً وشرطها أيضاً حضوره، ووضعه وكونه هو أو أكثر إمام المصلی (درمختار مختصراً) وفی الشامی: قوله وضعه: أی علی الأرض.**

(شامی زکریا ۱۰۳/۳-۱۰۴، بیروت ۹۷/۳-۹۸، البحر الرائق ۳۱۵/۲، مجمع الانہر ۱۸۲/۱)

نماز جنازہ میں نابالغ کی امامت

نماز جنازہ پڑھانے والے امام کا بالغ ہونا شرط ہے اگر نابالغ کو امام بنا دیا جائے یا صرف کوئی نابالغ بچہ تنہا نماز جنازہ پڑھ لے تو بالغین کے ذمہ سے فرض ساقط نہ ہوگا۔ **وبقی من الشروط بلوغ الإمام.** (طحطاوی ۳۱۹، درمختار بیروت ۹۸/۳، زکریا ۱۰۴/۳) **اگر نابالغ بچہ میت کو غسل** دیدے تو غسل ہو جائے گا میت کو غسل دینے کے لئے غسل دینے والوں کا بالغ ہونا شرط نہیں۔ **الصبی إذا غسل الميت جاز، وإذا أم فی صلاة الجنازة ينبغی أن لا يجوز – إلی قوله – أقول حاصله أنها لاتسقط عن البالغين بفعله.** (شامی زکریا ۱۰۴/۳، بیروت ۹۸/۳)

نماز جنازہ کے فرائض وسنن

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں: (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا (۲) نماز جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا۔ اور تین چیزیں مسنون ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنا (۲) نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا (۳) میت کے لئے دعا کرنا۔ **وركنها شيئان التكبيرات الأربع والقيام. وسنتها ثلاثة: التحميد والثناء والدعاء فيها. (درمختار) وفی الشامية: فكان عليه أن يذكر الثالث الصلاة علی النبی ﷺ.** (شامی زکریا ۱۰۵/۳، بیروت ۹۹/۳-۱۰۰، طحطاوی ۳۲۰)

نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ:

- میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے۔
- اور سب لوگ دل میں یا دل کے ساتھ زبان سے بھی یہ نیت کریں کہ: ''میں اللہ کی رضا اور میت کے حق میں دعا کرنے کے لئے نماز جنازہ پڑھ رہا ہوں''۔
- اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں۔
- پھر ثناء پڑھیں، جس کے الفاظ یہ ہیں: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ''۔
- اس کے بعد دوسری تکبیر کہیں، پھر نماز والا درود شریف پڑھیں۔
- اس کے بعد تیسری تکبیر کہہ کر میت کے لئے دعا کریں۔
- میت اگر بالغ ہے مرد ہو یا عورت، تو یہ دعا پڑھیں: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ''۔
- اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں: ''اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْراً وَذُخْراً وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَمُشَفَّعاً''۔
- اور اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھیں: ''اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْراً وَذُخْراً وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً''۔
- اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں۔
- اور پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری اور تیسری اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائیں؛ بلکہ بلا ہاتھ اٹھائے ہی تکبیر کہیں۔ وهى أربع تكبيرات يرفع يديه فى الأولىٰ فقط ويثنى بعدها ويصلى على النبى ﷺ كما فى التشهد بعد الثانية ويدعوا بعد الثالثة بأمور

الآخرة والمأثور أولى ويسلم بعد الرابعة تسليمتين. (درمختار مختصراً) وقال في الشامي: ومن المأثور: اللّٰهم اغفر لحينا الخ. (شامی زکریا ۱۰۹/۳، بیروت ۱۰۳/۳، بدائع ۵۱/۲، هندیه ۱۶٤/۱، طحطاوی ۳۲۰)

نماز جنازہ کی دعائیں سراً پڑھی جائیں گی

نماز جنازہ میں صرف تکبیر اور سلام بلند آواز کے ساتھ کہے جائیں گے، اور تکبیرات کے درمیان ثناء، درود شریف اور دعاء، یہ سب آہستہ آواز سے پڑھنا مسنون ہے۔ **ويسر الكل إلا التكبير. (درمختار) والذي في البدائع: ولا يجهر بما يقرأ عقب كل تكبيرة؛ لأنه ذكر، والسنة فيه المخافتة.** (شامی بیروت ۱۰۴/۳-۱۰۵)

تنبیہ:- آج کل بعض لوگوں نے نماز جنازہ میں جہراً سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھنے کا سلسلہ شروع کررکھا ہے، تو اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ حنفیہ کے نزدیک نماز جنازہ میں قرأت کی نیت سے سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے؛ البتہ دعاء کی نیت سے پڑھنے کی گنجائش ہے؛ لیکن جہر کسی حالت میں صحیح نہیں ہے۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک ہے۔ اور جن بعض روایات میں سورۂ فاتحہ جہراً پڑھنے کا ذکر ہے تو اس کا محمل یہ ہے کہ کبھی کبھار نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سری دعاؤں کو ہلکی آواز سے جہراً پڑھ دیتے تھے؛ تاکہ صحابہ کو علم ہوجائے۔ آپ کا یہ عمل تعلیم کی غرض سے تھا نہ کہ تشریع کی غرض سے، جیسا کہ رکوع وسجدہ کی دعاؤں کے متعلق روایات میں وارد ہے۔ **عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: السنة في الصلوٰة على الجنازة أن يقرأ في التكبيرة الأولىٰ بأم القرآن مخافتةً ثم يكبر ثلاثاً والتسليم عند الآخرة.** (نسائی شریف ۲۱۸/۱، حدیث اور اہل حدیث ۲۷۷ انوار خورشید) **وعين الشافعي الفاتحة في الأولىٰ، وعندنا تجوز بنية الدعاء، وتكره بنية القراءة لعدم ثبوتها فيها عنه عليه الصلوٰة والسلام. (درمختار) وقال الشامي: وبه قال أحمد؛ لأن ابن عباس رضي الله عنه صلى على جنازةٍ فجهر بالفاتحة، وقال عمداً فعلته؛ ليعلم أنها سنة. ومذهبنا قول عمر وابنه وعلي وأبي هريرة وبه قال مالك، كما في شرح المنية الخ. وظاهره أن الكراهة تحريمية.** (شامی بیروت ۱۰۵/۳، حلبی کبیر ۵۸٦)

جس کو دعا یاد نہ ہو

اور اگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو وہ صرف ’’اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلَهٗ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ‘‘ پڑھتا رہے، اور اگر یہ بھی یاد نہ ہوسکے تو صرف چار تکبیر کہنے سے نماز ہوجاتی ہے؛ لہٰذا بلا عذر نماز نہ چھوڑے۔ **ثم أفاد إن من لم يحسن الدعاء الماثور يقول: اللّٰهم اغفرلنا الخ.** (شامی زکریا ۱۱۰/۳، بیروت ۱۰۳/۳، بهشتی زیور ۱۰۱/۱۱، طحطاوی ۳۲۱، الجوهرة ۱۵۵/۱، البحر الرائق ۳۲۱/۲)

نماز جنازہ میں امامت کا مستحق

اگر اسلامی حکومت ہوتو نماز جنازہ کی امامت کا اولین حق دار حاکم وقت ہے، پھر اس کا نائب، وہ نہ ہوتو قاضیٔ شہر پھر اس کا نائب، اور اگر یہ لوگ موجود نہ ہوں یا حکومت اسلامی نہ ہوتو زندگی میں جس محلّہ کی مسجد میں میت نماز پڑھتا رہا ہو اور اس مسجد کے امام کی امامت سے خوش رہا ہوتو وہ امام ولی میت کے مقابلہ میں اولیٰ ہے، بشرطیکہ وہ علم وتقویٰ میں ولی میت پر فوقیت رکھتا ہو، اور اگر میت اس امام سے خوش نہ رہا ہو یا اس امام کے مقابلہ میں ولی میت علم وتقویٰ میں افضل ہوتو پھر ولی ہی کو اولویت حاصل ہوگی۔ **وتقديم إمام الحي مندوبٌ فقط بشرط أن يكون أفضل من الولي، وإلا فالولي أولى كما في المجتبى.** (درمختار زکریا ۱۲۰/۳) **قوله: ثم إمام الحي إلى الطائفة وهو إمام المسجد الخاص بالمحلة وإنما كان أولى؛ لأن الميت رضي بالصلاة خلفه في حال حياته، فينبغي أن يصلى عليه بعد وفاته. قال في شرح المنية: فعلى هٰذا لو علم أنه كان غير راض به حال حياته ينبغي أن لا يستحب تقديمه.** (شامی زکریا ۱۱۹/۳)

تنبیہ: اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر میت کی نماز جنازہ اپنے محلّہ کے علاوہ کسی دوسرے محلّہ میں ادا کی جارہی ہے تو اس محلّہ کی مسجد کے امام کو ولی پر مطلقاً اولویت حاصل نہ ہوگی؛ لہٰذا وہاں کے امام کو ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ نہیں پڑھانی چاہئے؛ بلکہ ولی کو حق ہے خواہ خود

پڑھائے یا کسی دوسرے سے پڑھوائے۔ **قال الشامي بحثاً: أقول: وهٰذا أولىٰ لما يأتي من أن الأصل أن الحق للولي، وإنما قدم عليه الولاة وإمام الحي لما مر من التعليل وهو غير موجود هنا.** (شامی زکریا ۳/ ۱۲۰)

نماز جنازہ کی ولایت میں ترتیب

ولی کے لئے نماز جنازہ پڑھانے کا استحقاق، نکاح کی ولایت کی ترتیب کے اعتبار سے ہوگا، مگر فرق صرف اتنا ہے کہ نماز جنازہ کے استحقاق میں باپ بیٹے سے مقدم ہوگا، ہاں اگر میت کا لڑکا عالم ہو اور باپ جاہل ہو تو پھر لڑکا ہی مقدم ہوگا، اگر کوئی ولی نہیں تو پھر شوہر اور وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی کو حق حاصل ہے۔ **ويقدم في الصلاة عليه السلطان أو نائبه وهو أمير المصر ثم القاضي ثم صاحب الشرط ثم خليفته ثم خليفة القاضي.** (درمختار زکریا ۳/ ۱۱۹)

نماز جنازہ کو فاسد کرنے والی چیزیں

نماز جنازہ ان تمام چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن سے دوسری نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں؛ البتہ عورت کے محاذات سے نماز جنازہ فاسد نہیں ہوتی اور نماز جنازہ میں قہقہہ لگانے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا؛ البتہ نماز جنازہ فاسد ہوجاتی ہے، ایسی صورت میں دوبارہ نیت کر کے نماز شروع کرنی ہوگی۔ **وتفسد صلاة الجنازة بما تفسد به سائر الصلوات إلا محاذاة المرأة، ومن قهقه فيها اعاد الصلاة ولم يعد الوضوء.** (الجوهرة ۱/ ۱۵٤، هنديه ۱/ ۱٦٤)

وہ مقامات جن میں نماز جنازہ مکروہ ہے

درج ذیل جگہوں میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے: (۱) وہ مسجد جس میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہو اس میں بلا عذر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے؛ البتہ اگر بارش یا کسی اور واقعی عذر کی بنا پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی تو مکروہ نہیں۔ (۲) عام راستہ پر (جب کہ اس کی وجہ سے گذرنے والوں کو پریشانی ہو) (۳) اور دوسرے کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ **وصلاة الجنازة**

فی المسجد الذی تقام فیه الجماعة مکروه ...... ولا تکره بعذر المطر ونحوه هٰکذا فی الکافی، وتکره فی الشارع وأراضی الناس. (هندیه ۱/۱۶۵، در مختار مع الشامی زکریا ۳/۱۲٦، بیروت ۳/۱۱۸)

عیدگاہ میں نماز جنازہ

عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ **وقید بمسجد الجماعة لانها لاتکره فی مسجد اعدلها وکذا فی مدرسة ومصلی عید.** (طحطاوی ۳۲٦، مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۲/۳۲۱، فتاویٰ محمودیه جدید ۸/۷۰۳-۷۰۵)

عید میں نماز جنازہ کب پڑھی جائے؟

اگر عید کی نماز میں جنازہ لایا گیا ہے تو اولاً عید کی نماز پڑھی جائے اس کے بعد خطبۂ عید پڑھا جائے اور اس کے بعد نماز جنازہ ادا کریں۔ (امداد الفتاویٰ ۱/۵۸۴، احکام میت ۱۰۴)

جنازہ مسجد میں داخل کرنا

جس طرح جنازہ کو نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے، اسی طرح بغیر نماز کے ارادے کے بھی جنازہ کو بلا عذر مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے۔ **کما تکره الصلاة علیها فی المسجد یکره إدخالها فیه.** (شامی زکریا ۳/۱۲٦، بیروت ۳/۱۱۸، طحطاوی ۳۲۷)

مسجد میں نماز جنازہ صحیح ہونے کی صورت

اگر جنازہ کے ساتھ امام اور کچھ لوگ مسجد کے باہر ہوں اور کچھ لوگ عذر کی وجہ سے مسجد (مثلاً خارج مسجد جگہ تنگ ہونے کی بنا پر) کے اندر ہوں تو سب کی نماز بلا کراہت درست ہے۔ اور اگر کچھ لوگ بلا عذر ہی مسجد کے اندر ہوں تو صرف اندر والوں کی نماز مکروہ ہوگی اور یہ کراہت بھی مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہوگی۔ **ولو کانت الجنازة والإمام وبعض القوم خارج المسجد وباقی القوم فی المسجد کما هو المعهود فی جوامعنا لایکره باتفاق أصحابنا.** (مجمع الانهر ۱/۱۸۴، فتح القدیر زکریا ۲/۱۳۲-۱۳۳، حلبی کبیر ۵۸۹)

لا كراهة فيها بالاتفاق لكن رده فى البحر وأجاب فى النهر يحمل الاتفاق على عدم الكراهة فى حق من كان خارج المسجد وما مر فى حق من كان داخله. (شامی زکریا ۳/۱۲۷، بیروت ۳/۱۱۸، مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/۷۶۶-۷۶۷)

بیک وقت کئی جنازے جمع ہوجائیں

اگرایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہوجائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہرایک کی نماز جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اس صورت میں جو سب سے زیادہ (علم وعمل میں) افضل ہو اس کی نماز جنازہ سب سے پہلے پڑھی جائے اور اگر سب پر ایک ہی ساتھ نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے، سب کے لئے ایک ہی نماز کافی ہوجائے گی۔ **وإذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلاة على كل واحدة أولى من الجمع وتقديم الأفضل أفضل وإن جمع جاز.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳/۱۱۸، بیروت ۳/۱۱۱، بدائع الصنائع ۲/۵٦، احسن الفتاویٰ کراچی ۴/۲۰۸)

بالغ ونابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہوجائیں تو نماز جنازہ میں کیا دعاء پڑھیں؟

اگر بالغ اور نابالغ دونوں طرح کی اموات جمع ہوجائیں تو ایسی صورت میں بالغوں کی دعاء کے بعد نابالغوں کی دعاء بھی پڑھی جائے گی۔(فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۸/۵۸٦) **ولا يستغفر فيها لصبي بل يقول بعد دعاء البالغين: ’’أللّٰهم اجعله له فرطاً‘‘ وهو دعاء له أيضاً.** (درمختار زکریا ۳/۱۱۳) **ولا يستغفر لصبي ويقول في الدعاء: ”اللّٰهم اجعله لنا فرطاً“ بعد تمام قوله: ”ومن توفيته منا فتوفه على الإيمان‘‘.** (طحطاوي على المراقي دار الكتاب ۵۸۷، حلبي كبير أشرفي ۵۸۷، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۱۸۴، الدر المنتقیٰ مع مجمع الانهر بیروت ۱/۲۷۱)

جنائز کے درمیان صف بندی کی ترتیب

اگر متعدد جنازوں پر ایک ہی نماز پڑھی جائے تو ان کے درمیان صف بندی کے دو طریقے

ہیں : (۱) اس طرح صف بندی کی جائے کہ ایک جنازہ کی پائنتی دوسرے کے سراہنے سے مل جائے۔ (۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جنازوں کو اس طور پر رکھا جائے کہ ہر ایک کا سینے امام کے مقابل ہوجائے، اسی ترتیب پر عمل کرنا احسن ہے، اور بہر صورت اموات میں جو شخص افضل ہو اسے امام سے قریب رکھا جائے۔ وإن جمع جاز ثم إن شاء جعل الجنائز صفاً واحداً وقام عند أفضلهم. (درمختار) وفي الشامي : أي كما يصطفون في حال حياتهم عند الصلاة بدائع، أي بأن يكون رأس كل عند رجل الآخر فيكون الصف على عرض القبلة. (شامی زکریا ۳/ ۱۱۸) وإن شاء جعلها صفاً مما يلي القبلة واحداً خلف واحد بحيث يكون صدر كل جنازة مما يلي الإمام ليقوم بحذاء صدر الكل. (درمختار) وفي الشامي: ذكر في البدائع التخيير بين هذا والذي قبله ثم قال: هذا جواب ظاهر الرواية وروى عن أبي حنيفة في غير رواية الأصول أن الثاني أولىٰ، لأن السنة هي قيام الإمام بحذاء الميت، وهو يحصل في الثاني دون الأول. (شامی زکریا ۳/ ۱۱۸، بیروت ۳/ ۱۱۱، بدائع الصنائع ۲/ ۵۶)

نماز جنازہ میں مسبوق کا حکم

اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ اس کے آنے سے پہلے کچھ تکبیر ہو چکی تھیں، تو اس شخص کو اور نمازوں کی طرح آتے ہی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ امام کی اگلی تکبیر کا انتظار کرے جب امام اگلی تکبیر کہے تو یہ شخص بھی اب ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہوجائے، یہ اس کی تکبیر تحریمہ ہے، پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد بقیہ تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے اور اگر جنازہ فوراً اٹھائے جانے کا اندیشہ ہو تو ان تکبیروں کے درمیان اس کے لئے کچھ پڑھنا ضروری نہیں۔ والمسبوق ببعض التكبيرات لا يكبر في الحال؛ بل ينتظر تكبير الإمام ليكبر معه للافتتاح. (درمختار) وفي الشامي: ويكون هذا التكبير تكبير الافتتاح في حق هذا الرجل فيصير مسبوقاً بتكبيرة يأتي بها بعد

سلام الإمام. (شامی زکریا ۱۱۴/۳-۱۱۵، بیروت ۱۰۸/۳-۱۰۹، البحر الرائق ۱۸۵/۲، خانیة علی الهندیة ۱۹۲/۱)

امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرنے والے کا حکم

اگر مسبوق آتے ہی امام کی تکبیر کا انتظار کئے بغیر نماز میں شریک ہوجائے تو یہ شرکت معتبر تو ہے؛ لیکن چوں کہ نماز جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے اس لئے اس تکبیر کا کچھ اعتبار نہ ہوگا؛ بلکہ اس تکبیر کو بھی امام کے سلام کے بعد دوبارہ کہنا ہوگا۔ **فلو کبر کما حضر ولم ینتظر لا تفسد عندهما لکن ما أداه غیر معتبر. (وبعد اسطر) یصح شروعه بها ویعیدها بعد سلام إمامه.** (شامی زکریا ۱۱۴/۳، بیروت ۱۰۸/۳-۱۰۹، طحطاوی ۳۲۶)

چار تکبیروں کے بعد آنے والے کا مسئلہ

اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ امام چاروں تکبیریں کہہ چکا تھا اب اگر یہ نماز میں شریک ہونا چاہتا ہے تو فوراً امام کے سلام پھیرنے سے پہلے پہلے تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہوجائے، پھر امام کے سلام کے بعد تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے۔ **وإن جاء بعد ما کبر الرابعة فاتته الصلاة عندهما وعند أبی یوسفؒ یکبر فإذا سلم الإمام قضیٰ ثلاث تکبیرات وذکر فی المحیط أن علیه الفتویٰ.** (شامی زکریا ۱۱۷/۳، بیروت ۱۱۰/۳، ہندیه ۱۶۵/۱، تاتر خانیه ۱۵۹/۱، کبیری ۵۸۷)

نماز جنازہ میں مسبوق تکبیروں کے درمیان کیا پڑھے؟

مسبوق کو اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ جنازہ اٹھنے سے پہلے تکبیرات مع اذکار کے ادا کرلے گا تو اس کو اذکارِ مشروعہ کو ادا کرلینا چاہئے؛ لیکن اگر جنازہ کے اٹھ جانے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں صرف چھوٹی ہوئی تکبیرات بغیر دعاء کے کہہ لے اور سلام پھیر دے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۳/۱۰۵، فتاویٰ دار العلوم ۳۱۹/۵) **وهل یأتي بالأذکار المشروعة بین التکبیرتین؟ ذکره**

الحسن في المجرد: أنه إن كان يأمن رفع الجنازة فإنه يأتي بالأذكار المشروعة، وإن كان لا يأمن رفع الجنازة يتابع التكبيرات ولا يأتي بالأذكار. (تاتارخانية زكريا ۵۱/۳) ثم يقضي المسبوق ما فاته من التكبيرات قبل رفع الجنازة مع الدعاء إن أمن رفع الجنازة المراد بهٖ ما يعم الثناء والصلاة. (طحطاوي على المراقي دار الكتاب ۵۹۴، البحر الرائق كوئٹه ۱۸۵/۲، كبيري أشرفية ۵۸۷، مجمع الأنهر بيروت ۲۷۲/۱، هندية ۱۶۵/۱، خانية ۱۹۲/۱)

ثم المسبوق يقضي ما فاته نسقاً بغير دعاء؛ لأنه لو قضاه بدعاء ترتفع الجنازة فتبطل الصلوٰة؛ لأنها لا تجوز بلا حضور ميت. (تبيين الحقائق ۵۷۸/۱)

سستی کی وجہ سے تکبیرِ تحریمہ میں تاخیر کرنا

ایک شخص امام کی تکبیرِ تحریمہ کے وقت حاضر تھا؛ لیکن غفلت یا نیت لمبی کرنے یا کسی اور وجہ سے امام کے ساتھ تکبیر نہ کہہ سکا تو ایسا شخص امام کی دوسری تکبیر کہنے سے پہلے ہی امام کے ساتھ شریک ہوجائے امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے گویا یہ شخص مدرک کہلائے گا اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیر کر نماز مکمل کرلے گا۔ وإن كان مع الإمام فتغافل ولم يكبر مع الإمام أو كان في النية بعد فأخر التكبير فإنه يكبر ولا ينتظر تكبيرة الإمام الثانية في قولهم لأنه لما كان مستعداً جعل بمنزلة المشارک، كذا في شرح الجامع الصغير لقاضي خان. (هنديه ۱۶۵/۱، شامی زکریا ۱۱۷/۳، بیروت ۱۱۰/۳)

سہواً تین تکبیروں کے بعد سلام پھیر دیا

اگر نماز جنازہ میں امام نے بھول کر تین تکبیروں کے بعد سلام پھیر دیا، پھر یاد آنے پر یا یاد دلانے پر چوتھی تکبیر کہی اور دوبارہ سلام پھیر دیا تو نماز جنازہ درست ہوگئی، دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ولو سلم بعد الثلاث ناسياً كبر الرابعة ويسلم. (الفتاویٰ التاتارخانية ۱۵۹/۲ قديم، زكريا ۵۱/۳ رقم: ۳۶۹۸، هندية ۱۶۵/۱، طحطاوی ۵۸۷) إذا سلم على ظن أنه أتم التكبير ثم علم أنه لم يتم فإنه يبني. (البحر الرائق ۱۸۴/۲)

جنازہ پر دوبارہ نماز پڑھنا

اگر امامت کا مستحق شخص جنازہ کی نماز پڑھا چکا ہو تو اب دوبارہ اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر میت کے ولی کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق نے نماز جنازہ پڑھا دی ہو تو اب ولی کے لئے نماز جنازہ پڑھنا درست ہے؛ البتہ جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں وہ ولی کی اقتداء میں دوبارہ نماز نہ پڑھیں۔ **فإن صلى غيره أي الولي ممن ليس له حق التقدم على الولي ولم يتابعه الولي أعاد الولي - إلى قوله - ولذا قلنا ليس لمن صلىٰ عليها أن يعيد مع الولي لأن تكرارها غير مشروع وإلا لا، أي وإن صلى من له حق التقدم كقاض أو نائبه أو إمام الحي أو من ليس له حق التقدم وتابعه الولي لايعيد لأنهم أولى بالصلاة منه.** (الدر المختار مع الشامي زكريا ۳/۱۲٤، بيروت ۳/۱۱۵-۱۱٦)

جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

اگر جگہ اور جوتے دونوں پاک ہوں تو جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے، اور اگر جوتے نکال کر جوتے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اس صورت میں جوتے کا جو حصہ پیر سے لگا ہوا ہے اس کا پاک ہونا ضروری ہے اگر چہ تلا ناپاک ہو، اسی طرح پیروں میں پاک موزے ہوں تو بھی جوتے پر کھڑا ہو کر نماز پڑھنا درست ہے۔ **وقد قدمنا في باب شروط الصلاة أنه لو قام على النجاسة وفي رجليه نعلان لم يجز ولو افترش نعليه وقام عليهما جاز وبهذا يعلم ما يفعل في زماننا من القيام على النعلين في صلاة الجنازة لكن لابد من طهارة النعلين كما لايخفىٰ.** (البحر الرائق ۲/۱۷۹، هندية ۱/٦۲، بدائع الصنائع ۱/۲۳۹) **ولو افترش نعليه وقام عليهما جاز فلا يضر نجاسة ما تحتهما لكن لا بد من طهارة نعليه مما يلي الرجل لا مما يلي الأرض.** (طحطاوي على المراقي ۳۸۳، حاشية الطحطاوى جديد ۵۸۲، احکام میت ۱۱۰، محمودیہ جدید ۸/۵۸۱-۵۸۲، دار العلوم ۵/۳۱۸، امداد الاحکام ۲/٤٤٦)

قبر پر نماز جنازہ پڑھنا

اگر کسی میت کو نماز جنازہ کے بغیر دفن کردیا گیا تو جب تک اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو اس وقت تک اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں، اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے تفاوت کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، اسی طرح موسم کے اعتبار سے بھی مختلف ہوسکتی ہے۔ **وإن دفن الخ، بغير صلاة الخ، صلى على قبره ما لم يغلب على الظن يفسخه من غير تقدير هو الأصح (در مختار) وفي الشامي: لأنه يختلف باختلاف الأوقات حراً وبرداً والميت سمناً و هزالاً والأمكنة.** (شامی زکریا ۱۲۵/۳، بیروت ۱۱۷/۳، البحر الرائق ۱۸۲/۲)

نماز کے لئے میت کے رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا

میت اگر کسی پاک چارپائی یا تخت یا کسی پاک گدے یا لحاف وغیرہ پر رکھی ہوئی ہو تو اب اس چارپائی وغیرہ کی زمین کا پاک ہونا شرط نہیں؛ بلکہ اسی حالت میں نمازِ جنازہ اس پر درست ہے اور اگر چارپائی یا تخت وغیرہ بھی ناپاک ہو یا میت کو بغیر چارپائی کے ناپاک زمین پر رکھ دیا گیا ہو تو اب اس صورت میں میت کی جگہ کے پاک ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک شرط ہے؛ لہٰذا اس صورت میں نماز جنازہ صحیح نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں؛ لہٰذا نماز صحیح ہوجائے گی۔ **وقيد المصنف بطهارة الميت احترازاً عن طهارة مكانه قال في الفوائد التاجية إن كان على جنازة لاشک أنه يجوز وإن كان بغير جنازة لارواية لهذا وينبغي أن يجوز لأن طهارة مكان الميت ليس بشرط لأنه ليس بمؤد ومنهم من علل بأن كفنه يصير حائلا بينه وبين الأرض لأنه ليس بلابس بل هو ملبوس فيكون حائلا. وفي القنية الطهارة من النجاسة في الثوب والبدن والمكان وستر العورة شرط في حق الإمام والميت جميعاً.** (البحر الرائق ۱۷۹/۲، شامی ۱۰۳/۳)

نماز جنازہ کے لئے تیمّم

اگر نماز جنازہ ہورہی ہو اور وضو کرنے میں یہ اندیشہ ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لے یہ اس وقت جائز ہے جب کہ چاروں تکبیریں فوت ہونے کا خوف ہو اگر وضو کرنے کے بعد آخری تکبیر میں شرکت ممکن ہو تو پھر تیمّم کرنے کی اجازت نہ ہوگی اب وضو کر کے ہی نماز پڑھنی ہوگی۔ **وجاز لخوف فوت صلاۃ الجنازۃ أی کل تکبیراتھا.** (شامی زکریا ۱/ ۴۰۸)

ایک تیمّم سے متعدد نماز جنازہ

ایک شخص نے وقت کی تنگی اور نماز جنازہ کے فوت ہونے کے خطرہ سے تیمّم کر کے نماز جنازہ ادا کی، ابھی وہ فارغ ہی ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ آ گیا، تو اب اگر دوسری نماز میں اتنا وقت ہے کہ وہ قریبی جگہ سے وضو کر کے اس میں شریک ہوسکتا ہے تو اس کے لئے پہلے تیمّم سے دوسری نماز جنازہ کی ادائیگی جائز نہیں ہے؛ بلکہ یا تو وضو کرے (اگر ممکن ہو) اور یا دوبارہ تیمّم کرے (اگر پھر وقت تنگ ہو جائے) اور اگر دوسری نماز جنازہ فوراً ادا کی جارہی ہو درمیان میں وضو کے بقدر وقفہ نہ ہو تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پہلے ہی تیمّم سے دوسری نماز جنازہ بھی پڑھنا درست ہے۔ **رجل تیمم وصلی علی جنازۃٍ ثم أتی بجنازۃ أخریٰ إن وجد من الوقت مقدار ما یتوضأ فیه والماء منه قریبٌ بطل ذٰلک التیمم، وعلیه إعادۃ التیمم للصلاۃ علی الثانیة بالإجماع الخ. وإن لم یجد من الوقت مقدار ما یتوضأ فیه فله أن یصلی بالتیمم الأول علی الجنازۃ الثانیة عند أبی یوسفؒ.** (المحیط البرھانی ۳/ ۱۰۸)

نماز جنازہ کی صفوں کی تعداد

مستحب یہ ہے کہ نماز میں شرکت کرنے والوں کی تین صفیں کر دی جائے اور اگر لوگ زیادہ ہوں تو بشرط سہولت طاق عدد کے اعتبار سے صفیں بنائی جائیں، مثلاً تین، پانچ، سات وغیرہ۔ **إذا کان القوم سبعة قاموا ثلاثة صفوف یتقدم واحد وثلاثة بعده واثنان بعدھم**

وواحد بعدهما. (هنديه ١/١٦٤)

نماز جنازہ میں ہاتھ کب چھوڑے جائیں؟

یہ مسئلہ اختلافی ہے، احسن الفتاویٰ میں متعدد جزئیات اور قاعدہ کلیہ سے ثابت کیا ہے کہ چوتھی تکبیر کہتے ہی ہاتھ چھوڑ کر سلام پھیر دیا جائے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۲۲۸) لیکن اس مسئلہ میں زیادہ شدت نہیں کرنی چاہئے؛ اس لئے کہ سلام کے ساتھ یا سلام کے بعد ہاتھ چھوڑنے کے اقوال بھی فقہ میں موجود ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۸/۵۵٦)

بچہ کی نماز جنازہ

جو بچہ زندہ پیدا ہوا ہو اور پیدائش کے بعد اس کی آواز سنی گئی ہو پھر اس کا انتقال ہوا ہو، تو اس کی نماز جنازہ پڑھنی ضروری ہے، اور اس کا طریقہ وہی ہے جو بڑوں پر نماز جنازہ کا ہے، بس فرق یہ ہے کہ تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں گے: **اللّٰهم اجعله لنا فرطاً اللّٰهم اجعله لنا ذخراً اللّٰهم اجعله لنا شافعاً مشفعاً**. (اور اگر بچی ہو تو ''**اجعله**'' کے بجائے ''**اجعلها**'' پڑھیں) **أن محمداً رحمه الله تعالىٰ روى عن أبي حنيفة في كتاب اٰثار أبي حنيفة أن الذين يصلون في جنازة أولاد المسلمين وهم صغار يقولون في التكبيرة الثالثة: اللّٰهم اجعله لنا فرطاً اللّٰهم اجعله لنا ذخراً اللّٰهم اجعله لنا شافعاً مشفعاً**. (المحيط البرهانى ٣/٨٥)

غسل کے بغیر نماز جنازہ پڑھادی گئی

اگر میت کو غسل دئے بغیر جنازہ کی نماز پڑھادی گئی اور جنازہ ابھی دفن نہیں کیا گیا ہے، تو دوبارہ اسے غسل دے کر نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور اگر میت کو دفن کرنے کے لئے قبر میں اتارا جا چکا ہے؛ لیکن ابھی مٹی نہیں دی ہے کہ پتہ چلا کہ اسے غسل نہیں دیا گیا، تو نعش قبر سے نکال کر غسل دے کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اور اگر مٹی بھی دی جا چکی ہے، تو اب میت کو نکالا تو نہیں جائے گا؛ لیکن اوپر سے دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ **إذا صلى على الميت قبل الغسل فإنه يغسل ويعاد الصلاة عليه بعد الغسل الخ. وإن كانوا دفنوه ثم**

تـذكـروا أنـه لـم يغسلوه فإن لم يهيلوا التراب عليه يخرج ويغسل ويصلىٰ عليه. وإن أهـالوا التراب عليه لم يخرج، وهل يصلىٰ عليه ثانياً فى القبر؟ ذكر الكرخى رحمه اللّٰه فى مختصرهٖ أنه يصلىٰ عليه الخ. (المحيط البرهانى ۳/۹۷-۹۸)

امام نے بلا وضو نماز جنازہ پڑھائی

کسی میت پر نماز جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد پتہ چلا کہ جس امام نے نماز پڑھائی اس کا وضو نہیں تھا، تو اس میت پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور اگر دفن کے بعد اس بات کا پتہ چلا ہو تو قبر کے اوپر دوبارہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (جب کہ نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو) وإذا صلوا على جنازة الإمام على غير طهارةٍ فعليهم إعادة الصلاة الخ. (المحيط البرهانى ۳/۹۸) وإن دفن بغير صلاة صلى على قبرهٖ مالم يغلب على الظن بفسخهٖ. (شامى زكريا ۳/۱۲۵)

وصیت کی کہ میری نماز جنازہ فلاں پڑھائے

اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے، تو اس وصیت کا پورا کرنا لازم نہیں ہے؛ تاہم اگر اولیاء میت اس سے نماز پڑھوانا چاہیں تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ وفى العيون إذا أوصىٰ الميت أن يصلى عليه فلانٌ فالوصية باطلةٌ إلا فى رواية ابن رستم، فإنها جائزة فى روايتهٖ ويؤمر فلانٌ بأن يصلى عليه. (المحيط البرهانى ۳/۱۱۰)

○❖○

دفن کے مسائل

دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے

میت کے غسل کفن اور جنازہ کی نماز کی طرح دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے، اگر کسی نے بھی یہ فرض ادا نہ کیا تو سب گنہ گار ہوں گے۔ **دفن المیت فرض علی الکفایة.** (الهنديه ١٦٥/١، شامی زکریا ١٣٨/٣، بیروت ١٢٩/٣)

بغلی قبر

اصل سنت بغلی قبر بنانا ہے جس کو لحد کہا جاتا ہے؛ لہٰذا جس جگہ کی مٹی سخت ہو وہاں بغلی قبر بنانی چاہئے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ قبر کھود کر قبلہ کی جانب اتنی جگہ مزید کھودی جائے جس میں بآسانی میت کو لٹایا جاسکے، اس کے بعد کچی اینٹوں سے اس حصہ کو ڈھک دیا جائے۔ **ویلحد للمیت ولا یشق له الخ، وصفة اللحد أن یحفر القبر بتمامه ثم تحفر فی جانب القبلة منه حفیرةً فیوضع فیه المیت.** (المحیط البرهانی ٨٩/٣-٩٠) **وصفة اللحد أن یحفر القبر بتمامه ثم تحفر منه في جانب القبلة حفیرة في وسط القبر ویوضع فیه المیت.** (تاتارخانیة زکریا ٦٦/٣ رقم: ٣٧٢٨)

صندوقی قبر

صندوقی قبر کو عربی میں ''شق'' کہا جاتا ہے، جہاں کی زمین ایسی نرم ہو کہ بغلی قبر کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو وہاں صندوقی قبر بنائی جائے گی۔ اور اس قبر کے بنانے کا طریقہ

یہ ہے کہ قبر کھود کر اس کے بیچو بیچ ایک مزید گڑھا بنایا جائے جس کی لمبائی چوڑائی میت کے بدن کے مناسب ہو اور اس کے اوپر سے تختوں وغیرہ سے ڈھک دیا جائے۔ **وصفة الشق ان يحفر حفيرة فى وسط القبر ويوضع فيه الميت.** (المحیط البرهاهی ۳/ ۹۰) **ويلحد ولا يشق إلا فى أرض رخوة. (درمختار) فلو لم يمكن حفر اللحد تعين الشق.** (شامی زکریا ۳/ ۱۳۹، بیروت ۳/ ۱۳۰، تاتارخانية زكريا ۳/ ۶۵ رقم: ۳۷۲۷)

قبر کی گہرائی

ہمارے علاقوں میں زمین نرم ہونے کی وجہ سے صندوقی قبر بنانے کا دستور ہے، اس کے دو حصے ہوتے ہیں: ایک وہ حصہ جس میں میت کو رکھا جاتا ہے اور ایک تختوں سے اوپر کا حصہ۔ تو فقہی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تختوں سے اوپری حصہ کی گہرائی کم از کم آدمی کے نصف قد کے برابر ہونی چاہئے اور اندر کے حصہ کی گہرائی کم از کم اتنی ہو کہ اس پر تختہ رکھنے سے وہ تختے میت کے بدن سے نہ لگیں۔ **وحفر قبره مقدار نصف قامة فإن زاد فحسنٌ، وإن زاد إلى مقدار قامة فهو أحسن، وطوله على قدر طول الميت وعرضه على قدر نصف طوله.** (شامی زکریا ۳/ ۱۳۸-۱۳۹، هندية ۱/ ۱۶۶، تاتارخانية زكريا ۳/ ۷۶ رقم: ۳۷۵۰) **يوضع فيها الميت بعد ان يبنىٰ حافتاه باللبن او غيره ثم يوضع الميت بينهما ويسقف عليه اللبن او الخشب ولا يمس السقف الميتُ.** (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ۶۰۷)

تابوت میں دفن کرنا

اگر زمین بہت زیادہ نرم ہو یا سیلاب زدہ ہو تو میت کو کسی صندوق یا تابوت میں رکھ کر دفن کریں، صندوق چاہے لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا، سب جائز ہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے صندوق میں نیچے تھوڑی سی مٹی بچھادی جائے۔ **ولا بأس باتخاذ تابوت ولو من حجر أو حديد له عند الحاجة كرخاوة الأرض ويسن أن يفرش فيها التراب.** (شامی زکریا ۳/ ۱۴۰، بیروت ۳/ ۱۳۰، بهشتی زیور ۱۱/ ۹۷)

میت کو قبر میں کس طرح اتاریں؟

میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاریں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے، اور اتارنے والے قبلہ رخ کھڑے ہوں پھر میت کو اٹھا کر قبر میں اتار دیں۔

ویستحب أن یدخل من قبل القبلة (درمختار) أی فیکون الاٰخذ له مستقبل القبلة حال الأخذ. (شامی زکریا ۱۴۰/۳، بیروت ۱۳۱/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۱۰۳/۲، زکریا ۳۳۹/۲)

قبر میں اتارنے والوں کی تعداد

قبر میں اتارنے والوں کا طاق عدد یا جفت عدد ہونا ضروری نہیں، آنحضرت ﷺ کو چار آدمیوں نے قبر میں اتارا تھا (حضرت عباس، حضرت فضل بن عباس، حضرت علی اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہم) **ولا یضر وتر دخل القبر أم شفع لنا أن النبی ﷺ لما دفن أدخله العباس وعلی وفضل بن عباس وصهیب** رضی اللہ عنہم. (البحر الرائق کوئٹہ ۱۹۳/۳، زکریا ۳۳۹/۲)

قبر میں رکھتے ہوئے کیا پڑھیں؟

میت کو قبر میں اتارنے والے میت کو قبر میں رکھتے ہوئے یہ پڑھیں: **بسم اللّٰه وباللّٰه وعلی ملة رسول اللّٰه** ﷺ. **أن یقول واضعه: ''بسم اللّٰه الخ''.** (الدر المختار مع الشامی زکریا ۱۴۱/۳، بیروت ۱۳۱/۳)

میت کو قبر میں کون اتارے؟

میت اگر مرد ہو تو اسے قبر میں کوئی بھی مرد اتار سکتا ہے، اور اگر عورت ہو تو ضروری ہے کہ اس کو اتارنے والے اس کے ایسے رشتہ دار ہوں جن سے اس کا نکاح حرام ہے (یعنی ذی رحم محرم) اور اگر یہ نہ ہوں تو اس کو قریبی رشتہ دار اتاریں (یعنی ذی رحم غیر محرم) اور اگر کوئی قریبی رشتہ دار بھی نہ ہو تو اجنبی مرد بھی عورت کو قبر میں اتار سکتے ہیں، عورت کو قبر میں اتارنے کے لئے عورتوں کی ضرورت نہیں۔ **وذو الرحم المحرم أولی بإدخال المرأة القبر، وکذا الرحم غیر**

المحرم أولى من الأجنبي، فإن لم يكن فلا بأس للأجانب وضعها ولايحتاج إلى النساء للوضع. (البحر الرائق كوئٹه ١٩٣/٢، زكريا ٣٣٩/٢)

قبر میں میت کو کس طرح رکھا جائے؟

قبر میں میت کو داہنی کروٹ پر قبلہ رو کر کے لٹانا چاہئے، اس کو فقہاء نے واجب قرار دیا ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ کروٹ دے کر میت کی پیٹھ کی طرف مٹی کا بڑا ڈھیلا رکھ دیں، یا کروٹ دے کر میت کو قبر کی مشرقی دیوار سے لگادیں۔ **ويوجه إليها وجوباً الخ، وينبغي كونه على شقه الأيمن.** (درمختار مع الشامي زكريا ١٤١/٣، بيروت ١٣٢/٣، امداد الفتاویٰ ٧١٢-٧١٣، احسن الفتاویٰ ٢٢٥/٤)

میت عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ

اگر میت عورت ہے تو اسے قبر میں اتارتے وقت چاروں طرف سے چادر وغیرہ کے ذریعہ پردہ کرلیا جائے، تاکہ نامحرموں کی نظر اس کے کفن پر نہ پڑے اور عورت کے محرم ہی اسے قبر میں اتاریں، نامحرم وہاں سے ہٹ جائیں۔ **ويسجى قبرها (درمختار) أي بثوب ونحوه استحباباً حال إدخالها القبر حتى يسوى اللبن على اللحد.** (شامی زکریا ١٤٢/٣)

قبر اندر سے کیسی ہو؟

قبر کے اندر میت کے ارد گرد پکی اینٹیں یا لکڑی کے تختے اور چٹائی وغیرہ نہ بچھائی جائے، البتہ اوپر سے تختے وغیرہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **قال في الحلية: وكرهوا الآجر وألواح الخشب وقال الإمام التمرتاشي هذا إذا كان حول الميت فلو فوقه لايكره لأنه يكون عصمة من السبع.** (شامی زکریا ١٤٢/٣)

قبر پر مٹی ڈالنا

جو مٹی قبر کھودتے ہوئے نکلے وہی دوبارہ قبر پر ڈال دی جائے اِدھر اُدھر سے اور زیادہ

مٹی نہ ڈالی جائے، اور مٹی ڈالنے والے میت کے سر کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ مٹی ڈالیں، پہلی مرتبہ ڈالتے وقت ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ﴾ دوسری مرتبہ ﴿وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ﴾ اور تیسری مرتبہ ﴿وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً أُخۡرٰى﴾ پڑھیں۔ ويهال التراب عليه وتكره الزيادة عليه من التراب لأنه بمنزلة البناء ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلاثاً. (درمختار) قال في الجوهرة: ويقول في الحثية الأولى ﴿مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ﴾ وفي الثانية ﴿وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ﴾ وفي الثالثة ﴿وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً أُخۡرٰى﴾. (شامی زکریا ۱۴۲/۳-۱۴۳)

قبر اوپر سے کیسی ہو؟

قبر کو اوپر سے اونٹ کی کوہان کے مشابہ بنایا جائے چوکور اور پختہ نہ بنایا جائے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، آنحضرت ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ أخبرنا أبو حنيفةؒ قال: حدثنا شيخ يرفعه إلى النبي ﷺ أنه نهى عن تربيع القبور وتجصيصها.

(شامی زکریا ۱۴۳/۳)

قبر پر تعمیر جائز نہیں

قبر کو پختہ بنانا یا اس پر تعمیر کرنا قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ وأما البناء عليه فلم أر من اختار جوازه، وفي شرح المنية عن منية المفتي: المختار أنه لايكره التطيين وعن ابي حنيفةؒ يكره أن يبنى عليه بناء من بيت أو قبة أو نحو ذلك. (شامی ۱۴۴/۳) نهى رسول الله ﷺ ان يجصص القبر. (مسلم شریف ۳۱۲/۱)

نوٹ: جن بعض فقہی عبارتوں میں اس سلسلہ میں کچھ نرم باتیں لکھی گئی ہیں وہ احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلہ میں حجت نہیں ہیں۔ (مرتب)

قبر پر کتبہ لگانے کا حکم

قبر بقاء کی جگہ نہیں ؛ بلکہ فنا کی جگہ ہے؛ لہٰذا اس پر باقاعدہ کتبہ لگا کر محفوظ کرنا روحِ شریعت کے خلاف ہے؛ اس لئے بعض احادیث میں کتبہ لگانے کی ممانعت آئی ہے، خاص کر موقوفہ قبرستانوں میں کتبہ لگانے سے وہ قبر کی جگہ ایسی متعین ہوجاتی ہے کہ سالوں کے بعد بھی وہاں دوسرے مردے کو دفنایا نہیں جاسکتا، اب اگر ہر شخص کو کتبہ لگانے کی اجازت دی جائے گی، تو بہت جلد قبرستان تنگ پڑجائے گا، اس لئے عام اموات کے لئے کتبہ لگا کر قبر کو محفوظ کردینا درست نہ ہوگا؛ البتہ اگر کوئی مقتداء شخص ہو جس کی قبر کی زیارت کے لئے متعلقین حاضر ہوتے ہوں تو اس کے لئے قبر پر کوئی نشانی بشمول کتبہ لگانے کی فقہاء نے اجازت دی ہے؛ لیکن وہ بھی کوئی لازم اور ضروری نہیں ہے۔ (فتاویٰ عبدالحیؒ ۲۳۰) **عن جابرؓ قال: نهیٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تجصيص القبور والكتاب فيها والبناء عليها والجلوس عليها.** (مستدرك للحاكم ۵۲۵/۱، برقم: ۱۳۷۰) **عن المطلب قال: لما مات عثمان بن مظعونؓ أخرج بجنازته، فدفن، فأمر النبي صلى الله عليه وسلم رجلاً أن يأتيه بحجر فلم يستطع حمله فقام إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وحسر عن ذراعيه الخ، ثم حملها فوضعها عند رأسه وقال: أتعلم بها قبر أخي وأدفن إليه من مات من أهلي.** (أبوداؤد شريف ۴۵۷/۲) **وفي الظهيرية: ولو وضع عليه شيئ من الأشجار أو كتب عليه شيئ فلا بأس به عند البعض، والحديث المتقدم يمنع الكتابة فليكن المعول عليه، لكن فصل في المحيط، فقال: وإن احتيج إلى الكتابة حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلا بأس به، فأما الكتابة من غير عذر فلا.** (البحر الرائق كوئٹه ۱۹۴/۲، زكريا ۳۴۰/۲-۳۴۱) **ولا بأس أيضاً بالكتابة في حجر، صين به القبر ووضع عليه لئلا يذهب الأثر فيحترم للعلم بصاحبه.** (طحطاوي على المراقي دارالكتاب ۶۱۱-۶۱۲)

ويسن كتابة اسم الميت لا سيما الصالح ليعرف عند تقادم الزمان؛ لأن النهي عن الكتابة منسوخ كما قاله الحاكم أو محمول على الزائد على ما يعرف به حال الميت، وفي قوله: ''يسن'' محل بحث، والصحيح أن يقال إنه يجوز. (مرقاة المفاتيح ملتان ٧٦/٤)

قبر میں عہد نامہ وغیرہ رکھنا

قبر میں میت کے ساتھ عہد نامہ رکھنا جس میں کلمہ طیبہ اور بعض آیات قرآنیہ وغیرہ لکھی رہتی ہیں جائز نہیں ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کی بے حرمتی اور اہانت لازم آتی ہے، اسی طرح لکھا ہوا کفن بھی میت کو پہنانا درست نہیں ہے۔ **قال فی الشامی بحثاً: فالمنع هنا بالأولىٰ ما لم يثبت عن المجتهد أو ينقل فيه حديث ثابت فتأمل.** (شامی زکریا ۱۵۷/۳)

شہید کا بیان

اسلام میں شہید کا مقام

''راہِ حق میں اخلاص کے ساتھ اپنی جان نچھاور کردینا یا بحالتِ مظلومی قتل ہو جانا'' جس کو اسلامی اصطلاح میں ''شہادت'' کہا جاتا ہے، اسلام کی نظر میں بہت اونچے درجہ کا عمل ہے، اور ایسا شخص اخروی زندگی کے اعتبار سے نہایت خوش نصیب اور خوش بخت قرار پاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کا مقام اور ان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ. (ال عمران: ۱۹۵)

سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دئے گئے میری راہ میں، اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے، ضرور ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کردوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی، یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے، اور اللہ ہی کے پاس اچھا عوض ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ.

(التوبة: ۱۱۱)

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں (جس میں) قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ (کیا گیا) ہے توریت میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے اس سے (یعنی اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

ایک دوسری آیت میں ارشاد خداوندی ہے:

وَلاَ تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ، بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ. فَرِحِيۡنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ، وَيَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِيۡنَ لَمۡ يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ مِّنۡ خَلۡفِهِمۡ ، اَلَّا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلاَ هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ. يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضۡلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لاَ يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ.

(ال عمران: ۱۶۹ تا ۱۷۰)

اور جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل کیئے گئے انہیں مردہ مت خیال کیجئے؛ بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں، انہیں رزق بھی ملتا ہے، اور اس چیز سے وہ خوش ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے، اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے (بلکہ) ان کے پیچھے رہ گئے ہیں (یعنی وہ ابھی زندہ ہیں) ان کی بھی اس حالت پر وہ (شہداء) خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے، وہ (شہداء) اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نعمت پر خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے بھی کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان (کے اعمال) کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

مذکورہ آیت کے شانِ نزول میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ’’غزوۂ احد میں جو تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو ہرے پرندوں کے پپوٹوں میں رکھ دیا جو جنت کی نہروں پر آتے جاتے ہیں، اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں اور پھر عرش کے نیچے لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں، چناں چہ جب انہوں نے اپنے کھانے پینے اور ٹھہرنے کے شاندار انتظام کو دیکھا تو یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش! ہمارے دنیا میں رہ جانے والے بھائیوں کو اس بات کا پتہ چل جاتا کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیسا عمدہ معاملہ فرمایا ہے؛ تاکہ وہ جہاد میں دل چسپی لیتے اور راہِ حق میں لڑنے سے نہ گھبراتے، تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں یہ بات ان تک پہنچادوں گا، چناں چہ یہ آیت ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا ﴾ الخ نازل ہوئیں‘‘۔ (مسند احمد، ابن کثیر مکمل ۲۷۹)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ (غزوۂ احد کے بعد) ایک دن پیغمبر علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ: ’’میاں جابر! میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں‘‘، میں نے عرض کیا کہ: ’’اے اللہ کے رسول! میرے والد (غزوۂ احد میں) شہید ہو گئے اور انہوں نے قرضوں کا اور عیال داری کا بوجھ چھوڑا ہے‘‘۔ یہ سن کر پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ’’کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ گو کہ اللہ تعالیٰ حجاب کے بغیر کسی سے گفتگو

نہیں فرماتے؛ لیکن انہوں نے تمہارے والد سے بالمشافہہ گفتگو کی اور فرمایا کہ تم مجھ سے جو چاہا ہو مانگو میں عطا کروں گا، تو تمہارے والد نے درخواست کی کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں جا کر آپ کے راستہ میں جان کا نذرانہ پیش کروں، تو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میری طرف سے یہ بات طے ہو چکی ہے کہ ان کو دنیا کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا، تو تمہارے والد نے درخواست کی کہ رب العالمین! میری اس عمدہ حالت کی خبر میرے پیچھے رہ جانے والوں کو بتا دیجئے، چناں چہ اللہ تعالیٰ مذکورہ آیات نازل فرمائیں''۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ۲۷۹، ترمذی شریف حدیث: ۳۰۱۰)

اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث میں شہید کی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں، چناں چہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ لَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ فَإِنَّهُ يَتَمَنّٰى أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ. (بخاری شريف ۳۹۵/۱، حديث: ۲۷۳۳، الترغيب والترهيب ۳۱۳)

کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد نہ تو وہاں سے دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرتا ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ اسے دنیا کی کوئی چیز ملے؛ لیکن شہید (کا معاملہ اس سے جداگانہ ہے) وہ (اللہ کے یہاں اپنا اعزاز دیکھ کر) یہ تمنا کرتا ہے کہ وہ دنیا میں جا کر دس مرتبہ پھر راہِ حق میں جان نچھاور کرے۔

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلشُّهَدَاءُ عَلٰى بَارِقِ نَهْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِيْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا. (مسند احمد ۲٦٦/۱، ابن حبان حديث: ٤٦٣٩، الترغيب والترهيب ۳۱۸)

شہید حضرات جنت کے دروازہ پر ایک نہر کے قریب ایک ہرے قبہ میں ہوں گے وہاں ان کے لئے صبح وشام جنت سے کھانے پینے کا انتظام ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک حبشی شخص نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ایک کالا بدبودار اور بدصورت شخص ہوں اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے، اگر میں ان مشرکین سے قتال کروں اور شہید ہو جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''تمہارا ٹھکانہ جنت میں ہوگا''، چناں چہ وہ شخص جہاد میں جا کر شہید ہو گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نعش پر

آ کر ارشاد فرمایا:

قَدْ بَيَّضَ اللّٰهُ وَجْهَكَ وَطَيَّبَ رِيْحَكَ وَاكْثَرَ مَالَكَ.

اللہ تعالیٰ نے تمہارے چہرے کو منور کر دیا، تمہیں خوشبو دار بنا دیا اور تم کو دولت مند بنا دیا۔

پھر صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب کر کے فرمایا کہ ’’میں نے جنت کی حوروں میں سے اس کی بیوی کو اس حال میں دیکھا ہے کہ وہ اس کا اونی جبہ نکال کر اس سے لپٹ رہی تھی‘‘۔ (رواہ الحاکم ۹۳۲، الترغیب والترہیب ۳۱۸)

اور ایک روایت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سَبْعَ خِصَالٍ أَنْ يُّغْفَرَ لَهُ فِيْ أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهٖ وَيَرىٰ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيْمَان وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ، اَلْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ أَقَارِبِهٖ.

(رواہ احمد، المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح ۲۵۵)

شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ۷؍ اہم انعامات ہوتے ہیں: (۱) خون کا پہلا فوارہ نکلتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے (۲) اور جنت میں اس کا ٹھکانا پہلے ہی دکھلا دیا جاتا ہے (۳) اور اس کو ایمانی جوڑا پہنایا جاتا ہے (۴) اور اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے اور وہ قیامت کی عظیم ہولناکی سے محفوظ رہے گا (۵) اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا، جس کا ایک موتی دنیا ومافیہا سے زیادہ شاندار ہوگا (۶) اور اس کی ۷۲؍ بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کرائی جائے گی (۷) اور اس کے ۷۰؍ قریبی رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔

الغرض شہادت بہت بڑی سعادت ہے، جس کی تمنا ہر مؤمن کو رہنی چاہئے، چناں چہ حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو شخص صدق دلی سے شہادت کا متمنی رہے تو اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں شہیدوں کے درجوں سے نوازیں گے گو کہ اس کی موت بستر پر آئی ہو‘‘۔ (مسلم شریف عن سہل بن حنیف حدیث:۱۹۰۹)

شہید کی قسمیں

انجام اور احکام کے اعتبار سے شہید کی درج ذیل تین قسمیں پائی جاتی ہیں:

الف: دنیاوی واخروی شہید (شہید کامل): یعنی وہ شخص جو ظلماً دھار دار آلہ سے قتل کیا جائے یا صدق دل سے جہاد کرتے ہوئے شہادت کی سعادت حاصل کرے، اس کو آخرت میں شہادت کا

مرتبہ نصیب ہوگا اور دنیا میں بھی اس پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔

ب: **اخروی شہید**: یہ شخص ہے کہ جو جہاد وغیرہ میں شہادت نہ پائے؛ لیکن اپنے جان ومال کے دفاع میں مارا جائے یا پیٹ کی بیماری میں وفات پائے یا طاعون وغیرہ میں اس کی موت آئے، جس کی تفصیلات متعدد احادیث اور کتب فقہ میں موجود ہیں۔

ج: **صرف دنیاوی شہید**: ایسا منافق یا بدنیت شخص جو محض دکھاوے کے لئے جہاد میں شریک ہوکر مارا جائے تو اس پر اگرچہ دنیاوی اعتبار سے شہید کے احکام جاری ہوں گے؛ لیکن آخرت میں اس کو شہادت کا مرتبہ حاصل نہیں ہوگا۔ اس کی صراحت بھی بعض احادیث میں موجود ہے۔ (مستفاد: شامی زکریا ۳/ ۱۵۷-۱۶۱)

ذیل میں شہید سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

شہید کے احکام

شہید کامل کی شرائط

جس شہید کے ساتھ تجہیز وتکفین میں خصوصی معاملہ کیا جاتا ہے اس کے لئے سات شرائط پائی جانی لازم ہیں، اگر یہ سب شرطیں پائی جائیں گی تو اس پر دنیا میں شہید کے احکامات جاری ہوں گے، اور اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی مفقود ہوجائے تو اس پر شہید کا حکم جاری نہ ہوگا، وہ شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان ہونا

شہید کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے؛ لہٰذا غیر مسلم کے واسطے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہوسکتی۔ **هو كل مكلف مسلم (تنوير الابصار) اما الكافر فليس بشهيد وان قتل ظلماً فلقريبه المسلم تغسيله.** (شامی زکریا ۳/ ۱۵۸)

(۲) مکلّف ہونا

شہید وہی کہلائے گا جو شرعاً مکلّف یعنی عاقل بالغ ہو؛ لہٰذا اگر بچہ کو ظلماً قتل کردیا گیا یا پاگل

شخص کوقتل کیا گیاتو اس پر دنیامیں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ **ھو کل مکلف (تنویر الابصار) ھو البالغ العاقل خرج بہ الصبی و المجنون.** (شامی زکریا ۱۵۸/۳)

(۳) حدثِ اکبر سے پاک ہونا

شہید کامل کے احکام اسی شخص پر جاری ہوں گے جو شہادت کے وقت حالت جنابت میں نہ رہا ہو؛ لہٰذا اگر کوئی جنبی شہید ہوا، یا عورت حیض ونفاس کی حالت میں شہید ہوئی تو اس پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور عام میت کی طرح اس کی تجہیز وتکفین کی جائے گی۔ **(طاھر) ای لیس بہ جنابۃ ولا حیض ولا نفاس ولاانقطاع احدھما کما ھو المتبادر فاذا استشھد الجنب یغسل.** (شامی زکریا ۱۵۸/۳)

(۴) ظلماً مقتول ہونا

شہید کے احکام جاری ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اسے ناحق قتل کیا گیا ہو، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی حق کی وجہ سے قتل ہو مثلاً اس پر قصاص لازم ہو یا خود بخود کسی حادثہ میں مارا جائے تو اس پر دنیامیں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ **قتل ظلماً بغیر حقٍ (در مختار) وقید بالقتل لانہ لو مات حتف انفہٖ او ابترد او حرق او غرق او ھدم لم یکن شھیداً فی حکم الدنیا وان کان شھید الاٰخرۃ کما سیأتی، وبقولہٖ ظلماً لما یأتی من انہ لو قتل بحد او قصاصٍ مثلاً لا یکون شھیداً فیغسل.** (شامی زکریا ۱۵۹/۳)

(۵) مسلمان یا ذمی کے ذریعہ آلہ دھاردار سے مارا جانا

اگر مقتول کو قتل کرنے والا مسلمان ہو یا ذمی ہو تو اس مقتول پر شہادت کے احکام جاری ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اسے زخمی کردینے والے دھاردار آلہ سے قتل کیا گیا ہو، اس میں مسلمان یا ذمی کی قید سے اس صورت سے احتراز مقصود ہے جب کہ قتل کا واقعہ حربی کافر یا باغی یا ڈاکوؤں کی طرف سے پیش آیا ہو، تو اس میں دھاردار آلہ سے قتل کرنا شرط نہیں؛ بلکہ یہ لوگ جس طرح بھی ماریں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

اورآلہ دھاردار کی قید سے اس صورت کا استثناء مقصود ہے جب کہ پتھر وغیرہ مار کر قتل کیا ہو کہ اگر مسلمان یا ذمی آلہ دھاردار کے علاوہ سے کسی کو قتل کریں تو ایسے مقتول پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ **بجارحة ای بما یوجب القصاص (درمختار) وهٰذا قید فی غیر من قتله باغٍ او حربی او قاطع طریق بقرینة العطف الاٰتی واحترز بها عن المقتول بمثقل فانه لا یوجب القصاص عنده.** (شامی زکریا ۱۵۹/۳)

(۶) قتل کی سزا میں اصالۃً قصاص واجب ہونا

شہید کے احکام جاری ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مقتول کے قتل پر شرعی طور پر ابتداءً دیت یا مال واجب نہ ہو؛ بلکہ قصاص ہی واجب ہو، اس قید کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جن صورتوں میں قتل پر اصالۃً دیت واجب ہوتی ہے ان میں مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے، مثلاً کسی مسلمان یا ذمی کا کسی شخص کو غیر دھاردار آلہ سے قتل کرنا، یا دھاردار آلہ سے خطاءً قتل کرنا وغیرہ۔ اسی طرح اگر ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا؛ لیکن پھر عارض کی وجہ سے مال واجب ہوگیا مثلاً وارثین نے مال پر صلح کرلی یا خود باپ نے بیٹے کو قتل کرڈالا، تو ایسی صورت میں اگرچہ مال لازم ہوا ہے؛ لیکن چوں کہ اصل حکم قصاص کا تھا جو عارض (صلح یا ابوت) کی وجہ سے ساقط ہوگیا؛ اس لئے اس مقتول پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔ **ولم یجب بنفس القتل مالٌ؛ بل قصاصٌ حتی لو وجب المال بعارض کالصلح او قتل له ابنه لا تسقط الشهادة (درمختار) فالحاصل أنه إذا وجب بقتله القصاص وإن سقط لعارض أو لم یجب بقتله شیءٌ أصلاً فهو شهید کما علمته. أما إذا وجب به المال ابتداء فلا، وذٰلک بأن کان قتله شبه العمد کضربٍ بعصاً أو خطأً کرمی غرض فأصابه أو ما جریٰ مجراه الخ.** (شامی زکریا ۱۶۰/۳)

(۷) زخمی ہونے کے بعد زندگی سے نفع نہ اٹھانا

شہید شرعی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زخمی ہونے کے بعد (اور حالت جنگ میں

معرکہ ختم ہونے کے بعد) اپنی زندگی سے معتد بہ نفع نہ اٹھا سکا ہو، مثلاً کھانے پینے یا دوا علاج کرنے کی مہلت اسے نہ ملی ہو اور نہ ہی ہوش وحواس کے ساتھ ایک نماز کا وقت یا ایک دن رات اس پر گزرے ہوں اور نہ ہی اسے جنگ ختم ہونے کے بعد بلا عذر جائے حادثہ یا مقام معرکہ سے اٹھا کر لایا گیا ہو۔ (اور اگر دورانِ جنگ اسے منتقل کیا جائے یا جنگ جاری رہتے ہوئے وہ زخمی ہونے کے بعد زندگی سے کچھ نفع اٹھائے تو شہادت کا حکم ساقط نہیں ہوتا) **ولم يحمل عن مكانه حياً ولم ينتفع بحياته ولم يبق حياً بعد الجراحة يوماً وليلة.** (المحيط البرهاني ٣/ ٥٢، تاتارخانية زكريا ٣/ ١٩ رقم: ٣٦٢٢) **أو جرح وارتث وذٰلک بأن أكل أو شرب أو نام أو تداوىٰ ولو قليلاً أو اٰوىٰ خيمةً أو مضى عليه وقت صلاةٍ وهو يعقل ويقدر على أدائها، أو نقل من المعركة وهو يعقل الخ.** (درمختار زكريا ٣/ ١٦٢-١٦٣) **وهذا كله اذا كان بعد انقضاء الحرب ولوفيها اى فى الحرب لايصير مرتثاً بشيء مع ماذكر وكل ذلک فى الشهيد الكامل.** (درمختار زكريا ٣/ ١٦٤)

شہید کے احکامات

شہید کامل کے احکامات درج ذیل ہیں:

(۱) شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا اور نہ اس کے بدن پر لگا ہوا خون اس سے زائل کیا جائے گا، (البتہ اگر شہید کے بدن پر خون کے علاوہ کوئی اور نجاست لگی ہو تو اسے دھویا جائے گا) (۲) شہید شہادت کے وقت جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے اتارا نہیں جائے گا۔ (۳) اگر وہ کپڑے مسنون عدد سے کم ہوں تو اس کے بقدر کپڑوں میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ (۴) اور اگر اس کے بدن کے کپڑے عدد مسنون سے زائد ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ (۵) اسی طرح اگر بدن پر ایسی چیز ہو جو کفن نہ بن سکے مثلاً چمڑے کا کوٹ یا ٹوپی یا جوتا یا ہتھیار وغیرہ تو انہیں بہر حال اتار لیا جائے گا۔ **ويكفن الشهيد فى ثيابه الذى عليه لقوله عليه الصلاة والسلام ”زملوهم بثيابهم“، ولحديث زيد بن صوحان وصخر**

بن عدی ”لا تنزعوا عنی ثوباً ولا تغسلوا عنی دماً“ الخ، غير أنه ينزع عنه السلاح والجلود والفرو والحشو والخف والقلنسوة وكل ما ليس من جنس الكفن لما روي عن علي رضي الله عنه قال: ينزع عنه العمامة والخفاف والقلنسوة. (المحيط البرهانی ۶۳/۳، تاتارخانية زكريا ۲۴/۳ رقم: ۳۶۴۶) **فينزع عنه مالا يصلح للكفن ويزاد إن نقص ما عليه عن كفن السنة وينقص إن زاد لأجل أن يتم كفنه المسنون ويصلى عليه بلا غسل ويدفن بدمه وثيابه، لحديث: زملوهم بكلومهم.** (درمختار ۱۶۱/۳)

ولوكان فی ثوب الشهيد نجاسة تغسل كذا فی العتابية . (عالمگيری ۱۶۸/۱)

ڈاکوؤں کے ہاتھوں مقتول کا حکم

جس شخص کے گھر پر ڈاکو چڑھ آئیں یا اسے راستہ میں گھیر کر مار ڈالیں تو ایسے شخص پر شہید کامل کے احکامات جاری ہوں گے کہ اسے نہ تو غسل دیا جائے گا اور نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں گے۔

ولو نزل عليه اللصوص ليلاً فی المصر فقتل بسلاح او غيره او قتله قطاع الطريق خارج المصر بسلاح أو غيره فهو شهيد لأن القتيل لم يخلف في هذه المواضع بدلاً هو مال. (بدائع الصنائع ۶۶/۲، شامی ۱۶۲/۲، البحرالرائق کوئٹه ۱۹۹/۲، زکریا ۳۴۹/۲-۳۵۰)

فرقہ وارانہ فسادات میں شہید ہونے والے کا حکم

ہندو مسلم فساد میں جو مسلمان مقتول ہو اس پر بھی شہید کامل کے احکام جاری ہوں گے، اور اسے بلا غسل وکفن نماز پڑھ کر دفنا دیا جائے گا۔ **وكذا يكون شهيداً لو قتله باغ او حربی او قاطع طريق .** (درمختار مع الشامي زكريا ۱۶۰/۳، فتاویٰ محموديه ميرٹھ ۴۵۳/۱۳-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۹-۴۶۰)

دشمن کی بمباری میں شہید ہونے والے کا حکم

جو شخص دشمن کی بمباری میں یا خود کش حملہ میں مقتول ہوا اس پر بھی شہید کے احکام جاری کئے جائیں گے۔ **والمكابرون فی المصر ليلاً بمنزلة قطاع الطريق كما فی البحر**

عـن شـرح الـمـجـمع فمن قتلوه ولو بغير محدد فهو شهيد . (شـامـی زکریا ۳/ ۱٦۰)
ولـو كـان الـمسـلمون فی سفينة فرماهم العدو بالنار فاحترقوا من ذلک وتعدی إلی سفينة اخری فيها المسلمون فاحترقوا فهم كلهم شهداء كذا فی الخلاصة .

(عالمگیری ۱ ١٦٨/۱، مستفاد امداد الاحکام ۲/ ٤٥٥)

آپسی لڑائی میں مارے جانے والوں کا حکم

اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں آپس میں لڑائی ہو اور اس میں لوگ مارے جائیں تو اگر ان میں سے ایک جماعت یقیناً ظالم ہو اور دوسری مظلوم ہو تو مظلوم جماعت کے مقتولین پر شہید کا حکم جاری ہوگا، اور اگر یہ طے نہ کیا جاسکے کہ کون ظالم اور کون مظلوم ہے تو کسی بھی مقتول پر شہید کا حکم جاری نہ ہوگا۔ **وفي البحر عن المجتبى : إذا التقت سريتان من المسلمين وكل واحدة تـرى أنهـم مشـركـون فـاجلوا عن قتلى من الفريقين، قال محمدؒ: لا دية على أحد ولا كفارة لأنهم دافعون عن أنفسهم ولم يذكر حكم الغسل ويجب أن يغسلوا لأن قـاتـلهـم لـم يـظلمهم، ومفاده أنه لو كانت إحدى الفرقتين ظالمة لـلأخـرىٰ بـأن عـلـمـوا حـالهـم لا يغسل من قتل من الأخرىٰ وإن جهل قاتله عينا لكونه مدافعاً عن نفسه وجماعته.** (شامی زکریا ۳/ ۱٦۰)

كتاب الصوم

(روزہ کا بیان)

قَالَ اللّٰہُ تبارَکَ وَتَعالیٰ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○

(البقرة: ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر (رمضان کے) روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے؛ تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ، وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ، وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ إِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ.

(بخاری شریف ۲۵۵/۱ حدیث: ۱۸۶۳، مسلم شریف ۲۵۹/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۳/۱)

ترجمہ: جو شخص ایمان اور طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور جو شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان میں عبادت کرے اس کے گذشتہ معاصی معاف کر دیئے جائیں گے، اسی طرح جو شخص شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ مشغولِ عبادت رہے اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک اور روٴیتِ ہلال

رمضان المبارک؛ افضل ترین مہینہ

”رمضان المبارک“ ہجری تقویم کے اعتبار سے نواں مہینہ ہے، اسلام میں اس مہینہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ، فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ، يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ، وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.

(البقرۃ ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآنِ مجید نازل کیا گیا ہے اس کا وصف یہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور واضح الدلالۃ ہے، منجملہ ان کتب کے جو کہ ہدایت ہیں اور فیصلہ کرنے والی ہیں، سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہئے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے، اللہ تعالی کا تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور وہ تمہارے ساتھ تنگی کرنا نہیں چاہتا، اور تا کہ تم لوگ شمار کی تکمیل کرلیا کرو، اور تا کہ تم لوگ اللہ تعالی کی طرف سے ہدایت پانے پر اس کی بزرگی بیان کیا کرو اور تا کہ تم لوگ شکر ادا کیا کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک اور قرآنِ کریم کے درمیان خاص ربط ہے؛ لہٰذا اس مہینہ میں قرآنِ کریم کی تلاوت اور تعلیم و تعلم کا خاص اہتمام ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس مہینہ کی مخصوص عبادت روزہ ہے، جس سے اللہ تبارک وتعالی کا قرب نصیب ہوتا ہے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر گذاری کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ روزہ کا حکم لوگوں کو مشقت میں ڈالنے کے لئے دیا گیا ہے، اس لئے آگے یہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس پر سر دست روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ دوسرے وقت جب سہولت ہو اس فرض سے سبک دوش ہونے کی گنجائش ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالی کا مقصد تنگی میں ڈالنا نہیں؛ بلکہ یسر اور سہولت پیدا کرنا ہے۔

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے ساتھ سہولت اور شفقت کا معاملہ ہے تو بجا طور پر بندوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس کی تعظیم بجالائیں اور اس کی نعمتوں کی شکر گذاری میں کوئی کمی نہ کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر گذار بندوں میں شامل فرمائیں، آمین۔

رمضان کا تعارفی خطبہ

سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات (شبِ قدر) ہے جو ایک ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے (یعنی اس ایک رات میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ملتا ہے) اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے دنوں کا روزہ فرض اور راتوں کی عبادت نفل قرار دی ہے، جو شخص اس مہینہ میں ایک نیک عمل کے ذریعہ قربِ خداوندی کا طالب ہو وہ ایسا ہی ہے جیسے دیگر مہینہ میں فرض عمل کرے (یعنی نفل کا ثواب فرض کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے) اور جو شخص کوئی فریضہ بجالائے وہ ایسا ہے جیسے دیگر مہینوں میں ستر فرض ادا کرے (یعنی رمضان میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے)

اے لوگو! یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب اور بدلہ جنت ہے، اور یہ لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور خیر خواہی کا مہینہ ہے، اس مہینہ میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جو آدمی اس مبارک مہینہ میں کسی روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں اسے جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے، اور روزہ دار کے ثواب میں کمی کئے بغیر افطار کرانے والے کو بھی اس کے بقدر اجر سے نوازا جاتا ہے''۔

یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر آدمی اپنے اندر اتنی وسعت نہیں پاتا کہ وہ دوسرے کو (با قاعدہ) افطار کرائے، اور اس کے ثواب سے بہرہ یاب ہو''۔

اس سوال پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں کو ایسا جواب دیا جس سے ان کی مایوسی خوشیوں میں بدل گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ یہ انعام ہر اس شخص پر فرماتے ہیں جو کسی بھی روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ، ایک عدد کھجور حتی کہ ایک گھونٹ پانی پلا کر بھی افطار کرا دے، ہاں جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے تو اللہ رب العزت اسے قیامت کے دن میرے حوضِ کوثر سے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے گی تا آں کہ وہ جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جائے گا''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ

جہنم سے آزادی کا ہے، جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام (خادم اور ملازم وغیرہ) کے بوجھ کو ہلکا کردے تو اللہ جل شانہٗ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی دیتے ہیں۔ اے لوگو! اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو: (۱) کلمہ طیبہ لا إلٰہ إلا اللّٰہ۔ (۲) استغفار (۳) جنت کی طلب (۴) آگ سے پناہ۔

(مشکوۃ شریف ۱/۱۷۴، البیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۰۵)

یہ تفصیلی خطبہ رمضان المبارک کا بہترین منشور ہے، جس سے اس ماہِ مبارک کی قدر و قیمت کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اسے بار بار پڑھیں اور اس کے مطابق اپنے اندر عمل کا جذبہ پیدا کرکے رمضان کی برکتوں کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی کوشش کریں۔

نبی کریم ﷺ کا رمضان کا اہتمام فرمانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آمد سے پہلے ہی اس کی تیاری شروع فرمادیتے تھے، خاص کر شعبان کا مہینہ رمضان کے انتظار میں گذرتا تھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لاَ يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهٖ ثُمَّ يَصُوْمُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلاَثِيْنَ يَوْماً ثُمَّ صَامَ.

(ابو داؤد شریف ۱/۳۱۸، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۴)

آنحضرت ﷺ جتنا شعبان کے ایام گننے کا اہتمام کرتے تھے اتنا دیگر کسی مہینہ کا اہتمام نہ فرماتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے، اگر مطلع ابر آلود ہوتا تو ۳۰ کا عدد پورا فرماتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ۲۹؍شعبان کو رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اگر اس دن چاند نہ دکھائی دے تو تیس کا عدد پورا کرلینا چاہئے۔

امتِ محمدیہ پر پانچ خصوصی عنایتیں

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ ایسی امتیازی خوبیاں عطا ہوئی ہیں جو اور کسی امت کو عطا نہیں ہوئیں اور وہ درج ذیل ہیں:

خَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ، وَتَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ حَتّٰى يُفْطِرُوْا، وَيُزَيِّنُ اللّٰهُ

(۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے (۲) ان کے لئے سمندر کی مچھلیاں افطار کے وقت تک استغفار کرتی رہتی ہیں (۳) اور

عَزَّ وَجَلَّ كُلَّ يَوْمٍ جَنَّتَهُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: يُوْشِكُ عِبَادِيْ الصَّالِحُوْنَ أَنْ يُلْقُوْا عَنْهُمُ الْمَؤُنَةَ، وَيَصِيْرُوْا إِلَيْكَ، وَتُصَفَّدُ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ، فَلاَ يَخْلُصُوْا فِيْهِ إِلٰى مَا كَانُوْا يَخْلُصُوْنَ إِلَيْهِ فِيْ غَيْرِهٖ، وَيُغْفَرُ لَهُمْ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ قَالَ: لاَ، وَلٰكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفّٰى أَجْرَهُ إِذَا قَضٰى عَمَلَهُ. (مسند احمد بن حنبل ٢٩٢/٢، شعب الإيمان ٣/ ٣٠٣، الترغيب و الترهيب ٢/ ٥٥)

اللہ تعالی ہر روز اپنی جنت کو آراستہ کر کے فرماتے ہیں کہ عنقریب میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقت اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں گے (۴) اور سرکش شیطان رمضان میں قید کر دئے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ رمضان کے زمانہ میں ان برائیوں تک نہیں پہنچتے جن برائیوں کی طرف غیر رمضان میں پہنچ جاتے ہیں (۵) اور رمضان کی آخری رات میں ان کے لئے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ مغفرت شبِ قدر میں ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! بلکہ دستور یہ ہے کہ کام ختم ہونے پر مزدور کو پوری اجرت سے نوازا جاتا ہے“۔

رمضان میں گناہوں کی بخشش

رمضان المبارک میں اللہ رب العالمین کی طرف سے بندوں کی بخشش کے بے شمار اسباب عام کر دیئے جاتے ہیں، اور جو شخص بھی یقین کامل اور حصول ثواب کی نیت سے کوئی بھی عمل خیر انجام دیتا ہے، اسے قبولیت نصیب ہوتی ہے اور وہ عمل اس کے سابقہ گناہوں کی بخشش کا سبب بن جاتا ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (بخاری شریف ٢٥٥/١ حدیث: ١٨٦٣، مسلم شریف ٢٥٩/١، مشکوۃ شریف ١٧٣/١)

جو شخص ایمان اور طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے، اور جو شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان میں عبادت کرے اس کے گذشتہ معاصی معاف کر دئے جائیں گے، اسی طرح جو شخص شبِ قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ مشغولِ عبادت رہے اس کے بھی پچھلے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

اس حدیث میں دو لفظ آئے ہیں ایک ایمان دوسرے احتساب، ایمان کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا پر یقین کامل ہو اور احتساب کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ ثواب کی نیت سے رکھا جائے، اور اور ہر ایسی بری بات سے بچا جائے جس سے روزہ کے ثواب میں کمی آ جاتی ہے۔ (مستفاد: مرقاۃ المفاتیح بیروت ۳۸۸/۴)

رمضان میں خیر کی توفیق

رمضان المبارک میں سرکش شیاطین کو قید کردینے کی وجہ سے پورے عالم کا ماحول روحانی بن جاتا ہے، اور جو لوگ سال بھر خیر کے کاموں سے دور رہتے ہیں وہ بھی اس ماحول سے متأثر ہوکر کسی نہ کسی درجہ میں عبادت واطاعت میں مشغول ہوجاتے ہیں، اور فرشتوں کی طرف سے عبادت کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، اور برائی کا ارادہ کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِيْ مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

(جامع ترمذی ۱۴۷/۱، سنن ابن ماجه ۱۱۹، مشکوٰة شریف ۱۷۳/۱)

جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطان اور سرکش جنات قید کردیئے جاتے ہیں، اور جہنم کے سب دروازے بند کردیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا، اور جنت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور ایک آواز لگانے والا آواز دیتا ہے کہ اے خیر کے طلب گار! آگے بڑھ اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے! پیچھے ہٹ، اور اللہ کے لئے (رمضان میں) بہت سے لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ معاملہ ہر رات ہوتا ہے۔

فرشتوں کی یہ ندا اگرچہ کانوں سے سنائی نہیں دیتی؛ لیکن انسانی روح ضرور اس نداء کو محسوس کرتی ہے، اور رمضان المبارک میں غیر رمضان کے مقابلہ میں عبادات اور اعمالِ خیر انجام دینا زیادہ آسان ہوجاتا ہے۔

رمضان کے استقبال میں جنت کی آرائش

رمضان المبارک کے استقبال میں پورے سال جنت کو سجایا جاتا رہتا ہے؛ اس لئے کہ اس مہینہ کے عبادت گذاروں سے جنت آباد ہوگی، سو ان کے اعزاز واکرام کے لئے تیاریاں جاری رہتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی منظر کشی ان الفاظ میں فرمائی ہے:

إِنَّ الْجَنَّةَ تُزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ إِلىٰ حَوْلٍ قَابِلٍ قَالَ فَإِذَا كَانَ أَوَّلُ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَبَّتْ رِيْحٌ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ عَلَى الْحُوْرِ

رمضان کے لئے جنت کو شروع سال سے اگلے سال تک سجایا جاتا ہے، پھر جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو ایک مخصوص ہوا عرشِ خداوندی کے نیچے سے جنت کے درخت کے پتوں سے گذرتی ہوئی خوبصورت آنکھوں

الْعِيْنِ فَيَقُلْنَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ عِبَادِكَ أَزْوَاجاً تَقَرُّ بِهِمْ أَعْيُنُنَا وَتَقِرُّ أَعْيُنُهُمْ بِنَا. (بيهقي في شعب الايمان ٣١٢/٣ حديث: ٣٦٣٣، مشكوٰة شريف ١٧٤/١)

والی حوروں تک پہنچتی ہے تو وہ عرض کرتی ہیں: ''اے پروردگار! ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے جوڑے منتخب فرما جن سے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو اور ان کو ہمارے ذریعہ سے آنکھوں کا چین نصیب ہو''۔

واقعی کیسی روح افزا بشارت ہے جس کے تصور ہی سے دل باغ باغ ہوجاتا ہے، اور بدن کے روئیں روئیں سے رب العالمین کی شکر گذاری کے جذبات ابھر کر آتے ہیں، اور عبادت واطاعت میں عجیب کیف وسرور محسوس ہوتا ہے۔

رمضان میں لاکھوں افراد کی جہنم سے خلاصی

رمضان المبارک رحمتوں کا عام سیزن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت پورے جوش میں ہوتی ہے، اور ذرا ذرا سے بہانے سے بندوں کی مغفرت کے فیصلے کئے جاتے ہیں، اور ایک رمضان میں لاکھوں لاکھ لوگوں کی توبہ قبول ہوتی ہے اور انہیں پاک وصاف زندگی نصیب ہوتی ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مرسلاً نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ سِتَّ مِائَةِ أَلْفِ عَتِيْقٍ مِنَ النَّارِ، فَإِذَا كَانَ آخِرُ لَيْلَةٍ أَعْتَقَ اللّٰهُ بِعَدَدِ مَنْ مَضىٰ. (شعب الإيمان للبيهقي ٣٠٣/٣، الترغيب والترهيب ٦٣/٢)

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ہر رات میں چھ لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں، اور جب آخری رات ہوتی ہے تو گذشتہ آزاد شدہ لوگوں کے بقدر لوگ (ایک ہی رات میں) آزاد کئے جاتے ہیں۔

رمضان کے روزہ کی تلافی نہیں ہوسکتی

رمضان کے بابرکت ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص رمضان کا روزہ بلاشرعی عذر کے چھوڑ دے تو اگر پوری زندگی بھی اس کے بدلہ روزہ رکھتا رہے گا، تو بھی اس ایک روزہ کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد عالی ہے:

مَنْ أَفْطَرَ يَوْماً مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يُقْضَ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَإِنْ صَامَهٗ. (ترمذی شريف ١٥٣/١-١٥٤، ابوداؤد شريف ٣٢٦/١، مشكوٰة شريف ١٧٧/١)

جو شخص رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر کسی عذر اور بیماری کے چھوڑ دے تو زمانہ بھر کا روزہ رکھنا بھی اس کی تلافی نہیں کرسکتا اگرچہ وہ روزہ رکھتا رہے۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ اس قدر قیمتی اور انمول ہے کہ اس کی تلافی پوری زندگی کی عبادت سے بھی نہیں ہوسکتی، اس کے باوجود جو شخص ماہِ مبارک کے روزہ سے محروم رہے اس سے بڑا محروم اور کون ہوسکتا ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا اہتمام

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے لمحات سب سے زیادہ قیمتی ہیں، اسی میں وہ شبِ قدر بھی آتی ہے جس میں عبادت کرنے کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشرۂ اخیرہ میں عبادت کے لئے کمر کس لیا کرتے تھے، چناں چہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشَرُ أَحيىٰ اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ. (مسلم شریف ۱/ ۳۷۲ بخاری شریف ۱/ ۲۷۱، المنتقیٰ ۱۴٦)

جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ راتوں رات عبادت میں مشغول رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے، اور خوب محنت فرماتے اور کمر کس لیتے تھے۔

نیز فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهَا. (مسلم شریف حدیث: ۱۱۷۵، شعب الإیمان للبیهقی ۳/ ۳۱۹)

رسولِ اکرم ﷺ آخری عشرہ میں عبادت میں جس قدر محنت فرماتے تھے اتنا دوسرے ایام میں نہیں فرماتے تھے۔

اس لئے ہم لوگوں کو بھی چاہئے کہ رمضان کے آخری دن اور راتوں کی قدر کریں اور انہیں فضول مشاغل میں ضائع نہ کریں۔

رمضان کی ناقدری کرنے والے کے لئے بددعا

مذکورہ بالا ہدایات کے باوجود جو شخص رمضان المبارک کو لاپرواہی کے ساتھ ضائع کردے اور اس کا حق ادا کرکے اپنے کو مستحق رحمت نہ بنائے، یقیناً اس سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہے، جس کی تائید درج ذیل حدیث شریف سے ہوتی ہے:

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُحْضُرُوْا الْمِنْبَرَ،

حضرت کعب بن عجرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں منبر سے قریب ہونے کا حکم دیا

فَحَضَرْنَا، فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ: آمِيْنُ، فَلَمَّا ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: آمِيْنُ، فَلَمَّا ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: آمِيْنُ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئاً مَا كُنَّا نُسْمِعُهُ؟ قَالَ: إِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَرَضَ لِيْ، فَقَالَ بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ قُلْتُ: آمِيْنُ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِيْنُ، فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بَعُدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ: آمِيْنُ. (الترغيب والترهيب ۲/ ٥٦، شعب الإيمان ۲/ ۲۱٥ حديث: ١٥٧٢)

ہم حاضر ہوگئے، پھر جب آپ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین"، جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین"، جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین"، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنی تھی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا) اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے یہ بددعا کی تھی کہ وہ شخص ہلاک ہو جسے رمضان کا مہینہ ملے پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہو، تو میں نے کہا "آمین"، پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا وہ شخص برباد ہو جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر مبارک کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، تو میں نے کہا "آمین"، پھر جب تیسرے درجہ پر چڑھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ شخص بھی ہلاک ہو جو اپنی زندگی میں اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے کے زمانہ میں پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کرائیں تو میں نے کہا: "آمین"۔

افسوس ہے کہ آج رمضان المبارک کی قدردانی میں بڑی کوتاہیاں پائی جارہی ہیں اور اس کا اظہار کرتے ہوئے بڑی شرم آتی ہے کہ تمام تر آسانیاں پائی جانے کے باوجود ہمارے معاشرہ میں بلا عذر روزہ خوروں کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے، رمضان کے مقدس دنوں میں گلیوں اور محلوں میں چائے کے ہوٹل کھلے نظر آتے ہیں، اور برسرِعام ماہِ مبارک کی توہین کی جاتی ہے۔ رمضان کی مبارک راتیں عبادت میں کم، اور سیر و تفریح اور گپ شپ میں زیادہ صرف ہوتی ہیں، اور جوں جوں عید کا زمانہ قریب آتا ہے اور رمضان کا آخری عشرہ اپنی تمام تر برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا ہے تو مسجدوں کے بجائے بازاروں کی رونق بتدریج بڑھتی چلی جاتی ہے، اور کیا مرد کیا عورتیں، کیا جوان اور کیا بوڑھے، سب رمضان کی برکتیں سمیٹنے کے بجائے عید کی تیاری میں مدہوش ہوجاتے ہیں، شہروں اور دیہاتوں میں یہی ماحول نظر آتا ہے، یہ بات بہت قابلِ توجہ ہے جس پر ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہماری فلاح یقیناً اسی میں ہے کہ ہم ماہِ مبارک کو پوری طرح وصول کرنے کے لئے فکرمند ہوں اور زیادہ سے زیادہ عبادت واطاعت کرکے اللہ کی رحمتوں کے مستحق بنیں،

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

چاند کا ثبوت

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. (البقرة: ١٨٥) جو شخص رمضان کا مہینہ پائے وہ روزہ رکھے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صُومُوا لِرُؤْيَتِهٖ وَافْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ. (بخاری شریف ١/٢٥٦، مسلم شريف ١/٣٤٧، ترمذی شریف ١/١٤٨، ابوداؤد شرف ١/٣١٨) یعنی چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند ہی دیکھ کر روزہ ختم کرو (عید مناؤ)۔

اب اگر یہ شرط لگادی جائے کہ ہر ہر شخص کے لئے بذاتِ خود چاند دیکھنا لازم ہے، تو ظاہر ہے کہ یہ تکلیف مالایطاق کہلائے گی؛ کیوں کہ یہ ناممکن ہے کہ ہر شخص چاند دیکھ لے؛ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حدیث میں رؤیت سے مراد رؤیت کا ثبوت ہے، یعنی اگر یہ بات ثابت ہوجائے کہ چاند افق پر طلوع ہو چکا ہے تو مہینہ کی ابتداء وانتہاء کا فیصلہ کردیا جائے گا، اب اس ثبوت کی ایک شکل رؤیت ہے، دوسری شکل رؤیت کی شہادت ہے، تیسری شکل شہادت علی الشہادت ہے، چوتھی شکل شہادت علی القضاء ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قاضی (یا جسے بھی چاند کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار ہو، مثلاً رؤیت ہلال کمیٹی، یا ذمہ دار عالم اور مفتی) کے فیصلہ پر دو گواہ گواہی دیں، اور پانچویں شکل یہ ہے کہ جس جگہ چاند دیکھا گیا ہے اور وہاں کے قاضی یا کمیٹی نے اس چاند دیکھنے کو قبول کرلیا ہے، اس قبولیت کی خبر استفاضہ کے طور پر دوسری جگہ پہنچے جہاں چاند نہیں دیکھا گیا ہے، تو یہ خبر مستفیض اسی طرح علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے جیسا کہ شہادت فائدہ دیتی ہے۔ **قوله: فلا تصوموا حتى تروه، ليس المراد تعليق الصوم بالرؤية في حق كل أحد؛ بل المراد بذٰلك رؤية بعضهم وهو من يثبت به ذٰلك إما واحد على رأي الجمهور، أو اثنان على رأي اٰخرين.** (فتح الباری ٤/١٥٤) **قوله: صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته، المراد رؤية بعض المسلمين ولا يشترط رؤية كل انسان بل يكفي جميع الناس رؤية عدلين، وكذا عدل على الاصح.** (شرح النووی للمسلم ١/٣٤٧، مرقاة المفاتيح ٤/٢٤، عمدة القاری ١٠/٢٨١) **وذكر الشيخ الامام شمس الائمة الحلوانيؒ: أن الصحيح من مذهب اصحابنا أن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين اهل إحدى البلدتين يلزمهم حكم اهل هٰذه البلدة.** (تاتارخانية زكريا ٣/٣٦٦، ومثله فى الشامى زكريا ٣/٣٥٩، منجمع الانهر ١/٢٣٩ منحة الخالق على البحر الرائق كراچی ٢/٢٧٠

مسلم ممالک میں چاند کے اعلان کا اختیار حکومت کو ہے

جن ملکوں میں اقتدارِ اعلیٰ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو وہاں چاند کا اعلان وہی معتبر ہوگا جو حکومت کی طرف سے مقرر کردہ افراد یا کمیٹی کی طرف سے کیا جائے، اپنے طور پر عوام کو روزہ رکھنے یا عید منانے کا اختیار نہ ہوگا۔

والصحیح من ھٰذا کلہ انہ مفوض الی رأی الامام الخ. (شامی زکریا ۳/۳۵۶، عمدۃ الرعایۃ ۱/۲۴۶)

ہندوستان جیسے ممالک میں چاند کے اعلان کا اختیار

ہندوستان جیسے ممالک جہاں اقتدارِ اعلیٰ مسلمانوں کو حاصل نہیں ہے، وہاں چاند کے اعلان کا اختیار معتمد علیہ رویت ہلال کمیٹیوں یا علاقہ کے بااثر ائمہ اور علماء کو ہوگا، انہی کے سامنے چاند کی شہادتیں پیش کی جائیں گی، اور انہی کے اعلان پر روزہ یا عید کا فیصلہ ہوگا، اور جس کمیٹی اور عالم کا جتنا دائرۂ اثر ہے اسی حد تک اس کا فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔ **والعالم الثقۃ فی بلدۃ لا حاکم قائم مقامہ.** (عمدۃ الرعایۃ علی شرح الوقایۃ ۱/۲۴۶، انوار رحمت ۵۱۴، جواھر الفقہ ۱/۴۰۲، جدید فقہی مسائل ۲/۲۷)

چاند کے مطالع میں اختلاف حقیقی اور قدرتی ہے

چاند کا ایک قدرتی نظام ہے، اور مہینہ کے ہر دن کے لئے اس کی منزلیں متعین ہیں، اور بلا شبہ طول البلد اور عرض البلد کے اعتبار سے ہر علاقہ میں چاند کا مطلع بھی الگ الگ ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ کریم میں اس کی صراحت فرمائی ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ. (یٰس: ۳۹)

اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں، یہاں تک کہ وہ (بڑھنے کے بعد پھر) پرانی ٹہنی کے مانند لوٹ آتا ہے۔

نیز ارشاد باری ہے:

هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ. (یونس: ۵)

وہی ہے جس نے سورج کو چمکدار اور چاند کو روشن بنایا، اور اس نے چاند کی منزلیں متعین کیں؛ تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب پہچان سکو۔

والمنازل ثمانیۃ وعشرون منزلاً، ینزل القمر کل لیلۃ منھا بمنزل ......، فاذا صار القمر فی اٰخرھا عاد الی اولھا، فیقطع الفلک فی ثمان وعشرین لیلۃ، ثم یستسرُّ ثم یطلع ھلالاً فیعود فی قطع الفلک علی المنازل. (تفسیر قرطبی ۱۵/۲۹، روح المعانی ۱۳/۳۳)

اختلاف مطالع کہاں معتبر نہیں ہے؟

چاند کے مطالع میں حقیقی اختلاف تسلیم کرنے کے بعد اب سوال یہ ہے کہ یہ اختلافِ مطالع شریعت کی نظر میں معتبر ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں تمام فقہی جزئیات کو سامنے رکھ کر جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بلادِ قریبہ میں اختلافِ مطالع معتبر نہیں ہے، اور قریب کی حد یہ ہے کہ اس جگہ کی معتبر خبر کو مان لینے سے اپنے یہاں کا مہینہ ۲۹ ر دن سے کم یا ۳۰ ر دن سے زیادہ لازم نہ آتا ہو۔ **وفی القدوری: اذا كان بين البلدتين تفاوت لا يختلف المطالع لزم حكم أهل احدى البلدتين البلدة الاخرى.** (تاتارخانية زكريا ۳/۳۶۵) **هٰذا اذا كانت المسافة بين البلدتين قريبة لا تختلف فيها المطالع.** (بدائع الصنائع زكريا ۲/۲۲۴، ومثله فی اعلاء السنن ۹/۱۰۲، الولو الجية ۱/۲۳۶، معارفِ مدنيه ۱۰/۱۷، احسن الفتاویٰ ۴/۴۷۴، فتاویٰ رشیدیہ ۴۵۱، امداد المفتیین ۴۸۳)

اختلافِ مطالع کہاں معتبر ہے؟

البتہ بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع کا شرعاً اعتبار ہے، اور بعیدہ کی حد یہ ہے کہ وہاں کی رؤیت تسلیم کرنے سے اپنے یہاں کا مہینہ ۲۹ ر دن سے کم یا ۳۰ ر دن سے زیادہ کا لازم آجاتا ہو، ایسی جگہوں کی خبریں تسلیم نہیں کی جائیں گی، اگرچہ کتنے ہی وثوق کے ساتھ کیوں نہ آئیں، اس لئے کہ شریعت کی نظر میں کوئی مہینہ نہ تو ۲۹ ر دن سے کم ہوسکتا ہے اور نہ ۳۰ ر دن سے زیادہ ہوسکتا ہے۔ **الاشبه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بما عندهم، وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار.** (تبيين الحقائق زكريا ۲/۱۶۵) **ان عدم عبرة اختلاف المطالع انما هو فی البلاد المتقاربة لا البلاد النائية الخ، اقول: لابد من تسليم قول الزيلعی، والا فيلزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين، او الثامن والعشرين، او يوم الحادی والثلاثين، او الثانی والثلاثين.** (العرف الشذی علی هامش الترمذی ۱/۱۴۹، انوارِ رحمت ۵۵۱، جدید فقہی مسائل ۲/۳۳، امداد الفتاویٰ ۲/۱۰۸)

مکہ معظّمہ کی رؤیت پوری دنیا کے لئے معتبر نہیں!

مکہ معظّمہ کی رؤیت صرف انہی علاقوں تک مانی جاسکتی ہے جہاں اس رؤیت کو تسلیم کر لینے سے ان علاقوں کا مہینہ ۲۹ ر دن سے کم یا ۳۰ ر دن سے زیادہ کا ماننا لازم نہ آتا ہو، اور مکہ معظّمہ سے دور دراز کے وہ علاقے جہاں مکہ معظّمہ کی رؤیت تسلیم کرنے سے مہینہ میں کمی بیشی ماننی پڑتی ہو تو ان میں مکہ معظّمہ کی رؤیت

معتبر نہ ہوگی؛ لہٰذا قرآن وسنت اور فقہی جزئیات وکلیات کی روشنی میں مکہ معظمہ کی رؤیت کو ساری دنیا کے لئے معیار قرار دینے کا نظریہ قطعاً غلط اور ناقابل عمل ہے، اور حدیث: "**صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته**". (بخاری شریف ۲۵۶/۱) کے بالکل خلاف ہے۔ **فاما اذا كانت بعيدة فلا يلزم احد البلدين حكم الاٰخر، لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف، فيعتبر فى اهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر.** (بدائع الصنائع زكريا ۲۲۴/۲، ومثله فى التاتارخانية زكريا ۳۶۵/۳، تبيين الحقائق زكريا ۱۶۴/۲)

ان اصولی معلومات کے بعد رؤیت ہلال کے متعلق چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

چاند کی تلاش

ماہِ شعبان کی **۲۹**/ تاریخ کو سورج غروب ہونے کے وقت رمضان کا چاند تلاش کرنا ضروری ہے اگر نظر آجائے تو فبہا، ورنہ **۳۰**/ کا عدد پورا کر کے روزہ رکھا جائے۔ **يجب أن يلتمس الناس الهلال فى التاسع والعشرين من شعبان وقت الغروب فإن رأوه صاموه وإن غم أكملوه ثلاثين يوماً.** (عالمگيريه ۱۹۷/۱، ومثله فى فتح القدير ۳۱۶/۲، مجمع الانهر ۲۳۸/۱، مراقى الفلاح ۳۵۴، البحر الرائق ۲۶۳/۲-۲۶۴، تبيين الحقائق زكريا ۱۵۵/۲، تاتارخانية زكريا ۳۵۸/۳)

ماہرینِ فلکیات کا قول معتبر نہیں

چاند کے بارے میں ماہرینِ فلکیات اور سائنسدانوں کا حساب شرعاً معتبر نہیں ہے؛ یعنی چاند دیکھے بغیر محض ان لوگوں کے قول پر مہینہ شروع یا ختم ہونے کا اعلان نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ چاند کی رؤیت یا اس کا ثبوت بہر حال لازم ہوگا۔ **(قوله ولا عبرة بقول المؤقتين) أى فى وجوب الصوم على الناس الخ.** (شامى زكريا ۳۵۴/۳، ومثله فى عالمگيرى ۱۹۷/۱، مراقى الفلاح ۳۵۸)

دوربین سے چاند دیکھنا

دوربین اور خوردبین سے بھی چاند دیکھنا شرعاً معتبر ہے۔ (کیوں کہ یہ آلات صرف دیکھنے میں سہولت پیدا کرتے ہیں، معدوم کو موجود نہیں کر سکتے) (تفصیل دیکھئے، امداد الفتاوی ۱۰۹/۲-۱۱۰، انوار رحمت ۵۲۷)

ہیلی کاپٹر سے چاند دیکھنا

اگر ہیلی کاپٹر (جو کم اونچائی کی پرواز کرتا ہے) سے افق پر جا کر چاند دیکھا جائے اور وہ چاند زمین سے دیکھنے والوں کو نظر نہ آئے تو شرعاً اس چاند دیکھنے کا اعتبار رہے اور اس رؤیت پر شرعی ثبوت کے بعد چاند کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے، اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے بلند مقامات پر چاند دیکھنے والے لوگ کسی میدانی جگہ پر واقع بستی میں آ کر خبر دیں تو ان کی خبر قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح ہیلی کاپٹر میں چاند دیکھنے والوں کی خبر بھی قبول کی جائے گی کیوں کہ ہیلی کاپٹر اتنے اوپر پرواز نہیں کرتا کہ مطلع بدل جائے۔ **وقد یریٰ الهلال من أعلی الأماكن ما لا یریٰ من الأسفل فلا یكون تفرده بالرؤیة علی خلاف الظاهر بل علی موافقة الظاهر.** (شامی زکریا ۳۵۷/۳، مجمع الانہر ۲۳۷/۱، ہدایة ۲۱۶/۱، خانیة ۱۹۶/۱، تاتارخانیة ۳۵۹/۳، ہندیة ۱۹۸/۱، نیز دیکھئے: انوارِ رحمت ۵۲۳-۵۲۶، امداد المفتیین ۴۸۱-۴۸۳)

ہوائی جہاز سے چاند دیکھنا

ہوائی جہاز سے جو چاند دیکھا جائے اور وہ زمین پر نظر نہ آئے تو اس بارے میں قدرے تفصیل ہے، اگر ہوائی جہاز سے نیچے پرواز کر کے وہیں سے چاند دیکھ لیا گیا تو اس کا شرعاً اعتبار ہے جیسا کہ ہیلی کاپٹر سے چاند دیکھنے میں ہوتا ہے۔ اور اگر ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر جا کر چاند دیکھا کہ وہاں مطلع بدل جاتا ہے اور اس خبر کو مان لینے سے مہینہ ۲۸ر دن کا ہونا لازم آ جائے تو ہوائی جہاز سے دیکھے ہوئے چاند کا اعتبار نہ ہوگا۔ (دیکھئے انوار رحمت ۵۲۳، امداد المفتیین ۴۸۲)

مطلع صاف ہونے کی صورت میں چاند کے ثبوت کی شرط

اگر مطلع بالکل صاف ہو تو اس وقت تک رمضان یا عیدین کے چاند کا ثبوت نہ ہوگا جب تک کہ ایک بڑی معتد بہ جماعت چاند نہ دیکھ لے، یا اطراف سے متواتر نا قابلِ انکار خبریں استفاضہ کے طور پر نہ آ جائیں؛ لہٰذا ایسی صورت میں اگر دو ایک آدمی گواہی دیں تو ان کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔

وإذا لم تكن بالسماء علة لم تقبل الشهادة حتى يراه جمعٌ كثيرٌ يقع العلم بخبرهم. (هدايه ۱/۱۹۵، ومثله فی المجمع الانهر ۱/۲۳۶، البحر الرائق ۲/۲۶۸، تبيين الحقائق زكريا ۲/۱۶۳، تاتارخانية زكريا ۳/۳۵۹، در مختار مع الشامی زكريا ۳/۳۵۵-۳۵۶)

مطلع صاف ہونے کی صورت میں دوسرے شہر کی خبر کا اعتبار

بلا قرینہ میں اختلافِ مطالع معتبر نہ ہونے کے مفتیٰ بہ قول سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی شہر میں مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند دکھائی نہ دے، مگر دوسرے قریبی شہر سے چاند کا ثبوت شرعی طور پر ہو جائے تو اس ثبوت کا اعتبار کیا جائے گا۔ **وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنى أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحداً العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها بل يجب العمل بالأسبق رؤية حتى لو رأى في المشرق ليلة الجمعة وفي المغرب ليلة السبت وجب على أهل المغرب العمل بما راٰه أهل المشرق فقيل بالأول واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعية ...... وظاهر الرواية الثاني وهو المعتمد عندنا وعند المالكية والحنابلة.** (شامی زكريا ۳/۳۶٤) **وكذا المستفاد من العبارة الآتية. ولا يصام يوم الشك هو يوم الثلاثين من شعبان وإن لم يكن علة أي على القول بعدم اعتبار اختلاف المطالع لجواز تحقق الرؤية في بلدة أخرىٰ.** (در مختار) **أي فيلزم البلدة التي لم ير فيها الهلال.** (شامی زكريا ۳/۳٤٦، ومثله فی التاتارخانية زكريا ۳/۳٦٥، خانية ۱/۱۹۸، مجمع الانهر ۱/۲۳۹)

مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں رمضان کے چاند کا ثبوت

اگر مطلع ابر آلود یا غبار آمیز ہو تو رمضان کے چاند کے ثبوت کے لئے ایک شخص کی خبر کافی ہے جس میں گواہی کے الفاظ کو کہنا ضروری نہیں۔ **وإذا كان بالسماء علة تمنع الرؤية قبل الحاكم في هلال رمضان خبر عدل او مستور في الاصح.** (مجمع الانهر ۱/۳٤۸، هدايه ۱/۱۹۵تا ۱۹۶)

عیدین کے چاند کے ثبوت کے شرائط

جب رؤیت عام نہ ہوتو عیدین (اور دیگر مہینوں) کے چاند کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ درج ذیل چار ذرائع میں سے کوئی ذریعہ پایا جائے:

(۱) **شهادة على الرؤية:** یعنی چاند دیکھنے والے دو عادل شخص خود قاضی یا کمیٹی کے روبرو چاند دیکھنے کی گواہی دیں۔

(۲) **شهادة على شهادة الرؤية:** یعنی چاند دیکھنے والے خودتو حاضر نہ ہوں، لیکن ان میں سے ہر ایک کی گواہی پر دو دو عادل شخص گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں فلاں شخص نے چاند کی گواہی دی ہے۔

(۳) **شهادة على القضاء:** یعنی کسی جگہ قاضی یا کمیٹی شرعی ثبوت پر چاند کا فیصلہ کردے پھر اپنے فیصلہ کو دو گواہوں کے سامنے مہر بند کر کے دوسرے شہر کی کمیٹی یا قاضی کو بھیجے۔

(٤) **استفاضه:** یعنی کسی جگہ سے چاند کی خبر یا قاضی کے فیصلہ کے بعد اس کی خبر دوسرے شہر تک اس تواتر سے پہنچے کہ اس سے چاند کے ثبوت کا علم یقینی ہو جائے۔

ان میں سے اگر ایک ذریعہ بھی متحقق ہو جائے تو عید کے چاند کا ثبوت ہو جائے گا۔

ولا يجزئ في هلال ذی الحجة والفطر الا شهادة رجلين او رجل وامرأتين. (تاتارخانية زكريا ٣/ ٣٦٠) **(قولهٗ بطريق موجب) كان يتحمل إثنان الشهادة أو يشهدا على حكم القاضي أو يستفيض الخبر.** (شامی زکریا ٣/ ٣٦٤، طحطاوی ٣٥٩) **قال شمس الأئمة الحلوانی الصحيح من مذهب أصحابنا أن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل البلدة الأخرىٰ يلزمهم حكم هٰذه البلدة.** (شامی زکریا ٣/ ٣٥٩) **وفی مجموع النوازل: شاهدان شهدا عند قاضی مصر لم ير اهله الهلال على ان قاضی مصر كذا شهد عنده شاهدان برؤية الهلال وقضى به ووجد شرائط صحة الدعوى قضى بشهادتهما حكاه عن شيخ الاسلام.** (تاتارخانية زكريا ٣/ ٣٦٦، منحة الخالق ٢/ ٢٧٠)

نوٹ: یہی حکم رمضان المبارک کے علاوہ سال کے دیگر مہینوں کا بھی ہے۔

جس جگہ ہمیشہ مطلع ابر آلود رہتا ہو وہاں کیا کریں؟

جس ملک یا شہر میں ہمیشہ مطلع ابر آلود رہتا ہو اور تلاش وجستجو کے باوجود چاند نظر آنے کی کوئی شکل نہ ہو (مثلاً لندن اور بعض دیگر یوروپی علاقے) تو وہاں قریبی ملک سے آئی ہوئی چاند کی معتبر شہادت یا خبر مستفیض پر عمل کیا جائے گا، پس ایسے علاقوں کے علماء پر لازم ہے کہ وہ اتفاقِ رائے سے اقرب ترین ملک سے رابطہ کر کے رمضان یا عید کا اعلان کیا کریں۔ **قال شمس الأئمة الحلواني: الصحيح من مذهب أصحابنا إن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل البلدة الأخرىٰ يلزمهم حكم هٰذه البلدة.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۹، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۳/ ۳٦٦، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۹، منحة الخالق ۲/ ۲۷۰)

کیا استفاضہ کے لئے مختلف شہروں سے خبر آنا ضروری ہے؟

استفاضہ کے لئے متعدد شہروں سے الگ الگ خبریں آنا لازم نہیں ہے، بلکہ اگر کسی ایک جگہ سے بھی بطریقِ استفاضہ ثبوت کی خبر آجائے تو اس کا اعتبار ہوگا۔ **قال شمس الأئمة الحلواني: الصحيح من مذهب أصحابنا إن الخبر إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل البلدة الأخرىٰ يلزمهم حكم هٰذه البلدة.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۹، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۳/ ۳٦٦، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۹، منحة الخالق ۲/ ۲۷۰)

خبر مستفیض کی اہمیت

بعض حضرات خبر مستفیض کو چاند کے ثبوت میں کما حقہ اہمیت نہیں دیتے، حالاں کہ تمام فقہاء کرام نے خبر مستفیض کو علم یقینی کا موجب مان کر معتبر اور ملزم قرار دیا ہے۔ اور واضح رہنا چاہئے کہ شریعت میں چاند کے ثبوت کے لئے تو شہادت وغیرہ کی سخت شرطیں لگائی گئی ہیں؛ لیکن جب چاند کا ثبوت ہو چکا ہو تو اس کی خبر دوسروں تک پہنچانے کے لئے شہادت یا کلماتِ شہادت کی کوئی شرط نہیں، حتی کہ گولے داغنے یا مسجد کے میناروں کی لائٹ جلنے کو بھی عمل کرنے کے لئے معتبر قرار دیا

گیا ہے۔ **والظاهر انه يلزم اهل القرى الصوم بسماع المدافع او روية القناديل من المصر لانه علامة ظاهرة تفيد غلبة الظن، وغلبة الظن حجة موجبة للعمل كما صرحوا به.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵٤ وغیرہ)

ضروری نوٹ: آج ہندوستان جیسے ملک میں جہاں اسلامی نظام حکومت نافذ نہیں ہے، رمضان اور عیدین میں انتشار کی وجہ یہی بنتی ہے کہ ایک طبقہ خبر مستفیض کو نہ ماننے پر اڑا رہتا ہے، اور ہر چہار جانب سے چاند کے فیصلہ کی متواتر خبریں مسلسل آنے کے باوجود اپنے یہاں چاند کا اعلان اس وقت تک نہیں کرتا جب تک شخصی شہادت نہ آجائے، حالاں کہ خبر مستفیض میں شخصی شہادت کی قطعاً ضرورت نہیں، یہی ضد سخت اختلاف وانتشار کا سبب بن جاتی ہے، اس لئے ایسے سب حضرات کو موجودہ دور میں استفاضہ کی جزئیات کو پیش نظر رکھ کر صحیح اور جلد فیصلہ کرنے کی راہ اپنانی چاہئے، اور چاند کے اعلان میں نفسانیت، انانیت اور خودغرضی کو شامل نہیں کرنا چاہئے۔ (مرتب)

چاند دیکھنے والے کی گواہی رد ہوجائے تو وہ کیا کرے؟

جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا، لیکن کسی وجہ سے اس کی گواہی رد کردی گئی اور عام لوگوں نے روزہ رکھنا شروع نہیں کیا تو چاند دیکھنے والے پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اگر اس وقت روزہ نہ رکھا تو بعد میں قضا لازم ہوگی؛ لیکن اگر یہی صورت عید کے چاند میں پیش آئے تو احتیاطاً وہ روزہ نہیں چھوڑے گا، خواہ اس کے روزے اکتیس ہوجائیں۔ **ومن رأى هلال رمضان وحده صام وان لم يقبل الامام شهادته.** (هدايه ۱/ ۲۱۵) **ومن رأى هلال الفطر وحده لم يفطر احتياطاً.** (هداية ۱/ ۲۱٦، خانية ۱/ ۱۹۷، تبيين الحقائق زكريا ۲/ ۱٦۰، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۸، مراقی الفلاح ۳۵۷، عالمگیریه ۱/ ۱۹۷)

پاکستان اور بنگلہ دیش کی خبروں کا حکم

اگر بنگلہ دیش یا پاکستان سے رؤیت کی خبریں تواتر کے ساتھ آئیں تو ہندوستان کی رؤیتِ ہلال کمیٹیوں کو شرح صدر ہونے پر رؤیت کا اعلان کرنا درست ہے (لیکن جب تک رؤیتِ ہلال

کمیٹی اعلان نہ کرے عوام کو اپنی مرضی سے چاند کے فیصلہ کا حق حاصل نہیں) **قال شمس الأئمة الحلوانی: الصحیح من مذهب أصحابنا ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اهل البلدة الاخری یلزمهم حکم هٰذه البلدة.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۹، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۳۶۶، منحة الخالق کوئٹه ۲/ ۲۷۰، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۹)

ریڈیو اور ٹی وی کا اعلان

اگر شرعی رؤیتِ ہلال کمیٹی یا مسلم حاکم کی طرف سے ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر شرعی ضابطہ کے مطابق چاند کا اعلان ہو اور اس کی سچائی کا گمان غالب ہوجائے تو ایسے اعلان کا شرعاً اعتبار ہے۔ **والظاهر انه یلزم اهل القری الصوم بسماع المدافع او رویة القنادیل من المصر لانه علامة ظاهرة تفید غلبة الظن وغلبة الظن حجة موجبة للعمل کما صرحوا به.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۴، جواهر الفقه ۱/ ۴۰۱، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۱۱/ ۹۳، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۰/ ۸۳، احسن الفتاویٰ ۴/ ۴۰۷-۴۱۲، امداد المفتیین ۲/ ۴۸۴)

تار، ٹیلی فون اور فیکس کی خبریں

اگر اپنے یہاں چاند نہ دیکھا جاسکے اور دوسری جگہ سے تار، ٹیلی فون یا فیکس وغیرہ کے ذریعہ چاند کے ثبوت کی متواتر خبریں اس طرح آئیں کہ ان پر یقین ہوجائے تو ایسی خبروں کا اعتبار کیا جائے گا۔ **إن هٰذه الاستفاضة لیس فیها شهادة علی قضاء قاض ولا علی شهادة لکن لما کانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها أن أهل تلک البلدة صاموا یوم کذا لزم العمل بها لأن البلدة لا تخلو عن حاکم شرعی عادة فلابد من أن یکون صومهم مبنیا علی حکم حاکمهم الشرعی فکانت تلک الاستفاضة بمعنی نقل الحکم المذکور وهی أقوی من الشهادة بأن أهل تلک البلدة رأوا الهلال وصاموا لأنها لا تفید الیقین فلذا لم تقبل إلا إذا کانت علی الحکم أو علی شهادة غیرهم لتکون شهادة معتبرة وإلا فهی مجرد أخبار بخلاف الاستفاضة فإنها تفید الیقین الخ.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۹، منحة الخالق ۲/ ۲۷۰)

چاند کے بارے میں ٹیلی فون کی خبروں کا حکم

چاند کے متعلق اگر باہر سے ٹیلی فون سے خبریں آتی ہیں، تو یہ دیکھا جائے گا کہ خبر دینے والا کن الفاظ میں خبر دے رہا ہے، اگر صرف یہ خبر دی کہ یہاں چاند ہوگیا ہے، یا یہاں بہت سے لوگوں نے چاند دیکھ لیا ہے، تو محض ان خبروں کا کوئی اعتبار نہیں، چاہے کتنی ہی خبریں کیوں نہ ہوں، اور اگر خبر دینے والے نے اس طرح خبر دی کہ خود میں نے چاند دیکھا ہے، یا چاند دیکھنے والے فلاں شخص نے خود مجھ سے بیان کیا ہے، یا یہ کہ یہاں کے قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی یا ذمہ دار اور مفتی نے چاند کی گواہی قبول کرلی ہے، تو ایسی صورت میں اگر اس طرح کے مضمون کے ٹیلی فون اتنی زیادہ تعداد میں آئیں کہ ان سے سچائی کا گمان غالب ہوتا ہو تو ایسی ٹیلی فون کی خبروں کا شرعاً اعتبار کیا جائے گا، اور ان کی روشنی میں کسی دوسرے شہر میں چاند کے ثبوت کا اعلان کرنا قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی وغیرہ کے لئے جائز ہوگا۔ (مستفاد: بوادر النوادر، از: حضرت تھانویؒ ۲۱۵-۲۱۶)

لو شهد جماعة ان اهل بلد كذا رأوا هلال رمضان قبلكم بيوم فصاموا وهٰذا اليوم ثلاثون بحسابهم، ولم ير هؤلاء الهلال لا يباح لهم فطر غد، ولا تترك التراويح هٰذه الليلة، لان هٰذه الجماعة لم يشهدوا بالرؤية، ولا على شهادة غيرهم، وانما حكوا رؤية غيرهم، ولو شهدوا ان قاضى بلد كذا شهد عنده اثنان برؤية الهلال فى ليلة كذا، وقضىٰ بشهادتهما جاز لهٰذا القاضى ان يحكم بشهادتهما، لان قضاء القاضى حجة وقد شهدوا به. (فتح القدير بيروت ٣١٤/٢، و مثله فى الهندية ١٩٩/١، خانية ١٩٨/١، مجمع الانهر ٢٣٩/١، البحر الرائق كراچى ٢٧٠/٢، تاتارخانية زكريا ٣٦٦/٣)

اخبارات کا اعلان

متعدد اخبارات میں اگر ذمہ دار حضرات کی طرف سے شرعی فیصلہ کا اعلان آجائے اور سچائی کا گمان غالب ہو تو اس اعلان پر عمل جائز ہے۔ (کفایۃ المفتی ۲۰۹/۴)

ضروری تنبیہ: شرعی طور پر یہ ضروری نہیں ہے کہ پورے ملک میں ایک ہی دن

سے رمضان شروع ہو یا ایک ہی دن عید ہو بلکہ مہینہ کی ابتداء وانتہاء کا مدار چاند دیکھنے اور اس کی گواہی دینے کے شرعی ضابطوں پر ہے، لہٰذا اس معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہئے اور بے جا تبصرہ بازی اور علماء پر تہمت طرازی سے احتراز کرنا چاہئے۔ **قال النبی ﷺ صوموا لرؤیتہٖ وأفطروا لرؤیتہٖ.** (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۴)

جنوبی ہند کی رؤیت پر شمالی ہند میں عمل کیا جائے گا یا نہیں؟

ہندوستان جیسے ملک میں چوں کہ رؤیت ہلال کمیٹیوں کا مستحکم اور مربوط نظام نہیں ہے؛ بلکہ ہر صوبہ کی الگ الگ بااثر کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں؛ لہٰذا جنوبی ہند سے رؤیت کی تصدیق پر شمالی ہند والوں کے لئے اس وقت تک عمل جائز نہ ہوگا جب تک کہ شمالی ہند کی معتبر کمیٹیاں جنوبی ہند کی رؤیت تسلیم نہ کرلیں، اور یہی حکم اس کے برعکس صورت میں بھی ہوگا۔ **مستفاد: وفی التجنیس عن محمدؒ ان امر القلۃ والکثرۃ مفوض الی رأی الامام وھو الصحیح وفی البرھان فی الاصح.** (مراقی الفلاح ۵۵۹، شامی زکریا ۳/۳۵۶)

جنوبی ہند کی رؤیت کو صرف مقامی عالم تسلیم کریں؟

اگر مثلاً جنوبی ہند کی خبر پر شمالی ہند کا کوئی مقامی عالم اپنے طور پر رؤیت کا اعلان کردے اور اس علاقہ کی بااثر کمیٹیاں اس رؤیت کو تسلیم نہ کریں تو مقامی عالم کا فیصلہ صرف اس کے زیر اثر لوگوں پر ہی نافذ ہوگا، دیگر لوگوں پر اس فیصلہ کا نفاذ نہ ہوگا۔ **والعالم الثقۃ فی بلدۃ لا حاکم قائم مقامہ.** (عمدۃ الرعایۃ ۱/۲۴۶)

۲۹؍ شعبان کو ہندوستان سے روانہ ہوکر نصف النہار سے قبل سعودیہ پہنچ گیا؟

اگر کوئی شخص ہندوستان سے ۲۹؍ شعبان کو روانہ ہوکر نصف النہار شرعی (ضحوۂ کبریٰ) سے قبل سعودیہ پہنچا جب کہ وہاں رمضان المبارک شروع ہوچکا تھا اور لوگ روزے سے تھے، تو اگر اس شخص

نے صبح صادق کے بعد سے کوئی روزہ کے خلاف عمل نہ کیا ہوتو روزہ کی نیت کرنا اس پر ضروری ہوگا، اور اس کا رمضان کا روزہ معتبر ہوجائے گا۔ (یہ ایسا ہی ہے جیسے رمضان کے چاند کے ثبوت کی اطلاع دن نکلنے کے بعد ملے تو جن لوگوں نے صبح صادق کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہوتو ان پر روزہ کی نیت ضروری ہوتی ہے) **مستفاد: فان ظهر رمضانيته فعنه، قال الشامي: اى فيقع عن رمضان لوجود اصل النية وهو كاف في رمضان لعدم لزوم التعيين فيه.** (درمختار و شامی زکریا ۳۵۰/۳)

۲۹/شعبان کو ہندوستان سے روانہ ہوکر زوال کے بعد سعودیہ پہنچا

اگر کوئی شخص ۲۹/شعبان کو ہندوستان سے روانہ ہوکر زوال کے بعد سعودیہ پہنچا تو اگر اس نے صبح ہی سے روزے کی نیت کررکھی ہے تو اس کا روزہ معتبر ہوجائے گا اور اگر نصف النہار سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی ہے تو اس کے بعد نیت کرنے سے روزہ درست نہ ہوگا۔ **فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل ...... الى الضحوة الكبرىٰ لا بعدها.** (درمختار زكريا ۳۳۸/۳، هندية ۱۹۵/۱)

۲۹/رمضان کو ہندوستان سے چلا جب کہ سعودیہ میں عید تھی؟

اگر کوئی شخص ۲۹/رمضان المبارک کو ہندوستان سے روزہ رکھ کر چلا جب کہ سعودیہ میں عید تھی تو یہ شخص وہاں جا کر روزہ توڑ دے گا (اب اگر اس کے روزے ۲۹/ سے کم ہوئے ہوں تو بعد میں ایک روزہ کی قضا کرے گا) **ولزم نفل شرع فيه قصداً......، إلا في العيدين وأيام التشريق فلا يلزم لصيرورته صائماً بنفس الشروع فيصير مرتكباً للنهي (درمختار) وفي الشامي: فلا تجب صيانته بل يجب ابطاله ووجوب القضاء يبتني على وجوب الصيانة فلم يجب قضاءاً كما لم يجب أداءاً.** (شامی بيروت ۳۶۷/۳)

رمضان میں ہندوستان سے سعودیہ جانے والے کے روزوں کا حکم

اگر کوئی شخص رمضان شروع ہونے کے بعد ہندوستان سے مثلاً سعودی عرب چلا جائے اور

وہاں اس کے ۲۸ ؍روزے ہونے کے بعد ہی عید کا چاند نظر آجائے تو وہ عید میں شریک ہوگا اور عید کے بعد ایک روزہ قضا کرے گا، احتیاط کا تقاضا یہی ہے؛ کیوں کہ کسی بھی صورت میں شرعاً مہینہ ۲۹؍دن سے کم نہیں ہوتا۔ **قال رسول اللّٰہ ﷺ الشهر هٰكذا وهٰكذا وعقد إبهامه في الثالثة.** (مظاهر حق ۲/ ۱۵۷)

وكذا تستفاد من عبارة الهندية: وإذا صام أهل مصر شهر رمضان على غير رؤية ثمانية وعشرين يوماً ثم رأوا هلال شوال إن عدوا شعبان برؤيته ثلاثين يوماً ولم يروا هلال رمضان قضوا يوماً واحداً. (عالمگیری ۱/ ۱۹۹، خانیة ۱/ ۱۹۷-۱۹۸، تاتارخانية ۳/ ۳٦٤، مجمع الانهر ۱/ ۲۳۸، البحر الرائق ۲/ ۲٦۷، فتح القدير ۲/ ۳۲٤)

سعودیہ سے روزہ رکھ کر چلا مگر ہندوستان میں رمضان شروع نہیں ہوا؟

اگر کسی شخص نے سعودیہ میں رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھا اور اسی دن دوپہر تک ہندوستان پہنچ گیا، جب کہ یہاں اس دن شعبان کی ۲۹؍تاریخ تھی تو اس کا رمضان کا روزہ معتبر ہوگا، (لیکن وہ اس وقت تک روزہ رکھنا نہیں چھوڑے گا جب تک کہ ہندوستان میں عید کا اعلان نہ ہو، خواہ اس کے روزے ۳۰ سے زیادہ کیوں نہ ہوجائیں) **ومن رأى هلال رمضان وحده صام وان لم يقبل الامام شهادته.** (هداية ۱/ ۲۱۵) **لو صام رائي هلال رمضان واكمل العدة لم يفطر الا مع الامام لقوله عليه السلام: صومكم يوم تصومون وفطركم يوم تفطرون.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۱)

چاند رات میں سعودیہ سے چل کر صبح صادق سے قبل ہندوستان پہنچ گیا

اگر کوئی شخص سعودیہ میں عید کا اعلان سن کر رات کی فلائٹ سے روانہ ہوا اور صبح صادق سے قبل ہندوستان پہنچ گیا جب کہ یہاں رمضان باقی تھا تو ایسے شخص پر ہندوستان آکر روزہ رکھنا لازم ہے (یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص خود عید کا چاند دیکھے مگر اس کی گواہی رویت ہلال کمیٹی رد کردے تو

اس چاند دیکھنے والے پر بھی عام لوگوں کی طرح روزہ رکھنا لازم ہوتا ہے، یہی صورت سعودیہ سے چاند کا اعلان سن کر ہندوستان آنے والے کی ہے) **مستفاد: قال الشامی: تنبیه: لو صام رائ هلال رمضان واکمل العدة لم یفطر الا مع الامام لقوله علیه الصلاة والسلام: ''صومکم یوم تصومون وفطرکم یوم تفطرون". رواه الترمذی وغیره. والناس لم یفطروا فی مثل هٰذا الیوم فوجب ان لا یفطر......، قال فی التحفة: یجب علیه الصوم، وفی المبسوط: علیه صوم ذٰلک الیوم وهو ظاهر استدلالهم فی هلال رمضان بقوله تعالیٰ: ﴿فمن شهد منکم الشهر فلیصمه﴾ وفی العید بالاحتیاط، نهر. وما فی البدائع مخالف لما فی اکثر المعتبرات من التصریح بالوجوب، نوح. قلت: والظاهر ان المراد بالوجود المصطلح لا الفرض لان کونه من رمضان لیس قطعیاً ولذا ساغ القول بندب صومه وسقطت الکفارة بفطره ولو کان قطعیاً للزم الناس صومه، علی ان الحسن وابن سیرین وعطاء قالوا: لا یصوم الا مع الامام کما نقله فی البحر، فافهم.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۱)

چاند رات میں صبح صادق سے قبل سعودی عرب سے روانہ ہوگیا

چاند رات میں عید کے اعلان کے بعد سعودیہ سے روانہ ہوا اور دورانِ پرواز اس کا جہاز صبح صادق سے قبل ایسے علاقے میں پہنچ گیا جہاں عید کا اعلان نہیں تھا (مثلاً رات کے شروع میں جہاز روانہ ہوا اور صبح صادق سے قبل پاکستان کی فضاء میں پہنچ گیا یا سردیوں کی رات میں ۲/ بجے جدہ سے جہاز روانہ ہوا اور ۶/ بجے کراچی کی فضا میں پہنچ گیا جہاں رمضان باقی تھا) تو ایسے شخص پر روزہ لازم ہوگا (اور مسافر کے لئے سفر کی رخصت کی بنا پر گو کہ روزہ چھوڑنا جائز ہے؛ لیکن بعد میں اس کی قضا کرنی ہوگی) **مستفاد: تنبیه: لو صام رائ هلال رمضان واکمل العدة لم یفطر الا مع الامام، لقوله علیه الصلاة والسلام: ''صومکم یوم تصومون وفطرکم یوم**

تفطرون". (رواہ الترمذی وغیرہ) **والناس لم یفطروا فی مثل هٰذا الیوم فوجب ان لا یفطر.** (شامی زکریا ۳/ ۳۵۱)

عید کے دن سعودیہ سے چل کر نصف النہار سے قبل ہندوستان پہنچا

جو شخص عید کے دن صبح صادق کے بعد سعودیہ سے روانہ ہو تو اس کے لئے سعودیہ میں رہتے ہوئے روزہ کی نیت کرنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ وہاں وہ عید کا دن ہے اور عید کے دن روزہ ممنوع ہے؛ البتہ اگر وہ نصف النہار شرعی سے قبل ہندوستان (یا ایسا علاقہ جہاں عید نہ ہو) پہنچ جائے اور اس نے روزہ کے خلاف کوئی عمل نہ کیا ہو تو اس پر روزہ کی نیت کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں کوئی صریح جزئیہ احقر کو نہیں ملا، اور فقہی عبارتوں کے مطالعہ سے دو طرح کی باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) بعض فقہی جزئیات میں رمضان کے روزہ کا سببِ وجوب ہر دن کے اس حصہ کو قرار دیا گیا ہے جس میں روزہ رکھنا ممکن ہو سکے یعنی صبح صادق سے ضحوۂ کبریٰ کا درمیانی وقت، تو اس اعتبار سے اگر مذکورہ شخص ضحوۂ کبریٰ سے قبل ایسے علاقہ میں پہنچ جائے جہاں نیت کرنا ممکن ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا درست ہوگا یعنی عید کے دن روزہ رکھنے والا نہیں کہلائے گا؛ بلکہ رمضان میں روزہ رکھنے والا کہلائے گا۔

عبارت یہ ہے: **وسبب صوم رمضان شهود جزء من الشهر (تنویر الابصار) واختار فخر الاسلام وغیره انه الجزء الذی یمکن انشاء الصوم فیه من کل یوم (درمختار) وتحته فی الشامیة: وهو ما کان من طلوع الفجر الصادق الی قبیل الضحوة الکبریٰ، اما اللیل والضحوة وما بعدها فلا یمکن انشاء الصوم فیهما.** (شامی زکریا ۳/ ۳۳۲)

لیکن بعض دیگر فقہاء نے اس بحث سے علی الاطلاق اتفاق نہیں کیا؛ بلکہ ہر دن کے جزءِ اول کو سبب قرار دیا ہے، اور اسی کو حق کہا ہے۔ **فذهب القاضی الامام ابوزید فخر الاسلام وصدر الاسلام ابو الیسر الی انه الجزء الاول الذی لا یتجزء فی کل یوم کذا فی الکشف الکبیر، قال فی غایة البیان وهو الحق عندی وصححه الامام الهندی، کذا فی النهر الفائق.** (عالمگیریة ۱۹۴)

(۲) فقہی کتابوں میں ایک بحث یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ نصف النہار شرعی سے قبل بالغ ہوجائے تو اس دن کا روزہ اس پر فرض ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہاء کی عبارات واضح ہیں کہ اس پر اس دن کا روزہ فرض نہ ہوگا اور اگر وہ نیت بھی کرلے پھر بھی وہ روزہ اس کے لئے فرض شمار نہ ہوگا۔ اس جزئیہ کے اعتبار سے ہماری زیر بحث مسئلہ میں نصف النہار سے قبل سعودیہ سے ہندوستان پہنچنے والوں کو روزہ کی نیت کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور اگر اس کے ۲۹/روزے پورے ہو چکے ہوں تو انہیں مزید کسی روزے کی قضا کا حکم بھی نہ ہوگا۔ عبارت درج ذیل ہے: **وکذا اذا بلغ فی یوم من رمضان قبل الزوال لا یجزیه صوم ذلک الیوم وان نوی ولیس علیه قضاؤه اذ لم یجب علیه فی اول الیوم لعدم اهلیة الوجوب فیه، والصوم لا یتجزأ وجوباً وجوازاً، لما فیه من الحرج علی ما ذکرنا. وروی عن ابی یوسف فی الصبی یبلغ قبل الزوال او اسلم الکافر ان علیهما القضاء، ووجهه انهما ادرکا وقت النیة فصار کانهما ادرکا من اللیل، والصحیح جواب ظاهر الروایة لما ذکرنا ان الصوم لا یتجزأ وجوباً فاذا لم یجب علیهما البعض لم یجب الباقی.** (بدائع الصنائع ۲/۲۳۳)

نوٹ: بعض حضرات مفتیانِ کرام کا رجحان اس مسئلہ میں اول الذکر جزئیات کی طرف ہے، اسی بناپر وہ نصف النہار سے قبل روزہ کی نیت کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ احقر کی نظر میں قبل الزوال بالغ ہونے والا مسئلہ زیر بحث مسئلہ کے لئے قریبی نظیر کی حیثیت رکھتا ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ ہونا چاہئے کہ انہیں روزہ کا حکم نہ دیا جائے؛ لیکن اگر وہ غروب سے قبل اپنے وطن پہنچ جائیں تو روزہ داروں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے منافی روزہ اعمال سے بچنا ان پر لازم ہوگا، دورانِ سفر اس کا لزوم نہیں ہے۔ **وأجمعوا علی أنه لا یجب التشبه بالصائم علی الحائض والنفساء والمریض والمسافر.** (عالمگیری ۱/۲۱۵) واللہ اعلم۔

عید کے دن سعودیہ سے چل کر زوال کے بعد ہندوستان پہنچا

اگر کوئی شخص عید کے دن صبح صادق کے بعد سعودیہ سے روانہ ہوا اور زوال کے بعد

ہندوستان پہنچا (اور اس دوران اس نے نہ تو روزہ کی نیت کی اور نہ ہی کوئی منافی روزہ عمل کیا) تو اب اس کے لئے روزہ کی نیت کرنا معتبر نہ ہوگا؛ کیوں کہ بالاتفاق نیت کا وقت نکل چکا ہے) **اما اللیل والضحوۃ وما بعدھا فلا یمکن انشاء الصوم فیھما.** (شامی زکریا ۳۳۲/۳)

رمضان میں سعودیہ سے ہندوستان آنے والا شخص روزہ کب تک رکھے؟

کوئی شخص رمضان کے دوران سعودی عرب سے ہندوستان آکر مقیم ہوجائے اور یہاں اس کے ۳۰/روزے پورے ہوجائیں تو وہ اس وقت تک روزہ رکھنا نہ چھوڑے گا جب تک کہ ہندوستان میں عید کا چاند نظر نہ آجائے چاہے اسے ۳۱ یا ۳۲/روزے رکھنے پڑیں۔ **کذا تستفاد من العبارۃ الاٰتیۃ:**

تنبیہ: لو صام رائی ھلال رمضان وأکمل العدۃ لم یفطر إلا مع الإمام لقولہٖ علیہ السلام صومکم یوم تصومون وفطرکم یوم تفطرون. (رواہ الترمذی ۱۵۰/۱، ابوداؤد شریف ۳۱۸/۱، ابن ماجۃ ۱۲۰، وغیرہ) **والناس لم یفطروا فی مثل ھذا الیوم فوجب أن لا یفطر.** (شامی زکریا ۳۵۱/۳) **لو اکمل ھٰذا الرجل ثلاثین یوماً لم یفطر الا مع الامام.** (عالمگیری ۱۹۸/۱، مراقی الفلاح ۳۵۷، مجمع الانہر ۲۳۸/۱، ھدایۃ ۲۱۶/۱، احسن الفتاوی ۴۲۳/۴)

روزہ کے اہم مسائل

روزہ کی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اہل ایمان کو رمضان المبارک کے روزہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرة: ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا؛ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

روزہ ۲/ھ میں فرض ہوا، اور شروع شروع میں سہولت کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ چاہے آدمی روزہ رکھے یا ہر روزہ کے بدلہ میں فدیہ ادا کرے، پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ اختیار ختم کر دیا گیا اور حتمی طور پر رمضان المبارک کی فرضیت کا حکم اس آیت میں نازل ہوا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. (البقرة: ۱۸۵)

پس جو پائے تم میں سے رمضان کا مہینہ تو وہ اس میں ضرور روزہ رکھے۔

البتہ شیخ فانی اور دائمی مریض کے لئے فدیہ کا حکم ابھی بھی باقی ہے اور عارضی مریض اور مسافر کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ سردست روزہ نہ رکھ کر بعد میں قضا کر لے۔ (زاد المعاد مکمل ۲۵۷)

روزہ؛ تقویٰ کے حصول کا اہم ذریعہ

حضرت علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلِلصَّوْمِ تَاثِيْرٌ عَجِيْبٌ فِيْ حِفْظِ الْجَوَارِحِ الظَّاهِرَةِ وَالْقُوَى الْبَاطِنَةِ وَحِمْيَتِهَا عَنِ التَّخْلِيْطِ الْجَالِبِ لَهَا الْمَوَادَّ الْفَاسِدَةَ الَّتِيْ اِذَا اسْتَوْلَتْ عَلَيْهَا اَفْسَدَتْهَا، وَاسْتِفْرَاغِ الْمَوَادِّ الرَّدِيْئَةِ الْمَانِعَةِ لَهَا مِنْ صِحَّتِهَا،

روزہ کے اندر ظاہری اعضاء اور باطنی قوتوں کی حفاظت کرنے کی عجیب تاثیر پائی جاتی ہے، اسی طرح روزہ ان فاسد مادوں کی ملاوٹ سے بچاتا ہے جو نفس پر غالب آنے پر اسے بگاڑ دیتے ہیں اسی طرح جو گھٹیا جذبات و کیفیات روحانی صحت کے لئے مضر ہیں، روزہ ان سب کو باہر کرنے میں اثر رکھتا ہے، نیز

فَـالـصَّـوْمُ يَـحْـفَظُ عَـلَـى الْـقَلْبِ وَالْـجَـوَارِحِ صِـحَّتَهَا وَيُعِيدُ اِلَيْهَا مَا اسْـتَلَبَتْـهُ مِـنْهَـا اَيْدِى الشَّهَوَاتِ فَهُوَ مِـنْ اَكْـبَـرِ الْـعَـوْنِ عَلَى التَّقْوىٰ. (زاد المعاد مكمل بيروت ۲۵۷)

روزہ دل اور اعضاء وجوارح کی صحت مندی کا محافظ ہے اور جونفسانی خواہشات کے ہاتھوں صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں ان کو روزہ واپس لے آتا ہے، پس روزہ تقویٰ کو حاصل کرنے میں سب سے بڑا معاون عمل ہے۔ (جیسا کہ آیت بالا میں فرمایا گیا)

اور تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ روزہ خواہشات کو توڑنے میں نہایت اثر رکھتا ہے، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان نوجوانوں کو جو مالی وسعت کی بنا پر نکاح سے عاجز ہوں، مسلسل روزے رکھنے کا مشورہ دیا ہے۔ (بخاری شریف حدیث: ۵۰۶۵)

روزہ کا بے انتہاء اجر وثواب

روزہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انسان کو اس بات کی مشق کرانا چاہتے ہیں کہ ہماری خواہش اصل نہیں؛ بلکہ حکم خداوندی اصل ہے، وہی چیزیں جو روزہ سے قبل حلال ہوتی ہیں، مثلاً اپنی محنت سے حاصل کردہ حلال مال اور اپنی منکوحہ حلال بیوی؛ لیکن روزہ کی نیت کرتے ہی یہ دونوں حلال چیزیں روزہ دار پر حرام قرار پاتی ہیں، اور روزہ دار بخوشی روزہ رکھ کر حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کا خلوص اور اطاعت وانقیاد کی اعلیٰ کیفیت ہے جس پر اللہ کے علاوہ کوئی اور بغیر بتائے مطلع نہیں ہوسکتا، اور یہ کیفیت جس کو حاصل ہوجائے گی، اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی عادت پڑجائے گی تو انسان روزہ سے ہو یا نہ ہو، بہرحال ہر اس کام سے بچے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، اسی بنا پر حدیث قدسی میں روزہ کی عبادت کا خصوصی درجہ بتایا گیا ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ عَـمَـلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشَرِ أَمْثَالِهَا إِلىٰ سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَـالـىٰ إِلَّا الـصَّـوْمُ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِـهٖ يَـدَعُ شَهْـوَتَـهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِيْ لِلصَّـائِـمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الـصَّـائِـمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَـانَ

آدمی کے ہر عمل کا اجر دس سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس (تحدید) سے مستثنیٰ ہے اس لئے کہ وہ صرف میرے (اللہ) کے لئے ہے، اور میں ہی اس کا بدلہ مرحمت فرماؤں گا، کیوں کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کھانے پینے کو صرف میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو (خاص) فرحتیں ہیں ایک اس کے افطار کے وقت اور دوسرے پروردگارِ عالم سے ملاقات کے وقت، اور روزہ

يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلا يَرْفَثْ وَلاَ يَصْخَبْ فَإِنَّ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّىْ امْرُؤٌ صَائِمٌ.

(بخاری شریف ۱/ ۲۵۵، مسلم شریف ۱/ ۳۶۳، مشکوٰۃ شریف ۱/ ۱۷۳)

دار کے منہ سے آنے والی بواللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے، اورروزہ (گناہوں سے) ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو بری بات زبان سے نہ نکالے اور نہ گالم گلوچ کرے اور جب کوئی اسے برا بھلا کہے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب دے دے کہ میں روزہ دار شخص ہوں۔

اس حدیث شریف میں روزہ دار کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے یہ صرف روزہ کے ساتھ خاص نہیں رہنی چاہئے؛ بلکہ سارے سال، دن اور رات ہر وقت یہی فکر سوار ہو کہ ہم سے کوئی ایسا عمل صادر نہ ہو جو ہمارے پروردگار، محسن حقیقی کی مرضی کے خلاف ہو، اسی کیفیت کا نام تقویٰ ہے، جس کے حصول کے لئے روزہ کی عبادت فرض کی گئی ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت تک پہنچادے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لا عِدْلَ لَهُ.

(الترغیب والترھیب ۲/ ۵۲، صحیح ابن حبان ۵/ ۱۸۰ حدیث: ۳۴۱۷)

تم روزے رکھا کرو؛ اس لئے کہ وہ بے مثال عمل ہے۔

روزہ داروں کے لئے جنت کا خصوصی دروازہ

جنت میں داخلہ کے وقت روزہ داروں کو خصوصی اعزاز سے نوازا جائے گا، اور جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازہ خاص طور پر روزہ داروں کے نام منسوب کردیا جائے گا، جس کا نام ''ریان'' ہوگا، اس خصوصی گیٹ سے انہیں لوگوں کو داخلہ کا پروانہ ملے گا جن کو روزہ کی عبادت سے خاص مناسبت رہی ہوگی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فِىْ الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمّٰى الرَّيَّانُ لا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ. (بخاری شریف ۱/ ۲۵۴، مسلم شریف ۱/ ۳۶۴ مشکوٰۃ شریف ۱/ ۱۷۳، شعب الإیمان للبیهقی ۳/ ۳۹۶)

جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک دروازہ ''ریان'' نامی ہے جس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔

اس لئے ہم لوگوں کو چاہئے کہ فرض روزوں کے علاوہ کچھ نہ کچھ نفلی روزوں کا بھی اہتمام رکھا کریں؛

تاکہ ہمیں بھی آخرت میں ''باب الریان'' سے داخلہ کی خصوصیت نصیب ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

روزہ اور قرآنِ کریم کی سفارش

روزہ ایسی عبادت ہے جو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں روزہ دار کے لئے خود سفارش کرے گی، اور اس کی سفارش قبول بھی کی جائے گی، اسی طرح قرآنِ پاک بھی اپنے پڑھنے والوں کے لئے خصوصی سفارش کرے گا جس کو قبولیت سے نوازا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ أَیْ رَبِّ إِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ. (مسند إمام أحمد بن حنبل ۱۷۴/۲ حدیث: ۶۶۲۶، مشکوٰۃ شریف ۱۷۳/۱، جامع الأحادیث حدیث: ۱۳۷۹۸)

روزہ اور قرآنِ کریم بندہ کے لئے (اللہ کے دربار میں) سفارش کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے پرودگار! میں نے اس کو دن میں کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، اور قرآن کہے گا کہ اے پرودگار! میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما، چناں چہ ان دونوں کی سفارشیں قبول کی جائیں گی۔

اس حدیث کی پرداز یہ بتلا رہی ہے کہ رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ رات میں تلاوتِ کلام پاک کا اہتمام رکھنا چاہئے، اور اس میں تراویح کی نماز کی جانب بھی اشارہ موجود ہے، علاوہ ازیں سال بھر جس قدر توفیق ملے تلاوت کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی ہے

روزہ کی حالت میں دعا کی قبولیت کا وعدہ بھی احادیث میں منقول ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّائِمُ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُ. (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۴/۲)

روزہ دار کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔

اور دوسری حدیث میں ہے:

ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: اَلصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ الخ. (الترغیب والترهیب ۵۳/۲، شعب الإیمان ۳۰۰/۳ حدیث: ۳۵۹۴)

تین شخصوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں: (۱) روزہ دار کی افطار کے وقت کی دعا (۲) عادل بادشاہ کی دعا (۳) مظلوم کی دعا۔

اس لئے روزہ کی حالت میں یکسوئی کے ساتھ دعاؤں کا اہتمام بھی رہنا چاہئے، خاص طور پر افطار کے قریبی وقت میں دعا کی قبولیت کی امید زیادہ ہوتی ہے، اس وقت کو غنیمت سمجھا جائے اور کھانے پینے کی طرف توجہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف توجہ کی جانی چاہئے۔

روزہ کے دوران ناجائز امور سے اجتناب نہ کرنا

روزہ کا اصل مقصد چوں کہ تقویٰ کا حصول اور گناہوں سے اجتناب ہے؛ لہٰذا جو شخص روزہ رکھ کر بھی گناہوں سے نہ بچے تو ایسے شخص کے بھوکے پیاسے رہنے کا کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہو پائے گا، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (بخاری شریف ۱/ ۲۵۵، مشکوٰۃ شریف ۱/ ۱۷۶)

جو شخص (روزہ میں) جھوٹی بات اور ناجائز کلام کرنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے کھانے پینے کو چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہر روزہ دار روزہ رکھ کر گناہ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے، اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے گناہ پر آمادہ بھی کرنا چاہے تو صبر وہمت سے کام لے کر اس سے بچنے کا اہتمام کرے۔

روزہ کی حالت میں زبان کی حفاظت کا اہتمام

بالخصوص زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے، اور روزہ میں خاص کر غیبت اور چغلی وغیرہ سے بچنے کا بہت اہتمام ہونا چاہئے ،جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

مَا صَامَ مَنْ ظَلَّ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ. (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۲۷۳)

جو شخص لوگوں کے گوشت کھاتا رہا (یعنی غیبتیں کرتا رہا) اس نے (گویا) روزہ ہی نہیں رکھا۔

اور ایک دوسری حدیث میں اس بارے میں بہت عبرت ناک واقعہ بیان کیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ اِمْرَأَتَيْنِ صَامَتَا وَأَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰهُنَا إِمْرَأَتَيْنِ قَدْ صَامَتَا وَإِنَّهُمَا قَدْ كَادَتَا أَنْ تَمُوْتَا مِنَ الْعَطَشِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ – أَوْ سَكَتَ – ثُمَّ عَادَ وَأُرَاهُ قَالَ بِالْهَاجِرَةِ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّهُمَا وَاللّٰهِ قَدْ مَاتَتَا أَوْ

آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تو ایک شخص نے (آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر) عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہاں دو روزہ دار عورتیں پیاس کے مارے موت کے دہانے تک پہنچ گئی ہیں، آنحضرت ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا اور خاموش رہے، اس نے پھر یہی بات دہرائی اور غالباً یہ بھری

كَادَتَا أَنْ تَمُوتَا قَالَ أُدْعُهُمَا قَالَ: فَجَاءَتَا قَالَ فَجِيئَ بِقَدْحٍ - أَوْعُسٍّ - فَقَالَ لِإِحْدَاهُمَا قِيْئِي فَقَاءَتْ قَيْحاً - أَوْ دَماً وَصَيْداً - أَوْ لَحْماً - حَتىٰ قَاءَتْ نِصفَ الْقَدْحِ ثُمَّ قَالَ لِلْأُخرىٰ قِيْئِي فَقَاءَتْ مِنْ قَيْحٍ وَدَمٍ وَصَيْدٍ وَلَحْمٍ عَبِيْطٍ وَغَيْرِهِ حَتّٰى مَلَأَتِ الْقَدْحُ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ صَامَتَا عَمَّا أَحَلَّ اللّٰهُ، وَأَفْطَرَتَا عَلىٰ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمَا، جَلَسَتْ إِحْدَاهُمَا إِلىٰ الْأُخْرىٰ فَجَعَلَتَا يَأْكُلَانِ لُحُومَ النَّاسِ.

(مسند احمد ٤٣١/٥)

دو پہر کا وقت تھا اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! قسم بخدا وہ دونوں عورتیں مرنے کے بالکل قریب پہنچ چکی ہیں (مقصد تھا کہ آپ انہیں افطار کی اجازت دے دیں) آپ ﷺ نے ان دونوں عورتوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چناں چہ وہ دونوں حاضر ہوگئیں، راوی فرماتے ہیں کہ پھر ایک پیالہ یا ٹب لایا گیا، اور نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں میں سے ایک سے فرمایا کہ اس میں قے کرو تو اس نے پیپ یا خون اور گوشت کی قے کی یہاں تک کہ آدھا پیالہ بھر گیا، پھر آپ ﷺ نے دوسری عورت کو قے کرنے کا حکم دیا چناں چہ اس نے بھی پیپ اور خون اور تازہ گوشت کی قے کی حتی کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے حلال پر روزہ رکھا، حرام بات پر افطار کیا، یہ دونوں پاس بیٹھ کر لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں (یعنی غیبت کرتی رہیں) العیاذ باللّٰہ۔

اس واقعہ کی روشنی میں ہمیں اپنے کردار کا جائزہ لینا چاہئے اور روزہ کو ہر طرح کے قولی وعملی گناہ سے محفوظ رکھنے کی فکر کرنی چاہئے۔

روزہ جہنم سے بچاؤ کے لئے ڈھال ہے

روزہ جہنم اور گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے کہ اس عبادت سے ایسی قوت حاصل ہوتی ہے کہ آدمی کے لئے نفسانی اور شیطانی خواہشات کا مقابلہ کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصَّوْمُ جُنَّةٌ يَسْتَجِنُّ بِهَا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ. (الطبرانی فی الكبير حديث: ۸۳۸٦، الترغيب والترهيب ۲/ ۵۰)

روزہ ایسی ڈھال ہے کہ جس سے بندہ جہنم سے بچاؤ کرتا ہے۔

اور ایک حدیث میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَعَرَفَ حُدُوْدَهٗ، وَتَحَفَّظَ مِمَّا يَنْبَغِيْ لَهٗ أَنْ يَّتَحَفَّظَ كُفِّرَ مَا قَبْلَهٗ. (الترغيب والترهيب ٥٥/٢، صحيح ابن حبان ٥٨٣/٥ حديث: ٣٤٢٤)

جو شخص رمضان کا روزہ رکھے اور اس کے حدود کی رعایت رکھے اور جن چیزوں کی نگہداشت کرنی چاہئے ان کی نگرانی کرے تو اس کے گذشتہ معاصی کا کفارہ ہوجائے گا۔

روزہ سے تندرستی میں اضافہ

روزہ سے جہاں روحانی فائدے ہیں، وہیں روزہ جسمانی صحت کا بھی اہم سبب ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُغْزُوْا تَغْنِمُوْا، وَصُوْمُوْا تَصِحُّوا، وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا. (الطبراني في الأوسط ١٤٤/٩ حديث: ٨٣٠٨، الترغيب والترهيب ٤٩/٢)

جہاد کرو مالِ غنیمت حاصل کروگے اور روزہ رکھو صحت مند رہوگے، اور سفر کرو دوسروں سے بے نیاز رہوگے۔

روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے

جسم اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے جس سے انسان ہر وقت فائدہ اٹھاتا رہتا ہے، جسم کا ایک ایک عضو اس قدر قیمتی ہے کہ ساری دنیا کی دولت بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے، اس نعمت کا حق یہ ہے کہ جس طرح مال و دولت کی نعمت کی زکوٰۃ نکالی جاتی ہے، اسی طرح جسم کی بھی زکوٰۃ نکالی جائے، اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الصِّيَامُ نِصْفُ الصَّبْرِ وعَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ، وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ. (شعب الإيمان ٢٩٢/٣ حديث: ٣٥٧٧، الترغيب والترهيب ٥١/٢)

روزہ آدھا صبر ہے اور ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

اب ذیل میں روزہ سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

روزہ کس پر فرض ہے؟

ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر عاقل بالغ مسلمان غیر معذور شخص پر فرض ہے۔

شرط نفس الوجوب وهو الاسلام والعقل والبلوغ. (تاتارخانية زكريا ۳/ ۳۵۱، عالمگیری ۱/ ۱۹۵، فتح القدير ۲/ ۳۰۲)

کن حالتوں میں روزہ رکھنا درست نہیں؟

حیض ونفاس والی عورتوں کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں لیکن بعد میں قضا لازم ہے۔ **شرط وجوب ادائه: خلو المرأة من الحيض والنفاس؛ لان الحائض والنفساء ليستا اهلاً للصوم ولحديث عائشةؓ فنؤمر بقضاء الصوم.** (الموسوعة الفقهية ۲۸/ ۲۱، طحطاوی علی المراقی ۳۴۸، شامی زکریا ۳/ ۳۳۱، تاتارخانية زکریا ۳/ ۳۵۱، هندیة ۱/ ۱۹۵)

کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے؟

مریض، مسافر، حاملہ، دودھ پلانے والی عورت، تیماردار (جب کہ اس کے روزہ رکھنے سے مریض کا نقصان ہو) نہایت کمزور، بھوک پیاس سے مجبور، مجاہد فی سبیل اللہ (جب کہ اس کے روزہ سے جہاد میں نقصان ہو) اور جنون اور بے ہوشی میں مبتلا شخص کے لئے اعذار کی بناء پر روزہ نہ رکھنا مباح ہے، جب ان کا عذر زائل ہوجائے تو وہ روزہ کی قضا کریں، ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے روزہ رکھنے پر قدرت ہی نہ رہے تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلہ میں فدیہ (ایک صدقۂ فطر کی مقدار) دے دیا کرے۔ **الاعذار التی تبيح الافطار: منها السفر ......، ومنها المرض، ومنها حبل المرأة وارضاعها ......، ومنها الحيض والنفاس......، ومنها العطش والجوع اذا خيف منهما الهلاك او نقصان العقل، ومنها كبر السن كالشيخ الفانی الذی لا يقدر على الصيام، يفطر ويطعم لكل يوم مسكيناً كما يطعم فی الكفارة ......، المجنون اذا افاق فی بعض الشهر يلزمه قضاء ما مضى ......، ولو اغمی عليه رمضان كله قضاه وهٰذا بالاجماع، الغازی اذا علم انه يقاتل العدو فی رمضان وهو يخاف الضعف فله ان يفطر.** (عالمگیری ۱/ ۲۰۶، ۲۰۸، ومثله فی تبيين الحقائق ۲/ ۱۸۹، فتح القدير ۲/ ۳۵۰)

ہر روزہ کی الگ الگ نیت کرنا

رمضان المبارک کے ہر روزہ کے لئے الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے۔ **ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم في رمضان.** (هنديه ١/١٩٥، ومثله في الشامي زكريا ٣/٣٤٤، تاتارخانية زكريا ٣/٣٦٨)

نصف النہار سے پہلے پہلے فرض ونفل روزہ کی نیت

نصف النہار شرعی (جو جنتریوں میں عام طور پر ضحوۂ کبریٰ کے نام سے لکھا رہتا ہے، یعنی صبح صادق اورغروبِ آفتاب کا بالکل درمیانی وقت) سے پہلے تک اگر رمضان کے اداء روزے کی نیت کرلی جائے تو روزہ صحیح ہوجائے گا۔ (اس وقت کے بعد نیت معتبر نہیں ہے) **فيصح أداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل ......، إلى الضحوة الكبرىٰ لابعدها (درمختار) قوله إلى الضحوة الكبرىٰ المراد بها نصف النهار الشرعي.** (شامي زكريا ٣/٣٣٨ – ٣٤١، هنديه ١/١٩٥)

زبان سے نیت ضروری نہیں

نیت کے لئے زبان سے تلفظ کی ضرورت نہیں؛ بلکہ محض دل سے ارادہ کرلینا کافی ہے، حتی کہ روزہ کے لئے سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہوتا ہے۔ **والنية معرفته بقلبه ان يصوم ....، والتسحر في رمضان نية.** (هنديه ١/١٩٥، درمختار زكريا ٣/٣٤٥، تاتارخانية زكريا ٣/٣٦٨)

نوٹ: بعض لوگ عربی میں روزہ کی نیت ضروری سمجھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۳۷۸)

نیت کے بعد صبح صادق سے قبل کھانا پینا

روزہ کی ابتدا صبح صادق سے ہوتی ہے اس لئے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب جائز ہے، اگرچہ روزہ کی نیت پہلے کر چکا ہو۔ **قال اصحابنا وقت الصوم من حين يطلع الفجر الثاني.** (تاتارخانية زكريا ٣/٣٥٢، هنديه ١/١٩٤، هدايه ١/٢١٦)

سحری کی فضیلت

روزہ رکھنے کے لئے سحری (آخری شب میں کھانا پینا) مسنون ہے، اورحدیث میں اس عمل کو باعث برکت قرار دیا گیا ہے، اس لئے سحری کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ **عَنْ أَنَسٍ** رضی اللہ عنہ **قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ: **تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِيْ السَّحُوْرِ بَرَكَةً.** (بخاری شریف ۱/۲۵۷، مسلم شریف ۱/۳۵۰، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۵)

سحری میں تاخیر کرنا

سحری میں تاخیر مستحب ہے مگر اتنا تاخیر کرنا کہ وقت میں شک پیدا ہوجائے مکروہ ہے۔ **ثم تاخير السحور مستحب كذا فى النهاية، ويكره تاخير السحور إلى وقت يقع فيه الشك هٰكذا فى السراج الوهاج.** (هنديه ۱/۲۰۰، هداية ۱/۲۲۵، مراقى الفلاح ۳۷۳، تاتارخانية ۳/۳۵۵، درمختار مع الشامى ۳/۴۰۰، مجمع الانهر ۱/۲۴۸)

بلاسحری روزہ رکھنا

سحری کھانا اگرچہ مسنون ہے لیکن اگر کوئی شخص سحری کھائے بغیر ہی روزہ کی نیت کرلے تو بھی اس کا روزہ درست ہوجائے گا، البتہ سحری کی برکت سے محروم رہے گا۔ **ويسن للصائم السحور.** (بدائع الصنائع ۲/۲۶۶، شامى زكريا ۳/۴۰۰، تاتارخانية زكريا ۳/۳۵۵)

افطار میں جلدی کرنے کا حکم

افطار کا وقت ہوجانے کے بعد افطار میں جلدی کرنا مسنون ہے، اور بلا وجہ تاخیر کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ احادیث شریفہ میں افطار میں جلدی کرنے کی فضیلت وارد ہے۔ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ: **لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ.** (بخاری شریف ۱/۲۶۳، مسلم شریف ۱/۳۵۱، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۵) **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ أَحَبُّ عِبَادِيْ إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْراً.** (ترمذی شریف ۱/۱۵۰، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۷۵)

افطار کے مسنون کلمات

افطار کرتے وقت درج ذیل کلمات پڑھنا مسنون ہے: **ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.** (سنن الدارقطني ١٦٤/٢) (ترجمہ: پیاس جاتی رہی، رگیں تر ہوگئیں اور ثواب طے ہو چکا انشاء اللہ تعالیٰ)

نیز یہ دعا بھی ثابت ہے: **اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ.** (أبوداؤد ٣٢٢/١)

(ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے دئے ہوئے رزق سے افطار کیا)

کھجور یا پانی سے افطار کا حکم

بہتر ہے کہ کھجور سے افطار کیا جائے، اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا افضل ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَإِنَّهُ بَرَكَةٌ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُوْرٌ. (ترمذی شریف ١٤٩/١، مشکوٰۃ شریف ١٧٥/١)

عورت صبح صادق کے بعد حیض سے پاک ہوئی

اگر عورت صبح صادق کے بعد دن میں کسی وقت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی تو آج کے دن وہ روزہ نہیں رکھے گی، بلکہ بعد میں اس دن کی قضاء کرے گی۔ البتہ روزہ داروں کی طرح شام تک کھانے پینے سے احتراز کرے۔ **والأخيران يمسكان بقية يومهما وجوباً ......، وحائض ونفساء طهرتا.** (تنویر الابصار ٣٨٣/٣، طحطاوی ٣٧٠، هداية ٢٢٥/١، هندية ٢١٤/١، خانية ٢١٧/١، ومثله فی التاتارخانية ٤٢٧/٣)

حائضہ عورت صبح صادق سے پہلے پاک ہوئی

اگر کوئی عورت صبح صادق سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف: اگر وہ دس دن مکمل حیض میں رہ کر پاک ہوئی ہے تو اب خواہ صبح صادق سے قبل اسے غسل کا موقع اور وقت ملا ہو یا نہ ملا ہو بہرحال وہ اس دن کا روزہ رکھے گی۔

ب: اوراگر دس دن سے کم میں پاک ہوئی ہےتو یہ دیکھا جائے گا کہ صبح صادق سے پہلے پہلے وہ غسل کر کے پاک ہوسکتی ہے یانہیں؟ اگراتنا وقت ہے کہ پاک ہو سکےتو اس پراس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہوگا،اوراگراتناوقت نہیں ہے کہ غسل کرسکے گویا کہ عین صبح صادق کےوقت پاک ہوئی ہے تواب اس پراس دن کا روزہ رکھنا درست نہیں ہے؛ بلکہ بعد میں قضاءکرنی ہوگی۔ **ولو طهرت ليلاً صامت الغد إن كانت أيام حيضها عشرة.** (عالمگیری ۲۰۷/۱) **وإن كانت أيام حيضها دون عشرة فإن أدركت من الليل مقدار الغسل وزيادة ساعة لطيفة تصوم، وإن طلع الفجر مع فراغها من الغسل لا تصوم لأن مدة الاغتسال من جملة الحيض فيمن كانت أيامها دون العشرة.** (عالمگیری ۲۰۷/۱، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۴۲۹/۳)

دن میں بچہ بالغ ہوایا کافر اسلام لایا

اگر دن میں کسی بھی وقت بچہ بالغ ہوایا کافر اسلام لایاتو ان کوشام تک روزہ داروں کی طرح رہناضروری ہے۔ **كالصبي اذا بلغ في بعض النهار واسلم الكافر ...... يجب عليه الامساك بقية اليوم.** (هندية ۲۱٤/۱)

نصف النہار سے قبل بالغ ہونے والے بچہ کیلئے نفل روزہ کی نیت

اگر بچہ نصف النہار شرعی سے قبل بالغ ہوجائے اوراس نے اب تک کوئی منافی روزہ کام نہ کیا ہوتو وہ نفل روزہ کی نیت کرسکتا ہے۔ **وان بلغ الصبي قبل الزوال والاكل ونوى التطوع كان متطوعاً على الصحيح.** (هندية ۲۱٤/۱)

نصف النہار سے قبل اسلام لانے والے کیلئے نفل روزہ کی نیت

اگرکوئی کافرنصف النہارشرعی سےقبل اسلام لائے اوروہ نفل روزہ کی نیت کرنا چاہےتو اس کی یہ نیت معتبر نہ ہوگی۔ **ولو اسلم قبل الزوال ولم يأكل وصام تطوعاً في ظاهر الرواية لا يصح صومه لعدم الاهلية في اول النهار والصوم لا يتجزأ.** (هندية ۲۱٤/۱)

دس سال سے کم عمر بچوں سے روزہ رکھوانا

دس سال سے کم عمر بچہ اگر ایسا صحت مند ہو کہ روزہ رکھنے سے اس کو کوئی مشقت نہ ہو تو ایسے بچے سے روزہ رکھوانے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر بچہ کمزور ہو یا اتنا چھوٹا ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہو تو اس سے روزہ نہیں رکھوایا جائے گا۔ **قال الرازی: یؤمر الصبی اذا أطاقه، وذکر ابو جعفر اختلاف مشائخ بلخؒ فیه والاصح انه یؤمر وهٰذا اذا لم یضر الصوم ببدنه فان اضر لا یؤمر به.** (هندیة ۱/ ۲۱۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۳۸۵)

نوٹ: آج کل لوگ ناموری کے لئے زبردستی چھوٹے چھوٹے بچوں سے روزہ رکھواتے ہیں اور پھر ان کی تصاویر اخبارات میں شائع کی جاتی ہیں اور روزہ کشائی کے نام پر بڑی بڑی دعوتیں کی جاتی ہیں، یہ سب باتیں رسومات میں داخل ہیں اور قابل ترک ہیں ان سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مرتب)

دس سال کے بچوں کو روزہ کی تاکید کرنا

جو بچہ دس سال کا ہو جائے اور روزہ کی طاقت ہو تو اسے روزہ کا حکم دیا جائے گا اور اگر وہ بلاعذر روزہ چھوڑے گا تو اس کو تنبیہ کی جائے گی۔ **وسئل ابو حفص أیضرب ابن عشر سنین علی الصوم، قال: اختلفوا فیه والصحیح انه بمنزلة الصلاة.** (هندیة ۱/ ۲۱۴، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۳۸۵)

دس سال سے کم یا دس سال کے بچہ کو پورے مہینہ کے روزہ کی طاقت نہ ہو؟

اگر بچہ دس سال سے کم عمر کا ہو یا دس گیارہ سال کی عمر کا ہوا ور اس کو پورے مہینہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو؛ بلکہ پورے مہینہ روزہ رکھنے سے سخت تکلیف اور زیادہ کمزور ہونے کا قوی اندیشہ ہو تو جتنے دن روزہ رکھنے کی طاقت ہو صرف اتنے ہی دن روزہ رکھے، مزید روزے رکھنے کا اسے حکم نہ

ہوگا۔ **والظاهر أنه يؤمر بقدر الطاقة اذا لم يطق جميع الشهر.** (شامی زکریا ۳/ ۳۸۵)

کسی عورت نے نفلی روزہ رکھا پھر حائضہ ہوگئی

اگر کسی عورت نے نفلی روزہ رکھ لیا، پھر صبح صادق کے بعد حیض شروع ہوگیا تو یہ روزہ شروع کرنے سے لازم ہوگیا؛ لہٰذا حیض ختم ہونے کے بعد اس روزہ کی قضا لازم ہے۔ **اذا حاضت الصائمة المتطوعة يجب القضاء فى اصح الروايتين كذا فى النهاية.** (هندية ۱/ ۲۱۵)

مسافر زوال سے قبل مقیم ہوگیا

اگر مسافر نصف النہار شرعی یعنی ضحوۂ کبریٰ سے قبل مقیم ہوگیا اور اب تک اس نے کوئی منافی صوم عمل نہیں کیا تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ نیت کرکے اس دن کا روزہ رکھے۔ **اما قبلهما (اى نصف النهار والاكل) فيجب عليه الصوم وان نوىٰ الفطر.** (شامی زکریا ۳/ ۳۸۳)

روزہ میں جو کام مفسد نہیں ہیں

بھول کر کھانا پینا یا جماع کرنا

بھول کر کھانے، پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ.** (بخاری شریف ۲۵۹/۱، مسلم شریف ۳۶۴/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۶/۱) **منها لو أكل الصائم أو شرب أو جامع ناسياً لصومه.** (مراقی الفلاح ۳۶۰، ھندیة ۲۰۲/۱، تاتارخانیة ۳۷۵/۳، شامی زکریا ۳۶۵/۳، البحر الرائق ۲۷۱/۲)

روزہ میں خون ٹیسٹ کرانا

روزے کی حالت میں خون نکال کر ٹیسٹ کرانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا؛ لیکن اتنا زیادہ خون نہ نکلوائیں کہ کمزوری غالب ہو جائے۔ **ولا بأس بالحجامة إن أمن على نفسه الضعف اما اذا خاف فانه يكره.** (عالمگیری ۱۹۹/۱، قاضی خاں ۲۰۸/۱، ومثله فی المراقی الفلاح ۳۶۱)

دل کے مریض کا زبان کے نیچے گولی رکھنے کا حکم

امراض قلب میں جو گولی زبان کے نیچے رکھی جاتی ہے اور وہ وہیں جذب ہو کر تحلیل ہو جاتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن اگر دوا کے اجزاء لعاب کے ساتھ مل کر حلق کے راستہ سے اندر چلے جائیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **قوله كطعم ادوية اى لو دق دواءً فوجد طعمه فى حلقه، وفى القهستانى: طعم الادوية وريح العطر اذا وجد فى حلقه لم يفطر.**

(شامی زکریا ۳۶۷/۳، تاتارخانیة زکریا ۳۸۲/۳، المحیط البرهانی کوئٹه ۵۵۶/۲)

روزہ میں انجکشن یا ٹیکہ لگوانا

اگر روزہ کے دوران انجکشن لگوایا یا ٹیکہ لگوایا، تو اس سے روزہ پر کوئی فرق نہیں پڑا (لیکن اگر ایسا انجکشن ہو کہ دوا براہِ راست دماغ یا معدہ تک پہنچتی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا) **واما ما وصل الی الجوف او الی الدماغ عن غیر المخارق الاصلیة بان داوی الجائفة والآمة، فان داواها بدواء یابس لایفسد.** (بدائع الصنائع ۲/ ۲٤۳) **فالمعتبر الوصول حتی لو علم وصول الیابس افسد او عدم وصول الطری لم یفسد.** (شامی زکریا ۳/ ۳۷٦، جواهر الفقه ۱/ ۳۷۹)

روزہ میں گلوکوز چڑھوانا

روزے کی حالت میں گلوکوز چڑھوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ کیوں کہ دوا براہِ راست دماغ یا معدہ تک نہیں پہنچتی؛ بلکہ رگوں کے واسطے سے جاتی ہے؛ لیکن بلا عذر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ **واکثر المشائخ اعتبروا الوصول الی الجوف فی الجائفة والآمة ان عرف ان الیابس وصل الی الجوف یفسد صومه بالاتفاق وان لم یعرف ان الرطب لا یصل الی الجوف لا یفسد.** (تاتارخانیة زکریا ۳/ ۳۷۹، شامی ۳/ ۳۷٦، بدائع الصنائع ۲/ ۲٤۳)

روزہ میں ڈائلیسس (گردہ کی دھلائی) کرانا

روزہ کی حالت میں ڈائلیسس (گردہ کی دھلائی) کے عمل سے روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ کیوں کہ اس عمل کا تعلق صرف خون کی صفائی سے ہے، اور براہِ راست جوفِ معدہ میں اس کے سبب کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔ **واکثر المشائخ اعتبروا الوصول فی الجائفة والآمة، ان عرف ان الیابس وصل الی الجوف یفسد صومه بالاتفاق وان لم یعرف ان الرطب لا یصل الی الجوف لایفسد.** (تاتارخانیة زکریا ۳/ ۳۷۹، شامی زکریا ۳/ ۳۷٦ وغیرہ)

روزہ میں آکسیجن لینا

روزہ میں اگر آکسیجن کے ذریعہ سانس لیا جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا؛ کیوں کہ

آکسیجن محض ایک صاف ستھری ہوا ہے، اس کا بدن میں جانا مفسدِ صوم نہیں ہے۔ (مفطرات الصیام المعاصرۃ (دکتور: احمد محمد الخلیل) ۵۶، آئینہ رمضان (مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی) ۶۵)

ہومیو پیتھک دوا سونگھنا

بعض ہومیو پیتھک دوائیں صرف سونگھی جاتی ہیں، ان کو کھایا پیا نہیں جاتا، اور سونگھنے کے ساتھ ان کا کوئی جزء بدن کے اندر منتقل نہیں ہوتا؛ لہٰذا ایسی دواؤں کے سونگھنے سے یا خارجی استعمال سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ **لا یکرہ للصائم شم رائحۃ المسک والورد ونحوہ مما لا یکون جوہراً متصلاً کالدخان.** (مراقي الفلاح مع الطحطاوي ۳۵۴، بحوالہ: آئینۂ رمضان ۷۱)

معدے کے ٹیسٹ کے لئے حلق میں نلکی ڈالنا

اگر معدے وغیرہ کے ٹیسٹ کے لئے حلق یا ناک کے راستہ سے دوربین والی نلکی ڈالی گئی جس میں کوئی دواء یا چکناہٹ شامل نہ تھی اور اس کا ایک سرا باہر تھا، تو محض اس نلکی کے ڈالنے سے روزہ نہ ٹوٹے گا؛ (لیکن اگر نلکی کے ساتھ کوئی اور مادہ بھی شامل ہو، تو اس کے اندر داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے گا) (تفصیل دیکھئے: مفطرات الصیام المعاصرۃ ۴۵-۵۲)

بلا اختیار حلق میں مکھی یا مچھر چلا جانا

بلا اختیار حلق میں مکھی وغیرہ چلے جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ **ولو دخل حلقہ ذباب وہو ذاکر لصومہ لم یفطر.** (ہدایۃ ۲۱۸/۱، شامی زکریا ۳۶۶/۳، شامی بیروت ۳۲۷/۳)

خود بخود قے ہونا

خود بخود قے آجانے سے بھی روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی اگرچہ منہ بھر کر کیوں نہ ہو۔ **أو ذرعہ أی سبقہ وغلبہ القیئ ولو ملأ فاہ.** (مراقی الفلاح ۳۶۲، ومثلہ فی الہدایۃ ۲۱۸/۱، البحر الرائق ۲۷۴/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۳۷۵/۳، شامی زکریا ۳۹۲/۳)

دانت سے خون نکلا مگر اندر نہیں گیا

دانت سے خون نکل کر پیٹ میں نہ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **أو خرج الدم**

من بين أسنانه و دخل حلقه يعني ولم يصل إلى جوفه ......، لا يفطر. (شامي زكريا ٣/٣٦٧، شامي بيروت ٣/٣٢٧، ومثله في الهندية ١/٢٠٣، فتح القدير ٢/٣٣٢)

حالتِ جنابت میں صبح کرنا

حالتِ جنابت میں سحری کھانے کے بعد صبح صادق کے بعد غسل کرنے سے روزہ میں فساد نہیں آتا۔ **أو أصبح جنباً وإن بقي كل اليوم.** (درمختار مع الشامي زكريا ٣/٣٧٢، درمختار مع الشامي بيروت ٣/ ٣٣٣، مراقي الفلاح ٣٦٢) **اذا اصبح جنباً لا يفسد صومه.** (تاتارخانية زكريا ٣/٣٨٤)

دانت میں چنے کے بقدر غذاء لگی رہنا

اگر کوئی غذا چنے کی مقدار سے کم دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منہ سے نکالے بغیر اسے نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **وإن أكل ما بين أسنانه لم يفسد إن كان قليلا وإن كان كثيراً يفسد والحمصة وما فوقها كثير وما دونها قليل.** (هنديه ١/٢٠٢، ومثله في التاتارخانية زكريا ٣/ ٣٨١، مجمع الانهر ١/٢٤٦، هدايه ١/٢١٨، درمختار مع الشامي زكريا ٣/٣٦٧)

نوٹ: اور اگر دانت سے غذا نکال کر ہاتھ میں لی، پھر اسے منہ میں لے کر نگل لیا تو روزہ یقیناً ٹوٹ جائے گا۔ **وإن أخرجه وأخذه بيده ثم أكل ينبغي أن يفسد.** (هنديه ١/٢٠٢)

غسل کی ٹھنڈک اندر بدن تک پہنچنا

گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا بلا کراہت درست ہے، اگرچہ پانی کی ٹھنڈک بدن کے اندر تک پہنچ رہی ہو۔ **ومن اغتسل في ماء ووجد برده في باطنه لايفطره.**

(هنديه ١/٢٠٣، ومثله في المراقي ٣٦١، مجمع الانهر ١/٢٤٤، هدايه ١/٢١٧)

پانی سے کلی کرنے کے بعد تھوک نگلنا

کلی کرنے کے بعد منہ میں پانی کی جو تری رہ جاتی ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگلنے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ **ولو بقي بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم يفطره.**

(ھندیہ ۱/۲۰۳، شامی زکریا ۳/۳٦٧، بزازیہ ٤/۱۰۰، مراقی الفلاح ۳٦۱)

پسینہ یا آنسو کے دوایک قطرے منہ میں چلے گئے

آنسو یا چہرہ کا پسینہ ایک دو قطرہ بلا اختیار حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **الدموع إذا دخلت فم الصائم إن كان قليلاً كالقطرة والقطرتين أو نحوها لايفسد صومه الخ، وكذا عرق الوجه إذا دخل فم الصائم.** (ھندیہ ۱/۲۰۳، تاتارخانیہ زکریا ۳/۳۸۳، بزازیہ ٤/۹۸، فتح القدیر ۲/۳۳۲، شامی زکریا ۳/۳۷۸، ھدایہ ۱/۲۱۷)

روزہ کی حالت میں کان کا میل نکالنا

کان کا میل نکالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ کتنی ہی بار کان میں سلائی ڈالی جائے۔ **أو حك أذنه بعود فخرج عليه درن مما في الصماخ ثم أدخله أي العود مراراً إلى أذنه لايفسد صومه بالإجماع.** (مراقی الفلاح ۳٤۲، ومثلہ فی البزازیۃ ٤/۹۸، تاتارخانیۃ ۳/۳۷۷)

پان کی سرخی منہ میں رہ جانا

اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کرلیا؛ لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی، تو اس میں کچھ حرج نہیں، اگر اس سرخی کے اثرات تھوک کے ساتھ پیٹ میں چلے جائیں تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **أو بقي بلل بعد المضمضة فابتلعه مع البزاق لم يفطره.** (ھندیہ ۱/۲۰۳، بزازیۃ ٤/۱۰۰، شامی زکریا ۳/٦٧۳، مراقی الفلاح ۳٦۱)

روزہ میں ناک سڑکنا

ناک کو اتنی زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو اس کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **ولو دخل المخاط أنفه من رأسه ثم استشمه فأدخل حلقه عمداً لم يفطره لأنه بمنزلة ريقه.** (ھندیہ ۱/۲۰۳، خانیۃ ۱/۲۰۷، درمختار زکریا ۳/۳۷۳، فتح القدیر ۲/۳۳۲، تاتارخانیۃ ۳/۳۸٤، بزازیۃ ٤/۹۸، بهشتی زیور ۳/۲۱)

رال کا منہ میں کھینچ لینا

اگر منہ سے رال نکلی لیکن ابھی وہ منقطع ہو کر ٹپکنے نہ پائی تھی کہ اسے منہ کی طرف کھینچ کر نگل لیا تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ **أو خرج بزاقه من الفم إلى الذقن ولم ينقطع فابتلعها لايفسد صومه.** (قاضی خاں ۲۰۸/۱، ومثله فی فتح القدير ۳۳۲/۲، هندية ۲۰۳/۱، تاتارخانية زكريا ۳۸۲/۳)

قے کا خود بخود لوٹ جانا

تھوڑی سی قے آئی پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی یا قصداً اسے نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ البتہ اگر منہ بھر کر قے ہوئی تھی تو اسے قصداً لوٹانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **إذا قاء أو استقاء ملء الفم أو دونه عاد بنفسه أو أعاد أو خرج فلا فطر على الأصح إلا في الإعادة، والاستقاء بملء بشرط ملء الفم.** (هنديه ۲۰۴/۱، ومثله فی التاتارخانية ۳۷۵/۳، الدر المنتقى ۲۴۷/۱، درمختار مع الشامی زكريا ۳۹۲/۳)

سر پر رومال بھگو کر رکھنا

روزہ کی حالت میں رومال بھگو کر سر پر رکھنا بلا کراہت جائز ہے۔ **ولا بأس للصائم ...... ان يلتف بالثوب المبلول هو المختار.** (تاتارخانية ۳۹۸/۳، مجمع الانهر ۲۴۸/۱، مراقی الفلاح ۳۷۳، البحر الرائق ۲۸۰/۲) **وكذا لا تكره حجامة وتلفف بثوب مبتل.** (شامی زكريا ۳۹۹/۳، شامی بيروت ۳۵۶/۳)

روزہ میں مسواک کرنا

روزہ میں خشک یا تر مسواک کرنا بلا کراہت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں، اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ کی حالت میں مسواک کرنا ثابت ہے۔ **عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ** رضی اللہ عنہ **قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ** صلی اللہ علیہ وسلم **مَا لَا أُحْصِيْ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ.** (ترمذی شریف ۱۵۴/۱، ابوداؤد شریف ۳۲۲/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷۶/۱) **ولا بأس بالسواك الرطب واليابس في الغداة والعشي عندنا الخ.** (هندية ۱۹۹/۱، هداية ۲۲۱/۱، بدائع الصنائع زكريا ۲۶۸/۲، شامی زكريا ۳۹۹/۳)

روزہ میں نیم کی تر مسواک کا حکم

روزہ میں نیم وغیرہ کی تر مسواک کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ **اما الرطب الاخضر فلا بأس به اتفاقاً كذا في الخلاصة.** (شامی زکریا ۳/ ۳۹۹)

روزہ میں سرمہ لگانا

روزہ کی حالت میں آنکھ میں سرمہ لگانا جائز ہے۔ **ولا يكره كحل.** (هندية ۱/ ۱۹۹، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۳۹۷) **ولا بأس بالكحل.** (هداية ۱/ ۲۲۱، تاتارخانية زكريا ۳/ ۳۷۹)

روزہ میں آنکھ میں دوا ڈالنا

روزہ کی حالت میں ضرورت کے وقت آنکھ میں دوا ڈالنا جائز ہے، اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ دوا کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔ **او اقطر بشيء من الدواء في عينه لا يفسد الصوم عندنا، وان وجد طعم ذٰلك في حلقه.** (تاتارخانية زكريا ۳/ ۳۷۹، مراقی الفلاح ۳۶۱، جواهر الفقه ۱/ ۳۷۹)

روزہ میں پھول یا عطر کی خوشبو سونگھنا

روزہ کی حالت میں عطر یا پھول وغیرہ کی خوشبو سونگھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **لا يكره للصائم شم رائحة المسك والورد ونحوه.** (مراقی الفلاح ۳۶۱، شامی زکریا ۳/ ۳۶۷، ومثله فی التاتارخانية زكريا ۳/ ۳۸۲، المحيط البرهانی کوئٹه ۲/ ۵۵۶)

روزہ میں بدن پر ''وِکس'' لگانا

نزلہ وغیرہ کے وقت جو ''وکس'' مرہم لگایا جاتا ہے، جس کی تیز خوشبو دماغ تک پہنچتی ہے، اس کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **ولا يتوهم أنه كشم الورد ومائه والمسك لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسك وشمه وبين جوهر دخان وصل إلى جوفه بفعله.** (حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۱/ ۴۵۰، بحواله: آئینه رمضان ۷۰، کتاب الفتاویٰ ۳/ ۳۹۴)

روزہ میں سر یا بدن پر تیل لگانا

روزہ کے دوران سر یا بدن پر تیل لگانا مباح ہے، اس سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

او ادّھن ......، لایفطر. (شامی زکریا ۳۶۷/۳، مجمع الانہر ۲۴۴/۱، مراقی الفلاح ۳۶۱، جواھر الفقہ ۳۷۹/۱)

روزہ کے دوران حلق میں گرد وغبار چلے جانا

روزہ کی حالت میں اگر بلا اختیار گرد وغبار حلق میں داخل ہوجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **او دخل حلقه غبار ......، ولو ذاکراً استحساناً ......، لم یفطر.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳۶۶/۳، مجمع الانہر ۲۴۵/۱)

روزہ میں بلا اختیار منہ میں دھواں داخل ہوجانا

اگر روزہ دار ایسی جگہ چلا جائے جہاں دھواں پھیلا ہوا ہو اور وہ دھواں اس کے قصد وارادہ کے بغیر اس کے منہ میں داخل ہوجائے تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **أو دخل حلقه غبار ......، أو دخان ولو ذاکراً استحساناً ...... لم یفطر.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳۶۶/۳، ومثله فی الهندیة ۲۰۳/۱)

نوٹ: لیکن اگر بالقصد دھواں منہ میں داخل کیا جائے، مثلاً اگر بتی کا دھواں قصداً ناک میں چڑھایا، یا بیڑی سگریٹ پی تو یقیناً روزہ فاسد ہوجائے گا۔ **لو ادخل حلقه الدخان ای بای صورة کان الادخال حتی لو تبخر بخور فاٰواه الی نفسه واشتمه ذاکراً لصومه افطر لامکان التحرز عنه.** (شامی زکریا ۳۶۶/۳، مراقی الفلاح ۳۶۱، الدر المنتقی ۲۴۵/۱)

غسل کے دوران بلا ارادہ کان میں پانی چلا جانا

اگر روزہ دار کے کان میں غسل کرتے ہوئے یا بارش میں بھیگتے ہوئے یا دریا میں نہاتے ہوئے بلا اختیار کان میں پانی چلا جائے تو اس سے بالاتفاق روزہ فاسد نہ ہوگا۔ **إذا خاض الماء**

فدخل أذنه لا يفسد صومه. (فتح القدير زكريا ٣٤٧/٢، خانية ٢٠٩/١، بزازية على الهندية ٩٨/٤، تاتارخانية ٣٧٧/٣)

نوٹ: لیکن اگر بالقصد کان میں پانی ڈالا تو فقہاء کا اختلاف ہے، بعض نے فساد کو ترجیح دی ہے اور بعض نے عدم فساد کو مختار قرار دیا ہے؛ اس لئے بحالتِ روزہ کان میں پانی ڈالنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ **وان صب فيه عمداً قيل يفسد صومه، والمختار انه لا يفسد في الوجهين جميعاً.** (تاتارخانية ٣٧٧/٣) **والحاصل الاتفاق على الفطر بصب الدهن وعلى عدمه بدخول الماء واختلف التصحيح في ادخاله.** (شامی زکریا ٣٦٧/٣)

روزہ کی حالت میں احتلام

احتلام (سوتے میں غسل کی حاجت ہوجانا) بھی مفسد صوم نہیں۔ **أو احتلم ......، لم يفطر.** (شامی زکریا ٣٦٧/٣، شامی بیروت ٣٢٧/٣، ومثله في الهداية ٢١٧/١، البحر الرائق ٢٧٢/٢)

تصور کی وجہ سے انزال ہوگیا

اگر کسی شخص نے روزہ کی حالت میں بیوی سے جماع کا تصور کیا اور اسی وجہ سے انزال ہوگیا تو روزہ فاسد نہیں ہوا۔ **أو تصور فامنى لا يفسد.** (تاتارخانية ٣٨٦/٣، درمختار زکریا ٣٦٧/٣)

بدنظری کی وجہ سے انزال ہوگیا

محض کسی عورت یا تصویر کو دیکھ کر اگر انزال ہوجائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (تاہم بدنظری بہرحال گناہ ہے) **او احتلم او انزل بنظر اى لا يفطر.** (البحر الرائق ٢٧٢/٢، مجمع الانهر ٢٤٤/١، شامی زکریا ٣٦٧/٣، مراقي الفلاح ٣٦١)

روزہ میں مذی نکلنا

روزہ کی حالت میں مذی نکلنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ **مس الصائم امرأته وامذى لا يفسد صومه.** (تاتارخانية زکریا ٣٨٧/٣) **فلو مذياً لا يفطر.** (الدر المنتقى ٢٤٦/١، احسن الفتاویٰ ٤٤١/٤)

❍❖❍

مفسدات روزہ

اگربتی کا دھواں منہ یا ناک میں داخل کرنا

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اگربتی کا دھواں (یا کوئی بھی بھاپ) ناک یا منہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ **لو أدخل حلقه الدخان أی بأي صورة کان الإدخال حتی لو تبخر بخور فاٰواه إلیٰ نفسه واشتمه ذاکراً لصومه أفطر لإمکان التحرز عنه.** (شامی زکریا ۳/۳٦٦، و مثله فی مراقی الفلاح ۳٦۱، الدر المنتقی ۱/۲٤٥)

روزہ کی حالت میں بھپارہ یا ''انہیلر'' کا استعمال

دوا یا پانی کی بھاپ کا بھپارہ لینے سے روزہ فاسد ہوجائے گا، یہی حکم دمہ میں تسکین کے آلہ ''انہیلر'' کا ہے۔ **لو أدخل حلقه الدخان أی بأی صورة کان الإدخال ......، أفطر لإمکان التحرز منه.** (شامی زکریا ۳/۳٦٦)

نوٹ: اگر کوئی دمہ کا مریض بغیر ''انہیلر'' کے استعمال کے رہ ہی نہ سکتا ہو اور بظاہر اس کا بدن صحیح سالم ہو تو وہ کیا کرے؟ اس بارے میں معاصر مفتیان کی تین رائیں ہیں:

(الف) ایک رائے تو یہ ہے کہ ایسا شخص مطلقاً معذور کے حکم میں ہے کہ وہ سر دست روزہ نہ رکھے اور صحت ہونے کے بعد قضا کرے یا فدیہ دے۔ برصغیر کے اکثر مفتیان اور مصر وشام کے ممتاز اور محقق علماء مثلاً ڈاکٹر وہبہ الزحیلی، ڈاکٹر محمد الالفی اور شیخ محمد مختار السلامی کی رائے یہی ہے۔

(ب) اور دوسری رائے یہ ہے کہ ''انہیلر'' سے روزہ فاسد نہیں ہوتا؛ لہٰذا مذکورہ شخص ''انہیلر'' کے استعمال کے ساتھ روزہ رکھتا رہے، اس کا روزہ درست ہوجائے گا، بعد میں قضاء بھی لازم نہ ہوگی۔ متعدد عرب علماء، مثلاً: شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ محمد بن صالح العثیمین، شیخ عبداللہ بن جبرین وغیرہ کی رائے یہی ہے۔ (دیکھئے: مفطرات الصیام المعاصرة ۳۹-٤٤)

(ج) اور تیسری رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو ''انہیلر'' کے استعمال کے ساتھ ساتھ روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا؛ لیکن صحت کے بعد احتیاطاً قضا کا حکم ہوگا، اور اگر تا وفات صحت مند نہ ہو سکے تو فدیہ ادا کرے۔ اس تیسری رائے میں احتیاط زیادہ ہے۔ (مرتب)

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر قے کرنا

اگر روزہ کی حالت میں قصداً قے کی تو منہ بھر کر قے کرنے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا، جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ **وإن استقاء أي طلب القيء عامداً أي متذكراً لصومه إن كان ملأ الفم فسد بالإجماع مطلقاً وإن أقل لا عند الثاني وهو الصحيح لكن ظاهر الرواية كقول محمدؒ إنه يفسد كما في الفتح عن الكافي.**

(درمختار زکریا ۳/۳۹۳، هداية ۱/۲۱۸، تاتارخانية ۳/۳۷۶، تبيين الحقائق ۲/۱۷۵، مراقی الفلاح ۳۶۲)

نوٹ: البتہ خود بخود بلا ارادہ قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

نکسیر کا خون اندر چلا گیا

اگر روزہ دار کی نکسیر پھوٹی اور اس کا خون ناک سے منہ میں آ کر حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **إذا دخل دم رعافه حلقه فسد صومه.** (تاتارخانیه ۳/۳۸۳، ومثله فی مجمع الانهر ۱/۲۴۵، خانية ۱/۲۱۱)

روزہ کی حالت میں منہ میں پان دبا کر سو گیا

روزہ دار منہ میں پان دبا کر سو گیا اور اسی حالت میں صبح ہوگئی تو روزہ نہیں ہوا؛ اس لئے کہ سوتے وقت پان کے اجزاء تھوک کے ساتھ پیٹ میں خود چلے گئے ہوں گے؛ لہٰذا بعد میں قضاء روزہ رکھے؛ البتہ کفارہ واجب نہیں۔ **وإن أفطر خطأ كأن تمضمض فسبقه الماء أو شرب نائماً...... قضیٰ فقط.** (شامی زکریا ۳/۳۷۴، شامی بیروت ۳/۳۳۴، بهشتی زیور ۳/۱۲)

کلی کرتے وقت بے اختیار حلق میں پانی چلا گیا

کلی کرتے وقت حلق میں بلا اختیار پانی چلا گیا اب اگر اس کو روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں، اور اگر روزہ یاد ہی نہیں تھا ایسی حالت میں پانی منہ میں لے لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ **وإن تمضمض أو استنشق فدخل الماء جوفه إن كان ذاكراً لصومه فسد صومه، وعليه القضاء، وان لم يكن ذاكراً لا يفسد صومه.** (هندية، ۱/۲۰۲، تاتارخانية ۳/۳۷۸، خانية ۱/۲۰۹، شامي زكريا ۳/۳۷۴، شامي بيروت ۳/۳۳۴)

ناک یا کان میں دوا یا تیل ڈالنا

ناک یا کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا۔ **ومن احتقن أو استعطّ أو أقطر في أذنه دهناً أفطر ولا كفارة عليه.** (هدايه ۱/۲۲۰، ومثله فى الهندية ۱/۲۰۴، مراقى الفلاح ۳۶۷، خانية ۱/۲۱۰، مجمع الانهر ۱/۲۴۱)

نوٹ: آج کل جدید تحقیق کے مطابق کان اور دماغ میں کوئی منفذ نہیں ہے اسی لئے بعض مفتیانِ کرام نے کان میں دوا ڈالنے کو غیر مفطر قرار دیا ہے۔ (دیکھئے: مفطرات الصيام المعاصرة ۶۲) لیکن قدیم فقہاء کی محتاط رائے وہی ہے جو اوپر درج ہوئی، اسی پر فتویٰ ہے۔ (مرتب)

غلطی یا دھمکی سے روزہ توڑ دینا

اگر کوئی شخص غلطی سے روزہ توڑ دے یا دھمکی دے کر کسی کا روزہ فاسد کرایا جائے تو ایسی صورت میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ **ولو أكل مكرهاً أو مخطأً عليه القضاء دون الكفارة.** (هنديه ۱/۲۰۲، خانية ۱/۲۰۹، مجمع الانهر ۱/۲۴۱)

مٹی یا پتھر کی کنکری نگلنا

پتھر کی کنکری یا بے فائدہ مٹی یا گھاس پھوس یا کاغذ کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، مگر صرف قضاء لازم ہوگی۔ **ولو ابتلع حصاةً أو نواةً أو حجراً أو مدراً أو قطناً أو حشيشاً**

أو كاغذة فعليه القضاء ولا كفارة. (هنديه ۱/ ۲۰۲، بزازية ٤/ ۹۹، مراقی الفلاح ۳٦۷، هداية ۱/ ۲۱۹، مجمع الانهر ۱/ ۲٤۲، تبيين الحقائق ۲/ ۱۷۵)

مسوڑھوں کے خون کا پیٹ میں چلا جانا

مسوڑھوں کا خون اگر اتنا زیادہ ہو کہ وہ تھوک پر غالب آجائے یا وہ تھوک کے برابر سرابر ہو، تو اس کے پیٹ میں چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، اور قضا لازم ہوگی۔ **أو خرج الدم من بين أسنانه ودخل حلقه يعني ولم يصل إلى جوفه أما إذا وصل فإن غلب الدم أو تساويا فسد.** (شامی زکریا ۳/ ۳٦۸، بیروت ۳/ ۳۲۸، ومثله فی فتح القدير ۲/ ۳۳۳) **الدم إذا خرج من الأسنان ودخل حلقه إن كانت الغلبة للبزاق لا يضره، وإن كانت الغلبة للدم يفسد صومه وإن كانا سواء أفسد أيضاً استحساناً.** (هندية ۱/ ۲۰۳، خانية ۱/ ۲۰۸، فتاویٰ دارالعلوم ٦/ ٤۱٤)

روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینا

روزہ کی حالت میں حقہ یا بیڑی سگریٹ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ **وبه علم حكم شرب الدخان ونظمه الشرنبلالی فی شرحه علی الوهبانية بقوله: ويمنع من بيع الدخان وشربه، وشاربه فی الصوم لاشک يفطر.** (شامی زکریا ۳/ ۳٦٦، بیروت ۳/ ۳۲۷، ومثله فی المراقی ۳۷۰، مجمع الانهر ۱/ ۲٤۵، فتاویٰ دارالعلوم ٦/ ٤۱۵)

روزہ کی حالت میں مشت زنی

اگر روزے کے دوران مشت زنی سے انزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہوگیا، بعد میں قضا لازم ہے، مگر کفارہ لازم نہیں ہے۔ (اور مشت زنی بہر حال گناہ ہے) **او استمنی بكفه ...... فانزل ...... قضی فقط.** (درمختار زکریا ۳/ ۳۷۹-۳۸۲)

بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہوجانا

اگر بیوی سے بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ **أو قبّل ولو قبلة فاحشة بأن يدغدغ أو يمص شفتيها أو لمس ولو**

بحائل لایمنع الحرارة …… فأنزل ……، قضیٰ فی الصور کلها فقط. (شامی زکریا ۳/۳۷۹، شامی بیروت ۳/۳۲۸-۳۲۹، ومثله فی الهدایة ۱/۲۱۷، تاتارخانیة ۳/۲۸۶، هندیة ۱/۲۰۴، مجمع الانهر ۱/۲۴۶، فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۱۷)

احتلام کے بعد روزہ ٹوٹنے کے گمان سے افطار کر لینا

احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ لیکن اگر کسی نے غلطی سے یہ سمجھ کر کہ احتلام کی وجہ سے روزہ جاتا رہا افطار کرلیا تو کفارہ نہیں صرف قضاء لازم ہے۔ **أو أکل أو جامع ناسیاً أو احتلم أو أنزل بنظر أو ذرعه القئ فظن أنه أفطر فأکل عمداً……، قضی فی الصور کلها فقط.** (شامی زکریا ۳/۳۷۵، شامی بیروت ۳/۳۳۵، ومثله فی الهدایة ۱/۲۲۶، هندیة ۱/۲۰۶، تاتارخانیة ۳/۴۲۴، بزازیة ۱/۱۰۱، مراقی الفلاح ۳۹۸، فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۲۱)

سخت بیماری کے وقت روزہ افطار کر لینا

سخت بیماری کی وجہ سے اگر روزہ افطار کرلے تو اس کو صرف قضاء کرنی پڑے گی کفارہ نہیں۔ **أو مریض خاف الزیادة لمرضه …… بغلبة الظن بامارة أو تجربة أو بإخبار طبیب حاذق مسلم مستور…… وقضوا لزوماً ما قدروا.** (شامی زکریا ۳/۴۰۳، شامی بیروت ۳/۳۶۰، ومثله فی تبیین الحقائق ۲/۱۸۹، مجمع الانهر ۱/۲۴۸، فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۲۲)

قصداً روزہ توڑ دیا پھر اسی دن بیمار ہوگیا

اگر کسی نے قصداً روزہ توڑ دیا پھر بیمار ہوگیا یا عورت کو حیض آگیا تو قضاء لازم ہوگی، کفارہ ساقط ہوجائے گا۔ **ثم إنما یکفر إن نوی لیلا ولم یکن مکرهاً ولم یطرأ مسقط کمرض وحیض. (وفی الشامیة) أی بعد إفطاره عمداً مقیماً ناویاً لیلاً.** (شامی زکریا ۳/۳۹۰، شامی بیروت ۳/۳۴۸) **والصحیح إذا أفطر ثم مرض مرضاً لا یستطیع معه الصوم تسقط الکفارة عندنا، کذا فی فتاویٰ قاضی خان وهو الأصح.** (هندیة ۱/۲۰۶، فتاویٰ دارالعلوم ۶/۴۲۸)

روزہ میں عورت کے ساتھ زبردستی جماع

رمضان کے روزہ میں اگر عورت کے ساتھ مرد زبردستی مجامعت کرے تو عورت پر صرف قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔ **وإن كانت مكرهة فعليها القضاء دون الكفارة و كذا إذا كانت مكرهة في الابتداء ثم طاوعته بعد ذلك.** (عالمگیری ۱/ ۲۰۵، ومثله فی المراقی ۳۶۸، خانية ۱/ ۲۱۲، تاتارخانية زكريا ۳/ ۳۹۴)

مسافر کا روزہ توڑ دینا

اگر کسی شخص نے روزہ کی حالت میں سفر شروع کیا تو اسے بلا عذر روزہ نہیں توڑنا چاہئے؛ لیکن اگر روزہ توڑ دیا تو صرف قضا لازم ہوگی، کفارہ لازم نہ ہوگا۔ **فلو سافر نهاراً لا يباح له الفطر في ذلك اليوم وان افطر لا كفارة عليه.** (عالمگیری ۱/ ۲۰۶)

روزہ کی حالت میں ''انیما'' لینا

پیٹ کی صفائی کے لئے پیچھے کے راستہ سے جو دوا چڑھائی جاتی ہے (جس کو ''انیما'' کہا جاتا ہے) اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ **وإذا احتقن يفسد صومه.** (تاتارخانيه زكريا ۳/ ۳۷۸، هداية ۱/ ۲۲۰، مجمع الانهر ۱/ ۲٤۱، خانية ۱/ ۲۱۰، درمختار زكريا ۳/ ۳۷۶)

بواسیر کے اندرونی مسّوں پر دوا لگانا

بواسیر کے اندرونی مسوں پر مرہم یا دوا لگانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا، مگر جو مسّے باہر رہتے ہیں ان پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **مستفاد: وفي الفتح: خرج سرمه فغسله فان قام قبل ان ينشفه فسد صومه والا فلا.** (شامی زکریا ۳/ ۳۶۹، ومثله فی التاتارخانية زكريا ۳/ ۳۸۰، تبيين الحقائق ۲/ ۱۸۳، احسن الفتاویٰ ٤/ ٤۳۰، فتاویٰ دارالعلوم ۶/ ٤۱۱)

مرد کی پیشاب کی نالی میں دوا ٹپکانا

مرد کی پیشاب کی نالی میں اگر کوئی دوا ڈالی جائے اور وہ مثانہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ

جائے گا،اوراگر مثانہ تک نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ **واذا أقطر فی احلیله لا یفسد صومه عند أبی حنیفة ومحمد رحمهما اللّٰه ...... ، وهٰذا الاختلاف فیما إذا وصل المثانة وأما إذ لم یصل بأن کان فی قصبة الذکر بعد لا یفطر بالإجماع.** (هندیة ۱/ ۲۰٤، ومثله فی تبیین الحقائق ۲/ ۱۸۳، البحر الرائق ۲/ ۲۸۹، مراقی الفلاح ۳۶۲، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۳۷۸)

عورت کی شرم گاہ میں دوا رکھنا

اگر کسی عورت کی شرم گاہ میں کوئی دوا ڈالی جائے تو فوراً اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **لأن الاقطار فی قبل المرأة یفسد الصوم بلا خلاف علی الصحیح کذا فی غایة البیان.** (البحر الرائق زکریا ۲/ ٤۸۸، ومثله فی الهندیة ۱/ ۲۰٤، بزازیة ٤/ ۹۷، تاتارخانیة ۳/ ۳۸۹)

ڈاکٹرنی کا عورت کی شرم گاہ میں ہاتھ داخل کرنا

اگر کسی مرض کی تشخیص یا مدتِ وضع حمل کا اندازہ لگانے کے لئے لیڈی ڈاکٹر کسی عورت کی شرم گاہ میں ہاتھ ڈالے تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ خشک ہاتھ ڈالے جس پر پانی یا دوا کا کچھ اثر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) اور اگر تر ہاتھ ڈالا یا دوا وغیرہ لگا کر ہاتھ ڈالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ **أو أدخل اصبعه الیابسة فیه ای دبره او فرجها، ولو مبتلة فسد (درمختار) وفی الشامی: لبقاء شیءٍ من البلة فی الداخل.** (شامی زکریا ۳/ ۳۶۹) **ولو أدخل إصبعه فی استه أو المرأة فی فرجها لا یفسد وهو المختار إلا إذا کانت مبتلة بالماء أو الدهن فحینئذ یفسد لوصول الماء أو الدهن.** (عالمگیری ۱/ ۲۰٤، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۳/ ۳۸۰، تبیین الحقائق ۲/ ۱۸۳، طحطاوی ۳۶۱)

❍❖❍

روزہ توڑنے کے کفارہ کے مسائل

کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

روزہ یاد ہونے کی حالت میں اگر کوئی مکلّف شخص رمضان میں جان بوجھ کر بلا کسی اشتباہ کے کوئی دل پسند غذا یا نفع بخش دوا کھاپی کر یا جماع کر کے روزہ کو فاسد کر دے تو اس پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔ **ومن جامع فی احد السبیلین عامداً فعلیه القضاء و الکفارة، ولو اکل او شرب ما یتغذی به او یداوی به فعلیه القضاء والکفارة.** (هدایة ۲۱۹/۱، ومثله فی عالمگیری ۲۰۵/۱-۲۰۶، البحر الرائق ۲۷۶/۲، تاتارخانیة ۳۸۹/۳، مراقی الفلاح ۳۶۳)

کفارۂ جماع میں انزال شرط نہیں

جماع میں سپاری چھپ جائے تو قضاء وکفارہ دونوں لازم ہیں خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ **أو توارت الحشفة فی أحد السبیلین أنزل أولا...... قضی و کفر.** (شامی زکریا ۳۸۶/۳، شامی بیروت ۳۴٤/۳، خانیة ۲۱۲/۱، بدائع الصنائع ۲۵۳/۲)

کفارہ کیا ہے؟

رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے، اگر یہ ممکن نہ ہو جیسا کہ آج کل کا دور ہے تو لگاتار دو مہینہ کے روزے رکھے درمیان میں ایک بھی ناغہ نہ ہو ورنہ پھر از سر نو رکھنے پڑیں گے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ **والکفارة تحریر رقبة ...... فإن عجز عنه صام شهرین متتابعین لیس فیها یوم عید ولا أیام التشریق فإن لم یستطع الصوم أطعم ستین مسکیناً والشرط أن**

يغديهم ويعشيهم غداء وعشاء مشبعين. (نور الايضاح مع مراقی الفلاح ٣٦٦، الولوالجية ٢٢٥/١، مجمع الانهر ٢٣٩/١، البحر الرائق ٢٧٧/٢، شامی زکریا ٣٩٠/٣)

کھانا کھلانے میں تسلسل ضروری نہیں

اگر کوئی شخص ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے ذریعہ کفارہ ادا کر رہا ہے تو اس کے لئے تسلسل ضروری نہیں ہے؛ بلکہ وہ متفرق اوقات میں بھی مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ **(قوله: ولو في اوقات متفرقة) فلا يشترط اتحاد الوقت.** (طحطاوی ٦٧٠)

ایک فقیر کو ۶۰ / دن کھانا کھلانا

اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح شام کھانا کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ **جاز لو اطعم واحداً ستين يوماً (درمختار) لتجدد الحاجة.** (درمختار مع الشامی زکریا ١٤٥/٥، مراقی الفلاح ٦٧٠، هندية ٥١٤/١، تفسير قرطبی ٢٨٧/١٧)

بہت چھوٹے بچوں کو کھلانے سے کفارہ ادا نہ ہوگا

چھوٹے بچوں (جو قریب البلوغ نہ ہوں) کو کھلانے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ **ولا يجزئ اطعام غير المراهق.** (طحطاوی ٦٧٠، ومثله في الشامی زکریا ١٤٣/٥، البحر الرائق ١٠٩/٤)

عورت کے ایام حیض تسلسل میں مانع نہیں

عورت پر اگر کفارہ لازم ہو جائے تو اس کے ماہواری (ناپا کی) کے ایام عذر سمجھے جائیں گے اور ان دنوں میں روزہ نہ رکھنے سے اس کے تسلسل پر کوئی فرق نہ پڑے گا مگر پا کی کے بعد فوراً روزے مسلسل رکھنے ہوں گے، اگر تاخیر کر دی تو از سر نو پورے روزے رکھنے پڑیں گے۔ **فإن أفطر ولو بعذر غير الحيض استانف ويلزمها الوصل بعد طهرها من الحيض حتى لو لم تصل تستأنف.** (طحطاوی ٣٦٦، ومثله في الدر المختار مع الشامی زکریا ٣٩٠/٣، البحر الرائق ٢٧٧/٢، الولوالجية ٢٢٦/١)

پسندیدہ شخص کا لعابِ دہن نگلنا

اگر کوئی دوسرے کا تھوک نگل لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں، اسی طرح اگر اپنا تھوک ہاتھ میں لے کر نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا کفارہ لازم نہ ہوگا؛ لیکن اگر اپنے پسندیدہ شخص مثلاً بیوی یا قریبی دوست کا تھوک نگلا ہے تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ **وكذا لو خرج البزاق من فمه ثم ابتلعه وكذا بزاق غيره، لانه مما يعاف منه. ولو بزاق حبيبه أو صديقه وجبت كما ذكره الحلواني لأنه لا يعافه.** (شامی زکریا ۳۸۷/۳، شامی بیروت ۳۴۵/۳، ومثله فی التاتارخانية ۳۸۳/۳، هندية ۲۰۳/۱، بزازية ۹۸/٤، الولوالجية ۲۲۳/۱، فتاویٰ دارالعلوم ٤۳۳/٦)

کچا گوشت یا کچی چربی کھانا

روزہ کی حالت میں عمداً کچا گوشت یا کچی چربی کھانے سے بھی قضاء وکفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ **وكذا اذا اكل لحماً غير مطبوخ، او شحماً غير مطبوخ على المختار.** (هندية ۲۰۵/۱) **وإن أكل لحماً غير مطبوخ اختلفوا في وجوب الكفارة والصحيح هو الوجوب...... وإن أكل لحماً غير مطبوخ عليه القضاء والكفارة.** (خانية ۲۱٤/۱، ومثله في الولوالجية ۲۲۳/۱، شامی زکریا ۳۸۷/۳، شامی بیروت ۳٤٥/۳، فتاوی دارالعلوم ٤٤۱/٦)

غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہیں

غیر رمضان میں روزہ توڑنے سے صرف قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہیں ہوگا، خواہ وہ روزہ قضا کا ہو یا نفلی ہو، دونوں کا حکم یہی ہے۔ **ولا كفارة بافساد صوم غير رمضان كذا في الكنز.** (هندية ۲۱٤/۱)

❍❖❍

مستحباتِ روزہ

(۱) سورج ڈوبتے ہی نماز سے پہلے روزہ کھولنے میں جلدی کرنا۔ (۲) کھجور یا چھوارے سے افطار کرنا اس کے بعد پانی کا درجہ ہے۔ (۳) جس چیز سے روزہ افطار کیا جائے وہ طاق عدد ہو۔ (۴) افطار کرتے ہوئے دعاء ماثورہ کا پڑھنا مثلاً: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ أَفْطَرْتُ ۔(۵) کچھ نہ کچھ سحری کے وقت کھانا پینا، خواہ تھوڑا سا ہی ہو یا ایک گھونٹ پانی ہو۔(۶) اتنی تاخیر نہ کرنا کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے۔(۷) زبان کو بیہودہ گوئی سے باز رکھنا، اور ہر طرح کے حرام افعال مثلاً غیبت اور چغلی کرنے سے بہر حال بچتے رہنا۔ (۸) رشتہ داروں، محتاجوں اور مسکینوں کو صدقات وخیرات سے نوازنا۔(۹) حصولِ علم میں مشغول رہنا، تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا، ذکر الٰہی میں رات دن لگے رہنا۔(۱۰) اور اعتکاف کرنا۔ **سنن الصوم ومستحباته كثيرة: اهمها السحور ......، وتاخير السحور، وتعجيل الفطر ......، ويستحب ان يكون الافطار على رطبات، فان لم تكن فعلى تمرات ......، فمن لم يجد فليفطر على ماء فانه طهور، ويستحب ان يدعو عند الافطار ......، والاكثار من الصدقات ......، ومن اهم ما ينبغي ان يترفع عنه الصائم ويحذره: ما يحبط صومه من المعاصي الظاهرة والباطنة فيصون لسانه عن اللغو، والهذيان، والكذب، والغيبة والنميمة، والفحش والجفاء، والخصومة والمراء، ويكف جوارحه عن جميع الشهوات والمحرمات، ويشتغل بالعبادة وذكر الله وتلاوة القرآن، وهٰذا كما يقول الغزالیؒ: هو سر الصوم.** (الموسوعة الفقهية ۲۸/۲۸-۲۹)

❍❖❍

مکروہاتِ روزہ

منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا

منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا روزہ کی حالت میں مکروہ ہے اگر چہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ **لو جمع الريق قصداً ثم ابتلعه لايفسد صومه فی اصح الوجهين.** (بزازية ۹۸/٤) **وكره له جمع الريق فی الفم قصداً ثم ابتلاعه تحاشياً عن الشبهة.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۷۲)

روزہ میں کسی چیز کا چکھنا یا چبانا

بلا عذر کسی چیز کے چکھنے اور چبانے سے روزہ میں کراہت آجاتی ہے۔ **وكره له ذوق شئ وكذا مضغه بلا عذرٍ.** (شامی زکریا ۳۹۵/۳، شامی بیروت ۳۵۲/۳، ومثله فی المراقی ۳۷۱، هداية ۲۲۰/۱، البحر الرائق ۴۸۹/۲، تاتارخانية ۳۹۵/۳، مجمع الانهر ۲۴۷/۱، بدائع الصنائع ۲۶۹/۲)

نوٹ: یہ کراہت عدم عذر پر موقوف ہے لہٰذا اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی عورت کا شوہر بدمزاج ہے اور کھانا خراب ہونے پر اس کے غصہ ہونے کا اندیشہ ہے تو اسے کھانے کا نمک زبان پر رکھ کر چکھنے کی اجازت ہوگی اور ایسی صورت میں روزہ مکروہ نہ ہوگا، اسی طرح اگر چھوٹے بچہ کو روٹی چبا کر کھلانے کی ضرورت ہو اور روزہ دار عورت کے علاوہ وہاں کوئی اس ضرورت کو پورا کرنے والا نہ ہو تو وہ اسے چبا کر دے سکتی ہے لیکن یہ خیال رہے کہ چکھنے یا چبانے میں کوئی حصہ حلق کے نیچے نہ اترے ورنہ روزہ جاتا رہے گا۔ **وكذا مضغه بلاعذر قيد فيهما قاله العينى ككون زوجها أو سيدها سئ الخلق فذاقت (وفی الشامية) ومن العذر فی الثانی أن لا تجد من يمضغ لصبيها من حائض أو نفساء أو غيرهما ممن لايصوم ولم تجد طبيخاً.**

(شامی زکریا ۳۹۵/۳، شامی بیروت ۳۵۲/۳)

ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا

روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا کوئلہ یا کوئی منجن دانتوں میں ملنا یا عورت کا اس طرح ہونٹ پر سرخی لگانا کہ اس کے پیٹ میں چلے جانے کا اندیشہ ہو مکروہ ہے۔ **وكره له ذوق شيء وكذا مضغه (وفي الشامية) الظاهر أن الكراهة في هذه الأشياء تنزيهية.**

(شامی زکریا ۳۹۵/۳، شامی بیروت ۳۵۲/۳، فتاوی دارالعلوم ٤٠٤/٦)

بیوی سے دل لگی کرنا

روزہ میں بیوی سے دل لگی کرنا مکروہ ہے جب کہ جماع یا انزال کا خوف ہو۔ **وكره قبلة ومس ومعانقة ومباشرة فاحشة إن لم يأمن المفسد وإن أمن لابأس.** (در مختار مع الشامی زکریا ۳۹٦/۳، شامی بیروت ۳۵۳/۳، ومثله فی الطحطاوی جدید ٦٨٠، هداية ۲۱۷/۱، تاتارخانية ۳۹۹/۳، مجمع الانهر ۲٤٧/۱، الولوالجية ۲۲۷/۱)

روزہ کی حالت میں قصداً تھکا دینے والے اعمال انجام دینا

ہر ایسا کام جس سے اس قدر ضعف کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑنا پڑ جائے مکروہ ہے۔ **لا يجوز أن يعمل عملاً يصل به إلى الضعف.** (در مختار مع الشامی زکریا ٤٠٠/۳، شامی بیروت ۳۵۷/۳، تاتارخانية ٤٠٦/۳، مراقی الفلاح ۳۷۲)

بحالتِ روزہ گناہ کرنا

روزہ کی حالت میں ہر گناہ کا کام خواہ قولی ہو یا فعلی روزہ کو مکروہ بنا دیتا ہے۔ **أن النبي ﷺ قال: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ بِأَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.**

(ترمذی شریف ۱۵۰/۱، بخاری شریف ۲۵۵/۱، مشکوٰۃ شریف ۱۷٦)

کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا

ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے میں مبالغہ کرنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ **في**

الحديث: وبالغ فی الاستنشاق الا ان تکون صائماً. (ترمذی شریف ۱۶۳/۱، ابوداؤد شریف ۳۳۲/۱) **وتکره له المبالغة فی المضمضة والاستنشاق.** (هندیه ۱۹۹/۱، تاتارخانیة زکریا ۳۹۵/۳)

عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا

بیوی کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا مکروہ ہے؛ البتہ اگر شوہر بیمار ہے یا وہ بھی روزہ سے ہے یا حالتِ احرام میں ہے تو مکروہ نہیں۔ **ویکره أن تصوم المرأة تطوعاً بغیر إذن زوجها إلا أن یکون مریضاً أو صائماً أو محرماً بحج أو عمرةٍ.** (هندیه ۲۰۱/۱، طحطاوی ۳۷۱، درمختار مع الشامی زکریا ۴۱۵/۳، تاتارخانیة ۴۶۵/۳، الولوالجیة ۲۲۹/۱)

وہ اعذار جن کی وجہ سے افطار جائز ہے

جان کے خطرہ یا بیماری میں اضافہ کے اندیشہ سے روزہ توڑنا

اچانک ایسی صورت پیش آجائے کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان خطرہ میں ہوجائے گی یا بیماری بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا جائز ہے، صحت یاب ہونے کے بعد قضا کرلے۔ **المریض إذا خاف علی نفسه التلف أو ذهاب عضو یفطر بالإجماع وإن خاف زیادة العلة وامتداده فکذلک عندنا وعلیه القضاء إذا أفطر.** (هندیه ۲۰۷/۱، تاتارخانیة زکریا ۴۰۳/۳، مجمع الانهر ۲۴۸/۱، هدایة ۲۲۱/۱، تبیین الحقائق زکریا ۱۸۹/۲، بهشتی زیور ۱۷/۳)

حاملہ عورت کے لئے گنجائش

حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آگئی کہ جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا خطرہ ہے تو

اس کے لئے روزہ توڑ دینا جائز ہے۔ **والحامل والمرضع إذا خافتا على أنفسهما أو ولدهما أفطرتا وقضتا ولا كفارة عليهما.** (هنديه ١/ ٢٠٧، تاتارخانية زكريا ٣/ ٤٠٤، درمختار زكريا ٣/ ٤٠٣، هداية ١/ ٢٢٢، بهشتى زيور ٣/ ١٧)

دودھ پلانے والی عورت کے لئے سہولت

اگر دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہوجائے گا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہوجائے گی، تو اس صورت میں رمضان میں روزہ افطار کرے اور بعد میں قضاء کرلے۔ **أو حامل أو مرضع خافت بغلبة الظن على نفسها أو ولدها الخ.** (شامی زکریا۳/ ٤٠٣، شامی بیروت ٣/ ٣٥٩) **والحامل والمرضع إذا خافتا على أنفسهما أو ولدهما أفطرتا وقضتا ولا كفارة عليهما.** (هندية ١/ ٢٠٧، تاتارخانية ٣/ ٤٠٤، فتاوى دارالعلوم ٦/ ٤٦٤)

بھوک پیاس سے بے تاب ہونا

کسی عمل کی وجہ سے بے حد بھوک یا پیاس لگ گئی اور اتنا بے تاب ہوگیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے لیکن اگر خود قصداً اس نے اتنا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہوگئی تو گنہگار ہوگا۔ **الاعذار التى تبيح الافطار ......، ومنها العطش والجوع كذٰلک اذا خيف منهما الهلاک او نقصان العقل.** (هندية ١/ ٢٠٦، تبيين الحقائق ٢/ ١٨٩)

باب الاعتکاف

(اعتکاف کے ضروری مسائل)

○

قَالَ اللّٰهُ تبارَكَ وَتَعَالىٰ:

وَعَهِدْنَآ اِلىٰٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○

(البقرة: ۱۲۵)

ترجمہ: ''اور ہم نے ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ وہ دونوں میرے گھر کو پاک وصاف کریں طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے''۔

○

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

مَنْ مَشٰى فِىْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ خَيْراً لَّهٗ مِنْ اِعْتِكَافِ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَمَنِ اعْتَكَفَ يَوْماً ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ، كُلُّ خَنْدَقٍ اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ.

(رواه الطبرانی والحاکم باسناد جید)

(المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح ۱۸۷، مجمع الزوائد ۱۹۲/۸)

ترجمہ: ''جو شخص اپنے بھائی کی کسی ضرورت کو پوری کرنے کے لئے چل کر جائے تو یہ عمل اس کے لئے دس سال کے (نفلی) اعتکاف سے زیادہ موجبِ اجر وثواب ہوگا، اور جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرمادیتے ہیں، جن میں سے ہر خندق کی چوڑائی زمین وآسمان کے فاصلہ کے برابر ہے''۔

□□□

مسائلِ اعتکاف

اعتکاف کیا ہے؟

دنیوی کاروبار، معاشی الجھنوں اور ذاتی مصروفیات میں الجھ کر انسان اپنے مقصد تخلیق سے غافل ہوجاتا ہے، شیطانی اثرات اس کے دل ودماغ پر اس طرح چھا جاتے ہیں کہ اسے کچھ اور سوچنے اور غور کرنے کی سدھ ہی نہیں رہتی، رفتہ رفتہ یہ غفلت اتنی بڑھتی ہے کہ نماز کے لئے مسجد میں کچھ دیر کے لئے جانے اور روزہ زکاۃ وغیرہ عبادتوں کی انجام دہی سے بھی وہ ختم نہیں ہو پاتی، نماز دنیوی خیالات میں گذرتی ہے، اور روزہ لایعنی فضول باتوں کی نذر ہوجاتا ہے۔ یہ صورتِ حال زندہ دلانِ امت کے لئے سوہانِ روح اور عاشقانِ توحید کے لئے درد وکرب کا سامان بن جاتی ہے۔ مالک الملک کا شاہانہ جاہ وجلال جہاں اس کے دربار میں آپڑے رہنے سے مانع ہوتا ہے وہیں ارحم الراحمین کی رحمتِ بیکراں فکرمندوں کے لئے امید کے دیے جلاتی ہے، اور بیم ورجاء کے عالم میں غفلت کی وادیوں میں چکر لگانے والا انسان اپنے حقیقی آقا کے دربار میں زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے فروکش ہوجاتا ہے:

پھر جی میں ہے کہ در پہ اسی کے پڑا رہوں ❖ سر زیرِ بارِ منت درباں کئے ہوئے

اسی جذبہ، اسی عشق، اسی امید اور منت شناسی کا نام اعتکاف ہے۔

اعتکاف کی اہمیت وفضیلت

واقعہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے متبرک ومسعود اوقات کی قدر اعتکاف کے بغیر کامل طور پر نہیں ہوسکتی، آدمی کتنا ہی شوقین ہو کسی کام میں مستقل مشغول رہنے کے باعث طبیعت میں فطری اکتاہٹ پیدا ہو ہی جاتی ہے، اور عبادت کا تسلسل موقوف ہو جاتا ہے لیکن اعتکاف ایسی عبادت ہے کہ معتکف اگر مسجد میں خالی بھی بیٹھا رہے پھر بھی عبادت گذاروں میں شمار ہوتا ہے اور معتکف کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہوتا اور مسجد میں بیٹھے بیٹھے اسے بے شمار اعمالِ صالحہ کا ثواب ملتا رہتا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ: ”معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اسے (ان) تمام نیکیوں کا (جنہیں وہ اعتکاف کے

سبب انجام نہیں دے سکتا) اتنا ہی بدلہ عطا کیا جاتا ہے جتنا نیکیاں کرنے والے کو ملتا ہے‘‘۔ **اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ هُوَ یَعْتَکِفُ الذُّنُوْبَ وَ یُجْزیٰ لَه‘ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّهَا.** (مشکوٰۃ شریف ۱۸۳/۱)

ایک دوسری روایت میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص اللہ رب العزت کی خوشنودی کی تلاش میں ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین ایسی بڑی خندقیں حائل فرمادیتے ہیں جو دنیا جہان سے زیادہ چوڑی اور وسیع ہیں۔ **وَمَنِ اعْتَکَفَ یَوْماً اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَیْنَه‘ وَبَیْنَ النَّارِ ثَلٰثَ خَنَادِقَ اَبْعَدَ مَابَیْنَ الْخَافِقَیْنِ.** (الترغیب و الترهیب ۹۶/۲)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف

رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کے سلسلہ میں روایات شاہد ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حکم ملنے کے بعد کبھی اس کا ناغہ نہیں فرمایا، اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے دس دنوں کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ **مَنِ اعْتَکَفَ عَشْراً فِیْ رَمَضَانَ کَانَ کَحَجَّتَیْنِ وَ عُمْرَتَیْنِ.** (الترغیب و الترهیب ۹۶/۲)

دیکھئے! کتنی معمولی قربانی پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے کس قدر عظیم نعمتوں کا وعدہ کیا جارہا ہے۔ آج کسی شخص کو اگر کسی لیڈر اور حکمراں کی کوٹھی پر چند دن رہنے کی اجازت مل جائے تو وہ اسے بہت ہی فخر کی چیز سمجھتا ہے اور جگہ جگہ اس کو عظیم عزت افزائی جان کر اتراتا پھرتا ہے، تو اگر دنیا کے ان حکام کے دربار کی حاضری اور وہاں قیام موجبِ عزت ہے تو کیا مالک الملک شہنشاہِ عالم کے در پر جاکے پڑے رہنا باعثِ عزت اور قابلِ فخر نہیں؟ پھر یہ دیکھیں کہ اس چند روزہ ماحول میں رہ کر ہماری طبعیت میں کتنی بشاشت اور روحانی فرحت پیدا ہوتی ہے اور کس طرح ایمان کی زیادتی محسوس طور پر معلوم ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اعتکاف سے ماہِ مبارک کا لطف دوبالا ہوجاتا ہے، اور اس کے ذریعہ شبِ قدر میں عبادت کی سعادت یقینی طور پر حاصل ہوجاتی ہے۔

عام معاشرہ میں اعتکاف سے بے رغبتی

ان تمام فوائد کے باوجود غور کرنے کی بات یہ ہے کہ آج ہمارا عام معاشرہ اس عبادت سے محروم ہوتا جارہا ہے، رمضان المبارک میں جماعت کی نمازوں اور تراویح وغیرہ کا تو ماشاء اللہ کچھ اہتمام ہو بھی جاتا ہے، لیکن سنتِ اعتکاف کی ادائیگی کی طرف رجحان بہت کم دکھائی دیتا ہے، اور اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم عید کی تیاریوں میں اتنا وقت لگانا چاہتے ہیں کہ کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے، اور یہ سمجھتے ہیں کہ اعتکاف کی وجہ

سے سارے ارمان پورے نہ ہوسکیں گے، تجارت پیشہ لوگ تو اعتکاف کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے اس لئے کہ یہی ان کی سال بھر کی کمائی کا وقت ہے، تو دنیا کی کمائی سے محرومی کا اتنا خیال ہے مگر اس رمضان کے سیزن میں رحمتِ خداوندی کے حصول میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کا کوئی احساس نہیں؟ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ سب لوگ ایک ساتھ اعتکاف کرلیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہر گھرانے والے اس طرح کا نظام بنائیں کہ ان کے گھر کا ایک فرد اعتکاف کیا کرے اگر تین بھائی ہیں تو ایک اعتکاف کرے اور بقیہ بھائی اس کی خبر گیری کریں، اگر دوکان پر کئی لوگ بیٹھنے والے ہیں تو ایک آدمی کو ہر سال اعتکاف کے لئے متعین کردیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے اس عبادت کی قدر پیدا ہوگی اور اس کے اثرات پورے گھرانے میں محسوس کئے جائیں گے، خاص کر نوجوانوں کو اس عبادت کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے، اعتکاف ان کے لئے ماہِ مبارک میں بے شمار گناہوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنے گا، اور ان کو دینی تربیت کا موقع میسر آئے گا، عشرۂ اخیرہ سے پہلے مساجد میں اعتکاف کے لئے باقاعدہ تشکیل ہونی چاہئے تاکہ اس عظیم عبادت کی طرف عمومی رجحان ہو اور مسجدیں اعتکاف کرنے والوں سے معمور ہوجائیں۔ اللہ رب العزت ہمیں خصوصی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

ذیل میں اعتکاف سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

مسنون اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مردوں کے لئے مسجد جماعت میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایۃ ہے۔ **والاعتكاف المطلوب شرعاً على ثلاثة أقسام......، وسنة كفاية مؤكدة في العشر الأخير من رمضان الخ.** (مراقی الفلاح علی الطحطاوی ۳۸۲، هداية ۱/۲۲۹، هندية ۱/۲۱۱، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۳۰)

ہر آبادی میں اعتکاف

ہر آبادی میں کم از کم کسی ایک شخص کا اعتکاف کرنا سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اگر کسی ایک شخص نے بھی یہ سنت ادا نہیں کی تو پوری آبادی والے تارکِ سنت ہوں گے، اور اگر آبادی کی کسی بھی مسجد میں ایک شخص بھی اعتکاف کرلے گا تو ساری بستی والوں کی طرف سے سنت کی ادائیگی ہوجائے گی، لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف کا اہتمام کیا جائے، کیوں کہ بعض علماء نے ہر محلّہ

والوں کے لئے اعتکاف کو سنت قرار دیا ہے۔ (دیکھئے احسن الفتاوی ۴/۴۹۸) **وقيل سنة على الكفاية حتى لو ترك أهل بلدة بأسرهم يلحقهم الاسائة وإلا فلا كالتاذين.**

(مجمع الأنهر جديد ۱/۳۷٦، قديم ۱/۲۵۵، شامی زكريا ۳/۴۳۰)

واجب اعتکاف

اعتکاف کی عبادت اصلاً سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے؛ لیکن درج ذیل تین صورتوں میں حتمی طور پر اس کا وجوب ہوجاتا ہے:

(۱) کوئی شخص زبان سے یہ کہہ دے کہ اللہ کے لئے میرے اوپر مثلاً اتنے دن کا اعتکاف لازم ہے۔

(۲) یا یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو میں اتنے دن اعتکاف کروں گا، تو اس کام کے ہونے پر اس پر اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

(۳) جو مسنون اعتکاف نیت کرکے شروع کردیا گیا ہو تو شروع کرنے سے وہ واجب ہوجاتا ہے اور اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

الاعتكاف سنة مشروعة يجب بالنذر والتعليق بالشرط والشروع فيه اعتباراً بسائر العبادات. (خانية ۱/۲۲۱، ومثله فی الدر المختار ۳/۴۳۰) **وانما يصير واجباً بأحد امرين: احدهما قول: وهو النذر المطلق بان يقول: لله علي ان اعتكف يوماً او شهراً او نحو ذلك ......، والثاني فعل: وهو الشروع، لان الشروع فى التطوع ملزم عندنا كالنذر.** (بدائع الصنائع زكريا ۲/۲۷۳، هندية ۱/۲۱۱، البحر الرائق كراچی ۲/۲۹۹، تاتارخانية زكريا ۳/۴۴۲)

واجب اور مسنون اعتکاف کے صحیح ہونے کی شرائط

واجب اور مسنون اعتکاف اسی وقت صحیح اور معتبر ہوگا جب کہ اس میں درج ذیل شرائط پائی جائیں:

(۱) مسلمان ہونا (لہٰذا کافر کا اعتکاف معتبر نہیں)

(٢) عاقل و بالغ ہونا (لہٰذا پاگل اور بچہ کا اعتکاف معتبر نہیں)

(٣) نیت ہونا (لہٰذا بلا نیت مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف نہیں کہلائے گا)

(٤) مرد کا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جس میں پنجوقتہ نماز با جماعت کے لئے امام و مؤذن با قاعدہ موجود ہوں (لہٰذا ویران مسجد میں تنہا اعتکاف معتبر نہ ہوگا)

(٥) معتکف کا روزہ دار ہونا (لہٰذا بغیر روزہ کے واجب اور مسنون اعتکاف معتبر نہ سمجھا جائے گا)

(٦) معتکف کا جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہونا (لہٰذا حدثِ اکبر کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کرنا ہرگز درست نہ ہوگا) **اما شروطه فمنها النية ......، ومنها مسجد الجماعة فيصح فى كل مسجد له أذان وإقامة هو الصحيح......، والصوم وهو شرط الواجب منه والاسلام والعقل والطهارة عن الجنابة والحيض والنفاس.** (هندية ٢١١/١، مراقی الفلاح ٣٨١-٣٨٢، البحر الرائق کراچی ٢٩٩/٢، تبيين الحقائق ٢٢٢/٢) **هو لبث ذكر ولو مميزاً فى مسجد جماعة هو ماله امام ومؤذن أديت فيه الخمس أو لا.**

(درمختار زکریا ٤٢٩/٣)

معتکف کے لئے کن اعذار کی بنا پر مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے؟

معتکف درج ذیل تین طرح کے اعذار کی بنا پر مسجد سے باہر جا سکتا ہے:

(١) طبعی ضرورت: مثلاً بول وبراز وغیرہ۔

(٢) شرعی ضرورت: مثلاً اس کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا۔

(٣) اضطراری ضرورت: مثلاً مسجد منہدم ہوجانا، یا کسی ظالم کا معتکف کو مسجد سے زبردستی نکال دینا وغیرہ (استحساناً)۔

وحرم عليه الخروج إلا لحاجة الإنسان طبعية كبول وغائط وغسل لو

احتلم......، والجمعة وقت الزوال......، لكن فى النهر وغيره جعل عدم الفساد لانهدامه ولبطلان جماعته واخراجه كرهاً استحساناً. (درمختار مع الشامی بیروت ۳۸۶/۳-۳۹۰، هندية ۱/۲۱۲)

طبعی ضرورت کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا

طبعی ضرورت مثلاً پیشاب، پاخانہ، ازالۂ نجاست، غسل جنابت اور واجب وضو کے لئے اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر جانا درست ہے۔ **وحرم عليه أى على المعتكف اعتكافاً واجباً......، الخروج إلا لحاجة الإنسان طبيعية كبول وغائط وغسل لو احتلم ولا يمكنه الاغتسال فى المسجد الخ.** (در مختار زکریا ۴۳۴/۲-۴۳۵، کوئٹہ ۱۴۳/۲، تبيين الحقائق ۲۲۶/۲، مراقی الفلاح ۳۸۳، هندية ۲۱۲/۱، خانية ۲۲۱/۱)

استنجاء کے لئے معتکف کا گھر جانا

معتکف اگر قضائے حاجت کے لئے مسجد کے قریب بیت الخلاء چھوڑ کر اپنے (یا کسی عزیز کے) گھر جائے تو اس کی وجہ سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ **وينبغى أن يخرج على القولين ما لو ترک بيت الخلاء للمسجد القريب واتى بيته ......، لان الانسان قد لا يألف غير بيته، "رحمتى". فاذا كان لا يألف غيره بان لا يتيسر له الا فى بيته فلا يبعد الجواز بلاخلاف.** (شامی بیروت ۳۸۷/۳)

معتکف کا استنجاء کے بعد استبراء کے لئے ٹہلنا

اگر معتکف کو پیشاب کے بعد قطرات آنے کا اندیشہ رہتا ہے اور وہ اطمینان حاصل کرنے کے لئے کچھ دیر ٹہل کر مٹی کا ڈھیلا یا جاذب (ٹشو پیپر) استعمال کرتا ہے تو بحالتِ اعتکاف ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ طبعی ضرورت میں داخل ہے۔ **بان الاولیٰ تفسيرها بالطهارة ومقدماتها ليدخل الاستنجاء والوضوء الخ.** (شامی زکریا ۴۳۵/۲)

معتکف کا قضائے حاجت کے لئے آتے جاتے سلام کلام کرنا

اگر معتکف قضائے حاجت یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر جائے تو آتے جاتے چلتے ہوئے کسی سے سلام کلام کرنے سے اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا؛ البتہ اگر کھڑے کھڑے ٹھہر کر باتیں کرنے لگا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ **مستفاد: لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض أو لصلاة الجنازة من غير أن يكون لذٰلك قصد فإنه جائز، بخلاف ما إذا خرج لحاجة الانسان ومكث بعد فراغه انه ينتقض اعتكافه عند أبى حنيفةؒ قل أو كثر.** (البحر الرائق كراچی ۳۰۲/۲)

ضرورت کے وقت کھانا کھانے کے لئے معتکف کا گھر جانا

اگر معتکف کے گھر سے یا کسی اور جگہ سے کھانا وغیرہ آنے کا کوئی نظم نہیں ہے تو وہ حسبِ ضرورت غروب کے بعد کھانا کھانے کے لئے اپنے گھر جا سکتا ہے اس لئے کہ یہ بھی طبعی ضرورت میں داخل ہے۔ **وقيل: يخرج بعد الغروب للاكل والشرب. قال فى البحر: ينبغى حمله على ما إذا لم يجد من ياتى لهٗ فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية.**

(طحطاوی علی المراقی ۳۸۴، البحر الرائق ۳۰۳/۲، شامی زکریا ۴۴۰/۳، تاتارخانية زكريا ۴۴۵/۳)

حرمین شریفین میں معتکفین کا کھانے کے لئے باہر نکلنا؟

حرمین شریفین میں کھانے کا سامان اندر لانے کی اجازت نہیں ہوتی؛ لہٰذا رمضان المبارک میں وہاں اعتکاف کی سعادت حاصل کرنے والے حضرات اگر مغرب کے بعد قریبی ہوٹل پر جا کر کھانا کھا آئیں یا باہری صحن میں نکل کر کھانا کھائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ طبعی ضرورت میں داخل ہے؛ البتہ کھانے کے بعد وہاں بیٹھے نہ رہیں؛ بلکہ فارغ ہوکر فوراً مسجد میں آجائیں۔ **وقيل: يخرج بعد الغروب للاكل والشرب. قال فى البحر: ينبغى حمله على ما إذا لم يجد من ياتى لهٗ فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية.** (طحطاوی علی

المراقی ٣٨٤، البحر الرائق ٣٠٣/٢، شامی زکریا ٤٤٠/٣، تاتارخانیة زکریا ٤٤٥/٣، آئینۂ رمضان ٢٩٩)

مسجدِ نبوی کے معتکفین کا صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا؟

مسجد نبوی میں بھیڑ کے اوقات میں حکومت کی طرف سے صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے یہ نظام رہتا ہے کہ لوگ باب السلام سے داخل ہوتے ہیں، اور باب البقیع سے باہر نکلتے ہیں، اور اس وقت اس نظام کی خلاف ورزی کسی کے لئے ممکن نہیں رہتی؛ لہٰذا مسجد نبوی کے معتکفین پر لازم ہے کہ وہ صلوٰۃ وسلام کے لئے مسجد کی حدود سے باہر نہ جائیں؛ بلکہ ایسے وقت میں سلام کے لئے حاضری کا اہتمام رکھیں، جب کہ مسجد سے باہر نہ جانا پڑے، مثلاً: اشراق کے بعد، یا عصر کے ایک گھنٹہ کے بعد یا تراویح کے ایک گھنٹے کے بعد، وغیرہ۔ **فإذا خرج من المسجد ولو ناسیاً ساعةً بلا عذر، فسد اعتکافه عند الامام؛ لوجود المنافی ولو قلیلاً.** (مجمع الانہر ٣١٥/١، آئینہ رمضان ٢٩٨)

نوٹ:- واضح ہو کہ مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کے باہری صحن مسجد شرعی میں داخل نہیں ہیں۔

کیا معتکف بیڑی پینے کے لئے باہر جا سکتا ہے؟

بیڑی وغیرہ پینے کا عادی شخص استنجاء وغیرہ کے لئے مسجد سے باہر نکلتے وقت اس ضرورت کو پورا کر لے خاص اسی ضرورت سے مسجد سے باہر نہ جائے الا یہ کہ اضطراری حالت ہو۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۴۶۱، فتاویٰ رحیمیہ ۲۰۲/۵، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۲۳۹/۱۰، میرٹھ ۳۱۶/۱۵)

معتکف کا بدن کی صفائی یا ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا

اگر مسجد شرعی کی حد میں رہتے ہوئے غسل کا ایسا انتظام ہو کہ مسجد غسل کے پانی سے ملوث نہ ہو تو معتکف کے لئے مسجد میں ہر طرح کا غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر مسجد میں غسل کا

ایسا انتظام نہ ہوتو واجب غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا بالاتفاق جائز ہے؛ البتہ غیر واجب غسل مثلاً بدن کی صفائی یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے اگر مسجد سے باہر جائے گا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (تاہم اگر بول وبراز کی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر نکلا اور وہیں بہ عجلت بدن پر پانی بہالیا تو اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آئے گا) **فلو أمكنه من غير ان يتلوث المسجد فلا بأس به بدائع، اى بان كان فيه بركة ماء او موضع معد للطهارة او اغتسل فى اناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل. قال فى البدائع: فان كان بحيث يتلوث بالماء المستعمل يمنع منه، لان تنظيف المسجد واجب.** (شامی زکریا ۴۳۵/۳، بدائع الصنائع زکریا ۲۸۷/۲، حاشية الشلبى على التبيين ۲۲۹/۲، تاتارخانية ۴۴۵/۳، طحطاوی ۳۸۴، هندية ۲۱۳/۱، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۷۷/۱۵)

نوٹ: اور صاحبینؒ کے نزدیک چونکہ کچھ دیر کے واسطے مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، بریں بنا جو شخص روزانہ غسل کا عادی ہو کہ اسے غسل کے بغیر چین ہی نہ آتا ہو اور گویا غسل اس کی ضرورت طبعی بن گیا ہو تو اس کے لئے صاحبینؒ کے قول پر عمل کی گنجائش ہونی چاہئے۔ (مرتب)

جمعہ کے غسل مسنون کے لئے مسجد سے باہر جانا

عام فقہی کتابوں اور فتاویٰ میں تو یہی بات لکھی ہے کہ غیر واجب غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا معتکف کے لئے درست نہیں ہے، اور غیر واجب غسل میں جمعہ کا غسل مسنون بھی داخل ہے؛ لیکن بعض فقہی عبارتوں سے جمعہ کے غسل کے لئے معتکف کو مسجد سے باہر نکلنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے (اس لئے ضرورت اور تقاضے کے وقت اس روایت پر عمل کی گنجائش ہے) (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۵۰۲/۴) **وقال فى التاتارخانية: ويخرج للوضوء والاغتسال فرضاً كان أو نفلاً.** (تاتارخانية ۴۴۶/۳)

معتکف کا ریح خارج کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا

مسجد میں معتکف کا ریاح خارج کرنا یقیناً بے ادبی ہے، تاہم بحث یہ ہے کہ جب اخراجِ

ریح کی ضرورت ہوتو وہ مسجد میں رہے گا یا اس مقصد کے لئے مسجد سے باہر جائے گا؟ تو اس سلسلہ میں جزئیات دونوں طرح کے ہیں، بعض جزئیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں خروج ریح میں کوئی حرج نہیں، اور بعض میں یہ کہا گیا ہے کہ جب اسے ضرورت ہوتو مسجد سے باہر جایا کرے۔ **وکذا لا یخرج فیه الریح من الدبر کذا فی الاشباه، واختلف فیه السلف: فقیل: لا بأس، وقیل یخرج اذا احتاج الیه وهو الاصح.** (شامی زکریا ۲/۴۲۹) **عن جابر** رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول الله** ﷺ: **''من أكل من هٰذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدا، فان الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الأنس''.** (متفق علیه، مشکوٰۃ شریف ٦٨)

نوٹ : راقم مرتب کے نزدیک دونوں طرح کے جزئیات میں تطبیق کی شکل یہ ہے کہ اگر ریاح بدبودار ہوتو اس کو خارج کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا چاہئے اور اگر ریاح بدبودار نہ ہوتو مسجد میں رہتے ہوئے بھی اخراج ریح کی گنجائش ہے۔ (مرتب)

بحالتِ اعتکاف احتلام ہوجانا

اگر معتکف کو احتلام کی صورت پیش آجائے تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا؛ تاہم اسے چاہئے کہ فوراً مسجد سے باہر جاکر طہارت حاصل کرلے۔ **ولو احتلم المعتكف لا يفسد اعتكافه.** (بدائع الصنائع زکریا ۲/۲۸۷، فتح القدیر ۲/۳۹٦، بنایه ٤/۱۳۳) **ثم إن أمكنه الاغتسال فی المسجد من غير أن يتلوث المسجد فلا بأس به وإلا فيخرج ويغتسل ويعود إلى المسجد.** (هندیة ۱/۲۱۳)

احتلام کے بعد مسجد سے نکلنے کا موقع نہ ہو؟

معتکف شخص کو احتلام ہوجائے اور سردست مسجد سے نکلنے کا کسی عذر کی وجہ سے موقع نہ ہوتو وہ فوری طور پر تیمّم کرلے اور جب تک باہر جانے کی سہولت ہو وہیں ٹھہرا رہے۔ **ولو كان نائماً فيه فاحتلم والماء خارجه وخشى من الخروج يتيمم وينام فيه الى أن يمكنه**

الخروج. (شامی زکریا ۱/۰ ۴۱)

معتکف کا ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے جانا

اگر معتکف شخص بیمار ہو اور اسے مسجد سے باہر جاکر ڈاکٹر کو دکھانے کی ضرورت ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس مقصد سے مسجد سے باہر جانے سے اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؛ لیکن عذر کی بناپر گناہ نہ ہوگا۔ **إذا خرج ساعة بعذر المرض فسد اعتكافه.** (هندية ۱/ ۲۱۲) **وعلل في الخانية المرض لانه لا يغلب وقوعه فلم يصر مستثنى عن الايجاب فافاد الفساد في الكل......، الا أنه لا يأثم كما في المرض الخ.** (شامی زکریا ۳/ ۴۳۸) **وكذا إذا خرج ساعة بعذر المرض إلا أنه لا يأثم.** (تاتارخانية زكريا ۳/ ٤٤٦)

اضطراری حالات میں مسجد سے باہر نکلنا

اگر درج ذیل حادثات پیش آجائیں تو معتکف کے لئے اضطراری طور پر مسجد سے نکلنا درست ہے، ایسی صورت میں وہ فوراً دوسری مسجد کی طرف منتقل ہوجائے، اس سے اس کا اعتکاف بدستور باقی رہے گا، وہ امور یہ ہیں:

(۱) مسجد کی عمارت منہدم ہونے لگے۔

(۲) مسجد کے ارد گرد آباد لوگ سب وہاں سے چلے جائیں اور مسجد میں باجماعت نماز موقوف ہوجائے۔

(۳) کوئی زورآور شخص معتکف کو زبردستی مسجد سے نکال دے۔

(۴) کوئی ظالم معتکف کو گرفتار کرلے۔

(۵) اس مسجد میں رہتے ہوئے اپنی جان یا مال کا دشمنوں کی طرف سے سخت خطرہ ہو۔

يجوز له ان يتحول الى مسجد اخر في خمسة اشياء: احدها: ان ينهدم مسجده، الثاني: ان يتفرق اهله فلا يجتمعون فيه، الثالث: ان يخرجه منه

سلطان، الرابع: ان يأخذه ظالم، الخامس: ان يخاف علی نفسه وماله من المكابرين. (بناية ٤/١٢٨-١٢٩، مراقی الفلاح ٣٨٣، تاتارخانية زكريا ٤٥/٣، هندية ٢١٢/١)

معتکف کا عدالت کی تاریخ پر حاضر ہونا وغیرہ

اگر معتکف کا کوئی مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہو، اور دورانِ اعتکاف عدالت میں حاضری کی تاریخ پیش آجائے اور حاضر نہ ہونے کی شکل میں سخت نقصان کا اندیشہ ہو، یا کسی مقدمہ میں گواہی کی ضرورت ہو اور معتکف کے علاوہ کوئی گواہ موجود نہ ہو اور عدالت میں حاضر نہ ہونے کی صورت میں صاحب حق کا حق ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں ضرورۃً صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے ایسے معتکف کے لئے مسجد سے باہر جانے کی گنجائش ہے۔ **وفی شرح الصوم للفقيه ابی الليثؒ: المعتكف يخرج لاداء الشهادة، وتأويله اذا لم يكن شاهدٌ اٰخر فيتوی حقه.** (فتح القدير بيروت ٣٩٦/٢) **ومن الضرورة اداء الشهادة.** (الدر المنتقیٰ ٣٧٨/١) **ولا يخرج منه إلا لحاجة شرعية...... وأداء شهادة تعينت عليه. قال الطحطاوی: فيه ان هٰذا من الحوائج الشرعية.** (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ٣٨٣)

نوٹ: اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ شہادت دینے کے لئے معتکف کا مسجد سے باہر آنا بہرحال مفسد اعتکاف ہے، یہ الگ بات ہے کہ ضرورت کی بنا پر اس اقدام کی وجہ سے وہ گنہگار نہ ہوگا۔ (فتح القدیر ۳۹۶/۲)

معتکف کا جمعہ کی نماز کے لئے مسجد سے باہر جانا

شرعی ضرورت مثلاً جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر جانا جب کہ معتکف کی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو اعتکاف کے لئے مفسد نہیں ہے؛ لیکن ایسے وقت جائے کہ دوسری مسجد میں پہنچ کر خطبہ سے پہلے جمعہ کی سنتیں پڑھ سکے، اور نماز کے سنن مؤکدہ پڑھ کر جلد واپس آجائے، دیر تک وہاں ٹھہرنا مکروہ ہوگا۔ **ولا يخرج منه إلا لحاجة شرعية كالجمعة والعيدين الخ.** (مراقی

الفلاح ۳۸۳، خانية ۲۲۱/۱، تبيين الحقائق ۲۲۶/۲) **خرج في وقت يدركها سنتها يحكم في ذٰلك رأيه ويستن بعدها أربعاً أو ستاً على الخلاف ولو مكث أكثر لم يفسد لانه محل له وكره تنزيهاً.** (درمختار زكريا ۴۳۵/۳-۴۳۶)

جمعہ پڑھنے کے لئے دوسری مسجد میں گیا پھر وہیں رہ گیا

معتکف کی مسجد میں جمعہ نہ ہونے کی بنا پر وہ دوسری مسجد میں گیا پھر وہیں جاکر معتکف ہوگیا اور اپنی مسجد میں واپس نہیں آیا تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے، بہتر یہی ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف شروع کرے وہیں مکمل کرے۔ **فإن مكث يوماً وليلة أو أتم اعتكافه لا يفسد ويكره.** (هندية ۲۱۲/۱)

معتکف کا اذان کے لئے مسجد سے باہر جانا

اگر معتکف کو اذان دینے کے واسطے حدودِ مسجد سے باہر جانا ناگزیر ہو (مثلاً لاؤڈ اسپیکر باہر کمرے میں رکھا ہو، اور اسے مسجد میں نہ لایا جاسکتا ہو) تو یہ بھی حاجتِ شرعیہ میں داخل ہے، اور ایسا معتکف اذان دینے کے لئے بضرورت مسجد سے باہر جاسکتا ہے، اس سے اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ **او شرعية كعيد واذان لو مؤذنا (درمختار) وفي الشامي: هٰذا قول ضعيف، والصحيح ان لا فرق بين المؤذن وغيره كما في البحر والامداد.** (شامي زكريا ۴۳۶/۳) **ولو صعد المئذنة لم يفسد اعتكافه بلا خلاف وان كان باب المئذنة خارج المسجد كذا في البدائع والمؤذن وغيره فيه سواء هو الصحيح هٰكذا في الخلاصة.** (هندية ۲۱۲/۱، خانية ۲۲۳/۱، البحر الرائق ۳۰۳/۲)

حافظ معتکف کا دوسری مسجد میں جاکر تراویح پڑھانا

اگر کوئی حافظ کسی مسجد میں رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کے مسنون اعتکاف کی نیت کرے، اور اس کی پہلے ہی سے یہ نیت ہو کہ میں روزانہ تراویح پڑھانے کے لئے دوسری مسجد میں

جایا کروں گا، تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے اعتبار سے اس کا یہ اعتکاف مسنون نہیں رہے گا؛ بلکہ نفلی اعتکاف بن جائے گا؛ البتہ صاحبینؒ کے نزدیک چوں کہ کچھ دیر مسجد سے باہر رہنا مفسد اعتکاف نہیں ہے؛ لہٰذا ان کے قول کے اعتبار سے اس حافظ معتکف کا مسنون اعتکاف باقی رہے گا، اسی طرح اگر اس نے آخری عشرہ کا اعتکاف اپنے اوپر بطور نذر واجب کرلیا اور زبان سے واجب کرتے وقت ہی یہ اظہار کر دیا تھا کہ میں روزانہ تراویح کے لئے دوسری مسجد میں جایا کروں گا، تو ایسی صورت میں اس کا یہ استثناء درست ہوگا، اور اس کا اعتکاف (واجب بالنذر) تراویح کے لئے دوسری مسجد میں جانے کی وجہ سے نہیں ٹوٹے گا۔ **ولو خرج من المسجد ساعة بغير عذر فسد اعتكافه عند ابى حنيفة لوجود المنافى وهو القياس، وقالا: لا يفسد حتى يكون اكثر من نصف يوم وهو الاستحسان، لأن فى القليل ضرورة.** (فتح القدير ۳۹۵/۲، مجمع الانهر ۳۷۹/۱، البحر الرائق ۳۰۲/۲) **ولو شرط وقت النذر والالتزام ان يخرج الى عيادة المريض وصلاة الجنازة وحضور مجلس العلم يجوز له ذٰلک.** (هندية ۲۱۲/۱، فتاوىٰ محمودیه میرٹھ ۳۲۷/۱۵، مراقى الفلاح ۳۸۲)

معتکف کا نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

امام ابوحنیفہؒ کے راجح قول کے مطابق اگر کوئی معتکف بالقصد نماز جنازہ پڑھنے کے لئے مسجد کی حدود سے باہر نکلے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؛ البتہ اگر طبعی یا شرعی ضرورت کی وجہ سے مسجد سے باہر نکلا تھا اور واپسی میں بلا توقف نماز جنازہ میں شریک ہوگیا تو اعتکاف برقرار رہے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۹۹/۱۵، احسن الفتاویٰ ۴۹۹/۴) **وافاد انه لا يخرج لعيادة المريض لعدم الضرورة المطلقة للخروج ......، واشار الى انه لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض او لصلاة الجنازة من غير ان يكون لذٰلک قصد فانه جائز.**

(البحر الرائق كراچى ۳۰۲/۲، ومثله فى البدائع الصنائع ۲۸۳/۲-۲۸٤، شامى زكريا ٤۳٤/۳-٤۳٥)

وقال فى المرقاة: وعند الائمة الاربعة اذا خرج لقضاء الحاجة واتفق له عيادة

المريض والصلاة على الميت فلم ينحرف عن الطريق ولم يقف اكثر من قدر الصلاة فلم يبطل الاعتكاف والا بطل. (مرقاة المفاتيح بيروت ۵۲۹/۴)

معتکف کا مریض کی عیادت کے لئے باہر جانا

معتکف اگر قصداً مریض کی عیادت کے لئے باہر جائے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور اگر ضرورت کی وجہ سے باہر نکلا اور آتے جاتے راستہ بدلے بغیر کسی مریض کی عیادت کرلی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وفی المرقاۃ: وعند الائمة الاربعة اذا خرج لقضاء الحاجة واتفق له عيادة المريض والصلاة على الميت فلم ينحرف عن الطريق ولم يقف اكثر من قدر الصلاة فلم يبطل الاعتكاف والا بطل. (مرقاة المفاتيح بيروت ۵۲۹/۴) وافاد انه لا يخرج لعيادة المريض لعدم الضرورة المطلقة للخروج ......، واشار الى انه لو خرج لحاجة الانسان ثم ذهب لعيادة المريض او لصلاة الجنازة من غير ان يكون لذٰلك قصد فانه جائز. (البحر الرائق کراچی ۳۰۲/۲)

نوٹ: اور اگر اعتکاف واجب بالنذر میں پہلے ہی سے عیادت مریض وغیرہ کا استثناء کرلیا تھا تو دورانِ اعتکاف عیادت کرنے سے اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ ولو شرط وقت النذر والالتزام ان يخرج الى عيادة المريض وصلاة الجنازة وحضور مجلس العلم يجوز له ذٰلك. (هندية ۲۱۲/۱)

وعظ کی مجلس میں شرکت کے لئے مسجد سے باہر جانا

اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں روزانہ کسی مجلس وعظ میں شرکت کرتا ہے پھر وہ آخری عشرہ میں کسی مسجد میں معتکف ہوجائے تو آیا وہ معمول کے مطابق وعظ میں شرکت کے لئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس میں دو صورتیں ہیں:

(۱) اگر اس نے بلاشرط مطلق اعتکاف کی نیت کی ہے اور اس کا ارادہ مسنون اعتکاف کا

ہےتو وعظ کے لئے باہر جانے کی وجہ سے اس کا اعتکاف مسنون ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اور اگر اس نے اعتکاف کی نیت کرتے وقت زبان سے نذر مان لی ہے کہ میں فلاں وقت وعظ کی مجلس میں جایا کروں گا تو اس کا یہ اعتکاف نذر وعظ کی مجلس میں جانے سے فاسد نہ ہوگا۔ **ولو شرط وقت النذر والالتزام أن يخرج إلى عيادة المريض......، وحضور مجلس العلم يجوز له ذٰلک الخ.** (هندية ۱/۲۱۲)

معتکف کا ووٹ دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا

معتکف شخص اگر ووٹ دینے کے لئے مسجد سے باہر نکلے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؛ کیوں کہ یہ کسی معتبر ضرورت میں داخل نہیں ہے۔ **فان خرج ساعةً بلا عذر فسد لوجود المنافي.** (البحر الرائق ۲/۳۰۲، هندية ۱/۲۱۲، خانية ۱/۲۲۲، درمختار زکریا ۳/۴۳۷، فتاوی محمودیه میرٹھ ۱۵/۳۰۰)

اعتکاف کو مکروہ بنانے والی باتیں

خاموشی کو عبادت سمجھ کر مستقل خاموش رہنا، فضول لایعنی بکواس کرنا اور خرید وفروخت کا سامان مسجد میں لانا اعتکاف کو مکروہ بنا دیتا ہے۔ **وكره احضار المبيع والصمت والتكلم الا بخير.** (تبيين الحقائق ۲/۲۲۹) **وكره الصمت إن اعتقده قربة لانه منهي عنه؛ لأنه صوم أهل الكتاب.** (مراقي الفلاح ۳۸۴، درمختار زكريا ۳/۴۴۰-۴۴۱) **وأما إذا أراد أن يتخذ متجراً فيكره له ذٰلک.** (هندية ۱/۲۱۳)

نوٹ: اگر عبادت سمجھے بغیر خاموش رہا، یا مبیع کو سامنے لائے بغیر بیع وشراء کا معاملہ کیا تو معتکف کے لئے یہ مکروہ نہ ہوگا۔ **وأما محظوراته فمنها الصمت الذي يعتقده عبادة فانه يكره هٰكذا في التبيين، وأما إذا لم يعتقده قربة فلا يكره ......، ولا بأس للمعتكف ان يبيع ويشتري الطعام وما لا بدمنه.** (هندية ۱/۲۱۳، خانية ۱/۲۲۲)

معتکف حکیم یا ڈاکٹر کا اعتکاف میں مریض دیکھنا

اگر کوئی ڈاکٹر یا حکیم معتکف ہو اور اتفاقاً اس سے کوئی مریض ملنے آجائے اور وہ اسے دیکھ کر کوئی نسخہ وغیرہ لکھ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر مذکورہ معتکف بحالت اعتکاف مسجد کو اپنا مطب بنالے کہ وہاں مریضوں کی باقاعدہ بھیڑ لگنے لگے تو یہ جائز نہ ہوگا۔ **مستفاد: والکلام المباح وقیده فی الظهیریة بان یجلس لاجله، وفی الشامیة: فانه حینئذ لا یباح بالاتفاق، لان المسجد ما بنی لامور الدنیا، وفی صلاة الجلالی: الکلام المباح من حدیث الدنیا یجوز فی المساجد وان کان الاولیٰ ان یشتغل بذکر اللّٰه تعالیٰ.** (شامی زکریا ۴۳۶/۲، هندیة ۳۲۱) **وفی المعراج عن شرح الارشاد: لا بأس بالحدیث فی المسجد إذا کان قلیلاً، فأما أن یقصد المسجد للحدیث فیه فلا، وظاهر الوعید أن الکراهة فیه تحریمیة.** (شامی زکریا ۴۴۲/۳) **وأما إذا أراد أن یتخذ متبحراً فیکره له ذٰلک.** (هندیة ۲۱۳/۱)

معتکف کا مسجد میں موبائل پر بات کرنا

معتکف جس طرح آمنے سامنے کسی سے ضروری بات کرسکتا ہے، اسی طرح موبائل پر بھی ضروری بات چیت اس کے لئے مباح ہے؛ البتہ بلاوجہ اور بے ضرورت دنیوی گفتگو سے بہرحال احتیاط کرنی چاہئے۔ **ویکره تحریماً صمت ......، وتکلم الا بخیر وهو ما لا اثم فیه، ومنه المباح عند الحاجة الیه لا عند عدمها.** (درمختار زکریا ۴۴۱/۳-۴۴۲) **ولا یتکلم بما فیه اثم فان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یحدث مع الناس فی اعتکافه.** (تاتارخانیة زکریا ۴۴۸/۳) **ولا یتکلم الا بخیر یعنی ان التکلم بالشر فی المعتکف اشد حرمة منه فی غیره.** (البحر الرائق ۳۰۴/۲، فتح القدیر ۳۹۸/۲، هندیة ۲۱۲/۱)

بلاعذر مسجد سے باہر نکلنا

اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی قصداً یا سہواً معتکف بلاعذر مسجد کی حدود سے باہر نکل گیا تو امام

ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ **فلو خرج ساعة بلا عذر فسد.** (تنویر الابصار ۴۳۷/۳) **ولو خرج المعتكف عن المسجد بغير عذر ساعة بطل اعتكافه فی قول ابی حنیفةؒ.** (خانیة ۲۲۲/۱) **سواء كان الخروج عامداً او ناسياً.** (هندية ۲۱۲/۱)

معتکف کا جماع کرنا

اعتکاف کی حالت میں جماع کرنے سے بہرحال اعتکاف باطل ہوجاتا ہے، خواہ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر ہو، رات میں ہو یا دن میں ہو، انزال ہو یا نہ ہو۔ **قال تعالیٰ: ﴿ولا تباشروهن وانتم عٰكفون فی المساجد﴾** (البقرة) **والجماع عامداً او ناسياً ليلاً او نهاراً يفسد الاعتكاف انزل او لم ينزل.** (هندية ۲۱۳/۱، خانية ۲۲۲/۱، فتاویٰ سراجية ۱۷۲/۱، تاتارخانية ۴۴۷/۳، درمختار زكريا ۴۴۲/۳)

اعتکاف کے دوران بیوی سے دل لگی کرنا

اگر بیوی سے دل لگی اور بوس وکنار کے دوران انزال ہوگیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (اگر انزال نہیں ہوا تو اعتکاف نہیں ٹوٹے گا) لیکن اعتکاف کے دوران یہ عمل قطعاً جائز نہیں ہے۔ **وحرم الوطی ودواعيه.** (نور الايضاح مع المراقی ۳۸۴) **وكذا التقبيل والمعانقة واللمس، إنه ان أنزل فی شیء من ذٰلک فسد اعتكافه والا فلا يفسد لكنه يكون حراماً.** (بدائع الصنائع ۲۸۶/۲) **وبطل بانزال بقبلة او لمس او تفخيذ ولو لم ينزل لم يبطل، وان حرم الكل لعدم الحرج.** (درمختار مع الشامی زكريا ۴۴۲/۳، تبيين الحقائق ۲۳۰/۲- ۲۳۱)

بحالتِ اعتکاف بدنظری سے انزال ہوگیا

اعتکاف کی حالت میں بدنگاہی یا غلط خیال جمانے سے انزال ہوگیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ **ولا يبطل بانزال بفكر أو نظر.** (درمختار زكريا ۴۴۳/۳)

اعتکاف کی حالت میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دینا

اگر بحالتِ اعتکاف قصداً کھاپی کر روزہ توڑ دیا تو روزہ کے ساتھ ساتھ اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا (اور اگر بھول کر کھایا پیا تو نہ روزہ ٹوٹا اور نہ اعتکاف) **ولو اکل او شرب فی النهار عامداً فسد صومه وفسد اعتکافه لفساد الصوم، ولو اکل ناسياً لا يفسد اعتکافه لانه لايفسد صومه.** (بدائع الصنائع ۲۸۶/۲، ومثله فی الدر المختار زکریا ۴۴۳/۳)

نــوٹ: یہاں ضابطہ یہ ہے کہ جو اعمال مفسداتِ صوم میں سے ہیں ان میں قصداً اور سہواً کرنے کے حکم میں فرق ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اور جو اعمال خاص طور پر مفسداتِ اعتکاف میں سے ہیں، مثلاً جماع وغیرہ، ان میں قصداً اور سہواً دونوں کا حکم یکساں ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر روزے دار معتکف نے دن کے وقت میں سہواً جماع کیا تو روزہ تو نہ ٹوٹے گا؛ لیکن اعتکاف ضرور ٹوٹ جائے گا۔ (بدائع الصنائع ۲۸۶/۲، ہندیہ ۲۱۳/۱، البحر الرائق ۳۰۳/۲، شامی زکریا ۴۴۳/۳)

ارتداد مفسدِ اعتکاف ہے

نعوذ باللہ اگر کوئی معتکف شخص بحالتِ اعتکاف مرتد ہوجائے اور بدعقیدگی کے ساتھ کفریہ کلمات بکنے لگے تو اس کا اعتکاف فوراً ٹوٹ جائے گا۔ **ويفسد الاعتکاف بالردة لأن الاعتکاف قربة والکافر ليس من أهل القربة.** (بدائع الصنائع ۲۸۶/۲، ومثله فی فتح القدير ۴۰۳/۲)

پاگل پن کی وجہ سے اعتکاف کا فساد

اگر معتکف شخص خدانخواستہ پاگل ہوجائے کہ اسے کچھ ہوش نہ رہے تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا۔ **ومنها الاغماء والجنون.** (هندية ۲۱۳/۱) **والجنون يفسد الاعتکاف.** (بدائع الصنائع ۲۸۷/۲)

لمبے وقت تک بیہوش رہنے سے اعتکاف کا فساد

اگر معتکف پر ایک دن رات سے زیادہ بے ہوشی طاری رہی جس کی وجہ سے روزہ رکھنا اس

کے لئے ممکن نہ رہا تو اس کا اعتکاف باقی نہ رہے گا۔ **وکذا اغماء ہ وجنونہ ان داما ایاماً (درمختار) وفی الشامی: المراد بالایام ان یفوتہ صوم بسبب عدم امکان النیۃ.** (شامی زکریا ۴۴۳/۳) **وإن اغمی علیہ أیاما أو أصابہ لمم فسد اعتکافہ.** (بدائع الصنائع ۲۸۶/۲، ہندیۃ ۲۱۳/۱)

حیض ونفاس مفسد اعتکاف ہے

حائضہ عورت بحالت ناپاکی اعتکاف نہیں کرسکتی، اور اگر دورانِ اعتکاف حیض یا نفاس شروع ہوگیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ **والحائض والنفساء لیسا بأھل للصلاۃ أی فلا یصح اعتکافھما.** (شامی زکریا ۴۳۰/۳، البحر الرائق ۲۹۹/۲، ہندیۃ ۲۱۱/۱، بدائع الصنائع ۲۷۴/۲، مراقی الفلاح ۳۸۲)

مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو اس کی قضاء کیا ہے؟

اگر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کسی وجہ سے فاسد ہوجائے تو جس روز اعتکاف ٹوٹا ہے اسی ایک دن کی قضا بعد میں لازم ہوگی؛ تاہم بہتر یہ ہے کہ پورے عشرہ کے اعتکاف کی قضاء روزوں سمیت رمضان کے بعد کسی وقت کرلے۔ **وعلی کل فیظھر من بحث ابن الھمامؒ لزوم الاعتکاف المسنون بالشروع، وان لزوم قضاء جمیعہ او باقیہ مخرج علی قول ابی یوسفؒ، اما علی قول غیرہ فیقضی الیوم الاول الذی افسدہ، لاستقلال کل یوم بنفسہ.** (شامی زکریا ۴۳۴/۳، فتح القدیر بیروت ۳۹۳/۲) **وفی الظھیریۃ عن ابی حنیفۃؒ: انہ یلزمہ یوما.** (تاتارخانیۃ زکریا ۴۴۷/۳، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۵۸/۱۵)

نفلی اعتکاف

نفلی اعتکاف کے لئے وہ شرائط نہیں ہیں جو مسنون اور واجب (نذر) اعتکاف کے لئے

ہیں؛ لہٰذا نفلی اعتکاف تھوڑی دیر کے لئے بھی ہوسکتا ہے، پھر جب بھی ضرورت یا بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلے گا تو نفلی اعتکاف کا تسلسل ختم ہو جائے گا۔ اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص بھی مسجد میں کسی عبادت کے ارادہ سے داخل ہوا سے یہ نیت کر لینی چاہئے کہ میں جب تک مسجد میں رہوں گا معتکف رہوں گا، اس صورت میں اس کا مسجد میں جب تک بھی قیام ہوگا وہ نفلی معتکف شمار ہوگا۔ **أما النفل فله الخروج لأنه منهٍ له لامبطل.** (در مختار ۴۳۴/۳) **وأقله نفلاً ساعةٌ فلو شرع فی نفله ثم قطعه لایلزمه قضاؤه.** (تنویر الابصار ۴۳۳/۳) **فینبغی إذا دخل المسجد أن یقول نویت الاعتکاف ما دمت فی المسجد.** (مرقاۃ المفاتیح بیروت ۵۲۳/۴)

اجتماعی اعتکاف

عام حالات میں ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہوتا کہ جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر نہ جانا پڑے، اور یہ مسجد محلّہ اور اپنے شہر میں ہو تو بہتر ہے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے دوسرے محلّہ کی مسجد میں یا کسی دوسرے شہر میں جا کر اعتکاف کیا جائے تو اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ آج کل مشائخ اپنے متعلقین اور متوسلین کے ساتھ اعتکاف کرتے ہیں تو اس میں اعتکاف کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی مقصود ہوتی ہے اور یہ اجتماعی اعتکاف تربیت گاہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے بشرطیکہ یہ عمل محض رسمی نہ ہو؛ بلکہ دینی فائدہ کو پیشِ نظر رکھ کر کیا جائے جیسا کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے شبِ قدر کی تلاش میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجدِ نبوی میں اجتماعی اعتکاف فرمایا تھا۔ **فی حدیث ابی سعید الخدری** رضی اللہ عنہ **قال** صلی اللہ علیہ وسلم**: من کان اعتکف معی فلیعتکف العشر الأواخر الخ.** (بخاری شریف ۲۷۱/۱، مسلم شریف ۳۷۱/۱، ملفوظات فقیہ الامت ۴۶/۳، مسائل اعتکاف ۵۶)

عورت کا اعتکاف

عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو وہ اپنے گھر کے کسی کمرہ کو جائے اعتکاف بنا سکتی ہے، وہ

کمرہ اس کے لئے مسجد کا حکم رکھے گا، یعنی اس کمرے سے بلاضرورت باہر نہ آئے۔ **والمرأة تعتكف في مسجد بيتها، إذا اعتكفت في مسجد بيتها فتلك البقعة في حقها كمسجد الجماعة في حق الرجل لا تخرج منه إلا لحاجة الإنسان.** (عالمگیری ۲۱۱/۱، ومثله في الخانية ۲۲۱/۱، مراقي الفلاح ۳۸۳، تبيين الحقائق ۲۲۵/۲)

معتکفہ عورت کا گھر کے صحن میں آنا

اعتکاف کرنے والی عورت اگر اپنے معتکف کمرے سے نکل کر بلاضرورتِ معتبرہ گھر کے صحن میں آئے گی تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ **وحرم عليه الخروج الخ.** (تنوير الابصار) **وفي الشامي: اي من معتكف ولو مسجد البيت في حق المرأة، فلو خرجت منه ولو الى بيتها بطل اعتكافها لو واجباً وانتهى لو نفلاً.** (شامي بيروت ۳۸۷/۳) **ولا تخرج المرأة من مسجد بيتها إلى المنزل.** (هندية ۲۱۲/۱)

عورت کا اپنے معتکف میں رہتے ہوئے گھر کے کام کرنا

عورت اگر اپنے معتکف کمرے میں بیٹھے بیٹھے گھر کا کوئی ضروری کام مثلاً سبزی وغیرہ کاٹے یا کپڑا وغیرہ سی لے یا کھانا بنالے تو اس سے اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ معتکفہ عورت زیادہ وقت عبادت ہی میں گذارے اور گھریلو کام میں بلاضرورت مشغول نہ ہو۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۳۴/۱۵) **مستفاد: وقيل ان كان الخياط يحفظ المسجد فلا بأس بان يخيط فيه.** (تبيين الحقائق ۲۲۹/۲)

معتکفہ عورت شوہر سے الگ رہے

معتکفہ عورت کو اعتکاف کی حالت میں شوہر سے الگ رہنا لازم ہے؛ کیوں کہ بحالت اعتکاف جماع کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اور اعتکاف کے دوران بے حجابی کی باتیں اور

بوس وکنار سب سخت مکروہ ہے، اور اعتکاف ٹوٹنے کا خطرہ ہے۔ **وحرم الوطی ودواعیہ.** (نور الایضاح مع المراقی ۳۸۴) **ومنها (أی المفسدات) الجماع ودواعیه فیحرم علی المعتکف الجماع ودواعیه نحو المباشرة والتقبیل واللمس والمعانقة والجماع فی ما دون الفرج واللیل والنهار فی ذٰلک سواء والجماع عامداً او ناسیاً لیلاً او نهاراً یفسد الاعتکاف انزل او لم ینزل وما سواه یفسد اذاانزل واذا لم ینزل لا یفسد.** (هندیة ۲۱۳/۱)

معتکفہ عورت دورانِ اعتکاف حائضہ ہوگئی

اگر عورت کو دورانِ اعتکاف حیض شروع ہوجائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور بعد میں صرف اس دن کی قضا کرے گی جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے، پورے دس دن کی قضا لازم نہیں ہے۔ **فیقضیه غیر أنه لو کان شهراً معیناً یقضي قدر ما فسد،** ...... **أو بغیر صنعه أصلاً کحیض** ...... **أما حکمه إذا فات عن وقته المعین فإن فات بعضه قضاه لا غیر ولا یجب الاستقبال.** (شامی زکریا ۴۳۷/۳، بدائع الصنائع ۲۸۸/۲) **وإذا فسد الاعتکاف الواجب وجب قضائه فإن کان اعتکاف شهر بعینه** ...... **یقضي ذٰلک الیوم** ...... **سواء أفسده بغیر صنعه کالحیض.** (هندیة ۲۱۳/۱)

جماعت خانہ میں اعتکاف

بعض بڑے شہروں میں کثیر منزلہ عمارتوں کے کسی حصہ کو نماز کے لئے خاص کردیا جاتا ہے اور اس میں پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی ہوتی ہیں، اور وہاں دور دور تک باقاعدہ مسجد نہیں پائی جاتی، تو اس جماعت خانہ میں اعتکاف درست ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں کوئی صریح جزئیہ نہیں ملا؛ البتہ بظاہر مردوں کے اعتکاف کے لئے مسجد شرعی کی شرط سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اعتکاف درست نہ ہو؛ لیکن دوسری طرف فقہاء نے عورتوں کے اعتکاف کے مسئلہ میں اس کی ''مسجد بیت'' کو مسجد کے حکم میں قرار دیا گیا ہے، اس لئے ضرورت کے وقت

جماعت خانہ میں بھی اعتکاف کودرست قرار دینا چاہئے۔ **ومنھا: مسجد الجماعة الخ.** (ھندیة ۱/۲۱۱) **والمرأة تعتکف فی مسجد بیتھا، وإذا اعتکفت فی مسجد بیتھا فتلک البقعة فی حقھا کمسجد الجماعة فی حق الرجل الخ.** (ھندیة ۱/۲۱۱، آئینۂ رمضان ۲۳۷)

مرد کا گھر میں اعتکاف کرنا

اگرکوئی مرد اپنے گھر میں عورتوں کی طرح اعتکاف کرےتو اس اعتکاف کا کوئی اعتبار نہیں، مرد کے لئے شرط ہے کہ ایسی مسجد میں اعتکاف کرے جہاں پنج وقتہ نماز ادا کی جاتی ہو۔ **فدل أن مکان الاعتکاف ھو المسجد.** (بدائع الصنائع ۲/۲۸۰، آئینۂ رمضان ۲۲۳)

کتاب الزکوۃ

(زکوٰۃ کے ضروری مسائل)

مسائل زکوٰۃ

فریضۂ زکوٰۃ

ہر مسلمان کو خصوصاً یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اسے جو کچھ بھی دولت وثروت ملی ہے اس کا اصل مالک وہ خود نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے اور اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی ملکیت میں بطور نیابت تصرف کرنے کا حق دے رکھا ہے، جب اللہ ہی اس کا مالک ہے اور اسی کی قدرت کی بنا پر ہمیں یہ نعمت میسر آئی ہے، تو اگر وہ اپنے بندوں کو یہ حکم کرتا کہ وہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں لٹادیں تو ہمیں شکایت یا اعتراض کا کوئی موقع نہ تھا؛ کیونکہ اس کی چیز ہے وہ جہاں اور جتنی چاہے خرچ کرے، مگر یہ بھی اس کا فضل ہے کہ اس نے جہاں ہمیں خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں پورا مال نہیں بلکہ کچھ حصہ خرچ کرنا ضروری قرار دیا، قرآن کریم میں جہاں بھی 'انفاق فی سبیل اللہ' کا حکم دیا گیا ہے وہاں "مِن" تبعیضیہ لاکر اس طرف اشارہ کردیا گیا کہ سارا مال خرچ کرنا مطلوب نہیں؛ بلکہ کچھ حصہ دے دینا کافی ہے، اور ساتھ میں اس طرف بھی توجہ دلائی گئی کہ ہم تمہارا مال نہیں مانگ رہے ہیں بلکہ ہم نے جو تمھیں دیا ہے اسی میں سے تھوڑا سا حصہ لینا چاہتے ہیں تاکہ دینے والے کا بوجھ ہلکا ہوجائے۔ دیکھئے، ارشادات خداوندی ہیں:

(۱) **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ**. (البقرة آیت: ۳) (۲) **وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰه**. (النساء: ۳۹) (۳) **وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ**. (فاطر: ۲۹) (٤) **وَمَنْ رَّزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَناً فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَجَهْراً**. (نحل: ۷۵) (٥) **وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً**. (ابراهيم: ۳۱) (٦) **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ**. (انفال: ۳) (۷) **وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ**. (حج: ۳۵، القصص: ٥٤، السجده: ۱٦، الشوریٰ: ۳۸) (۹) **وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ**. (حديد: ۷)

ان جیسی آیات میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ زکاۃ وغیرہ کا حکم کوئی ٹیکس نہیں کہ اسے بھاری سمجھا جائے؛ بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ اپنی ہی دی ہوئی ایک امانت تم سے مانگ رہا ہے؛ لہٰذا اسے دینے میں تمہارے دل پر کوئی تنگی اور بوجھ نہ ہونا چاہئے۔ بوجھ یا تنگی تو اس وقت ہوتی جب کہ تمہاری ذاتی کوئی چیز تم سے مانگی جاتی۔

شکر ادا کیجیے!

پہلے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کی قبولیت کی نشانی یہ تھی کہ صدقہ کا مال کسی جگہ رکھ دیا جاتا اور

آسمان سے آگ آکر اسے جلاکر خاکستر کر دیتی، گویا کہ صدقہ کا مال کسی دوسرے بھائی کے کام نہ آسکتا تھا؛ بلکہ اس کا آگ سے بھسم ہو جانا ہی اصل مقصود سمجھا جاتا تھا، حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے قصہ کے ضمن میں اس طرف اشارہ موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

إِذْ قَرَّبَا قُرْبَاناً فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ. (المائده ۲۷)

جب دونوں نے اللہ کے نام کی ایک ایک نیاز پیش کی اور ان میں سے ایک کی تو مقبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل میں اختلاف ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دونوں اللہ کے دربار میں صدقہ پیش کرو، سو جس کا صدقہ قبول ہوگا وہی حق پر سمجھا جائے گا، چناں چہ ہابیل نے بکری کا بچہ پیش کیا جو قبول ہوگیا (یعنی آسمانی آگ نے اسے جلا دیا) اور قابیل نے غلہ پیش کیا جو قبول نہیں کیا گیا۔ علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

فَنَزَلَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْ قُرْبَانَ هَابِيْلَ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةَ الْقَبُوْلِ وَكَانَ أَكْلُ الْقُرْبَانِ غَيْرَ جَائِزٍ فِي الشَّرْعِ الْقَدِيْمِ، وَتَرَكَتْ قُرْبَانَ قَابِيْلَ فَغَضِبَ. (روح المعانی ۴/ ۱۶۴)

پس آگ نے اتر کر ہابیل کی نیاز کو کھالیا، اور یہ قبولیت کی نشانی تھی اور صدقہ خیرات کا کھانا پہلی شریعتوں میں جائز نہ تھا، اور آگ نے قابیل کی نیاز چھوڑ دی جس پر وہ غضب ناک ہوا۔

اور بعض احادیث سے بھی اسی مضمون کا علم ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امتِ مرحومہ پر یہ کرم فرمایا کہ اس سے زکاۃ کی شکل میں وصول کیا ہوا مال اسی کے ضرورت مند افراد پر خرچ کر دیا جاتا ہے، سورہ توبہ آیت ۶۰ میں صدقات کے مصارف بیان کئے گئے ہیں۔ اور حدیث میں فرمایا گیا ہے:

تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ اِلٰى فُقَرَائِهِمْ. (مشکوٰۃ شریف ۱۵۵)

"مال داروں سے لے کر فقیروں کو دیا جائے گا"۔

اس حکم کی وجہ سے زکاۃ دینا اور آسان ہوگیا کہ ہم اپنے مال کو ضائع نہیں کر رہے بلکہ اپنے ہی بھائیوں کی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔ اپنے محتاج بھائی کی حاجت روائی پر صرف کرنا در اصل اللہ تعالیٰ ہی کو دینا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا ابْنَ اٰدَمَ! مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ، قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوْدُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِيْ فُلَاناً مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهُ لَوَجَدْتَّنِيْ عِنْدَهُ، يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ

قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ایک شخص سے سوال کرے گا کہ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا پھر تو نے میری مزاج پرسی نہ کی؟ تو وہ شخص حیرت سے پوچھے گا کہ اے میرے رب بھلا میں آپ کی کیسے عیادت کرتا، آپ تو سارے جہانوں کے پروردگار ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کیا تمہیں پتہ نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار رہے پھر بھی تم نے اس کی عیادت نہیں کی

قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ، يَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تُسْقِنِيْ قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ قَالَ اسْتَسْقَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُسْقِهِ أَمَا أَنَّكَ لَوْ أَسْقَيْتَهُ وَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ.

(مسلم شریف ۳۱۸/۲)

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کو جاتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، وہ عرض کرے گا کہ پروردگار! بھلا میں تجھ کو کیسے کھانا کھلاتا تو دونوں جہاں کا پروردگار رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھ کو یاد نہیں میرا فلاں بندہ تجھ سے کھانا مانگنے آیا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا، اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو اس کو میرے پاس پاتا۔ اور اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے پانی نہیں پلایا وہ عرض کرے گا کہ میں آپ کو کیسے پانی پلاتا؟ آپ تو خود رب العالمین ہیں، تو اللہ تعالی فرمائے گا کہ تم سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا مگر تم نے اسے پانی نہیں پلایا، اگر تم اسے پانی پلا دیتے تو اس کو میرے پاس پاتے (یعنی یہ عمل خیر میرے پاس محفوظ رہتا)

زکوٰۃ وصدقہ: مال میں اضافہ کا سبب ہے

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی اور صدقہ وخیرات کرنے سے مال گھٹ جاتا ہے؛ لیکن قرآن وحدیث کی صراحت یہ ہے کہ صدقہ سے مال گھٹتا نہیں؛ بلکہ بڑھتا ہے۔ ایک حدیث میں نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنَ الصَّدَقَةِ وَلاَ ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا إِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا، وَلاَ فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ. (رواہ الترمذی ۵۸/۲، مسند احمد ۲۳۱/٤، المتجر الرابح ۱۳۹)

کسی آدمی کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا اور جب بھی کسی انسان پر ظلم کیا جائے جس پر وہ صبر کرے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں، اور جب بھی کوئی آدمی کسی سوال کا دروازہ کھولے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا باب کھول دیتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ بظاہر دیکھنے میں تو جب زکوٰۃ یا صدقہ نکالا جاتا ہے تو مال گھٹتا ہوا نظر آتا ہے، پھر یہ کیوں کہا گیا کہ صدقہ سے مال نہیں گھٹتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صدقہ کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال کم ہوتا دکھائی دیتا ہے، مگر اس کی بنا پر من جانب خداوندی جو برکت ہوتی ہے، خواہ بعد میں کاروبار میں اضافہ کی صورت میں

ہو، یا نقصانات وبلیات سے حفاظت کی صورت میں، وہ صدقہ کی مقدار کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ایک صحیح روایت میں وارد ہے کہ: ''ایک آدمی جنگل میں چلا جا رہا تھا، اچانک اس نے بادلوں میں سے آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کی سینچائی کر، تو اچانک بادل کا ایک ٹکڑا الگ ہوا اور اس نے ایک وادی میں پانی برسایا، وادی کا سب پانی ایک نالے میں جمع ہو کر بھر کر چل پڑا، تو وہ آدمی پانی کے پیچھے پیچھے چلا، آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا ہوا پانی کا رخ اپنے پھاوڑے سے باغ کی طرف کر رہا ہے، تو اس شخص نے اس سے پوچھا کہ: ''تمہارا کیا نام ہے''؟ اس نے نام بتایا تو یہ وہی نام تھا جس کو اس نے بادل کی آواز میں سنا تھا، تو باغ والے نے سوال کیا کہ آخر تمہیں میرا نام پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ اس نے جواب دیا کہ یہ پانی جس بادل سے برسا ہے اس میں سے میں نے آواز سنی تھی کہ فلاں یعنی تمہارے باغ کی سینچائی کرے؛ لہٰذا بتاؤ تم اس باغیچے کی آمدنی کا کیا کرتے ہو؟ اس باغ والے نے جواب دیا کہ میں اس کی کل آمدنی تین حصوں میں بانٹ دیتا ہوں: ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں، اور ایک تہائی حصہ میں سے میں اور میرے گھر والے کھاتے ہیں، اور ایک تہائی حصہ پھر باغ میں لگا دیتا ہوں۔ (مسلم شریف ۲/۴۱۱، المتجر الرابح ۱۴۰)

تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ زکوٰۃ دینے والوں کا مال بڑھتا ہی رہتا ہے، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ اہل مدارس مالی تعاون کے لئے ہر سال جن اہل خیر حضرات کے پاس جاتے ہیں تو پرانی رسید دکھاتے ہیں، اور عام طور پر کوشش کرتے ہیں کہ پچھلی مرتبہ سے زیادہ چندہ وصول کریں، اور اکثر لوگ اضافہ کر بھی دیتے ہیں، حالاں کہ اگر زکوٰۃ سے مال گھٹتا ہوتا تو پچھلا والا ہی دینا مشکل ہوتا؛ چہ جائے کہ بڑھا کر دینا؛ اس لئے بہر حال حدیث کے مضمون پر یقین کرنا لازم ہے۔

نقد فائدہ

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اکثر عبادات کے ثواب اور نتیجہ کا وعدہ آخرت کی زندگی میں کیا گیا ہے، مثلاً نماز سے جنت میں فلاں نعمت ملے گی، روزہ داروں کو فلاں ثواب کا مستحق بنایا جائے گا وغیرہ وغیرہ، مگر زکوٰۃ اور صدقات کے لئے جہاں آخرت میں عظیم الشان اجر وثواب کا ذکر ہے وہیں دنیوی نقد فائدہ کو بھی بیان فرمایا گیا ہے، اور یہ فائدہ اتنا عظیم ہے کہ دنیا کی کسی دولت سے اس کی قیمت نہیں لگائی جاسکتی اور اس فائدہ کے حصول کے لئے انسان بڑی سے بڑی قربانی دینے اور مالی نقصان برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے، وہ فائدہ یہ ہے کہ زکوٰۃ اور صدقہ ادا کرنے سے بلائیں اور مصیبتیں ٹلا دی جاتی ہیں۔ حدیث میں ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا. (رواہ رزین، مشکوٰۃ شریف ۱/۱۶۷)

''صدقہ جھٹ پٹ دیا کرو اس لئے کہ مصیبت صدقہ سے آگے نہیں بڑھتی''۔

یعنی اللہ تعالیٰ صدقہ کی وجہ سے مصیبت کو دفع فرما دیتے ہیں، اور ایک دوسری حدیث شریف میں وارد ہے۔

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ. (رواه الترمذی ۱/ ۱٤٤، مشکوٰۃ شریف ۱٦۸)

''بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے''۔ یعنی سخت بیماری اور سنگین حالات سے بچانے میں مفید ہے۔

نیز ایک مرسل روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

حَصِّنُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالزَّكٰوةِ وَدَاوُوْا [اَمْرَاضَكُمْ] بِالصَّدَقَةِ وَاسْتَقْبِلُوْا اَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ.

(رواه ابوداؤد فی مراسیله ۸، المتجر الرابح ۱۳۷)

زکوٰۃ ادا کر کے اپنے اموال کی مضبوط حفاظت کا انتظام کرو اور صدقہ کے ذریعہ اپنے مریضوں کا علاج کرو، اور دعاء وگریہ وزاری کے ذریعہ آسمانوں کے طوفانوں کا مقابلہ کرو۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات میں دارین کا فائدہ ہے۔

آخرت کا نفع

یہ تو دنیا کا فائدہ ہے، مگر زکوٰۃ وصدقہ کے اخروی منافع بے شمار ہیں اور اصل میں یہی منافع ہمارے پیشِ نظر رہنے چاہئیں، یہاں اخروی منافع کا خلاصہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) ایک روپیہ کے بدلہ میں سات سوگنا اجر مقرر ہے اور اخلاص وغیرہ کی وجہ سے اس میں زیادتی کا بھی وعدہ ہے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۲٦۱)

(۲) زکوٰۃ وصدقہ میں خرچ گویا کہ اللہ کے ساتھ تجارت کرنا ہے جس میں کسی نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ (فاطر آیت ۲۹)

(۳) صدقہ قیامت کے دن ہمارے لئے حجت بنے گا۔ (مسلم شریف ۱/ ۱۱۸)

(۴) زکوٰۃ وصدقہ کی ایک کھجور (معمولی حصہ) کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی اسی طرح پرورش فرماتا ہے جیسے انسان اپنی اونٹنی کے بچے کی پرورش کرتا ہے تا آنکہ وہ چھوٹی سی کھجور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑے پہاڑ کے برابر تک پہنچ جاتی ہے۔ (مسلم شریف ۱/ ۳۲٦)

(۵) جو شخص زکوٰۃ وصدقہ ادا کرنے والا ہوگا اس کو جنت کے خاص دروازہ ''باب الصدقہ'' سے داخل کیا جائے گا۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ۱/ ۱٦۷)

(٦) سات قسم کے حضرات میدانِ محشر میں عرشِ خداوندی کے سائے میں ہوں گے۔ انہی میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو اللہ کی راہ میں خفیہ خرچ کرتا ہوگا، اس طرح کہ داہنے ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ (مسلم شریف ۱/ ۳۳۱، بخاری شریف ۱/ ۹۱)

(۷) یہ صدقہ قیامت کے دن ہمارے لئے سائبان ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/ ۱۷۰، مسند احمد ۵/ ۴۱۱)

صرف چالیسواں حصہ

پھر غور فرمایئے! کہ پورے مال کا صرف ۴۰/ واں حصّہ سال بھر میں فرض کی حیثیت سے نکالنا ضروری قرار دیا گیا اور یہ بھی مطلق نہیں بلکہ وہ مال جو اپنے اندر بڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ضرورت اصلیہ سے زائد ہو اور اس پر ایک سال اس حالت میں گذر گیا ہو کہ نصاب کلی یا جزئی طور پر باقی ہو۔ ان سب شرائط کے پائے جانے کے بعد ہی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو پچاس فیصدی یا اس سے زیادہ بھی زکوٰۃ فرض کرسکتا تھا اور مال آتے ہی وجوب کا حکم دیا جاسکتا تھا، مگر یہ بھی اس کا محض فضل وانعام ہے کہ اس نے تمام ممکنہ سہولتوں کے ساتھ صرف ۴۰ روپیہ میں ایک روپیہ زکوٰۃ کے طور پر فرض فرمایا ہے، اس انعام کے باوجود بھی کوئی شخص زکوٰۃ نکالنے میں کوتاہی کرے تو اس سے بڑا نعمت خداوندی کا ناشکرا کوئی نہیں ہوسکتا۔

الغرض یہ چند اشارات ہیں جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ زکاۃ وصدقہ ہمارے لئے کتنی بڑی رحمت کی چیز ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نصاب کا مالک بنا رکھا ہے اس کے ساتھ کتنے فضل عظیم کا معاملہ فرمایا ہے؟ اس کے باوجود بھی اگر ہم زکوٰۃ ادا کرتے وقت اور صدقہ دیتے وقت اپنے دل میں تنگی محسوس کریں اور اسے جبری ٹیکس تصور کریں تو اس سے بڑی کسی حماقت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ہماری اولین کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اگر ہم زکوٰۃ ادا کرنے کے اہل ہیں تو پہلی فرصت میں اپنے فریضہ سے سبک دوش ہوجائیں اور اس فرض کی انجام دہی میں قطعاً تغافل اور ٹال مٹول سے کام نہ لیں۔

ذیل میں زکوٰۃ کے چند منتخب مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے ضروری ہے کہ آدمی میں درج ذیل صفات پائی جائیں:

(۱) آزاد ہو (غلام باندی پر زکوٰۃ فرض نہیں)

(۲) مسلمان ہو (کافر سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں)

(۳) سمجھ دار ہو (پاگل پر زکوٰۃ فرض نہیں جب کہ پاگل پن اس پر مسلسل طاری ہو)

(۴) بالغ ہو (بچہ پر زکوٰۃ نہیں) **وأما شرط وجوبها فمنها الحرية حتى لا تجب الزكاة على العبد......، ومنها الإسلام حتى لا تجب على الكافر كذا في البدائع......، ومنها العقل والبلوغ فليس الزكاة على صبي ومجنون إذا وجد منه الجنون في السنة كلها.** (عالمگیری ۱۷۲/۱، البحر الرائق ۲۰۲/۲، تاتارخانیة ۱۳۳/۳، بدائع الصنائع ۷۸/۲)

(۵) اسے زکوٰۃ کی فرضیت کا علم ہو (خواہ حکماً جیسے اسلامی ماحول میں رہنے والا شخص)

والعلم به ولو حكماً ككونه في دارنا. قال الشامي: قوله والعلم به، أي وبالافتراض. (در مختار زکریا ۱۷۴/۳، بدائع الصنائع زکریا ۱۷۹/۲، الموسوعة الفقهية ۲۳۴/۲۳)

بے ہوش صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ

اگر کوئی شخص بے ہوش ہو مگر اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو، تو اگرچہ وہ سال بھر بے ہوش رہے پھر بھی اس کے مال میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **وتجب على المغمىٰ عليه وإن استوعب الإغماء حولاً كاملاً.** (عالمگیری ۱۷۲/۱، شامی زکریا ۱۷۴/۳) **والمغمىٰ عليه كالصحيح.** (تاتارخانية زکریا ۲۳۶/۳، البحر الرائق زکریا ۳۵۵/۲)

شرائط وجوبِ زکوٰۃ

زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا لازم ہے:

(۱) مال بقدر نصاب ہو (مثلاً سونے کا نصاب ۲۰/ مثقال، اور چاندی کا نصاب دوسو درہم وغیرہ)

(۲) ملکیت تام ہو (لہٰذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو سردست اس کی زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہے)

(۳) نصاب ضرورتِ اصلی سے زائد ہو (استعمالی ساز وسامان پر زکوٰۃ نہیں ہے)

(۴) نصاب قرض سے خالی ہو (یعنی قرض کی رقم منہا کر کے نصاب مکمل مانا جائے)

(۵) مال نامی ہو (یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو خواہ وہ اپنی خلقت کے اعتبار سے ہو جیسے سونا چاندی یا فعلی اعتبار سے ہو جیسے مالِ تجارت مویشی وغیرہ) **منها كون المال نصاباً ...... ومنها الملك التام ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية فليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة......، ومنها الفراغ عن الدين...... ومنها كون النصاب نامياً.**

(عالمگیری ۱۷۲/۱-۱۷۴، بدائع الصنائع ۸۸/۲، شامی زکریا ۱۷۴/۳، الموسوعة الفقهية ۲۳۶/۲۳)

زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟

اگر نصاب پر ایک سال پورا گذر جائے تو اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔

وشرط افتراض أدائها حولان الحول وهو في ملكه. (در مختار زکریا ۱۸۶/۳، هندية ۱۷۵/۱، الموسوعة الفقهية ۲۴۲/۳۳، هداية ۲۰۲/۱)

سال کے درمیان میں نصاب گھٹ جائے؟

اگر شروع اور اخیر سال میں نصاب پورا تھا مگر درمیان سال میں اس کی مقدار کم رہی تب بھی پورے نصاب کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولكن هذا الشرط يعتبر في أول الحول وآخره لا في خلاله حتى لو انتقص النصاب في أثناء الحول ثم كمل في آخره تجب الزكاة.** (بدائع الصنائع ۹۹/۲، هندية ۱۷۵/۱، تاتارخانية زكريا ۱۸۱/۳)

اضافہ شدہ رقم نصاب میں شامل ہوگی

دورانِ سال نصاب میں جس قدر اضافہ ہوا اس سب پر اخیر سال میں زکوٰۃ واجب ہوگی (یعنی جس دن سال پورا ہوا اس دن کا بیلنس دیکھا جائے گا اور کل پر زکوٰۃ واجب ہوگی) **وأما المستفاد في أثناء الحول فيضم إلى مجانسه ويزكى بتمام الحول الأصلي.**

(مراقی الفلاح ۳۸۹، هندية ۱۷۵/۱)

زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے

اداءِ زکوٰۃ کے وجوب کے لئے قمری سال کا اعتبار ہوگا نہ کہ شمسی سال کا۔ **وسببه ملك نصاب حوليّ نسبة للحول، وقال الشامي: أي الحول القمري لا الشمسي.** (شامی کراچی ۲۵۹/۲، شامی زکریا ۱۷۵/۳، الدر المنتقی ۱۹۳/۱) **العبرة في الزكاة للحول القمري كذا في القنية.** (هندية ۱۷۵/۱)

تنبیه : اس مسئلہ کو اچھی طرح یادرکھنے اور اس کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے؛ اس لئے کہ اکثر سرمایہ دار حضرات سہولت کے لئے سرکاری سال کی ابتداء وانتہاء (مارچ-اپریل) کے اعتبار سے زکوٰۃ کا حساب لگاتے ہیں، اور قمری سال کا اعتبار نہیں کرتے جس کی وجہ سے شرعی حساب مکمل نہیں ہو پاتا، اس لئے زکوٰۃ نکالنے والوں پر لازم ہے کہ وہ چاند کے مہینہ کی جس تاریخ سے صاحبِ نصاب ہوئے ہیں، اسی تاریخ کو ہر سال اپنی زکوٰۃ کا حساب لگایا کریں۔ (مرتب)

زکوٰۃ جلد از جلد ادا کرنی چاہئے

زکوٰۃ جیسے ہی واجب ہو فوراً ادا کرنا ضروری ہے بلا عذر تاخیر کرنے سے گنہ گار ہوگا، بہت سے سرمایہ دار حضرات کے پاس بڑی مقدار میں زکوٰۃ کا روپیہ پڑا رہتا ہے، انہیں جلد از جلد اس فرض سے سبکدوش ہوجانا لازم ہے۔ **وهي واجبة على الفور وعليه الفتوىٰ فيأثم بتأخيرها بلا عذر.** (طحطاوی ۳۸۸، عالمگیری ۱/ ۱۷۰، شامی زکریا ۳/ ۱۹۱، تاتارخانیة ۳/ ۱۳۴)

زکوٰۃ میں کتنا مال دیا جائے گا؟

زکوٰۃ کل مال کا چالیسواں حصہ (یعنی ڈھائی فیصدی) دینا ضروری ہوتا ہے۔ **وهو ربع عشر النصاب.** (طحطاوی ۳۸۹، الدر المختار علی الشامی زکریا ۳/ ۱۷۲، البحر الرائق زکریا ۲/ ۳۹۳)

سونے کا نصاب

سونے کا نصاب عربی اوزان کے اعتبار سے ۲۰ ؍ مثقال ہے، جس کا وزن تولہ کے حساب سے ساڑھے سات تولہ اور گراموں کے اعتبار سے ۸۷ ؍ گرام ۴۸۰ ؍ ملی گرام ہوتا ہے۔ **عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فاذا كانت لك مأتا درهم وحال عليها الحول ففيها خمسة دراهم وليس عليك شيء يعني في الذهب حتى تكون لك عشرون ديناراً فاذا كانت لك عشرون ديناراً وحال عليها الحول ففيها نصف دينار فما زاد فبحساب ذٰلك الخ.** (ابوداؤد شریف ۱/ ۲۲۱)

نصاب الذهب عشرون مثقالاً. (تنویر الابصار مع الدر المختار ۲۲۴/۳، هدایة ۲۱۱/۱) **وفی کل عشرین مثقالاً نصف مثقال.** (تاتارخانیة زکریا ۱۵۵/۳، ایضاح المسائل ۱۰۳)

چاندی کا نصاب

چاندی کا نصاب عربی اوزان کے اعتبار سے دوسو درہم ہے، جس کا وزن تولہ کے حساب سے ساڑھے باون تولہ اور گراموں کے اعتبار سے ۶۱۲ ؍گرام ۳۶۰ ؍ملی گرام ہوتا ہے۔ **نصاب فضة مأتا درهم بالاجماع.** (الموسوعة الفقهية ۲۶٤/۲۳) **والفضة مأتا درهم کل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقیل.** (تنویر الابصار مع الدر المختار ۲۳٤/۳، تاتارخانیة زکریا ۱۵۵/۳، ایضاح المسائل ۱۰۲)

سونا چاندی دونوں نصاب سے کم ہوں؟

اگر سونا اور چاندی دونوں کے زیورات یا اشیاء ملکیت میں ہوں؛ لیکن کسی ایک کا نصاب بھی پورا نہ ہوتو دونوں کو ملا کر قیمت لگائی جائے گی، اگر دونوں کی قیمت مل کر سونے یا چاندی کے کسی نصاب کو پہنچ جائے تو زکوۃ واجب ہوجائے گی۔ (مثلاً آج کل سونے اور چاندی کی قیمتوں میں بڑا فرق ہوگیا ہے، اب اگر کسی کے پاس ڈیڑھ تولہ سونا ہے اور چند تولہ چاندی ہے تو دونوں کی جب قیمت لگائی جائے گی تو چاندی کے اعتبار سے نصاب تک پہنچ جائے گی؛ لہٰذا زکوۃ واجب ہوگی) **ویضم الذهب الی الفضة وعکسه بجامع الثمنية قیمة (درمختار) ای من جهة القیمة فمن له مائة درهم وخمسة مثاقیل قیمتها مائة علیه زکوتها.** (شامی زکریا ۲۳٤/۳، هدایة ۲۱۳/۱، تاتارخانیة ۱۵۸/۳)

اگر زیور کے ساتھ روپیہ بھی ہو؟

زیور کے ساتھ اگر روپیہ یا سامانِ تجارت موجود ہوتو اگر چہ زیور کا وزن نصاب تک نہ پہنچتا ہو؛ لیکن سب ملا کر قیمت چاندی کے نصاب تک پہنچ گئی تو زکوۃ واجب ہوجائے گی (مثلاً ۲-۳ ؍تولہ سونا ہے اور ساتھ میں پانچ ہزار روپیہ ہے یا مالِ تجارت ہے تو کل کی قیمت اگر چاندی کے نصاب تک

پہنچ رہی ہوتو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی) **وتضم قيمة العروض الى الثمنين.** (هندية ١٧٩/١)

ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة. (درمختار ٢٣٤/٣)

وفائدته تظهر فيمن له حنطة للتجارة قيمتها مائة درهم وله خمسة دنانير قيمتها مائة تجب الزكوٰة عنده خلافاً لهما. (شامی زکریا ٢٣٤/٣، ایضاح المسائل ١٠٣)

دانتوں میں بندھے ہوئے سونے یا چاندی کے تاروں پر زکوٰۃ نہیں

سونا چاندی اگر بدن کے کسی حصہ میں اس طرح پیوست ہو کہ اسے بآسانی نکالا نہ جاسکتا ہو جیسے دانتوں میں لگے ہوئے سونے چاندی کے تار، یا وہ مسالہ جو دانتوں کے خول میں بھر دیا جاتا ہے تو اس پر شرعاً زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (کیوں کہ اب یہ مال نامی کا مصداق نہیں بن سکتا، جو وجوبِ زکوٰۃ کے لئے شرط ہے) (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۴۹/۲، ایضاح المسائل ۱۰۹، مرغوب الفتاویٰ ۳۳۹/۳)

مالِ نامی کی تعریف

مالِ نامی (بڑھنے والا مال) کی دوصورتیں ہیں: (۱) پیدائشی مال نامی: یعنی سونا چاندی ان دونوں دھاتوں کو شریعت نے مطلقاً مالِ نامی تسلیم کیا ہے خواہ ان کی تجارت کی جائے یا نہ کی جائے۔ (۲) فعلی مالِ نامی: یعنی سونے چاندی کے علاوہ وہ مال جسے تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہو۔ **وينقسم كل واحد منهما إلى قسمين: خلقي وفعلي، هٰكذا في التبيين. فالخلقي الذهب والفضة ......، والفعلي ما سواهما ويكون الاستنماء فيه بنية التجارة الخ.** (عالمگیری ١٧٤/١، شامی زکریا ١٧٩/٣، البحر الرائق زکریا ٣٦٢/٢، بدائع الصنائع زکریا ٩٢/٢، طحطاوی علی المراقی ٣٨٧)

تجارت کی نیت سے خرید کر ذاتی استعمال میں لے آنا

اگر کوئی مال؛ تجارت کی نیت سے خریدا تھا پھر ارادہ بدل گیا اور اس کو ذاتی استعمال میں لے آیا تو اس کی زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی۔ **ومن اشترى جارية للتجارة ونواها للخدمة بطلت عنها الزكاة.** (عالمگیری ١٧٤/١، شامی زکریا ١٩٢/٣) **لو نوى بمال التجارة الخدمة كان للخدمة بالنية.** (الاشباه والنظائر ٢٠٦، طبع مكتبه فقيه الامة ديوبند)

تجارت کی نیت سے خریدے گئے فلیٹ کو کرایہ پر اٹھانا

اگر کسی شخص نے کوئی فلیٹ وغیرہ تجارت کی نیت سے خریدا تھا، پھر اس کو کرایہ پر اٹھادیا تو اب وہ مالِ تجارت میں داخل نہ رہے گا، یعنی سال گذرنے پر اس کی قیمت لگا کر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ البتہ کرایہ کی آمدنی اگر نصاب کے بقدر ہو تو حسبِ شرائط اس پر زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔ **وفي الكبرىٰ: إذا اشترىٰ داراً أو عبداً للتجارة فآجره خرج من أن يكون للتجارة؛ لأنه لما آجره فقد قصد الغلة فخرج عن حكم التجارة.** (تاتارخانية زكريا ۱٦٧/۳)

خریدتے وقت تجارت کا پختہ ارادہ نہ تھا

کوئی چیز استعمال کے لئے خریدی، ساتھ میں یہ نیت تھی کہ نفع ملے گا تو بیچ دوں گا ورنہ رکھے رہوں گا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ **أو اشترىٰ شيئاً للقنية ناوياً أنه إن وجد ربحاً باعه لازكاة عليه.** (طحطاوی ۳۹۱، الدر المختار مع الشامی زكريا ۱۹۵/۳، فتح القدير ۲۱۸/۲، الولوالجية ۱۸۳/۱، المحيط البرهانی ۳۹۳/۲)

بنیتِ تجارت خریدے ہوئے مال پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ

کوئی سامان تجارت کی نیت سے خریدا ہے مگر ابھی قبضہ نہیں کیا تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **وخرج به أيضا كما في البحر المشترى للتجارة قبل القبض.** (شامی کراچی ۲٦۰/۲) **ولا فيما اشتراه لتجارة قبل قبضه.** (درمختار مع شامی زكريا ۱۸۰/۳، تاتارخانية زكريا ۲٤۹/۳)

پریس میں چھپائی کے لئے رکھی ہوئی روشنائی پر زکوٰۃ

عموماً بڑے پریس والے چھپائی کے لئے روشنائی کا بڑا اسٹاک پہلے سے خرید کر رکھے رہتے ہیں، تو اس روشنائی کی قیمت پر سال گذرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **الاما يبقى اثر عينه كالعصفر لدبغ الجلد ففيه الزكوٰة.** (درمختار مع الشامی زكريا ۱۸۳/۳، تاتارخانية زكريا ۱٦۸/۳، المحيط البرهانی ۳۹۲/۲) **واما اذا كان يبقى اثرها في المعمول كما لو اشترى**

الصباغ عصفراً او زعفراناً لیصبغ ثیاب الناس باجر وحال علیه الحول کان علیه الزکوٰة اذا بلغ نصاباً. (عالمگیری ۱/ ۱۷۲، خانیة ۱/ ۲۵۰)

حج کے لئے رکھے ہوئے روپیوں پر زکوٰۃ

اگر کسی صاحب نصاب شخص نے حج کی نیت سے روپئے جمع کررکھے تھے اسی دوران سالانہ زکوٰۃ نکالنے کا وقت آ گیا تو اس پر حج کے لئے رکھی ہوئی پوری رقم کی زکوٰۃ نکالنا بھی لازم ہوگا۔ **أما إذا أمسکه لینفق منه کل ما یحتاجه فحال علیه الحول وقد بقی معه منه نصاب فانه یزکی ذٰلک الباقی وان کان قصده الانفاق منه أیضاً فی المستقبل.**

(شامی زکریا ۳/ ۱۷۹، انوارِ مناسک ۱۶۰)

حج کمیٹی میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ میں تفصیل

اگر کسی شخص نے حج کے ارادہ سے حج کمیٹی میں مکمل روپیہ جمع کرادیا تھا اسی دوران اس کی زکوٰۃ کے حساب کا وقت آ گیا تو جمع شدہ رقم میں سے ہوائی جہاز کا کرایہ، معلم فیس اور دیگر اخراجات نکال کر سعودی ریال کی شکل میں اس عازم حج کو جو رقم واپس ملنے والی ہے اس پر زکوٰۃ نکالنی ضروری ہوگی۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۳۲۲، از: مولانا مفتی عبدالواحد صاحب لاہور)

ٹینٹ ہاؤس کے سامان پر زکوٰۃ کا حکم

ٹینٹ ہاؤس وغیرہ میں جو برتن اور سامان کرائے پر چلائے جاتے ہیں، ان کی مالیت اور قیمت پر زکوٰۃ نہیں؛ بلکہ ان کے ذریعہ ہونے والی کرایہ کی آمدنی پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولو اشتری قدوراً من صفر یمسکها ویواجرها لا تجب فیها الزکوٰة کما لا تجب فی بیوت الغلة.** (عالمگیری ۱/ ۱۸۰، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۱۶۹، ومثله فی الولوالجیة ۱/ ۱۸۲)

تجارتی پلاٹوں اور فلیٹوں پر زکوٰۃ

جو پلاٹ یا زمین فروخت کی نیت سے خریدے گئے ہیں تو ان کی موجودہ قیمت پر زکوٰۃ

واجب ہوگی۔ **الزکوٰۃ واجبۃ فی عروض التجارۃ کائنۃ ما کانت اذا بلغت قیمتها نصاباً من الذهب والورق.** (هداية ۱/ ۲۱۲ عالمگیری ۱/ ۱۷۹، تاتارخانية زكريا ۳/ ۱٦٤، ومثله في البحر الرائق ۲/ ۳۹۸، تبيين الحقائق ۲/ ۷۷، ايضاح المسائل ۱۰٦)

خریدے ہوئے شیئرز پر زکوٰۃ

کسی کمپنی کے شیئرز اگر خرید کر رکھے ہوئے ہیں تو ان کی موجودہ قیمت پر زکوٰۃ فرض ہوگی، یعنی یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ انہیں کس قیمت پر خریدا تھا؛ بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ آج ان کی کیا قیمت ہے، اور اسی حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ (امداد الفتاویٰ ۲/ ۲۱، ایضاح المسائل ۱۰۶، مسائل بہشتی زیور ۳۱۹)

وان ادی القیمة تعتبر قیمتها یوم الوجوب. (عالمگیری ۱/ ۱۸۰) **ولو ازدادت قیمتها قبل الحول تعتبر قیمتها وقت الوجوب بالاجماع.** (تاتارخانية زكريا ۳/ ۱۷۰، بدائع الصنائع ۲/ ۱۱۵)

انشورنس میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ

کار، دوکان اور کاروبار کے انشورنس میں جو رقم جمع کی جاتی ہے اس کی واپسی حتمی اور یقینی نہیں ہوتی، اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ البتہ لائف انشورنس (زندگی کا بیمہ) کی رقم بہر حال واپس ملتی ہے؛ اس لئے اس میں جمع شدہ اصل رقم پر ملنے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی، یہ دینِ قوی کے درجہ میں ہے، اور اصل رقم سے بڑھ کر جو رقم ملنے والی ہے وہ چوں کہ سود اور حرام ہے؛ اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ **فتجب زكوتها اذا تم نصاباً وحال الحول لكن لا فوراً بل عند قبض اربعين درهماً من الدين القوي كقرض.**

(درمختار زكريا ۳/ ۲۳٦، ومثله في الخانية ۱/ ۲۵۳، هندية ۱/ ۱۷۵، بدائع الصنائع ۲/ ۹۰)

فکس ڈپازٹ رقم پر زکوٰۃ

بعض لوگ اپنی رقومات بنکوں میں کئی سالوں کے لئے فکس ڈپازٹ کرا دیتے ہیں، تو چونکہ یہ دینِ قوی کے درجہ میں ہے جس کا بعد میں مقررہ وقت پر ملنا یقینی ہے؛ اس لئے اس اصل جمع شدہ

رقم پر ہر سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی؛ لیکن جو رقم بڑھ کر ملے گی وہ قطعاً حرام ہے، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں (بلکہ اس اضافی رقم کو سودی مصارف میں ہی خرچ کرنا لازم ہے) **فتجب زکوتها اذا تم نصاباً وحال الحول لکن لا فوراً بل عند قبض اربعین درهماً من الدین القوی کقرض الخ.** (درمختار زکریا ۲۳۶/۳، ومثله فی الخانیة ۲۵۳/۱، هندیة ۱۷۵/۱، بدائع الصنائع ۹۰/۲)

گیس سلنڈروں کا ڈیلر کیسے حساب لگائے؟

جو شخص گیس سپلائی کا ڈیلر ہے یعنی گیس کمپنی سے گیس خرید کر صارفین کو گیس سپلائی کرتا ہے وہ اپنی زکوٰۃ کا حساب سلنڈروں کی مالیت سے نہیں لگائے گا؛ بلکہ سلنڈروں میں موجود گیس کی قیمت کے اعتبار سے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی؛ البتہ جو سلنڈر بذاتہ مع گیس فروختگی کے لئے رکھے گئے ہوں تو ان میں سلنڈر اور گیس دونوں کی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی؛ کیوں کہ پہلی صورت میں سلنڈروں کی حیثیت محض برتنوں کی ہے اور دوسری صورت میں سلنڈر خود مالِ تجارت میں داخل ہے۔ **قال فی الشامی: وقواریر العطارین الخ، ان کان من غرض المشتری بیعها بها ففیها الزکوٰة والا فلا.** (شامی زکریا ۱۸۳/۳، محقق ومدلل جدید مسائل ۱۴۶، مرغوب الفتاویٰ ۳۳۹/۳)

ٹرانسپورٹ کمپنی کی گاڑیوں پر زکوٰۃ کا مسئلہ

اگر کوئی شخص ٹرانسپورٹ کا کاروبار کرتا ہے اور اس کی کاریں، بسیں یا ٹرک وغیرہ کرایہ پر چلتے ہیں تو ان بسوں یا ٹرکوں کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ ان سے حاصل ہونے والے منافع پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولو اشتری قدوراً من صفر یمسکها ویواجرها لا تجب فیها الزکوٰة کما لا تجب فی بیوت الغلة.** (فتاویٰ خانیة ۲۵۱/۱، تاتارخانیة زکریا ۱۶۹/۳، محقق ومدلل جدید مسائل ۱۴۷)

مچھلی پالن پر زکوٰۃ

مچھلی پالن کے لئے تالاب اور اس کی زمین کی قیمت پر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں؛ البتہ جو

مچھلیوں کا بیج خرید کر کے ڈالا گیا ہے اس پر سال پورا ہونے پر موجودہ قیمت کے اندازہ سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولو للتجارة ففيها زكوة التجارة.** (درمختار زکریا ۱۹۸/۳، احسن الفتاویٰ ۳۰۰/۴، فتاویٰ الکوثر زکوٰۃ ۶۲، نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ۷۹)

مرغی فارم کی زکوٰۃ

مرغی فارم کی زمین اور عمارت وغیرہ کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں، اور ان میں جو مرغیاں پالی جاتی ہیں ان کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر مرغی فارم سے انڈے مقصود ہیں اور انہیں کے ذریعہ آمدنی حاصل کی جاتی ہے مرغیاں فروخت کے لئے نہیں ہیں، تو ایسی صورت میں مرغیوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ صرف انڈوں سے حاصل ہونے والی آمدنی پر زکوٰۃ لازم ہوگی، گویا مرغیاں آلات کے درجے میں ہیں۔ (۲) اور اگر مرغی فارم سے محض انڈے مقصود نہیں؛ بلکہ خود مرغیوں اور چوزوں کو بیچنا مقصود ہے تو ایسی صورت میں سال پورا ہونے پر ان مرغیوں اور چوزوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی؛ کیوں کہ یہ خود مالِ تجارت ہیں۔ **وكذلك آلات المحترفين، أي سواء كانت مما لا تستهلك عينه في الانتفاع...... او تستهلك.** (شامی زکریا ۱۸۳/۳) **والاصل ان ماعدا الحجرين والسوائم انما يزكى بنية التجارة.** (درمختار زکریا ۱۹۴/۳) **ولو للتجارة ففيها زكوٰة التجارة.** (درمختار زکریا ۱۹۸/۳، احسن الفتاویٰ ۳۰۰/۴، کتاب الفتاویٰ ۳۴۶/۳، محقق و مدلل جدید مسائل ۱۵۱)

کپڑوں میں لگے ہوئے سونے چاندی کے پھول بوٹوں پر زکوٰۃ

اگر کسی کپڑے میں سونے یا چاندی کے تار یا پھول بوٹے لگے ہوں تو اس سونے چاندی کی قیمت پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی، یعنی ان کے وزن کا اندازہ لگا کر قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ **الزكوٰة واجبة في الذهب والفضة مضروبة كانت اوغير مضروبة ...... حليا كان للرجال او للنساء.** (تاتارخانیة زکریا ۱۵۴/۳، محقق و مدلل جدید مسائل ۱۵۶، کتاب الفتاویٰ ۲۶۳/۳)

شادی کے لئے رکھے گئے زیورات پر زکوٰۃ

اگر باپ یا ماں نے بچی یا بچے کی شادی کے لئے زیورات بنا کر رکھے ہیں اور وہ ابھی بچوں کو حوالے نہیں کئے گئے؛ بلکہ اپنی ہی ملکیت میں ہیں تو ان کی مالیت پر حسبِ ضابطہ زکوٰۃ ماں یا باپ پر واجب رہے گی، اور اگر بچوں کی ملکیت میں دے دیئے ہیں تو جب تک وہ نابالغ ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، اور بالغ ہونے کے بعد اگر نصاب وغیرہ کی شرائط پوری ہوتی ہوں تو سال گذرنے پر ان پر زکوٰۃ کا وجوب ہوگا۔ **وسببه أي سبب افتراضها ملک نصاب حولي...... تام.** (درمختار زکریا ۱۷٤/۳) **وشرط وجوبها العقل والبلوغ والاسلام والحرية وملک نصاب.** (البحر الرائق کراچی ۲۰۲/۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۷٦/۹، محمود الفتاویٰ ۸۵/۲)

مکان بنانے کے لئے جمع کردہ رقم پر زکوٰۃ

کسی شخص نے مکان بنانے کے لئے رقم جمع کر رکھی تھی، اس درمیان زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت آ گیا تو اس پر مذکورہ جمع شدہ رقم کی زکوٰۃ ادا کرنا بھی لازم ہے۔ **ان الزکوٰة تجب في النقد کیف امسکه للنفقة او للنماء.** (حاشیة الطحطاوی دیوبند ۷۱۵، شامی زکریا ۱۷۹/۳، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۳۹/۹)

مرغی یا مچھلی فارم میں استعمال ہونے والی خوراک پر زکوٰۃ کا مسئلہ

مرغی یا مچھلی فارموں میں مرغیوں یا مچھلیوں کو کھلانے کے لئے جو خوراک استعمال کی جاتی ہے اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ کیوں کہ یہ تجارت کی غرض سے نہیں خریدی جاتی؛ بلکہ اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے کپڑا دھونے والوں کے لئے صابن اور صرف وغیرہ، کہ ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ **وکذٰلک آلات المحترفین أي سواء کانت مما لا تستهلک عینه في الانتفاع ...... او تستهلک، لکن هٰذا منه ما لا یبقی اثر عینه، کصابون وحرض الغسال.** (شامی زکریا ۱۸۳/۳، فتاویٰ ہندیۃ ۱۷۲/۱) **واصل هٰذا أنه لیس علی التاجر زکوٰة**

مسکنه وخدمه ومركبه وكسوة اهله وطعامهم...... ، العمال الذين يعملون للناس بأجر اذا اشتروا اعياناً للعمل بها فحال الحول عليها عندهم فكل عين يبقى له أثر في العين بحيث يرى كالعصفر والزعفران وما أشبه ذٰلک ففيه الزكاة وما لا يبقى له أثر في العين بحيث لا يرى كالصابون والأشنان فلا زكوٰة فيه. (تاتارخانية زكريا ۱۶۸/۳)

دوکان یا مکان وغیرہ کے کرایہ میں ڈپازٹ کی رقم پر زکوٰۃ کا مسئلہ

آج کل بڑے شہروں میں دوکان یا مکان کی کرایہ داری میں مالک مکان یا دوکان ڈپازٹ کے نام سے بڑی رقمیں لیتا ہے، جنہیں دوکان یا مکان کے خالی کرنے کے وقت واپس کردیا جاتا ہے، تو یہاں بحث یہ ہے کہ اس ڈپازٹ کی رقم کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟ کرایہ دار یا مالک؟ تو بظاہر اس کی حیثیت رہن کی معلوم ہوتی ہے اس بناء پر اس کی زکوٰۃ شئ مرہون کے ضابطہ کے اعتبار سے نہ تو مالک پر واجب ہونی چاہئے اور نہ کرایہ دار پر۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۲/۲۶،۲/۶۱۴، نئے مسائل اور علماء ہند کے فیصلے ۵۴، کتاب الفتاویٰ ۳/ ۲۷۸)

نوٹ: ڈپازٹ کی رقم کو رہن ماننے کی صورت میں اصل حکم شرعی یہ ہوگا کہ یہ ڈپازٹ کی رقم مالک اپنے تصرف میں بالکل نہ لائے؛ بلکہ بطور امانت محفوظ رکھے؛ لیکن عمل اس کے برخلاف ہے، کیوں کہ کوئی بھی مالک مکان، کرایہ دار سے اس رقم کو لے کر محفوظ نہیں رکھتا؛ بلکہ بلاتکلف اپنے ذاتی استعمال میں لاتا ہے، الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شئ مرہون میں تصرف کرلینے کی بنا پر اسے رہن کے بجائے دین مضمون کے درجہ میں رکھا جائے، یعنی یہ رقم گویا کہ مالک پر کرایہ دار کی طرف سے دین ہے؛ لہٰذا اس کی زکوٰۃ مالک دوکان یا مکان پر واجب نہیں ہوگی؛ بلکہ کرایہ دار پر واجب ہوگی جو اس رقم کا اصل مالک ہے۔ چناں چہ علامہ شامیؒ نے بیع الوفاء کی ثمن کے متعلق بحث کرتے ہوئے جو رائے ظاہر فرمائی ہے اس سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے، موصوف فرماتے ہیں:

قلت: ينبغي لزومها على المشترى فقط على القول الذى عليه العمل الآن من ان بيع الوفاء منزل منزلة الرهن وعليه فيكون الثمن دينا على البائع. (شامی بیروت ۱۶۶/۳)

تاہم اس بارے میں یہ تفصیل مناسب ہے کہ اگر کرایہ داری معاہدہ میں مکان یا دوکان خالی کرنے کا کوئی قریبی وقت مقرر ہے تو یہ ڈپازٹ کی رقم ''دین قوی'' کے درجہ میں ہوگی، اور جب مقررہ وقت پر کرایہ دار دوکان یا مکان خالی کر کے اپنی رقم واپس وصول کرلے گا تو سابقہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی واجب ہوگی، اور اگر کرایہ کے معاہدہ میں مکان یا دوکان خالی کرنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے تو یہ دین متوسط یا دین ضعیف کے درجہ میں ہے، یعنی کرایہ دار رقم وصول کرنے کے بعد سابقہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا مامور نہ ہوگا؛ بلکہ جب رقم اس کے قبضہ میں آجائے گی اسی وقت سے زکوٰۃ کا حساب شروع ہوگا، واللہ اعلم۔ (مرتب)

زکوٰۃ کے روپئے سے منی آرڈر فیس یا چیک یا ڈرافٹ کی اجرت دینا

زکوٰۃ کی رقم سے منی آرڈر کی فیس یا چیک یا ڈرافٹ کی اجرت ادا کرنا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں مستحق فقیر کی تملیک نہیں پائی جاتی؛ بلکہ یہ بینک یا محکمہ ڈاک کے عمل کی اجرت ہے (لہٰذا جو لوگ زکوٰۃ کی رقم بذریعہ چیک ادا کرتے ہیں اور چیک بھناتے وقت بینک اپنی واجب رقم کاٹ کر مستحق کو ادا کرتا ہے تو جتنی رقم بینک نے کاٹ لی ہے اس کے بقدر مالک کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی؛ بلکہ اتنی رقم اسے مزید ادا کرنی ہوگی) **كذا يستفاد من هٰذه العبارة: ولو اراد ان يعطى الجزار او الذابح اجرته من لحمها لا يجوز.** (تاتارخانية زكريا ٤٤٢/١٧) **لا يخرج بعزل ما وجب عن العهدة بل لا بد من الاداء الى الفقير.** (البحر الرائق زكريا ٣٦٩/٢، درمختار زكريا ١٨٩/٣، فتاوىٰ محمودیہ ڈابھیل ٤٨٤/٩، فتاوىٰ دار العلوم ٣٣٥/٦، مرغوب الفتاوىٰ ٣٥٠/٣)

دودھ فروخت کرنے کی نیت سے پالی ہوئی بھینسوں کا حکم

بعض شہروں میں لوگ طویلے یعنی دودھ کے لئے بھینسوں کو پالنے کا کام کرتے ہیں، تو ان بھینسوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ بلکہ ان سے حاصل شدہ دودھ کی آمدنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مستفاد: والآلات الصناع الذين يعملون بها وظروف الامتعة لا تجب فيها الزكوٰة.

(تاتارخانية زكريا ۱۶۹/۳) **ولو اشترى قدوراً من صفر يمسكها ويواجرها لا تجب فيها الزكوٰة كما لا تجب فى بيوت الغلة.** (احسن الفتاوىٰ ۲۷۷/٤، فتاوىٰ محمودیہ ڈابھیل ٤۲۸/۹)

اینٹ کے بھٹے کی زکوٰۃ کا کیسے حساب لگائیں؟

اینٹ کے بھٹے میں زکوٰۃ کا حساب اس طرح لگایا جائے گا کہ ادائیگی کے دن جتنی اینٹیں کچی یا پکی موجود ہوں ان کی قیمت لگائی جائے، اور اینٹ بنانے کے لئے جو مٹی خرید کر لائی گئی ہو اس کی بھی قیمت جوڑ لی جائے، اس کے بعد ڈھائی فیصدی کے حساب سے زکوٰۃ نکالیں؛ البتہ کوئلہ یا لکڑی وغیرہ جو بھٹے میں جلانے کے لئے جمع کر کے رکھی جاتی ہیں ان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ اشیاء جل کر ختم ہو جاتی ہیں باقی نہیں رہتی ہیں۔ مستفاد: **وكذٰلك آلات المحترفين اى سواء كانت مما لا تستهلك عينه فى الانتفاع كالقدوم والمبرد او تستهلك لكن هٰذا منه ما لا يبقى اثر عينه كصابون وحرض الغسال ومنه ما يبقى كعصفر وزعفران لصباغ ودهن وعفص لدباغ فلا زكوٰة فى الاولين لان ما يأخذه من الاجرة بمقابلة العمل، وفى الاخير الزكوٰة اذا حال عليه الحول لان الماخوذ بمقابلة العين.** (شامی بیروت ۱۷۱/۳)

نوٹ:- اور اگر بھٹے کا مالک اپنی مملوکہ زمین کی مٹی سے اینٹیں بناتا ہو اس کے لئے مٹی نہ خریدتا ہو، تو یہ کچی یا پکی اینٹیں ابھی مالِ تجارت میں داخل نہ ہوں گی؛ بلکہ فروختگی کے بعد ان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مرتب)

کس طرح کے اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے؟

درج ذیل اموال اور اثاثہ جات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، خواہ ان کی قیمت کتنی ہی ہو:

(۱) رہنے کے گھر۔

(۲) کرائے پر اٹھائے گئے مکانات (البتہ ان کی آمدنی پر زکوٰۃ حسبِ ضابطہ واجب ہوگی)

(۳) استعمالی کپڑے، چادریں، فرش وغیرہ۔

(۴) گھر کا ساز وسامان (فرج، کولر، واشنگ مشین وغیرہ)

(۵) سواریاں (گاڑی، موٹرسائیکل وغیرہ)

(۶) غلام باندیاں جو خدمت پر مامور ہوں۔

(۷) اپنی حفاظت کے لئے رکھے گئے ہتھیار۔

(۸) گھر میں رکھا ہوا کھانے پینے کا ذخیرہ۔

(۹) سجاوٹ کے برتن۔

(۱۰) ہیرے جواہرات۔ (جب کہ تجارت کے لئے نہ ہو)

(۱۱) مطالعہ کی کتابیں۔

(۱۲) صنعت کاروں کے اوزار اور مشین، کارخانے، فیکٹریاں، کرایہ پر چلنے والی بسیں اور ٹرک اور کاشت کار حضرات کے ٹریکٹر، اور آلاتِ زراعت وغیرہ۔ (نیز ہر ایسا سامان جو تجارت کی نیت سے نہ خریدا گیا ہو) **فليس في دور السكنىٰ وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة وكذا طعام أهله وما يتجمل به من الأواني إذا لم يكن من الذهب والفضة وكذا الجوهر واللؤلؤ والياقوت والبلخش والزمرد ونحوها إذا لم يكن للتجارة......، وكذا كتب العلم ان كان من اهله واٰلات المحترفين.** (عالمگیری ۱/ ۱۷۲) **قيد الأهل ههنا غير مفيد لأنه لو لم يكن من أهلها وليست هي للتجارة لا تجب فيها الزكوٰة وإن كثرت لعدم النماء.** (تاتارخانية زكريا ۳/ ۱۷۳، درمختار زكريا ۳/ ۱۸۲، هداية ۱/ ۲۰۲)

مانعِ زکوٰۃ مطالبات

درج ذیل مطالبات کو اصل سرمایہ سے منہا کیا جائے گا:

(۱) مالک کے ذمہ قرض کی رقم (خواہ قرض روپیہ ہو یا سامان، یا خلع کا بدل ہو یا زکوٰۃ کی وہ رقم جس کا حکومت اسلامی کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً مطالبہ ہو)

(۲) مبیع کی ثمن جو ذمہ میں واجب ہو۔

(۳) کسی کے تلف کردہ سامان کا تاوان۔

(۴) کسی کو زخمی کرنے کا ضمان۔ **كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن البيع وضمان المتلفات وارش الجراحة، وسواء كان الدين من النقود أو المكيل أو الموزون أو الثياب أو الحيوان وجب بخلع أو صلح عن دم عمد وهو حال او مؤجل أو لله تعالىٰ كدين الزكوٰة.** (عالمگیری ۱۷۲/۱، تبیین الحقائق ۲۵/۲، شامی زکریا ۱۷۴/۳، ومثله فی البدائع الصنائع ۸۳/۲)

طویل المیعاد قرضے مانع زکوٰۃ ہیں یا نہیں؟

آج کل کاروباری لوگ بینکوں سے بڑی بڑی رقومات بطور قرض لے لیتے ہیں، یہ رقومات بسا اوقات اتنی کثیر ہوتی ہیں کہ ان کو اگر مانع زکوٰۃ قرار دیا جائے، تو بڑے بڑے سرمایہ داروں پر زکوٰۃ واجب ہی نہ ہو، اس لئے ان کاروباری قرضوں کے بارے میں محتاط رائے یہی ہے کہ ہر سال جتنی قسط کی رقم واجب الاداء ہوتی ہے، بس اسی قدر روپیہ اصل سرمایہ سے منہا کیا جائے، اور بقیہ کل مالیت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے شوہر پر بیوی کا دین مہر مؤجل اس کے لئے مانع زکوٰۃ نہیں ہوتا، پس اسی طرح یہ طویل المیعاد قرضہ بھی مانع نہ ہوگا۔

(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۴۶/۶، فتاویٰ حقانیہ ۵۱۰/۳، آئینہ رمضان ۴۲۳)

گذشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم منہا کر کے حساب لگایا جائے

اگر کسی شخص نے ایک سال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تا آں کہ دوسرا سال آگیا تو پہلے سال جو زکوٰۃ کی رقم واجب ہوئی تھی وہ چوں کہ اس کے ذمہ دین ہے اس لئے اس رقم کو الگ کر کے زکوٰۃ کا حساب لگایا جائے گا، اور سابقہ واجب شدہ رقم بہر حال الگ سے ادا کرنی ہوگی۔ **سواء كان لله كزكاة.** (در مختار مع الشامی زکریا ۱۷۶/۳ طحطاوی علی المراقی دارالکتاب دیوبند ۷۱٤) **أو لله تعالى كدين الزكاة.** (عالمگیری ۱۷۲/۱، تبیین الحقائق ۲٤/۲، مجمع الانہر ۲۸۵/۲)

حقوق اللہ سے متعلق کون سے مطالبات مانع زکوٰۃ نہیں؟

ہر ایسا دین جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہو اور کسی انسان کی طرف سے اس کا مطالبہ نہ ہو، مثلاً نذر، کفارات، صدقۃ الفطر اور حج کا وجوب تو ان کی رقومات کو اصل سرمایہ سے منہا نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ اگر ان امور کے لئے رقم رکھی ہو اور سال پورا ہونے کا وقت آجائے تو اس پوری رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مثلاً کسی شخص نے حج کا ارادہ کیا ہے اور رمضان میں اس کا زکوٰۃ کا سال پورا ہوتا ہے، اور اس نے حج کے لئے جو رقم جمع کر رکھی ہے وہ سال پورا ہونے کے وقت اس کے پاس موجود رہے تو کل رقم پر زکوٰۃ فرض ہوگی حج کی رقم کو منہا نہیں کیا جائے گا) **وكل دين لا مطالب له من جهة العباد كديون الله تعالى من النذور والكفارات وصدقة الفطر ووجوب الحج لايمنع.** (عالمگیری ۱۷۳/۱، شامی زکریا ۱۷۷/۳، ومثله فی البدائع ۸۵/۲، هداية ۲۰۲/۱، تبيين الحقائق ۲۴/۲، البحر الرائق ۳۵۷/۲)

کیا عورت پر اپنے دین مہر کی زکوٰۃ واجب ہے؟

جب تک عورت اپنے مہر پر قبضہ نہ کرے اس وقت تک اس کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے؛ بلکہ جب مہر کی رقم عورت کے قبضہ میں آئے گی اسی وقت زکوٰۃ کا حساب شروع ہوگا، یہ دین ضعیف کے درجہ میں ہے۔ **والضعيف وهو بدل ما ليس بمال كالمهر والوصية وبدل الخلع ......، لا تجب فيه الزكوة ما لم يقبض نصاباً ويحول عليه الحول بعد القبض.** (مراقی علی الطحطاوی دیوبند ۷۱۶، خانية ۲۵۳/۱، البحر الرائق ۳۶۳/۲) **أما إذا وجد الملک دون اليد كالصداق قبل القبض ......، لاتجب فيه الزكاة.** (عالمگیری ۱۷۲/۱)

جس قرض کے وصول کی امید نہ ہو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں

اگر قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت نہ ہو، تو ایسے قرض پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ البتہ اگر وہ دین بعد میں کسی طرح مل جائے تو اب حولان حول کے بعد یا دیگر

نصاب کے ساتھ ملا کر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی، سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **فلا زكاة على مكاتب......، ودين جحده المديون سنين ولا بينة له عليه.** (شامی زکریا ۱۸۴/۳،عالمگیری ۱۷۴/۱، ومثله فی الهداية ۲۰۲/۱، تاتارخانية زكريا ۲۵۲/۳، البحر الرائق ۳۶۲/۲)

پرائیویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

ملازمین کی تنخواہوں میں جو جزو جبراً کاٹ کر جمع کرلیا جاتا ہے جسے پرائیویڈنٹ فنڈ کہتے ہیں، اس پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ اس فنڈ میں سے دورانِ ملازمت بطور قرض اگر رقم نکال لی جائے پھر بھی اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی؛ البتہ ملازمت ختم ہونے پر جب یہ رقم ملازم کو ملے گی تو اس کے مقبوضہ مال میں شامل ہوگی اور آئندہ حسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **مستفاد: ويشترط ان يتمكن من الاستنماء بكون المال فى يده او يد نائبه فان لم يتمكن من الاستنماء فلا زكوٰة عليه وذٰلك مثل مال الضمار.** (عالمگیری ۱۷۴/۱، ومثله فی البحر الرائق ۳۶۲/۲، تبيين الحقائق ۲۷/۲، النهر الفائق ۴۱۶/۱، بدائع الصنائع ۸۸/۲)

نوٹ: پرائیویڈنٹ فنڈ بعض صورتوں میں اختیاری ہوتا ہے، یعنی کمپنی کی طرف سے رقم جمع کرنا لازم نہیں ہوتا؛ بلکہ ملازم کے اختیار میں رہتا ہے، اور وہ جب چاہے اس اختیاری جمع شدہ رقم کو نکال کر اپنے استعمال میں لاسکتا ہے، تو ایسی صورت میں اس اختیاری جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مرتب)

گم شدہ مال مل گیا

اگر کسی کا کوئی سامان گم ہوگیا تھا یا کسی نے چھین لیا تھا، بعد میں وہ کئی سال بعد اسے مل گیا تو اس پر سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **ولنا قول علیؓ: لا زكوٰة فى مال الضمار موقوفاً ومرفوعاً.** (تبيين الحقائق ۲۸/۲) **والاصل فيه حديث علىؓ: لا زكوٰة فى مال الضمار وهو مالا يمكن الانتفاع به مع بقاء الملك.** (درمختار ۱۸۴/۳، ومثله فی الطحطاوی علی المراقی ۷۱۶)

استعمالی ہیرے موتی پر زکوٰۃ واجب نہیں

ہیرے اور موتی اور جواہرات جن کو بغرضِ استعمال خریدا ہے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے، خواہ وہ کتنے ہی قیمتی کیوں نہ ہوں، البتہ اگر ہیروں کی تجارت کرتا ہے تو مالِ تجارت کے اعتبار سے ان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **ولا زكاة في الجواهر واللآلي إلا أن يتملكها بنية التجارة.** (مراقی الفلاح ۳۹۱، تبیین الحقائق ۲۳/۲، طحطاوی ۷۱۸، المبسوط السرخسی ۳۷/۲)

پورا نصاب صدقہ کر دیا تو ضمناً زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی

اگر کوئی شخص کسی نصاب کا مالک ہوا، پھر اس نے وہ نصاب بلا نیت زکوٰۃ مکمل صدقہ کر دیا تو اس کے ذمہ سے اس نصاب کا فریضۂ زکوٰۃ ساقط ہوگیا۔ **ومن تصدق بجميع نصابه ولا ينوي الزكاة سقط فرضها وهذا استحسان.** (عالمگیری ۱۷۱/۱، ھدایة ۲۰۳/۱، الاشباہ والنظائر جدید ۸۶، البحر الرائق ۳۶۸/۲، تبیین الحقائق ۳۰/۲، طحطاوی ۷۱۵)

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا

اگر کسی شخص نے بقدر نصاب مال ملکیت میں آنے کے بعد حساب لگا کر چند سال کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دی تو بھی اس کی ادائیگی درست ہوجائے گی۔ (تاہم اگلے سالوں میں اگر مال بڑھ جائے تو اسی حساب سے مزید زکوٰۃ نکالنی ہوگی) **ولو عجل ذو نصاب لسنين صح.**

(طحطاوی ۳۸۹، شامی زکریا ۲۲۰/۳، الولوالجیة ۱۹۳/۱، ھدایة ۲۱۰/۱، تاتارخانیة زکریا ۱۸۴/۳، مسائل بهشتی زیور ۳۱۵)

گروی رکھی ہوئی چیز پر زکوٰۃ کا حکم

اگر کوئی چیز (زیور ہو یا کوئی اور سامان) قرض کے بدلہ میں گروی رکھی ہوئی ہے تو جب تک وہ مرتہن کے قبضہ میں رہے گی اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، نہ راہن پر (قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے) اور نہ مرتہن پر (ملکیت نہ ہونے کی وجہ سے) اور راہن اگر قرض ادا کر کے اس کو چھڑا لے تب بھی

اس کی گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب نہ ہوگی۔ **ولا علی الراهن إذا كان الرهن في يد المرتهن.** (عالمگیری ۱۷۲/۱) **ولا في مرهون بعد قبضه (درمختار) أي لا على المرتهن لعدم ملك الرقبة ولا على الراهن لعدم اليد وإذا استرده الراهن لايزكي عن السنين الماضية. وهو معنى قول الشارح ''بعد قبضه'' ويدل عليه قول البحر: ومن موانع الوجوب الرهن، وظاهره ولو كان الرهن ازيد من الدين.**

(شامی زکریا ۱۸۰/۳، ومثله فی البحر الرائق ۳۵۵/۲، تبیین الحقائق ۲۷/۲)

نوٹ: یہاں بعض حضرات نے یہ رائے اپنائی ہے کہ اگر شئ مرہون کی قیمت قرض کی رقم سے زائد ہوتو مثلاً قرض ایک لاکھ ہو اور رہن والا زیور دو لاکھ کا ہو تو راہن پر ایک لاکھ کی زکوٰۃ واجب ہوگی؛ کیوں کہ وہ حصہ امانت ہے؛ لہٰذا رہن واپسی کے بعد سابقہ سالوں کی زکوٰۃ بھی اسے ادا کرنی ہوگی؛ لیکن علامہ شامیؒ اور البحر الرائق کی عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرض کی رقم خواہ شئ مرہون کی قیمت سے کم ہو یا زیادہ ہو، بہرحال راہن یا مرتہن پر سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **قال الشامي بحثاً: ظاهره أنه لا فرق في الرهن بين السائمة والدراهم فليتأمل.** (شامی زکریا ۱۸۰/۳) **وقال الرافعي: قوله وظاهره أنه لا فرق ......، فان ما ذكره من العلة دال على أن الدراهم الرهن لا تجب زكوتها بعد الاسترداد.** (تقریرات الرافعی ۱۲۷/۳)

مالِ تجارت میں فروختگی کی قیمت کا اعتبار

تجارتی سامان کی زکوٰۃ میں یہ دیکھا جائے گا کہ وجوب زکوٰۃ کے وقت اس کی بازاری قیمت کیا ہے؟ اسی قیمت کا حساب لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی، تاجر کی خرید کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا (مثلاً کسی تاجر نے سو روپیہ میں سامان خریدا اور دوکان پر لاکر وہ نفع کے ساتھ دوسو روپیہ میں فروخت کرتا ہے تو وہ فروختگی کی قیمت کے اعتبار سے ہی زکوٰۃ نکالے گا) **اما اذا اختلفا قُوِّم بالانفع.** (شامی زکریا ۲۲۹/۳) **واعتبار الانفع مذهب ابي حنيفةؒ ومعناه يقوم بما يبلغ نصاباً ان كان يبلغ باحدهما ولا يبلغ بالآخر احتياطاً.** (تبیین الحقائق ۷۸/۲، مجمع الانہر ۳۰۶/۱)

سونے چاندی میں کس قیمت کا اعتبار ہوگا؟

سونے چاندی میں زکوٰۃ اصلاً وزن کے اعتبار سے واجب ہوتی ہے (مثلاً ۴۰ رگرام سونے میں ایک گرام سونا واجب ہوگا) اب اگر اس کی ادائیگی روپیہ کے ذریعہ کرنے کا ارادہ ہے تو اعلیٰ بات یہ ہے کہ واجب شدہ وزن کا سونا بازار میں جتنے کا ملتا ہو اسی اعتبار سے زکوٰۃ نکالیں کہ اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے؛ لیکن اگر اپنے پاس موجود سونا بازار میں جتنے کا فروخت ہو اس کا اعتبار کر کے زکوٰۃ نکالیں گے تو بھی فرض ادا ہو جائے گا؛ کیوں کہ شریعت کی طرف سے اصل مطالبہ اسی سونے چاندی کا ہے جو ملکیت میں فی الوقت موجود ہے؛ لہٰذا اسی کی فروختگی کی قیمت معتبر ہوگی۔ [مثلاً بازار میں سونے کی قیمت خرید ۲۵ رہزار روپیہ فی دس گرام ہے جب کہ ہم اگر اپنا سونا بیچنا چاہیں تو سنار ۲۳ رہزار فی دس گرام کے حساب سے قیمت لگاتا ہے، تو ہمارے اوپر اصل زکوٰۃ کا وجوب ۲۳ رہزار فی دس گرام کے حساب ہی سے ہوگا؛ کیوں کہ یہی اس کی اصل قیمت ہے] (مرتب) **والمعتبر وزنهما اداءً ووجوباً.** (درمختار ۲۲۷/۳، البحر الرائق ۳۹۵/۲) **يعني يعتبر ان يكون المؤدى قدر الواجب وزناً عند الامام والثاني.** (شامی زکریا ۲۲۷/۳، ومثله فی تبیین الحقائق ۷۴/۲، طحطاوی ۷۱۷)

امیٹیشن جویلری پر زکوٰۃ کا حکم

سونے چاندی کے علاوہ زیورات (امیٹیشن جویلری) اگر ذاتی استعمال کے لئے ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی شخص ان زیورات کی تجارت کرتا ہے، تو ان میں مالِ تجارت ہونے کے اعتبار سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مسائل بہشتی زیور ۳۱۲) **لا زكوٰة فى اللاٰلى والجواهر وان ساوت الفاً اتفاقاً الا ان تكون للتجارة.** (درمختار ۱۹۴/۳، ومثله فی تبیین الحقائق ۲۳/۲، اعلاء السنن ۶۲/۹، هندية ۱۷۲/۱)

مال حرام میں زکوٰۃ کا مسئلہ

جو مال حرام طریقہ (مثلاً سود، رشوت یا غصب وغیرہ کے ذریعہ) حاصل کیا گیا ہو وہ سب کا

سب اصل مالک پر لوٹانا یا غریبوں پر تقسیم کرنا ضروری ہوتا ہے؛ لہٰذا ایسے خالص حرام مال پر زکوٰۃ کا حکم نہیں ہے؛ البتہ اگر حلال اور حرام مال مخلوط ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ **في القنية: لو كان الخبيث نصاباً لا يلزمه الزكوٰة لان الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد ايجاب التصدق ببعضه.** (شامي زكريا ۲۱۸/۳، ومثله في البحر الرائق ۳٦۹/۲)

ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوة فيه. (تنوير الابصار مع الدر المختار زكريا ۲۱۷/۳، البحر الرائق ۳۵۹/۲، تاتارخانية زكريا ۲۳۳/۳، فتاوىٰ محمودية ميرٹھ ۳۲/۱٤–۳۳)

نفع رسانی سے زکوٰۃ کی ادائیگی نہ ہوگی

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مال متشخص ضروری ہے؛ لہٰذا کسی شئ کے نفع کو زکوٰۃ میں شمار نہیں کیا جاسکتا، مثلاً کسی شخص نے اپنی گاڑی کسی فقیر کو دے دی اور اس کا بننے والا کرایہ زکوٰۃ میں جوڑ لیا، یا مکان رہنے کو دے دیا اور اس کے کرایہ میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **وخرج بالمال المنفعة فلو أسكن فقيراً داره سنةً ناوياً للزكوٰة لايجزيه.** (طحطاوی ۳۸۹، الدر المختار على الشامی زكريا ۱۷۲/۳، ومثله في البحر الرائق زكريا ۳۵۳/۲، مجمع الانهر ۲۸٤/۱، هندية ۱۹۰/۱)

مسافر غنی کا مال راستہ میں ضائع ہوگیا

اگر کوئی مسافر اپنی جگہ صاحبِ حیثیت ہو؛ لیکن سفر کے دوران اس کا مال ضائع ہو جائے (مثلاً جیب وغیرہ کٹ جائے) تو اس کے لئے اپنے وطن پہنچنے کے بقدر مال بمد زکوٰۃ لینا جائز ہے؛ لیکن اس بہانے سے زیادہ مال سمیٹنا درست نہ ہوگا) **وكذلك المسافر اذا كان له مال في وطنه واحتاج فله ان يأخذ من الزكوٰة قدر ما يبلغه الى وطنه.** (تاتارخانية زكريا ۲۱۸/۳) **ولا يحل له اى لابن السبيل ان يأخذ اكثر من حاجته.** (شامی زكريا ۲۹۰/۳، هندية ۱۸۸/۱)

مسافر غنی کے پاس زکوٰۃ کی رقم بچ گئی

جس مسافر غنی نے ضرورت کے وقت دورانِ سفر زکوٰۃ وصول کی تھی، اگر وطن لوٹنے پر اس رقم کا کچھ حصہ بچ جائے تو وہ اسے اپنی ضروریات میں بلا تکلف استعمال کر سکتا ہے، اس زائد رقم کا صدقہ کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولا یلزمه التصرف بما فضل فی یده عند قدرته علی ماله.** (شامی زکریا ۲۹۰/۳، ہندیۃ ۱۸۸/۱، طحطاوی جدید ۷۲۰)

مالک کا زکوٰۃ کے نوٹ ادل بدل کرنا

اگر مالک نے زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے رکھی تھی اور ابھی فقیر کے قبضہ میں نہیں دی تھی تو وہ اس رقم کو ادل بدل کرنے کا اختیار رکھتا ہے، حتی کہ اگر چاہے تو یہ رقم دوسری ضروریات میں خرچ کر کے اس کی جگہ دوسری رقم رکھ دے، یا دوسری رقم سے زکوٰۃ ادا کر کے اس رقم سے وصول کر لے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **مستفاد: لا یشترط الدفع من عین مال الزکوٰۃ ولذا لو امر غیره بالدفع عنه جاز.** (شامی زکریا ۱۸۹/۳)

وکیل کا زکوٰۃ کے روپئے تبدیل کرنا

مدرسہ کا سفیر، یا مالک کا وکیل امین ہوتا ہے، اس لئے اصلی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ میں حاصل کردہ اصل رقم بلا کسی تبدیلی کے مدرسہ یا مستحق تک پہنچائے؛ لیکن اگر ضرورت ہو تو نوٹ بدلنے اور تڑانے کی بھی گنجائش ہے؛ کیوں کہ زکوٰۃ میں روپئے متعین نہیں ہوتے؛ بلکہ اصل میں مالیت متعین ہوتی ہے، اس میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ **مستفاد: لا یشترط الدفع من عین مال الزکوٰۃ ولذا لو امر غیره بالدفع عنه جاز.** (شامی زکریا ۱۸۹/۳)

مالِ زکوٰۃ میں اس مقام کی قیمت کا اعتبار ہے جہاں مال ہے

زکوٰۃ کی ادائیگی میں مالِ زکوٰۃ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جہاں مال ہے۔ **ویقوم فی البلد**

الـذى الـمال فيه ولو فى مفازة ففى أقرب الأمصار إليه. (درمختار) وفى الشامى: فلو بعث عبداً للتجارة فى بلد اٰخر يقوم فى البلد الذى فيه العبد. (شامی بیروت ۱۹٦/۳)

سال مکمل ہونے کے بعد پورا مال چوری یا ضائع ہوجائے؟

کسی شخص کے مال پر سال گذرنے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے وہ پورا مال چوری ہوگیا یا کسی طریقہ سے ضائع ہوگیا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی۔ **إذا هلک مال الزکوٰة بعد حولان الحول من غير تعدى منه بالاستهلاک سقطت عنه الزکوٰة سواء هلک بعد التمكن من الأداء أو قبل التمكن منه.** (تاتارخانیۃ زکریا ۲۳۷/۳، شامی بیروت ۲۸۳/۳)

سال گذرنے کے بعد مال کو ضائع کردیا

کسی شخص کے مال پر سال گذر گیا، اس کے بعد اس نے جان بوجھ کر اس کو ہلاک کردیا تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی؛ بلکہ بدستور واجب رہے گی، بعد میں جب بھی مال آئے تو زکوٰۃ ادا کرے۔ **وقيد بالهلاک لأنها لا تسقط بالاستهلاک وإن انتفت القدرة الميسرة لبقاء ها تقديراً زجراً له عن التعدى ونظراً للفقراء.** (شامی بیروت ۲۸۳/۳)

جانوروں کی زکوٰۃ کے مسائل

جانوروں میں زکوٰۃ کے وجوب کی شرائط

جانوروں میں زکوٰۃ کا حکم اسی وقت ہے جب کہ:

الف: جانوردرج ذیل جنسوں میں سے ہوں: (۱) اونٹ (۲) گائے، بھینس (۳) بھیڑ، بکری (جنگلی جانوروں مثلاً ہرن وغیرہ یا پرندوں یا گدھے اور خچروں میں زکوٰۃ نہیں ہے، اِلا یہ کہ یہ جانورتجارت کے ہوں تو ان پر مالِ تجارت کے اعتبار سے زکوٰۃ فرض ہوگی) **والسائمة التی تجب فیها الزکوٰة ثلاثة اقسام: الابل والبقر والغنم.** (تاتارخانیة زکریا ۱۳٦/۳، بدائع الصنائع ۱۲٦/۲) **ولا زکوٰة فی الحمیر والبغال وان کانت سائمةً.** (المحیط البرهانی ۱۷۵/۳، تاتارخانیة زکریا ۱٤۷/۳) **والحمر والبغال والفهد والکلب المعلم انما یجب فیها الزکوٰة اذا کانت للتجارة.** (تاتارخانیة زکریا ۱٤۷/۳)

ب: وہ جانور سال کے اکثر حصہ میں جنگل بیابان میں چر کر گذارا کرتے ہوں، اگر آدھے سال یا اس سے کم چر کر گذارا کرتے ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اسی طرح جن جانوروں کو گھر میں رکھ کر چارا کھلایا جاتا ہے، جیسا کہ ڈیری والے لوگ بھینس وغیرہ باڑے میں پالتے ہیں، ان میں بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ **هی الراعیة وشرعاً المکتفیة بالرعی المباح ...... فی اکثر العام.** (درمختار بیروت ۱۸۲/۳، زکریا ۱۹٦/۳، البحر الرائق کراچی ۲۱۲/۲، بدائع الصنائع ۱۲٦/۲) **وان کان یعلفها احیاناً ویرعاها احیاناً یعتبر فیها الغالب.** (المحیط البرهانی ۱۷۱/۳، بدائع الصنائع۱۲٦/۲) **حتی لو علفها نصف الحول لاتکون سائمةً ولا تجب فیها الزکوٰة.** (عالمگیری ۱۷٦/۱، تبیین الحقائق ۳۳/۲)

ج: ان جانوروں کو چرانے کا مقصد ان سے دودھ حاصل کرنا یا ان کی نسل چلانا ہو؛ لہٰذا ان کا گوشت کھانے کھلانے کے لئے یا سواری کے لئے یا کھیت جوتنے وغیرہ کے لئے اگر پالا جائے تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (اور اگر جانوروں کو خریدتے وقت تجارت کی نیت کی گئی ہو، محض دودھ یا نسل پروری مقصد نہ ہو تو پھر ان میں جانوروں کی قیمت لگا کر سال بسال زکوٰۃ دی جائے گی، اور ان میں جانوروں کی زکوٰۃ کا متعینہ نصاب جاری نہ ہوگا) (آسان فقہی مسائل ۳۵۴) **قال رسول اللہ ﷺ: لیس فی الابل الحوامل ولا فی البقر المثیرة صدقة.** (نصب الرایة ۲/ ۳۶۰) **منها ان یکون معداً للاسامة وهو أن یسیمها للدر والنسل ......، فان اسیمت للحمل او الرکوب او اللحم فلا زکوٰة فیها.** (بدائع الصنائع ۲/ ۱۲۶، شامی زکریا ۳/ ۱۹۷، البحر الرائق ۲/ ۲۱۳، خانیة ۱/ ۲۴۶)

د: جانوروں کا اتنا صحت مند ہونا شرط ہے کہ بڑھوتری ممکن ہو، اگر ایسے لولے لنگڑے اور مریل جانور ہوں کہ ان میں اضافہ کا امکان نہ ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ **لیس فی الابل والبقر والغنم العمی شیء لانها لیست بسائمة وکذٰلک مقطوع القوائم.** (خانیة ۱/ ۲۴۸، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۱۴۵) **قال الشامی بحثاً: والذی یظهر ان تحقق فیها السوم وجبت والا فلا، بدلیل التعلیل.** (شامی زکریا ۳/ ۱۹۹)

ہ: وہ جانور نصاب کے عدد کو پہنچ جائیں (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) اور ان پر سال گذر جائے۔ **والشرط تمام النصاب فی طرفی الحول.** (شامی زکریا ۳/ ۱۸۶) **یشترط فی الماشیة لوجوب الزکوٰة فیها تمام الحول وکونها نصاباً فاکثر.** (الموسوعة الفقهیة ۲۳/ ۲۵۰، هدایة ۱/ ۲۰۱)

و: وہ جانور سب کے سب بچے نہ ہوں؛ بلکہ ان میں کوئی نہ کوئی بڑا جانور بھی ہو (اگر سب بچے ہی بچے ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں) **ولیس فی الحملان والفصلان والعجاجیل زکوٰة.**

(المحیط البرهانی ۳/ ۱۷۵، تبیین الحقائق ۲/ ۴۹، الفتاویٰ الولوالجیة ۱/ ۱۸۸، هدایة ۱/ ۲۰۷)

عمر کے اعتبار سے جانوروں کی پہچان

حدیث وفقہ میں مویشیوں کی عمر کے اعتبار سے پہچان کے لئے الگ الگ نام دیئے گئے

ہیں جن کو جان لینا مناسب ہے:

بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) **بنت لبون** (دوسالہ اونٹنی) **حِقَّۃُ** (تین سالہ اونٹنی) **جَذَعَۃُ** (چارسالہ اونٹنی) **تَبِیْع** (ایک سالہ گائے یا بھینس نر یا مادہ) **مُسِنّ** (دوسالہ گائے یا بھینس نر یا مادہ) **حَمَلُ** (بکری کا ایک سال سے کم عمر کا بچہ) **فَصِیْل** (اونٹ کا بچہ جو ایک سال سے کم عمر کا ہو) **عَجُوْل** (بچھڑا)

زکوٰۃ میں نر جانور دے یا مادہ؟

اونٹوں کی زکوٰۃ میں چوبیس تک بکری یا بکرا دونوں دینے کی گنجائش ہے؛ البتہ پچیس کے بعد سے مادہ اونٹنی ہی دینا ضروری ہے؛ لیکن اگر مادہ کی قیمت لگائے اور اس قیمت سے نر جانور زکوٰۃ میں دے تو اس کی گنجائش ہے، اور گائے بھینس اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر یا مادہ کی کوئی تحدید نہیں؛ بلکہ مالک کو اختیار رہے چاہے نر دے یا مادہ۔ **ان الذی یؤخذ فی زکوٰۃ الابل الاناث دون الذکور.** (الموسوعۃ الفقہیۃ ۲۳/ ۲۵۵) **منہا الانوثۃ فی الواجب فی الابل من جنسہا...... لان الواجب فیہا انما عرف بالنص والنص ورد فیہا بالاناث، فلا یجوز الذکور الا بالتقویم؛ لان رفع القیم فی باب الزکاۃ جائز عندنا، وأما فی البقر فیجوز فیہا الذکر والأنثیٰ لورود النص بذٰلک......، وکذا فی الابل فیما دون خمس وعشرین لأن النص ورد باسم الشاۃ وانہا تقع علی الذکر والأنثی، وکذا فی الغنم عندنا یجوز فی زکوتہا الذکر والأنثیٰ.** (بدائع الصنائع ۲/ ۱۳۱) **ولا تجزئ ذکور الابل الا بالقیمۃ للاناث بخلاف البقر والغنم فان المالک مخیر.** (درمختار بیروت ۳/ ۱۸۸، زکریا ۳/ ۲۰۲، البحر الرائق کراچی ۲/ ۲۱۴)

مخلوط النسل جانوروں میں مادہ کا اعتبار ہے

جو جانور دیسی اور جنگلی جانوروں کے ملاپ سے پیدا ہوا ہو اس میں مادہ کا اعتبار ہوگا، یعنی اگر مادہ جنگلی ہے تو جانور جنگلی شمار ہوگا اور اگر مادہ دیسی ہے تو جانور دیسی شمار ہوگا۔ مثلاً نر ہرن اور

مادہ بکری کے ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور دیسی کہلائے گا، اور بجار اور نیل گائے کے ملاپ سے پیدا ہونے والا جانور جنگلی کہلائے گا۔ **لان ولد البھیمة یتبع امه فی احکامه.** (الموسوعة الفقهية ۲۵۲/۳) **وسواء کان متولداً من الاھلیّ او من اھلیّ ووحشیّ بعد أن کان الام اھلیاً کالمتولد من الشاۃ والظبیّ اذا کان امه شاۃً الخ.** (بدائع الصنائع ۱۲۶/۲، البحر الرائق ۲۱۴/۲، خانیة ۱۴۷/۱، تاتارخانیة زکریا ۱۴۴/۳)

اونٹ کی زکوٰۃ

ایک اونٹ سے چار اونٹ تک کچھ واجب نہیں، اس کے بعد کا حساب درج ذیل ہے:

۵	تا	۹	ایک سالہ بکری یا بکرا
۱۰	تا	۱۴	دو بکریاں یا دو بکرے
۱۵	تا	۱۹	تین بکریاں یا بکرے
۲۰	تا	۲۴	چار بکریاں یا بکرے
۲۵	تا	۳۵	ایک سالہ اونٹنی (بنت مخاض)
۳۶	تا	۴۵	دو سالہ اونٹنی (بنت لبون)
۴۶	تا	۶۰	تین سالہ اونٹنی (حقہ)
۶۱	تا	۷۵	چار سالہ اونٹنی (جذعہ)
۷۶	تا	۹۰	دو سالہ دو اونٹنیاں
۹۱	تا	۱۲۴	تین سالہ دو اونٹنیاں
۱۲۵	تا	۱۲۹	تین سالہ دو اونٹنیاں، ایک بکری
۱۳۰	تا	۱۳۴	تین سالہ دو اونٹنیاں، دو بکری
۱۳۵	تا	۱۳۹	تین سالہ دو اونٹنیاں، تین بکری

۱۴۰	تا	۱۴۴	تین سالہ دو اونٹنیاں، چار بکریاں
۱۴۵	تا	۱۴۹	تین سالہ دو اونٹنیاں، ایک سالہ ایک اونٹنی
۱۵۰	تا	۱۵۴	تین سالہ تین اونٹنیاں

○ ۱۵۰ کے بعد یہ ضابطہ کلیہ ہے کہ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری، پھر ۲۵ سے ۳۵ تک ایک سالہ اونٹنی یعنی بنت مخاض، پھر ۳۶ سے ۴۵ تک دو سالہ اونٹنی یعنی بنت لبون، پھر ۴۶ سے ۵۰ تک تین سالہ اونٹنی یعنی حقہ، مثلاً ۱۵۵/اونٹ میں ۳/حقے اور ایک بکری، اور ۱۶۰ میں ۳/حقے اور ۲/بکری، اور ۱۶۵ میں ۳/حقے اور ۳/بکری، اور ۱۷۰ میں ۳/حقے اور ۴/بکری، اور جب نصاب ۱۷۵ کو پہنچ جائے تو ۳/حقے اور ایک بنت مخاض، اور جب ۱۸۶ کو پہنچ جائے تو ۳/حقے اور ایک بنت لبون، اور جب ۱۹۶ کو پہنچے تو ۴/حقے ۲۰۴ تک واجب رہیں گے، پھر ہر پچاس سے از سر نو یہی حساب لگایا جاتا رہے گا۔

قال محمد [فی ''الأصل'']: ولیس فیما دون الخمس من الابل [السائمة] زكاة، وفی الخمس شاة، وفی العشر شاتان، وفی خمسة عشر ثلاث شیاه، وفی عشرین اربع شیاه، وفی خمس وعشرین بنت مخاض، وهی التی طعنت فی السنة الثانیة، وفی ست وثلاثین بنت لبون، وهی التی طعنت فی السنة الثالثة، وفی ست وأربعین حقة، وهی التی طعنت فی السنة الرابعة، وفی احدی وستین جذعة، وهی التی طعنت فی السنة الخامسة ...... ثم بعد ذٰلک یزداد عدد الواجب بزیادة ابل النصاب، فیجب فی ستة وسبعین بنتالبون، وفی احدی وتسعین حقتان الی مائة وعشرین، علی هٰذا اتفق العلماء رحمهم اللّٰه تعالیٰ.

فاذا زادت الابل علی مائة وعشرین تستأنف الفریضة عند علمائنا رحمهم اللّٰه تعالیٰ، فیكون فی الخمس شاة مع الحقتین، وفی العشر شاتان، وفی خمسة عشر ثلاث شیاه، وفی عشرین اربع شیاه، وفی خمس وعشرین بنت مخاض، فاذا بلغت خمساً وعشرین یجب بنت مخاض مع الحقتین الی مائة وعشرین، فیكون عدد ابل النصاب مائة وخمسة واربعین، ویكون عدد الواجب

حقتان وبنت مخاض، فاذا بلغت الابل مائة وخمسين يجب فيهما ثلاث حقاقٍ.

فاذا زادت الابل على مائة وخمسين تستأنف الفريضة على الترتيب الذى ذكرنا فى اصل النصاب الى خمس وعشرين، فاذا بلغت خمساً وعشرين، وصارت جملة ابل النصاب مائة وخمسة وسبعين يجب فيها بنت مخاض مع ما سبق من الحقاق الى ست وثلاثين، فاذا بلغت ستاً وثلاثين يجب فيها بنت لبون مع ما تقدم من الحقاق الى ست واربعين، فاذا بلغت ستاً واربعين يجب فيها اربع حقاق الى خمسين.

فاذا صارت خمسين، وصارت جملة ابل النصاب مائتين، وزادت عليها بعد ذٰلک استأنف الفريضة، وبعد ذٰلک كلما بلغت الابل خمسين تستأنف الفريضة ابداً على نحو ما فسّرنا. (المحيط البرهانی ۳/۱۷۲-۱۷۳، هداية ۱/۲۰۲، مسائل بہشتی زیور ۳۳۵وغیرہ)

○ **نوٹ:** جوبھی بکری/بکرا زکوٰۃ میں دیاجائے گا وہ کم ازکم ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔ **لا يجوز فى الزكوٰة الا الشى من الغنم فصاعداً وهو ما اتى عليه حول ولا يؤخذ الجذع وهو الذى اتى عليه ستة أشهر.** (شامی زکریا ۳/۲۰۰، عالمگیری ۱/۱۷۷، هداية ۱/۲۰۶)

○ عیب دار جانور عدد میں تو شمار ہوں گے؛ لیکن انہیں زکوٰۃ میں نہیں دیا جائے گا۔ **ويحسب الصغير والاعمى فى العدد ولا يؤخذان فى الزكوٰة.** (عالمگیری ۱/۱۷۷)

وشمل الاعمى والمريض والاعرج لكن لا يؤخذ فى الصدقة. (شامی زکریا ۳/۱۹۹)

○ اونٹ کی سب اقسام خواہ بختی (دوکوہان والے اونٹ) ہوں یا عربی (ایک کوہان والے اونٹ) سب سے یکساں طور پر نصاب کا حساب لگے گا؛ لیکن ملکیت میں جو قسم زیادہ ہوگی زکوٰۃ میں جانور اسی قسم سے وصول کیا جائے گا۔ **ويكمل به نصاب البقر وتؤخذ الزكوٰة من اغلبها وعند الاستواء يؤخذ اعلى الادنى وادنى الاعلى، وعلى هٰذا الحكم البخت والعراب والضأن والمعز.** (شامی زکریا ۳/۲۰۳، هداية ۱/۲۰۵، البحر الرائق ۲/۲۱۵، تبیین الحقائق ۲/۳۸)

گائے بھینس کی زکوٰۃ

ایک سے **۲۹** عدد تک گائے بھینس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اس سے زائد ہوں تو درج

ذیل تفصیل ہے:

۳۰	تا	۳۹	ایک سالہ گائے یا بیل: بھینس/ بھینسا (تبیع)
۴۰	تا	۵۹	دوسالہ گائے یا بیل: بھینس/ بھینسا (مسنہ)
۶۰	تا	۶۹	دوایک سالہ گائے یا بیل: بھینس/ بھینسا
۷۰	تا	۷۹	ایک دوسالہ گائے/بیل، اور ایک ایک سالہ گائے/بیل
۸۰	تا	۸۹	دو عدد دوسالہ گائے یا بیل
۹۰	تا	۹۹	تین ایک سالہ گائے یا بیل
۱۰۰	تا	۱۰۹	ایک دوسالہ گائے اور دوایک سالہ گائے

○ گائے بھینس میں ۶۰ کے بعد ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ ہر تیس عدد پر ایک سال کا بچہ اور ہر چالیس عدد پر دوسالہ بچہ واجب ہوگا، اور یہی حساب آگے تک چلتا رہے گا۔ اور جو عدد ۳۰ اور ۴۰ دونوں سے تقسیم ہوسکتا ہو تو اس میں مالک کو اختیار ہوگا، چاہے تو ۳۰ کا حساب لگا کر اتنے ہی تبیع ادا کرے یا ۴۰ کا حساب لگا کر اتنے مسن ادا کرے، مثلاً ۱۲۰ کو ۳۰ سے تقسیم کریں تو چار تبیع واجب ہوں گے اور ۴۰ سے تقسیم کریں تو ۳ر مسن واجب ہوں گے۔

وليس فى اقل من ثلاثين من البقر صدقة، فاذا كانت ثلاثين سائمة ففيها تبيع او تبيعة، وهو الحولى الذى تمت له سنة وطعن فى الثانية، وفى اربعين مسنة، وهى التى طعنت فى الثالثة ......، وروى اسد بن عمرو عنه انه لا شيئ فى الزيادة حتى تبلغ عشرين، فاذا بلغت عشرين وصارت جملة نصاب البقر ستين يجب فيها تبيعان او تبيعتان، وهو قول ابى يوسف ومحمد والشافعى رحمهم الله تعالىٰ، واذا زادت على الستين يتغير الفرض لعشرة عشرة ابداً بلا خلاف ويتغير من التبيع الى المسنة ومن المسنة الى التبيع، ويدار الحساب الى الاربعينات والثلاثينات، فيجب فى السبعين مسنة وتبيع، مسنة فى الاربعين وتبيع فى الثلاثين، وفى

الثمانين مسنتان فی کل اربعين مسنة، وفی التسعين ثلاثة اتبعة فی کل ثلاثين تبيع، وفی المائة تبيعان ومسنة، فی اربعين مسنة وفی کل ثلاثين تبيع، هٰکذا ابداً.

(المحيط البرهانی ۱۷۳/۳-۱۷۴، هداية ۲۰۵/۱، الفتاویٰ الولوالجية ۱۸۹/۱، البحر الرائق ۲۱۵/۲)

وان احتمل تقدير المسنة والتبيعة فهو مخير کمائة وعشرين مثلاً ان شاء ادی ثلاث مسنات وان شاء ادی اربعة اتبعة. (عالمگيری ۱۷۸/۱)

○ گائے اور بھینس دونوں کی جنس ایک ہے؛ لہٰذا جس شخص کی ملکیت میں گائے اور بھینس دونوں ہوں تو ان سب کو ملا کر نصاب بنے گا۔ اور اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ گائے سے وصول کی جائے گی اور بھینس زیادہ ہوں تو انہی سے زکوٰۃ لی جائے گی۔ **والجاموس کالبقر وعند الاختلاط يجب ضم بعضها إلی بعض لتکميل النصاب ثم تؤخذ الزکاة من اغلبها إن کان بعضها أکثر من بعض.** (هندية ۱۷۸/۱) **لان اسم البقريتناولهما اذ هو نوع منه فيکمل نصاب البقر به وتجب فيه زکاتها وعند الاختلاط تؤخذ الزکوٰة من اغلبها.** (البحر الرائق ۲۱۵/۲) **والجواميس ايضاً من البقر لانه انواع من البقر فدخل تحت اسم الجنس.** (الفتاویٰ الولوالجية ۱۹۰/۱، هداية ۲۰۶/۱، تبيين الحقائق ۴۲/۲)

بھیڑ بکری کی زکوٰۃ

ایک سے ۳۹؍عدد تک بھیڑ بکری میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اس کے بعد یہ تفصیل ہے:

۴۰	تا	۱۲۰	ایک بکری یا بکرا
۱۲۱	تا	۲۰۰	دو بکریاں
۲۰۱	تا	۳۹۹	تین بکریاں
۴۰۰	تا	۴۹۹	چار بکریاں

○ بعد ازاں ہر سو پر ایک بکری واجب ہوتی رہے گی۔

وليس فی اقل من اربعين من الغنم صدقة، فاذا کان اربعين ففيها شاة الی

مـائة وعشـريـن، فـاذا زادت واحـدـة ففيـها شاتان الى مائتين، فاذا زادت واحدة ففيها ثلاث شياه الى اربع مائة فيكون فيها اربع شياه ثم فى كل مائة شاة. (المحيط البرهانى ١٧٤/٣، هداية ٢٠٦/١، الولوالجية ١٩٠/١، البحر الرائق ٢١٦/٢)

○ بھیڑ بکری کی تمام اقسام ایک ہی جنس سے ہیں، سب کا نصاب یکجا ہوگا اور ادائیگی غالب نوع سے ہوگی اور دونوں برابر ہوں تو جس سے چاہے ادا کردے۔ **نصاب الغنم ضأنا أو معزا فانهما سواء فى تكميل النصاب. وفى الشامى: لأن النصاب إذا كان ضأنا يؤخـذ الـواجب من الضأن ولو معزاً فمن المعز ولو منهما فمن الغالب ولو سواء فمن إليها شاء.** (شامى زكريا ٢٠٤/٣)

گھوڑوں کی زکوٰۃ کا مسئلہ

اگر گھوڑے تجارت کے لئے ہوں تو ان میں بالاتفاق مال تجارت کے حساب سے زکوٰۃ فرض ہوگی، اور اگر تجارت کے لئے نہ ہوں اور انہیں جنگل میں چرایا جاتا ہو تو صاحبین کے نزدیک ان میں زکوٰۃ نہیں ہے (اسی پر اکثر مشائخ احناف کا فتویٰ ہے) جب کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر گھوڑے گھوڑیاں دونوں مخلوط ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے (اسی کو بعض مشائخ نے ترجیح دی ہے) اور اگر صرف گھوڑے یا صرف گھوڑیاں ہوں تو امام صاحبؒ سے وجوب اور عدم وجوب کی دو روایتیں ہیں۔ پھر امام صاحبؒ کے قول پر گھوڑوں کی زکوٰۃ کا حساب یہ ہے کہ ہر گھوڑے کی قیمت لگا کر چالیسواں حصہ ادا کرے۔ (والتفصیل فی الشامی بیروت ۱۹۱/۳، شامی زکریا ۲۰۵/۳، ہدایۃ ۲۰۷/۱، البحر الرائق ۲۱۶/۲، الولوالجیۃ ۱۹۱/۱)

○❖○

پیداوار کی زکوٰۃ

عشر کی فرضیت

قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ مسلمان اپنی زمینی پیداوار کی زکوٰۃ (عشر یا نصف عشر) دیا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ. (البقرة: ۲٦۷)

اے ایمان والوخرچ کرو اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور اس (پیداوار) میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ. (الانعام: ۱٤۱)

اور اس (کھیتی) کا حق ادا کرو اس کی کٹائی کے دن۔

اکثر مفسرین نے اس آیت سے عشر مراد لیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ فِيْ مَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ. (اخرجه البخاری ۱/۲۰۱، برقم: ۱٤۸۳، المحيط البرهانی ۳/ ۲۷۱)

جو زمین بارش سے یا چشموں سے یا قدرتی نہروں سے سیراب ہو اس میں عشر (دسواں حصہ) واجب ہے، اور جو (مصنوعی ذرائع سے) سینچی جائے اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ) واجب ہے۔

مذکورہ آیات واحادیث سے پیداوار میں عشر کی فرضیت کا پتہ چلتا ہے، یہی پیداوار کا حق ہے۔

اتفاق الامة على وجوب الحق فی كثير من الحبوب والثمار وهو العشر ونصف العشر.

(احكام القرآن للجصاص ۳/ ۱۰)

عشری اور خراجی زمینیں

پھر شریعت میں تمام دنیا کی زمین دو قسموں پر منقسم ہیں:

(۱) **عشری زمینیں**: ان کا اطلاق ایسی زمینوں پر ہوتا ہے جو مسلمانوں نے کافروں سے فتح کر کے حاصل کی ہوں، یا اسلامی حکومت میں کسی مسلمان کو بطور جاگیر عطا ہوئی ہو، یا مسلم ملک میں دور افتادہ پڑی ہوئی

ہو، پھر حکومت کی اجازت سے کوئی مسلمان اسے قابل کاشت بنالے وغیرہ، اور وہ زمین اس وقت سے ابھی تک مسلمانوں ہی کے قبضے میں چلی آرہی ہوں، اسی طرح جزیرۃ العرب کی تمام زمین علی الاطلاق عشری ہیں، ان میں عشر واجب ہوتا ہے۔ **الارض نوعان عشرية وخراجية: فارض العرب كلها عشرية ......، وكل بلدة فتحت عنوة وقسمها الامام بين الغانمين فهي عشرية الخ.** (الفتاویٰ الخانية ۲۷۰/۱، هداية ۵۷۳/۲، شامی زكريا ۲۸۹/۶، تبيين الحقائق ۱۴۵/۴، البحر الرائق ۱۷۶/۵)

(۲) خراجی زمینیں : ان کا اطلاق ایسی زمینوں پر ہوتا ہے جو غیر مسلموں کے قبضہ میں چھوڑ دی گئی ہوں یا مسلمان کی زمین کو کسی کافر نے خرید لیا ہو، یا مسلم حکومت کی طرف سے کسی غیر مسلم کو بطور جاگیر دی گئی ہو، یا غیر مسلم حکومت نے اس زمین کو بحق سرکار ضبط کرلیا ہو وغیرہ، تو یہ زمینیں خراجی کہلاتی ہیں، ان زمینوں کو اگر کوئی مسلمان خرید لے پھر بھی وہ خراجی ہی رہتی ہیں، ان میں عشر واجب نہیں ہوتا۔ **كل بلدة فتحت عنوة ولم يسلم اهلها ومنّ عليهم فهي خراجية إن كان يصل إليها ماء الخراج وماء الخراج ماء الأنهار التي حفرتها الأعاجم...... خراجية في قول ابي يوسفؒ وكل بلدة فتحت صلحاً وقبلوا الجزية فهي ارض خراج.** (الفتاویٰ الخانية ۲۷۰/۱، هداية ۵۷۴/۲، تاتارخانية ۲۳۵/۷) **لو باع هٰذا الذمي ارضه من مسلم فهي خراجية.** (تاتارخانية ۱۳۲/۷)

خراجی زمینوں میں عمومی حالات میں خراج یعنی ٹیکس واجب ہوتا ہے، جو دو طرح کا ہوتا ہے:

(۱) خراج مؤظف : یعنی بلا لحاظ پیداوار زمین کے رقبہ کے اعتبار سے کوئی رقم متعین کردی جائے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فی جریب ایک درہم اور ایک قفیز گیہوں مقرر کیا تھا۔

(۲) خراج مقاسمہ: یعنی پیداوار کے لحاظ سے فیصدی حصہ مثلاً دسواں یا بیسواں حصہ مقرر کردیا جائے) **وخراج الارض نوعان: خراج مقاسمة: وهو ان يكون الواجب شيئاً من الخارج نحو الخمس والسدس وما اشبه ذٰلك، وخراج وظيفة: وهو ان يكون الواجب شيئاً في الذمة يتعلق بالتمكن من الانتفاع بالارض في كل جريب يصلح للزراعة في كل سنة قفيز من الحنطة او الشعير الخ.** (فتاویٰ خانية ۲۷۱/۱، تاتارخانية ۲۳۲/۲، شامی زكريا ۲۶۵/۳)

ہندوستانی زمینوں کی صورتِ حال

ہمارے ملک ہندوستان میں عرصہ سے آراضی کا ایسا الجھا ہوا نظام رہا کہ مفتیانِ کرام کو زمین کے احکام متعین کرنے میں فقہی اعتبار سے بڑی الجھنیں پیش آتی رہیں، اور اس سلسلہ میں متعدد کتابیں اور رسالے بھی لکھے گئے، آزادیٔ ہند سے پہلے تک جب زمین دارانہ نظام باقی تھا تو صورتِ حال یہ تھی کہ ایک ایک زمین دار کے پاس کئی کئی گاؤں ہوا کرتے تھے، اور وہ زمین دار خود کھیتی کم کرتا تھا زیادہ تر کاشت کاروں سے سالانہ یا فصلیہ حصہ لیا

کرتا تھا، ملک آزاد ہونے کے بعد یہ صورتِ حال بہت سے صوبوں میں ختم ہوگئی اور خاتمہ زمین داری قانون لاکر زمین داروں کے بجائے قابض کاشت کاروں کو کچھ متعینہ رقم کے عوض ان زمینوں کا مالک (بھومی دار) بنادیا گیا۔

اب جوز مین حکومت نے زمین داروں سے جبریہ لے کر زمین دار کے علاوہ دیگر کاشت کاروں کو دے دی ہے، تو چوں کہ حکومت غیر مسلم ہے؛ اس لئے اس کا قبضہ بیچ میں حائل ہونے کی وجہ سے یہ زمینیں عشری کی تعریف سے نکل گئیں؛ لیکن جوز مین حکومت نے سابقہ زمین دار کے قبضہ میں باقی رکھی ہے اور اس کی ملکیت قانونی طور پر تسلیم کی ہے، یا جہاں ابھی تک خاتمہ زمین داری قانون نافذ نہیں ہوا ہے، اور مسلمان نسلاً بعد نسل اپنی زمینوں پر قابض ہیں اور کاشت کر رہے ہیں تو اس طرح کی زمینوں کے بارے میں دو نقطۂ نظر ہیں:

(۱) فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ یہاں زمین دار کے قبضہ میں جوز مین چھوڑی گئی ہے، وہ گویا حکومت نے اپنے قبضہ میں لے کر از سر نو اسے بالمعاوضہ یا بلا معاوضہ دی ہے؛ لہٰذا اس کی حیثیت غیر مسلم کی عطا کردہ جاگیر جیسی ہوگئی؛ اس لئے یہ زمینیں بھی عشری نہیں رہیں۔ (دیکھئے: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۹/۴۴۲-۴۵۳) نیز بعض فقہی جزئیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دار الحرب کی زمینوں اور سرکاری ملکیت والی زمینوں میں عشر و خراج کچھ واجب نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۹/۴۵۵-۴۵۷)

ويحتمل ان يكون احترازاً عما وجد في دار الحرب فان ارضها ليست ارض خراج او عشر. (شامی زکریا ۳/۲۵۷) **وهٰذا نوع ثالث يعني لا عشرية ولا خراجية من الاراضي تسمى ارض المملكة واراضي الحوز.** (شامی زکریا ۶/۲۹۴، بیروت ۶/۲۲۰)

(۲) اس کے برخلاف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ اس خاص صورت میں حکومت کا تصرف اصل زمین داروں کی زمین میں مالکانہ نہیں؛ بلکہ منتظمانہ ہے؛ لہٰذا اس تصرف سے ان کے عشری ہونے کی حیثیت ختم نہیں ہوگی، اور ان کی پیداوار میں بدستور عشر واجب رہے گا۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دیوبندی رحمہما اللہ کے بعض سابقہ فتاویٰ سے بھی اسی نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے۔ (تفصیل دیکھیں: جواہر الفقہ جلد دوم: عشر و خراج کے احکام ۲۴۳، فتاویٰ رحیمیہ ۷/۱۶۳، جدید فقہی مسائل، مؤلفہ: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، عشر و خراج کے کچھ مسائل ۹۷، ایضاح النوادر ۲/۱۵-۱۷)

اس دور کے بہت سے علماء ومفتیان نے دوسرے نقطۂ نظر کی تائید کرتے ہوئے ایسی زمینوں میں جو عرصۂ دراز سے برابر مسلمانوں کی ملکیت میں چلی آرہی ہیں، عشر کے وجوب کی رائے اپنائی ہے؛ چناں چہ اسلامک فقہ اکیڈمی کے چھٹے فقہی سیمینار منعقدہ عمر آباد بتاریخ ۱۷ تا ۲۰/رجب ۱۴۱۴ھ میں ایسی زمینوں پر عشر کے وجوب کی تجویز منظور کی گئی ہے؛ البتہ خراج کے وجوب کے سلسلہ میں آراء مختلف ہیں، بعض نے غیر مسلم حکومت

ہونے کی بناپر خراج کو بالکل ساقط مانا ہے، جب کہ بعض حضرات نے ذاتی طور پر خود مالکان کوخراج ادا کرنے کی تلقین کی ہے کہ وہ اپنی پیداوار کا کم ازکم پانچ فیصد حصہ مسلمانوں کے رفاہی اور تعلیمی مصارف میں خرچ کریں۔ (تفصیل دیکھئے: جواہرالفقہ :عشر وخراج کے احکام ،اورجدید فقہی مسائل کی دوسری جلد اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلے)

خلاصہ یہ کہ یہ اختلافی موضوع بن گیا ہے ،اور ہر طرف دلائل ہیں، اس لئے اس میں شدت روانہیں، ہندوستان جیسے ممالک میں کوئی شخص خوش دلی سے عشر وخراج ادا کرے تو بہت ثواب کی بات ہے ؛لیکن جو ادا نہ کرے اس پر جبر یالعن طعن کی اجازت نہیں ہے، جولوگ ادا کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے چند اہم مسائل ذیل میں ذکر کئے جارہے ہیں ؛تاکہ ان کے لئے عمل کرنا آسان ہو:

کس زمین میں عشر (دسواں حصہ) ہے اور کس میں نصف عشر (بیسواں حصہ)؟

اگر عشری زمین سال کے اکثر حصہ میں قدرتی آبی وسائل (بارش ،ندی، چشمہ وغیرہ) سے سیراب کی جائے تو اس میں عشر یعنی کل پیداوار کا دسواں حصہ) واجب ہوتا ہے، اور اگر وہ زمین مصنوعی آب رسانی کے آلات ووسائل مثلاً ٹیوب ویل یا خریدے ہوئے پانی (جس میں راج بہائے کا پانی بھی شامل ہے) سے سیراب کی جائے تو اس میں نصف عشر (یعنی کل پیداوار کا بیسواں حصہ) واجب ہوتا ہے، اور فقہی عبارات میں ''عشر'' کا لفظ تغلیباً عشر اور نصف عشر دونوں صورتوں میں بولا جاتا ہے۔ (اس لئے آگے آنے والے مسائل میں اس فرق کوملحوظ رکھا جائے) (مرتب)

(جواھر الفقه ۲/ ۲۷۴، المحیط البرھانی ۲/ ۴۸۵) **وتجب فی مسقی سماء أی مطر وسیح کنھر.** (درمختار زکریا ۳/ ۲۶۵) **ویجب نصفه فی مسقی غرب ای دلو کبیر ......، وفی کتب الشافعیة او سقاه بماء اشتراه وقواعدنا لا تاباه ولو سقی سیحاً وبآلة اعتبر الغالب.** (درمختار بیروت ۳/ ۲۴۴، درمختار زکریا ۳/ ۲۶۸)

عشر وخراج کا مصرف

عشر (خواہ دسواں حصہ ہو یا بیسواں حصہ) میں عبادت کی جہت پائی جاتی ہے اسی لئے وہ

صرف مسلمان پرواجب ہوتا ہے، اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے، اسے رفاہی مصارف وغیرہ میں نہیں لگایا جاسکتا، جب کہ خراج کا مصرف عام ہے، اسے مسلمانوں کی تمام انفرادی واجتماعی ضروریات اور مصالح میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔ **ومصرف الجزية والخراج ......، مصالحنا ...... كسد ثغور وبناء قنطرة وجسر وكفاية العلماء والمتعلمين. وفي الشامية: قيد بالخراج لأن العشر مصرفه مصرف الزكاة كما مر.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳۴۸/۶، بیروت ۲۶۴/۶، ومثله فی فتح القدير ۳۸۴/٤، هداية ۵۸۳/۲)

نابالغ اور مجنون کی زمین میں عشر

نابالغ بچے اور مجنون کی زمین کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے۔ **واما العقل والبلوغ فليسا من شرائط اهلية وجوب العشر حتى يجب العشر في ارض الصبي والمجنون.** (بدائع الصنائع ۱۷۳/۲، هندية ۱۸۵/۱) **ويؤخذ العشر من الاراضي العشرية اذا كان المالك مسلماً صغيراً كان او كبيراً عاقلاً كان أو مجنوناً.** (المحيط البرهانی ۲۷۹/۳، تاتارخانية زكريا ۲۸۱/۳، شامی زکریا ۲۹۳/۶، کراچی ۱۷۸/٤)

موقوفہ زمین کی پیداوار میں عشر

وقف کی زمین میں اگر پیداوار ہو تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔ **ويؤخذ العشر من الأراضي العشرية ......، وفي ارض الوقف لان هٰذا حق مالي يجب بسبب ارض نامي.** (المحيط البرهانی ۲۷۹/۳) **وكذا ملك الارض ليس بشرط لوجوب العشر وانما الشرط ملك الخارج فيجب في الاراضي التي لا مالك لها وهي الاراضي الموقوفة.** (بدائع الصنائع زكريا ۱۷۳/۲) **وصرحوا في الاصول بان العشر يجب في مال الوقف.** (منحة الخالق على هامش البحر الرائق ۱۰۶/۵، شامی بيروت ۲۴۲/۳)

کرایہ کی زمین پر عشر کون ادا کرے؟

اگر کسی شخص نے اپنی زمین کرایہ پر اٹھا رکھی ہے اور اس میں کرایہ دار کاشت کرتا ہے، تو ایسی

صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مالک زمین کرایہ سے حاصل کردہ رقم میں سے عشر نکالے گا، کرایہ دار پر عشر نہ ہوگا۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک عشر کا ذمہ دار کرایہ دار ہے، اور موجودہ زمانہ میں چوں کہ کرایہ کا تناسب پیداوار سے عموماً بہت کم ہوتا ہے اس لئے فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے، شامی کی بحث سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ (بہشتی زیور اختری ۳۰/۳، امداد الفتاویٰ ۵۸/۲، جواہر الفقہ ۲۷۲/۲)

والعشر على المؤجر (درمختار) اى لو اجر الارض العشرية فالعشر عليه من الاجرة كما فى التاترخانية، وعندهما على المستاجر. (شامی زکریا ۲۷۶/۳، شامی بیروت ۲۵۰/۳) **قال الشامی بحثاً: فان امكن اخذ الاجرة كاملة يفتى بقول الامام والا فبقولهما لما يلزم عليه من الضرر الواضح الذى لا يقول به احد، والله تعالىٰ اعلم.** (شامی زکریا ۲۷۷/۳، شامی بیروت ۲۵۱/۳)

عاریت کی زمین کی پیداوار کا عشر کس پر؟

اگر کسی شخص نے اپنی زمین بطور عاریت کسی مسلمان کاشت کار کو دے رکھی ہے تو پیداوار کا عشر کاشت کار پر ہوگا، اور اگر کسی کافر کو دے رکھی ہے تو عشر مالک زمین پر واجب ہوگا۔ (کل پیداوار کی قیمت لگا کر دسواں حصہ صدقہ کرے) **ولو اعارها من مسلم فزرعها فالعشر على المستعير عند اصحابنا الثلاثة.** (بدائع الصنائع ۱۷۴/۲، الولوالجية ۳۰۲/۱) **ولو أعارها من مسلم فزرعها فالعشر على المستعير ولو اعارها من كافر فالعشر على المعير عند ابى حنيفةؒ.** (هندية ۱۸۷/۱) **اما المستعير اذا زرع فعليه العشر دون صاحب الارض فى ظاهر رواية اصحابنا.** (المحيط البرهانى رشيديه ۴۹۲/۲) **كمستعير مسلم وقيد بالمسلم لانه لو استعارها ذمىٌّ فالعشر على المعير اتفاقاً لتفويته حق الفقراء بالاعارة من الكافر.** (درمختار مع الشامی زکریا ۲۷۷/۳)

بٹائی کی زمین پر عشر

جو زمین بٹائی پر دے رکھی ہے اس کی پیداوار میں ہر شریک پر اس کے حصہ میں سے عشر واجب

ہوگا۔(بہشتی زیور۳؍۳۰) **لما فی البدائع من ان المزارعة جائزة عندهما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما.** (شامی زکریا ۲۷۸/۳، بدائع الصنائع ۱۷٤/۲)

کھیتی کے اخراجات کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا

کھیتی کی تیاری میں جو اخراجات ہوتے ہیں (مثلاً آب رسانی، مزدوری، کھاد وغیرہ) انہیں آمدنی سے منہا نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ مجموعی پیداوار میں عشر نکالنا ضروری ہوگا۔ **وکل شيء اخرجته الأرض مما فیه العشر لا یحتسب فیه اجرة العمال ونفقة البقر، وفی الینابیع: ولا یحتسب لصاحب الأرض ما أنفق علی الغلّة من سقی، او عمارة او اجرة حافظ؛ بل یجب العشر فی جمیع الخارج.** (تاتارخانیة زکریا ۲۷۷/۳، المحیط البرهانی ۲۹۰/۳، ومثله فی البدائع ۱۸۵/۲) **بلا رفع مؤن ای کلف الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحهم بالعشر فی کل الخارج.** (درمختار زکریا ۲٦۹/۳-۲۷۰)

عشر نکالنے سے قبل غلہ استعمال نہ کیا جائے

پیداوار میں سب سے پہلے عشر نکال کر الگ کرنا چاہئے اس کے بعد ہی پیداوار کو استعمال کرنا چاہئے، اور جو پیداوار فروخت کردی گئی ہو اس کی قیمت سے اولاً دس فیصدی حصہ عشر کا الگ کرکے استعمال ہونا چاہئے اور جو غلہ پہلے استعمال کرلیا گیا تو حساب لگاکر اس کی قیمت کا دسواں حصہ صدقہ کیا جائے گا۔ **ولیس لصاحب الطعام ان یأکل الطعام قبل ان یؤدی عشره لان قدر العشر ملک الفقراء.** (المحیط البرهانی ۲۸۹/۳) **قال ابوحنیفةؒ: ما اکل من الثمرة او اطعم ضمن عشره.** (المحیط البرهانی ۲۸٤/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۸۵/۳، ومثله فی البدائع زکریا ۱۹۰/۳، درمختار زکریا ۲۷٤/۳، هندیة ۱۸۷/۱) **وفی الواقعات عن البزازیة: لا یحل الاکل من الغلة قبل اداء الخراج وکذا قبل اداء العشر الا اذا کان المالک عازماً علی اداء العشر وهو تقیید حسن.** (شامی زکریا ۲۷٤/۳)

عشر کل پیداوار پر واجب ہے

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عشر کل پیداوار اور ہر طرح کی پیداوار پر واجب ہوتا ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ، یعنی عشر کے وجوب کے لئے کوئی نصاب مقرر نہیں ہے۔ **قال ابو حنیفةؒ: لا یعتبر النصاب بل یوجب العشر فی کل قلیل وکثیر اخرجته الارض مما تستنمی به الارض.**

(المحیط البرهانی ۲۷۵/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۷۸/۳، عالمگیری ۱۸۶/۱، بدائع الصنائع زکریا ۱۸۰/۲)

نوٹ: شامی زکریا ۲۶۵/۳ کی ایک عبارت سے کم از کم ایک صاع یا نصف صاع پیداوار کی شرط معلوم ہوتی ہے؛ لیکن عام فقہی کتابوں میں احقر کو یہ قید امام ابوحنیفہؒ کے قول میں نہیں ملی۔ (مرتب)

سال میں متعدد پیداواروں کا حکم

اگر کسی زمین میں سال میں کئی فصلیں ہوتی ہوں تو ہر فصل سے عشر لیا جائے گا۔ **والحول لیس بشرط لوجوب العشر حتی لو اخرجت الارض فی السنة مراراً یجب العشر فی کل مرة؛ لأن نصوص العشر مطلقة عن شرط الحول ولان العشر فی الخارج حقیقةً فیتکرر الوجوب بتکرر الخارج.** (بدائع الصنائع زکریا ۱۸۴/۲) **حتی لو اخرجت الارض مراراً وجب فی کل مرة لاطلاق النصوص عن قید الحول ولان العشر فی الخارج حقیقة فیتکرر بتکرره.** (شامی زکریا ۲۶۶/۳)

سبزیوں میں عشر

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سبزیوں اور ترکاریوں پر بھی عشر واجب ہے؛ لہٰذا جب جتنی سبزیاں کھیت سے کاٹی جائیں ان کا دسواں حصہ راہِ خدا میں خرچ کے لئے الگ نکالا جائے۔ **عند ابی حنیفةؒ یجب العشر فی الخضراوات ویخرج حقها یوم الحصاد ای القطع.**

(شامی بیروت ۲۴۱/۳، زکریا ۲۶۴/۳، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ۲۷۴/۳)

لپٹس وغیرہ کے درختوں میں عشر

اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں لپٹس یا پاپلر وغیرہ کے درخت لگا رکھے ہیں؛ تاکہ تیار ہونے

پرانہیں بیچ کرنفع حاصل کرے توجب بھی انہیں کاٹا جائے گا ان میں عشرواجب ہوگا۔ **حتی لو اشغل ارضہ بھا یجب العشر. (درمختار) فلو استنمی ارضہ بقوائم الخلاف وما اشبھہ أو بالقصب أو الحشیش و کان یقطع ذٰلک ویبیعہ کان فیہ العشر.** (شامی بیروت ۲۴۴/۳، زکریا ۲۶۸/۳، ومثلہ فی التاتارخانیة زکریا ۲۷۵/۳، المحیط البرھانی ۲۷۲/۳، ہندیة ۱۸۶/۱)

بانس میں عشر کا حکم

اگر بانس خودرو ہے تو اس میں عشرواجب نہیں ہے اور اگر باقاعدہ اس کے لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے تو عشرواجب ہے۔ **حتی لو اشغل ارضہ بھا یجب العشر (درمختار) فلو استنمی ارضہ بقوائم الخلاف وما اشبھہ أو بالقصب أو الحشیش وکان یقطع ذٰلک ویبیعہ کان فیہ العشر.** (درمختار زکریا ۲۶۸/۳)

گنے کی پیداوار میں عشر

جس کھیت میں گنے کی باقاعدہ کھیتی کی جائے تو کل پیداوار میں عشرواجب ہوگا۔ **ویجب العشر عند ابی حنیفةؒ فی کل ما تخرجہ الارض من الحنطة** ...... **ومن قصب السکر والذریرة** ......، **واشباہ ذٰلک مما لہ ثمرة باقیة او غیر باقیة قل او کثر.** (ہندیة ۱۸۶/۱) **واما قصب السکر وقصب الذریرة ففیھما العشر لان الاراضی تستنمی بھما عادة.** (المحیط البرھانی ۲۷۲/۳، شامی بیروت ۲۴۳/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۷۵/۳)

عشری زمین میں پائے جانے والے شہد کا حکم

جوشہد کے چھتے عشری زمین میں دستیاب ہوں ان میں عشرواجب ہے، خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ۔ **والعشر واجب فی العسل ان کان فی الارض العشریة.** (ہندیة ۱۸۶/۱، بدائع الصنائع ۱۸۴/۲، تبیین الحقائق ۱۰۴/۲، المحیط البرھانی ۲۷۳/۳) **یجب العشر فی عسل وان قل.** (درمختار بیروت ۲۴۰/۳-۲۴۱، زکریا ۲۶۴/۳)

بھس میں عشر واجب نہیں

کھیتی کاٹنے کے بعد نکلنے والے بھس یا پرال میں عشر واجب نہیں ہے۔ **قال ابو حنیفةؒ: کل شیء اخرجته الارض مما تستنمی به الارض ففیه العشر الا الحطب والقصب والحشیش والتبن والسعف.** (المحیط البرهانی رشیدیه ۲/ ٤٨٥، الدرالمختار بیروت ۳/ ۲٤۳، زکریا ۳/ ۲٦۷)

گھر میں لگے ہوئے درختوں کے پھل پر عشر نہیں

اگر کسی شخص نے اپنے وسیع گھر کے صحن میں پھل دار درخت یا سبزیاں وغیرہ بو رکھی ہیں تو ان کی پیداوار پر عشر نہیں ہے۔ **ولو کان فی دار رجل شجرة لا یجب فی ذٰلک عشر.** (المحیط البرهانی ۳/ ۲۷۳، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۲۷۷) **وخرج ثمرة شجر فی دار رجل ولو بستاناً فی داره لانه تبع للدار.** (شامی زکریا ۳/ ۲٦٥، ومثله فی الهندیة ۱/ ۱۸٦)

سبزیوں کے بیج میں عشر نہیں

خربوزہ، ککڑی اور تربوز وغیرہ کے بیج میں عشر واجب نہیں؛ بلکہ صرف ان کے پھل میں عشر ہے۔ **والبذور التی لا تصلح الا للزراعة کبذر البطیخ وما اشبه ذٰلک فلا عشر فیه لانها غیر مقصودة فی نفسها ولانه لا ینتفع بها انتفاعاً عاماً.** (المحیط البرهانی ۳/ ۲۷۳، هندیة ۱/ ۱۸٦)

زکوٰۃ کی ادائیگی اور مصارف

زکوٰۃ کے مصارف

اسلام کی منجملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صدقہ وخیرات کی رقم خود اپنے ہی ہم جنسوں پر خرچ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ چناں چہ قرآنِ کریم میں زکوٰۃ وصدقات کے مصارف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ.

(التوبة: ٦٠)

زکوٰۃ وہ حق ہے (۱) مفلسوں کا (۲) محتاجوں کا (۳) اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں (سرکاری سفیروں) کا (۴) اور جس کا دل لبھانا مقصود ہو (۵) اور (غلاموں) کی گردنیں چھڑانے میں (۶) اور جو تاوان بھریں (مقروض ہوں) (۷) اور اللہ کے راستہ میں (۸) اور راستہ کے مسافر کو، یہ اللہ کا مقرر کردہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مذکورہ آٹھ مصارف میں سے تالیفِ قلب اسلام کے لئے دل لبھانے کا مصرف اب باقی نہیں رہا؛ اس لئے کہ اسلام کے غلبہ اور اس کی تعلیمات عام ہوجانے کے بعد اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی، بقیہ مصارف میں "عاملین" سے مراد اسلامی حکومت کے وہ کارندے ہیں جو عوام سے زکوٰۃ کی وصولی پر مامور ہیں، تو ان کی تنخواہ زکوٰۃ کی رقم سے دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ تنخواہ کی مقدار حاصل شدہ زکوٰۃ کی رقم کے نصف سے زائد نہ ہو، اور غلام باندی اس دور میں نہیں ہیں؛ لیکن اگر کسی دور میں کسی جگہ پائے جائیں تو ان کو آزاد کرانے میں زکوٰۃ کی رقم لگائی جاسکتی ہے۔

تاہم ان میں سے اکثر مصارف کی بنیاد محتاجگی اور ضرورت مندی پر ہے، اور یہ بات متعین ہے کہ زکوٰۃ پر اصلاً ضرورت مندوں کا حق ہے، جو ضرورت مند نہ ہو اس کے لئے زکوٰۃ لینا قطعاً جائز نہیں ہے۔ حتی کہ بعض احادیث میں ہے کہ: "جو شخص ضرورت بھر مال ہونے کے باوجود بھیک مانگے گا وہ دراصل جہنم کے انگارے اکٹھا کرنے والا ہوگا"۔ **من سأل وعنده ما يغنيه فانما يستكثر من جمر جهنم الخ.** (ابو داؤد شریف ۱/ ۲۳۰) اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ جس کے پاس ایک دن کی روزی روٹی کا نظم ہو اس کے لئے روٹی کا سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ **ولا يسأل من له قوت يومه من الغداء والعشاء.** (البحر الرائق ۲/ ۲۵۰، مجمع الانہر ۱/ ۲۲۶، ومثلہ فی البدائع ۲/ ۱۶۱)

زکوٰۃ خوش دلی سے دی جائے

اہل ثروت حضرات کو ہمیشہ خوش دلی اور بشاشت کے ساتھ زکوٰۃ نکالنی چاہئے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے اس عبادت کو انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی، اور کبھی بھی زکوٰۃ دیتے ہوئے دل تنگ نہ ہوں، اور نہ اسے اپنے اوپر بوجھ سمجھیں، زکوٰۃ کو بوجھ سمجھنا یہ قیامت کی علامات میں سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب امت میں پندرہ خصلتیں عام ہو جائیں گی تو ان پر پے در پے مصائب اور بلاؤں کا نزول ہوگا۔ ان باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھنے لگیں گے۔ و الزکوۃ مغرماً. (ترمذی شریف ۲/۴۵) اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جو شخص جتنی خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے کاروباری برکت سے نوازتے ہیں اور نقصانات سے حفاظت رہتی ہے۔

احسان نہ جتائیں

زکوٰۃ دے کر کسی غریب پر احسان نہ جتانا چاہئے؛ بلکہ غریب کا احسان ماننا چاہئے کہ اس نے ہمارا صدقہ قبول کر کے ہمارا فرض ادا کرنے میں تعاون کیا؛ کیوں کہ اگر غرباء نہ ہوں تو مال دار لوگ اپنے فریضے سے ہرگز سبک دوش نہیں ہو سکتے؛ لہٰذا لازم ہے کہ مال دار ہمیشہ غرباء کے احسان مند رہیں اور انہیں زکوٰۃ دے کر الٹے احسان نہ جتائیں اور نہ ان سے کسی دنیوی صلہ کے متمنی رہیں اور نہ انہیں ذلیل سمجھیں۔ قرآن کریم میں اس بارے میں صاف ہدایت دی گئی:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ، وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَآ اَذًی، وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی، كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا، لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا، وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ.

(البقرۃ: ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴)

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان جتاتے ہیں اور نہ ایذاء پہنچاتے ہیں، ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے پروردگار کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ نرم جواب دینا اور درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس کے ساتھ اذیت ہو، اور اللہ بے پروا ہے اور نہایت تحمل والا ہے۔ اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کو دکھانے کو، اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر، پس اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی کچھ مٹی، پھر اس پر زور کی بارش برسی تو کر ڈالا اس کو بالکل صاف، کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں دکھاتا سیدھی راہ کافروں کو۔

احادیثِ شریفہ میں بھی احسان جتانے کے عمل کی شدید مذمت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثَةٌ لا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ: اَلْمَنَّانُ الَّذِیْ لا یُعْطِیْ شَیْئاً اِلاَّ مَنَّهٗ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلَفِ الْفَاجِرِ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ.

(مسلم شریف: ۱/ ۷۱، و مثله فی سنن ابی داؤد ۲/ ۵۶۵)

تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز گفتگو نہیں فرمائیں گے: (۱) وہ احسان جتانے والا جس کی عادت دے کر احسان جتانے کی ہے (۲) وہ شخص جو اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھاتا ہے (۳) وہ شخص جو اپنا کپڑا (پائجامہ وغیرہ) ٹخنے سے نیچے لٹکانے کا عادی ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل بہت سے اہلِ خیر قطعاً اس کا لحاظ نہیں رکھتے اور چندہ دے کر بے دھڑک احسان جتاتے ہیں اور ایسا انداز اختیار کرتے ہیں جس سے لینے والے کو اذیت ہوتی ہے، اس طرزِ عمل کو بدلنے کی ضرورت ہے، ورنہ نیکی برباد گناہ لازم آجائے گا۔

تندرستی میں صدقہ افضل ہے

نیز یہ بھی خیال رہے کہ ایسے وقت کے صدقہ میں زیادہ ثواب ہے جب کہ مال کی زیادہ ضرورت ہو اور اس کی طرف دل لگا رہے، ورنہ زندگی سے مایوسی کے وقت اور دلی انقباض کے وقت کے صدقہ کا وہ ثواب نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ: ''سب سے افضل صدقہ کون سا ہے''؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ:

اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَی الْفَقْرَ وَتَأْمَلُ الْغِنٰی وَلاَ تُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلانٍ کَذَا وَلِفُلانٍ کَذَا اَلا وَقَدْ کَانَ لِفُلانٍ. (بخاری شریف ۱/ ۱۹۱، مسلم شریف ۱/ ۳۳۲)

سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ تم اس حال میں صدقہ کرو کہ تم تندرست ہو اور تمہارے دل میں مال کی چاہت ہو اور فقر وفاقہ کا اندیشہ اور مال وثروت کی امید ہو، اور اتنی تاخیر مت کرو کہ جب جان بلب ہو جاؤ تو کہو کہ فلاں کے لئے یہ ہے اور فلاں کے لئے وہ ہے، خبردار! اب تو وہ فلاں (وارث) کے لئے ہو چکا ہے۔

یعنی انتقال کے وقت تو وراثت کی رو سے جس کا جو حق ہے وہ مل ہی جائے گا اور خود آدمی کا اپنے مال پر اختیار ختم ہو جائے گا، بہرحال مصارف کی رعایت کرتے ہوئے زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اسی سلسلہ میں بعض ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے نیت ضروری ہے

فقیر کو زکوٰۃ دیتے وقت، یا وکیل کو سپرد کرتے وقت، یا کل مال سے الگ کرتے وقت زکوٰۃ

کی نیت ضروری ہے۔ **وشرط صحة أدائها نيةٌ مقارنةٌ لأدائها للفقير أو وكيله أو لعزل ما وجب.** (مراقی الفلاح ۳۸۹، شامی زکریا ۱۸۷/۳، بیروت ۱۷۴/۳، ھندیة ۱۷۰/۱، البحر الرائق ۳۶۸/۲، مجمع الانھر ۱۹۶/۱، الاشباہ والنظائر جدید ۱۷۸)

اگر ادائیگی کے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی

اگر دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہیں کی اور بعد میں نیت کی اور زکوٰۃ کا مال بعینہٖ فقیر کے قبضہ میں ہے ابھی اس نے خرچ نہیں کیا تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، اور اگر فقیر کے پاس مال خرچ ہوجانے یا ضائع ہوجانے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **اذا دفع المزكي المال الى الفقير ولم ينو شيئاً ثم حضرته النية عن الزكوٰة ينظر ان كان المال قائماً في يد الفقير صار عن الزكوٰة وان تلف لا.** (تاتارخانیة ۱۹۷/۳) **ولو مقارنة حكمية كما لو دفع بلا نية ثم نوىٰ والمال قائم بيد الفقير.** (مراقی الفلاح ۳۹۰، شامی زکریا ۱۸۷/۳، ومثله فی الھندیة ۱۷۱/۱، البحر الرائق ۳۶۸/۲، الاشباہ جدید ۱۷۸، تبیین الحقائق ۳۲/۲)

مال دیئے بغیر زکوٰۃ کا وکیل بنانا

اگر کسی کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور ابھی مال نہیں دیا؛ بلکہ کہا کہ آپ میری طرف سے زکوٰۃ ادا کردیں تو اس کے ادا کرنے سے بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ **ولذا لو أمر غيره بالدفع عنه جاز.** (شامی زکریا ۱۸۹/۳، تاتارخانیة زکریا ۲۲۷/۳، المحیط البرھانی ۲۴۰/۳، البحر الرائق ۳۷۱/۲)

وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے

اگر ایک شخص کو مالک نے اداء زکوٰۃ کا وکیل بنایا اس نے مالک کی اجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنادیا تو بھی جائز ہے۔ **للوكيل بدفع الزكاة أن يؤكل غيره بلا إذن.**

(شامی زکریا ۱۸۹/۳، البحر الرائق ۳۷۱/۲)

زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ ہیں؟

زکوٰۃ درج ذیل لوگوں کو دی جاسکتی ہے:

(۱) فقراء (جن کے پاس نصاب کے بقدر مال نہ ہو)

(۲) مساکین (جو کسی بھی مال کے مالک نہ ہوں)

(۳) اسلامی حکومت کے وہ کارندے جو زکوٰۃ وعشر کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں۔

(۴) ایسے غلام جو اپنی آزادی کے لئے مدد کے طالب ہوں۔

(۵) ایسے قرض دار جن کو قرض سے سبک دوشی کے لئے زکوٰۃ دی جائے، جب کہ ان کے پاس اپنی ذاتی مالیت قرض کی ادائیگی کے لئے باقی نہ ہو۔

(۶) وہ غازیانِ اسلام اور مجاہدین جو اپنی مالی بے سروسامانی کی وجہ سے اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے ہوں۔ (گویا جہاد کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم سے مجاہدین کی مدد کی جاسکتی ہے)

(۷) وہ مسافر جو سفر کے دوران ضرورت مند ہوجائیں۔ (اگرچہ اپنے وطن میں مال وثروت والے ہوں اور گھر سے فوری طور پر مال منگانا مشکل ہو)

هو الفقير: وهو من يملك ما لا يبلغ نصاباً ولا قيمته من اى مال كان ولو صحيحاً مكتسباً. والمسكين: وهو من لا شئ له. والمكاتب والمديون: الذى لا يملك نصاباً ولا قيمته فاضلاً عن دينه. وفى سبيل اللّٰه: وهو منقطع الغزاة او الحاج. وابن السبيل: وهو من له مال فى وطنه وليس معه مال. والعامل عليها يعطى قدر ما يسعه وأعوانه. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۹۲، درمختار مع الشامی زکریا ۲۸۳/۳ تا ۲۹۰) **(قوله: ومنقطع الغزاة) اى الذين عجزوا عن اللحوق بجيش الاسلام لفقرهم بهلاك النفقة او الدابة او غيرهما فتحل لهم الصدقة وان كانوا كاسبين إذ الكسب يقعدهم عن الجهاد.** (شامی زکریا ۲۸۹/۳، بیروت ۲۶۱/۳، ومثله فی البحر الرائق ۴۲۲/۲، هندية ۱۸۹/۱)

نوٹ: دورِ نبوت میں ایک مصرف یہ بھی تھا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے یا نومسلموں کو اسلام پر جمانے کے لئے بطور تالیفِ قلب زکوٰۃ خرچ کی جاتی تھی؛ لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوچکا ہے؛ لہٰذا محض نومسلم ہونے کی وجہ سے ان پر زکوٰۃ صرف نہ ہوگی؛ البتہ اگر وہ فقیر یا مسکین ہوں تو اس اعتبار سے انہیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ **وسكت عن المؤلفة قلوبهم لسقوطهم (درمختار) اى فى**

خلافة الصديق لما منعهم عمر رضی الله عنهما وانعقد علیه اجماع الصحابة الخ .

(شامی زکریا ۳/ ۲۸۷–۲۸۸، ومثله فی الهدایة ۱/ ۲۰٤، والتفصیل فی البدائع الصنائع ۲/ ۱۵۳)

زکوٰۃ میں ایک فقیر کو بیک وقت کم از کم کتنا مال دیا جائے؟

بیک وقت ایک فقیر کو اتنی مقدار دینا مستحب ہے کہ وہ دن بھر کسی سے سوال کرنے کا محتاج نہ رہے، اور وہ مقدار اس کے لئے اور اس کے اہل وعیال کے لئے کافی ہو۔ **عن ابن عمرؓ قال: قال رسول الله ﷺ: اغنوهم فی هٰذا الیوم.** (دار قطنی ۲/ ۱۳۳) **وندب الاغناء عن السؤال فی ذٰلک الیوم .** (هندیة ۱/ ۱۸۸، تبیین الحقائق ۲/ ۱۳۰) **یندب دفع ما یغنیه یومه عن السوال، واعتبار حاله من حاجة وعیال (درمختار) وفی الشامی: والاوجه أن ینظر إلی ما یقتضیه الحال فی کل فقیر من عیال و حاجة أخریٰ کدهن وثوب وکراء منزل وغیر ذٰلک کما فی الفتح.** (شامی بیروت ۳/ ۲۷٦)

ایک فقیر کو بیک وقت مکمل نصاب کا مالک بنانا مکروہ ہے

ایک فقیر کو یک مشت اتنا مال دینا کہ وہ صاحبِ نصاب ہوجائے بہتر نہیں ہے؛ البتہ اگر وہ مقروض ہو اور قرض کی ادائیگی کے لئے بڑی رقم دی تو حرج نہیں۔ **اذا اعطی من زکاته مأتی درهم او ألف درهم الی فقیر واحد فان کان علیه دین مقدار ما دفع الیه......، أو کان صاحب عیال یحتاج الی الانفاق علیهم فانه یجوز ولا یکره وان لم یکن علیه دین ولا صاحب عیال فانه یجوز عند اصحابنا الثلاثة ویکره.** (تاتارخانیة زکریا ۳/ ۲۲۱، ومثله فی الدر المختار ۳/ ۳۰۳)

ضروری تنبیہ: بعض سرمایہ دار اس مسئلہ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بسا اوقات ان پر کاروباری یا حکومت کا قرض اتنا زیادہ ہوجاتا ہے کہ ان کے اصل سرمایہ سے بڑھ جاتا ہے تو وہ لوگوں کے پاس جاکر یہ کہتے ہیں کہ ہم مقروض ہونے کی وجہ سے مستحق زکوٰۃ ہوگئے، اس لئے زکوٰۃ

کے مال سے ہمیں قرض کی ادائیگی میں تعاون دیا جائے اس طرح وہ لاکھوں روپیہ کا مطالبہ رکھتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ پہلے اپنی ذاتی مالیت (جائیداد گاڑیاں وغیرہ) فروخت کرکے اپنا قرض ادا کریں، اور اس کے بعد بھی قرض ادا نہ ہو تو اب تعاون کا مطالبہ کریں، اس سے پہلے ان کا اپنے کو زکوٰۃ کا مستحق کہنا غریبوں کی سخت حق تلفی ہے۔

قریبی رشتہ داروں کا حق

قریبی رشتہ دار (جن میں ولادت اور زوجیت کا رشتہ نہ ہو) زکوٰۃ کے اہم مستحقین میں سے ہیں، ان کو زکوٰۃ دینے میں دوگنا ثواب ملتا ہے، ایک زکوٰۃ کا دوسرے صلہ رحمی اور قرابت کا۔ (واضح رہے کہ باپ، دادا، اولاد اور شوہر بیوی کے علاوہ بقیہ سب ضرورت مند رشتہ داروں، مثلاً بھائی بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور بھانجے وغیرہ کو زکوٰۃ دینا شرعاً درست ہے؛ بلکہ افضل ہے)۔ **عن سلمان بن عامر رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: إن الصدقة على المسكين صدقة وإنها على ذى الرحم اثنتان صدقة وصلة.** (ترمذی شریف ۱۴۲/۱، شعب الإیمان للبیهقی ۲۳۹/۳ حدیث: ۳۴۲۶، ومثله فی مصنف ابن ابی شیبة ۵۴۵/۶) **عن ام كلثوم بنت عقبة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "افضل الصدقة على ذى الرحم الكاشح.** (شعب الایمان ۲۳۹/۳) **ولا يصح دفعها لكافر...... وأصل المزكى وفرعه وزوجته الخ.** (مراقی الفلاح) **قال الطحطاوى: ومن سوى ما ذكر يجوز الدفع إليهم كالأخوة والأخوات والأعمام والعمات والأخوال والخالات الفقراء؛ بل هم أولى لما فيه من الصلة مع الصدقة.** (طحطاوی ۳۹۳، هكذا فی الهندية ۱۹۰/۱)

غریب بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا

غریب بھائی بہن کو زکوٰۃ دینا نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ اس میں دوہرا ثواب ہے، ایک زکوٰۃ کا دوسرے صلہ رحمی کا۔ **قالوا: الافضل صرف الصدقة الى اخواته ذكوراً او اناثاً.**

(مجمع الانہر ۲۲۶/۱، تاتارخانية زكريا ۲۰۶/۳، طحطاوی جدید ۷۲۲)

سوتیلی ماں، بہو یا داماد کو زکوٰۃ دینا

آدمی اپنی سوتیلی ماں، بہو (بیٹے کی بیوی) یا داماد (بیٹی کے شوہر) کو زکوٰۃ دے سکتا ہے، جب کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں۔ **ویجوز دفعها لزوجة ابيه وابنه وزوج ابنته.** (شامی زکریا ۲۹۳/۳، تاتارخانية زکریا ۲۱۱/۳، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۵۳۹/۹-۵٤٠)

گھر کے خادموں کو زکوٰۃ دینا

گھر میں کام کرنے والے غریب ملازمین کو ان کی تنخواہوں کے علاوہ انعام کے طور پر کسی خوشی کے موقع پر جو کچھ دیا جاتا ہے، اس میں زکوٰۃ کی رقوم کو صرف کرنا درست ہے۔ **وكذا (ای یجوز) ما يدفعه الى الخدم من الرجال والنساء فى الاعياد وغيرها بنية الزكوٰة كذا فى معراج الدراية.** (عالمگیری ۱۹۰/۱)

عیدی کے عنوان سے زکوٰۃ

عیدی کے عنوان سے مستحقِ زکوٰۃ حضرات کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہوجاتی ہے۔ **مستفاد: دفع الزكوٰة الى صبيان اقاربه برسم عيد او إلى مبشر او مهدى الباكورة جاز.** (درمختار ۳۰۷/۳، طحطاوی علی المراقی ۷۱۵، تاتارخانية ۲۱۸/۳، هندية ۱۹۰/۱)

زکوٰۃ کو ہبہ یا قرض کہہ کر دینا

زکوٰۃ کی نیت سے ہبہ یا قرض کے نام سے روپیے دیئے تو بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی (یعنی فقیر کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے) **ولا يشترط علم الفقير أنها زكاة على الأصح حتى لو أعطاه شيئاً وسماه هبةً أو قرضاً ونوىٰ بهٖ الزكاة صحت.** (مراقی الفلاح ۳۹۰، هندية ۱۷۱/۱، مجمع الانهر ۱۹٦/۱، البحر الرائق زکریا ۳۷۰/۲، تبیین الحقائق ۳۲/۲) **وشرط صحة أدائها نية مقارنة له أى للأداء (درمختار) وفى الشامى: قوله (نية) أشار إلى أنه لا اعتبار للتسمية، فلو سماها هبة أو قرضاً تجزيه فى الأصح.** (شامی زکریا ۱۸۷/۳، بیروت ۱۷٤/۳)

سمجھ دار بچے کو زکوٰۃ دینا

اگر فقیر سمجھ دار بچہ کو زکوٰۃ دی یا کپڑے پہنائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ **وکذا لو کان الصبی یأخذ القبض بان کان لا یرمی به ولا یخدع عنه.** (تاتارخانیة زکریا ۲۱۱/۳، هندیة ۱۹۰/۱) **کما لو کساه بشرط أن یعقل القبض.** (شامی زکریا ۱۷۱/۳)

مال دار شوہر کی غریب بیوی کو زکوٰۃ دینا

اگر کسی عورت کا شوہر مال دار ہو؛ لیکن وہ خود غریب اور تنگ دست ہو تو ایسی عورت کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ **ویجوز الدفع لزوجة غنی الفقیرة.** (طحطاوی ۳۹۳، هندیة ۱۸۹/۱، تبیین الحقائق ۱۲۶/۲)

مال دار اولاد کے تنگ دست باپ کو زکوٰۃ دینا

اگر کوئی باپ فقیر اور محتاج ہو اور اس کی اولاد مال دار اور صاحبِ نصاب ہو تو زکوٰۃ کی مد سے اس شخص کی امداد جائز ہے؛ کیوں کہ اولاد کی مال داری کی وجہ سے باپ کو مال دار نہیں سمجھا جائے گا۔ **ویجوز صرفها الی الاب المعسر وان کان ابنه موسراً.** (هندیة ۱۸۹/۱، تاتارخانیة زکریا ۲۱۰/۳) **بخلاف الکبیر فإنه لا یعد غنیاً بغنی أبیه ولا الأب بغنی ابنه.** (شامی بیروت ۲۷۰/۳)

غریب کی شادی میں زکوٰۃ خرچ کرنا

اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ جو شخص غریب اور فقیر ہو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے؛ لیکن آج کل غریب بچیوں کی شادی کے نام پر جو باقاعدہ چندہ کیا جاتا ہے اس میں یہ شرعی خرابی پیش آتی ہے کہ اولاً دو ایک اصحابِ خیر کے تعاون سے نصاب کے بقدر رقم جمع ہوجاتی ہے؛ لیکن واہی تباہی رسومات اور لمبی چوڑی دعوتوں کے انتظام کے لئے مزید رقم کا سوال جاری رہتا ہے، تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بقدر نصاب مال حاصل ہونے کے بعد مزید زکوٰۃ کی رقم لینا ہرگز جائز نہیں ہے، اور دینے والے کو اگر اصل صورتِ حال معلوم ہو تو اس کے لئے دینا بھی درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ

ڈابھیل ۵۲۹/۹) اس لئے ایسی جگہوں پر اگر خرچ ناگزیر ہوتو امدادی رقم سے تعاون کیا جائے، زکوٰۃ نہ دی جائے، احوط یہی ہے۔ **لا یحل ان یسأل شیئاً من القوت من له قوت یو مه بالفعل او بالقوة کالصحیح المکتسب ویأثم معطیه ان علم بحاله لإعانته علی المحرم.** (درمختار زکریا ۳۰۶/۳، ومثله فی الهندیة ۱۸۸/۱) **وفي الشامي : لکنه یجعل هبة وبالهبة للغني او لمن لا یکون محتاجاً إلیه لا یکون اٰثماً الخ.** (شامي زکریا ۳۰۶/۳)

فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں پتہ چلا کہ وہ مال دار ہے

اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ کسی شخص کو فقیر سمجھ کر دی (مثلاً وہ شخص فقراء کی لائن میں کھڑا تھا یا فقیروں جیسا حلیہ اس نے اختیار کر رکھا تھا) بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ لینے والا شخص مستحق زکوٰۃ نہ تھا تو دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ **دفع بتحر لمن یظنه مصرفاً – إلی قوله – وإن بان غناه أو کونه ذمیاً أو أنه أبوه أو ابنه أو إمرأته أو هاشمی لایعید.** (درمختار زکریا ۳۰۲/۳-۳۰۳، عالمگیری ۱۹۰/۱، تبیین الحقائق ۱۲۷/۲، بدائع ۱۸۳/۲، فتح القدیر ۲۷۵/۲، مراقی الفلاح ۳۹۳) **واعلم ان المدفوع الیه لو کان جالساً فی صف الفقراء یصنع صنعهم او کان علیه زیهم او سأله فاعطاه کانت هٰذه الاسباب بمنزلة التحری.** (شامی زکریا ۳۰۲/۳)

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں تقسیم کرنا

زکوٰۃ کی رقم سے طلبہ کو کتابیں تقسیم کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ طلبہ باشعور اور مستحق زکوٰۃ ہوں (لہٰذا بہت ناسمجھ بچوں یا مال دار بچوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی) جیسا کہ ذیل کی عبارت سے مستفاد ہے۔ **وجاز دفع القیمة فی زکوٰة وعشر الخ.** (درمختار بیروت ۱۹۵/۳) **وفی سبیل اللّٰه وهو منقطع الغزاة، وقیل الحاج، وقیل طلبة العلم.** (درمختار بیروت ۲۶۱/۳) **یصرف المزکی إلی کلهم أو إلی بعضهم...... تملیکاً لا اباحة.** (درمختار بیروت ۲۶۳/۳) **ویصرف إلی مراهق یعقل الأخذ.** (شامی زکریا ۲۹۱/۳) **الا اذا دفع له الطعام کالکسوة اذا کان یعقل القبض والا فلا.** (البحر الرائق زکریا ۴۲۴/۲، الولوالجیة ۱۷۹/۱)

زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کے کپڑے بنانا

زکوٰۃ کی رقم سے غریب مستحقین کو کپڑے وغیرہ بنا کر دینا جائز ہے۔ **مستفاد: إلا إذا دفع له الطعام کالکسوۃ اذا کان یعقل القبض والا فلا.** (البحر الرائق ٤٢٤/٢) **کما لو کساہ بشرط أن یعقل القبض.** (شامی زکریا ١٧١/٣)

زکوٰۃ کی رقم سے بنے ہوئے فلیٹ غریبوں کو الاٹ کرنا

زکوٰۃ کی رقم سے فلیٹ اور مکانات تعمیر کر کے انہیں غریبوں میں بطور ملکیت تقسیم کرنا اور انہیں رجسٹری کر کے خود مختار مالک بنانا درست ہے، اس سے مالکان کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ **مستفاد: وجاز دفع القیمة فی زکوٰۃ وعشر الخ.** (درمختار بیروت ١٩٥/٣) **والاوجه أن ینظر إلی ما یقتضیه الحال فی کل فقیر من عیال وحاجة أخری الخ.** (شامی بیروت ٢٧٦/٣)

مسافر ضرورت سے زائد مال نہ لے

مسافر جو اپنے وطن میں مال دار ہو اور راستہ میں کسی وجہ سے ضرورت مند ہو جائے تو اس کے لئے زکوٰۃ لینے کے بجائے مناسب یہ ہے کہ کسی سے قرض لے لے، اور وطن پہنچ کر ادا کر دے، اور اگر زکوٰۃ لینا ہی ناگزیر ہو تو صرف ضرورت کے بقدر ہی لے، اس سے زائد لینا اس کے لئے درست نہیں؛ لیکن اگر اندازہ لگا کر بقدر ضرورت لیا، پھر وطن واپسی تک خرچ سے کچھ روپئے بچ گئے تو یہ باقی ماندہ رقم صدقہ کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **وقال فی الفتح ایضاً: لا یحل له ای لابن السبیل ان یأخذ اکثر من حاجته والاولیٰ له ان یستقرض ان قدر ولا یلزمه ذٰلک لجواز عجزه عن الاداء ولا یلزمه التصدق بما فضل فی یده عند قدرته علی ماله.** (شامی زکریا ٢٩٠/٣، المحیط البرہانی ٢١١/٣، ومثله فی تبیین الحقائق ١١٦/٢-١١٧، تاتارخانية زکریا ٢١٨/٣، عالمگیری ١٨٨/١، البحر الرائق ٢٤٢/٢)

فقیر شخص کا زکوٰۃ لے کر مال دار پر خرچ کرنا

اگر کسی فقیر مستحق زکوٰۃ شخص کو زکوٰۃ کی رقم ملی پھر اس نے وہ رقم اپنی خوشی سے کسی مال دار یا غیر مستحق زکوٰۃ شخص پر خرچ کر دی یا کارِ خیر میں صرف کر دی، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ **فی قصة بريرة رضي الله عنها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ''هو لها صدقة ولنا هدية''.** (بخاری شریف ۱/۲۰۲، مسلم شریف ۱/۳۴۵) **مستفاد: وحيلة التكفين بها التصدق على الفقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما، وكذا في تعمير المسجد.**

(درمختار بيروت ۳/۱۷۷، تاتارخانية زكريا ۳/۲۰۸)

ریلیف میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا

سیلاب یا آفاتِ سماویہ سے دوچار بے کس اور غریب لوگوں پر زکوٰۃ کی رقم تملیکاً صرف کرنا جائز ہے (لیکن جو لوگ مستحق زکوٰۃ نہ ہوں ان پر زکوٰۃ کی رقم صرف نہیں کی جائے گی) **مصرف الزكوٰة: هو فقير وهو من له ادنى شيء إى دون نصاب.** (درمختار ۳/۲۸۳، کتاب الفتاویٰ ۳/۳۰۴)

زکوٰۃ کی رقم سے فساد زدگان کی امداد

اگر کسی علاقہ میں فساد پھیل جائے تو جو لوگ فساد سے متأثر ہو کر بے گھر اور بے بس ہو گئے ہوں ان کی امداد میں زکوٰۃ کی رقومات صرف کرنا جائز ہے؛ بلکہ ایسے مصیبت زدہ لوگ زکوٰۃ کے زیادہ مستحق ہیں۔ (کتاب الفتاویٰ ۳/۳۰۴)

قیدیوں کی رہائی کے لئے زکوٰۃ کی رقم کا استعمال

بے قصور نادار مسلمان قیدیوں کی رہائی کے لئے ان کی طرف سے اصالۃً یا وکالۃً قبضہ کرنے کے بعد ان کی اجازت سے زکوٰۃ کی رقومات کا استعمال جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۲۴۰-۲۴۴)

مقروض کو زکوٰۃ دینا

جو شخص فقیر اور مقروض ہو اس کو زکوٰۃ دینا افضل ہے؛ کیوں کہ وہ نسبۃً زیادہ محتاج ہے۔

الـدفـع للمديون اولیٰ منه للفقير، اى اولى من الدفع للفقير الغيرالمديون لزيادة احتياجه. (درمختار مع الشامی زکریا ۲۸۹/۳، بیروت ۲۶۱/۳، ومثله فی الهندية ۱۸۸/۱، طحطاوی علی المراقی ۳۹۲، تبیین الحقائق ۱۲٤/۲) **والـدفع إلى من عليه الدين أولى من الدفع إلى الفقير كذا فى المضمرات.** (هندية ۱۸۸/۱، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳۹۹/۳)

کن لوگوں کوزکوٰۃ دیناجائزنہیں؟

درج ذیل لوگوں کوزکوٰۃ دینادرست نہیں ہے:

(۱) باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا۔اسی طرح دادی، نانی، وغیرہ الخ۔

(۲) لڑکے لڑکیاں، پوتے، نواسے، پوتیاں، نواسیاں الخ۔

(۳) بیوی اورشوہر۔

(۴) غلام باندی۔

(۵) کافر۔

(٦) صاحبِ نصاب مال دار۔

(۷) صاحبِ نصاب مال دارکےغلام باندی۔

(۸) مال دارکاچھوٹابچہ۔

(۹) سادات(بنوہاشم آلِ علی، آل عباس وغیرہ)

(۱۰) بنوہاشم کےآزادکردہ غلام باندی۔

ولا يصح دفعها لكافر وغنى يملك نصاباً أو ما يساوى قيمته من أى مال كـان فـاضـل عـن حوائجه الأصلية و طفل غنى وبنى هاشم ومواليهم......، وأصل المزكى وفرعه وزوجته ومملوكه. (مراقی الفلاح ۳۹۳، درمختار مع الشامی زکریا ۲۹٤/۳ تا ۲۹۹، تبیین الحقائق ۱۲۲/۲-۱۲٦، عالمگیری ۱۸۸/۱-۱۸۹، البحر الرائق ۲٤٤/۲، هداية ۲۰٦/۱) **ولا إلى مملوكه أى الغنى ولو مدبراً.** (درمختار بیروت ۲٦۹/۳)

زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغی جماعت میں جانا

کوئی شخص اپنی ذاتی زکوٰۃ کی رقم سے تبلیغی جماعت یا کسی بھی دینی سفر میں نہیں جا سکتا (البتہ کسی غریب مستحق شخص کو زکوٰۃ کی رقم ملی اور وہ اس کے ذریعہ جماعت میں چلا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے) **أما تفسيرها فهي تمليک المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن الملک من کل وجه لله تعالیٰ.** (هندية ۱/۱۷۰) **وکذا لا يبنی بها الحج والجهاد.** (تبيين الحقائق ۲/۱۲۰، هندية ۱/۱۸۸) **وقد قال في البدائع: في سبيل الله جميع القرب، فيدخل فيه کل من سعی في طاعة الله وسبيل الخيرات إذا کان محتاجاً.** (شامي بيروت ۳/۲۶۱)

اصول وفروع کو زکوٰۃ دینا

اپنے باپ، دادا، لڑکوں اور پوتوں کو زکوٰۃ دینے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ **من قطع المنفعة عن الملک من کل وجه فلا يدفع لأصله وفرعه.** (الدر المختار زکريا ۲/۱۷۳، ومثله في التاتارخانية زکريا ۳/۲۰۶، هندية ۱/۱۸۸) **لان المنفعة لم تنقطع من کل وجه.** (البحر الرائق ۲/۲۴۳)

بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا

بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اور شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ **ولا يعطي زوجته بلاخلاف بين اصحابنا، وکذا لا تعطي المرأة زوجها عند أبي حنيفة.** (تاتارخانية زکريا ۳/۲۰۷، هندية ۱/۱۸۹، شامي کراچي ۲/۲۵۸، زکريا ۳/۱۷۳، البحر الرائق ۲/۲۴۴)

سادات بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو زکوٰۃ (صدقاتِ واجبہ) کے استعمال سے منع فرمایا ہے؛ لہٰذا خانوادۂ ہاشمی (سادات، خانوادۂ رسول) اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو زکوٰۃ دینا کسی حال میں درست نہ ہوگا۔ **(قوله وبني هاشم ومواليهم) اي لا يجوز الدفع**

لهم لحديث البخاری: ''نحن اهل بيت لا تحل لنا الصدقة'' ولحديث ابی داؤد: مولی القوم من انفسهم. (البحر الرائق ۲/۲٤٦، بدائع الصنائع ۲/۱٦۲) من مسلم فقير غير هاشمی و لامولاه أی معتقه. (الدر المختار علی الشامی کراچی ۲/۲۵۸، هندية ۱/۱۸۹، تاتارخانية زکريا ۳/۲۱۳، طحطاوی ۷۲۰ دار الکتاب ديوبند)

نوٹ: اس مسئلہ کے بارے میں ابوعصمہؒ کے حوالہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا جاتا ہے کہ جہاں حکومت اسلامی کی طرف سے بنو ہاشم کے وظائف مقرر نہ ہوں، وہاں انہیں زکوٰۃ دینا درست ہے۔ مگر یہ قول فقہاء کے نزدیک مرجوح اور نا قابلِ اعتبار ہے۔ صحیح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ سادات بنو ہاشم کو زکوٰۃ لینا ہرگز جائز نہیں ہے؛ البتہ زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کے علاوہ نفلی صدقات سے ان کی مدد کی جاسکتی ہے؛ بلکہ پیغمبر علیہ السلام سے نسبی نسبت کی بنا پر ان کی مالی خدمت بڑا کارِ ثواب ہے۔ واطلق الحكم فی بنی هاشم ولم يقيد بزمان ولا بشخص لاشارة الی رد رواية ابی عصمة عن الامام انه يجوز الدفع الی بنی هاشم ......، اما التطوع والوقف فيجوز الصرف اليهم الخ. (البحر الرائق ۲/۲٤٦)

بنو ہاشم سے کون لوگ مراد ہیں؟

بنو ہاشم سے درج ذیل ۵؍خاندان کے افراد مراد ہیں: (۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد (۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد (۳) حضرت جعفر کی اولاد (۴) حضرت عقیل کی اولاد (۵) حضرت حارث بن عبدالمطلب کی اولاد (ابولہب بھی اگرچہ بنو ہاشم میں ہے؛ لیکن اس کو اور اس کی اولاد کو یہ شرف حاصل نہیں ہے) وقيده المصنف فی الکافی تبعاً لما فی الهداية وشروحها بآل علی وعباس وجعفر وعقيل وحارث بن عبد المطلب ومشی عليه الشارح الزيلعی والمحقق فی فتح القدير وصرحها باخراج ابی لهب واولاده من هٰذا الحكم؛ لان حرمة الصدقة لبنی هاشم کرامة من اللّٰه تعالیٰ لهم ولذريتهم حيث نصروا النبی عليه الصلاة والسلام فی جاهليتهم واسلامهم،

وابولهب كان حريصاً على اذى النبى ﷺ فلم يستحقها بنوه. (البحر الرائق ۲/۲٤٦، شامی زکریا ۲۹۹/۳، بیروت ۲۷۰/۳، بدائع الصنائع ۱٦۲/۲، تاتارخانية زکریا ۲۱۳/۳، هندية ۱۸۹/۱)

کافر کوزکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے

زکوٰۃ کا روپیہ کسی کافر پر صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ **ولا يجوز صرف الزكوة الى الكافر بلا خلاف، لحديث معاذؓ: خذها من أغنيائهم وردها الى فقرائهم.** (بدائع الصنائع ۱٦۱/۲، هداية ۲۰۵/۱، البحر الرائق ۲٤۲/۲، تاتارخانية زکریا ۲۱۱/۳، درمختار زکریا ۳۰۱/۳) **واما أهل الذمة فلا يجوز صرف الزكوٰة إليهم بالاتفاق.** (عالمگيري ۱۸۸/۱)

پاگل اور ناسمجھ بچہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں

پاگل اور ناسمجھ بچہ کوزکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی؛ البتہ اگر ان کا ولی ان کی طرف سے قبضہ کرلے تو زکوٰۃ درست ہوجائے گی۔ **سئل عبد الكريمؒ عمن دفع زكوٰة ماله الى صبى قال ان كان مراهقاً يعقل الاخذ جاز والا فلايجوز، ولو دفع الى المعتوه فهو على هٰذا التفصيل ولو دفع الى المجنون لا يجوز.** (المحيط البرهانی ۲۱٤/۳) **دفع الزكوٰة الى صبيان اقاربه برسم عيد ...... جاز. (درمختار) وفى الشامى: قوله الى صبيان اقاربه اى العقلاء والا فلا يصح الا بالدفع الى ولى الصغير.** (شامی زکریا ۳۰۷/۳، بیروت ۲۷۷/۳)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک ضروری ہے

زکوٰۃ کی ادئیگی کے لئے فقیر کو باقاعدہ مالک وقابض بنانا شرط ہے، تملیک کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **لا يجوز الزكوٰة الا اذا قبضها الفقير او قبضها من يجوز القبض له لولايته عليه.** (المحيط البرهانی ۲۱٤/۳) **ويشترط ان يكون الصرف تمليكاً لا اباحة.** (الدر المختار مع الشامی بیروت ۲٦۳/۳) **الزكوٰة يجب فيها تمليك المال لان الايتاء فى قوله تعالىٰ: ﴿واٰتوا الزكوٰة﴾ يقتضى التمليك.** (تبيين الحقائق ۱۱۸/۲، البحر الرائق ۲۰۱/۲)

زکوٰۃ کی رقم مسجد وغیرہ میں نہیں لگ سکتی

زکوٰۃ کی رقم براہِ راست مسجد وغیرہ کی تعمیر اوراس کی ضروریات میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ **ولا يبنى بها مسجداً لانعدام التمليك وهو الركن.** (هداية ۲۰۵/۱، درمختار زكريا ۲۹۱/۳، المحيط البرهاني ۲۱۲/۳، هندية ۱۸۸/۱، تاتارخانية ۲۰۸/۳، الفتاویٰ الولوالجية ۱۸۰/۱)

رفاہی اور مفادِ عامہ کے کاموں میں زکوٰۃ لگانا جائز نہیں

رفاہی ضروریات مثلاً راستوں، پلوں اور پانی کی ٹنکیوں شفاخانوں وغیرہ کی تعمیر میں زکوٰۃ کا روپیہ لگانا درست نہیں ہے، ان جگہوں پر صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **لا تصرف في بناء مسجد وقنطرة...... ورباط.** (تاتارخانية زكريا ۲۰۸/۳، هندية ۱۸۸/۱، تبيين الحقائق ۱۲۰/۲) **ولا يصرف إلى بناء مسجد (درمختار) وفي الشامي: قوله: (نحو مسجد) كبناء القناطر والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الأنهار والحج والجهاد وكل ما لا تمليك فيه.** (شامي بيروت ۳۶۳/۳، هندية ۱۸۸/۱)

زکوٰۃ کے مال سے میت کی تجہیز وتکفین

میت کی تجہیز وتکفین میں براہِ راست زکوٰۃ کا روپیہ لگانا جائز نہیں ہے (البتہ اگر سخت ضرورت ہوتو کسی غریب مستحق کوزکوٰۃ کی رقم دے دی جائے پھر وہ اپنی طرف سے تجہیز وتکفین میں لگادے تو ایسا کرنا درست ہوگا) **ولا يجوز ان يكفن بها ميت الخ.** (هندية ۱۸۸/۱) **والحيلة ان يتصدق على الفقير ثم يأمره بفعل هٰذه الاشياء (درمختار) وفي الشامي: ويكون له ثواب الزكوٰة وللفقير ثواب هٰذه القرب.** (شامي زكريا ۲۹۳/۳، طحطاوی ۳۹۳، البحر الرائق زكريا ۴۲۳/۲، تبيين الحقائق ۱۲۱/۲) **وحيلة التكفين بها التصدق على الفقير ثم هو يكفن فيكون الثواب لهما. (درمختار) وفي الشامي: أي ثواب الزكوٰة للمزكي وثواب التكفين للفقير.** (شامي بيروت ۱۷۷/۳)

زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا

میت مقروض کا قرض زکوٰۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں تملیک نہیں پائی جاتی۔ (البتہ مذکورہ حیلہ یہاں بھی اختیار کیا جا سکتا ہے) (مرتب) **ولا یقضی بها دین المیت.** (هندیة ۱/۱۸۸، البحر الرائق ۲/، تبیین الحقائق ۲/۱۲۱)

زکوٰۃ کے مال سے فقراء کی دعوت

اگر مستحق فقراء کو ایک جگہ بٹھا کر کھانا کھلا دیا تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ان کو کھانے کا مالک بنانا ضروری ہے۔ (بعض مدارس میں یکجا بٹھا کر طلبہ کو کھانا کھلانے کا رواج ہے، تو منتظمین کو چاہئے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم تملیک کر کے کھانے میں خرچ کیا کریں، ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی) **واما الاطعام ان دفع الطعام الیه بیده یجوز ایضاً، وان کان لم یدفع الیه ویأکل الیتیم لم یجز لانعدام الرکن وهو التملیک.** (البحر الرائق کوئٹه ۲/۲۰۱، ومثله فی البدائع ۲/۱۴۳) **وأخرج بالتملیک الإباحة فلا تکفی فیها فلو أطعم یتیماً ناویاً بهٖ الزکاة لا تجزیه إلا إذا دفع إلیه المطعوم.** (طحطاوی ۳۸۹، الدر المختار علی رد المحتار ۳/۱۷۱، مجمع الانهر ۱/۱۹۲، الولوالجیة ۱/۱۷۸، تاتارخانیة زکریا ۳/۲۱۴)

زکوٰۃ میں فقیر کو عارضی طور پر مکان دینا

فقیر کو مکان ایک مدت تک رہنے کے لئے دیا اور اس کے کرایہ میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **وخرج بالمال المنفعة فلو أسکن فقیراً داره سنةً ناویاً للزکاة لایجزیه.** (طحطاوی ۳۸۹، الدر المختار علی الشامی ۳/۱۷۲، مجمع الانهر ۱/۱۹۲، البحر الرائق ۲/۲۰۱)

رفاہی ہسپتال میں زکوٰۃ کی رقم صرف کرنا

ہسپتال کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم لگانا جائز نہیں ہے؛ البتہ زکوٰۃ کی رقم سے دوائیں خرید کر غرباء

اور مستحق لوگوں کو دینا شرعاً درست ہے؛ لیکن غیر مستحق لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم سے خریدی گئی دوائیں دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ **ویشترط أن یکون الصرف تملیکاً لا اباحۃً.** (درمختار مع الشامی بیروت ۲۶۳/۳، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۴۶/۱۴، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴۰۵/۳)

مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ کے لئے زکوٰۃ خرچ کرنا

زکوٰۃ کا روپیہ مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ میں براہِ راست خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اس مقصد کے لئے امدادی رقومات حاصل کرنی چاہئیں، اگر بہت سخت ضرورت ہو تو زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب شخص کو دے دیا جائے پھر وہ اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ کے مقدمہ میں لگا دے۔ **لا یصرف إلی بناء نحو المسجد ......، وقدمنا أن الحیلۃ لن یتصدق علی الفقیر، ثم یأمرہ بفعل ھٰذہ الاشیاء.** (شامی زکریا ۲۹۳/۳، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۴۱/۱۴)

مدارس میں زکوٰۃ دینے میں دوہرا ثواب

مدارس میں زکوٰۃ خرچ کرنے میں دوہرا ثواب ملے گا ایک زکوٰۃ کی ادائیگی کا دوسرے علم کی اشاعت اور دین کے تحفظ کا۔ **مستفاد: التصدق علی الفقیر العالم أفضل من التصدق علی الجاھل.** (عالمگیری ۱۸۷/۱، درمختار زکریا ۳۰۴/۳، بیروت ۲۷۵/۳، البحر الرائق ۴۳۶/۲، تبیین الحقائق ۱۲۴/۲، احکام زکوٰۃ **از:** مفتی رفیع صاحب عثمانی ۴۴، فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۸/۶)

تملیک اور حیلۂ تملیک

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے غریب مستحق کو مالک بنانا شرط ہے، اور جہاں تملیک نہ پائی جائے (مثلاً تعمیرات یا رفاہی امور) وہاں زکوٰۃ کی ادائیگی درست نہ ہوگی، اصل مسئلہ یہی ہے؛ لیکن فقہاء نے ضرورت کے موقع پر حیلۂ تملیک کی گنجائش دی ہے۔ **من علیہ الزکوٰۃ إذا أراد أن یکفن میتاً عن زکوٰۃ مالہ لا یجوز، فالحیلۃ أن یتصدق بھا علی فقیر من أھل المیت ثم ھو یکفن بہ المیت فیکون لہ ثواب الصدقۃ و لأھل المیت ثواب**

التكفين، وكذٰلك في جميع أبواب البر الذي لا يقع به التمليك كعمارة المساجد وبناء القناطر والرباطات لا يجوز صرف الزكوٰة إلى هٰذه الوجوه. والحيلة أن يتصدق بمقدار زكوٰة على فقير ثم يأمره بعد ذٰلك بالصرف الى هٰذه الوجوه فيكون للمتصدق ثواب الصدقة ولذٰلك الفقير ثواب بناء المسجد والقنطرة. (تاتارخانية زكريا ۳۱۸/۱۰)

تنبیه: یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حیلہ اصل قانون کا درجہ نہیں رکھتا؛ بلکہ واقعی ضرورت کی تکمیل اور قانون کے حدود کی حفاظت کے لئے حیلہ اختیار کرنے کی اجازت مجبوراً دی جاتی ہے، اور حیلہ کے بارے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ اگر منشأ شریعت کی تکمیل کے لئے حیلہ کیا جائے تو بلا کراہت اس کی گنجائش ہوتی ہے، اور اگر مقاصد شریعت کو نظر انداز کر کے حیلہ کیا جائے تو ایسا حیلہ سخت مکروہ ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص اپنے اوپر زکوٰۃ کے وجوب کو ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرے تو اس کی اجازت نہ ہوگی؛ البتہ اگر دینی ضرورت کی تکمیل کے لئے حیلہ کیا جائے جب کہ اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ ہو تو یہ بلا کراہت درست ہوگا۔ مثلاً کسی جگہ دینی پسماندگی کی وجہ سے مسلم آبادی کا دین وایمان خطرہ میں ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ امدادی رقوم سے وہاں دینی تعلیم کا نظام قائم کرنا مشکل ہے، تو اس طرح کی سخت ضرورتوں کے مواقع پر حیلۂ تملیک کی گنجائش ہوتی ہے، اور جہاں حیلہ کے بغیر ضرورت پوری ہوسکتی ہو تو وہاں حیلۂ تملیک جائز نہ ہوگا۔ **فذهب علماء نا رحمهم الله تعالىٰ أن كل حيلة يحتال بها الرجل لابطال حق الغير أو لإدخال شبهة فيه أو لتمويه باطل فهي مكروهة، وفي العيون وفي جامع الفتاوىٰ لا يسعه ذٰلك. وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام او ليتوصل بها إلى حلال فهي حسنة.** (تاتارخانية زكريا ۳۱۳/۱۰، كفايت المفتي ۲۸۵/٤)

آج کل حیلۂ تملیک اپنانے میں بہت لاپرواہی برتی جاتی ہے، اور عام طور پر حیلہ ہی کو قانون کا درجہ دے دیا گیا ہے، چناں چہ زکوٰۃ کی رقومات بے تکلف حیلۂ تملیک کے بعد غیر مصارف میں صرف کی جاتی ہیں، اور اس بے احتیاطی کا کوئی احساس تک نہیں ہوتا، حالاں کہ یہ معاملہ بہت

نازک ہے، مبتلا بہ شخص کو فی ما بینہ وبین اللہ دیانۃً فیصلہ کرنا چاہئے کہ آیا واقعۃً حیلۂ تملیک کی ضرورت ہے یا نہیں، اگر ضمیر مطمئن ہوتو اس کا اقدام کیا جائے ورنہ اس سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد: محمود الفتاویٰ ۳/۴۸-۵۶ مفتی احمد خانپوری مدظلہ)

حیلۂ تملیک کی کئی صورتیں

(۱) فقیر کو زکوٰۃ کے مال کا بالکلیہ مالک بنادیا جائے، پھر اس سے کہا جائے کہ فلاں جگہ پر خرچ کی ضرورت ہے، تم اپنی طرف سے وہاں خرچ کردو، تو اگر وہ برضا ورغبت اس جگہ خرچ کردے گا تو اس عمل کا اسے ثواب ملے گا، اور زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی۔

والحیلة لمن أراد ذٰلک أن یتصدق ینوی الزکوٰة علی فقیر ثم یأمر بعد ذٰلک بالصرف إلی هٰذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الصدقة ولذٰلک الفقیر ثواب هٰذا الصرف. (تاتارخانیة زکریا ۲۰۸/۳، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۵۰۵/۹)

(۲) فقیر سے کہا جائے کہ تم اپنے طور پر قرض لے کر فلاں ضرورت میں خرچ کردو، اور خرچ کے بعد فقیر کے قرض کی ادائیگی زکوٰۃ کی رقم سے کردی جائے، تو ایسی صورت میں بلاشبہ زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ **والدفع إلی من علیه الدین أولی من الدفع إلی الفقیر.** (هندیة ۱۸۸/۱)

(۳) مدرسہ کا جتنا ماہانہ خرچ بشمول مطبخ، تعلیم وتنخواہ مدرسین آتا ہو اس کو طلبہ کی تعداد پر تقسیم کرکے جو حاصل آئے اتنی رقم ہر طالب علم پر بطور فیس مقرر کردی جائے، اور ہر مہینے فیس کے بقدر رقم بطور وظیفہ طالب علم کو دے کر اس سے بطور فیس واپس لے لی جائے، تو فیس کی شکل میں جو رقم واپس آئے گی اس کو مدرسہ کی ہر طرح کی ضرورت میں خرچ کرنا جائز رہے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱۵۰/۵، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶۰۳/۹، محمود الفتاویٰ ۴۷/۲)

کیا داخلہ فارم پر لکھا ہوا وکالت نامہ حیلۂ تملیک کے لئے کافی ہے؟

آج کل بعض مدارس میں طلبہ سے فارم داخلہ پر لکھوالیا جاتا ہے کہ: ’’میں مہتمم صاحب کو

اپنی طرف سے مدرسہ کے فنڈ میں سے زکوٰۃ وصول کرکے ضروریات میں خرچ کرنے کا اختیار دیتا ہوں'' اور محض اس اجازت کو حیلۂ تملیک کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ یہ محض کاغذی کارروائی ہوتی ہے اس میں عملاً قبضہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا، بریں بنا اس توکیل کو معتبر ماننے میں بعض اکابر مفتیانِ عظام نے بجا طور پر تردد ظاہر کیا ہے۔ (دیکھئے: محمود الفتاویٰ ۴۲/۲-۴۳)

تاہم یہ حیلہ اسی وقت درست ہوسکتا ہے جب کہ ہر طالب علم کے نام کھاتہ کھول کر ایک خاص رقم اس کی طرف اس طرح منتقل کی جائے کہ وہ اس میں خود تصرف کرنے کا مجاز ہو، اس کے بعد وہ مہتمم مدرسہ کو اپنے کھاتے سے رقم نکالنے کی اجازت دے تو یہ اجازت معتبر مانی جائے گی، اس کے برخلاف جہاں اصل پر طالب علم کا کچھ اختیار نہیں ہے وہاں توکیل کا کیا مطلب ہے؟ (مرتب)

مدرسہ کا مہتمم کس کا وکیل ہے؟

اصل میں مدرسہ کا مہتمم چندہ دہندگان کا وکیل ہے کہ وہ اس چندہ کی رقم کو مصارف میں خرچ کرے؛ لیکن بعض اکابر نے اسے بعض خاص مسائل میں من وجہ طلبہ مدرسہ کا بھی وکیل مانا ہے، اسی بنا پر مہتمم کے قبضہ میں آتے ہی معطیان کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا قول کیا جاتا ہے۔ (مستفاد: تذکرۃ الرشید ۱۶۴-۱۶۵، امداد الفتاویٰ ۳۱۶/۳، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۷۵/۱۴-۲۷۶، ڈابھیل ۵۱۱/۹) **مستفاد: بخلاف ما إذا ضاعت في يد الساعي لان يده كيد الفقراء.** (درمختار کراچی ۲۷۰/۲)

جس مدرسہ میں مصرفِ زکوٰۃ نہ ہو اس میں زکوٰۃ صرف کرنا

جس مدرسہ یا مکتب میں فی الوقت زکوٰۃ کا مصرف موجود نہ ہو اس کے لئے زکوٰۃ کی رقم چندہ میں اکٹھا کرنا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۹۷/۱۴-۲۹۸)

مقروض کے قرض کو معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی

مقروض کو قرض سے بری کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، البتہ اگر کسی نے مقروض کو زکوٰۃ کی رقم دی پھر اس سے اپنا قرض وصول کرلیا تو یہ درست ہے۔ **ولا يجزي عن الزكاة دين أبرئ**

عنه فقير بنيتها. (طحطاوی ۳۹۰) **والحيلة أن يعطی المديون زكاته ثم يأخذها عن دينه.** (طحطاوی ۳۹۰، ومثله فی الشامی زکریا ۳/ ۱۹۰، البحر الرائق ۲/ ۲۱۱، هندية ۱/ ۱۷۱)

زکوٰۃ کی رقم حج میں لگانا

کوئی شخص اپنی ذاتی زکوٰۃ کی رقم خود اپنے حج فرض یا نفل میں خرچ نہیں کرسکتا، اس سے اس کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی (البتہ کسی غریب مستحق شخص کو زکوٰۃ کی رقم ادا کی اور وہ اس رقم سے حج کو چلا جائے تو اس کی اجازت ہے) **ولا يجوز أن يبني بالزكوٰة المسجد وكذا القناطر...... والحج الخ.** (هندية ۱/ ۱۸۸، تبيين الحقائق ۲/ ۱۲۰، شامی بيروت ۳/ ۲۶۳)

مال زیادہ سمجھ کر زیادہ زکوٰۃ ادا کردی

اگر کسی شخص نے مال کا حساب لگایا، اس کے بعد زکوٰۃ ادا کردی، پھر دوبارہ حساب لگایا تو مال کم نکلا، تو زائد زکوٰۃ کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کرنا درست ہے۔ **رجل ظن أن ماله خمس مائة فأدى زكوٰة خمس مائة ثم ظهر أن ماله أربع مائة كان له أن يجعل الزيادة من السنة الثانية؛ لأن الزيادة إن لم تقع زكوٰة أمكن جعلها تعجيلاً فتجعل تعجيلاً.** (فتاویٰ قاضی خاں علی هامش الهندية ۱/ ۲۶۳)

زکوٰۃ ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا

بہتر ہے کہ ہر شہر والے اپنی زکوٰۃ اپنے شہر کے فقراء و مستحقین پر صرف کریں؛ لیکن اگر دوسری جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں تو دوسری جگہ زکوٰۃ کی رقم بھیجنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً بہت سے رشتہ دار ضرورت مند دوسرے شہر میں رہتے ہوں، یا بہت سے مدارس ایسے پسماندہ علاقوں میں واقع ہیں جہاں تعاون کرنا دین کی بقا کے لئے ضروری ہے تو وہاں زکوٰۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ **ويكره نقل الزكاة من بلد إلى بلد...... إلا أن**

ینقلها الإنسان إلى قرابته أو إلى قوم هم أحوج من أهل بلده لما فيه من الصلة او زيادة دفع الحاجة. (هداية ۱/۲۰۸، عالمگیری ۱/۱۹۰ ومثله فی المحیط البرهانی ۲/۴۴۰، مجمع الانهر ۱/۲۲۶) **او الی طالب علم، وفی المعراج: التصدق علی العالم الفقیر افضل.** (درمختار زکریا ۳/۳۰۴)

رمضان میں زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب

رمضان المبارک میں چوں کہ ہر فرض عبادت کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے اس لئے رمضان میں زکوٰۃ دینے میں انشاء اللہ ستر گنا ثواب ملنے کی امید ہے۔ (لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ساری زکوٰۃ رمضان ہی میں نکال دی جائے اور غیر رمضان میں فقراء کی ضرورتوں کا خیال نہ رکھا جائے، بلکہ حسبِ ضرورت ومصلحت خرچ کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے) **فی الحدیث الطویل ومن أدیٰ فريضة فيه كان كمن أدیٰ سبعين فريضةً فيما سواه.** (الحدیث) (الترغیب والترهیب ۲/۵۷، البیهقی فی شعب الإیمان ۳/۳۰۵، مشکاۃ شریف ۱۷۳، جامع الاحادیث للسیوطی ۹/۱۳۸ حدیث: ۲۷۶۲۷)

زکوٰۃ کی رقم چوری ہوگئی

اگر زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے رکھی ہوئی تھی اور وہ چوری ہوگئی یا کسی اور طرح ضائع ہوگئی، تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ ادا کی جائے؛ اس لئے کہ مصرف پر خرچ نہیں ہوئی، اور تملیک نہیں پائی گئی۔ **لو افرز من النصاب خمسة ثم ضاع لا تسقط عنه الزكوٰة.** (البحر الرائق کراچی ۲/۲۱۸، تاتارخانیة زکریا ۳/۲۴۰، هندیة ۱/۱۸۲، خانیة ۱/۲۶۲)

❐❖❐

صدقۃ الفطر کے مسائل

روزہ کی زکوٰۃ

روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے لیکن لغو کلام، فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہو پاتا، اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر صدقۃ الفطر کے نام سے گویا کہ روزہ کی زکاۃ الگ سے واجب قرار دی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

(أبو داؤد شريف حديث ١٦٠٩، سنن ابن ماجه ١/٢٢٧، حديث: ١٨٢٧)

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کو ضروری قرار دیا جو روزہ دار کے لئے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے، اور مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام ہے، جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کردے تو یہ مقبول زکاۃ ہوگی اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صدقۂ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں: (۱) روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ (۲) امت کے مسکینوں کے لئے عید کے دن رزق کا انتظام، تا کہ وہ بھی اس روز لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ اسی لئے پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ: أَغْنُوْهُمْ عَنِ السُّؤَالِ فِي هٰذَا الْيَوْمِ۔ (منهاج المسلم ٤٣٤) یعنی اس دن مسکینوں پر اتنا خرچ کرو کہ وہ سوال سے بے نیاز ہو جائیں۔

اس لئے صاحبِ وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقۂ فطر بر وقت ادا کرنے کا اہتمام کریں، جیسا کہ حدیثِ بالا میں فرمایا گیا کہ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے، اسی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عید سے دو تین دن پہلے ہی صدقۃ الفطر ادا کردیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۶۱۰) اور یہ مناسب بھی ہے تا کہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کرسکیں۔

اب ذیل میں صدقۃ الفطر سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جو شخص زندگی کی لازمی ضروریات کے علاوہ اتنی قیمت کے مال کا مالک ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو سکے اس شخص پر عید الفطر کے دن صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ (صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کے وجوب میں قدرے فرق ہے، زکوٰۃ میں مال نامی ہونا لازمی ہے، صدقۂ فطر میں یہ ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا وجوب سال گذرنے کے بعد ہوتا ہے، صدقۂ فطر فوراً واجب ہو جاتا ہے۔ البتہ اس معاملہ میں زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر متحد ہیں کہ یہ مال قرض اور ضرورت اصلی سے زائد ہونا چاہئے، ورنہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا)۔ **تجب على حر مسلم مكلف مالك لنصاب او قيمته وان لم يحل عليه الحول.** (طحطاوی ۳۹٤، تاتارخانية زكريا ٤٥٣/٣، هداية ٢٠٨/١)

خالی پڑے مکانات کی قیمت پر صدقۂ فطر واجب ہے

اگر کسی کے پاس کئی مکانات ہیں ایک میں وہ رہتا ہے بقیہ خالی پڑے ہیں اور ان کی قیمت نصاب یا اس سے زائد ہے اور ان پر اس کا گذارہ نہیں تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (بہشتی زیور ۳۴/۳) **واذا كان داراً لا يسكنها ويؤاجرها او لا يؤاجرها تعتبر قيمتها فى الغناء، وكذا إذا سكنها وفضل شئ عن سكناه تعتبر قيمة الفاضل فى النصاب، ويتعلق بهٰذا النصاب احكام وجوب صدقة الفطر.** (تاتارخانية زكريا ٤٥٤/٣، خانية على الهندية ٢٢٧/١، بزازية على الهندية ١٠٦/٤)

مسافر پر صدقۂ فطر

جس طرح صاحبِ نصاب مقیم پر صدقۂ فطر واجب ہے اسی طرح مسافر مستطیع پر بھی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، اور عید کے دن وہ مسافر جہاں موجود ہو وہیں کی قیمت لگائی جائے گی۔ **فتجب على مسافر...... ويعتبر مكانه لنفسه...... وعليه الفتوىٰ.** (الدر المنتقى على مجمع الانهر ٢٢٦/١، الفتاویٰ الولوالجية ٢٤٤/١)

جو مریض رمضان کے روزے نہ رکھ سکا ہو اس پر صدقۂ فطر

جو شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھ سکا ہو؛ لیکن وہ عید الفطر کی صبح صادق کے وقت صاحب نصاب ہو تو اس پر صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ **المسافر والمريض اذا افطرا في رمضان لا تبطل عندهما صدقة الفطر.** (الولوالجية ۲٤٤/۱) **من سقط عنه الصوم بعذر لم تسقط فطرته.** (طحطاوی ۳۹۵، خانية ۲۳۰/۱، تاتارخانية زكريا ٤٦٣/۳، هندية ۱۹۲/۱)

مال ضائع ہونے کے باوجود صدقۃ الفطر کا وجوب برقرار

اگر کسی شخص پر حسب ضابطہ صدقۃ الفطر واجب ہو چکا تھا، پھر اس کا سب مال ضائع ہو گیا تو بھی صدقۃ الفطر اس سے ساقط نہ ہوگا؛ بلکہ جب بھی گنجائش ہوگی اس پر صدقۂ فطر کی ادائیگی لازم ہوگی۔ **ان صدقة الفطر تتعلق بذمة المؤدى لا بماله ......، بدليل انه لو هلك ماله لا تسقط الصدقة.** (بدائع الصنائع زكريا ۲۰۸/۲) **فلا تسقط الفطرة...... بهلاك المال بعد الوجوب .** (درمختار زكريا ۳۱٤/۳، خانية ۲۳۲/۱)

صدقۃ الفطر کے وجوب کا وقت

صدقۃ الفطر کے واجب ہونے کا وقت عید الفطر کی صبح صادق ہے؛ لہٰذا جو شخص اس وقت کو نصاب کے مالک ہونے کی حالت میں پائے اس پر صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ **ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثاني من يوم الفطر.** (هندية ۱۹۲/۱، ومثله في البدائع الصنائع ۲۰٦/۲، خانية ۲۳۲/۱، هداية ۲۱۱/۱، تاتارخانية زكريا ٤٥۱/۳)

مالدار عید کے دن سے قبل فقیر ہو گیا

جو شخص پہلے سے مالدار اور صاحب نصاب تھا؛ لیکن عید الفطر کی صبح صادق سے قبل فقیر ہو گیا اور اس نے فقیر ہونے کی حالت میں صبح کی تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ **ولو افتقر الغني قبله لم تجب .** (هندية ۱۹۲/۱، شامی زكريا ۳۲۲/۳)

فقیر شخص عید کے دن صبح صادق سے پہلے مال دار ہو گیا

جو شخص فقیر تھا؛ لیکن عید الفطر کی صبح صادق سے قبل مالدار ہو گیا اور اس نے مالدار ہونے کی حالت میں صبح کی تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ **او کان فقیراً فاستغنی ان کان ذٰلک قبل طلوع الشمس تجب علیه الفطرة.** (بدائع الصنائع زکریا ۲۰۶/۲ ،هندية ۱۹۲/۱)

فقیر شخص عید کے دن صبح صادق کے بعد مال دار ہوا

اگر کسی شخص نے عید کے دن فقیر ہونے کی حالت میں صبح صادق کی اس کے بعد وہ اسی دن نصاب کے بقدر مالک ہو گیا تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ **او کان فقیراً فاستغنی إن کان ذٰلک قبل طلوع الشمس تجب علیه الفطرة، وان کان بعده لا تجب علیه.**

(بدائع الصنائع زکریا ۲۰۶/۲ ، شامی زکریا ۳۲۲/۳)

نابالغ بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر

جو نابالغ بچے خود کسی نصاب کے مالک نہ ہوں ان کی طرف سے ان کے باپ پر صدقۂ فطر نکالنا واجب ہے، اور اگر وہ بچے خود صاحبِ نصاب ہوں تو ان کے مال میں سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا۔ **وتجب عن نفسهٖ وطفلهٖ الفقیر الخ.** (عالمگیری ۱۹۲/۱) **وان کانوا اغنیاء یخرجها من مالهم.** (طحطاوی علی المراقی ۳۹٤، هداية ۲۰۸/۱، تاتارخانية زکریا ٤٦٠/۳)

کم فہم یا پاگل اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر

اگر کوئی آدمی عقل کے اعتبار سے کمزور یا پاگل ہو تو اس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر نکالا جائے گا اگرچہ وہ بڑی عمر کا ہو، یعنی اگر وہ فقیر ہو تو باپ اپنے مال سے اس کا صدقۂ فطر نکالے گا، اور اگر وہ مجنون خود مال دار ہو تو اس کے مال سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا۔ **والمعتوه والمجنون بمنزلة الصغیر سواء کان الجنون اصلیاً بان بلغ مجنوناً او عارضیاً هو الظاهر من المذهب.** (تاتارخانية زکریا

٤٦٠/٣) **حتى تجب على الصبى و المجنون اذا كان لهما مال ......، قلت فلو كانا فقيرين لم تجب عليهما بل على من يمونهما.** (شامی زکریا ۳/۳۱۳، عالمگیری ۱/۱۹۲)

بڑی اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر

عاقل بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا باپ پر ضروری نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ بچے باپ کی پرورش میں رہتے ہوں اور باپ ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کردے تو درست ہوجائے گا۔ **لا عن زوجته وولده الكبير العاقل ولو أدى عنهما بلا إذنٍ أجزأ استحساناً للإذن عادةً أى لو فى عيالهٖ وإلا فلا.** (درمختار زکریا ۳/۳۱۷، تاتارخانیة ۳/٤٥٩–٤٦١، هداية ۱/۲۰۹، البحر الرائق ۲/۲۵۲ کراچی)

کیا بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر ہے؟

بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر واجب نہیں ہے؛ لیکن اگر اس کی طرف سے ادا کردے تو ادا ہوجائے گا، خواہ بیوی سے اجازت لی ہو یا نہ لی ہو۔ **ولا يخرج احد الزوجين عن صاحبه ......، ولو اعطى صدقة الفطر عن زوجته اجزأه وان لم يأمره ذلك، وفى الخانية وعليه الفتوىٰ.** (تاتارخانیة زکریا ۳/٤٦٠–٤٦١، درمختار بیروت ۳/۲۸۵، زکریا ۳/۳۱۷، هداية ۱/۲۰۹، مراقی الفلاح ۳۹۵)

حمل کی طرف سے صدقۃ الفطر واجب نہیں

جو بچہ عید الفطر کے روز ماں کے پیٹ میں ہو اس کی طرف سے اس کے باپ پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ **ولا يخرج عن الحمل لانعدام كمال الولاية ولانه لا يعلم حيوته.**

(بدائع الصنائع زکریا ۲/۲۰۳، هندية ۱/۱۹۲، خانية ۱/۲۳۰، تاتارخانية زکریا ۳/٤٦٢)

مرحومین کی طرف سے صدقۃ الفطر نہیں

جس شخص کا انتقال عید الفطر کی صبح صادق سے قبل ہوجائے اس کی طرف سے صدقۂ فطر

واجب نہیں ہوتا۔ **فمن مات او افتقر قبله ...... لا تلزمه.** (مراقی الفلاح ۳۹۵، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۳۲۲، ہندیة ۱/۱۹۲)

صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا مستحب وقت

مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے دن نماز عید کے لئے جانے سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر ادا کردیا جائے۔ **عن ابن عمرؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یأمر باخراج الزکوٰة قبل الغدو للصلاة یوم الفطر.** (ترمذی شریف ۱/۱۴۶) **والمستحب ان یخرج الناس الفطرة یوم الفطر قبل الخروج الی المصلی.** (ہدایة ۱/۲۱۱، تاتارخانیة زکریا ۳/۴۵۱، ہندیة ۱/۱۹۲، خانیة ۱/۲۳۲)

صدقۂ فطر رمضان میں ادا کرنا

صدقۂ فطر رمضان المبارک میں بھی دینا درست ہے؛ البتہ رمضان المبارک سے قبل ادا کرنا مفتی بہ قول کے مطابق درست نہ ہوگا۔ **والمختار إذا دخل شهر رمضان یجوز وقبله لا یجوز، وفی الظهیریة: وعلیه الفتویٰ.** (تاتارخانیة زکریا ۳/۴۵۲)

عید کی نماز کے بعد صدقۂ فطر ادا کرنا

افضل یہ ہے کہ عید الفطر کی نماز سے قبل فطرہ ادا کردیا جائے؛ لیکن اگر اس وقت ادا نہ کیا تو بعد میں جب چاہے ادا کرسکتا ہے، اور جب بھی ادا کرے گا وہ ادا ہی کہلائے گا، اس کو قضاء نہیں کہا جائے گا۔ **ولا تسقط صدقة الفطر بالتاخیر وان طال وکان مؤدیاً لا قاضیاً.** (مجمع الانہر ۱/۲۲۸، بدائع الصنائع ۲/۲۰۷، البحر الرائق زکریا ۲/۴۴۵)

صدقۂ فطر کی شرعی مقدار

صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع کھجور، کشمش یا جو یا نصف صاع گیہوں (یا اس کا آٹا یا ستو) ہے نصف صاع کی مقدار موجودہ اوزان کے اعتبار سے ایک کلو ۵۷۴ رگرام ۶۴۰ رملی گرام ہوتی ہے، اس کی

قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ **وهی نصف صاع من بر او دقیقه او سویقه او صاع تمر او زبیب او شعیر.** (حاشية الطحطاوی علی المراقی ۳۹۵) **ان الصاع من الزبیب منصوص علیه فی الحدیث الصحیح فلا تعتبر فیه القیمة.** (شامی زکریا ۳/ ۳۱۹، مستفاد: ایضاح المسائل ۹۸)

صاحبِ حیثیت لوگوں کے لئے مشورہ

آج کل نصف صاع کے اعتبار سے ایک صدقۂ فطر کی مقدار (بہت کم بیٹھتی ہے، جو بڑے مال داروں کے لئے کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتی، اس لئے ایسے لکھ پتی اور کروڑ پتی سرمایہ دار حضرات کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے نصف صاع گیہوں کی قیمت لگانے کے بجائے ایک صاع (تین کلو ڈیڑھ سو گرام) کھجور یا کشمش کا حساب لگایا کریں، اس میں ان کو ثواب زیادہ ملے گا اور فقراء کا نفع زیادہ ہوگا۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: پیغمبر علیہ السلام نے ایک صاع کھجور یا جو یا آدھا صاع گیہوں کا صدقہ ضروری قرار دیا ہے، جو ہر آزاد، غلام، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے پر لازم ہے، لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہاں تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ گیہوں کا بازاری بھاؤ سستا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر وسعت فرمائی ہے، اس لئے اگر تم صدقۂ فطر ہر چیز کا ایک صاع کے حساب سے نکالو تو زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد شریف ۱/ ۲۲۹ حدیث: ۱۶۲۲)

اس سے معلوم ہوا کہ وسعت رکھنے والے صاحبِ حیثیت لوگوں کو اضافہ کے ساتھ صدقۂ فطر نکالنا چاہئے۔ **قال فی البذل: قوله صاعاً من کل شیءٍ ای من الحنطة وغیرها لکان احسن.** (بذل المجهود بیروت ٦/ ٤٥٤)

صدقۂ فطر میں بازاری بھاؤ کا اعتبار ہے

صدقۂ فطر میں بازاری بھاؤ کا اعتبار ہوتا ہے، کنٹرول یا راشن کی دوکانوں کے ریٹ کا اعتبار

نہیں ہے۔ **مستفاد : ویقوم فی البلد الذی المال فیه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۲۱۱، ہندیة ۱/ ۱۸۰، فتح القدیر ۲/ ۲۱۹، فتاویٰ رحیمیه ۳/ ۱۱۳، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۹/ ٦٢٤)

چاول وغیرہ سے صدقۂ فطرادا کرنا

اگر منصوص اشیاء (گیہوں ، جو، کھجور، کشمش) کے علاوہ غلہ جات مثلاً چاول کے ذریعہ صدقۂ فطرادا کیا جائے تو اس میں وزن کا نہیں ؛ بلکہ قیمت کا اعتبار ہوتا ہے، یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو وغیرہ کی جو قیمت بازار میں ہو اس کے بقدر چاول لے کر اسے صدقہ کر دیا جائے۔ **وما لم ینص علیه کذرة وخبز یعتبر فیه القیمة.** (درمختار کراچی ۲/ ٣٦٤، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۱٤/ ۳۸۳، مرغوب الفتاویٰ ۳/ ۳۸٤)

ایک فقیر کو پورا صدقۂ فطر دیں

بہتر یہ ہے کہ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی مستحق فقیر کو دیا جائے اور ایک صدقۂ فطر متعدد فقراء کو تقسیم کر کے دینا کم از کم مکروہ تنزیہی ہے؛ البتہ کئی لوگوں پر واجب ہونے والا صدقۂ فطر ایک فقیر کو دینے میں حرج نہیں۔ **ویتحصل من هذا الجواب أن الدفع إلی متعدد مکروہ تنزیهاً ککراهة التاخیر.** (شامی بیروت ۳/ ۲۹۱، زکریا ۳/ ۳۳۲) **ویجوز دفع ما یجب علی جماعة إلی مسکین واحد کذا فی التبیین.** (عالمگیری ۱/ ۱۹۳، تاتارخانیة زکریا ۳/ ٤٦١)

سادات کے لئے صدقۃ الفطر حلال نہیں

سادات (خانوادۂ بنی ہاشم) کو صدقۃ الفطر دینا درست نہیں ہے۔ **ولو اعطی الی بنی هاشم لا یجوز.** (تاتارخانیة زکریا ۳/ ٤٦١، مراقی الفلاح ۳۹۳، ہندیة ۱/ ۱۸۹، هدایة ۱/ ۲۰٦)

فطرہ کی رقم مسجد یا قبرستان میں لگانا

فطرہ کی رقم کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا ہے؛ لہٰذا جس طرح مسجد اور قبرستان وغیرہ میں

زکوٰۃ لگانا جائز نہیں اسی طرح فطرہ کی رقم لگانا بھی درست نہ ہوگا۔ **ومصرف هٰذه الصدقة ما هو مصرف الزكوٰة، كذا فى الخلاصة.** (هندية ۱/۱۹٤) **ويشترط ان يكون الصرف تمليكاً لا اباحةً ......، لايصرف الى بناء مسجد ولا الى كفن ميت وقضاء دينه.**

(درمختار مع الشامی زکریا ۲۹۱/۳، البحر الرائق ۲۴۳/۲)

صدقۂ فطر کافر فقیر کو دینا

صدقۂ فطر ذمی کافر فقیر کو دینے کی گنجائش ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ مسلمان کو دیا جائے (اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، امام ابویوسفؒ کی ایک روایت سے عدم جواز معلوم ہوتا ہے اور بعض مشائخ نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے؛ لیکن صاحب ہدایہ اور متون کی عبارات جواز پر دال ہیں؛ البتہ جو کافر مسلمانوں سے برسر پیکار ہوں جنہیں اصطلاح میں حربی کہا جاتا ہے ان کو زکوٰۃ یا صدقۂ فطر وغیرہ دینا بالاتفاق ناجائز ہے)۔ **وجاز دفع غيرها وغير العشر والخراج إليه أى الذمى ولو واجباً كنذر وكفارةٍ وفطرةٍ خلافاً للثانى وبقوله يفتىٰ وأما الحربى ولو مستأمناً فجميع الصدقات لا تجوز له اتفاقاً.** (درمختار) **وفى الشامى قلت: لكن كلام الهداية وغيرها يفيد ترجيح قولهما وعليه المتون.**

(شامی بیروت ۲۷۲/۳، زکریا ۳۰۱/۳، هندية ۱۸۸/۱، تاتارخانية زكريا ٤٦١/۳، بهشتی زیور اختری حاشیه ۱۳۶/۳)

مسافر شخص صدقۃ الفطر میں کہاں کا حساب لگائے؟

مسافر صاحب نصاب شخص عید کے دن خود جہاں موجود ہو اسی جگہ کے اعتبار سے صدقۂ فطر کی قیمت لگائے گا (مثلاً ہندوستان کا رہنے والا شخص اگر عید کے دن سعودی عرب میں موجود ہو تو وہ سعودی عرب میں نصف صاع گیہوں کی قیمت سے صدقۂ فطر ادا کرے گا) **فتجب على مسافر ...... ويعتبر مكانه لنفسه الخ وعليه الفتوىٰ.** (الدر المنتقى ۲۲٦/۱، الولوالجية ۳٤٤/۱)

غیر ملک میں مقیم شخص کا صدقۂ فطر کس حساب سے نکالیں؟

اگر کوئی غیر ملکی شخص مثلاً ہندوستان میں اپنا صدقۂ فطر ادا کرانا چاہے تو اسے ہندوستان کی نہیں؛ بلکہ اپنے ملک کی قیمت کا اعتبار کرنا ہوگا (مثلاً ہندوستان کا کوئی شخص ملازمت کے لئے دوسرے ملک گیا ہوا ہے اور وہ وہاں سے اپنے گھر والوں کو فون کرتا ہے کہ اس کا صدقۂ فطر وطن میں ادا کردیا جائے تو وہ جس ملک میں مقیم ہے وہاں نصف صاع گیہوں کی جو قیمت بنتی ہے اسی اعتبار سے اس کی طرف سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا، ہندوستان کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا) **ویعتبر مکانه لنفسه الخ وعلیه الفتویٰ.** (الدر المنتقی ۱/۲۲٦، الولو الجیة ۱/۲٤٤)

كتاب الاضحية

(قربانی کے منتخب مسائل)

○

قَالَ اللّٰہُ تبارَکَ وَتَعَالیٰ:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصّٰبِرِينَ عَلٰى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُونَ ○ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُم مِّن شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ○ (الحج: ۳۴ – ۳۷)

○

ترجمہ: اور ہر قوم کے واسطے ہم نے قربانی مقرر کردی ہے؛ تاکہ وہ اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں کو ذبح کرتے ہوئے جو ان کو اللہ نے عطا فرمائے ہیں، پس تمہارا معبود ایک اللہ ہے، سو اسی کی تابع داری کرتے رہو، اور آپ (اے پیغمبر!) عاجزی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجئے۔ جو ایسے لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا نام لیجئے تو ان کے دل کانپ جائیں اور جو ان پر پڑنے والی (مصیبتوں) کو جھیلنے والے ہیں، اور نماز کے قائم رکھنے والے ہیں، اور ہمارے دئے ہوئے رزق میں سے کچھ نہ کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور (ہم نے) کعبہ پر پیش کرنے کے لئے تمہارے لئے اونٹ مقرر کئے ہیں جو تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں (اس سے حج کی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے) تمہارے واسطے ان میں بھلائی ہے، سو ان پر لائن لگا کر اللہ کا نام پڑھو، پھر جب ان کے کروٹ گر پڑیں (یعنی انہیں ذبح کر دیا جائے) تو ان میں سے کھاؤ اور کھلاؤ صبر سے بیٹھ رہنے والے اور بے قراری کا اظہار کرنے والے (محتاجوں) کو، اسی طرح ہم نے (ان جانوروں کو) تمہارے بس میں کر دیا؛ تاکہ تم احسان مانو۔ اللہ کے دربار میں ان کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون؛ لیکن اس کے دربار میں تمہارے دل کا ادب ہی باریاب ہوتا ہے (کہ کس نیت سے قربانی پیش کی گئی) اسی طرح اللہ نے ان کو تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی پڑھو، اس بات پر کہ تم کو (اللہ نے صحیح) راہ سجھائی، اور اے پیغمبر! آپ نیکی کرنے والوں کو بشارت سنا دیجئے۔

مسائل قربانی

عظیم قربانی؛ جو یادگار بن گئی

یہ انسانی تاریخ کا ایسا اثر انگیز واقعہ ہے جس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ذرا تصور کیجئے کہ ۸۶ رسالہ بوڑھا شخص جو آرزو کے باوجود ابھی تک اولاد کی نعمت سے سرفراز نہ تھا، اور بارگاہِ خداوندی میں سراپا سوال بن کر یہ دعا کیا کرتا تھا:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. (الصّٰفّٰت: ۱۰۰) اے میرے رب مجھے نیک اولاد سے نوازیئے۔

بالآخر ایک دن اس کی یہ فریاد اس کے رب نے سن ہی لی، اور ایک حلیم، بردبار اور باوقار بیٹے کی نہ صرف بشارت سنائی؛ بلکہ ''ہونہار اسماعیل'' کی صورت میں- وہ مبارک بیٹا عطا بھی کر دیا گیا- بڑھاپے کی اولاد کی قدر وہی جان سکتا ہے جسے ایسے حالات سے سابقہ پڑا ہو؛ لیکن وہ باپ جسے یہ بیٹا عطا ہوا تھا وہ کوئی عام انسان نہ تھا، وہ تو اللہ کا خلیل اور توحید وانابت الی اللہ میں اپنے بعد آنے والی انسانیت کا امام بننے والا تھا، اس لئے رب العالمین کے دستور کے مطابق اطاعت وانقیاد اور بے چون وچرا امتثال امر کی کسوٹی پر اسے پرکھنے کا عمل شروع ہوا؛ چناں چہ اولاً اس معصوم جگر کے ٹکڑے کو اس کی والدہ ماجدہ کے ساتھ- مکہ معظّمہ کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ آنے کا حکم صادر ہوا- جسے وہ اللہ کا سچا خلیل پوری خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے بلاتاخیر بجالایا، دن ہفتوں میں، ہفتے مہینوں میں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہوتے گئے- مکہ معظّمہ جو کسی زمانہ میں غیر آباد تھا اب آباد ہو چکا تھا- اور وہ نورِ نظر، لختِ جگر پیارا سا ''اسماعیل'' اب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا اور امید ہو چلی تھی کہ یہ ہونہار بیٹا اب اپنے بوڑھے باپ کا سہارا بنے گا، اور ضعف وکمزوری کی عمر میں اس کا ہاتھ بٹائے گا؛ لیکن عین اسی زمانہ میں جب کہ نظروں میں روشن مستقبل کے خواب سجائے جا رہے تھے، اس خلیل اللہ- ابراہیم- کو خواب میں یہ حکم ربی پہنچا کہ: ''اب ہمیں تمہارے عزیز از جان نورِ نظر کی جان کی قربانی منظور ہے''، ذرا سوچئے کیسا دل دوز حکم ہے؟ اس حکم سے دل پاش پاش ہو جائے تو بجا ہے، آرزوؤں کے بعد حاصل شدہ ایک ہونہار جوان بیٹے کو ایک بوڑھا باپ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، کیا مادیت کی دنیا میں کوئی اسے سوچ بھی سکتا ہے؟ لیکن انسانیت کی تاریخ کا یہ روشن ورق آج بھی سچی تاریخ کے صفحات پر نقش ہے اور تاقیامت نقش رہے گا- کہ جس حکم کی تعمیل کو دنیا والے سوچ بھی نہیں سکتے تھے- اللہ کے خلیل- ابراہیم علیہ السلام- نے اس حکم ربی کو بسر

وچشم قبول کر کے برملا اس کی تعمیل کا شرف حاصل کیا، اور اپنے لئے ابدی شرافت وعظمت مقدر کرالی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اس تعمیل حکم میں وہ سعادت آثار بیٹا - اسماعیل - اپنے عظیم والد - ابراہیم خلیل اللہ - کے شانہ بشانہ نظر آیا، اور بجا طور پر ذبیح اللہ - کے مبارک لقب کا حق دار بنا - اللہ تعالیٰ کو ان باسعادت باپ بیٹے کی یہ ادائیں ایسی پسند آئیں کہ قیامت تک ان کا نام روشن فرما دیا اور اپنی مقدس کتاب - قرآنِ کریم - میں بڑے اچھوتے انداز میں ان کا تذکرہ فرمایا، آپ بھی پڑھئے اور سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس طرح کی اطاعت چاہتے ہیں، اور اطاعت شعار بندوں کا اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں کتنا بلند مقام ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ. رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ. فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ. فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی، قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ، سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ. فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ. وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ. قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا، اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ. اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ. وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ. وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ. سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ. كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ. اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ. (الصّٰفّٰت: ۹۹-۱۱۱)

اور فرمایا کہ میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں، وہی مجھے راہ دکھائے گا، (اور عرض کیا) میرے رب مجھے نیک فرزند عطا فرمایئے، پس ہم نے انہیں ایک متحمل مزاج بیٹے کی بشارت دی، پھر جب وہ (بیٹا) آپ کے ساتھ محنت کی عمر کو پہنچا تو فرمایا: میاں صاحب زادے! میں نے خواب میں تمہیں ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے، تو سوچو تمہاری کیا رائے ہے؟ اس (بیٹے) نے کہا: ابا جان! آپ کو جو حکم ربی ہوا ہے اسے کر گذریے، آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے، پس جب دونوں (باپ بیٹے) نے دل سے حکم مانا اور (بیٹے کو ذبح کے لئے) پیشانی کے بل لٹا دیا، اور ہم نے پکارا اے ابراہیم! تم نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ عطا کرتے ہیں، یقیناً یہ کھلی ہوئی آزمائش تھی، اور اس کے بدلہ میں ہم نے ایک بڑا جانور ذبح کے لئے دیا اور بعد میں آنے والے لوگوں میں یہ چرچا ہم نے باقی رکھا کہ ابراہیم پر سلامتی ہو، ہم مخلص بندوں کو ایسا ہی (شاندار) صلہ دیتے ہیں، بے شک وہ (ابراہیم) ہمارے مؤمن بندوں میں ہیں۔

ان آیتوں کو پھر پڑھیں، بار بار پڑھیں، رحمٰن ورحیم اور رؤف وشکور رب کے ذریعہ اپنے مخلص بندوں کی کیسی قدر دانی ہوتی ہے؟ اس کا اظہار ان آیات کے ایک ایک لفظ سے ہو رہا ہے، اس ربِ شکور کی رحمت تو آج بھی عام ہے، بس بندوں کی طرف سے انابت واطاعت کی ضرورت ہے، کاش اس کا کچھ حصہ ہمیں بھی نصیب ہو جائے، آمین۔

سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ذبیح اللہ ہیں

اہلِ تحقیق حضرات مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیہ السلام ہی ذبیح اللہ تھے، اور انہی کی یاد میں قربانی کا حکم امت محمدیہ کو دیا گیا ہے، اور تفسیر کی بعض روایات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحب زادے سیدنا حضرت اسحٰق علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کے ذبیح اللہ ہونے کی جو بات لکھی گئی ہے، محققین علماء نے اسے قبول نہیں کیا؛ کیوں کہ نہ صرف قرآن کے اسلوب؛ بلکہ موجودہ توریت کی عبارات سے بھی اس کی نفی ہوتی ہے، اور مفسرین نے لکھا ہے کہ دراصل یہودیوں نے روایتی تعصب کا ثبوت دیتے ہوئے ذبیح اللہ ہونے کی شرافت اپنے مورثِ اعلیٰ سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی ہے، اور ان کی پھیلائی ہوئی روایتوں سے متأثر ہو کر بعض اسلامی روایتوں میں بھی حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ کہہ دیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی تھے، اور اس کی تائید درج ذیل شواہد سے ہوتی ہے:

الف: قرآنِ پاک میں جہاں حضرت اسماعیل کی بشارت مذکور ہے وہاں ان کی صفت ''حلیم'' بیان کی گئی ہے، جب کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے لئے جو بشارت دی گئی اس میں ''علیم'' کا لفظ آیا ہے، یہ دونوں صفات دونوں پر الگ الگ منطبق ہیں، اور بلاشبہ حلیم کی صفت ذبیح اللہ کے لئے نہایت موزوں اور مطابق ہے۔

ب: سورہ ''والصّٰفّٰت''، میں اولاً حضرت اسماعیل کے لئے بشارت پھر آپ کی قربانی کا تذکرہ ہے اور اس مضمون کے ختم ہونے کے بعد آگے ﴿وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ﴾ کہہ کر نئے مضمون کی ابتدا کی گئی ہے، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ پہلی بشارت الگ تھی اور دوسری بشارت الگ ہے۔

ج: ذبح وقربانی کا واقعہ بالاتفاق مکہ معظّمہ میں پیش آیا اور یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی مقیم تھے نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

د: توریت میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس بیٹے کی قربانی پیش کی وہ اکلوتے بیٹے تھے، اور یہ بات اسی وقت درست ہوسکتی ہے جب کہ اسماعیل علیہ السلام کو ہی ذبیح اللہ مانا جائے؛ کیوں کہ یہ امر متحقق ہے کہ اولاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اس کے ۱۳ ریا ۱۴ رسال کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (تلخیص: تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۱۳۱-۱۱۳۴، معارف القرآن ۷/ ۴۶۲-۴۶۶)

اسلام میں قربانی کا حکم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخدوم اور دیگر تمام مخلوقات کو انسان کا خادم بنایا ہے، ان خادموں میں جاندار بھی ہیں اور بے جان بھی ہیں، بے جان چیزوں سے تو آدمی نفع اٹھاتا ہی ہے اور جانداروں سے بھی انتفاع اس کے لئے جائز کیا گیا ہے، مگر ان سے انتفاع کی شکلیں مختلف ہیں، کسی کو سواری کے کام میں لیا جاتا ہے، کسی پر بوجھ لادا

جاتا ہے، بعض جانوروں کے بالوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، انھی فوائد میں سے ایک اہم فائدہ گوشت کھانے کا بھی ہے؛ کیوں کہ طبعی طور پر انسان گوشت خور واقع ہوا ہے، تاہم شریعت نے ایسے جانوروں کے گوشت کو حرام کردیا ہے جن میں ظاہری یا باطنی خبث پایا جاتا ہو، چناں چہ خنزیر اور سباع بہائم وغیرہ ظاہری خبث کی وجہ سے حرام کیئے گئے، جب کہ غیر اللہ پر بھینٹ چڑھائے جانے والے جانوروں کو باطنی خبث کی بنا پر حرام کیا گیا ہے۔

اب دنیا میں پرانی قوموں سے یہ دستور رہا ہے کہ جانوروں کے خون بہانے کو تقرب کا ذریعہ سمجھا گیا، اور حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے واقعہ میں اللہ کی رضا جوئی کی خاطر جنتی مینڈھے کی قربانی کرا کر عملاً اس دستور کو صحیح رخ دے دیا گیا، اور اسلام میں بھی یہ طریقہ نہ صرف یہ کہ مشروع؛ بلکہ مطلوب ومحمود قرار پایا، اور وسعت والوں پر خاص دنوں میں متعینہ جانوروں میں سے قربانی پیش کر کے تقرب خداوندی کے حصول کو واجب قرار دیا گیا، اور اس پر اتنی تاکید کی گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سخت تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَجَدَ سَعَةً لِاَنْ یُّضَحِّیَ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَحْضُرْ مُصَلَّانَا. (رواہ الحاکم ۳۸۹/۲، الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۶)

جوآدمی قربانی کی گنجائش رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

پیغمبر علیہ السلام کے درج بالا ارشاد سے اسلام میں قربانی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایامِ قربانی میں قربانی سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں

قربانی کے ایام میں دیگر عبادات کے مقابلہ میں قربانی کا عمل اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے، چناں چہ ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ فَاِنَّهٗ لَتَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ قُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِهَا نَفْسًا. (سنن ابن ماجہ: ۳۱۲۶، ترمذی شریف: ۱۴۹۳، الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۵)

قربانی کے دن میں کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے اور یہ قربانی کا جانور قیامت کے میدان میں اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی میں بہایا جانے والا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبولیت کا مقام حاصل کرلیتا ہے؛ لہٰذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

قربانی کے بجائے صدقہ کافی نہیں

واضح ہو کہ ایامِ قربانی میں جانور کا ذبح کرنا ہی لازم ہے، جانور کی قیمت کے صدقہ سے کام نہیں چل

سکتا ہے، اور جو شخص وسعت کے باوجود قربانی نہیں کرے گا وہ سخت گنہگار ہوگا؛ کیوں کہ وہ واجب کا تارک ہے۔

ومنها انه لا يقوم غيرها مقامها فى الوقت حتى لو تصدق بعين الشاة او قيمتها فى الوقت لا يجزئه عن الاضحية. (هندية ۲۹۳/۵، بدائع الصنائع زكريا ۲۰۰/۴، جامع الفتاوىٰ ۳۹۰/۴)

نوٹ: آج کل بعض ماڈرن ذہن والے لوگ قربانی کے بجائے صدقہ کرنے پر زور دیتے ہیں تو ان کی یہ بات شریعت کے قطعاً خلاف ہے، اور ہرگز لائق توجہ نہیں ہے۔

ذیل میں قربانی سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں، ان مسائل کے انتخاب میں دیگر کتب کے علاوہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے رسالہ ''احکامِ قربانی'' اور حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مفتی مدرسہ شاہی کے مقبول عام رسالہ ''مسائل قربانی وعقیقہ'' سے خصوصاً استفادہ کیا گیا ہے۔ **فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء:**

قربانی کے ایام

قربانی کے ایام تین ہیں، یعنی ۱۰-۱۱/اور ۱۲/ذی الحجہ، اس سے پہلے یا بعد میں قربانی معتبر نہیں ہے۔ **وقت الاضحية ثلاثة ايام: العاشر والحادى عشر والثانى عشر اولها افضلها وآخرها ادونها.** (هندية ۲۹۵/۵، بدائع الصنائع زكريا ۱۹۸/۴، خانية ۳۴۵/۳، جواهر الفقه ۴۴۸/۱، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۸۶/۴، مسائل قربانی وعقیقه ۱۲)

کون سے دن قربانی افضل ہے؟

۱۰/ذی الحجہ کو قربانی کرنا سب سے افضل ہے، اس کے بعد ۱۱/اور ۱۲/ذی الحجہ کا درجہ ہے۔ **يوم النحر الىٰ آخر ايامه وهى ثلاثة، افضلها اولها ثم الثانى ثم الثالث.** (درمختار مع الشامى كراچى ۳۱۶/۶، زكريا ۴۵۸/۹، تاتارخانية زكريا ۴۱۶/۱۷، مجمع الانهر ۱۷۰/۴، البحر الرائق زكريا ۳۲۲/۹)

رات میں قربانی کرنا

ایام قربانی میں رات میں قربانی کرنا بھی بکراہت معتبر ہے (لیکن روشنی وغیرہ کا اچھا انتظام رکھیں، ایسا نہ ہو کہ اندھیرے کی وجہ سے ذبح میں کمی رہ جائے) **وكره تنزيهاً الذبح ليلاً لاحتمال**

الغلط. (درمختار زکریا ۴٦۳/۹، کراچی ۳۲۰/٦، هندیة ۲۹/۵، مجمع الانهر ۱۷۰/٤، خانیة ۳٤۵/۳، بدائع الصنائع زکریا ۲۲۳/٤، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ٤۵٦/۱۷، جامع الفتاویٰ ٤۵۸/٤، مسائل قربانی وعقیقه ۱۲)

قربانی کے وقت میں شہر اور دیہات کا فرق

قربانی کا اصل وقت ۱۰/ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہو کر ۱۲/ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک رہتا ہے؛ البتہ جس بڑی آبادی میں عید کی نماز ہوتی ہے وہاں نماز عید الاضحیٰ کے بعد ہی قربانی درست ہوگی اور جہاں نماز عید جائز نہ ہو جیسے چھوٹے گاؤں و دیہات تو وہاں صبح صادق کے فوراً بعد سے قربانی درست ہے۔ **واول وقتها بعد فجر النحر...... وآخره قبيل غروب اليوم الثالث.** (ملتقی الابحر ۱٦۹/٤) **وقت الاضحية يدخل بطلوع الفجر من يوم النحر الا انه لا يجوز لاهل الامصار الذبح حتى يصلي الامام العيد.** (هداية ٤۲۹/٤، درمختار زکریا ٤٦۰/۹، کراچی ۳۱۸/٦، بدائع الصنائع زکریا ۱۹۸/٤، هندية ۲۹۵/۵، مسائل قربانی وعقیقه ۱٤)

نوٹ:- تاہم دیہات والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ سورج طلوع ہونے کے بعد ہی قربانی کریں۔ **والوقت المستحب للتضحية في حق أهل السواد بعد طلوع الشمس.** (هندية ۲۹۵/۵)

عید الاضحیٰ کی نماز کا وقت

عید الاضحیٰ کی نماز کا اصل وقت دس ذی الحجہ کی اشراق سے لے کر زوال تک ہے، اس میں جو نماز پڑھی جائے گی وہ ادا کہلائے گی، اور اگر کسی عذر سے اگلے دن نماز پڑھی جائے گی تو وہ قضا کے درجہ میں ہوگی۔ **ووقت الصلاة من الارتفاع إلى الزوال......، فإن اشتغل الإمام فلم يصل أو ترك عمداً حتى زالت فقد حل الذبح بغير صلاة فى الأيام كلها لأنه بالزوال فات وقت الصلاة، وإنما يخرج الإمام فى اليوم الثانى والثالث على وجه القضاء.** (شامی بیروت ۳۸٦/۹، زکریا ٤٦۱/۹، هندية ۱۵۰/۱، طحطاوی علی المراقی ۵۳۲)

عید کی نماز کے بعد خطبہ سے قبل قربانی

اگر عید کی نماز کے بعد خطبہ سے قبل قربانی کی تو درست ہو جائے گی؛ لیکن ایسا کرنا اچھا نہیں

ہے، بہتر یہ ہے کہ خطبہ کے بعد ہی قربانی کی جائے۔ **وأول وقتها بعد الصلاة إن ذبح في مصر أي بعد أسبق صلاة عيد ولو قبل الخطبة ولكن بعدها أحب. (درمختار) وقال في المنح وعن الحسن: لو ضحیٰ قبل الفراغ من الخطبة فقد أساء.**

(درمختار مع الشامی بیروت ۹/۳۸۵، زکریا ۹/۴۶۱، هندية ۵/۲۹۵)

امام نے بلا طہارت نماز عید پڑھادی تو قربانی کا کیا حکم ہے؟

اگر امام نے بھولے سے بلا وضو نماز عید پڑھادی پھر عیدگاہ میں مجمع منتشر ہونے کے بعد اسے یاد آیا تو دوبارہ نماز عید کا حکم نہیں ہے؛ لیکن اگر مجمع منتشر ہونے سے قبل یاد آگیا تو عید کی نماز دہرائی جائے گی، تاہم اگر کوئی شخص ایسی صورت میں نماز دہرانے سے قبل قربانی کردے تو استحساناً اس کی قربانی درست مانی جائے گی۔ **تبين أن الإمام صلى بغير طهارة تعاد الصلاة دون الاضحية لأن من العلماء من قال: لا يعيد الصلاة إلا الإمام وحده فكان للاجتهاد فيه مساغاً. وفي المجتبى: إنما تعاد قبل التفرق لا بعده. (درمختار) هٰذا تقييد لإطلاق المتن وهو وجيه لما في الإعادة بعد التفرق من المشقة.** (شامی بیروت ۹/۳۸۷، زکریا ۹/۴۶۱، هندية ۵/۲۹۵، بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۱۲، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۲، جامع الفتاویٰ ۴/۳۷۶)

عیدگاہ کی نماز کے بعد قربانی

اگر عیدگاہ میں نماز عید ادا کرلی گئی ہو اور محلوں کی مساجد میں نماز عید میں دیر ہو تو بھی قربانی کرنا درست ہے۔ **ان ضحى بعد ما فرغ اهل الجبانة قبل اهل المسجد، قيل في هٰذه الصورة يجوز قياساً واستحساناً.** (تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۱۹، هندية ۵/۲۹۵، درمختار زکریا ۹/۴۶۰، کراچی ۶/۳۱۸، الدر المنتقیٰ ۴/۱۶۹، بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۱۲)

قربانی کی صحت کے لئے شہر میں کسی بھی جگہ نماز عید ہونا کافی ہے

اگر شہر میں کسی جگہ نماز عید الاضحیٰ پڑھ لی جائے تو پورے شہر والوں کے لئے قربانی کرنا

درست ہوجاتا ہے، اس میں عیدگاہ یا جامع مسجد وغیرہ کی نماز پر صحت کا مدار نہیں ہے۔ **ان کان یصلی فی المصر فی موضعین ...... اذا صلی اهل احد المسجدین ایهما کان جاز ذبح الاضاحی.** (بدائع الصنائع زکریا ۲۱۱/۴، مجمع الانہر ۱۷۰/۴، درمختار مع الشامی زکریا ۴۶۰/۹، کراچی ۳۱۸/۶، تاتارخانیة زکریا ۴۱۹/۱۷، هندیة ۲۹۵/۵، فتاویٰ رحیمیه زکریا ۳۹/۱۰، جامع الفتاویٰ ۴۵۹/۴، مسائل قربانی وعقیقه ۱۴)

جس شہر میں قربانی کی جائے وہیں کی نماز عید کا اعتبار ہے

اگر کسی شخص نے دوسرے شہر میں قربانی کا انتظام کیا ہو تو اسی شہر میں نماز عید کے بعد قربانی درست ہوگی (بالفرض اگر مالک کے شہر میں نماز عید نہ ہوئی ہو تو اس کا انتظار نہیں کیا جائے گا) **ان الرجل اذا کان فی مصر واهله فی مصر آخر فکتب الیهم لیضحوا عنه فانه یعتبر مکان التضحیة، فینبغی ان یضحوا عنه بعد فراغ الامام من صلاته فی المصر الذی یضحیٰ عنه فیه.** (هندیة ۲۹۶/۵، بدائع الصنائع زکریا ۲۱۳/۴، تاتارخانیة زکریا ۴۲۲/۱۷، الفتاویٰ الولو الجیة ۷۹/۳)

جس شہر میں فتنہ اور انتشار کی وجہ سے نماز عید پڑھنا ممکن نہ ہو وہاں قربانی کب کریں؟

اگر کسی شہر میں آپسی انتشار یا کرفیو وغیرہ کی وجہ سے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ ۱۰؍ ذی الحجہ کو زوال کے وقت تک انتظار کیا جائے اس کے بعد قربانی کی جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص زوال سے پہلے ہی قربانی کرلے تو مختار قول کے مطابق اس کی قربانی بھی درست ہوجائے گی۔ **بلدة فیها فتنة فلم یصلوا و ضحوا بعد طلوع الفجر جاز فی المختار. (درمختار) لأن البلدة صارت فی هٰذا الحکم کالسواد، وفی التاترخانیة وعلیه الفتویٰ.** (در مختار مع الشامی بیروت ۳۸۷/۹، زکریا ۴۶۲/۹، هندیة ۲۹۵/۱، البحر الرائق زکریا ۳۲۲/۹، بدائع الصنائع زکریا ۲۱۳/۴)

اگر شہر میں ۱۰/ ذی الحجہ کو نماز عید نہ پڑھی جائے تو قربانی کب کرے؟

اگر کسی عذر کی وجہ سے ۱۰/ ذی الحجہ کو نماز عید الاضحیٰ نہ پڑھی جاسکے تو نمازِ عید کا وقت گذرنے یعنی زوال ہوجانے کے بعد قربانی کرنا درست ہے، اور زوال سے پہلے قربانی درست نہ ہوگی۔ **وبعد مضی وقتها لو لم يصلو لعذر** (درمختار) **ووقت الصلاة من الارتفاع إلى الزوال.** (درمختار مع الشامي بیروت ۳۸٦/۹، زکریا ٤٦١/۹، بدائع الصنائع زکریا ۲۱۳/٤، البحر الرائق زکریا ۳۲۲/۹، هندية ۲۹٥/٥، جامع الفتاویٰ ۳۷٥/٤، مسائل قربانی وعقیقه ۱۰)

گیارہویں ذی الحجہ کو قربانی نماز عید پر موقوف نہیں

اگر کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کے بجائے گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو نماز عید الاضحیٰ پڑھی جارہی ہو تو ایسی صورت میں نماز عید سے پہلے بھی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ويجوز في الغد وبعده قبل الصلاة.** (شامي بيروت ۳۸٦/۹، زکریا ٤٦١/۹، البحر الرائق زکریا ۳۲۲/۹، هندية ۲۹٥/٥، تاتارخانية زکریا ٤١٨/١٧، الدر المنتقى بيروت ١٦٩/٤)

دیہات میں شہر کی نمازِ عید سے قبل قربانی

گاؤں ودیہات میں ۱۰/ ذی الحجہ کو صبح صادق کے فوراً بعد سے قربانی کی اجازت ہے، حتی کہ اگر دیہات کے بعض لوگ شہر میں عید کی نماز پڑھنے جائیں اور گھر والے ان کی واپسی سے قبل قربانی کردیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولو ان رجلاً في اهل السواد دخل المصر لصلاة الاضحى وامر اهله ان يضحوا عنه جاز ان يذبحوا عنه بعد طلوع الفجر.**

(هندية ۲۹٦/٥، تاتارخانية زکریا ٤٢٢/١٧، الفتاویٰ الولوالجية ۷۹/۳)

شہری کا دیہات میں قربانی کرانا

اگر شہری شخص نے دیہات میں قربانی کا نظم کیا ہو، یا اپنا جانور پہلے ہی دیہات میں بھیج دیا ہو تو وہاں صبح صادق کے فوراً بعد اس کی قربانی درست ہوجائے گی، شہر کی نماز عید کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔

حیلة: مصری اراد التعجیل ان یخرجها لخارج المصر فیضحی بها اذا طلع الفجر.
(درمختار زکریا ۹/۴۶۱، کراچی ۶/۳۱۸، مجمع الانهر ۴/۱۷۰، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۱، هندیة ۵/۲۹۶، هدایة ۴/۴۳۰، تاتارخانیة زکریا ۱۷/۴۲۲، الفتاویٰ الولوالجیة ۳/۷۹، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۴۵۲، فتاویٰ رحیمیه ۱۰/۴۰) **والمعتبر مکان الاضحیة فلو کانت فی السواد والمضحی فی المصر جازت قبل الصلاة.** (شامی زکریا ۹/۴۶۱، کراچی ۶/۳۱۸، مجمع الانهر ۴/۱۷۰، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۱، بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۱۳، هدایة ۴/۴۳۰، مسائل قربانی وعقیقه ۲۳)

کم قیمت کی بنا پر دوسری جگہ قربانی

سستی قیمت کی بنا پر دوسری جگہ قربانی کرانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن یہ بات یاد رہے کہ مالی عبادات میں جتنا زیادہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے ثواب اتنا ہی زیادہ ملتا ہے۔ **سبعة من الرجال اشتروا بقرة بخمسین درهماً للأضحیة، وسبعة آخرون اشتروا سبع شیاه بمائة درهم، تکلموا أن الأفضل هو الأول أو الثانی؟ والمختار أن الأفضل هو الثانی.**
(هندیة ۵/۲۹۹، خانیة ۳/۳۴۹، شامی زکریا ۹/۴۶۶، کراچی ۶/۳۲۲، الفتاویٰ الولوالجیة ۳/۸۱، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۳۵۵، کتاب الفتاویٰ ۴/۱۳۹، جامع الفتاویٰ ۴/۴۱۹، مسائل قربانی وعقیقه ۲۲)

دکھاوے کے لئے گراں قیمت جانور خریدنا

آج کل بعض لوگ محض ناموری اور دکھاوے کے لئے گراں قیمت جانور خریدتے ہیں اور پھر اس کا خوب چرچا کرکے خوش ہوتے ہیں، تو اس ریاکاری کے ساتھ ثواب کی امید رکھنا محض فریب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی عمل مقبول ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے، ریاکاری کا جانور کتنا ہی قیمتی ہو اللہ کی نظر میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ **قال تعالیٰ: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾** (الحج: ۳۷، مسائل قربانی وعقیقه ۲۷)

○❖○

قربانی کا وجوب

قربانی کے وجوب کے شرائط

قربانی کے وجوب کی شرائط حسبِ ذیل ہیں:

(۱) آزاد ہونا۔

(۲) مسلمان ہونا۔

(۳) ایام قربانی میں مقیم ہونا۔

(۴) ایامِ قربانی میں بقدرِ نصاب مال (روپیہ پیسہ، سونا چاندی یا مالِ تجارت یا ضرورت سے زائد ساز وسامان) کا مالک ہونا۔

وإنما تجب علی حر مسلم مقیم موسرٍ. (مجمع الانهر ٤/١٦٦) **وشرائطها: الإسلام والإقامة والیسار الذی یتعلق به وجوب صدقة الفطر (درمختار) بان ملک مائتی درهم أو عرضاً یساویها الخ.** (درمختار مع الشامی زکریا ٩/٤٥٢، کراچی ٦/٣١٢، بدائع الصنائع زکریا ٤/١٩٥، هندیة ٥/٢٩٢، خانیة ٣/٣٤٤، آپ کے مسائل اوران کا حل ٤/١٧٣، جواهر الفقه ١/٤٤٨، تحفۂ رمضان ١٠٦، مسائل قربانی وعقیقه ١٣)

نوٹ: واضح ہو کہ قربانی اور صدقۂ فطر کے وجوب میں مال پر سال گذرنا یا مالِ نامی ہونا شرط نہیں ہے۔

قربانی کا سببِ وجوب

قربانی کا سببِ وجوب ایام قربانی ہیں، (پس جو شخص ایامِ قربانی کو اس حالت میں پائے کہ اس میں قربانی کے وجوب کی مذکورہ بالا شرطیں پائی جارہی ہوں تو اس پر قربانی واجب ہوگی اور ایامِ

قربانی سے قبل قربانی معتبر نہ ہوگی) **وأما وقت الوجوب فأيام النحر فلا تجب قبل دخول الوقت الخ.** (بدائع الصنائع ۴/۱۹۸، درمختار مع الشامی زکریا ۹/۴۵۳، فتح القدیر زکریا ۹/۵۱۹، البحر الرائق زکریا ۹/۳۱۷، تاتارخانیة زکریا ۱۷/۴۰۴)

ایک ملک کا شخص اگر دوسرے ملک میں قربانی کرائے تو کہاں کی تاریخ کا اعتبار ہوگا

اگر ایک ملک کا شخص دوسرے ملک میں اپنی قربانی کا کسی کو وکیل بنائے تو قربانی کے وقت میں تو جانور کی جگہ کا اعتبار ہوگا؛ لیکن تاریخ میں قربانی کرانے والے شخص کے ملک کی تاریخ کا اعتبار ہوگا؛ اس لئے کہ قربانی کا سببِ وجوب دس ذی الحجہ کی صبح صادق کے وقت قربانی کی استطاعت ہے، اور اس کا تعلق خود آدمی کی ذات سے ہے، اور سببِ وجوب پائے جانے کے بعد یہ قربانی کس وقت ادا کی جائے؟ اس کا تعلق جانور سے ہے کہ وہ جس جگہ موجود ہوگا اس جگہ کے اعتبار سے فیصلہ کیا جائے کہ اگر وہ شہر میں ہے تو نماز عید کے بعد ہی اس کی قربانی جائز ہوگی، اور اگر دیہات میں ہے تو صبح صادق کے بعد بھی قربانی درست ہوسکتی ہے۔

اس مسئلہ کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اصل، مستطیع شخص پر قربانی کا وجوب ہے اور اس کی فرع قربانی کا مقام اور محل ہے، بریں بنا جہاں اصل ہی کا وجود نہ ہو وہاں فرع پر کیسے حکم لگایا جاسکتا ہے؟ **إن سبب وجوب الأضحية الوقت وهو أيام النحر والغنى شرط الوجوب.** (فتح القدیر بیروت ۹/۵۰۶، زکریا ۹/۵۱۹) **ويعتبر مكان المذبوح لامكان المالك.** (خانية ۳/۳۴۵) **وأما وقت الوجوب فأيام النحر فلا تجب قبل دخول الوقت؟ لأن الواجبات المؤقتة لا تجب قبل أوقاتها كالصلاة والصوم ونحوهما، وأيام النحر ثلاثة: يوم الأضحى وهو اليوم العاشر من ذى الحجة والحادى عشر والثانى عشر.** (بدائع الصنائع ۴/۱۹۸)

وأما شرائط أدائها: فمنها الوقت في حق المصرى بعد صلاة الإمام،

والمعتبر مكان الأضحية لامكان المضحي، وسببها طلوع فجر يوم النحر. (البحر الرائق کراچی ۸/۱۷۳، انوار رحمت ۳۹۱)

والدليل على سببية الوقت امتناع التقديم عليه كامتناع تقديم الصلاة وإنما لم تجب على الفقير لفقد الشرط وهو الغنى وإن وجد السبب. (شامی بیروت ۹/۳۷۹، زکریا ۹/۴۵۳)

ضروری نوٹ: اب اس مسئلہ میں دو جہتیں پائی جاتی ہیں:

(۱) ایسے ملک سے قربانی کا وکیل بنانا جہاں تاریخ مقدم ہے مثلاً سعودیہ کا رہنے والا کوئی شخص ہندوستان میں اپنی قربانی کرانے کا حکم دے، تو ایسی صورت میں حکم واضح ہے کہ ہندوستان میں جب تک دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق نہ ہو یہ قربانی شرط ادا نہ پائے جانے کی وجہ سے درست اور معتبر نہیں ہوسکتی، اور اس صورت میں بہر حال قربانی کے جانور کی جگہ کا ہی اعتبار کیا جائے گا۔

(۲) ایسے ملک سے قربانی کا وکیل بنانا جہاں تاریخ مؤخر ہے، مثلاً ہندوستان کا کوئی شخص سعودیہ عرب میں اپنی قربانی کے لئے وکیل بنائے تو ایسی صورت میں جب تک ہندوستان میں دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق نہ ہو جائے اس وقت تک سعودیہ میں اس کی واجب قربانی ادا نہ ہوگی؛ کیوں کہ صبح صادق سے قبل سببِ وجوب ہی نہیں پایا گیا جوکہ اس مسئلہ میں اصل کی حیثیت رکھتا ہے، اور مجموعی طور پر تمام جزئیات کے مطالعہ سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے، اور جن بعض حضرات مفتیانِ کرام نے بہر صورت مکانِ اضحیہ کا اعتبار کرنے کی بات کہی ہے وہ علی الاطلاق درست نہیں ہے۔ (مرتب)

مال دار شخص ایام قربانی سے قبل فقیر ہو جائے؟

جو شخص مال دار تھا، اسی وقت اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تھا، پھر وہ جانور گم یا ضائع ہوگیا، اور جب قربانی کا وقت آیا تو یہ مالدار فقیر ہوگیا، یعنی صاحب نصاب نہیں رہا تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے۔ **لا ان ارتد او اعسر او سافر في آخره.** (شامی زکریا ۹/۴۵۸، کراچی ۶/۳۱۶) **ولو اشترى الموسر شاة للاضحية فضاعت حتى**

انتقص نصابه وصار فقيراً فجاء ت ايام النحر فليس عليه ان يشتری شاة اخری.

(هندية ٥/ ٢٩٢، جامع الفتاویٰ ٤/ ٣٨٦)

فقیر شخص ایامِ قربانی میں مال دار ہو جائے

جو شخص پہلے فقیر تھا، عین ایامِ قربانی میں یا قربانی کے تیسرے دن آخری وقت میں صاحبِ نصاب ہو گیا تو اس پر قربانی لازم ہوگی۔ **وعليه يتخرج ما اذا صار اهلاً للوجوب فی آخره، بان اسلم او اعتق او ايسر او اقام تلزمه.** (شامی زکریا ٩/ ٤٥٨، کراچی ٦/ ٣١٦، هندية ٥/ ٢٩٣) **ولا يشترط ان يكون غنيا فی جميع الوقت، حتی لو كان فقيراً فی اول الوقت ثم ايسر فی آخره تجب عليه.** (هندية ٥/ ٢٩٢، جامع الفتاویٰ ٤/ ٣٩٢)

قربانی کرنے کے بعد فقیر مال دار ہو جائے

اگر فقیر شخص نے اپنی طرف سے قربانی کر دی تھی پھر وہ قربانی کے آخری دن مال دار ہو گیا تو اب اس پر دوبارہ قربانی لازم ہو جائے گی اور پہلی قربانی نفلی شمار ہوگی؛ کیوں کہ وہ قربانی عدم وجوب کی حالت میں ادا کی گئی ہے۔ **ولو ضحی الفقير ثم ايسر فی آخره عليه الاعادة فی الصحيح.** (شامی زکریا ٩/ ٤٥٨، کراچی ٦/ ٣١٦، تاتارخانية زکریا ١٧/ ٤١٤، هندية ٥/ ٢٩٣)

مال دار کی قربانی کا جانور گم ہو گیا

جس صاحبِ استطاعت شخص پر قربانی واجب ہوا اور اس نے جو جانور قربانی کی نیت سے رکھا ہو وہ قربانی سے پہلے گم ہو جائے تو اس پر اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی لازم ہوگی۔ **ان المنذورة لو هلكت او ضاعت تسقط التضحية بسبب النذر غير انه ان كان موسراً تلزمه اخری بايجاب الشرع ابتداءً.** (شامی زکریا ٩/ ٤٧١، جامع الفتاویٰ ٤/ ٤١١، مجمع الانهر بيروت ٤/ ١٧٣، بدائع الصنائع زکریا ٤/ ٢١٦، هندية ٥/ ٢٩٩)

مال دار کی قربانی کا جانور مر گیا

مال دار شخص نے قربانی کے لئے جو جانور متعین کیا تھا اگر وہ قربانی سے قبل مر جائے تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہوگی۔ **وکذا لو ماتت فعلی الغنی غیرها لا الفقیر.** (درمختار بیروت ۳۹۴/۹، زکریا ۴۷۱/۹، مجمع الانهر بیروت ۱۷۳/۴، بدائع الصنائع زکریا ۲۱۶/۴، هندیة ۲۹۹/۵)

غنی کے جانور کے بچہ کا حکم

غنی نے قربانی کے لئے جو جانور متعین کیا تھا اس نے قربانی سے قبل بچہ جن دیا تو اس بچہ کی قربانی غنی پر لازم نہیں ہے۔ **اما فی الموسر فلا یلزمه ذبح الولد یوم الاضحی، فان ذبح الولد یوم الاضحی قبل الام او بعدها جاز، ولو لم یذبحه وتصدق به حیا جاز.** (هندیة ۳۰۱/۵، درمختار زکریا ۴۶۷/۹، کراچی ۳۲۳/۶، بزازیة ۲۹۴/۶)

غنی کا قربانی کے جانور کو بدلنا

غنی شخص کو اختیار ہے کہ وہ اپنا متعین کردہ جانور قربانی سے قبل بدل لے اور اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی کرے؛ کیوں کہ غنی شخص کے متعین کرنے سے قربانی کا جانور متعین نہیں ہوتا؛ لہٰذا اسے بدلنے کا اختیار رہتا ہے۔ **واما الذی یجب علی الفقیر دون الغنی فالمشتری للاضحیة اذا کان المشتری فقیراً بان اشتری فقیر شاة ینوی ان یضحی بها وان کان غنیاً لا تجب علیه بشراء شیء.** (هندیة ۲۹۱/۵، البحر الرائق زکریا ۳۲۰/۹، تاتارخانیة زکریا ۴۱۱/۱۷، الفتاویٰ الولوالجیة ۸۲/۳، المحیط البرهانی ۴۵۹/۸، احسن الفتاویٰ ۴۸۸/۴، مسائل قربانی وعقیقه ۲۷)

فقیر پر قربانی کا وجوب

فقیر شخص اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے، اور اس پر اسی متعین جانور کی قربانی کرنا لازم ہوتا ہے۔ **وان کان فقیراً اجزأه ذٰلک، لانها انما تعینت بالشراء فی حقه.** (شامی زکریا ۴۷۱/۹، ۴۶۵/۹، کراچی ۳۲۵/۶) **هل تصیر**

الاضحية واجبة بالشراء بنية الاضحية ...... ان كان المشترى فقيراً ...... تصير واجبة. (تاتارخانية زكريا ۱۷/۱۱/۴۱۱، هندية ۵/۲۹۱، فتاویٰ محموديه ڈابھيل ۱۷/۳۱۵)

فقیر شخص کی قربانی کا جانور گم ہوگیا

اگر ایسے شخص نے جس پر قربانی واجب نہ تھی کوئی جانور قربانی کی نیت سے خرید لیا تھا، پھر وہ قربانی سے قبل گم ہوگیا تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے۔ **لو اشتریٰ شاة للاضحية وهو معسر ...... ثم ضلت فلا شيء عليه ولا يجب عليه شيء آخر.** (بدائع الصنائع زكريا ۴/۲۰۰، هندية ۵/۲۹۹، تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۱۳، تبيين الحقائق زكريا ۶/۴۸۲، جامع الفتاویٰ ۴/۴۱۲)

فقیر شخص کی قربانی کا جانور مرگیا

فقیر شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا تھا یا بطور نذر متعین کیا تھا پھر وہ قربانی سے قبل مرگیا، تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے۔ **وكذا لو ماتت فعلى الغنى غيرها لا الفقير.** (درمختار بيروت ۹/۳۹۴، زكريا ۹/۴۷۱، هندية ۵/۲۹۹، تبيين الحقائق زكريا ۶/۴۸۲)

فقیر کے جانور کے بچہ کا حکم

فقیر شخص نے جو جانور قربانی کے لئے متعین کر رکھا تھا، اس نے قربانی سے قبل بچہ جن دیا تو ایسی صورت میں فقیر پر جانور اور اس کے بچہ دونوں کی قربانی لازم ہے؛ کیوں کہ یہ جانور فقیر کی طرف سے نذر کے درجہ میں ہے، اور نذر کے سب منافع بھی نذر ہی کے حکم میں ہوتے ہیں، اور ذبح کے بعد اس بچہ کا گوشت صدقہ کرنا لازم ہے، خود استعمال کرنا جائز نہیں۔ **ولدت الاضحية ولداً قبل الذبح يذبح الولد معها، فان خرج من بطنها حيا فالعامة انه يفعل به ما يفعل بالام ...... الا انه لا يأكل منه بل يتصدق به.** (درمختار مع الشامي زكريا ۹/۴۶۷، كراچی ۶/۳۲۲، هندية ۵/۳۰۲، خانية ۳/۳۵۴، بزازية ۶/۲۹۴، جواهر الفقه ۱/۱۵۱، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۱۹۳)

فقیر کا قربانی کے جانور کو بدلنا

فقیر شخص نے اگر جانور قربانی کے لئے زبان سے کہہ کر متعین کرلیا ہو تو اب اس کے لئے بدلنے کی اجازت نہیں؛ بلکہ اسی متعین جانور کی قربانی لازم ہے۔ **اما الذی یجب علی الفقیر دون الغنی فالمشتری للاضحیة.** (هندية ٢٩١/٥، البحر الرائق زكريا ٣٢٠/٩، تاتارخانية زكريا ٤١١/١٧، الفتاوىٰ الولوالجية ٨٢/٣، المحيط البرهاني ٤٥٩/٨، احسن الفتاوىٰ ٤٨٨/٤، جامع الفتاوىٰ ٣٨٩/٤، مسائل قربانی وعقیقه ٢٧)

گم شدہ جانور بعد میں مل گیا

اگر گم شدہ جانور بعد میں مل جائے تو اس کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) اگر مال دار کا گم شدہ جانور ملا ہے تو اس پر خاص اسی جانور کی قربانی لازم نہیں ہے؛ بلکہ کسی بھی ایک جانور کی قربانی حسبِ وجوب کرسکتا ہے۔ **ولو ضلت او سرقت فشریٰ اخریٰ فظهرت فعلی الغنی احداهما.** (درمختار زكريا ٤٧١/٩، هندية ٢٩٤/٥، تاتارخانية زكريا ٤١٣/١٧، بدائع الصنائع زكريا ١٩٩/٤، آپ کے مسائل اور ان کا حل ١٩٣/٤)

(۲) فقیر شخص کا گم شدہ جانور مل گیا اور اس نے ابھی مزید کوئی جانور قربانی کی نیت سے نہیں خریدا تھا تو اس پر صرف حاصل شدہ جانور کی قربانی کرنا لازم ہے۔

(۳) اور اگر گم شدہ کے ملنے سے قبل فقیر کوئی اور جانور قربانی کے مقصد سے خرید چکا تھا بعد میں گم شدہ بھی دستیاب ہوگیا تو اب اس پر نئے خرید کردہ اور حاصل شدہ دونوں جانوروں کی قربانی لازم ہوگی۔ **ولو کان معسراً فاشتریٰ شاة واوجبها ثم وجد الاولیٰ قالوا علیه ان یضحی بهما.** (هندية ٢٩٤/٥، تاتارخانية زكريا ٤١٣/١٧، درمختار زكريا ٤٧١/٩، كراچى ٣٢٦/٦، الدر المنتقىٰ ١٧٢/٤، آپ کے مسائل اور ان کا حل ١٩٣/٤، فتاوىٰ محموديه ڈابھيل ٣١٦/١٧)

نابالغ ومجنون کی طرف سے قربانی

نابالغ بچہ اور دیوانہ شخص پر قربانی واجب نہیں ہے (اگرچہ وہ مال دار کیوں نہ ہوں) اسی

طرح ان کے اولیاء پر بھی ان کی طرف سے قربانی لازم نہیں؛ لیکن اگر کردیں تو بہتر ہے۔ **وأما البلوغ والعقل فليسا من شرائط الوجوب في قولهما، وعند محمد من الشرائط، حتى لاتجب التضحية في مالهما لو موسرين.** (شامی زکریا ۴۵۸/۹، کراچی ۳۱۶/۶) **لا تجب الاضحية فى مال المجنون.** (تاتارخانية زكريا ۴۰۹/۱۷) **والاصح انه لا يجب ذٰلک وليس له ان يفعله من ماله ...... والمجنون فى هٰذا بمنزلة الصبى.** (هندية ۲۹۳/۵، خانية ۳۴۵/۳) **ويستحب عن اولاده الصغار وعن مماليكه ويكون قربة.**

(تاتارخانية زكريا ۴۰۷/۱۷، احسن الفتاویٰ ۴۹۷/۷، کتاب الفتاویٰ ۱۳۲/۴)

اہلِ خانہ اور اولاد کی طرف سے بلا اجازت قربانی

اگر باپ کا معمول ہے کہ وہ ہر سال اپنے اہل خانہ اور چھوٹے بڑے بچوں کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو استحساناً سب کی طرف سے قربانی درست ہے، خواہ اہل خانہ نے باقاعدہ اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ **لو ضحى عن اولاده الكبار وزوجته لا يجوز الا باذنهم، وعن الثانى انه يجوز استحساناً بلا اذنهم ...... ولعله ذهب الى ان العادة اذا جرت من الاب فى كل سنة صار كالاذن منهم.** (شامی زکریا ۴۵۷/۹، کراچی ۳۱۵/۶، تاتارخانية زكريا ۴۴/۱۷، المحيط البرهانى ۴۷۳/۸، بزازية ۲۹۵/۶، البحر الرائق زكريا ۳۲۶/۹، مسائل قربانی وعقیقه ۳۷)

قربانی کرنے والا قربانی سے قبل وفات پا گیا؟

جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر وہ ایام قربانی کے اندر ہی وفات پا جائے اور ابھی اس نے قربانی نہ کی ہو تو اس سے قربانی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے؛ لہٰذا اس پر قربانی کی وصیت لازم نہ ہوگی۔ **لو كان موسراً فى ايام النحر فلم يضح حتى مات قبل مضى ايام النحر سقطت عنه الاضحية حتى لا يجب عليه الايصاء.** (هندية ۲۹۳/۵-۲۹۷، خانية ۳۴۷/۳، المحيط البرهانى ۴۵۷/۸، بدائع الصنائع زكريا ۲۰۳/۴، مسائل قربانی وعقیقه ۳۰)

ایام قربانی کے بعد وفات پانے پر وصیت لازم ہے

اگر کوئی شخص ایام قربانی۔ گذرنے کے بعد وفات پا جائے تو وفات سے قبل اس پر بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا یا اس کی وصیت کرنا لازم ہے۔ **ولو مات بعد مضی ایام النحر لم یسقط التصدق بقیمة الشاة حتی یلزمه الایصاء به.** (هندیة ۲۹۳/۵-۲۹۷، خانیة ۳۴۷/۳، المحیط البرهانی ۴۵۷/۸، بدائع الصنائع زکریا ۲۰۳/۴، مسائل قربانی و عقیقه ۳۰)

مرنے والے شریک کی قربانی

اگر بڑے جانور میں حصہ لینے والے کسی شریک کا قربانی سے قبل انتقال ہو جائے اور اس کے وارثین سب عاقل بالغ ہوں اور وہ سب اس کی طرف سے قربانی کی اجازت دیں تو یہ قربانی درست ہوگی، اور اگر تمام وارثین یا ان میں سے کوئی ایک وارث اجازت نہ دے یا تمام وارثین یا ان میں سے کوئی ایک نابالغ یا غیر عاقل ہو تو ایسی صورت میں اگر میت کا حصہ لگا دیا گیا تو اس جانور میں شریک کسی بھی حصہ دار کی قربانی درست نہ ہوگی؛ کیوں کہ میت کا حصہ قربت نہ رہے گا۔ **وان مات احد السبعة المشترکین فی البدنة، وقال الورثة اذبحوا عنه وعنکم صح عن الکل استحساناً لقصد القربة من الکل، ولو ذبحوها بلا اذن الورثة لم یجزهم لان بعضها لم یقع قربة.** (درمختار زکریا ۴۷۱/۹، کراچی ۳۲۶/۶، خانیة ۳۵۱/۳، تبیین الحقائق زکریا ۴۸۴/۶)

بغیر وصیت میت کی طرف سے قربانی

اگر کوئی شخص اپنے مرحوم اعزاء کی طرف سے نفلی قربانی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ سلسلہ امت میں بلا کسی اختلاف کے جاری وساری ہے، اور اس طرح کی قربانی کا گوشت کوئی بھی نوش کرسکتا ہے، اس میں فقیر یا غریب کی قید نہیں ہے۔ **لو ضحی عن میت وارثه ...... وان تبرع بها عنه له الاکل، لانه یقع علی ملک الذابح والثواب للمیت.**

(شامی زکریا ۴۸۴/۹، کراچی ۳۳۵/۶، خانیة ۳۵۲/۳)

حضور ﷺ کی طرف سے قربانی

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے قربانی کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ سعادت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ **وختم ابن السراج عنه صلى الله عليه وسلم اكثر من عشرة آلاف ختمة، وضحى عنه مثل ذلك...... وقول علمائنا له ان يجعل ثواب عمله لغيره، يدخل فيه النبى صلى الله عليه وسلم فانه احق بذلك.** (شامی زکریا ۱۵۳/۳، کراچی ۲۴۴/۲، اعلاء السنن ۲۷۲/۱۷، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۳۲/۱۷، جامع الفتاویٰ ۴۳۲/۴)

قربانی کی قضا

اگر وقت پر قربانی نہ کی جاسکی ہو اور جانور پہلے سے موجود ہو تو وقت گذرنے کے بعد اسی جانور کو زندہ صدقہ کرنا ضروری ہے، اور اگر جانور موجود نہ ہو تو پورے جانور کی قیمت کا صدقہ لازم ہے۔ **ومنها انها تقضى اذا فاتت عن وقتها، ثم قضائها قد يكون بالتصدق بعين الشاة حية وقد يكون بالتصدق بقيمة الشاة.** (هندية ۲۹۴/۵، المحيط البرهانى ۴۶۴/۸) **اما اذا اشترى فهو مخير بين التصدق بالقيمة اوالتصدق بها حية.** (شامی زکریا ۴۶۵/۹، کراچی ۳۲۱/۶) **وقضائها بعد مضى وقتها بالتصدق بعينها اوبقيمتها.** (فتح القدير ۴۳۶/۸، کتاب الفتاویٰ ۱۴۰/۴، ۱۶۵، فتاویٰ رحیمیہ ۲۵/۱۰، رمضان کیسے گذاریں ۱۸۰، مسائل قربانی وعقیقہ ۳۳)

ایام قربانی کے بعد پورے جانور ہی کی قیمت کا صدقہ

اگر کسی شخص پر قربانی واجب تھی؛ لیکن اس نے ایام قربانی میں نہ تو قربانی کی اور نہ جانور خریدا تو بعد میں اس پر ایک بکرے کی قیمت کا غریبوں پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (یعنی اب بڑے جانور کے ساتویں حصہ کی قیمت کافی نہ ہوگی؛ بلکہ پورے جانور ہی کی قیمت دینی ضروری ہوگی) **وقضائها**

بعد مضى وقتها بالتصدق بعينها اوبقيمتها ان كان من المضحى غنيا ولم يوجب على نفسه شاة بعينها تصدق بقيمة شاة اشترى او لم يشتر. (هندية ٢٩٦/٥) **ولو نذر ان يضحى ولم يسم شيئاً يقع على الشاة.** (مجمع الانهر ١٧٠/٤، فتح القدير ٤٣٦/٨، بحواله كتاب الفتاوىٰ ١٤٠/٤، مسائل قربانى وعقيقه ٣٣)

کئی برسوں سے واجب قربانی نہیں کی

اگر صاحب استطاعت شخص نے وسعت کے باوجود قربانی ترک کردی اور کئی سال تک قربانی نہیں کی تو ہر سال کی قربانی کے بدلہ میں ایک بکرا یا بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے۔

ولو تركت التضحية ومضت أيامها تصدق بها حية ناذر (تنوير الابصار) وفى الشامى: وإن لم يشتر مثلها حتى مضت أيامها تصدق بقيمتها الخ، وقال قبلها، وإذا فاتت عن وقتها فانها مضمونة بالجزاء. (شامى بيروت ٣٨٨/٩، زكريا ٤٦٣/٩، بدائع الصنائع زكريا ٢٠٢/٤، هندية ٢٩٦/٥، جامع الفتاوىٰ ٣٨٨/٤)

○❖○

قربانی کے جانور

کن جانوروں کی قربانی درست ہے؟

صرف درج ذیل جانوروں کی قربانی درست ہے:

(۱) بکری (جس کے ضمن میں پالتو بھیڑ، دنبہ اور مینڈھے وغیرہ بھی شامل ہیں)

(۲) اونٹ۔

(۳) گائے (جس کے ضمن میں بھینس اور کٹرے بھی شامل ہیں)

فهو ان يكون من الاجناس الثلاثة الغنم او الابل او البقر ويدخل في كل جنس نوعه، والذكر والانثىٰ منه. (هندية ٢٩٧/٥، تبيين الحقائق زكريا ٤٨٣/٦، درمختار مع الشامي زكريا ٤٦٦/٩، بدائع الصنائع زكريا ٢٠٥/٤)

بھینس کی قربانی

بھینس بھی گائے کی قسم کا جانور ہے؛ لہٰذا اس کی قربانی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **وتجوز بالجاموس لانه نوع من البقر.** (البحر الرائق زكريا ٣٢٤/٩، تاتارخانية زكريا ٤٣٤/١٧، شامي زكريا ٤٦٦/٩، كراچي ٣٢٢/٦، بزازية ٢٨٩/٦، المحيط البرهاني ٤٦٨/٨، فتاوىٰ محموديه ڈابھيل ٣٤٩/١٧)

فتنہ کے ڈر سے گائے کی قربانی ترک کرنا

گائے کی قربانی کرنا اسلام میں بلاشبہ جائز ہے، اور اس کی قربانی پر پابندی محض ظلم ہے؛ لیکن اگر کسی جگہ ملکی قانون کی خلاف ورزی سے فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے گائے کی قربانی سے احتراز کیا جائے تو یہ جائز ہے۔ **ما يؤدي إلى الشر شر.** (روح المعاني ٢٥٢/٧، الانعام: ١٠٨، مستفاد: فتاوىٰ

محمودیہ ڈابھیل ۱۷/۳۳۳-۳۳۹، امداد الاحکام ۴/۱۹۱-۱۹۳) **أن الطاعة إذا أدت إلى معصية راجحة وجب تركها لأن ما يؤدى إلى الشرشر.** (تفسیر مظهری ۳/۲۷۶)

قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود گائے کی قربانی

اگر کسی جگہ گائے کے ذبح پر قانوناً پابندی ہو پھر بھی قربانی میں گائے ذبح کر لی جائے تو یہ قربانی شرعاً درست ہے اور اس کے گوشت کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے (کیوں کہ گائے پر پابندی کا حکم شرعی نہیں ہے اور وہ فی نفسہٖ حلال جانور ہے جو کسی قانون کی وجہ سے حرام نہیں ہوسکتا)

(فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۷/۳۴۵-۳۴۷)

قربانی کے جانوروں کی عمریں

قربانی کے جانوروں کی عمریں کیا ہوں؟ تو اس بارے میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) بکرا/ بکری: ایک سال کامکمل ہو چکا ہو۔ (البتہ دنبہ یا بھیڑا اگر فربہ اور صحت مند ہو تو ایک سال سے کم بھی ان کی قربانی درست ہے، جب کہ چھ مہینہ سے زائد کے ہوں) **وصح الجذع ذو ستة أشهر من الضأن إن كان بحيث لو خلط بالثنايا لا يمكن التميز من بعد.** (درمختار ۹/۴۶۵)

(۲) بھیڑ: اگر صحت مند ہو اور دیکھنے میں بڑا لگتا ہو تو چھ مہینہ کا بھی کافی ہے۔

(۳) گائے/ بھینس/ کٹرا: دوسال کے مکمل ہو چکے ہوں۔

(۴) اونٹ: پانچ سال کامکمل ہو چکا ہو۔

والثنى من الغنم الذى تم له سنة وطعن فى الثانية، ومن البقر الذى تم له سنتان وطعن فى الثالثة، ومن الابل الذى تم له خمس سنين وطعن فى السادسة.

(تاتارخانیة زکریا ۱۷/۴۲۵، درمختار مع الشامی زکریا ۹/۴۶۶، تبیین الحقائق زکریا ۶/۴۸۴، بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۰۶، مسائل قربانی وعقیقه ۱۸)

بڑے جانوروں میں حصے

اونٹ گائے وغیرہ بڑے جانوروں میں سات حصہ دار شریک ہوسکتے ہیں، جب کہ بکرا/ بکری صرف ایک حصہ ہی کی طرف سے کافی ہوتی ہے۔ **وهی شاة أو بدنة أو سبع بدنة بان اشترک مع ستة فی بقرة او بعیر.** (ملتقی الابحر ۱۶۷/۴، تبیین الحقائق زکریا ۴۷۶/۶، بدائع الصنائع زکریا ۲۰۷/۴، هندیة ۲۹۷/۵، جامع الفتاویٰ ۴۲۲/۴، مسائل قربانی وعقیقه ۱۸)

سبھی شرکاء قربانی کا عبادت کی نیت کرنا ضروری ہے

بڑے جانور میں حصہ لینے والے سبھی شرکاء کا قربت وعبادت کی نیت کرنا لازم ہے، مثلاً اضحیہ، ولیمہ، عقیقہ کی نیت ہو (لہٰذا اگر کسی شخص نے غیر قربت مثلاً اپنی دکان میں گوشت بیچنے کے لئے حصہ لیا تو اس جانور میں حصہ لینے والے کسی بھی شریک کی قربانی درست نہ ہوگی)۔ **وکذا لو أراد بعضهم العقیقة عن ولد ولد له من قبل؛ لأن ذٰلک جهة التقرب بالشکر علی نعمة الولد ذکره محمد ولم یذکر الولیمة، وینبغی أن تجوز لأنها تقام شکراً للّٰه تعالیٰ علی نعمة النکاح ووردت بها السنة.** (شامی زکریا ۴۷۲/۹) **کل یرید القربة وهو من اهلها ...... فلو اراد احدهم بنصیبه اللحم ...... لا یجوز عن واحد منهم.** (ملتقی الابحر ۱۶۸/۴، شامی زکریا ۴۷۲/۹، کراچی ۳۲۶/۶، هندیة ۳۰۴/۵، تاتارخانیة زکریا ۴۵۰/۱۷، مسائل قربانی وعقیقه ۱۹)

چند شرکاء کا مل کر ایک کی طرف سے قربانی کرنا

نفلی طور پر ثواب پہنچانے کی نیت سے اگر کئی لوگ ایک جانور میں یا جانور کے کسی حصہ میں مشترک طور پر شریک ہوجائیں اور اس کا ثواب کسی میت یا زندہ کو پہنچادیں تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اس سے دوسرے حصہ داروں کی قربانی پر بھی کوئی اثر نہیں پڑے گا؛ کیوں کہ اس حصہ کے لینے سے واجب کی ادائیگی مقصود نہیں؛ بلکہ طلبِ ثواب پیشِ نظر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۴۰۷/۱۷، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۱)

قربانی کے ساتھ ولیمہ کا حصہ لینا

ولیمہ کرنا سنت ہونے کی بنا پر موجبِ ثواب ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص بڑے جانور میں ولیمہ کے نام پر حصہ لیتا ہے تو یہ بھی درست ہے، اس سے قربانی کرنے والوں کے حصہ پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ **ولم یذکر الولیمة وینبغی ان تجوز.** (شامی زکریا ۹/۴۷۲، کراچی ۶/۳۲۶، بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۰۹، هندیة ۵/۳۰۴، احسن الفتاویٰ ۷/۵۳٦، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۴۲۲، مسائل قربانی وعقیقه ۱۷)

قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ لینا

بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ رکھنا بھی درست ہے۔ **وکذا لو اراد بعضهم العقیقة عن ولد قد ولد له من قبل.** (شامی زکریا ۹/۴۷۲، کراچی ۶/۳۲۶، بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۰۰، هندیة ۵/۳۰۴، احسن الفتاویٰ ۷/۵۳٦، فتاویٰ رحیمیه ۱۰/۲۵، کتاب الفتاویٰ ۴/۱٦۸، مسائل قربانی وعقیقه ۱۷)

قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کرنا

اگر قربانی کے سب شریک اجنبی ہیں اور سب اپنا حصہ مکمل وصول کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو انتفاع کی اجازت نہیں دی ہے تو ایسی صورت میں قربانی کا گوشت تول کر تمام حصہ داروں میں تقسیم کرنا لازم ہے، (اور اگر آپس میں اجازت دے رکھی ہے تو اس اہتمام کی ضرورت نہیں ہے) **ویقسم لحمها وزناً لا جزافاً.** (ملتقی الابحر ۴/۱٦۸، درمختار زکریا ۹/۴٦۰، کراچی ٦/۳۱۷، تاتارخانیة زکریا ۱۷/۴۵۵، هندیة ۵/۳۰٦، خانیة ۳/۳۵۱، بزازیه ٦/۲۹۰، جواهر الفقه ۱/۴۵۱، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۴۲٦، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۲۰۷)

اہلِ خانہ اور دوست واحباب کے حصے الگ کرنا لازم نہیں

اگر بڑے جانور میں ایک ہی گھر کے افراد شریک ہوں یا سب حصہ دار ایک دوسرے کو انتفاع

کی مطلق اجازت دے دیں تو ذبح کے بعد اس کے گوشت کو تول کر الگ الگ کرنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ حسبِ ضرورت سب لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔ **لو اشترى لنفسه ولزوجته واولاده الكبار بدنة ولم يقسموها تجزيهم.** (درمختار زكريا ٤٦٠/٩، كراچی ٣١٧/٦) **ونحو ذٰلک لا بأس اذا حلل بعضهم بعضاً.** (تاتارخانية زكريا ٤٥٥/٩، فتاوىٰ محموديه ڈابھیل ٤٢٤/١٧)

نذر کا حصہ بالکل الگ کرنا ضروری ہے

اگر بڑے جانور میں کسی شریک نے نذر کی قربانی کا حصہ لیا ہے تو اس حصہ کو تول کر بالکل الگ کرنا ضروری ہے؛ کیوں کہ اس حصہ کا استعمال خود حصہ دار یا کسی بھی غنی کے لئے جائز نہیں؛ بلکہ اسے فقراء میں تقسیم کرنا لازم ہے۔ **مستفاد: وانما وجبت بالنذر فليس لصاحبها ان يأكل منها شيئاً ولا ان يطعم غيره من الاغنياء ...... لان سبيلها التصدق.** (البحر الرائق زكريا ٣٢٧/٩، درمختار زكريا ٤٦٠/٩، كراچی ٣١٧/٦) **اذا نذر ذبح شاة لا يأكل منها الناذر، ولو اكل فعليه قيمة ما أكل.** (تاتارخانية زكريا ٤١٥/١٧، كتاب الفتاوىٰ ١٤٧/٤) **التى لا يؤكل منها هى المنذورة ابتداءً.** (درمختار زكريا ٤٧٤/٩)

بوقتِ ذبح تمام شرکاء کی طرف سے نام بنام نیت

اگر بڑے جانور میں حصے دار متعین ہو چکے ہیں تو ذبح کے وقت ہر ایک کا نام لینا ضروری نہیں؛ بلکہ مطلق ذبح سے سب کی قربانی درست ہو جائے گی۔ **ذبح المشتراة لها بلا نية الاضحية جازت اكتفاء بالنية عندالشراء.** (هندية ٢٩٤/٥، مجمع الانهر ١٧٥/٤) **ان الفعل انما يصير قربة من كل واحد بنيته ...... فعدم النية من احدهم لا يقدح فى قربة الباقين.** (بدائع الصنائع زكريا ٢٠٩/٤، الاشباه والنظائر ٤٠)

❍❖❍

عیب دار جانور کی قربانی

سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی

جس جانور کے سینگ کا کچھ حصہ اوپر سے ٹوٹ گیا ہو (یا اس کا خول اتر گیا ہو) اس کی قربانی درست ہے؛ لیکن اگر سینگ ٹوٹنے کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو (یعنی دماغ کی ہڈی میں سوراخ ہوگیا ہو) تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ویضحی بالجماء هی التی لا قرن لها خلقة وكذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالكسر او غيره، فان بلغ الكسر الی المخ لم يجز.** (شامی زکریا ۹/۴٦۷، کراچی ٦/۳۲۳، مجمع الانهر ٤/۱۷۱، بدائع الصنائع زکریا ٤/۲۱٦، هندية ٥/۲۹۷، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۳، فتاوىٰ محموديه ڈابھیل ۱۷/۳۸٤، کتاب الفتاوىٰ ٤/۱٤۱، فتاوىٰ رحیمیه ۱۰/٤۹، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/۱۹۰، جامع الفتاوىٰ ٤/٤۰۹)

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں؟

جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں (یا بچپن میں ہی اس کے سینگ کی جگہ آگ سے جلا دی گئی ہو، جس کی وجہ سے آگے سینگ نہ نکل سکے ہوں) اس کی قربانی درست ہے۔ **ویضحی بالجماء هی التی لا قرن لها خلقة وكذا العظماء التی ذهب بعض قرنها بالكسر.**

(شامی زکریا ۹/٤٦۷، هندية ٥/٤۹۷، جامع الفتاوىٰ ٤/٤۰۷)

کان کٹے جانور کی قربانی

اگر جانور کا کان تھوڑا بہت کٹا ہے تو اس کی قربانی درست ہے؛ لیکن اگر کان کا اکثر حصہ کٹ گیا ہے تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ومقطوع اكثر الاذن، لو ذهب بعض الاذن**

...... **ان كان كثيراً يمنع، وان يسيراً لا يمنع.** (شامی زكريا ٩/ ٤٦٨، كراچی ٦/ ٣٢٣، هندية ٥/ ٢٩٧، البحر الرائق زكريا ٩/ ٣٢٣، تاتارخانية زكريا ١٧/ ٤٢٩، جواهر الفقه ١/ ٤٥٠، فتاویٰ رحيميه ١٠/ ٤٨، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/ ١٨٨، جامع الفتاویٰ ٤/ ٤٠٧)

بغیر کان والے جانور کی قربانی

جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **والسكاء التی لا اذن لها خلقة، ولا تجوز مقطوعة احدى الاذنين بكمالها والتی لها أذن واحدة خلقة.** (درمختار مع الشامی زكريا ٩/ ٤٦٩، كراچی ٦/ ٣٢٤، تاتارخانية زكريا ١٧/ ٤٢٦، هندية ٥/ ٢٩٧، جامع الفتاویٰ ٤/ ٤٠٧)

اندھے جانور کی قربانی

جس جانور کی آنکھ کی بینائی بالکل یا اکثر چلی گئی ہو تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ومقطوع اكثر العين ای التی ذهب اكثر نور عينها.** (درمختار زكريا ٩/ ٤٦٨، كراچی ٦/ ٣٢٣، هندية ٥/ ٢٩٨، البحر الرائق زكريا ٩/ ٣٢٣، تاتارخانية زكريا ١٧/ ٤٢٩، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/ ١٨٨)

پوپلے جانور کی قربانی

جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر ٹوٹ چکے ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، اور جس کے دو چار دانت ٹوٹے ہوں کہ اسے چارہ کھانے میں زیادہ دشواری نہ ہوتی ہو تو اس کی قربانی میں کچھ حرج نہیں ہے۔ **ولا بالهتماء التی لا اسنان لها، ويكفی بقاء الاكثر.** (درمختار زكريا ٩/ ٤٦٩، كراچی ٦/ ٣٢٤) **واما الهتماء وهی التی لا اسنان لها فان كانت ترعی وتعتلف جازت والا فلا.** (هندية ٥/ ٢٩٨، البحر الرائق زكريا ٩/ ٣٢٣، تاتارخانية زكريا ١٧/ ٤٢٨، جواهر الفقه ١/ ٤٥٠، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/ ١٨٨، جامع الفتاویٰ ٤/ ٤٠٢، مسائل قربانی وعقيقه ٣١)

زبان کٹے ہوئے جانور کی قربانی

زبان کٹا ہوا جانور جو چرنے پر قادر نہ ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ **وقطع اللسان فی الثور یمنع وفی الشاة اختلاف...... ولو کانت الشاة مقطوعة اللسان هل تجوز التضحیة بها؟ فقال نعم ان کان لا یخل بالاعتلاف وان کان یخل به لا تجوز التضحیة بها.** (هندية ٥/٢٩٨، تاتارخانية زكريا ١٧/٤٢٨،شامی زكريا ٩/٤٧٠، مسائل قربانی وعقیقه ٣١)

دُم کٹے جانور کی قربانی

اگر دُم کا اکثر حصہ کٹا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، اور اگر معمولی حصہ کٹا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ **ومقطوع اکثر الذنب، لو ذهب بعض الذنب ...... ان کان کثیراً یمنع وان یسیراً لا یمنع.** (شامی زكريا ٩/٤٦٨، كراچی ٦/٣٢٣، هندية ٥/٢٩٧، البحر الرائق زكريا ٩/٣٢٣، تاتارخانية زكريا ١٧/٤٢٩، جواهر الفقه ١/٤٥٠، فتاویٰ رحیمیه ١٠/٤٨، آپ کے مسائل اوران کا حل ٤/١٨٨، جامع الفتاویٰ ٤/٤٠٨)

بغیر دم والے جانور کی قربانی

جس جانور کی پیدائشی طور پر ہی دم ندارد ہو تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی قربانی درست ہے، جب کہ امام محمدؒ کے نزدیک اس کی قربانی جائز نہیں ہے (اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ اس کی قربانی نہ کی جائے) **الشاة إذا لم یکن لها أذن ولا ذنب خلقة، قال محمد لا یکون هٰذا ولو کان لا یجوز، وذکر في الأصل عن أبي حنیفةؒ أنه یجوز، خانیة.**

(شامی زكريا ٩/٤٧٠، بيروت ٩/٣٩٣، احسن الفتاویٰ ٧/٥١٧)

لنگڑے جانور کی قربانی

جو جانور بالکل لنگڑا ہو یا اس قدر لنگڑا ہو کہ تین پاؤں زمین پر رکھتا ہو اور چوتھا پاؤں زمین پر رکھ ہی نہ سکتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، اور اگر چوتھا پاؤں زمین پر ٹیک کر لنگڑا کر چل سکتا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔ **العرجاء التی لا تمشی الی المنسک ای التی لا یمکنها المشی برجلها العرجاء، انما تمشی بثلاث قوائم، حتی لو کانت تضع الرابعة**

علی الارض وتستعین بها جاز. (درمختار مع الشامی زکریا ۹/۴۶۸، کراچی ۶/۳۲۳، تاتارخانیة زکریا ۱/۴۲۶، هندیة ۵/۲۹۷، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۳، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۳۷۶، جامع الفتاویٰ ۴/۴۱۱)

خشک تھن والے اور تھن کٹے جانور کی قربانی

بکری کے دو تھنوں میں سے ایک تھن اگر خشک ہوجائے یا کاٹ دیا جائے تو اس کی قربانی درست نہ ہوگی اور اگر گائے یا اونٹنی کے دو تھن کٹ جائیں یا سوکھ جائیں تو ان کی قربانی بھی جائز نہ ہوگی؛ لیکن اگر گائے یا اونٹنی کے چار تھنوں میں سے صرف ایک تھن کٹ جائے تو اس کی قربانی درست ہے۔ **والشطور لا یجزئ وهی من الشاة ما قطع اللبن عن احدی ضرعها، ومن الابل والبقر اذا انقطع اللبن من ضرعیها.** (تاتارخانیة زکریا ۱۷/۴۳۰، تبیین الحقائق زکریا ۶/۴۸۲) **والجذاء مقطوعة رؤوس ضرعها او یابستها.** (درمختار زکریا ۹/۴۶۹-۴۷۰، کراچی ۶/۴۲۴-۴۲۵، هندیة ۵/۲۹۸، جامع الفتاویٰ ۴/۴۱۷، مسائل قربانی وعقیقه ۲۸)

حاملہ جانور کی قربانی

گابھن جانور کی قربانی مکروہ ہے جب کہ ولادت کا وقت قریب ہو۔ **ان تقاربت الولادة یکره ذبحها.** (شامی زکریا ۹/۴۴۱، کراچي ۶/۳۰۴، هندیة ۵/۲۸۷، خانیة ۳/۳۶۷، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/۳۱۹، مسائل قربانی وعقیقه ۲۷)

خصی جانور کی قربانی

خصی جانور کی قربانی نہ صرف جائز بلکہ افضل اور مسنون ہے؛ کیوں کہ اس کا گوشت غیر خصی سے اچھا ہوتا ہے۔ **والخصی افضل من الفحل لانه اطیب لحماً.** (هندیة ۵/۲۹۹)

ویضحی بالجماء والخصی. (درمختار زکریا ۹/۴۶۷، کراچی ۶/۳۲۳، البحر الرائق زکریا ۹/۳۲۳، بزازیة ۶/۲۸۹، مجمع الانهر ۴/۱۷۱، جواهر الفقه ۱/۴۴۹، کتاب الفتاویٰ ۴/۱۴۲، فتاویٰ

محمودیہ ڈابھیل ۳٤۰/۱۷، جامع الفتاویٰ ٤۱۸/٤، مسائل قربانی وعقیقہ ۲۳)

خنثیٰ جانور کی قربانی

خنثیٰ جانور (جس کے بارے میں پتہ ہی نہ چل سکے کہ وہ نر ہے یا مادہ) کی قربانی درست نہیں ہے۔ **ولا بالخنثی لان لحمها لا ینضج.** (درمختار زکریا ٤۷۰/۹، کراچی ۳۲۵/٦، ھندیۃ ۲۹۹/۵، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۷۹/۱۷، فتاویٰ رحیمیہ ۵٤/۱۰، جامع الفتاویٰ ٤۱۸/٤، مسائل قربانی وعقیقہ ۳۰)

نجاست خور جانور کی قربانی

جو جانور صرف گندگی اور غلاظت کھاتا ہو دیگر چارہ نہ کھاتا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ **ولا الجلالة التی تأکل العذرة ولا تأکل غیرها.** (درمختار زکریا ٤۷۰/۹، کراچی ۳۲۵/٦، ھندیۃ ۲۹۸/۵، البحر الرائق زکریا ۳۲۳/۹، کتاب الفتاویٰ ۱٤۲/٤، مسائل قربانی وعقیقہ ۳۲)

جنگلی جانور کی قربانی

وحشی اور جنگلی جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے۔ **ولا یجوز فی الاضاحی شیء من الوحشی.** (ھندیۃ ۲۹۷/۵، البحر الرائق زکریا ۳۲٤/۹، تاتارخانیۃ زکریا ٤۳۳/۱۷، المحیط البرھانی ٤٦۸/۸، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳۵٦/۱۷، مسائل قربانی وعقیقہ ۲۹)

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد عیب دار ہوگیا

اگر خریدتے وقت جانور صحیح سالم تھا؛ لیکن بعد میں عیب دار ہوگیا تو مال دار پر اس کے بجائے دوسرے صحیح سالم جانور کی قربانی لازم ہے، اور اگر فقیر ہے تو اسی عیب دار جانور کی قربانی کرسکتا ہے، دوسرے جانور کی قربانی اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولو اشتراها سلیمة ثم تعیبت بعیب مانع فعلیه اقامة غیرها مقامها ان کان غنیاً وان کان فقیراً اجزأه ذٰلک.**

(درمختار زكريا ٤٧١/٩، كراچی ٣٢٥/٦، تاتارخانية زكريا ٤٣٢/١٧، مجمع الانهر ١٧٣/٤، بدائع الصنائع زكريا ٢١٦/٤، جواهر الفقه ٤٥٠/١، آپ کے مسائل اور ان کا حل ١٦٩/٤)

قربانی کے وقت جانور عیب دار ہو گیا

جو جانور پہلے سے صحیح سالم تھا؛ لیکن قربانی کے لئے کوشش کرتے وقت (اچھل کود وغیرہ کی وجہ سے) عیب دار ہو گیا، تو اس کی قربانی میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولا يضر تعيبها من اضطرابها عند الذبح.** (درمختار زكريا ٤٧١/٩، كراچی ٣٢٥/٦، البحر الرائق زكريا ٣٢٤/٩، تاتارخانية زكريا ٤٣٢/١٧، مجمع الانهر ١٧٢/٤، هداية ٤٣٢/٤، بدائع الصنائع زكريا ٢١٦/٤، هندية ٢٩٩/٥، المحيط البرهانی ٦٧/٨، فتاویٰ محمودیه ڈابهیل ٣٨٧/١٧، مسائل قربانی وعقيقه ٣١)

قربانی کیسے کریں؟

قربانی کا مسنون طریقہ

(۱) افضل یہ ہے کہ اپنی قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرے۔ وندب ...... أن يذبح بيده إن علم ذلک. (درمختار مع الشامی زکریا ٤٧٤/٩، هندية ٣٠٠/٥، فتح القدير زكريا ٥٣٣/٩، مبسوط سرخسی بیروت ١٨/١٢)

(۲) اگر خود نہ کر سکے تو کم از کم قربانی کے وقت سامنے موجود رہے۔ وإلا شهدها.

(درمختار مع الشامی زکریا ٤٧٤/٩)

(۳) جانور کو لٹانے سے قبل چھری تیز کرنا مستحب ہے؛ تاکہ ذبح کے وقت جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ وندب احداد شفرته قبل الاضجاع. (تنوير الابصار بيروت ٣٥٧/٩، زكريا ٤٢٦/٩، هندية ٢٨٧/٥، البحر الرائق زكريا ٣١١/٩، بدائع الصنائع زكريا ١٩٠/٤، تاتارخانية زكريا ٣٩٦/١٧)

(۴) جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹا دیں یعنی اس کے پیر قبلہ کی طرف کردیں اور اپنا دایاں پاؤں اس کے شانے پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں۔ ومنها: أن يكون الذابح مستقبل القبلة والذبيحة موجهة إلى القبلة. (بدائع الصنائع زكريا ١٨٨/٤-١٨٩، اعلاء السنن كراچی ١٣٧/١٧، مبسوط سرخسی بيروت ٣/١٢، الموسوعة الفقهية بيروت ١٩٦/٢١-١٩٧)

(۵) ذبح کے وقت قربانی کی نیت کرے (دل سے نیت کافی ہے، اس کے لئے الفاظ ادا کرنے ضروری نہیں) وأما ركنها فذبح ما يجوز ذبحه في الأضحية بنية الأضحية في أيامها. (هندية ٢٩١/٥)

(٦) ذبح سے پہلے بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھے۔ **وينبغي أن يسمي متصلاً بالذبح.**

(تاتارخانية زكريا ۳۹۸/۱۷، هندية ۲۸۵/٥ -۲۸۸)

(۷) ذبح کرتے ہوئے یہ آیتیں پڑھنا بھی ثابت ہے:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. (ابو داؤد شريف ۳۸٦/۲، بدائع الصنائع زكريا ۲۲۲/٤، مسائل قربانی وعقیقه ٥٠)

(۸) ذبح کے بعد یہ دعا مانگے: **اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ.** (تاتارخانية زكريا ٤۰۰/۱۷، مسائل قربانی وعقیقه ٥٠)

ذبح کے وقت خالص ذکر ضروری ہے

جانور کو ذبح کرتے وقت ایسا جملہ کہنا ضروری ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حمد وثنا پر دال ہو، مثلاً بسم اللہ (یا سبحان اللہ، الحمد للہ، جب کہ ان کلمات سے تسمیہ کی نیت ہو) **والشرط في التسمية هو الذكر الخالص عن شوب الدعاء وغيره فلا يحل بقوله: اللّٰهم اغفرلي لأنه دعاء وسوال بخلاف الحمد لله، أو سبحان الله مريداً به التسمية.**

(درمختار بيروت ۳٦٤/۹، زكريا ٤۳۷/۹، هندية ۲۸٦/٥، البحر الرائق زكريا ۳۰۹/۹، بدائع الصنائع زكريا ۲۲۲/٤، مبسوط سرخسي بيروت ٥/۱۲)

ذبح کے وقت اردو میں اللہ کا نام لینا

اگر ذبح کرتے وقت اردو میں اللہ کا نام لیا مثلاً کہا ''خدا کے نام سے ذبح کرتا ہوں''، تو بھی ذبیحہ حلال ہو جائے گا (عربی کا کلمہ پڑھنا ضروری نہیں ہے) **بالعربية اولا ولو قادراً عليها.** (شامی بيروت ۳٦٤/۹، زكريا ٤۳۷/۹، هندية ۲۸٥/٥، البحر الرائق زكريا ۳۰۸/۹، تاتارخانية زكريا ۳۹۸/۱۷)

ذبح کے وقت دعائیہ کلمہ پڑھنے سے جانور حلال نہ ہوگا

اگر ذبح کرتے وقت دعائیہ جملہ کہا مثلاً ”**اللّٰهم اغفر لی**“ پڑھ کر ذبح کیا تو جانور حلال نہ ہوگا (کیوں کہ یہ خالص ذکر نہیں؛ بلکہ اس میں سوال کی آمیزش ہے جب کہ ذبح کی صحت کے لئے ذکر خالص ضروری ہے) **فلا یحل بقوله: اللّٰهم اغفر لی لأنه دعاء وسوال.** (درمختار بیروت ۴/۹ ۳۶، زکریا ۹/ ۴۳۷، هندیة ۵/ ۲۸۶، البحر الرائق زکریا ۹/ ۳۰۹، تاتارخانیة زکریا ۱۷/ ۳۹۸)

ایک بسم اللہ سے کئی جانور ذبح کرنا

اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں:

الف: اگر دو جانوروں کو ایک کے اوپر ایک لٹایا اور بسم اللہ پڑھ کر ایک ہی حرکت سے دونوں کو ذبح کردے تو دونوں حلال ہوجائیں گے۔

ب: الگ الگ جگہوں پر جانوروں کو لٹایا ہے یا پے در پے لٹایا جارہا ہے تو ایک بسم اللہ سب کے لئے کافی نہ ہوگی؛ بلکہ ہر جانور کے لئے الگ الگ بسم اللہ پڑھنی ضروری ہوگی۔ **والمعتبر الذبح عقب التسمیة قبل تبدل المجلس حتی لو اضجع شاتین احداهما فوق الاخریٰ فذبحهما ذبحة واحدة بتسمیة واحدة حلا. بخلاف ما لو ذبحهما علی التعاقب لان الفعل یتعدد فتتعدد التسمیة.** (درمختار بیروت ۹/ ۳۶۶، زکریا ۹/ ۴۳۹، هندیة ۵/ ۲۸۹، البحر الرائق زکریا ۹/ ۳۰۷)

ذبح میں معاونت کرنے والے بھی بسم اللہ پڑھیں

جو شخص جانور کو ذبح کرانے میں چھری چلانے والے کا معاون ہو مثلاً چھری میں ہاتھ لگا رہا ہو تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھنا واجب ہوگا۔ **وفیها أراد التضحیة فوضع یده مع ید القصاب فی الذبح وأعانه علی الذبح سمی کل وجوباً.** (درمختار بیروت ۹/ ۴۰۵، زکریا ۹/ ۴۸۲)

قربانی کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے

اگر مسلمان شخص ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حلال ہے (لیکن

اگر بالقصد بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا) **وتارک تسمية عمداً فان ترکها ناسياً حل.** (تنویر الابصار مع الدر بیروت ۹/ ۳۶۲، زکریا ۹/ ۴۳۳، هندية ۵/ ۲۸۸، البحر الرائق زکریا ۹/ ۳۰۶، تاتارخانیة زکریا ۱۷/ ۴۰۱، احسن الفتاویٰ ۷/ ۴۰۳، جامع الفتاویٰ ۴/ ۳۵۰)

بوقتِ ذبح قربانی کی نیت لازم نہیں

جو جانور قربانی کی نیت سے خریدا گیا ہو یا متعین کر دیا گیا ہو تو ذبح کے وقت خاص طور پر قربانی کی نیت لازم نہیں؛ بلکہ بہر حال وہ قربانی کی طرف سے معتبر ہو جائے گا؛ کیوں کہ خریداری کے وقت کی تعیین کافی ہے۔ **ذبح المشتراة لها بلا نية الاضحية جازت اكتفاء بالنية عند الشراء.** (هندية ۵/ ۲۹۴،مجمع الانهر ۴/ ۱۷۵، الاشباه ۴۰)

متعینہ جانور دوسرے کے نام سے ذبح کرنا

جو جانور کسی شخص نے اپنے لئے متعین کر رکھا تھا پھر اسے دوسرے کی طرف سے ذبح کر دیا گیا تو بھی یہ مالک کی طرف سے ہی سمجھا جائے گا؛ کیوں کہ متعین جانور میں دوسرے کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا ہے۔ **رجل دعا قصاباً ليضحي له فضحى القصاب عن نفسه فهو عن الآمر.** (هندية ۵/ ۳۰۳، درمختار زکریا ۹/ ۴۷۷، مجمع الانهر ۴/ ۱۷۵، الاشباه والنظائر ۴۰) **لو شراها بنية الأضحية فذبحها غيره بلا إذنه، فإن أخذها مذبوحة ولم يضمنه أجزأته، وإن ضمنه لا تجزئه، وهٰذا إذا ذبحها عن نفسه.** (درمختار بیروت ۹/ ۴۰۰، زکریا ۹/ ۴۷۷)

جانور کا ذبح کب متحقق ہوگا؟

جانور کے گلے میں چار شہ رگیں ہوتی ہیں:

(۱) حلقوم: جس سے سانس لیا جاتا ہے۔

(۲) مَری: جس سے کھانا پانی اندر جاتا ہے۔

(۳-۴) دورانِ خون والی دو رگیں۔

ان چار رگوں میں سے اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہوجاتا ہے اور شرعی طور پر ذبح کا تحقق ہوجاتا ہے۔ **أصح الأجوبة في الأكثر عنه إذا قطع الحلقوم والمرئي والأكثر من كل ودجين يؤكل وما لا فلا.** (شامي بيروت ۳۵۶/۹، زكريا ۴۲۶/۹، هندية ۲۸۷/۵، البحر الرائق زكريا ۳۱۰/۹، تاتارخانية زكريا ۳۹۳/۱۷)

گردن میں کس جگہ چھری پھیری جائے؟

جانور کی گردن کے کسی بھی حصہ میں چھری چلائی جاسکتی ہے اس میں بیچ یا کنارے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ **وفي الجامع الصغير: لا بأس بالذبح في الحلق كله وسطه وأعلاه وأسفله والأصل فيه قوله عليه الصلاة والسلام: الذكاة ما بين اللبة واللحيين.**

(شامي بيروت ۳۵۵/۹، زكريا ۴۲۴/۹، البحر الرائق زكريا ۳۰۹/۹، تاتارخانية زكريا ۳۹۲/۱۷)

اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ

اونٹ کو حلال کرنے کا بہتر طریقہ ''نحر'' ہے، یعنی اس کا اگلا بایاں پاؤں باندھ کر کھڑے کھڑے اس کی گردن کے نچلے حصہ میں بسم اللہ پڑھ کر نیزہ مارا جائے جس سے سب رگیں کٹ جائیں اور بہنے والا خون نکل جائے؛ تاہم اگر اونٹ کو لٹا کر گائے بھینس کی طرح ذبح کیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے، مگر یہ خلافِ اولیٰ ہے۔ **قال البركتي: هو قطع عروق الابل الكائنة في أسفل عنقها عند صدورها.** (الموسوعة الفقهية ۱۲۰/۴۰) **يستحب في النحر أن تكون الإبل قائمة على ثلاث معقولة اليد اليسرى فان أضجعها جاز.** (الموسوعة الفقهية ۱۲۲/۴۰)

ضروری تنبیہ: عرب وغیرہ میں تو اونٹوں کے ''نحر'' کا عام معمول ہے؛ لیکن ہمارے اطراف میں چوں کہ اونٹ کی قربانی شاذ ونادر ہوتی ہے، اس لئے نحر کا طریقہ کم ہی اختیار کیا جاتا ہے، اور لوگ اونٹ کو لٹا کر ذبح کرتے ہیں؛ لیکن اس میں بعض جگہ معلوم ہوا کہ اس کی گردن پر

تین جگہ چھری پھیرنی ضروری سمجھی جاتی ہے تو یہ التزام قطعاً بے اصل ہے، اگر ایک جگہ ذبح کرنے سے رگیں کٹ جائیں تو گردن میں دوسری جگہ چھری چلانا بالکل ضروری نہیں ہے۔ (مرتب)

گدّی کی طرف سے جانور ذبح کرنا مکروہ ہے

حلق کے بجائے گدی کی طرف سے جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے (تاہم اگر رگیں کٹ جائیں تو حلال ہوجائے گا) **وكره بعده كالجر برجلها إلى المذبح وذبحها من قفاها.** (درمختار بیروت ۳۵۷/۹، زکریا ۴۲۶/۹، هندية ۲۸۷/۵، البحر الرائق زکریا ۳۱۱/۹، بدائع الصنائع زکریا ۱۸۹/۴)

عورت کا ذبیحہ

عورت کے لئے بھی جانور ذبح کرنے کی اجازت ہے؛ لہٰذا مسلمان عورت کا ذبیحہ بلا شبہ حلال ہے۔ **فتحل ذبيحتها ولو الذابح مجنوناً او امرأة.** (درمختار بیروت ۳۵۹/۹، زکریا ۴۳۰/۹، البحر الرائق زکریا ۳۰۶/۹، اعلاء السنن کراچی ۹۲/۱۷، مبسوط سرخسی بیروت ۵/۱۲)

باشعور بچے کا ذبیحہ

اگر نابالغ بچہ باشعور ہو اور اللہ کا نام لے کر ذبح پر قادر ہو تو اس کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ **فتحل ذبيحتهما ولو الذابح مجنوناً أو امرأة أو صبياً يعقل التسمية والذبح.** (درمختار بیروت ۳۵۹/۹، زکریا ۴۳۰/۹، هندية ۲۸۵/۵، البحر الرائق زکریا ۳۰۶/۹، فتاویٰ سراجیه ۳۸۱)

گونگے مسلمان کا ذبیحہ

اگر کوئی مسلمان گونگا ہو تو اس کا ذبیحہ مطلقاً حلال ہے (کیوں کہ وہ معذوری کی وجہ سے بسم اللہ پڑھنے پر قادر ہی نہیں ہے؛ لہٰذا اس کا مسلمان ہونا ہی کافی ہے) **أو أخرس (درمختار) مسلماً أو كتابياً لأن عجزه عن التسمية لا يمنع صحة ذكوته كصلوته.** (شامی بیروت ۳۶۰/۹، زکریا ۴۳۱/۹، هندية ۲۸۶/۵، البحر الرائق زکریا ۳۰۶/۹، فتاویٰ سراجیه ۳۸۰)

مخنث شخص کا ذبیحہ

مخنث (ہیجڑا) شخص اگر مسلمان ہے تو اس کا ذبیحہ درست ہے۔ **والخنثی والمخنث تجوز ذبیحتها.** (هندية ٥/٢٨٦، مسائل قربانی وعقیقه ٤٢)

قادیانی کا ذبیحہ

قادیانی کافر ہیں، ان کا ذبیحہ حرام ہے، اگر کسی قادیانی نے اللہ کا نام لے کر کوئی جانور ذبح کیا پھر بھی وہ جانور حلال نہ ہوگا؛ بلکہ مردار کے حکم میں ہوگا۔ **وشرط کون الذابح مسلماً حلالاً.**

(شامی زکریا ٩/٤٢٧، هندية ٥/٢٨٥، احسن الفتاویٰ ٧/٤٠٢، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ١٧/٢٣٥، جامع الفتاویٰ ٤/٣٦٣، آپ کے مسائل اور ان کا حل ٤/٢١٨، عزیز الفتاویٰ ٦٩٧، مسائل قربانی وعقیقه ٤٢)

چرم قربانی اور گوشت کے مصارف

قربانی کا گوشت کہاں صرف کریں؟

افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں: (۱) ایک حصہ فقراء میں تقسیم کردیں (۲) دوسرا حصہ اپنے رشتہ داروں اور دوست واحباب کو پیش کریں (۳) اور تیسرا حصہ خود اپنے استعمال میں لائیں، اور اپنی قربانی میں سے خود کھانا بھی مستحب ہے (اور ضرورت ہو تو سارا گوشت اپنے استعمال میں بھی لاسکتے ہیں اور سارا صدقہ بھی کرسکتے ہیں) **والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لاقربائه واصدقائه ویدخر الثلث، ویستحب ان یأكل منها، ولو حبس الكل لنفسه جاز.** (شامی زکریا ۴۷۴/۹، کراچی ۳۲۸/۶، بدائع الصنائع زکریا ۲۲۴، هندية ۳۰۰/۵، تاتارخانية زکریا ۴۳۷/۱۷، جواهر الفقه ۴۵۱/۱، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۴۳۰/۱۷، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲۰۷/۴) **وندب ان لا تنقص الصدقة من الثلث.** (مجمع الانهر ۱۷۴/۴)

قربانی کا گوشت دعوتِ ولیمہ میں کھلانا

قربانی کا گوشت دوست واحباب کو ولیمہ میں بھی کھلایا جاسکتا ہے۔ **والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لاقربائه واصدقائه ویدخر الثلث، ویستحب ان یأكل منها، ولو حبس الكل لنفسه جاز.** (شامی زکریا ۴۷۴/۹) **ولم یذكر الولیمة وینبغی أن تجوز لأنها تقام شكراً لله تعالیٰ علی نعمة النكاح ووردت بها السنة.** (شامی زکریا ۴۷۲/۹)

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا

قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دینا جائز ہے۔ **ویهب منها ما شاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی.** (هندية ۳۰۰/۵، تاتارخانية زکریا ۴۳۷/۱۷) **وللمضحی ان یهب كل**

ذلک او یتصدق لغنی او فقیر مسلم او کافر. (اعلاء السنن کراچی ،باب بیع جلد الاضحیة ۲۵۸/۷ ،آپ کے مسائل اوران کا حل ۲۰۹/۴، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۴۳۴/۱۷ ، کتاب الفتاویٰ ۱۴۹/۴)

وصیت والی قربانی کے گوشت کا مصرف

اگرمیت نے قربانی کی وصیت کررکھی ہوتواس قربانی کا گوشت فقراء میں صدقہ کرنا لازم ہے، غیر مستحق لوگوں کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں۔ **لو ضحی عن میت وارثه بامره لزمه بالتصدق وعدم الاکل منها.** (شامی زکریا ۴۸۴/۹ ، کراچی ۳۳۵/۶، خانیة ۳۵۲/۳، جامع الفتاویٰ ۴۵۵/۴)

قربانی کا گوشت فروخت کرنا

اصل یہی ہے کہ قربانی کا گوشت فروخت نہ کیا جائے؛ بلکہ اپنے استعمال میں لائیں یا مستحقین اورضرورت مندوں میں تقسیم کرادیں؛ لیکن اگرگوشت اتنا زیادہ ہوکہ اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتوایسی صورت میں ضائع کرنے کے بجائے بہتر یہی ہوگا کہ اسے فروخت کرکے اس کی قیمت غرباءو مستحقین میں تقسیم کردی جائے۔ **وفیه اللحم لا یجوز اصلاً سواء باع بشیء ینتفع به او بشیء لا ینتفع به.** (تاتارخانیة زکریا ۴۴۱/۱۷، درمختار زکریا ۴۷۵/۹، ملتقی الابحر ۱۷۴/۴، جواهر الفقه ۴۵۲/۱، مسائل قربانی وعقیقه ۴۴)

قربانی کی کھال کا استعمال

بہتر یہی ہے کہ قربانی کی کھال صدقہ میں دے دی جائے؛ تاہم اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا بھی جائز ہے جب کہ اسے بعینہٖ دباغت وغیرہ دے کر استعمال کرلیا جائے یا اس کے بدلہ میں کوئی باقی رہنے والی چیز لے لی جائے، مثلاً کھال دے کر بدلہ میں کوئی برتن لے لیا جو باقی رہنے والا ہے تو مالک کے لئے کھال سے اس طرح کا انتفاع جائز ہے؛ لیکن اگر کھال کو بیچ دیا جائے تو ایسی صورت میں اس کی قیمت کا صدقہ لازم ہوتا ہے۔ **ویتصدق بجلدها أو یعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلو أو یبدله بما ینتفع به باقیاً کما مر، لا بمستهلک کخل ولحم ونحوه، کدراهم، فإن بیع اللحم أو الجلد به أی**

بمستهلک أو بدراهم تصدق بثمنه. (درمختار بیروت ۹/۳۹۸، زکریا ۹/۴۷۵، بدائع الصنائع زکریا ۴/۲۲۵، تبیین الحقائق زکریا ۶/۴۸۶، مبسوط سرخسی بیروت ۱۲/۱۴، مسائل قربانی وعقیقه ۴۵)

کھال اور گوشت کی قیمت کا صدقہ کرنا

قربانی کی کھال یا گوشت اگر بیچ دیا جائے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ **فان بیع اللحم او الجلد به ای بمستهلک او بدراهم تصدق بثمنه.** (درمختار زکریا ۹/۴۷۵، کراچی ۶/۳۲۸، هدایة ۴/۴۳۴) **فان بدل اللحم او الجلد به یتصدق به.** (ملتقی الابحر ۴/۱۷۴، احسن الفتاویٰ ۷/۴۸۶، کتاب الفتاویٰ ۴/۱۵۱، مسائل قربانی وعقیقه ۴۳)

قربانی کی کھال مدارس میں دینا

قربانی کی کھال مدارس کے نادار طلبہ کو بطور صدقہ دینا درست ہے، اس میں صدقہ اور علم دین کی اشاعت دونوں کا ثواب ملنے کی امید ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۴۶۲، کتاب الفتاویٰ ۴/۱۵۲، جواہر الفقہ ۱/۴۵۲)

قربانی کی کھال مساجد میں دینا

قربانی کی کھال مسجد میں اس غرض سے دینا کہ اسے فروخت کر کے مسجد کی مختلف ضروریات میں خرچ کیا جائے درست نہیں ہے، اسی طرح مسجد کے امام کو تنخواہ اور معاوضہ کے طور پر قربانی کی کھال دینا بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۶/۳۷۸-۳۷۹)

کھال کا پیسہ تنخواہوں میں دینا

قربانی کی کھال فروخت کر کے جو پیسہ آئے اسے براہِ راست مدارس وغیرہ کے مدرسین وملازمین کی تنخواہوں میں صرف کرنا جائز نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۴۵۲)

قربانی کی کھال کو مہتمم مالک بن کر فروخت کر دے؟

اگر مالک نے قربانی کی کھال مدرسہ کے مہتمم کو بطور ملکیت دے دی، اور مہتمم نے اس پر

قبضہ کرکے اسے فروخت کردیا اور اس کی رقم مدرسہ میں داخل کردی تو یہ رقم بلاتملیک مدرسہ کی تمام ضروریات (تنخواہوں، اور تعمیرات وغیرہ) میں لگائی جاسکتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۵۶/۱۴، ۲۷۹/۱۴) **وللمضحی أن یهب کل ذٰلک أویتصدق به أو یهدیه بغنی أوفقیر مسلم أو کافر.** (اعلاء السنن ۲۶۲/۱۷)

نوٹ: لیکن اگر مہتمم کو مالک نہیں بنایا گیا ہے؛ بلکہ کھال فروختگی کے لئے وکیل بنایا گیا ہے جیسا کہ دستور ہے، تو اس صورت میں کھال کو فروخت کرکے مستحق طلبہ پر ہی خرچ کرنا لازم ہوگا، بلاتملیک غیر مصارف میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵۸۷/۱۵)

قربانی کی کھال یا گوشت کے بدلہ میں کپڑا لینا

اگر قربانی کی کھال یا گوشت کے بدلہ میں کپڑا وغیرہ لے لیا جائے تو اس کا استعمال مالک کے لئے درست ہے (اس کی قیمت کا صدقہ واجب نہیں ہے) **والصحیح کما فی الهدایة وشروحها: أنهما سواء فی جواز بیعهما بما ینتفع بعینه دون ما یستهلک وأیده فی الکفایة بما روی ابن سماعة عن محمدؒ: لو اشتری باللحم ثوباً فلا بأس بلبسه.**

(شامی بیروت ۳۹۸/۹، زکریا ۴۷۵/۹، تاتارخانیة زکریا ٤۱/۱۷ ٤، اعلاء السنن بیروت ۲۸٦/۱۷)

قربانی کے گوشت کے بدلہ میں غلہ لے کر استعمال کرنا

قربانی کا گوشت دے کر اگر پھل فروٹ یا کھانے کی کوئی چیز لے لی تو اس کا استعمال بھی استحساناً جائز ہے۔ **اشتری بلحمها ماکولاً فأکله لم یجب علیه التصدق بقیمته استحساناً.** (شامی بیروت ۳۹۸/۹، زکریا ۴۷۵/۹، تاتارخانیة زکریا ٤٤۱/۱۷، هندیة ۳۰۱/۵، الدر المنتقی بیروت ۱۷۵/٤)

قربانی کی کھال غنی کو بعینہٖ ہدیہ کرنا

قربانی کی کھال بعینہٖ کسی کو بھی ہدیہ کرسکتے ہیں، اس میں فقیر یا غنی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

مستفاد: لكن إذا دفع لغني ثم دفع إليه بنيتها يحسب. (شامی بیروت ۳۹۸/۹، زکریا ۴۷۵/۹، الدر المنتقی بیروت ۱۷۵/۴، کفایت المفتی ۲۴۳/۸)

قربانی کے جانور کے دودھ کا کیا کریں؟

اگر قربانی کے لئے متعین کردہ گائے یا بھینس دودھ دینے والی ہوتو اس کا دودھ اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے؛ بلکہ یا تو دودھ نکالیں ہی نہیں یا ضروری ہوتو دودھ نکال کر صدقہ کردیں۔ **ويكره الانتفاع بلبنها فان كانت التضحية قريباً نضح ضرعها بالماء البارد وإلا حلبه وتصدق به.** (شامی بیروت ۳۹۹/۹، شامی زکریا ۴۷۶/۹)

نوٹ:- بعض جزئیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ صورت میں قربانی کے جانور کے دودھ وغیرہ کو صدقہ کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ وہ جانور گھر کا چارہ نہ کھاتا ہو؛ بلکہ باہر جنگل میں چر کر گذارا کرتا ہو؛ لیکن اگر اسے چارہ لاکر گھر میں کھلایا جاتا ہو، جیسا کہ عام معمول ہے تو اس کے دودھ کا صدقہ کرنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ اپنے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ **ولو اشترى بقرة حلوبة وأوجئها أضحية فاكتسب مالا من لبنها ليتصدق بمثل ما اكتسب ويتصدق بروثها؛ فإن كان يعلفها فما اكتسب من لبنها أو انتفع من روثها فهو له ولا يتصدق بشيء، كذا في محيط السرخسي.** (عالمگیری ۳۰۱/۵)

قربانی کے جانور پر سواری جائز نہیں

جو جانور قربانی کے لئے متعین ہے اس پر سواری کرنا یا اس پر سامان لادنا یا اس سے گاڑی کھنچوانا وغیرہ جائز نہیں ہے۔ **ولا يركبها ولا يحمل عليها شيئاً.** (درمختار بیروت ۳۹۹/۹)

قربانی کا جانور کرایہ پر دینا

قربانی کے جانور کو کرایہ پر دینے کی اجازت نہیں ہے، اگر دے دیا تو اس سے حاصل شدہ کرایہ کو صدقہ کرنا لازم ہے۔ **ولا يؤاجرها فإن فعل تصدق بالأجرة.** (درمختار بیروت ۳۹۹/۹)

قربانی کے جانور کی رسی کا صدقہ کرنا

قربانی کی کھال کے ساتھ اس کی رسی کو بھی صدقہ کردینا چاہئے۔ **ویتصدق بجلدها وکذا بجلالها وقلائدها.** (شامی زکریا ۹/۴۷۴، هندية ۵/۳۰۰، تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۴۲)

قصاب کی اجرت جانور میں سے دینا

جانور ذبح کرنے اور گوشت بنانے والے قصاب کی اجرت قربانی کی کھال یا گوشت وغیرہ کے ذریعہ ادا کرنی درست نہیں ہے؛ بلکہ اجرت الگ سے دی جائے۔ **ولا يعطى اجر الجزار منها لانه كبيع ...... والبيع مكروه فكذا ما فى معناه.** (درمختار مع الشامی زكريا ۹/۴۷۵، البحر الرائق زكريا ۹/۳۲۷، تاتارخانية زكريا ۱۷/۴۴۲، هداية ۴/۴۳۴، جواهر الفقه ۱/۴۵۲)

قربانی کرنے والا شروع ذی الحجہ سے قربانی تک بال وغیرہ نہ بنائے

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہونے کے بعد سے قربانی تک بدن کے بال اور ناخون وغیرہ نہ کاٹے۔ **قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''إذا رأيتم هلال ذى الحجة وأراد أحدكم أن يضحى فليمسك عن شعره وأظفاره''.** (مسلم شريف، كتاب الأضحية ۲/۱۶۰) **قال العثمانى فى اعلاء السنن: والنهى محمول عندنا على خلاف الأولىٰ.** (اعلاء السنن ۷/۲۰۸، اهم مسائل ۱۶۹)

تکبیرِ تشریق کا وجوب

ذی الحجہ کی ۹ر تاریخ (یوم عرفہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳ر ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت سب پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ **واما وقته فاوله عقيب صلاة الفجر من يوم عرفة وآخره فى قول ابى يوسف ومحمدؒ عقيب صلاة العصر من اٰخر ايام التشريق.** (هندية ۱/۱۵۲، تبيين الحقائق ۱/۵۴۵، حلبى كبير ۵۷۴، البحر العميق ۳/۱۴۲۹)

تکبیرِ تشریق کے الفاظ

تکبیرِ تشریق ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائے گی اور اس کے الفاظ یہ ہیں: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.** (شامی زکریا ۶۲/۳، البحر العمیق ۱۴۳۱/۳، هندیة ۱۵۲/۱، تبیین الحقائق ۵۴۵/۱، حلبی کبیر ۵۷۵)

تکبیرِ تشریق کیسے پڑھی جائے؟

یہ تکبیر مرد جہراً پڑھیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔ **والمرأة تخافت بالتکبیر لان صوتها عورة.** (تبیین الحقائق ۵۴۶/۱، البحر العمیق ۱۴۳۴/۳، هندیة ۱۵۲/۱، درمختار زکریا ۶۴/۳)

مسبوق بھی تکبیرِ تشریق پڑھے

مسبوق شخص اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھے گا۔ **وکذا یجب علی المسبوق ویکبر بعدما قضی ما فاته.** (هندیة ۱۵۲/۱، تبیین الحقائق ۵۴۶/۱، درمختار زکریا ۶۵/۳، البحر العمیق ۱۴۳۴/۳)

تکبیرِ تشریق پڑھنے سے پہلے بات چیت کرلی

اگر تکبیرِ تشریق سے پہلے بات چیت کرلی تو تکبیرِ تشریق کا وجوب اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے؛ لہٰذا سلام پھیرنے کے فوراً بعد تکبیرِ تشریق پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ **فلو خرج من المسجد أو تکلم عامداً أو ساهیاً أو أحدث عامداً سقط عنه التکبیر.**

(شامی زکریا ۶۳/۳)

تکبیرِ تشریق سے پہلے عمداً وضو توڑ دیا

اگر نماز کے بعد تکبیرِ تشریق سے قبل جان بوجھ کر وضو توڑ دیا تو بھی تکبیرِ تشریق اس کے ذمہ

سے ساقط ہوجاتی ہے (یعنی اس کا پڑھنا واجب نہیں رہتا) **فلو خرج من المسجد أو تکلم عامداً أو ساهیاً أو أحدث عامداً سقط عنه التکبیر.** (شامی زکریا ۶۳/۳)

تکبیرِ تشریق پڑھے بغیر مسجد سے باہر آ گیا

اگر مسجد میں نماز باجماعت کے بعد تکبیر تشریق پڑھے بغیر مسجد سے باہر چلا جائے تو اب تکبیر تشریق واجب نہیں رہتی۔ **فلو خرج من المسجد أو تکلم عامداً أو ساهیاً أو أحدث عامداً سقط عنه التکبیر.** (شامی زکریا ۶۳/۳)

تکبیرِ تشریق پڑھنے سے پہلے سینہ قبلہ سے پھیرلیا

اگر سلام کے بعد تکبیر تشریق پڑھنے سے پہلے قبلہ سے سینہ پھیرلیا تو اس میں تکبیر تشریق پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں دو روایتیں ہیں، احتیاط یہی ہے کہ تکبیر پڑھ لی جائے۔ **وفی استقبال القبلة روایتان.** (شامی زکریا ۶۳/۳)

سلام کے بعد تکبیرِ تشریق سے پہلے بلا ارادہ وضوٹوٹ گیا

اگر سلام پھیرنے کے بعد ابھی تکبیر تشریق نہیں پڑھ پایا تھا کہ خود بخود وضو ٹوٹ گیا تو اصح قول یہ ہے کہ اسی حالت میں تکبیر تشریق کہہ لے، اور اس مقصد سے نیا وضو کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولو أحدث ناسیاً بعد السلام الأصح انه یکبر ولا یخرج للطهارة.** (شامی زکریا ۶۳/۳)

باب العقيقة

(عقیقہ کے منتخب مسائل)

مسائلِ عقیقہ

عقیقہ کسے کہتے ہیں؟

بچہ کی پیدائش پر شکرانہ کے طور پر جو قربانی کی جاتی ہے اسے عقیقہ کہتے ہیں۔ **والعقیقة فی الاصطلاح: ما یذکی عن المولود شکراً للّٰہ تعالیٰ بنیة وشرائط مخصوصة.**

(الموسوعة الفقهية ۳۰/۲۷۶، مرقاة المفاتيح ۷۴/۸)

عقیقہ کی وجہِ تسمیہ

عقیقہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ''عقیق'' ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت بچہ کے سر پر ہوتے ہیں، تو چوں کہ یہ قربانی اس وقت ہوتی ہے جب کہ یہ پیدائشی بال مونڈے جاتے ہیں اسی مناسبت سے اس قربانی کا نام ''عقیقہ'' رکھ دیا گیا۔ **سمیت بذٰلک لأنها تذبح حین یحلق عقیقه وهو الشعر الذی یکون علی المولود حین یولد من العق وهو القطع لأنه یحلق ولا یترک ذکره القاضی.** (مرقاة المفاتيح ۷۴/۸)

عقیقہ کا حکم

بچہ/ بچی کی طرف سے عقیقہ کرنا واجب تو نہیں؛ البتہ مستحب ہے۔ **وإنما أخذ أصحابنا الحنفية فی ذٰلک بقول الجمهور، وقالوا باستحباب العقیقة.** (اعلاء السنن ۱۱۳/۱۷، حاشية ترمذی شريف ۲۷۷/۱، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۰۵/۱۵، مسائل قربانی وعقیقه ۵۳)

بچہ کی طرف سے عقیقہ کون کرے؟

اصل تو یہی ہے کہ بچہ کا والد عقیقہ کا انتظام کرے؛ لیکن اگر نانیہال والے عقیقہ کر دیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں (حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما) کی طرف سے خود عقیقہ فرمایا۔ **قال رسول اللّٰہ ﷺ: من ولد له غلام فليعق عنه عن الابل أو البقر أو الغنم.** (اعلاء السنن ۱۷/۱۲۸) **عن عائشة رضى الله عنها قالت: عق رسول الله ﷺ عن الحسن والحسين يوم السابع الخ.** (اعلاء السنن ۱۷/۱۱۵)

عقیقہ میں کتنے جانور ذبح کریں؟

عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکرے/بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا/بکری ذبح کرنے کا حکم ہے۔ **عن أم كرز قالت: سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول: عن الغلام شاتان مكافئتان وعن الجارية شاة.** (ابن ماجة ۲۲۸، ترمذی شریف ۱/۲۷۸، مصنف ابن ابی شبیة ۱۲/۳۲۲، اعلاء السنن ۱۷/۱۱۵، نسائی شریف ۲/۱۶۷)

اگر دو بکرے کی گنجائش نہ ہو؟

اگر لڑکے کی طرف سے دو بکرے عقیقہ کرنے کی گنجائش نہ ہو تو ایک ہی بکرے سے عقیقہ کرنا بھی درست ہے۔ (اور اگر بالکل گنجائش نہ ہو تو سرے سے عقیقہ نہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے) **وأما الغلام فيحتمل أن يكون أقل الندب فى حقه عقيقة واحدة وكماله ثنتان، والحديث يحتمل أنه لبيان الجواز فى الاكتفاء بالأقل.** (مرقاة المفاتیح ۸/۷۹-۸۰، بهشتی زیور اختری ۳/۴۲-۴۳، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶۰۶)

کیا دونوں بکرے ایک ساتھ ذبح کرنے ضروری ہیں؟

لڑکے کی طرف سے عقیقہ کرنے میں دونوں بکروں کو ایک ساتھ ذبح کرنا ضروری نہیں ہے،

ایسا بھی کرسکتے ہیں کہ ایک بکرا آج ذبح کردیا جائے اور دوسرا بکرا اگلے ہفتے ذبح کردیا جائے۔ **أو دلالة علی أنه لا یلزم من ذبح الشاتین أن یکون فی یوم السابع فیمکن أنه ذبح عنه فی یوم الولادة کبشاً وفی السابع کبشاً.** (مرقاة المفاتیح ۸/ ۸۰)

بڑے جانور میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کا حصہ لینا

ایامِ قربانی میں قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے حصہ لینا بلاشبہ جائز ہے۔ **وکذا لو أراد بعضهم العقیقة عن ولد ولد له من قبل.** (شامی زکریا ۹/ ۴۷۲، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۶/ ۴۱۲)

نوٹ: لیکن اگر وسعت ہو تو عقیقہ میں بکرے/ بکری کی قربانی ہی افضل ہے۔ **والکلام إنما هو فی الإجزاء وأما الأفضلیة فلا شک أنها فی الغنم لحدیث عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها.** (اعلاء السنن بیروت ۱۷/ ۱۳۰)

غیر ایامِ قربانی میں بڑے جانور میں عقیقے کے حصے؟

ایامِ قربانی کے علاوہ دنوں میں ایک بڑے جانور میں کئی بچوں کے عقیقے کے حصے لینے میں اختلاف ہے؛ لیکن راجح یہی ہے کہ جس طرح ایامِ قربانی میں عقیقے کے حصے لینا جائز ہے اسی طرح غیر ایامِ قربانی میں بھی درست ہے۔ (کفایت المفتی ۸/ ۲۳۴، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۵/ ۶۱۰-۶۱۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/ ۲۳۳، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۸)

عقیقہ سے بلائیں ٹلتی ہیں

عقیقہ سے بچہ سے بلائیں دور ہوجاتی ہیں، اور جب تک عقیقہ نہیں ہوتا ہے وہ اندیشوں میں گھرا رہتا ہے اور اس کی نشوونما موقوف رہتی ہے۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: (الغلام مرتهن بعقیقته) یعنی أنه محبوس سلامته عن الآفات بها......، والمعنی أنه کالشئ المرهون لا یتم الانتفاع والاستمتاع به دون فکه.** (مرقاة المفاتیح ۸/ ۷۸)

ومعنى مرتهن ورهين قيل لا ينمو نمو مثله حتى يعق عنه. (الموسوعة الفقهية ۲۷۷/۳۰،

مستفاد: فتاویٰ رحیمیه ۹۰/۲)

عقیقہ کس دن کیا جائے؟

افضل یہ ہے کہ عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن کر دیا جائے، مثلاً اگر جمعہ کو پیدائش ہوئی ہے تو جمعرات کو عقیقہ کر دیں۔ **عن سمرة رضى الله عنه عن نبى الله صلى الله عليه وسلم قال: كل غلام مرتهن بعقيقته تذبح عنه يوم السابع ويحلق رأسه ويسمىٰ.** (ابن ماجة ۲۲۸،

مصنف بن ابی شیبة ۳۲٦/۱۲، اعلاء السنن ۱۱۹/۱۷، ترمذی شریف ۲۷۸/۱، نسائی شریف ۱٦۷/۲)

رات میں بچہ کی پیدائش ہوئی تو دنوں کا حساب کب سے لگے گا؟

اگر رات کے وقت بچہ کی پیدائش ہوئی تو یہ رات گذرے ہوئے دن میں شامل نہ ہوگی؛ لہٰذا اگلے دن سے عقیقہ کے دنوں کا حساب لگایا جائے گا۔ (مثلاً بدھ کا دن گذار کر رات میں بچہ پیدا ہوا، تو عقیقہ کے دن کے لئے دنوں کی گنتی بدھ سے نہیں؛ بلکہ جمعرات سے شروع ہوگی، اور اگلے بدھ کو عقیقہ کرانا مستحب ہوگا) **وذهب جمهور الفقهاء إلى أن يوم الولادة يحسب من السبعة ولا تحسب الليلة إن ولد ليلاً بل يحسب اليوم الذى يليها.** (الموسوعة الفقهية ۲۷۸/۳۰)

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکیں؟

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکیں تو ۱۴ رویں دن یا ۲۱ رویں دن کر دیں، ورنہ جب بھی عقیقہ کریں تو دن کے اعتبار سے ساتویں دن کریں۔ **انها إن لم تذبح فى السابع ذبحت فى الرابع عشر وإلا ففى الحادى والعشرين ثم هٰكذا فى الأسابيع.** (اعلاء السنن

۱۱۷/۱۷، ترمذی شریف ۲۷۸/۱، بهشتی زیور اختری ۴۲/۳)

بچہ اسپتال میں ہو تو کیا کریں؟

اگر بچہ اسپتال میں ہو تو اس کی طرف سے گھر پر عقیقہ کر دیں، عقیقہ کے لئے بچہ کا سامنے ہونا

کوئی شرط نہیں ہے، اور قربانی سے پہلے یا بعد میں اسپتال ہی میں بچہ کے بال منڈوا دیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶۱۹)

بچہ کی طرف سے دوسرے شہر میں عقیقہ

اگر بچہ ایک شہر میں ہوا اور اس کی طرف سے دوسرے شہر میں عقیقہ کیا جائے (یا مثلاً ایک بکرا ایک جگہ اور دوسرا بکرا دوسری جگہ ذبح کرایا جائے) تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور جب عقیقہ کے بکرے ذبح ہوجائیں تو بچہ کے بال منڈوادئے جائیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵ا/ ۶۱۹)

بڑے لوگوں کی طرف سے عقیقہ

اگر کسی کا عقیقہ بچپن میں نہ کیا گیا ہو تو بڑے ہونے کے بعد بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے، مگر وقت مستحب کی فضیلت اسے حاصل نہ ہوگی۔ **عن محمد (ابن سيرين) لو أعلم أنه لم يعق عني لعققت عن نفسي.** (المصنف لابن ابی شیبة ۱۲/ ۳۱۹) **عن الحسن البصري: إذا لم يعق عنك فعق عن نفسك وإن كنت رجلاً.** (اعلاء السنن ۱۷/ ۱۲۱، حاشية فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۷/ ۵۱۱) **ونص الشافعية على أن العقيقة لا تفوت بتاخيرها لكن يستحب أن لا يؤخر عن سن البلوغ.** (الموسوعة الفقهية ۳۰/ ۲۷۹)

کیا عقیقہ میں دعوت ضروری ہے؟

عقیقہ میں قربانی کر کے دعوت ضروری نہیں ہے؛ بلکہ چاہیں تو کچا گوشت تقسیم کردیں یا غرباء کو کھلادیں، یا پکا کر گھروں میں بھجوادیں، اور چاہیں تو مختصر دعوت کردیں (نام ونمود اور ریاکاری کی نیت نہ ہو) **ولو دعا إليها قوماً جاز.** (اعلاء السنن ۱۷/ ۱۲۰) **سواء فرق لحمها نيئاً أو طبخه بحموضة أو بدونها.** (شامی زکریا ۹/ ۴۸۵)

عقیقہ کے دن سر کے بال مونڈنا

بچپن میں اگر عقیقہ کیا جائے تو مستحب ہے کہ بچہ/ بچی کے سر کے بال مونڈ کر اس کے وزن

کے اندازے سے سونا چاندی یا اس کی قیمت صدقہ کردیں۔ **عن علیؓ قال: عقّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الحسن بشاۃ فقال: یا فاطمۃ! احلقی رأسہ وتصدقی بزنۃ شعرہ فکان وزنہ درھماً أو بعض درھم.** (المصنف لابن ابی شیبۃ ۳۱۹/۱۲ بتحقیق الشیخ محمد عوامۃ، ترمذی شریف: ۱۵۱۹، اعلاء السنن ۱۱۹/۱۷، ترمذی شریف ۲۷۸/۱، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۳)

بچے کے بال ذبح سے پہلے مونڈے یا بعد میں؟

ذبح کے ساتھ ساتھ بچے کے بال مونڈنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ ذبح سے پہلے یا بعد میں جیسی سہولت ہو بال مونڈ سکتے ہیں، دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم نہ سمجھا جائے، جیسا کہ ناواقف لوگوں میں مشہور ہے۔ (بہشتی زیور اختری ۴۲/۳، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۲۰/۱۵)

کیا عقیقہ کے بغیر بچہ کے بال نہیں اتار سکتے؟

اگر جلدی عقیقہ کرنے کا ارادہ یا گنجائش نہ ہو تو عقیقہ سے قبل بچہ/ بچی کے بال اتارنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر جلدی عقیقہ کا ارادہ ہو تو عقیقہ کے دن بال اتارنا مستحب ہوگا۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۲۱/۱۵)

سر منڈانے کے بعد بچہ کے سر پر زعفران لگانا

عقیقہ کے دن سر منڈانے کے بعد بچہ کے سر پر زعفران وغیرہ خوشبو لگانے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ **عن بریدۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: کنا فی الجاھلیۃ إذا ولد لأحدنا غلام ذبح شاۃً ولطخ رأسہ بدمھا فلما جاء الإسلام کنا نذبح الشاۃ یوم السابع ونحلق رأسہ ونلطخہ بزعفران.** (رواہ أبوداؤد حدیث: ۲۸۴۳، مشکوٰۃ المصابیح مع المرقاۃ ۸۲/۸)

کیا بڑی عمر میں بھی سر کے بال مونڈنے ضروری ہیں؟

اگر بڑی عمر میں عقیقہ کیا جارہا ہو تو سر کے بال منڈوانے ضروری نہیں ہیں؛ بلکہ بڑی عمر کی

لڑکی کے بال مونڈنا ناجائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۶۲۲، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۷/ ۵۱۱، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/ ۲۳۸)

مرحوم بچہ کا عقیقہ

اگر عقیقہ سے پہلے بچہ کی وفات ہوجائے تو بعد میں اس کی طرف سے عقیقہ کا حکم نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۶۱۶-۶۱۷، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۸)

عقیقہ کی کھال کا حکم

عقیقہ کے جانور کی کھال کا حکم بھی وہی ہے جو قربانی کی کھال کا ہے، بہتر ہے کہ اسے بعینہٖ صدقہ کردیا جائے یا فروخت کرکے اس کی قیمت مستحقین پر خرچ کردی جائے، اور ڈول وغیرہ بنا کر اپنے استعمال میں بھی لاسکتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۶۲۶، مسائل قربانی وعقیقہ ۶۱)

عقیقہ کے وقت بچہ کا نام رکھنا

بہتر ہے کہ جس دن عقیقہ کیا جائے اسی دن بچہ کا اچھا سا نام بھی رکھ دیا جائے۔ فی الحدیث: **تذبح عنه يوم السابع ويسمىٰ ويحلق رأسه.** (ابو داؤد شریف حدیث: ۲۸۳۷، ترمذی شریف ۱۵۲۲، وغیرہ)

ختنہ سنتِ مؤکدہ ہے

ختنہ اسلام کا شعار اور سنتِ مؤکدہ ہے، اس لئے بچپن ہی میں بچوں کی ختنہ کا اہتمام ہونا چاہئے۔ **واختلفوا فی الختان قيل انه سنة هو الصحيح.** (عالمگیری ۵/ ۳۵۷)

بچہ کی ختنہ کب کرائی جائے؟

بچہ کی ختنہ کے لئے کوئی وقت متعین نہیں ہے، اس لئے اس میں بچہ کی صحت اور حالت کو دیکھ کر مناسب وقت تجویز کرنا چاہئے۔ (اور جتنی کم عمری میں ختنہ کرائیں اتنا ہی بہتر رہتا ہے)

والأشبه عند الحنفية أن العبرة بطاقة الصبى إذ لا تقدير فيه فيترك تقديره إلى الرأى. (الموسوعة الفقهية ۲۹/۱۹)

بچہ کے کان میں اذان واقامت

مستحب ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہے جائیں۔ **عن ابی رافع رضی اللّٰہ عنہ قال: رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أذن فی أذن الحسن بن علیٍّ حین ولدته فاطمة بالصلاة.** (ابو داؤد شریف حدیث: ۵۱۰۵، ترمذی شریف حدیث: ۱۵۱٤) **قال ملا علی قاری: والمعنی أذّن بمثل أذان الصلاة وهٰذا یدل علی سنّیة الأذان فی أذن المولود، وفی شرح السنة روی أن عمر بن عبد العزیز رضی اللّٰہ عنہ کان یؤذن فی الیمنیٰ ویقیم فی الیسریٰ إذا ولد الصبی الخ.** (مرقاۃ المفاتیح ۸۱/۸)

بچہ کے کان میں اذان واقامت کی حکمت

پیدائش کے فوراً بعد بچہ کے کان میں اذان واقامت کے کلمات کہنے کا حکم کئی حکمتوں پر مبنی ہے، مثلاً:

الف: کلماتِ اذان سے شیطان دفع ہوتا ہے، تو گویا بچہ کو شیطان کے اثر سے بچانا مقصود ہے۔

ب: کلماتِ اذان واقامت توحید خالص اور ایمانیات کے اقرار کے ساتھ ساتھ اسلام کے سب سے اہم رکن نماز کی دعوت پر مشتمل ہیں، بریں بنا عالم عنصری میں آنے کے بعد بچہ کے پردۂ سماعت سے ان کلمات کا گذارنا دراصل اس کے دل کی گہرائیوں میں ایمان وعمل کے جذبات جاگزیں کرنے میں بہت مؤثر ہے۔ **ولعل مناسبة الاٰیة بالأذان أن الأذان أیضاً یطرد الشیطان بقوله صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إذا نودی للصلاة أدبر الشیطان له ضراط حتی لا یسمع التأذین الخ، والأظهر أن حکمة الأذان فی الأذن أنه یطوق سمعه**

أول وهلة ذكر اللّٰه تعالىٰ على وجه الدعاء إلى الايمان والصلاة التى هى أم الأركان. (مرقاة المفاتيح ۸/۸۱)

اذان واقامت کے ساتھ بچہ کے کان میں تعوذ پڑھنا

مستحب ہے کہ پیدائش کے بعد بچہ کے کان میں شیطان سے حفاظت کی دعا پر مشتمل یہ آیت بھی پڑھی جائے: ﴿**إنى أعيذها بك و ذريتها من الشيطٰن الرجيم**﴾ (آل عمران:) (میں آپ سے اس کے لئے اور اس کی نسلوں کے لئے ملعون شیطان سے پناہ چاہتا ہوں) **قال النووى فى الروضة: ويستحب أن يقول فى أذنه: إنى أعيذها بك وذريتها من الشيطٰن الرجيم.** (مرقاة المفاتيح ۸/۸۲)

بچہ کی تحنیک

مسنون ہے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد کسی نیک شخص سے کھجور چبوا کر اس کا شیرا یا کوئی میٹھی چیز مثلاً شہد وغیرہ بچہ کے تالو میں چٹا دیا جائے، اور نیک لوگوں سے بچہ کے لئے دعا کرائی جائے، دورِ نبوت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے نومولود بچوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر تحنیک کرایا کرتے تھے۔ **عن عائشة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يؤتىٰ بالصبيان فيبرك عليهم ويحنكهم.** (مسلم شریف حدیث: ۲۸۶، ابوداؤد شریف حدیث: ۵۱۰۶، مرقاة المفاتیح ۸/۷۵، مسائل قربانی وعقیقہ ۵۸) **قوله ويحنكهم بتشديد النون أى يمضغ التمر أو شيئاً حلواً ثم يدلك به حنكه.** (مرقاة المفاتيح ۸/۷۵)

❑❖❑

ماخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔مرتب)

نمبر	کتاب	مصنف	ناشر
۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م:۱۳۳۹ھ)	مجمع الملک فہد مدینہ منورہ
۲	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۳	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر الدمشقیؒ (م:۷۷۴ھ)	دارالسلام ریاض
۴	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی پانی پتیؒ (م:۱۲۲۵ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۵	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م:۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۶	احکام القرآن للجصاص	حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ (م:۳۷۰ھ)	سہیل اکیڈمی دیوبند
۷	تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب عثمانیؒ (م:۱۳۹۵ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۸	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م:۲۲۶ھ)	مکتبہ الاصلاح لال باغ مرادآباد
۹	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م:۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دارالفکر بیروت
۱۰	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م:۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دارالفکر بیروت
۱۱	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م:۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۲	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م:۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۳	نسائی شریف	الحافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ (م:۳۰۳ھ)	مکتبۃ السعد دیوبند
۱۴	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م:۲۴۱ھ)	دارالحدیث القاہرہ
۱۵	سنن الدارالقطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدارقطنیؒ (م:۳۸۵ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت

۱۶	مجمع الزوائد	علامہ ابوبکر الہیثمیؒ (م:۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۷	مصنف ابن ابی شیبۃ	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفیؒ (م:۲۳۵ھ)	المجلس العلمی بیروت
۱۸	شعب الایمان	الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م:۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۹	صحیح ابن حبان	الامام محمد بن حبانؒ (م:۳۵۴ھ)	دار الفکر بیروت
۲۰	مستدرک حاکم	حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوریؒ (م:۴۰۵ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض
۲۱	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۲	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م:۳۶۰ھ)	دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۳	جامع الاحادیث	حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطیؒ (م:۹۱۱ھ)	دار الفکر بیروت
۲۴	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذریؒ (م:۶۵۶ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۵	مشکوٰۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ (م:۷۴۱ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند
۲۶	مرقاۃ المفاتیح	العلامۃ علی بن السلطان محمد القاریؒ (م:۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۲۷	بذل المجہود	الشیخ ابوابراہیم خلیل احمد سہارنپوریؒ (م:۱۳۴۶ھ)	دار البشائر الاسلامیہ
۲۸	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۹	العرف الشذی	افادات: امام العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م:۱۳۵۲ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۳۰	المتجر الرابح	حافظ شرف الدین عبدالمؤمن دمیاطیؒ (م:۷۰۵ھ)	دار الفکر بیروت
۳۱	زاد المعاد	ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر الدمشقیؒ "ابن قیم الجوزیۃ" (م:۷۵۱ھ)	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت
۳۲	مظاہر حق	حضرت مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلویؒ	کتب خانہ رحیمیہ دیوبند
۳۳	معارفِ مدنیہ	مرتب: حضرت مولانا سید طاہر حسن صاحب امروہویؒ	مکتبہ تھانوی دیوبند
۳۴	مبسوط سرخسی	شمس الائمۃ محمد بن احمد السرخسیؒ (م:۴۸۳ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۵	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشیؒ (م:۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۶	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م:۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

٣٧	ردالمحتار (فتاوی شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م:١٢٥٢ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، احیاء التراث العربی بیروت، زکریا دیوبند
٣٨	ملتقی الابحر	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبیؒ (م:٩٥٦ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
٣٩	الدرالمنتقی	محمد بن علی بن محمد الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م:١٠٨٨ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت
٤٠	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ)(م:١٠٧٨ھ)	دارا حیاء التراث العربی
٤١	نورالایضاح	حسن بن عمار بن علی الشرنبلالیؒ (م:١٠٦٩ھ)	یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند
٤٢	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م:١٠٦٩ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٤٣	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م:١٢٣١ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
٤٤	فتح القدیر	علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م:٥٩٣ھ)	دارالفکر بیروت
٤٥	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدرالشریعہ البخاریؒ (م:٦١٦ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
٤٦	غنیۃ المتملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفیؒ (م:٩٥٦ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
٤٧	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (م:٧٨٦ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
٤٨	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازؒ (م:٨٢٧ھ)	کتب خانہ زکریا دیوبند
٤٩	الاشباہ والنظائر	علامہ ابن نجیم مصریؒ (م:٩٧٠ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
٥٠	عالمگیری/ہندیۃ	علامہ نظام الدین وجماعۃ من العلماء	دارا حیاء التراث العربی بیروت
٥١	البحرالرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م:٩٧٠)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
٥٢	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخرالدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م:٥٩٢ھ)	دارا حیاء التراث العربی
٥٣	الفتاویٰ السراجیۃ	علامہ سراج الدین ابومحمد علی بن عثمان الاوسی الحنفیؒ (م:٥٧٥ھ)	مکتبہ اتحاد دیوبند
٥٤	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م:٥٩٣ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
٥٥	بنایہ فی شرح الہدایۃ	علامہ بدرالدین العینی الحنفیؒ (م:٨٥٥ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
٥٦	المختار الفتوی	العلامہ ابوالفضل مجدالدین عبداللہ بن محمود الحنفیؒ (م:٦٨٣ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ معظمہ
٥٧	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م:١٢٥٢ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
٥٨	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م:٥٨٧ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند

۵۹	الفتاویٰ الولوالجیۃ	امام ابوالفتح ظہیرالدین عبدالرشید بن ابی حنیفہؒ (م:۵۴۰ھ)	دارالایمان سہارن پور
۶۰	تبیین الحقائق	علامہ فخرالدین عثمان بن علی الزیلعیؒ (م:۷۴۳ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۶۱	النہرالفائق	امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد المعروف بحافظ الدین النسفیؒ	دارالایمان سہارن پور
۶۲	تقریراتِ رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۶۳	عمدۃ الرعایۃ شرح الوقایہ	العلامۃ محمد عبدالحئی اللکھنویؒ (م:۱۳۰۴ھ)	مرکز ادب دیوبند
۶۴	نصب الرایۃ	جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف الحنفی الزیلعیؒ (م:۷۶۲ھ)	دارالایمان سہارن پور
۶۵	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشئون الدینیہ کویت
۶۶	البحرالعمیق	امام ابوالبقاء محمد بن احمد بن محمد بن الضیاء المکی الحنفیؒ (م:۸۵۴ھ)	المکتبۃ المکیۃ
۶۷	فتاوی رشیدیہ	حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (م:۱۳۲۳ھ)	گلستاں کتاب گھر
۶۸	کفایت المفتی	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (م:۱۳۷۲ھ)	مکتبہ امدادیہ پاکستان
۶۹	فتاوی دارالعلوم	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ (م:۱۳۴۷ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۷۰	عزیز الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ (م:۱۳۴۷ھ)	دارالاشاعت کراچی
۷۱	امداد الفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م:۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۷۲	بہشتی زیور	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م:۱۳۶۲ھ)	مکتبہ اختری سہارن پور
۷۳	بوادرالنوادر	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م:۱۳۶۲ھ)	مکتبہ ملت دیوبند
۷۴	امدادالاحکام	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م:۱۳۹۴ھ) حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلویؒ (م:۱۳۶۸ھ)	مکتبہ تھانوی دیوبند
۷۵	جواہرالفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م:۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۷۶	امدادالمفتیین	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م:۱۳۹۵ھ)	دارالعلوم کراچی
۷۷	فتاوی محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م:۱۴۱۷ھ)	مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۷۸	فتاوی محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م:۱۴۱۷ھ)	ڈابھیل گجرات
۷۹	فتاوی رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (م:۱۴۲۲ھ)	مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۸۰	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م:۱۴۲۲ھ)	دارالاشاعت دہلی
۸۱	آپ کے مسائل اوران کا حل	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (م:۱۴۲۱ھ)	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۸۲	مرغوب الفتاویٰ	حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری	جامعۃ القرأت گجرات

۸۳	کتاب الفتاویٰ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۸۴	جدید فقہی مسائل	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۸۵	فتاویٰ الکوثر	حضرت مولانا مفتی عبداللہ ولی کاوی	کنتھاریہ بھڑوچ
۸۶	جامع الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی مہربان علی صاحبؒ (م: ۱۴۲۰ھ)	ربانی بک ڈپو دہلی
۸۷	محمود الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری	مکتبہ انور ڈابھیل
۸۸	محقق و مدلل جدید مسائل	حضرت مولانا مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	اشاعت العلوم اکل کوا
۸۹	اہم مسائل	زیر نگرانی: حضرت مولانا مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	اشاعت العلوم اکل کوا
۹۰	احکام زکوٰۃ	حضرت مولانا مفتی محمد رفیع صاحب عثمانی	کراچی
۹۱	ایضاح النوادر	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد
۹۲	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد
۹۳	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد
۹۴	انوار مناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد
۹۵	مسائل قربانی و عقیقہ	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	مکتبہ فدائے ملت مرادآباد
۹۶	رمضان کیسے گذاریں	جناب مولانا ندیم الواجدی	دارالکتاب دیوبند
۹۷	مسائل اعتکاف	جناب مولانا قاری محمد رفعت صاحب	مکتبہ رضی دیوبند
۹۸	مسائل اور علماء ہند کے فیصلے	تجاویز فقہی سیمینار	اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی
۹۹	تذکرۃ الرشید	حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ (م: ۱۳۶۰ھ)	مکتبہ خلیلیہ سہارن پور
۱۰۰	ملفوظاتِ فقیہ الامت	افادات: حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ (م: ۱۴۱۷ھ)	مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۱۰۱	احکام میت	ڈاکٹر عبدالحیؒ عارفی، تحقیق: مولانا مفتی عصمت اللہ سرزخیل و رفقاء	مکتبہ یادگارِ شیخ سہارنپور
۱۰۲	آئینۂ رمضان	مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی	
۱۰۳	آسان فقہی مسائل	مولانا عمر فاروق صاحب	
۱۰۴	مفطرات الصیام المعاصرۃ	ڈاکٹر احمد بن محمد الخلیل استاذ جامعۃ القصیم سعودی عرب	

مرتب کی دیگر علمی کاوشیں

رابطہ:

محمد اسجد قاسمی مظفرنگری: 09058602750

❑❖❑

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب المسائل

(جلدِ سوم)

حج وعمرہ وزیارتِ مدینہ منورہ

[نظر ثانی واضافہ شدہ اشاعت]

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ دہلی

اشاعت اول: ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۱ء

نام کتاب: کتاب المسائل (۳)

مرتب: مفتی محمد سلمان منصور پوری

کتابت وتزئین: محمد اسجد قاسمی مظفرنگری

صفحات: ۵۲۸

قیمت: ۲۵۰/روپیہ

ناشر:

المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مرادآباد

09412635154 - 09058602750

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمیٹڈ) دہلی

011-23289786 - 23289159

قَالَ اللّٰہُ تبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاَتِمُّوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ ○

(البقرۃ:)

ترجمہ:

اوراللہ کی رضاجوئی کے لئے حج اورعمرہ (کےارکان ومناسک) پوری طرح ادا کیا کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد:

ایک مسلمان دنیا میں ہر چیز سے مستغنی ہوسکتا ہے؛ لیکن دینی مسائل واحکام اور پیش آمدہ واقعات کے متعلق شرعی رہنمائی سے کوئی بھی مسلمان کہیں بھی اور کبھی بھی مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ہر زمانہ میں حضرات علماء کرام ومفتیانِ عظام نے زمانہ کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے مسائل کے مجموعے مرتب کر کے امت کو پیش کئے۔ عربی زبان میں تو ایسی کتابیں بے شمار ہیں؛ تاہم اردو زبان کا دامن بھی ایسی کتابوں سے خالی نہیں ہے، بفضلہٖ تعالیٰ اکابر علماء کے علمی افادات فتاویٰ اور تصانیف کی صورت میں وافر مقدار میں موجود ہیں، جن سے امت فائدہ اٹھا رہی ہے، اور انشاء اللہ تا قیامت فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

لیکن چوں کہ روزانہ نت نئے مسائل پیش آتے رہتے ہیں؛ اس لئے نئے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر شرعی رہنمائی کی ضرورت ہر زمانہ میں برقرار رہتی ہے۔ یہی سوچتے ہوئے مسائل ودلائل کا یہ سلسلہ ماہنامہ ''ندائے شاہی'' مرادآباد میں آج سے ۱۳ر سال قبل ''کتاب المسائل'' کے عنوان سے شروع کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق شامل حال رہی کہ گذشتہ ۱۳ر سالوں میں عبادات سے متعلق بالترتیب مسائل کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع ہوگیا۔ اس سلسلہ کی دو جلدیں الحمد للہ پہلے شائع ہوچکی ہیں، پہلی جلد ''طہارت، نماز اور جنائز'' پر مشتمل تھی، جب کہ دوسری جلد میں ''روزہ، زکوٰۃ، قربانی اور عقیقہ'' کے مسائل شائع کئے گئے اور اب تیسری جلد میں ''حج وعمرہ'' کے اہم مسائل شائع کئے جارہے ہیں، **فالحمد للّٰہ علی ذٰلک**۔

کسی بھی کام کے وجود میں آنے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کو سب سے بڑا دخل ہوتا ہے اور توفیق کا مطلب یہ ہے کہ من جانب خداوندی اس کام میں غیر معمولی سہولتیں پیدا ہوجاتی ہیں اور راستہ سے موانع ہٹادئے جاتے ہیں۔ یہ ناکارہ یقیناً علمی اور عملی ہر اعتبار سے ناقص ہے؛ لیکن مقام صدشکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے بلاکسی استحقاق کے خیر کی توفیق سے سرفراز فرمایا اور عالم اسباب میں ایسی صورتیں پیدا فرمائیں کہ یہ ناکارہ اس خدمت کو انجام دے سکا، ان اسباب میں سے چنداسباب یہ ہیں:

○ حضرات والدین محترمین زید مجدہما کی تربیت اوران کی سحر گاہی دعائیں! جوقدم قدم پر شامل حال ہیں، **فَجزاهُمَا اللّٰهُ تبارَکَ وَتعَالیٰ اَحسَنَ الْجزَاءِ، وَاَطَالَ اللّٰهُ عُمُرَهُمَا مَعَ الصِّحَّةِ وَ الْعَافِيَةِ۔**

○ حضرات اساتذۂ کرام بالخصوص فقیہ الامت استاذ معظم، مشفق ومربی حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی بے مثال توجہاتِ عالیہ اور شفقتیں! جن کا شکرادا کرنے سے احقر قطعاً قاصر ہے، بس اللہ تعالیٰ ہی ان سب حضرات اساتذۂ عظام کودنیا وآخرت میں درجاتِ عالیہ سے نوازیں، آمین۔

○ دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے خادمانہ وابستگی! کہ اس کی بناپر فقہ میں اشتغال کاموقع میسرآیا۔

○ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کے دینی واصلاحی رسالہ: ماہنامہ ’’ندائے شاہی‘‘ کی ادارتی ذمہ داریاں! جس کی بدولت قلم سے رشتہ مضبوط ہوا، اور تساہلی کے باوجود کچھ نہ کچھ لکھتے رہنے کا حوصلہ ملا۔ اور دیکھا جائے تو یہ ’’کتاب المسائل‘‘ بھی منجملہ ’ندائے شاہی‘‘ کی برکات میں سے ہے، اللہ تعالیٰ اس خدمت کو دارین میں نجات کا سبب بنائیں اوراس چراغ کو تادیر روشن رکھیں، آمین۔

مزید اللہ تعالیٰ کا فضل یہ رہا کہ گذشتہ سالوں میں بار بار حج وزیارت کی سعادت حاصل

ہوتی رہی جس کے دوران حج کے متعلق مسائل ومباحث سامنے آتے رہے، اس لئے بصیرت کے ساتھ مسائل کو منتخب کرنے میں سہولت ہوئی۔

احقر کو اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا پورا احساس ہے، مسائل کے انتخاب واشاعت کا کام جس قدر نازک ہے، احقر اس کا ہرگز متحمل نہیں ہے؛ اس لئے سبھی قارئین سے دست بستہ عرض ہے کہ مطالعہ کے دوران جو بھی غلطی سامنے آئے (جس کا عین امکان ہے) تو اس سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں؛ تاکہ آئندہ اشاعت میں تصحیح کی جا سکے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر احقر اس موقع پر اپنے کرم فرما اور دارالافتاء کے رفیق مکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا شکریہ ادا نہ کرے کہ آں موصوف نے مسودہ کو بغور ملاحظہ فرمایا، اور اصلاحات فرمائیں اور قیمتی مشورے دئے، **فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔**

علاوہ ازیں محبّ مکرم جناب مولانا مفتی ابوجندل قاسمی اور عزیز مکرم مولانا قاری سید محمد عفان منصور پوری کا بھی مشکور ہوں کہ ان حضرات نے بھی مسودہ کی نظر ثانی کی۔

۱۴۳۲ھ میں جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد سے تکمیل افتاء کرنے والے احباب نے حوالوں کی مراجعت کی خدمت نہایت تن دہی سے انجام دی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائیں، آمین۔

عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں ان تھک محنت کی، اور اپنی بہترین فنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، وہ بھی یقیناً عند اللہ ماجور ہوں گے۔

محبّ مکرم جناب مولانا معز الدین صاحب قاسمی ناظم امارتِ شرعیہ ہند دہلی اور جناب محمد ناصر خاں صاحب مالک ''فرید بک ڈپو دہلی'' کا بھی احقر نہایت ممنون ہے کہ انہوں نے بہت جلد عمدہ طباعت کا انتظام کیا، اللہ تعالیٰ ان سبھی حضرات کو اجر جزیل سے نوازیں، آمین۔

اخیر میں بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ وہ محض اپنے فضل وکرم سے اس کتاب

کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں، اور کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں، اور احقر کے لئے اور اس کے والدین، واساتذہ اور سبھی معاونین اور کتاب کی تیاری میں جن جدید وقدیم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کے سبھی مؤلفین کے لئے اس کتاب کو صدقۂ جاریہ اور دارین میں فلاح وکامرانی کا ذریعہ بنادیں، آمین۔ **وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔**

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۸/ ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ ۱۷/۱ اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز دوشنبہ

○

تأثرات: محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہ

مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

نحمده ونصلي على رسوله الكريم: أما بعد! وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَّعَلىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. (الحج: ۲۷)

حج اسلام کے چار ارکان میں سے ایک عظیم ترین رکن اور عشقیہ عبادت ہے، اور یہ عبادت ایسی جگہ ادا کی جاتی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلیات وانوار کا مرکز ہے۔ حضرت امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب شعب الایمان حدیث نمبر: ۳۹۹۴ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ: ’’بیت اللہ شریف جس جگہ قائم ہے بعینہٖ اس کے اوپر ساتویں آسمان میں بیت المعمور قائم ہے، اور پھر بیت المعمور کے بالکل اوپر عرشِ الٰہی ہے، اگر کوئی چیز وہاں سے نیچے گرادی جائے تو کعبۃ اللہ کے اوپر آکر گرے گی، اور روزانہ ستر ہزار فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی توجہات اور اس کی تجلیات کا نزول عرشِ الٰہی سے بیت المعمور سے ہوکر سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر ہوتا ہے، پھر وہاں سے اس کی شعاعیں پوری دنیا میں پھیلتی ہیں‘‘۔

وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جن کو وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت امام بیہقیؒ نے شعب الایمان حدیث نمبر: ۴۰۰۰ میں امام مجاہدؒ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ: ’’سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے اعلان پر جس نے بھی لبیک کہا ہے، اسی کو وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اور وہی حج بیت اللہ کی سعادت سے ہم کنار ہوتا ہے‘‘۔

برادر محترم حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ العالی کی طرف سے ’’کتاب المسائل‘‘ کے نام سے ایک اہم ترین سلسلہ جاری ہے، جس میں بے شمار مسائل وجزئیات

دلائل کے ساتھ نقل کئے جارہے ہیں۔ پہلی جلد ''کتاب الصلوٰۃ'' تک شائع ہوکر ناظرین کے سامنے آچکی ہے، پھر دوسری جلد ''کتاب الجنائز'' سے ''کتاب الاضحیۃ'' تک تیار ہوچکی ہے، جس میں زمانہ کے نئے اور مشکل مسائل کا حل بھی اچھے انداز سے پیش کیا گیا ہے، خاص طور پر رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کے لئے جانے والوں کے متعلق نئے مسائل جو سامنے آتے ہیں، مثلاً: وہاں سے عید کے دن ہندوستان کے لئے روانہ ہوجائے اور ہندوستان میں روزہ ہے، اسی طرح ہندوستان کی ۲۹ر شعبان کو کوئی ہندوستان سے سعودیہ عرب جاتا ہے، اور وہاں اس دن روزہ ہے، تو انہیں کیا کرنا چاہئے؟ اس طرح کے بہت سے مسائل کا حل اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔

اور تیسری جلد صرف ''حج وعمرہ اور زیارتِ مدینہ منورہ'' پر مشتمل ہے، اور اس میں حاجیوں کی ضرورت کے لئے ہر گوشہ کے بے شمار مسائل نقل کئے گئے ہیں، اور حج کے موضوع پر بہت سی کتابیں منظرعام پر آچکی ہیں، ہر ایک سے حجاجِ کرام فائدہ اٹھاسکتے ہیں، مگر مؤلف موصوف کی اس تیسری جلد میں مزید کچھ نئے مسائل کا اضافہ بھی ہے، اس لئے اس کی افادیت میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید کی جاتی ہے کہ عازمین حج کو اس جلد سے بہت زیادہ فائدہ پہنچے گا، یہ بندۂ ناچیز بارگاہِ الٰہی میں دعاء گو ہے کہ یہ کتاب مسلمانوں میں مقبول ہو اور مؤلف موصوف کے لئے ذریعۂ نجات بنے۔ آمین۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَداً ❖ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

اللّٰه كبيراً والحمد للّٰه كثيراً وسبحان اللّٰه بُكرة وأصيلاً.

(المعجم الكبير ۲/ ۱۳۵ حديث: ۱۵۷۰)

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد

۱۲ر ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

کتاب الحج ۵۷-۳۸۶

حج وعمرہ کے ارکان وافعال ۱۱۵

□ احرام کا بیان ---------- ۱۲۹

جنایاتِ احرام ۱۴۸

احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے کے مسائل ---------- ۱۷۲

□ بال کاٹنے کے مسائل ۱۸۲

□ ناخون کاٹنے کے مسائل ۱۸۶

□ بحالتِ احرام جماع کے مسائل ---------- ١٨٨

بحالتِ احرام شکار ۱۹۸

❑ حج کی قربانی ---------- ۳۲۷

□ مسائلِ حلق وقصر ---------- ۳۳۵

□ مسائل طوافِ زیارت

□ مسائل حج بدل

□ حج وعمرہ میں رکاوٹ (احصار) کے مسائل ---------- ۳۷۷

کتاب العمرة

حج کی رہنمائی ۴۲۱-۴۳۷

کتاب الدعاء

کتاب الحج

(حج وعمرہ کے ضروری مسائل)

○

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً○

(اٰل عمران: ۹۷)

ترجمه: اوراللہ کا حق ہے لوگوں پراس گھر کا حج کرنا،
جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو۔

○

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوْقَ لا وَلاَ جِدَالَ فِى الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز وَاتَّقُوْنِ يٰٓا اُولِى الْاَلْبَابِ○ (البقرة: ۱۹۷)

ترجمه: حج کے چند متعین مہینے ہیں (شوال سے لے کر ذی الحجہ کی دسویں رات تک) پس جس نے ان میں اپنے اوپر حج کو لازم کرلیا (یعنی حج کا احرام باندھ لیا) تو اس کو عورت سے بے حجاب ہونا اور گناہ کرنا اور حج کے زمانہ میں جھگڑا کرنا جائز نہیں، اور جو تم نیکی کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے، اور زادِ راہ لے لیا کرو کہ بے شک بہترین توشہ، سوال سے بچنا، اور اے عقل مندو مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

○

حج کا بیان

حج کا سلسلہ کب سے جاری ہے؟

دنیا میں ''حج'' کی عبادت کا سلسلہ انسانِ اول سیدنا حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے جاری ہے۔ تفسیر کی روایات سے ثابت ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے مکہ معظّمہ آکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں کی رہنمائی میں بیت اللہ شریف کی بنیادیں قائم فرمائیں اور حج ادا فرمایا، اوراس کے بعد برابر حجاز مقدس کے اسفار فرماتے رہے، جن میں سے ۳۰۰/اسفار حج کے لئے تھے اور ۷۰۰/اسفار عمرے کے لئے فرمائے۔ (اعیان الحجاج، مؤلفہ: محدثِ کبیر امیر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ ۲۴-۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے، تو انہوں نے خانۂ کعبہ کا سات چکر طواف کیا، اب جہاں مقامِ ابراہیم ہے اس کے مقابل دو رکعت نماز ادا کی اس کے بعد یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سَرِیْرَتِیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَأَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَاناً یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقاً حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضاً بِمَا قَسَمْتَ لِیْ.

اے اللہ! تو میرا باطن اور ظاہر سب جانتا ہے، پس میری معذرت قبول فرمالے اور تو میری حاجت کو بھی جانتا ہے؛ لہٰذا میری مانگ پوری کر دے اور تو وہ سب جانتا ہے جو میرے نفس میں ہے، پس میرے گناہ بخش دے، اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں پیوست ہو اور ایسا سچا یقین جس سے مجھے عین الیقین حاصل ہو کہ تو نے جو کچھ لکھ دیا ہے اس کے سوا ہرگز نہ مجھ کو کچھ ملے گا نہ کوئی تکلیف پہنچے گی، اور یہ چاہتا ہوں کہ تیری تقسیم سے راضی رہوں۔

جب حضرت آدم علیہ السلام یہ دعا کر چکے تو حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ: ''ہم نے تمہاری خطا بخش دی

اور تمہاری اولاد میں سے جو کوئی ہمارے یہاں آ کر تمہاری اس دعا کو پڑھے گا ہم اس کے گناہ بھی بخش دیں گے''۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۸۳، کتاب الادعیۃ، اعیان الحجاج ۱/۲۲-۲۳، حج وزیارت نمبر ۲/۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام حج کے مناسک ادا کر کے فارغ ہوئے تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ: ''اے رب! ہر عمل کرنے والے کو بدلہ ملتا ہے، ہمارے لئے کیا فیصلہ ہے''؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے آدم! میں نے تمہاری تو بخشش کر ہی دی، اور تمہاری اولاد وں میں سے جو میرے گھر کے پاس آ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے گا میں اسے بھی بخش دوں گا''۔ (البحر العمیق ۱/۶۷ بحوالہ اخبار مکہ، لازرقی)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام حج فرما چکے تو فرشتوں نے آپ سے ملاقات کر کے فرمایا کہ آپ کو حج مبارک ہو، ہم اس عبادت کو آپ سے پہلے دو ہزار سال سے کرتے آئے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم لوگ طواف کرتے ہوئے کیا پڑھتے ہو؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ ہم یہ کلمہ پڑھتے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ چناں چہ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بھی طواف میں اس کلمہ کی کثرت فرمائی۔ (البحر العمیق ۱/۷۷)

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اعلانِ حج

بعد میں جب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی (جس کے آثار طوفانِ نوح کے بعد مستور ہو چکے تھے) تو تعمیر مکمل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ. (الحج: ۲۷)

اور آپ لوگوں میں حج کا اعلان فرمادیں، وہ چلے آئیں آپ کے پاس پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر، چلے آئیں دور دراز راہوں سے۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہ العالمین! میری آواز آخر کہاں تک پہنچے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعلان تمہارا کام ہے پہنچانا ہمارے ذمہ ہے، پس سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حکم کی تعمیل فرماتے ہوئے بلند پہاڑی پر چڑھ کر اعلان فرمایا کہ: ''اے لوگو! تمہارے رب نے اپنا گھر بنایا ہے؛ لہٰذا اس کا حج کرو''، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس ''ندائے ابراہیمی'' کو نہ صرف اس وقت موجود تمام مخلوقات تک پہنچایا؛ بلکہ جو لوگ ماں کے پیٹوں اور باپ کی پیٹھوں میں تھے ان سب تک یہ آواز پہنچادی اور جس نے اس ندا پر جتنی مرتبہ لبیک کہا اس کو اتنی ہی مرتبہ بیت اللہ حاضری کی سعادت نصیب ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ملخص: تفسیر ابن کثیر مکمل ۸۹۵، تفسیر قرطبی ۱۲/۳۶، نیز دیکھئے انوار مناسک، مؤلفہ: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ۹۰-۹۷)

حج کی فرضیت

حج اسلام کا اہم ترین رکن ہے جو سن ۹ ہجری میں فرض کیا گیا ،قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ.
(ال عمران: ۹۷)

اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا، جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو اور جو شخص ناشکری کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو سارے جہاں والوں کی کوئی پروانہیں ہے۔

اس آیت کا انداز بجائے خود حج کی اہمیت کو بتلا رہا ہے کہ اس کی ابتدا ہی یہ کہہ کر کی گئی ہے کہ بندوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ حج کو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ظاہری وباطنی اور داخلی اور خارجی نعمتوں کا شکرادا کریں؛ لہٰذا جو شخص بھی جسمانی اور مالی قدرت واستطاعت رکھتا ہو اس پر جلد از جلد اس فریضہ سے سبک دوش ہونا لازم ہے اور اس میں تاخیر پسندیدہ نہیں ہے۔

حج؛ زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے

حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ ادا کرنا فرض ہے، بار بار حج فرض نہیں؛ البتہ کوئی نفلی حج کرنا چاہے تو بات الگ ہے۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ’’اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض فرمایا ہے‘‘، تو ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ: ’’اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال میں حج فرض ہے‘‘؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ قُلْتُهَا لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْمَلُوْا بِهَا، اَلْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ. (رواہ احمد وابوداؤد، تفسیر ابن کثیر مکمل ۲۵۳)

اگر میں ’’ہاں‘‘ کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اور اگر ایسا ہوتا تو تم اس پر عمل نہ کر پاتے اور تمہارے بس میں بھی نہیں تھا کہ تم اس پر عمل کرتے ،حج تو بس ایک مرتبہ فرض ہے اور اس سے زیادہ نفل ہے۔

صاحبِ استطاعت حضرات حج کی ادائیگی میں جلدی کریں

جس شخص پر حج فرض ہو جائے اسے جلد از جلد اپنے فریضہ سے سبک دوشی کی فکر کرنی چاہئے، سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَعَجَّلُوْا اِلَى الْحَجِّ – يَعْنِىْ الْفَرِيْضَةَ – فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لاَ يَدْرِىْ مَا يُعْرَضُ لَهُ. (مسند احمد، تفسير ابن كثير ۲۵۳، الترغيب والترهيب مكمل ۲٦۱)

فریضۂ حج ادا کرنے میں جلدی کرو؛ کیوں کہ تم میں سے کسی کو نہیں معلوم کہ آئندہ کیا رکاوٹ پیش آجائے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. (رواه ابوداؤد، تفسير ابن كثير ۲۵۳)

جس شخص کا حج کا ارادہ ہوتو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔

بہت سے لوگ استطاعت کے باوجود حج میں بلاوجہ تاخیر کرتے ہیں اور بہت سے حضرات محض اس وجہ سے حج سے رکے رہتے ہیں کہ اپنی اولاد کی شادیوں وغیرہ سے فارغ ہوجائیں پھر حج کو جائیں تو یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ حج کی فرضیت کے بعد اولاً حج کی ادائیگی کی فکر ہونی چاہئے، بعد میں دیگر ضرورتیں پوری کریں، حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کسی دنیوی ضرورت سے اپنا حج مؤخر کرتا ہے تو لوگ حج کرکے واپس بھی آجاتے ہیں، مگر اس شخص کی ضرورت باقی ہی رہتی ہے اور رکنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

چناں چہ ایک ضعیف حدیث میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ وَلاَ اَمَةٍ يَضِنُّ بِنَفَقَةٍ يُنْفِقُهَا فِىْ مَا يُرْضِى اللّٰهَ اِلاَّ اَنْفَقَ اَضْعَافَهَا فِيْمَا يُسْخِطُ اللّٰهَ. وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدَعُ الْحَجَّ لِحَاجَةٍ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا اِلاَّ رَأَى الْمُخَلَّفِيْنَ قَبْلَ اَنْ يَقْضِىَ تِلْكَ الْحَاجَةَ – يَعْنِىْ حَجَّةَ الْاِسْلاَمِ – وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدَعُ الْمَشْىَ فِىْ حَاجَةِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ قُضِيَتْ اَوْ لَمْ تُقْضَ اِلاَّ اُبْتُلِىَ بِمَعُوْنَةِ مَنْ يَأْثَمُ عَلَيْهِ وَلاَ يُؤْجَرُ فِيْهِ. (رواه الاصفهانى، الترغيب والترهيب مكمل ۲٦۱)

جو مرد یا عورت اللہ کی رضا کی جگہوں میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے تو اس سے کئی گنا زیادہ اسے اللہ کی ناراضگی کی جگہوں میں خرچ کرنا پڑتا ہے، اور جو شخص کسی دنیاوی ضرورت کی بنا پر اپنا فریضۂ حج چھوڑتا ہے تو وہ اس ضرورت کے پوری ہونے سے پہلے ہی حج سے واپس آنے والوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی ضرورت میں اس کے ساتھ جانے سے منع کرے گا خواہ وہ ضرورت اس کے ذریعہ پوری ہوسکتی ہو یا نہ ہوسکتی ہو، تو اسے کسی گناہ کے کام میں مدد کرنے میں مبتلا ہونا پڑے گا جس پر اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔

بریں بنا معمولی بہانوں کی وجہ سے وسعت رکھنے والے لوگوں کو حج کے ادا کرنے میں ٹال مٹول نہیں کرنی چاہئے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

آج کل ایک بات یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ اگر بیٹا صاحب استطاعت ہے اور والدین نے استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے حج نہیں کر رکھا ہے تو سرمایہ دار بیٹا اس وقت تک اپنے لئے حج کو جائز نہیں سمجھتا جب تک کہ والدین کو حج نہ کرادے، اور پھر عموماً یہ ہوتا ہے کہ ضعیف اور بوڑھے والدین کو تنہا حج کو بھیجا جاتا ہے؛ تاکہ ان کے حج کرنے سے اپنے لئے حج کی راہ ہموار ہوسکے، حالاں کہ یہ خیال کہ والدین کے حج کے بغیر بیٹے کا حج ادا نہ ہوگا محض جہالت اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ حج کی فرضیت کا تعلق قدرت اور استطاعت سے ہے، اگر بیٹا استطاعت رکھتا ہے تو اسی پر حج فرض ہے اور وہ بلاتردد والدین سے پہلے اپنا فریضۂ حج ادا کرسکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ والدین کے حج کے انتظار میں اپنا حج مؤخر نہ کیا جائے؛ البتہ اگر کوئی سعادت مند بیٹا اپنی وسعت کے مطابق خود اپنی مرضی سے اپنے ساتھ والدین یا ان میں سے کسی ایک کو لے کر جائے اور سفر حج میں ان کی خدمت کرے تو یہ یقیناً سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہوگی

وسعت کے باوجود حج فرض ادا نہ کرنے پر وعیدیں

احادیث شریفہ میں ایسے شخص کے متعلق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں جو وسعت اور قدرت کے باوجود حج کا فریضہ ادا کرنے میں تاخیر کرے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَلَکَ زَاداً وَرَاحِلَةً تَبْلُغُهُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلاَ عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیاً اَوْنَصْرَانِیاً، وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلاً﴾. (ترمذی شریف: ۸۱۲، مناسك ملا علی قاری ۳۱، الترغیب والترهیب مکمل ۲۷۷)

جو شخص زادِ راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچانے والی سواری پر قادر ہو پھر بھی حج نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے کہ یہودی ہوکر مرے یا عیسائی ہوکر۔ اور یہ بات اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو شخص وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو﴾

اور دوسری روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

مَنْ لَمْ یَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ

جس کو حج سے کوئی ظاہری ضرورت یا ظالم حکمراں یا مجبور کن بیماری نہ روکے پھر بھی وہ حج کئے بغیر مرجائے

فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا اَوْنَصْرَانِيًّا. (رواه الديلمي في الفردوس، مناسك ملا علي قاري ۳۱)

تو چاہے یہودی ہوکر مرے یا عیسائی ہوکر (اللہ کو کچھ پروا نہیں)

اس میں یہودی یا عیسائی ہوکر مرنے کی جو وعید سنائی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں مذاہب میں حج کی عبادت کی کوئی اہمیت نہیں ہے، دوسرے یہ کہ یہ لوگ صراحۃً اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی کتابوں سے روگردانی اور بغاوت کرنے والے ہیں، تو گویا کہ وسعت وقدرت کے باوجود حج کو نہ جانے والا بھی حکم شرعی کو ادا نہ کرکے ان لوگوں کی طرح سرکشی کا مرتکب ہورہا ہے۔ نعوذ باللہ۔

حج: مغفرت کا بڑا ذریعہ

اللہ تعالیٰ نے جن اعمال کو بندوں کی مغفرت کا ذریعہ اور سبب بنایا ہے ان میں حج کو امتیازی حیثیت حاصل ہے، چناں چہ احادیث شریفہ میں اس بات کو بخوبی واضح فرمایا گیا ہے۔

(۱) سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. (البخاري ۱/۲۰۶، ابن ماجه ۲۶۸)

جو شخص اس طرح حج کرے کہ اس میں کوئی گناہ کا کام اور بے حیائی کی بات نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوکر واپس ہوتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

اس حدیث میں رفث سے ہر بے حیائی اور لغو بات مراد ہے، جب کہ فسوق میں ہر طرح کے گناہ شامل ہیں، یہ چیزیں اگرچہ حج کے علاوہ بھی منع ہیں؛ لیکن حج کے ساتھ ان کی ممانعت مزید بڑھ جاتی ہے۔ (البحر العمیق ۱/۵۶)

(۲) مشہور صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت ڈالی تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! دستِ مبارک بڑھایئے؛ تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرو، چناں چہ آپ نے اپنا دست اقدس بڑھایا، تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، اس پر پیغمبر علیہ السلام نے بطور تعجب فرمایا کہ: ''عمرو! تمہیں کیا ہوا''؟ تو میں نے عرض کیا کہ: ''میں آپ سے ایک شرط لگانا چاہتا ہوں''، پیغمبر علیہ السلام نے پوچھا کہ: ''کیا شرط''؟ تو میں نے عرض کیا کہ: ''شرط یہ ہے کہ میرے پچھلے سب گناہوں کو بخش دیا جائے''، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرو اِنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ، وَاِنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا، وَاِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ. (مسلم شريف: ۱۲۱، ابن خزيمة ۲۵۱۵، الترغيب والترهيب مكمل ۲۵۸)

عمرو! کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اسلام اس سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اور ہجرت سابقہ زندگی کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے، اور حج ماقبل کے گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

یہاں یہ ضرور یادرکھنا چاہئے کہ علماء کے نزدیک حج جیسی عبادات سے چھوٹے موٹے حقوق اللہ سے متعلق گناہ بغیر توبہ کے معاف ہوجاتے ہیں، جب کہ بڑے گناہوں کی معافی کے لئے ساتھ میں توبہ شرط ہے۔اور حقوق العباد سے متعلق گناہ محض حج سے یا محض توبہ سے معاف نہیں ہوں گے؛ بلکہ صاحب حقوق کوراضی کرنا لازم ہے؛ لہٰذا کوئی اس خوش گمانی میں نہ رہے کہ لوگوں کے حقوق کوضائع کرکے محض حج کرنے سے اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے؛ بلکہ حقوق العباد کی ادائیگی بہرحال لازم ہے۔(مستفاد: البحرالعمیق ۶۲/۱-۶۳ وغیرہ)

(۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِيُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. (رواه الترمذي وابن خزيمة وابن حبان، الترغيب والترهيب مكمل ۲۵۹)

حج وعمرہ پے در پے کیا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں عبادتیں فقر وفاقہ اور گناہوں کو ایسے مٹادیتی ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے اور سونا چاندی کے کھوٹ کو (جلاکر) ختم کردیتی ہے،اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں ہے۔

(۴) سیدنا حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہ العالمین! آپ کے جو بندے آپ کے گھر کی زیارت کوحاضر ہوں ان کے لئے کیا تحفہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِكُلِّ زَائِرٍ حَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ حَقّاً يَا دَاؤُدُ إِنَّ لَهُمْ عَلَيَّ أَنْ أُعَافِيَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَأَغْفِرَ لَهُمْ إِذَا لَقِيْتُهُمْ. (رواه الطبراني في الاوسط ۶۰۳۰، الترغيب والترهيب ۲۶۱)

ہرمہمان کا میزبان پر حق ہوتا ہے، اے داؤد! ان زائرین کا مجھ پرحق یہ ہے کہ میں انہیں دنیا میں عافیت سے نوازوں گا اور (آخرت میں) جب میری ان سے ملاقات ہوگی تو ان کو مغفرت عطا کروں گا۔

حجاج کے لئے اجر وثواب کی بارش ہی بارش

(۵) سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منی کی مسجد میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک انصاری صحابی اور ایک ثقفی صحابی حاضر ہوئے،اورسلام کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! ہم کچھ پوچھنے کی غرض سے آئے ہیں''، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اگر تم چاہوتو میں تمہیں ان سوالات کی خبر دے دوں جنہیں تم معلوم کرنے آئے ہو؟ اور چاہوتو خاموش رہوں،اور تم خودسوال کرو''؟ ان دونوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہی ارشاد فرمائیے! چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم یہ باتیں پوچھنے آئے تھے: (۱) گھر سے چل کر

بیت اللہ کی طرف جانے کا کیا ثواب ہے؟(۲)طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا کیا اجر ہے؟ (۳)صفا و مروہ کی سعی کا کیا بدلہ ہے؟ (۴)وقوف عرفہ کی کیا جزاء ہے؟ (۵) کنکری مارنے پر کیا اجر ملتا ہے؟ (۶) اور قربانی کرنے سے انسان کس ثواب کا مستحق ہوتا ہے''؟ یہ سن کر ان دونوں صحابیوں نے فرمایا کہ:''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ہم یہی سوالات کرنے حاضر ہوئے تھے''۔ پھر آپ ؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

(١) فَاِنَّکَ اِذَا خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِکَ تَـؤُمُّ الْبَيْـتَ الْحَرَامَ لاَ تَضَعُ نَاقَتُکَ خُفاً وَلاَ تَرْفَعُهُ اِلاَّ كَتَبَ اللّٰهُ لَکَ بِهٖ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْکَ خَطِيْئَةً.

(۱) جب تم اپنے گھر سے مسجد حرام کے قصد سے چلتے ہو تو تمہاری سواری کے قدم قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور تمہاری ایک غلطی معاف کی جاتی ہے۔

(٢) وَاَمَّا رَكْعَتَاکَ بَعْدَ الطَّوَافِ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ مِنْ بَنِیْ اِسْمَاعِيْلَ.

(۲) اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اجر بنی اسمٰعیل کے غلام کو آزاد کرنے کے برابر ہے۔

(٣) وَاَمَّا طَوَافُکَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ كَعِتْقِ سَبْعِيْنَ رَقَبَةً.

(۳) اور صفا و مروہ کی سعی کا ثواب ۷۰ غلاموں کو آزاد کرنے کے مثل ہے۔

(٤) وَاَمَّا وُقُوْفُکَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَاِنَّ اللّٰـهَ يَهْبِطُ اِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلاَئِكَةَ يَقُوْلُ عِبَادِیْ جَاؤُنِیْ شُعْثاً مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ يَرْجُوْنَ رَحْمَتِیْ فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوْبُكُمْ كَعَدَدِ الرَّمَلِ اَوْ كَقَطْرِ الْمَطَرِ اَوْكَزَبَدِ الْبَحْرِ لَغَفَرْتُهَا اَفِيْضُوْا عِبَادِیْ مَغْفُوْراً لَكُمْ وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ لَهٗ.

(۴) اور تمہارا میدان عرفات میں وقوف کرنا تو اس دن اللہ ربّ العزت آسمان دنیا پر نزولِ اجلال فرما کر فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پراگندہ بالوں والے بندے دنیا کے کونے کونے سے میری جنت کی امید لگا کر میرے پاس آئے ہیں؛ لہٰذا ان کے گناہ اگر چہ ریت کے ذرات، بارش کے قطرات اور سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں پھر بھی میں انھیں بخش دوں گا۔ پس اے میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے واپس جاؤ، تم بھی بخش دیئے گئے اور جس کے لئے تم نے بخشش کی سفارش کی ان کی بھی مغفرت کر دی گئی ہے۔

(٥) وَاَمَّا رَمْيُکَ الْجِمَارَ فَلَکَ بِكُلِّ حَصَاةٍ رَمَيْتَهَا تَكْفِيْرُ كَبِيْرَةٍ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ.

(۵) اور تمہارا شیطان کو کنکری مارنا تو ہر کنکری کے بدلے میں کسی بڑے ہلاکت خیز گناہ کی مغفرت ہوتی ہے۔

(٦) وَاَمَّا نَحْرُکَ فَمَذْخُوْرٌ لَکَ عِنْدَ رَبِّکَ.
وَاَمَّا حِلاَقُکَ رَأْسَکَ فَلَکَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَلَقْتَهَا حَسَنَةٌ وَيُمْحَی عَنْکَ بِهَا خَطِيْئَةٌ.
وَاَمَّا طَوَافُکَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاِنَّکَ تَطُوْفُ وَلاَ ذَنْبَ لَکَ يَأْتِیْ مَلَکٌ حَتّٰی يَضَعَ يَدَيْهِ بَيْنَ کَتِفَيْکَ فَيَقُوْلُ: اِعْمَلْ فِيْمَا تَسْتَقْبِلُ فَقَدْ غُفِرَ لَکَ مَا مَضٰی. (رواه الطبرانی فی الکبير والبزار قال المعلی: وهی طريق لا بأس بها رواتها کلهم موثقون، الترغيب والترهيب مکمل ٢٦٢)

(٦) اور تمہارا قربانی کرنا تو اس کا ثواب آخرت کے ذخیرہ میں جمع کیا جاتا ہے۔
اور (احرام کھولتے وقت) تمہارا سر منڈانا تو ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے۔
اور جب تم اس کے بعد طوافِ زیارت کرتے ہو تو تم گناہوں سے بالکل پاک صاف ہوتے ہو اور ایک فرشتہ تمھارے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ اب آئندہ کے لئے ازسرِنو اعمال کرو، تمہارے گذشتہ سارے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں۔

حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے

(٦) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ إِلاَّ الْجَنَّةُ، قِيْلَ وَمَا بِرُّهٗ؟ قَالَ: اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَطِيْبُ الْکَلاَمِ. (مسند احمد ٣/٣٢٥، الترغيب والترهيب مکمل ٢٥٩)

حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں، پوچھا گیا کہ حج کا "بر" (یعنی خاص نیکی) کیا ہے؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: "کھانا کھلانا اور اچھی گفتگو کرنا"۔

حج مبرور کا اطلاق کس حج پر ہوگا؟ اس بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں، جس میں سے تین اقوال درج ذیل ہیں: (١) وہ حج جس کے ساتھ کوئی گناہ شامل نہ ہو۔ (٢) وہ حج جو عند اللہ مقبول ہو، اور اس کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد وہ حاجی اعمالِ خیر میں زیادتی کرے اور جن گناہوں سے توبہ کرچکا ہے ان سے دور رہے۔ (٣) حج مبرور وہ حج ہے جس میں ریاکاری اور شہرت کا جذبہ نہ ہو۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ: "حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ آدمی حج کرکے جب واپس آئے تو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا ہو۔ (البحر العمیق ١/٥٧-٥٨ وغیرہ)

حج؛ کمزوروں کے لئے جہاد ہے

(۷) جگر گوشۂ رسول سیدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں طبعی طور پر بزدل اور کمزور ہوں (لہٰذا جہاد کرنا مشکل ہے) تو آپ نے ارشاد فرمایا:

هَلُمَّ اِلٰى جِهَادٍ لاَ شَوْكَةَ فِيْهِ "اَلْحَجُّ". (رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط، الترغیب والترھیب ۲۵۸)

آؤ ایسے جہاد کی طرف جس میں کوئی کانٹا (جانی خطرہ) نہیں ہے، وہ "حج" ہے۔

(۸) ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے پیغمبر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد افضل ترین عمل ہے تو کیا ہم عورتیں جہاد نہ کریں؟ تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

لَكِنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ. (صحیح البخاری: ۱۵۲۰، الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۸)

تمہارے لئے (عورتوں اور کمزوروں کے لئے) افضل ترین جہاد حج مبرور ہے۔

(۹) سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْأَةِ اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ. (رواہ النسائی، الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۸)

بوڑھے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

(۱۰) ام المؤمنین سیدتنا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ جِهَادُ كُلِّ ضَعِيْفٍ. (رواہ ابن ماجۃ ۲۹۰۲، الترغیب والترھیب مکمل ۲۵۹)

حج ہر کمزور شخص کا جہاد ہے۔

واقعہ بھی یہی ہے کہ ہزار سہولتیں ہو جانے کے باوجود کمزوروں کے لئے حج کی عبادت کی مشقتیں اپنی جگہ برقرار ہیں، اور ان پر جہاد کے ثواب کا وعدہ نہایت بشارت آمیز ہے۔

حاجیوں کی دعاؤں کا اثر

(۱۱) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ وَسَأَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ. (رواه البزار ورواته ثقات، الترغيب والترهيب ٢٦٠)

حج اور عمرہ کرنے والے حضرات اللہ کے مہمان ہیں، اللہ نے انہیں بلایا جس پر انہوں نے لبیک کہا اور یہ لوگ اللہ سے جو مانگیں گے اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمائیں گے۔

(۱۲) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

يُسْتَجَابُ لِلْحَاجِّ مِنْ حِيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَفَضْلَ اَرْبَعِيْنَ. (البحر العميق ٦٩/١)

مکہ معظّمہ میں داخلہ سے لے کر گھر واپسی تک حاجی کی دعا قبول ہوتی ہے اور اسے مزید چالیس دن قبولیت کے عطا ہوتے ہیں۔

(۱۳) سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَمْسُ دَعَوَاتٍ لَا تُرَدُّ: (١) دَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ (٢) وَدَعْوَةُ الْغَازِىْ حَتّٰى يَرْجِعَ (٣) وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ (٤) وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ (٥) وَدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِالْغَيْبِ، وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِالْغَيْبِ. (البحر العميق ٧٠/١)

پانچ لوگوں کی دعائیں رد نہیں ہوتیں (۱) حاجی کی دعا جب تک واپس نہ آجائے (۲) مجاہد کی دعا جب تک لوٹ نہ آئے (۳) مظلوم کی دعا جب تک کہ اس کی مدد نہ ہو (۴) مریض کی دعا جب تک شفایاب نہ ہو (۵) اور ایک مسلمان بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعا۔ ان میں سب سے زیادہ جلدی قبول ہونے والی دعا ایک مسلمان کا دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرنا ہے۔

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ: ”بیت اللہ میں جو شخص بھی دنیا یا آخرت کی جو بھی حاجت لے کر آئے گا اس کی حاجت روائی ضرور ہوگی“۔ (البحر العمیق ۷۲/۱)

اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص دنیا یا آخرت کی ضرورت کا طالب ہو تو وہ بیت اللہ شریف کا قصد کرے؛ کیوں کہ جو شخص بھی یہاں آکر اللہ تعالیٰ سے دنیا کی کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو اسے دنیا میں عطا کی جاتی ہے اور جو آخرت کی حاجت طلب کرتا ہے وہ اس کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھی جاتی ہے۔ (البحر العمیق ۷/۱)

حاجیوں سے دعا کی درخواست

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهُ، فَاِنَّهُ مَغْفُوْرٌ لَهُ. (مسند احمد ۶۹/۲، البحر العميق ۶۹/۱)

جب تم حاجی سے ملو تو اس سے سلام و مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے لئے استغفار کراؤ؛ کیوں کہ وہ بخشا یا ہے۔

(۱۳) سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَاجُّ يَشْفَعُ فِيْ اَرْبَعِ مِائَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ. (رواه البزار، الترغيب والترهيب ۲۵۹)

حج کرنے والا شخص اپنے گھرانے کے ۴۰۰ر آدمیوں کے حق میں سفارش کرے گا اور وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو کر آتا ہے جیسے پیدائش کے وقت تھا۔

(۱۳) سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُغْفَرُ لِلْحَاجِّ وَلِمَنْ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ. (رواه البزار وابن خزيمة والحاكم، الترغيب والترهيب ۲۶۰)

حاجی کی بھی مغفرت ہوتی ہے اور جس شخص کے لئے حاجی مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت کی جاتی ہے۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ حج وعمرہ کو جانے والوں سے دعا کی درخواست کرنا مسنون ہے۔

(۱۴) ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ میں جانے کی اجازت چاہی تو پیغمبر علیہ السلام نے اجازت دے دی، پھر جب آپ عمرہ کو تشریف لے جانے لگے تو نبی اکرم علیہ السلام نے آپ سے فرمایا: **''يَا اُخَيَّ لَا تَنْسَنَا فِيْ دُعَائِكَ''**۔ (پیارے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں مت بھولنا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ''یا اخی'' فرمانے سے مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ اس کے بدلہ میں اگر وہ تمام دولتیں بھی مجھے مل جاتیں جن پر سورج طلوع ہوتا تو ان کے مقابلہ میں حضور کا یہ ارشاد مجھے زیادہ پسند ہے۔ (البحر العمیق ۶۹/۱)

حج؛ رزق میں برکت کا سبب

حج کے جہاں اور فوائد ہیں ان میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ حج کی بدولت اللہ تبارک وتعالیٰ رزق میں برکت سے سرفراز فرماتے ہیں اور فقر وفاقہ سے بچاتے ہیں۔

(۱۵) حضرت عامر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُجَجٌ تَتْرىٰ وَعُمَرٌ نَسَقٌ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ وَعَيْلَةَ الْفَقْرِ. (البحر العميق ۶۷/۱)

پے در پے حج اور بار بار عمرے کرنا بری موت اور فقر کی مشقت سے بچاتا ہے۔

(۱۶) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا. (مصنف عبد الرزاق ۱۰/۵، البحر العمیق ۱/۶۷) حج کرو مستغنی رہوگے۔

(۱۷) اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا:

مَا اَمْعَرَ حَاجٌّ. (رواہ الفاکھی فی اخبار مکة، والطبرانی والبزار، البحر العمیق ۱/۷۲) حاجی کبھی فقیر نہ ہوگا، یا اس کا توشہ ختم نہ ہوگا۔

بریں بنا وسعت والے حضرات کو چاہئے کہ حج وعمرہ کا اہتمام رکھیں اور کم از کم پانچ سال میں ایک مرتبہ ضرور اس سعادت سے بہرہ ور ہوا کریں۔

(۱۸) چناں چہ سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ عَبْدًا صَحَّحْتُ لَهٗ جِسْمَهٗ وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِيْ الْمَعِيْشَةِ تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ اَعْوَامٍ لَا يَفِدُ اِلَيَّ لَمَحْرُوْمٌ. (صحیح ابن حبان ۴/۲۰، وغیرہ، انوار مناسک ۵۶)

میں نے جس بندے کو جسمانی صحت اور مالی وسعت سے نوازا ہو پھر اس پر اس حالت میں پانچ سال گذر جائیں کہ وہ میرے (گھر یعنی بیت اللہ کے) پاس حاضر نہ ہوتو وہ یقیناً محروم ہے۔

حج؛ عشقیہ عبادت ہے

حج اسلام کا وہ عظیم الشان رکن ہے جس کے ہر ہر پہلو سے عشق خداوندی اور محبت ایزدی کا اظہار ہوتا ہے۔ حج کا سفر سیر وتفریح نہیں بلکہ بندہ کی جانب سے جذبۂ عاشقی کا بھرپور مظاہرہ ہے۔ حاجی احرام باندھ کر گویا اعلان کرتا ہے کہ اب وہ دنیوی علائق سے آزاد ہوکر اپنے محبوب حقیقی سے وصال کے لئے رخت سفر باندھ چکا ہے۔ اب اس کی زبان پر ایک ہی رٹ ہے۔ *لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ* (اے پروردگار میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں) وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر دیوانہ وار بیت اللہ شریف کا طواف کرکے اپنے جذبۂ عشق کو سکون عطا کرتا ہے۔ اسی طرح اسے حکم ہے کہ وہ صفا ومروہ کے درمیان عاشقانہ ناز وانداز سے سعی کرے۔ پھر یہی عشق اسے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی وادیوں میں لے جاتا ہے۔ بالآخر وہ بارگاہ ایزدی میں قربانی کرکے گویا اپنی جان کا نذرانہ محبوب کی خدمت میں پیش کردیتا ہے۔ الغرض سفر حج کا ہر لمحہ عشق ومحبت کا آئینہ دار اور بندہ کی جانب سے محبوب حقیقی سے سچی انسیت کا کھلا مظاہرہ ہے، اسی لئے اس عبادت کے فضائل بھی بہت عظیم الشان ہیں، جیسا کہ اوپر ذکر کئے گئے۔

حج؛ موت کی یاد کا ذریعہ

سفرِ حج دراصل انسان کو سفرِ آخرت کی یاد بھی دلاتا ہے، تمام گھر بار اور مال و جائیداد کو چھوڑ کر حاجی احرام باندھ کر جب روانہ ہوتا ہے تو اسے یاد کرنا چاہئے کہ ایک دن دنیا کو بھی اسی طرح چھوڑ کر جانا پڑے گا، اور اس وقت اس کے ساتھ سوائے اعمال کے توشہ کے کوئی نہ ہوگا، پھر جب وہ لبیک پڑھ کر دیوانہ وار عازمِ حرم ہوتا ہے اور ہر چہار جانب سے لبیک کی آوازیں سنائی دیتی ہیں تو یہ میدانِ محشر کی طرف لوگوں کے دوڑنے کی یاد دلاتا ہے۔ اور میدانِ عرفات کا اجتماع میدانِ محشر کی نظیر ہے، اور رمی جمار کی بھیڑ بھاڑ قیامت میں نفسا نفسی کے عالم کا منظر ہے۔ (مستفاد: البحر العمیق ۱/ ۳۳۹)

سفرِ حج کی اصل روح

سفرِ حج کی اصل روح پورے سفر کے دوران خاص طور پر منکرات وفواحش سے کلی اجتناب کرنا ہے۔ حتی کہ اس سفر میں بہت سے ایسے امور بھی ناجائز قرار دیئے جاتے ہیں جو سفر سے پہلے جائز ہوتے ہیں مثلاً بیوی سے بے حجابی کی باتیں کرنا، زیب وزینت کرنا وغیرہ، دراصل حج کی قبولیت کا مدار انہی ہدایات کی پیروی کرنے پر ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ. (البقرة: ۲۵)

حج کے چند مہینے ہیں معلوم، پھر جس شخص نے لازم کرلیا ان میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت سے اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانے میں اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اس کو جانتا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا مقولہ ہے کہ جس حج میں بے حیائی کا کام کیا اس نے گویا اپنے حج کو فاسد کردیا (احیاء العلوم ص ۱/ ۱۶۴) یعنی اگرچہ اس کا فرض ادا ہوگیا لیکن قبولیت حاصل نہ کرسکا۔ حج میں یہ جذبہ اسی وقت پیدا ہوسکتا ہے جبکہ یہ عبادت خالصۃً اللہ ربّ العزت کی رضا اور خوشنودی کے لئے ادا کی جائے۔ اگر اس میں کوئی اور غرض شامل ہوگی یا منکرات سے بچنے کا اہتمام نہ ہوگا تو صحیح معنی میں حج کی غرض حاصل نہ ہوگی۔

سفرِ حج میں رائج منکرات

خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کجاوہ اور ایک پرانی چادر پر حج فرمایا۔ جس کی قیمت چار درہم بھی نہ تھی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: **اَللّٰهُمَّ حَجَّةً لَا رِيَاءَ فِيْهَا وَلَا سُمْعَةَ.** اے اللہ میں ایسے حج کو چاہتا ہوں جس میں کوئی ریا کاری اور شہرت کا جذبہ نہ ہو۔ (الترغیب والترہیب ۲/ ۱۱۶، سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۸۹۰)

اس کے برخلاف آج کل حج جیسی پرعظمت عبادت میں ریاکاری، شہرت طلبی، اسراف اور منکرات پر مبنی رسمیں جگہ پکڑتی جارہی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری طرح صادق آرہی ہے کہ:

''آخری زمانہ میں چار طرح کے لوگ حج کریں گے۔ بادشاہ تفریح کی غرض سے، امراء تجارت کے مقصد سے، فقراء بھیک مانگنے کے لئے، اور قرّاء اور علماء شہرت طلبی کے لئے''۔ (البحر العمیق ۱/۲۹۰، احیاء العلوم ۱/۱۶۲)

یہ غیر شرعی التزامات حاجی کے سفر پر جانے سے کافی دنوں پہلے سے شروع ہوجاتے ہیں۔ حاجی کی طول طویل دعوتیں ہوتی ہیں۔ کہیں کہیں قوالی کی محفلیں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ احکام حج کو سیکھا جائے اور آتش شوق میں اضافہ کیا جائے۔ فضول ملاقاتوں میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر جانے والے دن سارے خاندان کے افراد مرد وعورت جمع ہوتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ایک ایک حاجی کو ایئرپورٹ تک چھوڑنے کے لئے پچاسوں افراد جاتے ہیں جن میں بے پردہ عورتیں حتی کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور ایئرپورٹ پر وہ شوروغوغا، فوٹوگرافی اور بے حجابی کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ ایک میلہ لگا رہتا ہے جس میں عبادت کا جذبہ برائے نام اور سیر وتفریح اصل مقصود ہوجاتی ہے۔ حاجی کو پھولوں سے لاد کر اس کے ساتھ تصاویر کھنچوائی جاتی ہیں۔ اور بعض لوگ تو باقاعدہ ''ویڈیو فلم میکر'' کو ساتھ لے کر جاتے ہیں جو ان سب مناظر کو کیمرے میں محفوظ کرنے کا ''فرض'' انجام دیتا ہے۔ گویا پہلے ہی مرحلے میں اللہ ربّ العزت کی نافرمانی سامنے آتی ہے اور حج کے سفر کی روح نکال دی جاتی ہے۔ پھر بہت سے لوگ حج کے ارکان کی ادائیگی کے وقت بھی جائز وناجائز کی طرف قطعاً دھیان نہیں دیتے۔ بیت اللہ شریف میں حجر اسود کے بوسہ کے لئے اس قدر ازدحام ہوتا ہے کہ مرد وعورت کا امتیاز اور لحاظ باقی نہیں رہتا۔ عورتیں بے حیائی کے ساتھ غیر مردوں کے درمیان گھس جاتی ہیں۔ اور مرد بھی بے محابا اجنبی عورتوں پر گرے پڑتے ہیں۔ جبکہ اس طریقہ پر معصیت کرکے حجر اسود کا استلام ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ کیونکہ اگر بوسہ لینے کا موقع نہ ہو تو دور سے اشارہ کرکے ہاتھ چوم لینے سے بھی بعینہٖ وہی ثواب ملتا ہے، تو گناہ کے ارتکاب سے کیا فائدہ؟ اس مقدس اور مبارک مقام پر اس بے حیائی کا اظہار حد درجہ مذموم اور قابل ترک ہے۔ حج کے ہر ہر لمحہ میں اس طرح کے بے حیائی کے کاموں سے مکمل اجتناب کرنا چاہئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ حکومت سعودیہ کی توجہ سے حرم نبوی مدینہ منورہ (زادہا اللہ شرفاً) میں زیارت کے لئے مردوں اور عورتوں کے الگ الگ اوقات مقرر کردینے سے وہاں بے محابا اختلاط سے نجات مل گئی ہے۔ خدا کرے مسجد حرام میں بھی اس طرح کی کوئی شکل نکل آئے تو اس عموم بلویٰ سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اپنی نظر کی حفاظت میں لوگ بڑی کوتاہی کرتے ہیں۔ یہ بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے کہ انسان وہاں جاکر بھی اپنے نفس کو قابو میں نہ رکھ سکے۔

پھر جوں جوں واپسی کا وقت قریب آتا جاتا ہے۔ بہت سے حجاج اپنا مابقیہ وقت طواف و زیارت سے زیادہ حرم کے بازاروں اور جدّہ کی مارکیٹوں میں گذارنے لگتے ہیں اور وقت کو غنیمت نہ جان کر زیادہ تر احباب اور رشتہ داروں کے لئے تحفہ تحائف خریدنے میں مصروف رہتے ہیں، جو بجائے خود نہایت بےحسی اور محرومی کی بات ہے، گھر والوں کے لئے تحفے لانا یا خرید وفروخت ممنوع نہیں لیکن اس میں وقت کا ضرورت سے زیادہ ضیاع جذبۂ حج کے منافی ہے اور اس سے بچنا لازم ہے۔

اس کے بعد جب حاجی فریضۂ حج ادا کر کے وطن واپس ہوتا ہے تو پہلے ہی سے اس کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پہنچنے والے رشتہ دار (جن میں مرد وعورت سب شامل ہوتے ہیں) معصیت اور نافرمانی کی چیزیں، فوٹو اور ویڈیو کیمرے اسی طرح پھولوں اور نوٹوں کے ہار لئے تیار رہتے ہیں اور اطاعت خداوندی کا عہد کر کے لوٹنے والا حاجی آتے ہی ان معاصی میں مبتلا ہوکر قبولیت دعا کی سعادت سے محروم ہوجاتا ہے؛ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ ''حجاج سے گھر لوٹنے اور گناہوں میں مبتلا ہونے سے پہلے دُعا کراؤ''۔ (مسند احمد ۲/۶۹، انوار مناسک ۵۳)

پھر گھر آ کر جو رسمیات اپنائی جاتی ہیں وہ سب بھی حج کی روح سے میل نہیں کھاتیں۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ''حج مبرور ومقبول کی نشانی یہ ہے کہ حاجی دنیا سے بےرغبت، آخرت کی یاد میں مستغرق اور دوبارہ زیارت حرمین شریفین کا شوق لے کر لوٹے۔ اگر یہ جذبات نہیں ہیں تو سمجھ لے کہ اس کا حج مبرور نہیں ہے''۔ (احیاء العلوم ۱/۱۶۲)

ہونا یہ چاہئے کہ حج، انسان کے اعمال میں انقلاب، اطاعت کی توفیق اور معاصی سے مکمل احتراز کا ذریعہ بن جائے جبھی سفرِ حج کا واقعی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔

حج میں صرف حلال پیسہ لگائیں

آج گو کہ پہلے زمانہ کے مقابلہ میں حجاج کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے؛ لیکن تعداد کے اضافہ کے ساتھ ساتھ شوق وذوق اور واقعی جذبۂ عشق ومحبت میں کمی واقع ہوتی جارہی ہے، اس کوتاہی کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ حج میں جیسا حلال وطیب مال لگنا چاہئے وہ نہیں لگایا جاتا۔ حالانکہ حج کی قبولیت کے لئے نفقۂ طیب اولین شرط ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب حاجی مالِ حلال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور تلبیہ پڑھتا ہے تو آسمان سے ندا آتی ہے کہ: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ ، تیرا توشہ حلال ہے، تیری سواری بھی حلال ہے اور تیرا حج مقبول اور گناہوں سے دور ہے۔ اس کے برخلاف جب کوئی شخص حرام اور مشتبہ مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے تو منادی کہتا ہے کہ: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ. تیرا توشہ حرام، تیرا خرچہ حرام اور تیرا حج غیر مقبول اور موجبِ گناہ ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط، الترغیب والترہیب مکمل: ۴۸ ۱۷)

اس لئے خاص طور پر حج میں حرام اور مشتبہ رقم لگانے سے احتراز ضروری ہے۔

حج کو جانے سے پہلے مسائل ضرور سیکھیں

سب سے اہم چیز جس کی طرف توجہ ضروری ہے وہ ارکان ومناسکِ حج سے واقفیت حاصل کرنا ہے، اس سلسلہ میں نہایت کوتاہی ہوتی ہے، اور بسا اوقات مسائل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حج فاسد یا دم واجب ہوتا ہے، اور لاعلمی کی بنا پر احساس بھی نہیں ہو پاتا۔ یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ شریعت پر عمل کئے بغیر قبولیت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا اس لئے ارکان حج کی واقفیت انتہائی ضروری امر ہے۔ حج پر لکھی ہوئی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کرنا اور واقف کار علماء سے اس سلسلہ میں معلومات حاصل کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان امور کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور باادب حاضری کی سعادت سے نوازے۔ آمین۔

ذیل میں حج سے متعلق منتخب چند مسائل پیش کئے جارہے ہیں:

حج کی شرعی تعریف

حج ان خاص افعال (وقوف عرفہ اور طوافِ زیارت) عبادت کا نام ہے جو حج کی نیت سے احرام باندھنے کی حالت میں خاص اوقات (ایام حج) میں ادا کئے جاتے ہیں۔ **والظاهر انه اسم للافعال المخصوصة من الطواف الفرض والوقوف بعرفة فی وقته محرماً بنية الحج سابقاً.** (فتح القدير ۲/ ۴۱۵، البحر الرائق زکريا ۲/ ۵۳۷، غنية الناسك ۱۰)

حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں

حکم وصفت کے اعتبار سے حج کی درج ذیل ۵؍ قسمیں ہیں:

(۱) **فرض عین**: یعنی مستطیع شخص کے لئے عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ **يفترض على الانسان فی عمره مرة واحدةً وهی حجّةُ الاسلام.** (البحر العميق ۱/ ۳۴۹) **وأدائه فی العمرة مرةً.** (غنية الناسك ۱۰، هندية ۱/ ۲۱۶، فتح القدير ۲/ ۴۱۶)

(۲) **واجب**: مثلاً میقات سے بلا احرام آگے بڑھ گیا اور اس کی تلافی کے لئے حج کا ارادہ کیا تو یہ حج واجب کہلائے گا۔ **وقد تجب كما إذا جاوز الميقات بلا إحرام فيجب عليه**

أحد النسكين فإن اختار الحج اتصف بالوجوب. (درمختار مع الشامی زکریا ۴۵۲/۳-۴۵۳، البحر الرائق زکریا ۵۴۴/۲، مجمع الانہر ۳۸۳/۱)

(۳) نفل: جو حج زندگی میں ایک سے زائد بار کیا جائے اور وہ واجب وغیرہ کی قبیل سے نہ ہو تو اس پر نفل کا اطلاق ہوگا۔ **وما زاد فتطوع.** (غنیۃ الناسک ۱۰) **لأن سببه البيت وهو واحد والزيادة تطوع.** (درمختار زکریا ۴۵۲/۳، فتح القدیر ۴۱۷/۲)

(۴) حرام: نام وری اور شہرت کے مقصد سے یا حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔ **وقد يتصف بالحرمة كالحج بمال حرام رياءً وسمعةً.** (شامی زکریا ۵۵۳/۳، البحر الرائق زکریا ۵۴۴/۲)

(۵) مکروہ تحریمی: مثلاً خدمت کے محتاج والدین کی اجازت کے بغیر حج کو جانا، یا اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انتظام کئے بغیر سفر میں چلا جانا وغیرہ۔ **وبالكراهة التحريمة كالحج بلا إذن ممن يجب استئذانه.** (غنیۃ الناسک ۱۰، والتفصیل فی الشامی زکریا ۵۵۴/۳، فتح القدیر ۴۱۲/۲)

حج پہلی فرصت میں کریں

شرائط پائے جانے کے بعد پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی واجب ہے، اگر بلا عذر تاخیر کی تو گنہ گار ہوگا، تاہم اگر تاخیر کے بعد ادا کرلیا تو گناہ ساقط ہوجائے گا۔ **والفورية واجب فرض لظنية دليلها وهو الاحتياط، والحج مطلقاً هو الفرض فإذا أخره إلى العام الثاني بلا عذر يأثم لترك الواجب ولو حج بعد ذلك ولو في اٰخر عمره يرتفع إثم التاخير وقع أداءً اتفاقاً.** (غنیۃ الناسک ۱۱، طحطاوی علی المراقی کراچی ۳۹۶، البحر الرائق ۳۱۰/۲) **وإذا أدّاه بعد سنين عادت عدالته لارتفاع الإثم.** (غنیۃ الناسک ۱۱)

بیوی کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو لیکن اس کی بیوی بیمار رہو تو یہ اس کے لئے حج کی ادائیگی میں تاخیر کا عذر نہیں بن سکتا (لہٰذا اسے بیوی کی تیمارداری کا معقول انتظام کرکے حج کو چلے جانا چاہئے)

من عليه الحج ومرضت زوجته لا يكون عذراً للتخلف عن الحج. (غنية الناسك ۱۲، البحر العميق ۳۸۹/۱)

والدین کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش

اگر کسی شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک ایسے بیمار ہوں کہ ان کو اس کی خدمت کی ضرورت ہو تو اسے چاہئے کہ حج کے ارادے کو مؤخر کر دے اور والدین کی خدمت بجالائے۔ **ومرض الوالد والوالدة يكون عذراً إذا احتاجا إليه.** (غنية الناسك ۱۲) **ينبغي لمريد الحج أو الغزو أن يستأذن أبويه فإن خرج بدون إذن مع الاحتياج إليه للخدمة أثم، وقيل يكره.** (طحطاوی علی المراقی ۳۹٦، ومثله فی الشامی زکریا ۵۵٤/۳، البحر العميق ۳۸۹/۱)

چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر

اگر کسی عورت پر حج فرض ہو چکا ہو؛ لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ **والولد الصغير المحتاج إليه عذر في التخلف مريضاً كان أو لم يكن.** (غنية الناسك ۱۲) **فيه دلالة على أن التاخير في الحج لأجل الحاجة الظاهرة كحضانة الولد الصغير المحتاج إليه......، لايوجب الوعيد.** (اعلاء السنن بیروت ۱۰/۱۰، انوار مناسک ۱۵۹)

کیا دمہ یا نزلہ کا مریض حج مؤخر کرسکتا ہے؟

جس شخص کو دمہ کا مرض لاحق ہو کہ تھوڑا چلنے سے سانس پھولنے لگتا ہو یا نزلہ زکام کا مسلسل مریض ہو کہ ذرا سی ٹھنڈک بھی برداشت نہ ہو اس کے لئے بھی پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی لازم ہے، مذکورہ امراض اس کے لئے عذر نہیں بن سکتے، (گویا کہ مناسب سفری انتظامات مثلاً ضرورت کے کپڑے، دوائیں اور اسباب وغیرہ کا انتظام کر کے اسے فریضۂ حج ادا کرنا چاہئے) **يمشي قليلاً**

فيضيق نفسه فيحتاج إلى الاستراحة ثم يمشي قليلاً فلا يقدر إلا بعد استراحة هكذا وله زاد وراحلة لا يجوز له تأخير الحج، وكذا إذا كان يضره الهواء البارد ويجمد بلغمه ويضيق نفسه. (غنية الناسك ۱۲)

ہائی بلڈ پریشر اور شوگر کے مریض کا حکم

جو شخص ہائی بلڈ پریشر یا شوگر کا مریض ہو اور تھوڑا سا چلنے سے دل گھبرانے لگتا ہو، اس کا حکم بھی دمہ کے مریض کے مانند ہے کہ وہ اس مرض کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کرے؛ بلکہ دواؤں کا انتظام کر کے سفر کا ارادہ کرے۔ **يمشي قليلاً فيضيق نفسه فيحتاج إلى الاستراحة الخ، وله زاد وراحلة لا يجوز له تأخير الحج.** (غنية الناسك ۱۲)

دل کے مریض کا حکم

جو شخص عارضۂ قلب میں مبتلا ہو اور اس کے پاس سفر خرچ اور سواری کا نظم ہو تو اسے صحت تک حج مؤخر کرنے کی اجازت ہے، اور اگر آخری عمر تک صحت یاب نہ ہوا تو حج کی وصیت لازم ہوگی۔ **أما إذا كان غالب ظنه الموت اما يسبب الدم أو المرض فإنه يتضيق عليه الوجوب إجماعاً.** (غنية الناسك ۱۱)

آدمی پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

حج کے واجب ہونے کے شرائط ۷ر ہیں:

(۱) مسلمان ہونا؛ لہٰذا جو شخص علانیہ کافر ہو اس پر حج کی ادائیگی واجب نہیں۔

(۲) حج کی فرضیت کا علم ہونا؛ خواہ علم حقیقی ہو یا علم حکمی ہو، حکمی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دارالاسلام میں یا اسلامی ماحول میں رہتا ہو کہ جہاں کے رہنے والے کو حکماً فرضیت کا علم رکھنے والا قرار دیا جائے گا اور اس کے لئے یہ عذر نہ ہوگا کہ مجھے علم نہ تھا۔

(۳) بالغ ہونا؛ لہٰذا نابالغ پر حج فرض نہیں اگرچہ وہ مال اور استطاعت والا ہو۔

(۴) عاقل ہونا؛ لہٰذا اگر مجنون ہے تو اس پر حج واجب نہیں۔

(۵) آزاد ہونا؛ لہٰذا غلام پر نہ تو حج واجب ہے اور نہ اس کے حج کرنے سے اس کا حج فرض ادا ہوگا۔

(۶) حج کے سفر پر قادر ہونا؛ یعنی بدنی طاقت، سواری اور توشہ کا ہونا، اگر یہ استطاعت نہیں ہے تو حج واجب نہیں۔

(۷) حج کا وقت ہونا: یعنی حج کے مہینوں: شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں یا اگر بہت دور دراز کا رہنے والا ہے تو ایسے وقت میں ہونا جس میں سفر کرکے وہ حج کر سکے۔ **الأول: الاسلام فلا يجب على كافر الخ.** (غنية الناسك ۱۲) **والثاني: العلم بكون الحج فرضاً إما بكونه في دارالاسلام وإما بإخبار رجلين أو رجل وامرأتين الخ. والحاصل أن العلم المذكور يثبت للمسلم في دارالاسلام لمجرد الوجود فيها سواء علم بالفرضية أو لا الخ.** (غنية الناسك ۱۳) **الثالث والرابع: البلوغ والعقل فلا يجب على صبي أو مجنون الخ. الخامس: الحرية فلا يجب علىٰ عبد الخ فلو حج ولو باذن المولى فهو نفل لا يسقط الفرض.** (غنية الناسك ۱۶) **السادس: الاستطاعة وهي القدرة على زاد يليق بحاله.** (غنية الناسك ۱۶) **السابع: الوقت أي وجود القدرة فيه وهي اشهر الحج أو هو وقت خروج أهل بلده إن كانوا يخرجون قبلها.** (غنية الناسك ۲۲، ومثله في الهندية ۱/۲۱۶-۲۱۷، البحر الرائق زكريا ۲/۵۳۹، اعلاء السنن كراچی ۱۰/۶)

شرائط وجوب سے ملحق مسائل

اگر کوئی کافر حج کرلے تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی شخص کافر رہتے ہوئے اسی طرح حج کو چلا جائے اور حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج معتبر نہ ہوگا، بعد میں اگر اسلام لائے تو حسبِ شرائط دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ **ولو حج الكافر ثم أسلم يجب عليه حجة الاسلام ولا يعتد بما حج فى حال الكفر** (بدائع الصنائع ۲/۲۹۳، هندية ۱/۲۱۷) **فلا يصح منه أدائه.** (غنية الناسك ۱۲)

جس شخص کو حج کی فرضیت کا علم نہیں تھا لیکن اس نے حج کرلیا

جس مسلمان شخص کی پرورش دار الحرب میں غیر اسلامی ماحول میں ہوئی اور اسے پہلے سے حج کی فرضیت کا علم نہ ہوسکا؛ لیکن اس نے حج کرلیا تب بھی اس کا حج ادا ہوجائے گا۔ **ونوزع بأن العلم بوجوب الحج ليس من شروط وقوع الحج عن الفرض، وبأن الحج يصح بمطلق النية بلا تعيين الفرضية.** (شامی زکریا ۳/۴۵۷، غنية الناسك ۱۳)

بچہ کا حج کرنا

جو بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ اگر حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج صحیح ہوجاتا ہے؛ لیکن وہ اس کے حق میں نفل شمار ہوتا ہے۔ **ولو أن الصبى حج إذا كان قبل البلوغ فلا يكون ذٰلک عن حجة الاسلام ويكون تطوعًا.** (هندية ۱/۳۱۷، ومثله فى البدائع ۲/۲۹۳، خانية ۱/۲۸۱) **أما الصبى يعقل الأداء فيصح منه أداء الحج بنفسهٖ إجماعاً.** (غنية الناسك ۱۳)

ناسمجھ بچہ اور مجنون کی طرف سے ولی کا احرام باندھنا

جو بچہ بالکل ناسمجھ ہو یا جو شخص پاگل اور مجنون ہو تو ان دونوں کی طرف سے اگر ان کا ولی (باپ وغیرہ) احرام باندھ لے اور پھر ان دونوں سے ارکان ادا کرائیں تو ان کی طرف سے نفلی حج ادا ہوجائے گا اور ولی کو بھی ثواب ملے گا۔ **والثاني على فعل الولي ويقع نفلاً لهما ولأبويهما أجر التسبب.** (غنية الناسك ١٣، ومثله في الشامي زكريا ٤٥٧/٣، منحة الخالق زكريا ٥٥٥/٢)

احرام باندھنے کے بعد بچہ بالغ ہوگیا

اگر بچہ نے حج کا احرام باندھا (خواہ سمجھ دار ہونے کی وجہ سے خود باندھا یا ناسمجھ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے ولی یعنی والدین میں سے کسی نے باندھا ہو) اور وقوف عرفہ سے پہلے یہ بچہ بالغ ہوگیا تو مذکورہ احرام سے اس کا حج حج فرض ادا نہ ہوگا؛ (بلکہ نفلی حج رہے گا) البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد احرام کی تجدید کر لی اور پھر وقوفِ عرفہ کیا تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **ولو أحرم صبي عاقل بنفسهٖ أو غير عاقل باحرام وليه عنه ...... وبلغ ...... قبل الوقوف بعرفة فمضى لم يجز عن فرضهٖ لانعقاده نفلاً، ولو جدده بعد بلوغه ...... قبل الوقوف بعرفة ونوى الفرض أو أطلق أجزأه.** (غنية الناسك ١٣، ومثله في التاتارخانية ٤٧٧/٣، هندية ٢١٧/١، خانية ٣٨١/١، بدائع الصنائع ٢٩٥/٢)

احرام باندھنے کے بعد پاگل پن جاتا رہا

کسی پاگل شخص کی طرف سے ولی نے حج کا احرام باندھا اور پاگل کو ساتھ لے کر چلا پھر وقوفِ عرفہ سے پہلے وہ پاگل شخص تندرست ہوگیا تو اسے چاہئے کہ اپنے احرام کی تجدید کرے اس کے بعد ارکانِ حج ادا کرے، اگر تجدید کئے بغیر سابقہ احرام سے ارکان ادا کئے تو اس کا فریضۂ حج معتبر نہ ہوگا؛ بلکہ نفلی ہوجائے گا۔ **أو مجنون كذٰلك ...... أو أفاق ...... قبل الوقوف بعرفة فمضىٰ لم يجز عن فرضه لانعقادهٖ نفلاً، ولو جدد بعد بلوغه أو أفاقه قبل الوقوف بعرفة ونوى الفرض أو أطلق أجزأه.** (غنية الناسك ١٣، ومثله في الهندية ٢١٧/١، فتح القدير ٤٢٣/٢)

ولو أحرم الصبی أو المجنون أو الکافر ثم بلغ أو أفاق أو أسلم ووقت الحج باق فإن جدّد الإحرام یجزئهم عن حجة الاسلام. (غنیة الناسك ١٤، ومثله فی الشامی زکریا ٣/٤٦٧)

دماغی معذور کا حکم

جو شخص پوری طرح پاگل تو نہ ہو؛ لیکن پوری سمجھ بھی نہ رکھتا ہو اس کا حکم سمجھ دار بچے کے مانند ہے کہ اس پر حج فرض تو نہیں؛ لیکن اگر ادا کرلے گا تو بطور نفل ادا ہوجائے گا۔ **وکذا لا یجب علی معتوه علی مافی عامة کتب الأصول أنه کالصبی العاقل فی کل الأحکام تبعاً لفخر الإسلام رحمه اللّٰه حتی لو أدّاه یصح منه.** (غنیة الناسك ١٥، ومثله فی الشامی زکریا ٣/٤٥٦، تقریراتِ رافعی ٣/١٥٦)

تنبیه: البتہ اگر کوئی شخص عاقل بالغ ہے لیکن بچپن کے اثرات کی بنا پر مال خرچ کرنے میں بہت لاپرواہ اور چٹورپن کا عادی ہے تو ایسے شخص پر حج فرض ہے اور اس کا حکم عام سمجھ دار شخصوں کی مانند ہے؛ تاہم مناسب ہے کہ اخراجات کی کل رقم اس کے قبضہ میں نہ دی جائے؛ بلکہ کسی دیانت دار شریک سفر کے حوالہ کرکے اس کو حج کے لئے بھیجا جائے۔ **أما السفیه فهو المبذر المحجور فحکمه کالعاقل فإن أراد حجة الإسلام أو عمرة الإسلام أو کلیهما لا یمنع ولٰکن لا یدفع القاضی النفقة إلیه بل یدفع إلی ثقة یرید الحج معه حتی ینفق علیه ما یکفیه.** (غنیة الناسك ١٥)

استطاعت سے کون سی قدرت مراد ہے؟

استطاعت سے مراد سفر کی ایسی قدرت ہے جو جانے والے کی حالت کے مناسب ہو، مثلاً جو شخص مکہ کا رہنے والا ہے اور پیدل چلنے پر قادر ہے تو اس کے لئے پیدل چلنا استطاعت ہے اور جو چلنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اگر سواری اس کے لئے مہیا ہو تو اس کے لئے سواری قدرت ہے، اور جو مکہ کے باہر رہنے والے ہیں تو اس مقام سے بسہولت جس سواری کے ذریعہ سفر حج کرنے کا معمول ہو، مثلاً خشکی کے راستے سے کاروں، بسوں یا ٹرین وغیرہ کے ذریعہ یا سمندری راستے سے پانی کے

جہازوں کے ذریعہ یا دور دراز کے ممالک سے ہوائی جہاز کے ذریعہ، الغرض جس جگہ سے جس طرح کی سواری سفرِ حج میں استعمال ہوتی ہو اس پر قدرت شرط ہے، یہی حال زادِ راہ کے سلسلہ میں ہے کہ جو شخص جس طرح کے کھانے کا عادی ہو سفر میں اسی طرح کے کھانے کا انتظام ہوجانا اس کے حق میں قدرت شمار ہوگا۔ **الاستطاعة وهي القدرة على زاد يليق بحاله ولو لمكيّ ملكاً لا بالإباحة وعلى راحلة مختصة به لغير مكي ومن حولها بالملك أو الإجارة الخ، وكذا المعتبر من الزاد ما يصلح معه بدنه فالمعتاد اللحم إذا قدر على خبز وجبن لا يعد قادراً.** (غنية الناسك ١٦، ومثله في البحر الرائق زكريا ٢/٥٤٨-٣١٣، شامي زكريا ٣/٤٥٨، اعلاء السنن كراچی ١٠/٦، الولوالجية ١/٢٥٣)

حج بدل کی وجہ سے غیر مستطیع پر حج فرض نہ ہوگا

اگر کسی شخص کے پاس خود اپنے حج کی استطاعت نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص اسے حج بدل کے لئے بھیجے تو اس مامور شخص پر خود اپنا حج فرض نہ ہوگا۔ **فإنه إذا وصل إلى الميقات لا يصير كالمكي بأن قدرته بقدرة غيره وهي لا تعتبر.** (غنية الناسك ١٨)

تنبیہ: البتہ یہ الگ مسئلہ ہے کہ حج بدل میں مذکورہ شخص کو بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے۔

آفاقی فقیر کا میقات سے تجاوز کر جانا

جس شخص پر فی نفسہٖ حج فرض نہیں تھا؛ لیکن وہ اپنی مرضی سے اپنا حج کرنے کے لئے حدود میقات میں داخل ہوگیا تو اس پر حج فرض ہوگیا، اگرچہ اس کے پاس مال اور سواری کا نظم نہ ہو۔ (یعنی اسے بہرحال حج کرنا ہوگا، چاہے اب کرے یا بعد میں کبھی بھی کرے) **والفقير الأفاقي إذا وصل إلى ميقات صار كالمكي فيجب عليه وإن لم يقدر على الراحلة الخ.** (غنية الناسك ١٨، ومثله في فتح القدير بيروت ٢/٤١٩، تاتارخانية ٣/٥٥١، شامي زكريا ٣/٤٥٩، منحة الخالق كوئٹه ٢/٣١٢)

نوٹ: یہ حکم اس وقت ہے جب کہ یہ شخص کسی کی طرف سے حج بدل کرنے نہ جارہا ہو؛ کیوں کہ اگر

فقیر شخص حج بدل کرنے جائے گا تو اس کی وجہ سے اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وينبغي أن يراد به الفقير المتنفل لنفسه ليخرج الفقير المأمور، فإنه إذا وصل إلى الميقات لا يصير كالمكي؛ لأن قدرته بقدرة غيره، وهي لا تعتبر فلا يجب عليه.** (غنية الناسك ۱۸)

کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہوجاتا ہے؟

اگر کوئی ایسا شخص جس پر حج فرض نہ تھا وہ رمضان میں عمرہ کرنے گیا، پھر عید کے بعد شوال کے مہینہ میں اس نے مکہ معظّمہ جاکر عمرہ کرلیا تو کیا اس پر حج فرض ہوجائے گا؟ اس بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس حج کے ایام تک قیام کے مصارف واسباب مہیا ہیں، تو اس پر حج کرنا فرض ہوگا اور اگر اتنے مصارف نہیں ہیں تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **مستفاد: والحاصل أن الزاد لا بد منه ولو لمكي كما صرح به غير واحد كصاحب الينابيع والسراج الخ، الفقير الآفاقي إذا وصل إلى ميقات فهو كالمكي. قال شارحه: أي حيث لا يشترط في حقه إلا الزاد و(لا) الراحلة.** (شامي زكريا ۴۵۸/۴-۴۵۹، مستفاد: زبدة المناسك ۲۱، **كما أفاده في غنية الناسك بحثاً** ۳۳۸-۳۳۹)

نوٹ: ○ اور اگر حج تک رکنے کے مصارف تو ہیں؛ لیکن حکومت کی طرف سے اجازت نہ ہونے کی بناپر رکنا مشکل ہے، تو ایسی صورت میں بعض مفتیان کرام نے حج کی فرضیت کا قول کیا ہے۔

(دیکھئے: احسن الفتاویٰ ۵۲۹/۴)

○ اور جو شخص اپنا حج فرض پہلے کرچکا ہے اس پر شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض نہیں ہوتا، اس کا مذکورہ مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

زادِ سفر حوائجِ اصلیہ سے الگ ہونا چاہئے

حج میں جس مالی وسعت کی شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے وطن سے مناسب حال سواری سے مکہ معظّمہ آمد ورفت کا خرچ اس کے پاس ہو اور یہ خرچ اس کی لازمی ضروریات سے علیحدہ ہو اور لازمی ضروریات میں مکان، سواری، کاری گری کے آلات، عالم کے لئے مطالعہ کی کتابیں،

پہننے کے کپڑے، گھر کا ساز وسامان اور بقدر ضرورت تجارتی سرمایہ وغیرہ شامل ہے۔ **ومعنی القدرة علی زاد وراحلة ملک مال یبلغه إلی مکة بل إلی عرفة ذاهباً وجائیاً ...... فاضلاً عن حاجته الأصلیة المذکورة فی الزکاة ...... وعن نفقة عیاله من تلزمه نفقته.**

(غنیة الناسک ۱۹، ومثله فی مجمع الانهر جدید ۳۸۶/۱، البحر الرائق زکریا ۵۴۴/۲، هندیة ۲۱۷/۱)

حج کے لئے حوائجِ اصلیہ کو بیچا نہیں جائے گا

گھر کے ضروری ساز وسامان مثلاً فریج، کولر وغیرہ اگر چہ کتنے ہی قیمتی ہوں، ان کی وجہ سے حج کے وجوب کا حکم نہ ہوگا؛ لہٰذا انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری نہیں۔ (حج کے وجوب کے لئے حوائجِ اصلیہ سے زائد مال ہونا ضروری ہے) **فالحاصل أن الحوائج الأصلیة إذا کانت موجودة له لا یجب الحج، فلا تباع للحج، بل لا بد من مال فاضل عنها.** (غنیة الناسک ۲۰، ومثله فی مجمع الانهر جدید ۳۸۶/۱، هندیة ۲۱۸/۱، تاتارخانیة ۳۷۱/۳)

حج کو جائے یا گھر کا سامان خریدے؟

اگر کسی شخص کے پاس حج کے بقدر مال موجود ہو؛ لیکن اس کو گھر کے لئے مثلاً بڑا جنریٹر خریدنے کی ضرورت ہو تو اگر حج کا وقت آگیا ہو تو جنریٹر نہ خریدے؛ بلکہ پہلے حج کر کے آئے، اور اگر حج کا وقت دور ہو تو ضرورت کے لئے جنریٹر خرید سکتا ہے، اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وإن لم تکن موجودة عنده وهو محتاج إلیها یقدم الحج علیها إن حضر وقت خروج أهل بلده فلا یصرف المال إلیها؛ بل یحج به.** (غنیة الناسک ۲۰، ومثله فی منحة الخالق علی هامش البحر الرائق زکریا ۵۴۹/۲، هندیة ۲۱۷/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۹۸/۲)

ایامِ سفر میں اہل وعیال کا خرچ

استطاعت میں یہ بھی شرط ہے کہ جو شخص مکہ سے مسافت سفر سے زائد فاصلہ پر رہتا ہو اس کے پاس اپنے اور اہل وعیال کے نفقہ کا انتظام بھی ہو، لہٰذا جس شخص کے پاس زاد سفر تو ہے؛ لیکن اہل وعیال کا خرچ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **وأما الزاد فشرط لابد منه قدر ما**

یکفیه وعیاله فی أیام اشتغاله بنسک الحج. (غنیة الناسک ۱۸، هندیة ۲۱۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۲۹۳/۲، تاتارخانیة ۴۷۲/۳، البحر العمیق ۳۸۲/۱)

مکان بنانے کے لئے پیسہ رکھا تھا کہ حج کا وقت آ گیا

جس شخص کو مکان بنانے کی ضرورت ہے اور اس نے اس کے لئے پیسہ روک رکھا ہے ابھی یہ رقم مکان میں خرچ نہیں کی تھی کہ حج کو جانے کا زمانہ آ گیا اور یہ رقم اس قدر ہے کہ اس کے لئے حج کے تمام اخراجات کی کفالت کرسکتی ہے تو ایسے شخص پر حج کو جانا فرض ہے؛ البتہ اگر حج کے وقت سے پہلے ہی مکان وغیرہ میں خرچ کر دیا تو اب اس پر حج فرض نہیں۔ **ومن لا مسکن له ولا خادم وهو محتاج إلیهما وله مال یکفیه لقوت عیاله من وقت ذهابه إلی حین إیابه وله مال یبلغه فلیس له صرفه إلیهما إن حضر وقت خروج أهل بلده الخ.** (غنیة الناسک ۲۰، ومثله فی منحة الخالق زکریا ۵۴۹/۲، بدائع الصنائع زکریا ۲۹۶/۲، هندیة ۲۱۷/۱، تاتارخانیة ۴۷۳/۳)

پہلے شادی کرے یا حج؟

اگر شادی کی ضرورت ہے اور حج کا وقت آ جائے تو اولاً حج کرے، اور اگر حج کے وقت میں دیر ہو تو شادی کرنے کو ترجیح ہوگی۔ (یہی حکم اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کا ہے کہ بچوں کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر نہ کیا جائے) **له ألف وخاف العزوبة إن کان قبل خروج أهل بلده فله التزوج ولو وقفه لزمه الحج.** (غنیة الناسک ۲۰، شامی زکریا ۴۹۱/۳، البحر العمیق ۳۸۱/۱، تاتارخانیة ۴۷۳/۳، هندیة ۲۱۷/۱، فتح القدیر بیروت ۴۱۳/۲)

کس قدر زرعی زمین پر حج فرض ہے؟

اگر کوئی شخص اتنی جائیداد اور زرعی زمینوں کا مالک ہو کہ اس کی کچھ مقدار بیچ کر اس کے لئے حج کے ضروری اخراجات مہیا ہوسکیں اور وہ واپس آ کر مابقیہ زمین کی پیداوار سے گذر بسر کر سکے تو اس پر حج فرض ہوگا، اور اگر اتنی مقدار میں زمین نہ ہو تو حج فرض نہیں ہے۔ **وإن کان له من**

الضياع ما لو باع مقدار ما يكفي الزاد والراحلة يبقى بعد رجوعه من ضيعته قدر ما يعيش بغلته الباقي، يفترض عليه الحج وإلا فلا. (غنية الناسك ٢٠ – ٢١، ومثله فى التاتارخانية ٤٧٢/٣، هندية ٢١٨/١، خانية ٢٨٣/١ – ٢٨٤)

بڑے مکان کا کچھ حصہ بیچ کر حج کو جانا لازم نہیں

اگر کسی شخص کی بڑی حویلی ہو اور اس کے بعض حصہ کو بیچ کر حج کو جانا ممکن ہو پھر بھی اس کے لئے بعض حصہ کو بیچنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر بعض حصہ کو بیچ کر حج کو چلا جائے تو فضیلت پر عمل کرنے والا ہوگا۔ **ولو كان منزله كبيراً يمكنه الاستغناء ببعضه والحج بالفاضل لا يلزمه بيع الفاضل، نعم هو الأفضل.** (غنية الناسك ٢١، ومثله فى الشامى زكريا ٤٦١/٣، البحر الرائق زكريا ٥٤٩/٢، تاتارخانية ٤٧٢/٣، هندية ٢١٧/١، خانية ٢٨٤/١)

زائد از ضرورت مکان یا سامان بیچ کر حج کو جانا

اگر کسی شخص کے متعدد مکانات ہوں، یا ایسا سامان ہو جس کی اسے فی الفور ضرورت نہ ہو، یا ضرورت سے زائد کپڑے وغیرہ ہوں، تو اگر ان کی قیمت حج کے اخراجات کو کافی ہو سکتی ہو تو انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری ہے۔ **وإن كان له مسكن فاضل لا يسكنه أو عبد لا يستخدمه أو متاع لا يمتهنه ...... أو نحو ذٰلک مما لا يحتاج إليها يجب بيعها إن كان به وفاء بالحج.** (غنية الناسك ٢١، تاتارخانية ٤٧٢/٣، خانية ٢٨٤/١، بدائع الصنائع زكريا ٢٩٨/٢، عناية ٤٢٤/٢)

عاریت یا اباحت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے کو حج کے اخراجات دے یا سواری کی پیش کش کرے، تو اس پیش کش کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوگا، اور یہ پیش کش قبول کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ **ولا تثبت الاستطاعة بالعارية والاباحة، فلو بذل الابن لأبيه الطاعة وأباح له الزاد والراحلة لا يجب عليه الحج، وكذا لو وهب مالاً ليحج به لا يجب عليه قبوله.** (غنية الناسك ٢١، ومثله فى البحر الرائق زكريا ٥٤٨/٢، هندية ٢١٧/١، شامى زكريا ٤٥٨/٣)

مال حرام سے حج قبول نہیں

اگر کسی شخص کے پاس مال حرام کتنا ہی زیادہ ہو تو اس کی وجہ سے حج فرض نہیں ہوتا، اور اگر مال حرام سے حج کرلے تو گو کہ اس کے ذمہ سے فریضہ ساقط ہو جاتا ہے؛ لیکن اسے حج کا ثواب نہیں ملتا۔ **ولا بمال حرام ولو حج به سقط عنه الفرض لكنه لا تقبل عنه حجته، كما ورد في الحديث.** (غنية الناسك ۲۱، ومثله في البحر الرائق زكريا ۵۴۱/۲)

مکہ معظّمہ سے پیدل حج کرنے کا ثواب

جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ پیدل حج کرنے سے تھک جائے گا، جس کی وجہ سے مناسک ادا کرنے میں رکاوٹ ہوگی (جیسا کہ عام لوگوں کا حال ہے) تو ایسے شخص کے لئے سوار ہو کر حج کرنا افضل ہے؛ اور جو شخص صحت مند اور تندرست ہو اور اسے اپنے اوپر اس بات کا بھروسہ ہو کہ پیدل چلنے سے اس کو ضعف نہ ہوگا اور مناسک کی ادائیگی میں رکاوٹ نہیں ہوگی، یا اس کے مزاج میں کوئی خلل نہیں پڑے گا، تو اس کے لئے پیدل حج کرنا افضل ہے۔ بعض احادیث میں وارد ہے پیدل حج کرنے میں ہر قدم پر ستر ہزار نیکیوں کا ثواب ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جو شخص مکہ معظّمہ سے پیدل حج کو جائے اور واپسی تک پیدل ہی سب ارکان ادا کرے تو اس کو ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات لاکھ نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اور حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے“۔ (اس حساب سے ہر قدم پر ستر لاکھ نیکیوں کا ثواب ملے گا) **والحج راكباً أفضل منه ماشياً؛ لأن في الركوب عوناً لقوة النفس على قضاء النسك الخ، وأما من يتق بنفسه ولا يتفاوت حاله فالمشي أفضل في نفسه من الركوب لأنه أقرب إلى التواضع والتذلل الخ.** (غنية الناسك ۱۷، ومثله في التاتارخانية ۶۸۸/۳، هندية ۲۲۰/۱، البحر الرائق زكريا ۵۴۱/۲، شامي زكريا ۴۵۹/۳) **ولانه روي عن ابن عباس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حج من مكة ماشياً حتى يرجع إليها**

كتب له بكل خطوة سبع مائة حسنة من حسنات الحرم، وحسنات الحرم الحسنة بمائة ألف حسنة. (رواه الحاكم وصحح اسناده، غنية الناسك ۱۷)

شرائطِ وجوبِ ادا

حج کی شرائطِ وجوبِ ادا یعنی مالی استطاعت وغیرہ کی وجہ سے حج کے وجوب کے بعد جن باتوں کے پائے جانے کے وقت بذاتِ خود حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے وہ پانچ ہیں:

(۱) تندرستی یعنی اتنی صحت ہونا کہ مناسک حج ادا کئے جاسکیں۔

(۲) حکومت کی طرف سے اجازت، یعنی حج کا ویزا۔

(۳) راستہ کا پرامن ہونا۔

(۴) بالغ عورت کے لئے محرم یا شوہر کا ساتھ مہیا ہونا، خواہ عورت جوان ہو یا بڑھیا ہو۔

(۵) عورت کا عدت میں نہ ہونا، خواہ عدت موت کی ہو یا طلاق کی۔

نوٹ: اگر یہ شرائط یا ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے، تو خود حج کو جانا تو ضروری نہیں ہے؛ لیکن حج بدل یا حج کی وصیت صاحبین کے نزدیک ضروری ہے، اسی پر اکثر مشائخ کا فتویٰ ہے۔ **وأما شرائط وجوب الأداء خمسة على الأصح: الأول: الصحة ...... الثاني: عدم الحبس والمنع والخوف من السلطان ...... الثالث: أمن الطريق براً وكذا بحراً على الأصح. الرابع: المحرم أو الزوج لامرأة بالغةٍ ولو عجوزاً ...... والخامس: عدم عدة عليها مطلقاً.** (غنية الناسك ۲۳-۲۹) **فإن وجدت هٰذه الشرائط وما قبلها من شرائط الوجوب وجب عليه الأداء بنفسه، وإن فقد واحد من هٰذه مع تحقق جميع ما سبقها لا يجب عليه الأداء بنفسه بل عليه الاحجاج في الحال والايصاء به في المأل.** (مناسك كبير ۵۱، ومثله في الشامي زكريا ۴۵۵/۳-۴۵۶، اعلاء السنن كراچی ۷/۱۰-۸، هندية ۲۱۸/۱-۲۱۹، البحر الرائق كوئٹه ۳۰۸/۲)

سخت بیمار شخص خود حج کرلے؟

اگر کوئی شخص سخت بیمار تھا؛ لیکن اس نے مشقت اٹھا کر کسی طرح حج کرلیا تو اس کا حجِ فرض

ادا ہوگیا، اگر وہ بعد میں تندرست ہوجائے تو دوبارہ حج کرنا لازم نہیں ہے۔ **ولو تکلف هؤلاء الحج بانفسهم سقط عنهم بالاتفاق حتی لو صحوا بعد ذٰلک لا یجب علیهم الأداء.** (غنية الناسك ٢٤، هندية ١/٢١٨، فتح القدير ٢/٤١٦، البحر الرائق زكريا ٢/٥٤٦)

حج کا ویزا نہ ملنا مانع وجوبِ ادا ہے

سعودی حکومت کی طرف سے حج کے انتظامات کے پیشِ نظر ہر ملک میں مسلم آبادی کے تناسب سے حج کے لئے ویزوں کا کوٹہ مقرر ہے، اس مقررہ تعداد سے زیادہ ویزے نہیں دئے جاتے۔ اسی طرح ویزے کے اجراء کے لئے دیگر شرائط بھی لازمی کردی گئی ہیں، جن کو پورا کئے بغیر ویزا ملنا مشکل ہوتا ہے، بریں بنا اگر کوئی شخص صاحب استطاعت ہو اور تندرست بھی ہو؛ لیکن کوشش کے باوجود اسے حج کا ویزا نہ مل پائے، تو اس کے حق میں وجوبِ ادا کی شرط نہیں پائی جائے گی، اور اس بنا پر حج میں تاخیر کا گناہ اسے نہ ہوگا۔ تاہم اس پر لازم ہے کہ وہ ہر سال ویزے کی کوشش کرتا رہے، اور زندگی سے مایوس ہونے کے وقت اپنی طرف سے حج کی وصیت کرے۔ **فالمحبوس والخائف من السلطان كالمريض لا يجب عليهما أداء الحج بأنفسهما ولكن يجب عليهما الاحجاج أو الايصاء به عند الموت عندهما.** (غنية الناسك ٢٤، ومثله في فتح القدير زكريا ٢/٤١٧-٤١٨، هندية ١/٢١٨، اعلاء السنن كراچی ١٠/٨، البحر الرائق ٢/٣١١)

وبائی مرض کے خطرہ سے حج میں تاخیر؟

وبائی مرض پھیلنے کے خطرہ سے فرض حج میں تاخیر کی اجازت نہیں ہے (جیسا کہ کبھی کبھی ''سوائن فلو'ملیریا، یا ' برڈ فلو' وغیرہ بیماری کا شور اٹھ جاتا ہے، تو اس کی بنا پر حج فرض کو جانے والے حجاج کے لئے اپنا سفر ملتوی کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر حکومت ویزے پر پابندی لگادے تو یہ مجبوری ہوگی اور وجوبِ ادا میں مانع ہوگی) **لا يجوز له تأخير الحج وكذا إذا كان يضره الهواء البارد وينجمد بلغمه ويضيق نفسه.** (غنية الناسك ١٢)

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط وہی ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، یعنی تندرست ہونا اور مالی وسعت کا ہونا وغیرہ؛ البتہ عورت کے لئے مزید شرط یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے اخراجات کے ساتھ محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی بھی مالک ہو؛ لہٰذا اگر اس کے پاس صرف اپنے حج کے بقدر مال ہے تو اس پر راجح قول کے مطابق حج فرض نہیں؛ تاہم اگر وہ کسی محرم یا شوہر کے ساتھ اسی روپیہ سے حج کو چلی گئی تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **فيشترط ان تكون قادرة على نفقتها و نفقته.** (شامی زکریا ۳/ ٤٦٤، انوار مناسك ۱۷٤)

محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حجِ فرض سے نہیں روک سکتا

اگر عورت پر حج فرض ہوچکا ہو اور اس کے ساتھ جانے کے لئے کسی قابل اعتماد محرم کا انتظام بھی ہو تو شوہر اسے فرض سفر حج سے منع نہیں کرسکتا؛ لیکن اگر نفلی حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا حق ہے۔ **وليس للزوج منعها من حجة الإسلام إذا كان معها محرم وإلا فله كما يمنعها من غير حجة الإسلام.** (غنية الناسك ۲۸، المحيط البرهانی ۳/ ۳۹٤، و مثله فی التاتارخانية ۳/ ٤۷٥، درمختار زکریا ۳/ ٤٦٥، تبيين الحقائق ۲/ ۲٤۳، البحر الرائق زکریا ۲/ ٥٥۲، فتح القدير ۲/ ٤۲۸)

شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا

اگر عورت نے نامحرم کے ساتھ فریضۂ حج کے سفر کا ارادہ کرلیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ تاہم ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **وان لم يكن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدى.** (غنية الناسك ۳۱۰)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر

سے روک دیا، تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ **ومنه منع الزوج زوجته اذا احرمت بنفل او عمرة.** (غنية الناسك ٣١٠) **فلهما ان يحللهما في الحال ولا يؤخر تحليلهما الى ذبح الهدى ثم عليها هدى الاحصار وحجة وعمرة.** (غنية الناسك ٣١٥، البحر العميق ٢١٠٨/٤)

محرم کا مامون ہونا شرط ہے

عورت کے ساتھ جانے والا محرم ایسا ہونا چاہئے جو خود ثقہ اور پاک باز ہو، اگر وہ مامون نہ ہو یا اس کے ساتھ جانے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ حج کو جانا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔ **ويشترط أن يكون المحرم أو الزوج ماموناً عاقلاً بالغاً غير فاسق ما جن لا يبالى.**

(غنية الناسك ٢٦، ومثله فى التاتارخانية ٤٧٥/٣، خانية ٢٨٣/١، تبيين الحقائق ٢٤٣/٢)

ساس کا داماد کے ساتھ سفر

اگر ساس عمر دراز ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو وہ اپنے داماد کے ساتھ سفر حج میں جاسکتی ہے؛ لیکن جوان ساس کا داماد کے ساتھ سفر میں جانا فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ **ويؤيده كراهة الخلوة بها كالصهرة الشابة فينبغي استثناء الصهرة الشابة هنا أيضاً؛ لأن السفر كالخلوة.** (غنية الناسك ٢٧، ومثله فى اعلاء السنن ١٠/١٠، شامى زكريا ٤٦٤/٣)

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ **ولو عجوزاً ومعها غيرها من النساء الثقات.** (غنية الناسك ٢٦، زبدة المناسك ٣٢، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۲۴)

عورت کا بغیر محرم یا شوہر کے حج کرنا

اگر کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر دور دراز سے سفر کر کے حج کو جائے اور حج کے تمام ارکان

ومناسک ادا کرلے، تو اگرچہ وہ مکروہِ تحریمی کے ارتکاب کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی؛ لیکن اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا۔ **ولو حجت بلا محرم أو زوج جاز حجها بالاتفاق، كما لو تكلف رجل مسألة الناس وحج ولكن مع الكراهة التحريمية للنهى.** (غنية الناسك ۲۹، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۴۶۵/۳، طحطاوی علی المراقی ۳۹۷، البحر العمیق ۴۰۵/۱)

بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفرِ حج

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہوچکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفرِ حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلامحرم سفرِ حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے۔ **المرأة عجوزاً كانت المرأة أو شابة.** (مناسک ملا علی قاری ۵۶) **الرابع المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً أو معها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين.** (غنية الناسك ۲۶، رسول الله کا طریقہ حج ۶۹۳)

تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاویٰ سے ۶۰-۷۰ر سال کی بوڑھی عورت کو بلامحرم قابلِ اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی۔ **أما العجوز التي لا تشتهى فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلوا إذا أمن عليه وعليها وإلا لا.** (درمختار کراچی ۳۶۸/۶، امداد الفتاویٰ ۲۰۱/۴، فیض الباری ۳۹/۲، انوار مناسک ۱۷۷-۱۷۸)

نوٹ: لیکن سفرِ حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفرِ حج کا ارادہ نہ کرے۔

(مستفاد: فتح الملہم ۳۷۶/۳)

سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟

اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے وفات یا طلاق کی عدت شروع ہوجائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کردے اور آئندہ حج کرے، (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کر کے حج کرے گی تو حج ادا تو ہوجائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔ **فلو كانت معتدة عند خروج أهل بلدها لا يجب عليها الخ، فإن حجت وهي في العدة جازت بالاتفاق و كانت عاصية الخ.** (غنية الناسك ۲۹، انوار مناسك ۱۸۱، حج و زيارت نمبر ۲۳۷)

سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟

اور اگر دورانِ سفر عدت کی صورت پیش آئی ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر طلاقِ رجعی کی وجہ سے عدت ہوئی ہے اور شوہر اس کے ساتھ ہے تو اس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کر لے۔ **فان لزمتها في السفر فان كان الطلاق رجعياً تبعت زوجها رجع أو مضى، ولا يفارقها زوجها والأفضل أن يراجعها.** (غنية الناسك ۲۹-۳۰)

(۲) اگر طلاقِ بائنہ یا شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت واجب ہوئی ہے تو ہندوستان وغیرہ سے روانہ ہونے والی عورتوں کے لئے الگ الگ صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے، جن میں سے چند صورتیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

الف: اگر وطن سے روانہ ہوگئی اور ایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے کم ہے، اسی درمیان عدت کی صورت پیش آگئی (مثلاً شہر میرٹھ کی رہنے والی عورت جہاز پر سوار ہونے کے لئے دلی روانہ ہوئی، اور راستہ میں یا دلی پہنچ کر اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا یا اسے طلاقِ بائن ہوگئی) تو اس پر لازم ہے کہ وہ سفر حج ملتوی کردے اور عدت گذارے۔ **أو بائناً فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلى أحدها سفر دون الأخر تعين أن تصير إلى الأخر.** (غنية الناسك ۲۹)

ب: اوراگرایئرپورٹ اس کےوطن سے مسافت سفر سے زائد ہے (مثلاً مرادآباد کی عورت دہلی سے سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئی، اوردہلی پہنچ کر عدت کی صورت پیش آئی) تو ایسی صورت میں اگرمحرم ساتھ نہ ہوتو اسے واپس لوٹ آنا ضروری ہے،اوراگرکوئی اورمحرم ساتھ جارہاہوتب بھی اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کومؤخرکرکے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگرمحرم کےساتھ سفرجاری رکھے،تو بعض فقہی روایات سےاس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ **وفی منسک الفارسی وإن کان کل واحد من الطرفین سفراً، فان کانت فی المفازة مضت ان شائت، او رجعت بمحرم او بغیر محرم والرجوع اولیٰ.** (غنیة الناسك ۳۰)

ج: اگرایئرپورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعدعدت واجب ہوئی اوروہاں عدت گذارنے کی کوئی صورت نہیں ہے، (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ دارنہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گذار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کرعام طورپرکسی عورت کاتنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کےساتھ رہ کرمناسک حج اداکرے،اورعدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بےضرورت باہر نکلنےاورزیورات کااستعمال وغیرہ سے احترازکرتی رہے۔ **أو کل منهما سفر فإن کانت فی مصرٍ استقرت فیه إلی أن تنقضی عدتها ولا تخرج الخ، وإن کانت فی قریةٍ أو مفازةٍ لا تأمن علی نفسها ومالها فلها أن تمضی إلی موضع اٰمنٍ الخ.** (غنیة الناسك ۲۹-۳۰، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۱٦٦ ٤، تاتارخانیة زکریا ۳/٤۷٥-٤۷٦، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۰۱، فتح القدیر ۲/٤۲٦)

خنثیٰ مشکل کاحکم

جوشخص مخنث ہویعنی یہ پتہ چلنا دشوارہوکہ یہ مرد ہے یاعورت، تواس کے لئے بھی بغیرمحرم کے حج کا سفرکرنا جائزنہیں ہے؛ تاہم اگر وہ حج کرلے گا تو اس کا حج فرض اداہوجائے گا۔ **والخنثی المشکل یشترط فی حقه ما یشترط فی حق الانثیٰ احتیاطاً.** (غنیة الناسك ۲۹، البحر العمیق ۱/٤۱۰، درمختار زکریا ۳/٥٥۲)

شرائطِ صحتِ ادا

حج کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرطیں نو ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (لہٰذا کافر کا حج کرنا معتبر نہیں)

(۲) حج کا احرام باندھنا (لہٰذا بلانیت احرام مناسک حج ادا کرنے کا کوئی اعتبار نہیں)

(۳) حج کا زمانہ پایا جانا (یعنی حج کے مہینوں (شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ) اور ایام حج (۸/تا۱۲/ذی الحجہ) میں حسبِ تفصیل مناسک ادا کرنا)

(۴) مقاماتِ مقدسہ (مسجد حرام، بیت اللہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ وغیرہ) میں مناسک کی ادائیگی۔ (لہٰذا مذکورہ مقامات کے علاوہ مناسک کی ادائیگی کا کوئی اعتبار نہیں)

(۵) امتیاز کی صلاحیت (یعنی حج کرنے والا اتنا شعور رکھتا ہو کہ وہ حج اور دیگر افعال میں تمیز کر سکے)

(٦) عاقل ہونا (لہٰذا بے عقل کی طرف سے حج فرض ادا نہیں ہوسکتا)

(۷) ارکانِ حج کا خود ادا کرنا (لہٰذا بلاعذر اگر ارکان خود نہیں ادا کئے تو حج درست نہ ہوگا؛ البتہ اگر عذر ہو تو اس کی تفصیلات الگ ہیں)

(۸) احرام کی حالت میں جماع نہ کرنا (اس لئے کہ وقوف عرفہ سے قبل جماع کرنے سے حج فاسد ہوجاتا ہے)

(۹) جس سال احرام باندھا ہے اسی سال حج کرنا (لہٰذا اگر اس سال میں حج ادا نہ کیا تو اس احرام سے اگلے سال حج ادا کرنا درست نہ ہوگا) **وأما شرائط صحة الأداء فتسعة: الإسلام والإحرام والزمان والمكان والتمييز والعقل ومباشرة الأفعال إلا لعذرٍ كالاغماء ونحوه وعدم الجماع والأداء من عام الإحرام.** (غنية الناسك ۳۰، شامی زكريا ۴۵٦/۳، منحة الخالق زكريا ۵۳۸/۲) **ولا يصح ادائه باحرام الفائت فى الثانية.** (غنية الناسك ۳۲، ومثله فى البحر الرائق زكريا ۵۵۹/۲)

دورانِ سفرِ حج انتقال ہوگیا

اگر کسی شخص پر حج فرض ہوگیا تھا اور اس نے بلا تاخیر حج کا سفر شروع کیا اور اتفاقاً حج سے پہلے ہی اس کی وفات ہوگئی، تو اس پر اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت واجب نہیں ہے۔ اور اگر حج کئی سال پہلے واجب ہوچکا تھا؛ لیکن اس نے نہ تو حج کے لئے کوشش کی اور نہ سفر کے لئے نکلا؛ تاآں کہ وفات کا وقت آگیا تو اس پر حج بدل کی وصیت لازم ہے۔ (جو اس کے متروکہ تہائی مال سے پوری کی جائے گی) **فلو لم یحج حتی مات فعلیه الایصاء به هٰذا إذا لم یحج ولم یخرج إلی الحج، فأما لو حج من عامه ومات فی الطریق لا یجب علیه الایصاء؛ لأنه لم یؤخر بعد الایجاب.** (غنیة الناسك ۳۳، فتح القدیر ۲/ ٤٢٢، البحر الرائق زکریا ۲/ ٥٤٦)

وسعت کے بعد فقیر ہوگیا

کسی شخص کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ بآسانی حج کرسکتا تھا؛ لیکن وہ غفلت میں پڑا رہا تاآں کہ حج کا وقت گزر گیا، پھر وہ فقیر ہوگیا تو بھی اس پر حج برابر فرض رہے گا اور مال ختم ہونے کی وجہ سے فرضیت ساقط نہیں ہوگی۔ **وکذٰلک لو لم یحج حتی افتقر تقرر وجوبه دیناً فی ذمته بالاتفاق ولا یسقط عنه بالفقر.** (غنیة الناسك ۳۳، ومثله فی الهندیة ۱/ ۲۱۷، فتح القدیر ۲/ ٤١٥، طحطاوی ۳۹٦)

قرض لے کر حج کرنا

جو شخص وسعت کے بعد فقیر ہوگیا ہو اس کے لئے قرض لے کر حج کو جانے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ قرض کی ادائیگی کے اسباب موجود ہوں، اور اگر قرض کی ادائیگی کی کوئی شکل نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ وہ قرض نہ لے۔ **ووسعه أن یستقرض ویحج الخ، أما إن علم أنه لیس له جهة القضاء أصلاً فالأفضل عدم الاستقراض لأن تحمل حقوق اللّٰه تعالیٰ أخف من ثقل حقوق العباد.** (غنیة الناسك ۳۳، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/ ٧٥٥، خانیة ۱/ ۲۸٤، البحر العمیق ۱/ ۳۸٦، طحطاوی علی المراقی ۳۹۷)

صحت کے بعد مفلوج ہو گیا

جس شخص پر مالی وسعت کی بنا پر حج فرض ہو چکا ہو اور وہ تندرست بھی ہو؛ لیکن ابھی حج نہیں کیا تھا کہ ایسی بیماری نے آ گھیرا کہ وہ حج کرنے سے معذور ہو گیا، تو اس پر حج بدل کرانا یا حج کی وصیت کرنا لازم ہے۔ **وكذا لو لم يحج حتى اقعد أو أزمن أو نحو ذٰلك مما يمنعه من الأداء بنفسه تقرر وجوبه ديناً في ذمته بالاتفاق ووجب عليه الاحجاج أو الايصاء به عند الموت.** (غنية الناسك ۳۳، ومثله في فتح القدير بيروت ۲/ ۴۱۶–۴۱۷، البحر العميق ۱/ ۳۷۷، شامی زکریا ۳/ ۴۵۷، البحر الرائق زکریا ۲/ ۳۱۱)

سفر حج کے آداب

جب کوئی شخص سفر حج کے لئے عازم ہو تو اسے درج ذیل باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے:

(۱) اللہ تعالیٰ سے اپنے سب گناہوں کی توبہ کرے۔

(۲) اگر اپنے اوپر کسی کا مالی یا جانی حق ہو تو اسے ادا کرے یا معاف کرائے، اور اگر اہل حقوق وفات پاگئے ہوں تو ان کے لئے دعا واستغفار کرے، اور مالی حقوق ان کے وارثین کو ادا کرے، اور وارث کا پتہ نہ چلے تو بلا نیت ثواب اتنی رقم غریبوں کو بانٹ دے۔

(۳) والدین وغیرہ کی رضامندی سے سفر کرے۔

(۴) اپنے پاس اگر کوئی امانت یا عاریت کی چیز رکھی ہو تو وہ مالک کو واپس لوٹا دے۔

(۵) اپنے اوپر دوسروں کے حقوق مثلاً قرض وغیرہ اور دوسروں پر اپنے حقوق کے بارے میں تحریری وصیت لکھ کر جائے۔

(۶) استخارہ کر کے سفر کا آغاز کرے؛ تاکہ ہر ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہے۔

(۷) بہتر ہے کہ کسی نیک رفیق سفر کو ساتھ لے لے، جو دینی ودنیوی اعتبار سے اس کا معاون ہو۔

(۸) حج کے ضروری مسائل ومناسک سیکھ کر سفر شروع کرے، یا کسی معتبر عالم کے قافلہ

میں شامل ہوکر سفر کرے۔

(۹) بہتر ہے کہ سفر میں خالص عبادت کی نیت ہو تجارت وغیرہ مقصود نہ ہو۔

(۱۰) دورانِ سفر اشیاء کی خریداری میں زیادہ مول بھاؤ نہ کرے؛ بلکہ فراخ دلی سے خرچ کرے؛ کیوں کہ حج کے سفر میں ہر روپیہ کے بدلہ سات لاکھ روپئے خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(۱۱) زیادہ تر باوضو رہنے کی کوشش کرے اور پاکی کی حالت میں سونے کا اہتمام کرے۔

(۱۲) زبان کو غیر ضروری باتوں سے محفوظ رکھے۔

(۱۳) جمعرات کے روز سفر کا آغاز مسنون ہے۔

(۱۴) جب سفر کا ارادہ کرے تو اپنے گھر میں دو رکعت نماز سفر کی نیت سے پڑھے، اور اس طرح گھر سے نکلے گویا کہ دنیا چھوڑ کر جا رہا ہے۔

(۱۵) دورانِ سفر ذکر اور دعا کی کثرت کرے؛ کیوں کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۶) سفر میں غصہ گرمی سے اجتناب کرے، اور نرم روی اور حسن خلق کا مظاہرہ کرے، اور بھیڑ کی جگہوں پر دھکا مکی سے پرہیز کرے۔

(۱۷) حتی الامکان سفر میں اکیلے رہنے سے بچے؛ بلکہ ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا اہتمام کرے؛ کیوں کہ اکیلے ہونے کی وجہ سے بسا اوقات بہت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ (غنیۃ الناسک ۳۴-۴۰، تاتارخانیۃ ۳/ ۴۸۰، ہندیۃ ۱/ ۲۱۹-۲۲۱، فتح القدیر ۲/ ۴۱۲، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۴۱)

❍❖❍

مسائلِ میقات

میقاتِ زمانی

حج کے مناسک کی ادائیگی کے لئے شرعاً ایک وقت مقرر ہے، جس کو ''میقاتِ زمانی'' کہا جاتا ہے، یہ شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔ اس وقت سے پہلے حج کا کوئی عمل مثلاً طوافِ زیارت یا سعی وغیرہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے، اور حج کا احرام باندھنا بھی ان مہینوں سے پہلے مکروہِ تحریمی ہے؛ اس لئے شوال کا مہینہ شروع ہونے کے بعد ہی حج کے اعمال کا آغاز کرنا چاہئے۔ **وأما الميقات الزماني فأشهر الحج، وهي: شوال وذو القعدة وعشر من ذي الحجة كما روى عن العبادلة الثلاثة.** (غنية الناسك ۴۹، درمختار زکریا ۳/ ۴۷۴) **وفائدة التوقيت بها ابتداءً أنه لو فعل شيئاً من أفعال الحج قبلها لا يجزيه.** (غنية الناسك ۴۹، درمختار ۳/ ۴۷۴، ومثله في الهندية ۱/ ۲۱۶، تاتارخانية ۳/ ۴۸۶) **وحتى لو أحرم به قبلها يكره تحريماً مطلقاً.** (غنية الناسك ۴۹، درمختار زکریا ۳/ ۴۷۴)

میقاتِ مکانی

جس طرح مناسک حج کی ادائیگی کے لئے وقت متعین ہے اسی طرح جگہیں بھی متعین ہیں جن کو ''میقاتِ مکانی'' کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے ساری دنیا درج ذیل تین حصوں میں بٹی ہوئی ہے: **وأما الميقات المكاني فيختلف باختلاف الناس فإنهم في حق المواقيت أصناف ثلاثة: أهل الآفاق وأهل الحل وأهل الحرم.** (غنية الناسك ۵۰، تاتارخانية ۳/ ۵۵۰، شامی زکریا ۳/ ۴۷۸، بدائع الصنائع ۲/ ۳۷۱)

(۱) **حرم**: یہ بیت اللہ شریف کے اردگرد کا مخصوص علاقہ ہے، جس کی تعیین سیدنا حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی نشان دہی پر کی تھی، اور اس کے نشانات حکومت کی طرف سے نصب ہیں۔ اس کی مشہور حدود درج ذیل ہیں:

(۱) تنعیم: یہ طریق المدینۃ المنورہ پر واقع ہے، یہاں اس وقت شاندار ''مسجد عائشہ'' بنی ہوئی ہے، یہ جگہ حرم مکی سے ساڑھے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(۲) نخلہ: یہ طائف اور مکہ کے درمیان حرم مکی سے ۱۳؍کلومیٹر دور ہے۔

(۳) اضاۃ لبن: اسے عکیشیہ بھی کہا جاتا ہے، اس کا فاصلہ مسجد حرام سے ۱۶؍کلومیٹر ہے۔

(۴) جعرانہ: یہ بھی طائف کی جانب واقع ہے، اور مسجد حرام سے ۲۲؍کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(۵) حدیبیہ: جسے شمیسیہ بھی کہا جاتا ہے، اس کا فاصلہ بھی ۲۲؍کلومیٹر ہے۔

(۶) جبل عرفات: اس کو ذات السلیم بھی کہتے ہیں، اس جانب کا فاصلہ بھی ۲۲؍کلومیٹر ہے۔ (اطلس السیرۃ النبویہ/ شوقی ابو الخلیل ۲۵۳)

ان حدود کے اندر رہنے والے کو اہل حرم یا مکی کہا جاتا ہے۔ **وعلی الحرم علامات منصوبة في جميع جوانبه نصبها ابراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام وكان جبرئيل عليه السلام يريه مواضعها.** (شامی زکریا ۳/۴۸۵، غنية الناسك ۵۹)

(۲) **حِلّ**: یہ حرم اور خارجی میقات کا درمیانی حصہ ہے، یہاں کے رہنے والوں کو اہل حل یا حلی کہا جاتا ہے، اوران کے لئے بلا احرام حدود حرم میں جانے کی فی الجملہ اجازت ہے۔ (جب کہ حج یا عمرہ کا قصد نہ ہو) **وهم أهل داخل المواقيت الى الحرم، والمراد بالداخل غير الخارج الخ، وحل لهم دخول مكة بلا إحرام ما لم يردوا نسكاً.** (غنية الناسك ۵۵، ومثله في الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۳، تاتارخانية ۳/۵۵۱، هندية ۱/۲۲۱)

(۳) **آفاق**: یہ دنیا کا وہ تمام علاقہ ہے جو میقات سے باہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو ''آفاقی'' کہا جاتا ہے، اوران کے لئے احرام کے بغیر میقات سے گذرنا ممنوع ہے۔ (جب کہ ان کا حدودِ حرم میں جانے کا ارادہ ہو) **ولا يجوز للآفاقي ان يدخل مكة بغير إحرام نوى النسک اولا.** (هندية ۱/۲۲۱، ومثله في الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۲، تاتارخانية ۳/۵۵۱)

اہل آفاق کی میقات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ میقاتوں کا تعین ثابت ہے:

(۱) **ذوالحلیفہ**: یہ اہل مدینہ اور وہاں سے گذرنے والوں کے لئے میقات ہے، یہ مدینہ منورہ سے طریق ہجرت پر چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، یہاں ایک شاندار ''مسجد میقات'' بنی ہوئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں یہیں سے احرام باندھا تھا۔ اس مقام سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ ۴۱۰؍کلومیٹر ہے۔

(۲) **جُحفہ**: جو لوگ مصر و شام سے تبوک ہوتے ہوئے مکہ کا سفر کریں، ان کے لئے ''جحفہ'' میقات ہے۔ آج کل یہ جگہ متعین نہیں ہے؛ اس لئے اس کے قریب ''رابغ'' نامی ساحلی قصبہ سے احرام باندھا جاتا ہے، جو طریق بدر پر واقع ہے، اس جگہ سے مکہ معظّمہ کی مسافت ۱۸۷؍کلومیٹر ہے۔

(۳) **قرن المنازل**: نجد سے آنے والے لوگوں کے لئے ''قرن المنازل'' میقات ہے، اس مقام کو آج

کل ''السیل'' کہا جاتا ہے، یہاں سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ تقریباً ۸۰ ؍کلومیٹر ہے۔

(۴) **یلملم**: یہ اہل یمن کے لئے میقات ہے، اس کو آج کل ''سعدیہ'' کہا جاتا ہے، یہاں سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ ۱۲۰ ؍کلومیٹر یا اس سے کچھ زائد ہے۔

(۵) **ذات العرق**: یہ عراق کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات ہے، امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اہل عراق کے سوال کے جواب میں اس کے میقات ہونے کی صراحت فرمائی تھی۔ یہاں سے مکہ معظّمہ کی مسافت ۹۰ ؍کلومیٹر ہے۔

نیز بعض روایات میں ''وادیٔ عقیق'' نام کی میقات کا بھی ذکر ہے، جو مدائن کی طرف سے آنے والوں کے لئے میقات قرار دی گئی، یہ جگہ ''ذاتِ عرق'' کے قریب ہے۔

اس کے علاوہ جو لوگ جس جانب سے بھی حرم کے لئے آئیں گے، ان کو مذکورہ مواقیت کی سیدھ سے گذرنے سے پہلے احرام باندھنا لازم ہوگا، خواہ وہ خشکی پر سفر کر رہے ہوں یا ہوائی جہاز سے سفر ہو رہا ہو۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه قال: وقت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لأهل المدینة ذا الحلیفة و لأهل الشام الجحفة ولأهل نجد قرن المنازل ولأهل الیمن یلملم، فهن لهن و لمن أتی علیهن من غیرهن لمن کان یرید الحج والعمرة فمن کان دونهن فمهله من أهله و کذٰلک حتی أهل مکة یهلون منها. (بخاری شریف ۱/ ۲۰۶ وغیرہ)

اخبرنی أبو الزبیر أنه سمع جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنه یسئل عن المهل فقال: احسبه رفع الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: مهل أهل المدینة من ذی الحلیفة والطریق الاٰخر الجحفة ومهل أهل العراق من ذات عرق ومهل أهل نجد من قرن ومهل أهل الیمن من یلملم. (مسلم شریف ۱/ ۳۷۵، نخب الافکار ۳۶/۶)

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وقت لأهل الشرق العقیق. (ترمذی شریف ۱/ ۱۷۱، انوار مناسك حاشیه ۲۴۱)

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنه أنه سمع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وقت لأهل المدائن العقیق ولأهل البصرة ذات عرق و لأهل المدینة ذا الحلیفة و لأهل الشام الجحفة. (الطبرانی فی المعجم الکبیر حدیث: ۷۲۱، نخب الافکار ۳۸، حاشیه انوار مناسك ۲۴۱)

قال العینی فی نخب الأفکار: فإن الاٰثار اختلفت فیمن وقّت لأهل العراق ذات عرق، ففی بعضها أن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه هو الذی وقت ذٰلک إذ العراق فتح فی زمانه، والصحیح الذی علیه الاثبات أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم هو الذی وقته. وفی صحیح البخاری: أن عمر رضی اللّٰہ عنه وقته ورجحه بعض أهل العلم بما ذکرناه

مـن أنها فتحت فی زمانه وأنها كانت فی حياة النبی صلی اللّٰه عليه وسلم ذات كفر، وهٰذا الاحتـجـاج بـاطل لأن الشام كانت حينئذٍ دار كفر أيضاً باجماع النقلة. (نخب الافكار طبع: الوقف الخير المدنی دیوبند ۳۰/٦، وانظر: الدر المختار زكريا ٤٧٨/۳، هندية ۲۲۱/۱، تاتارخانية ۵۵۹/۳)

’’جدہ‘‘ کی حیثیت کیا ہے؟

اس وقت سعودی عرب میں عازمین حج کی آمد کا سب سے بڑا مرکز شہر ’’جدہ‘‘ ہے، جو بحر احمر کے ساحل پر آباد ہے، یہاں نہایت عظیم الشان وسیع وعریض ایئر پورٹ ہے، اور دنیا کی اہم ترین بندرگاہ ہے۔ جدہ سے مکہ معظّمہ کا فاصلہ تقریباً ۸۰؍ کلومیٹر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جدہ حج وعمرہ کے مسائل میں ’’حل‘‘ میں ہے یا ’’آفاق‘‘ میں؟ اگر ’’حل‘‘ میں ہے تو یہ میقات کے اندر ہے یا بجائے خود میقات ہے؟ چوں کہ اس موضوع پر علماء نے بہت زیادہ بحثیں کی ہیں؛ اس لئے تمام مباحث وجزئیات سامنے رکھ کر راقم الحروف نے جو سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص آفاق سے ایسے راستہ سے جدہ پہنچے کہ اس کا گذر کسی عین میقات سے نہ ہو، مثلاً مصر اور سوڈان سے بحری راستہ سے آنے والے لوگ، یا افریقہ اور مغرب وغیرہ سے ہوائی راستہ سے آنے والے حجاج، تو ان کے لئے جدہ اکثر علماء کے نزدیک میقات کے حکم میں ہے؛ لہٰذا وہ جدہ آکر احرام باندھ سکتے ہیں، پہلے سے احرام باندھنا ان پر لازم نہیں ہے؛ لیکن جو حضرات مذکورہ پانچ متعینہ مواقیت میں سے کسی عین میقات سے گذر کر آئیں، مثلاً مدینہ منورہ سے طریق الہجرۃ سے مکہ معظّمہ جانے والا شخص یقیناً ’’ذوالحلیفہ‘‘ سے گذرے گا، جو متعین میقات ہے، اب اگر وہ ذوالحلیفہ سے احرام نہ باندھے؛ بلکہ جدہ آکر احرام باندھے تو اس کے لئے جدہ میقات نہیں ہے؛ کیوں کہ فقہاء کا اصول ہے کہ: ’’عین میقات سے گذرنے والے کے لئے بعد میں محاذات سے گذرنے کا کوئی اعتبار نہیں‘‘، اور جدہ عین میقات نہیں؛ بلکہ محاذات یا مسافت کے اعتبار سے میقات کے حکم میں ہے؛ اس لئے مدینہ سے خشکی کے راستہ سے آنے والے شخص کے لئے جدہ تک احرام کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہوگا، لہٰذا اگر وہ جدہ سے احرام باندھے گا تو مذکورہ اصول کے مطابق اس پر دمِ جنایت واجب ہونا چاہئے؛ البتہ مدینہ منورہ سے بذریعہ ہوائی جہاز جدہ آنے والے شخص کا گذر عین میقات ذوالحلیفہ سے نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ ’’ذوالحلیفہ‘‘ کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے؛ لہٰذا ایسی صورت میں اگرچہ اولیٰ یہی ہے کہ پہلی محاذات سے قبل احرام باندھ لیا جائے؛ لیکن دوسری محاذات تک مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے؛ لہٰذا مدینہ منورہ سے ہوائی سفر کر کے جدہ آکر احرام باندھنے کی گنجائش ہوگی۔

ہندو پاک اور دیگر مشرقی علاقوں سے جو ہوائی جہاز جدہ جاتے ہیں، ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ’’قرن المنازل‘‘ کی عین میقات سے گذرتے ہیں؛ لہٰذا مذکورہ اصول کے تحت ہوائی سفر کرنے والے حجاج کے لئے ’’قرن المنازل‘‘ کی میقات سے قبل احرام باندھنا لازم ہے، اور جدہ تک احرام کو مؤخر

کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر یہ تحقیق ہو جائے کہ جہاز کا گذر عین ''قرن المنازل'' سے نہیں ہوا؛ بلکہ اس کی محاذات سے ہوا ہے، تو ایسے لوگوں کے لئے جدہ جا کر بھی احرام باندھنے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جدہ کلی طور پر مطلق میقات نہیں ہے؛ بلکہ اسے محاذات یا مسافت کے اعتبار سے ہی میقات کے حکم میں رکھا گیا ہے۔ (راقم الحروف نے اس موضوع پر مفتی مدینہ منورہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ سے ایک طویل گفتگو کی تھی، موصوف کی رائے بھی یہی تھی کہ جو شخص کسی عین میقات سے گذر کر آیا ہو اس کے لئے کوئی بھی محاذاتی جگہ بشمول جدہ میقات نہیں بن سکتی، اسے کسی نہ کسی عین میقات پر واپس جانا پڑے گا) واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولو لم يمر بها تحرى وأحرم إذا حاذى أحدها وأبعدها أفضل (درمختار) وقال الشامي: كذا في الفتح، ومفاده أن وجوب الاحرام بالمحاذاة إنما يعتبر عند عدم المرور على المواقيت، اما لو مر عليها فلا يجوز له مجاوزة اٰخر ما يمر عليه منها، وإن كان يحاذي بعده ميقاتاً اٰخر. (رد المحتار بيروت ۳/۴۲۶، ومثله في الهندية ۱/۲۲۱، البحر الرائق زكريا ۲/۵۵۷)

تنبيه: فلو مر بميقات ومحاذاة الثاني لا تعتبر المحاذاة. (غنية الناسك ۵۳) **تنبيه: فلو كان يمر بواحد منها عيناً فلا تعتبر المحاذاة بعده.** (غنية الناسك ۵۴) **وإن لم يعلم المحاذاة فعلى مرحلتين عرفيتين من مكة كجدة من طرف البحر، فإنها على مرحلتين عرفيتين من مكة وثلاث مراحل شرعية.** (غنية الناسك ۵۴، ومثله في الهندية ۱/۲۲۱، فتح القدير ۲/۴۲۶، البحر الرائق زكريا ۲/۵۵۷)

نوٹ: شہر ''جدہ'' جحفہ (رابغ) اور ''یلملم'' کے درمیان واقع ہے، اب اگر نقشہ کے اعتبار سے جحفہ سے یلملم تک لکیر کھینچی جائے تو یہ لکیر مقام ''بحرہ'' سے گذرتی ہے جو جدہ سے کچھ فاصلہ پر مکہ معظّمہ کے راستہ پر واقع ہے، اس اعتبار سے جدہ ''حل'' سے باہر ہو جاتا ہے، جیسا کہ ''زبدۃ المناسک'' میں حضرت مولانا شیر محمد صاحب سندھیؒ نے ایک نقشہ بنا کر اس کی وضاحت فرمائی ہے؛ لیکن بہت سے جزئیات سے یہ واضح ہے کہ فقہاء نے جدہ کو ''حل'' کے اندر شمار فرمایا ہے، اور آج تک لوگوں کا عمل بھی اسی پر ہے کہ جدہ کو حل میں داخل سمجھتے ہیں، اور جدہ کے لوگ بے تکلف احرام کے بغیر مکہ معظّمہ آتے جاتے ہیں، اس لئے جدہ کو اقرب المواقیت یعنی ''قرن المنازل'' کے بقدر مسافت (۸۰؍کلومیٹر) پر واقع ہونے کے اعتبار سے حل میں داخل ماننا چاہئے، جو آفاق والوں کے لئے بحکم میقات ہے۔ (مرتب)

أما لو قصد موضعاً من الحل كخليص وجدة حل له مجاوزته بلا احرام. (درمختار بيروت ۳/۴۲۷، درمختار زكريا ۳/۴۸۲، الدر المنتقى ۱/۳۹۳) **ومما يجب التيقظ له سكان جدة الخ، وأهل الاودية القريبة من مكة غالباً يأتون في سادس أو سابع ذي الحجة بلا احرام**

ويحرمون للحج من مكة فعليهم دم المجاوزة لكن بعد توجههم إلى عرفات ينبغي سقوطه عنهم بوصولهم إلى أول الحل ملبيين. (غنية الناسك ٥٧، ومثله في منحة الخالق زكريا ٥٥٩/٢، شامي زكريا ٤٨٤/٣) [اہل علم حضرات ''جدہ'' کے متعلق مزید مباحث کے لئے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرماسکتے ہیں: (۱) زبدۃ المناسک، مؤلفہ: مولانا شیر محمد سندھی ۵۵ تا ۶۴۔ (۲) احسن الفتاویٰ، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ ۵۶۶ تا ۵۷۴۔ (۳) انوار مناسک، مؤلفہ: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب، ۲۴۴ تا ۲۴۷۔ (۴) فتاویٰ محمودیہ جدید مطبوعہ ڈابھیل، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ۳۷۵ تا ۳۷۹، اس کے حاشیہ میں بھی اچھی بحث ہے۔ (مرتب)]

اہل حل کی میقات

جو لوگ حل میں رہتے ہیں وہ اگر حج وعمرہ کا ارادہ کریں تو ان کے لئے پورا علاقۂ حل میقات ہے؛ البتہ اپنی جائے سکونت سے احرام باندھنا ان کے لئے افضل ہے۔ **وأما ميقات أهل الحل الخ، فالحل للحج والعمرة واحرامهم من دويرة أهلهم أفضل.** (غنية الناسك ٥٥، ومثله في الدر المختار مع الشامي زكريا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زكريا ٥٥٩/٢، تبيين الحقائق ٢٤٨/٢)

اہل حرم کی میقات

اہل حرم اگر حج کا ارادہ کریں تو پورا دائرۂ حرم ان کے لئے میقات ہے، اور اگر عمرہ کا ارادہ کریں تو حدودِ حِل مثلاً تنعیم وغیرہ میں جاکر احرام باندھنا ضروری ہوگا۔ **وأما ميقات أهل الحرم الخ فالحرم للحج فيحرمون من دورهم ومن المسجد أفضل، وجاز تاخيره إلى اٰخر الحرم والحل للعمرة والأفضل احرامهما من التنعيم من معتمر عائشة رضي الله تعالىٰ عنها.** (غنية الناسك ٥٧-٥٨، درمختار زكريا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زكريا ٥٦٠/٢، تبيين الحقائق ٢٤٨/٢)

نوٹ: جو حجاج حج تمتع کا عمرہ کرنے کے بعد مکہ معظّمہ میں مقیم رہتے ہیں، وہ اہل حرم کے حکم میں ہیں؛ لہٰذا وہ حج کا احرام اپنے کمروں سے باندھیں گے، اور مسجد حرام میں جاکر احرام کی نیت کریں تو فضیلت زیادہ ہوگی۔ **وكذٰلك أي مثل حكم أهل الحرم كل من دخل الحرم من غير العلة وإن لم ينو الاقامة به كالمفرد بالعمرة والمتمتع أي من أهل الاٰفاق.** (مناسك كبير ٨٣، شامي زكريا ٤٨٤/٣، البحر الرائق زكريا ٣١٩/٢)

میقات کی حکمت

شاہی دربار میں حاضری کے کچھ آداب اور ضوابط ہوتے ہیں، اسی اعتبار سے احکم الحاکمین رب

العالمین کے دربار میں حاضری کے آداب بھی مقرر ہیں۔ میقات کی پابندیاں اسی قبیل سے ہیں کہ جو شخص باہر سے دربارِ خداوندی میں حاضری کے ارادہ سے اندر آئے، اس کے لئے میقات پر پہنچتے ہی احرام کی پابندی لازم ہے، اور احرام کی حالت کمال عاجزی کی حالت ہے، جس میں آدمی اپنی سب شان وشوکت کو اتار کر ایک عاجز بندے کی شکل میں ننگے سر اور کھلے پاؤں حاضر ہوتا ہے، اس حکم میں امیر غریب، بادشاہ یا رعایا میں کوئی فرق نہیں ہے، اس عالی دربار میں سب کو یکساں انداز میں حاضر ہونے کا حکم ہے۔ **ولأن هٰذه بقعة شريفة لها قدر وخطر عند الله تعالىٰ، فالدخول فيها يقتضي التزام عبادة اظهاراً لشرفها على سائر البقاع.** (بدائع الصنائع زكريا ٢/ ٣٧١)

ذیل میں میقات سے گذرنے سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جاتے ہیں:

میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جانا

میقات سے باہر رہنے والا مکلّف مسلمان اگر مکہ (یا حدودِ حرم) کے لئے عازم سفر ہو خواہ یہ سفر کسی بھی مقصد سے ہو، اور وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جائے تو اس پر حج یا عمرہ کی ادائیگی اور احرام باندھنے کے لئے میقات کی طرف لوٹنا واجب ہے، اگر نہ لوٹے تو گنہگار ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا۔ **آفاقي مسلم مكلف أراد دخول مكة أو الحرم ولو لتجارة أو سياحة وجاوز آخر مواقيته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم اثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه الخ.** (غنية الناسك ٦٠، ومثله في الهندية ١/ ٢٥٣) **ومن دخل أي من أهل الآفاق مكة أو الحرم بغير إحرام فعليه أحد النسكين أي من الحج والعمرة، وكذا عليه دم المجاوزة أو العود.** (مناسك ملا علی قاریؒ ٨٧، ومثله في البحر العميق ٣/ ٨١٦، درمختار ٣/ ٦٢٦، تاتارخانية ٣/ ٥٥٢)

حائضہ عورت بلا احرام حدودِ حرم میں پہنچ گئی

اگر کوئی حائضہ عورت میقات سے احرام باندھے بغیر گذر کر مکہ معظّمہ پہنچ گئی تو اس پر لازم ہے کہ وہ کسی میقات پر جاکر عمرہ یا حج کا احرام باندھے، اگر مکہ سے احرام باندھے گی تو دم واجب ہوجائے گا۔ **فان جاوز الآفاقي الموضع الذي يجب عليه الاحرام فيه غير محرم**

اثم، ولزمه أن يعود إليه ويحرم منه. (البحر العميق ۱/ ٦۱۹، مناسك ملا علی قاری ۸٤، معلم الحجاج ٩٤-٩٥)

حائضہ عورت کا مکہ معظّمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہوتو کیا کرے؟

اگر عورت ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت حائضہ ہو اور اس کے قافلہ کا مکہ معظّمہ پہنچ کر دو دن کے بعد مدینہ منورہ جانا طے ہو، تو اس پر لازم ہے کہ میقات پر اسی حالت میں احرام باندھ لے اور مکہ معظّمہ پہنچ کر پاک ہونے تک مدینہ کا سفر مؤخر کرانے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو اسی احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائے، اور وہاں بھی مسلسل احرام میں رہے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتی رہے، پھر پاک ہونے کے بعد واپس آکر عمرہ کرے۔ **مستفاد: ولا يجب لتأخير طواف العمرة، ولا لتأخير سعيها، ولا لتأخير الحلق شيءٌ؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة.** (البحر العميق ٤/ ۲۰٥٧٩)

نوٹ : اور اگر وہ میقات سے احرام کے بغیر آگے چلی جائے گی تو گنہگار ہوگی اور اس پر دم لازم ہوجائے گا، اور کسی میقات پر واپس جاکر عمرہ کا احرام باندھ کر آنا واجب ہوگا، پھر جب وہ مدینہ منورہ جاکر احرام باندھ کر آئے گی تو دم ساقط ہوجائے گا، اور اس پر بہر حال توبہ واستغفار ضروری ہوگا۔ **آفاقي مسلم مكلف أراد دخول مكة ......، وجاوز اٰخر ميقاته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم أثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه أو إلى غيره أقرب أو أبعد الخ، وكذا إن عاد من عامه ذٰلك فأحرم بغيره سقط عندنا.** (غنية الناسك ٦۰)

دوسری میقات تک احرام کو مؤخر کرنا

اگر کسی کے راستہ میں دو متعین میقاتیں پڑتی ہوں، تو افضل تو یہی ہے کہ پہلی میقات سے احرام باندھے؛ لیکن دوسری میقات سے بھی احرام باندھنے کی گنجائش ہے، مثلاً مدینہ منورہ سے براہِ

بدر مکہ معظّمہ جانے والا شخص اگر ذوالحلیفہ کے بجائے جحفہ (رابغ) سے احرام باندھے تو اس پر کوئی دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔ **والمدنی ومن بمعناه إن جاوز وقته أی تجاوز عن میقاته المعروف بذی الحلیفة غیر محرم ...... إلی الجحفة کره وفاقاً.** (مناسك كبير ۸۱، ومثله فی الدر المختار زكريا ۴۸۰/۳، البحر الرائق زكريا ۵۵۶/۲، هندية ۲۵۳/۱)

میقات سے آگے احرام باندھ لیا

جو آفاقی شخص حدودِ حرم میں بغیر احرام باندھے داخل ہو جائے اور میقات پر واپس آئے بغیر احرام باندھ لے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو اس کو تو دوہرا گناہ ہوگا۔ (ایک میقات سے بلا احرام گذرنے کا اور دوسرے میقات کے بغیر احرام باندھنے کا) **فإن لم یعد و لا عذر له اثم اخریٰ لترکهٖ العود الواجب.** (غنية الناسك ۶۰، ومثله فی التاتارخانية ۵۵۲/۳، هندية ۲۵۳/۱، درمختار زكريا ۶۲۱/۳)

کسی عذر کی وجہ سے میقات پر واپس نہ آسکا

آفاقی شخص حدودِ حرم میں احرام باندھے بغیر داخل ہوگیا اور کسی عذر مثلاً وقت تنگ پڑنے یا رفقاءِ سفر سے بچھڑ جانے کا خوف ہونے کی وجہ سے میقات تک واپس آئے بغیر احرام باندھ لیا تو اس پر صرف میقات سے بلا احرام گذرنے کا گناہ ہوگا، واپس نہ لوٹنے کا گناہ نہ ہوگا؛ لیکن میقات سے احرام نہ باندھنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه قال: إذا جاوز الوقت فلم یحرم حتی دخل مکة رجع إلی الوقت فأحرم وإن خشی إن رجع إلی الوقت فانه یحرم ویهریق لذلک دماً.** (فتح القدير ۴۳۳/۲، بيروت ۴۲۶/۲) **فإن کان له عذر کخوف الطریق، أو الانقطاع عن الرفقة، أو ضیق الوقت أو مرض شاق ونحو ذٰلک فاحرم من موضعه ولم یعد إلیه لم یأثم بترک العود وعلیه الاثم والدم بالاتفاق.** (غنية الناسك ۶۰، البحر العميق ۶۱۹/۳، الدر المختار ۶۲۲/۳، هندية ۲۵۳/۱)

نوٹ : یہ صورت سعودی عرب میں ملازمت پیشہ غیر ملکی عازمین حج کے ساتھ عموماً پیش آتی ہے کہ وہ حکومتی گرفت سے بچنے کے لئے ریاض یا دمام وغیرہ سے احرام کی نیت کئے بغیر مکہ معظّمہ میں داخل ہوجاتے ہیں، اور پھر ان کے لئے کسی میقات کی طرف واپس جانا اور وہاں سے احرام باندھنا سخت مشکل ہوتا ہے، تو ایسے لوگوں پر مکہ معظّمہ سے حج کا احرام باندھنے کا حکم ہوگا، اور ایک دم دینا ضروری ہوگا، جیسا کہ عبارت بالا سے واضح ہے؛ البتہ اگر ایسے لوگ میقات سے گذرتے ہوئے سلے ہوئے کپڑے پہنے پہنے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں اور مکہ معظّمہ پہنچ کر کپڑے اتار کر احرام پہن لیں، تو ان کا احرام صحیح ہوجائے گا اور کچھ دیر (۱۲ر گھنٹے سے کم) احرام کی خلاف ورزی کی وجہ سے صدقہ واجب ہوگا۔ **وکذا لا یشترط ای لصحة الاحرام هیئة ای صوریة ولا حالة فلو احرم لابساً المخیط او مجامعاً انعقد فی الاول صحیحاً ای ویجب علیه دم ان دام لبسه یوماً والا فصدقة.** (مناسک علی قاریؒ ۹۴، ومثله فی الدر المختار ۵۷۷/۳، هدایة ۲۴۵/۱، هندیة ۲۴۲/۱)

مناسک شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا

اگر میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھا مگر افعال حج یا عمرہ مثلاً طواف شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا اور میقات پر آ کر تلبیہ پڑھ لیا تو اس سے دم اور گناہ دونوں ساقط ہوجائیں گے۔ **فإن عاد قبل أن یشرع فی نسک ولبّی عند المیقات یعنی داخله فشمل ما إذا لبّی خارجه بعد ما جاوزه ثم رجع ومر به ساکتاً سقط الاثم والدم عندنا.** (غنیة الناسک ۶۰، ومثله فی البدائع ۲۷۳/۲، هندیة ۲۵۳/۱، تاتارخانیة ۵۵۲/۳)

افعالِ حج شروع کرنے کے بعد لوٹا

اگر میقات سے آگے بڑھنے کے بعد احرام باندھا اور افعالِ حج میں سے کچھ مثلاً طواف کا ایک چکر وغیرہ شروع کرنے کے بعد میقات پر آ کر تلبیہ وغیرہ پڑھا تو اس سے نہ تو دم ساقط ہوگا اور

نہ ہی گناہ۔ **وإن عاد بعد ما طاف شوطاً أو وقف بعرفة أو استلم الحجر وقطع التلبية وكان محرماً بالعمرة لا يسقط بالاتفاق.** (غنية الناسك ٦٠، ومثله فى التاتارخانية ٥٥٢/٣، هداية ٣٠٩/١، مجمع الانهر ٤٤٨/١)

اعادۂ طوافِ زیارت کے لئے میقات کے باہر سے آنے پر احرام لازم ہے

اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں طوافِ زیارت کر کے آفاق میں چلی گئی، تو اس پر بدنہ کی قربانی کے ساتھ ساتھ پاک ہوکر طوافِ زیارت کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا (تاہم اعادۂ طواف کے بعد اس کے اوپر سے بدنہ ساقط ہو جائے گا)

اور اس طواف کے اعادہ کے لئے اسے میقات سے نیا احرام باندھ کر آنا ضروری ہے؛ اس لئے کہ سابقہ ناپاکی کا طواف شرعاً معتبر ہو چکا ہے اور احرام کلی طور پر کھل چکا ہے؛ لہٰذا اب بلا احرام آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (پس اگر بلا احرام میقات سے آئی تو راجح قول کے مطابق حسبِ ضابطہ اس پر دم واجب ہوگا) **ولو طاف للزيارة جنباً أو حائضاً أو نفساء كله أو أكثره فعليه بدنة وعليه أن يعيده طاهراً حتماً، ولو رجع إلى أهله وجب عليه العود لاعادته ثم ان جاوز الوقت أى الميقات يعود باحرام جديد.** (مناسك ملا علی قاری ٣٤٤، البحر العميق ١١٢٣/٢)

مکۃ المکرّمہ میں احرام کے بغیر بار بار داخل ہونا

آفاقی شخص مکۃ المکرّمہ یا حدودِ حرم میں احرام کے بغیر داخل ہو تو حنفیہ کے نزدیک جتنی بار داخل ہوگا ہر مرتبہ کے بدلہ ایک حج یا ایک عمرہ کرنا اس پر لازم ہوگا، اور ہر مرتبہ الگ دم بھی واجب ہوگا۔ **ولو دخلها مراراً بلا احرام فعليه لكل دخول حج أو عمرة.** (غنية الناسك ٦٢، هندية ٢٥٣/١، تاتارخانية ٥٥٢/٣، البحر العميق ٦٢٣/٣) **وكذا لكل دخول دم مجاوزة.** (مناسك كبير ٨٨)

کاروباری حضرات اورڈرائیوروں وغیرہ کے لئے گنجائش

ایسے ٹیکسی ڈرائیور جنہیں بار بار آفاق سے حدودِ حرم میں جانا پڑتا ہے، یا وہ کاروباری لوگ جنہیں وقفہ وقفہ سے بار بار مکہ مکرمہ آنے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے اگر انہیں ہر مرتبہ احرام باندھنے اور عمرہ کرنے کا حکم دیا جائے تو بڑی مشقت پیش آئے گی جس کا تحمل دشوار ہوگا، اس لئے ایسے حضرات کے لئے گنجائش ہے کہ وہ مذہب شافعی وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے ہر مرتبہ مکہ معظّمہ آتے وقت احرام نہ باندھیں؛ البتہ جب عمرہ یا حج کے ارادہ سے آئیں تو احرام باندھنا ہوگا۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال: لا یدخل مکة أحد بغیر احرام إلا الحطا بون والعمالون وأصحاب منافعهما.** (مصنف ابن ابی شیبة ۲۲۷/۸) **قال الشیخ محمد زکریا الکاندهلویؒ نقلاً عن الامام موفق ابن قدامة: القسم الثانی من یرید دخول الحرم اما الی مکة او غیرها فهم علی ثلاثة اضربٍ: احدها من یدخلها لقتال مباح او من خوف او لحاجة متکررة کالحشاش والحطاب وناقل المیرة، ومن کانت له ضیعة یتکرر دخوله وخروجه الیها فهؤلاء لا احرام علیهم الخ، وبهٰذا قال الشافعیؒ، وقال ابوحنیفةؒ لا یجوز لاحد دخول الحرم بغیر احرام الامن کان دون المیقات.** (اوجز المسالك قدیم ۳/ ۷۳۱، انوار مناسك ۲۵۱، وغیرہ)

بچہ میقات سے گذرنے کے بعد بالغ ہوا

نابالغ آفاقی بچہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر گیا، پھر آگے جاکر بالغ ہوگیا تو اسے میقات پر واپس جانا ضروری نہیں؛ بلکہ وہ بالغ ہونے کی جگہ سے احرام باندھ کر حج فرض وعمرہ ادا کرسکتا ہے، اس پر کوئی دم وغیرہ بھی واجب نہیں ہے۔ **ولو جاوزه کافر فاسلم او صبی فبلغ أو مجنون فافاق ثم احرم من حیث هو ولو من مکة اجزاه عن حجة الاسلام ولم یکن علیه دم بمجاوزة المیقات بغیر احرام.** (غنیة الناسك ٦١، ومثله فی التاتارخانیة ٤٨٦/٣، هندیة ٢٥٣/١، البحرالرائق زکریا ٥٠/٣)

مجنون میقات سے احرام کے بغیر گذر گیا پھر افاقہ ہوگیا

آفاقی مجنون میقات سے احرام باندھے بغیر گذر گیا پھر اس کوافاقہ ہوگیا اور اس نے میقات پر واپس آئے بغیر احرام باندھ لیا تو یہ احرام اس کے حج فرض یا عمرہ کے لئے کافی ہوجائے گا اوراس کوکوئی گناہ بھی نہیں ہوگا۔ **او مجنون فافاق ثم احرم من حيث هو ولو من مكة اجزأه عن حجة الاسلام ولم يكن عليه دم بمجاوزة الميقات بغير احرام لانه لم يكن من اهل الحج ولا من اهل الاحرام عند المجاوزة.** (غنية الناسك ٦١-٦٢)

اہل مکہ کا حل میں جانا آنا

اہل مکہ اگر حدودِ حل میں آئے جائیں تو ان پر احرام باندھنے کا لزوم نہیں ہے؛ لیکن اگر عمرہ کا ارادہ ہوتو حل سے احرام باندھ کر آئیں گے۔ **المكى اذا خرج الى الحل لحاجة له ان يدخل المكة بلا احرام.** (غنية الناسك ٦٤-٦٥، و مثله فى الهندية ١/ ٢٢١، درمختار مع الشامى زكريا ٣/ ٤٨٤)

اہل مکہ کا آفاق میں جاکر واپس آنا

اگر کوئی مکی شخص کسی ضرورت سے آفاق میں جائے تو واپسی کے وقت اسے بھی احرام باندھ کر واپس آنا ہوگا۔ **المكى اذا خرج منها وجاوز الميقات لا يحل له العود بلا احرام.** (شامى زكريا ٣/ ٤٨٤، غنية الناسك ٦٥)

اہل حل کا آفاق میں جاکر اپنے وطن واپس آنا

حل میں رہنے والا شخص اگر آفاق میں چلا جائے تو اس کے لئے اپنے جائے قیام واپسی کے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہے؛ البتہ اگر حدود حرم میں جانے کا ارادہ ہوتو احرام باندھنا ہوگا۔ **مستفاد: اما لو قصد موضعاً من الحل كخليص وجده حل له مجاوزته بلا احرام.** (الدر المنتقى ١/ ٢٩٣، درمختار زكريا ٣/ ٤٨٢)

آفاقی کا حدودِ حل میں جانا

اگر آفاقی شخص حدود حل میں جانے کا ارادہ کرے تو اس پر احرام باندھنا لازم نہیں ہے، مثلاً ہندوستان کا کوئی شخص اپنی ضرورت سے جدہ جانا چاہتا ہے تو اس کے لئے احرام باندھ کر جانے کا حکم نہیں ہے۔ **اما لو قصد موضعاً من الحل كخليص وجده حل له مجاوزته بلا احرام.** (درمختار ۴۸۲/۳، ومثله فی البحر الرائق کراچی ۴۹/۳، الدر المنتقی ۳۹۳/۱)

نوٹ: اگر آفاقی شخص اپنے کسی کام سے جدہ گیا پھر وہاں جا کر ارادہ ہوا کہ مکہ معظّمہ بھی حاضری دے دیں تو اس کے لئے احرام باندھ کر مکہ جانا لازم نہیں؛ بلکہ بلا احرام جا سکتا ہے؛ لیکن اگر عمرہ یا حج کا ارادہ ہو تو احرام باندھنا ہوگا۔ **ومن جاوز وقته يقصد مكاناً في الحل ثم بدا له ان يدخل مكة فله ان يدخلها بلا احرام.** (البحر الرائق کراچی ۴۹/۳، تاتارخانیة ۵۵۳/۳، منحة الخالق زکریا ۵۵۲/۲، غنیة الناسك ۵۷)

اہل جدہ کا مکہ معظّمہ آکر احرام باندھنا

''جدہ'' یا حل میں رہنے والا شخص اگر مکہ معظّمہ یا حدودِ حرم میں آکر حج یا عمرہ کا احرام باندھے تو اس پر اپنی میقات (حل) کے بغیر احرام باندھنے کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا؛ لیکن جب وہ عرفات پہنچے گا تو حل سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گذرنے کی وجہ سے اس کا دم ساقط ہو جائے گا۔ **قال العلامة قطب الدين في منسكه: ومما يجب التيقظ له سكان جدة بالجيم واهل حدة بالمهملة واهل الاودية القريبة من مكة فانهم في الاغلب يأتون الى مكة في سادس ذي الحجة او في السابع بغير احرام ويحرمون من مكة للحج، فعلى من كان حنفياً منهم ان يحرم بالحج قبل ان يدخل الحرم والا فعليه دم لمجاوزة الميقات بغير احرام.** (حاشية لمناسك ملا علی قاریؒ ۸۳، ومثله فی منحة الخالق زکریا ۵۵۹/۲) **لكن بعد توجههم إلى عرفات ينبغي سقوطه عنهم بوصولهم**

إلى أول الحل ملبّين الخ. (غنية الناسك ٥٧، شامي زكريا ٤٨٤/٣)

چھوٹے ہوئے طوافِ زیارت کوادا کرنے کے لئے نئے احرام کے بغیر واپس آنا

اگر کسی شخص کا حج میں طوافِ زیارت چھوٹ گیا تھا اور وہ میقات سے باہر چلا گیا تو چوں کہ اس کے لئے ازدواجی تعلق حرام ہونے کی حد تک اس کے حج کے احرام کا اثر باقی ہے؛ لہٰذا وہ نئے احرام کے بغیر ہی واپس آکر طوافِ زیارت کرے گا، اور نئے عمرہ یا حج کا احرام باندھنا اس کے لئے درست نہ ہوگا۔ (اس صورت میں اگر نیا احرام باندھ کر آئے گا تو دم لازم ہوجائے گا) **ولو ترک طواف الزيارة كله او اكثره فهو محرم ابداً في حق النساء حتى يطوف......، فعليه حتماً ان يعود بذٰلک الاحرام ويطوفه.** (غنية الناسك ۲۷۳) **ولا يجوز احرام العمرة على افعال الحج.** (مناسك ملا علی قاری ٣٤٥-٣٤٦، معلم الحجاج ١٧٩)

طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا

اگر کوئی شخص طوافِ وداع کے بغیر میقات سے باہر چلا گیا تو اگر وہ طواف کی ادائیگی کے لئے حرم واپس آئے گا تو اس کے لئے نیا احرام باندھنا ضروری ہوگا، (اگر نئے احرام کے بغیر آگیا تو دم لازم ہوگا، اور اس معاملہ میں طوافِ وداع اور طوافِ زیارت کا حکم الگ الگ ہے) **ولو ترک كله او اكثره ......، وبعده يخير بين اراقة الدم والرجوع باحرام جديد بعمرة الخ.** (غنية الناسك ٢٧٥)

حج وعمرہ کے ارکان وافعال

حج کے فرائض

حج کے فرائض میں دوطرح کے اعمال شامل ہیں: ایک تو وہ عمل جس کا تحقق اصل عمل سے پہلے ضروری ہے، جسے اصطلاح میں شرط کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ ارکان جو اصل اعمال میں شامل ہیں۔ ان دونوں کو ملا کر حج کے فرائض اصلاً تین ہوتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) احرام باندھنا (یہ شرط ہے، احرام کے بغیر حج درست نہیں ہوسکتا)

(۲) ۹؍ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰؍ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفہ میں کسی وقت ٹھہرنا چاہے ایک ہی منٹ کیوں نہ ہو۔ (یہ رکن ہے)

(۳) طوافِ زیارت کرنا (یہ بھی رکن ہے)۔ **اما فرائض الحج: وهی اعم من الشرائط فثلاث: الاول: الاحرام قبل الوقوف بعرفة وهو وصف شرعی الخ. والثانی: الوقوف بعرفة فی وقتہٖ ولو ساعة. والثالث: طواف الزيارة فی وقتہٖ ومكانہٖ.** (غنية الناسك ٤٤، درمختار زکریا ٤٦٨/٣، تاتارخانية ٤٧٨/٣، بدائع الصنائع ٣٠٢/٢-٣٦٤، الموسوعة الفقهية ٤٩/١٧)

فرض کا حکم

فرائض کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بھی فرض چھوٹ جائے تو حج صحیح نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی دم وغیرہ کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔ **وحكم الفرائض أنه لا يصح الحج إلا بها.** (مناسك ملا علی قاریؒ ٦٧، غنية الناسك ٤٥، شرح النقاية ١٨٥)

ملحق بہ فرائض اعمال

درج ذیل دو باتیں بھی فرائض حج کے ساتھ ملحق ہیں:

(۱) وقوف عرفہ سے پہلے احرام کی حالت میں عورت سے صحبت نہ کرنا (کیوں کہ اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع پایا گیا تو حج فاسد ہو جائے گا اور اس کی تلافی کی کوئی شکل نہ ہوگی؛ البتہ وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کی تلافی ممکن ہے)۔ **وأُلحق بالفرائض ترک الجماع قبل الوقوف بعرفة.** (غنية الناسك ٤٥)

(۲) احرام، وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت میں ترتیب (کیوں کہ ان میں سے کسی بھی طرح ترتیب الٹی تو حج درست نہ ہوگا) **وبقي من فرائض الحج نية الطواف والترتيب بين الفرائض: الاحرام ثم الوقوف ثم الطواف الخ.** (شامي زكريا ٣/ ٤٦٩، انوار مناسك ٢٦٩)

نوٹ: علامہ شامیؒ نے مذکورہ دو باتوں کے علاوہ درج ذیل امور کو بھی فرض کے ساتھ ملحق کیا ہے: (۱) طوافِ زیارت میں مطلق طواف کی نیت (۲) ہر فرض کو اپنے وقت میں ادا کرنا، یعنی وقوفِ عرفات کو یوم عرفہ کے زوال کے وقت سے یوم النحر کی صبح صادق کے درمیان ادا کرنا، اس کے بعد عمر میں کبھی بھی طواف زیارت کرنا (یہ وقت ادائیگیِ فرض کے لئے ہے، ورنہ طوافِ زیارت کی واجب ادائیگی کا وقت ۱۲/ویں ذی الحجہ کے غروب تک ہے، جب کہ کوئی عذر نہ ہو) (۳) وقوفِ عرفہ کی جگہ میدانِ عرفات مخصوص ہونا اور طوافِ زیارت کی جگہ مسجد حرام متعین ہونا۔ (دیکھئے شامی زکریا ۳/۴۶۹) تاہم یہ سب امور اصل رکن میں شامل نہیں؛ بلکہ ارکان کے ملحقات سے ہیں۔

واجباتِ حج

واجباتِ حج اصلاً چھ ہیں:

(۱) وقوفِ مزدلفہ (جس کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے)

(۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

(۳) رمی جمار کرنا۔

(۴) قارن ومتمتع کو دم شکر دینا۔

(۵) حلق یا قصر کرانا۔

(۶) آفاقی کو طواف وداع کرنا۔

واما واجباته فستة: وقوف جمع فی وقته ولو لحظة، والسعی بین الصفا والمروة، ورمی الجمار، والذبح للقارن والمتمتع، والحلق او التقصیر فی اوانه ومکانه، وطواف الصدر للآفاقی غیر الحائض والنفساء إذا لم یستوطن بمکة قبل النفر الأول. (غنیة الناسك ٤٥، تنویر الابصار مع الدر المختار ٤٦٩/٣-٤٧٢، بدائع الصنائع زکریا ٣١٦/٢، هندیة ٢١٩/١)

واجب سے ملحق افعال

حج کے اصل واجبات کے ساتھ بہت سے واجبات ملحق ہیں، جیسے: ممنوعاتِ احرام مثلاً وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کرنے، سلا ہوا کپڑا پہننے، سر اور چہرہ کو ڈھانکنے سے بچنا وغیرہ۔ **وألحق بالواجبات ترک محظورات الاحرام کالجماع بعد الوقوف بعرفة، ولبس المخیط.** (غنیة الناسك ٤٦، درمختار مع الشامی زکریا ٤٧٣/٣، مراقی الفلاح جدید ٧٢٩، ملتقی الابحر ٣٧٩/١، مناسك ملا علی قاریؒ ٧٢)

نوٹ: ان تمام ملحقات کو ملا کر واجبات کی تعداد ۳۵ رتک پہنچ جاتی ہے۔ **فصار المجموع ای مجموع الواجبات بلحوق ترک المحظورات خمسة وثلاثین واجباً.**

(مناسك ملا علی قاری ٧٢)

واجبات کا حکم

مذکورہ واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بلا عذر ادائیگی سے رہ جائے تو دم واجب ہوگا اور حج درست ہو جائے گا، چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔ **وکل ما هو واجب فحکمه**

وجوب الدم بتركه بلا عذر وجواز الحج سواء تركه عمداً او سهواً او خطأً او جاهلاً او عالماً لكن العامد اثم. (غنية الناسك ٤٦، مناسك ملا علی قاری ۷۲، شامی زکریا ۴۷۳/۳، خانية ۲۹۸/۱، البحر الرائق زکریا ۵۳۹/۲)

نوٹ: اور اگر کسی معقول عذر سے ترک واجب ہوا ہے تو حکم میں تخفیف ہوگی۔

حج کی سنتیں

حج کے چند اہم مسنون اعمال درج ذیل ہیں:

(۱) احرام باندھنے کے لئے غسل کرنا۔

(۲) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔

(۳) تلبیہ پڑھنا۔

(۴) مفرد بالحج آفاقی اور قارن کو طوافِ قدوم کرنا۔

(۵) طوافِ قدوم میں رمل کرنا، اگر اس میں نہ کر سکے تو طوافِ زیارت یا طوافِ وداع میں رمل کرنا۔

(۶) طواف کرتے وقت بدن اور کپڑے کا نجاست حقیقیہ سے پاک وصاف ہونا۔

(۷) صفا ومروہ کی سعی کے دوران میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا (مردوں کے لئے)۔

(۸) حجر اسود سے طواف شروع کرنا۔

(۹) امام کا تین مقام پر خطبہ دینا (ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں، نویں کو عرفہ میں اور گیارہویں کو منیٰ میں)

(۱۰) نویں ذی الحجہ کی رات کو منی میں قیام کرنا۔

(۱۱) نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات جانا۔

(۱۲) عرفات سے امام کے چلے جانے کے بعد نکلنا۔

(۱۳) عرفات میں غسل کرنا۔

(۱۴) ایام منیٰ میں رات کو منیٰ ہی رہنا۔

(۱۵) تینوں جمرات کی رمی میں ترتیب باقی رکھنا۔

اس کے علاوہ اور دیگر سنتیں بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ مسائل کے ضمن میں بیان کی جائیں گی۔ **واما سننه: فالغسل للاحرام وكون الاحرام فى اشهر الحج والتلبية وطواف القدوم للاٰفاقى المفرد بالحج والقارن ولو فى غير اشهر الحج الخ.** (غنية الناسك ٤٧، طحطاوى على المراقى اشرفيه ٧٣٠-٧٣١، مناسك ملاعلى قاريؒ ٧٤، تاتارخانية ٥٠٦/٣)

سنتوں کا حکم

سنتوں کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً ترک کرنا برا ہے مگر چھوٹ جانے سے جزا لازم نہیں ہوتی ہے۔ **وحكمها الاساءة بتركها وعدم لزوم الجزاء.** (غنية الناسك ٤٧، هندية ٢٢٠/١، مناسك ملاعلى قاريؒ ٧٤، مجمع الانهر ٢٨٩/١-٢٩٠، حاشية على التبيين ٢٧٧/٢)

حج کی قسمیں

حج کی ادائیگی تین طرح ہوسکتی ہے:

(۱) **حج افراد**: اس میں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے، اور ارکانِ حج کی ادائیگی کے بعد ہی احرام کھلتا ہے، اور حج کے بعد عمرہ کرنے سے افراد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ **المفرد الذى احرم بالحج وحده دون ان يأتى بالعمرة.** (لغة الفقهاء ٤٤٦) **قال فى المبسوط: والافراد بالحج ان يحج اولاً ثم يعتمر بعد الفراغ من الحج او يؤدى كل نسك فى سفر على حدة او يكون اداء العمرة فى غير اشهر الحج.** (غنية الناسك ٢١١) **وقال المفرد بالحج بلسانه مطابقاً لجنانه: "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِىْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّىْ".** (درمختار زكريا ٤٨٩/٣)

(۲) **حج تمتع**: اس میں آفاقی شخص اشہر حج میں اپنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے، اورعمرہ کرکے احرام کھول دیتا ہے، پھر اسی سفر میں (المام تام یعنی وطن اصلی کی طرف لوٹے بغیر) حج کا احرام الگ سے باندھ کر حج کرتا ہے۔ **وشرعاً ان یفعل العمرة او اکثر اشواطها فی اشهر الحج الخ، ویطوف ویسعی الخ، ثم یحرم للحج فی سفر واحد حقیقة وحکماً بان یلم باهله الماماً غیر صحیح.** (درمختار زکریا ۳/۵۶۱-۵٦٤، هندية ۱/۲۳۸، خانية ۱/۳۰٤، تاتارخانية ۳/٦۲۱)

(۳) **حج قران**: اس کا مطلب یہ ہے کہ آفاقی شخص حج کے مہینوں میں ایک ساتھ حقیقۃً یا حکماً عمرہ وحج کے احرام کی نیت کرے اور مکہ معظّمہ آ کر عمرہ کرنے کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے، اور حج کے مناسک کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔ **والقارن هو ان یجمع بین احرامی الحج والعمرة من المیقات.** (هندية ۱/۲۳۷، خانية ۱/۳۰۱، مراقی الفلاح ۳۳۹، تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۳/۵٥٤) **وشرعاً ان یهل ای یرفع صوته بالتلبیة بحجة وعمرة معاً حقیقة وحکماً.** (درمختار زکریا ۳/۵٥٤)

مکی اور حلی کے لئے قران وتمتع ممنوع

حدود حرم اور حدود حل میں رہنے والوں کے لئے حج کے مہینوں میں حج وعمرہ کو جمع کرنا یعنی تمتع یا قران کرنا ممنوع ہے، اگر انہوں نے ایسا کرلیا تو گنہگار رہوں گے اور جنایت میں دم واجب ہوجائے گا۔ **لا قران لاهل مکة ای حقیقة وحکماً ولا لاهل المواقیت وهم الذین منزلهم فی نفس المیقات، وکذا من حاذاهم من غیرهم، ولا لاهل الحل وهم الذین بین المواقیت والحرم وهٰذا لقوله تعالیٰ: ﴿ذٰلِکَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ والاشارة الی التمتع وفی معناه القران.** (مناسک ملا علی قاریؒ ۲٦۹، کنز الدقائق مع البحر زکریا ۲/٦٤۰، خانية ۱/۳۰٤، تنویر الابصار مع الشامی زکریا ۳/۵٦۷)

عمرہ کے افعال

شرط	احرام باندھنا	۱
رکن	طواف	۲
سنت	رمل	۳
سنت	اضطباع	۴
واجب	سعی	۵
واجب	سر منڈانا، یا کتروانا	٦

تنبیہ: ○ رمل واضطباع کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے، عورتوں کے لئے نہیں ہے۔ **ولا تضطبع ولا ترمل.** (غنية الناسك ٩٤، الدر المختار ٣/ ٥٥١، خانية ١/ ٢٨٦، البحر الرائق زكريا ٢/ ٦٢٢، طحطاوى على المراقى ٧٣٨) ○ **اور ہر طواف کے بعد دو رکعت واجب الطواف پڑھنا سب کے لئے ضروری ہے۔ ومن الواجبات ركعتا الطواف.** (غنية الناسك ١١٦، ومثله فى البحر الرائق زكريا ٢/ ٥٨٠، درمختار زكريا ٣/ ٥١٢) ○ **عمرۂ منفردہ میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے۔ وليس لها طواف القدوم ولا بعدها طواف الصدر.** (غنية الناسك ١٩٧)

نوٹ: عمرہ کے مزید مسائل الگ باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

حجِ افراد کے افعال

شرط	حج کا احرام	۱
سنت	طوافِ قدوم	۲
سنت	قیام منیٰ (از ظہر ۸/ ذی الحجہ تا فجر ۹/ ذی الحجہ)	۳
رکن	وقوفِ عرفہ (۹/ ذی الحجہ)	۴
واجب	وقوفِ مزدلفہ (۱۰/ ذی الحجہ)	۵

واجب	آخری جمرہ کی رمی (۱۰؍ذی الحجہ)	۶
واجب	سرمنڈانا، یا کترانا	۷
رکن	طوافِ زیارت (۱۰تا۱۲؍ذی الحجہ)	۸
سنت	رمل واضطباع	۹
واجب	سعی	۱۰
واجب	تینوں جمرات کی رمی (۱۱-۱۲؍ذی الحجہ)	۱۱
سنت	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲؍ذی الحجہ)	۱۲
واجب	طوافِ وداع (بوقت واپسی)	۱۳

نوٹ: ○ حج افراد کرنے والے کے لئے طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔ (شامی زکریا ۳؍۵۳۷) ○ لیکن اگر وہ چاہے تو طوافِ قدوم کے بعد بھی سعی کرسکتا ہے، ایسی صورت میں وہ طوافِ قدوم میں رمل واضطباع کرے گا، اور طوافِ زیارت میں نہیں کرے گا؛ کیوں کہ رمل واضطباع صرف اسی طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔ (غنیۃ الناسک ۲۰۵، البحرالرائق زکریا ۲؍۵۷۸) ○ اور حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہے؛ بلکہ صرف مستحب ہے۔ (شامی زکریا ۳؍۵۳۴) لہٰذا اگر چاہے تو نفلی قربانی کرسکتا ہے۔

حجِ قران کے افعال

شرط	حج وعمرہ کا احرام	۱
رکن	طوافِ عمرہ (۴؍شوط)	۲
سنت	رمل واضطباع	۳
واجب	عمرہ کی سعی	۴

۵	طوافِ قدوم مع رمل واضطباع	سنت
۶	حج کی سعی	واجب
۷	قیام منیٰ (از ظہر ۸؍ذی الحجہ تا فجر ۹؍ذی الحجہ)	سنت
۸	وقوفِ عرفہ (۹؍ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوفِ مزدلفہ (۱۰؍ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰؍ذی الحجہ)	واجب
۱۱	قربانی (۱۰ تا ۱۲؍ذی الحجہ)	واجب
۱۲	سر منڈانا	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	تینوں جمرات کی رمی (۱۱ تا ۱۲؍ذی الحجہ)	واجب
۱۵	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲؍ذی الحجہ)	سنت
۱۶	طوافِ وداع (بوقت واپسی)	واجب

نوٹ: ○ قارن کے لئے حج کی سعی طوافِ قدوم کے ساتھ کرنا افضل ہے؛ لیکن اگر وہ چاہے تو طوافِ زیارت کے بعد بھی سعی کرسکتا ہے، ایسی صورت میں طوافِ زیارت کے ساتھ رمل واضطباع کرے گا، اور اگر احرام سے حلال ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرے اور سعی کا ارادہ ہو، تو صرف رمل کرے گا، اضطباع کا حکم نہیں ہے۔ **ثم یسعی ان ارادہ بعد طواف القدوم کما ھو الافضل للقارن او یسن، وان اخرہ الی ما بعد طواف الزیارۃ یؤخر الرمل الیہ أیضاً وسقط الاضطباع.**

(غنیۃ الناسک ۲۰۵، ومثلہ فی الشامی زکریا ۵۵۷/۳، تبیین الحقائق ۳۳۷/۲، البحر الرائق کوئٹہ ۳۵۹/۲)

قران کے صحیح ہونے کی شرطیں

حج قران کے صحیح اور معتبر ہونے کے لئے پانچ شرطیں لازم ہیں:

(۱) عمرۂ قران کے طواف کے کم از کم چار چکر حج کے مہینوں میں ادا کرنا (لہٰذا اگر شوال سے قبل طواف کرلیا تو قران نہ ہوگا)

(۲) طوافِ عمرہ کا اکثر حصہ وقوفِ عرفہ سے قبل بجالانا (لہٰذا اگر طوافِ عمرہ کے بغیر وقوفِ عرفہ کرلیا تو قران باطل ہوجائے گا)

(۳) اکثر طوافِ عمرہ سے قبل حج کا احرام باندھ لینا (لہٰذا اگر اکثر طوافِ عمرہ کے بعد حج کا احرام باندھا تو وہ قران نہ ہوگا؛ بلکہ تمتع ہو جائے گا)

(۴) عمرہ کو فاسد کرنے سے قبل حج کا احرام باندھ لینا۔

(۵) حج وعمرہ کو فساد سے محفوظ رکھنا (پس اگر طواف سے قبل عمرہ کو فاسد کردیا یا وقوفِ عرفہ سے قبل جماع وغیرہ کرکے حج کو فاسد کرلیا تو قران باطل ہوجائے گا)(غنیۃ الناسک ۲۰۳)

قارن کا المامِ صحیح موجب بطلان نہیں ہے

اگر قارن شخص عمرہ کرکے اپنے وطن واپس چلا جائے اور برابر احرام میں رہے اور حج کے وقت آکر حج کے مناسک ادا کرکے حلال ہوجائے تو اس کا حج قران صحیح اور درست ہوجائے گا (جب کہ تمتع المامِ صحیح یعنی وطن اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہوجاتا ہے) **ولا يشترط لصحته الالمام الصحيح** . (غنية الناسك ۲۰۳)

حج تمتع کے افعال

۱	عمرہ کا احرام	شرط
۲	عمرہ کا طواف	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	سرمنڈانا، یا کترانا	واجب

۶	حج کا احرام باندھنا	شرط
۷	قیام منیٰ (از ظہر ۸؍ذی الحجہ تا فجر ۹؍ذی الحجہ)	سنت
۸	وقوفِ عرفہ (۹؍ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوفِ مزدلفہ (۱۰؍ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰؍ذی الحجہ)	واجب
۱۱	قربانی	واجب
۱۲	سر منڈانا، یا کترانا	واجب
۱۳	طوافِ زیارت	رکن
۱۴	حج کی سعی	واجب
۱۵	تینوں جمرات کی رمی (۱۱-۱۲-؍ذی الحجہ)	واجب
۱۶	منیٰ میں شب گذاری (۱۱-۱۲؍ذی الحجہ)	سنت
۱۷	طوافِ وداع	واجب

نوٹ: تمتع کرنے والا طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے گا؛ لیکن اگر وہ پہلے سعی کرنا چاہے تو احرام باندھنے کے بعد ایک نفلی طواف کرکے حج کی سعی کرسکتا ہے، اس نفلی طواف میں رمل واضطباع کرے گا، پھر بعد میں طوافِ زیارت میں رمل واضطباع نہیں کیا جائے گا۔ **ویرمل فی طواف الزیارة ویسعی بعده، وان اراد تقدیم السعی لزمه ان یتنفل بطواف بعد احرامه للحج ویضطبع فیه ویرمل ثم یسعی بعده.** (غنیة الناسك ٢١٦، ومثله فی الشامی زکریا ٥٦٤/٣، الجوهرة النيرة ٢٤٠/١، اللباب ١٧٨/١)

تمتع صحیح ہونے کی شرطیں

حج تمتع صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرائط پایا جانا ضروری ہے:

(۱) تمتع کرنے والا شخص آفاق (میقات سے باہر) کا رہنے والا ہو (اہل مکہ اور اہل حل کے لئے تمتع کی اجازت نہیں ہے)

(۲) تمتع والے عمرہ کا اکثر حصہ (چار چکر) حج کے مہینوں (شوال شروع ہونے کے بعد) میں ادا کیا ہو۔

(۳) تمتع کا عمرہ حج کا احرام باندھنے سے قبل ادا کیا ہو۔

(۴) جس سال اشہر حج میں عمرہ کرے اسی سال حج بھی کرے۔

(۵) عمرہ اور حج کے درمیان ''اِلمام صحیح'' نہ پایا جائے یعنی ایسا نہ ہو کہ عمرہ کر کے آفاق میں اپنے وطن اصلی لوٹ جائے اور اس کے بعد آ کر حج کرے تو یہ شخص متمتع نہ ہوگا۔ (مثلاً کسی شخص نے شوال میں ہندوستان سے آ کر عمرہ کیا پھر وہ واپس ہندوستان لوٹ گیا اور پھر اسی سال میقات سے حج کا احرام باندھ کر آیا تو وہ متمتع نہ ہوگا؛ بلکہ مفرد کہلائے گا)

(۶) تمتع کے عمرہ کو فاسد نہ کیا ہو۔

(۷) حج کو فاسد نہ کیا ہو۔

(۸) عمرہ کے بعد مکہ کو وطن اصلی دائمی بنانے کی نیت نہ کی ہو۔ (اگر مکہ معظّمہ کو دائمی وطن بنالیا تو پھر اسی سال حج کیا تو وہ تمتع نہ کہلائے گا)

(۹) اشہر حج کے شروع میں وہ شخص غیر محرم ہونے کی حالت میں مکہ معظّمہ یا حل میں مقیم نہ ہو (پس اگر یکم شوال کو کوئی شخص احرام عمرہ کے بغیر مکہ میں مقیم ہوا اور بعد میں مکہ ہی سے عمرہ کر کے اسی سال حج کرے تو اس کا تمتع صحیح نہ ہوگا؛ کیوں کہ وہ مکی کے حکم میں ہے، البتہ اگر وہ اپنے وطن اصلی لوٹ جائے اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آئے اور عمرہ کے بعد اسی سال حج کر لے تو اس کا تمتع صحیح ہو جائے گا) (تلخیص: غنیۃ الناسک ۲۱۲-۲۱۴)

جس شخص کا وطن آفاق اور حرم دونوں میں ہو اس کا تمتع؟

جس شخص کا وطن مثلاً مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہ ہو تو گو کہ وہ سال کا اکثر حصہ مدینہ

منورہ میں گذارتا ہو پھر بھی اس کے لئے تمتع درست نہیں ہے۔ **ومن كان له أهل بمكة وأهل بالمدينة لم يكن له تمتع، وإن كانت اقامته بالمدينة اكثر.** (غنية الناسك ۲۱۲)

متمتع کا میقات سے باہر جاکر حج کا احرام باندھ کر آنا

اگر متمتع عمرہ کرنے کے بعد میقات سے باہر غیر وطن چلا گیا، مثلاً ہندوستان کا شخص عمرہ کرکے مدینہ منورہ چلا گیا پھر واپسی میں حج کا احرام باندھا، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا حج تمتع درست ہوجائے گا۔ (کیوں کہ میقات سے باہر غیر وطن میں جانا المامِ فاسد ہے، اس سے تمتع باطل نہیں ہوتا؛ البتہ صاحبینؒ کے نزدیک المامِ فاسد سے بھی تمتع باطل ہوجاتا ہے اور ان کے نزدیک مسئولہ صورت میں تمتع درست نہ ہوگا؛ بلکہ حج افراد ہوگا) **ولو عاد إلى غير أهله إلى موضع لأهله التمتع والقران......يكون متمتعاً عنده لا عندهما.** (غنية الناسك ۲۱۳)

متمتع کا میقات سے باہر جاکر قران کا احرام باندھ کر آنا

اگر متمتع شخص عمرہ کرنے کے بعد میقات سے باہر چلا جائے تو وہاں سے واپسی میں اس کے لئے قران کا احرام باندھ کر آنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے، (مثلاً ہندوستان سے کوئی شخص حج کے مہینوں میں مکہ معظّمہ جائے اور عمرہ کرکے وہاں سے مدینہ منورہ چلا جائے تو جب وہ مدینہ منورہ سے واپس آئے گا تو یا تو عمرہ کا احرام باندھ کر آئے یا حج کا احرام باندھ کر آئے، دونوں کو جمع کرکے قران کا احرام باندھ کر آنا اس کے لئے جائز نہ ہوگا) اور اگر اس نے ایسا کرلیا ہے، تو عمرہ یا حج کے احرام کو فسخ کرنا اس پر ضروری ہوگا، جس کی بنا پر دم جنایت بھی لازم ہوگا۔ **وكذا لو خرج الى الآفاق لحاجة فقرن، لا يكون قارناً عند ابى حنيفة وعليه رفض احدهما ولا يبطل تمتعه.** (غنية الناسك ۲۱۵)

اہلِ مکہ اگر تمتع کی صورت اپنالیں تو کیا حکم ہے؟

اہلِ مکہ، اہلِ حل اور اہلِ مواقیت اگر اشہر حج میں عمرے پر عمرے کریں پھر اسی سال حج

کرلیں تو ان پر حکم شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا (اور چوں کہ ان کا تمتع معتبر نہیں ہے اس لئے دم تمتع ساقط ہو جائے گا) **لا تمتع ولا قران ولا جمع بينهما في غير اشهر الحج لأهل مكة وأهل المواقيت الخمسة** ......، **وإنما لهم أن يفردوا الحج أو العمرة فإن قارنوا أو تمتعوا فقد أساءوا، ويجب عليهم الدم لاسائتهم**......، **ولو تمتع بطل تمتعه.** (غنية الناسك ۲۱۹-۲۲۰)

حج کی کونسی قسم افضل ہے؟

حنفیہ کے نزدیک اگرچہ حج قران افضل ہے؛ لیکن چوں کہ حج قران میں احرام کی مدت تمتع کے مقابلہ میں لمبی ہوتی ہے، جس میں احرام کی پابندیوں کی رعایت کرنا عام لوگوں کے لئے مشکل ہے؛ اس لئے فقہاء متأخرین نے تمتع کو افضل قرار دیا ہے؛ تاکہ حج کوتاہیوں سے محفوظ رہے۔

(مستفاد: شامی بیروت ۳/ ۴۹۱، منحۃ الخالق زکریا ۲/ ۶۲۶)

احرام کا بیان

احرام کی حکمت

احرام دراصل دربارِ خداوندی میں حاضری کے آداب میں داخل ہے کہ جو شخص بھی آفاق سے حدودِ حرم میں آئے وہ ویسے ہی لاپرواہی سے نہ آجائے؛ بلکہ حج یا عمرہ کے احرام کی نیت کرکے تلبیہ کی رٹ لگاتے ہوئے آئے؛ تاکہ عظمتِ خداوندی کا اظہار ہو، اسی لئے بحالتِ احرام بہت سی حلال چیزوں کی بھی ممانعت کردی گئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ باور فرمایا کہ تحلیل وتحریم کا اختیار بندوں کے پاس نہیں ہے؛ بلکہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے، جس کی تعمیل کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ احرام اسی حقیقت کو یاد دلانے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔

احرام کی فضیلت

احرام کی حالت میں رہنا بجائے خود باعثِ فضیلت ہے، سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَظَلُّ يَوْمَهُ مُحْرِماً إِلَّا غَابَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوبِهٖ. (رواه الترمذی: ۸۱۰، الترغيب والترهيب مكمل: ۲۶۷)

جو مسلمان شخص ایک دن احرام کی حالت میں رہتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کو اپنے ساتھ لے کر ڈوبتا ہے۔

بریں بنا احرام کی طوالت کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے؛ بلکہ عبادت سمجھ کر احرام کا وقت گذارنا چاہئے۔

ذیل میں احرام سے متعلق چند ضروری مسائل نقل کئے جاتے ہیں:

احرام کی حقیقت

احرام؛ دراصل نیت اور تلبیہ (یا اس کے قائم مقام کوئی ذکر خداوندی) کے اجتماع سے عبارت ہے، یعنی حج یا عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ پڑھ لینے سے احرام شروع ہوجاتا ہے، خاص کپڑوں

یا ہیئت کا نام احرام نہیں ہے (بقیہ پابندیاں احرام سے ملحق امور میں شامل ہیں، بجائے خود احرام نہیں ہیں، جن کی تفصیل آگے آئے گی) **الاحرام شرعاً: الدخول فی حرمات مخصوصة أی التزامها غیر أنه لا یتحقق شرعاً الا بالنیة مع الذکر والمراد بالذکر التلبیة ونحوها.** (شامی زکریا ۴۸۵/۳، منحة الخالق زکریا ۵۶۰/۲، فتح القدیر ۴۲۹/۲)

وکذا لا یشترط ای لصحة الاحرام هیئة ای صوریة ولا حالة. (مناسک کبیر ۹۴)

حج کا احرام باندھا مگر نفل یا فرض کی تعیین نہیں کی

کسی آدمی نے حج کا احرام باندھا مگر نفل، فرض یا نذر وغیرہ کی تعیین نہیں کی تو بھی اس کا احرام حج کے لئے درست ہوجائے گا اور استحساناً یہ احرام حج فرض کا ہوگا۔ **وهکذا لو أطلق نیة الحج بان احرم بحجة ولم یعین فرضاً ولا نفلاً صح احرامه للحج وصرف الی الفرض استحساناً علی المذهب.** (غنیة الناسک ۸۰، شامی زکریا ۴۹۰/۳، المناسک فی المسالک ۳۴۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۷۰/۲، هندیة ۲۲۳/۱)

گونگا شخص کیسے احرام باندھے؟

گونگا شخص جو بولنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے صرف احرام کی نیت کرنا کافی ہے، اس پر زبان ہلانا لازم نہیں ہے۔ **ولا یلزم العاجز عن النطق کاخرس وامی تحریک لسانه. (درمختار) ونقل الشامی بحثاً: فینبغی ان لا یلزمه فی الحج الاولیٰ، لان القراءة فرض قطعی والتلبیة امر ظنی.** (شامی زکریا ۱۸۱/۲-۱۸۲) **قال الرافعی: قوله ولکن یحتاج الی الفرق بین التحریمة والتلبیة: یظهر انه علی القول بلزوم التحریک فی التحریمة یلزمه فی التلبیة والقراءة ایضاً ومقابله عدم اللزوم فی الکل وهو المختار.** (الرافعی ۱۵۹/۲) **قال الحموی فی شرح الاشباه: قوله الاخرس یلزمه تحریک اللسان الصحیح انه لا یجب علیه تحریک اللسان، قال فی المحیط:**

الاخرس والامی افتتحا بالنیة اجزأهما لانهما اتیا بامضی ما فی وسعهما. فی شرح منیة المصلی ولا یجب علیهما تحریک اللسان عندنا وهو الصحیح. (الاشباہ والنظائر قدیم ۱۸۵)

نوٹ: بعض فقہی جزئیات سے گونگے شخص کے لئے تلبیہ کی جگہ زبان ہلانا ضروری معلوم ہوتا ہے؛ لیکن راجح قول یہی ہے کہ اس شخص پر زبان ہلانا ضروری نہیں ہے؛ البتہ اگر ہلالے تو بہتر ہے۔ (مرتب)

سمجھ دار بچہ کا احرام

سمجھ دار اور باشعور بچہ خود ہی احرام باندھے گا، اور حج کے تمام ارکان ومناسک بالغ شخص کی طرح خود ہی ادا کرے گا، بلاعذر اس کی طرف سے نیابت درست نہ ہوگی۔ **فالممیز لا یصلح النیابة عنه فی الاحرام ولا فی اداء الأفعال الا فی ما لم یقدر علیه فیحرم بنفسهٖ ویقضی المناسک کلها بنفسهٖ ویفعل کما یفعل البالغ.** (غنیة الناسک ۸۳، ومثله فی الشامی زکریا ۴۶۷/۳، هندیة ۲۳۶/۱، البحر الرائق زکریا ۵۵۳/۲)

ناسمجھ بچہ کا احرام

ناسمجھ اور بے شعور بچہ کا خود احرام باندھنا معتبر نہیں ہے؛ بلکہ اس کی طرف سے اس کا ولی احرام کی نیت کرے گا، اور تلبیہ پڑھے گا۔ **اما غیر الممیز فلایصح ان یحرم بنفسهٖ لانه لا یعقل النیة ولا یقدر التلفظ بالتلبیة وهما شرطان فی الاحرام.** (غنیة الناسک ۸۳، ومثله فی الهندیة ۲۳۶/۱، الولوالجیة ۲۹۷/۱، البحر الرائق زکریا ۵۵۳/۲، شامی زکریا ۴۶۷/۳)

مجنون کا احرام

مجنون یعنی پاگل کا حکم ناسمجھ بچہ کی طرح ہے کہ اس کی طرف سے ولی احرام باندھے گا اور وہی سب ارکان بجالائے گا۔ **والمجنون کالصبی الغیر الممیز فی جمیع ما ذکرنا.**

(غنیة الناسک ۸۴، البحر الرائق زکریا ۵۵۴/۲، شامی زکریا ۴۶۸/۳، منحة الخالق زکریا ۵۵۴/۲، الولوالجیة ۲۹۷/۱)

بے ہوش شخص کا احرام

اگر کوئی شخص حج یا عمرہ کی نیت سے نکلے مگر احرام باندھتے وقت بے ہوش ہوجائے تو اس کے ساتھی کو چاہئے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا اس کے بعد اس بے ہوش ساتھی کی طرف سے بھی احرام کی نیت کرلے، یہ احرام اس بے ہوش آدمی کے لئے بھی کافی ہوگا۔ **من خرج يريد حجة الاسلام فاغمى عليه قبل الاحرام او كان مريضاً فنام قبله فنوى ولبّى عنه رفيقه او غيره بامره نصاً اولاً من الميقات او بمكة بعد احرام نفسه او قبله جاز عندنا ويجزئه عن حجة الاسلام ويصير محرماً بذٰلک.** (غنية الناسك ٨١، ومثله فى الهندية ٢٣٦/١، هداية ٢٧٧/١، درمختار مع الشامى زكريا ٥٤٨/٣-٥٤٩)

احرام کے واجبات

احرام میں فی الجملہ تین چیزیں واجب ہیں: (۱) میقات سے احرام باندھنا۔ (۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔ (۳) (مردوں کے لئے) سلے ہوئے کپڑوں کو اتار دینا۔ (لہٰذا اگر کسی نے احرام اس حالت میں باندھا کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا تو اس پر ان کپڑوں کو اتارنا لازم ہوگا اور جزا بھی حسب قواعد واجب ہوگی) **أما واجباته فكونه من الميقات وصونه من المحظورات والتجرد عن المخيط حتى لو احرم وهو لابسه يكره ويلزمه الترک والجزاء.** (غنية الناسك ٦٧، ومثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ٤٧١/٣-٤٧٣، البحر الرائق زكريا ٣٠٨/٢، هندية ٢٢٤/١) **لو احرم بنسک وهو لابس المخيط لم ار فيه نصاً صريحاً ومقتضى قولهم ان الارتفاق الكامل الموجب للدم لا يحصل الا بلبس يوم كامل.** (شامى زكريا ٥٧٧/٣)

احرام کی چند سنتیں

احرام باندھتے وقت کی چند اہم سنتیں درج ذیل ہیں:

(۱) حج کے مہینوں میں احرام باندھنا۔ (اگر شوال سے قبل احرام باندھ لیا تو خلافِ سنت اور مکروہ ہوگا) (شامی زکریا ۳/۴۸۳)

(۲) اپنے شہر کے مخصوص راستہ اور میقات سے احرام باندھنا۔ (شامی زکریا ۳/۴۸۱)

(۳) احرام سے قبل غسل یا وضو کرنا۔ (دارقطنی ۲/۱۹۷، تاتارخانیہ ۳/۴۸۵، ہندیہ ۱/۲۲۲ منحۃ الخالق ۲/۵۶۱)

(۴) ایک چادر اور ایک لنگی پہننا (مردوں کے لئے) (ہندیہ ۱/۲۲۲، درمختار مع الشامی ۳/۴۸۷)

(۵) دو رکعت نماز ادا کرنا (لیکن کسی نے اگر مکروہ وقت میں احرام باندھا ہے تو اس وقت نماز ادا نہیں کرے گا) (البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۸)

(۶) احرام کے بعد تلبیہ کا برابر ورد رکھنا۔ (کتاب الام رقم: ۹۱۹، شامی زکریا ۳/۵۰۱، البحر الرائق زکریا ۲/۵۷۰)

(۷) تلبیہ بلند آواز سے پڑھنا۔ (مردوں کے لئے) (الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۵۰۲، البحر الرائق زکریا ۲/۵۷۰)

ومن سننه كون الاحرام في اشهر الحج وان لا يعدل من خصوص ميقات بلده وطريقه والغسل او الوضوء ولبس ازار ورداء واداء الركعتين الا في وقت الكراهة وتعيين التلبية وزيادتها على مرة واحدة ورفع الصوت بها الخ. (غنية الناسك ٦٧)

احرام کے بعض مستحبات

احرام کے چند مستحبات درج ذیل ہیں:

(۱) دو نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا (مردوں کے لئے)۔ (البحر الرائق زکریا ۲/۵۶۰-۵۶۲)

(۲) چپل پہننا۔

(۳) نماز کے فوراً بعد بیٹھنے کی حالت ہی میں نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا۔ (درمختار مع الشامی ۳/۴۸۹-۴۹۰)

(۴) اگر ممنوعات احرام سے بچنے کی پوری امید ہوتو (اشہر حج میں) احرام میقات سے پہلے باندھنا۔ (البحر الرائق کوئٹہ ۲/ ۳۱۹، ہندیۃ ۱/ ۲۲۱)

(۵) مونچھ کترنا۔ (تاتارخانیۃ ۳/ ۴۸۵)

(۶) ناخن تراشنا۔ (البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۶۱)

(۷) بغل صاف کرنا۔ (تاتارخانیۃ ۳/ ۴۸۵)

(۸) موئے زیرناف صاف کرنا۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۸۷)

(۹) اگر بیوی پاس ہواور کوئی مانع نہ ہوتو اس سے جماع کرنا (تاکہ احرام کے دوران دل فارغ رہے) (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۸۷، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۶۱، مجمع الانہر ۱/ ۲۶۷، ہندیۃ ۱/ ۲۲۲)

ومن مستحباته: لبس ثوبين جديدين او غسيلين ولبس النعلين والنية بعد الصلاة بلا فصل جالساً وسوق الهدى وتقليده وتقديم الاحرام على وقته المكانى ان ملك نفسه. (غنية الناسك ٦٧) **فاذا اراد ان يحرم يستحب له قبل الغسل كمال التنظيف بان يقص شاربه ويقلم اظفاره وينظف ابطيه او يحلقهما ويحلق عانته او ينتفها.** (غنية الناسك ٦٨) **وان يجامع اهله او جاريته لو معه ولا مانع منه.** (غنية الناسك ٦٨)

بدن پرخوشبولگانے کاحکم

احرام باندھنے کے لئے غسل کرنے کے بعد بدن میں عطر وغیرہ لگانا مسنون ہے، جب کہ خوشبو بسہولت میسر ہو۔ **ویسن بعد الغسل ان یستعمل الطیب فی بدنه ان کان عنده والاّ فلا یطلبه.** (غنية الناسك ٧٠، ومثله فى درمختار مع الشامى زكريا ٣/ ٤٨٨، اللباب ١/ ٦٦، تبيين الحقائق ٢/ ٢٥١، البحر الرائق زكريا ٢/ ٥٦٢، مجمع الانهر ١/ ٢٦٧)

احرام کے کپڑوں میں خوشبولگانا

احرام کے کپڑوں میں ایسی گاڑھی خوشبو لگانا (مثلاً جما ہوا مشک) جس کا اثر بعد تک باقی

رہے ناجائز ہے؛ البتہ ایسی خوشبو جو گاڑھی نہ ہو اور اس کا اثر بعد میں باقی نہ رہے، اس کا کپڑوں پر لگانا گوکہ جائز ہے مگر نہ لگانا ہی بہتر ہے۔ **اما الثوب فلا یجوز ان یطیب بما تبقی عینه بعد الاحرام الخ، والاولیٰ ان لا یطیب ثوبه.** (غنية الناسك ۷۰، ومثله في البحر الرائق زكريا ۵۶۲/۲، مجمع الانهر ۲۶۷/۱، هندية ۲۲۲/۱، درمختار مع الشامي زكريا ۴۸۸/۳)

غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا

احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا مستحب ہے۔ **ویستحب ان یسرّح رأسه عقیب الغسل.** (غنية الناسك ۷۰، ومثله في تبيين الحقائق ۲۵۱/۲، الدر المنتقى ۲۶۷/۱، اللباب ۱۶۶/۱)

غسل کے بعد تیل لگانا

احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد سر اور داڑھی میں تیل لگالینا بھی مستحب ہے، وہ تیل چاہے خوشبودار ہو یا خوشبودار نہ ہو۔ **وان یدهنه بأیّ دهن کان مطیباً کان او غیر مطیبٍ وکذا لحیته.** (غنية الناسك ۷۰، ومثله في التاتارخانية ۴۸۶/۳، هندية ۲۲۲/۱، خانية ۲۸۵/۱، حاشية الشلبي على التبيين ۲۵۰)

احرام کے کپڑے کتنے لمبے ہوں؟

مرد کے احرام کے لئے جن کپڑوں کا استعمال کیا جائے ان میں ازار یعنی لنگی کم از کم ناف سے لے کر گھٹنے تک ہونی چاہئے؛ تاکہ ستر اچھی طرح ڈھک جائے اور رداء یعنی چادر ایسی لمبی ہونی چاہئے جو (اضطباع کے وقت) داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے۔ **یستحب لبس ازار من السرة الی الرکبة ورداء علی ظهره ویسن ان یدخله تحت یمینه ویلقیه علی کتفه الایسر (درمختار) هٰذا یسمی اضطباعاً وهو مخالف لقول البحر: والرداء علی الظهر والکتفین والصدر، وهٰهنا عزاه**

القهستانی للنهاية، وعزاه فی شرح اللباب للبرجندی عن الخزانة ثم قال: وهو موهم أن الاضطباع يستحب من اول احوال الاحرام وعليه العوام وليس كذٰلك فان محله المسنون قبيل الطواف الى انتهائه لا غير الخ. (شامی زکریا ۴۸۸/۳، غنية الناسك ۷۱)

تنبیہ: واضح رہے کہ اضطباع (دائیاں کندھا کھولنے) کی سنت صرف اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو؛ لہٰذا عام حالت میں کندھا کھلا رکھنا خلافِ سنت ہے۔

احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے

احرام میں مردوں کے لئے سفید کپڑوں کا استعمال افضل ہے۔ **ابيضين ككفن الكفاية فی العدد والصفة غير مخيطين.** (غنية الناسك ۷۱، شامی زکریا ۴۸۸/۲، البحر الرائق زکریا ۵۶۲/۲، تبيين الحقائق ۲۵۰/۲)

احرام میں رنگین کپڑوں کا استعمال

اگر کسی نے سفید کے علاوہ کوئی اور دوسرا رنگ مثلاً کالا، لال، پیلا یا ہرا وغیرہ استعمال کرلیا تو بھی درست ہے، یا رنگین اونی چادر یا رزائی وغیرہ اوڑھ لی تو بھی کوئی حرج نہیں۔ **وفی أسودين وكذا فی اخضرين وازرقين وفی مرقعة.** (غنية الناسك ۷۱، ومثله فی الشامی ۴۸۸/۳)

سلی ہوئی لنگی کا استعمال

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوالیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ **والافضل ان لا يكون فيه خياطة اصلاً وان زرر احدهما او خلله بخلال أوميل او عقده بان ربط طرفه بطرفه الاٰخر او شده على نفسهٖ بحبل ونحوه اساء ولا شئ عليه.** (غنية الناسك ۷۱، شامی زکریا ۴۹۹/۳، البحر الرائق زکریا ۵۶۸/۲)

نــــوٹ: اگرکسی شخص کو بےسلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اورایسی لنگی پہننے سے کشف عورت کا واقعی خطرہ ہوتواس کے لئےسلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔(مرتب)

پرس کمر میں باندھنا

روپئے پیسے کی حفاظت کے لئے کمر میں پٹہ یاپرس وغیرہ باندھنابلا کراہت درست ہے۔

بخلاف شد الهميان فی وسطهٖ فانه لا بأس بهٖ. (غنية الناسك ۷۲، هندية ۱/ ۲۲٤، اللباب ۱/ ۱٦٨، تبيين الحقائق ۲/ ۲٦۲)

احرام کی پابندیاں (مردوں کے لئے)

احرام شروع ہونے کے بعدمردوں کودرج ذیل باتوں کی پابندی کرنالازم ہے:

(۱) خوشبو استعمال نہ کرے (۲) سلا ہوا کپڑا نہ پہنے (۳) سر اور چہرہ نہ ڈھانکے (۴) بالوں کو نہ کاٹے (۵) بدن سے جوں وغیرہ نہ مارے اور نہ گرائے (٦) ناخون نہ تراشے (۷) جماع یادواعیٔ جماع اختیار نہ کرے (۸) خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اورنہ مارے (۹) بند جوتے نہ پہنے۔ (مستفاد: درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۴۹۵ -تا- ۵۰۰، تبیین الحقائق ۲/ ۲۵۹- ۲٦۱، ملتقی الابحر جدید ۱/ ۳۹۷، ہندیۃ ۱/ ۲۲۴، اللباب ۱/ ۱٦۷، غنیۃ الناسک ۲۲۸)

احرام کی پابندیاں (عورتوں کے لئے)

عورت کے لئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو مردوں کے لئے ہیں؛ البتہ وہ سلا ہوا کپڑا اور بند جوتا پہن سکتی ہے، اسی طرح سرحسب دستور ڈھانپے گی؛ لیکن چہرے کو اس طرح رکھے کہ اس پر کپڑا نہ لگنے پائے (تاہم اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کی کوشش ضرور کرے) **هی فيه كالرجل غير انها لا تكشف رأسها وتكشف وجهها والمراد بكشف الوجه عدم مماسة شیءٍ له.** (غنية الناسك ۹٤، ومثله فی الطحطاوی علی المراقی جديد ۷۳۸، اللباب ۱/ ۱۷٦، درمختار مع الشامی زكريا ۳/ ۵۵۱- ۵۵۲، البحر الرائق زكريا ۲/ ٦۲۲)

کن ٹوپ لگانا

حالت احرام میں سردی سے بچنے کے لئے ایسا ''کن ٹوپ'' لگانا جس سے چہرہ یا سر نہ ڈھکے جائز ہے۔ **ولا بأس بان يغطي اذنيه وقفاه ......الخ.** (غنية الناسك ٢٥٥، درمختار مع الشامي زكريا ٥٧٩/٣، تاتارخانية ٥٧٨/٣، خانية ٢٧٩/١، هندية ٢٢٤/١)

احرام میں کیسا چپل/ جوتا پہنا جائے؟

احرام کی حالت میں مردوں کے لئے ایسا جوتا پہننا منع ہے جس سے قدم کی اوپری ابھری ہوئی ہڈی ڈھک جائے؛ لہٰذا اگر ایسا جوتا پہنا جس سے یہ ہڈی اور ٹخنے کھلے رہتے ہیں، تو اس کو بحالت احرام پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ **ولبس كل شيءٍ في رجله لا يغطي الكعب الذي في وسط القدم.** (غنية الناسك ٩٢، البحر الرائق زكريا ٥٦٧/٢، شامي زكريا ٥٠٠/٣) **بل وجب قطعها حتى يكونا اسفل من الكعبين.** (غنية الناسك ٨٧) **والكعب هنا المفصل الذي في وسط القدم عند معقد الشراك.** (هندية ٢٢٤/١، اللباب ١٦٧/١)

تنبیہ: بعض لوگ احرام میں ہوائی چپل پہننا ہی ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے؛ بلکہ ہر وہ چپل یا جوتا احرام میں پہننا جائز ہے جس سے ٹخنے اور قدم کی اوپری ہڈی نہ ڈھکتی ہو۔

عورت کا احرام میں دستانے پہننا

عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھ میں دستانے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ **واما المرأة فيندب لها عدمه عندنا لقوله صلى الله عليه وسلم: ولا تلبس القفازين.** (غنية الناسك ٨٦، ومثله في الشامي زكريا ٤٩٩/٣، البحر الرائق زكريا ٥٦٨/٢)

عورت کا زیورات پہننا

عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ **وتلبس الحرير**

والذهب وتتحلى بأى حلى شاءت. (غنية الناسك ٩٤، ومثله فى الدر المختار ٥٥١/٣-٥٥٢، طحطاوى ٧٣٨، سكب الانهر ٤٢١/١)

غسل یا وضو کرتے ہوئے بالوں کا ٹوٹ جانا

اگر کسی محرم کے داڑھی یا سر کے بال غسل یا وضو کرتے ہوئے خود بخود ٹوٹ جائیں تو اس صورت میں ہر تین بال کے بدلہ میں ایک مٹھی غلہ یا ہر بال کے بدلہ میں ایک کھجور واجب ہوگی، اور احتیاط کرنی چاہئے کہ بدن کے بال ٹوٹنے نہ پائیں۔ **فلو سقط من رأسه او لحيته ثلاث شعراتٍ عند الوضوء او غيره فعليه كف من طعام......الخ.** (غنية الناسك ٢٥٧، ومثله فى فتح القدير ٣٢/٣، تاتارخانية ٥٨٦/٣) **او تمرة لكل شعرة.** (غنية الناسك ٢٥٧)

بچہ کو بھی چادر اور لنگی پہنائی جائے

مناسب ہے کہ بچہ کی طرف سے احرام باندھنے کے وقت اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادر اور لنگی پہنا دی جائے۔ **وينبغي للولى ان يجرده قبل الاحرام ويلبسه ازاراً ورداءً.** (غنية الناسك ٨٤، البحر الرائق زكريا ٥٥٤/٢، شامى زكريا ٤٦٧/٣، تبيين الحقائق ٢٤٥/٢، فتح القدير ٤٢٣/٢)

بچہ کو بھی ممنوعاتِ احرام سے بچایا جائے

ولی کو چاہئے کہ بچہ کو بھی ممنوعات احرام سے بچائے رکھے؛ (تاہم اگر بچہ کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کرلے تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کوئی چیز لازم نہ ہوگی)۔ **واذا احرم له ينبغي ان يجنبه من محظورات الاحرام ولو ارتكب محظوراً لا شئ عليهما.** (غنية الناسك ٨٤، شامى زكريا ٤٦٧/٣، هندية ٢٣٦/١)

بچہ کی طرف سے مناسک اس کا ولی ادا کرے

جب ناسمجھ بچہ کی طرف سے اس کا ولی احرام باندھے تو ولی ہی اس کی طرف سے تمام

مناسک ادا کرے گا، بس طواف کی دو رکعتیں اس کی طرف سے نہیں پڑھے گا، اور یہ دو رکعت بچے کے ذمہ سے ساقط ہیں۔ **الصبی الذی یحج به ابوه یقضی المناسک ویرمی الجمار اذا کان لا یعقل الاداء بنفسه.** (هندية ۲۳٦/۱، منحة الخالق ۵۵/۲، الولوالجية ۲۹۷/۱) **وجاز النيابة عنه فی کل شئ الا فی رکعتی الطواف فتسقط .** (غنية الناسك ۸٤، شامی زکریا ۵۱۲/۳)

نوٹ: البتہ اگر بچہ سمجھ دار ہو تو وہ جو رکن خود ادا کرسکتا ہے اسے خود ادا کرنا ہوگا، ولی کی نیابت کافی نہ ہوگی۔ **وکل ما قدر الصبی علیه بنفسه لا تجوز فيه النيابة.** (شامی زکریا ٤٦٧/۳)

مسائلِ تلبیہ

تلبیہ کے الفاظ

حج میں تلبیہ کی حیثیت تقریباً ایسی ہی ہے جیسی نماز میں تکبیر تحریمہ کی ،اور تلبیہ کے منقول الفاظ یہ ہیں:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ. (بخاری شریف ۱/ ۲۱۰، مسلم شریف ۱/ ۳۷۵، غنیة الناسك ۷۳)

ترجمہ: میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں آپ کا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوں، ہر طرح کا شکر اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لئے ہیں اور ساری بادشاہی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

نوٹ: ○ دیگر اذکار مثلاً لاالٰہ الااللہ، الحمدللہ وغیرہ بھی تلبیہ کے قائم مقام ہوسکتے ہیں۔ **والحاصل ان اقتران النية بخصوص التلبية ليس بشرط وانما الشرط اقترانها بای ذكر كان.** (شامی زکریا ۳/ ۴۹۰، ھندیة ۱/ ۲۲۲، البحر العمیق ۲/ ۶۵۱، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۴۸۲، تبیین الحقائق ۲/ ۲۵۶، معلم الحجاج ۱۰۲)

○ عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں تلبیہ کا ترجمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے مگر عربی افضل ہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۲) **وكما يجوز التلبية بالعربية يجوز بالفارسية والعربية افضل.** (خانیة ۱/ ۲۸۵) **ولو بالفارسية او غيرها كالتركية والهندية الخ، واشار الى ان العربية افضل.** (شامی زکریا ۳/ ۴۹۰، البحر العمیق ۲/ ۶۷۱، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۴۸۸)

تلبیہ: ندائے ابراہیمی کا جواب ہے

تلبیہ دراصل اس ندائے ابراہیمی کا جواب ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کے بعد بحکم خداوندی پہنچائی تھی ،تو جس شخص نے بھی اس ندا کے جواب میں عالم ارواح میں جتنی مرتبہ لبیک کہا تھا اسے اتنی ہی مرتبہ حج وعمرہ کی توفیق نصیب ہوگی۔ حضرت ابوالطفیل سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم ہے تلبیہ کی اصل کیا ہے؟ تو میں

نے عرض کیا کہ نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم ہوا تو پہاڑوں نے اپنی چوٹیاں جھکا لیں اور شہر اور آبادیاں ان کے لئے بلند کر دی گئیں، پھر آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا، تو ہر چیز نے لبیک اللّٰھم لبیک کہہ کر جواب دیا''۔ (تفسیر قرطبی ۳۶/۱۲)

نیز حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت تک وہی لوگ حج کریں گے جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب (تلبیہ پڑھ کر) دیا ہوگا۔ (عمدۃ القاری ۱۷۲/۹، بحوالہ: رسول اللہ کا طریقۂ حج ۱۷۰)

تلبیہ: حج کا شعار ہے

تلبیہ حج کا خاص ذکر ہے، حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر یہ ہدایت کی کہ آپ اپنے صحابہ کو بلند آواز سے تلبیہ پڑھنے کا حکم دیں، کیوں کہ تلبیہ حج کا خاص شعار ہے''۔ (سنن ابن ماجہ: ۲۹۲۳، ابن حبان ۹۷۴، مستدرک حاکم ۴۵۰/۱، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ حج میں کونسا عمل سب سے زیادہ افضل اور پسندیدہ ہے؟ تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ''اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ''۔ (یعنی بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا اور قربانی میں خون بہانا) (رواہ ابن ماجہ والترمذی وغیرہم، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۷)

تلبیہ پڑھنے والے کے ساتھ دیگر مخلوقات کی شرکت

اور تلبیہ کے ذکر میں ایک امتیازی بات یہ ہے کہ جب حج یا عمرہ کرنے والا احرام باندھ کر تلبیہ پڑھتے ہوئے چلتا ہے تو اس کے دائیں بائیں نباتات و جمادات تا حد زمین اس کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہیں۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا مِنْ مُلَبٍّ يُلَبِّيْ اِلَّا لَبّٰى مَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ.

(جامع الترمذی: ۸۲۸، سنن ابن ماجة: ۲۹۲۱، الترغیب والترهیب مکمل ۲۶۷)

جو بھی تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے دائیں بائیں جتنے بھی پتھر یا درخت یا مٹی کے ذرات ہیں وہ سب تا منتہائے زمین اس کے ساتھ تلبیہ پڑھنے لگتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب پورا ماحول ہی تلبیہ کا ہو تو پھر اس کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، اور اس تصور کے ساتھ تلبیہ پڑھنے کا کیف ہی کچھ اور ہوتا ہے۔

تلبیہ سے گناہ معاف

تلبیہ کی کثرت گناہوں کی معافی کا سبب بھی ہے، چناں چہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا رَاحَ مُسْلِمٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُجَاهِدًا أَوْ حَاجًّا مُهِلًّا أَوْ مُلَبِّيًا اِلَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ بِذُنُوْبِهٖ وَخَرَجَ مِنْهَا. (رواه الطبراني في الاوسط: ٦١٦١، الترغيب والترهيب مكمل ٢٦١)

جو مسلمان اللہ کے راستہ میں جہاد یا حج کے لئے کلمہ طیبہ یا تلبیہ پڑھتے ہوئے چلے تو سورج غروب ہونے تک اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ گناہوں سے باہر آجاتا ہے۔

تلبیہ محبتِ الٰہیہ کا مظہر ہے

جب بندہ یہ سوچ کر لبیک کہتا ہے کہ اس کے ربِ کریم نے اسے بلایا ہے تو واقعۃً انسان کے دل میں چھپی ہوئی عشق خداوندی کی چنگاری شعلہ جوالہ بن جاتی ہے، اور جس طرح ایک چھوٹا بچہ ماں کے آواز دینے پر بے قراری کے عالم میں اس کی جانب لپکتا ہے اسی طرح حج وعمرہ کا مسافر دیوانہ وار لبیک کی صدا لگاتے ہوئے چل پڑتا ہے، اس کیف ومستی کا صحیح اندازہ عشاق ہی لگا سکتے ہیں، اور بکمال استحضار تلبیہ پڑھنے کی کیفیت کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنا مشکل ہے، خدا کرے سچے عشاق کے عشق حقیقی کا کوئی قطرہ ہم سیاہ کاروں کو بھی نصیب ہوجائے، آمین۔

ذیل میں تلبیہ سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

تلبیہ زبان سے کہنا شرط ہے

تلبیہ زبان سے اس طرح کہنا شرط ہے کہ حروف صحیح ادا ہوں اور کم از کم خود سن رہا ہو اگر دل دل میں تلبیہ پڑھا یا اس طرح زبان سے پڑھا کہ حروف تو صحیح ہوگئے مگر خود سن نہیں سکا یعنی بہت ہی آہستہ پڑھا تو بھی تلبیہ معتبر نہیں ہوگا۔ **وشرط التلبية ان تكون باللسان فلو ذكرها بقلبه لم يعتد بها وكذا لو صحح الحروف بلسانه ولم يسمع نفسه لم يعتد بها على الصحيح.** (غنية الناسك ٧٤، ومثله في الشامي زكريا ٣/٤٩٠-٢/١٤١، مناسك على قاري ١٠١)

تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی

تلبیہ کے الفاظ میں بعد میں زیادتی تو مستحب ہے مگر درمیان میں زیادتی کرنا یا تلبیہ کے منقول الفاظ سے کم کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **وندب ان یزید فیها لا فی خلالها بل بعدها وجاز قبلها الخ، اما النقص عنهااو الزیادة فی خلالها فیکره تنزیهاً.** (غنیة الناسک ۷۴، ومثله فی تبیین الحقائق زکریا ۲۵۵/۲، البحر الرائق کوئٹه ۳۲۲/۲، شامی زکریا ۴۹۲/۳، هندیة ۲۲۳/۱)

مرد تلبیہ زور سے پڑھیں

مردوں کے لئے تلبیہ قدرے بلند آواز سے پڑھنا مسنون ہے، مگر اس قدر زور سے بھی نہ پڑھے کہ تکان ہوجائے۔ **ویسن أن یرفع صوته بالتلبیة بشدة من غیر ان یبلغ الجهد فی ذلک کیلا یتضرّر.** (غنیة الناسک ۷۴، ومثله فی الهندیة ۲۲۳/۱، هدایة ۲۴۰/۱، البحر العمیق ۶۵۶/۲، منحة الخالق کوئٹه ۳۲۲/۲)

عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں

اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔ **والمرأة لا ترفع صوتها بالتلبیة.** (فتاویٰ سراجیة ۱۷۷، مناسک ملا علی قاری ۱۰۴)

چند آدمی مل کر تلبیہ نہ پڑھیں

اگر چند آدمی ایک ساتھ ہوں تو اجتماعی طور پر (مثلاً ایک آدمی پڑھے پھر کچھ لوگ آواز ملا کر الفاظ دوہرائیں) تلبیہ نہ پڑھیں؛ بلکہ ہر آدمی علیحدہ بذاتِ خود تلبیہ پڑھے۔ **واذا کانوا جماعة لا یمشی احد علی تلبیة الآخر، بل کل انسان یلبی بنفسه.** (شامی زکریا ۵۰۲/۳، درمختار ۵۵۱/۳، غنیة الناسک ۷۵، ومثله فی البحر العمیق ۶۶۹/۲)

نوٹ: آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے، دورانِ سفر آواز ساتھ ملا کر تلبیہ پڑھا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے؛ بلکہ اس طریقہ کو علماء نے بدعت کہا ہے۔ (مرتب)

تلبیہ کتنی بار مستحب ہے؟

تلبیہ تین بار پڑھنا مستحب ہے جس کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ تین بار لگاتار پڑھے اور تلبیہ کے دوران کوئی اور بات چیت نہ کرے۔ **ویستحب ان یکرر التلبیة ثلاثاً وان یوالی بین الثلاثِ و لایقطعها بکلام او غیرہٖ.** (غنیة الناسک ٧٤، شامی زکریا ٣/٤٩٢، البحر العمیق ٢/٦٥٦، البحر الرائق کوئٹه ٢/٣٢٥)

تلبیہ کب تک پڑھنے کا حکم ہے؟

احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو عمرہ میں طواف شروع کرنے تک اور حج میں دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک جاری رہتا ہے، ان اوقات کے بعد تلبیہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۴) **عن الفضل بن عباسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم لبی حتی رمیٰ جمرة العقبة.** (ابوداؤد شریف ١/٢٥٢، بخاری شریف ١/٢٢٨) **وقطع التلبیة باولها (درمختار) فی الحج الصحیح والفاسد مفرداً او متمتعاً او قارناً الخ، وقید بالمحرم بالحج لان المعتمر یقطع التلبیة اذا استلم الحجر لان الطواف رکن العمرة فیقطع التلبیة قبل الشروع فیها.** (شامی زکریا ٣/٥٣٢)

تنبیہ : بعض لوگ احرام بے احرام ہر وقت تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ عمرہ کے طواف اور طوافِ زیارت کے دوران تلبیہ کا وردر کھتے ہیں، تو یہ طریقہ خلافِ سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

گونگا کس طرح تلبیہ پڑھے؟

گونگے کے لئے تلبیہ کے وقت زبان ہلانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صرف مستحب ہے۔

والاخرس یلزمه تحریک لسانہٖ، وقیل: لا بل یستحب ومال شارحه الی الثانی؛ لان الاصح انه لا یلزمه التحریک فی القراءة للصلاة فهٰذا اولی لان الحج اوسع ولان القراءة فرض قطعی علیه بخلاف التلبیة. (شامی زکریا ٣/٤٩٠)

تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کرنا

اگر کوئی آدمی تلبیہ پڑھ رہا ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ **ولکن یکرہ لغیرہ ان یسلم علیه حالة التلبیة.** (غنیة الناسك ٧٤، شامی زکریا ٥٠٢/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٢٥/٢، البحر العمیق ٦٧٠/٢، مناسك علی قاری ١٠٢)

تلبیہ پڑھنے والا سلام کا جواب کب دے؟

اگر کسی نے تلبیہ پڑھنے والے کو سلام کرلیا تو تلبیہ پڑھنے والے کو چاہئے کہ درمیان تلبیہ میں جواب نہ دے؛ بلکہ تلبیہ کے ختم پر جواب دے؛ البتہ اگر سلام کا جواب فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پھر درمیان ہی میں سلام کا جواب دے دینا جائز ہے۔ **ولو ردّ السلام فی خلالها جاز کما جاز تاخیرہ حتی یردہ بعد فراغها ان لم یفته الجواب فانه مستحق علیه.** (غنیة الناسك ٧٤، شامی زکریا ٥٠٢/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٢٥/٢، مناسك علی قاری ١٠٢، البحر العمیق ٦٧٠/٢)

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے

احرام کی ابتداء میں ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا شرط ہے اور ایک سے زائد مرتبہ تلبیہ پڑھنا مسنون ہے، مگر ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے، کھڑے بیٹھے، چلتے پھرتے اور پاکی ناپاکی الغرض ہر حالت میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے۔ **والتلبیة مرة شرط وهو عند الاحرام لا غیر والزیادة علی المرة سنة والإکثار منها مستحب فی کل حال قائماً و قاعداً و مضطجعاً و ماشیاً وراکباً و نازلاً وواقفاً وسائراً و طاهراً و محدثاً و جنباً وحائضاً.**

(غنیة الناسك ٧٥، البحر العمیق ٦٦٨/٢، تاتارخانیة ٤٩٠/٣، شامی زکریا ٤٩٢/٣)

اوقات اور احوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے، مگر احوال اور اوقات کی تبدیلی مثلاً کسی بلند مقام کی طرف چڑھتے وقت یا کسی پست جگہ کی طرف اترتے وقت، صبح اور شام

اورفرض نمازوں کے بعد اس کے استحباب میں اور زیادہ تاکید ہوجاتی ہے، یعنی ان اوقات میں بطور خاص تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ **ویتأکد استحباب اکثارها عند تغیر الاحوال والأزمان وکلما علا شرفا او هبط وادیاً او لقی رکباناً وعند اقبال اللیل وبالاسحار وبعد المکتوبات اتفاقاً.** (غنية الناسك ٧٥، البحر الرائق زكريا ٥٧٠/٢، شامی زكريا ٤٩٢/٣، ملتقى الابحر ٢٧٠/١، تبيين الحقائق زكريا ٢٦٣/٢، مبسوط سرخسي بيروت ٨/٤)

ایام تشریق میں تلبیہ کس طرح پڑھے؟

حجاج کے لئے ایام تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تلبیہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً تکبیر تشریق پڑھے پھر تلبیہ پڑھے، اور اگر کسی نے پہلے تلبیہ پڑھ لیا تو اب اس کے ذمہ سے تکبیر تشریق کا وجوب ساقط ہوجائے گا۔ **ان الذی بمکة وعرفة یبدا فیها بالتکبیر ثم بالتلبیة.** (الدر المختار زكريا ٥٨/٣) **یبدأ بتکبیر التشریق ثم بها فلو بدأ بها سقط التکبیر.** (غنية الناسك ٧٥)

مسبوق امام کے ساتھ تلبیہ نہ کہے

اگر امام کے ساتھ ساتھ مسبوق بھی تلبیہ کہہ دے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے مسبوق کو چاہئے کہ پہلے اپنی باقی ماندہ نماز ادا کرے پھر تلبیہ پڑھے۔ **والمسبوق لو تابع امامه فی التلبیة تفسد.** (غنية الناسك ٧٥)

جنایاتِ احرام

جنایات کی تفصیل

حج وعمرہ کے دوران شرعاً جن افعال کا کرنا منع ہے ان کو جنایات کہتے ہیں، اور جنایات میں سے بعض کا تعلق احرام سے ہے اور بعض کا تعلق حدودِ حرم سے ہے۔

احرام کی جنایات حسبِ ذیل ہیں: (۱) خوشبو استعمال کرنا۔ (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا۔ (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا۔ (۴) بالوں کو مونڈنا یا کتروانا (اور جوں وغیرہ بدن سے جدا کرنا۔) (۵) ناخون تراشنا۔ (۶) جماع یا دواعی جماع کا اختیار کرنا۔ (۷) واجبات حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینا۔ (۸) خشکی کے جانوروں سے تعرض کرنا۔

اور حرم کی جنایات یہ ہیں: (۹) حرم کے جانوروں سے تعرض کرنا۔ (۱۰) حرم کے پیڑ پودوں سے تعرض کرنا۔ **الجناية في الشرع اسم لفعل محرم شرعاً، والمراد هنا ما يكون حرمته بسبب الاحرام او الحرم، وحاصل الاول ثمانية: التطيب واللبس والتغطية وازالة الشعر وقص الاظفار والجماع صورةً ومعنىً او معنىً فقط وترك واجب من واجبات الحج والتعرض لصيد البر، وحاصل الثاني التعرض لصيد الحرم وشجره.**

(غنية الناسك ۲۳۸، حاشية الطحطاوي على المراقي جديد ۷۴۱، الدر المختار زكريا ۳/ ۵۷۱، البحر الرائق كوئٹه ۳/ ۲)

ہم خاص طور پر جنایاتِ احرام سے متعلق مسائل ذیل میں درج کریں گے، اور واجباتِ حج میں سے کسی واجب کو چھوڑ دینے سے متعلق مسائل، متعلقہ باب کے ساتھ ملحق کر کے بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ: تاکہ متعلقہ مسائل یکجا ہو جائیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

بعض اصطلاحات کی وضاحت

جنایات کے باب میں کچھ خاص اصطلاحات مستعمل ہیں، ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

دم: اس سے مراد ایک بکرا/بکری وغیرہ، یا بڑے جانور (اونٹ، گائے، بیل وغیرہ) کا ساتواں حصہ ہوتا ہے۔ **وحيث ما اطلق الدم فالمراد الشاة الخ.** (غنية الناسك ٢٤٠، شامی زكريا ٥٧٢/٣، مراقی الفلاح ٧٤١) **كل دم يتأدى بالشاة يكفی فيه سبع بدنة.** (غنية الناسك ٢٤٠)

بَدَنَه: اس سے مراد اونٹ، گائے، بھینس وغیرہ جانور ہیں۔ (لغۃ الفقہاء ۱۰۵، العمر الرائقۃ ۲/۳۵۶)

صدقہ: عموماً اس سے مراد ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہوتی ہے، یعنی ایک صاع جو، کھجور، کشمش وغیرہ، یا نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت (اور صاع کی مقدار تین کلو ڈیڑھ سو گرام اور نصف صاع کی مقدار ڈیڑھ کلو پچھتر گرام ہوتی ہے) لیکن یہ اصطلاح عام نہیں؛ کیوں کہ بعض صورتوں میں صدقہ کی مقدار اس سے کم وبیش بھی ہوتی ہے، اس کی تفصیل جزئیات کے ضمن میں درج ہوگی۔ **وحيثما اطلق الصدقة فی جناية الاحرام فهی نصف صاع من بر او صاع من غيره الا فی جزاء اللبس والطيب والحلق الخ.** (غنية الناسك ٢٤٠، ومثله فی الشامی زكريا ٥٧٢/٢، هداية ٢٦٦/١، البحر الرائق كوئٹه ٩/٣، خانية ٢٨٨/١)

جزاء/کفارہ/فدیہ: ان الفاظ کا اطلاق حسبِ موقع دم اور صدقہ دونوں پر ہوتا ہے؛ لہٰذا جہاں یہ الفاظ استعمال ہوں وہاں دیگر شرائط کو ملحوظ رکھ کر حکم متعین کرنا ہوگا۔

دم صرف حدودِ حرم میں ذبح ہوگا

دم کا حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، اگر حدودِ حرم سے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

والثامن ذبحه فی الحرم فلو ذبح فی غيره لا يجزئه عن الذبح. (غنية الناسك ٢٦٢، هداية ٣٠١/١، تبيين الحقائق زكريا ٤٣٤/٢، اللباب ٤٠/٤، فتح القدير ٧٨/٣)

دم جنایت مالک کو کھانا درست نہیں

دم جنایت کا گوشت خود مالک کے لئے کھانا درست نہیں؛ بلکہ وہ فقراء ہی کا حق ہے۔

والعاشر: التصدق بلحمه عند الامكان فلا يجوز له الاكل منه. (غنية الناسك ٢٦٣،

و مثله فی البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۷۱، شرح نقایة ۱/ ۲۲۷، مجمع الانهر ۱/ ۳۱۰، اللباب فی شرح الکتاب ۱/ ۱۹۵، البحر العمیق ۲/ ۸۱۱)

دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے گھر والوں کو کھلا دیا

اگر مالک نے دم جنایت کا گوشت خود کھالیا یا اپنے بیوی بچوں وغیرہ کو کھلا دیا، یا بیچ ڈالا، تو اس کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ **ولو استهلکه بنفسه بعد الذبح بان باعه ونحوه ضمن قیمته الخ، فلو تصدق علی اصله او فرعه الخ فعلیه قیمته.**

(غنیة الناسك ۲۶۳، شامی زکریا ۳/ ۴/ ۹، منحة الخالق کوئٹه ۳/ ۷۲)

صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا؟

جب صدقہ واجب ہو تو وہ کہیں بھی دیا جا سکتا ہے، اس میں حدود حرم کی قید نہیں؛ لیکن فقراء حرم کو دینا افضل ہے۔ **یجوز له التصدق فی غیر الحرم وفیه علی غیر اهله وفقراء مکة افضل.** (غنیة الناسك ۲۶۶، مراقی الفلاح ۴۰۴، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۷۲، اللباب فی شرح الکتاب ۱/ ۱۹۴، البحر العمیق ۲/ ۸۱۲)

ایک صدقہ ایک ہی فقیر کو دینا

ہر فقیر کو ایک صدقۂ فطر مکمل دینا چاہئے یعنی ایک صدقہ میں کئی ایک فقراء کو شریک نہ کرے۔
ان لا یفرق نصف صاع علی فقیرین او اکثر. (غنیة الناسك ۲۶۳، هندیة ۱/ ۱۹۳، تبیین الحقائق زکریا ۲/ ۴۳۱، درمختار زکریا ۳/ ۶۰۰)

کئی صدقے ایک فقیر کو دینے کا حکم

بیک وقت کئی صدقات ایک ہی فقیر کو نہ دئے جائیں ورنہ صرف ایک صدقہ شمار ہوگا، اور زائد مقدار نفلی ہوگی۔ **اما لو دفعه الیه فی یوم واحد دفعة فلا روایة فیه، اختلف المشائخ فقال بعضهم یجوز وقال عامتهم: لا یجوز الا عن واحد، وعلیه الفتویٰ، وکذا لو ادی الکل**

إلى مسكينين لايكفى الا عن اثنين و الباقى تطوع. (غنية الناسك ٢٦٧، و مثله فى الشامى زكريا ٣/ ٦٠١ – ٦٠٢، البحر العميق ٢/ ٨١١، المحيط البرهانى ٥/ ١٩٩، فتح القدير ٣/ ٧٩)

الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو صدقہ دینا

ہر صدقہ مکمل الگ الگ فقیر کو دینا چاہئے؛ البتہ الگ الگ دن ایک ہی فقیر کو دینے کی گنجائش ہے۔ **ولا يشترط عدد المساكين صورة فلو دفع طعام ستة مساكين مثلاً الى مسكين واحد فى ستة ايام كل يوم نصف صاع او غدى و احداً وعشاه ستة ايام اجزأه.** (غنية الناسك ٢٦٧، شامى زكريا ٥/ ١٤٥، هندية ١/ ٥١٤، البحر الرائق كوئٹه ٤/ ١٠٩، المحيط البرهانى ٥/ ١٩٩)

ارتکاب جنایات کی چند صورتیں

جنایات کے ارتکاب کی چند صورتیں ہیں:

(۱) ممنوعات احرام میں سے کسی ممنوع کا مکمل ارتکاب بلا عذر کرے (مثلاً حالتِ احرام میں ۱۲/ گھنٹے مسلسل سلے ہوئے کپڑے بلا کسی عذر کے پہنے رہے) **تو اس صورت میں ایک دم واجب ہوتا ہے۔** **جزاء الجنايات اما دم حتماً اذا ارتكب المحظور كاملاً بلا عذرٍ.**

(غنية الناسك ٢٣٨، ومثله فى شرح نقاية ٢١٠)

(۲) ممنوعاتِ احرام میں سے کسی ممنوع کا ارتکاب بلا عذر مکمل نہ کرے؛ بلکہ ناقص ارتکاب کرے (مثلاً ۱۲/ گھنٹے سے کم سلے ہوئے کپڑے حالت احرام میں پہنے رہے) **تو اس** صورت میں جزاء کے طور پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ **او صدقة حتماً اذا ارتكب المحظور ناقصاً بلاعذرٍ.** (غنية الناسك ٢٣٨)

(۳) کسی معتبر عذر کی بنا پر ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب کامل طور پر کرے (مثلاً شدید سردی یا سخت بیماری کی وجہ سے ۱۲/ گھنٹے سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے) تو اس صورت میں مرتکب کو اختیار ہے، چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے یا دم دے۔ (یہاں صدقہ سے مراد چھ صاع کھجور وغیرہ

(۱۸رکلو۹۰۰رگرام) یا۳رصاع گیہوں (۹رکلوساڑھےچارسوگرام) ہے۔ **او على التخيير بين الصوم والصدقة والدم اذا ارتكب المحظور كاملاً بعذر الخ.** (غنية الناسك ۲۳۸) **اذا فعل شيئاً منها كاملاً بعذر فهي ثلاثة اصوع طعام او ستة من غيره.** (غنية الناسك ۲۴۰)

(۴) اور اگر ممنوعات احرام کا ارتکاب ناقص کسی عذر کی وجہ سے کیا ہے (مثلاً سخت سردی کی وجہ سے کچھ دیر ۱۲رگھنٹے سے کم سر ڈھک لیا) تو اس صورت میں اس کو اختیار ہے، چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے۔ **او على التخيير بين الصوم والصدقة اذا ارتكب المحظور ناقصاً بعذر.** (غنية الناسك ۲۳۹)

عذر کونسا معتبر ہے؟

عذر صرف وہی مانع جزاء اور معتبر ہے جو من جانب اللہ ہو، (مثلاً بیماری اور حیض ونفاس وغیرہ) اگر وہ عذر بندوں کی طرف سے ہو (مثلاً کوئی شخص دوسرے پر جبر کرے یا اس کی مرضی کے بغیر جنایت کرادے) تو ایسا عذر معتبر نہیں سمجھا جائے گا۔ یعنی اگر کسی نے خوشبو لگانے یا سلا ہوا کپڑا پہننے پر محرم کو مجبور کر دیا، تو ان صورتوں میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں دیا جائے گا؛ بلکہ حسب قواعد جزاء واجب ہوگی۔ **ثم مرادهم بالعذر ما يكون من الله تعالىٰ فلو كان من العباد فليس بعذر، حتى لو اكره على محظورات الاحرام كالطيب واللبس فانه لا يتخير في الجزاء بين الاشياء الثلاثة بل عليه عين ما وجب عليه.** (غنية الناسك ۲۳۹)

معتبر اعذار کی وجہ سے ممنوعات کا ارتکاب

اگر کوئی شخص کسی معتبر عذر کی وجہ سے درج ذیل افعال کا ارتکاب کرے تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا ہے:

(۱) سخت بھیڑ یا کمزوری کی وجہ سے مزدلفہ کا وقوف نہیں کر سکا۔

(۲) حیض، نفاس، قید یا مرض کی وجہ سے طوافِ زیارت کو ایام نحر (۱۰-۱۱-۱۲رذی الحجہ سے) مؤخر کرنا پڑا۔

(۳) حیض یا نفاس کی وجہ سے طواف صدر (وداع) چھوٹ گیا۔

(۴) کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے طواف یا سعی پیدل نہیں کرسکا؛ بلکہ سواری (وہیل چیئر وغیرہ) پر طواف وسعی کی۔

(۵) سرے سے سعی کرنا ہی بھول گیا۔

(٦) رفقاء سفر سے بچھڑ جانے کے خوف سے سعی نہیں کرسکا۔

(۷) سر میں پھوڑے پھنسی ہونے کی وجہ سے حلق نہیں کرسکا، وغیرہ۔ **اما ترک الواجبات بعذر فلا شیء فیه.** (والتفصیل فی غنیة الناسک ۲۳۹-۲٤۰، زبدة المناسك ۳٤٦، شامی زکریا ۵۲۹/۳، البحر الرائق کوئٹه ۲۳/۳، شرح نقایة ۲۱۰-۲۱۱)

وجوبِ جزاء کے شرائط

جزاء واجب ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) مسلمان ہونا؛ لہٰذا کافر پر جزاء واجب نہیں۔

(۲) عقل مند ہونا؛ لہٰذا پاگل اور دیوانہ پر جزاء واجب نہیں، الا یہ کہ وہ احرام باندھنے کے بعد پاگل ہوا ہو اور پھر اس کو افاقہ ہوگیا ہو، چاہے سالوں بعد ہی کیوں نہ ہو تو اس پر افاقہ کے بعد جزاء لازم ہوگی۔

(۳) بالغ ہونا؛ لہٰذا بچہ پر جزاء واجب نہیں اور نہ ہی اس کے ولی پر واجب ہے۔ **ویشترط فی وجوب الجزاء الاسلام فلا یجب علی کافر والعقل والبلوغ.** (غنیة الناسک ۲٤۰)

قارن پر دوہری جزا

جن ممنوعات احرام کے ارتکاب کی وجہ سے مفرد اور متمتع پر ایک جزاء لازم ہوتی ہے ان کی وجہ سے قارن پر دو جزاء لازم ہوں گی؛ اس لئے کہ وہ دو احرام باندھے ہوئے ہے؛ البتہ اگر وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گذر جائے تو اس پر صرف ایک دم واجب ہے۔ **کل محظور الاحرام علی المفرد به جزاء فعلی القارن جزاء ان لجنایته علی احرامین الا**

لمجاوزة الميقات غير محرم فعليه دم واحد. (غنية الناسك ۲٤۰، شامي زكريا ۳/٥٥٦، منحة الخالق كوئٹه ۲/۳٥۸، خانية ۱/۱ ۲۹، الاشباه قديم ۱ ۲۰، تبيين الحقائق زكريا ۲/۱ ۳۹، سراجية ۱۷٦)

سوتے ہوئے جنایت کا ارتکاب

اگر سوتے ہوئے کسی شخص نے ممنوعات کا ارتکاب کیا، مثلاً سوتے ہوئے کروٹ لینے سے کوئی پرندہ دب کر مر گیا تو اس پر جزا لازم ہوگی۔ **واما النائم والمغمى عليه فيجب عليهما الجزاء بارتكاب المحظورات فلو انقلب النائم على صيد فقتله او على طيب فتلطخ به الخ، فعليه الجزاء وكذا المغمى عليه.** (غنية الناسك ۲٤۱، شامي زكريا ۳/٥۷۲، منحة الخالق كوئٹه ۳/۳، البحر الرائق كوئٹه ۳/۷، حاشية الطحطاوى زكريا ۷٤۱، مناسك على قارى ۲۹۹)

بے ہوشی میں جنایت کا ارتکاب

اگر کوئی آدمی بے ہوشی کی حالت میں اپنے جسم وغیرہ پر خوشبو مل لے یا سلا ہوا کپڑا پہن لے تو اس پر بھی جزاء لازم ہوگی۔ **واما النائم والمغمى عليه فيجب عليهما الجزاء بارتكاب المحظورات فلو انقلب النائم على صيد فقتله او على طيب فتلطخ به الخ، فعليه الجزاء وكذا المغمى عليه.** (غنية الناسك ۲٤۱، شامي زكريا ۳/٥۷۲، منحة الخالق كوئٹه ۳/۳، البحر الرائق كوئٹه ۳/۷، حاشية الطحطاوى زكريا ۷٤۱، مناسك ملا على قارى ۲۹۹)

بھول چوک سے جنایت

اگر بھول چوک سے کوئی جنایت ہوجائے، مثلاً بھول کر خوشبو لگالی تو بھی کفارہ واجب ہوگا۔ **ثم لا فرق في وجوب الجزاء فيما اذا جنى عامداً او خاطئاً الخ او ناسياً.**

(مناسك ملا على قاریؒ ۲۹۹، شامي زكريا ۳/٥۷۲، منحة الخالق كوئٹه ۳/۳، البحر الرائق ۳/۷، حاشية الطحطاوى زكريا ۷٤۱، مناسك على قارى ۲۹۹)

ناواقفیت کی وجہ سے جنایت

اگر کوئی شخص مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کسی جنایت کا مرتکب ہوجائے تو بھی اس پر جزاء

واجب ہوگی۔ **او ناسیاً عالماً او جاهلاً بالمسألة.** (مناسك كبير ۲۹۹، شامی زكريا ۵۷۲/۳، منحة الخالق كوئٹه ۳/۳، البحر الرائق كوئٹه ۷/۳، حاشية الطحطاوی زكريا ۷٤۱، مناسك علی قاری ۲۹۹)

جان بوجھ کر جنایت

اگر محرم نے جان بوجھ کر جنایت کی ہے تو گنہگار ہوگا اور محض فدیہ کی وجہ سے وہ گناہ معاف نہیں ہوگا؛ بلکہ توبہ اور استغفار ضروری ہے۔ **وذكر ابن جماعة عن الائمة الاربعة انه ان ارتكب محظور الاحرام عامداً يأثم ولا تخرجه الفدية والعزم عليها عن كونه عاصياً.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۲۹۸، شامی زكريا ۵۷۲/۳، غنية الناسك ۲٤۲)

ضروری تنبیہ: آج کل بہت سے مال دار سہولت پسند لوگ بلا کسی خاص عذر کے جان بوجھ کر جنایت کے مرتکب ہوتے ہیں، اور پھر دم جنایت دے کر سمجھتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری پوری ہوگئی، تو یہ بڑی جہالت اور جسارت کی بات ہے، ایسی غلطی کر کے اپنے حج کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ **قال النووی: وربما ارتكب بعض العامة شيئاً من هٰذه المحرمات، وقال: انا افدی متوهما انه بالتزام الفداء يتخلص من وبال المعصية وذٰلک خطأ صريح و جهل قبيح.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۲۹۸، شامی زكريا ۵۷۲/۳)

تعدد جنایات

اگر ایک قسم کی جنایات کا ایک مجلس میں متعدد مرتبہ ارتکاب کیا (مثلاً ایک مجلس میں کئی بار خوشبو لگائی یا کئی بار بال تراشے وغیرہ) تو ایک ہی جزاء لازم ہوتی ہے؛ لیکن اگر کئی قسم کی جنایات ایک مجلس میں جمع کر لیں (مثلاً ایک مجلس میں خوشبو لگائی کپڑے پہنے اور جماع کیا وغیرہ) یا الگ الگ مجلسوں میں ایک طرح کی جنایات کیں (مثلاً ایک دن ٹوپی اوڑھی دوسرے دن کرتا پہنا وغیرہ) یا ایک مجلس میں جنایت کر کے اس کا کفارہ دے دیا، پھر اسی مجلس میں وہی جنایت کی تو ان سب صورتوں میں ہر جنایت کا کفارہ الگ الگ دینا ہوگا۔ **واذا تعددت الجنايات تعدد**

الـجـزاء الا اذا اتـحـد المجلس فی التطیب والحلق ......، واذا کفر للاولیٰ تعدد الجزاء فی جـمیع الصور واذا اختلف جنس الجنایة تعذر التداخل. (غنیة الناسك ۲٤۱، ومثله فی الشامی زکریا ۵۸۵/۳، فتح القدیر ۳۹/۳، مبسوط سرخسی بیروت ۷۸/٤، البحر الرائق کوئٹه ۱۲/۳، تبیین الحقائق زکریا ۳٦۱/۲)

احرام ختم کرنے کی نیت سے جنایت

اگر احرام کھولنے کی غرض سے کسی جنایت کا ارتکاب کیا اور اس کے بعد متعدد قسم کی جنایات کرتا رہا، تو اس پر سب جنایتوں کے عوض ایک ہی دم لازم ہوگا (لیکن اس بے وقت احرام کھولنے سے اس کا احرام درحقیقت ختم نہ ہوگا؛ بلکہ اسے دوبارہ احرام کی پابندیاں اپنانا لازم ہوگا؛ تا آں کہ وہ ضابطہ کے مطابق (مناسک ادا کرکے یا قربانی کرکے) حلال نہ ہو) **فـان الـمـحـرم اذا نوی رفض الاحـرام فجعل یصنع ما یصنعه الحلال من لبس الثیاب والتطیب والحلق والـجـمـاع وقتل الـصـیـد فعلیـه دم واحـد بـجـمـیـع مـا ارتکب ولوفعل کل الـمـحـظـورات ولا یـخـرج بذٰلک القصد من الاحرام وعلیه ان یعود کما کان مـحـرماً.** (غـنـیةالـنـاسك ۲٤۱، شـامـی زکـریـا ۵۸۵/۳، البحر الرائق کوئٹ ۱٦/۳، مبسوط سرخسی بیروت ۱۲۲/٤، فتح القدیر ٤٤/۳، البحر العمیق ۸۸۲/۲)

کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا

کفارہ کی ادائیگی میں جلدی کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں؛ تاہم اگر کسی وجہ سے اس میں تاخیر ہوجائے تو گناہ نہ ہوگا؛ لیکن جب زندگی سے بالکل مایوسی ہوجائے تو فوری ادائیگی یا وصیت کرنا لازم ہے۔ **ثـم الـکفارات کلها واجبة علی التراخی فیکون مؤدیاً فـی ای وقـت وانما یتضیق علیه الوجوب فی اٰخر عمره فی وقت یغلب علی ظنه**

انـه لـو لـم يؤ د ه لفات، فان لم يؤ د فيه حتى مات اثم وعليه الوصية به. (شامی زکریا ۵۷۲/۳، غنية الناسك ۲۴۲، شرح نقاية ۲۱۱، البحر العمیق ۲/۲ ۸۱۲، مناسك ملا علی قاری ۳۸۴)

میت کی طرف سے جنایت کی ادائیگی

اگر کسی شخص پر جنایت کی وجہ سے کفارہ واجب تھا؛ لیکن وہ زندگی میں ادا نہیں کرسکا، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے وفات سے پہلے ادائیگی کی وصیت کی تھی یا نہیں، اگر وصیت کی تھی تو تہائی ترکہ سے اس کی ادائیگی کی جائے گی، اور اگر وصیت نہیں کی تھی تو وارثین پر اس کے ترکہ میں سے کفارہ کی ادائیگی لازم نہیں؛ لیکن اگر کوئی وارث اپنے مال میں سے اس کی ادائیگی کردے تو اسے کافی سمجھا جائے گا۔ **ولـو لـم يـوص لـم يـجـب على الورثة ولو تبرعوا عنه جاز الا الصوم.** (شـامـی زكـريـا ۵۷۲/۳، شـرح الـنـقـاية ۲۱۱، البحر الرائق کوئٹه ۱۰۱/۴، البحر العميق ۲۱۳/۲، مناسك ملا علی قاری ۳۸۴)

خوشبو لگانے سے متعلق مسائل

قواعدِ کلیہ

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق چند اصولی باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں، واضح ہو کہ جو چیزیں بدن پر لگائی جاتی ہیں وہ تین قسموں پر ہیں:

(۱) خالص خوشبو جیسے مشک وعنبر، گلاب، زعفران وغیرہ، ان کا استعمال ہر طرح موجب جزاء ہے، حتی کہ اگر ان چیزوں کو بطور دوا استعمال کیا تب بھی جزا لازم ہوگی۔ **وقد قال اصحابنا: ان الاشياء التي تستعمل في البدن على ثلاثة انواع: نوع هو طيب محض معد للتطيب به كالمسك والكافور والعنبر وغير ذٰلك، وتجب به الكفارة على اي وجه استعمل حتى قالوا لو داوى عينه بطيب تجب عليه الكفارة.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١)

(۲) وہ اشیاء جو نہ تو خود خوشبو ہیں اور نہ ہی ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے جیسے چربی اور چکنائی وغیرہ، تو ان کے استعمال میں کوئی جزا لازم نہیں۔ **ونوع ليس بطيب بنفسه ولا فيه معنى الطيب ولا يصير طيباً بوجه كالشحم لا تجب الكفارة.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١)

(۳) وہ اشیاء جو خود خوشبو تو نہیں؛ لیکن ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے، جیسے زیتون اور تل کا تیل وغیرہ، تو ان میں نیت کا اعتبار رہے، اگر خوشبو کی نیت سے انہیں استعمال کیا ہے تو جزا لازم ہوگی، اور اگر محض غذا یا دوا کے طور پر استعمال کیا ہے تو جزا لازم نہ ہوگی۔ **ونوع ليس بطيب بنفسه لكنه اصل الطيب يستعمل على وجه الطيب ويستعمل على وجه الادام كالزيت والشيرج فيعتبر فيه الاستعمال فان استعمل استعمال الادهان في البدن يعطى له حكم الطيب وان استعمل في ماكول او شقاق رجل لا يعطى له حكم الطيب كالشحم.** (بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢، هندية ٢٤٠/١، ملخص: زبدة المناسك، ٣٤٧-٣٤٨)

ان اصولی باتوں کے بعد مزید مسائل درج ذیل ہیں:

کامل بڑے عضو پرخوشبولگالی

اگرمحرم نے ایک کامل بڑے عضو (جیسے سر، چہرہ، داڑھی، پنڈلی اور ران وغیرہ) پرخوشبو لگائی، تو اس پرایک دم واجب ہوگا، چاہے لگا کر فوراً دھوڈالے۔ **فان طیب عضواً کبیراً کاملاً من اعضائه فما زاد کالرأس والوجه واللحیة والفم والساق الخ، فعلیه دم وان غسله من ساعته.** (غنیة الناسك ۲٤۳ – ۲٤٤، ومثله فی الفتاویٰ السراجیة ۱۸٦، بدائع الصنائع زکریا ۲/٤۱٥، خانیة ۱/۲۸۸، هدایة ۱/۲٦٥، اللباب ۱/۱۸۱)

بدن کے بعض حصہ پرخوشبولگانا

اگرمحرم نے ایک بڑے عضو کے بعض حصہ پر یا کسی چھوٹے عضو (مثلاً ناک، کان آنکھ، انگلی اور مونچھ) پرتھوڑی سی خوشبولگائی تو اس پرصدقہ واجب ہے۔ **وفی اقله ولو اکثره صدقة الخ، وفی حکم اقله العضو الصغیر کالانف والاذن والعین والاصبع والشارب.**

(غنیة الناسك ۲٤٤، ومثله فی بدائع الصنائع ۲/٤۱٥، خانیة ۱/۲۸۸، هدایة ۱/۲٦٦)

بدن کی متفرق جگہوں پرخوشبولگالی

اگرمحرم نے بدن کے متفرق اعضاء پرخوشبولگائی ہے تو سب کو جمع کرکے دیکھا جائے گا، اگر سب مل کر ایک بڑے عضو کی مقدار کے برابر ہوجاتی ہے تو اس پر دم واجب ہوگا اور اگر ایک عضو کامل کی مقدار کے برابر نہ ہو تو صرف صدقہ واجب ہوگا۔ **ولو طیب مواضع متفرقة یجمع ذٰلک فلو بلغ عضواً کاملاً فعلیه دم والا فصدقة.** (غنیة الناسك ۲٤٤، تاتارخانیة ۳/٥۸۹، هندیة ۱/۲٤۱، البحر الرائق کراچی ۳/٤، بدائع الصنائع زکریا ۲/٤۱٥، مناسك ملا علی قاری ۳۱۳)

پورے بدن پرایک مجلس میں خوشبولگائی

اگرمحرم نے ایک ہی مجلس میں اپنے تمام اعضاء پرخوشبولگالی تو اس کو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ **ولو طیب جمیع اعضائه فی مجلس واحد کفاه دم.** (غنیة الناسك ۲٤٤، مجمع الانهر جدید ۱/٤۳۱، هندیة ۱/۲٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/٤۱٦، مناسك علی قاری ۳۱۳، البحر الرائق کراچی ۳/٤)

الگ الگ مجلسوں میں خوشبو لگائی

اگر کسی محرم نے الگ الگ مجلسوں میں اپنے اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو اس پر ہر مرتبہ کی وجہ سے الگ الگ کفارہ واجب ہوگا، اگر یہ خوشبو ایک بڑے عضو کامل پر لگائی گئی ہے تو دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ واجب ہوگا۔ **وفی مجالس لکل طیب کفارۃ فان شمل عضواً کبیراً کاملاً او اکثر فدم والا فصدقۃ.** (غنیۃ الناسک ۲۴۴، ومثلہ فی البدائع الصنائع زکریا ۴۱۶/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۵۸۹/۳، البحر الرائق کراچی ۴/۳، مناسک علی قاری ۳۱۳)

تھوڑی جگہ میں زیادہ خوشبو لگائی

اگر محرم نے ایک انگلی میں خوشبو لگائی مگر اس میں اتنی خوشبو لگ گئی کہ جو ایک بڑے عضو کامل میں لگنے کی مقدار کے برابر تھی تو بھی دم واجب ہوگا۔ **ولو مس طیباً فلزق بہ مقدار عضو کامل وجب الدم سواء قصد التطیب او لم یقصد.** (ہندیۃ ۲۴۱/۱، غنیۃ الناسک ۲۴۴، ومثلہ فی التاتارخانیۃ زکریا ۵۸۹/۳، فتح القدیر بیروت ۲۵/۳)

صدقہ کا اندازہ کیسے؟

اور خوشبو کے معاملہ میں صدقہ کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اگر آدھے عضو پر خوشبو لگی ہے تو بکرے کی آدھی قیمت واجب ہوگی، اور چوتھائی پر لگی ہے تو چوتھائی قیمت واجب ہوگی، مثلاً اگر بکرے کی قیمت ۴۰۰/ریال ہے اور آدھے عضو پر خوشبو لگی ہے تو ۲۰۰/ریال کا صدقہ کیا جائے گا اور اگر چوتھائی عضو پر خوشبو لگی ہے تو ۱۰۰/ریال کا صدقہ واجب ہوگا۔ الی آخرہ۔ **حتی لو طیب ربع عضو فعلیہ من الصدقۃ قدر قیمۃ ربع شاۃ، وان طیب نصف عضو تصدق بقدر قیمۃ نصف شاۃ ھٰکذا.** (بدائع الصنائع زکریا ۴۱۵/۲، شامی زکریا ۵۷۴/۳، انوار مناسک ۲۲۶)

احرام سے پہلے کی خوشبو بعد میں دوسرے عضو پر لگ گئی

محرم نے احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگائی تھی؛ لیکن احرام باندھنے کے بعد وہ خوشبو اپنی

جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ لگ گئی تو اس صورت میں اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی ہے۔ **لان الحلال لو طیب عضواً ثم احرم فانتقل منه الی مکان اٰخر من بدنه فلا شیٔ علیه اتفاقاً.** (طحطاوی ٧٤٢، شامی زکریا ٥٧٣/٣، غنیة الناسك ٢٤٥، ومثله فی الهندیة ٢٤٢/١، البحر الرائق کراچی ٣/٣، فتح القدیر بیروت ٢٤/٣)

خوشبودار سرمہ کا حکم

خوشبودار سرمہ ایک دوبار لگانے سے ایک صدقہ واجب ہے؛ البتہ اگر چند بار لگایا تو دم واجب ہوجائے گا۔ (اور اگر سرمہ خوشبودار نہ ہو تو اس کے لگانے سے کچھ واجب نہیں) **اذا اکتحل بالکحل المطیب فعلیه صدقة فان فعل ذٰلک مراراً کثیرة فعلیه دم، ولو اکتحل بکحل لیس فیه الطیب فلا بأس به.** (غنیة الناسك ٢٤٤-٢٤٩، ومثله فی التاتارخانیة زکریا ٥٨٨/٣، الولوالجیة ٢٧٦/١، خانیة ٢٨٦/١، بدائع الصنائع زکریا ٤١٨/٢-٤١٩، هندیة ٢٤١/١، البحر الرائق کراچی ٤/٣)

احرام میں دھونی دیا ہوا کپڑا استعمال کرنا

کپڑے میں عود وغیرہ کی دھونی دی گئی جس سے کپڑا خوشبودار ہوگیا؛ لیکن خوشبو کپڑے میں نہیں لگی تو ایسا کپڑا احرام میں استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **لا بأس ان یلبس الثوب المبخر لانه غیر مستعمل لجزء من الطیب وانما یحصل منه مجرد الرائحة وذٰلک لایکون طیباً.** (غنیة الناسك ٨٨، شامی زکریا ٤٩٦/٣، خانیة ٢٨٧/١)

حالت احرام میں خوشبودار تیل یا کریم لگانا

احرام کی حالت میں خوشبودار تیل یا کریم بدن پر لگانا جائز نہیں ہے، اگر یہ کریم یا تیل ایک بڑے کامل عضو پر لگالیا تو دم واجب ہوگا، اور اگر پورے عضو پر نہیں لگا تو صدقہ ہوگا۔ **وأما المطیب منهما وهو ما القی فیه الانوار کدهن البنفسج والیاسمین والورد والبان**

والخيري وما أشبه ذٰلک، فإذا ادهن به عضواً كبيراً كاملاً فعليه دم بالاجماع؛ لانه طيب، وفي الاقل منه صدقة. (غنية الناسك ٢٤٨-٢٤٩)

حالت احرام میں بلا خوشبو والا تیل لگانا

اگر بحالت احرام خوشبو کے بطور ایسا تیل لگایا جس میں بظاہر خوشبو نہیں ہوتی مگر اس میں خوشبو بسائی جاتی ہے (مثلاً زیتون اور تِل کا تیل) تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کو لگانے سے بھی حسب ضابطہ جزا لازم ہوگی؛ البتہ اگر اس طرح کا تیل خوشبو کے طور پر استعمال نہیں کیا؛ بلکہ کسی اور ضرورت سے استعمال کیا ہے، (مثلاً زیتون کا تیل کھانے میں استعمال کیا یا زخم پر بطور دوا لگایا) تو بالاتفاق کوئی جزاء لازم نہ ہوگی۔ **ولو ادهن بزيت بحت او خل بحت غير مطبوخ كل منهما واكثر فعليه دم عند ابي حنيفةؒ وصدقة عندهما الخ، هٰذا اذا استعملها على وجه التطيب سواء استعملها في الشعر او في الجسد عندنا، اما اذا استعلها على وجه التداوي او الاكل فلا شيء عليه بالاجماع.** (غنية الناسك ٢٤٨) **قال في الشامي: لانه ليس بطيب من كل وجه فاذا لم يستعمل على وجه التطيب لم يظهر حكم الطيب فيه.** (شامی زکریا ٥٧٦/٣، زبدة المناسك ٣٤٨)

حالتِ احرام میں واسلین وغیرہ لگانا

اگر محرم نے خشکی دور کرنے کی غرض سے واسلین جیسی کوئی کریم لگائی جس میں خوشبو نہیں ہوتی، تو اس سے کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ (اور اگر خوشبو والی واسلین لگائی تو حسب قاعدہ جزاء واجب ہوگی) **اما اذا استعملها (الزيت والخل) على وجه التداوي او الاكل فلا شيء عليه بالاجماع، فلو اكلهما او استعطهما او داوىٰ بهما جراحته او شقوق رجليه او اقطر في اذنيه فلا شيءَ عليه.** (غنية الناسك ٢٤٨، فتح القدير ٢٧/٣، تبيين الحقائق ٣٥٦/٢، درمختار ٥٧٦/٣)

خوشبودار صابن کا حکم

خوشبودار صابن سے ایک دو بار سر یا ہاتھ دھویا، تو صرف صدقہ واجب ہوگا، اور اگر بار

بار دھویا تو دم واجب ہوگا۔ **ولو غسل رأسه او يده باشنان فيه الطيب فان كان من راٰه سماه اشناناً فعليه صدقة الا ان يغسل مراراً فدم.** (غنية الناسك ٢٤٩، تاتارخانية زكريا ٥٩٢/٣، هندية ٢٤١/١، فتح القدير بيروت ٢٨/٣، خانية ٢٨٩/١، مناسك على قارى ٣٢٣، شامى زكريا ٥٧٧/٣)

بغیر خوشبو کے صابن کا استعمال

احرام کی حالت میں بغیر خوشبو کے صابن کے استعمال سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **ولو غسل رأسه بالحرض والصابون والسدر ونحوه الى مما لا رائحة فيه لا شيء عليه اى بالاجماع.** (مناسك ملا على قارى ٣٢٣)

احرام میں خوشبودار شیمپو کا استعمال

بالوں کی صفائی کا شیمپو عموماً خوشبودار ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کو لگا کر سر دھونے سے دم واجب ہوگا۔ **واما المطيب منهما وهوما القى فى الانوار كدهن البنفسج والياسمين والورد والبان والخيرى وماشبه ذلك فإذا ادهن به عضواً كبيراً كاملاً فعليه دم بالاجماع.** (غنية الناسك ٢٤٨-٢٤٩، بدائع الصنائع زكريا ٤١٦/٢، هندية ٢٤١/١، تاتارخانية ٥٩٢/٣، مناسك على قارى ٣٢٣)

بال منڈاتے وقت خوشبودار کریم کا استعمال

بالوں کو نرم کرنے کے لئے حلق کرتے وقت جو کریم لگائی جاتی ہے اگر اس میں خوشبو غالب ہو تو اس کو پورے سر پر لگانے کی صورت میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک محرم پر دم واجب ہوگا۔ **ولو غسل رأسه بالخطمى فعليه دم عند أبى حنيفة وقالا صدقة الخ.** (غنية الناسك ٢٤٩، تاتارخانية زكريا ٥٩٢/٣، الولوالجية ٢٧٦/١، بدائع الصنائع زكريا ٤١٩/٢، فتح القدير بيروت ٢٨/٣، هندية ٢٤١/١)

تنبیہ: اکثر دیکھا گیا ہے کہ حرم شریف کے اردگرد ''بال بر'' کی دوکانوں پر اکثر حلق یا قصر کے

وقت بے تکلف خوشبودار کریم یا خوشبودار صابن استعمال کرتے ہیں، جس کی بناپر دم واجب ہونے کا امکان رہتا ہے، اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے اور اس وقت بھی خوشبو کے استعمال سے احتراز کرنا چاہئے۔ (مرتب)

بیری کے پتوں سے سر کی دھلائی

اگر کسی محرم نے بیری کے پتوں سے سر وغیرہ دھویا اور صفائی حاصل کی تو اس پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے؛ تاہم احرام کی حالت میں ایسی صفائی پسندیدہ نہیں ہے۔ **لو غسل رأسه بالسدر لا شيء عليه.** (غنية الناسك ۲۴۹، مناسك ملا علی قاری ۳۲۳، فتح القدير بيروت ۲۶/۳)

ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی

مہندی خوشبو میں شامل ہے لہٰذا اگر محرم عورت یا مرد نے اپنی ہتھیلی میں مہندی لگائی تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ **ولو خضب رأسه أو لحيته أو كفه بحناء فعليه دم ان كان مائعاً.** (غنية الناسك /۲۵۰، ومثله فی مناسك علی قاری ۳۲۲، ملتقی الابحر مع المجمع ۴۳۱/۱، تاتارخانية زكريا ۵۹۱/۳، هندية ۲۴۱/۱، بدائع الصنائع زكريا ۴۱۹/۲)

گاڑھی مہندی لیپنا

اگر کسی محرم مرد نے ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر (یا اس کا چوتھائی حصہ) ۱۲/ گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا، تو اس پر دو دم واجب ہوں گے ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے اور دوسرا دم خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے، اور اگر ۱۲/ گھنٹے سے کم مہندی لپی رہی تو ایک دم واجب ہوگا اور ایک صدقہ لازم ہوگا۔ (اور اگر محرم عورت نے یہ عمل کیا تو اس پر بہرحال صرف ایک دم (خوشبو کے استعمال کی وجہ سے) واجب ہوگا کیونکہ عورت کے لئے سر ڈھکنا جنایت نہیں ہے)۔ **وان كان ثخينا فلبد رأسه فعليه دمان على الرجل دم للتطيب و دم للتغطية وعلى المرأة دم واحد للتطيب فقط هذا ان دام يوماً او ليلة على جميع رأسه او ربعه**

والا فصدقة للتغطية ودم للتطيب. (غنية الناسك ٢٥٠، مناسك ملا علی قاری ٣٢٢، تاتارخانية زكريا ٥٩١/٣، مجمع الانهر ٤٣١/١، شامی زكريا ٥٧٥/٣، هندية ٢٤١/١)

مصنوعی مہندی (خضاب) لگانا

بحالت احرام خضاب (کالی مہندی) لگانے سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا؛ کیوں کہ وہ خوشبو میں داخل نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ خضاب ایسا گاڑھا ہو کہ اس کے لیپنے کی وجہ سے سر ۱/۲ گھنٹے یا اس سے زیادہ ڈھکا رہے تو مرد محرم پر ایک دم واجب ہوگا، ورنہ صدقہ ضروری ہوگا۔ **ولو خضب رأسه بالوسمة فان كانت متلبدة فعليه دم للتغطية ان دام يوماً وفي اقله صدقة وان كانت مائعة او خضب بها لحيته فلاشيء عليه لانها ليست بطيب** (غنية الناسك/ ٢٥٠، مناسك ملا علی قاری ٣٢٢، منحة الخالق كراچی ٥/٣، هندية ٢٤١/١، هداية ٢٦٦/١، تاتارخانية زكريا ٥٩٠/٣)

نوٹ: مردوں کے لئے کالا خضاب مکروہ ہے۔

خوشبودار کپڑے کا استعمال

اگر محرم نے کپڑوں میں خوشبو لگائی یا خوشبو لگا ہوا کپڑا اوڑھا اور خوشبو مقدار میں زیادہ تھی یا مقدار میں تو کم تھی؛ لیکن ایک بالشت مربع (یعنی طول وعرض میں ایک بالشت) سے زیادہ لگی ہوئی تھی، اور وہ کپڑا ایک دن یا ایک رات استعمال کرتا رہا تو دم واجب ہوگا، اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم پہنا تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ظاهره ان ما زاد على الشبر كثير لكن لا لاعتبار الكثرة من الثوب بل لكثرة الطيب حينئذ عرفاً فان مكث يوماً فعليه دم او اقل منه فهو صدقة وحينئذ اذا كان الطيب فی نفسه كثيراً لزم الدم وان اصاب من الثوب اقل من شبر.** (غنية الناسك ٢٤٥، ومثله فی الشامی زكريا ٥٧٥/٣، معلم الحجاج ٢٢٩)

خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے کو اوڑھنا

اگر محرم نے زعفران یا اس جیسی خوشبو سے رنگی ہوئی چادر وغیرہ ایک دن رات تک اوڑھے

رکھی، تو اس پر دم لازم ہے، اور اگر ایک دن رات سے کم اوڑھی تو صدقہ لازم ہوگا۔ **ولو لبس مصبوغاً بعصفر او ورس او زعفران مشبعاً یوماً فعلیه دم وفی اقله صدقة.** (مناسک ملا علی قاری ۳۲۰، غنیة الناسك ۲٤٥، بدائع الصنائع زکریا ٤١٥/٢، معلم الحجاج ٢٣٠)

پھول اور پھل سونگھنا

خوشبودار پھول اور پھل بحالت احرام بالقصد سونگھنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **ولا یلزمه شیء بشم الریحان والطیب والثمار المطیبة مع کراهة شمه.**

(هندیة ٢٤٢/١، ومثله فی الخانیة ٢٨٦/١، تاتارخانیة ٥٩٠/٣، شامی زکریا ٥٧٣/٣، معلم الحجاج ٢٢٧)

کپڑے میں خوشبو باندھنا

اگر محرم نے اپنی چادر یا تہبند کے پلہ میں زیادہ مقدار میں مشک، زعفران، عنبر یا کوئی خوشبو ایک دن باندھے رکھی تو دم واجب ہوگا، اور اگر ایک دن سے کم باندھے رکھی تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ولو ربط مسکا او کافوراً او عنبراً کثیراً من طرف ازاره او رداءه ودام علیه یوماً لزمه دم.** (غنیة الناسك ٢٤٥، معلم الحجاج ٢٢٩، ومثله فی الهندیة ٢٤٢/١، شامی زکریا ٥٧٥/٣، مناسك علی قاری ٣٢١)

عود کی لکڑی کپڑے میں باندھ کر رکھنا

اگر محرم نے عود کی لکڑی چادر میں باندھ لی اور چادر کو اوڑھے رکھا تو ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اس پر کوئی جزا لازم نہیں، اگرچہ لکڑی سے خوشبو آتی ہے۔ **وان ربط العود فلا شیء علیه وان وجد رائحته.** (مناسك علی قاری ٣٢٢، غنیة الناسك ٢٤٥، هندیة ٢٤٢/١، معلم الحجاج حاشیه ٢٢٧)

دھونی دیتے ہوئے خوشبو کپڑے میں چپک گئی

اگر کسی محرم نے اپنے کپڑوں کو دھونی دی اور کپڑوں میں خوشبو زیادہ لگ گئی اور وہ کپڑا ایک دن پہنے رہا تو دم واجب ہوگا اور تھوڑی لگی ہے تو صدقہ واجب ہوگا۔ **ولو اجمر ثوبه فعلق به**

كثير فعليه دم او قليل فصدقة. (غنية الناسك ٢٤٦، و مثله في الهندية ٢٤١/١، مناسك علي قاري ٣٢١، معلم الحجاج ٢٣٠)

عود وغیرہ کی دھونی دئے ہوئے کپڑے کا استعمال

اور اگر دھونی دینے کی وجہ سے کپڑے میں کچھ بھی نہ لگے صرف خوشبو آتی رہے جیسا کہ عود کی دھونی میں ہوتا ہے، تو کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر احرام سے پہلے کپڑے کو دھونی دی تھی اور احرام کے بعد بھی اس میں خوشبو مہکتی رہے تو کوئی جزاء لازم نہیں، اگر چہ کپڑے میں خوشبو لگانا بہر حال محرم کے لئے مکروہ ہے۔ **و ان لم يعلق به شيءٌ فلا شيء عليه الخ.** (هندية ٢٤١/١)
ولو اجمر ثيابه قبل الاحرام ولبسها ثم احرم لا شيء عليه و ان كان يكره التطيب في الثوب اتفاقاً. (غنية الناسك ٢٤٦، مناسك ملا علي قاري ٣٢١، معلم الحجاج ١١٤-٢٣٠)

خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے تکیہ کا استعمال

محرم کو ایسا تکیہ استعمال کرنا مکروہ ہے جس کو زعفران یا کسم وغیرہ جیسی خوشبودار چیز میں رنگ دیا گیا ہو؛ لیکن اس کے استعمال سے فدیہ لازم نہیں ہوتا۔ **لا ينبغي للمحرم ان يتوسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران ولا الورس ولا ينام عليه.** (خانية ٢٨٦/١، فتح القدير بيروت ٢٤/٣)
لو شم الطيب لا يلزمه شيء وإن كان مكروهاً، كما لو توسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران. (غنية الناسك ٢٤٦)

خوشبودار فرش پر لیٹنا بیٹھنا

محرم کو زعفران یا کسم وغیرہ جیسی خوشبودار چیز میں رنگا ہوا فرش استعمال کرنا مکروہ ہے، مگر اس کی وجہ سے جزا لازم نہیں ہوتی۔ **لا ينبغي ان يتوسد ثوباً مصبوغاً بالزعفران ولا الورس ولا ينام عليه لانه يصير مستعملاً للطيب فكان كاللبس.** (غنية الناسك ٢٤٦، و مثله في الخانية ٢٨٦/١، فتح القدير بيروت ٢٤/٣)

خالص خوشبو کھانے کا حکم

اگر محرم نے زیادہ مقدار میں خالص خوشبو (جیسے زعفران یا الائچی جو کسی اور کھانے کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو) کھائی ہے یعنی اتنی خوشبو کھائی جو منہ کے اکثر حصوں میں لگ گئی ہے تو دم واجب ہوگا اور اگر کم مقدار یعنی اتنی کہ جو منہ کے اکثر حصوں میں نہیں لگی ہے تناول کی، تو صدقہ واجب ہوگا۔ **فلو اکل طیباً کثیراً وهو ان یلتصق باکثر فمه یجب الدم وان کان قلیلاً بان لم یلتصق باکثر فمه فعلیه الصدقة.** (غنیة الناسک ۲٤٦، ومثله فی الهندیة ۱/ ۲٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ٤۱۷، البحر الرائق کراچی ۳/ ۵، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۵۹۱، سراجیة ۱۸٦) **وهٰکذا کله اذا اکله کما هو ای من غیر خلط او طبخ.** (منحة الخالق کراچی ۳/ ۵، مناسک ملا علی قاری ۳۱٤)

پکے ہوئے کھانے میں ملی ہوئی خوشبو کا حکم

اگر محرم نے خوشبو کھانے میں ملا کر کھائی ہے اس طور پر کہ خوشبو کھانے میں پکادی گئی ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس سے پکنے کے بعد بھی خوشبو کیوں نہ آتی ہو، (مثلاً زعفران چاول میں ملا دیا گیا) **فلو جعله فی الطعام وطبخه فلا بأس باکله لانه خرج من حکم الطیب وصار طعاماً.** (غنیة الناسک ۲٤٦، ومثله فی الهندیة ۱/ ۲٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ٤۱۷، تاتارخانیة ۳/ ۵۹۱، خانیة ۱/ ۲۸٦، البحر الرائق کراچی ۳/ ٤، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۷٦)

بلا پکے ہوئے کھانے کی چیزوں میں خوشبو کی ملاوٹ

اگر کسی محرم نے ایسے کھانے میں خوشبو ملائی جو پکا ہوا نہیں تھا اور اس کی خوشبو بھی موجود تھی تو محرم کے لئے اس کو کھانا مکروہ ہے، اور اگر خوشبو مغلوب ہو تو کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر خوشبو غالب ہو تو جزاء واجب ہوگی۔ **وان لم یطبخ بل خلطه بما یؤکل بلا طبخ کالملح وغیره فان کانت رائحته موجودة کره ولا شیء علیه اذا کان مغلوباً فانه کالمستهلک اما اذا کان غالباً فهو کالزعفران الخالص فیجب الجزاء.** (غنیة الناسک ۲٤٦- ۲٤۷، ومثله

فی الهندیة ۱/ ۲٤۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ٤۱۷، تاتارخانیة زکریا ۳/ ۵۹۱، خانیة ۱/ ۲۸٦، البحر الرائق کراچی ۳/ ٤، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۷٦، مناسك ملا علی قاری ۳۱۷)

پینے کی اشیاء میں خوشبو کی ملاوٹ

اگر کسی محرم نے مشروبات میں خوشبو ملائی ہے اور خوشبو غالب تھی پھر اس کو زیادہ مقدار پی گیا تو دم واجب ہوگا اور اگر خوشبو مغلوب تھی تو صدقہ واجب ہوگا؛ لیکن اگر مغلوب خوشبو والے مشروب کو ایک ہی مجلس میں چند بار پیا تو دم واجب ہوگا۔ **وان خلطه بمشروب کالهیل والقرنفل بالقهوة فالحکم للطیب مائعاً کان او جامداً فان کان الطیب غالباً تجب دم ان شرب کثیراً والا فصدقة وان کان مغلوباً فصدقة الا ان یشربه مراراً فدم ان اتحد المجلس والا فلکل مرة صدقة.** (غنیة الناسك ۲٤۷، ومثله فی الهندیة ۱/ ۲٤۱، البحر الرائق ۳/ ۵، شامی زکریا ۳/ ۵۷٦، فتح القدیر بیروت ۳/ ۲۷)

’’کول ڈرنک‘‘ کا استعمال

احرام کی حالت میں ٹھنڈے مشروبات (سیون اپ، اسپرائٹ وغیرہ) پینے سے کوئی جزاء لازم نہیں آتی۔ (معلم الحجاج ۲۳۱)

شربت روح افزاء وغیرہ پینے کا حکم

اگر ’’شربت روح افزاء‘‘ یا اور کوئی خوشبودار شربت اس طرح بنایا جائے کہ اس کی خوشبو مہک رہی ہو تو اس کو پینے سے دم واجب ہوگا۔ **ولو خلطه بمشروب وهو غالبٌ ففیه الدم.** (غنیة الناسك ۲٤۷، شامی زکریا ۳/ ۵۷٦، فتح القدیر بیروت ۳/ ۲۷، البحر الرائق کراچی ۳/ ۵)

لونگ اور الائچی کی خوشبو والی چائے پینا

اگر چائے بناتے وقت اس میں لونگ یا الائچی ڈالی جائے جس کی وجہ سے ان کی خوشبو مہکنے لگے تو اس چائے کو پینے سے محرم پر جزاء واجب ہوگی۔ **وان خلطه بمشروب کالهیل**

والقرنفل فالحكم للطيب مائعاً كان او جامداً. (غنية الناسك ٢٤٧، شامی زکریا ٥٧٦/٣، هندية ٢٤١/١، مناسك ملا علی قاری ٣١٨)

خوشبودار دوا پینا

اگر رقیق دوا ایسی ہو جس میں خوشبو غالب ہو تو بحالت احرام اسے پینے سے محرم کو اختیار ہے چاہے دم دے یا صدقہ ادا کرے یا روزہ رکھے۔ **فان كان للتداوی خُير.** (البحر الرائق کراچی ٥/٣، غنية الناسك ٢٤٧، ومثله فی فتح القدير بيروت ٢٧/٣-٢٨، بدائع الصنائع زكريا ٤١٧/٢)

بطور دوا کے خوشبو کا استعمال

اگر کسی محرم نے اپنے بدن پر بطور دوا خالص خوشبو یا ایسی دواء لگائی جس میں خوشبو غالب تھی اور وہ پکی ہوئی نہیں تھی، تو دیکھا جائے گا کہ اس نے یہ خوشبو کامل بڑے عضو پر لگائی ہے یا عضو کے کسی حصہ پر لگائی ہے، اگر کامل پر لگائی ہے یا عضو کے کسی حصہ پر بار بار لگائی ہے تو دم ہے، ورنہ صدقہ واجب ہے۔ **ولو تداویٰ بالطيب او بدواء فيه طيب غالب ولم يكن مطبوخاً فالزقه بجراحته يلزمه صدقة اذا كان موضع الجراحة لم يستوعب عضواً او اكثر، الا ان يفعل ذلك مراراً فيلزمه دم.** (غنية الناسك ٢٤٨، ومثله فی مناسك ملا علی قاری ٣١٩)

نوٹ: واضح ہو کہ اگر کسی شخص نے عذر (مثلاً دوسری دوا دستیاب نہ تھی) کی وجہ سے خوشبو آمیز دوا لگائی تو حسب ضابطہ اس کو اختیار ملتا ہے کہ چاہے دم دے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے لاعلی التعیین رکھے۔ **وان طيب او حلق او لبس بعذر خير ان شاء ذبح فی الحرم او تصدق بثلاثة اصوع طعام علی ستة مساكين اين شاء او صام ثلاثة ايام ولو متفرقة (درمختار) وفی الشامی: قيد الثلاثة وليست الثلاثة قيداً فان جميع محظورات الاحرام اذا كان بعذر ففيه الخيارات الثلاثة.** (شامی زکریا ٥٩١/٣، ومثله فی السراجية ١٨٧، خانية ٢٨٧/١، هداية ٢٧٠/١) **بخلاف المسک والعنبر والغالية والكافور ونحوهما مما هو طيب بنفسه فانه يلزمه الجزاء بالاستعمال ولو علی**

وجه التداوی (درمختار) وفی الشامی : لکنه یتخیر بین الدم والصوم والاطعام.

(شامی زکریا ۳/۵۷٦، فتح القدیر بیروت ۳/۲۸، حاشیة الثعلبی چلبی ۳/۲۸)

خوشبو ملاکر پکائی گئی دوا یا مرہم کا حکم

اگر کسی دوا میں خوشبو ملا کر اسے پکالیا گیا ہو جیسا کہ بعض مرہم اور کریم وغیرہ میں ہوتا ہے تو اس کے لگانے سے بہرصورت کچھ واجب نہ ہوگا۔ **والا فالمطبوخ لا جزاء فیه.** (غنیة الناسك ۲٤۸، زبدة المناسك ۳٦۲)

چربی اور گھی وغیرہ کا استعمال

محرم کے لئے چربی، گھی اور کڑوا تیل وغیرہ جیسی چیزیں لگانا جائز ہے اور اس پر کوئی جزاء بھی لازم نہیں ہے۔ **بخلاف ما لو ادهن ببقیة الادهان کالشحم والسمن والالیة الخ، فانه لا شیء علیه.** (غنیة الناسك ۲٤۹، ومثله فی الدر المختار زکریا ۳/۵۷٦، تاتارخانیة زکریا ۳/۵۹۲، البحر الرائق کراچی ۳/۵، بدائع الصنائع زکریا ۲/٤۱۷، خانیة ۱/۲۸٦، مجمع الانهر جدید ۱/٤۳۱، مناسك ملا علی قاری ۳۲٤)

❍❖❍

احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے کے مسائل

کس طرح کے کپڑے کا استعمال موجبِ جنایت ہے؟

ہر وہ کپڑا جو بدن یا کسی عضو کے برابر اس طرح بنایا جائے کہ وہ پورے بدن یا کسی عضو کا احاطہ کرلے اور اس کپڑے کو معمول اور عادت کے مطابق استعمال کیا جائے تو ایسا کپڑا محرم مرد کے لئے استعمال کرنا منع اور موجب جزاء ہے۔ (جیسے کرتا، پائجامہ، انڈرویئر، نیکر، بنیائن وغیرہ) **اذا لبس المحرم الذکر المخیط وهو الملبوس المعمول علی قدر البدن او علی قدر عضو منه بحیث یحیط به ...... لبساً معتاداً ......، فعلیه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۵۰، ومثله فی الهندیة ۲۴۲/۱، شامی زکریا ۴۹۹/۳)

کتنی دیر پہننے میں کیا کفارہ ہے؟

اگر محرم مرد نے سلا ہوا کپڑا ایک دن یا ایک رات پہنا (یعنی ۱۲ر گھنٹے) تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر اس سے کم پہنا ہے تو صدقہ ادا کرے اور اگر ایک گھنٹہ سے بھی کم پہنا ہے تو ایک مٹھی گیہوں دے دے۔ **فاذا لبس مخیطاً یوماً کاملاً او لیلة کاملة فدم، المراد مقدار احدهما فلو لبس من نصف النهار الی نصف اللیل من غیر انفصال او بالعکس لزمه دم وفی اقل من یوم ولیلة صدقة الخ، وفی اقل من ساعة قبضة من بر او قبضتان من شعیر.** (غنیة الناسك ۲۵۱، خانیة ۸۸/۱، درمختار زکریا ۵۷۷/۳، معلم الحجاج ۲۲۶)

بھول کر کپڑا پہن لینے کا حکم

اگر کسی محرم مرد نے حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا بھول کر پہن لیا تب بھی اس پر حسب

ضابطہ جزاء لازم ہے۔ **ولو ناسیاً او مکرھاً.** (غنیة الناسك ۲۵۰، ومثله فی الشامی زکریا ۵۷۲/۳، هندیة ۲۴۳/۱)

زبردستی کپڑا پہنا دیا گیا

اگر کسی محرم مرد کو سلا ہوا کپڑا زبردستی پہنا دیا گیا تو بھی اس پر جزاء لازم ہے۔ **ولو ناسیاً او مکرھاً.** (غنیة الناسك ۲۵۰، هندیة ۲۴۳/۱، شامی زکریا ۵۷۷/۳)

کپڑے پہننے کی حالت میں احرام کی نیت کی

اگر کسی محرم مرد نے اس حالت میں احرام باندھا کہ وہ سلا ہوا کپڑا پہنے ہوئے تھا اور احرام کے بعد بھی پہنے رہا تو اس پر حسبِ شرط جزاء لازم ہوجائے گی۔ **او احرم وهو لابسه فدام علیه فعلیه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۵۰، ومثله فی الهندیة ۲۴۲/۱، شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۴/۲، خانیة ۲۸۹/۱)

کپڑا اتار کر پھر پہن لیا

ایک محرم مرد سلا ہوا کپڑا ایک دن یا اس سے زائد پہنے رہا پھر اتار کر دوبارہ پہن لیا تو اب وجوبِ جزاء میں یہ تفصیل ہے کہ اگر دوبارہ نہ پہننے کے ارادے سے پہلی مرتبہ اتارا تھا اور پھر پہن لیا تو دودم واجب ہوں گے، اور اگر یہ ارادہ تھا کہ دوبارہ پہنے گا یا اس کو اتار کر دوسرا پہنے گا، تو ان دونوں صورتوں میں دوسرا کفارہ لازم نہیں ہوگا؛ بلکہ صرف ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔ **ولو لبس یوماً او ایاماً ثم نزعه ثم لبسه فان کان نزعه علی عزم الترک فعلیه کفارة اخریٰ وان کان علی عزم ان یلبسه ثانیاً او لیلبس بدله لا یلزمه کفارة اخریٰ.** (غنیة الناسك ۲۵۱، هندیة ۲۴۲/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۴/۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳)

متعدد لباس ایک ساتھ پہنے رہنے میں تفصیل

اگر محرم مرد مختلف قسم کے لباس مثلاً کرتا، ٹوپی، شلوار، موزا، شیروانی اور عمامہ وغیرہ سب پہنے

رہا اور اسی حالت میں ایک دن یا چند دن رہا تو سب کے عوض میں ایک جزاء لازم ہوگی جب کہ سب لباس ایک ہی دن میں پہنے ہوں اور سب کو پہننے کا سبب ایک ہو، مثلاً سردی کی وجہ سے پہنا ہو، چاہے پہننے کی مجلسیں ایک ہوں یا نہ ہوں، اگر سبب الگ الگ ہے، مثلاً کوئی کپڑا بخار کی شدت کی وجہ سے پہنا اور دوسرا سردی کی وجہ سے پہنا وغیرہ، تو متفرق جزاء لازم ہوں گی۔ **ولو جمع اللباس كلها في يوم واحد من قميص وقباء وعمامة وقلنسوة الخ، فعليه دم واحدٌ ان اتحد سبب اللبس بان كان لبس الكل لضرورة او لغيرها، الخ.** (شامی زکریا ۳/ ۵۷۸، غنیة الناسك ۲۵۲، ومثله فی البدائع زكريا ۲/ ۴۱۳، تاتارخانية ۳/ ۵۷۶، الولوالجية ۱/ ۲۷۴)

الگ الگ دنوں میں متعدد لباس پہننا

محرم مرد نے مختلف دنوں میں مختلف لباس پہنا بایں طور کہ ایک سلا ہوا کپڑا آج پہنا اور دوسرا سلا ہوا کپڑا کل پہنا تو اس صورت میں متفرق جزاء لازم ہوں گی، چاہے ان کپڑوں کے پہننے کا سبب ایک ہی کیوں نہ ہو۔ **ولو لبس البعض في يوم والبعض في يوم آخر تعدد الجزاء وان اتحد السبب.** (غنیة الناسك ۲۵۲، شامی زکریا ۳/ ۵۷۸)

ضرورت سے زائد لباس پہننا

ایک محرم مرد کو ایک سلا ہوا کپڑا پہننے کی ضرورت تھی مگر اس نے ایک کے بجائے دو کپڑے پہن لئے تو وجوبِ جزاء کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ:

(۱) اگر دونوں کپڑے اسی عضو اور بدن کے اسی حصہ میں پہنے ہیں جہاں ضرورت تھی مثلاً ایک کرتا پہننے کی ضرورت تھی اس نے دو کپڑے پہن لئے یا ٹوپی لگانے کی ضرورت تھی مگر ٹوپی کے ساتھ عمامہ بھی لگالیا تو صرف ایک کفارہ واجب ہوگا، مگر چوں کہ دوسرا بھی استعمال کیا ہے اس لئے اس پر گناہ ہوگا۔ **فان تعدد السبب كما اذا اضطر الى لبس ثوب فلبس ثوبين فان لبسهما على موضع الضرورة نحو ان يحتاج الى قميص فلبس قميصين او قميصاً وجبة او يحتاج الى قلنسوة فلبسها مع العمامة فعليه كفارة واحدة**

باحدهما يتخير فيها واثم بالآخر الخ. (غنية الناسك ۲۵۲، شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۳/۲)

(۲) اگر ایک ہی ضرورت کی وجہ سے دو اعضاء پر ایک ہی مجلس میں کپڑے پہنے، مثلاً سردی کی وجہ سے ٹوپی لگائی، اور خفین بھی پہن لئے تو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔ **وكذا اذا لبسهما على موضعين لضرورة بهما في مجلس واحد بان لبس عمامة وخفاً يعذر فيهما فعليه كفارة واحدة.** (شامی زکریا ۵۷۸/۳، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۳/۲، هندية ۲۴۲/۱)

(۳) اگر دوسرا کپڑا بدن کے اس عضو میں پہنا ہے جہاں ضرورت نہیں تھی مثلاً صرف ٹوپی لگانے کی ضرورت تھی مگر ساتھ ہی میں کرتا بھی پہن لیا، یا کرتا پہننے کی ضرورت تھی مگر ساتھ میں خفین کا استعمال بھی کرلیا تو اس صورت میں اس پر دو کفارے لازم ہوں گے۔ **وان لبسهما على موضعين موضع الضرورة وغير الضرورة ...... فعليه كفارتان.** (غنية الناسك ۲۵۲، ومثله في التاتارخانية ۵۷۵/۳، هندية ۲۴۲/۱)

سلا ہوا کپڑا پہنے بغیر چادر کی طرح لپیٹ لیا

اگر کسی محرم مرد نے کرتے کو چادر کی طرح لپیٹ کر پہنا یا شلوار کو چادر کی طرح بدن پر لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ سلا ہوا کپڑا پہننے پر جزاء اس وقت لازم ہوتی ہے جب کہ معتاد یعنی جس طرح پہننے کا طریقہ ہے اسی طریقہ سے پہنے۔ **ولو ارتدى بالقميص او اتشح به او اتزر به او بالسراويل فلا بأس به لانه لم يلبسه لبس المخيط.** (غنية الناسك ۲۵۳، ومثله في البدائع زکریا ۴۰۶/۲، شامی زکریا ۵۷۷/۳، تاتارخانية ۵۷۳/۳)

احرام کی لنگی کو بیچ میں سے سلوا لینا

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں؛ لیکن اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوا لیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ **والافضل ان**

لا يكون فيه خياطة اصلاً وان زرر احدهما او خلله بخلال وميله او عقد عقده بان ربط طرفه بطرفه الاٰخر او شده علی نفسہٖ بحبل ونحوه اساء ولاشئ عليه.

(غنية الناسك ٧١، شامی زكريا ٤٩٩/٣، البحر الرائق زكريا ٥٦٨/٢، معلم الحجاج ١١٤)

نوٹ: اگر کسی شخص کو بے سلی لنگی پہننے کی بالکل عادت نہ ہو، اور ایسی لنگی پہننے سے کشف عورت کا واقعی خطرہ ہو تو اس کے لئے سلی ہوئی لنگی پہننے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ (مرتب)

احرام کی لنگی میں نیفہ لگا کر کمر بند ڈالنا

احرام کی لنگی میں نیفہ سلوا کر کمر بند ڈالنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔ **وكذا يكره ان يغرز اطراف ازاره اويشد الازار والرداء بحبل اوغيره، فان فعل فلا شیء عليه.** (هداية السالك ٥٧٤/٢، البحر العميق ٧٩٤/٢، معلم الحجاج ١١٤)

احرام کی لنگی کو رسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھنا

اگر احرام کی لنگی کو رسی یا بیلٹ کے ذریعہ باندھا تو یہ مکروہ ہوگا، مگر اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں، (اور اگر لنگی باندھنے کے بعد اوپر سے بیلٹ وغیرہ باندھی ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں، کراہت اسی وقت ہے جب کہ بیلٹ کے ذریعہ سے لنگی کو باندھا گیا ہو)۔ **وكذا يكره له اذا اتزر ان يعقد علی ازاره بحبل اونحوه، ومع هٰذا اذا فعل لا شیء عليه.** (البحر العميق ٧٩٤/٢) **وشد الهميان فی وسطه. سواء كانت النفقة له او لغيره وسواء كان فوق الازار او تحته؛ لأنه لم يقصد به حفظ الازار، بخلاف ما اذا شد ازاره بحبل مثلاً.** (غنية الناسك ٩٢، معلم الحجاج ١١٥)

عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں

عورت حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا اور خفین وغیرہ پہن سکتی ہے اور اس پر سارا بدن چھپانا لازم ہے۔ **لا بأس ان تغطی المرأة سائر جسدها وهی محرمة بما شاءت من**

الثياب المخيطة وغيرها، واما ستر سائر بدنها عورة، وستر العورة بما ليس بمخيط متعذر. (بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۰۹) **وليس على المرأة بلبس المخيط شئٌ.**

(غنية الناسك ۲۵۴، شامي زكريا ۳/ ۴۹۹، خانية ۱/ ۲۸۶)

حالتِ احرام میں خفین پہننا مرد کے لئے ممنوع ہے

حالتِ احرام میں خفین پہننا منع ہے؛ لہٰذا اگر کوئی محرم حالت احرام میں ایک دن اس طرح خفین پہنے رہا کہ اس کو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے کاٹا نہیں تھا تو دم واجب ہوگا۔ **ولبس الخفين قبل القطع يوماً فعليه دم.** (غنية الناسك ۲۵۴، شامي زكريا ۳/ ۵۰۰، تاتارخانية ۳/ ۵۷۶، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۱۰)

خفین کو کاٹ کر پہننا

اگر محرم نے حالت احرام میں خفین کو قدم کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے کاٹ کر چپل نما بنا کر پہنا ہے تو اس پر کوئی جزاء واجب نہیں ہے۔ **وان لبسهما بعد القطع اسفل من موضع الشراک فلا شيء عليه.** (غنية الناسك ۲۵۴، خانية ۱/ ۲۸۵، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۰۶، شامي زكريا ۳/ ۵۰۰، تاتارخانية ۳/ ۵۷۴)

محرم کا دوسرے محرم کو کپڑا پہنا دینا وغیرہ

اگر ایک محرم شخص نے دوسرے محرم یا غیر محرم شخص کو سلا ہوا کپڑا پہنایا، یا خوشبو لگائی یا اس کے سر اور چہرے کو ڈھانک دیا تو ڈھانکنے والے محرم پر کوئی جزاء واجب نہیں؛ البتہ جس کو کپڑا پہنایا ہے اور خوشبو لگائی ہے اس پر جزاء واجب ہوگی۔ **وليس على الفاعل المحرم في ذلک شئٌ.**

(مناسك ملا على قارى ۳۳۴، غنية الناسك ۲۴۱، منحة الخالق ۳/ ۱۶، البحر الرائق زكريا ۳/ ۷، هندية ۱/ ۲۴۳)

احرام میں لنگوٹ باندھنے کا حکم

آنت اترنے کے مریض نے عذر کی وجہ سے احرام کی حالت میں لنگوٹ باندھا، تو کوئی

جزاء لازم نہیں؛ کیوں کہ لنگوٹ بدن کی ہیئت کے اعتبار سے سلا ہوا نہیں ہوتا؛ بلکہ ایک پٹی کے درجہ میں ہوتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۱) **مستفاد: فان زرره او خلله او عقده اساء و لا دم عليه.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۸۸) **و لا بأس بان يعصب جسده بعلة و يكره ان فعل ذٰلک فى غير علة و لا شىء عليه.** (تاتارخانية ۳/۵۷۸) **و لو عصب شيئاً من جسده لعلة او غير علة لا شىء عليه لانه غير ممنوع عن تغطية بدنه بغير المخيط و يكره ان يفعل ذٰلک بغير عذر.** (بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۱۱) **البتہ بلا عذر** لنگوٹ باندھنا مکروہ ہے۔

احرام میں نیکر اور انڈرویئر ممنوع ہے

احرام کے نیچے نیکر یا انڈرویئر پہننے کی وجہ سے حسب قواعد جزاء لازم ہے۔ **اذا لبس المحرم المخيط على الوجه المعتاد يوماً الى الليل فعليه دم.** (هندية ۱/۲۴۳، احسن الفتاویٰ ۴/۵۲۱)

احرام میں پیشاب کی تھیلی لٹکانا

احرام کی حالت میں مریض کے لئے عذر کی بنا پر پیشاب کی تھیلی لٹکانا جائز ہے؛ (لیکن تھیلی میں پیشاب رہنے کی حالت میں مسجد میں جانے سے احتیاط کرے اور زیادہ تر قیام گاہ پر نمازیں ادا کرے اور جب طواف کے لئے مسجد حرام میں جائے تو تھیلی کو خالی کرکے اولاً صاف کرلے اس کے بعد ہی مسجد حرام میں داخل ہو) **المستفاد: مريض تحته ثياب نجسة و كلما بسط شيئاً تنجس من ساعته صلى على حاله الخ.** (شامی زکریا ۲/۵۰۷ کتاب المسائل ۱/۱۹۷)

❍❖❍

سر یا چہرہ ڈھانکنے کے مسائل

محرم کا معتاد چیزوں سے چہرہ یا سر ڈھانکے رہنا

محرم اگر اپنا سر یا چہرہ ایک دن یا ایک رات تک کسی ایسی چیز سے ڈھانکے رکھے جس سے عموماً چہرہ ڈھانکنے کا کام لیا جاتا ہے، مثلاً ٹوپی یا پگڑی وغیرہ، تو اس پر بہر حال دم واجب ہوگا، چاہے خود ڈھانکا ہو یا کسی دوسرے نے ڈھانک دیا ہو، جان بوجھ کر ڈھانکا ہو یا بے خبری کی حالت میں ڈھانک دیا گیا ہو، کسی عذر کی وجہ سے ڈھانکا ہو یا بغیر عذر کے۔ **اذا غطی رأسه او وجهه ولو امرأة كلًّا او بعضاً بمعتاد وهو ما يقصد به التغطية عادة كالقلنسوة والعمامة مخيطاً كان او غيره ودام عليه زماناً ولو ناسياً او عامداً عالماً او جاهلاً مختاراً او مكرهاً الخ.** (غنية الناسك ۲۵۴، درمختار مع الشامی زکریا ۵۷۷/۳، ومثله فی التاتارخانية ۵۷۷/۳، هندية ۲۴۲/۱، البحر الرائق زكريا ۱۳/۳)

کان، گدّی اور ٹھوڑی ڈھانکنے میں حرج نہیں

محرم کے لئے اپنے دونوں کانوں، گدی اور ٹھوڑی کے نیچے داڑھی کے ڈھانکنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولا بأس ان يغطى اذنيه وقفاه من لحيته ما هو اسفل من الذقن.**

(البحر الرائق زكريا ۱۴/۳، غنية الناسك ۲۵۵، درمختار مع الشامي زكريا ۵۷۹/۳، تاتارخانية ۵۷۸/۳، خانية على الهندية ۲۸۹/۱)

غیر معتاد اشیاء سے چہرہ ڈھانکنا

محرم اگر اپنے سر یا چہرہ کو کسی ایسی چیز سے ڈھانکے جس سے عموماً سر ڈھانکنے کا کام نہیں لیا

جاتا ہے، مثلاً چھتری، لکڑی، لوہا، پیتل اور شیشہ وغیرہ، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، چاہے اس ڈھانکنے سے سردی یا گرمی سے بچاؤ ہی مقصود کیوں نہ ہو۔ **ولو غطى رأسه بجعل ما لا يقصد به التغطية عادةً كاجانة وعدل البر او جوالق او مكتل الخ.** (غنية الناسك ۲۵۵، درمختار مع الشامی زکریا ۵۷۷/۳، البحر الرائق زکریا ۱۳/۳، هندية ۲۴۲/۱، تاتارخانية ۵۷۷/۳)

محرم کا غلافِ کعبہ کے اندر کھڑے ہونا

اگر کوئی محرم غلافِ کعبہ کے نیچے اس طرح رہے کہ غلافِ کعبہ اس کے چہرہ یا سر سے لگا ہوا ہو تو مکروہ ہے، اور اگر اس طور پر غلافِ کعبہ کے نیچے کھڑا رہے کہ غلافِ کعبہ چہرہ یا سر سے لگا ہوا تو نہیں ہے؛ البتہ سر کے اوپر لٹکے ہوئے ہونے کی حالت میں ہے، تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ **لو دخل تحت ستر الكعبة فان كان يصيب وجهه او رأسه فهو مكروه لا شيء عليه والا فلا بأس به.** (غنية الناسك ۲۵۵، ومثله فى الخانية على الهندية ۲۸۹/۱، تاتارخانية ۵۷۷/۳، نصب الراية ۳۷/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۴۹۸/۳، الولوالجية ۲۷۵/۱)

سر پر رومال یا پٹہ باندھنا

احرام کی حالت میں عذر یا بلا عذر سر پر پٹہ یا رومال وغیرہ باندھنا مکروہ ہے، اگر مکمل ایک دن یا ایک رات کے بقدر باندھے رہا تو دم لازم ہوگا۔ **واما عصب العصابة علىٰ رأسه لعلةٍ او غير علةٍ فانما يكره ولزمه اذا دام يوماً كفارة للتغليظ.** (غنية الناسك ۷۲، ومثله فى الطحطاوى جديد ۷۴۲، درمختار مع الشامی زکریا ۴۷۲/۳-۴۷۷، هداية مع فتح القدير ۲۸/۳، هندية ۲۴۲/۱)

عورت کا چہرے پر نقاب ڈالنا

اگر عورت نے احرام کی حالت میں چہرے پر اس طرح نقاب ڈالا کہ نقاب کا کپڑا چہرے پر لگا رہا، یا ڈھاٹا باندھا تو ایک رات یا ایک دن اسی حال میں رہنے سے دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ لازم ہوگا (اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ احرام کے وقت غیر مردوں سے پردے کے لئے نقاب اس طرح ڈالیں

کہ کپڑا چہرے کو نہ لگے اور اس کی صورت یہ ہے کہ سر پر اولاً ہیٹ وغیرہ کی شکل کی کوئی چیز لگالیں اور اس کے اوپر سے نقاب لگائیں) **ولیس للمرأة ان تنتقب وتغطی وجهها فان فعلت یوماً فعلیها دم وفی الاقل صدقة.** (غنیة الناسك ۲۵۵، شامی زکریا ۴۹۷/۳، تاتارخانیة ۵۷۷/۳)

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالتِ احرام چہرے پر ''ماسک'' لگانا عام ہوگیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ''ماسک'' پہننا مردوں اور عورتوں سب کے لئے بلاشبہ ممنوع ہے، اور جزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ''ماسک'' اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ''ماسک'' مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے، اور اگر ''ماسک'' کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ۱۲ر گھنٹے سے کم لگایا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا؛ اس لئے بہرحال احرام کی حالت میں ''ماسک'' نہیں لگانا چاہئے۔ **ولو عصب رأسه او وجهه یوماً او لیلةً فعلیه صدقة الا ان یأخذ قدر الربع فدم.** (غنیة الناسك ۲۵۴، هندیه ۲۴۲/۱، شامی زکریا ۴۹۸/۳، تاتارخانیة ۵۷۸/۳، خانیة علی الهندیة ۲۸۹/۱، بدائع الصنائع زکریا ۴۱۱/۲)

سونے کی حالت میں ہاتھ سے چہرہ ڈھانکنے کا حکم

اگر حالت احرام میں سوتے ہوئے ہاتھ سے چہرہ ڈھک لیا تو اس سے کوئی جنایت لازم نہیں آتی؛ لیکن اگر کپڑے یا رومال وغیرہ سے چہرہ یا سر یا ان دونوں کا چوتھائی حصہ بارہ گھنٹے تک مسلسل ڈھکا رہا، تو دم جنایت واجب ہے، اور اگر اس سے کم ڈھکا رہا تو صدقہ واجب ہوگا۔ **نعم لو وضع یدیه بلاثوب علی رأسه أو وجهه کالأنف وغیره الخ، لا بأس به ولو غطی کل رأسه.** (غنیة الناسك ۱۱۱ سهارنپور) **إذا غطی رأسه ووجهه ......، او نائماً الخ فعلیه الجزاء، فاذا غطی جمیع رأسه او وجهه والربع منهما کالکل الخ، یوماً او لیلةً والمراد مقدار احدهما فعلیه دم، وفی الاقل من یوم او من الربع صدقة.**

(غنیة الناسك ۲۵۴، مناسك ملا علی قاری ۳۰۸، انوار مناسك ۲۱۳)

بال کاٹنے کے مسائل

احرام کی حالت میں بدن کے بال کاٹنا

اگر کسی محرم نے حلال ہونے کے وقت سے قبل ہی سر یا داڑھی کے چوتھائی حصہ کے بال منڈائے یا کتروائے، تو اس پر دم واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر بغل، زیرناف اور گردن کے سب بال صاف کردئے تو بھی دم لازم ہوگا، خواہ خود مونڈے یا کوئی دوسرا شخص اس کی اجازت سے یا بلا اجازت مونڈ دے۔ اور اگر ایسے عضو کے بال منڈائے ہیں جس عضو کے بال عموماً قصداً منڈائے نہیں جاتے ہیں، مثلاً سینہ یا پنڈلی کے بال مونڈ دیئے یا چوتھائی حصہ سے کم سر کے بال منڈائے یا بغل، زیرناف اور گردن کے بعض حصہ کے بال مونڈے ہیں، تو اس پر صرف صدقہ واجب ہوگا۔ **متى حلق عضواً مقصوداً بالحلق من بدنه قبل او ان التحلل فعليه دم، وان حلق ما ليس بمقصود فصدقة كذا في المبسوط، ولا فرق في الحلق بين ان يحلق لنفسه او يحلق له غيره بامره او بغير امره.** (غنية الناسك ٢٥٥) **او حلق احدى ابطيه او عانته او رقبته كلها (درمختار) قوله كلها اى كل الثلاثة وانما قيد به لان الربع في هٰذه الاعضاء لا يعتبر بالكل الخ، حتى حلق عضواً مقصوداً بالحلق فعليه دم وان حلق ما ليس بمقصود فصدقة، ثم قال: ومما ليس بمقصود حلق شعر الصدر والساق ومما هو مقصود حلق الرأس والابطين الخ، وفي النخبة وما في المبسوط هو الاصح، قال ابن الهمام: انه الحق.** (درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۸۰، ہندیة ۱/ ۲۴۳، البحر الرائق زکریا ۳/ ۱۷)

احرام میں ڈاڑھی مونڈنا

اگر محرم نے احرام کی حالت میں اپنی ڈاڑھی مونڈی یا چوتھائی کے بقدر ڈاڑھی کے بال کتروائے تو دم واجب ہوگا۔ (اور ڈاڑھی مونڈنا ہر حال میں سخت گناہ ہے) **فالواجب دم لو**

حلق ربع رأسه او ربع لحيته فصاعداً. (غنية الناسك ٢٥٦، درمختار مع الشامی زكريا ٥٧٩/٣، البناية ٣٣٣/٤، البحر الرائق زكريا ١٥/٣، هندية ٢٤٣/١)

بدن کے بال اکھیڑنے کا حکم

محرم شخص اگر اپنے اعضاء بدن مثلاً سر، ناک اور داڑھی وغیرہ کے تین یا اس سے کم بال اکھاڑے تو وہ ہر بال کے عوض ایک مٹھی غلہ صدقہ دے، اور اگر تین یا اس سے زائد بال اکھاڑے ہیں، تو صدقۂ فطر یا اس کی قیمت کا دینا ضروری ہوگا۔ **وان نتف من رأسه او انفه او لحيته ثلاث شعراتٍ ففی کل شعرةٍ کف من طعام وفی خصلة نصف صاع.** (غنية الناسك ٢٥٦، شامی زكريا ٥٨٩/٣، هنديه ٢٤٣/١، تاتارخانية ٥٨٥/٣، البحر الرائق كوئٹه ١٦/٣، خانية ٢٨٩/١، البحر العميق ٨٥٣/٢)

وضو یا غسل کرتے ہوئے بال ٹوٹ گئے

اگر محرم کے وضو یا غسل کے دوران کچھ بال خود بخود ٹوٹ گئے تو ہر تین بالوں پر ایک مٹھی غلہ صدقہ کرے۔ **اما اذا سقط بفعل المامور به کالوضوء ففی ثلاث شعرات کف واحدة من الطعام.** (غنية الناسك ٢٥٦، مناسك ملا علی قاری ٣٢٨، البحر العميق ٨٥٣/٢)

ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء کے بال منڈوادئے

اگر محرم شخص ایک ہی مجلس میں متعدد اعضاء بدن مثلاً سر، داڑھی، اور بغل وغیرہ کے بال حلق کرائے تو اس پر صرف ایک دم واجب ہوگا؛ البتہ اگر کسی ایک عضو کے بال منڈانے کے بعد اسی مجلس میں کفارہ ادا کردے پھر اسی مجلس میں دوبارہ حلق کرائے تو اب متعدد دم واجب ہوں گے۔ **ولو حلق رأسه ولحيته وابطيه وکل بدنه فی مجلس واحدٍ فعليه دم واحد لاتحاد المحل معنىً باتحاد المقصود وهو الارتفاق الا اذا کفر للاول کما لو حلق رأسه واراق دماً ثم حلق لحيته لزمه دم اٰخر.** (غنية الناسك ٢٥٦، درمختار مع الشامی زكريا ٥٨٠/٣، هنديه ٢٤٣/١، ومثله فی البحر الرائق زكريا ١٥/٣، هندية ٢٤٣/١، تاتارخانية ٥٨٦/٣)

احرام میں مونچھ ترشوانا

محرم شخص اگر مونچھوں کو منڈوائے یا ترشوائے تو اس پر صدقہ واجب ہے، چاہے پوری مونچھوں کو ترشوائے یا بعض کو۔ **ولو حلق شاربه كله او بعضه فعليه صدقة وهو المذهب الصحيح؛ لانه بعض اللحية ولا يبلغ ربع المجموع.** (غنية الناسك ٢٥٧، شامي زكريا ٥٨٠/٣، البحر العميق ٨٥٣/٢)

زیر ناف بال مونڈنا

حالتِ احرام میں موئے زیر ناف، دونوں بغل یا گردن کے بال مونڈنے سے دم واجب ہے۔ **وان حلق رقبته او عانته او نتف ابطيه فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٥٧، درمختار مع الشامي زكريا ٥٨٠/٣، هنديه ٢٤٣/١، البحر الرائق زكريا ١٧/٣)

بال صفا کریم سے بال صاف کرنا

اگر کوئی شخص بال صفا کریم یا پاؤڈر سے بال صاف کرلے یا چمٹی سے اکھیڑ لے یا دانت سے توڑ دے، تو ان سب صورتوں کا حکم مونڈنے کے ہی مانند ہے، پس جو جزاء مونڈنے اور قینچی سے کتروانے کی صورت میں ہے وہی جزاء یہاں بھی حسبِ تفصیل واجب ہوگی۔ **والنتف والقص والاطلاء بالنورة والقلع بالاسنان والسقوط بالمس ونحو ذلک كالحلق.** (غنية الناسك ٢٥٧، هنديه ٢٤٤/١، البحر الرائق زكريا ١٥/٣)

ایک عضو سے جابجا بال مونڈے

اگر محرم شخص کسی عضو کے متفرق جگہوں سے بال منڈائے، مثلاً سر کے مختلف حصوں سے بال منڈائے تو ان کو یکجا کر کے دیکھا جائے گا، اگر کل کا مجموعہ چوتھائی سر کے برابر ہو جائے تو اس پر دم واجب ہوگا۔ **ويجمع المتفرق فی الحلق كما فی الطيب فلو حلق ربع رأسه من مواضع متفرقة فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٥٧، شامي زكريا ٥٨٠/٣)

محرم کا دوسرے شخص کی مونچھ وغیرہ بنانا

محرم شخص اگر کسی دوسرے آدمی کی (چاہے وہ حلال ہو یا وہ بھی محرم ہو) مونچھ یا ناخون وغیرہ کاٹ دے، تو اسے چاہئے کہ کسی غریب کو کچھ کھانا وغیرہ کھلادے۔ **وان حلق محرم شارب محرم او حلال او قصه او قص من اظفاره اطعم ما شاء.** (غنية الناسك ۲۵۹، مناسك ملا علی قاری ۳۳۰، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۹۰، تاتارخانية ۳/ ۵۸۵، الولوالجية ۱/ ۲۷۸، البحر العميق ۲/ ۸۶۱)

ارکان پورا کرنے کے بعد اپنے یا دوسرے کے بال مونڈنا

جس محرم نے افعال حج وعمرہ پورے کرلئے ہوں، اور صرف حلق یا قصر کا عمل باقی ہو تو وہ خود اپنا سر مونڈ سکتا ہے اور اپنا حلق یا قصر کرانے سے پہلے دوسرے محرم کا حلق بھی کرسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ حلق سے قبل ناخون وغیرہ کاٹنا یا کٹوانا منع ہے۔ **ولو حلق رأسه او رأس غيره من حلال او محرم جاز له الحلق لم يلزمهما شيءٌ.** (غنية الناسك ۱۷۴، زبدة المناسك ۳۷۰ وغيره)

بال جھڑنے کے مریض کا حکم

جس شخص کے بدن سے بال بلاوجہ جھڑنے کا مرض ہو تو حالت احرام میں اس کے بال جھڑنے سے کوئی جزاء لازم نہیں ہے۔ **بخلاف ما اذا تناثر شعره بالمرض او النار فلا شيء عليه لانه ليس للزينة فانما هو شين.** (البحر الرائق کوئٹہ ۳/ ۹) **ولو تناثر شعره بالمرض فلا شيء عليه فانه ليس باختياره و كسبه.** (مناسك ملا علی قاری ۳۲۸، غنية الناسك ۲۵۸، انوار مناسك ۵۳۹)

کھانا پکاتے ہوئے بال جھلس گئے

اگر احرام کی حالت میں کھانا یا روٹی پکاتے وقت ہاتھ کے بال جھلس جائیں تو صدقۂ فطر دینا لازم ہے۔ **وإذا خبز فاحترق بعض شعره تصدق.** (غنية الناسك ۲۵۸، مناسك ملا علی قاری ۳۲۸، البحر العميق ۲/ ۸۵۳)

ناخون کاٹنے کے مسائل

ایک مجلس میں سب ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ ڈالے

اگر کوئی محرم شخص ایک ہی مجلس میں اپنے دونوں ہاتھ اور پیروں کے ناخون کاٹے یا ایک ہی ہاتھ یا پیر کے ناخون کاٹے، تو اس پر دونوں صورتوں میں ایک دم واجب ہوگا۔ **اذا قص اظافیر یدیه او رجلیه او ید او رجل واحدةٍ فی مجلس واحد فعلیه دم واحد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۰-۳۳۱، درمختار مع الشامی زکریا ۵۸۰/۳، هندیة ۲۴۴/۱، اللباب ۱۸۳/۱، خانیة علی الهندیة ۲۸۸/۱، تاتارخانیة ۵۸٦/۳، تبیین الحقائق ۳۱۱/۲)

ایک ہاتھ پیر سے کم ناخون کاٹے

اگر کسی محرم نے ایک ہاتھ یا ایک پیر سے کم (یعنی پانچ سے کم) ناخون کاٹے تو اس پر ہر ناخون کے عوض صدقۂ فطر کے بقدر صدقہ واجب ہوگا۔ **وان قلم اقل من ید او رجل فعلیه صدقة لکل ظفر نصف صاع.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۱، هندیه ۲۴۴/۱، تبیین الحقائق ۳۱۱/۲، تاتارخانیة ۵۸٦/۳، خانیة ۲۸۹/۱)

ہر ہاتھ پیر کے صرف چار چار ناخون تراشے

اگر کسی محرم نے دونوں ہاتھ اور پیروں کے چار چار یعنی سولہ ناخون تراشے، تو اس پر ہر ناخون کے عوض نصف صاع صدقہ واجب ہوگا، اور چاہے تو دم بھی دے سکتا ہے۔ **او قلم من کل ید ورجل اربعة اظافیر فبلغ جملتها ستة عشر ظفراً فعلیه صدقة لکل ظفر نصف صاع.** (مناسك ملا علی قاری ۱۳۱، هندیه ۲۴۴/۱، تاتارخانیة ۵۸۷/۳، البحر العمیق

۸٦۸/۲، بدائع الصنائع زکریا ۴۲۳/۲، البحر الرائق کوئٹه ۱۲/۳) **فعليه صدقة لكل ظفر نصف صاع الا ان يبلغ قيمة الطعام دماً فينقص ما شاء او يختار الدم.** (غنية الناسك ۲٦۰)

ناخون کا خود بخود ٹوٹ جانا

اگر کسی محرم کا ناخون خود بخود کٹ جائے یا ٹوٹ جائے یا اس طرح ٹوٹ کر تھوڑا بہت انگلی سے لگا رہے کہ اس میں دوبارہ بڑھوتری کی امید نہ ہو تو اس ناخون کو توڑ دینے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔ **ولو انكسر ظفره أو انقطع شظيه أي قفله منه فقطعها أو قلعها لم يكن عليه شيءٌ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۱، هنديه ۲۴۴/۱، ومثله فی البحر الرائق کوئٹه ۱۲/۳، تبيين الحقائق ۲/۲ ۳۱)

بحالتِ احرام جماع کے مسائل

احرام کی حالت میں بے حجابی منع ہے

حج وعمرہ کا سفر کوئی عام انداز کا سفر نہیں؛ بلکہ یہ ایک روحانی اور تربیتی سفر ہے، جس میں پوری بیدار مغزی، ذوق وشوق اور مکمل خشوع وخضوع شرعاً مطلوب ہے، اس لئے اس سفر میں ہر وہ کام ممنوع ہے جس میں خیالات میں پراگندگی اور یکسوئی میں خلل واقع ہوتا ہو۔ چناں چہ دورانِ حج وعمرہ جس طرح لڑائی جھگڑا اور ہر طرح کی معصیت اور گناہ سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح ہر قسم کی بے حیائی کی باتوں پر بھی مکمل بندلگا دیا گیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ. (البقرة: ۱۹۷)

پس جو شخص ان (حج کے مہینوں) میں حج لازم کرے تو نہ بے حیائی ہے اور نہ گناہ ہے اور نہ آپسی جھگڑا حج میں جائز ہے۔

حتی کہ وہ بے حجابیاں جو احرام سے پہلے شرعاً حلال ہیں وہ بھی احرام باندھتے ہی منع ہو جاتی ہیں، مثلاً بیوی سے بے حجاب ہونا یا بے حجابی کی باتیں کرنا عام حالات میں جائز ہے، مگر احرام کے بعد وہ حلال نہیں رہتا، اور اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے بعض صورتوں میں سرے سے حج وعمرہ کی عبادت ہی فاسد ہو جاتی ہے، جب کہ بعض دیگر صورتوں میں جنایت لازم آتی ہے۔

اس لئے وہ عازمین حج وعمرہ جو اپنی بیویوں کے ساتھ سفر کرتے ہیں انہیں احرام کی حالت میں اور حج میں احرام کھولنے کے بعد طواف زیارت سے پہلے اس بارے میں بہت احتیاط لازم ہے، عمل تو دور رہا زبانی طور پر بھی بیویوں سے بے حجابی کی باتوں سے بچیں، اور اس معاملہ میں مسائل کا علم حاصل کریں، ورنہ عبادت کے خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

ذیل میں اس موضوع سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

ارکان کی ادائیگی سے قبل جماع

اگر کسی محرم نے وقوفِ عرفہ یا طوافِ عمرہ کے اکثر چکروں کی ادائیگی سے پہلے جماع کر لیا تو اس کا حج وعمرہ فاسد ہو جائے گا، اور اس پر ایک دم بھی لازم ہوگا۔ فـان جـامـع فـي احـد

السبيلين ...... قبل الوقوف بعرفة او قبل اكثر طواف العمرة فسد حجه او عمرته انزل او لم ينزل وعليه شاة. (غنية الناسك ۲۶۸، مناسك ملا علی قاری ۳۳۷، تاتارخانية ۵۷۹/۳، الموسوعة الفقهية ۱۹۰/۲، البحر الرائق كراچی ۱۵/۳، هندية ۲۴۴/۱)

حج فاسد ہونے کے بعد کیا کرے؟

جس شخص کا حج فاسد ہو جائے اس پر ضروری ہے کہ حج کے مابقیہ ارکان اسی طرح ادا کرے جس طرح حج صحیح میں ادا کئے جاتے ہیں، اور ان تمام جنایات سے بچنا لازم ہے جن سے حج صحیح میں بچنا لازم ہوتا ہے؛ لہٰذا اس دوران اگر کسی جنایت کا ارتکاب کیا تو اس پر وہی جزاء لازم ہوگی جو جزاء حج صحیح کرنے والے پر لازم ہوتی ہے، اور اس پر آئندہ حج کرنا لازم ہے۔ **ويمضى فى فاسده وجوباً كحائضة فيفعل جميع ما يفعله فى الحج الصحيح ويجتنب ما يجتنب فيه، وان ارتكب محظوراً فعليه ما على الصحيح الخ.** (غنية الناسك ۲۶۸، مناسك ۳۳۸، ومثله فى التاتارخانية ۵۷۹/۳، الموسوعة الفقهية ۱۹۰/۲، البحر الرائق كوئٹه ۱۷/۳، هندية ۲۴۴/۱، خانية ۲۸۸/۱)

جماع کے مفسد حج وعمرہ ہونے کے شرائط

جماع کے مفسد حج وعمرہ ہونے کے لئے پانچ شرائط ہیں:

(۱) جماع سبیلین میں سے کسی میں ہوا ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے سبیلین کے علاوہ سے شہوت پوری کی، مثلاً ران سے چپٹ کر یا مباشرت فاحشہ کے ذریعہ، تو انزال کے باوجود اس سے حج فاسد نہیں ہوتا، گویا کہ دواعیٔ جماع کا حکم ہر اعتبار سے جماع کے مانند نہیں ہے؛ البتہ دم لازم ہوگا، اس لئے کہ بحالتِ احرام ایسا کوئی بھی کام کرنا بنص قرآنی ممنوع ہے۔) **وشرائط كونه مفسداً خمسة: الاول: ان يكون الجماع فى القبل او الدبر حتى لو وطئ فيما دونهما اى من الافخاذ ونحوها وكذا اذا امنى او احتلم او لمس اى مس بلا حائل، او عانق او باشر الى مباشرة فاسدة ...... بشهوة ...... لم يفسد اى بالاجماع.** (مناسك ملاعلی قاری ۳۳۵، غنية الناسك ۲۶۸، ومثله فى الهندية ۲۴۴/۱، تاتارخانية زكريا ۵۸۲/۳، اللباب ۱۸۳/۱)

(۲) جماع کسی آدمی (مرد وعورت) سے کیا ہوا اور وہ مشتہاۃ بھی ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے کسی مردہ یا بہت چھوٹی بچی یا کسی جانور سے وطی کی تو حج فاسد نہیں ہوگا، خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، تاہم انزال کی صورت میں دم جنایت لازم ہوگا۔) **والثانی: ان یکون الجماع فی الآدمی سواء کان حلالاً او حراماً الخ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۵- ۳۳۶) **او جامع بهیمة او میتة او صغیرة لا تشتهی ان انزل فعلیه دم، وان لم ینزل فلا شیء علیه ولا یفسد حجه بشیء من الدواعی مع الانزال.** (غنیة الناسك ۲٦۸، هندیة ۱/ ۲٤٤، تاتارخانیة ۳/ ۵۸۳)

(۳) جماع کا تحقق وقوفِ عرفہ سے پہلے ہوا ہو، اور عمرہ کے فاسد ہونے کی شرط یہ ہے کہ طواف کے چار چکروں سے پہلے جماع کیا ہو؛ (لہٰذا اگر کسی نے حج میں وقوفِ عرفہ کے بعد اور عمرہ میں چار چکروں کے بعد جماع کیا تو یہ جماع مفسد حج وعمرہ نہیں ہوگا؛ البتہ حسب قواعد جزا لازم ہوگی۔) **والثالث: ان یکون قبل الوقوف بعرفة الخ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ٤٦۲)

(۴) التقاء ختانین یعنی غیبوبت حشفہ ہو؛ (لہٰذا اس کے بغیر جماع سے فساد کا حکم نہ ہوگا۔) **والرابع: التقاء الختانین.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، هندیة ۱/ ۲٤٤، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۵)

(۵) فرجین کے درمیان کوئی ایسی رکاوٹ نہ ہو جو حرارت سے مانع ہو؛ (لہٰذا اگر مرد نے اپنی شرم گاہ پر ایسی چیز لپیٹ کر جماع کیا جو فرج کی حرارت تک پہنچنے سے مانع تھی تو یہ جماع حج وعمرہ کے فساد کا سبب نہیں بنے گا؛ لیکن اگر ایسی رکاوٹ ہو جو حرارت سے مانع نہ ہو، جیسے نرودھ، تو وہ مانع جزا نہیں ہے؛ لہٰذا اس کے ساتھ جماع کرنے سے حسب شرائط حکم شرعی جاری ہوگا) **والخامس: ان لا یکون حائل ای حاجز ومانع بین الفرجین یمنع الحرارة ای من احد الطرفین فلو لف ذکره بخرقة واولجه ای ادخله ان منع الخرقة وصول حرارة الفرج الیه لا یفسد والا یفسد.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳٦، غنیة الناسك ۲٦۸، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۵، البحر العمیق ۲/ ۸۸۹)

مراہق یا مجنون کا جماع کرنا

اگر کسی قریب البلوغ بچہ اور مجنون (پاگل) سے جماع کا صدور ہوجائے تو ان کا حج وعمرہ بھی فاسد ہوجائے گا؛ البتہ ان کے حج وعمرہ فاسد ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی جزاء یعنی دم اور قضاء وغیرہ لازم نہیں ہوگی۔ **ویتحقق الجماع من الصبی ای المراهق والمجنون فیفسد نسکهما ...... الا انه لا جزاء ای من الدم ولا قضاء علیهما.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۷، غنیة الناسك ۲٦۸، درمختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۹۲، البحر العمیق ۲/ ۸۸۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ٤٦۳، هندیة ۱/ ۲٤٤)

قارن فساد حج کی صورت میں کیا کرے؟

جس شخص کا حج جماع کی وجہ سے فاسد ہوا ہے اگر وہ قارن ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ اس سے جماع کا صدور وقوفِ عرفہ اور اکثر طوافِ عمرہ سے پہلے ہوا ہوگا، تو ایسے قارن کا حج اور عمرہ دونوں فاسد ہوجائیں گے، اور مابقیہ ارکان کو ادا کرنا ضروری ہوگا، اور اس کے ذمہ دو دم لازم ہوں گے، ایک حج کے احرام کی طرف سے اور دوسرا عمرہ کے احرام کی طرف سے، اور حج وعمرہ دونوں کی قضاء لازم ہوگی، اور اس سے دم قران ساقط ہوجائے گا۔ **اذا کان المفسد قارناً ففیه تفصیل: فان جامع قبل الوقوف وقبل طواف العمرة ای اکثره فسد حجه وعمرته ای کلًّا منهما، وعلیه المضی فیهما وعلیه شاتان ای للجنایة علی احرامهما وقضاؤهما وسقط عنه دم القران.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۸، تاتارخانیة ۳/ ۵۸۱، هندیة ۱/ ۲٤۵، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ٤٦۵، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۷، شامی زکریا ۳/ ۵۹۵، غنیة الناسك ۲۷۰)

(۲) قارن نے عمرہ کا طواف مکمل یا اکثر کرنے کے بعد جماع کیا تو ایسی صورت میں اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوگا؛ البتہ اس کا حج فاسد ہوجائے گا، اس سے دم قران ساقط ہوجائے گا، اس لئے کہ اس کا حج فاسد ہوچکا ہے، اور اس پر دو دم لازم ہوں گے، ایک دم وقوف سے قبل جماع کرنے پر

اور دوسرا دم عمرہ کے احرام سے حلال ہونے سے پہلے جماع کرنے کی وجہ سے، اور اس کے ذمہ حج وعمرہ میں سے صرف حج کی قضا لازم ہوگی۔ **وان جامع بعد ما طاف لعمرته كله او اكثره فسد حجه دون عمرته لاداء ركنها قبل الجماع وسقط عنه دم القران لفساد حجه الذى باجتماعه معها كان قراناً وعليه دمان ......، دم لفساد الحج ......، ودم للجماع فى احرام العمرة لعدم تحلله عنها، وعليه قضاء الحج.** (مناسك ملا على قارى ملخصاً /۳۳۸، ومثله فى التاتارخانية ۳/ ۵۸۱، هندية ۱/ ۲۴۵، البحر الرائق كوئٹه ۳/ ۱۷، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۶۵، تبيين الحقائق ۲/ ۳۶۷، غنية الناسك ۲۷۰- ۲۷۱)

(۳) قارن نے عمرہ کا طواف کرلیا اور وقوفِ عرفہ بھی کرلیا؛ لیکن حلق کرانے سے پہلے پہلے جماع کرلیا تو اس کا نہ حج فاسد ہوگا اور نہ ہی عمرہ فاسد ہوگا، اور اسی طرح اس سے دمِ قران بھی ساقط نہیں ہوگا؛ البتہ اس کے ذمہ ایک بدنہ حج کا اور ایک بکری عمرہ کی طرف سے ضروری ہوگی۔ **وان جامع بعد طواف العمرة وبعد الوقوف قبل الحلق وقبل طواف الزيارة كله او اكثره لم يفسد الحج ولا العمرة ولا يسقط عنه دم القران وعليه بدنة للحج وشاة للعمرة.** (غنية الناسك ۲۷۱، هندية ۱/ ۲۴۵، تاتارخانية ۳/ ۵۸۱، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۶۶، مناسك ملا على قارى ۳۳۸)

(۴) قارن شخص نے کسی وجہ سے عمرہ ترک کردیا اور وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت سے قبل جماع کیا تو اس پر جنایت حج کی وجہ سے ایک بدنہ لازم ہوگا، اور عمرہ کو باطل کرنے کی وجہ سے ایک دم، اور عمرہ کی قضا لازم ہوگی۔ **ولو لم يطف لعمرته ثم جامع بعد الوقوف فعليه بدنة للحج اى للجناية عليه وشاة لرفض العمرة وقضاؤها.** (مناسك ملا على قارى ۳۳۸، البحر الرائق كوئٹه ۳/ ۱۷، تاتارخانية ۳/ ۵۸۱، الموسوعة الفقهية ۲/ ۱۹۳، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۶۶)

(۵) اگر قارن شخص نے حلق سے پہلے طواف زیارت کرلیا، پھر جماع کرلیا تو اس پر دو دم لازم ہوں گے؛ اس لئے کہ اس صورت میں حج وعمرہ دونوں کے احرام پر جنایت واقع ہوئی ہے۔

ولو طاف القارن ای طواف الزیارة قبل الحلق ثم جامع فعلیه شاتان بناءً علی وقوع الجنایة علی احرامیه. (مناسک ملا علی قاری ۳۳۸، تاتارخانیة ۳/ ۵۸۱، الموسوعة الفقهیة ۲/ ۱۹۳، هندیة ۱/ ۲۴۵، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۴۶۶، البحر العمیق ۲/ ۸۸۳)

وقوفِ عرفہ سے قبل ایک مجلس میں متعدد مرتبہ جماع

اگر کسی محرم نے وقوفِ عرفہ سے پہلے ایک مجلس میں متعدد بار جماع کیا چاہے ایک عورت سے ہو یا متعدد سے، اس پر ایک ہی دم لازم ہوگا۔ **ولو جامع مراراً قبل الوقوف فی مجلس واحد مع امرأة واحدةٍ او نسوة فعلیه دم ای واحد.** (مناسک ملا علی قاری ۳۳۸، هندیة ۱/ ۲۴۵، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۵، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۴۶۳)

مختلف مجلسوں میں متعدد جماع

اگر کسی محرم نے مختلف مجلسوں میں متعدد مرتبہ جماع کیا ہے تو جتنی مرتبہ جماع پایا جائے گا ہر ہر جماع پر الگ الگ دم لازم ہوں گے۔ **وان اختلف المجالس ای مع واحد او مع جماعة یلزمه لکل مجلس ولو تعدد فیه الجماع دم علی حدة.** (مناسک ملا علی قاری ۳۳۹، ومثله فی البدائع الصنائع زکریا ۲/ ۴۶۴، غنیة الناسک ۲۶۹، البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۵)

حج فاسد کے احرام سے نکلنے کی غرض سے بار بار جماع

ایک محرم شخص نے جماع کیا جس کی وجہ سے اس کا حج فاسد ہوگیا، اب دوبارہ اسی حج فاسد کو ختم کرنے کی نیت سے جماع کرے تو اس پر بالاتفاق صرف ایک دم واجب ہوگا۔ **ولو جامع فی مجلس اٰخر ونوی به رفض الفاسدة فعلیه دم واحد.** (مناسک ملا علی قاری ۳۳۹، غنیة الناسک ۲۶۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۴۶۴، تاتارخانیة ۳/ ۵۸۰، هندیة ۱/ ۲۴۵)

بالجبر جماع یا سوتی ہوئی عورت کے ساتھ جماع کا حکم

جماع کی وجہ سے حج فاسد ہونے اور دم واجب ہونے کا جو حکم مرد پر لازم ہوتا ہے وہی عورت

پر بھی لازم ہوگا؛ لہٰذا اگر محرم عورت سے وقوفِ عرفہ سے قبل زبردستی جماع کیا گیا، یا سوتی ہوئی عورت سے جماع کیا گیا تو اس کا حج بھی فاسد ہوجائے گا، اور وقوفِ عرفہ کے بعد جماع کی شکل میں وہی تفصیلات ہیں جو پہلے ذکر کی گئیں؛ البتہ زبردستی وغیرہ کی صورت میں عورت پر گناہ نہیں ہوگا۔ **وما يلزمه الفساد والدم على الرجل مثله على المرأة وان كانت مكرهة او نائمة او ناسية.** (مناسك ملا علی قاری ۳۳۹، هندية ۱/ ۲۴۵، غنية الناسك ۲۶۸، تاتارخانية ۳/ ۵۸۲، خانية ۱/ ۲۸۸، عنايه مع الفتح ۳/ ۴۵، بدائع الصنائع زكريا ۲/ ۴۶۴، الموسوعة الفقهية ۲/ ۱۹۰)

جماع کی وجہ سے بدنہ کے وجوب کی شرائط

جماع کی وجہ سے بدنہ (اونٹ یا گائے) واجب ہونے کی چار شرطیں ہیں:

(۱) جماع کا تحقق وقوفِ عرفہ کے بعد ہو۔

(۲) طوافِ زیارت سے پہلے جماع کیا ہو۔

(۳) جماع کرنے والا شخص عاقل ہو۔

(۴) جماع کرنے والا شخص بالغ ہو۔ **شرائط وجوب البدنة بالجماع اربعة: الاول: ان يكون الجماع بعد الوقوف ......، والثاني: ان يكون قبل الحلق والطواف اى عند الجمهور، واما على قول المحققين فقبل الطواف مطلقاً ......، والثالث: العقل، والرابع: البلوغ.** (مناسك ملا علی قاری ۳۴۱)

نـوٹ: ○ کبھی جماع کے علاوہ جنایت کی وجہ سے بھی بدنہ واجب ہوتا ہے، جیسے طوافِ زیارت بحالتِ حیض ونفاس یا بحالت جنابت کرنے کی وجہ سے، مگر اس کا تعلق جماع سے نہیں ہے۔ **ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كلها واكثره وهو اربعة اشواط فعليه بدنة.**

(غنية الناسك ۲۷۲، البحر الرائق كوئٹه ۳/ ۱۸)

وقوفِ عرفہ کے بعد حلق وطوافِ زیارت سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اول جماع کی وجہ سے

بدنہ واجب ہوتا ہے، اور پھر بعد میں جتنے جماع ہوں گے، تو ہر جماع پر ایک بکری لازم ہوتی رہے گی، خواہ کتنا ہی عرصہ گذر جائے۔ **والثانی: ان یکون الجماع اول مرة فلو جامع مرة ثانیة فعلی کل واحد شاة مع البدنة.** (غنیة الناسك ۲۷۱) **وان جامع بعد الوقوف بعرفة ای ولو ساعة قبل الحلق ......، وقبل طواف الزیارة کله او اکثره ......، لم یفسد حجه ......، وعلیه بدنة.** (مناسك ملاعلی قاریؒ ۳۳۹، هندیة ۲۴۵/۱، البحر العمیق ۸۸۰/۲، البحر الرائق کوئٹه ۱۶/۳)

نوٹ: البتہ اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد دوسرے جماع سے احرام سے باہر آنے کی نیت کر لی ہو تو گو کہ یہ نیت باطل ہے، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے کسی جماع سے مزید کوئی دم واجب نہ ہوگا؛ تاہم اس حالت میں جماع کرنے سے گنہگار ضرور ہوں گے۔ **ولو جامع فی مجلس اٰخر ونویٰ رفض الفاسد فعلیه دم واحد فی قولهم جمیعاً، ولا یلزمه بالثانی شیءٌ، مع أن نیة الرفض باطلة؛ لانه لا یخرج عنه الا بالاعمال.** (غنیة الناسك ۲۶۹)

حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟

اگر کسی مرد یا عورت نے وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا، اس کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کا صدور ہوا تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق بدنہ واجب نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جماع پر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ **وتجب شاة......، او جامع بعد الحلق.** (کنز الدقائق) **وفی البحر: ای یجب شاة ان جامع بعد الحلق قبل الطواف لقصور الجنایة، لوجود الحل الاول بالحلق، ثم اعلم ان اصحاب المتون علیٰ ما ذکره المصنف من التفصیل فیما اذا جامع بعد الوقوف، فان کان قبل الحلق فالواجب بدنة، وان کان بعده فالواجب شاة.** (البحر الرائق کراچی ۱۶/۳) **وبعد الحلق قبل الطواف شاة لخفة الجنایة.** (درمختار زکریا ۵۹۴/۳، البحر العمیق ۸۸۱/۲، هندیة ۲۴۵/۱، فتح القدیر ۴۷/۳)

نــــوٹ : اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے اول جماع پر بہرحال بدنہ واجب ہوگا، خواہ حلق سے پہلے ہو یا بعد میں؛ لہٰذا احتیاط لازم ہے۔ **و مشــی جـمـاعة من الـمشـائـخ كصاحب المبسوط والبدائع والاسبجابى على وجوب البدنة مطلقاً، وقال فى فتح القدير: انه الاوجه.** (البحر الرائق كراچى ۱۷/۳)

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت بھی کرلیا اس کے بعد حلق یا قصر کرانے سے قبل جماع کیا تو جنایت میں ایک دم (بکرا/ بکری) واجب ہوگا۔ **ولـو جـامـع بعد طواف الـزيـارة كله او اكثره قبل الحلق فعليه شاة.** (مـنـاسك ملا علی قاریؒ /۳٤۰، شامی زکریا ۵۹۵/۳، هندية ۱/۲٤۵، تبیین الحقائق ۳٦۷/۲)

حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ، حلق اور طوافِ زیارت سب ارکان ادا کرلئے؛ لیکن ابھی حج کی سعی نہیں کی تھی کہ اسی دوران جماع کا صدور ہوگیا، تو اس پر کوئی جنایت لازم نہیں؛ کیوں کہ حلق اور طوافِ زیارت کی ادائیگی کے بعد احرام کے سب احکامات ختم ہو چکے ہیں۔ **ولـو جامع بعد الـطواف والحلق لا شيء عليه اى ولو قبل السعى.** (مناسك ملا على قاریؒ ۳٤۰، غنية الناسك ۲۷۰)

حالتِ احرام میں بیوی سے بوس وکنار

اگر کسی محرم نے حالت احرام میں مقدمات جماع کو اختیار کیا، مثلاً بیوی سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہرصورت اس پر دم واجب ہوگا؛ لیکن دواعیٔ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ **حتــى لــو وطـئ فيـمـا دونهـما اى من الافخاذ ونحوها ......، او لمس اى مس بلا حائل او عانق**

او باشره ای مباشرة فاحشة ...... **لم يفسد ای بالاجماع.** (مناسك ملا علی قاریؒ ۳۳۵/) ...... **فعليه دم.** (غنية الناسك ۲٦٨/، هندية ۲٤٤/۱، تاتارخانية ۵۸۲/۳) **تجب شاة ان قبّل او لمس بشهوة لان الدواعی محرمة لاجل الاحرام مطلقاً فيجب الدم مطلقاً.** (البحر الرائق كوئٹه ۱٤/۳-۱۵)

بحالتِ احرام مشت زنی کا حکم

احرام کی حالت میں مشت زنی کرنے سے حج فاسد نہیں ہوتا؛ لیکن دم جنایت لازم ہوتا ہے۔ **ولو استمنی بالكف فعليه دم.** (غنية الناسك ۲٦٨)

بحالتِ احرام شکار

حالت احرام میں شکار کیوں حرام ہے؟

اسلام میں اگرچہ ’’شکار‘‘ کرنے کی فی الجملہ اجازت ہے اور اس کے باقاعدہ احکامات قرآن وحدیث میں وارد ہیں؛ لیکن یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ جس شخص کو شکار کا شوق ہوجاتا ہے پھر وہ اپنے واجبی کاموں سے بھی غافل ہوجاتا ہے، اور بسا اوقات شکار کی دھن میں خود اپنے ہی کو بھول جاتا ہے۔ شکاری کو شکار کے علاوہ کسی چیز کی سدھ ہی نہیں رہتی، بالخصوص خشکی کا شکار کہ اس کا بدل (یعنی دیگر پالتو جانور) دستیاب ہونے کے باوجود شکار میں انہماک یقیناً ضروری کاموں میں خلل اندازی کا سبب بنتا ہے؛ اس لئے شریعت میں احرام باندھنے کے بعد خشکی کے شکار کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے؛ کیوں کہ اس میں مشغولیت سفر حج کے مبارک مقصد یعنی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں رکاوٹ بن جائے گی: البتہ سمندری شکار یعنی مچھلی کے شکار کرنے اور پکڑنے کی ضرورۃً اجازت دی گئی؛ کیوں کہ سمندری سفر کے دوران بعض مرتبہ اس کے علاوہ رزق ملنا دشوار ہے، گویا کہ یہ اجازت بھی حکمت و مصلحت اور ضرورت پر مبنی ہے، اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے:۔

اُحِلَّ لَکُمۡ صَیۡدُ الۡبَحۡرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعاً لَّکُمۡ وَلِلسَّیَّارَةِ، وَحُرِّمَ عَلَیۡکُمۡ صَیۡدُ الۡبَرِّ مَا دُمۡتُمۡ حُرُماً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ. (المائدۃ: ۹۶)

تمہارے لئے دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال ہے، تمہارے اور سب مسافروں کے فائدہ کے واسطے، اور تم پر جنگل کا شکار حرام کردیا گیا ہے جب تک تم احرام میں رہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع ہوگے۔

آیت کے اخیر میں تقویٰ کی تاکید کرکے یہ بتادیا گیا کہ دورانِ سفر شکار نظر آنے اور اس کو مارنے کے نفسانی تقاضے کے باوجود محض اللہ کے ڈر سے اس کی طرف توجہ نہ دینا ایک مستقل امتحان ہے، جس میں عزیمت کے بغیر کامیابی نہیں مل سکتی، چناں چہ اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت سے قبل ارشاد فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَیَبۡلُوَنَّکُمُ اللّٰهُ بِشَیۡءٍ مِّنَ الصَّیۡدِ تَنَالُهٗۤ اَیۡدِیۡکُمۡ وَرِمَاحُکُمۡ لِیَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ یَّخَافُهٗ بِالۡغَیۡبِ، فَمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ. (المائدۃ: ۹۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تم کو ضرور آزمائیں گے اس شکار میں کہ جس پر تمہارے ہاتھ یا تمہارے نیزے پہنچتے ہیں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم فرمائیں کہ کون اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے پھر جس نے اس کے بعد زیادتی کی تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔

بریں بنا سفر حج وعمرہ میں بحالت احرام (اور حدود حرم میں) شکار سے قطعاً پرہیز کرنا ضروری ہے، اس سلسلہ کے چند ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

کن جانوروں کا شکار ممنوع ہے

خشکی کے وہ جانور جو پیدائشی طور پر جنگلی اور وحشی ہوتے ہیں (مثلاً نیل گائے، ہرن وغیرہ، یا ہوا میں اڑنے والے آزاد پرندے) ان کا شکار کرنا احرام کی حالت میں مطلقاً ممنوع ہے، خواہ حدود حرم میں ہو یا حدود حرم سے باہر؛ لہٰذا اگر محرم ایسے کسی جانور کا خود شکار کرے یا کسی دوسرے کو شکار کی رہنمائی کرے، سہواً کرے یا قصداً کرے، خوشی سے کرے یا مجبوراً کرے، بہر حال اس پر جزا لازم ہے۔ ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُماً﴾ المائدة: ٩٦ **فالصيد هو الحيوان المتوحش باصل الخلقة ...... وبقتله فى الاحرام او الحرم ولو تسبباً او سهواً او عمداً وهو مضطر او مكره يلزم جزاؤه.** (غنية الناسك ٢٨٠-٢٨١، ومثله فى الدر المختار مع الشامى زكريا ٥٩٧/٣، هداية ٢٩٨/١)

پلے ہوئے جنگلی جانوروں کا حکم

جنگلی جانور کو اگر گھر میں پال کر مانوس بنالیا جائے (جیسے ہرن یا پرندہ مثلاً کبوتر، تیتر وغیرہ) پھر بھی محرم کے لئے انہیں ذبح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ **فالظبى والفيل والحمام المستأنسات صيد.** (غنية الناسك ٢٨٠، ومثله فى فتح القدير ٦٦/٣، درمختار مع الشامى زكريا ٥٩٧/٣، تاتارخانية زكريا ٥٥٤/٣، معلم الحجاج ٢٥٠)

حملہ آور درندوں کو مارنے کا حکم

وہ جانور جو درندے کہلاتے ہیں، مثلاً شیر، چیتا، ہاتھی، بندر وغیرہ، اگر وہ حملہ آور ہوں تو انہیں مارنے میں بالاتفاق حرج نہیں؛ لیکن اگر وہ حملہ آور نہ ہوں، تو ظاہر الروایۃ میں ان کے مارنے پر جزا لازم ہوگی۔ **واما باقى السباع كالفيل والاسد والنمر ...... فيجب بقتلها الجزاء الا ان تصول.** (غنية الناسك ٢١٨، ومثله فى الهداية ٣٠٤/١، درمختار مع الشامى زكريا ٦٠٩/٣)

موذی جانوروں کو مارنے پر کوئی جزا نہیں

موذی جانور جیسے سانپ، بچھو، چوہیا، کٹ کھنا کتا وغیرہ، ان کے مارنے پر کوئی جنایت

لازم نہیں ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خمس فواسق یقتلن فی الحرم: الفارة والعقرب والغراب والحدیأ والکلب العقور.** (ترمذی شریف ۱/۱۷۱، مسلم شریف ۱/۳۸۱) **واما باقی الفواسق کالحیة والعقرب والفارة الاهلیة والوحشیة والکلب العقور فلیست بصیود.**

(غنیة الناسك ۲۸۱، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۶۰۸، هدایة ۱/۳۰۲)

دریائی جانوروں کا شکار حلال ہے

جو جانور پانی میں پیدا ہوتے ہیں اور وہیں جیتے مرتے ہیں، جیسے مچھلی، کیکڑا، اور کچھوا وغیرہ، ان کے شکار پر کوئی جزا نہیں ہے۔ ﴿**اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعاً لَّکُمْ.**﴾ المائدة: ۹۶ **وبحری: وهو ما یکون توالده فی البحر فالعبرة بالتوالد لا بالمعاش فالبحری حلال اصطیاده للمحرم بجمیع انواعه سواء کان ماکولاً او غیره.** (غنیة الناسك ۲۸۱، ومثله فی الهدایة ۱/۲۹۸، فتاویٰ سراجیه ۱/۱۸۴، فتح القدیر ۱/۶۶)

دریائی پرندوں کا حکم

مچھلی خور، دریائی پرندوں مثلاً نیل پر، سیخ پر، بطخ، مرغابی وغیرہ کا شکار کرنا محرم کے لئے حلال نہیں ہے؛ اس لئے کہ ان پرندوں کی پیدائش اصلاً خشکی میں ہوتی ہے۔ **واما طیور البحر فلا یحل اصطیادها له لان توالدها فی البر وانما یدخل البحر لطلب الرزق.** (غنیة الناسك ۲۸۱، ومثله فی فتح القدیر ۱/۶۸، بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۲۷)

شکار کو مارنے کی جزاء

بحالت احرام جزاء میں یہ تفصیل ہے کہ جس جگہ پر شکار کیا ہے وہاں کے دو معتبر آدمیوں کے ذریعہ اس شکار کی قیمت لگائی جائے، یعنی وہ شکار زندہ ہونے کی حالت میں جتنے میں فروخت ہوسکتا ہو وہی قیمت متعین کی جائے، پھر اگر وہ قیمت اتنی ہو کہ اس سے ایک یا ایک سے زائد قربانی کا جانور خرید ا جاسکتا ہو تو شکار کرنے والے محرم کو تین باتوں کا اختیار رہتا ہے:

(۱) قربانی کا جانور حدودحرم میں ذبح کرے اور پھر قربانی کا گوشت غریبوں میں تقسیم کردے۔ (اور اگر شکار کی قیمت سے قربانی کے کئی جانور خریدے جاسکتے ہوں تو ان کی تعداد کے بقدر بکریوں کی قربانی کرے، یہی افضل ہے، اور چاہے تو قیمت کے اعتبار سے اونٹ یا گائے کی قربانی بھی کرسکتا ہے۔)

(۲) شکار کی قیمت سے غریبوں اورمحتاجوں کوکھانا کھلائے، یا کھانے کی قیمت غرباء میں تقسیم کرے؛ لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی غریب کے حصہ میں ایک صدقۂ فطر سے کم یا زیادہ قیمت نہ آئے۔

(۳) روزے رکھے، اور روزوں کی تعداد کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اولاً شکار کی قیمت کا غلہ کی قیمت سے موازنہ کیا جائے، پھر جتنی رقم بیٹھے اس کو ایک صدقۂ فطر (ایک کلو ۵۷۵ گرام گیہوں) کی قیمت پر تقسیم کیا جائے، اور جتنے صدقۂ فطر حاصل قسمت میں آئیں ہر ایک کے عوض ایک روزہ رکھا جائے۔

اور اگر شکار کی قیمت اتنی ہے کہ اس سے قربانی کا کوئی جانور خریدا نہیں جاسکتا؛ لیکن کھانا کھلایا جاسکتا ہے، تو اس کی قیمت سے غریبوں کو کھانا کھلادے یا اوپر درج کردہ تفصیل کے مطابق روزے رکھے۔

اور اگر شکار کی قیمت اتنی کم ہے کہ ایک صدقۂ فطر کو بھی نہیں پہنچتی تو اختیار ہے، چاہے تو کل قیمت صدقہ کردے یا ایک روزہ رکھے۔ قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: ﴿يَآَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لاَ تَقۡتُلُوۡا الصَّيۡدَ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ، وَمَنۡ قَتَلَهٗ مِنۡكُمۡ مُتَعَمِّداً فَجَزَآءٌ مِّثۡلَ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحۡكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ هَدۡياً بٰلِغَ الۡكَعۡبَةِ اَوۡ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيۡنَ اَوۡ عَدۡلُ ذٰلِكَ صِيَاماً لِيَذُوۡقَ وَبَالَ اَمۡرِهٖ، عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ، وَمَنۡ عَادَ فَيَنۡتَقِمُ اللّٰهُ مِنۡهُ، وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ. المائدة: ﴾ وهو قيمة الصيد بتقويم عدلين فی مقتله الخ، ثم اذا ظهرت قيمته بتقويم عدلين فان بلغت هدياً فللمحرم القاتل او الدال ان يجعلها هدياً او طعاماً او صياماً، وان لم تبلغ ثمن هدی فله ان يجعلها طعاماً او صياماً الخ، وان اختار الهدی للتكفير اشتراه بالقيمة وسبع شياهٍ افضل من البدنة الخ، وان اختار

الطعام للتكفير اشتراه بالقيمة واعطى كل مسكين نصف صاع من بر، او صاعاً من تمر او شعير، ولا يجوز اقل منه ولا اكثر الخ، وان اختار الصيام يقوم الصيد طعاماً، ثم يصوم من نصف صاع من بر او صاع من غيره يوماً، وان كان الواجب دون طعام مسكين بان قتل عصفوراً او يربوعاً فاما ان يطعم القدر الواجب او يصوم عنه يوماً. (غنية الناسك ۲۸۴-تا-۲۸۶، الموسوعة الفقهية ۱۸۷/۲، هداية ۲۹۹/۱، هندية ۲۲۸/۱)

نوٹ : **الف**: جنایت میں جو جانور ذبح کیا جائے گا اس کا حدود حرم میں ذبح ہونا ضروری ہے؛ لیکن غریبوں کو کھانا کھلانے میں فقراءِ حرم کی قید نہیں۔ **ویسقط بذبحه فی الحرم فلو ذبحه فی الحل لا یجزئه عن الهدی؛ بل عن الاطعام الخ.** (غنية الناسك ۲۸۶)

ب: شکار کی جزاء میں بہت وسعت ہے؛ حتی کہ قربانی اور غریبوں کو کھانا کھلانے پر قدرت کے باوجود شکار کرنے والا روزہ کے ذریعہ جنایت کی ادائیگی کرسکتا ہے۔ **وله ان یختار الصوم مع القدرة على الهدی والطعام.** (غنية الناسك ۲۸۶)

ج: اور یہ بھی اختیار ہے کہ بیک وقت قربانی، غریبوں کو کھانا کھلانا اور روزہ تینوں کو جمع کرے، مثال کے طور پر شکار کی قیمت تین ہزار روپئے بیٹھی، تو دو ہزار کا بکرا خرید کر قربانی کردے اور پانچ سو روپئے سے غلہ خرید کر فقراء میں حسب شرائط تقسیم کردے، اور مابقیہ پانچ سو روپئے میں جتنے صدقۂ فطر آئیں ان کی تعداد کی بقدر روزے رکھ لے، وغیرہ۔ **ویجوز له الجمع بین الطعام والصیام والدم فی جزاء صید واحد الخ.** (غنية الناسك ۲۸۶)

شکار کو زخمی کرنا

اگر شکار کو زخمی کیا یا اس کا کوئی عضو توڑ دیا وغیرہ، تو اس کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی ہوگی اس کا ضمان محرم کو دینا ہوگا۔ **ولو جرح صیداً او نتف شعره او قطع عضوه ضمن ما نقص من قیمته.** (غنية الناسك ۲۸۶، ومثله فی التاتارخانية ۵۶۵/۳، هداية ۳۰۲/۱، هندية ۲۴۸/۱، بدائع الصنائع زكريا ۴۴۲/۲)

جنگلی پرندوں کا انڈا پھوڑ دینا

جنگلی پرندوں کا صحیح انڈا پھوڑ دینے کی وجہ سے انڈے کی قیمت کا تاوان واجب ہے۔ **ولو کسر بيض نعامة او غيرها فعليه قيمة البيض ما لم يفسد.** (غنية الناسك ۲۸۸، ومثله في التاتارخانية ۵۶۶/۳، بدائع الصنائع زكريا ۴۳۹/۳، مبسوط سرخسي ۸۷/۴، هداية ۳۰۲/۱)

مچھر اور چیونٹی وغیرہ مارنے کا حکم

بحالتِ احرام موذی مچھر اور چیونٹی کو مارنا درست ہے؛ لیکن جو چیونٹی موذی نہ ہو اس کا مارنا جائز نہیں؛ تاہم اس کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ **ولا بقتل باقي هوام الارض وحشراتها كبعوض ونمل يؤذي وهو السود والصفر وما لا يؤذي لا يحل قتلها وان كان لايجب بقتلها الجزاء.** (غنية الناسك ۲۸۹، ومثله في الهداية ۳۰۲/۱، مبسوط سرخسي بيروت ۱۰۱/۴، درمختار مع الشامي زكريا ۶۰۸/۳، الفتاوى السراجية ۱۸۴/۱، بدائع الصنائع زكريا ۴۲۶/۲)

اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم

بحالتِ احرام بدن کی جوں مارنا یا انہیں بدن سے جدا کرنا ممنوع ہے، اگر دو تین جوں ماریں تو تھوڑا بہت جو چاہے مثلاً ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے، اور اگر تین سے زیادہ جوؤں کے ساتھ ایسا کیا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ **ولو قتل المحرم قملة من بدنه او ثوبه تصدق بما شاء كجرادة مثل كف من طعام والقملتان والثلاث كالواحدة وفي الزائد على الثلاث بالغاً ما بلغ نصف صاع.** (غنية الناسك ۲۹۰، ومثله في التاتارخانية ۵۵۹/۳، درمختار مع الشامي زكريا ۶۰۸/۳، فتح القدير زكريا ۸۵/۳، معلم الحجاج ۲۵۶)

دوسرے شخص سے جوں پکڑوانا

اگر محرم شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میری جوئیں پکڑ کر ماردو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جوئیں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسرے شخص نے اس کی جوئیں ماردیں، تو محرم پر جزا واجب

ہوگی۔ **ولو قال لحلال ادفع عنی هٰذا القمل او امره بقتلها او اشار الیها او دفع الیه ثوبه لیقتله ما فیه فعلیه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۹۰، ومثله فی التاتارخانیة ۵۵۹/۳، هندیة ۵۵۲/۱)

محرم کا دوسرے شخص کی جوں مارنا

اگر محرم دوسرے شخص کی جوں مارے یا زمین پر رینگتی ہوئی جوں مارے، تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ **اذا قتل المحرم قمل غیره لا شیء علیه.** (غنیة الناسك ۲۹۰، تاتارخانیة ۵۵۹/۳، هندیة ۲۵۳/۱) **لو قتل ما علی الارض من القمل فانه لا شیء علیه او قتلها من بدن غیره فکذلك.** (البحر الرائق کوئٹه ۳۴/۳، مناسك ملا علی قاری ۳۷۸)

ٹڈی مارنے کا حکم

بحالتِ احرام ٹڈی مارنا منع ہے؛ تاہم اگر ٹڈی ماردی تو تین اور اس سے کم میں جو چاہے صدقہ کردے، اور اگر چار یا اس سے زائد ہوں تو ایک صدقۂ فطر کے بقدر ادا کرے۔ **وینبغی ان یکون الجراد کالقمل ففی الثلاث وما دونها تصدق بما شاء، وفی الاربع فاکثر تصدق بنصف صاع.** (غنیة الناسك ۲۹۰، ومثله فی تبیین الحقائق زکریا ۳۸۳/۲)

نوٹ: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیاں اس قدر زیادہ ہوجاتی ہیں کہ سارے راستے اس سے بھر جاتے ہیں، جیسا کہ کبھی کبھی حرم شریف کے بیرونی صحن میں یہ صورت نظر آتی ہے، تو ایسی حالت میں اگر ٹڈیاں پیروں سے کچل جائیں یا روندی جائیں تو خواہ کتنی بھی ہوں ان میں کوئی جزاء لازم نہیں ہے، پھر بھی احتیاط لازم ہے۔ **ولو وطی جراداً عامداً او جاهلاً فعلیه الجزاء الا ان یکون کثیراً قد سد الطریق فلا یضمن.** (غنیة الناسك ۲۹۰، البحر الرائق کوئٹه ۳۵/۳)

محرم کا ذبح کیا ہوا شکار حلال نہیں

محرم اگر شکار کردہ جانور کو ذبح کرے تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے؛ بلکہ مردار کے حکم میں ہے، اس کا کھانا غریب امیر کسی کے لئے جائز نہیں ہے، اور یہ حکم مطلق ہے، یعنی خواہ خود محرم نے شکار

کر کے خود ذبح کیا ہو یا خود شکار کر کے حلال شخص سے ذبح کرایا ہو یا حلال نے شکار کر کے محرم سے ذبح کرایا ہو، بہرصورت یہ ذبیحہ مردار ہے۔ **عن عائشة رضی اللّٰہ عنہا والحسن بن علی وعبد اللہ بن عمرؓ قالوا فی الصید یذبح بمکة لا یوکل، فقیل: فما یصنع به قال: یطرح بمنزلة المیت.** (السنن الکبریٰ للبیهقی ۴۲۷/۷) **اذا ذبح محرم صیداً فی الحل الخ، فذبیحته میتة لا یحل اکلها له، ولو اصطاد حلال فذبح له محرم او اصطاد محرم فذبح له حلال فهو میتة وکذا لو اصطاده حلالاً فذبحه محرم او علی العکس.** (غنیة الناسك ۲۹۱، ومثله فی المبسوط بیروت ۸۵/۴، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، الفتاوی السراجیة ۱۸۴/۱، تاتارخانیة ۵۶۳/۳)

محرم کا پالتو جانور کا ذبح کرنا

محرم کے لئے پالتو جانور، بکری، گائے اور مرغی وغیرہ کو ذبح کرنا اور کھانا بلاشبہ درست ہے۔ **اخرج البخاریؒ تعلیقاً: ولم یر ابن عباسؓ وانسؓ بالذبح بأساً وهو غیر الصید نحو الابل والغنم والبقر والدجاج والخیل.** (بخاری شریف ۲۴۵/۱) **وله ذبح حیوان اهلی.** (غنیة الناسك ۲۸۹، ومثله فی التاتارخانیة ۵۵۸/۳، الفتاویٰ السراجیة ۱۸۵/۱، تبیین الحقائق زکریا ۳۸۵/۲، البحر الرائق زکریا ۳۶/۳، معلم الحجاج ۲۴۹)

حالتِ احرام میں شکار پکڑنا

اگر محرم کسی شکار کو پکڑ لے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا؛ بلکہ اس شکار کو فوراً چھوڑنا اس پر واجب ہے۔ **ولو اخذ صیداً فی الحل وهو محرم الخ لم یملکه ووجب ارساله.** (غنیة الناسك ۲۹۲، ومثله فی الهدایة ۳۰۶/۱، البحر الرائق زکریا ۱۴۱/۳)

جنایاتِ حرم

حرم محترم

کعبۂ مشرفہ کے اردگرد کا ایک مخصوص رقبہ [جو کل مربع تقریباً ۵۵۰ رکلومیٹر] پر مشتمل ہے، شریعت کی اصطلاح میں ''حرم'' کہلاتا ہے، یہ علاقہ زمانۂ قدیم ہی سے مامون ومحفوظ قرار دیا گیا ہے، گویا کہ یہ ''بین الاقوامی علاقۂ امن'' ہے، جہاں انسان تو انسان آزاد جانوروں اور خودرو گھاس پھوس اور درختوں کو بھی امن وامان حاصل ہے۔قرآنِ پاک میں اس کے متعلق فرمایا گیا:

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِناً. (اٰل عمرٰن:) — اور جو اس میں داخل ہوگیا وہ امن میں ہے۔

اور ایک جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرادیا گیا:

اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ. (القصص: ۹۱) — مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو حرمت بخشی ہے، اور وہی ہر چیز کا مالک ہے۔

اور سورۂ قریش میں فرمایا گیا:

فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ. (قریش: ٤) — پس انہیں چاہئے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک کی حالت میں کھانے کو دیا اور انہیں بدامنی سے محفوظ رکھا۔

بریں بنا جس خوش نصیب شخص کو اس مقدس دیار میں حاضری کا شرف حاصل ہوا سے نہایت خشوع وخضوع اور عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے، اور دل سے بھی سبھی خیالات کو نکال کر پوری طرح رب العالمین اور رب البیت کی جانب متوجہ ہوجانا چاہئے، اور ہر ایسی بات سے بچنا چاہئے جو اس دربار کی عظمت کے مناسب نہ ہو۔

حدودِ حرم میں خاص طور پر دو طرح کی باتیں ممنوع ہیں، جن کی خلاف ورزی کی وجہ سے جنایت لازم آتی ہے: (۱) حدود حرم میں شکار کرنا (۲) حرم کی خودرو گھاس یا درخت وغیرہ کاٹنا۔ اس لئے اس سے متعلق چند مسائل ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں:

(۱) حدودِ حرم میں شکار:

حدود حرم میں شکار کرنے کی جزاء

اگر غیر محرم شخص حدود حرم میں شکار کرے یا شکار کو ذبح کرے تو یہ ذبیحہ حرام اور مردار ہے، کسی کے لئے اس کا کھانا حلال نہیں اور ایسے شخص پر شکار کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ **وان ذبح المحرم صيداً مطلقاً او الحلال صيد الحرم فذبيحته ميتة لا يحل اكلها لاحد من محرم او حلال ......، وفى صيد الحرم اذا ذبحه الحلال الجزاء بقدر قيمته يتصدق به على الفقراء ولا يجزئه هنا الصوم.** (اللباب فى شرح الكتاب ١/١٨٩-١٩٠، غنية الناسك ٢٩١، و مثله فى الهداية ١/٣٠٤، تبيين الحقائق زكريا ٢/٣٨٥، مبسوط سرخسى بيروت ٤/٨٥، شامى زكريا ٣/٦٠٩)

حرم میں شکار کی رہنمائی بھی منع ہے

حدود حرم میں اگر کوئی حلال (غیر محرم) شخص شکار کی رہنمائی کرے اور خود شکار نہ کرے تو اس پر کوئی جزا واجب نہیں ہے؛ البتہ استغفار ضروری ہے۔ **ولا شيء فى دلالة الحلال على صيد الحرم الخ.** (غنية الناسك ٢٩٩، هندية ١/٢٥٠، تاتارخانية ٣/٥٧٠، بدائع الصنائع زكريا ٢/٤٤٨)

حرم کے شکار کو ہڑکانے کا حکم

اگر کسی حرم میں رہنے والے شکار کو ہڑکا کر اسے حدود حرم سے باہر نکالا، تو اس شکار کو مارنا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر شکار خود بخود حرم سے باہر آ گیا تو اس کا شکار حلال ہے۔ **ولو خرج الصيد بنفسه من الحرم حل اخذه وان اخرجه احد من الحرم لم يحل.** (غنية الناسك ٣٠٠، شامى زكريا ٣/٦١٥، مناسك ملا على قارى ٣٧٥)

(۲) حرم کے درخت اور گھاس پھوس:

حرم کی کھیتی کاٹنے میں حرج نہیں

جو درخت لوگ خود اگاتے ہوں جیسے غلہ جات کی کھیتی یا پھل دار باغات، تو ان کو کاٹنے

میں شرعاً کوئی جزاء نہیں ہے، خواہ وہ خود اگا ہو یا کسی نے اگایا ہو۔ **کل شجر انبته الناس وهو من جنس ما ينبته الناس عادةً كالزرع ......، فهٰذه الانواع الثلاثة يحل قطعها ولا جزاء فيها به.** (غنية الناسك ۳۰۳، ومثله في فتح القدير زكريا ۱۰۲/۳، هندية ۲۵۲/۱، تاتارخاينة زكريا ۵۹۸/۳)

قصداً بویا گیا درخت کاٹنا

جو درخت کسی شخص نے خود لگایا ہو، اگرچہ عام طور پر اسے اگانے کا رواج نہیں ہے، جیسے پیلو کا درخت تو اس کے کاٹنے میں بھی حرج نہیں ہے۔ **الثاني ما انبته الناس وهو ليس مما ينبتونه عادةً كالاراك.** (غنية الناسك ۳۰۳، ومثله في التاتارخانية زكريا ۵۹۸/۳، درمختار مع الشامي زكريا ۶۰۴/۳)

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ آج کل حرم کی حدود میں حکومت کی طرف سے جو نیم وغیرہ کے درخت بالقصد لگائے گئے ہیں ان کو کاٹنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی۔

خودرَو گھاس کاٹنے کا حکم

وہ خودرو گھاس یا درخت جسے اگانے کا معمول نہیں ہے، (جیسے نونیا گھاس وغیرہ) اور وہ ثمر آور بھی نہیں ہے، تو ایسے درختوں اور گھاس کو کاٹنا اور توڑنا حدود حرم میں ممنوع ہے، اگر ایسے درخت یا گھاس کو کاٹا جائے گا تو ضمان میں اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہوگا۔ (اور اگر مملوکہ زمین کی گھاس ہے تو زمین کے مالک کو بھی گھاس کی قیمت دینی پڑے گی)۔ **فاما اذا نبت بنفسه فله حرمة الحرم وان كان مملوكاً لانسان بان نبت في ملكه حتى قالوا لو نبت في ملك رجل ام غيلان فقطعه انسان فعليه قيمة لمالكه وعليه قيمة (اخرى) لحق الشرع.** (مبسوط السرخسي زكريا ۱۰۳/۴) **كل شجرة نبت بنفسه وهو من جنس ما لا ينبته الناس كأم غيلان فهذا محظور القطع والقلع ......، فلو قلعه محرم او حلال ضمن قيمته.** (غنية الناسك ۳۰۳، ومثله في الهندية ۲۵۲/۱، درمختار مع الشامي زكريا ۶۰۳/۳)

خودرو مسواک کے درخت کاٹنا

حدودِ حرم میں واقع پیلو کے خودرو درختوں سے مسواک توڑنا اور ان کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے (البتہ جو درخت خود رو نہیں ہے؛ بلکہ کسی شخص نے اپنی زمین میں خود قصداً اُگائے ہیں، تو ان کی ٹہنی توڑنا جنایت میں داخل نہیں ہے) **لایجوز اتخاذ المساویک من اراک الحرم، و سائر شجرة.** (البحر العمیق ۱۰٤٤/۲، غنیة الناسك ۳۰٤)

سوکھی ہوئی گھاس کاٹنے کا حکم

حرم کا خشک درخت یا سوکھی ہوئی گھاس توڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **وما جف من الشجر والحشيش او انكسر لا ضمان فيه.** (غنية الناسك ۳۰٤، تاتارخانية زكريا ٥٩٨/۳، البحر العميق ۱۰۳۳/۲، خانية ۳۱۲/۱، هندية ۲٥۳/۱، مبسوط سرخسی زكريا ۱۰٤/٤، معلم الحجاج ۲٦۲)

چلنے پھرنے یا کسی ضرورت سے گھاس اکھڑ جائے

اگر ضرورت سے گڑھا کھودا، یا چولہا بنایا، یا خیمہ گاڑا یا چلتے ہوئے گھاس اکھڑ گئی، یا سواری کے پیر کے نیچے گھاس آ گئی تو اس میں کوئی جنایت لازم نہیں آتی۔ **لو حفر حفيرة للخبز او للوضوء او ضرب الفسطاط او اوقد ناراً او مشى هو ودابته فانقطع به شيء من الحشيش اى ذهب به نزهة عروض الحرم فلا شيء عليه.** (مناسك علی قاری ۳۸۳، شامی زكريا ٦۰٤/۳)

حدودِ حرم میں سانپ کی چھتری اکھاڑنا

اگر حدودِ حرم میں اگنے والی سانپ کی چھتری (کمأة) اکھاڑی تو کوئی جزا لازم نہیں ہے (کیوں کہ وہ نہ تو درخت میں شامل ہے اور نہ گھاس میں؛ بلکہ ایک سبزی کے مانند ہے) **ولا بأس بأخذ كمأة الحرم لانها ليست من الشجر ولا من الحشيش والفلأ.** (خانية ۳۱۲/۱، مناسك علی قاری ۳۸۳، درمختار زكريا ٦۰۷/۳)

حرم کی مٹی اور پتھر کا حکم

حدودِ حرم کی مٹی اور پتھر وغیرہ کا حکم خودرو درخت اور گھاس کے مانند نہیں ہے؛ لہٰذا وہاں کی مٹی کو ضرورت کی وجہ سے کھودنا یا حرم سے باہر منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولا بأس باخراج الحجر والتراب من الحرم.** (فتاویٰ سراجیة ۱۹۰، تاتارخانیة زکریا ۵۹۹/۳)

حرم میں شکار کردہ جانور کی بیع باطل ہے

جس شخص نے احرام کی حالت میں شکار کیا ہے تو اس کا شکار کردہ جانور میتہ کے حکم میں ہے، اس کا استعمال اور خرید وفروخت سب حرام اور باطل ہے۔ **لا یجوز بیع المحرم صیداً فی الحل والحرم.** (مناسك علی قاری ۳۷۱، اللباب ۱۹۰)

مکہ معظّمہ میں داخلہ

مکہ معظّمہ کب آباد ہوا؟

آج تو بحمدہ تعالیٰ ''مکہ معظّمہ' بڑا وسیع پر رونق اور شاندار ترقی یافتہ شہر بنا ہوا ہے، ایک دن وہ بھی تھا جب یہاں سوائے چٹیل میدان کے کچھ نہ تھا، گویا نہ آدم تھا نہ آدم زاد، دور دور تک خشک پہاڑ تھے، پانی کا نام ونشان نہ تھا، اور جب پانی ہی نہ تھا تو ہریالی اور سرسبزی وشادابی کا کیا سوال تھا؟ اسی ویران وادی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے شیر خوار فرزند - اسماعیل علیہ السلام - کو ان کی والدہ - حضرت ہاجرہ علیہا السلام - کے ساتھ چھوڑ آؤ، ایک عام آدمی کو یہ حکم ہوتا تو وہ نہ جانے کتنے بہانے گڑھ لیتا اور ایسے ویرانے میں کس مپرسی کے عالم میں معصوم سی جان اور کمزور شریک زندگی کو چھوڑنے پر شاید کبھی آمادہ نہ ہوتا۔ مگر یہاں جسے حکم ملا تھا وہ کوئی عام انسان نہ تھا؛ بلکہ وہ اولوالعزم پیغمبر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے مقامِ خلت اور مقام امامت پر فائز کیا تھا، چناں چہ اس اللہ کے سچے خلیل نے حکم ربی ملنے پر کوئی چوں چرا نہیں کی؛ بلکہ بلاتکلف اپنے نورِ نظر سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سکون جاں حضرت ہاجرہ کو لے کر شام سے مکہ معظّمہ کی طرف چل پڑے، اور جب مقررہ مقام پر پہنچ کر حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ کر جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے بار بار فریاد کی کہ اس ویرانے میں ہمیں اکیلے چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ پھر سوال کیا کہ کیا اللہ کا حکم یہی ہے؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا یہ سن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام - جو بڑے صبر وحوصلہ کی خاتون تھیں - نے اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے تو وہ یقیناً ہمیں ضائع نہ فرمائیں گے''۔ (تلخیص: بخاری شریف ۱/۴۷۵، حدیث: ۳۳۶۴، انوار مناسک ۸۱)

جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام کو چھوڑ کر واپس ملک شام جانے لگے تو آپ نے قریبی ٹیلے کی اوٹ میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، جس کو قرآنِ پاک میں ان الفاظ میں نقل فرمایا گیا ہے:

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا الۡبَلَدَ — اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب اس شہر کو

اٰمِناً وَّ اجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ. رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْراً مِّنَ النَّاسِ، فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ، رَبَّنَا لِیُقِیْمُوْا الصَّلاَۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ.

(ابراھیم: ۳۶-۳۷)

امن والا بنادے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا پاٹ سے دور رکھ، یقیناً ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں ڈالا، سو جو کوئی میرے راستہ پر چلا وہ تو میرا ہے، اور جس نے میری بات نہ مانی سو آپ بخشنے والے مہربان ہیں۔ اے ہمارے رب میں نے اپنی ایک اولاد کو ایسے میدان میں لا بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں ہے جو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ہے، اے ہمارے رب! تاکہ یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں لہٰذا بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہونے والے بنادیجئے اور انہیں میوے جات سے روزی عطا فرمایئے، شاید کہ وہ شکر بجا لائیں۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی مذکورہ دعائیں قبول ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے اس ویران اور چٹیل میدان کو بھری پری محفوظ و مامون آبادی میں تبدیل فرما دیا، اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ اولاً اس جگہ غیبی قدرت سے زمزم کا چشمہ جاری ہوا، پھر ایک خانہ بدوش قبیلہ ''بنو جرہم'' وہاں آباد ہوا، جس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی ہوئی اور نسل چلی، اور پھر بیت اللہ شریف کی از سرِ نو تعمیر کے بعد حجاج و معتمرین کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا جو قیامت کے قریب تک ان شاء اللہ جاری رہے گا، اور حیرت انگیز طور پر دعائے ابراہیمی کی قبولیت کا مشاہدہ آج بھی مکہ معظّمہ جانے والا ہر شخص کرسکتا ہے کہ وہاں ہر طرح کے پھل فروٹ اور مصنوعات کی وہ بہتات ہر زمانہ میں رہتی ہے جس کی نظیر دوسری جگہ ملنی مشکل ہے، یہ سب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی مقبول و مستجاب دعاؤں کی برکات ہیں۔ **وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔**

بیت اللہ شریف کی قدیم تاریخ

جس جگہ بیت اللہ شریف قائم ہے یہ حصۂ زمین نامعلوم زمانہ سے اللہ کی نظر میں مقدس چلا آتا ہے، چناں چہ روایات میں ہے کہ خود فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ: ''ہم دو ہزار سال سے یہاں حج کرتے آئے ہیں''۔ (دلائل النبوۃ ۲/۴۵)

حضرت آدم علیہ السلام نے اولاً اللہ کے حکم سے اس جگہ کی گھیرابندی فرمائی اور حج وطواف کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے

بیت اللہ شریف کی اوپر کی مکمل عمارت کی تعمیر نہیں کی تھی؛ بلکہ صرف بنیادیں بھری تھیں اور اوپر کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو لاکر رکھ دیا تھا جو طوفانِ نوح تک وہیں رکھا رہا، اور طوفانِ نوح کے وقت اسے اٹھالیا گیا اور یہ جگہ ایک ٹیلہ کی شکل میں محفوظ کردی گئی۔ اور بعد کے انبیاء وغیرہ اسی ٹیلہ کا حج کرتے رہے، جب کہ اصل مقامِ کعبہ کا کسی کو پتہ نہ تھا۔ (تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ ۲۶۵)

اس کی تائید درج ذیل موقوف روایت سے بھی ہوتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

لَمَّا اَهْبَطَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ اِنِّيْ مُهْبِطٌ مَعَكَ بَيْتاً اَوْ مَنْزِلاً يُطَافُ حَوْلَهٗ، كَمَا يُطَافُ حَوْلَ عَرْشِيْ وَيُصَلّٰى عِنْدَهٗ كَمَا يُصَلّٰى عِنْدَ عَرْشِيْ، فَلَمَا كَانَ زَمَنُ الطُّوْفَانِ رُفِعَ، وَكَانَ الْاَنْبِيَاءُ يَحُجُّوْنَهٗ وَلاَ يَعْلَمُوْنَ مَكَانَهٗ فَبَوَّأَهٗ لِاِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَبَنَاهُ مِنْ خَمْسَةِ اَجْبُلٍ: حِرَاءٍ وَثَبِيْرٍ وَلُبْنَانٍ وَجَبَلِ الطُّوْرِ وَجَبَلِ الْخَيْرِ فَتَمَتَّعُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ. (رواه الطبرانی فی الکبیر موقوفاً ورجال اسناده رجال الصحیح، الترغیب والترهیب مکمل ٢٦٠)

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو ارشاد ہوا کہ میں تمہارے ساتھ ایک گھر اتارتا ہوں جس کے اردگرد اسی طرح طواف کیا جائے گا جیسے میرے عرش کے اردگرد کیا جاتا ہے، اور اس کے قریب اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جیسے میرے عرش کے قریب پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو یہ گھر اٹھالیا گیا اور انبیاء علیہم السلام اس جگہ کا قصد فرماتے تھے؛ لیکن یہ کسی کو نہیں پتہ تھا کہ کعبہ کا اصل مقام کیا ہے؟ بس اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے سنبھال کر رکھا پس آپ نے اس کی تعمیر پانچ پہاڑوں سے کی جن کے نام یہ ہیں: حراء، ثبیر، لبنان، جبل طور، جبل خیر، پس جتنا تم سے ہوسکے اس بیت اللہ سے فائدہ اٹھاتے رہو۔

بہر حال اس سے معلوم ہوگیا کہ بیت اللہ شریف کی مکمل تعمیر انسانوں کے ہاتھوں پہلے سے نہ تھی، اس تعمیر کی سعادت سب سے پہلے سیدنا حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو نصیب ہوئی۔ (ومثلہ فی البدایۃ والنہایۃ ۱۸۲/۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیرِ کعبہ کا حکم

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۰۰ رسال کو پہنچی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ۳۰ رسال کے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ شریف کی تعمیر کا حکم دیا، چناں چہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام سے مکہ معظّمہ تشریف لائے، حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت

زمزم کے قریب اپنے تیروں کو درست کرنے میں مشغول تھے، پس دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر محبت میں لپٹ گئے؛ کیوں کہ بہت دنوں میں ملاقات ہوئی تھی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کام کرنے کا مجھے حکم دیا ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''آپ کے پروردگار نے جو حکم دیا ہے اسے کرگذریئے''۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم اس میں میری مدد کروگے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''یقیناً مدد کروں گا''، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں بیت اللہ شریف (کعبۂ مشرفہ) کی تعمیر کا حکم دیا ہے، پس یہ دونوں خوش بخت باپ بیٹے اس حکم کی تعمیل میں مصروف ہوگئے۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۶، حدیث: ۳۳۶۴، فتح الباری ۴۹۰/۸)

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے کعبۂ مشرفہ کی بنیادوں تک رہنمائی فرمائی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر میں مشغول ہوئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر لاکر پیش کرتے تھے، جب تعمیر کچھ بلند ہوگئی تو اوپر تعمیر کرنے کے لئے ''مقامِ ابراہیم'' پیش کیا گیا جو جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے، اس کی شان یہ تھی کہ دیوار میں جتنا اوپر جانے کی ضرورت ہوتی یہ پتھر خود بخود بلند ہوجاتا تھا، اور پیڑ باندھنے کی ضرورت نہ تھی (گویا آٹومیٹک لفٹ مشین تھی) اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے اقدامِ مبارکہ اور انگلیوں کا نشان بطور معجزہ نقش ہوگیا، جو آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّهُدًی لِلْعَالَمِیْنَ. فِیْهِ اٰیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَقَامُ اِبْرٰهِیْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا. (آل عمران: ۹۷)	بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر ہوا وہ مکہ میں ہے، جو بابرکت ہے، اور جہاں والوں کے لئے موجب ہدایت ہے، اس میں ظاہر نشانیاں ہیں جیسے مقام ابراہیم، اور جو اس کے اندر آگیا اس کو امن ملا۔

سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی جو تعمیر فرمائی تھی اس کی اونچائی صرف نو ہاتھ کی تھی اور اس کے مشرقی اور مغربی جانب زمین سے ملا ہوا آنے جانے کا راستہ تھا جس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ (مستفاد: تفسیر عزیزی ۲۶۵-۲۶۶) اور اس پر چھت بھی نہیں تھی، بس اندر ایک گہرا گڑھا بنایا گیا تھا؛ تا کہ کعبۂ مشرفہ کو عطا کی جانے والی اشیاء اس میں رکھی جاسکیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ۵۰۱/۸)

بناءِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

قرآنِ پاک میں ذکر ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر میں مشغول تھے تو نہایت توجہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں مسلسل دعائیں فرمارہے تھے، ارشاد خداوندی ہے:

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ	اور اس وقت کو یاد فرمایئے جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام

وَاِسۡمٰعِیۡلَ ، رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ. رَبَّنَآ وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسۡلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ. رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَیُزَکِّیۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ.

(البقرة: ۱۲۷-۱۲۹)

خانۂ کعبہ کی بنادیں اٹھاتے تھے اور دعا کرتے تھے: اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ عمل) قبول فرمالیجئے، بے شک آپ ہی سننے اور جاننے والے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرماں بردار بنالیجئے اور ہماری اولادوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت کو اپنا تابع دار بنالیجئے، اور ہم کو حج کرنے کے قاعدے سکھلا دیجئے، اور ہم کو معاف فرما دیجئے یقیناً آپ ہی بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے مہربان ہیں، اور اے ہمارے پروردگار! اور ان میں ایک رسول انہی میں کا بھیجئے جو ان کے سامنے آپ کی آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک آپ بہت زبردست، حکمت والے ہیں۔

یہ سب دعائیں بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں، تعمیر کعبہ کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بحکم خداوندی خود ہر جگہ سے جا کر مناسک حج کی تعلیم دی۔ (تفسیر عزیزی ۴۷۸) آپ کی اولادوں میں مسلسل حضراتِ انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے، بالآخر حضرت خاتم النبیین سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ بھی آپ کی نسل میں ہوئی، اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ: ''میں اپنے مورثِ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائے مستجاب کا مظہر اتم ہوں''۔ (دلائل النبوۃ ۱/۸۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد بیت اللہ کی تعمیرات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے بعد قوم عمالقہ اور بنو جرہم نے حسبِ موقع اس کی تعمیرِ نو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انداز پر کی اسی دوران ''تبع حمیری'' نے بیت اللہ شریف میں دروازے کے کواڑ اور زنجیر اور تالے اور دیواروں پر غلاف کا انتظام کیا۔

اس کے بعد قصی بن کلاب (جو قبیلہ قریش کے اجداد میں سے ہے انہوں) نے تعمیر کرتے ہوئے بیت اللہ شریف پر لکڑی کی چھت ڈالی، جس میں تختوں کی جگہ کھجور کے درخت کے گولے رکھے گئے۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۵-۲۶۶، سیرۃ النبی للشبلی ۱۱۵)

نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں بناء کعبہ

سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک جب ۲۵ یا ۳۵ سال کی تھی تو یہ واقعہ پیش آیا

کہ ایک عورت غلافِ کعبہ کو دھونی دینے آئی جس سے آگ لگ گئی اور بیت اللہ شریف کی چھت کی اکثر لکڑیاں جل کر خاک ہوگئیں، قبل ازیں کئی سیلابوں کی وجہ سے دیواروں میں شگاف بھی پڑ چکے تھے اس لئے سردارانِ قریش نے مشورہ کر کے کعبہ مشرفہ کی ازسرنو تعمیر کا منصوبہ بنایا، اور سردارِ مکہ ولید بن مغیرہ کو اس منصوبہ کا ذمہ دار قرار دیا، اور آپس میں یہ بات طے کی کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف حلال مال ہی لگایا جائے گا حرام مال (سود وغصب اور حرام کاری کی آمدنی) اس میں نہیں لگائیں گے، چناں چہ جب چندہ ہوا تو ضرورت کے موافق رقم سے کم رقم جمع ہوئی جس کی بنا پر ان لوگوں نے بیت اللہ شریف کی تعمیر میں بناءِ ابراہیمی سے قدرے ردوبدل کر دیا، اور یہ تبدیلیاں پانچ طرح سے کیں:

(۱) کعبہ مشرفہ کی چوڑائی سے کچھ گز زمین حطیم کی طرف چھوڑ کر دیوار کھڑی کی۔ (جس کو حجرِ اسماعیل کہا جاتا ہے)

(۲) مشرق کی جانب جو زمین سے ملا ہوا دروازہ تھا اس کو زمین سے بہت بلند کر دیا؛ تاکہ جس کو چاہیں اندر آنے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔

(۳) کعبہ کے اندر ہر صف میں تین تین ستون قائم کئے۔

(۴) کعبہ کی دیوار کو بجائے نو گز بلندی کے اٹھارہ گز بلند کر دیا۔

(۵) بیت اللہ شریف کے اندر رکن شامی کی طرف ایک زینہ قائم کیا جس سے چھت پر چڑھا جاسکے۔ یہ بنائے ابراہیمی میں نہ تھا۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۶)

اس تعمیر میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیگر لوگوں کے ساتھ بذاتِ خود شریک تھے، اور پتھر لا لا کر اس میں لگا رہے تھے۔ (مسلم شریف ۲/۱۵۴)

حجرِ اسود کی تنصیب میں آپ ﷺ کا حکیمانہ فیصلہ

تعمیر کے دوران ایک اہم مرحلہ یہ آیا کہ جب حجرِ اسود تک دیواریں پہنچیں، تو حجرِ اسود کو کون لگائے؟ اس پر جھگڑا شروع ہوگیا، جاہلوں کا قبیلہ تو تھا ہی، ذرا ذرا سی باتوں کو اپنی انا کا مسئلہ بنا دیا جاتا کہ فلاں قبیلہ والوں نے حجرِ اسود رکھا ہماری بے عزتی کر دی، اسی پر تلواریں تن گئیں، پانچ چھ دن تک یہ مسئلہ گرما گرم رہا کہ حجر اسود کون لگائے؟ حالاں کہ ایسی کوئی بڑی بات تو تھی نہیں تعمیر میں کوئی بھی لگا سکتا ہے، مگر اسی میں ہٹ دھرمی شروع ہوگئی۔

بالآخر ان میں سے ایک بوڑھے سردار ابوامیہ بن المغیرۃ نے یہ کہا کہ آخر کب تک لڑتے رہوگے؟ اور کہا کہ طے کر لو کل صبح جو آدمی پہلے نمبر پر مسجد میں آئے اس کو ہم اپنا حکم بنالیں گے، جو وہ کہے اس کا فیصلہ ہم سب تسلیم کریں گے، لوگوں نے کہا یہ رائے سب سے بہتر ہے، چناں چہ صبح دیکھا گیا کہ سب سے پہلے پیغمبر

علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے تو دیکھتے ہی سب کے سب کہنے لگے کہ ہاں یہ آدمی سچا اور امین آگیا، اور ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے اور معلوم کیا کہ کیا قصہ ہے؟ بتلایا کہ یہ جھگڑا چل رہا ہے، آپ نے فرمایا کہ ایک چادر لے آ ؤ، چادر لائی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں کتنے قبیلے ہیں؟ چناں چہ تعداد بتلائی گئی، آپ نے فرمایا کہ ہر قبیلہ اپنا ایک ایک نمائندہ لے آئے، جب سب کے نمائندے آگئے، تو حضرت نے فرمایا کہ دیکھو یہ حجرِ اسود رکھا ہے، اگر آپ سب مل کر مجھے اپنا نمائندہ بنادو، تو میں اس کو چادر میں رکھ دوں، سب نے کہا بہت اچھا! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود چادر میں رکھتے ہوئے فرمایا کہ میں نے خود نہیں رکھا؛ بلکہ آپ ہی کی طرف سے رکھا ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس چادر کو سب اٹھالیں تو سب نے پکڑ لی، جب اس جگہ پہنچے جہاں پر پتھر لگانا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو آپ ہی کی طرف سے میں پھر اس کو لگادوں، سب نے کہا کہ بہت اچھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے اٹھا کر اس کو نصب کردیا، آپ کے اس حکیمانہ فیصلہ سے ایک بڑی لڑائی ٹل گئی۔ (سیرت ابن ہشام مع الروض الانف ۱/ ۳۴۶)

نبی اکرم ﷺ کی خواہش اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیرِ کعبہ

چوں کہ قریش نے بیت اللہ شریف کی تعمیر میں بناء ابراہیمی میں رد بدل کردی تھی، اس لئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عین خواہش تھی کہ کعبۂ مشرفہ کو دوبارہ بناءِ ابراہیمی کے مطابق تعمیر کیا جائے؛ لیکن دورِ جاہلیت قریب تھا اور اس منصوبہ کی تعمیل میں فتنہ کا اندیشہ تھا، بریں بنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحتاً اس کا اقدام نہیں کیا؛ لیکن ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی اس خواہش کا اظہار ضرور فرمایا، چناں چہ روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عَائِشَةُ! لَوْ لَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُوْ عَهْدٍ بِشِرْكٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ فَاَلْزَقْتُهَا بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ: بَاباً شَرْقِياً وَبَاباً غَرْبِياً، وَزِدْتُّ فِيْهَا سِتَّةَ اَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ فَاِنَّ قُرَيْشاً اِقْتَصَرَتْهَا حَيْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ. (مسلم شریف مکمل حدیث: ۳۳۳۱)

اے عائشہ! اگر تمہاری قوم شرک کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو گرا کر زمین سے ملا دیتا اور اس کے مشرق ومغرب میں دو دروازے بنادیتا، اور اس میں حطیم سے چھ گز کا اضافہ کردیتا، کیوں کہ قریش نے کعبہ کے تعمیر کے وقت اس حصہ کو چھوڑ دیا تھا۔

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خالہ جان ام المؤمنین سیدتنا حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے سن رکھی تھی، چناں چہ جب حضرت عبداللہ بن الزبیر کی حکومت ۶۴ھ ہجری میں مکہ معظّمہ میں قائم ہوئی تو اتفاق ایسا ہوا کہ بیت اللہ شریف کے پردہ میں آگ لگ گئی، جس سے ایک حصہ متأثر ہوگیا، تو آپ نے تعمیرِ جدید کا ارادہ فرمایا اور مذکورہ حدیث کے موافق پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خواہشِ مبارکہ کی تکمیل کا قصد کیا، اور بیت اللہ شریف کی سب دیواروں کو ڈھا کر بنیادوں سے ازسرِنو بناءِ ابراہیمی کے موافق تعمیر فرمائی، یعنی حطیم کی جانب جو حصہ قریش نے چھوڑ دیا تھا اسے بیت اللہ کے اندر لے لیا اور مشرق و مغرب کی طرف زمین سے ملا کر دو دروازے بنادئے؛ البتہ دیوار کی بلندی میں نو گز کا اضافہ فرمایا، اس طرح کل بلندی ۲۷ گز کی ہوگئی۔ (الروض الانف ۱/۳۳۶-۳۳۹)

حجاج بن یوسف کے ذریعہ تعمیر میں تبدیلی

جب حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حجاج بن یوسف کے ذریعہ ۷۴ھ ہجری میں شہادت کا واقعہ پیش آیا اور ان کی حکومت ختم ہوگئی تو حجاج بن یوسف نے امیر عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ عبداللہ بن الزبیر کی بنائی ہوئی تعمیر کعبہ کو برقرار رکھا جائے یا اسے بدل کر قریش کی تعمیر کی طرح کر دیا جائے؟ تو عبدالملک بن مروان نے آرڈر لکھا کہ دیوار کی اونچائی تو برقرار رکھی جائے؛ البتہ بقیہ تعمیر کو قریش کی تعمیر کے مطابق کر دیا جائے، بریں بنا حجاج بن یوسف نے شمالی دیوار کو گرا کر قریش کے موافق دیوار قائم کر دی اور مشرقی دروازے کو بلند کر دیا اور اندرونی سطح کعبہ کو پتھروں سے بھر کر دروازے کے برابر کر دیا، اور مغربی دروازے کو بند کر دیا۔ آج تک بیت اللہ کی ہیئت اسی طرح کی چلی آتی ہے۔ (تفسیر عزیزی ۲۶۷)

تاریخ میں لکھا ہے کہ بعد میں جب عبدالملک بن مروان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث کا علم ہوا تو اسے اپنے حکم پر بڑی ندامت ہوئی، پھر خلیفہ ابوجعفر منصور نے اپنے دورِ حکومت میں اسے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کے موافق کرنے کا ارادہ کیا، تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں آپ کو اس بات کی قسم دلاتا ہوں کہ اس اللہ کے گھر کو آپ بادشاہوں کے ہاتھ میں کھلونا نہ بنے دیں کہ جو چاہے اپنی مرضی سے تبدیلی کرتا رہے، اس سے لوگوں کے دلوں سے اس کی ہیبت وعظمت نکل جائے گی؛ چناں چہ مذکورہ خلیفہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا۔ (الروض الانف ۱/۳۳۹)

بعد ازاں عثمانی خلفاء میں سے سلطان مراد نے ضرورت کے مطابق بیت اللہ شریف کی تعمیر ومرمت کا کام انجام دیا۔ اور ابھی چند سال قبل سعودی فرماں روا شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ نے اس کی تجدید کی سعادت حاصل کی؛ لیکن یہ سب تعمیرات اسی انداز پر ہوئیں جو قریش نے کی تھیں۔

مسجد حرام

بیت اللہ شریف کے ارد گرد جو مسجد ہے اس کو مسجدِ حرام کہا جاتا ہے، پہلے یہاں چاروں جانب میدان تھا، سب سے پہلے اسے باقاعدہ مسجد کی شکل امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی اور آس پاس کے گھر خرید کر انہیں مسجد میں شامل کیا، پھر امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں مزید توسیع فرمائی، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اس کی عمارت کو پختہ بنایا اور الگ الگ دروازے قائم فرمائے، اور تجدید وتحسین کی۔ (الروض الانف مع السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۱/۳۴۲-۳۴۳)

اور اس کے بعد سے مسلسل اس مبارک مسجد میں توسیعات کا سلسلہ جاری ہے۔ خصوصاً سعودی دورِ حکومت میں جو توسیعات ہوئیں اور برابر ہو رہی ہیں، وہ بے نظیر اور بے مثال ہیں۔

ذیل میں حرم شریف اور مسجد حرام کے متعلق کچھ اہم آداب ومسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

حدودِ حرم میں داخلہ کا ادب

میقات سے احرام باندھنے کے بعد جب مکہ معظّمہ کی جانب چلے تو جس جگہ حرم کی حد شروع ہوتی ہے (جہاں آج کل ’’غیر مسلموں کے لئے داخلہ ممنوع ہے‘‘ کے بورڈ لگے ہوئے ہیں) وہاں سے داخل ہوتے وقت نہایت خشوع وخضوع کا اظہار کرے اور والہانہ انداز میں تلبیہ کا ورد کرے، اور دعاؤں اور استغفار کا اہتمام رکھے۔ **واذا احرم من المیقات وتوجه الی مکة فاذا وصل اول حد الحرم یستحب ان یستحضر الخشوع والحضور فی قلبه وجسده ما امکنه وان یدخله راجلاً حافیاً الخ.** (غنیة الناسك ۹۵، مناسك ملا علی قاریؒ ۱۲۵)

تنبیہ: آج کل حکومت کا نظام حجاج ومعتمرین کے لئے اس انداز کا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سواریوں سے اتر نہیں سکتے، اس لئے آج کل سواری سے اتر کر پیدل چلنے کی کوشش نہ کی جائے؛ بلکہ سواری میں بیٹھے بیٹھے ہی کامل توجہ سے ورد جاری رکھیں۔

مکہ معظّمہ میں داخلہ سے قبل غسل کرنا

مکہ معظّمہ میں داخلہ کے لئے نظافت حاصل کرنے کی غرض سے غسل کرنا مسنون ہے۔

وهٰذا الغسل سنة لدخول مكة وهو للنظافة. (غنية الناسك ٩٦، ومثله في الطحطاوي دار الكتاب ٧٣٣، هندية ١/٤ ٢٢، فتح القدير ٢/ ٤٧، تبيين الحقائق زكريا ٢/ ٦٤)

مشورہ: آج کل جدہ سے روانہ ہونے کے بعد مکہ معظّمہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کا کوئی موقع نہیں رہتا، اس لئے بہتر ہے کہ اگر کوئی عذر اور دشواری نہ ہو تو جدہ سے روانہ ہونے سے پہلے ''حج ٹرمنل'' میں ہی اس نیت سے غسل کرلیا جائے، وہاں غسل وغیرہ کے معقول انتظامات ہیں۔

جب مکہ میں داخل ہو

جب مکہ معظّمہ کی آبادی دکھائی پڑے تو مزید وارفتگی کے ساتھ تلبیہ اور دعا کا اہتمام کرے (اس وقت کی کوئی دعا مخصوص نہیں ہے؛ لیکن اگر چاہے تو مناسک کی کتابوں میں لکھی ہوئی دعاؤں کو توجہ کے ساتھ مانگے، اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی ہر بھلائی کے لئے دعا مانگے) **واحسن ما يقال فيه وفي غيره من المشاهد، اللّٰهم ربنا اٰتنا في الدنيا حسنة وفي الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار الخ.** (غنية الناسك ٩٧، مناسك ملا علی قاریؒ ١٢٧)

مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں؟

اگرچہ افضل یہی ہے کہ مکہ معظّمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں حاضری کی فکر کی جائے؛ لیکن موجودہ زمانہ کی صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے اس بارے میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(۱) آج کل معلم کی بسوں سے سفر ہوتا ہے جس میں سب حاجیوں کا سامان مخلوط کر کے چڑھا دیا جاتا ہے، اور قیام گاہ یا معلم کے دفتر پر اتارا جاتا ہے، اس لئے مکہ معظّمہ پہنچ کر سب سے پہلے اپنے سامان کو یکجا کرنے اور کمرے تک پہنچانے پر دھیان دیا جائے، اگر سامان چھوڑ کر اترتے ہی حرم چلے گئے تو بعد میں بڑی پریشانی ہوسکتی ہے۔

(۲) عموماً اب قیام گاہیں حرم سے بہت فاصلے پر ہوتی ہیں، اس لئے قیام گاہ کا جائے وقوع اور اس کے آس پاس کی علامتوں کا جان لینا ضروری ہے، اگر ان باتوں کا لحاظ کئے بغیر حرم چلے گئے تو واپسی بہت مشکل ہوجائے گی۔

(۳) آج کل حکومتی نظام اور سفر کے ہوش ربا اور تھکا دینے والے مراحل کی وجہ سے عموماً حجاج کو مکہ معظّمہ پہنچتے پہنچتے اس قدر تکان ہو جاتی ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے، اور فوراً آرام کا تقاضا ہوتا ہے تو ایسی کیفیت میں فوراً مسجد حرام میں جانا پسندیدہ نہیں کہا جاسکتا؛ کیوں کہ اگر اس تکان اور بوجھل دماغ سے حرم میں حاضری ہوگی تو نہ تو خشوع وخضوع حاصل ہوگا اور نہ دعا میں جی لگے گا اور نہ ہی روحانی کیفیات نصیب ہوں گی، اس لئے ایسی صورت میں تکان دور کرنے کے بعد تازہ دم ہوکر حرم میں داخل ہونا چاہئے، اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ حاجی مکہ معظّمہ کے قریب وادیٔ ذی طوی میں پہنچ کر رات گذارے اور پھر صبح تازہ دم ہوکر حرم میں حاضری دے۔ (غنیۃ الناسک ۹۶) اس سے معلوم ہوا کہ تھکاوٹ زیادہ ہونے کی وجہ سے قدرے آرام کرکے حرم جانے میں حرج نہیں ہے۔

(۴) البتہ اگر کوئی شخص واقعۃً اس طرح مکہ معظّمہ پہنچے کہ اسے کوئی تکان نہ ہو اور قیام گاہ بھی آسان ہو، سامان کی بھی کوئی فکر نہ ہو تو اسے بلا عذر مسجد حرام میں حاضری میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے ورنہ خلافِ اولیٰ ہوگا۔ **فیبدأ بالمسجد بعد حط اثقاله و قبله افضل ان تیسر.** (غنیة الناسك ۹۷، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/ ۵۰۲، هندیة ۱/ ۲۲٤، اللباب فی شرح الکتاب ۱٦۹)

مکہ معظّمہ میں کس طرف سے داخل ہوں؟

مستحب ہے کہ مکہ معظّمہ میں ''ثنیۂ کداء'' کی طرف سے داخل ہوں (لیکن اب عام حالات میں اس کا اہتمام کرنا ممکن نہیں ہے؛ لہٰذا جہاں سے داخلہ کی سہولت ہو وہاں سے داخل ہوا جائے) **ویستحب عند الاربعة ان یدخل مکة من ثنیة کداء الخ.** (غنیة الناسك ۹٦، ومثله فی الهندیة ۱/ ۲۲٤، فتح القدیر زکریا ۲/ ٤٤۷، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۷۱) **وهذا اذا لم یکن ضیق وزحمة والا فمن حیث تیسر.** (غنیة الناسك ۹٦)

مسجد حرام میں کس دروازہ سے داخل ہوں

مستحب ہے کہ مسجد حرام میں بابِ بنی شیبہ (باب السلام) سے داخل ہوا جائے (لیکن اب

حرم ماشاء اللہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ نئے آدمی کے لئے دروازوں کا پہچاننا اور اندر پہنچ کر صحیح راستہ پر واپس آنا بہت مشکل ہوتا ہے؛ اس لئے اب یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس مستحب کے حصول کی کوشش میں اپنے کو مزید مشکل میں نہ ڈالیں ؛ بلکہ قیام گاہ سے آتے وقت جو گیٹ سامنے پڑے اس کا نمبر یاد کر کے اسی گیٹ سے داخل ہوں، اور اسی سے واپس ہوں) **ویستحب عند الاربعة ان یدخل المسجد من باب بنی شیبة.** (غنیة الناسک ۹۷ ، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۸/۲، البحر الرائق زکریا ۵۷۱/۲، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۹)

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر

مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد جیسے ہی بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو تلبیہ، تکبیر اور کلمہ پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیں، اور نہایت عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ ماثور دعائیں یا جو چاہے اپنی زبان میں دعا مانگیں، یہ دعا کی قبولیت کا بہترین وقت ہے۔ **یذکر اللّٰہ تعالیٰ کیف بدا له تضرعاً وان تبرک بالمنقول منها عن النبی ﷺ وعن السلف من الصحابة والتابعین فحسن.** (غنیة الناسک ۹۸، درمختار مع الشامی زکریا ۵۰۳/۳، اللباب فی شرح الکتاب ۱۶۹)

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت

حجاج کرام کو مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران طواف کی کثرت کا اہتمام رکھنا چاہئے ؛ کیوں کہ اہل آفاق (میقات سے باہر رہنے والوں) کے لئے مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے نفل نمازوں کے بجائے نفل طواف کرنا افضل ہے؛ اور نفلی طواف کے ساتھ نفلی سعی ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا اس سے احتراز کرے۔ **ویطوف بالبیت ما بدا له بلا رمل ولا اضطباعٍ ولا سعی بعده؛ لان التنفل بالسعی غیر مشروع ......، وطواف التطوع افضل من صلاة التطوع للآفاقی.** (غنیة الناسک ۱۳۷، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۱۶/۳، البحر الرائق زکریا ۵۸۶/۲، منحة الخالق ۵۸۶/۲، تاتارخانیة ۵۰۵/۳، تبیین الحقائق ۲۸۲/۲، طحطاوی علی المراقی جدید ۷۳۵)

مسجد حرام میں داخلہ کے وقت اعتکاف کی نیت

بہتر ہے کہ جب بھی مسجد حرام میں حاضری ہو تو داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کر لی جائے؛ کیوں کہ نفلی اعتکاف قلیل مدت کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ **ویستحب له ان ینوی الاعتکاف کلما دخل المسجد الحرام فانه مستحب فی کل مسجد فکیف الظن بالمسجد الحرام واقله نفلاً ساعة ای جزء من الزمان.** (غنیة الناسك ١٣٨) **فینبغی اذا دخل المسجد ان یقول نویت الاعتکاف ما دمت فی المسجد.** (مرقاة المفاتیح ٤/٣٢٥)

طواف تحیہ یا تحیۃ المسجد؟

اگر مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت طواف کا ارادہ ہو تو افضل یہ ہے کہ کوئی اور کام کرنے سے پہلے اولاً طواف کرے، اسی کو ''طوافِ تحیہ'' کہا جاتا ہے، اور اگر طواف کا ارادہ نہ ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہو تو داخل ہونے کے بعد اسی طرح تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہوگا، جیسا کہ بقیہ مساجد میں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے۔ (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) **واذا دخل المسجد الحرام وهو یرید الطواف فتحیته الطواف، وان کان لا یرید فتحیته الصلاة کبقیة المساجد.** (غنیة الناسك ١٣٨، ومثله فی الدرالمختار مع الشامی زکریا ٣/٥٠٣، مناسك ملا علی قاری ١٢٩-١٤٣)

مسجد حرام میں نماز کا ثواب

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران حتی الامکان یہ کوشش ہونی چاہئے کہ مسجد حرام کی کوئی نماز فوت نہ ہونے پائے؛ اس لئے کہ مسجد حرام میں مردوں کے لئے فرض نماز پڑھنے کا ثواب دیگر مسجدوں کی ایک لاکھ اور ایک روایت کے اعتبار سے دس کروڑ نمازوں کے برابر ہے؛ لہٰذا اس عظیم ثواب سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ **عن جابر رضی الله عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: صلاة فی مسجدی هٰذا افضل من الف صلاة فی ما سواه الا**

المسجد الحرام وصلاة فی المسجد الحرام افضل من مائة الف صلاة. (مسند احمد ۳/ ۳۴۳) **احداها أن الصلاة فی المسجد الحرام تفضل علی الصلاة بمسجد المدینة بمائة صلاة، الثانیة: بالف صلاة، الثالثة: بمائة الف صلاة.** (شامی زکریا ۳/ ۵۴۷) **ومن اهم ما ینبغی للحاج وغیره ان لا تفوته صلاة فی المسجد الحرام؛ فانها فیه افضل منها فی غیره من المساجد ......، فعلی الاول تکون الصلاة فی المسجد الحرام بمائة الف صلاة فی غیر المسجد النبوی، وعلی الثانی بمائة الف الف صلاة.** (غنیة الناسک ۱۴۱)

نوٹ: البتہ عورتوں کے لئے مسجد حرام کے بجائے اپنی قیام گاہوں میں نماز ادا کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ **ثم هٰذه المضاعفة تختص بالفرائض عندنا ...... وکذا هی فی حق الرجال دون النساء کما حققه فی الفتح.** (غنیة الناسک ۱۴۲)

حرم کی نیکیاں

حرم میں ثواب کی زیادتی کا تعلق صرف نماز سے نہیں ہے؛ بلکہ حدودِ حرم میں جو بھی نیکی کی جائے گی تو اس کا ثواب دیگر جگہوں میں کی جانے والی نیکیوں کے مقابلہ میں ایک لاکھ گنا زیادہ ملتا ہے، بریں بنا مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران روزہ، صدقہ، خیرات اور دیگر نیکیوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ **عن عبد اللّٰه بن عباس رضی اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: من حج من مکة ماشیاً حتی یرجع الی مکة کتب اللّٰه له بکل خطوة سبع مائة حسنة مثل حسنات الحرم، قیل: وما حسنات الحرم؟ قال: بکل حسنة مائة الف حسنة.** (المستدرک للحاکم ۱/ ۶۳۱، شعب الایمان للبیهقی ۳/ ۴۳۱، ومثله فی البحر العمیق ۱/ ۱۰۵) **ان حسنة الحرم مطلقاً بمائة الف.** (الموسوعة الفقهیة ۱۷/ ۲۰۱) **وقال الحسن البصری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه: صوم یوم بمکة بمائة الف وصدقة درهم بمائة الف ومثله لا یقال الا عن توقیف.** (غنیة الناسک ۱۴۳)

حرم میں معصیت بڑا جرم ہے

ویسے تو ہر جگہ گناہ کرنا برا ہی ہے، اور ہر مسلمان کو ہر طرح کی معصیت سے ہر وقت بچنا چاہئے؛ لیکن حدودِ حرم میں جس طرح نیکیوں کا ثواب بڑھتا ہے اسی طرح گناہوں کا وبال بھی سخت سے سخت ہوتا ہے؛ اس لئے حرمین میں قیام کے دوران بالخصوص قولی وعملی ہر طرح کی نافرمانی سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ **وكذا المعاصي تضاعف على ما روى عن ابن عباس وابن مسعود رضي الله عنهما ان صح، والا فلا شك انها في حرم الله افحش واغلظ.** (غنية الناسك ١٤٣، ومثله في الموسوعة الفقهية ٢٠١/١٧، البحر العميق ١٣٥/١)

حطیم میں عبادت

حطیم (یعنی میزابِ رحمت کی جانب بیت اللہ شریف سے تقریباً دو صفوں کے بقدر جگہ) بھی دراصل بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے؛ لہٰذا بسہولت موقع ہو تو اس جگہ جاکر کثرت سے نماز عبادت اور دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔ **عن عائشة رضي الله عنها قالت: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الجدر، أمن البيت هو؟ قال: نعم.** (مسلم شريف ٤٣١/١، بخاري شريف ٢١٥/١) **عن عائشة رضي الله عنها قالت: كنت احب ان ادخل البيت فاصلي فيه فاخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدي فادخلني الحجر، وقال عليه الصلاة والسلام: صلي في الحجر ان اردت دخول البيت فانما هو قطعة من البيت ولكن قومك استقصروه حين بنوا الكعبة فاخرجوه من البيت.** (ترمذي شريف ١٧٧/١، ابوداؤد شريف ٢٧٧/١) **ويستحب الاكثار من دخول الحجر فانه من البيت ودخوله سهل.** (غنية الناسك ١٣٨) **عن عائشة رضي الله عنها قالت: ارسلت الى شيبة ان افتح الكعبة بالليل فقالوا: انا لا نفتحها بالليل، فدخلت الحجر، فصليت، ولصقت بالكعبة، وقالت: اخبروه اني صليت في الكعبة.** (البحر العميق ١٩٧/١)

کعبۂ مشرفہ کو نظر جما کر دیکھنا

مسجد حرام میں حاضری کے وقت اگر کوئی اور عمل نہ کر سکے تو کم از کم کعبۂ مشرفہ پر بالقصد نظر جمائے رکھنے کا اہتمام کرے؛ کیوں کہ کعبہ مشرفہ کو دیکھنا بھی ایک مستقل عبادت ہے۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: ینزل اللّٰہ کل یوم عشرین ومائۃ رحمۃ ستون منہا للطوافین واربعون للعاکفین حول البیت، وعشرون منہا للناظرین الی البیت.** (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۱۰۲، کنز العمال ۵/۲۲) **عن طاؤس ومجاہد قال: النظر الی البیت عبادۃ.** (مصنف ابن ابی شیبۃ بتحقیق: الشیخ عوامہ ۸/۵۴۴) **ولیکثر من النظر الی الکعبۃ ایماناً واحتساباً، فان النظر الی الکعبۃ عبادۃ فقد جاءت آثار کثیرۃ فی فضل النظر الیہا.** (غنیۃ الناسک ۱۳۸)

بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت ملے تو کیا کرے؟

اگر کسی خوش نصیب شخص کو بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ میں داخلہ کی سعادت ملے تو اسے چاہئے کہ نہایت خشوع وخضوع اور حد درجہ ادب کے ساتھ نظریں جھکائے ہوئے داخل ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے جاہ وجلال کا استحضار رکھے اور کمال توجہ کے ساتھ نماز اور دعا میں مشغول ہو اور ان لمحات کو غنیمت سمجھے۔ (واضح ہو کہ آج کل بعض مخصوص ایام میں بیت اللہ شریف کے غسل دینے کے موقع پر اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے، اور حکومت یا شیبی خاندان (جس کو کعبۂ مشرفہ کی کلید برداری کا شرف نصیب ہے) کی طرف سے اس تقریب میں شرکت کے لئے جو لوگ باقاعدہ مدعو ہوتے ہیں وہی اس میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں) **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من دخل البیت دخل فی حسنۃ وخرج من سیئۃ وخرج مغفوراً لہ.** (السنن الکبریٰ للبیہقی ۵/۱۵۸) **عن عبد**

الـرحـمـن بـن صـفـوان قال: قلت لعمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه: کیف صـنـع رسـول الـلّٰـه صـلـی الـلّٰـه تعالیٰ علیه وسلم حین دخل الکعبة؟ قال: صلی رکعتین. (ابوداؤد شریف ۱/۲۷۷) ویستـحـب دخول البیت اذا لم یشتمل علی ایذاء نـفسهٖ او غیـره ولا عـلـی دفـع الـرشوة التی یأخذها الحجبة والا فیحرم، وکذا یستحب الصلاة فیه والدعاء الخ. (غنیة الناسک ۱۳۸)

مسائل طوافِ بیت اللہ

طواف کی فضیلت واہمیت

دنیا میں نماز روزہ وغیرہ عبادات کے لئے کسی جگہ کی کوئی قید نہیں ہے، انہیں کہیں بھی ادا کیا جاسکتا ہے؛ لیکن ''طواف'' ان عبادات میں سے ہے جو خاص جگہ کے ساتھ مخصوص ہیں، چناں چہ طواف کی عبادت پوری دنیا میں صرف بیت اللہ شریف کے اردگرد ''مسجد حرام'' کی حدود ہی میں انجام دی جاسکتی ہے، کسی اور خطہ میں اس عبادت کو انجام نہیں دیا جاسکتا، اس اعتبار سے اسے دیگر عام عبادات میں ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیت اللہ شریف میں حاضری کے وقت نماز تحیۃ المسجد کے بجائے ''طوافِ تحیۃ'' کرنے کا حکم ہے، یعنی مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد (اگر کوئی عارض نہ ہوتو) سب سے پہلے طواف کیا جائے اس کے بعد دیگر مشاغل میں مصروف ہوں۔ قرآنِ کریم میں جن دو جگہوں پر بیت اللہ شریف کو (شرکیہ باتوں اور ظاہری نجاستوں سے) پاک صاف رکھنے کا حکم ہے، اس کے مقاصد میں پہلے نمبر پر طواف کرنے والوں کو رکھا گیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ. (البقرة: ١٢٥)

اور ہم نے ابراہیم واسماعیل کو پابند کیا کہ میرا گھر صاف ستھرا رکھو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ.

(الحج: ٢٦)

اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانۂ کعبہ کی جگہ مقرر کردی کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور میرے گھر کو پاک رکھیں طواف کرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے۔

کعبۂ مشرفہ پر رحمتوں کا نزول

اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ بیت اللہ پر روزانہ ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، جن میں سے ۶۰ ر رحمتیں صرف طواف کرنے والوں کے ساتھ خاص ہیں، پوری روایت درج ذیل ہے:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یُنَزِّلُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حُجَّاجِ بَیْتِہِ الْحَرَامِ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ رَحْمَۃً، سِتِّیْنَ لِلطَّائِفِیْنَ وَارْبَعِیْنَ لِلْمُصَلِّیْنَ وَعِشْرِیْنَ لِلنَّاظِرِیْنَ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۴۰۵۱، الترغیب والترہیب مکمل: ۲۶۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کے حج کرنے والوں پر ۱۲۰ ر رحمتیں نازل فرماتے ہیں، جن میں سے ۶۰ ر رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے، ۴۰ ر نماز پڑھنے والوں کے لئے اور ۲۰ ر بیت اللہ شریف کو دیکھنے والوں کے لئے خاص ہوتی ہیں۔

طواف کرنے پر غلام آزاد کرنے کا ثواب

محمد بن المنکدرؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ اُسْبُوْعاً وَلَا یَلْغُوْ فِیْہِ کَانَ کَعِدْلِ رَقَبَۃٍ یُعْتِقُھَا. (رواہ الطبرانی فی الکبیر، الترغیب والترھیب ۲۶۸)

جو شخص بیت اللہ شریف کے سات چکر لگائے اور دورانِ طواف کوئی لغو کام نہ کرے تو یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَ کَعِتْقِ رَقَبَۃٍ. (رواہ ابن ماجۃ، الترغیب والترھیب: ۲۶۹)

جو شخص بیت اللہ شریف کا طواف کر کے دو رکعتیں ادا کرے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

طواف میں ہر ہر قدم پر نیکیوں کی بہتات

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مَا رَفَعَ رَجُلٌ قَدَماً وَلَا وَضَعَھَا اِلَّا کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَحُطَّ عَنْہُ

طواف میں ہر قدم اٹھانے اور رکھنے پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں اور اس کے دس

عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ. (رواه احمد ۳/۳، الترغيب والترهيب: ۲۶۸)

دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعاً وَلاَ يَتَكَلَّمُ اِلاَّ بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهُ بِهَا عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِيْ الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ. (رواه ابن ماجة ۲۹۵۷، الترغيب والترهيب: ۲۶۹)

جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور اس کے دوران سوائے [سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر] کے کوئی گفتگو نہ کرے تو اس کے دس گناہ مٹا دئے جاتے ہیں، اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے دس مراتب بلند کردئے جاتے ہیں۔ اور جو طواف کے دوران بے جا گفتگو کرے تو وہ رحمت میں صرف قدم رکھ کر چلنے والا ہے جیسا کہ کوئی شخص (تھوڑے) پانی میں قدم رکھے۔

اس روایت سے خاص طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ دورانِ طواف زیادہ تر ذکر میں ہی مشغول رہنا چاہئے، اور بلاضرورت بات چیت اور گپ شپ نہیں کرنی چاہئے، ورنہ ثواب میں یقیناً کمی آجائے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''طواف کے دوران جو شخص گفتگو کرے تو اسے صرف خیر ہی کی گفتگو کرنی چاہئے''۔ (رواہ الترمذی ۲۶۰، الترغیب والترہیب ۲۶۹)

خلاصہ یہ ہے کہ طواف بڑی نفع بخش اور اجر وثواب والی عبادت ہے، مکہ معظّمہ کے زمانۂ قیام میں کثرت سے طواف کا اہتمام رکھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ: ''جو شخص بیت اللہ شریف کا پچاس مرتبہ طواف کرے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوجاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو''۔ (رواہ الترمذی ۸۶۶، الترغیب والترہیب ۲۶۹)

علاوہ ازیں طواف کی عبادت میں خاص طور پر ایک عاشقانہ شان پائی جاتی ہے کہ زائر حرم ''لبیک لبیک'' کی صدا لگاتے ہوئے دیوانہ وار آتا ہے اور پھر محبوب حقیقی کے گھر کے چکر لگانے شروع کردیتا اور اس کے پیش نظر محبوب کی رضا کے حصول کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، گویا کہ وہ مجنوں کی زبان میں یہ کہتا ہے:

اَمُرُّ عَلَى الدِّيَارِ دِيَارِ لَيْلٰى ☆ اُقَبِّلُ ذَالْجِدَارَ وَذَالْجِدَارَا

وَمَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِيْ ☆ وَلٰكِنْ حُبُّ مَنْ نَزَلَ الدِّيَارَا

ترجمہ: ''میں جب لیلیٰ کے علاقہ سے گذرتا ہوں، تو کبھی اِس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اُس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں، اور دراصل ان در و دیوار سے مجھے دلی لگاؤ نہیں ہے، بلکہ ان میں رہنے والی ذات سے مجھے لگاؤ ہے''۔

کچھ اسی طرح کے جذبات ایک طواف کرنے والے کے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی محبت میں ذکر و اذکار اور تسبیح و تحمید کے ورد کے ساتھ بس چکر ہی لگائے جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ اس عشق کا کوئی ذرہ ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ آمین۔

حجر اسود اور مقام ابراہیم کی فضیلت

طواف کی ابتداء حجر اسود کے استلام سے ہوتی ہے، یہ جنت کا پتھر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے گناہ جذب کرنے کی عجیب تاثیر رکھی ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَزَلَ الْحَجَرُ الاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضاً مِنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ. (رواہ الترمذی ۸۷۷، الترغیب والترهیب: ۲۷۰)

جس وقت حجر اسود جنت سے اترا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، پھر آدمیوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا۔

اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں دو یاقوت ہیں، اگر اللہ تعالیٰ ان کی روشنی کو ختم نہ فرماتے تو یہ پوری زمین و آسمان کو روشن کردیتے۔ (ترمذی شریف ۸۷۸، الترغیب والترہیب: ۲۷۰)

نیز یہ بھی مروی ہے کہ حجر اسود قیامت کے دن اپنے بوسہ لینے اور استلام کرنے والوں کے حق میں سفارش کرے گا اور اس دن اللہ تعالیٰ اس کو زبان اور ہونٹ عطا فرمائیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَشْهِدُوْا هٰذَا الْحَجَرَ خَيْراً فَاِنَّهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعٌ يُشَفَّعُ، لَهٗ لِسَانٌ وَشَفَتَانِ يَشْهَدُ لِمَنْ اِسْتَلَمَهٗ. (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عائشةؓ، الترغیب والترهیب: ۲۷۰)

اس حجر اسود کو اپنے عمل خیر کا گواہ بنالو؛ کیوں کہ قیامت کے دن یہ سفارشی بن کر (اللہ کے دربار میں) اپنے استلام کرنے والوں کے لئے سفارش کرے گا، اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔

پیغمبر علیہ السلام حجر اسود کا بوسہ دیتے وقت رقت و زاری بھی ثابت ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی تقبیل واستلام کو گویا کہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کرنا قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ فَاوَضَهُ فَاِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ. (رواه ابن ماجه ٢٩٥٧، الترغيب والترهيب: ٢٦٨)

جو شخص حجر اسود کو ہاتھ لگائے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کر رہا ہے۔

بریں بنا حجر اسود کی تقبیل/ استلام کا کمالِ استحضار کے ساتھ اہتمام کرنا چاہئے، بھیڑ کا موقع نہ ہو اور سہولت سے بوسہ لینا ممکن ہو تو قریب جا کر بوسہ لیں اور اگر بھیڑ زیادہ ہو تو دور ہی سے استلام کر لیں، اس سے بھی بوسہ کے برابر ہی ثواب ملتا ہے، اس جگہ دھکم پیل اور زور ازوری سے بچنا ضروری ہے۔

رکن یمانی سے گذرتے وقت دعا

بیت اللہ شریف کے حجر اسود سے پہلے والے کونے کو ''رکن یمانی'' کہا جاتا ہے، جسے قریب سے گذرتے وقت دائیں ہاتھ سے چھونا مسنون ہے؛ (لیکن دور سے اشارہ کرنے کا حکم نہیں ہے) یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام ہے۔ ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں، پس جو شخص طواف کے دوران یہاں سے گذرتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے اللہ! میں آپ سے معافی اور دنیا وآخرت میں عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی سے نوازئے اور آخرت میں بھی بھلائی سے سرفراز فرمایئے، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھئے۔

تو وہ مقررہ ستر فرشتے اس دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (ابن ماجہ ۲۹۵۷، الترغیب والترہیب: ۲۶۸)

اس لئے طواف کے ہر چکر میں خصوصاً رکن یمانی پر پہنچ کر مذکورہ دعا (اور اس کے علاوہ جو بھی دعا یاد آجائے وہ) مانگنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

ذیل میں طواف کے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

طواف کی حقیقت

لغت میں طواف کے معنی گھومنے اور چکر لگانے کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں طواف کا اطلاق بنیت طواف بیت اللہ (کعبۂ مشرفہ) کے کم از کم ۴؍ چکروں سے لے کر ۷؍ چکر

لگانے پر ہوتا ہے (لہٰذا ۴ سے کم چکروں کا طواف شرعاً معتبر نہیں ہوتا) **الطواف هو الدوران حول الكعبة اربعة اشواط او أكثر الى تمام السبعة كيف ما حصل.** (غنية الناسك ۱۰۹، لغة الفقهاء ۲۹۳، الموسوعة الفقهية ۱۲۰/۲۹)

طواف کی قسمیں

طواف کی درج ذیل سات قسمیں ہیں:

(۱) **طوافِ تحیہ** : مسجد حرام میں جب بھی داخل ہوں تو بیت اللہ شریف کے اعزاز میں یہ طواف مستحب ہے، خواہ داخل ہونے والا محرم ہو یا غیر محرم، مکی ہو یا آفاقی، سب کے لئے یہی حکم ہے۔ **وهو مستحب لكل من دخل المسجد محرماً كان او حلالاً.** (غنية الناسك ۱۰۹، مناسك ملا علی قاری ۱۴۳، شرح نقاية ۱۹۴، الموسوعة الفقهية ۱۲۳/۲۹، البحر الرائق ۵۷۳/۲)

(۲) **طوافِ عمرہ**: جو شخص عمرہ کا احرام باندھ کر مسجد حرام میں آئے اس پر طوافِ عمرہ ضروری ہے، اور عمرہ میں چوں کہ اس کے بعد سعی بھی کرنی ہوتی ہے؛ اس لئے اس طواف میں مرد حضرات رمل و اضطباع کی سنت بھی بجالائیں گے۔ **طواف العمرة وهو ركن فيها.** (مناسك ملا علی قاری ۱۴۳، هندية ۱۳۷/۱، خانية ۳۰۱/۱، غنية الناسك ۱۰۹، انوار مناسك ۳۳۵)

(۳) **طوافِ قدوم** : آفاقی مفرد بالحج اور قارن کے لئے طوافِ قدوم مسنون ہے۔ (مفرد بالحج مکہ معظّمہ آتے ہی پہلے طوافِ قدوم کرے گا، اور قارن شخص عمرہ کا طواف وسعی کرنے کے بعد طوافِ قدوم کرے گا، اور اس طواف کا وقت مکہ معظّمہ میں داخلہ سے لے کر وقوفِ عرفہ تک رہتا ہے، اس کے بعد ختم ہوجاتا ہے) **هو سنة للآفاقي المفرد بالحج والقارن ......، واول وقت أدائه حين دخوله مكة ......، وآخره وقوفه بعرفة فاذا وقف فقد فات وقته.** (غنية الناسك ۱۰۸، مناسك ملا علی قاری ۱۴۱)

(۴) **طوافِ زیارت** : یہ طواف ہر حاجی پر فرض ہے، جسے وقوفِ عرفہ کے بعد ادا کیا جانا ضروری ہے، اور اس طواف کے بغیر ازدواجی تعلق حلال ہونے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ **طواف**

الزيارة ويسمى طواف الركن والافاضة وطواف الحج وهو ركن لا يتم الحج الا به. (مناسك ملا علی قاری ۱۴۲، درمختار زکریا ۳/۴۶۸-۴۶۹، الدر المنتقی ۱/۲۸۱)

(۵) طوافِ صدر : اسے طوافِ وداع بھی کہتے ہیں، حج کے تمام ارکان ومناسک کی ادائیگی کے بعداس طواف کا کرنا واجب ہے، اور بہتر ہے کہ واپسی کے وقت اسے ادا کیا جائے، اور یہ طواف حیض ونفاس والی عورتوں سے ساقط ہے، نیز اہل مکہ اور اہل حل پر بھی طوافِ صدر نہیں ہے۔ **وواجبه طواف الصدر وهو طواف الوداع للأفاقی من الحاج دون المعتمر ......، الا انه خفف عن المرأة الحائض.** (شرح نقایة ۱/۱۸۵، درمختار زکریا ۳/۴۶۹-۴۷۰، مناسك ملا علی قاری ۱۴۲)

(۶) طوافِ نذر : اگرکسی شخص نے طواف کی نذر مان لی ہوتو اس کی حسب شرط ادائیگی واجب ہے۔ **طواف النذر وهو واجب.** (مناسك ملا علی قاری ۱۴۳، الموسوعة الفقهية ۲۹،۱۲۳)

(۷) طوافِ تطوع : یعنی نفلی طواف جوسبھی کے لئے نیکیوں میں اضافہ کا سبب ہے، اس کا کوئی وقت متعین نہیں، کبھی بھی جتنا چاہے کر سکتے ہیں۔ **السابع: طواف التطوع ای النافلة وهو لا يختص بزمان دون زمان.** (مناسك ملا علی قاری ۱۴۳)

طواف کے بنیادی ارکان

طواف کے ارکان تین ہیں: (۱) طواف کے اکثر چکروں کو ادا کرنا۔ (۲) طواف کو بیت اللہ شریف کے باہر اور مسجد حرام کے اندر کرنا۔ (۳) خود طواف کرنا خواہ کسی چیز پر سوار ہوکر کرے، الا یہ کہ کوئی احرام باندھنے سے پہلے سے ہی بے ہوش، مریض یا مجنوں ہوتو اس کی طرف سے نیابت درست ہوسکتی ہے۔ **اما اركانه فثلاثة: اتيان اكثره، وكونه فی البيت لا فيه، وكونه بفعل نفسه ولو محمولاً او راكب بعير، فلا تجوز فيه النيابة الا عن المغمی عليه والنائم والمريض والمجنون قبل الاحرام الخ.** (غنية الناسك ۱۰۹، البحر الرائق زکریا ۲/۶۰۸، درمختار زکریا ۳/۵۳۷)

طواف کے صحیح ہونے کی شرائط

طواف صحیح ہونے کی شرطیں دوطرح کی ہیں، بعض شرائط کا تعلق مطلقاً ہر طواف سے ہے، خواہ وہ حج کے طواف ہوں یا نفلی طواف ہوں، ایسی شرطیں کل تین ہیں:

(۱) مسلمان ہونا: لہٰذا کافر کا طواف معتبر نہیں ہے۔

(۲) نیت طواف: اس سے مراد صرف اتنی نیت کرنا ہے کہ میں ''طواف کرر ہا ہوں''، طواف کی نوعیت کی وضاحت شرط نہیں ہے۔

(۳) مسجد حرام کے اندر طواف کرنا؛ لہٰذا مسجد حرام کے باہر طواف شرعاً معتبر نہ ہوگا۔

اور بعض ایسی شرائط ہیں جو حج یا عمرہ کے بعض طوافوں کے ساتھ مخصوص ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) احرام ہونا: یہ طوافِ عمرہ اور طواف قدوم کے لئے شرط ہے۔

(۲) وقت ہونا: یہ طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کے لئے شرط ہے۔

(۳) وقوفِ عرفہ کا پہلے پایا جانا: یہ شرط بھی طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کے صحیح ہونے کے لئے لازم ہے۔ **واما شرائطه فستة: ثلاثة منها لاطوفة الحج وهي الوقت، وتقديم الاحرام، وتقديم الوقوف الخ.** (غنية الناسك ۱۰۹، مناسك ملا علی قاری ۱۴۴، البحر الرائق ۲/ ۶۰۸، شامی زکریا ۳/ ۵۳۷)

واجباتِ طواف

طواف میں کل سات چیزیں واجب ہیں، جن کے ترک سے جزاء لازم آتی ہے:

(۱) حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر دونوں سے پاک ہونا، (اور کپڑا اور بدن کا پاک ہونا مسنون ہے) **وهي سبعة: الاول: الطهارة عن الحدث والجنابة، وقيل: وعن النجاسة في الثوب والبدن كما هو مذهب الشافعيؒ والاكثر على انه سنة الخ.**

(غنية الناسك ۱۱۲، شامی زکریا ۳/ ۵۳۷، مراقی الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا علی قاری ۱۵۱)

(۲) ستر کا چھپانا: لہٰذا اگر طواف میں ایک عضو مستور کا چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ کھلا رہ جائے تو اس پر طواف کا اعادہ یا جزا لازم ہوگی۔ **الثانی: ستر العورة لوجوب الدم به والا فهو فرض مطلقاً، والمانع كشف ربع العضو فما زاد كما فى الصلاة – الى قوله – فلو طاف للفرض او الواجب مكشوف العورة بقدر ما لا تجوز معه الصلاة فعليه الاعادة او الدم، وفى التطوع الصدقة.** (غنية الناسك ۱۱۲، مناسك ملا على قارى ۱۵۲، اللباب فى شرح الكتاب ۱/۱۶۶)

(۳) حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا: بہت سے فقہاء کے نزدیک یہ واجب ہے، جب کہ دیگر کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ **الثالث: الابتداء من الحجر الاسود على ما فى المنهاج عن الوجيز ومال اليه فى الفتح وجزم به فى البحر والنهاية والتنوير والدر ومراقى الفلاح، حتى قال فى الدر: ولو ابتدأ من غير الحجر اعاده ما دام مكة، فلو رجع فعليه دم، فتأمل وظاهر الرواية انه سنة يكره تركها وعليه عامة المشائخ وصححه فى اللباب.** (غنية الناسك ۱۱۲، ومثله فى مراقى الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا على قارى ۱۵۳)

(۴) دائیں طرف سے طواف کرنا: یعنی اس طرح طواف کرنا کہ خود دائیں جانب اور بیت اللہ شریف بائیں جانب ہو، اس کے خلاف کرنے پر جزا لازم ہوگی۔ **الرابع: التيامن وهو اخذ الطائف عن يمين نفسه وجعل البيت عن يساره، فلو عكس وطاف منكوساً – الى قوله – ولكنه ترك الواجب فعليه موجبه.** (غنية الناسك ۱۱۳، مراقى الفلاح ۷۲۹، مناسك ملا على قارى ۱۵۳)

(۵) پیدل طواف کرنا: جو شخص چلنے پر قادر ہو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ پیدل طواف کرے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص طواف زیارت یا عمرہ کا طواف بلا کسی عذر کے سوار ہوکر کرے تو اس پر ضروری ہے کہ یا تو طواف لوٹائے یا دم دیدے؛ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے پیدل طواف نہیں کیا ہے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ **الخامس: المشى فيه للقادر، فلو طاف للزيارة**

(لباب) او العمرة (بحر) راكباً او محمولاً او زحفاً بلاعذر فعليه الاعادة او الدم وان كان بعذر لا شئ عليه. (غنية الناسك ١١٤، مراقی الفلاح ٧٢٩، مناسك ملا علی قاری ١٥٢)

(٦) طواف میں حطیم کو شامل کرنا: حطیم بھی دراصل بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے؛ لہٰذا اس کی حدود سے باہر ہوکر طواف کرنا واجب ہے، اگر حطیم کے اندر سے طواف کیا تو ترکِ واجب کی وجہ سے جزا لازم ہوگی۔ **السادس: الطواف وراء الحطيم فلو طاف للزيارة او العمرة فی جوف الحجر يعيد الطواف كله او علی الحجر فقط، والاول افضل، فان لم يعد فعليه دم، واما فی الطواف الواجب فينبغی ان تجب صدقة، وينبغی ان لا فرق بين الطواف الواجب والتطوع فی لزوم الصدقة لما ان الطواف وراء الحطيم من كل طواف.** (غنية الناسك ١١٤، شامی زکریا ٤٧٣/٣، مناسك ملا علی قاری ١٥٣)

(٧) طواف کے ساتوں چکر پورے کرنا: طواف کے ساتوں چکروں کو پورا کرنا واجب ہے، یعنی اگر کوئی شخص طواف کے چار یا پانچ چکر کرے تو اس کا طواف ادا ہوجائے گا؛ تاہم ساتوں چکروں کو پورا کرنا واجب ہے نہ کرنے پر جزاء لازم ہوگی۔ **السابع: اكمال ما زاد علی اكثر اشواطه، فلو تركه جاز طوافه وعليه الجزاء الخ.** (غنية الناسك ١١٦، مراقی الفلاح ٧٢٩)

نوٹ: طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا بھی واجبات میں سے ہے۔ **ومن الواجبات ركعتا الطواف.** (غنية الناسك ١١٦)

طواف کی سنتیں

(١) اضطباع کرنا: طواف کے تمام چکروں میں مردوں کے لئے اضطباع (چادر بغل میں ڈال کر داہنا کندھا کھولنا) کرنا مسنون ہے۔ **واما سنن الطواف فالاضطباع فی جميع اشواطه وينبغی ان يفعله قبل الشروع فی الطواف بقليل الخ.** (غنية الناسك ١١٨، شامی زکریا ٥٠٧/٣، مناسك ملا علی قاری ١٥٩)

تنبیہ: واضح رہے کہ اضطباع صرف اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنا ہے، جیسے

طواف قدوم، طوافِ عمرہ وغیرہ ہر طواف میں مسنون نہیں۔ **وهو سنة فی کل طواف بعده سعی کطواف القدوم وطواف العمرة الخ.** (غنية الناسك ١١٨)

(۲) شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا۔ **والرمل فی الثلاثة الاول.** (غنية الناسك ١١٨)

تنبیه : رمل بھی صرف اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو۔ **والرمل سنة فی کل طواف بعده سعی.** (غنية الناسك ١١٩، شامی زکریا ٣/ ٥١٠، مناسك ملا علی قاری ١٥٩)

(۳) آخری چار چکروں میں رمل نہ کرنا: یعنی آخری چار چکروں میں اپنی رفتار کے مطابق چلے رمل نہ کرے۔ **والمشی علی هیئته فی الاربعة الباقية.** (غنية الناسك ١١٨، مناسك ملا علی قاری ١٥٩، اللباب ١/ ١٧٠، شامی زکریا ٣/ ٥١١، البحر الرائق زکریا ٢/ ٥٨٧)

(۴) طواف کی ابتداء میں حجر اسود کا استقبال کرنا: یعنی حجر اسود کے بالکل سامنے کھڑے ہوکر طواف شروع کرے۔ **واستقبال الحجر الاسود بالوجه فی ابتدائه.** (غنية الناسك ١١٩، شامی زکریا ٥٠٧، مناسك ملا علی قاری ١٦٠، هندية ١/ ٢٢٥)

(۵) حجر اسود کے استقبال کے وقت تکبیر کہنا: یعنی طواف کے شروع میں استقبال حجر اسود کے وقت اللہ اکبر کہے۔ **والتکبير قبالة الحجر مطلقاً.** (غنية الناسك ١١٩، ومثله فی الشامی زکریا ٣/ ٥٠٤، البحر الرائق کوئٹه ٢/ ٣٢٦)

(۶) حجر اسود کے سامنے تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لو تک اٹھانا۔ **ورفع اليدين عند التکبير حال استقبال الحجر فی الابتداء حذاء اذنيه.** (غنية الناسك ١١٩، شامی زکریا ٣/ ٥٠٤، تاتارخانية زکریا ٣/ ٤٩٤، مناسك ملا علی قاری ١٥٩)

(۷) حجر اسود کا استلام کرنا: طواف کی ابتداء اور انتہاء میں حجر اسود کا استلام مسنون ہے، اور درمیان میں ہر چکر میں استلام مستحب ہے۔ **واستلام الحجر فی اوله واٰخره واما فی ما بينهما فسنة مستحبة.** (غنية الناسك ١١٩، شامی زکریا ٣/ ٥١١، البحر الرائق کوئٹه ٢/ ٣٣٠، تاتارخانية زکریا ٣/ ٤٩٦)

(۸) دورانِ طواف (رمل کے علاوہ اشواط میں) باوقار انداز میں چلنا۔ والمشی علی هيئته. (غنية الناسك ۱۱۹، اللباب ۱٦۹)

(۹) تمام چکر پے درپے کرنا۔ والموالاة بين الأشواط واجزاء الطواف سنة متفق عليهما. (شامی زکریا ۵۱۱/۳، غنية الناسك ۱۲۰، مناسك ملا علی قاری ۱٦۰، منحة الخالق زكريا ٥٦٨/۲)

(۱۰) بدن اور کپڑوں کا ظاہری نجاستوں سے پاک ہونا۔ والطهارة من النجاسة فی الثوب والبدن الخ. (غنية الناسك ۱۲۰، درمختار زكريا ۴۷۱/۳ و ۴۸۸، منحة الخالق زكريا ۲۷٦/۲)

طواف کے مستحبات

طواف کے مستحب امور درج ذیل ہیں:

(۱) حجر اسود کا تین بار بوسہ دینا۔ ان ابن عمر رضی الله عنهما قبله ثلاثاً. (شرح النقاية ۱۹۴/۱) **واما مستحبات الطواف فتثليث تقبيل الحجر.** (غنية الناسك ۱۲۰، مناسك ملا علی قاری ۱٦۰)

(۲) حجر اسود پر تین بار سجدہ کرنا۔ والسجود عليه وتثليثه. (غنية الناسك ۱۲۰، منحة الخالق زكريا ۵۷۳/۳، درمختار زكريا ۵۰، مناسك ملا علی قاری ۱٦۰)

(۳) طواف اس طرح شروع کرنا کہ خود حجر اسود کے دائیں طرف ہو اور پورا بدن حجر اسود کے سامنے ہوکر برابر ہو۔ واخذ الطائف عن يمين الحجر مما يلی الركن اليمانی ليحاذی جميع الحجر بجميع بدنه حين مروره عليه الخ. (غنية الناسك ۱۲۰، ومثله فی الهندية ۲۲۵/۱، شامی زكريا ۵۰۴/۳)

(۴) طواف کے دوران رکن یمانی کا استلام کرنا۔ واستلام الركن اليمانی. (غنية الناسك ۱۲۱، هندية ۲۲٦/۱، درمختار زكريا ۵۱۱/۳، تاتارخانية زكريا ۴۹۷/۳)

(۵) طواف کے دوران ذکر یا دعا میں مشغول رہنا۔ واتيان الاذكار والادعية فيه الخ. (غنية الناسك ۱۲۱، مناسك ملا علی قاری ۱۳۵)

(۶) مردوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ اگر بیت اللہ کے قریب جگہ خالی ہو اور کسی کو تکلیف نہ ہو تو بیت اللہ کے قریب طواف کرے، اور عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بیت اللہ سے دور ہٹ کر طواف کریں، الا یہ کہ بیت اللہ شریف طواف کرنے والے مردوں سے خالی ہو۔ **وان یکون طوافه قریباً من البیت اذا لم یوذ احداً وللمرأة البعد الا اذا خلا المطاف من الرجال.** (غنیة الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰، البحر الرائق زکریا ۵۸۶/۲)

(۷) عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ طواف کے لئے رات کے وقت کا انتخاب کریں۔ **وطوافها لیلاً.** (غنیة الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۸) اگر طواف کا کوئی چکر کسی عذر کی وجہ سے یا بلا عذر کے نامکمل رہ گیا تھا یا مکروہ طریقہ پر کیا تھا، تو اس کو از سر نو لوٹانا مستحب ہے۔ **واستیناف الطواف لو قطعه قبل اتیان اکثره ولو بعذر، او فعله ولو بعضه علی وجه مکروه.** (غنیة الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۹) طواف کرتے وقت جائز بات چیت سے بھی پرہیز کرنا۔ **وترک الکلام المباح.** (غنیة الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۱۰) طواف کے دوران ہر اس عمل سے پرہیز کرنا مستحب ہے جو خشوع وخضوع کے منافی ہو، مثلاً بلا ضرورت لوگوں کو دیکھنا اور کوکھ پر ہاتھ رکھنا وغیرہ۔ **وترک کل عمل ینافی الخشوع والتذلل کالتلثم والالتفات بوجهه الی الناس لغیر ضرورة ووضع الید علی الخاصرة الخ.** (غنیة الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۰)

(۱۱) طواف کرتے وقت نگاہ کی ہر اس چیز سے حفاظت کرنا مستحب ہے جو دل کو مشغول کرنے والی ہو؛ اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے چلنے کی جگہ سے متجاوز نہ ہو۔ **وصون النظر عن کل ما یشغله وینبغی ان لا یجاوز بصره محل مشیه الخ.** (غنیة الناسك ۱۲۲، مناسك ملا علی قاری ۱۶۲)

(۱۲) اگر دعا یا ذکر زور سے کرنے کی وجہ سے لوگوں کو خلل واقع ہو رہا ہو تو آہستہ کرنا

واجب ہے، اور اگر کسی کو خلل نہ ہو تو بھی آہستہ کرنا مستحب ہے۔ **والاسرار بالذکر والادعیة الا اذا کان الجهر مشوشا للطائفين والمصلين، فالاسرار واجب حيئنذ.** (غنية الناسك ١٢٢، مناسك ملا علی قاری ١٦٢)

(۱۳) طواف کے دوران ان تمام اعمال وافعال سے پرہیز کرنا چاہئے جو خلافِ شریعت ہوں۔ **وان ينزه طوافه عن كل ما لا يرتضيه الشرع.** (غنية الناسك ١٢٢)

(۱۴) دورانِ طواف وغیرہ اگر کسی ایسے آدمی پر نظر پڑ جائے جس میں کوئی نقص ہو یا وہ مناسک کا پورا علم نہ رکھتا ہو، تو اس کی تحقیر نہ کیجئے؛ بلکہ اگر مناسب ہو تو اسے نرمی کے ساتھ بتا دیجئے۔ **واحتقار من فيه نقص او جهل بالمناسک وينبغي ان يعلمه برفق.** (غنية الناسك ١٢٢)

مباحاتِ طواف کا بیان

طواف کے دوران درج ذیل امور مباح ہیں:

(۱) کسی کو سلام کرنا، اگر وہ ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہو ورنہ مکروہ ہوگا۔

(۲) چھینکنے والے کا الحمدللہ کہنا۔

(۳) چھینکنے اور سلام کرنے والے کو جواب دینا۔

(۴) ضرورت کے وقت بقدرِ ضرورت کلام کرنا۔

(۵) پانی وغیرہ پینا۔

(۶) ضروری مسائل دریافت کرنا اور اس کے جوابات دینا۔

(۷) پاک خف یا نعل پہن کر طواف کرنا۔

(۸) رکن یمانی کا استلام نہ کرنا۔

(۹) اچھے مضامین پر مشتمل اشعار کا پڑھنا۔

(۱۰) کسی عذر کی وجہ سے سواری وغیرہ پر طواف کرنا۔

وأما مباحات الطواف فالسلام وحمد العطاس مع انهما سنتان مطلقاً الا

ان المسلم عليه لو كان مشغولاً بذكر الله تعالیٰ يكره السلام عليه ان علم اشتغاله وجوابهما مع انه واجب على الكفاية مطلقاً – الى قوله – وانشاد شعر محمود، وكذا انشاءه، والطواف راكباً او محمولاً لعذر. (غنية الناسك ١٢٥، مناسك ملا علی قاری ١٦٣-١٦٤، البحر الرائق زكريا ٥٧٠/٢، بدائع الصنائع زكريا ٣١٣/٢)

مکروہاتِ طواف کا بیان

دورانِ طواف درج ذیل امور کا انجام دینا مکروہ ہے:

(۱) فضول بات چیت کرنا۔

(۲) خرید وفروخت یا اس کی بات چیت کرنا۔

(۳) کھانا (بعض حضرات نے پینے کو بھی مکروہات میں شمار کیا ہے)

(۴) ایسے اشعار پڑھنا جن میں حمد وثنا نہ ہو۔

(۵) بلند آواز سے ذکر ودعا، یا تلاوت وغیرہ کرنا، اگر اس سے طواف کرنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کو خلل ہوتا ہو۔

(۶) ناپاک کپڑوں میں طواف کرنا۔

(۷) حجر اسود کے استقبال سے پہلے ہی دونوں ہاتھوں کو اٹھالینا۔

(۸) پیشاب پاخانہ کے تقاضہ کے وقت طواف کرنا۔

(۹) بھوک پیاس اور غصہ کی حالت میں طواف کرنا۔

(۱۰) دعاء کے لئے ہاتھ اٹھانا یا نماز کی طرح دونوں ہاتھوں کو باندھنا۔

(۱۱) طواف کے دوران ٹھہر کر دعاء وغیرہ کرنا۔

(۱۲) طواف کرتے ہوئے بلاکسی ضرورت کے باہر نکلنا وغیرہ۔

واما مكروهاته: فالكلام الفضول، والبيع والشراء وحكايتهما والاكل وقيل: الشرب وانشاء شعر يعرى عن حمد وثناءٍ وقيل مطلقاً – الى قوله –

والخروج منه لغير حاجةٍ. (غنية الناسك ۱۲۶، مناسك ملا علی قاری ۱۶۵-۱۶۶، وبعض الأجزاء فی البدائع ۲/۲ ۳۱۲-۳۱۳، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۷۷)

محرماتِ طواف کا بیان

دورانِ طواف درج ذیل چیزیں حرام ہیں:

(۱) حیض ونفاس، یا جنابت کی حالت میں طواف کرنا۔

(۲) بے وضو طواف کرنا۔

(۳) ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں طواف کرنا۔

(۴) بلا کسی عذر کے سوار ہوکر طواف کرنا۔

(۵ حطیم کے اندر سے طواف کرنا (یعنی طواف میں حطیم کو شامل نہ کرنا)

(۶) طواف کا کوئی چکر چھوڑ دینا۔

(۷) گھٹنوں کے بل یا الٹا ہوکر بلا کسی عذر کے طواف کرنا وغیرہ۔

(الطواف) ای جنس الطواف حال کونه الطائف جنباً او حائضاً او نفساء حرام اشد حرمة او محدثاً وهو دونهم فی الحرمة - الی قوله - وترک شیءٍ منه ای من الطواف الا ان ترک الاربعة حرام وترک الثلاثة کراهة تحریم الخ.

(مناسک ملا علی قاری ۱۶۴، ۱۶۵)

طواف میں اضطباع

اگر طواف کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہوتو مردوں کے لئے سنت ہے کہ طواف شروع کرنے سے قبل اضطباع کرلیں، یعنی احرام کی چادر دائیں بغل سے نکال کر دایاں کندھا کھول لیں اور ساتوں چکروں میں یہ کیفیت برقرار رکھیں۔ **واعلم أن الاضطباع سنة فی جمیع أشواط الطواف.**

(مناسک ملا علی قاری ۱۲۹) **واذا اراد ان یبتدأ به ینبغی ان یضطبع قبله بقلیل بان یجعل وسط ردائهٖ تحت ابطه الایمن ویلقی طرفیه علی کتفه الایسر، ویکون منکبه الایمن مکشوفاً وهو سنة فی کل طواف بعده سعی.** (غنیة الناسک ۹۹-۱۰۰)

طواف کیسے کریں؟

جب طواف کرنے کا ارادہ ہوتو اس طرح کھڑا ہو کہ حجر اسود اس کے دائیں طرف ہو اور اس کا دایاں کاندھا حجر اسود کی طرف ہو، اس کے بعد طواف کی نیت کر کے دائیں طرف اس قدر چلے کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو جائے، تو حجر اسود کا بوسہ لے، اس کے بعد بیت اللہ کے دروازہ کی طرف چلے اور بیت اللہ بائیں مونڈھے کی طرف رہے، اور اسی طرح تمام چکر پورے کرے۔ **ثم يقف بحذاء الحجر الاسود مستقبلاً له بوجهه – الى قوله – ويقف على جانب الحجر الاسود مما يلي الركن اليماني، بحيث يصير جميع الحجر عن يمينه، ويكون منكبه الايمن عند طرف الحجر الخ.** (غنية الناسك ۹۹-۱۰۰، مناسك ملا علی قاری ۱۱۹-۱۳۱، ومثله فی البحر الرائق زكريا ۵۷۲/۲، تاتارخانية زكريا ۴۹۵/۳، هندية ۲۲۵/۱)

دورانِ طواف کعبۂ مشرفہ کو دیکھنا

طواف کرتے ہوئے نظر سامنے اپنے چلنے کی جگہ رہنی چاہئے، اس دوران اِدھر اُدھر دیکھنا یا بیت اللہ شریف کو دیکھنا مکروہ اور خلافِ اولیٰ ہے۔ (اور بعض کتابوں میں دورانِ طواف بیت شریف کو دیکھنے کو مطلقاً ناجائز لکھا ہے، تو غالباً اس سے مراد سینہ کے ساتھ چہرہ بیت اللہ کی طرف کرنا ہے، جیسا کہ پہلے گذرا) **وينبغي أن لا يجاوز بصره محل مشيه كالمصلي لا يجاوز بصره محل سجوده؛ لانه الأدب الذي يحصل به اجتماع القلب.** (غنية الناسك ۶۵، انوار مناسك ۳۷۶)

نوٹ: بعض لوگ طواف کرتے ہوئے مسلسل بیت اللہ شریف کو دیکھتے رہتے ہیں، تو ان کا یہ طریقہ غلط ہے۔

دورانِ طواف بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پیٹھ کرنا

دورانِ طواف اگر بیت اللہ شریف کی طرف بالقصد سینہ یا پشت کرلی تو جتنی دور تک یہ

کیفیت رہے گی، طواف معتبر نہ ہوگا۔ (اس لئے پیچھے لوٹ کر اتنے حصہ طواف کا اعادہ کیا جائے، مثلاً چار قدم بیت اللہ شریف کی طرف سینہ یا پشت کر کے چلا تو اتنے ہی قدم واپس آ کر پھر صحیح رخ پر چل کر طواف پورا کرلے) **ليس شيء من الطواف يجوز عندنا مع استقبال البيت.**

(غنية الناسك ۱۱۳، معلم الحجاج ۱۳۲، انوار مناسك ۳۷۶)

طواف کے دوران بھیڑ کی وجہ سے سینہ بیت اللہ شریف کی طرف ہوگیا؟

اگر طواف کے دوران سخت بھیڑ کی وجہ سے بلا اختیار اتفاقاً سینہ یا پشت بیت اللہ شریف کی طرف ہوجائے تو اس کی وجہ سے عذر کی بناپر طواف میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ **ولو استقبل البيت بوجهه وطاف معترضاً الخ، لايبطل عندنا؛ لان المامور به مطلق الطواف عندنا، وهو الدوران حول الكعبة.** (مناسك على قارى ۱۵۳، انوار مناسك ۳۷۴)

طواف کے چکروں میں اشتباہ ہوگیا؟

اگر طواف کے دوران یہ یاد نہ رہے کہ کتنے چکر ہوئے ہیں؟ تو طوافِ عمرہ یا طوافِ زیارت میں حکم یہ ہے کہ جس چکر کے بارے میں اشتباہ ہے اس کا اعادہ کرلے (مثلاً یہ شک ہوگیا کہ ۲/چکر ہوئے یا ۳/، تو دراصل شک تیسرے چکر کے بارے میں ہوا تو یہ چکر دہرالے؛ تاکہ ۳/کا یقین حاصل ہوجائے) اور اگر طوافِ زیارت کے علاوہ کوئی اور سنت یا نفل طواف ہے تو حکم یہ ہے کہ غالب گمان کا اعتبار کرے، جس جانب گمان غالب ہو اس پر عمل کرلے۔ **ولو شك في عدد الأشواط أي بالزيارة والنقص في طواف الركن أي ركن الحج والعمرة أعاده احتياطاً ولا يبني على غالب ظنه، ثم مفهوم المسألة أنه إذا شك في عدد أشواط غير الركن لا يعيده بل يبني على غلبة ظنه.** (مناسك ملا على قارى ۱۶۶، البحر العميق ۲/۱۲۳۰، معلم الحجاج ۱۳۵)

حجرِ اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ

حجر اسود کو بوسہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً اپنے دونوں ہاتھوں کو حجر اسود پر رکھے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان منہ رکھ کر اس طرح بوسہ دے کہ آواز نہ ہو؛ لیکن بوسہ دینے میں اس کا خیال ضرور رہے کہ اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ **ثم استلمه ان استطاع من غير ان يؤذى نفسه، بان يضع كفيه على الحجر ويضع فمه بين كفيه، ويقبله من غير صوت يظهر فى القبلة.** (غنية الناسك ۱۰۰، شامي زكريا ۵۰۴/۳، مناسك ملا على قارى ۱۳۱، هندية ۲۲۵، تاتارخانية ۴۹۴/۳)

بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے بوسہ دینے پر قدرت نہ ہو تو حجر اسود کا استقبال کرے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے، پھر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہاتھوں کی پشت اپنی طرف اور ظاہری حصہ پتھر کی طرف ہو، اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیدے، اور استقبال حجر میں صرف ہاتھ سے اشارہ کرے منہ یا سر وغیرہ سے اشارہ نہ کرے۔ **ورفع اليدين حذاء اذنيه عند التكبير ثم ارسالها، ثم رفع يديه حذاء اذنيه وجعل ظاهر كفيه الى وجهه وباطنهما نحو الحجر مشيراً بهما اليه كانه وضعهما اليه وقبلهما بعد الاشارة وهٰذا الرفع للاشارة لا للتكبير، ذكره فى الكبير. ولا يشير بالفم ولا برأسه الى القبلة ان تعذر التقبيل.**

(غنية الناسك ۱۰۳، ومثله فى الشامي زكريا ۵۰۵/۳، مناسك ملا على قارى ۱۳۱، هندية ۲۲۵/۱)

طواف میں رمل کرنے کا حکم

ہر اس طواف میں جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو ایسے طواف کے پہلے تین چکروں میں مردوں کے لئے رمل (یعنی ذرا جھپٹ کر چلنے) کا حکم ہے۔ **كل طواف بعده سعى فانه يرمل فيه والا فلا.** (هندية ۲۲۶/۱، خانية ۲۹۲/۱، شامي زكريا ۵۱۰/۳، البحر الرائق ۵۷۸/۲)

رمل کس طرح کریں؟

رمل کا طریقہ یہ ہے کہ طواف کرتے ہوئے اپنے دونوں شانوں کوحرکت دیں اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے تیز چلیں۔ **وفی الجوهرة: هو سرعة المشی مع تقارب الخطا وهز الكتفين مع الاضطباع وهذا جمع بين التفسير الاولين، واختاره فى اللباب والدر وغيرهما.** (غنية الناسك ۱۰۳، شامی زكريا ۵۱۰/۳، عالمگیری ۲۲۶/۱، البحر الرائق زكريا ۵۷۸/۲)

رمل کرنا بھول گیا

اگر پہلے تین یا اس سے کم چکروں میں رمل کرنا بھول گیا تو اس کی قضاء بعد میں نہیں ہے۔ **وبنيانه فى الثلاثة الاول لا يرمل فى الباقى.** (هندية ۲۲۶/۱، شامی زكريا ۵۱۱/۳، البحر الرائق زكريا ۵۷۸/۲)

ساتوں چکروں میں رمل کرلیا

سنت یہ ہے کہ تین چکروں کے بعد اپنی ہیئت پر چلے رمل نہ کرے؛ لیکن اگر کوئی بھول کر تمام چکروں میں رمل کرے تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں؛ البتہ اس طرح قصداً کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ **ويمشى فى الاربعة الباقية هيئته استناناً فلو ترك الرمل فى الشوط الاول او نسيه لا يرمل الا فى الشوطين، ولو فى الثلاثة لا يرمل فيما بعدها ولو رمل فى الكل لا شىء عليه ويكره تنزيهاً لترك سنة المشئ.** (غنية الناسك ۱۰۳، شامی زكريا ۵۱۱، البحر الرائق زكريا ۵۷۸/۲، عالمگیری ۲۲۶/۱)

بلا عذر رمل نہ کرنا

اگر کوئی شخص بلا کسی عذر کے رمل کرنا چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں؛ البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اگر کسی عذر مثلاً بیماری، ضعف یا بڑھاپے کی وجہ سے رمل نہ کرسکے تو کوئی حرج نہیں۔ **وكذا لو مشى فى الكل الا اذا تعذر الرمل لمرض او تعسر لكبر او غيره.**

(غنية الناسك ۱۰۴، مناسك ملا على قارى ۱۲۴)

طواف کے بعد اضطباع فوراً ختم کردیں

جب طواف سے فارغ ہوجائے تو اضطباع کرنا (یعنی دایاں کندھا جو کھلا ہوا تھا اسے ڈھانک لے) چھوڑ دے، اگر اضطباع کی حالت میں ہی دو رکعت ادا کرلے گا تو مکروہ ہوگا۔ **فاذا ختم الطواف بالاستلام ترک الاضطباع ویأتی المقام فیصلی خلفه رکعتی الطواف او حیث تیسر من المسجد، ولو صلاها مضطبعاً یکره لکشف منکبیه.**

(غنية الناسك ١٠٦، مناسك ملا على قارى ١٢٩)

دوگانہ طواف

طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا ضروری ہے، اور بہتر ہے کہ انہیں مقام ابراہیم کے آس پاس پڑھے، ورنہ جہاں جگہ ملے پڑھ لے۔ **واختم الطواف برکعتین فی المقام او حیث تیسر من المسجد.** (کنز مع البحر زکریا ٥٧٩/٢، و مثله فی الدر المختار ٥١٢/٣-٥١٣، مناسك ملا على قارى ١٣٧-١٣٨، هندية ٢٢٦/١، تبيين الحقائق ٢٧٤/٢، تاتارخانية ٤٩٩/٣)

طواف کی دو رکعتوں میں کونسی سورت پڑھے

طواف کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔ **عن جابر رضی الله عنه فی الحدیث الطویل: قال: ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یقرأ فی الرکعتین قل هو اللّٰه احد وقل یایها الکافرون.** (مسلم شريف ٣٩٥/١، ابوداؤد شريف ٢٢٦/١) **ویستحب عند الاربعة ان یقرأ فی الاولیٰ منهما الکافرون وفی الثانیة الاخلاص.** (غنية الناسك ١٠٦، تبيين الحقائق ٢٧٥/٢، مناسك ملا على قارى ١٣٨، تاتارخانية ٥٠٠/٣، البحر الرائق زكريا ٥٨١/٢، شامى زكريا ٥١٢/٣)

اوقاتِ مکروہہ میں طواف

نماز کے مکروہ اوقات میں طواف کرنا مکروہ نہیں؛ البتہ اگر ان مکروہ اوقات میں طواف

کرے تو طواف کی دو رکعتیں اسی وقت پڑھنا مکروہ ہوگا۔ **ولا یکره الطواف فی الاوقات التی یکره الصلاة فیها الا انه لا یصلی رکعتیه فیها.** (غنیة الناسك ۹۸، شامی بیروت ۴۵۳/۳، زکریا ۵۱۲/۳)

ناسمجھ بچہ کا طواف صحیح نہیں

ناسمجھ بچہ اگر خود طواف کرے تو اس کا طواف درست نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ طواف کے لئے نیت شرط ہے اور ناسمجھ بچہ نیت کا اہل نہیں ہے؛ لہٰذا ناسمجھ بچہ کی طرف سے احرام اور طواف وغیرہ اس کا ولی کرے گا۔ **وکذا لا یصح طوافه لاشتراط النیة له ایضاً بل یحرم له ولیه.**

(غنیة الناسك ۸۳ – ۸۴، ہندیة ۲۳۶/۱، ولوالجیة ۲۹۷/۱، شامی زکریا ۴۶۷/۳)

دورانِ طواف تلبیہ؟

طواف کرنے والا خواہ احرام میں ہو یا نہ ہو، اسے دورانِ طواف تلبیہ نہیں پڑھنا چاہئے؛ البتہ طواف کے علاوہ احوال میں محرم حاجی جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتا رہے گا۔ **ولا یترک التلبیة فی الاحوال کلها، فی المسجد وخارجه الی ان یرمی جمرة العقبة الا حال کونه فی الطواف.** (غنیة الناسك ۱۳۷)

تنبیہ: بعض لوگ طواف کے دوران تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، انہیں مذکورہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئے۔

جنایاتِ طوافِ قدوم

○ اگر طوافِ قدوم کے اکثر چکر بحالت جنابت کئے تو دم واجب ہے، اور اس کو پاک ہوکر لوٹانا واجب ہے، اگر لوٹا لے گا تو دم ساقط ہوجائے گا۔ **فلو طاف للقدوم کله او اکثره جنباً فعلیه دم ویعیده طاهراً وجوباً فی الجنایة فان اعاده سقط عنه الجزاء.** (غنیة الناسك ۲۷۵، مناسك ملا علی قاری ۳۵۲، ہندیة ۲۴۷/۱، البحر الرائق ۳۴/۳، البحر العمیق ۱۱۱۶/۲، درمختار زکریا ۵۸۱/۳)

○ اگر طوافِ قدوم کے اکثر چکر بے وضو کئے تو اس طواف کا باوضو لوٹانا مستحب ہے اور اگر نہیں لوٹایا تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ **ولو طافه محدثاً فعليه صدقة لكل شوط نصف صاعٍ من بُر ...... ولو اعاده طاهراً سقط عنه الجزاء.** (غنية الناسك ۲۷٦، مناسك ملا على قارى ۳۵۲، هندية ۲٤۷/۱، البحر الرائق كوئٹه ۳۲/۳، البحر العميق ۱۱۱۷/۲)

○ اگر طوافِ قدوم سرے سے چھوڑ دیا تو یہ اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن اس سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی؛ لیکن شروع کرنے کے بعد اگر اکثر چکر چھوڑ دیے تو اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے، اگر نہیں کرے گا تو دم لازم ہوگا، نفلی طواف کا بھی یہی حکم ہے۔ **ولو تركه كله فلا شيء عليه وقد اساء بخلاف ما لو شرع فيه ثم ترك اكثره فعليه دم – الى قوله – وحكم كل طواف تطوع كحكم طواف القدوم.** (غنية الناسك ۲۷٦، مناسك ملا على قارى ۱۱۱۷/۲، شامى زكريا ۵۸۱/۳)

نـــوٹ: جو حکم طوافِ قدوم کا ہے وہی طوافِ تحیہ اور طوافِ نفل کا ہے۔ اور طوافِ عمرہ، طوافِ زیارت اور طوافِ وداع میں جنایات کے مسائل آگے اپنی جگہ پر آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مسائل آبِ زمزم

آبِ زمزم کی مختصر تاریخ

''زمزم'' وہ متبرک چشمہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس وقت ظاہر فرمایا جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے جگر گوشے اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اوران کی والدہ حضرت ہاجرہؓ کو اس جگہ قیام کرایا، اس سے قبل وہاں دور دور تک آبادی کا نام ونشان نہ تھا، اور نہ سیرابی کا کوئی انتظام تھا۔

ضروری توشہ ختم ہونے کے بعد حضرت ہاجرہؓ بے قراری کے عالم میں اِدھر اُدھر سرگرداں تھیں، اور بار بار صفا ومروہ کی پہاڑیوں پر چڑھ کر پانی تلاش کر رہی تھیں، اچانک انہوں نے واپس آکر یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بالکل قریب پانی کا چشمہ ابل رہا ہے، تو آپ نے فوراً وہاں منڈیر بنائی اور چلو میں لے کر پانی مشکیزہ میں بھرنا شروع کر دیا، یہی زمزم کے چشمہ کا آغاز تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اگر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا زمزم کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں تو یہ ایک عظیم جاری چشمہ بن جاتا''۔ (بخاری شریف ۱/۴۷۵)

زمزم کا چشمہ ظاہر ہونے کے بعد یمن کے قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ وہاں پانی کے آثار دیکھ کر حضرت ہاجرہؓ کی اجازت سے قیام پذیر ہوا، اور ان لوگوں نے وہیں بود وباش اختیار کرلی، حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رشتہ بھی انہیں لوگوں میں ہوا، اور اللہ نے ان کی اولاد میں برکت عطا فرمائی، صدیاں اسی میں بیت گئیں؛ تا آں کہ آنے والی نسلوں میں اختلاف وانتشار پیدا ہوا، اور بنو جرہم اور آس پاس کے قبائل میں لڑائیاں ہونے لگیں، اور اس لڑائی میں بنو جرہم نے مغلوب ہوکر مکہ معظّمہ سے اپنے اصلی وطن ''یمن'' کی طرف منتقل ہونے کا ارادہ کیا، اور جاتے وقت کعبہ مشرفہ کی کچھ امانتوں اور حجر اسود کو زمزم کے کنویں میں ڈال کر اسے اس طرح پاٹ دیا کہ اوپر سے اس کے کچھ آثار نظر نہ آئیں۔ (تلخیص: الروض الانف ۲۱۴-۲۱۸)

اس کے بعد سالوں گذر گئے اور کسی کو زمزم کو تلاش کرنے کا خیال نہ آیا، تا آں کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے دادا خواجہ عبد المطلب جو مکہ معظّمہ کے بڑے سردار تھے، ان کو خواب میں زمزم کی جگہ کی نشان دہی

کرائی گئی، چناں چہ ایک ہی موضوع کے خواب کئی دن لگاتار دیکھنے کی وجہ سے جب ان کو خواب کی سچائی کا یقین ہوگیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حارث ابن عبدالمطلب کو لے کر خواب میں بیان کردہ علامت کے مطابق کھدائی شروع کی تھوڑی ہی کھدائی کے بعد کنویں کے آثار نظر آئے، جسے دیکھتے ہی خواجہ عبدالمطلب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، یہ منظر دیکھ کر قریش کے دیگر لوگ خواجہ عبدالمطلب کے پاس آئے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ہمارے مورثِ اعلیٰ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کنواں ہے، اس لئے اس میں ہم سب شرکت کا حق رکھتے ہیں، آپ اکیلے اس کے مالک نہیں ہیں، خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ: ''یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے خاص کر مجھے عطا فرمائی ہے، اس میں میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرسکتا''، مگر قریش ان کی بات پر مطمئن نہ ہوئے، اور لڑائی پر آمادہ ہوگئے، تو خواجہ عبدالمطلب نے پیش کش کی کہ کسی کو فیصل مان کر اس کے مطابق عمل کرو، تو قریش نے ملک شام کی ایک کاہنہ کا نام لیا کہ اس کے سامنے مقدمہ پیش کیا جائے گا، اور وہ جس کو کہے گی زمزم کا کنواں اسی کو دے دیا جائے گا، چناں چہ اس پر اتفاق ہوگیا اور خواجہ عبدالمطلب اور قریش کے دیگر قبائل کے نمائندے سفر میں نکل پڑے۔ اتفاق یہ ہوا کہ راستہ میں خواجہ عبدالمطلب کے ساتھیوں کا پانی ختم ہوگیا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ہلاکت کی نوبت آگئی، ان لوگوں نے قریش کے دیگر خاندانوں کے نمائندوں سے پانی مانگا، مگر انہوں نے اپنی ضرورت کا عذر بتا کر انکار کردیا، خواجہ عبدالمطلب نے یہ صورتِ حال دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ ہر ایک آدمی ایک ایک قبر تیار کرے؛ تاکہ پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم میں سے جس آدمی کا انتقال ہوتا رہے اسے دفن کیا جاتا رہے، چناں چہ ساتھیوں نے اس مشورہ کی تعمیل کی، اور پھر بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے؛ لیکن بعد میں خواجہ عبدالمطلب کو خیال آیا کہ ایسے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرنے سے کیا فائدہ؟ آگے سفر شروع کرنا چاہیے، ہوسکتا ہے اللہ پانی عطا فرمائیں، چناں چہ سب نے سفر کی تیاری شروع کی، اور جیسے ہی خواجہ عبدالمطلب نے اپنی اونٹنی کو کھڑا کیا، اچانک اس کے کُھر کے نیچے سے ایک میٹھے پانی کا چشمہ نمودار ہوا، جسے دیکھ کر بے اختیار سب ساتھیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اور وہ پانی خود بھی پیا اور ساتھیوں کو بھی پلایا، اور دیگر قبائل کے نمائندوں کو بھی یہ کہہ کر مدعو کیا کہ: '' آؤ یہ پانی اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے''۔ یہ حال دیکھ کر قافلہ کے لوگ کہہ اٹھے کہ: ''اب ہم زمزم کے بارے میں آپ سے کوئی جھگڑا نہ کریں گے؛ کیوں کہ جس اللہ نے اس جنگل میں آپ کو پانی عطا فرمایا ہے اسی اللہ نے آپ کو زمزم عطا کیا ہے''، اور وہ سب لوگ وہیں سے واپس مکہ معظّمہ آگئے اور کاہنہ کے پاس نہیں گئے۔ (تلخیص: دلائل النبوۃ ۹۳-۹۵، البدایہ والنہایہ ۶۴۶-۶۴۷، الروض الانف ۲۵-۲۶۴)

زمزم کے پانی کی خصوصیات

زمزم کا پانی اپنے اندر کئی خصوصیات رکھتا ہے: (۱) ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ پانی کتنا ہی خرچ کیا

جائے کبھی کم نہیں ہوتا، بعض روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک حبشی شخص اس کنویں میں گر کر مر گیا تھا، جس کی وجہ سے کنویں کا سارا پانی نکالا گیا، تو یہ دیکھا گیا کہ حجر اسود کی طرف سے بہت تیز پانی آ رہا ہے جس کو بمشکل تمام روکنے کی کوشش کی گئی لیکن پھر بھی پانی رک نہیں پایا۔ (سنن دار قطنی ۱/۲۸)

آج یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ روزانہ مشینوں کے ذریعہ لاکھوں گیلن روز اس سے پانی نکالا جاتا ہے، مگر الحمدللہ پانی کی آمد میں کوئی کمی نہیں آتی، اگر اتنا پانی کسی اور کنویں سے نکالا جائے تو دو دن میں سوکھ جائے۔

(۲) دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس پانی میں پیاس مٹانے کے ساتھ ساتھ بھوک مٹانے کی صلاحیت بھی پائی جاتی ہے، گویا کہ مائیت کے ساتھ غذائیت بھی ہے۔ صحیح روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے ایک مہینہ تک صرف زمزم کے پانی پر گزارا فرمایا، جس کی بنا پر ان کے بدن میں چربی چڑھ گئی۔ (مستفاد مسلم شریف ۲/۲۹۵)

(۳) تیسری خصوصیت یہ ہے کہ زمزم کے پانی کو اللہ تعالیٰ نے موجب شفا بھی بنایا ہے، ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ، فِيْهِ طَعَامٌ مِنْ طُعْمٍ وَشِفَاءٌ مِّنْ سُقْمٍ. (معجم كبير طبراني حديث: ۱۱۱٦۷ بحواله تاريخ مكة المكرمة ۷۸)

روئے زمین پر سب سے بہترین پانی آبِ زمزم ہے، یہ کھانے کے لئے خوراک بھی ہے اور بیماری سے شفا بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اور ایک روایت میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ. (مسند أحمد ۱/۲۹۱، تاريخ مكة مكرمة: ۷۹)

بخار جہنم کی تپش سے ہوتا ہے لہٰذا اسے زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔

(۴) نیز فضائل کی بعض کتابوں میں منقول ہے کہ زمزم کے پانی کو دیکھنے سے بینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ: ٦۸)

(۵) تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ زمزم کا پانی عرصۂ دراز تک بغیر کسی تغیر کے محفوظ رہتا ہے، یہ اس پانی کی ایک اہم خصوصیت ہے، دنیا کا اور کوئی پانی اپنے اندر یہ صفت نہیں رکھتا۔ (کتاب الفتاوی ۴/۸۵)

آبِ زمزم کی فضیلت

آبِ زمزم دنیا کے تمام پانیوں میں سب سے افضل ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ جب شق صدر کے واقعات پیش آئے تو آپ کے قلب اطہر کو ماء زمزم سے دھویا گیا۔ (صحیح بخاری حدیث: ۳۳۴۲، صحیح مسلم: حدیث: ۱۶۲) اگر زمزم کے علاوہ کوئی اور پانی اس سے افضل ہوتا تو یقیناً اسی سے قلب اطہر کو دھویا جاتا۔

نیز ایک بڑا فائدہ آبِ زمزم کا یہ ہے کہ اسے جس نیت و ارادہ سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس ارادہ کی تکمیل فرمائیں گے۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ.
(سنن ابن ماجه حديث: ٣٠٦٢)

یعنی زمزم کا پانی پیتے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو حاجت مانگنے کا خیال جمایا جائے گا انشاء اللہ وہ مراد پوری ہوگی۔

منقول ہے کہ حضرت امام شافعیؒ نے زمزم پیتے وقت دو باتوں کی دعا فرمائی تھی ایک علم کی دوسرے تیراندازی کی، آپ کا علمی مقام تو دنیا کو معلوم ہی ہے۔ تیراندازی بھی آپ کی ایسی تھی کہ ۹۹ فیصدی نشانہ خطا نہ کرتا تھا۔ (تاریخ مکۃ المکرّمۃ ۷/ ۶، المکتبۃ الشاملۃ)

اور لاعلاج مریضوں کی زمزم کے ذریعہ بحکم خداوندی شفایابی اور اصحابِ حاجات کی مرادیں پوری ہونے کے واقعات بکثرت تاریخ میں درج ہیں۔

اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک نقل کیا گیا ہے کہ آپ زمزم کے پانی کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ لے جاتے تھے، اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی تحنیک فرماتے ہوئے اس میں آبِ زمزم کو شامل کیا تھا۔ (شامی کراچی ۲/ ۶۲۵، بحوالہ انوار مناسک ۳۹۹)

علاوہ ازیں بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمزم کو ثواب کی نیت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۰/، زبدۃ المناسک ۷/ ۱۳)

اور بعض روایات میں یہ مضمون بھی وارد ہے کہ زمزم کو خوب جی بھر کر پینا نفاق سے برأت کی علامت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اٰيَةَ مَا بَيْـنَـنَـا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ لَايَتَـضَـلَّعُوْنَ مِـنْ مَّـاءِ زَمْـزَمَ.
(البداية والنهاية ٢/ ٦٤٩)

ہمارے اور منافقوں کے درمیان امتیاز کی علامت یہ ہے کہ منافقین زمزم کا پانی جی بھر کر نہیں پیتے۔ (اس کے برخلاف مؤمنین مخلصین خوب سیراب ہو کر زمزم کا پانی پیتے ہیں)

موجودہ دور میں بئر زمزم کی صورتِ حال

چند سال پہلے تک زمزم کے کنویں تک پہنچنے کے لئے حجرِ اسود کے سامنے نیچے جانے کے راستے بنے ہوئے تھے، اور وہاں بڑی تعداد میں زمزم کی ٹونٹیاں لگی ہوئی تھیں، جن سے لوگ پانی لے کر استعمال کرتے تھے؛

لیکن اب کئی سالوں سے زمزم کے کنویں کواوپر سے بالکل برابر کردیا گیا ہے،اور کنویں سے پانی برآمد کرنے کے لئے نہایت طاقت ور مشینیں لگادی گئی ہیں، جن کے ذریعہ ہروقت پانی کھینچا جاتا ہے،اور پھراسے ٹھنڈا کرنے والی مشینوں سے گزار کرنہ صرف حرم مکہ؛ بلکہ حرم نبوی کے گوشہ گوشہ میں بھی نہایت فراوانی سے مہیا کرانے کا انتظام ہے۔نیز یہ پانی بڑی مقدار میں مکہ معظّمہ کے علاقہ ''کُدَی'' میں ذخیرہ کر کے شائقین کو مفت سپلائی کیا جاتا ہے،اور حج کے زمانہ میں حجاج کی رہائشی بلڈنگوں پر پابندی سے پہنچایا جاتا ہے،اور ویسے بھی جابجا تقسیم ہوتا ہے،بلاشبہ سعودی حکومت کی خدمات اس معاملہ میں نہایت قابل قدر ہیں۔**فجزاهم الله أحسن الجزاء۔**

خلاصہ یہ کہ آبِ زمزم امت محمد یہ؛ بلکہ پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم قدرتی تحفہ ہے،اس سے برکت حاصل کرنا بجائے خودموجب رحمت ہے۔

ذیل میں آبِ زمزم کے بارے میں مختصر مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

آبِ زمزم پینے کے آداب

آبِ زمزم پیتے وقت درج ذیل آداب کا لحاظ رکھیں: (۱) اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلیں (۲) اللہ کا ذکر کریں (۳) تین سانس میں پئیں (۴) خوب سیراب ہوکر پئیں (۵) پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔ **عن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قال: کنت عند ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما جالساً فجاء ہ رجلٌ، فقال من این جئت، قال: من زمزم، قال: فشربت منها کما ینبغی، قال: و کیف؟ قال: اذا شربت منها فاستقبل القبلة واذکر اسم اللّٰہ وتنفس ثلاثاً وتضلع منها فاذا فرغت فاحمد اللّٰہ عز وجل، فان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان آیة ما بیننا وبین المنافقین انهم لا یتضلعون من زمزم.** (سنن ابن ماجه باب الشرب من زمزم حدیث: ۳۰۶۱، ''قاموس الفقه'' مولانا خالد سیف الله رحمانی ۱۰۱/۴)

آبِ زمزم پیتے وقت کی ایک ماثور دعا

مروی ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آبِ زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ. (فتح القدیر ۵۰۶/۳) ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم،وسعت والے رزق اور ہر بیماری سے شفاء کی درخواست کرتا ہوں۔

کیا آبِ زمزم کھڑے ہوکر پینا ضروری ہے؟

آبِ زمزم کو کھڑے ہوکر پینے کی اجازت ہے، لیکن یہ کوئی ضروری نہیں ہے، لہٰذا بیٹھ کر پینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (افادہ الشامی بحثا ۲۲۸/۱ - ۲۲۹ مطلب فی مباحث الشرب قائما ۔بیروت)

آب زمزم سے وضو اور غسل

آپ زمزم سے وضو اور غسل بطور تبرک کرنا درست ہے، البتہ ناپاک چیز کو دھونے یا ناپاکی کو زائل کرنے کے لئے آبِ زمزم کا استعمال بہتر نہیں، اس لئے آب زمزم سے استنجاء کرنا اور جنبی اور محدث کا غسل کرنا اور کسی ناپاک چیز کو پاک کرنا مناسب نہیں ہے۔ **ویجوز الاغتسال والتوضی بماء زمزم علی وجه التبرک ولا یستعمل الا علی شیء طاهر، فلا ینبغی ان یغتسل به جنب او محدث ولا فی مکان نجس.** (غنیة الناسك ۱۴۰، شامی بیروت ۴۶/۴)

آبِ زمزم ساتھ لانا

مکہ مکرمہ سے آبِ زمزم ساتھ لانا مستحب ہے، اور یہ حرم مکہ کا سب سے قیمتی تحفہ ہے۔ **ویستحب حمله الی البلاد.** (غنیة الناسك ۱۴۱)

آبِ زمزم مریض پر چھڑکنا

آبِ زمزم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے شفاء رکھی ہے، اس لئے مریض کو پلانا اور اس پر چھڑکنا اس کے لئے نافع ہے۔ **ویصبه علی المرضٰی ویسقیهم فانه شفاء سقم، وانه لما شرب له کما بسطه فی الفتح.** (غنیة الناسك/۱۴۱)

غیر مسلم کو آب زمزم پلانا

غیر مسلم شخص کو بھی آب زمزم پلانا درست ہے۔ (مستفاد کتاب الفتاوی ۸۲/۴) اس بارے میں کوئی ممانعت احقر کی نظر سے نہیں گذری۔ (مرتب)

○❖○

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے مسائل

صفا و مروہ

صفا اور مروہ مکہ معظّمہ کی دو پہاڑیاں ہیں جو اس وقت بالکل مسجد حرام سے مل چکی ہیں، زمانۂ جاہلیت میں ان پہاڑیوں پر ''اساف'' اور ''نائلہ'' کے نام کے دو بت نصب تھے، اور مشرکین عرب ان کی عبادت کیا کرتے تھے، اسی بنا پر اسلام لانے کے بعد ان لوگوں کو صفا و مروہ پر جانے سے انقباض ہوا، نیز بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار مدینہ ''مشلل'' نامی جگہ پر نصب ایک ''مناۃ'' نامی بت کی پوجا کرتے تھے، اور وہ صفا و مروہ کی سعی کو برا سمجھتے تھے، تو ان دونوں خودساختہ خیالات کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا، وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ. (البقرة: ۱۵۸)

بے شک صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، سو جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان دونوں (صفا و مروہ) کا چکر لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور جو کوئی اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ قدردان ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اس آیت نے واضح کر دیا کہ صفا و مروہ شعائر اسلام میں داخل ہیں اور ان کے مابین سعی کرنا بلا تردد مناسک حج وعمرہ میں شامل ہے؛ لہٰذا جاہلیت کی فرسودہ باتوں سے ان جگہوں کی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ (مستفاد: البحر العمیق ۳/۱۲۷۹، احکام القرآن للجصاص للرازی ۱/۹۵-۹۶، روح المعانی ۲/۲۷۳، تفسیر قرطبی ۱/۱۷۸)

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یادگار

صفا و مروہ کی سعی دراصل حضرت ہاجرہ (والدۂ حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی اس بے تابانہ دوڑ کی یادگار ہے جب وہ اپنے صاحب زادے کی بے قراری دیکھ کر بڑے عجز ونیاز کے ساتھ پانی کی تلاش میں کبھی اس پہاڑی پر جاتی تھیں اور کبھی دوسری پہاڑی پر جاتی تھیں کہ کہیں پانی کا سراغ مل جائے؛ تاآں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کی مشکل آسان فرمائی اور فرشتہ کو بھیج کر ماءِ زمزم کا چشمہ جاری فرمایا جو بیک وقت غذا، شفا اور سقا تینوں کا کام دیتا ہے۔ (مستفاد: بخاری شریف ۱/۴۷۵، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۲۶)

سعی کرتے ہوئے جذبات کیا رہنے چاہئیں؟

صفا ومروہ کی سعی محض کوئی رسم نہیں؛ بلکہ ایک اہم ترین عبادت ہے، اس کو انجام دیتے وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر نظر اور اپنی عاجزی اور ذلت کا اظہار ہونا چاہئے۔ مفسر قرآن حضرت علامہ عماد الدین اسماعیل ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

فَالسَّاعِیْ بَیْنَهُمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّسْتَحْضِرَ فَقْرَهٗ وَذُلَّهٗ وَحَاجَتَهٗ اِلَی اللّٰهِ فِیْ هِدَایَةِ قَلْبِهٖ وَصَلَاحِ حَالِهٖ، وَغُفْرَانِ ذَنْبِهٖ وَاَنْ یَلْتَجِئَ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِیُزِیْحَ مَا هُوَ بِهٖ مِنَ النَّقَائِصِ وَالْعُیُوْبِ وَاَنْ یَّهْتَدِیَ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ، وَاَنْ یُّثَبِّتَهٗ عَلَیْهِ اِلٰی مَمَاتِهٖ وَاَنْ یُّحَوِّلَهٗ مِنْ حَالِهِ الَّذِیْ هُوَ عَلَیْهِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْمَعَاصِیْ اِلٰی حَالِ الْکَمَالِ وَالْغُفْرَانِ وَالسَّدَادِ وَالْاِسْتِقَامَةِ کَمَا فَعَلَ بِهَاجَرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا. (ابن کثیر ۱۳۷)

صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی بے مائیگی، ذلت اور اللہ کے سامنے محتاج ہونے کا استحضار کرے اور اپنی قلبی ہدایت اصلاح حال گناہوں کی مغفرت کا خواہاں ہو، اور اللہ تعالیٰ سے اپنے نقائص وعیوب کے ازالہ اور صراط مستقیم کی رہنمائی اور تازندگی دین پر ثبات قدمی اور گناہوں اور معاصی کی حالت سے مغفرت، اور صلاح وسداد کی حالت کی طرف لوٹانے کی التجا کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ معاملہ فرمایا۔

بلاشبہ اگر مذکورہ بالا تصور کے ساتھ سعی کی جائے گی تو اس عبادت کا وزن بڑھ جائے گا، اور رحمت خداوندی سعی کرنے والے بندہ کی طرف متوجہ ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ سبھی حجاج ومعتمرین کو ’’سعی مشکور‘‘ سے نوازیں، آمین۔ ذیل میں سعی سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

سعی کی شرعی حیثیت

حج میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ هو رکن عند الثلاثة وواجب عندنا. (غنیة الناسك ۱۲۸، تاتارخانیة زکریا ۳/۳ ۵۰، تبیین الحقائق ۲ ۲۸، اللباب فی شرح الکتاب ۱/ ۱۷۰، درمختار زکریا ۳/ ۴۶۹، البحر العمیق ۳/ ۱۲۸۲، شرح نقایة ۱/ ۱۸۷، هدایة مع الفتح ۱/ ۴۶۰، خانیة ۱/ ۲۹۲)

سعی نفلی نہیں ہوتی

صفا ومروہ کی سعی جب بھی ادا کی جائے گی وہ رکن یا واجب ہی ہوگی، نفلی طور پر سعی کرنا شریعت میں ثابت نہیں ہے۔ **والتنفل بالسعی غیر مشروع.** (مجمع الانہر ۲۷۵/۱، شامی زکریا ۵۱۶/۳، مبسوط سرخسی ۲۵۹/۲، تبیین الحقائق ۲۸۳/۲، غنیۃ الناسک ۱۳۷، معلم الحجاج ۱۵۰)

نوٹ: بعض ناواقف لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ نفلی طواف کی طرح نفلی سعی بھی کرتے ہیں، تو یہ "سعی لاحاصل" ہے، اور اپنے کو بلاوجہ تھکانا ہے، اس کے بجائے زیادہ سے زیادہ طواف کرنے چاہئیں۔ (مرتب)

طواف وسعی کے درمیان فصل

طواف کے فوراً بعد سعی کرنا اگرچہ لازم نہیں ہے، طواف اور سعی کے درمیان لمبے فصل کے باوجود کوئی جزاء لازم نہیں آتی؛ لیکن سنت یہی ہے کہ بلاعذر طواف وسعی کے درمیان فصل نہ کیا جائے اور اگر عذر ہو مثلاً بیماری یا تھکاوٹ ہوجائے تو فصل میں حرج نہیں ہے۔ **واما سننه فمنها ان یوالی بین الطواف والسعی فلو فصل بینهما بوقت ولو طویلاً فقد ترک السنة ولیس علیه جزاء.** (الفقه علی المذاهب الاربعة ۶۵۹/۱، غنیة الناسک ۱۲۸، البحر الرائق ۳۳۲/۳، شامی زکریا ۵۱۴/۳)

نوٹ: طواف وسعی کے درمیان فصل اسی وقت مضر نہیں جب کہ ان کے درمیان کوئی رکن نہ پایا جائے، اگر کوئی رکن پایا جائے تو اتصال کا حکم ساقط ہوجائے گا، اور از سرِ نو طواف کرنا پڑے گا، مثال کے طور پر کسی شخص نے طوافِ قدوم کیا اس کے بعد وقوفِ عرفہ کرلیا تو اب وہ طواف کے بغیر حج کی سعی نہیں کرسکتا؛ بلکہ طواف کرنا پڑے گا اس کے بعد ہی حج کی سعی معتبر ہوگی۔ **لکن یشترط ان لا یتخلل بینهما رکن فلو طاف للقدوم ولم یسع ثم وقف بعرفة ثم اراد ان یسعی بعد طواف القدوم لم یجز ذٰلک بل یسعی بعد طواف الافاضة.**

(غنیة الناسک ۱۲۸، البحر العمیق ۱۲۹۴/۳)

سعی شروع کرتے وقت حجر اسود کا استلام

جب سعی کرنے کا ارادہ ہو تو اولاً حجر اسود کا استلام کرے اس کے بعد سعی کے لئے صفا پہاڑی کی طرف چلے۔ **ویسن ان یبتدئ بالحجر الاسود فیستلمه کما مر.** (غنية الناسك ١٢٨، تاتارخانية زكريا ٤٩٣/٣، هندية ٢٢٦/١، تبيين الحقائق ٢٧٦/٢، هداية ٢٤٠/١، البحر العميق ١٢٥٣/٣، مبسوط سرخسی ٩/٤)

صفا پر چڑھتے ہوئے کیا پڑھے؟

جب صفا کے قریب پہنچ جائے تو کہے: **اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ. ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾** (یعنی میں بھی اپنی سعی اسی مقام سے شروع کرتا ہوں جسے اللہ نے اپنے ارشاد ﴿ان الصفا والمروة﴾ میں اول رکھا ہے، یعنی صفا سے) اس کے بعد صفا پہاڑی پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے۔ **واذا دنی من الصفا یستحب ان یقول: ابدأ بما بدأ اللّٰه به: ﴿ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰه﴾ ویصعد علیه حتی یری البیت من الباب لا من فوق الجدار ان امکنه الصعود لرؤیة البیت حقیقة او محاذاةً، والا فقدر ما یمکنه الخ.** (غنية الناسك ١٢٨، طحطاوی ٧٣٤، هداية ٢٤٢/١)

نوٹ: صفا یا مروہ پر اتنا چڑھنا کافی ہے کہ اگر رکاوٹیں نہ ہوں تو بیت اللہ شریف نظر آنے لگے؛ لہٰذا ان پہاڑیوں پر اوپر تک چڑھنا خلافِ سنت ہے۔

صفا پر چڑھنے کے بعد کیا کرے؟

جب صفا پر چڑھ جائے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرے (خواہ وہ نظر آئے یا نہ آئے) اور اپنے دونوں ہاتھ دعا کی طرح کندھوں کے برابر تک اٹھائے (نماز کی طرح نہ اٹھائے) اور اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ پڑھے اور خوب دعائیں مانگے، یہ قبولیت کا مقام ہے۔ **واذا صعد علیه استقبل**

البيت ورفع يديه حذو منكبيه جاعلاً بطنها نحو السماء كما للدعاء – الى قوله – ويدعو بما شاء لنفسهٖ وللمسلمين الخ. (غنية الناسك ١٢٩، اللباب ١٧٠/١، طحطاوی ٧٣٤، درمختار مع الشامی زکریا ٣/٥١٤)

صفا پر چڑھنے کا خاص ذکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر چڑھنے کے بعد حسب ذیل کلمات کا ورد فرمایا: **لَا اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ،اللّٰهُ اَكْبَرُ، لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔** (ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں وہ یکتا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، ہر طرح کی بادشاہت صرف اسی کو زیب دیتی ہے، اور ہر طرح کی خوبیاں صرف اسی کے لائق ہیں، وہی زندگی اور موت کا مالک ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اور اپنے بندے کی مدد فرمائی، اور اکیلے ہی سب مخالف جماعتوں کو شکست فاش دی۔) (غنیۃ الناسک ۱۲۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۴۴، تاتارخانیۃ ۳/۵۰۱، خانیۃ ۱/۲۹۳، مناسک ملاعلی قاری ۱۷۱، تبیین الحقائق ۲/۲۶۶)

میلین اخضرین کے درمیان جھپٹ کر چلنا

جب سعی کرتے ہوئے میلین اخضرین (صفا مروہ کے درمیان وادی کا وہ حصہ جہاں اس وقت چھت میں ہری لائٹیں بطور نشانی لگی ہوئی ہیں) کے پاس پہنچے تو دوڑنے کے انداز میں چلنے کی رفتار تیز کردے، اور ہر چکر میں ایسا ہی کرے۔ **فاذا بلغ الميلين سعى كما مر ......، ويستحب ان يكون السعي بين الميلين فوق الرمل دون العدو، وهو جري شديد كجري الفرس، وهو سنة فى كل شوط.** (غنية الناسك ١٣٠، ومثله فى التاتارخانية ٣/٥٠٢، اللباب فى شرح الكتاب ١/١٧٠، هداية مع الفتح ٢/٤٥٨، شرح نقاية ١/١٩٨، درمختار زكريا ٣/٥١٥، البحر الرائق ٢/٣٣٣)

میلین اخضرین کے درمیان دوڑ چھوڑ دی

میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا مسنون ہے، اگر کوئی شخص دوڑنا چھوڑ دے تو اس پر کوئی چیز لازم تو نہیں، مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **وهو سنة فی کل شوط، فلو ترکه او هرول فی جمیع السعی فقد اساء ولا شیء علیه.** (غنیة الناسک ۱۳۰، مبسوط سرخسی ۵۰/۲، بدائع الصنائع ۳۲۰/۲)

پوری سعی میں دوڑتا رہا

اگر میلین اخضرین کے علاوہ بھی پوری سعی کے دوران دوڑ کر چلتا رہا، تو ایسا کرنا خلافِ سنت اور ناپسندیدہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔ **فلو ترکه او هرول فی جمیع السعی فقد اساء ولا شیء علیه.** (غنیة الناسک ۱۳۰)

سعی کی ایک اہم دعا

بہتر یہ ہے کہ سعی کے دوران اس دعا کا کثرت سے ورد رکھا جائے: **رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَنْ مَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ.** (غنیة الناسک ۱۲۹، تاتارخانیة ۴۹۶/۳، شرح نقایة ۱۹۸/۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۴۴/۲) (ترجمہ: اے میرے رب! میرے ساتھ مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرمائیے، اور جو (میری کوتاہیاں) آپ کو معلوم ہیں ان سے درگذر فرمائیے، بے شک آپ سب سے زیادہ عزت اور کرامت والے ہیں)

سعی کے درمیان تلبیہ؟

حاجی اگر حج کا احرام باندھ کر طوافِ قدوم (یا نفلی طواف) کے بعد سعی کر رہا ہے تو سعی کے دوران تلبیہ پڑھے گا، اور عمرہ کرنے والا سعی کے درمیان تلبیہ نہیں پڑھے گا؛ کیوں کہ عمرہ کرنے والے کا تلبیہ طواف شروع ہوتے ہی ختم ہوجاتا ہے، جب کہ حج کرنے والے کا تلبیہ ذی الحجہ کی

دسویں تاریخ کو ''جمرۂ عقبہ'' کی رمی تک جاری رہتا ہے۔ **ویلبی فی السعی الحاج ان سعی بعد طواف القدوم لا المعتمر.** (غنیة الناسك ۱۳۰، البحر الرائق ۳۳۳/۳، شامی زکریا ۵۱٤/۳)

سعی کے ختم پر نفلی نماز

سعی ختم کرنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ **وندب ان یختم السعی برکعتین فی المسجد، کالطواف کما ان مبدئهما بالاستلام.**

(غنیة الناسك ۱۳۰، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۱۵/۳، خانیة ۲۹۳/۱، فتح القدیر ٤٦۰/۲، الموسوعة الفقهیة ۲۵، ۲۰-۲۱، مجمع الانهر ٤۰۵/۱)

تنبیه : یہ نماز مروہ پہاڑی پر نہ پڑھی جائے ورنہ ایک نئی بدعت شروع ہو جائے گی۔ **ولا یصلیهما علی المروة لانه ابتداع شعار.** (غنیة الناسك ۱۳۰)

طواف یا سعی کے چکروں میں شک ہو تو کیا کرے؟

اگر سعی کے چکروں میں شک ہو جائے تو کم مقدار پر عمل کرے، یہ اس وقت ہے جب کہ طواف یا سعی کے شروع یا درمیان میں شک واقع ہوا ہو، اگر طواف یا سعی سے فارغ ہونے کے بعد شک واقع ہو جائے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ **ولو شک فی عدد اشواط السعی اخذ بالاقل کما قالوا فی الطواف کذا فی الکنز – الی قوله – والشک انما یعتبر فی اثناء السعی والطواف واما اذا شک بعد الفراغ فلا شیء علیه الخ.**

(غنیة الناسك ۱۳۰-۱۳۱، شامی زکریا ۵۰۹/۳، مناسك ملا علی قاری ۱٦٦-۱٦۷)

سعی کا رکن اصلی

سعی کا رکن یہ ہے کہ سعی صفا اور مروہ کے درمیان کرے؛ لہٰذا اس سے باہر سعی کرنا درست نہیں ہوگا۔ **واما رکنه فکونه بین الصفا والمروة، فلا یجوز خارج المسعیٰ.** (غنیة الناسك ۱۳۱، البحر العمیق ۱۲۸۷/۳، بدائع الصنائع ۳۱۹/۲)

جدید مسعیٰ

آج کل سعی کی جگہ پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا چوڑی کردی گئی اور اسے کئی منزلہ بنادیا گیا ہے اور آنے جانے کے راستے الگ کردیئے گئے ہیں، تو حکومت کی تحقیق کے مطابق یہ پوری جگہ اصلاً صفا ومروہ پہاڑیوں کے بیچ ہی میں ہے اس لئے وہاں کسی بھی منزل میں سعی بلاتردد درست ہے۔ (مرتب)

سعی کی شرطیں

سعی صحیح ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱) **بذاتِ خود سعی کرنا**: پہلی شرط یہ ہے کہ بذاتِ خود سعی کرے، چاہے کسی سواری پر سوار ہوکر یا کسی کے سہارے سے ہو، اس میں نیابت نہیں چلتی۔ **واما شرائطه فخمسة، الاول فعله بنفسه ولو محمولاً او راكبا، فلا تجوز فيه النيابة.** (غنية الناسك ۱۳۱، مناسك ملا علی قاری ۱۷۴)

(۲) **سعی کے اکثر چکروں کا پورا کرنا**: دوسری شرط یہ ہے کہ سعی کے سات چکروں میں سے کم از کم چار چکر پورے کرے؛ لہٰذا اگر کسی نے چار چکر سے کم کئے تو گویا اس نے سعی ہی نہیں کی۔ **الثانی: اتيان اكثره، فلو سعى اقله فكأنه لم يسع.** (غنية الناسك ۱۳۲، مناسك ملا علی قاری ۱۷۸)

(۳) **سعی سے پہلے احرام باندھنا**: تیسری شرط یہ ہے کہ سعی سے پہلے احرام باندھا ہو، البتہ سعی کرتے وقت احرام کی حالت ہو یا نہ ہو؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے حج کے لئے سعی کر رہا ہے، تو حالتِ احرام میں سعی کرنا شرط ہے، اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد سعی کر رہا ہے تو اگر حلق یا قصر سے قبل سعی کرے تو احرام شرط ہے، اور اگر حلق کے بعد سعی کرے گا تو احرام شرط نہیں؛ بلکہ بلا احرام ہی طواف وسعی کرنا افضل ہے۔ **الثالث: تقديم الاحرام عليه، واما بقاء الاحرام حالة السعى فان كان سعيه للحج قبل الوقوف فيشترط او بعد الوقوف فلا يشترط بل عدمه الخ.** (غنية الناسك ۱۳۲، مناسك ملا علی قاری ۱۷۴)

(۴) **معتبر طواف کے بعد سعی کرنا**: چوتھی شرط یہ ہے کہ معتد بہ یعنی کم از کم طواف کے چار چکر لگانے کے بعد سعی کرے چاہے وہ طواف حدث یا جنابت کی حالت میں ہی کیوں نہ کیا ہو۔ **الرابع: کونہ بعد طواف معتد به وهو ان یکون اربعة اشواط فاکثر، سواء طافه طاهراً او محدثاً او جنباً فهو من شرائط صحة السعی.** (غنية الناسك ۱۳۲، والبحث فی مناسك ملا علی قاری ۱۷۷)

(۵) **وقت کا ہونا**: پانچویں شرط یہ ہے کہ اگر یہ سعی حج کی ہے تو سعی کا وقت یعنی اشہر حج کا شروع ہو جانا؛ لہٰذا اشہر حج سے پہلے حج کی سعی درست نہیں ہوگی؛ البتہ حج کی سعی اشہر حج کے بعد بھی ہوسکتی ہے، گوکہ وہ بلا عذر مکروہ ہے۔ **الخامس: الوقت لسعی الحج، وهو اشهر الحج، والشرط دخوله لابقائه، فلا یجوز تقدیمه علیه ویصح تاخیره عنه ویکره.** (غنية الناسك ۱۳۲، مناسك ملا علی قاری ۱۷۸)

وضاحت: عام طور پر فقہاء نے شرائطِ سعی میں چھ باتوں کو ذکر فرمایا ہے جن میں مذکورہ بالا پانچ باتوں کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ سعی کے شوط کی ابتداء صفا سے اور انتہاء مروہ پر کی جائے، اور اگر کسی نے مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا شوط معتبر نہ ہوگا؛ لیکن صاحب ''غنیۃ الناسک'' کی تحقیق یہ ہے کہ ابتداء بالصفا کی بات شرائط میں سے نہیں؛ بلکہ واجباتِ سعی میں شامل ہے، اسی لئے ہم نے اسے شرائط میں شمار نہ کر کے واجبات کے ضمن میں شمار کرایا ہے۔ **قال فی الغنية: والصحیح انه من واجبات السعی فلو بدأ بالمروة یصح اداء ذٰلک الشوط ولکن لا یعتد به، لانه لم یأت به بوصف الوجوب فکانه لم یأت به فیجب ان یعیده بعد ستة من الصفا فلو لم یعد فعلیه دم لترک واجب البداءة بالصفا، کما صرح به فی الجنایات من البحر والشرنبلالية.** (غنية الناسك ۱۳۲)

واجباتِ سعی

سعی میں درج ذیل چھ امور واجب ہیں:

(۱) **پاکی کی حالت میں طواف کے بعد سعی کرنا**: اول یہ کہ سعی ایسے

طواف کے بعد کرے جو جنابت اور حیض سے پاکی کی حالت میں کیا گیا ہو (البتہ جو طواف بے وضو کیا گیا ہو یا بدن اور کپڑے پر نجاست لگی رہنے کی حالت میں کیا گیا ہو اس کے بعد کی سعی معتبر ہوگی؛ البتہ یہ خلافِ سنت ہوگا) **فصل فی واجبات السعی: ھی ستة، الاول: کونه بعد طواف علی طهارة عن الجنابة والحیض، اما عن الحدث الاصغر وعن النجاسة فی الثوب والبدن ومکان الطواف فلیس من واجبات السعی بل من سننه.** (غنیة الناسك ۱۳۳)

وضاحت : بحالتِ جنابت طواف کے بعد سعی ادا تو ہو جاتی ہے، جیسا کہ شرائط کے بیان میں شرط۴ کے ضمن میں گذرا ہے؛ لیکن ترکِ واجب کی وجہ سے اعادۂ سعی واجب ہوتا ہے، اسی لئے اس کو واجبات میں شمار کیا گیا ہے۔ (مرتب)

(۲) **سعی کو صفا سے شروع کر کے مروہ پر ختم کرنا** : سعی کا دوسرا واجب یہ ہے کہ سعی کی ابتداء صفا سے اور انتہاء مروہ پر کی جائے؛ لہٰذا اگر کسی نے مروہ سے سعی کی ابتداء کی تو پہلا چکر کالعدم ہوگا اور سعی کی ابتداء صفا سے ہوگی اور آخری چکر مروہ پر ختم کرنا ہوگا۔ (اگر آخری چکر چھوڑ دیا اور صفا پر سعی کی انتہاء کی تو ایک صدقۂ فطر دینا پڑے گا) **الثانی: الترتیب بان یبدأ بالصفا ویختم بالمروة الخ.** (غنیة الناسك ۱۳۳) **فإن لم یعد لزمه الصدقة لترک اٰخر الأشواط.** (غنیة الناسك ۱۳۱)

(۳) **پیدل سعی کرنا** : سعی درست ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرے؛ لہٰذا اگر کسی نے بلا عذر سوار ہو کر سعی کی تو اس پر سعی کا لوٹانا لازم ہوگا۔ **الثالث: المشی فیه لمن لا عذر له، فان سعی راکباً او زحفاً بغیر عذر فعلیه الإعادة الخ.**

(غنیة الناسك ۱۳۳، مناسك ملا علی قاری ۱۷۸)

(۴) **اکثر سے زائد چکروں کا پورا کرنا**: سعی درست ہونے کے لئے سعی کے اکثر یعنی چار سے زائد چکروں کا پورا کرنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر کسی نے زائد چکر چھوڑ دیئے تو ہر چکر کے عوض ایک صدقہ واجب ہوگا۔ **الرابع: اکمال ما زاد علیه علی اکثر اشواطه، فان ترکه صح سعیه، وعلیه لکل شوط صدقة.** (غنیة الناسك ۱۳٤، مناسك ملا علی قاری ۱۷۸)

(۵) حالت احرام میں عمرہ کی سعی کرنا: اگر سعی عمرہ کے لئے کررہا ہے تو حالت احرام میں کرنا واجب ہے؛ لہٰذا اگر کوئی شخص عمرہ کی سعی حالت احرام میں نہ کرے تو اس پر دم لازم ہوگا۔ **الخامس: کونه فی حالة الاحرام فی سعی للعمرة الخ.** (غنية الناسك ١٣٤، مناسك ملا علی قاری ١٧٨)

(۶) صفا اور مروہ کے درمیان کی پوری مسافت طے کرنا: سعی درست ہونے کے لئے یہ بھی واجب ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان جتنی مسافت ہے وہ پوری کرے۔ **السادس: قطع جميع المسافة بينهما وهو ان يلصق عقبيه بهما الخ.**

(غنية الناسك ١٣٤، مناسك ملا علی قاری ١٧٨)

سعی کے لئے طہارت شرط نہیں

سعی چاہے عمرہ کی کررہا ہو یا حج کی، بہرصورت سعی پاکی کی حالت میں کرنا واجب نہیں؛ اس لئے کہ یہ عبادت مسجد میں ادا نہیں کی جاتی ہے۔ (اور ابھی تک سعی کا حصہ ہماری معلومات کے مطابق مسجد حرام میں باقاعدہ داخل نہیں کیا گیا ہے) **ولا يجب فيه الطهارة عن الجنابة والحيض، سواء كان سعي عمرة او حج لانه عبادة تؤدى لا فی المسجد الحرام.** (غنية الناسك ١٣٤، تاتارخانية ٣/٠ ٦١، مبسوط سرخسی ٢/١ ٥، الولو الجية ١/ ٢٩٤)

سعی کی سنتیں

سعی میں درج ذیل چیزیں مسنون ہیں: (۱) حجر اسود کا استلام کرنا۔ (۲) سعی طواف کے فوراً بعد کرنا، ان کے درمیان بلاعذر فصل نہ کرنا۔ (۳) صفا اور مروہ پر اس قدر چڑھنا کہ بیت اللہ شریف دیکھا جاسکے۔ (۴) صفا و مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرنا۔ (۵) ساتوں چکروں کو پے درپے کرنا۔ (اگر چکروں کے درمیان وقفہ کیا مثلاً ایک دن ایک چکر کیا، پھر دوسرے دن دوسرا چکر کیا الخ، تب بھی سعی درست ہوجائے گی؛ لیکن بلاعذر ایسا کرنا مکروہ اور خلافِ سنت

ہے)(۶) حدثِ اکبر یعنی حیض و جنابت وغیرہ سے پاکی کی حالت میں سعی کرنا۔(۷) سعی ایسے طواف کے بعد کرنا جو حدثِ اصغر، بدن اور کپڑوں کی پاکی کی حالت میں کیا گیا ہو۔(۸) میلین اخضرین کے درمیان تیز چلنا۔(۹) ستر کا چھپانا۔ **ھی استلام الحجر الاسود، والموالاۃ بینہ وبین الطواف – الی قولہ – وستر العورۃ فیہ مع انہ فرض فی کل حال.** (غنیۃ الناسك ۱۳۵، مناسك ملا علی قاری)

سعی کے مستحبات کا بیان

سعی میں درج ذیل چیزیں مستحب ہیں:

(۱) نیت کرنا۔(واضح رہے کہ سعی میں نیت صرف مستحب ہے، ضروری نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی شخص صفا و مروہ کے چکر بلا نیت بھی لگا لے تب بھی اس کی سعی ادا ہو جائے گی)

(۲) دورانِ سعی ذکر و دعاء میں مشغول رہنا اور کثرت سے ذکر و دعاء کرنا۔

(۳) صفا اور مروہ پر زیادہ دیر تک ٹھہرنا۔

(۴) اگر سعی کے چکروں کے درمیان تفریق ہوگئی ہو تو از سر نو کرنا۔

(۵) سعی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد حرام میں دو رکعت نماز ادا کرنا۔

وھی النیۃ: فلو مشی من الصفا الی المروۃ ھارباً او بائعاً او مشتریاً – الی قولہ – واداء رکعتین بعد فراغہ منہ فی المسجد. (غنیۃ الناسك ۱۳۵، مناسك ملا علی قاری ۱۸۰)

سعی کے مباحات کا بیان

سعی میں درج ذیل باتیں مباح ہیں:

(۱) جائز گفتگو کرنا۔

(۲) کھانا پینا اس طرح کہ سعی کے چکروں میں اس کی وجہ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جائے۔

(۳) سعی کے دوران فرض یا جنازہ کی نماز پڑھنے کے لئے جانا۔

وهی الکلام المباح الذی لا یشغله مما ینبغی فیه الخ. (غنية الناسك ١٣٥، مناسك ملا علی قاری ١٨٠)

سعی کے مکروہات کا بیان

درج ذیل چیزیں سعی کے درمیان مکروہ ہیں:

(۱) بغیر کسی عذر کے سوار ہونا۔

(۲) سعی کے چکروں میں بہت زیادہ فصل کرنا اگر کوئی عذر نہ ہو۔

(۳) خرید وفروخت کرنا۔

(۴) ایسی گفتگو کرنا جو خشوع وخضوع یا ذکر ودعاء اور پے در پے سعی کرنے میں مخل ہو۔

(۵) صفا اور مروہ پر بالکل نہ چڑھنا۔

(۶) میلین اخضرین کے درمیان تیز نہ چلنا۔

(۷) بلا کسی عذر کے طواف کے بعد فوراً سعی نہ کرنا۔

(۸) سعی کو ایام نحر سے مؤخر کرنا۔

(۹) ستر کا نہ چھپانا۔

فصل فی مکروهاته: وهی الرکوب فیه من غیر عذر، وتفریقه تفریقاً کثیراً – الی قوله – وترک ستر العورة الخ. (غنية الناسك ١٣٦، مناسك ملا علی قاری ١٨١)

جنایاتِ سعی

طوافِ معتبر کے بغیر سعی معتبر نہیں

سعی طواف (فرض یا نفل) کے بعد ہونی ضروری ہے، اگر طواف کے بغیر سعی کی تو اس سعی کا کوئی اعتبار نہیں؛ لہٰذا اگر طواف کے بعد سعی نہیں دوہرائی تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ **ولو سعى قبل الطواف لم يعتد به اى بذلك السعى، فإن سعيه حينئذ كالمعدوم، فان لم يعده فعليه دم اى اتفاقاً.** (غنية الناسك ۲۷۷، مناسك ملا على قارى ۳۵۵)

بلا عذر سوار ہو کر سعی کرنا

اگر بلا عذر سوار ہو کر یا وہیل چیئر پر سعی کی تو دم لازم ہے، پھر اگر پیدل دوہرالی تو دم ساقط ہوجائے گا۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۷) **ولو سعى كله او اكثره راكباً او محمولاً بلا عذر فعليه دم.** (مناسك ملا على قارى ۱۸۰)

نوٹ: آج کل مسعی میں بعض حضرات بلا عذر یا معمولی تھکاوٹ کا بہانا بنا کر وہیل چیئر پر سعی کر لیتے ہیں، تو اس طرح کی سعی سے دم لازم ہوجاتا ہے؛ اس لئے حتی الامکان پیدل سعی کرنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے قبل بیوی سے جماع حلال ہے، اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ **ولو طاف لحجته فواقع النساء اى جنسهن ثم سعى بعد ذلك اجزأه سعيه المتأخر لخروجه عن الاحرام بالكلية بعد الحلق والطواف.** (غنية الناسك ۲۷۸، مناسك ملا على قارى ۳۵٦)

کیا سعی ایامِ نحر میں کرنا ضروری ہے؟

سعی کے لئے ایام نحر کی پابندی لازم نہیں ہے؛ لہٰذا حج کی سعی ایام نحر کے بعد بھی کی جاسکتی ہے، اس تاخیر کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہے۔ **ولو أخر السعی عن ایام النحر ولو شهراً بل لو سنين لا شیء عليه الا انه يكره له.** (غنية الناسك ۲۸۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵٦)

سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دینا

اگر حج میں سعی کے اکثر چکر بلا عذر چھوڑ دئے تو دم لازم ہے۔ **ولو ترک السعی كله او اكثره فعليه دم و حجه تام.** (غنية الناسك ۲۷۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵۵)

سعی کے تین سے کم چکر چھوڑ دئے

اگر سعی کے تین یا اس سے کم چکر چھوڑے ہیں تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ **ولو ترک منه ای من السعی ثلاثة اشواط او اقل فعليه لكل شوط صدقة الا ان يبلغ ذلک دماً.** (غنية الناسك ۲۷۷، مناسك ملا علی قاری ۳۵۵)

سعی کے دوران نماز کھڑی ہوگئی

اگر سعی کے دوران نماز باجماعت شروع ہوجائے تو سعی وہیں موقوف کر کے جماعت میں شریک ہوجائے، پھر اسی جگہ سے سعی شروع کردے۔ **لو اقيمت الصلاة والرجل يطوف ويسعى يترک الطواف والسعی ويصلی ثم يبنی بعد الفراغ.** (عالمگیری ۱/۲۲۷، مناسك علی قاری ۱۸۰، درمختار زکریا ۳/۵۰۹، غنية الناسك ۱۳۵، انور رحمت ٤٤٤)

سعی کے دوران نماز جنازہ میں شرکت

اگر سعی کے دوران جنازہ آجائے تو سعی کرنے والے کو نماز جنازہ میں شرکت کرنی چاہئے، اور نماز کے بعد جہاں سے سعی چھوڑی ہے وہیں سے پھر شروع کردے۔ **ولو خرج منه او من السعی الی جنازة او مكتوبة او تجديد وضوء ثم عاد بنی.** (درمختار زکریا ۳/۵۰۹، غنية الناسك ۱۳۵)

❍❖❍

حج سے قبل مکہ معظّمہ میں قیام

مسجد عائشہؓ سے عمرہ

مکہ معظّمہ میں قیام پذیر حجاج کے لئے حج کے پانچ ایام (۹-۱۳/ذی الحجہ) کے علاوہ ایام میں مسجد عائشہ، جعرانہ یا حل کے کسی مقام سے بار بار عمرہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور عمرہ کی کثرت یقیناً اجروثواب میں زیادتی کا باعث ہے۔ **العمرة سنة و تصح فی جميع السنة و تكره يوم عرفة ويوم النحر و ايام التشريق.** (مراقی الفلاح ۷٤٠، ومثلہ فی الهندية ۲۳۷/۱، خانية ۳۰۱/۱) **لان العمرة جائزة فی جميع السنة بلاكراهة الا فی خمسة ايام لا فرق فی ذٰلک بين المكی والأفاقی.** (غنية الناسك جديد ۲۱۵) **ولا يكره الاكثار منها ای من العمرة فی جميع السنة بل يستحب ای الاكثار منها، وأفضل مواقيتها لمن بمكة التنعيم والجعرانة والاول افضل عندنا.** (مناسك ملا علی قاری ٤٦٧)

طواف افضل ہے یا عمرہ؟

مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران عمرہ کی کثرت افضل ہے یا طواف کی؟ تو اس بارے میں قدرے تفصیل ہے کہ اگر اتنے وقت تک طواف میں مسلسل مشغول رہتا ہے کہ اس میں عمرہ کیا جاسکتا ہے تو طواف افضل ہے، اور اگر اتنی مدت تک طواف میں مشغول نہیں رہتا؛ بلکہ طواف میں کم وقت لگاتا ہے تو ایسی صورت میں عمرہ کرنا طواف سے زیادہ فضیلت وثواب کا باعث ہوگا۔ اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ سات طوافوں کا ثواب ایک عمرہ کے مانند ہے۔ **والطواف افضل من العمرة**

اذا شغل بـه مقدار زمن العمرة. وقد قيل سبع اسابيع من الاطوفة كعمرة. (غنية الناسك ١٣٨، مناسك ملا علی قاری ٤٦٧، ومثله فی الشامی زکریا ٥١٧/٣)

قارن شخص کا حج سے قبل مزید عمرہ کا احرام باندھنا

قارن شخص نے میقات سے حج وعمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ آ کر عمرہ کے ارکان ادا کر لئے، پھر اس نے مسجد عائشہ یا حل کے کسی مقام پر جا کر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے اس نئے احرام کو ترک کر کے حج کے بعد عمرہ کی قضا اور دم جنایت دے؛ لیکن اگر اسی وقت عمرہ کر لیا تو اس نے برا کیا، اور اس پر احرام پر احرام باندھنے کی بنا پر ایک دم لازم ہوگا اور اگر کئی مرتبہ یہی عمل کیا تو ہر مرتبہ کے عوض دم دینا ہوگا، اور حج قران ہونے کی وجہ سے دم شکر اپنی جگہ حسب دستور واجب رہے گا۔ **واما لو ادخل احرام العمرة علی الحج قبل طوافه او بعده رفض العمرة اتفاقاً وان مضی علیها جاز واساء.** (غنیة الناسک ٢٣١، ومثله فی مناسک ملا علی قاری ٢٦٠، تاتارخانیة ٦١٨/٣، ھندیة ٢٣٧/١)

تمتع کرنے والے کا حج سے قبل مسجد عائشہ سے عمرہ کرنا

تمتع کرنے والا حاجی جو میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آتا ہے اور عمرہ کر کے حلال ہوجاتا ہے، اس کے لئے مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران حج سے قبل مسجد عائشہ، جعرانہ یا حل کے کسی مقام سے احرام باندھ کر عمرہ کرنا جائز ہے، اور حج تمتع بہرحال عمرہ آفاقی کے ذریعہ سے ہی درست ہوگا اور عمرہ حلی کا تمتع سے کوئی تعلق نہیں۔ **التمتع المسنون وهو ان يحرم الأفاقی بعمرة من الميقات او قبله فاذا دخل مكة طاف لعمرته فی اشهر الحج ويعتمر قبل الحج ماشاء وما فی اللباب، ولا يعتمر قبل الحج، فغير صحيح لانه بناء علی ان المكی ممنوع من العمرة مفردة وهو خلاف مذهب اصحابنا جميعاً ......، وهٰذه عمرة مفردة لا اثر لها فی تكرار تمتعه.** (غنیة الناسک جدید ٢١٥)

نوٹ: عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ بعض فقہاء کے نزدیک متمتع کے لئے حج سے قبل ''عمرۂ حلی'' درست نہیں ہے، گوکہ یہ رائے مرجوح ہے اور جواز کی رائے راجح ہے؛ لیکن اختلاف سے بچنے کے

لئے اگر متمتع حج سے قبل مزید کوئی عمرۂ حلی نہ کرے تو بہتر ہے، اس کے بجائے بکثرت طواف کرنے کا اہتمام رکھے۔ (مستفاد: انوار مناسک ۶۸۳)

مفرد بالحج آفاقی کا حج سے قبل عمرہ کا احرام باندھنا

اگر کوئی آفاقی میقات سے حج کا احرام باندھ کر آیا اور پھر اس نے اسی احرام پر عمرہ کا احرام بھی باندھ لیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

الف: اگر طوافِ قدوم شروع کرنے سے قبل اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس پر عمرہ وحج دونوں لازم ہوجائیں گے، اور اس کا حج، افراد نہیں رہے گا؛ بلکہ حج قران ہوجائے گا، اور اس پر دم شکر واجب ہوگا؛ لیکن چوں کہ اس نے حج قران کے اصل طریقہ کے خلاف عمل کیا ہے، اس لئے وہ ناپسندیدہ کام کرنے والا کہلائے گا، اسے چاہئے کہ توبہ کرے۔ **افاقی احرم بحج ثم احرم بعمرة لزماه.** (درمختار) **وفی الشامی: لان الجمع بینهما مشروع فی حق الاٰفاقی فیصیر بذٰلک قارناً لکنه اخطأ السنة فیصیر مسیئاً لان السنة فی القران ان یحرم بهما معاً، او یقدم احرام العمرة علی احرام الحج وصار قارناً مسیئاً وعلیه دم شکر لقلة اساء ته ولعدم وجوب رفض عمرته.** (شامی زکریا ۶۳۳/۳، ومثله فی غنیة الناسك ۲۳۱)

ب: اگر طواف قدوم شروع کرنے کے بعد اور وقوفِ عرفہ سے قبل عمرہ کا احرام باندھا ہے تو اس صورت میں وہ سخت گنہگار ہوگا، اب اس کے لئے دو راستے ہیں یا تو عمرہ کا احرام ترک کرکے حج کے بعد عمرہ کی قضا کرلے اور ایک دم جنایت دے، ایسا کرنا بہتر ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ عمرہ ادا کرلے اور حج کے بعد دم جبر دیدے، اور بہر حال وہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ہی حلال ہوگا، اس اعتبار سے وہ قارن کے مشابہ ہے۔ **او بعد ان یطوف له شوطاً او بعد تمامه وهو بمکة او عرفة ......، لکن قبل الوقوف بعرفة ......، فایضاً قارن مسیٔ واکثر اساء ة من الاول وندب رفضها فان رفضها قضاها وعلیه دم رفضها وان مضی علیها صح وعلیه دم جبر.** (غنیة الناسك ۲۳۱- ۲۳۲، ومثله فی الشامی ۶۳۳/۳، البحر العمیق ۷۳۰/۲)

❍❖❍

مسائل منیٰ

منیٰ کی وجہ تسمیہ

''منیٰ'' کو ''منیٰ'' کہنے کی بہت سی وجوہات منقول ہیں؛ لیکن ان میں سب سے مشہور بات یہ ہے کہ یہاں چوں کہ ہدی کے جانور ذبح کئے جاتے تھے اور ان کا خون بہایا جاتا تھا، اس لئے اس مقام کا نام ''منیٰ'' پڑ گیا۔(اس لئے کہ عربی زبان میں امنی ، اور منیٰ کا لفظ کسی چیز کے بہانے کے معنی میں آتا ہے) **وسميت بذٰلک لما يمنى فيها من الدماء اى يراق ويصب من "امنى النطفة ومناها" اراقها، هٰذا هو المشهور الذى قاله الجماهير من اهل اللغة وغيرهم.** (البحر العميق ۱۸ ۱٤، اوجز المسالك بيروت ۷/ ۱۹٤) **سميت بذٰلک لما يمنى بها من الدماء يعنى يراق.** (الموسوعة الفقهية ۳۹/ ۵۷)

نوٹ: لیکن آج کل جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہیں ''المعیصیم''، میں منتقل کر دی گئی ہیں، جو منیٰ کے شمالی جانب واقع ہے، اب منیٰ کی حدود میں کوئی منحر (سلاٹر ہاؤس) نہیں رہا۔

منیٰ کی شرعی حدود

منیٰ مکہ معظّمہ کی شرقی جانب پہاڑوں کے درمیان ایک لمبی وادی ہے، جس کی حد لمبائی میں ''جمرۂ عقبہ'' سے ''وادیٔ محسر'' تک ہے، اور ''وادیٔ محسر'' بالاتفاق منیٰ سے خارج ہے جب کہ ''جمرۂ عقبہ'' کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ احناف وغیرہ کے نزدیک ''جمرۂ عقبہ'' ''منیٰ'' کی حد سے خارج ہے، اور چوڑائی میں دو طرفہ پہاڑوں کا اندرونی حصہ ''منیٰ'' میں ہے، اور دوسری جانب کا حصہ ''منیٰ'' سے خارج ہے۔ [آج کل منیٰ کی شرعی حدود کی نشانی کے طور پر حکومت نے بڑے بڑے نیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان سے بآسانی منیٰ کی حدود کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے] **وحدها ما بين وادئ محسر و جمرة العقبة وهى شعب طوله نحو ميلين وعرضه يسير و الجبال محيطة به ما اقبل منها عليه فهو من منى، وما ادبر منها فليس من منى، ويرى الحنفية و الشافعية والحنابلة ان وادئ محسر وجمرة العقبة ليسا من منىٰ الخ.** (الموسوعة الفقهية ۳۹/ ۵۷، غنية الناسك ۱۶۹، مناسك ملا على قارى ۲۲۳، البحر العميق ۳/ ۱٤۱۳)

منیٰ کا کل رقبہ

نئی تحقیق کے مطابق منیٰ کا میدانی حصہ تقریباً ۴۰؍لاکھ مربع میٹر پر مشتمل ہے، جب کہ پہاڑی رقبہ کا اندازہ ۲۰؍لاکھ مربع میٹر سے لگایا گیا ہے، اس اعتبار سے پورے منیٰ کا مجموعی رقبہ تقریباً ۶۰؍لاکھ مربع میٹر بیٹھتا ہے۔ (مستفاد: حاشیہ البحر العمیق ۳؍۱۴۱۷-۱۴۱۸) (جس کے قابل استعمال حصوں پر فائر پروف مستقل خیمے، سڑکیں اور ضروری عمارات تعمیر کردی گئی ہیں، اور جمرات کی ۵؍منزلہ عظیم الشان عمارت نے بھی ایک بڑے رقبہ کا احاطہ کر رکھا ہے)

وادیٔ محسر

منیٰ کے ختم اور مزدلفہ کی ابتداء کے درمیان ایک وادی حائل ہے، جو نہ تو حدود منیٰ میں شامل ہے اور نہ ہی حدود مزدلفہ، اس میں ٹھہرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ وہاں سے تیز گذرنے کا حکم ہے۔ مشہور ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں ابرہہ کے لشکر کو ہلاک کیا گیا تھا۔ **وفي منسك الطرابلسي: وليس وادئ محسر من مزدلفة ولا من منى، إنما هو جبل بينهما.** (البحر العميق ۳/۱۴۱۵، شامی زکریا ۳/۴۷۰، انوار مناسك ۱۳۴)

نوٹ: آج کل ''وادیٔ محسر'' میں حکومت کی طرف سے حاجیوں کے ٹھہرنے کے لئے مستقل خیمے تو نصب نہیں ہیں؛ لیکن حج کے موقع پر وہاں پولیس، فوج اور سرکاری کارندوں کے قیام کے لئے عارضی خیمے نصب کردیئے جاتے ہیں، اور انہی کی دیکھا دیکھی بہت سے حجاج بھی فولڈر خیمے لگا کر وہاں قیام کرتے ہیں، پس حجاج کو وہاں قیام نہیں کرنا چاہئے، اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

مشاعرِ مقدسہ میں سفر واقامت کے احکام

مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، وغیرہ) میں سفر واقامت اور نمازوں میں قصر واتمام کا مسئلہ اس وقت بہت اہمیت اختیار کر چکا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاء کے زمانہ میں؛ بلکہ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک مکہ معظّمہ کی آبادی محدود تھی، اور منیٰ ومزدلفہ اور عرفات کے درمیان بڑے بڑے پہاڑ اور وادیاں حائل تھیں، اور ان مقامات کے ایک آبادی میں شمار کئے جانے کا کوئی تصور نہ تھا؛ لیکن گذشتہ سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے مکہ معظّمہ ہر چہار جانب تیزی سے وسیع ہوتا گیا اور شہری آبادی منیٰ ومزدلفہ؛ بلکہ عرفات کے قریب تک پہنچ گئی۔ اب یہ بات تو اپنی جگہ طے شدہ ہے کہ تمام مشاعر کی شرعی حدود بالکل متعین اور ناقابل ترمیم ہیں، اور جو عبادات ان میں سے جس جگہ ادا کرنے کا حکم ہے اس کے حدود میں ادا کئے بغیر اس عبادت کا ثواب نہیں مل سکتا، مثلاً منیٰ میں رات گذارنے کا جو ثواب ہے وہ حدود مکہ میں رات گذارنے سے حاصل نہیں ہوسکتا، اسی طرح وقوفِ مزدلفہ کا حکم وقوفِ منیٰ سے پورا نہیں ہوسکتا وغیرہ؛ لہٰذا مناسک کی ادائیگی کے اعتبار سے مشاعر مقدسہ کی حدود میں ترمیم وتبدیلی کسی کے اختیار میں نہیں ہے، یہ اچھی طرح ذہن نشین رکھنا چاہئے۔

البتہ بحث یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک نمازوں میں قصرو اتمام کا تعلق مناسک حج سے نہیں ہے؛ بلکہ اس کا مدار ان عام اصولوں پر ہے جن کو دنیا کی ہر آبادی کے لئے قصرواتمام کی بنیاد بنایا گیا ہے؛ لہٰذا جس طرح دنیا کے دیگر شہروں اور آبادیوں پر وہ اصول جاری ہوتے ہیں، اسی طرح مکہ معظّمہ اور اس سے ملحق جگہوں پر بھی جاری ہوں گے۔ مثلاً ایک شہر اور اس سے متصل فناءِ شہر یا حکومتی اور عرفی اعتبار سے جن جگہوں پر ایک آبادی کا اطلاق ہوتا ہو وہ سب ایک شہر کے حکم میں سمجھے جاتے ہیں، اور وہاں پر پندرہ دن یا اس سے زائد قیام کی نیت سے ٹھہرنے والا اس وقت تک مقیم ہی کہلائے گا جب تک کہ اس شہر اور اس سے ملحق جگہ سے سفر شرعی کے ارادہ سے باہر نہ چلا جائے۔

اس اصول کی روشنی میں جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اگرچہ ماضی قریب تک مکہ معظّمہ، منیٰ، مزدلفہ بالکل الگ الگ مقامات تھے؛ لیکن اب منیٰ تین جانب سے آبادی کے بیچ میں آ گیا ہے، جنوبی جانب ''محلّہ عزیزیہ''، شمال میں ''شرائع، معیصیم اور عدل''، اور مغرب کی طرف ''شیشہ محلّہ'' آباد ہے، نیز منیٰ کے پہاڑوں کے درمیان بڑی بڑی وسیع سرنگیں نکال کر منیٰ کا رابطہ مکہ معظّمہ سے بہت قوی کر دیا گیا ہے، اور یہ راستے سال بھر محلوں کے درمیان گذرگاہ کے طور پر استعمال ہوتے رہتے ہیں، اور جنوبی پہاڑوں کے بہت بڑے رقبہ پر شاہی محل بھی تعمیر شدہ ہے، اور شمالی پہاڑوں کے دامن میں جمرات کے قریب حجاج و معتمرین کے لئے بڑی وسیع عمارتیں بھی تعمیر کر دی گئی ہیں، اور مزید تعمیرات کا منصوبہ ہے، اور ایک بڑا اسپتال اور رابطہ عالم اسلامی کا دفتر بھی یہاں واقع ہے، جس میں سال بھر سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ اسی طرح ''عزیزیہ جنوبیہ'' سے ''مزدلفہ'' کی حد بھی مل گئی ہے، اور وقفہ وقفہ سے آبادی کا تسلسل ''جامعہ ام القریٰ'' کے نئے احاطہ تک پہنچ گیا ہے، جو عرفات کے بالکل قریب واقع ہے، اس لئے ہندو پاک کے معتبر علماء ومفتیان نے عینی مشاہدہ کے بعد یہ احتیاطی رائے قائم کی ہے کہ اقامت ومسافرت کے مسئلہ میں اب منیٰ اور مزدلفہ کا حکم مکہ معظّمہ کے مانند ہے، یعنی جو شخص حج سے قبل مکہ معظّمہ آئے اور اس کا ارادہ بشمول ایام حج پندرہ روز قیام کا ہو تو وہ مقیم شمار ہوگا، اور اس سے تین ضمنی مسئلے متعلق ہوں گے:

(۱) اگر مقیم شخص ہے تو اسے ان جگہوں پر نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

(۲) منیٰ میں جمعہ ادا کیا جائے گا (البتہ عرفات اس سے مستثنیٰ ہے)

(۳) مقیم ذی استطاعت حاجی پر (حج کی قربانی کے علاوہ) مالی قربانی حسب دستور واجب ہوگی، (اب وہ چاہے حرم میں قربانی کرے یا اپنے وطن میں قربانی کرائے) **المستفاد: وقال اكثر اهل العلم منهم عطاء والزهري والثوري والكوفيون وابوحنيفةؒ واصحابه لايقصر الصلاة اهل مكة بمنى وعرفات لانتفاء مسافة القصر.** (اوجز المسالك ۷/۲۰۵)

منیٰ کے مکہ معظّمہ کے حکم میں ہونے کے متعلق درج ذیل اشارات یادرکھنے کے قابل ہیں:

''امیر نائف'' وزیرداخلہ سعودی عرب کی رائے

(۱) سعودی عرب کے وزیرداخلہ اور اعلیٰ اختیاراتی حج کمیٹی کے چیئرمین امیر نائف ابن عبدالعزیز نے صراحت کی ہے کہ تمام مشاعر مقدسہ اب مکہ شہر کے بیچوں بیچ آ گئے ہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں: **نشاهد ان مكة شرفها اللّٰه تعالىٰ تعدى توسعها فى جهة الجنوب عرفة، ومن جهة الشمال الغربي وصلت إلى الشرائع فأصبحت المشاعر في وسط مدينة مكة.** (اخبار الجزيرة ۷/ذی الحجه ١٤٢٩ھ ٥دسمبر ٢٠٠٨ء بحوالہ حج میں قصر واتمام کی تحقیق ۱۳۹، مؤلفہ: مفتی محمد رضوان صاحب راوَل پنڈی پاکستان)

اب غور فرمایئے کہ جب سعودی وزیرداخلہ خود مشاعر مقدسہ کو شہر مکہ کے وسط میں ہونے کا اعلان کررہے ہیں، تو اس کے بعد کسی کے نہ ماننے کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟

شیخ عثیمینؒ کا فتویٰ

(۲) سعودی عرب کے ایک بڑے معتبر عالم شیخ محمد صالح بن محمد العثیمینؒ (متوفی ۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں: **وفى يومنا هٰذا إذا تأمل المتأمل يجد أن منى حى من أحياء مكة، وحينئذٍ يقوى القول بأنهم لا يقصرون في منىٰ الخ.** (الشرح الممتع على زادالمستقنع ۷/۷۷، بحواله "حج ميں قصر واتمام كى تحقيق" ١٣٥)

ترجمہ: اور ہمارے آج کے اس دور میں اگر کوئی گہرائی سے جائزہ لے گا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ''منیٰ'' مکہ کے محلوں میں سے ایک محلّہ ہے، اور اسی سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ حجاج منیٰ میں قصر نہیں کریں گے۔

شیخ سبیّل کا مکتوب

(۳) سابق امام حرم شیخ محمد ابن عبداللہ السبیّل جو اپنے زمانہ میں حرمین شریفین کی اعلیٰ اختیاراتی نگراں کمیٹی کے رئیس رہے ہیں، انہوں نے مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی پاکستان کے ایک سوال کے جواب میں واضح طور پر یہ تحریر کیا تھا کہ: ''مکہ شہر کی آبادی منیٰ کے علاوہ حدودِ عرفات تک پہنچ گئی ہے، اور حکومت بھی ان جگہوں کو ایک آبادی شمار کرتی ہے''۔ شیخ کے الفاظ یہ ہیں:

الذى يظهر لنا أن منىٰ اصبحت اليوم جزءاً من مدينة مكة بعد ان اكتنفها بنيان مكة وتجاوزها الى حدود عرفة، وبناءاً على هٰذا فإنها قد اصبحت اليوم من أحياء مدينة مكة، فلايعد الذاهب اليها من مكة مسافراً الخ. اور آگے لکھتے ہیں: **إن حكومة المملكة**

العربية السعودية تعد منى من مكة على اعتبار انها حى من أحياء ها. (بحوالہ رسالہ حج میں قصر واتمام کی تحقیق ۱۳۳) (شیخ موصوف کی پوری تحریر ملاحظہ کریں: انوار مناسک ۶۸۱، مؤلفہ: مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی)

ایک عالم محقق کی تحقیق

(۴) عرب کے ایک محقق عالم ڈاکٹر عبداللہ نذیر احمد عبدالرحمٰن جو جدہ کے ''ملک عبد العزیز یونیورسٹی'' کے معاون استاذ ہیں، اور جنھوں نے علامہ ابن الضیاء المکی الحنفی المتوفی ۸۵۴ھ کی جامع ترین کتاب ''البحر العمیق فی مناسک المعتمر والحجاج الی بیت اللہ العتیق'' کی ۵ر جلدوں میں تعلیق وتحقیق اور اشاعت کا عظیم علمی کارنامہ انجام دیا ہے، وہ اس موضوع پر اپنی رائے اس طرح ظاہر کرتے ہیں:

فان منىٰ الآن اصبحت من ضمن مكة المكرمة، لتوسع البناء والعمران، وامتدادها إليها، ومن ثم اختلف الحكم باختلاف العلة، اذ الحكم يدور مع العلة حيث ما دار سلباً وايجاباً، وحصل الخلاف فى المسئلة بين العلماء باعتبار ما كان المنى عليها، اما الآن فقد تغير الوضع فاصبحت منى من مكة المكرمة وليس ذٰلك فى زمن موسم الحج بل على مدار السنة لاستدامته اقامة الناس بها. (حاشية البحر العميق ١٤٩٣/٣)

ترجمہ: ''منیٰ اب مکہ معظّمہ کے اندر آچکا ہے؛ کیوں کہ آبادی کی وسعت منیٰ تک پہنچ گئی ہے، اس بناء پر علت کے بدلنے سے حکم بھی بدلے گا؛ کیوں کہ حکم علت کے ساتھ دائر رہتا ہے، جہاں بھی دائر ہو، مثبت یا منفی طور پر، اور پہلے زمانہ میں منیٰ کی جو صورتِ حال تھی اسی اعتبار سے (منیٰ میں اقامتِ جمعہ کے سلسلہ میں) فقہاء میں اختلاف ہوا تھا؛ لیکن اب صورتِ حال بدل چکی ہے، اور منیٰ مکہ معظّمہ میں شامل ہوچکا ہے، اور یہ صرف موسم حج ہی کے لئے نہیں ہے؛ بلکہ سال بھر کے لئے یہی حکم ہے؛ کیوں کہ برابر وہاں لوگوں کی آمد ورفت جاری رہتی ہے''۔

مفتی مدینہ حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ کا فتویٰ

(۵) مدینہ منورہ کے متبحر عالم، مفسرِ قرآن حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلندشہری مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ (المتوفی ۱۴۲۲ھ) نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا: ''اگر حکومتِ سعودی منیٰ کو مکہ معظّمہ کا محلّہ تسلیم کرلے تو صرف قصر واتمام کے مسئلہ میں فرق آسکتا ہے، جو امورِ منیٰ سے متعلق ہیں وہ بہر حال منیٰ ہی سے متعلق رہیں گے، یعنی منیٰ اگر چہ مکہ معظّمہ کا محلّہ بن جائے پھر بھی وہاں یوم الترویہ گذارنا، پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھنا، نویں کو منیٰ سے روانہ ہونا سنت رہے گا''۔

نیز فرمایا: ''اگر منیٰ کو مکہ معظّمہ کا حصہ مان لیا جائے تو مکہ معظّمہ میں پندرہ دن رہنے سے مقیم ہوجائے گا، اور شک کو مٹانے کے لئے دو رکعت کی جگہ چار رکعت پڑھ لے تب بھی نماز ہوجائے گی''۔ (یادگار صالحین ۸۳۲-۸۳۳، مؤلفہ: مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی مدظلہٗ)

مذکورہ بالا شواہد کے بعد اس مسئلہ میں پرانی فقہی عبارتوں کو بنیاد بنا کر جمود اختیار کرنا اور ضد بازی کی حد تک تجاوز کر جانا اہل انصاف علماء کا شیوہ نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ کہہ کر منیٰ اور مزدلفہ کو حدودِ مکہ سے خارج نہیں کیا جاسکتا کہ یہ محض میدان ہے، یہاں کوئی آبادی نہیں ہے؛ اس لئے کہ شہری حدود میں شمولیت کے لئے آبادی اور تعمیرات کا ہونا لازمی شرط نہیں ہے۔ آج بھی بڑے بڑے شہروں میں لق ودق پارک اور بڑے بڑے وسیع الشان میدان ضرورت کی بنا پر عمارتوں سے خالی رکھے جاتے ہیں۔ (دہلی کے قلب میں انڈیا گیٹ کے اطراف کا بہت بڑا رقبہ محض میدان ہے، اسی طرح کی صورتِ حال اور بڑے شہروں میں بھی ہے) لیکن انہیں کوئی بھی شہر سے باہر قرار نہیں دیتا، پھر منیٰ اور مزدلفہ وغیرہ ہی کو اتصال آبادی کے باوجود الگ جگہیں قرار دینے پر اصرار کیوں ہے؟ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

اور اس مرتبہ سفر حج کے دوران جمرات کی عمارت کے قریب ایک سرکاری بورڈ پر یہ ہدایت نظر پڑی کہ "عمرہ کرنے والوں کی بسیں لازمی طور پر جمرات کے میدانوں میں پارک کی جائیں"، جس سے یہ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت ایام حج کے علاوہ میں منیٰ کا علاقہ بسوں کی پارکنگ کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور یہ سب کو معلوم ہے کہ آج کل رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ میں معتمرین کا حج سے بڑا اجتماع ہوتا ہے، اور ان کی سواریوں کی پارکنگ کے لئے منیٰ کا رقبہ استعمال کیا جاتا ہے، تو کیا اسے اہل شہر کی ضرورت میں شامل نہیں کیا جائے گا؟ اور مصالح بلد کے اعتبار سے یہ جگہیں فناء شہر میں شامل نہ ہوں گی؟ اس پر بھی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

افسوس ہے کہ آج کل حقیقی صورتِ حال کو نظر انداز کر کے اپنی رائے پر بعض لوگ اس قدر ضد کرتے ہیں کہ آٹھویں تاریخ کو منیٰ پہنچنے کے بعد ہندو پاک کے حاجیوں کے خیموں میں ظہر کے وقت ہی سے نماز کے قصر واتمام پر شدید جھگڑے شروع ہوجاتے ہیں، اور بڑی ناگوار صورتِ حال سامنے آتی ہے، جو نہایت تکلیف دہ ہے، حالاں کہ احتیاط بہر حال اسی میں ہے کہ اگر بالفرض کسی مقام پر اقامت ومسافرت میں شبہ ہوجائے تو اتمام کا حکم دینا چاہئے؛ تاکہ فرض یقینی طور پر ادا ہوجائے، جیسا کہ فقہی عبارات سے واضح ہے۔ **لانہ اجتمع فی هٰذه الصلاة ما یوجب الاربع وما یمنع فرجحنا ما یوجب الاربع احتیاطاً.**

(البحر الرائق کوئٹہ ۲/۱۲۹)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح موقف اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

ذیل میں یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ سے متعلق بعض اہم مسائل وہدایات درج کی جاتی ہیں:

یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ)

حج کے مناسک کی باقاعدہ ادائیگی ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ سے شروع ہوتی ہے، اس دن کو ''یوم الترویہ'' کہا جاتا ہے؛ اس لئے کہ مکہ کے لوگ منیٰ اور عرفات میں پانی کی فراہمی کے لئے آج کے دن پانی سے لدی ہوئی سواریوں کو ساتھ لے جاتے تھے۔ **قال ابوبکر الانباری فی کتاب الزهد انما سمیت التروية تروية لان الناس يردون من الماء من العطش فی هٰذا اليوم ويحملون الماء بالروايا الى عرفة ومنىٰ.** (البناية ٤/٢١١، البحر العميق ٣/١٤٠٤)

منیٰ جانے کی تیاری

تمتع کرنے والے حجاج اسی طرح ''اہلِ مکہ'' یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ) کو حج کا احرام باندھیں گے (جب کہ قارن اور آفاقی مفرد بالحج پہلے ہی سے احرام میں ہوں گے) یہ احرام اپنی قیام گاہ سے باندھا جاسکتا ہے، اور اگر سہولت ہو تو مسجد حرام میں جاکر احرام کی نیت کرلیں تو مزید فضیلت حاصل ہوگی؛ لیکن ایسا کرنا ضروری نہیں ہے۔ **واذا يوم التروية احرم بالحج من المسجد والشرط ان يحرم من الحرم، اما المسجد فليس بلازم والمسجد افضل، ومكة افضل من غيرها من الحرم هٰكذا فی فتح القدير، ولو احرم قبل يوم التروية جاز وهو افضل.** (هندية ١/٢٣٩، معلم الحجاج ١٥٢)

مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانگی

سنت یہ ہے کہ ذی الحجہ کی ۸؍تاریخ کو سورج طلوع ہوجانے کے بعد مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوں۔ **والسنة خروجه بعد طلوع الشمس وهو الصحيح.** (غنية الناسك ١٤٦، طحطاوی اشرفيه ٧٣١، شامی زكريا ٣/٥١٧، اوجز المسالك ٧/١٩٩، البحر العميق ٣/١٤٠٨، تاتارخانية زكريا ٣/٥٠٥)

نوٹ: لیکن آج کل رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہوجاتی ہے اور عام لوگوں کے لئے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ میں اپنے خیمہ تک پہنچنا نہایت مشکل ہے؛ اس لئے عوام کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے

کہ وہ جس وقت بھی معلم کی طرف سے لے جانے کا نظام ہواس کی پابندی کریں، اور سورج نکلنے کا انتظار نہ کریں۔ (مرتب)

یوم الترویہ (۸؍ذی الحجہ) میں منیٰ کی مصروفیات

آج کے دن حجاج کے لئے تین باتیں مسنون ہیں: (۱) مکہ معظّمہ سے منیٰ جانا (۲) منیٰ میں پانچ نمازیں: ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نویں ذی الحجہ کی فجر ادا کرنا (۳) رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گذارنا۔ **فکل من الخروج یو م الترویة الی منیٰ و اداء الصلاة الخمس بھا، والمبیت بھا اکثر اللیلة سنة.** (غنیة الناسك ١٤٦، ومثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ٣/١٧٥، تاتارخانیة زکریا ٣/٥٠٥، مناسك ملا علی قاری ٥٨٧)

مکہ معظّمہ سے زوال کے بعد روانگی

اگر ۸؍تاریخ کو مکہ معظّمہ سے زوال کے بعد روانہ ہوا؛ لیکن ظہر منیٰ میں جاکر پڑھی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولو خرج من مکة بعد الزوال فلابأس بہٖ اذا صلی الظهر بمنیٰ.** (غنیة الناسك ١٤٦ اوجز المسالك ٧/١٩٩)

۸؍ذی الحجہ کو قیام منیٰ کی حکمت

۸؍ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام کی حکمت یہ ہے کہ حاجی صاحبان عرفات جانے کے لئے مستعد اور تیار ہو جائیں۔ (مستفاد: البحر العمیق ۳/۱۴۱۲، فتح القدیر ۲/۴۶۶) اور ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یکسوئی کے ساتھ جمع ہو کر مسائل و مناسک حج کا مذاکرہ و تکرار کرلیں۔ (اس لئے حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ منیٰ جاکر پوری دل جمعی سے حج کی تیاریوں میں مشغول رہیں اور فضول مٹر گشتی اور اعزاء و متعلقین کی ملاقاتوں کی فکر کر کے اوقات کو ضائع نہ کریں)

منیٰ میں قیام کی مستحب جگہ

منیٰ میں مسجدِ خیف (جو منیٰ میں جنوبی جانب جمرات کے قریب واقع ہے، اس کا مسجدِ حرام

سے فاصلہ ۹؍کلومیٹر ہے) کے قریب قیام کرنا مستحب ہے (لیکن آج کل منیٰ کا قیام اپنے اختیار میں نہیں رہا؛ بلکہ معلم کے خیمے جہاں نصب ہوتے ہیں وہیں قیام کرنا پڑتا ہے) **ویستحب ان ینزل بالقرب من المسجد الخیف.** (البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۳۵، فتح القدیر ۲/۴۶۷، البحر العمیق ۳/۱۴۱۲، مجمع الانهر ۱/۴۰۶، بنایة ۴/۲۱۲، غنیة الناسك ۱۴۶، طحطاوی اشرفیه ۷۳۵)

مسجدِ خیف میں نماز باجماعت

بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آج کل مسجد خیف میں حکومتِ سعودیہ کی طرف سے مقررہ امام مقیم ہونے کے باوجود ۴؍رکعت والی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ اس لئے کہ ان کے مسلک میں قصر کا حکم حج کے تابع ہے۔ جب کہ احناف کے نزدیک حج کی وجہ سے قصر کا حکم نہیں ہوتا؛ بلکہ سفر کی وجہ سے ہوتا ہے؛ لہٰذا حنفی حجاج کو مسجدِ خیف میں چار رکعت والی فرض نمازیں امام کی اقتداء میں نہیں پڑھنی چاہئیں؛ البتہ مغرب اور فجر کی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **فالحق ما علیه الجمهور ان القصر بمنی وعرفات کان للسفر لا لکونه من مناسک الحج.** (اعلاء السنن کراچی ۱۰/۴۱۱)

نوٹ: تاہم نوافل وغیرہ کسی غیر مکروہ وقت میں وہاں جاکر پڑھ لینا مناسب ہے؛ اسلئے کہ اس مسجد میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا نماز پڑھنا ثابت ہے۔ بعض آثار میں ہے کہ یہاں ۷۰؍انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔ (رسول اللہ کا طریقۂ حج ۳۰۹، مؤلفہ: مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی)

منیٰ میں جمعہ قائم کرنا

آج کل چوں کہ راجح رائے کے مطابق منیٰ مکہ معظّمہ سے متصل فناء کی شکل اختیار کر چکا ہے؛ لہٰذا وہاں جمعہ کا قیام اسی طرح ضروری ہے جیسے مکہ معظّمہ میں؛ اس لئے ایام منیٰ میں اگر جمعہ پڑ رہا ہو تو وہاں جمعہ پڑھنا بلا شبہ درست ہے۔ **ویجوز اقامة الجمعة بمنیٰ ولم یجز بعرفات، لوجهین: احدهما لان منیٰ من فناء مکة فانها من الحرم. والوجه الثانی: أن منیٰ تتمصر فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیها.** (البحر العمیق ۳/۱۴۹۲) بریں بنا حجاج کو اپنے اپنے خیموں میں جمع ہوکر جمعہ قائم کرنا ہوگا۔

مزدلفہ کی حدود میں قیام

آج کل سعودی حکومت نے حجاج کے فائر پروف خیمے منیٰ کی حدود سے آگے بڑھا کر مزدلفہ کی حدود میں تقریباً ایک تہائی حصہ تک نصب کردئے ہیں، اور حجاج کو چار و ناچار ایام منیٰ میں ان خیموں میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ مزدلفہ کے حدود میں واقع خیموں میں قیام کرنے سے قیام منیٰ کی سنت ادا ہوگی یا نہیں؟ تو اس بارے میں اگرچہ بعض عرب علماء نے مسجد کی جماعت کی صفوں پر قیاس کرتے ہوئے سنت قیام منیٰ کی ادائیگی کا قول کیا ہے؛ لیکن راجح یہی ہے کہ حدودِ مزدلفہ کے قیام سے قیام منیٰ کی سنت ادا نہ ہوگی؛ البتہ جو حجاج مجبوراً حدودِ مزدلفہ میں ٹھہریں گے، امید ہے کہ وہ ترکِ قیامِ منیٰ کے گنہگار نہ ہوں گے۔ **ولو بات في غيرها متعمداً لا يلزمه شيء عندنا.** (هداية ۱/۲۷۵، انوار مناسك ۵۰۱)

منیٰ کی حدود میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے حدودِ مکہ میں قیام کرنا

اگر کسی شخص کو حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے حدودِ منیٰ میں قیام کی جگہ نہ ملے، تو اس کے لئے منیٰ کے علاوہ کہیں بھی قیام کرنا جائز ہے، خواہ وہ حدودِ مکہ میں اپنی قیام گاہ ہی میں کیوں نہ ہو۔ (انوار مناسک ۴۹۹) تاہم بعض حضرات نے ایسی صورت میں منی سے ملحق خیموں ہی میں قیام کو ترجیح دی ہے۔ (رسول اللہ کا طریقۂ حج)

آٹھویں تاریخ کو منیٰ کا قیام ترک کردینا

اگر کوئی شخص ذی الحجہ کی ۸/تاریخ کو بلا کسی عذر کے منیٰ میں قیام نہ کرے، تو ایسا کرنا ترکِ سنت کی وجہ سے گو کہ مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ **ولو بات بمكة تلك الليلة او بعرفة اجزأه ......، ولكنه اساء لتركه سنناً كثيرةً.** (غنية الناسك ۱۴۶، هندية ۱/۲۲۷، تاتارخانية ۳/۵۰۵، فتح القدير ۲/۴۶۷، تبيين الحقائق زكريا ۲/۸۴) **ولو بات في غيرها متعمداً لا يلزمه شيءٌ عندنا.** (هدايه ۱/۲۷۵، اوجز المسالك ۳/۶۴۵، انوار مناسك ۴۹۸)

یومِ عرفہ

عرفات کا جائے وقوع

عرفات کا میدان مکہ معظّمہ وسط شہر سے مشرقی جانب تقریباً پچیس کلومیٹر دور حدودِ حرم سے باہر واقع ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۳/۱۴۹۹) اور مؤرخِ مکہ شیخ محمد کردی کی تحقیق کے مطابق مسجدِ حرام سے مسجدِ نمرہ تک کی مسافت ۲۱/کلومیٹر ہے، اور ''مسجدِ نمرہ'' سے ''مسجد صخرات'' (جبل رحمت کے قریب وہ مقام جہاں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے وقوف فرمایا تھا) ۳/کلومیٹر ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۳/۱۴۱۶) گویا مسجدِ حرام سے جبل رحمت (عرفات) تک کی مسافت ۲۴/کلومیٹر ہوئی۔

عرفات کی حدودِ اربعہ

عرفات کے شمال میں وادئ وصیق، مغرب میں وادئ عرنہ (اسی میں مسجدِ نمرہ کا اگلا حصہ واقع ہے) ہے، اس وادی کی لمبائی پانچ ہزار میٹر ہے، جو عرفات اور حدودِ حرم میں حدِ فاصل ہے، اور جنوب اور مشرق میں پہاڑی سلسلہ ہے، جن کا اندرونی حصہ عرفات میں شامل ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۳/۱۵۰۲) آج کل حکومت نے حدودِ عرفہ کی پہچان کے لئے بڑے بڑے پیلے بورڈ لگا رکھے ہیں، ان کو ملحوظ رکھ کر ہی عرفات میں قیام کرنا چاہئے۔

عرفات کی وجہ تسمیہ

میدانِ عرفات کو ''عرفات'' کہنے کی بہت سی وجوہات علماء نے لکھی ہیں، جن میں سے تین وجوہات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

الف: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو حج کے تمام ارکان ومناسک سکھا کر اسی میدان میں پوچھا تھا: ''عَرَفْتَ''؟ یعنی کیا آپ نے مناسک کی معرفت حاصل کر لی؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا تھا، اسی لفظ کی مناسبت سے اس میدان کا نام ''عرفات'' رکھ دیا گیا۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۱۶۳، نقلاً عن اثر علی کرم اللہ وجہہ، البحر الرائق کوئٹہ ۲/۳۳۵)

ب: سیدنا حضرت آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان میں اتارے گئے تھے، اور حضرت حواء رضی اللہ عنہا مقام ''جدہ'' میں اتاری گئی تھیں، اور دنیا میں آنے کے بعد ان دونوں کی ملاقات مقام ''عرفات'' میں ہوئی، اسی لئے اس جگہ کو ''عرفات'' کہہ دیا گیا۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۲/ ۴۱۵ بیروت، الفتاویٰ الولوالجیۃ ۱/ ۲۵۹، درمختار زکریا ۳/ ۴۶۹، البحر الرائق کوئٹہ ۲/ ۳۳۵)

ج: یہ ایسا مقام ہے جہاں لوگ آپس میں ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں، اسی بنا پر اسے ''عرفات'' کہا جاتا ہے، وغیرہ۔ (تفصیل دیکھئے: البحر العمیق ۳/ ۱۵۰۰-۱۵۰۱)

وقوفِ عرفات؛ حج کا رکن اعظم

۹/ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں وقت مقررہ کے اندر وقوف کرنا حج کا رکن اعظم ہے، اگر یہ رکن چھوٹ جائے تو اس کی تلافی کسی طرح ممکن نہیں ہے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَجُّ عَرَفَاتٌ - ثَلاثاً - فَمَنْ اَدْرَکَ عَرَفَةَ قَبْلَ اَنْ یَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ اَدْرَکَ. (رواہ احمد، ابن کثیر مکمل ۱۶۳، شعب الایمان ۳/ ۴۶۰ برقم: ۴۰۶۶)

حج تو عرفات میں وقوف ہی کا نام ہے- تین مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا- پس جو شخص یوم النحر کی صبح صادق سے پہلے وقوفِ عرفات کو پالے اس نے حج کو پالیا۔

ایک صحابی عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، جب کہ آپ مزدلفہ میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ هَلْ لِیْ مِنْ حَجٍّ؟ (کیا میرے لئے حج کی گنجائش ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

مَنْ صَلّٰی مَعَنَا هٰذِهِ الصَّلاةَ ثُمَّ وَقَفَ هُنَا حَتّٰی نُفِیْضَ وَقَدْ اَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِکَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَیْلاً اَوْ نَهَاراً فَقَدْ تَمَّ حَجُّهٗ وَقَضٰی تَفَثَهٗ. (رواہ الدارقطنی فی الحج ۲/ ۲۴۰، تفسیر قرطبی بیروت ۲/ ۴۲۵)

جو شخص ہمارے ساتھ یہ (مغرب وعشاء کی) نماز پڑھے پھر ہمارے یہاں سے روانہ ہونے تک ہمارے ساتھ وقوف کرے اور وہ اس سے قبل رات یا دن میں عرفات میں وقوف کر کے آیا ہو، تو اس کا حج تام ہوگیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کردیا۔

زمانۂ جاہلیت میں قریش کے لوگ اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے حج میں عام لوگوں کے ساتھ عرفات تک نہ جاتے تھے؛ بلکہ مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم حرم کے رہنے والے حدودِ حرم سے باہر نہ جائیں گے، تو قرآنِ کریم میں انہیں صاف حکم دیا گیا کہ وہ عام لوگوں کے ساتھ عرفات جایا کریں، اس معاملہ میں من مانی نہیں چلے گی؛ بلکہ حکم خداوندی کی تابع داری ضرور کرنی ہوگی۔ ارشاد خداوندی ہے:

ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (البقرة: ١٩٩)

پھر واپس آؤ جہاں سے سب لوگ واپس آئیں (یعنی عرفات سے) اور اللہ سے مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مزدلفہ سے تجاوز کرکے عرفات کے نزدیک اولاً وادیٔ عرنہ میں قیام کیا، جہاں آپ کے لئے ایک خیمہ پہلے سے نصب کردیا گیا تھا۔ (مسلم شریف ۱/۳۹۷)

اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ہجرت سے قبل جو حج فرمائے ان میں بھی آپ قریش کے ساتھ مزدلفہ میں نہ ٹھہرتے تھے؛ بلکہ عام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ہی وقوف فرماتے تھے۔ چناں چہ حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (اسلام لانے سے پہلے) اپنے گمشدہ اونٹ کی تلاش میں عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں گیا، تو وہاں دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کے ساتھ وقوف فرما ہیں، تو میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ: ''اصل دینی حمیت کی شان تو یہ ہے، حالاں کہ قریش ''حمس''یعنی دینی اعتبار سے باعزت شمار ہوتے ہیں''۔ (مسلم شریف ۱/۴۰۱)

وقوفِ عرفہ کی فضیلت

عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور بالخصوص میدانِ عرفات میں موجود خوش نصیب حجاج کی مغفرت اور بخشش کے اعلانات آسمانوں پر ہوتے ہیں، اور اس دن شیطان سب سے زیادہ مایوس اور غمزدہ نظر آتا ہے؛ کیوں کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت اس کی ساری محنتوں کو بیک جنبش ضائع کردیتی ہے۔ اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے متعدد احادیث ارشاد فرمائی ہیں، چند روایتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّهٗ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ فَيَقُوْلُ: مَا اَرَادَ هٰٓؤُلَاءِ؟

(مسلم شریف ١/٤٣٦، نسائی شریف ٢/٣٥-٣٦، ابن ماجہ: ٢١٦)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی ایسا دن نہیں ہے، جس میں اتنی بڑی تعداد میں اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہوں، اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب آتے ہیں، پھر فرشتوں کے سامنے ان بندوں کے عمل پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے بندے کیا چاہتے ہیں؟ (کہ انہیں عطا کیا جائے)

یوم عرفہ: افضل ترین دن

(۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ...... وَمَا مِنْ یَوْمٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ یَنْزِلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا، فَیُبَاھِیْ بِاَھْلِ الْاَرْضِ اَھْلَ السَّمَاءِ، فَیَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ، جَاؤُوْنِیْ شُعْثاً غُبْراً ضَاحِیْنَ جَاؤُوْا مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، یَرْجُوْنَ رَحْمَتِیْ وَلَمْ یَرَوْ عَذَابِیْ فَلَمْ یُرَ یَوْمٌ اَکْثَرَ عَتِیْقاً مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ. (رواہ ابو یعلیٰ ۲۰۹۰، الترغیب والترھیب بیروت: ۱۵۳/۲، رقم: ۱۷۳۲)

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نظر میں یوم عرفہ سے افضل کوئی دن نہیں ہے، اس دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں، اور پھر دنیا کے لوگوں کے ذریعہ آسمان والوں پر فخر فرماتے ہیں، اور ارشاد ہوتا ہے، میرے بندوں کو دیکھو! میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود، دھوپ میں دنیا کے چپہ چپہ سے چل کر آئے ہیں وہ میری رحمت کے امیدوار ہیں، اور عذاب سے نفور ہیں۔ پس کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں ہے جس میں اس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہوں۔

آج رحمتِ خداوندی جوش میں ہے

(۳) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذَا کَانَ یَوْمُ عَرَفَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلَائِکَۃَ، فَیَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ، اَتَوْنِیْ شُعْثاً غُبْراً، ضَاحِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ، اُشْھِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِکَۃُ: اِنَّ فِیْھِمْ فُلَاناً مُرَائِیاً وَفُلَاناً، قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرُ عَتِیْقاً مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ. (رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۴۶۰/۳ رقم: ۴۰۶۸، الترغیب والترھیب بیروت ۱۵۳/۲، رقم: ۱۷۳۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ ان حجاج کے ذریعہ فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو یہ میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود ہو کر دھوپ میں چل کر دنیا کے چپہ چپہ سے آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں مغفرت سے نواز دیا ہے، تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان میں تو فلاں فلاں بڑے نافرمان محض بھی ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''میں نے انہیں بھی بخش دیا ہے''، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''عرفہ کے دن سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے''۔

آج شیطان کی ذلت قابلِ دید ہے

(٤) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كُرَيْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا رُأَيَ الشَّيْطَانُ يَوْماً هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِىْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَمَا ذٰلِكَ اِلَّا لِمَا يَرَى فِيْهِ مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ، اِلَّا مَا رُأِىَ يَوْمَ بَدْرٍ فَاِنَّهُ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ. (رواه مالك فى المؤطا ٤٢٢/١، والبيهقى فى شعب الايمان ٤٦١/٣، رقم: ٤٠٦٩، الترغيب والترهيب بيروت ١٥٤/٢، رقم: ١٧٣٣، كنز العمال ٢٩/٥ رقم: ١٢١٠١)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''شیطان جس قدر ذلیل، حقیر، مایوس اور غم وغصہ میں عرفہ کے دن ہوتا ہے اتنا اور کسی دن نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول اور بڑے بڑے گناہوں سے معافی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے، البتہ غزوۂ بدر کے روز وہ اس سے زیادہ ذلیل ہوا تھا، جب وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرشتوں کی صف بندی کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا''۔

رحمتِ خداوندی عام ہے

(٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَفَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَؤُوْبَ فَقَالَ: يَا بِلَالُ اَنْصِتْ لِىَ النَّاسَ، فَقَامَ بِلَالُ، فَقَالَ: اَنْصِتُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْصَتَ النَّاسُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النَّاسِ اَتَانِىْ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفاً فَاَقْرَأَنِىْ مِنْ رَبِّىْ السَّلَامَ وَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ غَفَرَ لِاَهْلِ عَرَفَاتٍ وَاَهْلِ الْمَشْعَرِ وَضَمِنَ عَنْهُمُ التَّبِعَاتِ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ !

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں وقوف فرما تھے، اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا، آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کراؤ، چناں چہ حضرت بلال نے اعلان کیا اور لوگ خاموش ہوگئے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ: ''ابھی ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تشریف لاکر میرے رب کا سلام پیش کیا اور یہ بشارت سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرنے والوں کی بخشش کا فیصلہ فرمادیا ہے، اور ان کے اوپر واجب حقوق کی خود ضمانت لے لی ہے''، تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے

أَهٰذَا لَنَا خَاصَّةً؟ قَالَ: هٰذَا لَكُمْ وَلِمَنْ اَتٰى مِنْ بَعْدِكُمْ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: كَثُرَ خَيْرُ اللّٰهِ وَطَابَ.

(الترغيب والترهيب بيروت: ۱۵۷/۲رقم:۱۷۳۷)

کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ''اے اللہ کے رسول! کیا یہ بشارت صرف ہمارے لئے ہے''؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''یہ تمہارے لئے اور تمہارے بعد قیامت تک یہاں وقوف کرنے والوں کے لئے ہے''، یہ سن کر حضرت عمرؓ بول اٹھے: ''واقعی اللہ کی عطا کردہ بھلائی بہت زیادہ اور شاندار ہے''۔

میدانِ عرفات میں گناہوں سے بچنے پر بشارت

میدانِ عرفات میں بالخصوص جو شخص اپنے اعضاء وجوارح کو ہر طرح کے گناہوں سے بچانے کا اہتمام کرے گا، اس کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت کا وعدہ ہے، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ لِسَانَهٗ وَسَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهٗ مِنْ عَرَفَةَ اِلىٰ عَرَفَةَ.

(الترغیب والترهیب بیروت ۱۵۹/۲، رقم: ۱۷۴۱، اخرجه البیهقی معناه فی شعب الایمان ۴۶۲/۳ رقم: ۴۰۷۱)

جس شخص نے عرفہ کے دن اپنی زبان، کان اور نگاہ کی حفاظت کی (انہیں گناہوں سے بچا کر رکھا) تو اس کے اس یوم عرفہ سے لے کر اگلے سال یوم عرفہ کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس لئے حجاج کرام کو اس مبارک سفر میں بالخصوص ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عرفات کے بعض خاص اوراد

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان میدانِ عرفات میں قبلہ رو کھڑے ہو کر سو مرتبہ: ''لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ، لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد، یحی ویمیت، وھو علی کل شیء قدیر'' اور سو مرتبہ سورۂ اخلاص، سو مرتبہ درود شریف (درودِ ابراہیمی) پڑھے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا مَلَائِكَتِيْ مَا جَزَاءُ عَبْدِيْ هٰذَا، سَبَّحَنِيْ وَهَلَّلَنِيْ وَكَبَّرَنِيْ وَعَظَّمَنِيْ وَعَرَفَنِيْ وَاَثْنٰى عَلَيَّ، وَصَلّٰى عَلىٰ نَبِيِّ، اِشْهَدُوْا مَلَائِكَتِيْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ وَشَفَّعْتُهٗ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَوْ

اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزاء کیا ہے؟ اس نے میری پاکی بیان کی، میری وحدانیت کا اعلان کیا، میری بڑائی اور عظمت کا اظہار کیا، اور مجھے پہچان کر میری حمد وثنا کی اور میرے پیغمبر پر درود بھیجا، فرشتو! گواہ رہنا اس بندے کی میں نے مغفرت کر دی

سَألَنِیْ عَبْدِیْ ھٰذَا لَشَفَّعْتُہٗ فِیْ اَھْلِ الْمَوْقِفِ. (رواہ البیھقی فی شعب الایمان ۴۶۳/۳، رقم: ۴۰۷۴، الترغیب والترھیب بیروت ۱۶۱/۲، رقم: ۱۷۴۴، کنز العمال ۳۰/۵، رقم: ۱۲۱۰۶)

ہے، اور اس کی ذات کے بارے میں اس کی سفارش مان لی ہے، اور اگر میرا یہ بندہ سارے عرفات میں ٹھہرنے والوں کے لئے کوئی درخواست کرے گا تو ان کے بارے میں بھی میں اس کی سفارش قبول کرلوں گا۔

درج بالا ہدایات سے وقوفِ عرفات کے عمل کی عند اللہ اہمیت کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے، اس لئے سبھی حجاج پر لازم ہے کہ وہ وقوفِ عرفات کے اس قیمتی ترین وقت کو ضائع ہونے سے بچائیں اور نہایت توجہ کے ساتھ دعاء واستغفار، تلبیہ اور رجوع الی اللہ میں مشغول رہیں، کھانے پینے، تفریح، مٹرگشتی اور گپ شپ سے اور بلا ضرورت لیٹنے بیٹھنے سے پرہیز کریں، یہ موقع زندگی میں بار بار نہیں آیا کرتا۔

آج داتاؤں کے داتا کا دربار کھلا ہوا ہے، اور ارحم الراحمین کی رحمت جوش مار رہی ہے، بس لینے کی اور دامن پھیلانے کی ضرورت ہے، آج کے دن جو جتنی عاجزی کا اظہار کرے گا اور جس قدر رقت اور تضرع کے ساتھ بارگاہِ حق میں فریاد کرے گا، وہ اسی قدر زیادہ نوازا جائے گا۔

آج کوئی ناامید نہ رہے

محدثِ جلیل حضرت عبد اللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ ایک سال میدانِ عرفات میں مجھے حضرت سفیان ثوریؒ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، موصوف گھٹنے کے بل بیٹھے تھے اور آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں کی جھڑی لگ رہی تھی، اسی حالت میں انہوں نے پوچھا: ''جانتے ہو آج کے دن سب سے زیادہ بدنصیب اور بدبخت شخص کون ہے''؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ: ''وہ شخص جو یہ گمان رکھے کہ آج کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہ فرمائیں گے''۔

ایک سال میدانِ عرفات میں خلق خدا کی گریہ وزاری اور تضرع وابتہال کا پراثر منظر دیکھ کر عارف باللہ حضرت فضیل ابن عیاضؒ لوگوں سے گویا ہوئے کہ: ''تمہارا کیا خیال ہے اگر اتنا بڑا مجمع کسی دنیا کے مال دار کے پاس جاکر صرف ایک دانگ (درہم کا چھٹا حصہ) دیئے جانے کا مطالبہ کرے، تو بتاؤ کیا وہ مال دار ان کی اتنی ذرا سی درخواست ٹھکرادے گا''؟ سب نے بیک زبان کہا: ''نہیں! ہرگز نہیں''۔ حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ: ''رب ذو الجلال کی قسم اِن سب لوگوں کو معاف کردینا اور مغفرت سے نواز دینا اللہ کے نزدیک ایک دانگ دینے سے بھی معمولی ترین بات ہے''۔ (دعاء یوم عرفہ ۲۲-۲۳، البحر العمیق)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ: ''اگر تمام جنات

وانسان ایک میدان میں آکر مجھ سے جو چاہیں اور جتنا چاہیں مانگیں اور میں سب کو عطا کردوں، پھر بھی میرے خزانے میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آسکتی''۔ (مسلم شریف)

اپنی کوتاہیوں پر اظہار ندامت

کیا ٹھکانا ہے اس کی عطا کا؟ اور کیا انتہا ہے اس کی ستاری کی؟ ایک طرف اس کی بے حد وحساب نوازش دیکھئے اور عالم حیرت میں غرق ہوجایئے، اور دوسری طرف اپنی کوتاہیوں، ناقدریوں اور احسان فراموشی کا جائزہ لیجئے، اور اللہ کی صفت ستاری دیکھئے۔

ایک بڑے صاحب معرفت بزرگ حضرت ابوعبیدہ خواصؒ کو لوگوں نے میدانِ عرفات میں دیکھا کہ انتہائی بے چینی اور بے قراری کے عالم میں یہ دل دہلانے والے اشعار پڑھ رہے تھے:

كَمْ قَدْ زَلَلْتُ وَ لَمْ اَذْكُرْكَ فِيْ زَلَلِيْ ☆ وَاَنْتَ يَا مَالِكِيْ بِالْغَيْبِ تَذْكُرُنِيْ

ترجمہ: اے رب کریم! میں نے کتنی لغزشیں کیں اور اپنی لغزشوں کے دوران تجھے بالکل یاد نہ کیا، اور اے میرے مالک تو پھر بھی مجھے غائبانہ میں یاد کرتا رہا۔

كَمْ اَكْشِفُ السِّتْرَ جَهْلاً عِنْدَ مَعْصِيَتِيْ ☆ وَاَنْتَ تَلْطِفُ بِيْ حِلْماً وَ تَسْتُرُنِيْ

ترجمہ: اور میں نے نادانی میں کتنی ہی مرتبہ گناہ کرکے اپنی رسوائی کا سامنا کیا، مگر تو برابر اپنی صفت حلم سے میرے ساتھ مہربانی اور پردہ پوشی کا معاملہ فرماتا رہا۔ (فضائل حج ۲۲۰)

لَاَبْكِيَنَّ بِدَمْعِ الْعَيْنِ مِنْ اَسَفٍ ☆ لَاَبْكِيَنَّ بُكَاءَ الْوَالِهِ الْحَزِنِ

ترجمہ: اب میں مارے افسوس کے آنکھوں سے آنسو ضرور بہاؤں گا، اور میں بے قرار غمزدہ کی طرح بلک بلک کر روؤں گا۔ (البحر العمیق ۱۵۴۶/۳)

میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا

میدانِ عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے، اور عرفات کی سب سے افضل ترین دعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (مجمع الزوائد ۲۵۲/۳، البحر العميق ۱۵٤۸/۳، مناسك ملا علی قاری ۵۸۹)

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ہے ہر طرح کی بادشاہت، اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت سفیان ابن عیینہؒ سے پوچھا گیا کہ یہ کلمات تو محض حمد وثنا ہیں، پھر انہیں دعا کیوں کہاں گیا؟ تو

آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میری حمد وثنا میں مشغولیت جس کو دعا اور سوال سے روک دے، تو میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں''۔ (المغنی فی الحج والعمرہ ۲۴۰) لہٰذا ان کلمات کی کثرت سے وہ نعمتیں ملیں گی جو بڑی بڑی دعاؤں سے بھی نہیں مل سکتیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔

میدانِ عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا

حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اثر انگیز دعا بھی ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَریٰ مَکَانِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ لَاَ یَخْفیٰ عَلَیْکَ شَیْءٌ مِنْ اَمْرِیْ، اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ، اَسْأَلُکَ مَسْئَلَةَ الْمِسْکِیْنِ، وَاَبْتَهِلُ اِلَیْکَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَاَدْعُوْکَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِیْرِ، مَنْ خَشَعَتْ لَکَ رَقْبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَیْنَاهُ، وَذَلَّ لَکَ جَسَدُهٗ، وَرَغِمَ اَنْفُهٗ لَکَ، اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ شَقِیاً وَکُنْ بِیْ رَؤُوْفاً رَحِیْماً یَا خَیْرَ الْمَسْؤُوْلِیْنَ وَیَا خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ.

(کتاب الدعاء: ۲۷٤، مناسك ملا علی قاری ۲ ٥۹۲)

اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں، اور میری جگہ دیکھ رہے ہیں، اور میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں، میری کوئی بات بھی آپ پر مخفی نہیں ہے، میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں، پناہ کا طلب گار ہوں، عذاب کے تصور سے ڈرنے اور لرزنے والا ہوں، اپنے سب گناہوں کا پوری طرح معترف ہوں، میں آپ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں، اور میں آپ کو نابینا (گرنے سے) خوف کرنے والے شخص کی طرح پکارتا ہوں، جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اور جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور جس کا جسم آپ کے درِ دولت پر ذلت کے ساتھ پڑا ہے، اور جس کی ناک آپ کے سامنے رگڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے اس مانگنے میں محروم نہ فرمایئے اور میرے لئے نہایت مہربان اور رحیم بن جایئے، اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے، اور اے ان سب سے افضل جو عطا کرنے والے ہیں۔

الغرض وقوفِ عرفہ کا تو پورا وقت دعا ہی کے لئے ہے، جو چاہے اور جتنا چاہے اور جس زبان میں چاہے مانگے، حمد وثنا، صلاۃ وسلام اور اذکار میں پورے تضرع اور شوق کے ساتھ مشغول رہے۔ ملا علی قاریؒ کی ''الحزب الاعظم''، حضرت تھانویؒ کی ''مناجاتِ مقبول'' اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسب ذوق دعائیں پڑھتا رہے۔ یاد آجائے تو راقم الحروف ناکارہ اور اس کے والدین و متعلقین واحباب کے لئے بھی دعا فرمادیں، تو بڑا کرم ہوگا۔ اب آگے وقوفِ عرفات سے متعلق چند اہم مسائل لکھے جاتے ہیں:

منیٰ سے عرفات روانگی

مستحب ہے کہ ۹/ ذی الحجہ کو منیٰ میں فجر کی نماز اول وقت پڑھنے کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ دھوپ ''جبل ثبیر'' (منیٰ کا ایک پہاڑ جو مسجد خیف کے سامنے ہے) پر پھیل جائے، اس کے بعد نہایت سکون ووقار کے ساتھ تلبیہ اور اذکار پڑھتے ہوئے منیٰ سے میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہو۔ **فاذا صلی الفجر بمنیٰ مکث قلیلاً حتی تطلع الشمس علی ثبیر، ثم توجه الی عرفات مع السکینة والوقار ملبیاً مهللاً مکبراً داعیاً ذاکراً مصلیاً علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، ویلبی ساعة فساعة.** (غنية الناسك ١٤٦-١٤٧، درمختار زكريا ٣/ ٥١٨، البحر العميق ٣/ ١٤٢١) **ویصلی الفجر بغلس ثم یأتی بعرفات بعد ما طلعت الشمس.** (تاتارخانية زكريا ٣/ ٥٠٥، هندية ١/ ٢٢٧)

رات میں عرفات جانا

آج کل معلم حضرات رات ہی میں عرفات لے جاتے ہیں، پس ناواقف اور ناتجربہ کار حاجیوں کے لئے معلم کی بسوں سے فجر سے قبل عرفات جانا بھی شرعاً درست ہے، اس سے کوئی جزاء لازم نہیں آتی؛ البتہ جو لوگ بآسانی صبح کو جاسکتے ہیں، ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ صبح کو عرفات کے لئے روانہ ہوں۔ **وان توجه قبل طلوع الفجر، او قبل طلوع الشمس، او قبل اداء الفجر أجزأه وأساء.** (غنية الناسك ١٤٧، هندية ١/ ٢٢٧، شامی زكريا ٣/ ٥١٨) **قال الزیلعی: وهٰذا بیان الاولویة حتی لو دفع قبل طلوع الفجر جاز.** (البحر العميق ٣/ ١٤٢٣، تاتارخانية ٣/ ٥٠٦) **قال فی البحر: وهٰذا بیان الافضل حتی لو ذهب قبل طلوع الفجر الیها جاز کما یفعله الحجاج فی زماننا فان اکثرهم لا یبیتون بمنی لتوهم الضرر من السواق.** (البحر الرائق كوئٹه ٢/ ٣٣٦)

عرفات جاتے ہوئے کیا دعا مانگے؟

مستحب ہے کہ عرفات جاتے ہوئے یہ دعا کرے: **اَللّٰهُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّهْتُ وَعَلَیْکَ**

تَوَکَّلْتُ وَوَجْهَکَ اَرَدْتُّ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ وَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَوَجِّهْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ. (اے اللہ میں آپ ہی کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ہی کی ذات پر مجھے بھروسہ ہے، اور آپ ہی کی رضا مجھے مطلوب ہے، اے اللہ میری مغفرت فرمایئے، اور میری طرف توجہ فرمایئے، اور آپ میری درخواست پوری فرمایئے، اور میں جہاں بھی رہوں میرے لئے خیر مقدر فرمایئے، اللہ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اللہ ہی سب سے بڑا ہے) یا اپنی زبان میں اسی طرح کی دعائیں مانگتا رہے اور اس دوران تلبیہ کی کثرت رکھے۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۷، تبیین الحقائق ۲/ ۲۸۶، مجمع الانہر ۱/ ۴۰۷)

عرفات میں کہاں ٹھہرے؟

عرفات کے میدان میں کسی بھی جگہ وقوف کیا جاسکتا ہے، کوئی جگہ کسی کے لئے خاص نہیں ہے۔ اور اگر بآسانی ممکن ہو تو جبل رحمت کے قریب ٹھہرنا افضل ہے۔ **واذا دخل لعرفات نزل بها مع الناس حيث احب ......، وبقرب جبل الرحمة افضل.** (غنية الناسك ١٤٧، البحر العميق ٣/ ١٤٤١، هندية ١/ ٢٢٨، شامي زكريا ٣/ ٥١٨، البحر الرائق كوئٹه ٢/ ٣٣٦)

نوٹ: آج کل عرفات میں معلموں کے خیمے الگ الگ ہوتے ہیں، اور ہر معلم سے متعلق حجاج کے لئے انہیں کے خیموں میں ٹھہرنے کا نظم ہوتا ہے، اس لئے حجاج کو اس نظام کی پابندی کرنی چاہئے، تاہم اگر کسی وجہ سے اپنے خیموں تک نہ پہنچ پائیں تو جہاں جگہ ملے ٹھہر جائیں؛ البتہ ایسی جگہ ٹھہرنا مکروہ ہے جس سے آنے جانے کا راستہ بند ہوجاتا ہو، اور دوسرے لوگوں کے لئے دقت پیش آتی ہو، حجاج کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ بے ترتیبی کی وجہ سے سخت مشکلات پیش آجاتی ہیں، جن سے احتراز لازم ہے۔ **وقيل مراده: ان لا ينزل على الطريق كيلا يضيق على المارّة.** (البحر العميق ٣/ ١٤٤١، هندية ١/ ٢٢٨، البحر الرائق زكريا ٢/ ٥٨٩، تاتارخانية ٣/ ٥٠٦)

عرفات میں زوال سے پہلے کی مصروفیات

عرفات پہنچ کر وقت ضائع نہ کرے؛ بلکہ زوال تک دعا، درود شریف اور ذکر وتلبیہ میں مشغول رہے، اور اگر کھانے پینے یا آرام کی ضرورت ہو تو زوال سے پہلے پہلے ان چیزوں سے نمٹ لے؛ تاکہ زوال کے بعد پوری توجہ کے ساتھ وقوف کیا جاسکے۔ **فاذا نزل بعرفات یمکث فیها ویشتغل بالدعاء والصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم والذکر والتلبیة الیٰ ان تزول الشمس ...... ویقدم حوائجه مما یتعلق بالاکل والشرب ونحوهما قبل الزوال، ویتفرغ من جمیع العلائق، ویتوجه بقلبه الی رب الخلائق.** (غنیة الناسك ۱٤۸، البحر العمیق ۱۵۳٦/۳)

عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھنے کی شرائط

سنت یہ ہے کہ جو حجاج عرفات کے میدان میں ''مسجد نمرہ'' میں امام الحج کے ساتھ نماز پڑھیں، وہ ظہر اور عصر دونوں اکٹھی ادا کریں گے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کی شرائط درج ذیل ہیں: (۱) حج کا احرام (۲) جماعت (۳) حکومت کی طرف سے مقرر کردہ امام (۴) ظہر کا عصر پر مقدم ہونا (۵) ظہر کے وقت میں عصر پڑھنا (٦) جگہ عرفات کا میدان یا اس کے قریب ہونا۔

مذکورہ بالا شرائط میں سے اگر کوئی بھی شرط مفقود ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں پڑھنا ضروری ہوگا۔ **فجملة الشروط ستة ......، ولو فقد شرط منها یصلی کل صلاۃ فی الخیمة علیحدۃ فی وقتها بجماعة او غیرها.** (غنیة الناسك ۱۵۳، ومثله فی الشامی زکریا ۵۲۰/۳، سکب الانهر ٤۰۷/۱، البحر الرائق کوئٹه ۳۳۷/۲)

خیموں میں مقیم حجاج نمازیں کس طرح پڑھیں؟

حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق چوں کہ عرفات کے میدان میں خیموں میں ٹھہرنے والے

حجاج سرکاری امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ پاتے (جو جمع بین الصلاتین کی منجملہ شرطوں میں سے ایک ہے) لہٰذا وہ خیمہ میں رہتے ہوئے ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں اور عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھیں گے۔ **ولو فقد شرط منها يصلي كل صلاة في الخيمة عليحدة في وقتها بجماعة او غيرها.** (غنية الناسك ١٥٣، ومثله في التاتارخانية ٥٠٧/٣، درمختار مع الشامي زكريا ٥٢١/٣، هندية ٢٢٨/١) **وفي منسك ابن العجمي: المراد بالامام الامام الاعظم، اما امام الرفقة فلا يجوز الجمع معه عند ابي حنيفةؒ.** (البحر العميق ١٤٨٨/٣) **وفي الزيادات: والصحيح قول ابي حنيفةؒ.** (البحر العميق ١٤٨٣/٣، هداية مكتبة البشرىٰ كراچی ٢-١٩٤-١٩٥)

نوٹ: ائمہ ثلاثہ اور حنفیہ میں سے حضراتِ صاحبینؒ (امام ابو یوسف اور امام محمدؒ) کے نزدیک چوں کہ عرفات میں جمع بین الصلاتین کے جواز کے لئے امام الحج کی امامت شرط نہیں ہے؛ لہٰذا ان کے نزدیک خیمہ میں مقیم حجاج کے لئے بھی جمع بین الصلاتین مطلقاً مسنون ہے۔ بریں بنا اگر کوئی شخص خیمہ میں جمع بین الصلاتین کرنے لگے، تو اس سے تعرض کرنے کی ضرورت نہیں؛ کیوں کہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے؛ البتہ احتیاط امام صاحبؒ کے قول پر عمل کرنے میں ہے۔ **وعندهما لا يشترط بشئ من الشروط الثلاثة الا الاحرام بالحج في العصر فقط، وبه قالت الثلاثة.** (غنية الناسك ١٥٢، تاتارخانية ٥٠٧/٣، درمختار زكريا ٥٢١/٣)

جمع بین الصلاتین کی کیفیت

زوال کے بعد عرفات کی ''مسجدِ نمرہ'' میں امام الحج اولاً منبر پر بیٹھے گا، اور اس کے سامنے مؤذن جمعہ کی طرح اذان دے گا، اس کے بعد امام خطبہ دے گا، خطبہ کی ابتدا تکبیر اور تلبیہ کے کلمات سے ہوگی، اور بعد ازاں امت کی اصلاح اور مناسک حج کے سلسلہ میں ہدایات دی جائیں گی، اور خطبہ کے بعد ظہر کی اقامت ہوگی، پھر ظہر پڑھی جائے گی، اس کے بعد عصر کی اقامت کہی جائے گی، اور عصر کی نماز کی ادائیگی ہوگی، اور دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ ہوگی، اور دونوں کے درمیان کوئی نفل یا سنت نماز نہیں پڑھی جائے گی، اور عصر کے بعد بھی کوئی نفلی نماز

پڑھنا درست نہ ہوگا؛ کیوں کہ عصر کے بعد نوافل پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے۔ **الحاصل انه يصلي بهم الظهر والعصر في وقت الظهر باذان واحدٍ واقامتين، ويكره للامام والمأموم ان يتطوع بينهما...... ويكره التنفل بعد اداء العصر، ولو في وقت الظهر.** (غنية الناسك ١٥٠، البحر العميق ١٤٦١/٣، درمختار زكريا ٥١٩/٣، البحر الرائق كوئٹه ٣٣٦/٢)

امام مسافر ہو تو مقیم حجاج کیسے نماز پڑھیں؟

اگر امام الحج عرفات میں مسافر ہونے کی وجہ سے ظہر اور عصر کی نمازیں دو دو رکعت پڑھائے، تو مقیم حجاج، امام کے سلام پھیرنے کے بعد حسبِ دستور اپنی نمازیں پوری کریں گے۔ **وان كان مسافراً قصر، واتم المقيمون بلا قراءةٍ.** (غنية الناسك ١٥٠، البحر العميق ١٤٧٦، تاتارخانية ٥٠٨/٣، شامي زكريا ٥٢٠/٣)

وقوفِ عرفات معتبر ہونے کی شرائط

۹؍ذی الحجہ کو وقوفِ عرفات حج کا رکن اعظم ہے، اس کے معتبر ہونے کے لئے تین شرطیں پائی جانی ضروری ہیں: (۱) حج صحیح کا احرام (لہٰذا اگر بغیر احرام کے وقوف کیا، یا حج فاسد کے ساتھ وقوف کیا، تو ایسا وقوف معتبر نہ ہوگا) (۲) عرفات کی شرعی حدود میں قیام (لہٰذا اگر عرفات سے باہر کسی حصہ میں مقیم رہا تو اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا) (۳) وقت (اس کی ابتداء نویں ذی الحجہ کے زوال سے ہوتی ہے، اور اس کا آخری وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق ہے، اس درمیان جو حاجی کچھ دیر کے لئے بھی حدودِ عرفات سے گذر جائے، اس کا فرض ادا ہوجائے گا) **وهي ثلاثة: الاول: الاحرام بحج صحيح غير فائت ولا فاسد...... الثاني: المكان وهو عرفات......، الثالث: الوقت: واوله زوال الشمس يوم عرفة وآخره طلوع الفجر الثاني من يوم النحر.** (غنية الناسك ١٥٧، وهكذا تستفاد من الشامي زكريا ٥٢٢/٣، البحر الرائق كوئٹه ٣٣٩/٢)

فرض وقوف کی مقدار

حاجی کے لئے وقت کے اندر رات یا دن میں کسی بھی وقت حدودِ عرفات میں ٹھہرنا یا گذرنا فرض ہے؛ لہٰذا ۹؍ذی الحجہ (یوم عرفہ) کے زوال کے بعد سے ۱۰؍ذی الحجہ (یوم النحر) کی صبح صادق کے درمیان جو شخص (شرائط کے ساتھ) حدودِ عرفات میں ٹھہرے یا گذر جائے، خواہ جاگتے ہوئے ہو یا سوتے ہوئے ہو، ہوش میں ہو یا بے ہوشی میں ہو، سواری پر ہو یا پیدل ہو، حتی کہ وقوف کی نیت ہو یا نہ ہو، بہرصورت اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ **فالقدر المفروض من الوقوف هو كينونته بعرفة في ساعة من هٰذا الوقت.** (بدائع الصنائع ۳۰۵/۲، البحر العميق ۱۵۱۳/۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۹/۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۲۲/۳)

وقوفِ واجب کی مقدار

وقوفِ عرفات میں واجب یہ ہے کہ عرفہ کا دن گذار کر آنے والی رات کا کچھ حصہ ضرور عرفات میں گذارا جائے، بریں بنا اگر وقوفِ عرفات دن میں کیا تو زوال کے بعد سے جب بھی عرفات میں داخل ہو، تو غروبِ شمس کے بعد تک حدودِ عرفات میں رہنا واجب ہوگا۔ **واما قدر الواجب فيه ان وقف نهاراً، فحد الوقوف من الزوال؛ بل من حين وقف الى ان تغرب الشمس......** (غنية الناسك ۱۵۹-۱۶۰، هندية ۲۲۹/۱، البحر الرائق کوئٹہ ۳۳۹/۲، درمختار مع الشامی زکریا ۵۲۴/۳) **الوقوف المعتد به ركناً هو الوقوف بالنهار او بالليل الا ان الواجب هو الوقوف بجزء من الليل لا محالة.** (البحر العميق ۱۵۱۴/۳)

رات میں وقوفِ عرفات

نویں ذی الحجہ کا دن گذار کر رات میں وقوفِ عرفات بھی معتبر ہے، اور اس میں وقت کے اعتبار سے کوئی تحدید نہیں ہے، یعنی پوری رات ٹھہرنا اس پر ضروری نہیں؛ بلکہ تھوڑی دیر بھی اگر وقوف پایا جائے تو فرض ادا ہو جائے گا، اور اس پر کوئی جنایت بھی لازم نہ ہوگی۔ **واما اذا وقف ليلاً فلا**

واجب فی حقه حتی لو وقف ساعة لا یلزمه شيءٌ. (شامی زکریا ۳/۷۰۲۳، غنیة الناسك ۱۵۹) **بخلاف من وقف لیلاً او مرَّ بعرفات بلیل، فلا یلزمه شيء؛ لان امتداد الوقوف علیه بلیل لیس بواجب.** (البحر العمیق ۳/۱۵۱۴، ومثله فی الهندیة ۱/۲۳۰، تاتارخانیة ۳/۵۱۳)

وقوفِ عرفات کی سنتیں

وقوفِ عرفات میں درج ذیل اعمال مسنون ہیں: (۱) غسل کرنا (۲) امام کا ظہر اور عصر سے پہلے دو خطبے دینا (۳) ان دونوں خطبوں کا زوال کے بعد نمازوں سے پہلے ہونا (۴) ظہر اور عصر کی نمازیں ملا کر ظہر کے وقت میں پڑھنا (۵) نماز کے بعد بلا کسی تاخیر کے وقوف کا اہتمام کرنا (۶) غروب کے بعد عرفات سے امام کے نکلنے کے بعد ہی نکلنا (۷) غروب ہونے کے بعد عرفات سے روانہ ہونے میں بلا عذر تاخیر نہ کرنا (البتہ اگر عذر کی وجہ سے تاخیر ہو تو حرج نہیں) **واما سننه فالغسل للوقوف والخطبتان الخ.** (غنیة الناسك ۱۶۰، هندیة ۱/۲۲۹، البحر الرائق کوئٹه ۲/۳۳۹، مناسك ملا علی قاری ۲۰۶)

وقوفِ عرفات کے مستحبات

وقوفِ عرفات میں مستحب ہے کہ تلبیہ، تکبیر، کلمہ طیبہ، دعا، تلاوتِ قرآن اور درود شریف کی کثرت رکھی جائے، اور جس جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے وقوف فرمایا، اس کے قریب وقوف کیا جائے۔ **واما مستحباته: فالاکثار من التلبیة والتکبیر والتهلیل الخ.** (غنیة الناسك ۱۶۰، مناسك ملا علی قاری ۲۰۶، هندیة ۱/۲۲۹، البحر الرائق کوئٹه ۲/۳۴۰)

جبلِ رحمت پر چڑھنا کوئی فضیلت کی بات نہیں

بہت سے لوگ عرفات میں ''جبلِ رحمت'' پر چڑھ کر وقوف کرنے کو باعث فضیلت سمجھتے ہیں، اور اس جگہ کو عرفات کی دیگر جگہوں سے افضل خیال کرتے ہیں، چناں چہ اس پہاڑی پر حاجیوں کی بھیڑ نظر آتی ہے، حالاں کہ یہ خیال اور عمل قطعاً غلط ہے، اس پہاڑی پر چڑھنے کی

کوئی فضیلت کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ **واما ما اشتهر عند العوام من الاعتناء بالوقوف علی جبل الرحمة، وترجيحهم له علی غيره من ارض عرفات فخطأ ظاهر ومخالف للسنة، ولم يذكر احد ممن يعتمد عليه فی صعود هٰذا الجبل فضيلة تختص به الخ.** (غنية الناسك ۱۶۰، البحر العميق ۱۵۲۷/۳،شامی زکریا ۵۲۲/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳۴۰/۲)

غروب سے قبل اپنی جگہ سے روانہ نہ ہوں

بہتر یہ ہے کہ جب تک سورج غروب نہ ہوجائے، میدانِ عرفات میں اپنی قیام گاہ سے چلنا شروع نہ کریں؛ البتہ غروب کے بعد بلاعذر دیر نہ کریں۔ **ولا يتوجه قبل الغروب وان لم يجاوز حدود عرفة.** (غنية الناسك ۱۶۱، مناسك ملا علی قاری ۲۰۸)

نوٹ: کثرت سے یہ دیکھا گیا ہے کہ غروب سے آدھا پون گھنٹہ پہلے ہی لوگ اپنا سامان سمیٹ کر عرفات سے روانگی کا ماحول بنالیتے ہیں، اور بسوں یا سواریوں میں بیٹھنا شروع کردیتے ہیں، تو یہ جلدبازی مناسب نہیں ہے، اطمینان وسکون کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہونے کی فضیلت

اگر یوم عرفہ (۹ر ذی الحجہ) جمعہ کے دن واقع ہو تو بعض روایات میں ہے کہ اس دن سبھی حجاج کی مغفرت کا فیصلہ ہوتا ہے اور اس حج کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے۔ **واذا وافق يوم عرفة يوم جمعة غفر لكل اهل الموقف وانه افضل من سبعين حجة فی غير يوم الجمعة.** (البحر الرائق کوئٹه ۳۴۰/۲، البحر العميق ۱۵۴۳/۳)

عرفات میں جمعہ کا حکم نہیں

اگر یوم عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو تو ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ میدانِ عرفات میں جمعہ

کی نماز ادا نہیں کی جائے گی ؛ بلکہ حسب معمول ظہر وعصر کی نماز ہی پڑھیں گے۔ **و اذا وافق یوم عرفة یوم جمعة لم یصل الامام فیها باتفاق الائمة الاربعة لانها فضاء ولیست بمصر.** (البحر العمیق ١٤٩١/٣، ھندیة ١٤٥/١، تاتارخانیة زکریا ٥٥٢/٢)

جنایات وقوفِ عرفات

عرفات میں دن میں وقوف کرنے والا حاجی اگر ۹/ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر نکل آئے اور پھر دوبارہ واپس نہ جائے، تو اس پر ترکِ واجب کی بنا پر دم جنایت لازم ہوگا۔ **فاذا وقف نهاراً و دفع قبل الغروب ...... وان جاوز قبل الغروب فعلیه دم اماماً کان أو غیره.** (غنیة الناسك ١٥٩-١٦٠، و مثله فی الدر المختار مع الشامی زکریا ٥٢٤/٣، البحر الرائق کوئٹه ٣٤٠/٢)

اگر غروب سے پہلے حدودِ عرفات سے باہر چلا گیا؛ لیکن پھر غروب سے قبل یا غروب کے بعد واپس آکر وقوف کرلیا تو دم جنایت ساقط ہوجائے گا۔ (تفصیل دیکھئے: البحر العمیق ١٥١٦/٣-١٥١٨، تاتارخانیة ٥١٤/٣، بدائع الصنائع ٣٠٦/٢)

مسائل تکبیر تشریق

○ ذی الحجہ کی ۹ تاریخ (یوم عرفہ) کی فجر کی نماز سے لے کر ۱۳/ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد منفرد، امام، مقتدی، مرد اور عورت پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ **واما وقته فاوله عقیب صلاة الفجر من یوم عرفة و آخره فی قول ابی یوسف ومحمدؒ عقیب صلاة العصر من آخر ایام التشریق.** (ھندیة ١٥٢/١، تبیین الحقائق ٥٤٥/١، حلبی کبیر ٥٧٤، البحر العمیق ١٤٢٩/٣)

○ تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھی جائے گی اور اس کے الفاظ یہ ہیں: **اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.** (البحر العمیق ١٤٣١/٣، ھندیة ١٥٢/١، تبیین الحقائق ٥٤٥/١، حلبی کبیر ٥٧٥)

○ یہ تکبیر مرد جہراً پڑھیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔ **والمرأة تخافت بالتكبير لان صوتها عورة.** (تبيين الحقائق ١/ ٥٤٦، البحر العميق ٣/ ١٤٣٤، هندية ١/ ١٥٢، درمختار زكريا ٣/ ٦٤)

○ مسبوق شخص اپنا سلام پھیرنے کے بعد تکبیر تشریق پڑھے گا۔ **وكذا يجب على المسبوق ويكبر بعدما قضى ما فاته.** (هندية ١/ ١٥٢، تبيين الحقائق ١/ ٥٤٦، درمختار زكريا ٣/ ٦٥، البحر العميق ٣/ ١٤٣٤)

○ تلبیہ پڑھنے والا نمازی نماز کے بعد اولاً تکبیر تشریق پڑھے گا اس کے بعد تلبیہ پڑھے گا، اگر نماز کے بعد فوراً تلبیہ پڑھ دیا تو تکبیر تشریق کا حکم ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر نماز کے بعد کسی منافی نماز عمل میں مشغول ہو جائے، مثلاً گفتگو کر لے یا کھا پی لے، تو بھی تکبیر کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ **والحاصل ان كل ما يقطع البناء يقطع التكبير.** (البحر العميق ٣/ ١٤٣٤، ومثله فى الهندية ١/ ١٥٢، تبيين الحقائق ١/ ٥٤٦)

مسائل مزدلفہ

مزدلفہ میں وقوف کا حکم

عرفات سے لوٹتے ہوئے ”مزدلفہ“ میں ٹھہرنے کا حکم ہے، قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ، وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ. (البقرۃ:)

پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے نزدیک (مزدلفہ میں) اللہ کا ذکر کرو اور اللہ کو یاد کرو جیسے اس نے تمہیں (مناسک حج) سکھلائے اور بے شک تم اس سے پہلے ناواقف تھے۔

چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے چل کر رات میں مزدلفہ میں قیام فرمایا اور اگلے دن صبح صادق کے بعد وقوفِ مزدلفہ فرمایا۔

مزدلفہ کا جائے وقوع

”مزدلفہ“ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک وسیع وادی ہے، اس کے شمالی جانب ”ثبیر النضع“ نامی پہاڑ ہے، جسے ”جبل احدب“ بھی کہا جاتا ہے، اس کے جنوب میں ”ذات السلیم“ اور ”ذی المراخ“ نامی پہاڑ اور ایک طویل پہاڑی نالہ ہے اور مغربی سمت میں اولاً ”مضیح“ نامی پہاڑ اور اس کے بعد ”وادیٔ محسر“ ہے، جو منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان حد فاصل ہے، اور مشرقی جانب مزدلفہ میں داخل ہونے کے کئی راستے بنادئے گئے ہیں جن میں سڑک ۳/ اور ۴/ کو طریق ضب اور سڑک ۵/ اور ۶/ کو الاخشبین کہا جاتا ہے، اسی میں پیدل راستہ (طریق المشاۃ) بھی شامل ہے۔ اور سڑک ۷/ کو ریع الغزالۃ اور سڑک ۸/ اور ۹/ کو ریع المرار کہتے ہیں۔ (حاشیہ البحر العمیق ۳/ ۱۶۰۰)

مزدلفہ کی وجہ تسمیہ

”مزدلفہ“ کی وادی کو ”مزدلفہ“ کہنے کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) ”مزدلفہ“ ”ازدلاف“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ اجتماع کے آتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں حجاج کا اجتماع ہوتا ہے۔ **سمیت المزدلفة لاجتماع الناس فیها والازدلاف الاجتماع.** (تبیین الحقائق ۲/ ۳۰۱)

(۲) یہ ”تزلف“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ تقرب کے آتے ہیں؛ اس لئے کہ یہاں اللہ سے

تقرب والے اعمال کئے جاتے ہیں۔ **سمیت بذٰلک من التزلف والازدلاف وهو التقرب لان الحجاج یتقربون منها.** (البحر الرائق زکریا ۲/ ۶۰۰، تفسیر قرطبی ۲/ ۴۲۱)

(۳) یہ ''زلفۃ'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی رات کے ایک حصہ کے آتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں رات میں آمد ہوتی ہے۔ **سمیت بذٰلک لمجیئ الناس الیها فی زلف من اللیل.** (البحر العمیق ۳/ ۱۶۰۰)

مزدلفہ کے دیگر نام

مزدلفہ کے کل تین نام ہیں: (۱) مزدلفہ (۲) مشعر حرام (۳) جمع۔ **ان للمزدلفة ثلاثة اسماء: المزدلفة والمشعر الحرام وجمع.** (حاشیة الشلبی علی التبیین ۲/ ۳۰۱، تفسیر قرطبی ۲/ ۴۲۱، البحر العمیق ۳/ ۱۶۰۱)

مسجد مشعر حرام

مزدلفہ میں مشرقی جانب ''مسجد مشعر حرام'' واقع ہے، یہ مسجد عرفات کی ''مسجد نمرہ'' سے ۷؍کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، جب کہ منیٰ کی ''مسجد خیف'' سے ''مسجد مشعر حرام'' کا فاصلہ ۵؍کلومیٹر ہے، اور ''مسجد حرام'' مکہ معظّمہ سے ''مسجد مشعر حرام'' کی مسافت ۱۴؍کلومیٹر بیٹھتی ہے۔ (حاشیہ البحر العمیق ۳/ ۱۴۱۶)

ذیل میں قیام مزدلفہ سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جارہے ہیں:

عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانگی

۹؍ذی الحجہ (یوم عرفہ) کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں۔

واذا غربت الشمس افاض الامام والناس معه. (غنیة الناسک ۱۶۱، البحر العمیق ۳/ ۱۵۸۷، درمختار زکریا ۳/ ۵۲۴، هندیة ۱/ ۲۳۰، مناسک ملا علی قاری ۲۱۳)

امام الحج سے پہلے بلا عذر روانہ نہ ہوں

بہتر ہے کہ امام الحج کے روانہ ہونے سے قبل کوئی حاجی عرفات کی حدود سے باہر نہ نکلے (البتہ اگر کوئی عذر ہو یا امام الحج بلا وجہ چلنے میں تاخیر کرے تو عام لوگ خود ہی روانہ ہوجائیں امام الحج کا انتظار نہ کریں اور آج کل حکومت کی طرف سے غروب کے فوراً بعد امام الحج کی روانگی کا انتظام ہوتا ہے اس لئے اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ بلا تردد غروب کے بعد بلا تاخیر روانہ ہوجانا چاہئے) **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ''لا تدفعوا یوم عرفة حتی**

یدفع الامام". (المعجم الاوسط للطبرانی ۳۵۵/۶، مجمع الزوائد ۲۵۵/۳) **ولا یدفع قبل الامام الا اذا خاف الزحام او کان به ضعف ...... ، ولو ابطأ الامام بالدفع بعد الغروب دفعوا قبله لانه لا موافقة فی مخالفة السنة.** (غنیة الناسک ۱۶۲، البحر العمیق ۱۵۹۲/۳، ھندیة ۲۳۰/۱، تاتارخانیة ۵۱۵/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳۴۰/۲، مناسك ملا علی قاری ۲۱۳)

غروب کے بعد بلا عذر تاخیر نہ کریں

غروب کے بعد بلاعذر عرفات سے روانہ ہونے میں زیادہ تاخیر نہ کریں، ایسا کرنا خلاف سنت اور برا ہے؛ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں۔ **ولو مکث بعد ما افاض الامام کثیراً بلا عذر کان مسیئاً لخلاف السنة.** (غنیة الناسک ۱۶۲، شامی زکریا ۵۲۴/۳، البحر الرائق کوئٹه ۳۴۰/۲، مناسك ملا علی قاری ۲۱۳)

نوٹ: آج کل حجاج کی کثرت کی وجہ سے بسوں اور دیگر سواریوں سے مزدلفہ پہنچنے میں بہت زیادہ تاخیر ہوجاتی ہے، اس لئے اگر ہمت ہو اور ضعیف لوگ اور کمزور مستورات ساتھ نہ ہوں، تو طریق المشاۃ سے پیدل مزدلفہ آنے میں وقت کم لگتا ہے۔ **ویستحب ان یأتیها ماشیاً.** (درمختار مع الشامی زکریا ۵۲۴/۳)

مزدلفہ کے راستہ میں ذکر واذکار کی کثرت رکھیں

عرفات سے روانہ ہوتے وقت دل میں نرمی، آئندہ نئی زندگی شروع کرنے کا پختہ عزم اور اپنی کوتاہیوں پر ندامت کا اظہار ہونا چاہئے اور راستہ میں اِدھر اُدھر کی بات چیت کے بجائے تسبیح وتہلیل، حمد وثنا درود شریف اور تلبیہ کی کثرت ہونی چاہئے۔ **ویستحب ان یکون فی مسیره ملبیا، مکبراً مهللاً مستغفراً داعیاً مصلیاً علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ذاکراً کثیراً باکیاً حتی یأتی مزدلفة.** (غنیة الناسک ۱۶۲، مناسك ملا علی قاری ۲۱۳، ھندیة ۲۳۰/۱، درمختار زکریا ۵۲۴/۳-۵۲۵)

مزدلفہ کے راستہ کے دوران قیام نہ کریں

عرفات سے روانہ ہونے کے بعد سیدھے مزدلفہ جاکر ہی قیام کرنا چاہئے؛ البتہ اگر تھکاوٹ

کے سبب کچھ دیر ستالے تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن باقاعدہ قیام اور آرام نہیں کرنا چاہئے۔ **ولا يعرج عن شيء حتى يدخل مزدلفة وينزل بها.** (غنية الناسك ۱۶۲، مناسك ملا علی قاری ۲۱۳)

تنبیہ: آج کل پیدل چلنے والوں کے راستہ میں جا بجا ''حمامات'' بنے ہوئے ہیں، بہت سے ناواقف حجاج مزدلفہ سمجھ کر باقاعدہ قیام کر لیتے ہیں، اور بہت سے لوگ وہیں نمازیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، حالاں کہ آج حجاج کے لئے مزدلفہ پہنچے بغیر کوئی نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے، اس لئے اس کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے سالوں میں لاکھوں حجاج کا وقوفِ مزدلفہ کا واجب اسی بے احتیاطی کی وجہ سے چھوٹ گیا، اور جنایت کا ارتکاب لازم آیا۔

مزدلفہ میں داخلہ

فقہاء نے لکھا ہے کہ مزدلفہ میں پیدل داخل ہونا اور داخلہ کی نیت سے غسل کرنا مستحب ہے (لیکن آج کل سواری سے آنے والوں کے لئے پیدل داخل ہونے کے استحباب پر عمل کرنا سخت مشکل ہے، اسی طرح مزدلفہ میں داخلہ کے وقت غسل کرنا بھی کارے دارد ہے؛ اس لئے اس استحبابی حکم کے حصول کے لئے تکلف نہ کیا جائے) **فاذا دنا من مزدلفة يستحب ان يدخلها ماشياً ويغتسل لدخولها.** (غنية الناسك ۱۶۲، مناسك ملا علی قاری ۲۱۳، البحر الرائق كوئٹه ۳۴۰/۲، درمختار ۵۲۴/۳)

مزدلفہ میں داخلہ کے راستے تنگ نہ کریں

مزدلفہ کا رقبہ بہت وسیع ہے، اس کی حدود میں کہیں بھی قیام کیا جا سکتا ہے؛ لیکن بطور خاص اس کا اہتمام رکھا جائے کہ ہمارے قیام کی وجہ سے چلتا ہوا راستہ بند یا تنگ نہ ہو، اس لئے راستہ سے ہٹ کر ہی قیام کرنا چاہئے۔ **ويكره النزول على الطريق.** (غنية الناسك ۱۶۲، البحر الرائق كوئٹه ۳۴۰، مناسك ملا علی قاری ۲۱۴) **وانما لا ينزل على الطريق لانه يمنع الناس عن الجواز فيتأذون به.** (البحر العميق ۱۶۰۲/۳، تاتارخانية زكريا ۵۱۶/۳)

ضروری تنبیہ: آج کل حجاج مزدلفہ میں داخل ہوتے ہی راستہ میں اپنی چٹائیاں وغیرہ بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے پیچھے سے آنے والے لاکھوں حجاج کو سخت پریشانی دھکا مکی اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور بسا اوقات جتنی دیر عرفات سے مزدلفہ تک پہنچنے میں نہیں لگتی،

اس سے زیادہ دیر مزدلفہ میں داخل ہونے میں لگ جاتی ہے۔ بلاشبہ راستہ میں بیٹھنے والے لوگ ایذاء مسلمین کے مرتکب ہوتے ہیں جو یقیناً گناہ ہے، اس لئے اس بات کی اچھی طرح ذہن سازی کی ضرورت ہے کہ کوئی حاجی داخل ہونے والے راستہ کو تنگ نہ کرنے پائے، اور حکومت سعودیہ کو بھی ان جگہوں پر قیام نہ کرنے دینے کے لئے خصوصی انتظام کرنا چاہئے، ورنہ بے قابو بھیڑ کی وجہ سے ان جگہوں پر خدانہ کرے بڑے حادثات کا اندیشہ بڑھتا جا رہا ہے۔

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھنا

حاجی کے لئے مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلا عمل یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھے، یہ دونوں نمازیں ادا کی نیت سے پڑھی جائیں گی، اور اگر جماعت سے پڑھیں تو ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھی جائیں گی، اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل وغیرہ کا وقفہ نہ ہوگا۔ **عن ابی ایوب رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمع بین صلاۃ المغرب والعشاء بالمزدلفة باذان واحد واقامة واحدة.** (المعجم الکبیر للطبرانی ۱۳۰/۴) **ویستحب التعجیل فی هٰذا الجمع ......، فاذا دخل وقت العشاء اذن المؤذن ویقیم فیصلی بهم المغرب فی اول وقت العشاء ثم یتبعها العشاء بجماعة ولا یعید الاذان ولا الاقامة للعشاء بل یکتفی باذان واحد اجماعاً واقامة واحدة عندنا.** (غنیة الناسک ۱۶۲-۱۶۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۴، البحر الرائق زکریا ۵۹۶/۲، تاتارخانیة ۵۱۷/۳، هندیة ۲۳۰/۱، درمختار زکریا ۵۲۵/۳)

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی شرائط

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں جمع کرکے پڑھنا واجب ہے، اور اس کی شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) حج کا احرام: (اس سے معلوم ہوگیا کہ وہ سرکاری ڈیوٹی والے لوگ جنہیں دورانِ حج حجاج کی مختلف خدمات پر مامور کیا جاتا ہے اور خود ان کا حج کا ارادہ نہیں ہوتا، مثلاً پولیس والے اور

دیگرلوگ ان کے لئے عرفات یا مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کی اجازت نہیں ہے،انہیں ہرنماز اپنے وقت پراور اپنی جگہ پر پڑھنی ہوگی)

(۲) وقوفِ عرفہ پہلے کرنا: (لہٰذا اگر کوئی شخص وقوفِ عرفہ کئے بغیر مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کرے تو یہ معتبر نہ ہوگا)

(۳) تاریخ: (یعنی ذی الحجہ کی ۱۰/ویں تاریخ کی رات؛ لہٰذا کسی اور تاریخ میں یہ جمع بطور ادا جائز نہ ہوگی)

(۴) جگہ: (یعنی حدودِ مزدلفہ؛ لہٰذا مزدلفہ کی حدود کے علاوہ میں یہ جمع ادا نہ سمجھی جائے گی)

(۵) وقت: (یعنی عشاء کا وقت، حتی کہ اگر عشاء کے وقت سے قبل مزدلفہ پہنچ جائیں تب بھی عشاء سے قبل مغرب کی نماز پڑھنا حاجی کے لئے درست نہ ہوگا؛ بلکہ عشاء کے وقت ہی میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھنی ہونگی)

(٦) ترتیب: (یعنی اولاً مغرب اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا) **وشرائط هٰذا الجمع ستة الخ.** (غنية الناسك ١٦٣، مناسك ملا علی قاری ٢١٥، و مثله في الدر المختار زكريا ٣/٥٢٦، معلم الحجاج ١٦٥)

مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کے لئے جماعت اور امام شرط نہیں

مزدلفہ میں جمع بین الصلوٰتین کے لئے جماعت یا سرکاری امام کی اقتداء کی شرط نہیں ہے؛ بلکہ اگر کوئی شخص تنہا پڑھے پھر بھی اسے دونوں نمازیں جمع کرکے پڑھنی ہوں گی۔ **ولا يشترط في جمع المزدلفة الجماعة الخ.** (هندية ١/٢٣٠، غنية الناسك ١٦٥)

مزدلفہ پہنچنے سے قبل حاجی کا مغرب اور عشاء پڑھ لینا

اگر حاجی نے مزدلفہ کی حدود کے علاوہ کسی اور جگہ مغرب اور عشاء یا ان میں سے ایک نماز پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچنے کے بعد صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے انہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گا؛ البتہ اگر صبح صادق تک مزدلفہ نہ پہنچ سکا، یا پہنچ گیا؛ لیکن اعادہ نہیں کیا، اور صبح صادق ہوگئی تو وہی نماز کافی ہوجائے

گی، اب اعادہ لازم نہیں؛ لیکن گنہگار ضرور ہوگا۔ **حتی لو صلی الصلوتین او احدهما قبل الوصول الی مزدلفة او بعد التجاوز عنها الی منی لم یجزه عند ابی حنیفة و محمدؒ وعلیه اعادته بهما اذا وصل او رجع قبل ان یطلع الفجر، ولو لم یعده حتی طلع الفجر عاد الی الجواز وسقط القضاء وتقرر المأثم لترکه واجب التاخیر.** (غنیة الناسک ۱٦٣، ومثله فی البحر الرائق ۵۹۷/۲، درمختار زکریا ۵۲٦/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۷)

ٹریفک میں پھنس جانے کی وجہ سے وقت پر مزدلفہ پہنچنا دشوار ہو جائے

اگر ٹریفک یا کسی اور عذر سے صبح صادق سے پہلے پہلے مزدلفہ پہنچنا دشوار ہو جائے اور یہ خطرہ ہو کہ راستہ ہی میں صبح صادق ہو جائے گی، تو ایسی صورت میں راستہ ہی میں مغرب وعشاء پڑھنا درست ہے۔ **ولو خشی طلوع الفجر قبل ان یصل الی مزدلفة الخ، صلاها حیث هو فی اوقاتهما.** (غنیة الناسک ۱٦٤، البحر الرائق زکریا ۵۹۷/۲، درمختار زکریا ۵۲۷/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱٦، هندیة ۲۳۰/۱)

مزدلفہ جاتے ہوئے راستہ بھٹک گیا

اگر حاجی عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوا؛ لیکن راستہ بھٹک گیا، تو ابھی مغرب وعشاء نہ پڑھے؛ بلکہ راستہ تلاش کرتا رہے، تا آں کہ اتنی دیر ہو جائے کہ صبح صادق کی وجہ سے وقت نکل جانے کا خطرہ ہو جائے، تو اب دونوں نمازیں راستہ ہی میں پڑھ لے۔ **ولو ضل عن الطریق لا یصلی بل یؤخر الی ان یخاف طلوع الفجر فعند ذٰلک یصلی.** (غنیة الناسک ۱٦٤)

مزدلفہ میں رات گذارنا سنت مؤکدہ ہے

''یوم النحر'' (دسویں ذی الحجہ) کی رات مزدلفہ میں گذارنا سنت مؤکدہ ہے۔ **والبیتوتة بها الی الفجر سنة مؤکدة عندنا.** (غنیة الناسک ۱٦۵، شامی زکریا ۵۲۹/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۸، البحر الرائق زکریا ٦۰۰/۲، تاتارخانیة زکریا ۵۲۰/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲، تبیین الحقائق ۳۰۰/۲)

مزدلفہ کی رات عبادت میں گذارنا افضل ہے

مزدلفہ کی رات عیدالاضحیٰ کی شب ہے، اس رات میں حتی الامکان عبادت کرنا بہت فضیلت کی بات ہے۔ (لہٰذا تھکاوٹ دور کر کے کچھ نہ کچھ عبادت، نماز، تلاوت، تلبیہ، اذکار اور دعا میں مشغول ہونا چاہئے، پتہ نہیں پھر یہ وقت زندگی میں میسر ہو یا نہ ہو) **وينبغي ان يحيي هٰذه الليلة بالصلوة والتلاوة والذكر والتلبية والدعاء والتضرع الخ.** (غنية الناسك ١٦٥، هندية ٢٣٠/١، مناسك ملا علي قاري ٢١٨، تاتارخانية ٥١٩/٣، البحرالرائق زكريا ٦٠٠/٢)

مزدلفہ میں فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا افضل ہے

مزدلفہ میں یوم النحر کی فجر کی نماز صبح صادق ہوتے ہی اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔ **ويستحب ان يصلي الفجر بغلس مع الامام.** (غنية الناسك ١٦٥، مناسك ملا علي قاري ٢٢٠، درمختار زكريا٥٢٩/٣، بدائع الصنائع زكريا ٣٢٢/٢، تاتارخانية زكريا ٥١٩/٣، هندية ٢٣٠/١، كنز الدقائق مع البحر ٥٩٩/٢)

تنبیہ: عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جلد بازی کی وجہ سے مزدلفہ میں فجر کا وقت ہونے سے قبل ہی اذان نماز شروع کر دیتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، اگر وقت سے قبل فجر پڑھ لی گئی تو وہ نماز معتبر نہ ہوگی، اس لئے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو، فجر کی اذان ہرگز نہ دی جائے۔ اور بہتر ہے کہ ''مسجد مشعر حرام'' کی اذان کا انتظار کیا جائے، اس کی آواز تقریباً پورے مزدلفہ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں قبلہ کے صحیح رخ کو بھی جان لینا چاہئے۔ آج کل حکومت نے جابجا قبلہ کی رہنمائی کرنے والے بورڈ لگا رکھے ہیں، انہیں دیکھ کر ہی نماز پڑھنی چاہئے۔

واجب وقوفِ مزدلفہ کا اصل وقت

حاجی پر یوم النحر میں صبح صادق سے سورج نکلنے کے درمیان حدودِ مزدلفہ میں کچھ نہ کچھ وقوف کرنا یا گذرنا واجب ہے۔ **واول وقته طلوع الفجر الثاني يوم النحر وآخره طلوع الشمس منه ......، وقدر الواجب منه ساعة لطيفة الخ.** (غنية الناسك ١٦٦، درمختار زكريا ٥١٩/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠٠/٢، مناسك ملا علي قاري ٢١٩، هندية ٢٣٠/١، تبيين الحقائق ٣٠٠/٢)

وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار

وقوفِ مزدلفہ کی مسنون مقدار یہ ہے کہ اول وقت فجر کی نماز ادا کر کے مسلسل ذکر ودعا اور تلبیہ میں مشغول رہے؛ تاآنکہ خوب روشنی پھیل جائے اور سورج طلوع ہونے میں تھوڑی دیر رہ جائے، اتنی دیر تک وقوف کرنا مسنون ہے۔ **عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال فی حدیثہ الطویل: ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی الفجر حین تبین لہ الصبح ......، فاستقبل القبلۃ فدعاہ وکبرہ وھللہ ووحدہ فلم یزل واقفاً حتی اسفر جداً فدفع قبل ان تطلع الشمس.** (مسلم شریف ۱/۳۹۸-۳۹۹) **وقدر السنۃ امتداد الوقوف الی الاسفار جداً.**

(غنیۃ الناسک ۱۶۶، ومثلہ فی البدائع الصنائع زکریا ۲/۳۲۲، درمختار زکریا ۳/۵۳۹)

سوتے ہوئے یا بے ہوشی کی حالت میں مزدلفہ کا وقوف

وقت کے اندر وقوفِ مزدلفہ ہر طرح معتبر ہے، خواہ سوتے ہوئے ہو یا بے ہوشی کی حالت میں ہو، خود وقوف کرنے والے کو اس وقوف کا علم ہو یا نہ ہو، بہر حال یہ وقوف معتبر ہوگا۔ **واما رکنہ فکینونتہ بمزدلفۃ سواء کان بفعل نفسہ او بفعل غیرہ بان یکون محمولاً بامرہ او بغیر امرہ وھو نائم او مغمی علیہ ......، نواہ او لم ینو علم بھا او لم یعلم ......**

(غنیۃ الناسک ۱۶۶، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، شامی زکریا ۳/۵۲۹)

جنایت ترک وقوفِ مزدلفہ

اگر بلا عذر شرعی وقوفِ مزدلفہ کا واجب ترک کردے تو جنایت میں دم لازم ہوگا۔ **ولو ترک الوقوف بھا فدفع لیلاً فعلیہ دم.** (غنیۃ الناسک ۱۶۶، ومثلہ فی الدر المختار زکریا ۳/۵۸۶، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۲۲)

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی شخص نہایت ضعیف یا بیمار ہو یا عورت بھیڑ کی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک

کردے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال للعباس لیلة المزدلفة: اذهب لضعفائنا و نسائنا لیصلوا الصبح بمنی.** (شرح معانی الآثار للطحاوی بیروت ۲۹۱/۲) **عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه ان النبی صی اللّٰہ علیه وسلم قدم ضعفة اهله.** (مسند احمد ۳٤٤/۱) **الا اذا کان لعذر بان یکون به ضعف او علة او کانت امرأة تخاف الزحام فلا شیء علیه.** (غنیة الناسك ۱٦٦، شامی زکریا ۵۲۹/۳، البحر الرائق ٦۰۰/۲، تاتارخانیة زکریا ۳۲۰/۳، مناسك ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲)

کیا عورتوں کے ساتھ مردوں کے لئے بھی وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی رخصت ہے؟

عورتوں کے ساتھ سفر کرنے والے طاقتور مردوں کے لئے وقوفِ مزدلفہ ترک کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس لئے اگر عورتیں اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو انہیں نابالغ بچوں یا بیمار اور ضعیف بوڑھوں کے ساتھ مزدلفہ سے روانہ ہونے کی اجازت ہوگی، اگر ان کے ساتھ طاقتور مرد بھی چلے گئے اور وقوف کے وقت کے اندر اندر مزدلفہ کی حدود میں داخل نہ ہوئے تو ان پر دم جنایت لازم آجائے گا۔ **إلا إذا کان لعذر بأن یکون به ضعف أو علة أو کانت امرأة تخاف الزحام فلا شیء علیه......، فان کان رجلاً یخاف الزحام لا لنحو عجز أو مرض فترکه یلزمه دم.** (غنیة الناسك ۱٦٦، احسن الفتاویٰ ۵۳۰/٤)

''بھیڑ'' کن لوگوں کے لئے عذر ہے؟

مزدلفہ میں محض بھیڑ ہونا ہر شخص کے لئے عذر نہیں ہے؛ بلکہ صرف عورتوں اور ضعیف اور بیمار مردوں کے حق میں بھیڑ عذر ہے؛ لہٰذا اگر کوئی صحت منداور طاقت ور مرد محض بھیڑ کے خطرہ

سے وقوفِ مزدلفہ ترک کردے گا تو اس پر حسبِ ضابطہ دم لازم ہوگا۔ **فان كان رجلاً يخاف الزحام لا لنحو عجز او مرض فتركه يلزمه دم.** (غنية الناسك ١٦٦، ومثله في الشامي زكريا ٣/٩ ١ ٥)

تنبیہ : بسا اوقات پیدل یا سواریوں سے آنے والے حجاج بھیڑ کی وجہ سے مزدلفہ میں داخل نہیں ہو پاتے اور انہیں راستہ ہی میں اتنی دیر لگ جاتی ہے کہ یوم النحر کا سورج طلوع ہوجاتا ہے، تو ان میں جن عورتوں کا وقوفِ مزدلفہ ترک ہوا ان پر مطلقاً کوئی دم لازم نہ ہوگا؛ کیوں کہ عورتوں کے حق میں بھیڑ ترک وقوفِ مزدلفہ کے لئے علی الاطلاق عذر ہے، خواہ وہ کمزور ہوں یا طاقتور؟ اور جن مردوں کا وقوف ترک ہوا ہے، ان میں دیکھا جائے گا، جو لوگ بوڑھے اور ضعیف یا بیمار ہیں، ان پر بھی دم لازم نہ ہوگا؛ البتہ جو لوگ صحت مند اور طاقتور رہیں ان کے حق میں چوں کہ بھیڑ عذر نہیں ہے؛ لہٰذا ان پر ترکِ وقوفِ مزدلفہ کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا؛ تاہم اگر کوشش کے باوجود ان سے وقوفِ مزدلفہ ترک ہوا ہے تو امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہوں گے۔ (مرتب)

مسائل رمی جمرات

رمی جمار

عربی زبان میں ''رمی جمار'' کے معنی کنکری پھینکنے کے آتے ہیں، اور شریعت کی اصطلاح میں ''رمی جمار'' کا اطلاق خاص وقت، خاص جگہ اور متعین عدد کے ساتھ کنکری مارنے پر ہوتا ہے۔ **وفی البدائع: رمی الجمار لغة هو القذف بالاحجار الصغار وهی الحصی، وفی عرف الشرع هو القذف بالحصی فی زمان مخصوص ومکان مخصوص وعدد مخصوص.** (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۳/۲، لغة الفقهاء ۲۲۷)

جمرات کی وجہ تسمیہ

جن جگہوں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں وہ پے درپے تین خاص مقامات ہیں جو مکہ معظّمہ کی جانب منیٰ کے آخری سرے پر واقع ہیں۔ ان میں مسجد خیف کے قریب والے مقام کو ''جمرۂ اولیٰ'' اس کے بعد والے کو ''جمرۂ وسطیٰ'' اور آخری مقام کو ''جمرۂ عقبہ'' کہا جاتا ہے۔ ان جگہوں کو ''جمرہ'' کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، جن میں چند درج ذیل ہیں:

(۱) ''جمرہ'' کے معنی کنکری کے آتے ہیں، اس کی جمع ''جمرات'' ہے؛ کیوں کہ یہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں اس مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا جاتا ہے۔ **الجمار: الصغار من الاحجار جمع جمرة وبها سموا المواضع التی ترمی جماراً أو جمرات لما بینهما من الملابسة.** (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۱/۲)

(۲) عربی زبان میں ''تجمر القوم'' کی اصطلاح جمع ہونے کے بارے میں مستعمل ہے، اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا گیا، گویا کہ یہ کنکریوں اور لوگوں کے اجتماع کی جگہیں ہیں۔ **وقیل لتجمع ما هنالک من الحصی من تجمر القوم اذا اجتمعوا.** (البحر العمیق ۱۶۵۹/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۱/۲)

(۳) اور ''اجمار'' کے معنی عربی میں جلد بازی اور تیزی سے بھاگنے کے بھی آتے ہیں، جیسا کہ وارد ہے کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے منیٰ میں رمی فرمائی تو شیطان آپ کے سامنے تیزی سے رفوچکر ہوگیا۔ نیز مشہور ہے کہ جب سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بحکم خداوندی سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو راہِ خدا میں قربان کرنے کے لئے تشریف لے جارہے تھے، تو شیطان نے سامنے آکر وسوسہ ڈالنے کی کوشش کی تو

آپ نے اسے بھگانے کے لئے کنکریاں ماریں تو وہ کنکریوں کی مار کی تاب نہ لاکر وہاں سے بھاگتا بنا، اسی مناسبت سے ان جگہوں کو جمرات کہا گیا ہے۔ **وفی نهاية ابن الاثير: سميت به من قولهم: اجمر اذا اسرع ومنه الحديث: ان آدم عليه السلام رمى بمنى فاجمر ابليس من بين يديه، قال صاحب النهاية: وفي مبسوط: شيخ الاسلام انما سمى جمرة لان ابراهيم عليه السلام لما امر بذبح الولد جاءه الشيطان يوسوسه فكان ابراهيم يرمى اليه بالاحجار طرداً له، وكان يجمر بين يديه، اى يسرع فى المشى والاجمار، الاسراع.** (البحر العميق ۱٦٥۹/۳، حاشية الشلبي على التبيين ۳۰۲/۲)

موجودہ زمانہ میں جمرات کی کیفیت

پہلے زمانہ میں جمرات کی جگہ بہت محدود اور مختصر تھی، جس کی بنا پر مناسک حج کا سب سے مشکل ترین مرحلہ رمی جمرات کا ہوا کرتا تھا؛ لیکن اب سعودی حکومت نے جمرات کی علامتوں کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے پانچ منزلہ عظیم الشان اور بے نظیر عمارت بنادی ہے، ہر منزل پر جانے اور آنے کے راستے الگ الگ ہیں، اور کنکری مارنے کی جگہ بہت کشادہ کردی گئی ہے، اور فن تعمیر کی کاریگری سے ایسا نظام بنایا گیا ہے کہ آپ کسی طرح بھی کنکری پھینکیں، وہ نیچے مخصوص دائرہ میں ہی جا کر گرتی ہے۔ تو اب یہ مرحلہ بفضلہٖ تعالیٰ بہت آسان ہوگیا ہے، اور جان لیوا بھیڑ بھاڑ سے کافی حد تک نجات مل گئی ہے۔ **فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء۔**

ذیل میں رمی جمرات سے متعلق بعض ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں:

رمی کے ایام

’’رمی جمار‘‘ کے دن کل چار ہیں: (۱) دسویں ذی الحجہ (یوم النحر): اس دن صرف جمرۂ عقبہ (آخری شیطان) کی رمی ہوتی ہے۔ (۲) گیارہویں ذی الحجہ (یوم القرّ): اس دن تینوں جمرات کی رمی ہوگی۔ (۳) بارہویں ذی الحجہ (یوم النفر الاول): اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی ہوتی ہے۔ (۴) تیرہویں ذی الحجہ (یوم النفر الثانی): اس دن بھی تینوں جمرات کو کنکری ماری جاتی ہے۔

نوٹ: ان ایام کو ’’ایام منیٰ‘‘ اور ’’ایام تشریق‘‘ بھی کہا جاتا ہے، اور قرآنِ کریم کی آیت: ﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ کا مصداق یہی ایام ہیں۔

ايام الرمى اربعة: يوم النحر ويجب فيه رمى جمرة العقبة لا غير، وثلاثة ايام بعده وهى اليوم الحادى عشر ويسمىٰ يوم القرّ، والثانى عشر ويسمىٰ يوم

النفر الاول، والثالث عشر ويسمىٰ يوم النفر الثاني، ويجب فيها رمي الجمار الثلاث وتسمىٰ ايام التشريق وايام منىٰ، وهي الايام المعدودات بلا خلاف. (غنية الناسك ١٨٠، ومثله في مناسك علي قاري ٢٣٦، هندية ٢٣٣/١، تاتارخانية زكريا ٥٢٢/٣، حاشية الشلبي على هامش الفتح ٤٨٤/٢)

رمی کے معتبر ہونے کی شرائط

شریعت کی نظر میں ''رمی'' معتبر اور صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں:

(۱) پھینکنا: یعنی اس طرح کنکری مارنا جسے عرف میں رمی کہا جاسکے؛ لہٰذا جمرہ پر کنکری رکھ دینے سے رمی معتبر نہ ہوگی، اور بغیر مارے اوپر سے نیچے ڈالنا اگرچہ معتبر ہے، مگر خلافِ سنت ہے۔ **الاول: أن يسمى رمياً فلا يصح الوضع الخ، وجاز الطرح لانه نوع رمي ويكره لانه ترك السنة.** (غنية الناسك ١٨٦، مناسك علي قاري ٢٤٥، البحر الرائق زكريا ٦٠١/٢، بدائع الصنائع زكريا ٣٢٣/٢، هداية مع الفتح ٤٨٧/٢)

(۲) ہاتھ سے رمی کرنا: یعنی کنکری ہاتھ میں لے کر ہی مارنا معتبر ہے؛ لہٰذا غلیل سے یا بندوق سے یا پیر کے ذریعہ رمی کرنا درست نہ ہوگا۔ **والثاني: الرمي باليد فلا يجزئ الرمي بالقوس ونحوه، ولا الرمي بالرِجل.** (غنية الناسك ١٨٦، منحة الخالق ٦٠٢/٢)

(۳) جمرہ کے متعین مقام سے تین ہاتھ کے اندر اندر کنکری مارنا: لہٰذا اگر تین ہاتھ سے دور کنکری گری تو اس کا اعتبار نہ ہوگا (اور آج کل جمرہ کے ارد گرد بڑے حوض کی معروضی شکل بنادی گئی ہے، تو اسی حوض کے اندر کنکری گرنی چاہئے، اس سے باہر اگر کنکری گری تو معتبر نہ ہوگی۔ اور واضح رہنا چاہئے کہ جمرہ کی دیوار پر کنکری مارنا یا لگنا ضروری نہیں؛ بلکہ اس کے ارد گرد کنکری کا پڑنا کافی ہے) **الثالث: وقوع الحصى بالجمرة او قريباً منها، والجمرة موضع الشاخص لا الشاخص فانه علامة للجمرة الخ، وقدر القريب بثلاثة اذرع والبعيد بما فوقها.** (غنية الناسك ١٨٦، ومثله في المناسك ٢٤٥، البحر الرائق مع الكنز زكريا ٦٠١/٢، درمختار زكريا ٥٣١/٣)

(۴) کنکری کا براہِ راست اپنی جگہ میں گرنا: یعنی ایسا نہ ہو کہ کنکری پہلے کسی دوسری جگہ گرے اور وہاں سے کوئی دوسرا شخص جھٹک دے، تو پہلے مارنے والے کی رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ اگر دوسرے شخص کے دخل کے بغیر کسی دیوار وغیرہ سے چھٹک کر کنکری صحیح جگہ پہنچ گئی تو یہ رمی معتبر ہوجائے گی۔ **الرابع: وقوع الحصی فی المرمی بفعله فلو وقعت علی ظهر رجل او محمل وثبتت علیه حتی طرحها الحامل لم یجز الخ، ولو سقطت عنه بنفسها فی سننها ذٰلک عند الجمرة اجزأه.** (غنیة الناسک ۱۸۷، مناسک ملا علی قاری ۲۴۵، البحر الرائق زکریا ۶۰۲/۲)

(۵) ہر کنکری الگ الگ بار میں مارنا: لہٰذا اگر مٹھی بھر کر ایک ساتھ کئی کنکریاں ماریں تو ایک ہی کنکری مارنا شمار ہوگا۔ **الخامس: تفریق الرمیات، فلو رمی بسبع حصیات او اکثر جملة واحدة لا یجزئه الا عن واحدة.** (غنیة الناسک ۱۸۷، البحر الرائق زکریا ۶۰۲/۲، هدایة مع الفتح ۴۸۷/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۴۶، درمختار زکریا ۵۳۱/۳)

(۶) بذاتِ خود رمی کرنا: ہر قدرت رکھنے والے حاجی پر خود اپنی رمی کرنا واجب ہے، اور بلا عذر دوسرے کو نائب بنانا صحیح نہیں ہے؛ البتہ عذر کے وقت نیابت درست ہے۔ **السادس: ان یرمی بنفسه فلا تجوز النیابة فیه عند القدرة وتجوز عند العذر.** (غنیة الناسک ۱۸۷، مناسک علی قاری ۲۴۷)

(۷) کنکری زمین کی جنس سے ہو: لہٰذا لکڑی، لوہے، تانبے وغیرہ سے رمی معتبر نہ ہوگی؛ البتہ پتھر، چونا، پہاڑی نمک، اور پتھر کے سرمہ کی ڈلی سے رمی معتبر ہے۔ **السابع: ان یکون الحصی من جنس الارض حجراً کان او غیره الخ.** (غنیة الناسک ۱۸۸، هندیة ۲۳۳/۱، البحر العمیق ۱۶۷۸/۳، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲، مناسک ملا علی قاری ۲۴۸)

(۸) رمی سے شیطان کی ذلت مقصود ہو: لہٰذا کسی بھی ایسی چیز سے رمی معتبر نہ ہوگی جس سے شیطان کا اعزاز لازم آتا ہو (مثلاً ہیرے جواہرات سونے چاندی وغیرہ) **الثامن: ان یکون**

الحصى مما يكون الرمي به استهانة. (غنية الناسك ۱۸۸، ومثله في البحر الرائق زكريا ۶۰۳/۲، مناسك ملا علي قاري ۲۴۹، منحة الخالق ۶۰۳/۲، البحر العميق ۱۶۸۰/۳)

(۹) رمی اوقات مقررہ کے اندر ہو: ہر دن کی رمی کے جو اوقات مقرر ہیں انہی کے اندر اندر رمی کرنا ضروری ہے، ورنہ رمی کا اعتبار نہ ہوگا۔ **التاسع: الوقت.** (غنية الناسك ۱۸۸ مناسك ملا علي قاري ۲۴۹، البحر الرائق زكريا ۶۰۴/۲)

(۱۰) ہر جمرہ پر رمی میں اکثر تعداد کا پورا ہونا: ایک جمرہ پر سات کنکریاں مارنی ہوتی ہیں، جن میں سے ۴ رکنکریاں مارنا شرط ہے، اگر اس سے کم کنکریاں ماریں تو رمی معتبر نہ ہوگی اور دمِ جنایت لازم ہوگا۔ **العاشر: اتيان اكثر عدده في كل يوم فلو تركه فكانه لم يرم.** (غنية الناسك ۱۸۸، مناسك ملا علي قاري ۲۴۹، البحر العميق ۱۶۷۵/۳، البحر الرائق زكريا ۶۰۲/۲)

رمی کرتے وقت کیا پڑھا جائے؟

رمی کرتے وقت تکبیر کے یہ کلمات پڑھے جائیں: **بسم الله والله اكبر، رغماً للشيطان ورضى للرحمٰن** ۔(میں رمی کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمٰن کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے) اور پھر یہ دعا مانگے: **اللّٰهم اجعله حجاً مبروراً وذنباً مغفوراً** ۔(اے اللہ! اس حج کو حج مبرور بنا دیجئے، اور گناہوں کو معاف فرما دیجئے) (البحر العميق ۱۶۸۶/۳-۱۶۸۷، هندية ۲۳۴/۱، المحيط البرهاني بيروت ۴۰۷/۳، تاتارخانية زكريا ۵۳۰/۳)

رمی دائیں ہاتھ سے کرنی چاہئے

رمی دائیں ہاتھ سے کرنا مسنون ہے؛ لہٰذا اس میں بایاں ہاتھ استعمال نہ کیا جائے۔ **يرمي بيد واحدة بيده اليمنىٰ.** (البحر العميق ۱۶۷۲/۳ منحة الخالق زكريا ۶۰۱/۲، غنية الناسك ۱۷۱، مناسك ملا علي قاري ۲۴۳)

رمی کرنے کے لئے کس جانب کھڑا ہونا افضل ہے؟

افضل یہ ہے کہ رمی کرتے وقت اس طرح کھڑا ہو کہ منیٰ کی وادی دائیں جانب اور مکہ معظّمہ

بائیں جانب ہو اور جمرہ سامنے ہو۔ **ویجعل مکة علی یسارہ ومنیٰ علی یمینه ویستقبل الجمرة الخ.** (البحر العمیق ۱٦٦٨/۳، هندیة ۲۳۳/۱، غنیة الناسك ۱۷۰)

نوٹ: واضح رہنا چاہئے کہ کھڑے ہونے کی یہ کیفیت محض افضل ہے؛ لہٰذا اگر بھیڑ بھاڑ زیادہ ہو تو جمرہ کی کسی بھی جانب کھڑے ہوکر رمی کی جاسکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **واجمع العلماء علی انه من حیث رماها جاز، سواء استقبلها او جعلها عن یمینه او عن یسارہ الخ.**

(البحر العمیق ۱٦٧٠/۳، ومثله فی البحر الرائق زکریا ٦٠١/۲)

کنکری کہاں سے اٹھانا پسندیدہ ہے؟

مستحب ہے کہ مزدلفہ کی حدود سے رمی جمرات کے لئے کنکریاں چن لی جائیں (لوگوں کا عام معمول یہ ہے کہ سبھی جمرات کی رمی کے لئے کنکریاں مزدلفہ سے اٹھا کر لے جاتے ہیں، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں؛ بلکہ یہ بہتر ہے؛ تاکہ بار بار چننے کی زحمت نہ ہو؛ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کم از کم ۷/کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا مستحب ہے، اور بقیہ کہیں سے بھی (راستہ سے یا حدود منیٰ سے) اٹھائی جاسکتی ہیں؛ البتہ جمرات کے قریب سے نہ لی جائیں) **ویستحب ان یرفع من المزدلفة او من قارعة الطریق سبع حصیات کحصی الخزف.** (غنیة الناسك ۱٦٨، منحة الخالق ٦٠٤/۲، تاتارخانیة زکریا ٥٢٧/۳، البحر الرائق زکریا ٦٠٣/۲) **ولا یرمی بحصاة اخذها من عند الجمرة فان رمی بها جاز وقد اساء.** (هندیة ۲۳۳/۱)

نجس مقام سے کنکریاں نہ اٹھائیں

نجس مقام سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے، اگر وہاں سے کنکری اٹھالیں تو انہیں دھوکر پاک کرنا چاہئے۔ **ومکان نجس فان فعل جاز وکرہ تنزیهاً.** (غنیة الناسك ۱٦٨، هدیة ۲۳۳/۱، فتح القدیر ٤٨٧/۲) **لکن یندب غسلها لیکون طهارتها متیقنة.** (غنیة الناسك ۱٦٩)

کنکری کتنی بڑی ہوں؟

کنکری کا سائز باقلے کی پھلی کے دانے کے برابر ہونا بہتر ہے، اور اس سے بہت چھوٹی یا بہت

زیادہ بڑی ہونا مکروہ ہے۔ **والمختار قدر الباقلاء ویکرہ اکبر منھا کثیراً.** (غنیة الناسک ۱٦۸، ھندیة ۱/۲۳۳، تاتارخانیة زکریا ۳/۵۲٦، شامی زکریا ۳/۵۳۱)

کنکری کس چیز کی ہو؟

کنکری زمین کی جنس میں شامل ہر چیز کی معتبر ہے، مثلاً: پتھر، مٹی وغیرہ، یعنی جن اشیاء سے تیمّم درست ہے ان سے رمی بھی درست ہے۔ **فیجوز الرمی بکل ما کان من اجزاء الارض الخ، کالحجر والمدر وکل ما یجوز به التیمم.** (غنیة الناسک ۱۷۱، ھندیة ۱/۲۳۳، مناسک ملا علی قاری ۲٤۸، البحر الرائق زکریا ۲/٦۰۳، تاتارخانیة زکریا ۳/۵۲٦)

بڑے پتھر سے توڑ کر کنکریاں بنانا مکروہ ہے

رمی کے لئے بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں لینا مکروہ ہے۔ **ویکرہ ان یأخذ حجراً کبیراً فیکسرہ صغاراً.** (غنیة الناسک ۱٦۸، ومثله فی البحر الرائق زکریا ۲/٦۰٤، ھندیة ۱/۲۳۳، فتح القدیر ۲/٤۸۸)

ہیرے جواہرات سے رمی معتبر نہیں

اگر کوئی شخص ہیرے جواہرات یا قیمتی پتھریوں سے رمی کرے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں (کیوں کہ قیمتی جواہرات کو لٹانے سے شیطان کی اہانت نہیں ہوتی؛ بلکہ تعظیم ہوتی ہے، حالاں کہ رمی کا مقصد شیطان کو ذلیل کرنا ہے) **فلا یجوز بالاحجار النفسیة کالیاقوت والزبرجد لانه اعزاز لا اھانة.** (غنیة الناسک ۱۷۱، البحر الرائق زکریا ۲/٦۰۳، تاتارخانیة زکریا ۳/۵۲٦، ھندیة ۱/۲۳۳، مناسک ملا علی قاری ۲٤۸-۲٤۹، منحة الخالق ۲/٦۰۳، درمختار زکریا ۳/۵۳۲)

سونے چاندی کی ڈلی سے رمی معتبر نہیں

سونے چاندی کی ڈلی مارنے سے بھی رمی کا واجب ادا نہ ہوگا (کیوں کہ اس میں بھی شیطان کا اعزاز ہے نہ کہ اہانت) **ولا یجوز بالذھب والفضة لانه یسمی نثاراً لا رمیاً.** (غنیة الناسک ۱۷۱، تاتارخانیة زکریا ۳/۵۲٦، البحر الرائق زکریا ۲/٦۰۳، مناسک ملا علی قاری ۲٤۸، درمختار زکریا ۳/۵۳۲)

بڑے پتھر سے رمی

اگر جمرہ پر بڑا پتھر دے مارا تو وہ ایک کنکری کے قائم مقام ہوگا؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

لو رمی بحجر کبیر جاز ویکرہ. (البحر العمیق ۱۶۹۳/۳، هندیة ۲۳۳/۱، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲، شامی زکریا ۵۳۱/۳)

تنبیہ: جمرہ پر جوتے چپل وغیرہ مارنا محض جہالت ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

بہت چھوٹی کنکری سے رمی

اگر باقلے اور کھجور کی گٹھلی سے چھوٹی کنکری سے رمی کی تو یہ رمی معتبر ہے؛ لیکن اس سے رمی پسندیدہ نہیں ہے۔ **لو رمی بالاصغر اجزأہ ولیس بمستحب.** (البحر العمیق ۱۶۹۳/۳، تاتارخانیة زکریا ۵۲۶/۳، هندیة ۲۳۳/۱، غنیة الناسك ۱۶۸)

مٹھی بھر کر مٹی سے رمی

اگر کوئی شخص مٹھی بھر کر مٹی یا ریت کے ذریعہ رمی کرے تو یہ بھی بکراہت معتبر ہے، اور ہر مٹھی ایک کنکری مارنے کے قائم مقام ہوگی۔ **ولو کفا من تراب فهو یقوم مقام حصاة واحدة.**

(غنیة الناسك ۱۷۱، درمختار زکریا ۵۳۲/۳، هندیة ۲۳۳/۱، البحر الرائق زکریا ۶۰۳/۲)

سات کنکریوں سے کم رمی کی؟

اگر ایک جمرہ پر ۴ر سے زائد مگر سات سے کم رمی کی تو ہر کنکری کے عوض ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت جنایت میں دینا لازم ہوگا۔ **وان ترک الاقل من جمرة العقبة الی الغد رماہ وتصدق لکل حصاة بنصف صاع من حنطة.** (البحر العمیق ۱۶۶۷/۳، غنیة الناسك ۲۷۹، هندیة ۲۴۷/۱، مناسك ملا علی قاری ۳۵۸، شامی زکریا ۵۸۶/۳)

غیر معذور شخص کے لئے دوسرے کو وکیل بنانا جائز نہیں

جو شخص خود رمی کرسکتا ہو اس کے لئے دوسرے کو رمی کا وکیل بنانا درست نہیں اور ایسے شخص

کی طرف سے وکیل کی رمی معتبر نہ ہوگی۔ **فلا تجوز النیابة فیه عند القدرة.** (غنية الناسك ۱۸۷، مناسك ملا علی قاری ۲۴۷)

کس طرح کا معذور شخص رمی میں وکیل بنا سکتا ہے؟

اگر کوئی شخص اتنا بیمار یا کمزور ہو کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اس کے لئے رمی میں اپنا وکیل بنانا مطلقاً درست ہے۔ **وحد المریض ان یصیر بحیث یصلی جالساً لانه لا یستطیع الرمی راکباً ولا محمولاً.** (غنية الناسك ۱۸۷، ومثله فی المناسك لملا علی قاری ۲۴۸)

رمی پر قادر ہو؛ لیکن چل کر جانا دشوار ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اور جمرہ پر پہنچ کر خود رمی بھی کرسکتا ہو؛ لیکن کمزوری کی بنا پر اس کے لئے پیدل چل کر جمرات تک پہنچنا دشوار ہو، تو دیکھا جائے گا کہ اسے کوئی شخص وہیل چیئر وغیرہ پر جمرات تک لے جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر لے جانے کا انتظام ہے تو اس کی طرف سے دوسرے کا وکیل بن کر رمی کرنا درست نہ ہوگا؛ بلکہ اسے خود جاکر رمی کرنی ہوگی، اور اگر کوئی اسے لے جانے والا میسر نہیں ہے تو وہ اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ **فان کان مریضاً له قدرة علی حضور الرمی محمولاً ویستطیع الرمی کذٰلک من غیر ان یلحقه الم شدید ولا یخاف زیادة المرض ولا بطأ البرأ لا یجوز النیابة عنه الا ان لا یجد من یحمله.**

(غنية الناسك ۱۸۷ - ۱۸۸)

تنبیه: آج کل لوگ بآسانی معمولی اعذار کی وجہ سے رمی میں وکیل بنا دیتے ہیں، بالخصوص عورتوں کی طرف سے بلا کسی عذر کے وکیل بن کر ان کی رمی کر دیتے ہیں، تو انہیں مذکورہ مسئلہ ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے؛ کیوں کہ اگر عذر کے بغیر رمی کی جائے گی تو یہ رمی معتبر نہ ہوگی اور اگر وقت کے اندر اعادہ نہ کیا تو حسب ضابطہ دم واجب ہو جائے گا۔ **والرجل والمرأة فی الرمی سواء الا ان رمیها فی اللیل افضل فلا تجوز النیابة عن المرأة بغیر عذر.** (غنية الناسك ۱۸۸)

رمی میں نیابت کرنے والا کیسے رمی کرے؟

جو شخص معذور کی طرف سے رمی کا وکیل بنایا گیا ہے اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے کنکریاں مارے، اس کے بعد معذور کی طرف سے رمی کرے (اور رمی کے دوسرے اور تیسرے دن میں افضل یہ ہے کہ اولاً بالترتیب تینوں جمرات پر اپنی رمی کرے اس کے بعد واپس لوٹ کر معذور کی طرف سے ترتیب وار رمی کرے) **والاولیٰ ان یرمی السبعة اولاً عن نفسہٖ ثم عن غیرہ.** (مناسك ملا علی قاری ۲۴۷، منحة الخالق ۳۴۵/۲) **(شرح) لكن الظاهر انه فی یوم النحر، واما فی الأیام الثلاثة فالاولیٰ ان یرمی الجمار الثلاث عن نفسه اولاً ثم عن غیره فلا تفوته الموالاة.** (غنیة الناسك ۱۸۸)

اور اگر ایسا کیا گیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری، پھر دوسری کنکری معذور کی طرف سے ماری اور اسی طرح سب جمرات پر کیا تو اس سے بھی دونوں کی طرف سے رمی معتبر ہو جائے گی؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ **ولو رمی بحصاتین احداهما عن نفسه والاخریٰ عن غیره جاز ویکره الخ.** (مناسك ملا علی قاری ۲۴۷، منحة الخالق کوئٹه ۳۴۵/۲) **ای واحدة بعد واحدة لا جملة.** (غنیة الناسك ۱۸۸)

رمی جمرۂ عقبہ

یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) میں حاجیوں کے لئے سب سے پہلا کام جمرۂ عقبہ کی رمی کرنا ہے۔ **الاول من الاعمال رمی جمرة العقبة.** (البحر العمیق ۱۶۶۰/۳)

نوٹ: جمرۃ العقبہ یا جمرۂ کبریٰ منیٰ سے مکہ معظّمہ جاتے ہوئے آخری سرے پر واقع ہے۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے آتے ہیں، یہ جمرہ چوں کہ منیٰ کی گھاٹی کے قریب تھا؛ اس لئے اسے ''جمرۂ عقبہ'' کہا جاتا ہے، اور اردو میں اسے ''بڑا شیطان'' بھی کہتے ہیں، یوم النحر میں صرف اسی جمرہ کی رمی کی جاتی ہے۔ **وتسمیٰ جمرة العقبة الجمرة الکبریٰ، والجمرة الثالثة، وسماها بعضهم جمرة ذات العقبة، وهی فی اٰخر منیٰ مما یلی مکة المشرفة الخ.** (البحر العمیق ۱۶۶۰/۳)

جمرۂ عقبہ کی رمی واجب ہے

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی ہر حاجی پر خود کرنا واجب ہے، معتبر عذر شرعی کے بغیر دوسرے سے رمی کرانا معتبر نہیں۔ **اعلم ان رمی جمرة العقبة واجب، ودليله الاجماع، وقول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وفعله.** (البحر العميق ١٦٦٠/٣)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا افضل وقت

یوم النحر میں جمرۂ عقبہ کی رمی کا افضل وقت اشراق کے وقت سے لے کر زوالِ آفتاب تک ہے۔ **فاما وقت الفضيلة المتفق عليه فما بين طلوع الشمس، وارتفاعها قدر رمح الى الزوال.** (البحر العميق ١٦٦١/٣، هندية ٢٣٣/١، درمختار زكريا ٥٣٤/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠٥/٢)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا جائز وقت

جمرۂ عقبہ کی رمی یوم النحر میں زوال سے لے کر غروب تک کرنا مباح ہے (یعنی اس میں نہ فضیلت ہے اور نہ کراہت) **وما بعد الزوال الى غروب الشمس وقت مباح.** (البحر العميق ١٦٦٧/٣، هندية ٢٣٣/١، درمختار زكريا ٥٣٤/٣، البحر الرائق زكريا ٦٠١/٢، البحر الرائق زكريا ٦٠٥/٢)

جمرۂ عقبہ کی رمی کا مکروہ وقت

یوم النحر میں صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک اور غروبِ شمس سے لے کر گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کے درمیان رمی کرنا بلاعذر مکروہ ہے؛ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے ان اوقات میں رمی کی تو کراہت نہ ہوگی۔ **وما بعد طلوع الفجر الى طلوع الشمس وقت مكروه الخ، والليل وقت مكروه بغير عذر، اما بعذر فلا يكره.** (البحر العميق ١٦٦٧/٣، البحر الرائق مع منحة الخالق زكريا ٦٠٥/٢، شامی زكريا ٥٣٤/٣، تاتارخانية زكريا ٥٢٣/٣)

تلبیہ کوموقوف کرنا

جمرۂ عقبہ کی پہلی رمی کرتے ہی تلبیہ (لبیک پڑھنا) موقوف کردینے کا حکم ہے۔ **عن الفضل بن عباس واسامة بن زيد قالا: لم يزل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يلبي حتى رمى جمرة العقبة.** (بخاری شریف ۲۰۹/۱، مسلم شریف ۴۱۵/۱) **واما قطع التلبية فانه يقطعها مع اول كل حصاةٍ رمى بها جمرة العقبة.** (البحر العميق ۱۶۸۸/۳، درمختار زكريا ۵۳۱/۳، البحر الرائق زكريا ۶۰۵/۲، تاتارخانية زكريا ۵۳۰/۳)

تنبيه: بعض حجاج منیٰ کے زمانۂ قیام میں رمی کے بعد بھی تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے، ان ایام میں تلبیہ کے بجائے دیگر اذکار میں مشغول ہونا چاہئے۔

جمرۂ عقبہ پر رک کر دعا نہ کریں!

جمرۂ عقبہ کے بعد وہاں رک کر دعا کرنے کا حکم نہیں ہے؛ البتہ واپس ہوتے وقت چلتے چلتے دعا کرسکتے ہیں۔ **واذا فرغ من الرمي لا يقف للدعاء عند هٰذه الجمرة في الأيام كلها، بل ينصرف داعياً.** (غنية الناسك ۱۷۲، مناسك ملا علی قاری ۲۴۲)

وقت کے اندر جمرۂ عقبہ کی رمی نہیں کرسکا؟

اگر کوئی شخص جمرۂ عقبہ کی رمی اپنے وقت (دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے گیارہویں ذی الحجہ کی صبح صادق) کے اندر نہیں کرسکا تو اس پر اس رمی کی قضاء اور ایک دمِ جنایت واجب ہوگا۔ **ولو لم يرم جمرة العقبة حتى اصبح رماها الغد وعليه دم عند ابي حنيفةؒ.** (البحر العميق ۱۶۶۷/۳، غنية الناسك ۲۷۹، بدائع الصنائع زكريا ۳۲۶/۲)

حج کی قربانی

’’ہدی‘‘

حج میں جو قربانی کی جاتی ہے اس کو قرآن وسنت کی اصطلاح میں ’’ہدی‘‘ کہا جاتا ہے، اس لفظ کا اطلاق اس جانور پر ہوتا ہے، جسے قربانی کے لئے حدودِ حرم میں لے جایا جائے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلائِدَ. (المائدة: ۹۷)

اللہ تعالیٰ نے کعبۂ مشرفہ کو جو بزرگی والا گھر ہے، لوگوں کے لئے قیام کا باعث بنادیا ہے، اسی طرح اشہر حرم اور حدودِ حرم میں کی جانے والی قربانیوں اور ان جانوروں کو بھی (عظمت کا سبب) بنادیا ہے، جن کے گلے میں پٹے ڈال کر حرم لے جایا جاتا ہے۔

اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

حُجُّوا وَاهْدُوا فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْهَدْيَ. (البحر العميق ٢١٢٥/٤)

حج کرو اور قربانی بھی کرو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ہدی کا جانور پسند ہے۔

اور مشہور تابعی محدث حضرت عروہ بن الزبیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ اَحَدُكُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْبُدْنِ شَيْئاً يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُّهْدِيَهُ لِكَرِيْمٍ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ اَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ، وَاَحَقُّ مَنِ اخْتِيْرَ لَهُ.

(رواه مالك في الموطا ٢٦٢/١، البحر العميق ٢١٢٨/٤)

میرے بیٹو! تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسے اونٹ قربانی کے لئے نہ لے جائے جسے دنیا کے کسی باعزت شخص کے سامنے پیش کرنے سے شرم آتی ہو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ سب عزت داروں سے عزت والے ہیں، اور اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے لئے بہترین چیز منتخب کی جائے۔

خلاصہ یہ کہ ہدی کے جانوروں کے بارے میں اصل سنت یہی ہے کہ انہیں اپنے ساتھ لے جایا جائے؛ (لیکن اس دور میں صورتِ حال ایسی بن گئی ہے کہ عموماً لوگوں کے لئے قربانی کے جانوروں کو ساتھ

لے جانا سخت مشکل ہے)۔ **قال صاحب المغرب :الهدی ما یهدیٰ الی الحرم من شاة أو بقرة أو بعیر الخ، واعلم انه یستحب لکل من قصد مکة المشرفة حاجاً او معتمراً ان یسوق الیها معه هدیاً من بهیمة الانعام.** (البحر العمیق ٤/ ٢١٢٤)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے ہدی کے جانور نشانی لگا کر بھیجا کرتے تھے، اور جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قربانی کے جانور ساتھ لے گئے، اور آپ نے حج میں سو اونٹوں کی قربانی پیش کی، جن میں سے ۶۳؍اونٹوں کو آپ نے اپنے دست مبارک سے نحر فرمایا، اور مابقیہ ۳۷؍اونٹ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی طرف سے نحر فرمائے۔ (مسلم شریف حدیث: ۱۲۱۸)

قربانی کے جانور شعائر اسلام میں سے ہیں

قرآنِ پاک کی آیات سے یہ بات واضح ہے کہ حج میں ذبح ہونے والے ہدی کے جانور شعائر اللہ میں داخل ہیں، جن کی تعظیم وتوقیر شریعت میں مطلوب ہے، اور پرخلوص ایمان کی دلیل ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ، فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ. (الحج: ٢٨)

تاکہ وہ (حجاج) اپنے فائدہ کی جگہوں پر پہنچیں، اور اللہ کا نام لیں کئی متعین دنوں میں ان مویشی چاپاؤں کے ذبح کرنے پر جو اللہ نے ان کو دئے ہیں، پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال محتاج کو۔

اور آگے ارشاد ہوا:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ. (الحج: ٣٢)

اور جو کوئی اللہ کے نام لگی چیزوں کی تعظیم کرے، سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے۔

نیز ارشاد فرمایا گیا:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ق فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ج فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط

اور (ہم نے) کعبہ پر پیش کرنے کے لئے تمہارے لئے اونٹ مقرر کئے ہیں جو تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں ہیں (اس سے حج کی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے) تمہارے واسطے ان میں بھلائی ہے، سو ان پر لائن لگا کر

كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ. (الحج: ٣٦)

اللہ کا نام پڑھو، پھر جب ان کے کروٹ گر پڑیں (یعنی انہیں ذبح کردیا جائے) تو ان میں سے کھاؤ اور کھلاؤ صبر سے بیٹھ رہنے والے اور بے قراری کا اظہار کرنے والے (محتاجوں) کو، اسی طرح ہم نے (ان جانوروں کو) تمہارے بس میں کردیا؛ تاکہ تم احسان مانو۔

ان واضح آیاتِ قرآنیہ سے حج کی قربانی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

عظیم قربانی کی یادگار

حج میں قربانی کا یہ عمل انسانی تاریخ کی بے نظیر اور بے مثال قربانی کی یاد دلاتا ہے، جب ایک بوڑھے باپ نے حکم ربی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے نوخیز ہونہار بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کردیا تھا، اس باپ کو دنیا ''ابراہیم خلیل اللہ'' کے نام سے جانتی ہے، جب کہ اس اطاعت شعار اور فرماں بردار بیٹے کو ''اسماعیل ذبیح اللہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے، علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام۔ ان دونوں باپ بیٹوں کی قربانی اللہ کو ایسی پسند آئی کہ اسے رہتی دنیا تک کے لئے زندۂ جاوید بنادیا گیا۔ یہ قربانی جو جانوروں کے ذبح کی شکل میں پیش ہوتی ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اصل بندگی یہی ہے کہ حکم ربی کے سامنے بندے کا ہر جذبہ فراموش ہوجائے، اور بندگی کے علاوہ اسے کسی اور چیز کا ہوش ہی نہ رہے، اور حج کا سفر تو چوں کہ بجائے خود قدم قدم پر بندگی کا مظہر ہے، اس لئے حج کے مناسک میں قربانی کا متعین کیا جانا عین تقاضائے حکمت ہے۔ کاش ہمیں حقیقی معنی میں قربانی کی توفیق میسر آسکے۔

ذیل میں حج کی قربانی سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں۔ اور عام مالی قربانی کے مسائل دوسری جلد کے اخیر میں ملاحظہ کئے جائیں، قربانی کے جانوروں وغیرہ کے بارے میں جو تفصیلات وہاں لکھی گئی ہیں، وہ یہاں بھی ملحوظ رکھی جائیں گی:

کس قسم کے حج میں قربانی واجب ہے؟

حج قران اور حج تمتع میں شکر کے طور پر قربانی واجب ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج دو عبادتوں کو انجام دینے کی سعادت سے نوازا۔ **ویجب الدم علی المتمتع شکراً لما أنعم اللّٰہ تعالیٰ علیه بتیسر الجمع بین العبادتین، وحکم القارن کحکم المتمتع فی وجوب الهدی ان وجده والصیام ان لم یقدر علیه.** (هندیة ۲۳۹/۱، خانیة ۳۰۴/۱)

مفرد بالحج کے لئے قربانی کا حکم

جو شخص حج افراد کرنے والا ہو اس کے لئے قربانی کرنا واجب نہیں؛ لیکن افضل ہے کہ وہ بھی قربانی پیش کرے۔ **والذبح له أفضل، ويجب على القارن والمتمتع.** (شامی زکریا ۵۳۴/۳)

حج کی قربانی کہاں کی جائے؟

حج کی قربانی (خواہ دم شکر ہو یا دم جنایت) کو حدودِ حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے، حدودِ حرم کے باہر ذبح کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا۔ **ولو ذبح شيئاً من الدماء الواجبة في الحج او العمرة خارج الحرم لم يسقط عنه، وعليه ذبح آخر.** (غنية الناسك ۲۷۹، ومثله في البحر الرائق ۷۲/۳، هداية ۳۲۱/۱، تاتارخانية زكريا ۶۷۶/۳، بدائع الصنائع زكريا ۳۹۷/۲)

کن جانوروں کی قربانی کی جائے؟

قربانی میں پالتو چوپایوں مثلاً بکری، بھیڑ، اونٹ، گائے (اور بھینس وغیرہ) کو ہی ذبح کیا جائے گا، اور ان میں اونٹ کی قربانی افضل ہے، پھر گائے بھینس اور اس کے بعد بکری کا درجہ ہے، اور جنگلی اور شکار والے جانوروں کی قربانی درست نہیں ہے، حتی کہ اگر کوئی جنگلی جانور مثلاً ہرن وغیرہ گھر میں پال کر مانوس کرلیا گیا ہو تو بھی اس کی قربانی درست نہ ہوگی۔ **ادناه شاة واعلاه بدنة من الابل والبقر الخ.** (غنية الناسك ۳۵۳، البحر الرائق ۷۰/۳، مناسك ملا علی قاری ۴۷۲، هداية ۳۱۹/۱، بدائع الصنائع زكريا ۳۹۷/۲) **ولا يجوز فيها ما سوى الانواع الثلاثة ولا البقر الوحشي وان انس الخ.** (غنية الناسك ۳۶۷، تكملة البحر الرائق ۱۷۷/۸)

قربانی کے جانوروں کی عمریں

قربانی میں بکری ایک سال، گائے بھینس دو سال، اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ **فيجوز فيها الثني من الابل والبقر والغنم، والثني من الابل ما تم له خمس سنين وطعن في السادسة، ومن البقر ومنه الجاموس ما طعن في الثالثة، ومن**

الـغنم ومنه المعز ما طعن فى الثانية. (غـنية الـناسك ٣٦٧، مناسك ملا علی قاری ٤٧٨، بناية شرح هداية ٤/٤٨٣، تاتارخانية زكريا ٣/٦٧٦، البحر الرائق كوئٹه ٣/٧٠)

ایک بکری ایک سے زیادہ حصہ کو کافی نہیں

بکری کی کوئی بھی قسم ایک حصہ قربانی سے زائد کی طرف سے کافی نہیں ہوسکتی، خواہ اس کی ساخت یا وزن کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ **الشـاة لا تـجـزئ الا عـن واحد وان كـانـت عظيمة.** (تاتارخانية زكريا ١٧/٤٥٠)

بڑے جانور میں حصے لینا

بڑے جانور (اونٹ گائے وغیرہ) میں زیادہ سے زیادہ سات حصے مقرر ہوسکتے ہیں، اور کسی حصہ دار کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہونا چاہئے۔ **ويـجوز اشتراک واحد ستة او اقل فی بـدنة الهـدی ابتـداءً بان يكون الشراء منهم جميعاً الخ، وامـا يجوز الاشتراک فيها بشرط ان لا يكون لاحدهم اقل من سبع.** (غنية الناسك ٢٦٧-٣٦٨، ومثله فی ملتقی الابحر ٤/١٦٨، مناسك ملا علی قاری ٤٧٣، تكملة البحر الرائق ٨/١٧٥، الموسوعة الفقهية ٥/٨٢)

حاجی پر مالی قربانی کا حکم

جو قربانی عیدالاضحیٰ میں مال داری کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر حاجی یوم النحر میں مسافر ہے، یعنی اس کی مکہ معظمہ (بشمول منیٰ ومزدلفہ) میں ۱۵/ دن قیام کی نیت نہیں ہے تو اس پر مالی قربانی واجب نہیں، اور اگر مقیم اور صاحب استطاعت ہے تو اس پر مالی قربانی واجب ہے۔ **وامـا الاضـحية فـان كـان مسافراً فلا يجب عليه والا كالمكی فتجب.** (شامی زكريا ٣/٥٣٤، تكملة البحر الرائق ٨/١٧٣)

وضـاحـت: مالی قربانی حدودِ حرم میں کرانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اختیار رہے چاہے حدودِ حرم میں کرائے اور چاہے اپنے وطن وغیرہ میں کرائے، دونوں صورتوں کی اجازت ہے۔

حج کی قربانی کا وقت

حج کی واجب قربانی کا وقت ایام النحر (۱۰-۱۱-۱۲/ ذی الحجہ) کے درمیان تک محدود ہے؛ لہٰذا اگر قارن اور متمتع نے ان ایام سے پہلے قربانی کی تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا، اسی طرح اگر ایام النحر سے قربانی مؤخر کردی تو ترکِ واجب کی وجہ سے دم جنایت واجب ہوگا۔ **و لا یجوز ذبح هدی المتعة و القران الا فی یوم النحر حتی لو ذبح قبله لا یجوز اجماعاً، وبعده کان تارکاً للواجب عند الامام فیلزمه دم.** (هندية ۱/ ۲۶۱، البحر الرائق ۲/ ۳۵۹، مجمع الانهر ۱/ ۴۵۹، و مثله فی الهداية ۱/ ۳۰۰، غنية الناسك ۲۷۹)

قارن و متمتع کے لئے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب کا وجوب

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق حج قران اور حج تمتع کرنے والوں کے لئے رمی جمرۂ عقبہ، قربانی اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے، اگر یہ ترتیب الٹ پلٹ ہوجائے گی تو دم جنایت لازم ہوگا (جب کہ حضراتِ صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ ترتیب محض سنت ہے واجب نہیں ہے؛ لہٰذا ان کے نزدیک ترتیب بدلنے سے جنایت لازم نہ ہوگی) بریں بنا پوری کوشش اس کی کرنی چاہئے کہ مذکورہ ترتیب برقرار رہے۔ **فیجب فی یوم النحر اربعة اشیاء: الرمی ثم الذبح لغیر المفرد ثم الحلق ثم الطواف لکن لا شیء علی من طاف قبل الرمی و الحلق نعم یکره.** (درمختار ۳/ ۵۸۸، شامی زکریا ۳/ ۴۷۲) **وعندهما لا یلزمه شیء بتقدیم نسک علی نسک للحدیث السابق الا انه مسیء.** (البحر الرائق ۳/ ۲۴)

بنک کے توسط سے قربانی

آج کل سعودی حکومت نے قربانی کے انتظام اور اس کے گوشت کو بحفاظت مستحقین تک پہنچانے کے لئے باقاعدہ ایک ادارہ بنا دیا ہے، اور نظام یہ ہے کہ قربانی کے ٹوکن بنکوں کے ذریعہ سے فروخت کئے جاتے ہیں، اور حاجی ٹوکن خرید کر مذکورہ ادارہ کو اپنی قربانی کا وکیل بنا دیتا ہے، اب

نہ تو خود حاجی کو ذبح کرنے کا اختیار رہتا ہے اور نہ ہی اس کے سامنے ذبح کی کوئی اطمینان بخش شکل نکلتی ہے؛ بلکہ مذکورہ ادارہ اپنے حساب سے برابر قربانی کا عمل انجام دیتا رہتا ہے، اب اس شکل میں واجب ترتیب کا لحاظ رکھنا تو قطعاً ناممکن ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ ادارہ کی طرف سے ایام نحر اور ایام تشریق کے بعد تک بھی حج کی قربانیوں کو ذبح کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بریں بنا بالخصوص حنفی حجاج کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ قربانی کے ٹوکن خریدنے کے بجائے یا تو خود قربان گاہ جاکر اپنی قربانی کریں جس کا انتظام محلّہ ''الشرائع'' کے عظیم ''سوق المواشی'' اور مکہ معظّمہ کے محلّہ ''کعکیہ'' کے سلاٹر ہاؤس میں کیا گیا ہے، اور ٹیکسی کے ذریعہ وہاں پہنچا جاسکتا ہے۔ اور اگر خود نہ جاسکتے ہوں تو اپنے معتبر دوستوں اور جانکاروں کے ذریعہ قربانی کرائیں اور بنک کے ٹوکن پر اعتماد نہ کریں، احتیاط کا تقاضا یہی ہے۔

نوٹ: البتہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ نہ تو خود قربان گاہ جاسکتا ہو اور نہ ہی اس کے پاس قربانی کرانے کا کوئی ذریعہ ہو، تو وہ مجبوراً بنک کا ٹوکن خرید سکتا ہے، اس مجبوری کی وجہ سے اس کے لئے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی رائے اپنانے کی اجازت ہوگی، اور اس پر ترکِ ترتیب کی وجہ سے دم جنایت لازم نہ ہوگا۔ (مستفاد: تجویز چھٹا فقہی اجتماع ادارۃ المباحث الفقہیہ جمعیۃ علماء ہند، درج وزیارت نمبر ۲۲۳)

قارن یا متمتع قربانی کی استطاعت نہ رکھے تو کیا کرے؟

اگر حج قران یا حج تمتع کرنے والا شخص ناداری اور غربت کی وجہ سے حج کی قربانی کرنے پر قادر نہ ہو، تو اس پر یوم النحر سے قبل تین روزے اور ایام تشریق گذرنے کے بعد ۷ روزے رکھنے لازم ہوں گے۔ **قال تعالیٰ: ﴿فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْىِ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ، تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾** (البقرة: ۱۹۶) **وان كان معسراً لا يجد ثمن الهدى فانه يصوم ثلاثة ايام فى الحج ......، ثم يصوم سبعة ايام بعد ما مضت ايام التشريق عندنا.** (هندية ۲۳۹/۱، بدائع الصنائع زكريا ۳۸٦/۲، درمختار مع الشامی زكريا ۵۵۸/۳)

اگر غیر مستطیع شخص حج سے قبل روزے نہ رکھ سکا

اگر غیر مستطیع قارن یا متمتع حج سے پہلے مقررہ تین روزے نہ رکھ سکا تو اب اس پر حتمی طور پر دم قران یا دم تمتع لازم ہے، بعد میں روزے رکھنے سے اس دم کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ **فإن لم يصم إلى يوم النحر تعين الدم إن لم يصم الثلاثة في الحج وجب عليه الدم ولا يجوز أن يصوم الثلاثة والسبعة بعدها.** (تبيين الحقائق ٢/ ٣٣٦، تاتارخانية زكريا ٣/ ٦٢٧، هندية ١/ ٢٣٩، ومثله في مناسك ملا علي قاري ٤٠٣-٤٠٤، كنز مع البحر ٢/ ٣٦١)

نوٹ: اور یہ دم حسب ضابطہ ایام نحر میں دینا ضروری ہے، اگر اس سے تاخیر ہوئی یا قربانی سے قبل حلق کرالیا تو دم شکر کے ساتھ ایک دمِ جنایت اور لازم ہوجائے گا۔

عذر یا غلط فہمی کی وجہ سے ترتیب الٹ پلٹ ہوگئی

اگر قارن یا متمتع نے غلط فہمی یا بے خیالی میں رمی سے قبل قربانی کردی یا قربانی سے پہلے ہی حلق کرالیا وغیرہ (مثلاً کسی کو قربانی کا وکیل بنا رکھا تھا اور اس کو جو وقت دے رکھا تھا وہ اس وقت قربانی نہ کرسکا اور حاجی نے سابقہ وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے وقت موعود کے بعد حلق کرالیا) تو امام ابوحنیفہؒ کے مفتی بہ قول کے مطابق اس پر واجب ترتیب کے ترک کی وجہ سے دم جنایت لازم ہوگا۔ **نحر القارن قبل الرمي او حلق قبل الذبح فعليه دم** (شرح وقاية) **وفي هامشه: لا فرق بين ما اذا جنى عامداً او خاطئاً، مبتدأً او عائداً، ذاكراً او ناسياً، عالماً او جاهلاً، طائعاً او مكرهاً، نائماً او متنبهاً الخ.** (شرح وقاية مع الحاشية ١/ ٢٧٥، شامي زكريا ٣/ ٥٧٢، هندية ١/ ٢٤١، البحر الرائق ٣/ ٢٤)

مسائلِ حلق وقصر

حلق یا قصر؟

احرام کی پابندیاں ختم کرتے وقت محرم کے لئے اپنے سر کے بالوں کا حلق یا قصر واجب ہوتا ہے اس کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتیں، مردوں کے لئے قصر (یعنی بال کتروانے) کے مقابلہ میں حلق (یعنی پورے سر کے بال منڈوانا) زیادہ اجروثواب کا باعث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر مبارک کا حلق فرما کر ارشاد فرمایا: **رحم اللّٰہ المحلقین** ۔یعنی اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائیں، تو صحابہ نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! سر کتروانے والوں پر بھی رحمت ہو''، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر یہی فرمایا کہ: **رحم اللّٰہ المحلقین** ۔تو صحابہ نے دوبارہ مقصرین یعنی کتروانے والوں کے لئے دعا کی درخواست کی، مگر آپ نے تیسری مرتبہ بھی حلق کرنے والوں ہی کے لئے دعا فرمائی اور چوتھی مرتبہ میں مقصرین کو دعا میں شامل فرمایا۔ (بخاری شریف ۱۷۲۷، مسلم شریف ۱۳۰۱ وغیرہ)

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا: **اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ** (اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما، اے اللہ سر منڈانے والوں کی مغفرت فرما) تو مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی صاحب نے فرمایا کہ ''**وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ**'' یعنی سر کے بال کتروانے والوں کی بھی مغفرت ہو اس کی بھی دعا فرمائیں تو پیغمبر علیہ السلام نے تیسری یا چوتھی مرتبہ مقصرین یعنی بال کتروانے والوں کی مغفرت کی دعا فرمائی، اس کے بعد ارشاد فرمایا:

وَاَنَا يَوْمَئِذٍ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، فَمَا يَسُرُّنِيْ بِحَلْقِ رَأْسِيْ حُمْرُ النُّعَمِ اَوْ خَطَراً عَظِيْماً. (رواہ احمد ۱۷۷/۴، الترغیب والترہیب ۲۷۶)

اور میں آج سر منڈائے ہوئے ہوں اور میرے لئے سر کے بال منڈانے کے بجائے سرخ اونٹ یا عظیم مال ملنا باعث مسرت نہیں ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ شریعت میں اصل مطلوب مردوں کے لئے سروں کا مونڈنا ہے، اس لئے بلا معقول عذر کے اس سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہئے، اور محض بالوں سے محبت کے جنون میں ایسے عظیم اجروثواب کو چھوڑنا نہیں چاہئے۔

ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں نور

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

إِنَّ لِلْحَالِقِ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنْ رَأْسِهِ نُوراً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (رواه ابن حبان: ۱۸۸۷، البحر العميق ۱۳۵/۱)

حلق کرانے والے کے لئے سر کے ہر بال کے بدلہ میں قیامت میں ایک نور عطا ہوگا۔

اور ایک طویل روایت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کے متعلق سوال کرنے والے ایک انصاری صحابی کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے مونڈے ہوئے ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی تمہیں ملے گی اور تم سے ایک گناہ مٹایا جائے گا، تو عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر گناہ بالوں کی تعداد سے کم ہوں تو کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ نیکیاں تمہارے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ دی جائیں گی۔ (رواہ البزار، مجمع الزوائد ۲۷۶/۳، البحر العمیق ۲۳۵/۱)

اب ذیل میں حلق وقصر سے متعلق کچھ مزید مسائل لکھے جارہے ہیں:

حلق وقصر کب جائز ہوگا؟

جب حاجی رمی جمرۂ عقبہ اور قربانی سے فارغ ہوجائے تو اب وہ حلق یا قصر کرا کے احرام کھول سکتا ہے۔ **فاذا فرغ من الذبح حلق رأسه او قصر.** (غنية الناسك ۱۷۳)

حلق وقصر کا محدود وقت

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حاجی کے لئے حلق وقصر ایامِ نحر میں کرانا واجب ہے، اگر ان ایام سے تاخیر ہوئی تو جنایت لازم آئے گی۔ **فعلى هٰذا اول وقته من طلوع الفجر يوم النحر الى غروب الشمس من آخر ايامه وهٰذا قول ابى حنيفةؒ: ان الحق مختص بالمكان و الزمان.** (البحر العميق ۱۷۹۸/۳)

حلق وقصر کا مقام

حلق وقصر کا عمل حدودِ حرم میں انجام دینا واجب ہے، اگر حاجی یا عمرہ کرنے والے نے

حد ودِحرم سے باہر جا کرحلق یا قصر کیا تو دم جنایت واجب ہوگا۔ **اما تاخیره عن مکانه کما لو حلق خارج الحرم یوجب الدم علی قولهما.** (البحر العمیق ۳/ ۱۸۰۰)

مردوں کے لئے حلق (منڈانا) افضل ہے

مرد حجاج کے لئے قصر کے مقابلہ میں حلق (مکمل سر منڈانا) افضل ہے، (گوکہ قصر بھی جائز ہے) **والحلق افضل للرجال.** (غنیة الناسك ۱۷۳)

مرد کے حلق وقصر کا طریقہ

بہتر ہے کہ حلق یا قصر کراتے وقت مرد قبلہ رو ہوکر بیٹھے اور اس کے دائیں جانب سے حلق یا قصر کا عمل شروع کیا جائے۔ **ویستقبل القبلة للحلق ویبدأ بالجانب الایمن من رأس المحلوق وھٰذا ھو الصواب.** (غنیة الناسك ۱۷۳)

کہاں تک حلق کرانا ہے؟

حلق کراتے وقت پورا سر اور کان کے سامنے کی دونوں ہڈیوں تک منڈوانا مسنون ہے۔ **والسنة فی الحق ان یبلغ به العظمتین اللتین علی منتهی الصدغین الخ، وعن ابن عمرؓ انه کان یقول للحالق: ''یا غلام ابلغ العظمتین.** (البحر العمیق ۳/ ۱۸۲۱)

بال صفا کریم سے سر کے بال اڑانا

اگر کوئی شخص استرے سے سر نہ مونڈ کر بال صفا کریم یا پاؤڈر لگا کر سر کے بال اڑادے تو بھی حلق کا واجب ادا ہوجائے گا، اور وہ احرام سے حلال کہلائے گا؛ تاہم استرے سے مونڈنا افضل اور مستحب ہے۔ **ویستحب الحلق بالموسیٰ، ولو ازال الشعرة بالنورة او الحرق الخ، اجزأ عن الحلق.** (غنیة الناسك ۱۷۴)

جس کے سر پر بالکل بال نہ ہوں وہ کیا کرے؟

جو شخص خلقۃً گنجا ہو یا قریبی وقت میں عمرہ کی وجہ سے اس کے سر پر بالکل بال موجود نہ ہوں تو حلال ہونے کے لئے اس پر واجب ہے کہ وہ استرا سر پر پھیر لے۔ **ویجب اجراء موسیٰ علی الاقرع.** (غنية الناسك ١٧٤)

سر پر اگر زخم ہوں تو کیا کریں؟

اگر حاجی کے سر پر زخم ہیں کہ استرا چلانا تکلیف دہ ہے، تو دیکھا جائے گا کہ اس کے بال کتنے بڑے ہیں، اگر ایک پورے سے زائد بال ہیں تو قصر کرانا ضروری ہوگا، اور اگر پورے سے کم بال ہیں تو احتیاط کے ساتھ استرا پھیر دیا جائے، اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ویسے ہی محض نیت کرنے سے احرام کھل جائے گا۔ **او یضره الحلق لنحو صداع او قروح برأسه تعين التقصير الخ، وان تعذرا جميعاً بان يكون شعره قصيراً وبرأسه قروح لا يمكنه الحلق سقطا منه وحل بلا شئ.** (غنيةالناسك ١٧٥) **ويجب اجراء موسىٰ على الاقرع وذى قروح ان امكنه هو المختار.** (غنية الناسك ١٧٤)

سر پر مصنوعی بال ہوں تو حلق یا قصر کا حکم؟

اگر کسی شخص کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے ہوں اور اس نے سر پر ''وگ'' (مصنوعی بالوں کی جھلی) فٹ کرالی ہو، تو اگر وہ جھلی آسانی سے اتاری جاسکتی ہو تو اسے اتار کر سر پر استرہ پھیرنا ضروری ہوگا، اور اگر بآسانی اتاری نہ جاسکتی ہو یا مصنوعی بال کھال میں پیوست کردئے گئے ہوں، تو انہی کے اوپر سے استرا پھیرنے کافی ہوگا۔ **مستفاد: ویجب اجراء الموسیٰ علیاالاقرع وذوی قروح ان امکنه وهو المختار.** (غنية الناسك ١٧٤)

عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

حج وعمرہ کے ارکان پورے کرنے پر عورتوں کے لئے سر کے بالوں کو مونڈنا جائز نہیں ہے

(بلکہ وہ صرف قصر ہی کرائیں گی) ومکروهة للنساء كراهة تحريم الا للضرورة والتقصير مباح لهم ومسنون بل واجب لهن. (غنية الناسك ۱۷۳)

عورت کے لئے قصر کا طریقہ

عورت کے لئے بال قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کے نیچے سے ملا کر بس ایک پوروے کے بقدر بال کاٹ لے۔ وان كان الشعر مسترسلاً فالقدر الواجب فيه مقدار الانملة والاصل فيه ما روى عن ابن عمرؓ عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: تجمع المرأة رأسها وتأخذ قدر انملة الخ، والظاهران مراد الاصحاب بالانملة هى واحدة انامل الاصابع لا الاصابع كلها. (البحر العميق ۱۷۹۶/۳)

گنجی عورت کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنجی ہوگئی ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی چلا لے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے گی۔ المرأة اذا كانت قرعىٰ تومر بتقريب الجلمين من رأسها ويقام مقام التقصير. (البحر العميق ۱۷۸٦/۳)

استرا یا قینچی دستیاب نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کسی حاجی کو حلق یا قصر کے لئے استرا یا قینچی وغیرہ دستیاب نہ ہو تو شرعاً یہ کوئی عذر نہیں ہے، جب تک وہ حلق یا قصر نہیں کرے گا حلال نہیں ہوسکتا۔ وان لم يكن به قروح ولكنه خرج الى بعض البوادى ولا يجد موسىٰ ومن يحلقه لا يجزئه الا الحلق والتقصير وليس هٰذا بعذر. (البحر العميق ۱۷۸۹/۳)

سر کے اترے ہوئے بالوں کا کیا کریں؟

مستحب ہے کہ حلق یا قصر کے بعد سر سے اترے ہوئے بالوں کو دفن کر دیا جائے، یا کسی پاک جگہ ڈال دیا جائے، انہیں ناپاک جگہ یا نالی وغیرہ میں ڈالنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ **ویستحب ان یدفن ما حلق او قصر من الشعر صیانةً له الخ، وان القاہ فلا بأس، ویکرہ القاؤہ فی الکنیف والمغتسل وقالوا: لانه یورث المرض. وعن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یدفن سبعة اشیاء من الانسان: الشعر، والظفر، والدم، والحیضة، والسن، والغلفة، والبسیمة.** (رواہ الدار قطنی فی تفسیرہ، البحر العمیق ۱۸۲۲/۳)

حلق یا قصر سے احرام کی پابندیاں کس حد تک ختم ہوتی ہیں؟

حاجی کے حلق یا قصر کرا لینے سے احرام کی سب پابندیاں (مثلاً کپڑے پہننا، خوشبو لگانا وغیرہ) ختم ہو جاتی ہیں؛ البتہ عورتوں سے مباشرت اور بوس وکنار اس وقت تک جائز نہیں ہوتا جب تک کہ طواف زیارت کا اکثر حصہ ادا نہ کر لے۔ **فحکمه حصول التحلل وهو صیرورته حلالاً یباح له عقب الحلق او التقصیر جمیع ما حرم علیه بالاحرام الا النساء، فالحلق سبب التحلل عندنا لما روی عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: "اذا رمیتم وذبحتم وحلقتم حل لکم کل شیءٍ الا النساء وحل لکم الثیاب والطیب.** (البحر العمیق ۱۸۲۳/۳)

حلق یا قصر کے بعد ناخون تراشنا مستحب ہے

حلق یا قصر کے بعد مستحب ہے کہ بڑھے ہوئے ناخون اور مونچھیں تراش لی جائیں۔ **ویستحب اذا حلق رأسه ان یقص اظفارہ وشاربه، قال ابن المنذر: وثبت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لما حلق رأسه قلم اظفارہ.** (البحر العمیق ۱۷۹۱/۳)

حلق یا قصر سے قبل ناخون تراشنے سے دم واجب

اگر حلق یا قصر سے قبل ہاتھ پیر کے ناخون کاٹ لئے، تو دم جنایت واجب ہوگا (کیوں کہ ابھی احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوئی ہیں) **لو ابیح له التحلل فغسل رأسه بالخطمی او قلم ظفره قبل الحلق فعلیه دم.** (البحر العمیق ۱۷۸۹/۳)

اپنے حلق سے قبل دوسرے حاجی کا حلق کرنا

اگر حاجی سب سابقہ ارکان کر چکا ہے اور احرام سے حلال ہونے کا وقت آچکا ہے، تو اپنا سر خود بھی مونڈ سکتا ہے، اور اپنے حلق سے قبل دوسرے شخص کا حلق یا قصر بھی کر سکتا ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ **ولو حلق رأسه او رأس غیره من حلال او محرم جاز له الحلق لم یلزمهما شیءٌ.** (غنیة الناسك ۱۷٤، انوار مناسك ٥۲۷)

مسائل طوافِ زیارت

حج کا اہم ترین رکن

''طوافِ زیارت'' حج کا رکن ہے، اس کی ادائیگی کے بغیر حج مکمل نہیں ہوسکتا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اس کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ. (الحج: ۲۹)

پھر (قربانی کے بعد) اپنا میل کچیل ختم کریں (حلق وقصر وغیرہ کرائیں) اور اپنی منتیں پوری کریں، اور اس قدیم گھر (یعنی کعبہ مشرفہ) کا طواف کریں۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ طوافِ زیارت احرام کی پابندیاں ختم کرنے کے بعد ہی کیا جائے، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوم النحر میں اولاً جمرۂ عقبہ کی رمی فرمائی پھر قربانی کر کے حلق کرایا اور خوشبو وغیرہ لگائی، اس کے بعد طوافِ زیارت بھی اسی دن ظہر سے قبل ادا فرمایا۔ (سنن کبریٰ وغیرہ، رسول اللہ کا طریقۂ حج ۴۵۰) اسی کو فقہاء نے افضل قرار دیا ہے (گو کہ بحالتِ احرام بھی وقوفِ عرفہ کے بعد اپنے وقت کے اندر طوافِ زیارت معتبر ہوجاتا ہے)

ذیل میں طوافِ زیارت کے چند منتخب مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

طوافِ زیارت خود ہی کرنا لازم ہے

طوافِ زیارت حاجی کو بہرحال خود کرنا لازم ہوتا ہے، چاہے پیدل کرے یا عذر کی وجہ سے سواری پر کرے، بہرصورت خود ہی اس فرض کو ادا کرنا ہوگا، اس میں کسی دوسرے کو نائب بنانا ہرگز معتبر نہیں ہے۔ وکونہ بنفسہ ولو محمولاً فلا تجوز النیابۃ. (شامی زکریا ۳/۵۳۷، مناسک علی قاری ۲۳۳)

طوافِ زیارت کا وقت

طوافِ زیارت کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور تا عمر رہتا ہے، البتہ اس کا وجوب وقت بارہویں ذی الحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے، اس کے بعد اگر بلا عذر تاخیر ہوئی تو گوکہ فرض ادا ہوجائے گا، مگر ترکِ واجب کی وجہ سے ایک دم جنایت لازم ہوگا۔ **واول وقته طلوع الفجر الثانی من یوم النحر فلا یصح قبله ویمتد وقت صحته الی اٰخر العمر لکن یجب فعله فی ایام النحر ولیالیها المتخللة بینهما منها، فلو اخره عنها ولو الی الیوم الرابع الذی هو اٰخر ایام التشریق ولیلته منه کره تحریماً ولزمه دم وهو الصحیح.** (غنیة الناسك ۱۷۸، البحر العمیق ۱۸۲۹/۳، درمختار مع الشامی زکریا ۵۳۸/۳، مناسك علی قاری ۲۳۲، الموسوعة الفقهیة ۵۲/۱۷، بدائع الصنائع زکریا ۳۱۴/۲-۳۱۶، فتح القدیر ۴۹۳/۲)

عذرِ شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر شرعی عذر (مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی) کی وجہ سے طوافِ زیارت میں ایامِ نحر سے تاخیر ہوئی تو کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ **فلا شیء علی الحائض بتاخیره اذا لم تطهر الا بعد ایام النحر.** (غنیة الناسك ۱۷۸، ومثله فی الولوالجیة ۲۹۱/۱، مناسك علی قاری ۳۵۰، فتاویٰ سراجیة ۱۸۸)

کیا طوافِ زیارت اور دیگر اعمالِ یوم النحر میں ترتیب واجب ہے؟

سنت یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کو اولاً جمرۂ عقبہ کی رمی، اس کے بعد قربانی، اس کے بعد حلق یا قصر کرے، بعد ازاں کپڑے وغیرہ پہن کر طوافِ زیارت کے لئے جائے؛ لیکن اگر مذکورہ سب مناسک یا ان میں سے بعض سے پہلے طوافِ زیارت کرلیا تب بھی کوئی جزاء لازم نہ ہوگی۔ **واما الترتیب بین الطواف وبین الرمی والحلق فسنة، فلو طافا قبل الرمی والحلق لا شیء**

عليه. (منحة الخالق ٣/٤ ٦، درمختار زكريا ٣/٣ ٤٧، غنية الناسك ١٧٨، مناسك على قارى ٢٣٣)

ولو طاف اى المفرد وغيره قبل الرمى والحلق لا شىء عليه ويكره اى لتركه السنة. (مناسك على قارى ٣٥٨)

نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت

اگر نجس کپڑوں کے ساتھ طوافِ زیارت کیا جائے تو بکراہت یہ طواف معتبر ہوگا اوراس پر کوئی جزالازم نہ ہوگی۔ **ولو طاف طواف الزيارة وفى ثوبه نجاسة اكثر من قدر الدرهم أجزأه ولكن مع الكراهة ولا يلزمه شىء.** (تاتارخانية ٣/ ٦١١، هندية ١/ ٢٤٦، مبسوط سرخسى ٤/ ٣٩، فتح القدير ٢/ ٤٩٥)

ننگے پن کے ساتھ طوافِ زیارت

اگر ننگے ہونے کی حالت میں طوافِ زیارت کیا تو مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے طواف کا اعادہ لازم ہوگا، اگراعادہ نہیں کیا تو دم لازم ہوجائے گا۔ **وان طاف للزيارة وعورته مكشوفة اعاد ما دام مكة وان لم يعد فعليه دم.** (هندية ١/ ٢٤٧، تاتارخانية ٣/ ٦١١، مبسوط سرخسى ٤/ ٣٩، مناسك على قارى ١٥٢)

طوافِ زیارت میں رمل واضطباع

اگراحرام کی حالت میں طوافِ زیارت کیا جارہاہے اوراس کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ ہے، تو طوافِ زیارت میں سب چکروں میں اضطباع (کندھا کھولنا) اورشروع کے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) کیا جائے گا۔

اگراحرام کھول کر کپڑے پہن کر طوافِ زیارت کیا جارہا ہے، (جیسا کہ افضل اور مسنون ہے) اور بعد میں سعی کرنے کا ارادہ ہے تو اضطباع نہیں ہوگا، صرف رمل کیا جائے گا۔

اور اگر حج کی سعی پہلے کر چکا ہے، اور احرام کھولنے کے بعد طوافِ زیارت کر رہا ہے، تو نہ تو

رمل کرے گا اور نہ ہی اضطباع کیا جائے گا۔ (کیوں کہ رمل واضطباع صرف اسی طواف میں ہوتا ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو) **فيطوف سبعة اشواط بلا رمل فيه وسعى بين الصفا والمروة بعده ان قدم السعى وقع معتداً به والا رمل وسعى الخ، وان قدم السعى لا الرمل سقط الرمل لان الرمل انما شرع فى طواف بعده سعى الخ، واما الاضطباع فساقط مطلقاً فى هٰذا الطواف سواء سعى قبله وبعده لانه قد تحلل من احرامه وقد لبس المخيط، والاضطباع فى حال بقاء الاحرام الخ، ومفاده انه لو قدمه على الحلق سن الاضطباع فيه ان كان اخر السعى اليه.** (غنية الناسك ١٧٧، مناسك على قارى ٢٣٢، درمختار مع الشامى زكريا ٥٣٧/٣، تبيين الحقائق ٣١٠/٢)

طوافِ زیارت میں کتنے چکر فرض ہیں؟

طوافِ زیارت میں سات چکروں میں سے چار چکر فرض ہیں اور بقیہ واجب ہیں؛ لہٰذا اگر کسی شخص نے صرف چار چکر کئے تو فرض تو ذمہ سے ساقط ہو جائے گا؛ لیکن مابقیہ چکروں کو ترک کرنے پر جزا لازم ہوگی۔ **واعلم ان المقدار المفروض فى طواف الزيارة وطواف العمرة هو اربعة اشواط، وما زاد عليها فهو واجب على الصحيح.** (البحر العميق ١٨٣٢/٣، ومثله فى اللباب ١٧٣-١٧٤، درمختار زكريا ٥٣٧/٣، البحر الرائق كوئٹه ٢٠/٣، مناسك على قارى ٢٣٢، فتح القدير ٤٩٥/٢)

طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازدواجی تعلق حلال نہیں

حاجی مرد ہو یا عورت جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے اس وقت تک اس سے جماع اور دواعی جماع (بوس وکنار وغیرہ) کی پابندیاں ختم نہ ہوں گی۔ **عن عائشة رضى اللّٰه عنها قالت: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: اذا رميتم وحلقتم وذبحتم فقد حل لكم كل شىء الا النساء.** (دار قطنى دار الايمان ٢٤٣/٢، رقم ٢٦٦٢) **ولو لم يطف**

اصلاً لا یحل له النساء وان طال ومضت سنون باجماع. (غنیة الناسك ۱۷۷، وانظر: درمختار ۳/ ۵۳٦)

نوٹ: طوافِ زیارت سے قبل جماع سے متعلق ضروری مسائل جنایات کے بیان میں صفحہ: ۱۹۳ تا ۱۹۶ ملاحظہ فرمائیں:

بحالتِ حدثِ اکبر طوافِ زیارت

(۱) اگر طوافِ زیارت کے اکثر چکر بحالت جنابت یا بحالت حیض ونفاس کئے، تو بطور جزا بدنہ (ایک اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگا۔ (تاہم یہ طواف شرعاً معتبر ہوجائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا، اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹالیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا) **ولو طاف للزیارة جنباً او حائضاً او نفساء کلها او اکثره ویقع معتداً به فی حق التحلل ویصیر عاصیاً فان اعاده سقطت عنه البدنة.** (غنیة الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳٤٤، هندیة ۱/ ۲٤۵، کنز مع البحر الرائق کوئٹه ۳/ ۱۸، البحر العمیق ۲/ ۱۱۲۱، درمختار زکریا ۳/ ۵۸۱-۵۸۲)

(۲) اگر بحالتِ جنابت کیا ہوا طواف ایام نحر کے اندر اندر لوٹالیا تو کوئی چیز واجب نہیں رہی، اور اگر ایام نحر کے بعد لوٹایا ہے تو تاخیر کی وجہ سے ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ **ان اعاده فی ایام النحر فلا شیء علیه وان اعاده بعدها سقطت عنه البدنة ولزمه شاة للتأخیر.** (غنیة الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳٤۵، هندیة ۱/ ۲٤۵، البحر العمیق ۲/ ۱۱۲۱، شامی زکریا ۳/ ۵۸۲)

نوٹ: اور اگر عورت کو حیض کی وجہ سے ایامِ نحر سے تاخیر ہوئی تو اس پر تاخیر کی وجہ سے کوئی دم نہیں۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۸)

(۳) اگر طوافِ زیارت کے چار سے کم چکر بحالت جنابت کئے تو ایک بکری کی قربانی

واجب ہے، پھر اگر پاک ہونے کے بعد لوٹالیا تو بکری کی قربانی تو ساقط ہوجائے گی؛ لیکن طواف کے چکروں میں فصل ہونے کی وجہ سے ہر چکر کے عوض ایک صدقۂ فطر دینا لازم ہوگا۔ **لو طاف الاقل جنباً ولم یعد وجب علیه شاة فان اعاده وجبت علیه صدقة لتاخیر الاقل من طواف الزیارة لکل شوط نصف صاع.** (البحر الرائق کوئٹه ۱۸/۳، غنیة الناسك ۲۷۲، هندیة ۲۴۵/۱، البحر العمیق ۱۱۱۷/۲)

حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپا کی طوافِ زیارت کرنا

اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکی اور حج کے فوراً بعد اس کی قافلہ کے ساتھ وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید رکنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں پیمپر باندھ کر طوافِ زیارت کرلے، تو اس کا طوافِ فرض ادا ہوجائے گا، اور ازدواجی تعلق اس کے لئے حلال ہوگا؛ لیکن بحالتِ ناپا کی طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں کرنی لازم ہوگی۔ (تاہم اگر وہ قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرالے گی تو قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی) **ولو طاف للزیارة جنباً او حائضاً او نفساء کله واکثره ویقع معتداً به فی حق التحلل ویصیر عاصیاً فان اعاده سقطت عنه البدنة.** (غنیة الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳۴۴، هندیة ۲۴۵/۱، کنز مع البحر الرائق کوئٹه ۱۸/۳، البحر العمیق ۱۱۲۱/۲، درمختار زکریا ۵۸۱/۳ - ۵۸۲)

بے وضو طوافِ زیارت

اگر طوافِ زیارت کا اکثر حصہ بے وضو کیا تو ایک بکری کی قربانی لازم ہے، پھر اگر باوضو ہوکر لوٹالے تو دم تو ساقط ہوجائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ ہر چکر کے بدلہ ایک صدقۂ فطر دے دے۔ **ولو طاف للزیارة کله او اکثره محدثاً فعلیه شاة ویعید طاهراً استحباباً فان اعاده سقط عنه الدم - الی قوله - وقیل صدقة لکل شوط.** (غنیة الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳۴۶، البحر الرائق کوئٹه ۱۹/۳، البحر العمیق ۱۱۱۷/۲)

ستر کھول کر طوافِ زیارت

اگر بلا عذر طوافِ زیارت سوار ہو کر یا اتنا بدن کھول کر کیا جس میں نماز جائز نہیں ہوتی یا الٹی جانب سے کیا وغیرہ، تو ایک دم دینا لازم ہوگا۔ **ولو طاف كله او اكثره راكباً او مكشوف العورة قدر ما لا تجوز الصلاة معه بلا عذر اومنكوساً فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٧٣، مناسك ملا على قارى ٣٤٧، شامى زكريا ٣/ ٤٧١، هندية ٢٤٧/١)

نوٹ: طواف کے بارے میں مزید تفصیلی احکامات شروع میں مسائل طوافِ بیت اللہ میں ملاحظہ کئے جائیں، یہاں صرف طوافِ زیارت کے متعلق خصوصی مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔

مسائل رمی جمار (ایامِ تشریق)

۱۱-۱۲/ ذی الحجہ میں رمی جمار کا وقت

۱۱-۱۲/ ذی الحجہ میں رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے رمی معتبر نہیں۔ زوال کے بعد سے سورج غروب ہونے تک کا وقت مسنون ہے اور غروب سے لے کر صبح صادق تک کا وقت مکروہ ہے۔ **والوقت المسنون فی الیومین من الزوال الی غروب الشمس، ومن الغروب الی طلوع الفجر وقت مکروہ.** (غنیة الناسک ۱۸۱)

ضروری تنبیہ : یہ بات اچھی طرح واضح رہنی چاہئے کہ ۱۱/ اور ۱۲/ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی درست نہیں ہے اور اس سلسلہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی طرف جو روایت منسوب کی جاتی ہے وہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہے یا اس کا تعلق صرف رمی کے آخری دن (یعنی ۱۳ویں ذی الحجہ) سے ہے، ۱۱-۱۲ سے نہیں ہے؛ اس لئے حجاجِ کرام کو اس مسئلہ کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے، دوسروں کی دیکھا دیکھی زوال سے پہلے رمی کر کے اپنا حج خراب نہ کریں اور ہرگز کسی کے بہکاوے میں نہ آئیں۔

ایامِ تشریق میں رمی کا طریقہ

ایامِ تشریق (یعنی ۱۱-۱۲-۱۳/ ذی الحجہ) میں تینوں جمرات کی رمی کا حکم ہے، اولاً جمرۂ اولیٰ اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ اور پھر جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے۔ (رمی کا طریقہ اور شرائط وہی ہیں جو پہلے رمی جمرۂ عقبہ کے بیان میں گذر چکے ہیں) **وما ذکرنا من الترتیب فی الجمار الثلاث سنة عند الاکثر، هو المختار.** (غنیة الناسک ۱۸۵)

کیا رمی جمرات متصلاً ضروری ہے؟

تینوں جمرات کی رمی پے در پے بلا فصل کرنا مستحب اور مسنون ہے؛ لہٰذا بلا عذر ان میں فصل نہیں کرنا چاہئے؛ لیکن اگر کوئی شخص کمزور ہو اور ایک جمرہ کی رمی کے بعد کچھ ستا لے پھر دوسرے جمرہ کی رمی کرے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ **ولا يشترط الموالات بين الجمرات ولا بين رميات جمرةٍ واحدةٍ؛ بل يسن، فيكره تركها.** (غنية الناسك ١٨٦)

کیا رمی کے لئے باوضو ہونا شرط ہے؟

رمی کے معتبر ہونے کے لئے وضو اور طہارت کی شرط نہیں ہے؛ لیکن اگر باوضو رمی کرے تو یہ افضل اور بہتر ہوگا۔ **ولا يشترط ان يكون الرمي على حالة مخصوصة من قيام واستقبال وطهارةٍ.** (غنية الناسك ١٨٦)

وقت پر رمی نہ کر سکے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص اپنے وقت پر رمی نہ کر سکے یا وقت سے پہلے رمی کر لے تو وقت کے اندر اندر دہرا لے، اور اگر وقت میں نہ دہرا سکا تو تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے دہرا لے، اور ساتھ میں وقت سے مؤخر کرنے پر دم بھی دے، اور اگر تیرہویں تاریخ کے غروب سے پہلے پہلے چھوٹی ہوئی رمی کی قضا نہیں کی تو اب رمی کا وقت ختم ہو چکا؛ لہٰذا صرف دم دینا ہوگا۔ **تتمة: فيما إذا اخر الرمي عن يومه، او قدم او لم يرم، ولو لم يرم يوم النحر، او الثاني، او الثالث رماه في الليلة المقبلة، ولا شيء عليه سوى الاساءة ان لم يكن بعذر، ولو رمى ليلة الحادي عشر، او غيرها من غدها لم يصح، لان الليالي في الحج في حكم الايام الماضية، ولو لم يرم في الليل رماه في النهار ولو قبل الزوال قضاء عنده، وعليه الكفارة للتاخير، وأداء عندهما، ولا شيء عليه، ولو أخر رمي الأيام كلها إلى الرابع مثلاً رماها كلها فيه قبل الزوال، او بعده على التأليف قضاءً عنده، وعليه دم**

واحد لتأخير، وأداء عندهما، ولا شيء عليه، وإن لم يقض حتى غربت الشمس منه، فات وقت القضاء والأداء وعليه دم واحد اتفاقاً. (غنية الناسك ١٨٢)

جمرات کی رمی میں ترتیب اُلٹ پلٹ ہوگئی

رمی جمرات میں اگر ترتیب الٹ پلٹ ہوجائے تو اس کی تین صورتیں ہیں، ہرایک کا حکم درج ذیل ہے:

(۱) اگرکسی شخص نے جمرۂ اولیٰ کے بجائے جمرۂ عقبہ سے رمی شروع کرکے جمرۂ اولیٰ پر پوری کی تو اس کے لئے وقت کے اندر اندر جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رمی دوبارہ کرنا مسنون ہوگا۔ فلو بدا بجمرة العقبة ثم الوسطیٰ ثم بالاولیٰ ثم تذکر ذٰلک فی یومه فانه یعیدالوسطی والعقبة سنة او حتماً. (غنية الناسك ١٨٥)

(۲) جمرۂ اولیٰ کی رمی چھوڑ دی اور بقیہ جمرات کی رمی کرلی تو ایسی صورت میں جب جمرۂ اولیٰ کی رمی کرے گا تو ساتھ میں جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کی رمی دوبارہ کرنا مسنون ہوگا۔(کیوں کہ ترتیب کی سنت چھوٹ گئی) وکذا لو ترک الاولیٰ ورمی الاخیرین فانه یرمی الاولیٰ ویستقبل الباقية. (غنية الناسك ١٨٥)

(۳) اگرایامِ تشریق کے ہر دن جمرۂ اولیٰ کی رمی ترک کردی تو بہتر یہی ہے کہ جب بعد میں قضا کرے تو جمرۂ اولیٰ کے ساتھ بقیہ جمرات کی بھی رمی کرے؛ تاکہ سنت ترتیب کی رعایت رہے، تاہم اگر ہر دن کے جمرۂ اولیٰ کی ہی رمی کی تو بھی جائز ہے، تاہم ترکِ سنت کا گناہ ہوگا، اور بہرصورت تاخیر کی وجہ سے ہر متروکہ جمرۂ اولیٰ کے بدلہ میں سات صدقات بطور جنایت لازم ہونگے۔ رمی فی الیوم الثانی او الثالث او الرابع الوسطیٰ والثالثة ولم یرم الاولیٰ فعند القضاء ان رمی الکل بالترتیب فحسن، وان قضیٰ الاولیٰ جاز لسنیة الترتیب، وعلیه سبع صدقات للتاخیر. (غنية الناسك ١٨٥)

ایامِ تشریق میں منیٰ میں کب تک قیام افضل ہے؟

افضل یہ ہے کہ منیٰ میں ۱۳/ ذی الحجہ تک قیام کرکے ہر دن رمی کی جائے؛ لیکن اگر کوئی شخص ۱۲/ کو واپس آنا چاہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ **قال اللّٰہ تعالیٰ: واذکروا اللّٰہ فی ایام معدودٰت، فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ، و من تأخر فلا اثم علیہ لمن اتقیٰ.** (آل عمران:) **والافضل ان یقیم ویرمی فی الیوم الرابع.** (غنیة الناسك ۱۸٤)

۱۲/ ذی الحجہ کو منیٰ سے کس وقت واپس ہو؟

اگر ۱۲/ ذی الحجہ کو منیٰ سے واپسی کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے رمی کرکے منیٰ کی حدود سے باہر آجائے، غروب کے بعد باہر آنا مکروہ ہے۔ **وان لم یقم نفر قبل غروب الشمس، فان لم ینفر حتی غربت الشمس یکرہ ان ینفر حتی یرمی فی الرابع.** (غنیة الناسك ۱۸٤)

۱۲/ ذی الحجہ کو غروب کے بعد منیٰ سے واپس ہونا

اگر ۱۲/ ذی الحجہ کو منیٰ میں رہتے ہوئے سورج غروب ہوجائے تو اس کی وجہ سے ۱۳/ تاریخ کی رمی واجب نہیں ہوتی؛ لہٰذا تیرہویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے پہلے اگر وہ مکہ واپس آ گیا تو اس پر کوئی جنایت لازم نہ ہوگی؛ لیکن کراہت کا ارتکاب ضرور ہوگا (لہٰذا کراہت سے بچنے کی شکل یہ ہے کہ تیرہویں کی رمی کرکے واپس ہو؛ البتہ معذورین کے لئے کوئی کراہت نہیں ہے)۔ **ویسقط بنفرہ قبل طلوع الفجر الرابع، ولو نفر من اللیل قبیل طلوعہ لا شیٔ علیہ فی الظاهر عن الامام، وقد اساء.** (غنیة الناسك ۱۸٤)

منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳/ ذی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی

اگر ۱۲/ تاریخ کو منیٰ سے مکہ واپس نہیں گیا اور منیٰ میں رہتے ہوئے ۱۳/ ذی الحجہ کی صبح صادق ہوگئی تو اب تیرہ کی رمی کئے بغیر واپس جانا جائز نہیں، اگر اس کے بعد بغیر رمی کئے چلا گیا اور

وقت رہتے ہوئے واپس آ کر رمی ادانہیں کی تودم لازم ہو جائے گا۔ **ولو نفر بعد طلوع الفجر قبل الرمی یلزمہ الدم اتفاقاً.** (غنیة الناسك ١٨٤)

۱۳/ذی الحجہ کی رمی کے اوقات

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ذی الحجہ کی ۱۳/تاریخ کو رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے اور زوال تک وقت مکروہ رہتا ہے اور زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے، اور غروب پر وقت ختم ہوجاتا ہے۔ **واما وقت الجواز فی الیوم الرابع فمن الفجر الی الغروب، الا ان ما قبل الزوال وقت مکروہ وما بعدہ مسنون وبغروب الشمس من ھٰذا الیوم یفوت وقت الاداء والقضاء اتفاقاً.** (غنیة الناسك ١٨٢)

۱۳/ذی الحجہ کوزوال سے پہلے رمی کی گنجائش

جوشخص جلدی واپس ہونا چاہتا ہواس کے لئے تیرہ تاریخ کوزوال سے پہلے رمی کر کے مکہ معظّمہ واپس آنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کراہت تنزیہی کے ساتھ درست ہے۔ **فان رمی قبل الزوال فی ھٰذا الیوم صح عند ابی حنیفة رحمہ اللّٰہ تعالیٰ مع الکراھة التنزیھیة وھو قول عکرمة وطاؤس واسحق بن راھویہ رحمھم اللّٰہ تعالیٰ وھو استحسان غایة لانہ لما ظھر اثر التخفیف فیہ بالترک فلان یظھر اثر التخفیف فیہ بالتقدیم اولیٰ، وقالا: لا یصح اعتباراً بسائر الایام وعلیہ الجمھور.** (غنیة الناسك ١٨٤)

مسائل طوافِ وداع

طوافِ وداع کس پر واجب ہے؟

طوافِ وداع ہر آفاقی (میقات سے باہر رہنے والے) حاجی پر واجب ہے (بشرطیکہ وہ شرعاً معذور نہ ہو) **هو واجب علی کل حاج آفاقی مفرد او قارن او متمتع بشرط کونه مدرکاً مکلفاً غیر معذور.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲، الموسوعة الفقهية ۵۸/۱۷، المبسوط للسرخسی ۳۵/۴)

طوافِ وداع کس پر واجب نہیں؟

درج ذیل لوگوں پر طوافِ وداع واجب نہیں ہے: (۱) عمرہ کرنے والے (۲) مکہ معظّمہ کے مستقل شہری (۳) حدودِ حرم میں رہنے والے (۴) حدودِ حل میں رہنے والے (مثلاً جدہ وغیرہ کے لوگ (۵) مواقیت میں رہنے والے (۶) وہ لوگ جن کا حج فوت ہوجائے (۷) مجنون اور بچے (۸) حیض ونفاس والی عورتیں۔ **فلا یجب علی معتمر و لا علی اهل مکة و من اقام بها قبل حل النفر الاول واهل الحرم والحل والمواقیت وفائت الحج والمحصر والمجنون والصبی والحائض والنفساء.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲، تاتارخانیة زکریا ۶۱۹/۳، فتح القدیر ۵۰۴/۲، شامی مع الدر زکریا ۵۴۵/۳، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۲/۲)

نوٹ: تاہم اہل مکہ وغیرہ کے لئے طوافِ وداع کرنا مستحب ضرور ہے۔ **الا انه یندب لاهل مکة ومن فی حکمهم.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲)

طوافِ وداع کا اصل وقت

طوافِ وداع کا وقت طوافِ زیارت کے ۴؍ چکر کرلینے کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے، اور

پھر جب تک حاجی مکہ معظّمہ میں مقیم رہے، اس کا وقت باقی رہتا ہے، وہ کبھی بھی طوافِ وداع ادا کرسکتا ہے۔ **اما وقت جوازہ علی التعیین فاولہ بعد اتیان اکثر طواف الزیارة ولو فی یوم النحر ولا آخر لہ ما دام مقیماً فلو اتی بہ ولو بعد سنة یکون اداءً لا قضاءً.** (غنیة الناسک ۱۹۰، مناسک علی قاری ۲۵۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، فتح القدیر ۵۰۳/۲، البحر الرائق ۳۵۰/۲)

طوافِ وداع کا مستحب وقت

طوافِ وداع کا مستحب وقت یہ ہے کہ جب مکہ معظّمہ سے واپسی کا ارادہ ہوتو اس وقت طوافِ وداع کیا جائے۔ **والحاصل ان المستحب فیہ ان یقع عند ارادة السفر بعد الفراغ من افعال الحج بل من جمیع اشغالہ، ویعقبہ الخروج من غیر مکث.** (غنیة الناسک ۱۹۱، مناسک علی قاری ۲۵۲، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۴/۲، البحر الرائق زکریا ۳۵۰/۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، فتح القدیر ۵۰۳/۲، شامی زکریا ۵۴۴/۳)

طوافِ وداع کے بعد مکہ معظّمہ میں مقیم رہنا

اگر طوافِ وداع کے بعد مکہ معظّمہ میں کئی روز مقیم رہا تو واپسی کے وقت دوبارہ طوافِ وداع کرنا ضروری نہیں ہے؛ تاہم اگر کرلے تو مزید فضیلت کا مستحق ہوگا۔ **ولو اقام بعدہ ولو ایاماً او اکثر فلا بأس والافضل ان یعیدہ.** (غنیة الناسک ۱۹۱، بدائع الصنائع زکریا ۳۳۴/۲، الموسوعة الفقهية ۵۹/۱۷، تاتارخانیة زکریا ۶۱۲/۳، فتح القدیر ۵۰۳/۲، مناسک علی قاری ۲۵۳، شامی زکریا ۵۴۴/۳)

طوافِ وداع میں تعیین نیت ضروری نہیں

طوافِ وداع میں صرف طواف کی نیت کافی ہے، طوافِ وداع کی متعین نیت ضروری نہیں؛ لہٰذا طوافِ زیارت کے بعد اگر نفل کی نیت سے بھی طواف کرلیا تو وہ طوافِ وداع کی طرف

سے کافی ہوجائے گا۔ **ومن شرائط صحتہ نیة الطواف والشرط اصل النیة لا التعیین حتی لو طاف بعد طواف الزیارة لا یعین شیئاً او نوی تطوعاً کان للصدر لان الوقت تعین له.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۳۳، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۵٤۳)

سعی سے پہلے طوافِ وداع

اگرکوئی شخص طوافِ زیارت کے بعداور حج کی سعی سے پہلے طوافِ وداع کرلےتو یہ بھی کافی ہے۔ **وان یکون بعد طواف الزیارة کله او اکثره ولو بقی علیه من افعال الحج واجبات وسنن.** (غنیة الناسك ۱۹۰، مناسك علی قاری ۲۵۲)

نوٹ: بعض مرتبہ طوافِ زیارت میں بھیڑ زیادہ ہوتی ہے اورکوئی حاجی جلدی وطن واپس جانا چاہتا ہے، اب اگر بھیڑ سے نکل کرسعی کرے گا اورسعی کے بعد دوبارہ طواف کے لئے جائے گا، تو بہت مشقت ہوگی اورزیادہ وقت لگے گا؛ اس لئے اگر طوافِ زیارت کے معاً بعد طوافِ وداع کرلے اور پھرآ کرسعی کرلےتو اس کی بھی گنجائش ہے۔

طوافِ وداع کئے بغیر واپس لوٹ گیا

اگرکوئی حاجی طوافِ وداع کئے بغیر مکہ معظّمہ کی حدود سے باہر آ گیا تو جب تک وہ میقات کی حد سے باہر نہ نکلے اس پر واجب ہے کہ لوٹ کرآئے اورطوافِ وداع کرے، اوراگر میقات کی حد سے باہر نکل گیا (مثلاً مدینہ منورہ چلا گیا) تو اب اسے اختیار رہے چاہےتو ترکِ واجب کی وجہ سے حدودِ حرم میں دم جنایت قربان کردے، یا عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ واپس جائے اوراولاً عمرہ کے ارکان ادا کرکے طوافِ وداع کرے (اورایسی صورت میں اولیٰ یہ ہے کہ خود واپس لوٹنے کے بجائے دم بھیج دے) **یجب علیه العود بلا احرام ما لم یجاوز المیقات فان جاوزه لم یجب الرجوع عیناً؛ بل اما ان یمضی وعلیه دم، واما ان یرجع باحرام عمرة او حج، فاذا رجع ابتدأ بطواف العمرة، ثم یطوف للصدر، ولا شیء علیه**

للتاخير، ويكون مسيئاً، والاولىٰ ان لا يرجع بعد المجاوزة، ويبعث دماً لانه انفع للفقراء. (غنية الناسك ١٩٢، وانظر: مناسك ٢٥٣، بدائع الصنائع زكريا ٣٣٤/٢، فتح القدير ٥٠٤/٢، البحر الرائق كوئٹه ٣٥١/٢)

جنایاتِ طوافِ وداع:

○ اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالت جنابت کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہوکر اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر لوٹالے گا تو قربانی ساقط ہوجائے گی۔ **ولو طاف للصدر جنباً فعليه شاة ويعيده وجوباً.** (غنية الناسك ٢٧٥، مناسك ملا علی قاری ٣٥١، هندية ٢٤٦/١، البحر الرائق كوئٹه ٢١/٣، درمختار زكريا ٥٨١/٣)

○ اگر طوافِ وداع بے وضو کیا تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر واجب ہے اور اس کو باوضو لوٹانا مستحب ہے۔ **وان طافه محدثاً فعليه لكل شوط صدقة ويعيده ندباً في الحدث.** (غنية الناسك ٢٧٥، مناسك ملا علی قاری ٣٥١، هندية ٢٤٦/١، البحر الرائق كوئٹه ١٩/٣، البحر العميق ١١٢٦/٢، درمختار زكريا ٥٨١/٣-٥٨٢)

○ اگر سرے سے طوافِ وداع ترک کردیا اور مکہ سے روانہ ہوگیا تو اس پر میقات پار کرنے سے پہلے پہلے واپس آکر طوافِ وداع کرنا واجب ہے، اگر لوٹ کر نہیں آئے گا تو دم واجب ہوگا، اور اگر میقات سے آگے نکل گیا تو اسے اختیار ہے چاہے تو نیا احرام باندھ کر واپس آئے اور طوافِ وداع کرے یا وہیں سے دم بھیج دے۔ **ولو تركه كله او اكثره ولا يتحقق الترك الا بالخروج من مكة فعليه شاة لو يرجع وعليه الرجوع حتما ليطوف وما لو يجاوز الميقات وبعده يخير بين اراقة الدم والرجوع باحرام جديد للعمرة.** (غنية الناسك ٢٧٥، مناسك ملا علی قاری ٣٥٠، درمختار زكريا ٥٨٤/٣-٥٨٥، البحر الرائق كوئٹه ٢١/٣)

○ طوافِ وداع میں اگر چار چکروں سے کم بے وضو کئے تو ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر لازم ہے۔ **وان طافه محدثاً فعليه صدقة لكل شوط.** (مناسك ملا علی قاری ٣٥١، غنية الناسك ٢٧٥)

○❖○

مسائلِ حجِ بدل

عبادات میں نیابت کی بحث

عبادات کی تین صورتیں ہوتی ہیں: (۱) خالص مالی عبادتیں: جیسے زکوٰۃ وصدقات وغیرہ، تو اس طرح کی عبادات میں بلا کسی شرط کے دوسرے کو نائب بنانا جائز ہے، مثلاً کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت سے زکوٰۃ ادا کردے، تو ایسا کرنا شرعاً درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ یہاں مقصود مستحق کو نفع پہنچانا اور یہ مقصد ہر طرح حاصل ہے، چاہے آدمی خود اس کام کو انجام دے یا دوسرے سے کرائے۔

(۲) خالص بدنی عبادتیں: جیسے نماز، روزہ، اعتکاف وغیرہ، تو ان میں نیابت مطلقاً جائز نہیں، یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص کی فرض نمازیں دوسرا شخص پڑھ لے یا کسی کی طرف سے اس کے فرض روزے دوسرا شخص رکھ لے؛ بلکہ جس پر نماز فرض ہے اسے خود ہی نماز پڑھنی پڑے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی عبادات کا مقصد نفس انسانی کو رضاء خداوندی کا تابع بنانا ہے، اور یہ اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ ان عبادات کو خود ادا کیا جائے؛ کیوں کہ دوسرا شخص اگر اس میں نیابت کرے گا تو بدنی عبادات کا مقصد ہرگز حاصل نہ ہو پائے گا۔

(۳) مال اور بدن سے مرکب عبادتیں: جیسے حج، تو ان میں کچھ شرائط کے ساتھ نیابت کی اجازت ہے؛ کیوں کہ اس میں دونوں جہتیں پائی جاتی ہیں، اس لئے مطلق اجازت نہیں دی گئی؛ بلکہ کچھ شرائط کا لحاظ رکھا گیا ہے، اور ان میں بنیادی شرط یہ ہے کہ آدمی خود ادا کرنے سے عاجز ہوجائے تو ایسی صورت میں مال خرچ کرکے دوسرے کے ذریعہ ادائیگی کی گنجائش دی گئی ہے، اور اگر خود عاجز نہ ہو تو نیابت کی اجازت نہیں ہے؛ بلکہ خود حج کرنا فرض ہے۔ (تلخیص: البحرالعمیق ۴/ ۲۲۳۹-۲۲۵۰، بدائع الصنائع ۲/ ۴۵۳-۴۵۴)

ایصالِ ثواب کا مسئلہ

یہاں ایک ضمنی مسئلہ یہ بھی ہے کہ کیا کوئی شخص اپنی عبادات کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے؟ تو اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ آدمی اپنی نفلی عبادتوں - خواہ وہ مالی ہوں یا بدنی ہوں یا دونوں سے مرکب ہوں - کا ثواب دوسرے زندہ یا مردہ لوگوں کو بخش سکتا ہے اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں؛ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی نفل نمازیں، روزے یا حج وعمرہ یا قرآنِ پاک کی تلاوت وغیرہ کا ثواب اپنے مرحوم یا زندہ

متعلقین کو پہنچانا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بس شرط یہ ہے کہ یہ اعمال نفلی ہوں اور ان پر دنیا میں کوئی اجرت نہ لی گئی ہو۔ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: **واما قراءۃ القرآن و اهدائها اليه تطوعاً بغير اجرةٍ، فهٰذا يصل اليه كما يصل اليه ثواب الصوم والحج.** (کتاب الروح ۲۱۱) اور علامہ ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ میں ہے: **لا نزاع بين علماء السنة والجماعة في وصول ثواب العبادات المالية، والصواب ان الاعمال البدنية كذٰلك.** (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۳۶۶/۲٤، حاشية البحر العميق ۲۲٤۱/٤)

اور صاحب بدائع علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں: **وقول النبی صلى الله عليه وسلم: "لا يصوم احد عن احد ولا يصلى احد عن احد"، اى فى حق الخروج عن العهدة لا فى حق الثواب فان من صام او صلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات او الاحياء جاز، ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة ......، وعليه عمل المسلمين من لدن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الى يومنا هٰذا فى زيارة القبور وقراءة القراٰن عليها والتكفين والصدقات والصوم والصلاة وجعل ثوابها للاموات ولا امتناع فى العقل ايضاً؛ لان اعطاء الثواب من اللّٰه تعالىٰ افضال منه لا استحقاق عليه فله ان يتفضل على من عمل لاجله بجعل الثواب له كما له ان يتفضل باعطاء الثواب من غير عمل رأساً .** (بدائع الصنائع ۴۵٤/۲)

نوٹ: حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما سے یہ بات منقول ہے کہ تلاوت وغیرہ کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا؛ لیکن فقہ شافعی کی کتابوں میں یہ صراحت بھی ہے کہ اگر ان عبادات کو انجام دے کر آدمی یہ دعا کرلے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب فلاں کو پہنچادے تو اس اعتبار سے انجام کار اس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جائے گا اور اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

چناں چہ علامہ ابن رشد مالکیؒ فرماتے ہیں: **محل الخلاف مالم تخرج القراءة مخرج الدعاء بان يقول قبل قراءته "اللّٰهم اجعل ثواب ما اقرؤه لفلان" فاذا خرجت مخرج الدعاء كان الثواب لفلانٍ قولاً واحداً جاز ذٰلك من غير خلافٍ.** (حاشية: البحر العميق ۲۲٤۱/٤-۲۲٤۲)

دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی گنجائش

احادیث شریفہ سے صاف طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آدمی دوسرے کی طرف سے حج کرسکتا ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک عورت نے پیغمبر علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا کہ: ''میرے والد پر حج فرض ایسے حال میں ہوا کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر سفر کے قابل نہیں ہے، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں''؟ تو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''ہاں کرسکتی ہو''۔ (بخاری شریف: ۱۵۱۳، مسلم شریف: ۱۳۳۵)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے اسی طرح کا مسئلہ پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا کہ: ''کیا تم ان کی سب سے بڑی اولاد ہو''؟ تو اس نے کہا کہ: ''ہاں''! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''یہ بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا کرتے یا نہیں؟'' اس نے کہا کہ: ''ہاں ادا کرتا''، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ان کی طرف سے حج بھی ادا کرو''۔ (نسائی شریف حدیث: ٢٦٣٤، البحر العمیق ۴/ ٢٢٥٠)

والدین کی طرف سے حج بدل کی فضیلت

بعض روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے باپ یا ماں کی طرف سے حج کرے تو ماں یا باپ کا حج بھی ادا ہو جائے گا اور اس حج کرنے والے کو دس حج کرنے کا ثواب الگ سے ملے گا''۔ (مسند دار قطنی ٢/ ٢٢٩)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو یہ حج اس کی طرف سے اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور والدین کی ارواح کو اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور اس بیٹے کا نام اللہ کے یہاں فرماں برداروں میں لکھ دیا جاتا ہے''۔ (مسند دار قطنی ٢/ ٢٢٩، البحر العمیق ١/ ٩٦)

اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے کوئی قرضہ ادا کرے تو اس کو قیامت میں نیک لوگوں میں شامل کر کے اٹھایا جائے گا''۔ (مسند دار قطنی ٢/ ٢٦٠، البحر العمیق ١/ ٩٦)

میت کی طرف سے حج بدل کرنے کا ثواب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ: ''جو شخص کسی میت کی طرف سے حج بدل کرتا ہے، تو میت کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور حج کرنے والے کو سات حجوں کا ثواب ملتا ہے''۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: ''حج کرنے والے کو جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا ہوتا ہے''۔

اور ایک روایت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد منقول ہے کہ: ''ایک حج کی بنا پر تین آدمی جنت میں داخل ہوں گے: (١) وہ شخص جس نے حج کی وصیت کی ہو (٢) جس وارث نے وصیت نافذ کی ہو (٣) جو شخص میت کی طرف سے حج بدل کرنے والا ہے''۔ (البحر العمیق ١/ ٩٧)

انہی روایات و آثار کی بنا پر علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو اس کے لئے نفلی حج کے مقابلہ میں حج سے عاجز لوگوں کی طرف سے حج بدل کرنا افضل ہے؛ کیوں کہ اس کا نفع متعدی ہے۔ حج

الانسان عن غيره افضل من حجه عن نفسه بعد ان ادىٰ فرض الحج؛ لانه نفعه متعد وهو افضل من القاصر. (شامي بيروت ٤/ ٢٠)

نبی اکرم علیہ السلام کی طرف سے حج وعمرہ کرنا

اپنی نفلی عبادات بالخصوص حج وعمرہ کا ثواب محسن انسانیت، سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرنا بڑی سعادت کی بات ہے، اس کی وجہ سے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خاص عنایت نصیب ہوتی ہے اور خیر کی توفیق سے انسان نوازا جاتا ہے۔

مشہور بزرگ علامہ علی ابن موفقؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے ۸۰/حج کئے تھے، جن میں سے ۷۰/حج کا ثواب پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا، نیز مروی ہے کہ علامہ ابن موفقؒ نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے چند حج کرنے کے بعد خواب میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا کہ حضور اکرم علیہ السلام ان سے پوچھ رہے ہیں کہ: ’’ابن موفق کیا تم نے میری طرف سے حج کیا تھا؟‘‘ ابن موفقؒ نے کہا کہ: ’’ہاں‘‘ پھر حضور نے پوچھا کہ: ’’کیا تم نے میری طرف سے لبیک پڑھا تھا؟‘‘ اس پر بھی ابن موفقؒ نے اثبات میں جواب دیا، تو حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ابن موفقؒ سے فرمایا کہ: ’’میں تمہیں اس کا بدلہ قیامت میں اس طرح دوں گا کہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کروں گا جب کہ دیگر مخلوقات حساب وکتاب کی پریشانی میں سرگرداں ہوں گی‘‘۔ (البحر العمیق ۱/ ۹۷-۹۸)

اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے عمرے ادا فرمایا کرتے تھے، اور علامہ موصوفؒ نے بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے ایصالِ ثواب نہ صرف یہ کہ جائز؛ بلکہ موجبِ فضیلت اور پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے عظیم احسانات کا شکریہ ادا کرنے کے قبیل سے ہے۔ اور یہ نہ کہا جائے کہ حضور کو ثواب کی کیا ضرورت ہے؛ اس لئے کہ رفع درجات کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ شامی بیروت ۳/ ۱۴۳)

اب ذیل میں حج بدل سے متعلق کچھ اہم مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

کس شخص پر اپنی طرف سے حج بدل کرانا لازم ہے؟

جس شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں اس کے لئے حج بدل کرانا (یا حج بدل کی وصیت کرنا) لازم ہوتا ہے:

(۱) جو شخص مسلمان ہو۔ **اسلام الآمر.** (غنية الناسك ٣٣٦)

(۲) عاقل، بالغ اور مکلّف ہو۔ **وعقلهما (الآمر والمامور)** (غنية الناسك ٣٣١)

(۳) اس پر مالی اور جسمانی اعتبار سے حج فرض ہو چکا ہو۔ **وجوب الحج على المحجوج عنه باليسار والصحة.** (غنية الناسك ٣٣٢)

(۴) فرضیت کے بعد خود حج کرنے پر قادر نہیں رہا، یا تو اس لئے کہ مال نہیں ہے یا اس لئے کہ صحت معدوم ہوگئی۔ (یا عورت کو محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملا) وغیرہ۔ **عجزه عن الاداء بنفسه بزوال احدهما.** (غنية الناسك ٣٢١)

(۵) حج سے عاجزی موت تک برقرار رہی، خواہ ایسا عذر ہو جو زائل ہو سکتا ہو، مثلاً: قید وبند یا پاگل پن یا ایسا عذر ہو جو زائل نہ ہو سکتا ہو، جیسے: بڑھاپا۔ **دوام العجز الى الموت.** (غنية الناسك ٣٢٠-٣٢١)

مال دار تندرست کی طرف سے فرض حج بدل معتبر نہیں

جو شخص سفر حج کی وسعت رکھتا ہو اور تندرست بھی ہو اور اسی حالت میں اس نے اپنا حج بدل کرالیا، پھر بعد میں وہ بیماری یا فقر کی وجہ سے حج سے عاجز ہوگیا تو اس کا پہلے کرایا گیا حج بدل نفل ہی رہے گا، اور اب یا تو وسعت وقدرت کے بعد اسے خود حج کرنا ہوگا اور اگر مرتے دم تک قدرت نہ ہوئی، تو حج بدل کی وصیت لازم ہوگی۔ **فلو احج عنه فرضاً وهو صحيح، وله مال ثم عجز بزوال الصحة واستمر لا يجزئه عن فرضه، بل هو تطوع له.** (غنية الناسك ٣٢١) **وفي النهاية: اذا احج الرجل الصحيح رجلاً ثم عجز لم يجزه عن الحجة، لفقد العذر حالة الاحجاج كذا في الفوائد وفتاوىٰ الولوالجي. ويصير هٰذا كمن يتمم مع وجود الماء ثم عدم الماء.** (البحر العميق ٤/٢٢٥٩)

حج بدل کرانے کے بعد فقیر مال دار ہوگیا

جو شخص فقیر مگر تندرست تھا، اِسی وقت اس نے اپنی طرف سے حج بدل کرادیا پھر بعد میں

اسے حج کی مالی وسعت حاصل ہوگئی تو اب اسے اپنا حج فرض خود کرنا ضروری ہوگا، اور جو اس نے حج بدل کرایا ہے وہ اس کے حق میں نفل ہو جائے گا۔ **فلو احج عنه فرضاً وهو فقير صحيح البدن ثم ملك مالاً ووجب الحج عليه لا يجزئه عما وجب عليه بعده؛ بل هو نفل له بلا خلاف** . (غنية الناسك ۳۲۰)

مال دار مریض حج بدل کرانے کے بعد تندرست ہو گیا

جو شخص حج کی وسعت رکھتا تھا؛ لیکن بیماری کی وجہ سے اس نے اپنی جگہ دوسرے سے حج بدل کرالیا پھر بعد میں وہ خود تندرست ہو گیا تو پہلا حج بدل اس کے فریضۂ حج کی طرف سے کافی نہ ہوگا؛ بلکہ اسے اب خود حج کرنا لازم ہوگا۔ **ولو احج عنه فرضاً وهو موسرٌ غير صحيح ثم صح لا يجزئه عند الامام.** (غنية الناسك ۳۲۰-۳۲۱)

جس عذر کے زائل ہونے کی امید ہو اس کی بنا پر حج بدل کا حکم

اگر کوئی شخص سرمایہ دار ہو مگر ایسے عذر میں مبتلا ہو جس کے ختم ہونے کی عادۃً امید ہوتی ہے، مثلاً کوئی شخص جیل میں قید ہے یا عارضی بیماری میں مبتلا ہے، تو اگر اس طرح کے اعذار کی بنا پر اس نے حج بدل کرادیا، تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ عذر اس کے مرتے دم تک باقی رہا یا نہیں؟ اگر مرتے دم تک عذر باقی رہے گا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ اور اگر عذر زندگی میں زائل ہو گیا تو مذکورہ حج بدل فرض کی طرف سے کافی نہ ہوگا؛ بلکہ وہ اس کی طرف سے نفلی حج قرار پائے گا۔ **ان كان العذر يرجى زواله عادةً كالحبس والمرض ومنه الجنون، ولو عجز فاحج عنه فرضاً كان امره موقوفاً ، فان دام عجزه حتى مات ظهر انه وقع مجزئاً عن فرضه، وان قدر عليه وقتاً ما من عمره ظهر انه وقع نفلاً له.** (غنية الناسك ۳۲۱) **مريض امر رجلاً ان يحج عنه حجة الاسلام ثم برأ المريض لا يجوز ذٰلك الحج عن حجة الاسلام عن الآمر.** (البحر العميق ۲۲۵۹/٤)

صحت سے مایوس مریض حج بدل کے بعد صحت مند ہوگیا

جس شخص پر تندرستی کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا پھر وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہوگیا کہ صحت سے بالکل مایوسی ہوگئی مثلاً اپاہج یا نابینا ہوگیا، اسی بنا پر اس نے اپنا حج بدل کرادیا، پھر خدا کی شان کہ وہ صحت مند ہوگیا، تو اب اس کے لئے دوبارہ حج کرنا لازم نہیں ہے؛ بلکہ وہی حج بدل اس کے لئے کافی ہوجائے گا۔ **وان کان لعذر لا یرجی زواله عادةً کالزمانة والعمی لا یشترط دوامه الی الموت، فلو احج الزمن او الاعمیٰ اجزأ مطلقاً استمر علی ذٰلک ام لا.** (غنية الناسك ۳۲۱)

عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرایا پھر محرم مل گیا

محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی وجہ سے وسعت والی عورت نے حج بدل کرادیا تھا پھر بعد میں اسے سفر میں ساتھ جانے والا محرم دستیاب ہوگیا تو اس کا حج بدل نفلی ہوجائے گا اور اسے محرم کے ساتھ اپنا حج خود ادا کرنا لازم ہوگا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کو حج بدل کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سفر سے عاجز نہ ہوجائے؛ تاکہ یقینی طور پر اس کا حج بدل درست ہوجائے؛ البتہ اگر اس نے محرم نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا اور پھر مرتے دم تک اسے محرم میسر نہ آیا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔ **ومما یرجی زواله عدم وجود المحرم للمرأة فتقعد الی ان تبلغ وقتاً تعجز عن الحج فيه لکبر او زمانة او عمر، فحينئذ تبعث من یحج عنها، اما قبل ذٰلک فلا یجوز لتوهم وجود المحرم، فان بعثت رجلاً ان دام عدم وجود المحرم الی ان ماتت فذٰلک جائز.** (غنية الناسك ۳۲۱، البحر العميق ۲۲۶۲/۴)

نیابت درست ہونے کی مزید شرطیں

جو شخص حج بدل کے لئے جائے اس کا حج آمر کی طرف سے معتبر ہونے کے لئے درج ذیل

شرطیں بھی لازم ہیں:

(۱) آمر کا اسے حج کرنے کا صراحۃً حکم دینا؛ (البتہ وارث کا اپنے مورث کی طرف سے بلا امر حج کرنا بھی معتبر ہے)

(۲) احرام باندھتے وقت مامور کا آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔

(۳) مامور کا آمر کی طرف سے خود حج کرنا، دوسرے سے نہ کرانا۔

(۴) اگر میت نے حج بدل کی وصیت میں کسی خاص شخص کو متعین کیا ہے تو اسی متعین شخص کا حج کرنا ضروری ہے، الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو۔

(۵) اکثر سفر حج میں آمر کا مال خرچ کرنا۔

(۶) اکثر سفر سوار ہو کر کرنا؛ لہٰذا اگر پیدل سفر کیا تو آمر کی طرف سے حج درست نہ ہوگا۔

(۷) آمر کے وطن سے سفر شروع کرنا۔

(۸) حج کو فاسد نہ کرنا؛ کیوں کہ اگر حج بدل کو فاسد کر دیا تو یہ حج آمر کی طرف سے نہ ہو کر مامور کی طرف سے ہو جائے گا۔

(۹) آمر کے حکم کی مخالفت نہ کرنا، مثلاً اگر اس نے حج افراد کا حکم دیا ہے اور مامور نے اپنی مرضی سے حج قران یا حج تمتع کر لیا تو یہ حج آمر کی طرف سے نہیں ہوگا۔ (البتہ اگر خود آمر یا وصی حج تمتع یا قران کی اجازت دے تو اس کی گنجائش ہے)

(۱۰) ایک سفر میں ایک ہی حج کا احرام باندھنا؛ لہٰذا اگر مامور نے آمر کے احرام کے بعد اپنے حج کا بھی احرام باندھ لیا تو آمر کا حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۱) ایک احرام میں دو شخصوں کی نیت نہ کرنا؛ لہٰذا اگر مثلاً دو آدمیوں نے مامور کو حج بدل کا حکم دیا اور اس نے اس سفر میں دونوں آمروں کی طرف سے نیت کر لی تو ان آمروں میں سے کسی کی طرف سے بھی حج ادا نہ ہوگا۔

(۱۲) حج کا فوت نہ ہونا۔

(مستفاد: فتاویٰ شامی ۴/۱۷-۱۸، غنیۃ الناسک ۳۲۰-۳۳۶، مناسک ملا علی قاری ۳۵-۴۵۲، جواہر الفقہ ۱/۵۰۰-۵۰۶)

کون شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے؟

ہر وہ شخص جو (۱) مسلمان (۲) عقل مند (۳) صاحب تمیز ہو (یعنی بے شعور بچہ نہ ہو) وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل ادا کرسکتا ہے۔ **اسلام الآمر والمامور وعقلهما ......، وتمييز المامور فلا يصح احجاج صبي غير مميز.** (شامی ٤/١٨)

کس شخص سے حج بدل کرانا بہتر ہے؟

بہتر ہے کہ حج بدل کے لئے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اپنا حج پہلے ادا کر چکا ہو اور وہ حج کے ارکان ومناسک سے بخوبی واقف ہو۔ **والافضل للانسان اذا اراد ان يحج رجلاً عن نفسه ان يحج رجلاً قد حج عن نفسه الخ، وفي الكرماني: الافضل ان يكون عالماً بطريق الحج وافعاله ويكون حراً عاقلاً بالغاً.** (هندية ١/٢٥٧)

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا بلا کراہت درست ہے۔ **عن الفضل بن عباسؓ أنه كان رديف رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاءه رجل، فقال: يا رسول الله إن أمي عجوز كبيرة وإن حملتها لم تستمسك وإن ربطتها خشيت أن اقتلها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أرأيت لو كان على أمك دين اكنت قاضيهٔ، فقال: نعم، قال: فحج عن أمك.** (سنن النسائی حدیث: ٢٦٣٩)

مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا

مرد کی طرف سے عورت کو حج بدل کرنا جائز مگر مکروہ ہے؛ اس لئے کہ عورت کے حج میں بہت سی سنتیں مثلاً رمل، اضطباع وغیرہ نہیں ہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا جائے۔ **ولا فرق ايضاً بين ان يكون الحاج عن الغير رجلاً او امرأة الا انه يكره**

احجاج المرأة ويجوز، اما الجواز فلحديث الخثعمية، واما الكراهة فلانه يدخل في حجها ضرب نقصان؛ لان المرأة لا تستوفي سنن الحج فانها لا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الصفا والمروة ولا تحلق وغير ذٰلک من الافعال التي جازت للرجل دونها. (البحر العميق ٤/٢٢٦٨، شامی بیروت ٤/٢١)

مراہق شخص کے ذریعہ حج بدل

بالغ شخص کی طرف سے مراہق (قریب البلوغ) لڑکے کا حج بدل کرنا بھی شرعاً معتبر ہے؛ لیکن افضل یہی ہے کہ بالغ سے حج بدل کرایا جائے۔ **لکنه يشترط لصحة النيابة اهلية المامور لصحة الافعال (درمختار) عبر بالصحة دون الوجوب ليعم المراهق فانه اهل للصحة دون الوجوب.** (شامی بیروت ٤/٢٠)

جس شخص نے اپنا حج نہ کیا ہو کیا وہ حج بدل کرسکتا ہے؟

اگر کسی شخص نے اپنا حج ادا نہ کیا ہو وہ بھی دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے؛ لیکن اس میں قدرے تفصیل ہے:

الف: اگر کسی شخص پر اپنا حج فرض ہو چکا ہے پھر وہ اپنا حج فرض نہ کرکے دوسرے کی طرف سے حج بدل کرے تو اس کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے؛ کیوں کہ وہ قدرت کے باوجود فرض حج کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے گنہگار رہے؛ لہٰذا اسے حج بدل نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ پہلے خود اپنا حج ادا کرنا چاہئے، اور اگر آمر خود ایسے شخص کو حج بدل کا حکم کرے تو آمر کا یہ حکم کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا۔

ب: اگر اس پر اپنا حج فرض نہیں ہے پھر وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کو جارہا ہے تو اس کا حج بدل کرنا مکروہِ تنزیہی ہوگا۔ تاہم ہر دو صورتوں میں آمر کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا۔

ومع هٰذا لو احج رجلاً لم يحج عن نفسه حجة الاسلام يجوز عندنا وسقط الحج عن الآمر. (هندية ١/٢٥٧)

قال فی الفتح بعد ما اطال الاستدلال: والذی یقتضیه النظر ان حج الصرورة عن غیره ان کان بعد تحقق الوجوب علیه بملک الزاد والراحلة والصحة فهو مکروه کراهة تحریم الخ. قال فی البحر: والحق انها تنزیهیة علی الآمر لقولهم والافضل ...... تحریمیة علی الصرورة المامور الذی اجتمعت فیه شروط الحج ولم یحج عن نفسه؛ لانه آثم بالتاخیر. (شامی بیروت ٤/ ٢١)

غیر مستطیع شخص کا حج بدل اس کے لئے موجبِ فرضیت نہیں

اگر ایسا شخص حج بدل کو جائے جس پر خود حج فرض نہ ہو تو کیا مکہ معظّمہ پہنچنے کی بنا پر اس پر حج فرض ہو جائے گا؟ تو اس بارے میں اگرچہ بعض فقہاء سے اس پر حج کی فرضیت کا قول منقول ہے؛ لیکن راجح قول یہی ہے کہ دوسرے کا حج بدل کرنے سے شرعاً یہ قادر علی الحج نہیں مانا جائے گا اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ **قال الشامی بحثاً: لکن هٰذا لا یدل علی ان الصرورة الفقیر کذٰلک؛ لان قدرته بقدرة غیره کما قلنا وهی غیر معتبرةٍ الخ.** (شامی بیروت ٤/ ٢١)

حج بدل میں تمتع؟

حج بدل میں اصل یہ ہے کہ مامور کا حج میقاتی ہو، یعنی وہ میقات سے حج کا احرام باندھے اور یہ بات حج افراد اور حج قران میں تو پائی جاتی ہے؛ لیکن حج تمتع میں نہیں پائی جاتی، اسی لئے بہت سی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حج بدل میں افراد یا قران ہی ہونا چاہئے، حج تمتع سے حج بدل معتبر نہ ہوگا۔ **قالوا: قید بالقران لان فی التمتع یصیر مخالفاً بالاجماع وان نوی العمرة عن الآمر لانه امر بالإنفاق فی سفر الحج وقد اتفق فی سفر العمرة ولانه امر بحجة میقاتیة وقد اتی بحجة مکیة.** (البحر العمیق ٤/ ٢١٢٣، مناسک ملا علی قاری ٤٥٩) **نیز زبدۃ المناسک از:** حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، **غنیۃ الناسک**، از: حضرت مولانا حسن شاہ مہاجر مکیؒ، اور **معلم الحجاج**، از: حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب اجراڑ ویؒ وغیرہ میں بھی یہی رائے اپنائی گئی ہے۔

لیکن موجودہ دور میں بالخصوص احرام میں طوالت اور جنایات احرام کے ارتکاب کے خطرہ کی وجہ سے محقق مفتیانِ کرام نے آمر کی اجازت سے حج بدل میں تمتع کے جواز کی رائے اپنائی ہے۔

چناں چہ لباب المناسک (للشیخ رحمت اللہ سندھی) اور ارشاد الساری حاشیۃ مناسک ملا علی قاری (از: علامہ محمد سعید عبد الغنی مکی) اور زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک (مؤلفہ حضرت مولانا شیر محمد سندھیؒ مہاجر مدنی) ۴۵۶، جواہر الفقہ (مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ) ۵۰۸-۵۱۶، احسن الفتاویٰ (مؤلفہ: مفتی رشید احمد لدھیانویؒ) ۴/۵۲۳ اور انوار مناسک (مؤلفہ: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی) ۵۵۰-۵۵۱ میں بھی دلائل کے ساتھ یہی رائے مذکور ہے۔

نیز ادارۃ المباحث الفقہیۃ جمعیۃ علماء ہند کے چھٹے فقہی اجتماع منعقدہ ۱۴۱۷ھ میں منظور کردہ تجویز کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''حج بدل کا اصل حکم تو یہی ہے کہ مامور حج افراد کرے؛ لیکن اگر آمر یا وصی تمتع کی اجازت دے تو تمتع بھی درست ہے؛ البتہ دم تمتع مامور اپنے مال سے ادا کرے الا یہ کہ آمر دم تمتع ادا کرنے کی بھی اجازت دے دے، خواہ یہ اجازت صراحۃً ہو یا دلالۃً''۔

تاہم بہتر یہی ہے کہ حج بدل میں حج افراد کیا جائے؛ تاکہ کوئی خلجان نہ رہے، اور اس کی آسان شکل یہ ہوسکتی ہے کہ حج کے قریبی وقت میں سفر کیا جائے (اور آج کل پرائیویٹ ٹور سے جانے میں اس میں زیادہ دشواری نہیں ہے؛ کیوں کہ بہت سے ٹور والے بالکل آخری دنوں میں سفر پر لے جاتے ہیں) یا اولاً مدینہ منورہ جائیں اور وہاں سے ذی الحجہ کے شروع میں حج کا احرام باندھ کر مکہ معظّمہ چلے جائیں۔

حج بدل کے لئے جانے والے شخص کا اپنا عمرہ کرنا

جو شخص دوسرے کی طرف سے حج بدل کرنے گیا ہے وہ مکہ معظّمہ جا کر حج بدل کے بعد اپنی طرف سے عمرہ کرسکتا ہے؛ لیکن عمرہ کے لئے آنے جانے میں جو خرچ ہوگا وہ اسے اپنی جیب سے کرنا ہوگا، اس خرچ کا آمر سے مطالبہ نہیں کرسکتا، الا یہ کہ آمر کی طرف سے خرچ کی مطلق اجازت ہو۔ ولو امرہ بالعمرۃ فاعتمر ثم حج عن نفسہٖ او بالحج فحج ثم اعتمر عن

نفسه جاز الا ان نفقة اقامته للحج او العمرة عن نفسه في ماله الخ. (شامی بیروت ۱۸/۴، البحر العمیق ۲۳۳۲/۴)

اجرت پر حج کو بھیجنا

حج ایک عبادت ہے؛ لہٰذا اس پر عوض ومعاوضہ کا لین دین فی نفسہٖ ناجائز ہے؛ لہٰذا اگر کسی شخص کو اجرت دے کر حج بدل کو بھیجا جائے، تو یہ معاملہ فاسد ہوگا؛ البتہ اگر ایسا شخص حج کو چلا جائے اور حج کرلے تو یہ حج آمر کی طرف سے ادا ہوجائے گا، اور بطور اجرت نہیں؛ بلکہ بطور کفایت سفر کے اخراجات آمر کے ذمہ ہوں گے۔ **لا يجوز الاستيجار على الحج فلو دفع اليه الاجر فحج يجوز عن الميت وله من الاجر مقدار نفقة الطريق ويرد الفضل على الورثة، الا اذا تبرع به الورثة او اوصى الميت بان الفضل للحاج.** (شامی بیروت ۱۸/۴)

نفلی حج بدل میں عاجزی شرط نہیں

اگر کوئی شخص نفلی طور پر کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے حج بدل کرے یا کرائے تو اس میں وطن سے جانے آنے یا کسی خاص جگہ سے حج کرنے یا آمر کے عاجز ہونے یا نہ ہونے وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے؛ بلکہ بلا کسی شرط کے مطلقاً یہ حج درست ہوجائے گا، اب اگر آمر نے اسے نفلی حج کرنے کا حکم دیا ہے تو سفر اسی کے خرچ پر ہوگا اور حج اسی کی جانب سے ہوگا، اور اگر آمر نے حکم نہیں دیا؛ بلکہ کوئی شخص اپنی مرضی سے دوسرے کو نفلی حج کا ثواب پہنچانا چاہتا ہے تو یہ حج دراصل کرنے والے ہی کی طرف سے ہی ہوگا؛ البتہ ارکان کی ادائیگی کے بعد وہ اس کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔

وان كانت نافلة كحج النفل وعمرة التطوع تجزئ في الحالتين ولا يشترط فيه العجز، ولا غيره مما يشترط في حج الفرض وعمرة الاسلام الا اهلية النائب بالاسلام والعقل والتمييز والنية عنه في الاحرام ان امره بالحج، والا فجعل ثوابه له بعد الاداء الخ. (غنیۃ الناسک ۳۲۰) **اما حج التطوع فتجوز الانابة فيه حالة القدرة**

لان باب النفل اوسع حتی ان صحیح البدن لو احد رجلاً بماله علی سبیل التطوع عنه یجوز. (البحر العمیق ۸ ۲۲۵، هندية ۱/ ۲۵۷)

حج بدل میں جنایات کا ضمان کس پر؟

حج بدل میں اگر جنایات کا صدور ہو تو اس کا ضمان مامور پر ہوگا آمر کے مال میں سے بلا اجازت دم جنایات یا صدقہ ادا نہیں کیا جائے گا۔ ونوع یجب جزاء علی جنایته کدم الجماع وجزاء الصید والحلق واللبس والطیب ومجاوزة المیقات بغیر احرام فذٰلک علی المامور ایضاً بلا خلاف. (البحر العمیق ٤/ ۱ ۲۳٤)

مامور نے حج فاسد کر دیا

اگر مامور بالحج نے عرفہ سے قبل جماع کر کے حج فاسد کر دیا تو سارا ضمان اسی پر ہوگا، اسے آمر کو پورا مال واپس کرنا ہوگا اور آئندہ اسے ذاتی خرچ سے آکر فاسد حج کی قضا کرنی ہوگی۔ والمامور بالحج اذا جامع قبل الوقوف بعرفة فسد حجه ویمضی فیه والنفقة فی ماله ویضمن ما انفق من مال المحجوج عنه قبل ذٰلک وعلیه القضاء من مال نفسه لان المامور به الحج الصحیح وهو الجانی بالجماع قبل الوقوف وقد خالف فیضمن ما انفق. (البحر العمیق ٤/ ۱ ۲۳٤)

دم احصار کون ادا کرے؟

اگر مامور بالحج کو راستہ میں احصار کی صورت پیش آجائے یعنی احرام باندھنے کے بعد کوئی ایسی رکاوٹ ہو جائے کہ حج کرنا ممکن نہ رہے تو دم احصار آمر کے مال سے ادا کرنا درست ہوگا؛ کیوں کہ یہاں مامور کی طرف سے کوئی تعدی نہیں پائی گئی، اور یہ واپسی کے خرچ کے مانند ہے جو آمر پر ہی واجب ہے۔ ان دم الاحصار بمنزلة نفقة الرجوع ونفقة الرجوع من مال المیت وان کان الحج هو المنتفع به فکذٰلک دم الاحصار فی ماله وان کان الحاج هو المنتفع به. (البحر العمیق ٤/ ۲۳٤۳)

حج بدل کرنے والے کا وقوفِ عرفہ کے بعد انتقال ہوگیا

اگر حج بدل کو جانے والا شخص وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت سے قبل وفات پا جائے تو آمر کی طرف سے حج مکمل ہو جائے گا (دوبارہ حج بدل کی ضرورت نہیں) **والحاج عن الميت اذا مات بعد الوقوف بعرفة جاز عن الميت لانه ادى ركن الحج.**

(البحر العميق ٤/٢٣٩٣)

کیا آمر کے مال کا بعینہٖ استعمال ضروری ہے؟

آمر نے جو مال حج بدل کے لئے دیا ہے اس کا بعینہٖ استعمال شرط نہیں؛ بلکہ مالیت کا استعمال شرط ہے؛ لہٰذا اگر مامور آمر کا مال اپنے پاس رکھ لے اور اپنے روپئے سفر میں استعمال کرلے تو اس میں حرج نہیں۔ **الحاج عن الغير اذا حبس الدراهم الموقوفة لنفسه وانفق على نفسه من ماله استحسن اصحابنا انه يجوز كما استحسنوا ذٰلك فى الوكيل بقضاء الدين يقضى من مال نفسه.** (البحر العميق ٤/٢٣٩٥)

حج کی وصیت

جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور ادائیگی سے قبل اس کی موت کا وقت آ جائے تو اس پر حج بدل کی وصیت کرنا لازم ہے، اگر وصیت نہ کی تو گنہگار ہوگا۔ **فان مات عن غير وصية يأثم بلا خلاف.** (البحر العميق ٤/٢٣٤٧)

کیا جس شخص نے وصیت نہ کی ہو اس کی طرف سے حج کرانا لازم ہے؟

جو صاحب وسعت شخص حج کی وصیت کئے بغیر مر جائے تو وارثین پر اس کے ترکہ میں سے حج بدل کرانا شرعاً لازم نہیں ہے (ہاں اگر سب بخوشی کرادیں تو بات الگ ہے) **وان لم يوص به حتى مات اثم بتفويته الفرض عن وقته امكان الاداء فى الجملة فيأثم لكن يسقط عنه فى احكام الدنيا عندنا حتى لا يلزم الوارث الحج من تركه لانه عبادة**

والعبادات تسقط بموت من عليه سواء كانت بدنية او مالية فى حق احكام الدنيا عندنا. (بدائع الصنائع، البحر العميق ٢٣٤٨/٤)

حج کی وصیت کا نفاذ تہائی مال سے ہوگا

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے تو اس کے ترکہ کے تہائی حصہ سے اسے نافذ کیا جائے گا۔ **ومنها ان يحج عنه من ثلث ماله الخ، لان الوصية تنفذ من الثلث.** (البحر العميق ٢٣٥٦/٤)

وصیت کی کہ تہائی مال حج میں خرچ کیا جائے

اگر میت نے وصیت کی کہ میرا متروکہ تہائی مال میری طرف سے حج بدل میں لگادیا جائے تو اس تہائی مال میں سے جتنی مرتبہ حج کیا جاسکتا ہو اتنے حج بدل میت کی طرف سے کرانے ضروری ہوں گے، اب اولیٰ تو یہ ہے کہ ایک ہی سال میں مختلف لوگوں کو حج بدل کے لئے بھیج دے؛ تا کہ جلد از جلد ذمہ داری ادا ہو جائے اور چاہے تو ہر سال بھی حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہے۔ **الا اذا اوصى ان يحج عنه بجميع الثلث فيحج عنه حججاً بجميع الثلث الخ ......، ثم الوصى بالخيار ان شاء احج عنه الحجج فى سنة وان شاء احج عنه فى كل سنة حجة واحدة والافضل ان يحج عنه كله فى سنة واحدة بان يأمر رجالاً ويدفع اليهم نفقتهم حتى يحجوا عنه فى سنة واحدة لان فيه تعجيل الوصية والمسارعة الى الخيرات افضل كيلا يفوت.** (البحر العميق ٢٣٥٧/٤)

میت کی طرف سے حج کہاں سے کرائیں؟

جس میت نے حج کی وصیت کی ہو تو اس کے وطن اصلی سے حج بدل کرانا ضروری ہے (جب کہ تہائی مال وہاں سے حج کرانے کے لئے کافی ہو) **ومنها ان يحج من بلده الذى يسكنه لان الحج مفروض عليه من بلده فمطلق الوصية تنصرف اليه ......، هٰذا اذا كان ثلث ماله يكفى ذٰلك.** (البحر العميق ٢٣٦٦/٤)

تہائی مال وطن سے حج کرانے کے لئے ناکافی ہو

اگر میت نے حج کی وصیت کی ہے؛ لیکن اس کا متروکہ تہائی مال اتنا کم ہے کہ وطن سے حج نہیں ہوسکتا تو ایسی صورت میں جہاں سے اس رقم سے حج کرانا ممکن ہو وہاں سے ہی حج بدل کرانا ضروری ہوگا۔ **اما اذا کان لا یکفی فمن حیث یبلغ.** (البحر العمیق ۲۳۶۶/۴)

بلا وصیت میت کا حج بدل

اگر کسی شخص پر حج فرض تھا مگر وہ حج نہ کرسکا اور وصیت کے بغیر وفات پا گیا پھر کسی شخص نے یا اس کے وارث نے اپنی جانب سے اس کی طرف سے حج بدل کرلیا تو انشاء اللہ میت کی طرف سے حج بدل کافی ہوجائے گا۔ **اذا مات بعد فرض الحج ولم یوص فحج رجل عن المیت من غیر وصیة او تبرع الوارث بذٰلک فحج عن ابیه او عن امه فی حجة الاسلام من غیر وصیة اوصی بها المیت، قال ابو حنیفة رحمه اللّٰه تعالیٰ: یجزیه ذٰلک ان شاء الله تعالیٰ.** (البحر العمیق ۲۳۴۸/۴)

دورانِ سفر حج انتقال کرجانے والے پر وصیت لازم نہیں

جو شخص حج فرض ہوجانے کے بعد حج کے ارادہ سے سفر پر نکلا؛ لیکن حج سے قبل ہی دورانِ سفر اس کا انتقال ہوگیا تو اس پر حج کی وصیت لازم نہیں ہے۔ **لو وجب علیه الحج فخرج حاجاً اول عام وجب علیه فمات فی الطریق لیس علیه ان یوصی بالحج الا ان یتطوع لانه لم یؤخر بعد الوجوب.** (البحر العمیق ۲۳۵۱/۴)

میت کی طرف سے نفلی حج بدل کی وصیت

جو میت اپنا حج ادا کرچکا ہو پھر وہ بعد وفات اپنی طرف سے نفلی حج بدل کی وصیت کرجائے تو اس کے تہائی مال سے نفلی حج بدل کرانا لازم ہوگا۔ **وتنفیذ الوصیة بحج التطوع علی الاصح عند الشافعیة وهو مذهب الثلاثة ویقع الحج عن الموصیٰ.** (البحر العمیق ۲۳۹۳/۴)

مالی وصیت میں گنجائش کے باوجود وطن کے بجائے سعودیہ سے حج بدل کرانا

اگر میت نے حج بدل کی مطلق وصیت کی ہو، اور اس کے تہائی مال میں اس کے وطن سے حج بدل کرانے کے بقدر روپیہ بھی موجود ہو، پھر بھی اگر وصی اس کی طرف سے غیر وطن سے حج بدل کرائے، مثلاً ہندوستانی شخص کی طرف سے سعودیہ میں رہنے والے کسی شخص سے حج بدل کرادے، تو میت کی طرف سے حج بدل معتبر نہ ہوگا، اور جو حج کیا گیا وہ وصی کی طرف سے ذاتی ہو جائے گا، اور جو روپیہ اس سفر میں خرچ ہوا ہے وہ وصی میت کے لئے اتنے روپیہ کا ضامن ہوگا، اور میت کی طرف سے دوبارہ اس کے وطن سے حج بدل کرانا لازم ہوگا۔ **فلو احج الوصی من غیر ما وجب الاحجاج منه یضمن لانه خالف ویکون الحج له ویحج عن المیت ثانیاً.** (غنية الناسك ٣٢٩-٢٣٠)

ہندوستانی شخص کا وسعت کے باوجود سعودیہ سے فرض حج بدل کرانا

جس شخص پر عذر شرعی کی بنا پر حج بدل کرانا واجب ہو چکا ہے، اس پر لازم ہے کہ اپنے وطن ہی سے حج بدل کرائے، اگر وہ وسعت کے باوجود اپنے وطن کے علاوہ مکہ معظّمہ کے قریب یا دور کسی جگہ کو متعین کر کے حج بدل کرائے گا تو گنہگار ہوگا؛ لیکن اس کی طرف سے حج بدل درست ہو جائے گا۔ (مثلاً ہندوستان کا رہنے والا کوئی معذور شخص ریاض (سعودیہ) میں مقیم کسی شخص کو روپیہ دے کہ اس سے اپنی طرف سے حج بدل کرالے، تو ایسا کرنا مکروہ ہے، مگر حج بدل ادا ہو جائے گا) **والظاهر انه یجب علیه أن یوصی بما یبلغ من بلده ان کان فی الثلث سعة، فلو اوصیٰ بما دون ذٰلک او عین مکاناًدون بلده یأثم.** (غنية الناسك ٣٢٩، زبدة المناسك ٤٥٢)

وسعت نہ ہونے کی بنا پر غیر وطن سے حج بدل کرانا

اگر میت کے تہائی مال میں اتنی رقم نہیں ہے کہ اس کے وطن سے حج کرایا جائے، تو ایسی صورت میں جہاں سے بھی حج کرانا آسان ہو، وہیں سے حج کرانے میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ (مثلاً ہندوستان کا رہنے والا شخص حج بدل کی وصیت کر جائے؛ لیکن اس کا تہائی مال یہاں سے حج کے

اخراجات کو نا کافی ہو، مگر مثلاً مدینہ منورہ سے حج کرانے کے لئے کافی ہو، تو اس کی طرف سے مدینہ منورہ میں مقیم کسی شخص کے ذریعہ حج بیت اللہ درست ہوگا) **فان ضاق الثلث او المال الذی عینه المیت من ان یحج من بلده او من مکان عینه فمن حیث یبلغ.** (غنیة الناسک ۳۳۰) **وان لم یف فمن یبلغ استحسانا.** (غنیة الناسک ۳۲۹)

غیر وطن (مکہ وغیرہ) سے نفلی حج بدل کرانا

نفلی حج بدل میں اپنے وطن سے حج کرانے کی شرط نہیں ہے؛ لہٰذا اگر کوئی ہندوستانی شخص سعودیہ میں مقیم کسی شخص کے ذریعہ (خواہ وہ مکی ہو یا مدنی یا کسی اور شہر کا ہو) اپنی طرف سے یا اپنے والدین یا اعزاء کی طرف سے تبرعاً حج بدل کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ **أما فی الحج النفل فلا یشترط شیء منها غالباً الخ.** (غنیة الناسک ۳۳۶، زبدة المناسک ۴۵۲)

آفاقی شخص کا مکی کے ذریعہ حج بدل کرانا؟

اگر میقات سے باہر رہنے والا کوئی معذور شخص مکہ معظّمہ میں مقیم کسی شخص سے حج بدل کرائے تو یہ اگرچہ بلا عذر مکروہ ہے؛ لیکن آمر کا حج بدل معتبر ہو جائے گا۔ **ولو عین مکاناً غیر بلده فکما أوصی قرب من مکة أو بعد، وفی خیار الابصار: ولو من مکة کما صرح به ملا سنان.** (غنیة الناسک ۳۲۹، زبدة المناسک ۳۲۹)

ہندوستانی میت کا مدینہ منورہ سے حج بدل کی وصیت کرنا

اگر کسی ہندوستانی شخص نے وسعت کے باوجود اپنے حج بدل کے لئے اپنے وطن کے بجائے مدینہ منورہ سے حج کرانے کی وصیت کی تو ایسا کرنا اگرچہ مکروہ ہے؛ لیکن اگر وصی نے اس کی وصیت کے مطابق اس کا حج مدینہ منورہ سے کرا دیا تو حج درست ہو جائے گا اور وصی پر کوئی تاوان لازم نہ ہوگا۔ **ولو عین مکاناً غیر بلده فکما أوصیٰ قرب من مکة أو بعد.** (غنیة الناسک ۳۲۹، زبدة المناسک ۴۵۲، احسن الفتاویٰ ۴/ ۵۲۱)

❍❖❍

حج وعمرہ میں رکاوٹ (احصار) کے مسائل

محصر کے لئے گنجائش

اسلامی شریعت میں ناگہانی پیش آمدہ حالات کی بھی رعایت رکھی گئی ہے اور جو شخص کسی ناقابل تحمل مشکل میں پھنس جائے تو اس سے خلاصی کی تدبیریں بھی بتائی گئی ہیں، انہی میں سے احرام باندھنے کے بعد حج یا عمرہ میں رکاوٹ پیش آنے کا مسئلہ بھی ہے؛ گوکہ اصل حکم یہی ہے کہ جس شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو وہ حج یا عمرہ کے مناسک ادا کئے بغیر حلال نہ ہو؛ لیکن اگر حالات ایسے بن جائیں کہ وہ حج یا عمرہ کے مناسک ادا نہ کرسکے تو اس کے لئے گنجائش ہے کہ وہ قربانی کر کے حلال ہو جائے اور بعد میں جب سہولت ہو، حج یا عمرہ کی قضا کرے۔

اب اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھئے کہ اس مسئلہ کی عملاً تعمیل خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیبیہ میں کرائی گئی، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ، فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ. (البقرة: ۱۹۶)

اور حج اور عمرہ کو اللہ واسطے پورا کیا کرو، اور اگر تم روک دئے جاؤ تو تم پر حسب سہولت ایک قربانی واجب ہے اور تم مت منڈواؤ اپنے سروں کو قربانی کا جانور اپنے موقع محل پر پہنچنے سے قبل۔

اس آیت میں موقع محل سے مراد حضراتِ حنفیہ نے حدودِ حرم کو لیا ہے؛ لہٰذا دیگر جگہوں پر احصار کی قربانی کافی نہ ہوگی۔ (معارف القرآن وغیرہ) لیکن مجبوری کا حکم الگ ہے، اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

ذیل میں احصار کے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جارہے ہیں:

احصار کی تعریف

احصار کے لغوی معنی روکنے کے ہیں، اور اصطلاح شرع میں حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی ایسے عارض کا پیش آنا جس سے حج یا عمرہ کرنا ممکن نہ رہے، ''احصار'' کہلاتا ہے، اور جس شخص کے ساتھ ایسے حالات پیش آئیں اس کو ''مُحصَر'' کہا جاتا ہے۔ **الحصر لغة الحبس**

عن السفر ونحوه كالاحصار، وشرعاً كما قال (هو المنع عن الوقوف) اى بعرفة (والطواف) اى جميعهما بعد الاحرام فى الحج. (مناسك ملا على قارى ٤١٢، غنية الناسك ٣٠٩، البحر العميق ٢٠٦٨/٤)

احصار کے اسباب

احصار کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں، مثلاً:

(۱) کسی دشمن یا زورآور کے ذریعہ سفر میں رکاوٹ پیش آنا۔

(۲) حکومت کی طرف سے قید کردیا جانا۔

(۳) حج یا عمرہ کا ویزا حکومت کی طرف سے منسوخ کردیا جانا۔

(۴) حادثہ میں اس طرح زخمی ہوجانا کہ سفر ممکن نہ رہے۔

(۵) بدن کی ہڈی ٹوٹ جانا یا لنگڑا ہوجانا کہ چلنا ممکن نہ ہو۔

(۶) سفر کی وجہ سے مرض میں اضافہ کا غالب گمان ہونا۔

(۷) سفر خرچ ضائع ہوجانا اور اخراجات کا کوئی متبادل نظم نہ ہوسکنا۔

(۸) سواری کا نظم مفقود ہونا جب کہ دوری اس قدر ہو کہ پیدل چلنے پر قدرت نہ ہو، مثلاً احرام باندھنے کے بعد جہاز چھوٹ جائے اور بعد میں کوئی جہاز نہ ہو۔

(۹) بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر حج فرض کا یا نفلی حج وعمرہ کا احرام باندھ لیا ہو، اس کے بعد شوہر اس کو مناسک ادا کرنے سے منع کردے۔

مندرجہ بالا صورتوں یا ان جیسے حالات سے جو شخص دوچار ہو اس پر احصار کے احکامات جاری ہوں گے۔ **واما الاحصار فى عرف الشرع: فهو منع المحرم عن الوقوف والطواف، سواء كان من العدو او المرض او الحبس او الكسر او العرج او غيرها من الموانع من اتمام ما احرم به حقيقة او شرعاً.** (البحر العميق ٢٠٦٨/٤، مناسك ملا على قارى ٤١٣، غنية الناسك جديد ٣١٠)

حاجی کو وقوفِ عرفہ سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟

اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا ہو پھر اسے مثلاً حکومت نے وقوفِ عرفہ سے روک دیا؛ لیکن طواف کرنے سے نہیں روکا گیا تو ایسا شخص محصر نہیں ہے، اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ کے دن تک انتظار کرے، جب حج کا وقت نکل جائے تو عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہو جائے اور بعد میں حج کی قضاء کرے۔ **وان احصر بمكة في الحرم الا انه لم يمنع عن الطواف والسعي...... وان كان مفرداً بحج لا يكون محصراً ايضاً...... وان كان قارناًفعليه ان يأتي بافعال العمرة، فاذا فات الحج بمضى وقت الوقوف، فانه يحل من احرام حجته بافعال العمرة، وعليه قضاء الحج لا غير.** (البحر العميق ٢٠٨٧/٤)

حاجی کو طوافِ زیارت سے روک دیا گیا

اگر کسی شخص نے حج کا احرام باندھا پھر اسے وقوفِ عرفہ کا تو موقع مل گیا؛ لیکن طوافِ زیارت سے روک دیا گیا تو وہ شرعاً محصر نہیں ہے، اس کا حج ادا ہو جائے گا؛ البتہ جب تک طوافِ زیارت نہیں کرے گا عورتوں سے انتفاع حلال نہ ہوگا۔ **اذا وقف بعرفة ثم احصر لا يكون محصراً، وهو محرم عن النساء حتى يطوف طواف الزيارة.** (البحر العميق ٢٠٨٢/٤، غنية الناسك ٣١٧، مناسك ملا علي قاري ٤١٦)

محصر حاجی کیا کرے؟

حج کا احرام باندھنے کے بعد جو شخص کسی وجہ سے محصر قرار پائے اس کو اولاً کوشش کرنی چاہئے کہ رکاوٹ دور ہو جائے اور حج یا عمرہ کر کے ہی حلال ہو؛ لیکن اگر انتظار مشکل ہو یا ایسے حالات ہوں کہ رکاوٹ دور ہونے کی امید ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کو چاہئے کہ حدودِ حرم میں اپنی طرف سے قربانی کرائے، قربانی کے بعد اس کا احرام خود بخود کھل جائے گا؛ لیکن بہتر ہے کہ سر منڈالے (اور حدودِ حرم میں قربانی کرانے کی شکل آج کل یہ ہو سکتی ہے کہ مکہ معظّمہ میں مقیم اپنے کسی

متعلق کوفون کردے کہ وہ اس کی طرف سے جانور ذبح کرے) **واذا تحقق الاحصار فله ان یرجع الی اهله بلا تحلل وصبر محرماً حتی زال المانع، فان ادرک الحج فیها، والا تحلل بالعمرة، بان یطوف ویسعی ویحلق، وان اراد استعمال التحلل بالهدی جاز ایضاً دفعاً لضرر امتداد الاحکام.** (غنية الناسك ۳۱۱، البحر العميق ۲۰۸۹/٤)

محصر قارن کا احرام کب کھلے گا؟

اگر محصر شخص نے حج قران کا احرام باندھ رکھا ہے تو اس کے لئے حدودِ حرم میں دو قربانیاں کرانی ضروری ہیں، ایک حج کی طرف سے اور ایک عمرہ کی طرف سے، جب تک دونوں قربانیاں حدودِ حرم میں نہ کرائی جائیں گی، قارن کا احرام نہ کھلے گا۔ **والقارن (یبعث) هدیین ولا یتحلل الا بذبح الثانی، ولا یحتاج الی ان یعین ایهما للحج، وایهما للعمرة الا انه افضل.** (غنية الناسك ۳۱۲، البحر العميق ۲۰۹٦/٤)

محصر معتمر کیا کرے؟

جس شخص نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر احصار پیش آ گیا تو اسے چاہئے کہ حدودِ حرم میں ایک قربانی کرا کے حلال ہوجائے، اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے۔ **فان احصر فقط عن نسک واحدٍ، فیکفیه دم واحد للتحلل، وعلیه قضاء ما تحلل عنه، فان کانت عمرة فعمرة یقضیها.** (البحر العميق ۲۰۹۷/٤)

ذبح سے قبل محصر کا فعل جنایت کرنا

اگر محصر جانور کو ذبح کرنے سے قبل کسی جنایت کا مرتکب ہو مثلاً خوشبو لگا لے یا سلے ہوئے کپڑے پہن لے وغیرہ، تو اس پر حسب شرائط جنایت کا کفارہ لازم ہوگا۔ (اس کی تفصیل جنایات کے بیان میں گذر چکی ہے) **ولا یفعل شیئاً من محظورات الاحرام...... حتی لو فعل**

شيئاً من محظورات الاحرام قبل ذبح الهدى يجب عليه ما يجب على المحرم.

(البحر العميق ٢٠٩٣/٤)

محصر حاجی پر حج اور عمرہ کی قضا

جس شخص نے حج افراد کا احرام باندھا ہوا اور پھر احصار کی وجہ سے جانور ذبح کر کے احرام کھول دیا ہو تو آئندہ اس پر حج کے ساتھ ساتھ ایک عمرہ کی ادائیگی بھی لازم ہوگی؛ البتہ اگر اسی سال وہ دوبارہ احرام باندھ کر حج کرلے تو عمرہ واجب نہیں، اور یہ حکم ہر طرح کے حج کے لئے ہے خواہ حج فرض ہو یا حج نفل، اپنا حج ہو یا حج بدل، بہر صورت قضا لازم ہوتی ہے۔

اور اگر حج قران ہو تو حج کے ساتھ دو عمروں کی قضا کرنی پڑے گی، اور اگر اسی سال حج کرلیا تو صرف ایک عمرہ کافی ہوگا دوسرا واجب نہیں۔ **واذا حل المحصر بالذبح فان كان احرامه للحج اى فقط فعليه قضاء حجة وعمرة...... فان بقى وقت الحج عند زوال الاحصار، واراد ان يحج فى عامه ذٰلك، احرم وحج، وليس عليه نية القضاء ولا عمرة عليه......، وان كان اى المحصر قارناً فعليه قضاء حجة وعمرة يسن......، اما اذا زال الاحصار بعد التحلل بالذبح والوقت يسع تجديد الاحرام والاداء فانما عليه عمرة القران.** (مناسك ملاعلى قارى ٤٢٧-٤٢)

محصر معتمر پر عمرہ کی قضا

اگر عمرہ کے احرام میں احصار پیش آیا اور دم دے کر معتمر حلال ہوگیا تو اس پر آئندہ عمرہ کی قضا لازم ہے اور یہ زندگی میں کبھی بھی عمرہ کرسکتا ہے۔ **وان كان اى المحصر معتمراً فعليه عمرة لا غير، وقضائها فى اى وقت شاء، لانه ليس لها وقت معين.** (مناسك ملا على قارى ٤٢٨) **وعليه قضاء ما تحلل عنه فان كانت عمرة فعمرة يقضيها.** (البحر العميق ٢٠٩٧/٤) **اما المحصر بالعمرة فلا يتصور فى حقه عدم ادراك العمرة، لان وقتها جميع العمر.** (غنية الناسك ٣١٥)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر سے روک دیا تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور احصار کی قربانی کا انتظار نہ کرے؛ تاہم اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ **ومنه منع الزوج زوجته اذا احرمت بنفل او عمرة.** (غنية الناسك ۳۱۰) **فلهما ان يحللهما في الحال ولا يؤخر تحليلهما الى ذبح الهدى ثم عليها هدى الاحصار وحجة وعمرة.** (غنية الناسك ۳۱۵، البحر العميق ۲۱۰۸/۴)

شوہر کا عورت کو حج فرض سے روک دینا

اگر عورت کسی محرم کے ساتھ فرض حج کے لئے جارہی ہو تو شوہر کے لئے اسے روکنا جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر اس نے محرم کے بغیر حج فرض کا احرام باندھ لیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ لیکن ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **او احرمت بحجة الاسلام لا تكون محصرة لو لها محرم وان منعها وليس له منعها وان لم يكن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدى.** (غنية الناسك ۳۱۰)

محصر کیلئے حدودِ حرم میں ذبح کی کوئی صورت نہ ہو تو کیا کرے؟

حنفیہ کے نزدیک اصل حکم تو یہی ہے کہ محصر کو احرام کھولنے کے لئے حدودِ حرم میں ہی قربانی کرنی چاہئے؛ لیکن اگر ایسی صورت پیش آئے کہ محصر کے لئے حدودِ حرم میں قربانی ممکن نہ ہو، مثلاً کسی شخص کو ایئرپورٹ ہی سے واپس کر دیا جائے اور اس شخص کا کوئی جانکار مکہ معظّمہ میں موجود نہ ہو یا اس سے رابطہ کی کوئی شکل نہ ہو تو اس کے لئے یہ بھی گنجائش ہے کہ حدودِ حرم کے علاوہ جہاں ممکن ہو قربانی کر کے حلال ہوجائے۔ (حنفیہ کے نزدیک یہ گنجائش ضرورۃً ہے اور بقیہ ائمہ کے نزدیک

ضرورت یا بلا ضرورت ہر حال میں گنجائش ہے۔(حاشیہ معلم الحجاج ۵۷۲) **الهدى بعد الاحصار انما يجب على من اراد التحلل بالهدى فيبعث بهدى او بثمن هدى يشترى له بمكة فيذبح عنه يوم النحر ويحل.** (البحر العميق ٤ / ٢١٩٠)

محصر کے پاس ذبح کی گنجائش نہ ہوتو کیا کرے؟

حنفیہ کے یہاں اصل مذہب یہی ہے کہ دمِ احصار کے بدلہ صدقہ یا روزہ کافی نہیں؛ لیکن حضرت امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ اگر محصر کے لئے ہدی کا موقع نہ ہوتو وہ قیمت لگا کر اس کی قیمت غریبوں میں صدقہ کرے، اگر صدقہ کی بھی گنجائش نہ ہوتو قیمت میں جتنے صدقہ فطر واجب ہوتے ہوں، ہر صدقہ فطر کے بدلہ ایک روزہ رکھے اور اس کے بعد حلال ہو۔(مثال کے طور پر جانور کی قیمت ۸۰۰/روپئے ہے اور ایک صدقہ فطر ۲۵/روپئے کا ہوتا ہے تو گویا ۳۲/صدقہٴ فطر ہوئے، تو اگر گنجائش ہوتو ۳۲/مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اتنی رقم صدقہ کرے، ورنہ ۳۲/روزے رکھے، اس کے بعد حلال ہو)ضرورت کے وقت اس روایت پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہے۔ **وعن ابى يوسف: اذا لم يجد المحصر الهدى قوم الهدى طعاماً وتصدق به على المساكين فان لم يكن عنده طعام صام لكل نصف صاع يوماً.** (البحر العميق ٤ / ٢١٠٢)

حج فوت ہونا

وقوفِ عرفہ نہیں ملا

اگر احرام باندھنے کے بعد دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک کسی وجہ سے وقوفِ عرفہ نہیں کرسکا تو اس کا حج فوت ہوگیا، اب اس سال اس کا حج ممکن نہیں، آئندہ اس حج کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ **لحديث ابن عمرو ابن عباسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: من فاته عرفة بليل فقد فاته الحج، فليتحلل بعمرة وعليه الحج من قابل. وعن عمر بن الخطاب وزيد بن ثابت رضى اللّٰہ عنهما قالا فيمن فاته الحج يحل بعمرة من غير هدى وعليه الحج من قابل.** (البحر العميق ٤/١٩٩٣)

مفرد فائت الحج کیا کرے؟

جس شخص کا حج فوت ہوجائے اسے چاہئے کہ حج کے بقیہ اعمال ترک کردے اور اس پر واجب ہے کہ اسی احرام سے عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کرکے حلق یا قصر کراکر احرام کھول لے اور آئندہ اس حج کی قضا کرے؛ تاہم اس پر دم یا مزید عمرہ وغیرہ کچھ واجب نہیں ہے۔ **من فاته الحج الخ بفوات الوقوف بعرفة الخ، فليحل بمثل افعال العمرة حتماً فيطوف ويسعى ثم يحلق او يقصر ان كان مفرداً الخ، وعليه قضاء الحج من قابل ولا عمرة عليه فى القضاء ولا دم الا انه مستحب.** (غنية الناسك ٣١٨)

متمتع فائت الحج کا حکم

اگر تمتع کا احرام تھا اور حج فوت ہوگیا تو وہ مفرد کی طرح عمرہ کرکے حلال ہوجائے اور آئندہ

حج کی قضاء کرے، اوراس کا حج تمتع باطل ہوجائے گا، اوردم تمتع ساقط ہوجائے گا۔ **وان کان متمتعاً بطل تمتعه وسقط عنه دمه.** (غنية الناسك ۳۱۸، البحر العميق ۲۰۰٤/٤)

قارن فائت الحج کا حکم

حج قران کرنے والے سے اگرحج چھوٹ جائے تواس کی دوصورتیں ہیں:

(۱) اگراس نے پہلے عمرہ کرلیا تھا پھرحج فوت ہواتووہ مفرد بالحج کی طرح عمرہ کرکے حلال ہوجائے گااوراس پرصرف حج کی قضاءواجب ہوگی، دم قران ساقط ہوجائے گا۔

(۲) اوراگراس نے قران والاعمرہ نہیں کیا تھااورحج فوت ہوگیا تواس پر دونوں عمرے کرنے ضروری ہیں، اولاً اپناواجب عمرہ کرے اس کے بعدحج فوت ہونے کی وجہ سے جوعمرہ واجب ہوتاہے اسے بجالائے، پھرحلق یا قصرکراکرحلال ہو،اس سے بھی دم قران ساقط ہے؛ البتہ حج کی قضابہرحال لازم ہے۔ **وان كان قارناً فان طاف لعمرته قبل الفوات فهو كالمفرد والا يطوف اولاً لعمرته ويسعى لها، لانها لا تفوت، ثم يطوف طوافاً آخر لفوات الحج، ويسعى له، ثم يحلق او يقصر، وقد بطل عنه دم القران.** (غنية الناسك ۳۱۸، البحر العميق ۲۰۰۳/٤)

فائت الحج کے لئے عمرہ میں بلاعذرتاخیردرست نہیں

جس شخص کاحج فوت ہوگیا ہواس کے لئے پہلی فرصت میں عمرہ کرکے حلال ہونالازم ہے، بلاعذراس میں تاخیردرست نہیں ہے۔ **قال في خزانة الاكمل والكرماني وليس بفائت الحج ان يبقى في منزله حراماً من غير عذر وليجب عليه التحلل.** (البحر العميق ١٩٩٤/٤)

فائت بالحج تلبیہ کب سے ترک کرے گا؟

جس شخص کاحج فوت ہوجائے وہ جب حلال ہونے کے لئے طواف کرے گاتوطواف شروع

کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے گا۔ **ویقطع التلبیة اذا اخذ للطواف الذی یتحلل به.** (البحر العمیق ۲۰۰۴/۴)

عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا

عمرہ زندگی میں کبھی فوت نہیں ہوتا؛ لہٰذا عمرہ کرنے والے پر فائت بالعمرہ کے احکام جاری نہیں ہوسکتے۔ (تاہم حج کے پانچ ایام ۹-تا-۱۳/ذی الحجہ میں عمرہ کرنا مکروہ ہے) **والعمرة لا تفوت فانها جائزة فی جمیع السنة الا فی خمسة ایام فانه یکره ذٰلک.** (البحر العمیق ۲۰۰۷/۴)

باب حج النساء

(خواتین کے مخصوص مسائل حج وعمرہ)

خواتین سے متعلق مسائل حج وعمرہ

خواتین سے متعلق مسائل پچھلے ابواب میں جابجا متفرق طور پر آچکے ہیں، اب ذیل میں مزید اضافات کے ساتھ ان مسائل کو اجمالاً یکجا کر کے درج کیا جارہا ہے؛ تاکہ مسائل سے دل چسپی رکھنے والی خواتین کے لئے مطالعہ میں سہولت ہو، اور اگر کوئی صاحب خیر اس حصہ کو الگ سے شائع کرنا چاہیں تو ان کو دشواری نہ ہو۔ اختصار کی وجہ سے عربی عبارات ہر مسئلہ میں درج نہیں کی گئیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

کس عورت پر حج فرض ہے؟

عورت پر حج کی فرضیت کی شرائط وہی ہیں جو مردوں کے لئے ہیں، یعنی تندرست ہونا اور مالی وسعت کا ہونا وغیرہ؛ البتہ عورت کے لئے مزید شرط یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے اخراجات کے ساتھ محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی بھی مالک ہو؛ لہٰذا اگر اس کے پاس صرف اپنے حج کے بقدر مال ہے تو اس پر راجح قول کے مطابق حج فرض نہیں؛ (لیکن اگر وہ کسی محرم یا شوہر کے ساتھ اسی روپیہ سے حج کو چلی گئی تو اس کا حج فرض ادا ہوجائے گا) **فيشترط ان تكون قادرة على نفقتها و نفقته.** (شامی زکریا ۳/ ٤٦٤، انوار مناسك ١٧٤)

عورت کے پاس حج کے اخراجات کے بقدر زیور ہو تو حج فرض ہے

جس عورت کے پاس سونے چاندی کا اتنا زیور ہو کہ اس کی قیمت سے اس کے اور اس کے محرم یا شوہر کے حج کے مصارف پورے کئے جاسکتے ہوں تو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/ ۵۲۶، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۱۰)

حج کے لئے تنہا عورتوں کا قافلہ

تنہا عورتوں کی جماعت بنا کر حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ **ولو عجوزاً ومعها غيرها من النساء الثقات.** (غنية الناسك ٢٦، زبدة المناسك ٣٢، خواتین کے مسائل حج وعمرہ ۲۴)

نامحرم کے ساتھ سفر حج ممنوع ہے

عورت پر حج کی ادائیگی اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ اس کے ساتھ جانے والا کوئی محرم یا شوہر موجود ہو، اور عورت کے لئے نامحرم کے ساتھ سفر ممنوع ہے۔ **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسافر امرأة سفراً ثلاثة أيام أو تحج إلا و معها زوجها.** (سنن دار قطنی ۱۹۹/۲ ، انوار مناسك ١٧٨، حج وزيارت نمبر ٢٣٨)

محرم کا مامون ہونا شرط ہے

عورت کے ساتھ جانے والا محرم ایسا ہونا چاہئے جو خود ثقہ اور پاک باز ہو، اگر وہ مامون نہ ہو یا اس کے ساتھ جانے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ حج کو جانا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔

(غنیۃ الناسک ۲۶، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۴۷۵/۳، خانیۃ ۲۸۳/۱، تبیین الحقائق ۲۴۳/۲، انوار مناسک ۱۷۶)

ساس کا داماد کے ساتھ سفر

اگر ساس عمر دراز ہو اور کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو وہ اپنے داماد کے ساتھ سفر حج میں جاسکتی ہے؛ لیکن جوان ساس کا داماد کے ساتھ سفر میں جانا فتنہ کے خطرہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۷، ومثلہ فی اعلاء السنن ۱۰/۱۰، شامی زکریا ۴۶۴/۳، انوار مناسک ۱۷۶)

اگر محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے؟

اگر کسی عورت پر مالی وسعت واستطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو چکا ہے تو اس پر اس وقت تک حج کی ادائیگی ضروری نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ جانے والے کسی محرم یا شوہر کا نظم نہ ہو جائے، اس لئے ایسی عورتوں کو جلد بازی نہ کرنی چاہئے؛ بلکہ محرم یا شوہر کے سفر کے انتظام ہونے

تک سفرِ حج کو مؤخر کردینا چاہئے، اس تاخیر سے ان پر شرعاً کوئی گناہ نہ ہوگا، حتیٰ کہ اگر اسی انتظار میں موت کا وقت آجائے تو حج بدل کی وصیت کردیں، بے شک ہر مسلمان کی دلی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد حرمین شریفین کی زیارت کرکے سرخ رو ہو؛ لیکن شریعت کا حکم اپنی ذاتی خواہش سے کہیں بڑھ کر ہے، اسے ہرگز پامال نہ کرنا چاہئے۔ (درمختار مع الشامی ۳/۴۱۱، امداد الفتاویٰ ۲/۱۵۶، مسائل حج وعمرہ ۱۱۱)

بوڑھی عورت کا نامحرم کے ساتھ سفرِ حج

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جب تک محرم یا شوہر ساتھ جانے والا نہ ملے عورت پر حج کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی؛ لیکن اگر کوئی عورت بوڑھی ہو اور فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو اور اس پر مالی اعتبار سے حج فرض ہوچکا ہو تو آیا وہ کسی نامحرم کے ساتھ سفرِ حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں فقہ کی عام کتابوں میں ممانعت ہی لکھی ہے، اور صراحت کے ساتھ بوڑھی عورت کو بھی بلا محرم سفرِ حج کرنے سے منع لکھا گیا ہے۔ **الرابع المحرم أو الزوج لامرأة بالغة ولو عجوزاً أو معها غيرها من النساء الثقات والرجال الصالحين.** (غنية الناسك ٢٦، مناسك ملا علی قاری ٥٦، رسول الله كا طريقه حج ٦٩٣)

تاہم بعض اکابر مفتیان کی عبارات اور فتاویٰ سے ۶۰-۷۰ رسال کی بوڑھی عورت کو بلا محرم قابل اعتماد لوگوں کے قافلہ کے ساتھ سفر کی اجازت ثابت ہوتی ہے، اس لئے فتنہ سے مکمل حفاظت کے وقت خاص حالات میں اس کی گنجائش ہوگی۔ **أما العجوز التي لا تشتهي فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلوا إذا أمن عليه وعليها وإلا لا.** (درمختار كراچی ٣٦٨/٦، امداد الفتاویٰ ٢٠١/٤، فيض الباری ٣٩/٢، انوار مناسك ١٧٧-١٧٨)

نوٹ: لیکن سفرِ حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لئے احتیاط بہرحال اسی میں ہے کہ کوئی بھی عورت خواہ جوان ہو یا بوڑھی، وہ بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفرِ حج کا ارادہ نہ کرے۔
(مستفاد: فتح الملہم ۳/۳۷۶)

عورت نے بغیر محرم یا شوہر کے حج کرلیا تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی عورت محرم یا شوہر کے بغیر دور دراز سے سفر کر کے حج کو جائے اور حج کے تمام ارکان ومناسک ادا کرلے، تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا؛ لیکن اگر وہ جوان ہے تو نامحرم کے ساتھ سفر کرنے کی وجہ سے سخت گنہگار ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۲۹، ومثلہ فی الدر المختار مع الشامی زکریا ۳/۴۶۵، طحطاوی علی المراقی ۳۹۷، البحر العمیق ۱/۴۰۵، انوار مناسک ۱۷۸، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

سفر شروع کرنے سے قبل عدت پیش آجائے؟

اگر سفر حج شروع ہونے سے پہلے وفات یا طلاق کی عدت شروع ہو جائے تو عورت پر لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کردے اور آئندہ حج کرے، (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کر کے حج کرے گی تو حج ادا تو ہو جائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔ (غنیۃ الناسک ۲۹، انوار مناسک ۱۸۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۷)

سفر شروع کرنے کے بعد معتدہ ہوگئی؟

اور اگر دورانِ سفر عدت کی صورت پیش آئی ہے تو اس میں درج ذیل تفصیل ہے:

(۱) اگر طلاقِ رجعی کی وجہ سے عدت ہوئی ہے اور شوہر اس کے ساتھ ہے تو اس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کرلے۔ **فان لزمتها فی السفر فان کانت طلاقاً رجعیاً تبعت زوجها رجع أو مضی، ولا یفارقها زوجها والأفضل أن یراجعها.** (غنیۃ الناسک ۲۹-۳۰)

(۲) اگر طلاقِ بائنہ یا شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت واجب ہوئی ہے تو ہندوستان وغیرہ سے روانہ ہونے والی عورتوں کے لئے الگ الگ صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے، جن میں سے چند صورتیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں:

الف: اگر وطن سے روانہ ہوگئی اور ایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے کم ہے، اسی درمیان عدت کی صورت پیش آگئی (مثلاً شہر میرٹھ کی رہنے والی عورت جہاز پر سوار ہونے کے لئے دلی روانہ

ہوئی، اور راستہ میں یا دلی پہنچ کر اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا یا اسے طلاقِ بائن ہوگئی) تو اس پر لازم ہے کہ وہ سفر حج ملتوی کردے اور عدت گذارے۔ **أو بائناً فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلى أحدها سفر دون الآخر تعين أن تصير إلى الآخر.** (غنية الناسك ۲۹)

ب: اور اگر ایئرپورٹ اس کے وطن سے مسافت سفر سے زائد ہے (مثلاً مرادآباد کی عورت دہلی سے سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئی، اور دہلی پہنچ کر عدت کی صورت پیش آئی) تو ایسی صورت میں اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کو مؤخر کر کے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگر سفر جاری رکھے، تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ **وفي منسك الفارسي وان كان كل واحد من الطرفين سفراً، فان كانت في المفازة مضت ان شائت، او رجعت بمحرم او بغير محرم والرجوع اولىٰ.** (غنية الناسك ۳۰)

ج: اگر ایئرپورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعد عدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گذارنے کی کوئی صورت نہیں ہے، (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ دار نہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گذار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کر عام طور پر کسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛ اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کر مناسک حج ادا کرے، اور عدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بے ضرورت باہر نکلنے اور زیورات کا استعمال وغیرہ سے احتراز کرتی رہے۔ (غنية الناسك ۲۹-۳۰، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۶۶۶، تاتارخانية زکریا ۳/۴۷۵-۴۷۶، بدائع الصنائع زکریا ۲/۳۰۱، فتح القدیر ۲/۴۲۶، انوار مناسك ۱۸۳-۱۸۸)

محرم ملنے کی صورت میں شوہر بیوی کو حجِ فرض سے نہیں روک سکتا

اگر عورت پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے ساتھ جانے کے لئے کسی قابل اعتماد محرم کا انتظام بھی ہو تو شوہر اسے فرض سفر حج سے منع نہیں کرسکتا۔ (غنیۃ الناسک ۲۸، المحیط البرہانی ۳/۳۹۴، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/۴۷۵، درمختار زکریا ۳/۴۶۵، تبیین الحقائق ۲/۲۴۳، البحر الرائق زکریا ۲/۵۵۲، فتح القدیر ۲/۴۲۸، انوار مناسک ۱۷۵)

شوہر کا عورت کو نامحرم کے ساتھ حج فرض سے روک دینا

اگر عورت نے نامحرم کے ساتھ فریضۂ حج کے سفر کا ارادہ کرلیا ہو تو شوہر کو حق ہے کہ وہ اسے سفر حج سے روک دے؛ تاہم ایسی صورت میں اس عورت کا احرام قربانی (یا اس کے قائم مقام صدقے یا روزے) کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ **وان لم یکن لها محرم فمحصرة فله منعها وتحليلها بالهدی.** (غنية الناسك ۳۱۰)

شوہر کا بیوی کو حج نفل سے روک دینا

اگر عورت نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج کا احرام باندھ لیا تھا پھر شوہر نے اسے سفر سے روک دیا تو ایسی صورت میں شوہر کو حق ہے کہ وہ فی الحال بیوی کا احرام کھلوادے اور احصار کی قربانی کا انتظار نہ کرے؛ تاہم اس کی وجہ سے عورت پر ایک دم اور ایک حج اور عمرہ کی قضا واجب ہوگی جس کی ادائیگی بعد میں اس پر لازم ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۳۱۰-۳۱۵، البحر العمیق ۴/۲۱۰۸، انوار مناسک ۵۷۱)

عورت نے محرم نہ ملنے کی وجہ سے حج بدل کرایا پھر محرم مل گیا

محرم یا شوہر میسر نہ ہونے کی وجہ سے وسعت والی عورت نے حج بدل کرادیا تھا پھر بعد میں اسے سفر میں ساتھ جانے والا محرم دستیاب ہوگیا تو اس کا حج بدل نفلی ہوجائے گا اور اسے محرم کے ساتھ اپنا حج خود ادا کرنا لازم ہوگا، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ عورت کو حج بدل کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سفر سے عاجز نہ ہوجائے؛ تاکہ یقینی طور پر اس کا حج بدل درست ہوجائے؛ البتہ اگر اس نے محرم نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا اور پھر مرتے دم تک اسے محرم میسر نہ آیا تو یہ حج بدل اس کے فریضہ کی طرف سے کافی ہوجائے گا۔

(غنیۃ الناسک ۳۲۱، البحر العمیق ۴/۲۲۶۲، انوار مناسک ۵۵۹)

چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر

اگر کسی عورت پر حج فرض ہوچکا ہو؛ لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر

وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۲، اعلاء السنن بیروت ۱۰/۱۰، انوار مناسک ۱۵۹)

احرام باندھتے وقت ایام حیض میں ہونا

اگر عورت حج یا عمرہ کے سفر پر روانگی کے وقت ناپاکی کے ایام میں ہو تو غسل وصفائی کے بعد اسی حالت میں نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، اس کا احرام شروع ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، معلم الحجاج ۱۰۶، احکام حج ۳۴، ایضاح المناسک ۲۷، مسائل حج وعمرہ ۱۱۳، انوار مناسک ۱۹۱)

ناپاکی کے عالم میں حج کے مناسک ادا کرنا

اگر ۸/ ذی الحجہ کو مکہ معظّمہ سے منیٰ کے لئے روانگی کے وقت عورت ناپاکی میں ہو تو اسی حالت میں صفائی وغیرہ کر کے حج کا احرام باندھ لے (یعنی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے اور نفل نہ پڑھے) اور منیٰ چلی جائے، پھر وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ اور جمرات کی رمی سب ناپاکی کی حالت میں کرے، بس طوافِ زیارت (اور سعی) موقوف رکھے، اسے پاک ہونے کے بعد ادا کرے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴ - ۹۵، انوار مناسک ۱۹۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۷)

حائضہ عورت کا مکہ معظّمہ پہنچ کر پاکی سے قبل مدینہ منورہ کا نظام ہو تو کیا کرے؟

اگر عورت ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت حائضہ ہو اور اس کے قافلہ کا مکہ معظّمہ پہنچ کر دو دن کے بعد مدینہ منورہ جانا طے ہو، تو اس پر لازم ہے کہ میقات پر اسی حالت میں احرام باندھ لے اور مکہ معظّمہ پہنچ کر پاک ہونے تک مدینہ کا سفر مؤخر کرانے کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو اسی احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائے، اور وہاں بھی مسلسل احرام میں رہے اور ممنوعاتِ احرام سے بچتی رہے، پھر پاک ہونے کے بعد واپس آ کر عمرہ کرے۔ مستفاد: ولا

يجب لتأخير طواف العمرة، ولا لتأخير سعيها، ولا لتأخير الحلق شيءٌ؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة. (البحر العميق ٢٠٥٧/٤)

نــوٹ : اوراگر وہ میقات سے احرام کے بغیر آگے چلی جائے گی تو گنہگار ہوگی اوراس پر دم لازم ہوجائے گا، اورکسی میقات پر واپس جاکر عمرہ کا احرام باندھ کرآنا واجب ہوگا، پھر جب وہ مدینہ منورہ جاکراحرام باندھ کرآئے گی تو دم ساقط ہوجائے گا، اوراس پر بہرحال توبہ واستغفار ضروری ہوگا۔

آفاقي مسلم مكلف أراد دخول مكة ......، وجاوز آخر ميقاته غير محرم ثم أحرم أو لم يحرم أثم ولزمه دم وعليه العود إلى ميقاته الذي جاوزه أو إلى غيره أقرب أو أبعد الخ، وكذا إذا إن عاد من عامه ذلك فأحرم بغيره سقط عندنا. (غنية الناسك ٦٠)

عمرہ کا احرام باندھالیکن حج تک پاک نہ ہوئی

اگرعورت نے حالت حیض میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھا؛ لیکن حج کا زمانہ آنے تک پاک نہ ہوسکی، تو اسے چاہئے کہ عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے اور حج کے بعد عمرہ ادا کرے اور پہلا احرام عمرہ کئے بغیر کھولنے پر ایک دم بھی دے۔ اب اگراس نے اسی سفر میں حج کے مہینوں میں اس سے قبل کوئی اور عمرہ نہ کررکھا ہوتو یہ حج افراد ہوجائے گا تمتع نہ رہے گا (اوراس پر دم شکر واجب نہ ہوگا) اوراگر پہلے اشہر حج میں عمرہ کرچکی ہے پھر دوسرے عمرہ میں مذکورہ صورت پیش آئی تو اس کا تمتع درست رہے گا اوراس پر دم شکر اور دمِ جنایت دونوں واجب ہوں گے۔ (مثلاً کوئی عورت ہندوستان سے عمرہ کا احرام باندھ کرمکہ معظّمہ روانہ ہوئی اوراس نے پاکی کی حالت میں عمرہ کے ارکان ادا کئے اور حلال ہوگئی، پھراس نے حج سے قبل مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور وہاں سے واپسی میں ذوالحلیفہ سے دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ لیا، مگرناپاکی کی وجہ سے وہ عمرہ ادانہ کرسکی اور اسے احرام کھول کرحج کا احرام باندھنا پڑا تواس صورت میں اس پر دم تمتع اور دمِ جنایت دونوں لازم ہوں گے) (شامی بیروت ۴۹۷/۳، انوارمناسک ۳۰۲، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

قران کے احرام میں حج سے قبل عمرہ نہ کرسکی

اگرعورت نے میقات سے قران (حج وعمرہ دونوں) کا احرام باندھا مگرعذر کی وجہ سے حج

سے قبل عمرہ نہ کرسکی، تو اسی احرام سے حج کرلے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے اور وقت پر عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے ایک دم بھی دے؛ لیکن اس کا یہ حج افراد ہوگا اور اس پر قران کا دمِ شکر لازم نہ ہوگا۔ (شامی بیروت ۳/ ۴۹۷، غنیۃ الناسک ۲۰۵، انوار مناسک ۳۰۲، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

خواتین کو ہمدردانہ مشورہ

اگر حج کا زمانہ بالکل قریب ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل پاکی کے زمانہ میں عمرہ کے ارکان ادا نہ کرسکیں گے تو ایسی خواتین کو چاہئے کہ وہ عمرہ یا قران کا احرام باندھنے کے بجائے میقات سے حج افراد کا احرام باندھیں؛ تاکہ بعد میں کوئی تنگی پیش نہ آئے۔ اسی طرح اگر حج سے قبل مدینہ منورہ کا سفر ہو اور وہاں سے مکہ معظّمہ واپسی میں زمانۂ حج کے قرب کی وجہ سے یہ اندیشہ ہو کہ حج سے قبل عمرہ ادا نہ کیا جاسکے گا تو بھی ذوالحلیفہ سے حج افراد کا احرام باندھ لیں، اور اسی احرام سے حج کے مناسک ادا کریں، اور عورتیں اپنے ایام کی تاریخوں کا اندازہ خود لگاسکتی ہیں۔

حیض روکنے کے لئے دوا کا استعمال

حیض کا خون خواتین کے لئے قدرت کے مقرر کردہ نظام کا حصہ ہے، اس لئے اس کے جاری ہونے سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے؛ بلکہ اپنی خواہش کے برعکس خدائی فیصلہ پر راضی رہنا چاہئے، اور ایامِ حیض میں جو احکامات شریعت نے بتائے ہیں، ان کی پاس داری کرنی چاہئے۔ اور دواؤں وغیرہ کا استعمال کرکے فطری نظام کو تبدیل نہیں کرنا چاہئے؛ تاہم اگر کوئی عورت پیشگی ایسی مجرب دوا استعمال کرلے جس سے خون کی آمد رک جائے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے، اب اس مانع حیض دوا کے استعمال سے کئی طرح کی صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، اس لئے چند امکانی صورتوں کا حکم درج ذیل ہے:

(۱) دوا کا استعمال حیض شروع ہونے سے قبل کیا اور پھر ایامِ عادت میں بالکل حیض نہیں آیا، تو وہ عورت مسلسل پاک کہلائے گی، اور اس دوران اس کا طواف وغیرہ کرنا سب معتبر اور درست رہے گا۔

(۲) حیض شروع ہونے سے قبل دوا کھائی؛ لیکن عادت کے ایام میں حیض آنے لگا اور تین دن سے زیادہ مسلسل یا وقفہ وقفہ سے جاری رہا تو وہ عورت حسب قاعدہ ناپاک شمار ہوگی، اور اس دوران اگر اس نے طواف زیارت کیا ہے تو اونٹ کی قربانی لازم ہوگی، اور پاک ہونے کے بعد اگر طواف لوٹا لیا تو اونٹ کی قربانی ساقط ہو جائے گی۔

(۳) حیض شروع ہونے سے قبل دوا کھائی؛ لیکن ایامِ عادت میں تین دن سے کم خون مسلسل یا وقفہ وقفہ سے آ کر رک گیا اور پھر پندرہ دن تک نہیں آیا تو یہ عورت پاک شمار ہوگی، اور اس کا طواف وغیرہ سب معتبر اور درست ہوگا۔

(۴) حیض شروع ہونے کے بعد تین دن سے پہلے دوا کھا کر حیض روک لیا؛ لیکن بعد میں دس دن کے اندر اندر پھر خون آ گیا تو وہ مسلسل ناپاک شمار ہوگی اور اس دوران اگر اس نے طواف کئے ہیں تو حسب قاعدہ جنایت لازم ہوگی۔ (تفصیل دیکھیں: حج وزیارت نمبر ندائے شاہی، مضمون: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی ۲۳۴ - ۲۳۵ وغیرہ)

نوٹ: اس بارے میں کوئی اور صورت پیش آئے تو معتبر علماء ومفتیان سے رابطہ کر کے ان کی ہدایت پر عمل کریں۔

عورتوں کے احرام کے لئے کوئی کپڑا مخصوص نہیں

عورت کے احرام میں اصل حکم یہ ہے کہ اس کے چہرے پر کوئی کپڑا وغیرہ نہ لگے، اس میں نہ کسی رنگ کی قید ہے نہ کسی خاص ہیئت کی، بہت سی عورتیں احرام میں سفید رنگ کے کپڑے پہننے ضروری سمجھتی ہیں، اسی طرح وہ خاص رومال جو سر کے بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے، اسی کو احرام کا نام دیتی ہیں، اور اسے کسی حال میں نہیں کھولتیں، تو یہ سب بے اصل باتیں ہیں ان کا شریعت سے کوئی ثبوت نہیں، عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہر طرح کے رنگ کا کپڑا پہننا درست ہے۔

اور وضو میں مسح کرتے وقت سر کا رومال ہٹا کر مسح کرنا ضروری ہے، اس رومال کے اوپر سے مسح درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: غنیۃ الناسک ۹۴، معلم الحجاج ۱۱۰، ایضاح المناسک ۴۷، مسائل حج وعمرہ ۱۱۴، انوار مناسک ۱۹۱)

احرام کی حالت میں چہرے پرڈھاٹا باندھنا

عورت کے لئے چہرے پر ڈھاٹا باندھنا حالت احرام میں بہر حال مکروہ ہے، اور اگر اس سے ۱۲؍گھنٹے یا اس سے زیادہ چہرے کا چوتھائی حصہ ڈھکا رہا تو دم جنایت واجب ہوگا اور اس سے کم ڈھکا رہا تو صدقہ واجب ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۴، ومثلہ فی الشامی زکریا ۳؍۴۹۷، اللباب ۱؍۱۶۸، انوار مناسک ۲۱۲)

احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالتِ احرام چہرے پر ''ماسک'' لگانا عام ہوگیا ہے، تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ''ماسک'' پہننا بلاشبہ ممنوع ہے، اور جزاء کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ''ماسک'' اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ''ماسک'' مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے، اور اگر ''ماسک'' کی چوڑائی چوتھائی چہرے سے کم ہو یا اسے ۱۲؍گھنٹے سے کم لگایا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا؛ اس لئے بہر حال احرام کی حالت میں ''ماسک'' نہیں لگانا چاہئے، اور یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ہے۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۴، ہندیہ ۱؍۲۴۲، شامی زکریا ۳؍۴۹۸، تاتارخانیہ ۳؍۵۷۸، خانیۃ علی الہندیۃ ۱؍۲۸۹، بدائع الصنائع زکریا ۲؍۴۱۱، انوار مناسک ۲۱۲)

عورت کا چہرے پرنقاب ڈالنا

اگرعورت نے احرام کی حالت میں چہرے پر اس طرح نقاب ڈالا کہ نقاب کا کپڑا چہرے پر لگا رہا، تو ایک رات یا ایک دن اسی حال میں رہنے سے دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۵۵، شامی زکریا ۳؍۴۹۷، انوار مناسک ۲۱۳)

سفرحج میں غیرمردوں سے پردہ کیسے کریں؟

بہت سی جاہل عورتوں نے یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ احرام اور سفر حج میں عورتوں پر پردہ نہیں ہے، اور یہ جاہلانہ سوچ اس قدر عام ہوچکی ہے کہ دورانِ حج نظر کا بچانا مشکل ہوتا جارہا ہے،

حالاں کہ جس طرح پردہ کا حکم عام حالات میں ہے اسی طرح حج میں بھی ہے؛ بلکہ حج میں تو اور زیادہ پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے؛ تاکہ یہ اہم ترین عبادت ذہنی انتشار اور معصیت سے محفوظ رہے۔ اور بہتر ہے کہ احرام کے وقت نقاب کے اندر ایک ہیٹ سر پر لگالیں؛ تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے پر نہ لگے، اور پردہ بھی برقرار رہے، اور احرام کھلنے کے بعد اپنی قیام گاہوں یا خیموں میں رہتے ہوئے بھی پردہ کا اہتمام رکھنا لازم ہے، بالخصوص اجنبی مرد وعورت میں تنہائی کا موقع بالکل نہ آنے دیں کہ اس میں فتنہ ہی فتنہ ہے۔ (شامی بیروت ۳/۴۴۸، انوار مناسک ۱۹۰، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

مردوں کی بھیڑ میں عورتوں کا گھسنا حرام ہے

بعض نادان عورتوں کو حجر اسود کا بوسہ لینے، ملتزم پر کھڑے ہوکر دعا مانگنے یا مقام ابراہیم پر نفلیں پڑھنے کا ایسا جنون سوار ہوتا ہے کہ وہ بے محابا مردوں کے ہجوم میں گھس جاتی ہیں اور ہر چہار جانب سے دھکے کھاتی ہوئی اندر تک چلی جاتی ہیں اور اپنی اس حرکت کو بہت قابل فخر قرار دیتی ہیں، تو انہیں سمجھنا چاہئے کہ ان کا یہ عمل موجبِ ثواب نہیں؛ بلکہ سخت گناہ کا باعث ہے، شریعت میں عورتوں کا اجنبی مردوں کی بھیڑ میں اس طرح گھسنا قطعاً حرام ہے۔ حجرِ اسود کا بوسہ وغیرہ کا عمل اسی وقت موجب ثواب ہوسکتا ہے جب کہ اس کے حصول میں کسی گناہ کا ارتکاب لازم نہ آئے، اور گناہ کے ساتھ کیئے گئے عمل میں کسی ثواب کی امید نہیں ہے، اس لئے خواتین کو بھیڑ سے بہر حال بچنا چاہئے، اور جس وقت بھیڑ کم ہو اسی وقت طواف کرنا چاہئے اور حجر اسود کا دور ہی سے استلام کرلیں اور مقامِ ابراہیم کی سیدھ میں پیچھے کی جانب جاکر نفل پڑھیں۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، انوار مناسک ۵۷۲)

عورت کا نماز باجماعت میں مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا

اگر کوئی مرد کسی عورت کے دائیں بائیں یا پیچھے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو، یعنی ۹؍سال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم، سب کا حکم یہی ہے۔

(۲) مرد کی پنڈلی، ٹخنا یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو۔

(۳) یہ سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو۔

(۴) یہ اشتراک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

(۵) مرد وعورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں۔

(۶) مرد وعورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو، یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا۔

(۷) دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو۔

(۸) مرد نے اپنے قریب آ کر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونے کا اشارہ نہ کیا ہو، اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) اور امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو۔

(طحطاوی ۱۸۰-۱۸۱، کتاب المسائل ۱؍۳۶۷)

مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں؟

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں؛ اس لئے وہاں مرد وعورت میں اختلاط ومحاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا؛ لیکن مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں اگرچہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئیں ہیں؛ لیکن مطاف میں اور حج کی بھیڑ کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد وعورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہو جاتے ہیں: اس لئے اس معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے، عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہو کر ہی نماز پڑھیں، اگر موقع نہ ہو تو جماعت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھ لیں، اور مردوں کو چاہئے کہ:

(۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں۔

(۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آ کر کھڑی ہونے لگے تو اسے دورانِ نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں، اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو فبہا، ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہوجائے گی، اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہوکر نماز پڑھنے بھی لگے پھر بھی مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی؛ بلکہ خود عورت کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (شامی زکریا ۲/ ۲۳۰، کتاب المسائل ۱/ ۳۶۸)

عورت کا احرام میں دستانے پہننا

عورت کے لئے احرام کی حالت میں ہاتھ میں دستانے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۸۶، ومثلہ فی الشامی زکریا ۳/ ۴۹۹، البحر الرائق زکریا ۲/ ۵۶۸، انوار مناسک ۱۹۰)

عورت کا زیورات پہننا

عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، ومثلہ فی الدر المختار ۳/ ۵۵۱-۵۵۲، طحطاوی ۳۸ ۷، الدر المنتقی ۱/ ۴۲۱، انوار مناسک ۱۹۰)

ہتھیلی میں پتلی مہندی لگائی

مہندی خوشبو میں شامل ہے؛ لہٰذا اگر محرم عورت نے حالت احرام میں اپنی ہتھیلی پر مہندی لگائی تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک/ ۲۵۰، ومثلہ فی مناسک علی قاری ۳۲۲، ملتقی الابحر مع المجمع ۱/ ۴۳۱، تاتارخانیۃ زکریا ۳/ ۵۹۱، ہندیۃ ۱/ ۲۴۱، بدائع الصنائع زکریا ۲/ ۴۱۹، انوار مناسک ۲۱۱)

گاڑھی مہندی لیپنا

اگر کسی عورت نے احرام کی حالت میں ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر (یا اس کا چوتھائی حصہ) ۱۲/ گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا، تو اس پر خوشبو استعمال کرنے کی بنا پر ایک دم واجب ہوگا۔

(غنیۃ الناسک ۲۵۰، مناسک ملا علی قاری ۳۲۲، تاتارخانیۃ زکریا ۳/ ۵۹۱، مجمع الانہر ۱/ ۴۳۱، شامی زکریا ۳/ ۵۷۵، ہندیۃ ۱/ ۲۴۱)

احرام میں عورت کے لئے سلا ہوا کپڑا پہننا منع نہیں

عورت حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا اور خفین وغیرہ پہن سکتی ہے اور اس پر سارا بدن چھپانا لازم ہے۔ (بدائع الصنائع زکریا ۲/۴۰۹، غنیۃ الناسک ۲۵۴، شامی زکریا ۳/۴۹۹، خانیۃ ۱/۲۸۶، انوار مناسک ۱۹۰، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

اپنے بدن کی جوں مارنے کا حکم

بحالتِ احرام بدن کی جوں مارنا یا انہیں بدن سے جدا کرنا ممنوع ہے، اگر دو تین جوں ماریں تو تھوڑا بہت جو چاہے مثلاً ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے، اور اگر تین سے زیادہ جوؤں کے ساتھ ایسا کیا تو صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک ۲۹۰، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/۵۵۹، درمختار مع الشامی زکریا ۳/۶۰۸، فتح القدیر زکریا ۳/۸۵، معلم الحجاج ۲۵۶، انوار مناسک ۲۰۵)

دوسری عورت سے جوں پکڑوانا

اگر حالت احرام میں کسی عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ میری جوئیں پکڑ کر ماردو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جوئیں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسری عورت نے اس کی جوئیں ماردیں، تو محرمہ عورت پر جزا واجب ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۲۹۰، ومثلہ فی التاتارخانیۃ ۳/۵۵۹، ہندیۃ ۱/۲۵۲)

محرمہ عورت کا دوسری عورت کی جوں مارنا

اگر محرمہ عورت نے دوسری عورت کی جوں ماری یا زمین پر رینگتی ہوئی جوں ماری، تو اس پر کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی۔ (غنیۃ الناسک ۲۹۰، تاتارخانیۃ ۳/۵۵۹، ہندیۃ ۱/۲۵۳، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۳۴، مناسک ملا علی قاری ۳۲۸)

عورتیں تلبیہ آہستہ پڑھیں

اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔ (فتاویٰ سراجیۃ ۱۷۷، مناسک ملا علی قاری ۱۰۴، انوار مناسک ۵۸۱، حج وزیارت نمبر ۲۳۶)

عورتوں کے لئے کس وقت طواف بہتر ہے؟

عورتوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ طواف کے لئے رات کے وقت (یا ایسے وقت جس میں بھیڑ کم ہو) کا انتخاب کریں۔ (غنیۃ الناسک ۱۲۲، مناسک ملا علی قاری ۱۶۰)

عورت کے لئے رمل اور اضطباع کا حکم نہیں

طواف کے دوران عورت رمل (جھپٹ کر چلنا) نہیں کرے گی، اسی طرح اس کے لئے اضطباع (کندہ کھول کر چادر نکالنا) کا حکم بھی نہیں ہے؛ بلکہ وہ حسبِ معمول اپنے لباس میں ہی رہے گی۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، درمختار بیروت ۴۸۹/۳، انوار مناسک ۳۷۱-۳۷۴)

ایامِ حیض میں مسجد میں داخلہ اور طواف جائز نہیں

عورت ناپاکی کے ایام میں نہ تو مسجد میں داخل ہو نہ طواف کرے اور نہ قرآنِ کریم پڑھے؛ (البتہ حرم شریف کے باہر جو سفید پتھروں کا صحن ہے اس میں آمدورفت اور بیٹھنا اس کے لئے جائز ہے؛ کیوں کہ یہ حصہ خارج مسجد ہے) (درمختار بیروت ۴۲۲/۱، انوار مناسک ۵۷۴)

طواف کے دوران حیض آ گیا

اگر طواف کرتے ہوئے حیض شروع ہو جائے تو فوراً طواف موقوف کردے اور پاک ہونے کے بعد اس طواف کی قضا کرے۔ (ایضاح المناسک ۱۲۱، انوار مناسک ۵۷۶، حج وزیارت نمبر ۲۳۷)

عورتیں سعی میں نہ دوڑیں

صفا ومروہ کی سعی کرتے ہوئے "میلین اخضرین" (وہ جگہ جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان دوڑ کر چلنا مردوں کے لئے مسنون ہے؛ لیکن عورتیں اپنی حالت پر چلیں گی ان کے لئے دوڑنے کا حکم نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک ۹۴، درمختار بیروت ۴۸۹/۳، حج وزیارت نمبر ۲۳۷)

سعی کے دوران حیض آ گیا

اگر طواف پاکی کی حالت میں کیا؛ لیکن سعی کے دوران حیض آنے لگا تو سعی جاری رکھے، اور سعی کے چکر اسی حالت میں پورے کر لے یہ سعی معتبر ہے، اور اگر عمرہ کی سعی ہے تو اس کے بعد بال کاٹ کر احرام سے نکل جائے۔ (غنیۃ الناسک ۱۳۴، ایضاح المناسک ۱۳۵، انوار مناسک ۴۱۴، حج وزیارت نمبر ۲۳۸)

عذر کی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینا

اگر کوئی عورت بھیڑ کی وجہ سے واجب وقوفِ مزدلفہ ترک کر دے اور صبح صادق سے قبل ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائے، تو ایسے لوگوں پر وقوفِ مزدلفہ چھوڑ دینے سے کوئی دم وغیرہ لازم نہ ہوگا۔ (تاہم اگر کوئی غیر معذور مرد عورت کے ساتھ کسی وجہ سے وقوفِ مزدلفہ ترک کر دے تو اس پر حسبِ قاعدہ جزاء لازم ہوگی) (شرح معانی الآثار للطحاوی بیروت ۲۹۱/۲، مسند احمد ۳۴۴/۱، غنیۃ الناسک ۱۶۶، شامی زکریا ۵۲۹/۳، البحر الرائق ۶۰۰/۲، تاتارخانیۃ زکریا ۳۲۰/۳، مناسک ملا علی قاری ۲۱۹، بدائع الصنائع زکریا ۳۲۲/۲، انوار مناسک ۴۳۸)

عورتوں کے لئے حلق جائز نہیں ہے

حج وعمرہ کے ارکان پورے کرنے پر عورتوں کے لئے سر کے بالوں کو مونڈنا جائز نہیں ہے (بلکہ وہ صرف ایک انچ کے بقدر ہی قصر کرائیں گی) (غنیۃ الناسک ۱۷۳، انوار مناسک ۵۲۳)

عورت کے لئے بالوں کے قصر کا طریقہ

عورت کے لئے بال قصر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ چوٹی کے نیچے سے ملا کر بس ایک پورے کے بقدر بال کاٹ لے۔ (البحر العمیق ۱۷۹۶/۳، انوار مناسک ۵۲۳)

گنجی عورت کیا کرے؟

اگر کوئی عورت کسی وجہ سے گنجی ہوگئی ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ سر پر ویسے ہی قینچی

چلالے، یہ قینچی چلانا اس کے لئے قصر کے قائم مقام ہو جائے گا، اور وہ احرام سے حلال ہو جائے گی۔ (البحر العمیق ۳/۱۷۸۶)

عذرِ شرعی کی وجہ سے طوافِ زیارت میں تاخیر

اگر شرعی عذر (مثلاً عورت حیض یا نفاس میں تھی) کی وجہ سے طوافِ زیارت میں ایام نحر سے تاخیر ہوئی تو کوئی جنایت لازم نہ ہوگی۔ (غنیۃ الناسک ۱۷۸، ومثلہ فی الولوالجیۃ ۱/۲۹۱، مناسک علی قاری ۳۵۰، فتاویٰ سراجیۃ ۱۸۸، انوار مناسک ۳۵۷، حج و زیارت نمبر ۱۴۷)

حالتِ احرام میں شوہر سے دل لگی کرنا

اگر کسی عورت نے حالت احرام میں مقدمات جماع کو اختیار کیا، مثلاً شوہر سے مباشرتِ فاحشہ کی، بوسہ لیا، یا شہوت کے ساتھ چھولیا، تو ایسی صورتوں میں چاہے انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، بہرصورت اس پر دم واجب ہوگا؛ لیکن دواعیٔ جماع سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ (مناسک ملا علی قاریؒ/۳۳۵، غنیۃ الناسک/۲۶۸، ہندیۃ ۱/۲۴۴، تاتارخانیۃ ۳/۵۸۲، البحر الرائق کوئٹہ ۳/۱۴-۱۵، انوار مناسک ۲۰۷)

طوافِ زیارت کے بغیر حاجی کے لئے ازدواجی تعلق حلال نہیں

حاجی مرد ہو یا عورت جب تک طوافِ زیارت نہ کرلے اس وقت تک اس سے جماع اور دواعی جماع (بوس و کنار وغیرہ) کی پابندیاں ختم نہ ہوں گی۔ (دار قطنی دار الایمان ۲/۲۴۳، حدیث: ۲۶۶۲، غنیۃ الناسک ۱۷۷، وانظر: درمختار ۳/۵۳۶)

وقوفِ عرفہ کے بعد حلق وطوافِ زیارت سے قبل جماع؟

وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے اور طوافِ زیارت کرنے سے پہلے اول جماع کی وجہ سے بدنہ واجب ہوتا ہے، اور پھر بعد میں جتنے جماع ہوں گے، تو ہر جماع پر ایک بکری لازم ہوتی رہے گی، خواہ کتنا ہی عرصہ گذر جائے۔ (غنیة الناسك ۲۷۱، مناسك ملاعلی قاریؒ ۳۳۹، هندية ۱/۲۴۵، البحر العميق ۲/۸۸۰، البحر الرائق كوئٹه ۳/۱۶)

نوٹ: البتہ اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد دوسرے جماع سے احرام سے باہر آنے کی نیت کرلی ہو تو گو کہ یہ نیت باطل ہے، مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے کسی جماع سے مزید کوئی دم واجب نہ ہوگا؛ تاہم اس حالت میں جماع کرنے سے گنہگار ضرور ہوں گے۔ (غنية الناسك ٢٦٩)

حلق یا قصر کے بعد اور طوافِ زیارت سے پہلے جماع؟

اگر کسی مرد یا عورت نے وقوفِ عرفہ کر لینے کے بعد حلق یا قصر کر کے احرام کھول دیا، اس کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کا صدور ہوا تو ایسی صورت میں راجح قول کے مطابق بدنہ واجب نہیں ہوگا؛ بلکہ ہر جماع پر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔ (البحر الرائق کراچی ۱۶/۳) **وبعد الحلق قبل الطواف شاة لخفة الجناية.** (درمختار زكريا ٥٩٤/٣، البحر العميق ٨٨١/٢، هندية ٢٤٥/١، فتح القدير ٤٧/٣)

نوٹ: اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ طوافِ زیارت سے پہلے اول جماع پر بہرحال بدنہ واجب ہوگا، خواہ حلق سے پہلے ہو یا بعد میں؛ لہٰذا احتیاط لازم ہے۔ (البحر الرائق کراچی ۱۷/۳)

وقوفِ عرفہ اور طوافِ زیارت کے بعد جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ کے بعد طوافِ زیارت بھی کر لیا اس کے بعد حلق یا قصر کرانے سے قبل جماع کیا تو جنایت میں ایک دم (بکرا/بکری) واجب ہوگا۔ (مناسك ملا علی قاریؒ ٣٤٠، شامي زكريا ٥٩٥/٣، هندية ٢٤٥/١، تبيين الحقائق ٣٦٧/٢)

حلق اور طوافِ زیارت کے بعد سعی سے پہلے جماع

اگر حاجی نے وقوفِ عرفہ، حلق اور طوافِ زیارت سب ارکان ادا کر لئے؛ لیکن ابھی حج کی سعی نہیں کی تھی کہ اسی دوران جماع کا صدور ہو گیا، تو اس پر کوئی جنایت لازم نہیں؛ کیوں کہ حلق اور طوافِ زیارت کی ادائیگی کے بعد احرام کے سب احکامات ختم ہو چکے ہیں۔ (مناسك ملا علی قاریؒ ٣٤٠، غنية الناسك ٢٧٠)

حالتِ حیض میں طوافِ زیارت کے احکام

اگر طوافِ زیارت کے اکثر چکر بحالت جنابت یا بحالت حیض ونفاس کئے، تو بطور جزا بدنہ (ایک اونٹ یا گائے کی قربانی) لازم ہوگا۔ (تاہم یہ طواف شرعاً معتبر ہوجائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا، اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹالیا تو بدنہ ساقط ہوجائے گا) (غنیۃ الناسک ۲۷۲، مناسک ملاعلی قاری ۳۴۴، ہندیۃ ۲۴۵/۱، کنز مع البحر الرائق کوئٹہ ۱۸/۳، البحر العمیق ۱۱۲۱/۲، درمختار زکریا ۵۸۱/۳-۵۸۲، انوارمناسک ۳۵۴)

حائضہ عورت کا مجبوری میں بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنا

اگر کوئی عورت حیض کی وجہ سے طوافِ زیارت نہ کرسکی اور حج کے فوراً بعد اس کی قافلہ کے ساتھ وطن واپسی کی تاریخ مقرر ہے، اور مزید رکنے کی کوئی شکل نہیں ہے، تو اگر وہ اسی حالت میں پیمپر باندھ کر طوافِ زیارت کرلے، تو اس کا طوافِ فرض ادا ہوجائے گا، اور ازدواجی تعلق اس کے لئے حلال ہوگا؛ لیکن بحالتِ ناپاکی طوافِ زیارت کرنے کی وجہ سے اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی حدودِ حرم میں کرنی لازم ہوگی۔ (تاہم اگر وہ قربانی سے قبل کبھی بھی اس طواف کو دہرالے گی تو قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی)

ولو طاف للزيارة جنباً او حائضاً او نفساء كلها واكثره ويقع معتداً به في حق التحلل ويصير عاصياً فان اعاده سقطت عنه البدنة. (غنية الناسك ۲۷۲، مناسك ملا علی قاری ۳٤٤، هندية ۲٤٥/۱، كنز مع البحر الرائق كوئٹه ۱۸/۳، البحر العميق ۱۱۲۱/۲، درمختار زکریا ۵۸۱/۳-۵۸۲)

عمر بھر طوافِ زیارت نہ کرسکی؟

اگر کوئی عورت طوافِ زیارت کئے بغیر وطن واپس ہوگئی اور موت تک اسے طوافِ زیارت کا موقع نہ ملا تو اس پر مرتے وقت ایک اونٹ کی قربانی کی وصیت لازم ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ ۵۳۹/۴)

ناپاکی کے عذر سے عورت پر طوافِ وداع نہیں

اگر مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت عورت ایام سے ہوا ور مزید رکنے کی گنجائش نہ ہو تو اس کے

لئے طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے۔ (شامی بیروت ۳/ ۴۸۹، انوار مناسک ۶۱۴)

ناپا کی کی حالت میں طوافِ وداع کا حکم

اگر طوافِ وداع کا اکثر حصہ بحالت ناپا کی کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے، اور پاک ہو کر اس کو لوٹانا ضروری ہے، اگر لوٹا لے گی تو قربانی ساقط ہوجائے گی۔ (غنیۃ الناسک ۲۷۵، مناسک ملا علی قاری ۳۵۱، ہندیۃ ۱/ ۲۴۶، البحرالرائق کوئٹہ ۳/ ۲۱، درمختار زکریا ۳/ ۵۸۱، انوار مناسک ۶۱۴)

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا

عورت کی طرف سے مرد کا حج بدل کرنا بلاکراہت درست ہے۔ (سنن النسائی حدیث: ۲۶۳۹، انوار مناسک ۵۴۵)

مرد کی طرف سے عورت کا حج بدل کرنا

مرد کی طرف سے عورت کو حج بدل کرنا جائز مگر مکروہ ہے؛ اس لئے کہ عورت کے حج میں بہت سی سنتیں مثلاً رمل، اضطباع وغیرہ نہیں ہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ مرد سے حج بدل کرایا جائے۔ (البحرالعمیق ۴/ ۲۲۶۸، شامی بیروت ۴/ ۲۱، انوار مناسک ۵۵۳)

حرم شریف میں عورتوں کا نماز جنازہ میں شرکت کرنا

حرم شریف میں اکثر نمازوں کے بعد جنازے کی نماز ہوتی ہے، تو اس میں وہاں موجود عورتوں کو بھی شرکت کرنی چاہئے، ان کے لئے وہاں جنازہ کی نماز میں شرکت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر نماز جنازہ کا طریقہ نہ آتا ہو تو جان کار مردوں یا خواتین سے سیکھ لینا چاہئے، اور جو بھی دعا یاد ہو وہ جنازہ میں پڑھ لیں۔ اور اگر بالفرض کوئی دعا نہ بھی یاد ہو تو صرف امام کے ساتھ چار تکبیرات کہنے سے بھی نماز جنازہ درست ہوجاتی ہے۔ **فان صلاتها تصح وان لم يصح الاقتداء بها.** (شامی بیروت ۳/ ۹۸)

❐❖❐

كتاب العمرة

(عمرہ کے منتخب مسائل)

عمرہ کے مسائل

عمرہ کے لغوی معنی

عربی زبان میں ''عمرہ'' کا لفظ کسی آباد جگہ جاکر کسی کام کرنے کے ارادہ کے معنی میں آتا ہے۔
العمرة اسم من الاعتمار و اصلها القصد الی مکان عامر. (البحر العمیق ٤/ ٢٠٠٩)

عمرہ کی شرعی تعریف

شریعت کی اصطلاح میں عمرہ کا اطلاق خاص افعال (طواف وسعی) کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت پر ہوتا ہے۔ **وھی فی الشرع زیارة مخصوصة بالبیت بافعال مخصوصة.** (البحر العمیق ٤/ ٢٠١٠)

عمرہ کی شرعی حیثیت

عمرہ اپنی اصل کے اعتبار سے صاحبِ استطاعت شخص کے لئے زندگی میں ایک مرتبہ سنتِ مؤکدہ ہے۔(واجب یا فرض نہیں ہے)اکثر علماء کی رائے یہی ہے۔ **وھی فی العمر مرة سنة مؤکدة لمن استطاع ھو المذھب.** (غنیة الناسک ١٩٦، ومثله فی البحر العمیق ٤/ ٢٠١٥)

عمرہ کی فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:''ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے''۔(بخاری شریف حدیث:۱۷۷۳،الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ:''حج وعمرہ بوڑھے کمزور اور عورت کے حق میں جہاد کے درجہ میں ہے''۔(یعنی ان لوگوں کو حج وعمرہ کرنے سے جہاد کا ثواب ملتا ہے)(رواہ النسائی،الترہیب والترہیب مکمل ۲۵۸)

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:''پے در پے حج اور عمرہ کیا کرو؛ اس لئے کہ یہ

دونوں نیک اعمال فقر و فاقہ اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے''۔ (ترمذی شریف حدیث: ۸۱۰، ابن ماجۃ حدیث: ۲۸۸۷، الترغیب والترہیب مکمل ۲۵۹)

رمضان المبارک کے عمرہ کا ثواب

بالخصوص رمضان المبارک میں عمرہ کا بہت ثواب ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب میرے ساتھ حج کے ثواب کے برابر ہے''۔ (ابوداؤد شریف حدیث: ۱۹۹۰، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۴)

روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آکر شکایت کی کہ (میرے شوہر) ابوطلحہ اور ان کے بیٹے خود حج کو چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے، تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ام سلیم! رمضان کا عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے''۔ (صحیح ابن حبان حدیث: ۳۶۹۱، الترغیب والترہیب مکمل ۲۶۴)

عمرہ کے بہت سے مسائل حج کے ساتھ مشترک ہیں، مثلاً احرام کی پابندیاں، یا طواف وسعی کا طریقہ وغیرہ؛ تاہم چند منتخب ضروری مسائل بطور یاددہانی ذیل میں درج کئے جارہے ہیں:

عمرہ کے ارکان وشرائط

(۱) عمرہ کی ادائیگی کے لئے اولاً احرام شرط ہے۔ **اما الاحرام فقال بعض اصحابنا هو ركن في العمرة. قال الكرماني: والاصح انه ليس بركن؛ بل هو شرط لصحة ادائها.** (البحر العميق ٤/ ٢٠٢١)

(۲) اور عمرہ کا رکن اعظم بیت اللہ شریف کا طواف ہے، اور اس طواف میں کم از کم ۴ ؍ چکر فرض ہیں۔ (بقیہ واجب ہیں) **أما ركنها فشيء واحد وهو الطواف الخ والركن فيه اربعة اشواط كما تقدم في الطواف.** (البحر العميق ١/ ٢٠٢١)

(۳) اور بعض فقہاء نے صفا ومروہ کے درمیان سعی کو بھی عمرہ کا رکن قرار دیا ہے؛ لیکن اکثر فقہاء کے نزدیک یہ سعی فرض نہیں؛ بلکہ واجب ہے۔ **فالاحرام شرط ومعظم الطواف ركن وغيرهما واجب هو المختار.** (درمختار زکریا ۳/ ٤٧٦) **وأشار بقوله: ''هو المختار''**

إلـى ما فى التحفة: حيث جعل السعى ركناً كالطواف، قال فى شرح اللباب وهو غير مشهور فى المذهب. (شامی زکریا ۳/ ۴۷٦، البحر العمیق ٤/ ٢٠٢٢)

عمرہ کا وقت

عمرہ کے لئے سال کا کوئی خاص وقت متعین نہیں ہے؛ بلکہ پورے سال جب چاہیں عمرہ ادا کرسکتے ہیں۔ (بس حج کے ۵/ ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے) **ان وقت العمرة يتسع فى جميع السنة.** (البحر العمیق ٤/ ٢٠٢٥، ومثله فى غنية الناسك ١٩٧)

عمرہ کے واجبات

عمرہ میں آٹھ چیزیں واجب ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔

(۲) طواف کے چار چکروں کے بعد مزید تین چکر کر کے طواف پورا کرنا (یعنی طوافِ عمرہ میں اول چار چکر فرض ہیں اور آخری تین چکر واجب ہیں)

(۳) باوضو طواف کرنا۔

(۴) طواف پیدل کرنا (الایہ کہ کوئی عذر ہو)

(۵) طواف کے بعد دو رکعت واجب الطّواف نماز پڑھنا۔

(٦) صفا ومروہ کی سعی (اور بعض فقہاء نے سعی کو رکن قرار دیا ہے، مگر وہ قول مرجوح ہے)

(۷) سعی پیدل کرنا۔

(۸) طواف وسعی کے بعد حلق یا قصر کرنا۔

أما واجباتها ثمانية أشياء: الاحرام من الميقات والسعى بين الصفا والمروة والحلق او التقصير والمشى فى الطواف والمشى فى السعى وركعتا الطواف والطهارة للطواف وزيادة على اربعة أشواط من طوافها وجعله صاحب

التحفة السعی فی العمرة رکناً کما قدمناه عنه. (البحر العمیق ٤/ ٢٠٥٦)

عمرہ کی سنتیں

عمرہ کی سنتیں وہی ہیں جو حج کے ضمن میں مذکور ہوئیں؛ البتہ عمرہ کرنے والے کے لئے ایک سنت ہے کہ طواف شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کردے۔ **واما سننها فما ذکرنا فی الحج غیر انه اذا استلم الحجر الاسود یقطع التلبیة عند اول شوط من الطواف عند عامة العلماء.** (غنیة الناسك ١٩٧، بدائع الصنائع زکریا ٢/ ٤٨٠، درمختار مع الشامی زکریا ٣/ ٥٦٣، البحر الرائق ٢/ ٦٣٧)

تنبیہ : بہت سے لوگ طواف عمرہ کے دوران تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں، حالاں کہ یہ طریقہ خلافِ سنت ہے۔

حج اور عمرہ کے احکام میں فرق

عمرہ میں اور حج میں احرام وغیرہ کی پابندیاں یکساں ہوتی ہیں؛ لیکن بنیادی طور پر چند امور میں عمرہ کا حکم حج سے مختلف ہے، جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

(۱) عمرہ فرض نہیں ہے، جب کہ حج شرائط پائے جانے پر فرض ہوتا ہے۔

(۲) عمرہ کا کوئی وقت متعین نہیں جب کہ حج کا وقت متعین ہے۔

(۳) عمرہ کبھی فوت نہیں ہوتا، جب کہ حج وقت گذرنے پر فوت ہوجاتا ہے۔

(۴) عمرہ میں وقوفِ عرفات، مزدلفہ، منی، رمی جمرات کسی بات کا حکم نہیں ہے، جب کہ حج میں یہ سب چیزیں مناسک میں داخل ہیں۔

(۵) عمرہ میں طواف قدوم نہیں ہوتا؛ بلکہ مکہ معظّمہ پہنچتے ہی عمرہ کا طواف کیا جاتا ہے، جب کہ حج میں طواف قدوم ہوتا ہے۔

(۶) عمرہ سے فراغت کے بعد مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت طواف وداع کا حکم نہیں ہے، جب کہ حج میں طوافِ وداع واجب ہوتا ہے۔

(۷) عمرہ اگر فاسد ہو جائے تو بدنہ واجب نہیں ہوتا، جب کہ حج میں بعض صورتوں میں بدنہ کی قربانی ضروری ہوتی ہے۔

(۸) اگر عمرہ کا طواف بحالت جنابت کیا تو صرف بکری کی قربانی واجب ہوتی ہے، جب کہ حج میں طوافِ زیارت اگر جنابت کی حالت میں کیا تو بدنہ واجب ہوتا ہے۔

(۹) عمرہ کی میقات ''حل'' ہے، جب کہ اہل مکہ کے لئے حج کی میقات ''حرم'' کو قرار دیا گیا ہے۔

(۱۰) عمرہ کا طواف شروع کرتے ہی تلبیہ کا ورد بند کر دیا جائے گا، جب کہ حج میں تلبیہ رمی جمرۂ عقبہ تک جاری رہتا ہے۔

(۱۱) عمرہ میں جنایت کی صورت میں صدقہ کسی صورت میں کافی نہیں ہوتا؛ بلکہ حسب ضابطہ بکری کی قربانی لازم ہوتی ہے۔(والتفصیل فی مناسک ملاعلی قاریؒ ۴۶۴-۴۶۵)

کن ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ ہے؟

سال میں پانچ دن (۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳/ذی الحجہ) میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہِ تحریمی ہے۔ **لٰکنه یکره أداؤها فی خمسة أیام: یوم عرفة ویوم النحر وأیام التشریق سواء أهل بهابعرفة قبل الزوال أو بعده.** (البحر العمیق ۴/ ۲۰۲۵) **ولکن یکره تحریماً انشائها بالإحرام فی خمسة أیام الخ.** (غنیة الناسك ۱۹۷)

پہلے باندھے گئے احرام سے ایامِ مکروہہ میں عمرہ کرنا

اگر یومِ عرفہ سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ رکھا تھا جس کی ادائیگی ایامِ مکروہہ میں کی تو یہ مکروہ

نہیں ہے، مثلاً جس قارن یا متمتع کا حج فوت ہوگیا تو وہ عمرہ کرکے حلال ہوگا، تو اس کے لئے ان ایام میں عمرہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔ **أما إذا أداها باحرام سابق كما إذا كان قارناً ففاته الحج وأدى العمرة فى هٰذه الأيام لا يكره.** (البحر العميق ٢٠٢٦/٤)

مکروہ ایام میں عمرہ کا احرام باندھ لیا؟

(۱) اگرکسی شخص نے ایام مکروہہ میں عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ احرام کھول دے۔ (اور رفض احرام کی وجہ سے ایک دم دے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے)۔ **رجل اهل بعمرة فى ايام التشريق فانه يؤمر بان يرفضها.** (البحر العميق ٢٠٢٧/٤) **فاذا رفضها يلزمه دم للرفض وعمرة مكانها لصحة الشروع.** (البحر العميق ٢٠٢٨/٤)

(۲) اگر احرام نہیں کھولا اور نہ ہی ارکانِ عمرہ ادا کئے؛ بلکہ ویسے ہی احرام کی حالت میں رہا تاآنکہ ایامِ مکروہہ گذر گئے پھر اس نے ارکان ادا کئے تو اس کا عمرہ درست ہوجائے گا اور اس پر کوئی دم واجب نہ ہوگا۔ **وان لم يرفض ولم يطف حتى مضت ايام التشريق ثم طاف لها اجزأه ولا دم عليه.** (البحر العميق ٢٠٢٧/٤، غنية الناسك ١٩٧)

(۳) اگر کوئی شخص ایامِ مکروہہ میں احرام باندھ کر عمرہ کرلے تو کراہت کے ساتھ اس کا عمرہ معتبر ہوتا ہے؛ لیکن اس پر جرمانہ میں دم واجب ہوگا۔ **فإن مضى فيها أجزأه لأنه أداها كما التزم وعليه دم لارتكاب النهى.** (غنية الناسك ١٩٧)

اہل مکہ کا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا

جو اہل مکہ (واہل حل) اس سال حج کا ارادہ نہ رکھتے ہوں ان کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے؛ لیکن جو مکی حضرات حج کا قصد رکھتے ہوں ان کے لئے شوال سے ایام حج تک عمرہ کرنا مکروہ ہے (کیوں کہ ان کے لئے تمتع کی اجازت نہیں ہے) **يزاد**

علـى الأيـام الـخـمسة مـا فى اللباب وغيره من كراهة فعلها فى أشهر الحج لأهـل مـكة ومـن بـمـعـنـاهم إلى من المقيمين ومن فى داخل المواقيت لأن الـغـالـب عـليهـم أن يـحـجـو فـى سـنتهـم فيكونوا متمتعين وهم عن التمتع مـمـنـوعـون وإلا فـلا منع للمكى عن العمرة المنفردة فى أشهر الحج إذا لم يحج فى تلك السنة. (شامی زکریا ۳/ ۴۷۷)

مکی شخص کے لئے عمرہ کا احرام کہاں سے باندھنا افضل ہے؟

مکہ مکرمہ میں مقیم شخص اگر عمرہ کرنا چاہے تو حدودِ حرم سے باہر حل کے کسی بھی مقام سے عمرہ کا احرام باندھ سکتا ہے؛ لیکن تنعیم یعنی مسجد عائشہؓ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ **وافـضـل جهـات الحل للاحرام بالعمرة التنعيم لامره ﷺ بالاحرام منه.** (البحر العمیق ۴/ ۲۰۳۱)

عمرہ کو فاسد کرنے والا عمل

طوافِ عمرہ (کے چار چکروں) سے پہلے عورت سے جماع کرنا عمرہ کو فاسد کر دیتا ہے۔ **ويـفسـدها الجماع فى أحد السبيلين قبل أكثر طوافها.** (غنیة الناسک ۱۹۷، ومثله فی البحر العمیق ۴/ ۲۰۵۴)

عمرہ فاسد ہوجائے تو کیا کرے؟

اگر عمرہ فاسد ہوجائے تو مابقیہ ارکان حسب دستور کرنے ضروری ہیں اور بعد میں عمرہ کی قضا کرنی لازم ہے، اور فساد کی وجہ سے بکری کی قربانی بھی واجب ہے (عمرہ میں بدنہ کسی صورت میں لازم نہیں ہوتا) **وإذا فسدت عمرته يمضى فيها كما يمضى فى الحج وعليه قضائها وشاة لأجل الفساد لابدنة.** (البحر العمیق ۴/ ۲۰۵۴)

طواف کے چار چکروں کے بعد جماع

اگر طوافِ عمرہ کے چار چکر کر لینے کے بعد جماع کا صدور ہوا تو عمرہ فاسد نہ ہوگا؛ لیکن بحالت احرام جماع کی وجہ سے دم جنایت لازم ہے۔ **ولو جامع بعد ما طاف لها اربعة اشواط …… لا تفسد عمرته لان الجماع حصل بعد اداء الركن وعليه دم لحصول الجماع فی الاحرام.** (البحر العميق ٤/ ٢٠٥٤، ومثله فی غنية الناسك ١٩٧)

طواف کے بعد سعی سے قبل جماع

اگر عمرہ کرنے والے شخص نے طواف کے بعد سعی سے قبل جماع کیا تو اس کا عمرہ فاسد نہیں ہوا؛ لیکن احرام کی حالت میں جماع کی وجہ سے دم جنایت لازم ہے۔ **ولو جامع بعد ما طاف لها أربعة أشواط أو بعد الطواف كله قبل السعی ……، لا تفسد عمرته.**

(البحر العميق ٤/ ٢٠٥٤)

طواف وسعی کے بعد حلق سے پہلے جماع

اگر طواف وسعی کے بعد حلق یا قصر کرانے سے پہلے عمرہ کرنے والے شخص سے جماع کا صدور ہو جائے تو اس سے عمرہ فاسد نہیں ہوتا؛ البتہ دم جنایت حسب قواعد لازم ہے۔ **ولو جامع بعدما طاف لها أربعة أشواط …… أو بعد الطواف والسعی قبل الحلق لا تفسد عمرته الخ.** (البحر العميق ٤/ ٢٠٥٤)

احرام کے بعد عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر

احرام باندھنے کے بعد اگر عمرہ کی ادائیگی میں تاخیر کرے تو اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں (تاہم بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہئے) **ولا يجب لتاخير طواف العمرة …… شیء.**

(البحر العميق ٤/ ٢٠٥٧)

بغیر طواف کے سعی معتبر نہیں

عمرہ کی سعی اسی وقت معتبر اور صحیح ہوگی جب کہ سعی سے قبل طواف کرلیا گیا ہو۔ **وتقديم طوافها على السعي شرط لصحة السعي.** (غنية الناسك ١٩٧)

طواف کے بعد سعی میں تاخیر

اگر عمرہ کے بعد سعی کی ادائیگی میں تاخیر کی مثلاً آج طواف کرلیا اور پھر احرام کی حالت میں رہا اور کئی دن کے بعد سعی کی تو گو کہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے؛ لیکن اس کی وجہ سے کوئی جنایت لازم نہیں آتی۔ **ولا يجب لتاخير طواف العمرة ولا لتاخير سعيها ولا لتاخير الحلق شيء؛ لأن وقت العمرة واسع في جميع السنة.** (البحر العميق ٢٠٥٧/٤)

طواف وسعی کے بعد حلق میں تاخیر

اگر عمرہ کرنے والا شخص طواف وسعی سے فارغ ہونے کے بعد تاخیر سے حلق یا قصر کرائے تو اس پر بھی کوئی جنایت لازم نہیں ہے۔ **ولا يجب لتاخير العمرة ......، ولا لتاخير الحلق شيء.** (البحر العميق ٤/ ٢٠٥٧)

عمرہ میں تلبیہ کب تک پڑھا جائے گا؟

عمرہ میں احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ شروع ہوگا اور طواف شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کردیا جائے گا۔ **ويقطع التلبية حين يشرع في الطواف.** (البحر العميق ٢٠٥٨/٤)

بار بار عمرہ کرنا

عمرہ ایک مستقل عبادت ہے؛ لہٰذا سال میں بار بار عمرہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ یہ سعادت کی بات ہے۔ **ويستحب الاكثار من العمرة ...... ولا بأس بأن يعتمر في السنة مراراً.** (البحر العميق ٢٠٦٠/٤-٢٠٦١)

عمرہ میں طوافِ قدوم یا طوافِ وداع نہیں ہے

عمرہ کے افعال میں صرف ایک ہی طواف داخل ہے، اس کے علاوہ طوافِ قدوم یا طوافِ وداع (جیسا کہ حج میں ہوتا ہے) کا حکم عمرہ میں نہیں ہے۔ **ولیس لها طواف القدوم ولا بعدها طواف الصدر.** (غنية الناسك ۱۹۷)

نوٹ: مطلب یہ ہے کہ اگر عمرہ کرنے والا شخص مکہ معظّمہ سے واپسی کے وقت طواف کرے تو اس کا تعلق عمرہ کے افعال سے نہ ہوگا؛ بلکہ یہ مستقل عمل ہوگا۔ (مرتب)

جنایات طوافِ عمرہ

○ عمرہ کے طواف کا اگر ایک چکر بھی بحالت جنابت کیا یا بے وضو کیا یا کوئی چکر چھوڑ دیا تو اس کی وجہ سے دم واجب ہوگا؛ لیکن اگر پاک ہوکر اعادہ کرلے یا چھوٹے ہوئے چکر کی تکمیل کرلے تو دم ساقط ہوجائے گا۔ **ولو طاف للعمرة كله او اكثره او اقله ولو شوطاً جنباً او حائضاً او نفساء او محدثاً فعليه – الى قوله – ولذا لو ترك الاقل منه ولو شوطاً لزمه دم ولو اعاده سقط عنه الدم.** (غنية الناسك ۲۷۶، مناسك ملا علی قاری ۳۵۳، هندية ۲٤٧/۱، البحر الرائق كوئٹه ۲۲/۳)

○ عمرہ کا طواف بہرحال لازم ہے؛ لہٰذا اس کو چھوڑنے کا کوئی بدل نہیں ہوسکتا۔ **فعليه ان يطوفه اصلاً ولا يجزئ عنه البدل اصلاً.** (غنية الناسك ۲۷٦، مناسك ملا علی قاری ۳۵۳)

○ حج قران کرنے والا شخص اگر عمرہ کا طواف بے وضو کرے تو اس کے اعادہ کا وقت یوم النحر کی صبح صادق تک ہے، اگر اس وقت تک اعادہ نہیں کیا تو اب دم لازم ہے، اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔ **ولو طاف القارن طوافين للعمرة والقدوم محدثاً اعاد طواف العمرة قبل يوم النحر ولا شيء عليه، وان لم يعد حتى طلع فجر يوم النحر لزمه دم.** (غنية الناسك ۲۷٦، مناسك ملا علی قاری ۳۵۳، هندية ۲٤٦/۱، البحر الرائق كوئٹه ۲۲/۳)

○ اگر عمرہ کا طواف بے وضو کیا پھر سعی کر لی اور بغیر طواف لوٹائے وطن واپس ہو گیا تو اس پر دم لازم ہے، اور سعی کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر طواف کا اعادہ کیا؛ لیکن سعی نہیں لوٹائی تو بھی کوئی چیز لازم نہیں۔ **ولو طاف للعمرة محدثاً و سعی بعده فعليه دم ان لم يعد الطواف ورجع الى اهله وليس عليه شیء بترک اعادة السعی، وكذا لو اعاد الطواف ولم يعد الطواف لا شیء عليه.** (غنية الناسك ٢٧٦-٢٧٧، مناسك ملا علی قاری ٣٥٣، هندية ٢٤٧/١، البحر الرائق كوئٹه ٢٢/٣)

○ اگر بحالتِ جنابت عمرہ کا طواف کیا پھر سعی کر لی تو طواف کے ساتھ سعی کا اعادہ بھی لازم ہوگا، اگر سعی کا اعادہ نہیں کیا تو دم واجب ہوگا۔ **وفی الجناية ای فبطوافه جنباً ان لم يعد السعی فعليه دم.** (غنية الناسك ٢٧٧، مناسك ملا علی قاری ٣٥٣)

حج کی رہنمائی

(آیئے! حج کریں؟)

آیئے! حج کریں؟

گذشتہ صفحات میں بحمدہ تعالیٰ حج کے ارکان ومناسک سے متعلق مفصل مسائل درج کئے جاچکے ہیں، اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اجمال واختصار کے ساتھ حج کا طریقہ لکھ دیا جائے؛ تاکہ حجاج کے لئے سہولت ہو اور یاد رکھنا آسان ہو، البتہ ہر موضوع پر تفصیلات جاننے کے لئے متعلقہ باب کا مطالعہ کرلیا جائے، چوں کہ متعلقہ ابواب میں حوالہ کی عبارتیں درج کی جاچکی ہیں، اس لئے یہاں حوالوں کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔ (مرتب)

احرام کہاں سے باندھیں؟

○ اگر سیدھے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ایئرپورٹ پر احرام باندھیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کردیں۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام نہیں باندھا ہے تو جدہ پہنچنے سے تقریباً آدھا گھنٹہ قبل ضرور احرام باندھ لیں (اس لیے کہ ہندوستان وغیرہ سے جانے والا ہوائی جہاز عموماً قرن المنازل کی میقات یا اس کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس مقام سے گذرنے سے پہلے حجاج کو بہرحال احرام باندھ لینا ضروری ہے)

○ اگر پہلے مدینہ منورہ جانے کا نظام ہو تو یہاں سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب مدینہ منوّرہ سے مکہ معظّمہ جانا ہو تو ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جائے گا۔

احرام باندھنے کا مسنون طریقہ

○ احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوالی جائے، ناخون کترلیں، بغل اور زیرناف بال صاف کرلئے جائیں، اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرلیں، اگر غسل کا موقع یا انتظام نہ ہو تو وضو کرلیں۔ (اور وضو کا بھی موقع نہ ہو تو بے وضو بھی احرام کی نیت کی جاسکتی ہے)

○ غسل یا وضو کے بعد مرد حضرات سلا ہوا کپڑا اُتار دیں اور ایک تہبند باندھ لیں، اور اس پر ایک چادر اوڑھ لیں، اور خوشبو لگائیں، مگر کپڑے پر داغ نہ لگنے پائے، یہ دونوں چادریں سفید اور نئی ہوں تو بہتر ہے۔ (اگر تہبند کو درمیان سے سی لیا جائے تو بھی جائز ہے اور جو حضرات بلا سلی لنگی پہننے کے عادی نہیں ہیں وہ اگر ستر کھلنے کے اندیشہ سے سلی ہوئی لنگی پہنیں تو اس میں حرج نہیں ہے)

○ خواتین احرام کے لیے سلے ہوئے کپڑے نہیں اُتاریں گی، بلکہ ان کا احرام صرف یہ ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔ اور پردہ کے لیے بہتر یہ ہے کہ نقاب کے اوپر کوئی ہیٹ لگا لیں تاکہ نقاب چہرے پر نہ لگ سکے۔ (آج کل ایک خاص قسم کے کپڑے کو جسے عورتیں سر کے بالوں پر باندھتی ہیں خواتین نے اسے احرام کا نام دے رکھا ہے اس کی کوئی اصل نہیں، اس کپڑے یا رومال کا نام احرام نہیں؛ بلکہ یہ صرف بالوں کی حفاظت کے لئے باندھا جاتا ہے)

○ احرام کی تیاری کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھیں، بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں ''سورۂ کافرون'' اور دوسری رکعت میں ''سورۂ اخلاص'' پڑھی جائے۔ واضح رہے کہ اس نماز کو سر ڈھانک کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ ابھی احرام کی پابندیاں شروع نہیں ہوئیں۔

○ اگر اس وقت خواتین ناپاکی کے ایام میں ہوں تو وہ نماز نہ پڑھیں بلکہ ویسے ہی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔

○ مرد حضرات نماز سے فارغ ہو کر سر کھول لیں اور اس کے بعد حج کی تینوں قسموں: افراد، قران اور تمتع میں سے جس قسم کا ارادہ ہو اس کی نیت کریں۔ مثلاً اگر ''حج افراد'' کا ارادہ ہو تو اس طرح کہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّي اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّي.	اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لیے آسان کیجئے اور قبول فرمائیے۔

اور اگر ''حج قران'' کا ارادہ ہو تو یوں کہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّي اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ	اے اللہ! میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھا کرنا چاہتا

فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ. — ہوں، ان کو میرے لیے آسان فرما دیجئے، اور قبول فرمالیجئے۔

اور اگر ''حج تمتع'' کا ارادہ ہے تو یوں کہیں :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ. — اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں، اس کو سہل کر دیجئے اور قبول فرمالیجئے۔

- ان کلمات کو زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ دل سے استحضار کرنا کافی ہے۔
- اس کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ، لَبَّيْکَ لَاشَرِيْکَ لَکَ لَبَّيْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَاشَرِيْکَ لَکَ. (بخاری شریف ۱/ ۲۱۰) — حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لیے ہیں اور ساری بادشاہی بھی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

- نیت کے ساتھ تلبیہ کہنے کے بعد اب باقاعدہ محرم بن گئے اور احرام کی ساری پابندیاں شروع ہوگئیں۔
- یاد رہے کہ احرام شروع کرنے کے لئے نہ صرف نیت کافی ہے، اور نہ ہی صرف تلبیہ، بلکہ تلبیہ اور نیت دونوں کا ہونا شرط ہے۔
- تلبیہ کے بعد جو چاہے دعا مانگیں، تاہم یہ جامع دعا مانگنی مستحب ہے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ. — اے اللہ ! میں آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصے اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔

○ احرام شروع ہونے کے بعد بہت سی چیزیں جو پہلے سے حلال تھیں وہ بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً خوشبو لگانا، بدن کی ہیئت پر سلا ہوا لباس پہننا، بال یا ناخن کاٹنا، سر یا منہ کو ڈھانکنا، جوں مارنا، شکار کرنا، بیوی سے جماع کرنا یا بے حیائی کی باتیں کرنا وغیرہ۔ (ان کی تفصیل احرام کے بیان میں دیکھیں)

○ حج تمتع کی صورت میں مکہ معظّمہ پہنچ کر عمرہ کا طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کردیا جائے گا اور حج افراد اور حج قران میں یہ تلبیہ ۱۰/ ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ (جسے بڑا شیطان بھی کہا جاتا ہے) کی رمی تک جاری رہے گا اور جب تک بھی تلبیہ کا حکم باقی رہے کثرت سے اور پورے ذوق وشوق سے تلبیہ پڑھنے کو جاری رکھا جائے، اور پڑھتے وقت اس کے معنی کا ضرور استحضار رکھیں، اور یہ تصور کریں کہ ایک عاشق بے نوا اپنے مہربان آقا کے دربار میں کھنچا چلا جا رہا ہے۔

بیت اللہ میں حاضری

○ مکہ معظّمہ پہنچنے اور رہائش وغیرہ کے متعلق انتظامات مکمل ہونے اور فی الجملہ یکسوئی میسر آنے پر اب حرم شریف میں حاضری کے لیے تیار ہو جایئے۔

○ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی خوب دل جمعی اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں۔ یہ قبولیت کا موقع ہے۔

○ اگر آپ نے حج افراد کا احرام باندھا ہے تو بیت اللہ میں حاضری کے بعد فوراً طواف قدوم کریں، اور اگر حج تمتع یا حج قران کا احرام ہو تو جاتے ہی اولاً طواف عمرہ کریں، حج تمتع کرنے والے کے لئے طواف قدوم کا حکم نہیں ہے، اور حج قران کرنے والا عمرہ کے بعد طواف قدوم کرے گا۔

○ تمتع اور قران کرنے والا شخص طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) اور ساتوں چکروں میں اضطباع (احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈالنا اسے کندھا کھولنا بھی کہتے ہیں) کرے گا، اور اس کے بعد عمرہ کی تکمیل کے لیے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے گا۔

- اور حج افراد کرنے والا اگر طواف قدوم کے بعد ہی حج والی سعی کرنا چاہے تو اسے بھی طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا پڑے گا۔
- واضح رہے کہ رمل اور اضطباع مَردوں کے لیے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔
- عورتوں کے لیے رمل اور اضطباع کا حکم بالکل نہیں، بعض عورتیں طواف میں مَردوں کی طرح رَمل کرتی (جھپٹ کر چلتی) دیکھی گئی ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز کریں۔

طواف

- طواف کی ابتداء و انتہاء حجرِ اسود کی استلام (بوسہ لینے) سے ہوتی ہے۔ بیت اللہ شریف کی طرف سینہ کرکے اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر اسود دائیں جانب ہو۔ پھر طواف کی نیت اس طرح کریں کہ ''اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کے سات چکروں کے طواف کی نیت کرتا ہوں، خالص تیری رضا اور خوشنودی کے لئے؛ لہٰذا اسے میرے لیے آسان کرکے قبول فرما''۔
- نیت کرنے کے بعد دائیں طرف چلیں اور حجر اسود کے بالکل سامنے آ جائیں یعنی چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کرکے کھڑے ہو جائیں اور پھر نماز کی طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ'' پڑھیں۔
- اس کے بعد حجر اسود کا استلام کریں، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر حجر اسود تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح رکھیں جیسے نماز میں سجدے میں رکھا جاتا ہے اور نرمی کے ساتھ بوسہ دیں اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجرِ اسود تک نہ پہنچ سکیں تو پھر وہیں سامنے کھڑے کھڑے دُور سے دونوں ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف اس خیال سے کریں کہ وہ حجرِ اسود پر رکھی ہوئی ہیں پھر ان ہاتھوں کو چوم لیں۔ استلام کے وقت یہ کلمات پڑھیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ. دُور سے استلام کرنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا

قریب سے بوسہ لینے میں۔ اس لیے زیادہ بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں، خاص کر خواتین حتی الامکان غیر مَردوں سے اختلاط سے بچنے کا اہتمام کریں۔

- استلام کرنے کے بعد فوراً اپنا چہرہ سینہ اور قدم دائیں طرف موڑ کر اس طرح چلنا شروع کریں کہ حجرِ اسود بائیں مونڈھے کی طرف آجائے اور چکر کے دوران رُخ بیت اللہ شریف کی طرف نہ کریں، بلکہ نظر نیچے کیے ہوئے گولائی میں چلتے رہیں۔
- اور جب ایک چکر پورا ہوجائے اور دوبارہ حجرِ اسود پر پہنچیں تو پھر حجرِ اسود کا استلام کریں، اسی طرح ساتوں چکر پورے کریں۔
- ہر چکر میں جب بھی رکن یمانی پر پہنچیں تو اگر قریب ہوں تو سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف کئے بغیر دونوں ہاتھوں یا صرف دائیں ہاتھ سے رکن یمانی کو چھونا سنت ہے، لیکن اس وقت ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا جائے گا، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے قریب جانا مشکل ہو تو دُور سے اشارہ وغیرہ نہ کیا جائے بلکہ وہاں سے ویسے ہی گذر جائیں، آجکل بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی رُکن یمانی سے گذرتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے ہیں اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ سب خلافِ سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔
- طواف کے ساتوں چکروں میں باوضو رہنا ضروری ہے، اگر پہلے چار چکروں کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے طواف ازسرنو کرنا ہوگا اور اگر چار چکروں کے بعد ٹوٹا ہے تو اختیار ہے چاہے تو وضو کر کے بقیہ چکروں کو پورا کرلے یا ازسرنو طواف کرے۔
- طواف کے دوران ذکر واذکار، تسبیحات، دینی گفتگو اور جو بھی دعاء یاد ہو وہ کی جاسکتی ہے۔ متعین دعائیں پڑھنا ہی ضروری نہیں۔ اور جو دعاء بھی پڑھیں اتنی آہستہ پڑھیں کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے، آج کل جو طواف میں گروپ بنا کر اور چیخ چیخ کر دعائیں پڑھی جاتی ہیں یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔
- طواف کے دوران جب رُکن یمانی سے گذریں تو حجرِ اسود تک پہنچتے پہنچتے درج ذیل دعاء

پڑھنا احادیث سے ثابت ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ. رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَاعَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعَالِمِیْنَ.

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی کا خواستگار ہوں۔ اے ہمارے رب! ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی سے سرفراز فرمایئے اور ہم کو جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ داخل فرمایئے۔

- اگر طواف میں اضطباع (دایاں کندھا کھولنا) کیا گیا ہے تو طواف کے بعد سب سے پہلا کام یہ کریں کہ اب اضطباع کی کیفیت ختم کرلیں اور اپنے دونوں مونڈھے احرام کی چادر سے ڈھک لیں کیونکہ اضطباع صرف طواف کی حالت میں ہی مسنون ہے، اس سے پہلے یا بعد میں مسنون نہیں۔
- طواف کے سات چکر پورے ہونے پر دو رکعت نماز واجب الطّواف پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو یہ بھی جائز ہے کہ طواف پر طواف کرتے رہیں اور مکروہ وقت گذرنے کے بعد سب طوافوں کی الگ الگ نمازیں ترتیب وار پڑھ لیں۔
- طواف کے دوران نمازیوں کے آگے سے گذرنا منع نہیں اور طواف کے علاوہ حالت میں بہتر ہے کہ نمازی کے عین سامنے سے نہ گذریں بلکہ کم از کم سجدے کے مقام کے آگے سے گذریں۔
- طواف کی نماز مقام ابراہیمؑ کے سامنے پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ اگر مقامِ ابراہیم میں بھیڑ کی وجہ سے جگہ نہ ملے تو کہیں بھی طواف کی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔
- طواف کے بعد ملتزم (جو حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان تقریباً ڈھائی گز کا کعبہ کی دیوار کا حصہ ہے) سے لپٹ کر دعاء مانگنا مستحب ہے۔ اگر موقع ملے تو اس جگہ سے لپٹ کر اپنا چہرہ اور پیٹ اور سینہ لگا کر جو چاہیں دعا مانگیں۔ یہ دعاء کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔

البتہ اگر احرام کی حالت میں ہوں تو اس سے نہ لپیٹیں کیونکہ اس جگہ پر خوشبو لگائی جاتی ہے، جس کا احرام کی حالت میں بدن اور کپڑوں سے لگانا منع ہے۔

○ طواف کے بعد زمزم پینا مسنون ہے، اور زمزم پیتے وقت جو دعاء مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے، انشاء اللہ۔ (آج کل زمزم کے کنویں تک تو رسائی مشکل ہے کیوں کہ اسے اوپر سے پاٹ دیا گیا ہے، البتہ حرم میں جابجا زمزم کی ٹنکیاں لگی ہوئی ہیں وہاں جا کر زمزم سے سیراب ہوسکتے ہیں)

صفا ومروہ کی سعی

○ طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہے تو حجرِ اسود کا استلام کر کے حجرِ اسود کی سیدھ میں چلیں، اسی جانب صفا پہاڑی کا مقام ہے، جب اس جگہ کے قریب پہنچیں اور چڑھنے کا ارادہ کریں تو یہ الفاظ کہیں:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ.

میں سعی اس جگہ سے شروع کرتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے پہلے ذکر فرمایا (جیسا کہ ارشاد ہے) ''پھر بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

○ صفا پر بس اتنا چڑھیں جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے، زیادہ اوپر چڑھنا مکروہ ہے۔ یہاں اوّلاً قبلہ رُخ ہوکر سعی کی نیت کریں، پھر اس طرح ہاتھ اُٹھائیں جس طرح دعا میں اُٹھائے جاتے ہیں۔ (نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اُٹھائیں جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں) اور ہاتھ اُٹھائے ہوئے ذکر واذکار اور دعاء میں مشغول ہوں، یہ بھی دعاء کی قبولیت کا مقام ہے۔

○ پھر صفا سے مروہ کی طرف چلیں۔ مروہ پہنچ کر ایک چکر مکمل ہوجائے گا۔ مروہ میں بھی اسی طرح ہاتھ اُٹھا کر ذکر واذکار میں مشغول ہوں جیسے صفا پر کیا۔

○ صفا اور مروہ کے درمیان جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں اس حصے میں مَردوں کے لیے تیز چلنا

مسنون ہے، لیکن عورتیں اپنی ہیئت پر چلتی رہیں ۔ وہ ہرگز نہ دوڑیں۔ سبز ہری لائٹوں کے درمیان یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ. اے اللہ! بخشش اور رحمت سے نواز، بیشک تو ہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

- سعی کے دوران اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں، اگر وضو کر کے آئے تو از سرنو سعی کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ بس بقیہ چکر پورے کرلے خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔
- سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں کسی بھی جگہ دو رکعت نفل پڑھنا بھی مستحب ہے، یہ نماز سر منڈوانے سے پہلے پڑھی جائے گی۔
- واضح رہے کہ سعی صرف عمرہ یا حج کے ارکان کے ساتھ مشروع ہے۔ بلا عمرہ یا بلا حج نفلی سعی ثابت نہیں، بعض لوگ خواہ مخواہ سعی کرتے نظر آتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نفلی طواف کی طرح سعی بھی ہوتی ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔

سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

- سعی کی تکمیل کے بعد عمرہ کرنے والے (تمتع والے) حضرات سر کا حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں گے۔
- واضح رہے کہ حلق یا قصر کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوسکتیں اور حنفی مسلک میں کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر لازم ہے، اور پورے سر کا حلق یا قصر سنت ہے۔
- جس شخص کے سر میں ایک انگلی کے پوروے سے کم بال ہوں اس کے لیے قصر جائز نہیں، بلکہ حلق (منڈوانا) ضروری ہے۔
- حلق یا قصر حدودِ حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دَم لازم ہوگا۔
- عمرہ کرنے والا، یا حج کرنے والا جب سب ارکان ادا کر چکے اور صرف حلق یا قصر باقی رہ

جائے تو اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور اپنے جیسے دوسرے محرم کے بال بھی بنا سکتا ہے، لیکن بال کے کاٹنے سے پہلے ناخن وغیرہ نہ کاٹے ورنہ دَم لازم ہو جائے گا۔

عمرہ کے بعد مکہ معظّمہ میں قیام

○ عمرہ کی تکمیل کے بعد تمتع والا حاجی حلال ہو جاتا ہے۔ اب مکہ معظّمہ کے قیام کو غنیمت خیال کریں اور زیادہ سے زیادہ طواف، حرم میں نماز با جماعت اور تلاوت واذکار کا اہتمام رکھیں، یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ گنا ملتا ہے۔

○ آج کل بھیڑ کے زمانہ میں حرم مکہ میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط بکثرت ہوتا ہے، اس لیے مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے سے قبل یہ ضرور خیال کرلیں کہ آپ کے دائیں بائیں یا سامنے محاذات میں کوئی عورت تو جماعت میں شریک نہیں ہے۔ ان تینوں میں کوئی ایک بات بھی پائی گئی تو آپ کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز اپنی خواتین کو بھی سمجھا دیں کہ یا تو وہ اپنی قیام گاہ ہی پر نماز ادا کریں، اور اگر حرم میں آئیں تو عورتوں کے مخصوص حصوں میں ہی نماز پڑھیں جو تقریباً ہر طرف پیچھے کی جانب خاص کیے گئے ہیں۔

○ اگر چاہیں تو اس درمیانی زمانہ میں آپ نفلی عمرے بھی کر سکتے ہیں، ایسی صورت میں حدودِ حرم سے باہر تنعیم (مسجدِ عائشہؓ) یا جعرانہ وغیرہ جا کر احرام باندھنا ہوگا۔ تاہم تمتع کرنے والے حجاج کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ حج سے قبل الگ سے کوئی عمرہ نہ کریں، بلکہ زیادہ سے زیادہ طواف کا اہتمام رکھیں، البتہ حج کے بعد جتنے چاہے عمرے کر سکتے ہیں۔

منیٰ کے لئے روانگی

○ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے آپ ۷/ ذی الحجہ کی شام ہی سے احرام وغیرہ کی تیاریاں مکمل کرلیں تا کہ معلم کی بسوں کے نظام کے مطابق آپ منیٰ جا سکیں؛ کیوں کہ ناواقف اور ناتجربہ کار لوگوں کے لیے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ کی

قیام گاہ پر پہنچ پانا بہت ہی دُشوار ہوتا ہے، البتہ جو حضرات واقف کار اور تجربہ کار ہیں وہ اطمینان سے آٹھویں تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ روانہ ہو سکتے ہیں۔

- حج کا احرام اگرچہ مکہ معظّمہ میں اپنی قیام گاہ پر بھی باندھا جا سکتا ہے، لیکن اگر سہولت ہو تو مسجدِ حرام میں جا کر نیت اور تلبیہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔
- منیٰ جاتے وقت ایک جوڑا کپڑا، لوٹا، چٹائی، چھتری اور پانی کا تھرمس اور کچھ کھانے کی خشک چیزیں (بسکٹ، نمکین وغیرہ) جیسے ضروری سامان لے لیں، زیادہ بوجھ نہ کریں۔
- منیٰ میں آٹھویں تاریخ سے نویں تاریخ کی صبح تک مقیم رہ کر پانچ نمازیں ادا کرنا مسنون ہے۔
- منیٰ میں اب خیمے آگ پروف عمدہ بن گئے ہیں جن میں کولر کا بھی انتظام ہے، مگر یہ سب یکساں معلوم ہوتے ہیں اس لیے حجاج کرام اپنے خیمے کی پہچان اچھی طرح کر لیں اور اپنے خیمے سے زیادہ دُور نہ جائیں ورنہ گم ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے، اور اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔
- خیموں میں مَردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہونے دیں۔ بلکہ درمیان میں چادر ڈال کر دونوں کے حصے الگ کر دیں، یہ بہت ضروری ہے۔
- ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مَردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق: ’’اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ‘‘ پڑھنا واجب ہے۔

نمازیں قصر کریں یا پوری پڑھیں؟

- منیٰ وعرفات میں نمازیں پوری پڑھیں یا قصر کریں؟ اس مسئلہ پر بڑی بحثیں جاری ہیں، لہٰذا اس بارے میں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندو پاک اور حرمین شریفین کے بہت سے معتبر علماء ومفتیان کی رائے یہ ہے کہ اب منیٰ ومزدلفہ کے مقامات مکہ معظّمہ کی آبادی سے متصل ہونے کی وجہ سے قصر واتمام کے معاملہ میں مکہ معظّمہ سے ملحق ہو گئے ہیں، لہٰذا منیٰ ومزدلفہ کا قیام مکہ سے الگ نہیں سمجھا

جائے گا، اور جن حجاج کی مکہ معظّمہ آمد سے لے کر واپسی کی مدت ۱۵/دن یا اس سے زائد ہو رہی ہو وہ ان مقامات میں پوری نماز ادا کریں گے اور جن کی مدت قیام ۱۵/ یوم سے کم ہے وہ قصر کریں گے، ہمارے نزدیک احتیاط اور سہولت اسی قول پر عمل کرنے میں ہے، اس لئے اسی کے مطابق عمل کریں۔ (تفصیلی دلائل ''منیٰ کے مسائل'' کے ضمن میں دیکھیں) اور جن کو اس قول پر شرح صدر نہ ہو ان سے بحث ومناظرہ نہ کریں، بلکہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

عرفات کے میدان میں

- ۹/ذی الحجہ کو معلم کی بسیں رات ہی سے عرفات لیجانے شروع کر دیتی ہیں، معلم کی بسوں میں اگر جگہ نہ ملے تو پرائیوٹ ٹیکسیوں سے بھی عرفات جاسکتے ہیں، اور ہمت ہو تو پیدل بھی جاسکتے ہیں، پھر عرفات کی حد میں جہاں بھی جگہ ملے ٹھہر جائیں، معلم کی سواری کے بغیر اپنے معلم کے احاطہ تک پہنچنا وہاں بہت مشکل ہوتا ہے۔
- عرفات جاتے وقت نہایت ذوق وشوق کے ساتھ تلبیہ کا وِرد کریں اور عاشقانہ انداز اور کیف ومستی کے عالم میں رحمتِ خداوندی کے امیدوار بن کر عرفات کا قصد کریں کیونکہ آج ہی کا دن پورے حج کا ماحصل ہے۔
- عرفہ کا وقوف جو فرض ہے وہ زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس لیے زوال سے پہلے ہی پوری تیاری کرلیں، تاکہ بعد میں کوئی وقت ضائع نہ ہو۔
- آج کے دن جو لوگ مسجد نمرہ میں امام عرفات کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ تو ظہر اور عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں ادا کریں گے، مگر جو حضرات اپنے اپنے خیموں یا قیام گاہوں میں انفرادی یا اجتماعی نمازیں پڑھیں ان کے لیے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہیں۔ اس مسئلہ کا خاص خیال رکھیں۔
- معلوم ہوا ہے کہ آج کل امامِ عرفات نجد سے تشریف لاتے ہیں اور وہ مسافر رہتے ہیں اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں؛ لہٰذا جو حجاج آج کے دن مسافر ہیں وہ تو امام

صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دیں، اور جو حجاج مقیم ہیں، وہ دونوں نمازوں میں امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعتیں پوری کریں۔

- غروبِ آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا واجب ہے۔
- وقوفِ عرفات کا پورا وقت دعا، ذکر، تلبیہ اور دیگر عبادات میں گذاریں، البتہ جو لوگ امام عرفات کے ساتھ جمع بین الصلوٰتین کر چکے ہیں وہ اب کوئی نماز نہ پڑھیں، اور خیموں میں رہنے والے حضرات ظہر سے عصر کے درمیان جتنی چاہیں نفل نمازیں (صلوۃ التسبیح وغیرہ) پڑھ سکتے ہیں۔ آج کے قیمتی لمحات سستی میں ہرگز ضائع نہ کریں۔
- غروب سے کافی پہلے ہی معلم کے آدمی حاجیوں کو بسوں میں بٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بس میں بیٹھ بھی جائیں تو ذکرواذکار اور دعا سے غافل نہ ہوں، یہ بسیں غروب سے پہلے عرفات سے نہیں نکل سکتیں، اس لیے اپنی سیٹوں پر بیٹھے بیٹھے دعا، تلبیہ اور اذکار میں مشغول رہیں۔
- غروب ہونے اور رات آجانے کے باوجود عازمین حج عرفات میں مغرب کی نماز ادا نہیں کریں گے۔

مزدلفہ کو روانگی

- سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی ہوگی۔ اب جب بھی آپ مزدلفہ پہنچیں تو عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں، اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو انتظار کریں، جب عشاء کا وقت شروع ہو جائے تو مغرب اور عشاء ادا کریں، اور اگر مغرب یا عشاء مزدلفہ پہنچنے سے پہلے پڑھ لی تو مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ وہ نمازیں پڑھنی ہوں گی (البتہ اگر فجر ہوگئی تو اب قضا واجب نہیں) ان دونوں نمازوں کا جمع کر کے پڑھنا سب پر ضروری ہے، خواہ اکیلے نماز پڑھیں یا امام الحج کے ساتھ۔
- آج کل ازدحام کی وجہ سے عرفات سے مزدلفہ جانے میں ٹرافک نظام معطل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات پوری رات بس میں بیٹھے گذر جاتی ہے، اس لئے جو لوگ ہمت رکھتے ہوں وہ پیدل کے راستے (طریق المشاۃ) سے مزدلفہ جائیں تو وقت پر پہنچ جائیں گے، تاہم مزدلفہ میں داخلہ کے قریب

بھیڑ بہت زیادہ ہو جاتی اور ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی مزدلفہ ہے اور وہیں پڑاؤ کر کے نمازیں شروع کر دیتے ہیں اور بہت سے لوگ وہیں تھک ہار کر سو جاتے ہیں، (گذشتہ سالوں میں ایسے واقعات بکثرت پیش آئے) اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے جب تک مزدلفہ کے بورڈ نظر نہ آجائیں اس وقت تک آگے بڑھتے رہیں اور جب مزدلفہ کی حدود میں آنے کا یقین ہو جائے جبھی قیام کریں۔

- مزدلفہ کی یہ رات بہت ہی متبرک ہے، بعض علماء نے اسے شبِ قدر سے بھی افضل بتایا ہے۔ اس لیے اس رات میں تکان کے باوجود عبادت کرنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ اسے محض سو کر ضائع نہ کریں۔
- حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل واجب وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے۔ اس لیے اوّل وقت فجر کی نماز پڑھ کر جتنی دیر ہو سکے مزدلفہ کا وقوف کریں اور الحاح وزاری کے ساتھ دعاء میں مشغول رہیں۔
- مزدلفہ میں قبلہ کی تعیین کے لئے حکومت نے جا بجا بورڈ لگا دیئے ہیں، ان کا لحاظ کریں۔
- مزدلفہ میں شیطان کی رمی کے لیے چنے کے دانے کے بقدر کنکریاں جمع کرلیں اور انھیں پانی سے دھو کر پاک کرلیں۔

مزدلفہ سے واپسی

- ۱۰/ذی الحجہ کو وقوفِ مزدلفہ کے بعد منیٰ کے لیے روانگی ہوگی۔
- مزدلفہ سے منیٰ کے لیے بسوں سے سفر کرنے کے بجائے پیدل آنے میں زیادہ سہولت ہے، اس سے آپ کا وقت کافی بچ جائے گا۔

دوبارہ منیٰ میں

- منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا عمل آخری جمرہ (بڑے شیطان) کو کنکری مارنا ہے۔ اب الحمد للہ جمرات پر پانچ منزلہ زبردست عمارت بن چکی ہے اور حکومت کی طرف سے آمد و رفت کے راستے الگ الگ کر دئے گئے ہیں، اس لئے اس میں بے مثال سہولت ہوگئی ہے، اس لئے جیسی سہولت

وہمت ہو اسی کے مطابق کنکری مارنے کا نظام بنائیں، اور جتنی جلد اس عمل سے فارغ ہو جائیں اچھا ہے، تاکہ دیگر اعمال کے لئے وقت مل جائے۔

- رمی شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔
- اگر صرف حج کا احرام ہو تو رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں۔ اور خواتین کیلئے حلق جائز نہیں، وہ صرف اتنا کریں کہ چوٹی کے سرے سے انگلی کے پوروں کے برابر اپنے بال کاٹ لیں۔
- اگر قران یا تمتع کا احرام ہے تو پہلے واجب قربانی کریں اس کے بعد ہی سر منڈوائیں۔
- حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق قارن اور متمتع کے لیے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے، اس لیے پوری کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ترتیب قائم رہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ضعف یا نئے سعودی قوانین یا کسی اور عذر کی بنا پر ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو صاحبینؒ اور ائمہ ثلاثہ کے قول پر اس پر دَم واجب نہ ہوگا۔

طوافِ زیارت

- قربانی اور حلق کے بعد طوافِ زیارت کے لیے مکہ معظّمہ جائیں، یہ طواف فرض ہے، اور ۱۰ر سے ۱۲ر ذی الحجہ تک دن یا رات میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔
- جو عورت ناپاک ہو وہ اس وقت طواف زیارت نہ کرے اور بعد میں پاک ہونے پر طواف کرے، اس تاخیر سے اس پر کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا۔
- اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی اور اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر چلنا) کیا جائے گا اور جب حلق کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کریں تو اضطباع نہ ہوگا اور سعی بھی سلے ہوئے کپڑوں میں ہوگی (اگرچہ حج کی سعی کے لئے ۱۲ر تاریخ کی کوئی تحدید نہیں ہے بلکہ بعد میں بھی کی جاسکتی ہے)
- ایام منیٰ (۱۰ر۱۱ر۱۲ر ذی الحجہ) میں رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔ لیکن مشکل یہ

ہے کہ آج کل حکومت نے بے شمار خیمے حدود مزدلفہ میں لگا دئے ہیں جن میں لاکھوں حجاج کو ٹھہرایا جاتا ہے ان کے لئے حدود منیٰ میں ٹھہرنا سخت مشکل ہے، لہٰذا ایسے عذر کی وجہ سے وہ منیٰ کا قیام چھوڑنے پر انشاء اللہ گنہ گار نہ ہوں گے، ویسے بھی حنفیہ کے نزدیک اس ترک قیام پر کوئی دم واجب نہیں ہوتا۔

رمی جمار (کنکری مارنا)

- ۱۱؍اور ۱۲؍تاریخ کو زوال کے بعد سے تینوں جمرات کی رمی کی جائے گی۔
- ان دو دِنوں میں زوال سے قبل رمی جائز اور معتبر نہیں ہے، اس کا خیال رکھیں۔
- کمزور اور خواتین اگر رات میں رمی کریں تو ان پر کراہت نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ رات کے وقت میں رمی کرنے پر قادر ہوں ان کی طرف سے دوسرے کی رمی درست نہ ہوگی، اس مسئلہ کا بھی خوب خیال رکھیں، کیونکہ بہت سے لوگ حقیقی عذر کے بغیر رمی میں نیابت کرادیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی رمی معتبر نہیں ہوتی اور ان پر ترکِ رمی کی وجہ سے دَم واجب ہو جاتا ہے۔
- کنکری اس طرح ماریں کہ وہ دائرہ کے اندر ہی گریں اس سے باہر نہ جائیں۔
- جمرۂ عقبہ اور جمرۂ وسطیٰ کے بعد قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا مسنون ہے۔ آخری جمرہ کے بعد دعا کا حکم نہیں ہے۔
- منیٰ کے ایام خاص طور پر ذکرِ خداوندی کے دن ہیں، اس دوران عبادات کا خاص اہتمام رکھیں، اور دین کی اشاعت کی بھی فکر کریں۔
- ۱۲؍ذی الحجہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکہ معظّمہ کے لیے روانہ ہو جائیں اور کوئی عذر ہو یا خواتین وغیرہ ساتھ ہوں تو غروب کے بعد بھی کنکری مار کر منیٰ سے نکل سکتے ہیں۔
- لیکن اگر ۱۳؍ذی الحجہ کی صبح صادق تک منی میں رُک گئے تو ۱۳ویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو جائے گی۔

مکہ معظّمہ واپسی اور طوافِ وداع

- مکہ معظّمہ واپس ہو کر جو حضرات وطن جانا چاہتے ہیں، ان پر جانے سے پہلے طوافِ وداع

کرنا واجب ہے، اگر بلا عذر اسے چھوڑ دیا تو دَم لازم ہو جائے گا۔

- طوافِ زیارت کے بعد کیا گیا نفلی طواف بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔
- اگر کوئی شخص طوافِ وداع کیے بغیر میقات سے باہر چلا جائے تو اس پر دَم واجب ہو جائے گا۔

اس دَم سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ دوبارہ عمرے کا احرام باندھ کر حرم میں آئے اور اوّلاً عمرہ کرے پھر طوافِ وداع کرے، صرف طوافِ وداع کے لیے باہر سے بلا احرامِ عمرہ آنا منع ہے، اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھیں۔

- جو عورت واپسی کے وقت ناپاک ہو اس کے لیے طوافِ وداع کے لیے رکنا لازم نہیں، وہ بلا طوافِ وداع کیے وطن لوٹ سکتی ہے۔
- مکہ معظّمہ میں جتنا بھی قیام نصیب ہو اسے غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ طواف اور عمروں کا اہتمام رکھیں۔ زندگی میں یہ مواقع بار بار نصیب نہیں ہوتے۔ اور واپسی کے وقت نہایت حزن و ملال کا اظہار کریں، اور بیت اللہ کی جدائی پر گریہ وزاری کے ساتھ واپس ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بار بار باادب اور مقبول حاضری کی دولت سے نوازیں۔

آمین یا رب العالمین.

کتاب الدعاء

(سفرِ حج کی کچھ اہم ماثور دعائیں)

حج کے دوران دعاؤں اوراذکار کا اہتمام

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ. (المؤمن: ٦٠)

اور تمہارے رب کا اعلان ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کرلوں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت (اور دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں جائیں گے۔

نیز ارشادِ خداوندی ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ. (البقرة: ١٨٢)

اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں (کہ میں کہاں ہوں؟) تو میں تو قریب (ہی) ہوں، میں دعا مانگنے والی کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے مانگے، پس انہیں (میرے بندوں کو) میرا حکم ماننا چاہیۓ اور مجھ پر یقین لانا چاہیۓ؛ تاکہ وہ راہ یاب ہوں۔

اور سورۂ ”الم السجدۃ“ میں اہلِ جنت کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا. (السجدة: ١٦)

ان کے پہلو خوابگاہوں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف سے اور امید سے۔

یعنی ایک طرف ان پر خشیت کا غلبہ رہتا ہے دوسری جانب وہ رحمت خداوندی کے امیدوار بھی رہتے ہیں، یہی اہل ایمان کی شان ہے۔

اور آنحضرت ﷺ کا پاک ارشاد ہے:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. (ترمذی شریف ۲/ ۱۷۵) یعنی دعا ہی عبادت ہے۔

یہ داتاؤں کے داتا کا دربار ہے

اور حدیث قدسی میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ أُطْعِمُكُمْ، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اُكْسِكُمْ......، يَا عِبَادِيْ! لَوْ أَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ، وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسْئَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ. (مسلم شریف: ۲۵۷۷ باب تحرم الظلم، كتاب الدعاء للطبرانی ۲٦، ومثله فی سنن ابن ماجة ۳۱٤، ترمذی شریف ۲/ ۷٦)

اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر میں جسے کھانا کھلاؤں۔ لہٰذا مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر میں جسے پہناؤں؛ لہٰذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے، اور تمام جنات وانسان ایک میدان میں جمع ہوکر مجھ سے (جو جی چاہے) مانگیں اور میں سب کو (بلا کم وبیشی) عطاء کردوں تو میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہ آئے گی جو ایک سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں آسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو دعا مانگنے والے بندے پسند ہیں

اللہ رب العالمین کی نظر میں وہ بندہ سب سے معزز ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے مانگنے والا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الدُّعَاءِ. (كتاب الدعاء ٣٠، سنن الترمذي: ٣٣٧٠)

اللہ رب العزت کی نظر میں دعا سے زیادہ معزز کوئی اور بات نہیں ہے۔

ذرا غور فرمائیں، یہی فرق ہے مالک الملک اور بندوں میں کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا کروڑ پتی کیوں نہ ہو، وہ اپنے سے مانگنے والوں سے کبھی نہ کبھی ناگواری ضرور محسوس کرتا ہے؛ لیکن رزاق دو جہاں کی تو شان ہی عجیب ہے کہ وہاں مانگنے والوں پر رحمت، محبت اور شفقت کا فیضان ہی فیضان ہے، اور جو لوگ اس سے بے نیازی برتیں اور مانگنے سے تکلف کریں ان پر عتاب ہے، سبحان اللہ۔

اللہ سے دعا کسی حال میں نفع سے خالی نہیں

بندوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے میں کامیابی موہوم ہوتی ہے، مگر اللہ رب العالمین اپنے مانگنے والے بندہ کو کبھی محروم نہیں فرماتے، حدیث میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ دَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَلاَ قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلاَّ اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا اِحْدَى خِصَالٍ ثَلاَثٍ: اِمَّا أَنْ يُّعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ، وَاِمَّا أَنْ يَّدَّخِرَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ، وَاِمَّا اَنْ يَّدْفَعَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا. (كتاب الدعاء ٣٢)

جب بھی کوئی مسلمان اللہ سے ایسی دعا مانگتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی شامل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تین باتوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں: (۱) یا تو اس کی دعا نقد قبول فرما لیتے ہیں (۲) یا اس کا اجر وثواب آخرت کے لئے ذخیرہ بنا دیتے ہیں (۳) یا اس دعا کی بدولت اس سے کوئی مصیبت دفع فرما دیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سن کر عرض کیا کہ: ''حضرت! پھر تو ہم خوب دعا کیا کریں گے''، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَكْثَرُ. (المستدرك للحاكم ٤٩٣/١)

اللہ تعالیٰ بھی خوب عطا فرمانے والے ہیں۔

بریں بناہر مسلمان کو بہر حال دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے ، بالخصوص سفر حج تو اوّل وآخر دعا کی قبولیت کا بہترین زمانہ ہے۔ حاجی جس پاک در پر جارہا ہے وہاں کی ہر جگہ اور ہر لمحہ مقبول اور مستجاب ہے، لیکن ضروری ہے کہ دعا اس حال میں مانگی جائے کہ الفاظ کے ساتھ دل بھی مستحضر ہو یہ نہ ہو کہ محض رٹے رٹائے الفاظ پڑھ کر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے دعا مانگ لی، بلکہ تمام شرائط وآداب، عاجزی، انکساری اور مکمل خشوع وخضوع اور معانی کے استحضار کے ساتھ دعا مانگنی چاہئے۔

دعا کے چند آداب

دعا کے بعض اہم آداب یہ ہیں:

(ا) شروع میں خوب جی لگا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے۔ بہتر یہ ہے کہ حمد کے الفاظ عربی میں پڑھے، لیکن اگر عربی میں نہ پڑھ سکے تو مادری زبان میں جن بہتر سے بہتر الفاظ میں حمد کرسکتا ہو حمد کرے۔ اس کے بعد پورے خلوص کے ساتھ آنخضرت ﷺ کی خدمت میں درود شریف کا نذرانہ پیش کرے۔ پھر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے مقاصد کے لئے دعا کرے۔ اس ترتیب سے انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ ایک مرتبہ آنخضرت ﷺ کے سامنے ایک صاحب نے نماز پڑھی اور پھر فوراً یہ دعا مانگنے لگے۔ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ** (اے اللہ مجھے معاف فرما، اے اللہ مجھ پر رحم فرما) اسے دیکھ کر آنخضرت ﷺ نے فرمایا: ''میاں! تم نے جلد بازی سے کام لیا''۔ نماز کے بعد اولاً تمہیں اللہ کی کماحقہ حمد وثنا کرنی چاہئے تھی، پھر مجھ پر درود بھیجتے، اس کے بعد دعا کرتے۔ بعد ازاں ایک اور شخص نے نماز پڑھ کر اوّلاً حمد وثنا کی پھر درود شریف پڑھا تو اسے دیکھ کر آنخضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مانگو، تمہیں عطا کیا جائے گا''۔ (مسند احمد ۴/ ۵۴، سنن ترمذی ۲/ ۱۸۵، کتاب الدعا للطبرانی ۴۶)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مجلس میں بیٹھا تھا، ایک صاحب حاضر ہوئے انہوں نے نماز پڑھنی شروع کردی اور انہوں نے قعدۂ اخیرہ میں دعا کرتے ہوئے یہ کلمات کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ	اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس بات کے حوالہ سے کہ ہر طرح کی تعریف صرف آپ ہی

بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوْ الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ.

کے لئے ہے، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ بہت احسان فرمانے والے، آسمان وزمین کے خالق، بزرگی اور عزت والے ہیں، اے ہمیشہ سے زندہ رہنے والے اور اے ہمیشہ نگرانی کرنے والے۔

ان کلمات کو سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ کے اس اسم اعظم کے ذریعہ دعا مانگی ہے جس کے وسیلہ سے جو بھی دعا مانگی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے اور جو بھی سوال کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتے ہیں''۔ (سنن الترمذی، ابوداؤد شریف، کتاب الدعاء ۵۳)

(۲) نیز احادیث طیبہ میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ حسنہ کے توسل سے دعا مانگنے کی تاکید بھی وارد ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اَلِظُّوْا بِیَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ.

(کتاب الدعاء ۴۷۰، ترمذی شریف ۱۹۲/۲)

''اے ذوالجلال والاکرام'' کہہ کر لپٹ کر دعا مانگا کرو۔

(۳) دعا کے الفاظ کم از کم تین مرتبہ دہرائے جائیں۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ تین مرتبہ دعا مانگنے کو پسند فرماتے تھے۔ (کتاب الدعا ۳۶)

(۴) قبولیت کے کامل یقین کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اُدْعُوْا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ. (ترمذی شریف ۱۸۶/۲)

اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا مانگو کہ تمہیں قبولیت کا پورا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لاأبالی دل سے دعا کو قبول نہیں فرماتے۔

(۵) پوری قوت اور پختگی کے ساتھ دعا مانگی جائے، اور جس چیز کو مانگا جائے اس کی انتہائی رغبت ظاہر کی جائے؛ کیونکہ جس چیز کی جتنی تڑپ ہوگی اتنا ہی قبولیت سے قرب ہوگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ : اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ، وَلٰکِنْ لِیَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُکْرِهَ لَهٗ. (بخاری شریف، ترمذی شریف، کتاب الدعاء ۴۲)

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ! آپ کا جی چاہے تو مجھے بخش دیجئے، یا آپ کی مرضی ہو تو مجھ پر رحم فرمایئے؛ بلکہ پورے عزم کے ساتھ ہی دعا مانگو؛ کیوں کہ اللہ پر کسی کا دباؤ نہیں چلتا۔

نیز ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيُعَظِّمْ رَغْبَتَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَاظَمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ اِلَّا اَعْطَاهُ. (مسند احمد ۲/۴۵۷، کتاب الدعاء ۴۳)

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو خوب رغبت ظاہر کرے؛ کیوں کہ اللہ کے سامنے جب کسی چیز کی اہمیت کے ساتھ طلب کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرماتے ہیں۔

(۶) دعا میں جلدی نہ کی جائے۔ یعنی اگر مانگی مراد پوری نہ ہو تو یہ نہ کہے کہ ''میں نے دعا مانگی تھی مگر قبول نہیں ہوئی'' بلکہ برابر مانگتا رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یُسْتَجَابُ لِأَحَدِکُمْ مَا لَمْ یَعْجَلْ فَیَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ. (مسلم شریف، بخاری شریف، کتاب الدعاء ۴۴)

جب تک آدمی جلد بازی نہ کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے (اور جلد بازی یہ کہ) کہے کہ میں نے دعا مانگی تھی مگر وہ قبول ہی نہ ہوئی۔

(۷) جہاں تک ممکن ہو دعا میں رقت قلبی اور تضرع وزاری کی کوشش کی جائے، اگر کوئی مصلحت اور ضرورت پیشِ نظر نہ ہو تو دعا آہستہ ہی مانگی جائے، چیخ پکار نہ مچائی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْیَةً، اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ. (الاعراف: ۵۵)

اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے بیشک اللہ کو حد سے آگے بڑھنے والے لوگ اچھے نہیں لگتے۔

دل کے استحضار کے ساتھ دعا

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہئے کہ دعا کی روح دل کا استحضار ہے۔ جو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ سمجھ کر دعا کی جائے۔ آج کل بالخصوص طواف کے دوران یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ مطوّف دعا کے الفاظ زور سے کہتا ہے پھر اس کے ساتھ چلنے والے لوگ پوری آواز کے ساتھ وہی الفاظ دہراتے جاتے ہیں۔ اس غلط طریقہ سے خود کہنے والوں میں خشوع وخضوع تو کیا رہتا ان کے طرز عمل سے دوسروں کا سکون بھی غارت ہو جاتا ہے۔ نیز مطوفوں کے عمل اور حج کے متعلق بعض شائع شدہ لڑیچر سے یہ تاثر عام ہوتا جا رہا ہے کہ طواف کے ہر چکر کے لئے الگ الگ مقررہ دعائیں پڑھنا لازم اور ضروری ہے۔ چنانچہ ناواقف شوقین حجاج ان دعاؤں کے محض الفاظ رٹنے پر لگ جاتے ہیں اور ان کے معانی کو پیش نظر نہیں رکھتے جس کی وجہ سے دعا میں جان نہیں پڑتی اور جو توجہ اور الحاح کی کیفیت دعا میں مطلوب ہے اس کی چاشنی حاصل نہیں ہو پاتی۔ لہٰذا یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ طواف کے ہر چکر کے لئے لکھی ہوئی الگ الگ دعائیں پڑھنا لازم نہیں ہے۔ یہ دعائیں علماء نے صرف سہولت کے لئے جمع اور متعین فرما دی ہیں، اگر پڑھ لیں تو بہت اچھا، ورنہ ان کے علاوہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ اور اپنی مادری زبان میں بھی ضرورت کی دعائیں جی لگا کر مانگی جاسکتی ہیں۔ البتہ جو دعائیں اور اذکار خاص مواقع پر آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہؓ سے ثابت ہیں ان کے اہتمام کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایسی ہی کچھ دعائیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

سفر کی دعا

جب سفر کے لئے گھر سے نکلے تو یہ دعا پڑھے۔ نیز راستہ میں بھی وقتاً فوقتاً پڑھتا رہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي اَهْلِنَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ	اے اللہ! آپ ہی ہمارے رفیق سفر ہیں، اور آپ ہی ہمارے اہل وعیال کی خبر گیری کرنے والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمارے سفر میں ساتھ ہو جائیے، اور ہمارے گھر والوں کی سرپرستی

وَكَـآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَمِنْ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِـىْ الْاَهْلِ وَالْمَـالِ. (سنن الترمذی ۱۸۲/۲، مصنف ابن شيبة ۳۰۹/۱۵-۳۱۰)

فرمائیے۔ اے اللہ ! میں آپ سے سفر کی مشقت، واپسی کے بعد کی بری حالت، اور ہدایت کے بعد ضلالت، اور مظلوم کی بددعا اور گھربار کی بدمنظری سے پناہ کا خواستگار ہوں۔

جب کعبہ مشرفہ پر نظر پڑے

بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے کے وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس وقت اوّلاً درج ذیل دعا پڑھے۔ پھر اپنے لئے جو چاہے دعا مانگے:

اَللّٰهُـمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفاً وَتَعْظِيْماً وَتَكْرِيْماً وَبِرًّا وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهُ وَعَظَّمَهُ مِمَّنْ حَجَّهُ اَوِاعْتَمَرَهُ تَعْظِيْماً وَتَشْرِيْفاً وَبِرًّا وَمَهَابَةً . (كتاب الدعا الطبراني ۳٦۸، مصنف ابن ابی شيبة ۳۱۷/۱۵، سنن كبرىٰ للبيهقی بيروت ۷۳/۵، مناسك ملا علی قاری ۵٦٤)

اے اللہ ! آپ اپنے اس گھر کی شرافت، کرامت، بھلائی اور ہیبت میں اضافہ فرمائیے، اور حج وعمرہ کرنے والوں میں سے جو شخص اس کی عظمت وشرافت کا خیال رکھے، آپ اس کو بھی مزید شرافت، عظمت، بھلائی اور رعب سے سرفراز فرما دیجئے۔

حجر اسود کے استلام کے وقت کی دعا

حجر اسود کے استلام (بوسہ لینے یا دُور سے اشارہ) کے وقت یہ الفاظ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر، اَللّٰهُمَّ اِيْمَاناً وَتَصْدِيْقاً بِكِتَابِكَ وَسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم . (كتاب الدعا للطبرانی ۲۷۰، مصنف ابن ابی شيبة ۳۱۹/۱۵، سنن كبرىٰ للبيهقی ۷۹/۵، مناسك ملا علی قاری ۵٦۵)

اللہ کے نام سے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! (میرا یہ عمل) آپ کی کتاب پر ایمان اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے اتباع میں ہے۔

رکنِ یمانی سے گذرتے ہوئے پڑھنے کی دعا

رکنِ یمانی (حجرِ اسود سے پہلے کونے) سے گذرتے وقت چلتے چلتے اگر دونوں یا صرف دائیں ہاتھ سے اسے چھونا ممکن ہو تو ہاتھ لگائے، ورنہ حجر اسود کی طرح دور سے بالکل اشارہ نہ کرے (جیسا کی ناواقف حجاج کا طریقہ ہے) بلکہ بدستور اپنی ہیئت پر طواف کرتا رہے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ رکن یمانی پر ۷۰ فرشتے مقرر ہیں، جو شخص وہاں سے گذرتے ہوئے درج ذیل دعا پڑھتا ہے تو وہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِیْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِیْ الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (سنن ابن ماجه ۲۱۸، مصنف ابن ابی شيبة ۳۱۹/۱۵، تاتارخانية زكريا ۴۹۷/۳، أبو داؤد شريف ۲۶۰/۱)

اے اللہ! میں آپ سے معافی اور دنیا وآخرت کی عافیت کا طلب گار ہوں، اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔

طواف کے دوران ذکر کی کثرت

طواف کرتے ہوئے کثرت سے یہ کلمات پڑھے جائیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. (ابن ماجه/ ۲۱۸)

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے اور نہ (برائی سے بچنے کی) طاقت ہے۔

نیز یہ ذکر بھی کثرت سے کیا جائے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ. (كتاب الدعا/ ٢٦٩)

اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں، ساری بادشاہت اسی کے لئے ہے، اور ہر طرح کی تعریف کا وہی مستحق ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

طواف کے دوران پڑھنے کے لئے چند منتخب جامع دعائیں

طواف کے دوران کسی دعا کی تخصیص نہیں ہے۔ ضرورت کی کوئی بھی دعا کسی بھی زبان میں مانگ سکتے ہیں۔ نیز اذکار، تلاوت وغیرہ میں بھی مشغول رہ سکتے ہیں۔ تاہم سات اہم اور جامع دعائیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں، اگر جی چاہے تو ان میں سے بعض یا سب یا ان کا ترجمہ طواف میں پڑھ سکتے ہیں۔ مگر دل کے استحضار کا خاص خیال رکھا جائے۔

(١) اَللّٰهُمَّ هٰذَا الْبَيتُ بَيتُكَ وَنَحنُ عَبِيدُكَ وَنَوَاصِينَا بِيَدِكَ وَتَقَلُّبُنَا فِي قَبْضَتِكَ، فَاِنْ تُعَذِّبْنَا فَبِذُنُوبِنَا، وَاِنْ تَغْفِرْ لَنَا فَبِرَحْمَتِكَ، فَرَضْتَ حَجَّكَ لِمَنْ اسْتَطَاعَ اِلَيهِ سَبِيلًا، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَاجَعَلْتَ لَنَا مِنَ السَّبِيلِ. اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا ثَوَابَ الشَّاكِرِينَ. (كنز العمال ٥/ ٥٧، مسلم شريف ٢/ ٣٤٩)

اے اللہ! یہ گھر آپ ہی کا ہے، اور ہم آپ کے بندے ہیں، ہماری پیشانیاں آپ کے اختیار میں ہیں، اور ہماری ہر حرکت آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے؛ لہٰذا اگر آپ ہمیں عذاب دیں تو یہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہوگا، اور اگر آپ ہمیں بخش دیں تو یہ آپ کی رحمت سے ہوگا، آپ نے اس شخص پر حج فرض کیا ہے جو حج پر قادر ہو، پس آپ کا ہمیں یہاں تک آنے کی قدرت دینے پر ہر طرح کا شکر ہے۔ اے اللہ! ہمیں شکر گذاروں کے ثواب سے نوازیئے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَهٗ لِیْ عِصْمَةَ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْهَا مَعَاشِیْ، وَاَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیَ الَّتِیْ جَعَلْتَ اِلَیْهَا مَعَادِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ نِقْمَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ جَدُّهٗ. (کتاب الدعاء / ۲۰۷)

اے اللہ! میرے اس دین کی اصلاح فرمائیے جسے آپ نے میرے لئے جائے پناہ بنایا، اور میری اس دنیا کی اصلاح فرمائیے جس کو آپ نے میرے لئے زندگی گذارنے کی جگہ بنایا، اور میری آخرت کی اصلاح فرمائیے جس کو آپ نے میرے لئے لوٹنے کی جگہ بنایا، اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، اور آپ کی عفو ودرگذری کے ذریعہ آپ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں خود آپ کی ذات کے ذریعہ آپ کی سزا سے حفاظت کا سائل ہوں، جسے آپ دینا چاہیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے آپ روک دیں اسے کوئی دینے والا نہیں، اور آپ کے مقابل میں کسی کی طاقت وقوت کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ. وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ،

اے اللہ! میں آپ سے ہر طرح کی جلدی یا دیر کی بھلائی کا طلب گار ہوں چاہے مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو اور میں ہر طرح کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں چاہے وہ جلدی ہو یا دیر میں یا مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ اے اللہ! میں آپ سے وہ تمام بھلائیاں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ ﷺ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ ا، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اَلْجَنَّةَ وَمَاقَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمَاقَرَّبَ اِلَیْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ وَاَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَهُ لِیْ خَیْراً.

(کنز العمال ۷۶/۲)

طلب کرتا ہوں جو آپ سے آپ کے بندے اور رسول محمد ﷺ نے طلب فرمائی ہیں۔ اور میں آپ سے ان تمام شرور سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے بندے اور رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ اے اللہ ! میں آپ سے جنت اور اس سے قریب کرنے والی ہر بات اور عمل کا سوال کرتا ہوں اور میں آپ سے جہنم اور اس تک پہنچانے والی ہر بات اور عمل سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے لئے جو بھی فیصلہ فرمائیں وہ خیر ہی ہو۔

(۴) اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلاَمِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلیٰ النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ، اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَاتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَابُ الرَّحِیْمُ، وَاجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِکَ مُثْنِیْنَ بِهَا قَابِلِیْنَ لَهَا، وَاَتِمَّهَا عَلَیْنَا. (کنزالعمال ۸۲/۲)

اے اللہ! ہمارے اختلاف کرنے والے بھائیوں میں صلح پیدا فرما، اور ہمارے دلوں میں الفت عطا فرما اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر گامزن فرما، اور ہمیں اندھیروں سے نجات عطا فرما کر روشنی سے نواز دے، اور ہمیں ظاہری اور پوشیدہ بے حیائیوں سے محفوظ فرما، اے اللہ! ہمارے کان، آنکھوں، دلوں، گھر والیوں اور اولادوں میں برکت عطا فرما، اور ہماری توبہ قبول فرما، بیشک آپ توبہ قبول فرمانے والے نہایت مہربان ہیں، اور ہمیں اپنی عطا کردہ نعمتوں کا قدرداں، ان کی تعریف کرنے والا، اور ان کو قبول کرنے والا بنادے اور نعمتوں کو ہم پر تمام فرمادے۔

(۵) اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ، وَتَعْلَمُ مَاعِنْدِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ، اَسْأَلُکَ اِیْمَاناً یُبَاشِرُ قَلْبِیْ، وَیَقِیْناً صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَایُصِیْبُنِیْ اِلَّامَا کُتِبَ لِیْ، وَرَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ.

(کنز العمال ۵/۲۳)

اے اللہ! آپ میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے باخبر ہیں؛ لہٰذا میری معذرت قبول فرمائیے، اور آپ میری ضرورت سے واقف ہیں اس لئے لئے میری مراد عطا فرمائیے، اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے اسے آپ جانتے ہیں لہٰذا مجھے بخش دیجئے۔ میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور سچا یقین مانگتا ہوں تا کہ مجھے یہ علم ہو کہ مجھے پہنچنے والی ہر مصیبت آپ کی طرف سے ہے اور مجھے اپنے فیصلہ پر راضی رہنے والا بنا دیجئے۔

(٦) یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ فَلَاتَکِلْنِيْ اِلٰی نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَیْنٍ، وَاَصْلِحْ لِيْ شَانِيْ کُلَّهٗ.

(کنزالعمال ۳/۱۰۶)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اور ہمیشہ کائنات کا نظام چلانے والے خدائے ذوالجلال! میں آپ کی رحمت سے مدد طلب کرتا ہوں، آپ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے مت فرمائیے اور میرے ہر طرح کے حالات کو درست فرما دیجئے۔

(۷) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ فَاِنَّ لِلسَّائِلِ

اے اللہ! میں آپ سے حق کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو آپ سے مانگنے والے کو حاصل

عَلَيْکَ حقًّا، أَيُّمَا عَبْدٍ أَوْ اَمَةٍ مِنْ أَهْلِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تقبَّلْتَ دَعْوَتَهُمْ وَاسْتَجَبْتَ دُعَائَهُمْ أَنْ تُشْرِكَنَا فِيْ صَالِحِ مَايَدْعُوْنکَ فِيْهِ وَاَنْ تُشْرِكَنَا فِيْ صَالِحِ مَايَدْعُوْنکَ فِيْهِ، وَاَنْ تُعَافِيَنَا وَإِيَّاهُمْ وَاَنْ تَقبَلَ مِنَّا وَمِنْهُمْ وَاَنْ تَجاوَزَ عَنَّا وَعَنْهُمْ فَإِنَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ.

(مناجات مقبول)

ہے، اس لئے کہ مانگنے والے کا بھی آپ پر (آپ کی والاشان کے اعتبار سے) حق ہے، کہ آپ نے خشکی یا تری میں رہنے والے جس اپنے بندے یا بندی کی دعا قبول کی ہو اور اس کی پکار سنی ہو آپ ان کی خیر کی دعاؤں میں ہمیں شریک فرما دیجئے اور ان کو ہماری دعاؤں میں حصہ عطا فرمائیے، اور ہمیں اور ان کو عافیت عطا فرمائیے، اور ہمیں اور ان کو قبولیت سے نواز دیجئے، اور ہم سب سے درگذری کا معاملہ فرمائیے، کیونکہ ہم اس کتاب پر ایمان لاچکے ہیں جو آپ نے اتاری ہے اور ہم نے رسول ﷺ کی پیروی کی ہے، لہٰذا آپ ہمارا نام شہادت دینے والوں میں لکھ دیجئے۔

نوٹ: یہ دعائیں دیگر مواقع قبولیت مثلاً منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، کسی خاص جگہ یا وقت کے لئے مخصوص نہیں، نیز طواف کے دوران اپنی زبان میں بھی توجہ کے ساتھ دعائیں مانگی جاسکتی ہیں، عربی زبان ہی میں دعا مانگنا ضروری نہیں ہے۔

ملتزم پر

طواف کے بعد دو رکعت مقام ابراہیم یا اس کے قریب پڑھ کر ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے درمیان کی جگہ) پر آئے اور اگر جگہ خالی ہو اور کسی کو روکے بغیر ممکن ہو تو اس جگہ بیت اللہ شریف سے چمٹ کر جو چاہے اور جس زبان میں چاہے دعا مانگے، یہ دعا کی قبولیت کا اہم مقام ہے۔ (السنن الکبریٰ للنسائی ۵/۱۶۴)

ملتزم اور رکن یمانی کے علاوہ بیت اللہ شریف کی دیوار کے دوسرے حصوں سے چمٹنا ثابت

نہیں ہے۔اس سے احتراز کرنا چاہئے۔اوپر طواف کے عنوان میں جو دعائیں لکھی گئی ہیں وہ یہاں بھی پڑھ سکتا ہے۔

زمزم پیتے وقت

حدیث میں وارد ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد سے بھی پیا جائے گا اللہ تعالیٰ وہ مقصد پورا فرمائے گا،اس لئے جائز مرادیں ذہن میں رکھ کر خوب جی بھر کر زمزم پیئے۔اکابر سے اس موقع پر یہ دعا بھی منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ. (فتاویٰ قاضی خان، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱۳۶/۱۵ حدیث: ۲۹۸۷۵، مناسک ملا علی قاری ۵۶۷)

اے اللہ! میں آپ سے نفع بخش علم، اور کشادہ روزی اور ہر طرح کے مرض سے شفا کا طلب گار ہوں۔

صفا ومروہ پر پڑھنے کی دعا

طواف کے بعد حجر اسود کا استلام کر کے صفا کی طرف چلے۔ جب صفا کے قریب پہنچے تو پڑھے:﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ، اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰہُ بِہٖ﴾ پھر صفا پر اتنا اوپر چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آنے لگے اور یہاں دعا مانگنے کی طرح ہاتھ اُٹھا کر اولاً یہ کلمات پڑھے:

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ. (مسلم ۳۹۵/۱، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۲۱/۱۵،

اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، ساری بادشاہت اور حکمرانی اسی کی ہے، اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ وحدہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا، اپنے بندے (حضورﷺ) کی مدد

فرمائی اور اکیلے ہی کافروں کے لشکروں کو شکست دے دی۔ (سنن کبریٰ للبیهقی ۹۳/۵، سنن ابی داؤد ۲۶۲/۱، نسائی شریف ۳۱/۲-۳۳، مناسك ملا علی قاری ٥٦٧)

اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے، پھر مروہ پر بھی یہی عمل کرے۔

میلین اخضرین کی دعا

میلین اخضرین (سعی کے درمیان وہ جگہ جہاں مردوں کو دوڑ کر چلنے کا حکم ہے، جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان یہ دعا ثابت ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ. (کتاب الدعا ۲۷۲، تاتارخانية زکریا ۵۰۲/۳، مناسك ملا علی قاری ٥٦٩)

اے میرے پروردگار! مجھے معاف فرما دیجئے، اور مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ بیشک آپ نہایت زبردست اور باعزت ہیں۔

میدانِ عرفات کی افضل ترین دعا

میدانِ عرفات میں وقوف کا وقت دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت ہے۔ اور عرفات کی سب سے افضل ترین دعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (مجمع الزوائد ۲۵۲/۳ وغیرہ، مصنف ابن ابی شیبة ۳۲۷/۱۵، سنن کبریٰ للبیهقی ۱۱۷/۵)

اللہ کے علاوہ کوئی حاکم نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے لئے ہے ہر طرح کی بادشاہت، اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت سفیان ابن عیینہؒ سے پوچھا گیا کہ یہ کلمات تو محض حمد وثنا ہیں، پھر انہیں دعا کیوں کہا گیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”میرے ذکر میں مشغولیت جس کو دعا اور سوال سے روک دے تو میں اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا

ہوں‘‘۔(المغنی فی الحج والعمرہ ۲۴۰)

لہٰذا ان کلمات کی کثرت سے وہ نعمتیں ملیں گی جو بڑی بڑی دعاؤں سے بھی نہیں مل سکتیں. انشاء اللہ۔ نیز عرفات میں موقع بموقع تلبیہ کی بھی کثرت رکھیں۔

میدان عرفات کی ایک انتہائی اثر انگیز دعا

حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز آنحضرت ﷺ سے یہ اثر انگیز دعا بھی ثابت ہے :

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرىٰ مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ لَايَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِي. اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ، اَسْأَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ، وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ، مَنْ خَشَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ، وَذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ، وَرَغِمَ اَنْفُهٗ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ بِيْ رَؤُوْفًا رَّحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْؤُلِيْنَ وَيَاخَيْرَ الْمُعْطِيْنَ.

(كتاب الدعا ٢٧٤)

اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں اور میری جگہ دیکھ رہے ہیں اور میری ظاہری اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہیں۔ میری کوئی بات بھی آپ پر مخفی نہیں ہے۔ میں سختی میں مبتلا ہوں محتاج ہوں، پناہ کا طلب گار ہوں، عذاب کے تصور سے ڈرنے اور لرزنے والا ہوں، اپنے سب گناہوں کا پوری طرح معترف ہوں، میں آپ سے مسکین کی طرح مانگتا ہوں اور آپ کے سامنے ذلیل مجرم کی طرح گڑگڑاتا ہوں، اور میں آپ کو نابینا (گرنے سے) خوف کرنے والے شخص کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن آپ کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اور جس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور جس کا جسم آپ کے در دولت پر ذلت کے ساتھ پڑا ہے اور جس کی ناک آپ کے سامنے رگڑی ہوئی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے اس مانگنے میں محروم نہ فرمایئے اور میرے لئے

نہایت مہربان اور رحیم بن جائیے۔ اے ان سب سے بہتر جن سے مانگا جاتا ہے، اور اے ان سب سے افضل جو عطا کرنے والے ہیں۔

نیز وقوف عرفہ کا تو پورا وقت دعا ہی کے لئے ہے۔ جو چاہے اور جتنا چاہے مانگے، حمد وثنا، صلوٰۃ وسلام اور اذکار میں پورے تضرع اور شوق کے ساتھ مشغول رہے۔ ملا علی قاریؒ کی ''الحزب الاعظم''، حضرت تھانویؒ کی ''مناجات مقبول'' اور دعاؤں کی دیگر کتابیں دیکھ کر حسبِ ذوق دعائیں پڑھتا رہے۔ یاد آجائے تو راقم الحروف ناکارہ اور اس کے والدین و متعلقین واحباب کے لئے بھی دعا فرمادیں تو بڑا کرم ہوگا۔

مزدلفہ کی خاص دعا

عرفات سے واپسی کے بعد وقوف مزدلفہ کے دوران اس دعا کی کثرت رکھے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (کتاب الدعا ۲۷۵)

اے ہمارے پرودگار! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرمائیے، اور آخرت میں بھی بھلائی سے نواز دیجئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما دیجئے۔

دسویں ذی الحجہ کی اہم دعا

یوم النحر (ذی الحجہ کی دسویں تاریخ) کو آنحضرت ﷺ سے یہ دعا پڑھنا ثابت ہے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاكْفِنِيْ شَأْنِي كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ. (کتاب الدعا ۲۷۵)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور ہمیشہ سے نظام کائنات چلانے والے رب! آپ ہی کی رحمت سے میں مدد چاہتا ہوں۔ لہٰذا آپ میری ہر طرح کی حالت میں کفایت فرمائیے اور پلک جھپکنے کے بقدر بھی مجھے میرے نفس کے حوالے مت فرمائیے۔

حج کے مختلف مواقع پر پڑھنے کی دعا

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ طواف، صفا، مروہ، عرفات، جمرات اور دیگر دعا کے مواقع پر یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اعْصِمْنِي بِدِيْنِکَ وَطَوَاعِيَّتِکَ وَطَوَاعِيَّةِ رَسُوْلِکَ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنِی حُدُوْدَکَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِي مِمَّنْ يُّحِبُّکَ وَيُحِبُّ مَلَائِکَتَکَ وَيُحِبُّ رَسُوْلَکَ وَيُحِبُّ عِبَادَکَ الصَّالِحِيْنَ، اَللّٰھُمَّ حَبِّبْنِی اِلَيْکَ وَاِلٰی مَلَائِکَتِکَ وَاِلٰی رُسُلِکَ وَاِلٰی عِبَادِکَ الصَّالِحِيْنَ، اَللّٰھُمَّ يَسِّرْنِی لِلْيُسْرٰی، وَجَنِّبْنِی الْعُسْرٰی وَاغْفِرْلِيْ فِی الآخِرَةِ وَالْاُوْلٰی، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ الخ. (کنز العمال ۵/۱۱۳)

اے اللہ! مجھے اپنے دین، اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کی ذریعہ (ہر بلا سے) محفوظ فرمائیے، اے اللہ! آپ مجھے اپنی سزاؤں سے بچالیجئے۔ اے اللہ! مجھے آپ اپنی ذات سے، اپنے فرشتوں سے، اپنے رسول (ﷺ) سے اور اپنے نیک بندوں سے محبت کرنے والا بنا دیجئے، اے اللہ! مجھے اپنا، اپنے فرشتوں کا اور اپنے رسولوں کا اور اپنے نیک بندوں کا محبوب بنا دیجئے۔ اے اللہ! جنت میرے لئے آسان فرما دیجئے اور جہنم سے محفوظ فرما دیجئے، اور مجھ کو دنیا اور آخرت میں معافی سے نواز دیجئے سے نواز دیجئے، اور مجھے متقیون کا امام بنا دیجئے۔

کنکری مارتے وقت کی دعا

منیٰ میں جمرات کی رمی کرتے وقت ہر کنکری مارتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِلشَّيْطٰنِ وَرِضًا لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ

اللہ کے نام سے، اللہ سب سے بڑا ہے، شیطان کو ذلیل کرنے اور رحمٰن کو خوش کرنے کے لئے

اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَذَنْباً مَّغْفُوْراً وَسَعْياً مَّشْكُوْراً. (رواه الطبرانی عن ابن عمرؓ کتاب الدعاء ۲۷۶، مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۲۵/۱۵، سنن کبریٰ للبیہقی ۵/۸٤-۱۲۹)

کے لئے، اے اللہ! اسے حج مقبول بنادیجئے، اور گناہ معاف فرمادیجئے، اور محنت قبول فرمالیجئے۔

۱۱-۱۲/ذی الحجہ کو پہلی اور دوسری رمی کے بعد الگ ہٹ کر جو چاہیں دعا مانگیں یہ بھی قبولیت کا وقت ہے۔

مقامات قبولیت دعاء

حج میں درج ذیل مواقع پر دعا کی قبولیت کی امید زیادہ ہے؛ اس لئے ان مقامات میں خصوصیت سے دعاؤں کا اہتمام رکھنا چاہئے:

(۱) کعبۂ مشرفہ کو دیکھتے وقت (۲) مطاف (طواف کرنے کی جگہ) (۳) ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازہ کا درمیانی حصہ) (۴) میزابِ رحمت (بیت اللہ شریف کا پرنالہ، جو حطیم میں گرتا ہے) کے نیچے (۵) حطیم (۶) حجر اسود (۷) رکن یمانی (۸) بیت اللہ شریف کا اندرونی حصہ (۹) زمزم کا کنواں (۱۰) مقام ابراہیم (۱۱) کوہِ صفا (۱۲) مروہ (۱۳) مسعی (سعی کرنے کی جگہ) (۱۴) میدانِ عرفات (۱۵) مزدلفہ (۱۶) منیٰ (۱۷) جمرۂ اولیٰ، جمرۂ ثانیہ (پہلے اور درمیانی شیطان کی رمی کرنے کے بعد دعا مسنون ہے، جب کہ آخری جمرہ کے بعد رک کر دعاء ثابت نہیں ہے) (مستفاد: غنیۃ الناسک ۱۲۳، وانظر: الدر المختار مع الشامی ۳/۵۲۳-۵۲۴، طحطاوی علی المراقی ۷۳۸، البحر العمیق ۳/۱۳۳۱)

کعبہ شریفہ سے وداع کے وقت کی دعا

جب وطن واپسی کا ارادہ ہو تو طواف وداع کر کے ملتزم پر آئے، اور یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ وَقَنِّعْنِىْ بِمَا رَزَقْتَنِىْ وَبَارِكْ لِىْ فِيْهِ وَاخْلُفْ عَلٰى كُلِّ غَائِبَةٍ لِىْ بِخَيْرٍ.

اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرمادیجئے اور آپ نے مجھے جو روزی عطا فرمائی ہے اس پر مجھے قناعت عطا فرما کر اس میں میرے لئے برکت

(کتاب الدعا / ۲۷۶)

عطا فرمائیے، اور جو چیز مجھ سے غائب ہے اس میں آپ میری طرف سے نگراں بن جائیے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْتَوْدِعُکَ دِیْنِی وَاَمَانَتِی وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِیْ فَاحْفَظْهَا عَلَیَّ وَعَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْ هٰذَا آخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَیْتِکَ وَارْزُقْنِیْ الْعَوْدَ اِلَیْهِ وَاَحْسِنْ اَوْبَتِی حَتّٰی تُبَلِّغَنِیْ اَجَلِیْ وَاکْفِنِي مُؤْوْنَتِي وَمُؤُوْنَةَ عَیَالِيْ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ وَلِلرَّبِّ حَامِدُوْنَ.

(فتاوی قاضی خان ۱/۳۱۹)

اے اللہ! میں اپنے دین اور اعمال کا انجام آپ کے سپرد کرتا ہوں پس آپ مجھ پر اور ہر مسلمان مرد وعورت پر اس کی حفاظت فرمائیے۔ بیشک آپ دعا سننے والے ہیں۔ اے اللہ! میری اس حاضری کو اپنے گھر کی آخری حاضری نہ بنائیے۔ اور مجھے دوبارہ لوٹ کر آنے کی توفیق عطا فرمائیے، اور آپ میرا لوٹنا بہتر بنا دیجئے تا آنکہ موت مجھے اپنی منزل مقصود تک پہنچا دے اور آپ میری اور میری اولاد اور تمام مخلوق کی ضروریات اور خرچ اخراجات کی کفایت فرمائیے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں۔

اور بھی جو دعا ذہن میں آئے جی لگا کر مانگ لے۔ اور پھر انتہائی حسرت دیاس اور افسوس کے ساتھ روتے ہوئے واپس ہو، اور اس پاک اور مقدس دربار کا حق ادا نہ کرنے کا احساس دل میں جاگزیں کر کے ندامت وشرمندگی کے آنسو بہائے اور غلطیوں پر معافی کا طلب گار ہو۔

باب

زیارة روضة الرسول ﷺ

(بارگاہِ نبوت میں)

○

قَالَ اللّٰہُ تبارَکَ وَتَعَالیٰ:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

(الحجرات: ۲)

ترجمہ:

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر بلند مت کرو اور نہ آپ سے اس طرح تڑخ کر بات کرو جیسے آپس میں کرتے ہو، کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تم کو احساس بھی نہ ہو۔

○

زیارتِ مدینہ منورہ

روضۂ اقدس پر حاضری

ایک مؤمن کے لئے سرورِ عالم، نبی اکرم، شفیع اعظم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کی زندگی کی اہم ترین تمنا ہوتی ہے، اس لئے حجاجِ کرام کو اس عظیم سعادت سے بہرہ ور ہونے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ. (بیہقی: ٣٨٦٢، شعب الایمان ٤٩٠/٣، حدیث: ٤١٥٩، خلاصة الوفاء ٣٢١/١)

جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ جَاءَنِیْ زَائِراً لَمْ تَنْزَعْهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقاً عَلَیَّ أَنْ أَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعاً یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (خلاصة الوفاء ٣٢٦/١، البحر العمیق ٢٨٨٧/٥)

جو شخص صرف میری زیارت کے لئے میرے پاس آئے تو میرے اوپر یہ بات ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا سفارشی بنوں گا۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے کہ:

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ عِنْدَ قَبْرِیْ فَکَأَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ. (خلاصة الوفاء ٣٢٨/١، ومثله فی شعب الایمان ٤٨٩/٣ حدیث: ٤١٥٣، مشکوٰة شریف ٢٤١/١، سنن کبریٰ ٢٤٦/٥)

جس شخص نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کا شرف حاصل کیا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات مروی ہیں جن سے روضۂ اطہر کی زیارت کے فضائل معلوم ہوتے ہیں۔ نیز صحیح سند کے ساتھ یہ روایت مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلاَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أَرُدَّهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ. (ابو داؤد شریف ۱/۲۷۹، خلاصة الوفاء ۱/۳۴۲)

جو مسلمان شخص میری قبر پر آکر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو متوجہ فرما دیتے ہیں؛ تا آنکہ میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ اس سے بڑی سعادت کی بات ایک مؤمن کے لئے کیا ہو سکتی ہے کہ خود پیغمبر علیہ السلام اس کے سلام کا جواب مرحمت فرمائیں، اسی لئے جمہور علماء اہلِ سنت والجماعت نے روضۂ اقدس کی زیارت کو اہم ترین مقاصد میں سے شمار فرمایا ہے، اور روضۂ اقدس پر حاضری کو گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا سبب قرار دیا ہے؛ اسی لئے مدینہ منورہ حاضری کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔

حاجی پہلے مدینہ منورہ جائے یا مکہ معظّمہ؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر حاجی کے راستہ میں مدینہ منورہ پڑتا ہے تو اسے چاہئے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت کے بغیر آگے نہ جائے؛ لیکن اگر راستہ میں مدینہ منورہ نہیں پڑتا تو اب اس میں قدرے تفصیل ہے:

(۱) اگر وہ فرض حج کرنے جارہا ہے تو پہلے حج کرنا افضل ہے، حج کے بعد مدینہ حاضری دے۔

(۲) اور اگر نفلی حج ہے تو اختیار ہے چاہے پہلے مکہ معظّمہ جائے یا مدینہ منورہ حاضر ہو۔

(مناسک ملا علی قاری ۵۰۲)

مدینہ، مرکزِ اسلام ہے

''مدینہ منورہ'' قیامت کے قریب تک اسلام کا مرکز رہے گا، حتی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام مدینہ تک ہی سمٹ جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْرِزَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کَمَا تَأْرِزُ الْحَیَّۃُ اِلٰی جُحْرِھَا. (بخاری شریف ۲۵۲/۱ حدیث: ۱۸۸۶، البحر العمیق ۲۴۵/۱

ایمان اسی طرح مدینہ کی طرف لوٹ آئے گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹتا ہے۔

اس حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ میں قیامت تک ایمان واسلام کا غلبہ رہے گا۔

ایک دوسری روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے اس مقدس شہر کا تعارف کرتے ہوئے ارشادفرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ قُبَّۃُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَأَرْضُ الْھِجْرَۃِ وَمُثْوَی الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ. (رواہ الطبرانی فی الاوسط: ۵۶۱۴، الترغیب والترھیب مکمل: ۲۸۳)

مدینہ؛ اسلام کا گنبد، ایمان کا مرکز، ہجرت کی سرزمین، اور جائز وناجائز کے علم کا مرجع ہے۔

مدینہ میں خبیث لوگ رہ نہیں پائیں گے

مدینہ منورہ کی ایک شان یہ ہے کہ یہ شہر زیادہ دن تک خبیث الفطرت لوگوں کو برداشت نہیں کرتا، اور ایسے لوگ جلد یا بدیر مدینہ سے در بدر کر دئے جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یَخْرُجُ مِنْھُمْ أَحَدٌ رَغْبَۃً عَنْھَا اِلَّا أَخْلَفَ اللّٰہُ فِیْھَا خَیْراً مِنْہُ، أَلَا أَنَّ الْمَدِیْنَۃَ کَالْکِیْرِ تُخْرِجُ الْخَبِیْثَ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَنْفِی الْمَدِیْنَۃُ شِرَارَھَا کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ. (مسلم شریف ۴۴۴/۱)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس مدینہ سے جو شخص بھی اعراض کر کے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص کو یہاں قیام کا موقع عطا فرماتے ہیں۔ اچھی طرح سن لو! مدینہ بھٹی کے مانند ہے جو جلا کر کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے، اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ شہر یہاں سے شریروں کو نکال باہر نہ کر دے، جیسے کہ بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔

اہل مدینہ کوستانے والا نیست و نابود ہو جائے گا

''مدینہ منورہ'' گویا کہ اسلام کا سرکاری دار الخلافہ ہے؛ لہٰذا جو بدنصیب شخص اس مقدس ومبارک شہر میں فتنہ انگیزی کرے یا یہاں کے باشندوں کوستائے، اسے اللہ تعالیٰ جلد ہی نیست و نابود فرمادیتے ہیں، اور آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ الگ رہا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَلا يُرِيدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ. (مسلم شريف ٤٤١/١)

جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں تانبے کے پگھلنے کی طرح یا نمک کے پانی میں پگھلنے کی طرح پگھلا دیتے ہیں۔

اور تاریخ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جس شخص نے مدینہ منورہ کے امن وسکون کو غارت کیا وہ بھی جلد ہی ذلیل وخوار ہو کر تاریخ کا حصہ بن گیا۔

مدینہ منورہ میں رہ کر بدعت پھیلانے والا ملعون ہے

مدینہ منورہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت اور سنت نبوی کا مرکز ہے، یہاں رہ کر جو شخص بدعت کرے یا اہل بدعت کو پناہ دے اس پر احادیث میں بدترین لعنت فرمائی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ اٰوىٰ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَّلا عَدْلاً. (مسلم شريف ٤٤١/١)

جو شخص مدینہ منورہ میں بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعت کو پناہ دے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور عام مسلمانوں کی طرف سے پھٹکار ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں قیامت کے دن اس کا کوئی فرض یا نفل عمل قبول نہ ہوگا۔

بریں بنا مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں کوئی ایسا عمل ہرگز نہ کیا جائے جو شریعت کے خلاف اور قابل لعنت ہو۔

مدینہ منورہ میں قیام کی تکلیفوں پر صبر کرنے پر بشارت

جو شخص پیغمبر علیہ السلام سے قرب کے شوق میں مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی شدتوں پر اور مالی تنگیوں پر صبر کرے تو پیغمبر علیہ السلام نے ایسے شخص کے لئے شفاعت اور گواہی کی بشارت سنائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

لَا یَصْبِرُ عَلیٰ لَاوَاءِ الْمَدِیْنَةِ وَ شِدَّتِهَا أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِیْ اِلَّا کُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شَفِیْعاً أَوْ شَهِیْداً. (مسلم شریف ۱/ ۴۴۴)

میری امت کا جو بھی فرد مدینہ منورہ میں قیام کے دوران تکلیفوں اور مشقتوں پر صبر کرے گا تو میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی بنوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے حق میں (ایمان کی) گواہی دوں گا۔

جو حضرات مدینہ منورہ ہجرت کر کے جاتے ہیں انہیں عموماً شروع شروع میں بہت آزمایا جاتا ہے جو اس آزمائش کے حالات کو راضی خوشی جھیل لے گا وہ انشاء اللہ دونوں جہاں میں سرخ روئی حاصل کرے گا۔

مدینہ منورہ میں وفات کی فضیلت

مدینہ منورہ وہ مقام ہے جہاں زندگی گذارنا بھی باعث فضیلت ہے، اور وہاں کی موت بھی نہایت سعادت کی بات ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بڑا بشارت آمیز ہے:

مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَا، فَإِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِهَا. (ترمذی شریف ۲/ ۲۲۹، الترغیب والترهیب مکمل ۲۸۲)

جو شخص مدینہ منورہ میں وفات پانے پر استطاعت رکھے اسے یہاں کی موت (حاصل) کرنی چاہئے؛ کیوں کہ میں یہاں وفات پانے والے کی سفارش کروں گا۔

اس حدیث میں موت کی تمنا کی ترغیب نہیں؛ بلکہ اس انداز تعبیر کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں مستقل قیام کی شکل نکالے کہ زندگی کے آخری سانس تک اپنے محبوب پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے مبارک شہر میں قیام نصیب رہے، اور بقول شاعر یہ جذبہ رکھے:

غروب ہوگا کسی دن حیات کا سورج ❖ خدا کرے کہ مدینہ میں ایسی شام آئے

یا یہ کہے:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے ❖ قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

یا یہ کہے:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ❖ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

مدینہ کی حفاظت پر فرشتے مامور ہیں

''مدینہ منورہ'' سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جائے ہجرت ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہاں فرشتوں کا زبردست پہرہ بٹھا رکھا ہے، نہ تو وہاں طاعون جیسی وبائی بیماری آئے گی اور نہ ہی دجال وہاں داخل ہو سکے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَةِ مَلَائِکَةٌ لَا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ. (مسلم شریف ۱/۴۴۴ حدیث: ۱۳۷۹، بخاری شریف ۱/۲۵۲ حدیث: ۷۱۳۳)

مدینہ منورہ کے داخلہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، نہ یہاں طاعون پھیلے گا اور نہ ہی دجال داخل ہو سکے گا۔

مدینہ میں برکت ہی برکت ہے

مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں برکت ہی برکت ہے، جس کا وہاں کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، یہ دراصل پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی اس دعا کی برکات ہیں جو آپ نے مدینہ منورہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی، آپ کی دعا کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَا جَعَلْتَهٗ بِمَکَّةَ بِالْبَرَکَةِ. (بخاری شریف ۱/۲۵۳ حدیث: ۱۸۸۵، البحر العمیق ۱/۲۴۹)

اے اللہ! آپ مدینہ میں اس برکت کا دوگنا عطا فرمائیے جو آپ نے مکہ معظّمہ کے لئے مقرر فرمائی ہے۔

الغرض اس مقدس شہر کے فضائل ناقابل بیان ہیں، جسے یہاں کی حاضری میسر آئے اسے

اس نعمت کی بے حد قدر کرنی چاہئے اور یہاں کے قیام کو غنیمت جانتے ہوئے کثرت سے درود شریف اور عبادت واطاعت میں مشغول رہنا چاہئے۔

زیارتِ مدینہ منورہ کے چند آداب

مدینہ منورہ حاضری کے وقت خاص طور پر درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے:

(۱) **اخلاصِ نیت**: مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً کے سفر سے مقصود روضۂ اقدس کی زیارت اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا حصول ہونا چاہئے۔

(۲) **ذوق وشوق**: مدینہ منورہ کے پورے سفر میں ایسا ذوق وشوق ہونا چاہئے جیسے کوئی عاشق اپنے محبوب سے ملاقات کے لئے جاتے وقت دل میں محسوس کرتا ہے، اور جیسے جیسے مدینہ کا فاصلہ کم ہوتا جائے، اسی اعتبار سے ذوق وشوق میں اضافہ ہوتے رہنا چاہیے۔ مناسب ہے کہ سفر کے دوران نعتیہ اشعار والہانہ انداز میں پڑھتا رہے؛ تاکہ ذوق وشوق میں مزید اضافہ ہو۔

(۳) **درود شریف کی کثرت**: مدینہ منورہ کے سفر کے دوران اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، زبان پر پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا نامِ نامی اور دل میں آپ کی یاد ہونی چاہئے، اور کثرت سے درود شریف کا ورد رکھنا چاہئے، اور فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

(۴) **اظہارِ ادب**: جب مدینہ منورہ میں داخل ہو تو خشوع وخضوع کے ساتھ ادب کا اظہار کرے، جیسے کہ ایک غلام آقا کے دربار میں حاضر ہوتے وقت کرتا ہے۔ (البحر العمیق وغیرہ)

جب ”مدینہ“ میں داخل ہو؟

اور جب شہر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: ﴿رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَصِیْرًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

ترجمہ: اے رب مجھے اچھی طرح داخل فرما اور اچھائی کے ساتھ نکال، اور مجھے خاص اپنے پاس سے ایسا اقتدار عطا فرما جس کے ساتھ (تیری) مدد ہو۔

قیام گاہ پر پہنچنے اور قدرے اطمینان حاصل ہونے کے بعد روضۂ اقدس پر حاضری کی تیاری

کرے، اور بہتر ہے کہ غسل کر کے اچھے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے، اور نہایت ادب کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضری دے۔

مسجدِ نبوی میں حاضری

مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَبِنُورِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِاسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ حَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَعلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ ذُنُوبِىْ وَافْتَحْ لِىْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَوَفِّقْنِىْ .وَسَدِّدْنِىْ وَاَعِنِّىْ عَلىٰ مَا يُرْضِيكَ وَمَنَّ عَلَىَّ بِحُسْنِ الْأَدَبِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ. (خلاصة الوفاء ١٤٢/١)

میں اللہ تعالیٰ کی عظیم وکریم ذات اور اس کے دائمی نور کے توسط سے ملعون شیطان سے پناہ چاہتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے نام سے داخل ہو رہا ہوں اور ہر طرح کا شکر اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کے پاس طاقت ہے اور نہ قوت۔ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، اور آپ کے آل واصحاب پر کثرت سے رحمتیں اور سلام نازل فرمایئے۔ اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجئے، اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور مجھے خیر کی توفیق عطا فرمایئے، اور مجھے سیدھی راہ پر چلایئے، اور اپنی رضا والے اعمال پر میری مدد فرمایئے، اور حسنِ ادب سے نواز کر میرے اوپر احسان فرمایئے۔ اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو، آمین۔

مسجد نبوی میں داخلہ کے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کر لے، اور پھر انتہائی خشوع وخضوع اور

کامل توجہ کے ساتھ زیارت کے لئے چلے۔ آج کل عموماً باب السلام سے زائرین کے لئے داخلہ کا نظام رہتا ہے، باب السلام سے داخلہ کے بعد اولاً جہاں موقع ملے دورکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے، پھر اس حاضری پر اللہ کا شکر ادا کرے اور زیارت مقبول ہونے کی دعا مانگے۔

باادب! ہوشیار!

اس کے بعد روضۂ اقدس (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کی جانب نہایت سکون ووقار کے ساتھ قدم بڑھائے۔ اور یہ تصور کرے کہ یہ سرور دو جہاں کا دربار اور رحمت عالم کی بارگاہ ہے، کہاں ایک گنہگار، روسیاہ امتی اور کہاں آقائے کائنات؟ گویا زبانِ حال سے یہ کہے:

نہیں منہ دکھانے کے لائق میں آقا ❖ کرم آپ کا کھینچ لایا یہاں پر

یا بقولِ شاہ نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ یوں سوچے!

بارگاہِ سید الکونین میں آکر نفیسؔ ❖ سوچتا ہوں کیسے آیا؟ میں تو اس قابل نہ تھا

اسی طرح کے عاجزی اور شکر کے جذبات کے ساتھ بارگاہِ نبوت کی طرف چلے۔ جب روضۂ اقدس کے سامنے پہنچے جہاں پیتل کا بڑا حلقہ بنا ہوا ہے، اس کے سامنے قبلہ کی طرف پشت اور قبر مبارک کی طرف چہرہ کرکے نہایت ادب کے ساتھ کھڑا ہو، اور کمالِ استحضار کے ساتھ یہ تصور کرتے ہوئے کہ گویا پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سامنے تشریف فرما ہیں، اور ایک عاجز اور گنہگار امتی آپ کی خدمت میں بصد ادب حاضر ہے، سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے، سلام کے الفاظ حسبِ موقع طویل بھی ہو سکتے ہیں اور مختصر بھی۔ (فتح القدیر بیروت ۳/۱۸۰)

سلام کے مختصر الفاظ

اگر سلام مختصر پیش کرنا ہو تو درج ذیل کلمات مناسب ہیں:

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (اے اللہ کے رسول آپ پر درود وسلام)

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ (اے اللہ کے حبیب! آپ پر صلاۃ وسلام)

○ اَلصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ (اے افضل الخلق! آپ پر صلاۃ وسلام)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ (اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں)

سلام کے طویل کلمات

اور اگر طویل کلمات پیش کرنے کا جی چاہے تو درج ذیل کلمات پیش کرے:

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ (اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔)(اس جملہ کو تین مرتبہ کہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. (اے رب العالمین کے رسول! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ الْخَلَائِقِ أَجْمَعِیْنَ. (اے تمام مخلوقات میں سب سے بہتر! آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ. (اے پیغمبروں کے سردار اور نبیوں کے خاتم! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ. (اے متقیوں کے امام! آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ. (اے چمک دار اعضاء والی امت کے قائد! آپ سلام قبول فرمائیں)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ. (اے وہ ذات جن کو رحمت عالم بنا کر بھیجا گیا! آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ. (اے شفیع المذنبین! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ. (اے اللہ کے محبوب! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خِیْرَةَ اللّٰہِ. (اے اللہ کے پسندیدہ! آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا صَفْوَةَ اللّٰهِ. (اے اللہ کے منظورِ نظر! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا الْهَادِیْ إِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. (اے وہ ذات کہ جو صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والی ہے! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا مَنْ وَصَفَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِقَوْلِهٖ: ﴿وَإِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ وبقوله: ﴿وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (اے وہ مقدس شخصیت جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (آپ عظیم خلق پر پیدا کئے گئے ہیں) اور ﴿وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (آپ ایمان والوں کے ساتھ رأفت و رحمت کا معاملہ فرمانے والے ہیں) کہہ کر بیان فرمائی ہے! آپ پر سلامتی ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا مَنْ سَبَّحَ الْحَصٰی فِیْ يَدَيْهِ وَحَنَّ الْجِذْعُ إِلَيْهِ. (اے وہ ذات جن کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی، اور کھجور کا تنا بے قرار ہو کر رو دیا، آپ پر سلام ہو)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا مَنْ أَمَرَنَا اللّٰهُ بِطَاعَتِهٖ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ. (اے وہ مقدس رسول جن کی اطاعت کرنے اور جن پر صلاۃ و سلام بھیجنے کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا)

○ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ وَعَلٰی سَائِرِ الْأَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، وَمَلَائِکَةِ اللّٰهِ الْمُقَرَّبِيْنَ، وَعَلٰی آلِکَ وَأَزْوَاجِکَ الطَّاهِرَاتِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَأَصْحَابِکَ أَجْمَعِيْنَ، کَثِيْراً دَآئِماً أَبَداً کَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰی. (آپ پر اور تمام انبیاء و رسل اور اللہ کے نیک بندوں اور اس کے سب مقرب فرشتوں اور آپ کی پاکیزہ ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین اور آپ کے تمام اصحاب پر دائمی سلام ہو، جو ہمارے رب کو پسند اور اس کی خوشنودی کا سبب ہو))

○ جَزَاکَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزٰی بِهٖ رَسُوْلاً عَنْ أُمَّتِهٖ. (اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے ان میں سب سے افضل بدلہ عطا کرے جو اللہ نے کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا کیا ہو)

○ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ أَفْضَلَ وَأَكْمَلَ وَأَزْكىٰ وَأَنْمىٰ صَلاةً صَلاَّهَا عَلىٰ أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِهٖ. (اور اللہ تعالیٰ آپ کو ان سب سے زیادہ افضل، سب سے زیادہ کامل، سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ نفع بخش رحمتوں سے نوازیں جو رحمتیں اس نے اپنی کسی مخلوق پر نازل کی ہوں)

○ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَخِيَرَتُهُ مِنْ خَلْقِهٖ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ، وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ، وَأَقَمْتَ الْحُجَّةَ، وَأَوْضَحْتَ الْمَحَجَّةَ، وَجَاهَدْتَّ فِيْ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ، وَكُنْتَ كَمَا نَعَتَكَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ حَيْثُ قَالَ: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ فَصَلَوَاتُ اللّٰهِ وَمَلاَئِكَتِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ فِيْ سَمَاوَاتِهٖ وَأَرْضِهٖ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. (اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی مخلوقات میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے یقیناً اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا، اور امانت کو ادا فرمایا، اور امت کے ساتھ خیر خواہی فرمائی، اور مصیبتوں کو دور فرمایا، اور دلیل کو قائم فرمایا، اور حجتوں کو ظاہر فرمایا، اور اللہ کے راستہ میں قربانی کا حق ادا کر دیا۔ آپ یقیناً ایسے ہی تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کی تعریف فرمائی ہے: ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (یقیناً تمہارے پاس خود تمہیں میں سے ایک رسول آچکا ہے، اس پر گراں ہے وہ بات جو تم کو مشقت میں ڈالے، تمہاری خیر کا وہ بہت خواہش مند ہے، اور ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا معاملہ کرنے والا ہے) پس اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور آسمان و زمین میں اس کی تمام مخلوقات کی طرف سے اے اللہ کے رسول آپ پر رحمتیں نازل ہوں)

○ اَللّٰهُمَّ اٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ، وَاٰتِهٖ

نِهَايَةَ مَا يَنۢبَغِيْ أَنْ يَسْأَلَهُ السَّائِلُوْنَ. (اے اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کے درجہ پر فائز فرمایئے، اور فضیلتوں سے نوازیئے، اور آپ کو اس مقامِ محمود سے سرفراز فرمایئے جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، اور آپ کو ان نعمتوں میں سے آخری درجہ کی اعلیٰ نعمت عطا فرمایئے جس کا سوال آپ سے مانگنے والوں کو کرنا زیب دیتا ہے)

○ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْنَ. (اے ہمارے رب! ہم اس کتاب پر ایمان لائے جو آپ نے نازل فرمائی، اور ہم رسول کے پیروکار رہیں؛ اس لئے ہمارا نام شاہدین میں لکھ دیجئے)

○ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، وَبِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ، اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَلَا تَرُدَّنَا عَلٰى أَعْقَابِنَا، وَلَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا، وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ. (میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی تمام کتابوں اور رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر پر اچھی ہو یا بری ایمان لایا، اے اللہ! مجھے اس ایمان پر جما دیجئے، اور ہمیں ایڑیوں کے بل مت لوٹایئے، اور ہدایت کے بعد ہمارے دلوں میں کجی مت ڈالئے، اور ہمیں اپنی جانب سے خاص رحمت عطا فرمایئے، بے شک آپ بہت عطا فرمانے والے ہیں)

○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَصْحَابِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفىٰ ۱/ ٤٤٥-٤٤٧) (اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آپ کے رسول اور آپ کے نبی امی ہیں، اور

آپ کی آل واصحاب اور ازواج واولاد پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اور اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی ہیں، اور آپ کی آل پر اسی طرح برکت نازل فرمایئے جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر سارے جہانوں میں برکتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ قابل تعریف اور بزرگی والے ہیں)

دوسروں کی طرف سے سلام

اس کے بعد اگر کسی نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی درخواست کی ہو، تو اس کی طرف سے ان الفاظ میں سلام پیش کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فُلَانُ بْنُ فُلَانَ (یہاں پر سلام کرنے والے مرد یا عورت کا نام لے) یُسَلِّمُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (اے اللہ کے رسول! فلاں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے) (فتح القدیر بیروت ۱۸۱/۳)

سلام کس وقت پیش کریں؟

اکثر بھیڑ کے وقت طویل سلام پیش کرنے کا موقع نہیں رہتا؛ اس لئے اگر بھیڑ کے وقت حاضری ہو تو مختصر سلام پر اکتفاء کیا جائے اور جو اوقات سہولت کے ہیں، مثلاً ہر نماز کے ایک گھنٹہ کے بعد یا اشراق اور چاشت کے وقت یا رات کے اوقات میں، تو ان میں معنی کے استحضار کے ساتھ طویل سلام بآسانی پیش کیا جاسکتا ہے۔

آج کل چوں کہ مسجد نبوی کا اگلا قدیم حصہ چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے، اس لئے شائقین کے لئے بآسانی موقع مل سکتا ہے، زیادہ بھیڑ کے وقت جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

خلیفۂ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے کے بعد ایک قدم دائیں جانب ہٹ کر خلیفۂ اول

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں درج ذیل الفاظ سے سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ الْغَارِ. جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرَ الْجَزَاءِ. (فتح القدیر بیروت ۳/ ۱۸۱)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام

اس کے بعد مزید ایک قدم ہٹ کر امیر المؤمنین سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَا سَیِّدَنَا یَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ. جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرَ الْجَزَاءِ. (فتح القدیر بیروت ۳/ ۱۸۱)

تضرع وزاری کے ساتھ دعا

پھر دوبارہ مواجہہ شریف کے سامنے آئے اور موقع ہو تو روضۂ اقدس کی طرف رخ کر کے ورنہ قبلہ رو ہو کر خوب تضرع وزاری کے ساتھ پیغمبر علیہ السلام کے وسیلہ سے اپنی مغفرت اور دین ودنیا کی فلاح کے لئے دعا کرے، یہ مقامِ مستجاب ہے۔

جالیوں کو چومنا بے ادبی ہے

روضۂ اقدس یا مسجد نبوی کی دیواروں یا جالیوں کو چومنا یا ہاتھ لگانا کوئی فضیلت کی بات نہیں، ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر اطہر پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا، تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ: ''دورِ نبوت میں ایسی کوئی بات ہم نہیں جانتے تھے''۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/ ۴۵۵)

ایک یادگار واقعہ

علامہ عتبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ مسجد نبوی میں روضۂ اقدس کے قریب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی شخص آیا، اور اس نے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں اولاً سلام پیش کیا، پھر یہ آیت: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ...... الخ﴾ پڑھی، پھر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے لئے اور اپنے رب کے دربار میں آپ کو سفارشی بنانے کے مقصد سے حاضر ہوا ہوں، پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ اَعْظُمُهٗ

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنّ الْقَاعُ وَالْاُكُمْ

نَفْسِيُ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ

فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمْ

ترجمہ : اے ان لوگوں میں سب سے افضل جن کے اجساد شریفہ آسودۂ خاک ہیں، جن کی برکت سے دشت وجبل پاکیزگی سے مشرف ہوگئے ہیں، اس روضۂ اقدس پر میری جان قربان ہے جس میں آنجناب تشریف فرما ہیں، یہیں عفت مآبی ہے، اور یہیں جود وکرم (کا خزانہ) ہے۔

عتبیؒ کہتے ہیں کہ یہ عرض کر کے وہ دیہاتی تو چلا گیا، پھر مجھے نیند آ گئی، تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ: ''عتبی جاؤ! اس دیہاتی کو یہ خوش خبری سنادو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی ہے''۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۴۴۹)

مسجدِ نبوی میں نماز باجماعت اور تلاوت کا اہتمام

مدینہ منورہ کے قیام کے زمانہ میں مسجد نبوی میں باجماعت نماز کا اہتمام رکھا جائے۔

حدیث میں آتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ:

صَلوٰةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلوٰةٍ فِیْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ...... فَإِنِّیْ اٰخِرُ الْأَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ. (مسلم شریف ۱/۴۴۶ حدیث: ۱۳۹۴، بخاری شریف ۱/۱۵۸ حدیث: ۱۱۷۷)

میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے، سوائے مسجد حرام کے۔ اور میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (انبیاء کی تعمیر کردہ مسجدوں میں سے) آخری مسجد ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ”مسجد نبوی میں نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۴۱۳)

مسجد نبوی میں مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت

نیز ایک روایت میں وارد ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ أَرْبَعِیْنَ صَلوٰةً لَا تَفُوْتُهُ صَلوٰةٌ كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ. (رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط ۶/۲۱۱، خلاصة الوفاء ۱/۴۹۰)

جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں مسلسل اس طرح پڑھیں کہ ان میں سے کوئی نماز نہیں چھوٹی تو اس کو تین باتوں سے برأت کا پروانہ عطا ہوتا ہے: (۱) جہنم سے (۲) عذاب سے (۳) نفاق سے۔

اس لئے خصوصیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہر نماز مسجد نبوی میں باجماعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

نیز کوشش کریں کہ کم از کم ایک قرآنِ کریم مسجد نبوی میں تلاوت کر کے ختم کرلیا جائے، اور زیادہ جتنا بھی ہوجائے وہ خیر ہی خیر ہے۔

ریاض الجنة

مسجد نبوی کا سب سے اہم حصہ وہ ہے جو روضۂ اقدس اور منبر نبوی کے درمیان میں ہے،

جس کو ''ریاض الجنۃ'' کہا جاتا ہے، اس کے ستونوں پر سفید پتھر لگے ہوئے ہیں، اور ہرے پھولوں کا سفید کارپیٹ بچھا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. (بخاری شریف ۱/۱۵۹ حدیث: ۱۱۹۵ وغیرہ)

مرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میرے منبر کے ستون جنت میں قائم ہیں۔ (خلاصۃ الوفاء ۱/۴۹۷)

جنت کی کیاری کا کیا مطلب ہے؟

مسجد نبوی میں منبر اور حجرۂ مبارکہ کے درمیانی حصہ کو جنت کی کیاری کہنے کی وجہ کیا ہے؟ اس بارے میں اقوال مختلف ہیں: (۱) بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ زمین کا ٹکڑا بعینہٖ جنت میں چلا جائے گا (۲) یا یہ مطلب ہے کہ اس حصہ میں عبادت کرنے والوں کو آخرت میں جنت کے باغات نصیب ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (البحر العمیق ۱/۲۵۲)

ریاض الجنۃ کے سات ستون

ریاض الجنۃ میں سات اہم ستون ہیں، کوشش کرنی چاہئے کہ ان کے قرب جا کر کچھ نہ کچھ عبادت کرلی جائے، ان ستونوں کے اوپر علامتیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ ستون یہ ہیں:

(۱) **اسطوانۂ حنانہ**: یہ ستون محراب کے قریب ہے، یہاں وہ کھجور کا تنا دفن ہے جس پر ٹیک لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے قبل خطبہ دیا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا تو یہ ستون مارے فراق کے رونے لگا تھا، جو پیغمبر علیہ السلام کے دلاسہ دینے پر خاموش ہوا۔

(۲) **اسطوانۂ ابو لبابہ**: یہی وہ ستون ہے جہاں صحابی رسول حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ لیا تھا، پھر جب ان کی توبہ قبول ہوئی تو انہیں کھولا گیا۔

(۳) **اسطوانۂ وفود**: یہی وہ مقام ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے وفود

سے ملاقات فرماتے تھے۔

(۴) **اسطوانۂ حرس**: یہ حجرۂ عائشہ صدیقہؓ سے بالکل ملا ہوا ہے، یہاں ہجرت کے ابتداء کے سالوں میں پہرے داری کا نظم تھا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کے وعدہ کے بعد ختم کردیا گیا تھا۔

(۵) **اسطوانۂ جبرئیل**: یہی وہ مقام ہے جہاں عموماً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوتی تھی۔

(۶) **اسطوانۂ سریر**: اس جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام بحالت اعتکاف قیام فرماتے تھے۔

(۷) **اسطوانۂ عائشہ**: ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسجد نبوی میں اس جگہ کے مقامِ مقبول ہونے کی نشان دہی فرمائی تھی کہ یہاں دعائیں اور توبہ قبول ہوتی ہے، اسی مناسبت سے اس ستون کا نام ''اسطوانۂ عائشۃ'' رکھا گیا ہے۔ (مستفاد: انوار مناسک ۳۶۵-۳۶۷)

زیارتِ جنت البقیع

''جنت البقیع'' مدینہ منورہ کا مشہور ومعروف قبرستان ہے، جس میں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرامؓ مدفون ہیں، بہت سے اہل بیت، ازواجِ مطہرات اور بنات طیبات کی قبریں اس مقدس قبرستان میں ہیں۔ مسجد نبوی کی توسیع کے بعد اب مسجد نبوی اور جنت البقیع کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا ہے، مسجد کی مشرقی جانب بیرونی صحن جہاں ختم ہوتا ہے وہیں سے جنت البقیع شروع ہوتا ہے۔ عموماً اشراق کے وقت اور عصر کے بعد اس کا دروازہ کھلتا ہے، اس لئے حسب موقع خصوصاً جمعہ کے دن یہاں حاضر ہوکر زیارت کرنی چاہئے، اور اہل قبور کو سلام پیش کرکے ان کے لئے ایصالِ ثواب کرنا چاہئے۔

مسجد قبا

فضیلت کے اعتبار سے اسلام کی چوتھے نمبر کی مسجد ''مسجد قبا'' ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے ہجرت فرمانے کے بعد اولاً تعمیر کرائی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''مسجد قبا میں دو رکعت پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے''۔ (ترمذی شریف ۱/۴۷، شعب الایمان ۳/۴۹۹ حدیث: ۴۱۹۰، سنن کبریٰ للبیہقی ۵/۲۴۸)

مسجد قبا کا فاصلہ مسجد نبوی سے پورے تین میل (ساڑھے چار کلومیٹر) ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً ہفتہ کے دن مسجد قبا تشریف لاکر نفل نماز پڑھتے تھے، یہ تشریف آوری کبھی پیدل ہوتی اور کبھی سواری پر ہوتی تھی، نیز پیر کے دن بھی آپ کا تشریف لانا ثابت ہے۔ اور امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ پیر اور جمعرات کو قبا تشریف لے جاتے تھے، اس لئے زائرین کو مسجد قبا میں حاضر ہوکر نماز پڑھنے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔

مسجد قبلتین

یہ وہ مسجد ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعت مسجد اقصیٰ کی طرف پڑھی اور دورانِ نماز ہی مسجد حرام (مکہ معظّمہ) کی طرف رخ کرنے کا حکم آ گیا، تو آپ نے مقتدیوں سمیت بیت اللہ شریف کی طرف رخ کرلیا، تو گویا ایک نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی گئی؛ اسی لئے اس کا نام ''مسجد قبلتین'' پڑ گیا ہے، اب یہ مسجد بہت عالیشان بنی ہوئی ہے، وہاں جاکر نماز اور عبادت کرنا بھی موجب سعادت ہے۔ (البحر العمیق مع حاشیۃ ۲۸۱۴-۲۸۱۵)

زیارتِ شہداء احد

''احد'' مدینہ منورہ کے شمال میں وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''احد پہاڑ کو ہم سے محبت ہے اور ہمیں اس سے محبت ہے''، نیز اس کے دامن میں اسلام کا عظیم معرکہ ''غزوۂ احد'' پیش آیا، جس میں ستر جلیل القدر صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا، جن کی قبریں اسی میدان میں بنائی گئی ہیں، ان شہداء میں سب سے عظیم المرتبت شخصیت عم

رسول سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہے، جن کو خود پیغمبر علیہ السلام نے ''سید الشہداء'' (شہیدوں کے سردار) کا لقب دیا۔ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا معمول تھا کہ آپ سال میں کم از کم ایک مرتبہ شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول تھا کہ ہر جمعہ کو حضرت حمزہؓ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتیں، اور اس دوران آپ پر رقت طاری رہتی تھی، اس لئے زائرین مدینہ کو شہداء احد کی قبروں پر حاضری کا اہتمام بھی کرنا چاہئے۔ (مناسک علی قاری ۵۲۵)

دربارِ نبوت سے واپسی

جب سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر سے واپسی کا ارادہ ہو تو انتہائی حسرت وافسوس اور پیغمبر علیہ السلام سے جدائی پر سخت غمگین ہو، اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر بنیت واپسی دو رکعت نفل ادا کرے، پھر مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر الوداعی صلاۃ وسلام عرض کرے، اور پھر رقت وزاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے، اور دربارِ نبوت پر الوداعی حسرت آمیز نظر ڈالتے ہوئے اور جدائی پر افسوس کرتے ہوئے واپس ہو، اور زبانِ حال سے یہ کہے:

مدینہ سے باچشم تر جا رہا ہوں
نہیں چاہتا دل مگر جا رہا ہوں

زمانہ یہ کہتا ہے گھر جا رہا ہوں
حقیقت میں جنت بدر جا رہا ہوں

اور واپسی کے وقت بالخصوص یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ یہاں حاضری کے وقت جو کوتاہیاں ہوئی ہوں، انہیں معاف فرما دیں، اور اس حاضری کو آخری حاضری نہ بنائیں؛ بلکہ آئندہ بھی مقبول اور باادب حاضری کی سعادت بخشتے رہیں۔

ایک عاجزانہ گذارش

یاد آ جائے تو مستجاب مقامات پر اس ناکارہ مرتب اور اس کے والدین و متعلقین کے لئے بھی رضاءِ خداوندی اور اتباعِ سید المرسلین اور دین پر استقامت کی دعا فرمائیں، تو نہایت کرم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سبھی حجاج وزائرین کی حاضری کو بے حد قبول فرمائیں اور ہر طرح کی کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تبارَكَ وَتَعَالىٰ عَلىٰ سَيِّدِنَا وَحَبِيْبِنَا وَشَفِيْعِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

مِسکُ الْخِتَامِ

فِیْ الصَّلاۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی

سَیِّدِنَا خَیْرِ الْاَنَامِ ﷺ

درود شریف کے فضائل اور منتخب کلمات

قَالَ اللّٰهُ تبَارَکَ وَتعَالیٰ:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلیٰ عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفیٰ.

(النمل: ۵۹)

ترجمہ:

آپ فرما دیجئے کہ ہر طرح کی خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں، اور سلام ہے اللہ کے ان بندوں پر جن کو اس نے پسند فرما لیا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلآئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰآَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً.

(الاحزاب: ۵۶)

ترجمہ:

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! (تم بھی) اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

قرآنِ کریم میں صلاۃ وسلام کا حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً. (الاحزاب: ۵۶)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! (تم بھی) اس پر رحمت بھیجو اور سلام کہہ کر سلام بھیجو۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ کی طرف سے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر "صلاۃ" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کی رحمت آپ پر نازل ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف فرماتے ہیں، اور فرشتوں کی طرف سے صلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے آپ کے لئے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، اور اہلِ ایمان کی طرف سے صلاۃ وسلام بھی آپ کے لئے رحمت وسلامتی کی دعا کرنے کے معنی میں ہے، اور اس آیت سے عالم بالا اور عالم دنیا یعنی زمین اور آسمان ہر جگہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی رفعتِ شان اور عظمت ومرتبہ کو بیان کرنا مقصود ہے، جس سے اونچا درجہ مخلوق میں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۰۷۶)

علماء نے لکھا ہے کہ زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے، اور جس مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنا جائے تو ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے، اور اگر اسی مجلس میں باربار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لیا جائے تو ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے،

اور جس قدر زیادہ درود شریف آدمی پڑھے گا اتنا ہی وہ آیتِ کریمہ کے حکم کی تکمیل کرنے والا قرار پائے گا۔ قال الشامی: و مقتضی الدلیل افتراضها فی العمر مرة، و ایجابها کلما ذکر إلا أن یتحد المجلس فیستحب التکرار بالتکرار. (شامی زکریا ۲/۲۲۸)

پیغمبر علیہ السلام کا ذکر آنے پر درود شریف نہ پڑھنا محرومی ہے

جس شخص کے سامنے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر ہوا اور وہ درود شریف کا نذرانہ پیش نہ کرے وہ پرلے درجہ کا محروم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ۱/۸۶)

اس شخص کی ناک رگڑی جائے جس کے سامنے میرا تذکرہ ہو پھر وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

اور جگر گوشۂ نبوت سیدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''جو شخص میرا ذکر آنے پر درود پڑھنے سے چوک جائے وہ جنت کے راستے سے چوک جانے والا ہوگا''۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۸۴)

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بڑا کنجوس قرار دیا ہے جو آپ کا نامِ نامی سن کر بھی درود شریف نہ پڑھتا ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ. (مشکوٰۃ شریف ۱/۸۷)

وہ شخص بہت بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

اور سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''کیا میں تمہیں لوگوں میں سب سے بڑے بخیل کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟'' (یعنی ضرور بتلائیے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ لوگوں میں سب سے بڑا بخیل ہے''۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۳۸۵)

اسی طرح کی روایات کی بنا پر حضراتِ فقہاء ومحدثین نے کسی مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہونے پر کم از کم ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب قرار دیا ہے۔ (شامی زکریا ۲/۲۲۷)

درود شریف سے نیکیوں کا اضافہ

سرورِ عالم، محسنِ انسانیت، سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود شریف پڑھنا آپ کی جانب سے امت پر کئے گئے بے انتہاء احسانات کی شکر گذاری کا ادنی سا مظاہرہ ہے؛ لہٰذا اگر اس کے عوض میں کچھ بھی نہ عطا ہوتا پھر بھی بجا تھا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے کہ جو شخص ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں:

چناں چہ سیدنا حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام صبح کے وقت نہایت بشاشت کے ساتھ تشریف لائے، آپ کے چہرۂ انور سے خوشی کے آثار نمایاں تھے، حاضرین نے عرض کیا کہ: ”اے اللہ کے رسول! آج آپ کے چہرۂ انور سے بشاشت ظاہر ہورہی ہے، کیا وجہ ہے؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَجَلْ! اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ رَّبِّیْ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِکَ صَلاۃً کَتَبَ اللّٰہُ بِھَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحیٰ عَنْہُ عَشَرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَہٗ عَشَرَ دَرَجَاتٍ وَرَدَّ لَہٗ مِثْلَھَا.

(مسند احمد بن حنبل ٤/ ٢٩، الترغيب والترهيب مكمل ٣٨٠)

جی ہاں! میرے رب کی طرف سے ایک قاصد میرے پاس آیا تھا، اس نے یہ خوش خبری سنائی کہ آپ کی امت کا جو بھی فرد آپ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے اور اس کے دس گناہ معاف فرمائیں گے، اور اس کے لئے دس درجات بلند فرمائیں گے، اور جیسے اس نے رحمت کی دعا کی ہے ویسے ہی اسے بھی رحمت سے نوازیں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ: ”جو شخص ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ ۷۰/ مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور فرشتے دعاء خیر کرتے ہیں“۔ (مسند احمد ۲/ ۱۸۷ عن عبداللہ بن عمروؓ، مشکوٰۃ شریف ۱/ ۸۷، مرقاۃ ۳/ ۱۸)

پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں درود شریف کی پیشی

دنیا میں جہاں کہیں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے اور جو شخص بھی یہ سعادت حاصل کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فرشتے اس کام پر مقرر فرمار کھے ہیں کہ وہ درود شریف کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیْ السَّلَامَ. (عمل الیوم واللیلۃ، الترغیب والترھیب مکمل ۳۸۱)

اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے ہیں جو (ساری دنیا میں) چکر لگاتے ہیں اور مجھ تک میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

اور بعض روایات میں ہے کہ روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلاۃ والسلام پر ایک ایسا فرشتہ مقرر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے نام ونسب کا علم عطا کیا ہے، وہ وہیں کھڑے کھڑے پوری دنیا میں جہاں جہاں بھی درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کا علم حاصل کرلیتا ہے اور پھر درود پڑھنے والے کا نام اس کے والد کے نام کے ساتھ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہے، چناں چہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ وَکَّلَ بِقَبْرِیْ مَلَکًا اَعْطَاہُ اللّٰہُ اَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ فَلَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ اَحَدٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا اَبْلَغَنِیْ بِاسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ ھٰذَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَدْ صَلّٰی عَلَیْکَ. (رواہ البزار والطبرانی، الترغیب والترھیب مکمل ۳۸۱)

اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے اور اسے تمام مخلوقات کے نام عطا فرمائے ہیں، پس قیامت تک جو شخص بھی مجھ پر درود شریف پڑھے گا وہ فرشتہ اس کو میرے پاس اس کے نام اور اس کے والد کے نام کے ساتھ یہ کہہ کر پیش کرے گا کہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں درود شریف پیش کیا ہے۔

ذرا غور فرمائیں! ایک امتی کے لئے کس قدر مسرت کی بات ہے کہ اس کے پیش کردہ درود

کا ذکر آقا کے دربار میں ہو؟ اگر درود شریف کا کوئی اور فائدہ نہ بھی ہوتا تو یہی ایک فائدہ اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی تھا۔

درود شریف کے ذریعہ قربِ نبوی کا حصول

درود شریف کی کثرت کا ایک بڑا اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کی بدولت آخرت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا قربِ خاص نصیب ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً. (ترمذی شریف حدیث: ٤٢٠، الترغیب والترهیب ٣٨١)

یقیناً مجھ سے قیامت کے دن سب سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر (دنیا میں) سب سے زیادہ درود شریف پڑھنے والے ہوں گے۔

لہٰذا جو شخص آخرت میں پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت اور تقرب کا متمنی ہو اسے کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

درود شریف کے ذریعہ دنیا و آخرت کی فکروں سے نجات

حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ''میں آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں، تو مجھے کس قدر اس کا وظیفہ بنانا چاہئے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جیسی تمہاری مرضی'' تو میں نے عرض کیا کہ: ''ایک چوتھائی حصہ درود شریف پڑھا کروں؟'' پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا: ''جیسی مرضی! اور اگر زیادہ کروگے تو یہ تمہارے لئے اور بہتر ہوگا''، چناں چہ میں کچھ کچھ مقدار بڑھاتا رہا، تا آں کہ میں نے عرض کیا کہ: ''اب میں سب وظیفوں کو چھوڑ کر بس درود شریف ہی پڑھا کروں گا؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اِذاً یَکْفِیْ ھَمَّکَ وَیُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ. (الترغیب والترهیب ٣٨٠)

تو پھر یہ درود شریف تمہاری ہر فکر وغم کو دور کرنے کا سبب بن جائے گا، اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

الغرض درود شریف کے بہت فضائل احادیثِ شریفہ میں وارد ہیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، علماء نے اس مبارک موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ بالخصوص اردو زبان میں شیخ

الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی شہرۂ آفاق کتاب ''فضائل درود شریف'' اس موضوع پر انتہائی جامع ہے، اس کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔

جمعہ کے دن درود شریف کا خاص اہتمام

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص طور پر جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ فرمایا ہے کہ: ''اس دن پڑھا ہوا درود شریف بالخصوص میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے''۔ لہٰذا اور دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کے روز خصوصیت سے درود شریف پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِیْهِ، فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ.

تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن ان کی وفات ہوئی، اسی دن پہلا اور دوسرا صور پھونکا جائے گا؛ لہٰذا جمعہ کے دن میرے اوپر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو؛ کیوں کہ تمہارا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ: ''ہمارا درود شریف آپ پر کیسے پیش کیا جا سکے گا حالاں کہ وفات کے بعد جسد اقدس مٹی میں ہوگا؟'' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَا حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَامَنَا. (سنن ابی داؤد: ۱۰۴۷، سنن ابن ماجة: ۱۶۳۶، الترغیب والترهیب مکمل ۱۶۹)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر ہمارے (انبیاء علیہم السلام کے) جسم کھانے کو حرام کر دیا ہے (یعنی حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مقدسہ بعینہٖ محفوظ رہتے ہیں، وہ مٹی نہیں بن سکتے)

اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا اہتمام

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان کا جواب دینے کا

جہاں حکم فرمایا وہیں اذان کے بعد خصوصیت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا بھی حکم دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ، فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشَراً، ثُمَّ سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ. (مسلم شريف حديث: ٣٨٥، ابوداؤد شريف حديث: ٥٢٧، الترغيب والترهيب مكمل ٧٩)

جب تم موذن کی آواز سنو تو جیسے وہ کہے ویسے ہی تم بھی کہو، پھر میرے اوپر درود شریف پڑھو؛ کیوں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے مقامِ وسیلہ کی سفارش کرو جو جنت میں ایک اعلیٰ درجہ ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو عطا ہوگا، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا، پس جو شخص اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں وسیلہ کی سفارش کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔

اور بعض صحیح روایات میں اذان کے بعد دعاء وسیلہ کے کلمات بھی وارد ہیں، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص اذان سننے کے وقت درج ذیل دعاء وسیلہ مانگے تو اس کے لئے قیامت میں میری شفاعت واجب ہوجائے گی''۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ. (بخاري شريف: ٦١٤، ابوداؤد شريف: ٥٢٩، الترغيب والترهيب مكمل ٧٩)

اے اللہ! جو اس مکمل دعوت اور قائم کی جانے والی عبادت کے مالک ہیں، آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ وسیلہ اور فضیلت سے سرفراز فرمائیے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقامِ محمود پر فائز فرمائیے جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

واضح رہے کہ یہ دعاء وسیلہ بھی ایک اعلیٰ قسم کا درود شریف ہے، جو اگرچہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کے ضمن میں وارد ہوا ہے؛ لیکن اسے اذان کے ساتھ خاص نہیں سمجھنا چاہئے؛ بلکہ دیگر اوقات میں بھی ذوق وشوق کے ساتھ دعاء وسیلہ کا اہتمام رکھنے سے انشاء اللہ نہ صرف یہ کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت میں اضافہ ہوگا؛ بلکہ یقینی طور پر حسب وعدہ آخرت میں آپ کی شفاعت نصیب ہوگی، چناں چہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں مطلقاً دعاء وسیلہ کی تاکید وارد ہے کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَسْأَلْھَا لِیْ عَبْدٌ فِی الدُّنْیَا اِلَّا کُنْتُ لَہٗ شَھِیْداً اَوْ شَفِیْعاً. (رواہ الطبرانی فی الاوسط، الترغیب والترھیب مکمل ۸۰)

اللہ سے میرے لئے ”وسیلہ“ مانگا کرو؛ کیوں کہ جو شخص بھی میرے لئے دنیا میں وسیلہ کی سفارش کرے گا میں اس کے حق میں قیامت کے دن گواہ بنوں گا یا (یہ فرمایا کہ) اس کے لئے شفاعت کروں گا۔

درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع

ویسے تو ہر مناسب وقت میں درود شریف پڑھا جا سکتا ہے؛ لیکن درج ذیل مواقع پر خصوصیت سے پڑھنا مستحب ہے: (۱) جمعہ کا دن (۲) جمعہ کی رات (۳) صبح کے وقت (۴) شام کے وقت (۵) مسجد میں داخل ہوتے ہوئے (۶) مسجد سے نکلتے ہوئے (۷) اذان کے بعد (۸) دعاء کے آغاز، درمیان اور ختم پر (۹) دعاء قنوت کے آخر میں (۱۰) آپس میں ملاقات اور جدائیگی کے وقت (۱۱) وعظ وتقریر اور مطالعہ وتکرار کے دوران (۱۲) حدیث شریف کی تدریس کے وقت (۱۳) خطبۂ نکاح میں (۱۴) تلبیہ پڑھنے کے بعد (۱۵) سعی کے دوران صفا اور مروہ پر (۱۶) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری کے وقت (۱۷) کسی چیز کے بھول جانے کے وقت۔ وغیرہ (تلخیص: شامی زکریا ۲/۲۳۰-۲۳۱)

کن مواقع میں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے؟

فقہاء نے لکھا ہے کہ درج ذیل مواقع پر درود شریف پڑھنا سخت بے ادبی اور مکروہ ہے:

(۱) جماع کے وقت (۲) قضاء حاجت کے وقت (۳) ٹھوکر لگنے کے وقت (۴) تعجب کے وقت (۵) جانور ذبح کرتے وقت (۶) ناک سنکنے کے وقت (۷) بیچنے کے وقت کسی سامان کی اچھائی ظاہر کرنے کے لئے۔ (مثلاً سامان دکھا کر یہ کہے کہ **اللّٰھم صل علی محمد**)

(شامی زکریا ۲/۲۳۱)

اسی طرح آج کل جو لوگ موبائل کی گھنٹیوں میں درود شریف وغیرہ فیڈ کر لیتے ہیں یہ بھی بے ادبی اور مکروہ ہے، اور درود شریف کا غلط اور بے جا استعمال ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

چالیس پسندیدہ درود شریف

درود شریف کے جو صیغے خود نبی اکرم ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہیں بلاشبہ وہ سب سے افضل ہیں، تاہم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علماء و مشائخ نے نبی اکرم ﷺ سے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے اپنے اپنے انداز میں درود شریف کے نذرانے پیش کئے ہیں، اور بعد کے علماء نے اس طرح کے کلماتِ درود کو کتابی شکل میں جمع کر کے شائع کر دیا ہے، ان کتابوں میں علامہ سخاویؒ کی ''القول البدیع'، علامہ جزولیؒ کی کتاب ''دلائل الخیرات'' اور علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ کی کتاب ''ذَرِیْعَةُ الْوُصُوْلِ اِلٰی جَنَابِ الرَّسُوْلِ'' بہت مشہور اور نافع ہیں۔ ذیل میں ''ذریعۃ الوصول' اور ''دلائل الخیرات'' وغیرہ سے منتخب کر کے چالیس پسندیدہ درود شریف مع ترجمہ ذکر کئے جا رہے ہیں، اور آخر میں درود شریف کے بعد پڑھی جانے والی چند جامع دعائیں بھی لکھ دی گئی ہیں، انشاء اللہ ان کو پڑھنے سے محبتِ نبوی میں اضافہ ہوگا، اور تقربِ خداوندی نصیب ہوگا۔ چوں کہ نبی اکرم ﷺ کا نام نامی لیتے وقت ادب کا اظہار پسندیدہ ہے، اس لئے آپ ﷺ کے اسم مبارک سے قبل ہر جگہ ''سیدنا'' کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ **قال فی الدر المختار و ندب السیادة لأنه زیادة الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فهو افضل من ترکه.** (درمختار بیروت ۲/۱۹۷-۱۹۸ وایدہ الشامی بحثاً)

(۱) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۱۹)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ ہی حمد وثنا کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔

(۲) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ. وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۲۲)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح رحمتیں نازل فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اسی طرح برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر سب جہانوں میں برکتیں نازل فرمائی ہیں،

○

(۳) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَصَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلَيْنَا مَعَهُمْ.** (ذريعة الوصول ۲۰)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی رحمت کا نزول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول فرمایئے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی برکتیں نازل فرمایئے، جیسے آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائی ہیں، اور ان کے ساتھ ہم کو بھی برکتوں سے نواز دیجئے۔

○

(٤) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ،**

وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، وَتَرَحَّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ. (ذریعة الوصول ۲۷)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمت نازل فرمائی، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا محمد ﷺ کی آل پر ایسے ہی برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکت نازل فرمائی، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر مہربانی فرمایئے جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر مہربانیاں فرمائی ہیں۔

○

(۵) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَأَهْلِ بَیْتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ۳۲)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ - جو نبی امی ہیں - پر اور آپ کی ازواج امہات المؤمنین پر، اور آپ ﷺ کی ذریت اور اہل بیت پر اپنی رحمتیں اور برکتیں مبذول فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ لائق حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔

(٦) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ٣٣)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں نازل فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر نازل فرمائی ہیں، بے شک آپ ہی حمد کے مستحق اور بزرگی والے ہیں۔

(٧) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ الرَّسُوْلِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ الَّذِیْ آمَنَ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَأَعْطِهٖ أَفْضَلَ رَحْمَتِکَ وَاٰتِهِ الشَّرَفَ عَلٰی خَلْقِکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَاجْزِهٖ خَیْرَ الْجَزَآءِ، وَالسَّلَامُ عَلَیْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ. (ذریعة الوصول ٤٠)

ترجمہ : اے اللہ! اپنے بندے اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمایئے جو رسول اور نبی امی ہیں، جو آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لائے ہیں، اور آپ ﷺ کو قیامت کے دن اپنی افضل ترین رحمت اور اپنی مخلوق پر برتری عطا فرمایئے، اور آپ ﷺ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمایئے، اور آپ ﷺ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، اس کی برکتیں اور سلام پیش ہے۔

○

(٨) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْداً يَّغْبِطُهُ فِيْهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ. (ذريعة الوصول ٤١)

ترجمہ : اے اللہ! رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام اور نبیوں کے ختم کرنے والے، سیدنا حضرت محمد ﷺ کو اپنی عنایتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمایئے، جو آپ کے بندے اور رسول ہیں، خیر کے امام اور خیر کے قائد ہیں، اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! آپ نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمایئے، جو اولین وآخرین کے لئے رشک کا مقام ہے۔

○

(٩) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَبْلِغْهُ الْوَسِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ مِنَ الْجَنَّةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ الْمُصْطَفِيْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ مَوَدَّتَهٗ وَفِي الْأَعْلِيْنَ ذِكْرَهٗ، وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (ذریعة الوصول ٤٢)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرمائیے، اور آپ ﷺ کو جنت کے ''وسیلہ'' اور بلند درجہ میں پہنچائیے، اے اللہ! برگزیدہ حضرات کے دل میں آپ ﷺ کی محبت ڈال دیجئے، اور مقرب حضرات کے دل آپ ﷺ کی دوستی، اور اونچے لوگوں (فرشتوں) میں آپ ﷺ کا ذکر عام فرما دیجئے، اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں، بے شک آپ لائقِ حمد ہیں، بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر برکتیں نازل فرمائیے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ پر اور سیدنا حضرت ابراہیمؑ کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں، بے شک آپ ہی حمد کے لائق ہیں، بزرگی والے ہیں۔

○

(۱۰) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ. (ذریعة الوصول ٥٠)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے، جیسا کہ آپ چاہیں اور پیغمبر علیہ السلام کے لئے پسند فرمائیں۔

○

(۱۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا

مُـحَـمَّـدٍ صَلَاـةً تَـكُـوْنُ لَكَ رِضـىً وَّلِحَقِّـهٖ أَدَاءً، وَّاَعْطِـهِ الْـوَسِيْـلَةَ وَالْـمَقَـامَ الَّـذِىْ وَعَـدْتَّهٗ، وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ، وَاجْـزِهٖ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِياًّ عَنْ أُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ إِخْوَانِـهٖ مِـنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (ذريعة الوصول ۵۱)

تـرجمـه: یااللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پراور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر ایسی رحمت نازل فرمایئے جو آپ کی رضا کا سبب ہو، اور جس کے ذریعہ آپ ﷺ کا حق ادا ہو جائے، اور آپ ﷺ کو ''وسیلہ'' اور وہ مقام عطا فرمایئے جس کا آپ نے سیدنا حضرت محمد ﷺ سے وعدہ فرما رکھا ہے، اور آپ ﷺ کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرمایئے جس کے آپ اہل ہیں، اور آپ ﷺ کو ہماری طرف سے ان سب سے افضل جزا عطا فرمایئے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہو، اور اے ارحم الراحمین! آپ ﷺ کے تمام بھائیوں پر، جو انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۱۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ. (ذريعة الوصول ۵۲)

تـرجمـه: یااللہ! اپنے بندے اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، اور ایمان دار مردوں اور عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور عورتوں پر بھی رحمت نازل فرمایئے۔

(۱۳) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ حَمِدَکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یَحْمَدْکَ، وَلَکَ الْحَمْدُ کَمَا تُحِبُّ أَنْ تُحْمَدَ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ، وَصَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ، وَصَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ أَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ. (ذریعة الوصول ٦٥)

ترجمہ: اے اللہ! آپ کے لئے حمد ہے ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جنہوں نے آپ کی حمد کی، اور آپ کے لئے حمد ہے ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جنہوں نے آپ کی حمد نہیں کی۔ اور آپ کے لئے حمد ہے جیسا کہ آپ کو پسند ہے کہ آپ کی حمد کی جائے۔ اے اللہ! رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد کے بقدر جو آپ پر درود پڑھیں اور رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر بہ تعداد ان لوگوں کے جو آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھیں، اور رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر جتنا کہ آپ کو پسند ہے کہ آپ ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے۔

(۱٤) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ وَعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ، جَزَی اللّٰهُ تَعَالیٰ سَیِّدَنَا مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهٗ. (ذریعة الوصول ٥٢)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ۔ جو نبی امی ہیں۔ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت محمد ﷺ کو ہماری جانب سے اس قدر جزائے خیر عطا فرمائیں جس کے آپ ﷺ اہل ہیں۔

○

(۱۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْأَھْوَالِ وَالآفَاتِ، وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ، وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ، وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ أَعْلَی الدَّرَجَاتِ، وَتُبَلِّغُنَا بِھَا أَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ، فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ، إِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (ذریعۃ الوصول ۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! رحمت نازل فرمایئے سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، ایسی رحمت کہ آپ اس کی برکت سے ہمیں تمام ہولناکیوں اور آفتوں سے نجات عطا فرمائیں اور اس کی برکت سے آپ ہماری تمام حاجتیں پوری فرما دیں، اور اس کی برکت سے آپ ہمیں تمام برائیوں اور گناہوں سے پاک کر دیں، اور اس کی برکت سے آپ ہمیں اپنے پاس اعلیٰ درجات عطا فرمائیں، اور اس کی برکت سے آپ ہمیں تمام بھلائیوں کی آخری حدوں تک پہنچا دیں، دنیا کی زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی، بلاشبہ آپ ﷺ ہر چیز پر قادر ہیں۔

○

(۱۶) اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَۃَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْکُبْرٰی، وَارْفَعْ دَرَجَتَہُ الْعُلْیَا، وَأَعْطِہٖ سُؤْلَہٗ فِی الْآخِرَۃِ وَالْأُوْلٰی، کَمَا آتَیْتَ إِبْرَاھِیْمَ وَمُوْسٰی. (ذریعۃ الوصول ۸۰)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ قبول فرمایئے، اور آپ ﷺ کے بلند درجہ کو مزید بلند فرمایئے، اور دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی ہر

درخواست کو منظور فرمایئے، جیسا کہ آپ نے سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور سیدنا حضرت موسیٰؑ کو نوازا۔

○

(۱۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَصْحَابِهٖ وَأَوْلَادِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَشْيَاعِهٖ، وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ أَجْمَعِيْنَ، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (ذريعة الوصول ٩٦)

ترجمہ: یا اللہ! اے ارحم الراحمین! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، اور حضرت سیدنا محمد ﷺ کی آل پر، اور آپ ﷺ کے احباب پر، اور آپ ﷺ کی اولاد پر، اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر اور آپ ﷺ کی ذریت پر، اور آپ ﷺ سے محبت رکھنے والوں پر، اور آپ ﷺ کے پیروکاروں پر، اور آپ ﷺ کے گروہ پر، اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول فرمایئے۔

○

(۱۸) اَللّٰهُمَّ أَعْطِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا أَفْضَلَ مَا أَنْتَ مَسْؤُوْلٌ لَّهٗ إِلیٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (ذريعة الوصول ١٣٦)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ کو اس سے افضل اور بہتر عطا فرمایئے، جو آپ سے سوال کیا جائے قیامت کے دن تک۔

○

(۱۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًا وَّلِحَقِّهٖ أَدَاءً. (ذريعة الوصول ١٥٣)

ترجمہ: یا اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائیے جو آپ کی خوشنودی کے حصول کا سبب ہو اور آنحضرت ﷺ کا حق ادا کرنے کا موجب ہو۔

○

(۲۰) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّأَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.** (ذريعة الوصول ١٦٧)

ترجمہ: یا اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے، اور قیامت کے دن آپ ﷺ کو اپنے دربار میں تقرب کا مقام عطا فرمائیے۔

○

(۲۱) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ.** (الحرز الثمين ١٣، بحواله: فضائل درود شريف ٦٤)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو نبی امی ہیں، پر اور آپ کی آل پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیے، نیز آپ کی خدمت میں سلام پیش ہے۔

○

(۲۲) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ، اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. اَللّٰهُمَّ عَظِّمْ شَانَهٗ وَبَيِّنْ بُرْهَانَهٗ وَاَبْلِجْ حُجَّتَهٗ وَبَيِّنْ فَضِيْلَتَهٗ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهٗ فِیْ اُمَّتِهٖ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهٖ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، وَيَا رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ**

لِوَآئِہٖ وَاسْقِنَا بِکَأْسِہٖ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِہٖ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ بَلِّغْہُ عَنَّا اَفْضَلَ السَّلَامِ وَاجْزِہٖ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازَیْتَ بِہٖ النَّبِیَّ عَنْ اُمَّتِہٖ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ. (دلائل الخیرات ۳۱)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی اولاد پر رحمتوں کا نزول فرمایئے، اور ان کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرمایئے اور ان کو مقامِ محمود پر فائز فرمایئے، جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بیشک آپ وعدہ کے خلاف نہیں فرماتے۔ اے اللہ! آپ ﷺ کی شان میں اضافہ فرمایئے، اور آپ ﷺ کی دلیل کو واضح فرمایئے اور آپ ﷺ کی حجت کو روشن فرمایئے اور آپ ﷺ کی فضیلت کو ظاہر فرما دیجئے، اور آپ ﷺ کی امت کے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرمایئے، اور ہمیں آپ ﷺ کی سنت پر عمل نصیب فرمایئے، اے جہانوں کے پروردگار! اور اے عرشِ عظیم کے مالک، اے اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں نبی اکرم ﷺ کی جماعت میں اور آپ کے جھنڈے تلے میدانِ محشر میں اٹھایئے گا، اور ہمیں آپ کے (حوضِ کوثر کے) پیالہ سے سیراب فرمایئے، اور آپ کی محبت سے ہمیں نفع عطا فرمایئے۔ اے رب العالمین! ہماری یہ درخواستیں قبول فرمالیجئے، اے اللہ! اے پروردگار! ہماری طرف سے افضل ترین سلام حضور کی خدمت میں پہنچایئے، اور آپ کو ان جزاؤں میں سب سے افضل جزا عطا فرمایئے جو آپ نے کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہیں، اے رب العالمین۔

(۲۳) جَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّداً ﷺ بِمَا ھُوَ أَھْلُہٗ.

(الحزب الاعظم: ۲۴۶)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے سیدنا حضرت محمد ﷺ کو آپ کی شایانِ شان بدلہ عطا فرمائیں۔

○

(٢٤) **اَللّٰهم صَلِّ علىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِى الْأَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِى الْمَلأِ الْأَعْلىٰ اِلىٰ يَوْمِ الدِّيْنِ.** (الحزب الاعظم: ٢٥٣)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کو، سب اگلوں پچھلوں اور مقرب فرشتوں میں قیامت کے دن تک اپنی رحمت میں ڈھانپ لیجئے۔

○

(٢٥) **اَللّٰهم صَلِّ عَلىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ وَعَلىٰ آلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْماً.** (ذريعة الوصول ٩١)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے، اور کامل سلامتی سے نوازیئے۔

○

(٢٦) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ.** (فضائل درود شريف ٧١)

ترجمہ : اے اللہ! اپنے بندے اور نبی اور رسول سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے، جو نبی امی ہیں۔

○

(۲۷) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً دَآئِمَةً مَّقْبُوْلَةً تُؤَدِّىْ بِهَا عَنَّا حَقَّهُ الْعَظِيْمَ.

(دلائل الخيرات ۷۹)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر دائمی رحمتِ مقبولہ نازل فرمایئے، جس کے ذریعہ سے آپ ہماری طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کا عظیم حق ادا فرمائیں۔

○

(۲۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِىْ هُوَ قُطْبُ الْجَلَالَةِ وَشَمْسُ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ وَالْهَادِىْ مِنَ الضَّلَالَةِ وَالْمُنْقِذُ مِنَ الْجَهَالَةِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً دَآئِمَةَ الْاِتِّصَالِ وَالتَّوَالِىْ مُتَعَاقِبَةً بِتَعَاقُبِ الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِىْ. (دلائل الخيرات ۸۴)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جو کہ عظمت کے مینار، آفتابِ نبوت و رسالت، گمراہی سے بچانے والے اور جہالت سے نکالنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر بلا فصل متواتر صلاۃ وسلام رات دن پیش فرمائیں۔

○

(۲۹) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ الْاَبْرَارِ وَزَيْنِ الْمُرْسَلِيْنَ الْاَخْيَارِ وَاَكْرَمِ مَنْ اَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَاَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ.

(دلائل الخيرات ۱۰۴)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمایئے جو تمام نیکوں کے سردار، منتخب پیغمبروں کے سرتاج اور ان تمام لوگوں میں بزرگ و برتر ہیں جن پر رات تاریکی ڈالتی اور دن روشنی ڈالتا ہے۔

○

(۳۰) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ أَلْفَ أَلْفَ مَرَّةٍ.** (ذريعة الوصول ٦٠)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ہزار ہزار مرتبہ (یعنی دس لاکھ مرتبہ) رحمتوں کا نزول فرمایئے۔

○

(۳۱) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاهُ لَهٗ.** (دلائل الخيرات ١٤٠)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے، جس قدر بھی آپ کو پسند ہو اور جتنا آپ ان کے حق میں مناسب سمجھیں۔

○

(۳۲) **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ.** (دلائل الخيرات ١٧٥)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان لوگوں

کے جنہوں نے آپ کو یاد کیا۔ اے اللہ سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان لوگوں کے جو آپ کی یاد سے غافل رہے۔

○

(۳۳) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا صُلِّیَ عَلَیْہِ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَضْعَافَ مَا صُلِّیَ عَلَیْہِ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ. (دلائل الخیرات ۱۸۶)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے بشمار ان درودوں کے جو آپ ﷺ پر پڑھے گئے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے ان درودوں سے کئی گنا جو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جس کے آپ مستحق ہیں۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمایئے جس قدر بھی آپ کو محبوب اور پسند ہو۔

○

(۳۴) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ. اَللّٰھُمَّ تَوِّجْہُ بِتَاجِ الْعِزِّ وَالرِّضَاءِ وَالْکَرَامَۃِ. اَللّٰھُمَّ اَعْطِ لِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا سَأَلَکَ لِنَفْسِہٖ. وَاَعْطِ لِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا سَأَلَکَ لَہٗ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِکَ. وَاَعْطِ لِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا اَنْتَ مَسْئُوْلٌ لَّہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ. (دلائل الخیرات ۲۰۴)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمایئے، اے اللہ! ان کو عزت وخوشنودی اور احترام کا تاج اڑھایئے۔ اے ربِ کریم! سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جوانہوں نے آپ سے اپنے لئے مانگا ہو، اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جو ان کے لئے آپ سے آپ کی مخلوق میں سے کسی نے مانگا ہو۔ اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں میں سب سے افضل عطا فرمایئے جو قیامت تک آپ سے مانگی جانے والی ہیں۔

○

(۳۵) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ خَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ وَ اَیَّدْتَّهٗ بِالنَّصْرِ وَ الْکَوْثَرِ وَ الشَّفَاعَةِ. (دلائل الخیرات ٢١٤)

ترجمہ : اے اللہ! جس ذات پر آپ نے رسالت کا اختتام فرمایا اور اپنی خاص نصرت اور حوضِ کوثر اور شفاعت کے ذریعہ اس کی تائید فرمائی، اس ذات پر رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۳٦) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ. (دلائل الخیرات ٢٣٧)

ترجمہ : اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ جو آپ کے بندے آپ کے رسول اور نبی امی ہیں، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتیں نازل فرمایئے۔

○

(۳۷) اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی أَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ وَاَکْرَمِھِمْ لَدَیْکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهٖ

وَصَحْبِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى يَا كَرِيْمُ. (از: خطبۂ جمعہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ)

ترجمہ: اے اللہ! آپ اپنی مخلوق میں سب سے محبوب اور اپنے دربار میں سب سے معزز و مکرم سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ پر، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر صلاۃ و سلام اور رحمتیں نازل فرمائیے، جس قدر آپ چاہتے ہیں اور جتنا آپ کو پسند ہو اور جس عدد میں آپ چاہتے ہیں اور جتنے پر آپ راضی ہیں۔

○

(۳۸) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَآ اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ. (دلائل الخیرات ۲۴۵)

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائیے جیسا کہ آپ نے ہمیں ان پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، اور سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائیے جیسی کہ آپ کی شان کے مناسب ہے۔

○

(۳۹) اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْقَائِمَةِ وَالصَّلٰوةِ النَّافِعَةِ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنِّيْ رِضًا لَا تَسْخَطُ بَعْدَهٗ اَبَدًا. (الحزب الاعظم ۲۸۱)

ترجمہ: اے اس قائم ہونے والی دعوت اور نفع بخش نماز کے مالک! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتوں کا نزول فرمائیے، اور مجھے اپنی ایسی خوشنودی عطا فرمائیے جس کے بعد آپ کبھی ناراض نہ ہوں۔

(٤٠) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ، وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِکَ وَارْحَمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان رحمتوں میں سب سے افضل رحمت نازل فرمایئے جو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی پر نازل کی ہو، اور اسی طرح سیدنا حضرت محمد ﷺ پر برکتوں کا نزول فرمایئے، اور اسی قدر سیدنا حضرت محمد ﷺ پر مہربانیاں فرمایئے۔

درود شریف کے بعد پڑھنے کے لئے

چند منتخب دعائیہ کلمات

بہتر ہے کہ درود شریف کا ورد کرنے کے بعد درج ذیل الفاظ سے دعائیں مانگی جائیں، جن کی قبولیت کی بہت امید ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

- اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً طَیِّباً کَثِیْراً دَائِماً مُبَارَکاً مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَیْنَھُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ.
- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ زِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ وَعَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضٰی نَفْسِہٖ.
- فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ. وَلَہُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِیاً وَّحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ، یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.

☐ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

ترجمہ : اے اللہ! ہر طرح کی بہترین، بے حساب، دائمی، بابرکت آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان پائے جانے والے خلا کے بقدر اور جس قدر آپ چاہتے ہوں وہ سب حمد وثنا اور تعریفیں آپ ہی کی شانِ عالی کے لائق ہیں۔

اللہ کے عرش کے وزن کے بقدر اور اس کے کلمات کی روشنائی کے بقدر اور اس کی مخلوقات کی تعداد کے بقدر اور اس کی اپنی مرضی کے بقدر ہر طرح کی خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

اللہ کی ذات پاک ہے، جس وقت کہ تم شام میں ہوتے ہو اور جس وقت تم صبح کرتے ہو، اور زمینوں اور آسمانوں میں ہر طرح کی تعریف اسی کو زیب دیتی ہے، اور شام وسہ پہر میں بھی (وہی حمد وثنا کے لائق ہے) وہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے، اور زمین کے مردہ ہوجانے کے بعد اسے زندگی عطا کرتا ہے، اسی طرح تم بھی (موت کے بعد قبر سے زندہ کرکے) نکالے جاؤ گے۔

پس اللہ ہی کے لئے ہے ہر طرح کا شکر جو آسمانوں اور زمینوں کا مالک ہے، اور تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔ اور آسمانوں اور زمینوں میں بڑائی اسی کو زیب دیتی ہے، اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

○

☐ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. (دعائے عرفہ)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، ہر طرح کی بادشاہت صرف اسی کے لئے ہے، اور تمام تعریفوں کا مستحق بس وہی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادرِ مطلق ہے۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَشْھَدُ أَنَّکَ لَا اِلٰـہَ اِلَّا أَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَأَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً ﷺ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ، أَشْھَدُ أَنَّہٗ قَدْ أَدَّی الْأَمَانَۃَ وَبَلَّغَ الرِّسَالَۃَ وَنَصَحَ الْأُمَّۃَ وَجَاھَدَ فِي اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ، فَجَزَاہُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ جَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَأَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

ترجمہ: اے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، آپ اکیلے ہیں، آپ کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے سچے رسول ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینی طور پر امانت ادا فرمادی، اور اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچا دیا، اور امت کے ساتھ کامل خیرخواہی فرمائی، اور اللہ کے دین کے لئے قربانی کا حق ادا فرمادیا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری جانب سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہترین اور شان دار بدلہ عطا فرمائیں۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ نَوَیْتُ بِصَلوٰتِیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اِمْتِثَالاً لِاَمْرِکَ وَتَصْدِیْقاً لِنَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَمَحَبَّۃً فِیْہِ وَشَوْقًا إِلَیْہِ وَتَعْظِیْماً لِّقَدْرِہٖ وَکَوْنَہٗ ﷺ اَھْلاً لِذٰلِکَ، فَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ بِفَضْلِکَ وَاِحْسَانِکَ وَاَزِلْ حِجَابَ الْغَفْلَۃِ عَنْ قَلْبِیْ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے میری نیت آپ کے ارشاد کی تعمیل، اور آپ کے نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے سچے ہونے کا اقرار، اور ان کی محبت اور ان کی طرف میلان اور ان کی عظمتِ شان اور ان کے رحمت کے مستحق ہونے کا اظہار مقصود ہے؛ لہٰذا اس درود شریف کو محض اپنے فضل وکرم سے میری طرف سے قبول فرمایئے، اور میرے دل سے غفلت کے پردے ہٹا لیجئے اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لیجئے۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اٰمَنۡتُ بِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّلَمۡ اَرَہٗ فَلاَ تَحۡرِمۡنِیۡ فِی الۡجِنَانِ رُؤۡیَتَہٗ وَارۡزُقۡنِیۡ صُحۡبَتَہٗ وَتَوَفَّنِیۡ عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاسۡقِنِیۡ مِنۡ حَوۡضِہٖ مَشۡرَباً رَّوِیّاً سَآئِغاً ھَنِیۡئاً لاَ نَظۡمَأُ بَعۡدَہٗ اَبَداً اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ.

ترجمہ: اے اللہ! میں سیدنا حضرت محمد ﷺ پر ایمان لایا ہوں گو کہ مجھے آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی، پس مجھے جنت میں آپ کے دیدار سے محروم مت فرمایئے گا اور مجھے آپ کی مصاحبت عطا فرمایئے گا، اور مجھے آپ کے دین پر وفات عطا فرمایئے، اور مجھے آپ کے حوضِ کوثر سے خوب خوب سیراب فرمایئے گا جس کے بعد کبھی بھی ہمیں پیاس نہ لگے، بے شک آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

○

□ اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ نَبِیَّنَا لَنَا فَرَطاً وَّاجۡعَلۡ حَوۡضَہٗ لَنَا مَوۡعِداً لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا. اَللّٰھُمَّ احۡشُرۡنَا فِیۡ زُمۡرَتِہٖ وَاسۡتَعۡمِلۡنَا بِسُنَّتِہٖ وَتَوَفَّنَا عَلٰی مِلَّتِہٖ وَعَرِّفۡنَا وَجۡھَہٗ وَاجۡعَلۡنَا فِیۡ زُمۡرَتِہٖ وَحِزۡبِہٖ. اَللّٰھُمَّ اجۡمَعۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَہٗ کَمَا آمَنَّا بِہٖ وَلَمۡ نَرَہٗ وَلاَ تُفَرِّقۡ بَیۡنَنَا

وَبَيْنَهٗ حَتّٰى تُدْخِلَنَا مَدْخَلَهٗ وَتُوْرِدَنَا حَوْضَهٗ وَتَجْعَلَنَا مِنْ رُّفَقَآئِهٖ مَعَ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ، وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا.

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہمارا پیش رو بنادیجئے، اور آپ کے حوض کوثر کو ہم میں سے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے اجتماع کی جگہ بنادیجئے، اے اللہ! ہمارا حشر آپ کی جماعت میں فرمایئے۔ اور ہمیں آپ کی سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمایئے، اور آپ کی ملت پر ہمارا خاتمہ فرمایئے، اور ہمیں آپ کی شناسائی عطا فرمایئے، اور ہمیں آپ کی جماعت اور گروہ میں شامل فرمادیجئے، اے اللہ! ہمیں آپ کے ساتھ جمع فرمادیجئے، جیسا کہ ہم آپ پر بن دیکھے ایمان لاچکے ہیں، اور آپ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان جدائیگی مت فرمایئے، یہاں تک کہ آپ ہمیں ان کے داخل ہونے کی جگہ (جنت) داخل فرمائیں، اور آپ ہمیں ان کے حوضِ کوثر پر لے جائیں، اور ہمیں آپ کے رفقاء کے ساتھ شامل فرمائیں، ان لوگوں کے ساتھ جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے، یعنی حضراتِ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ بہترین رفیق ہیں۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ صُدُوْرَنَا. وَيَسِّرْ بِهَآ اُمُوْرَنَا. وَفَرِّجْ بِهَا هُمُوْمَنَا. وَاكْشِفْ بِهَا غُمُوْمَنَا. وَاغْفِرْ بِهَا ذُنُوْبَنَا وَاقْضِ بِهَا دُيُوْنَنَا وَاَصْلِحْ بِهَا اَحْوَالَنَا وَبَلِّغْ بِهَا اٰمَالَنَا وَتَقَبَّلْ بِهَا تَوْبَتَنَا وَاغْسِلْ بِهَا حَوْبَتَنَا وَانْصُرْ بِهَا حُجَّتَنَا وَطَهِّرْ بِهَا اَلْسِنَتَنَا وَاٰنِسْ بِهَا وَحْشَتَنَا وَارْحَمْ بِهَا غُرْبَتَنَا وَاجْعَلْهَا نُوْرًا

بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمِنْ خَلْفِنَا وَعَنْ اَیْمَانِنَا وَعَنْ شَمَائِلِنَا وَمِنْ فَوْقِنَا وَمِنْ تَحْتِنَا وَفِیْ حَیَاتِنَا وَمَوْتِنَا وَفِیْ قُبُوْرِنَا وَحَشْرِنَا وَنَشْرِنَا وَظِلًّا فِیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ عَلٰی رُءُ وْسِنَا وَثَقِّلْ بِهَا مَوَازِیْنَ حَسَنَاتِنَا وَادِمْ بَرَکَاتِهَا عَلَیْنَا حَتّٰی نَلْقٰی نَبِیَّنَا وَسَیِّدَنَا مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اٰمِنُوْنَ مُطْمَئِنُّوْنَ فَرِحُوْنَ مُسْتَبْشِرُوْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی برکت سے ہمارے سینے کھول دیجئے، اور اس کی برکت سے ہمارے کام آسان فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری فکروں کو دور فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہمارے غم زائل فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہمارے گناہ بخش دیجئے، اور اس کی برکت سے ہمارے قرض ادا کرا دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری حالتیں سنوار دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری مرادیں پوری فرما دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری توبہ قبول فرمالیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری خطا دھوڈالئے، اور اس کی برکت سے ہماری دلیل کو غلبہ بخش دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری زبانیں پاک فرما دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری وحشت کو اُنسیت سے بدل دیجئے، اور اس کی برکت سے ہماری کس مپرسی پر رحم فرمایئے اور اس درود شریف پڑھنے کو ہمارے آگے، پیچھے، داہنے، بائیں، اوپر، نیچے، زندگی میں، موت میں، قبر میں اور حشر میں، اور آخرت میں روشنی کا سبب بنا دیجئے، اور قیامت کے دن اس درود شریف کو ہمارے سروں پر سایہ بنا دیجئے اور اس کی برکت سے ہماری نیکیوں کے پلّے وزنی فرما دیجئے اور اس کی برکات کو ہمارے لئے دائمی بنا دیجئے، تاآں کہ ہم اپنے پیغمبر اور اپنے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں ملیں کہ ہم مطمئن، خوش اور فرحاں وشاداں ہوں۔

○

□ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا کَمَالَ اتِّبَاعِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْلاً وَفِعْلاً ظَاھِراً وَبَاطِناً عَمَلاً وَاعْتِقَاداً ذَوْقاً وَّحَالاً.

ترجمہ : اے اللہ ہمیں اپنے پیغمبر ہمارے آقا اور سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل پیروی کی توفیق عطا فرمایئے، جو قول وفعل، ظاہر و باطن، عمل وعقیدہ، ذوق اور حالات (ہر اعتبار سے کامل ہو)

○

□ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ اَعْظَمِ عِبَادِکَ عِنْدَکَ نَصِیْباً فِیْ کُلِّ خَیْرٍ تَقْسِمُ الْغَدَاۃَ، وَنُوْرٍ تَھْتَدِیْ بِہٖ وَرَحْمَۃٍ تَنْشُرُھَا وَرِزْقٍ تَبْسُطُہٗ وَضُرٍّ تَکْشِفُہٗ وَفِتْنَۃٍ تَصْرِفُھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

ترجمہ : اے اللہ! ہمیں اپنے بندوں میں سب سے زیادہ حصہ عطا فرمایئے، ہر اس خیر میں جو آپ صبح کو عطا فرمانے والے ہیں، اور ہر اس نور میں جس کی آپ رہنمائی فرماتے ہیں، اور ہر اس رحمت میں جسے آپ عام فرماتے ہیں، اور ہر اس رزق میں جس کی آپ کشادگی فرماتے ہیں، اور ہر اس تکلیف کو دور کرنے میں جسے آپ ہٹاتے ہیں، اور ہر اس فتنہ کو دور کرنے میں جسے آپ دفع فرماتے ہیں، اے مہربانوں کے مہربان!

○

□ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَاناً دَائِماً لَا یَزُوْلُ، وَنَعِیْماً لَا یَنْفَدُ، وَمُرَافَقَۃَ نَبِیِّکَ فِیْ جَنَّۃِ الْخُلْدِ.

ترجمہ : اے اللہ! میں آپ سے لازوال دائمی ایمان کا سوال کرتا ہوں، اور ایسی نعمتوں کا

طالب ہوں جو کبھی فنا نہ ہوں، اور میں آپ سے ہمیشہ رہنے والی جنت میں آپ کے پیغمبر (سرورِ عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی رفاقت و معیت کی درخواست کرتا ہوں۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے ذکر و شکر اور اپنی عبادت اچھی طرح انجام دینے پر میری مدد فرمایئے۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ.

ترجمہ : اے اللہ! بھلائی کا راستہ میرے دل میں القاء فرمایئے اور مجھے میرے نفس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھئے۔

○

□ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ مِنْ فَضْلِکَ اَفْضَلَ مَا تُعْطِیْ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے فضل و کرم سے آپ مجھے ان (نعمتوں) میں سب سے افضل (ظاہری و باطنی نعمتوں) سے نوازیئے، جو آپ اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتے ہیں۔

○

□ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ. وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (والصّٰفّٰت: ۱۸۰-۱۸۲)

ترجمہ : تیرے رب کی ذات پاک ہے، وہ پروردگار عزت والا ہے، ان باتوں سے منزہ ہے جو یہ (مشرک) بیان کرتے ہیں۔ اور رسولوں پر سلام ہے، اور ہر طرح کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

ماخذ ومراجع

(اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔مرتب)

۱	القرآن الکریم	ترجمہ: حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (م:۱۳۳۹ھ)	مجمع الملک فہد مدینہ منورہ
۲	تفسیر روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م۱۲۷۰ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۳	تفسیر مظہری	قاضی محمد ثناء اللہ العثمانی پانی پتیؒ (م:۱۲۲۵ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۴	الجامع لاحکام القرآن	الامام ابوعبداللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م:۶۶۸ھ)	دارالفکر بیروت
۵	احکام القرآن للجصاص	حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ (م:۳۷۰ھ)	سہیل اکیڈمی دیوبند
٦	تفسیر عزیزی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	مکتبہ رحیمیہ دیوبند
۷	صحیح البخاری	الامام ابومحمد بن اسمٰعیل بن بردزبۃ البخاریؒ (م:۲۲۶ھ)	مکتبہ الاصلاح لالباغ مرادآباد
۸	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م:۲۶۱ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دارالفکر بیروت
۹	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م:۲۷۹ھ)	مختار اینڈ کمپنی دیوبند دارالفکر بیروت
۱۰	سنن ابی داؤد	الامام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م:۲۷۵ھ)	اشرفی بکڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۱	سنن ابن ماجہ	الامام ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م:۲۷۵ھ)	اشرفی بک ڈپو دیوبند دارالفکر بیروت
۱۲	نسائی شریف	الحافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ (م:۳۰۳ھ)	مکتبۃ السعد دیوبند
۱۳	المؤطا لامام مالک	حضرت امام مالکؒ (م:۱۷۹ھ)	دارالکتب العلمیۃ بیروت

۱۴	مسند امام احمد بن حنبل (تحقیق: احمد محمد شاکر)	الامام احمد بن محمد بن حنبلؒ (م: ۲۴۱ھ)	دار الحدیث القاہرہ
۱۵	سنن الدار القطنی	الامام حافظ علی بن عمر الدار قطنیؒ (م: ۳۸۵ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۶	مجمع الزوائد	علامہ ابو بکر الہیثمیؒ (م: ۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۷	مصنف ابن ابی شیبۃ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبۃ العبسی الکوفیؒ (م: ۲۳۵ھ)	المجلس العلمی بیروت
۱۸	شعب الایمان	الامام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م: ۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۹	صحیح ابن حبان	الامام محمد بن حبانؒ (م: ۳۵۴ھ)	دار الفکر بیروت
۲۰	مستدرک حاکم	حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوریؒ (م: ۴۰۵ھ)	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز ریاض
۲۱	المعجم الطبرانی الاوسط	علامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م: ۳۶۰ھ)	مکتبۃ المعارف ریاض
۲۲	المعجم الطبرانی الکبیر	علامہ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ (م: ۳۶۰ھ)	دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۳	الترغیب والترہیب	الحافظ ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذریؒ (م: ۶۵۶ھ)	بیت الافکار الدولیۃ
۲۴	السنن الکبریٰ للبیہقی	ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م: ۴۵۸ھ)	عباس احمد الباز
۲۵	کنز العمال	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندیؒ (م: ۹۷۵ھ)	عباس احمد الباز
۲۶	شرح معانی الآثار	امام طحاویؒ	مکتبہ رحیمیہ دیوبند
۲۷	السنن الکبریٰ للنسائی	الحافظ ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ (م: ۳۰۳)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۲۸	نخب الافکار	علامہ بدر الدین عینیؒ (م: ۸۵۵ھ)	الوقف المدنی دیوبند
۲۹	فتح الباری	علامہ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م: ۸۵۲ھ)	عباس احمد الباز
۳۰	عمدۃ القاری	علامہ بدر الدین العینیؒ (م: ۸۵۵ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۱	فیض الباری	حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م: ۱۳۵۲ھ)	مجلس علمیہ ڈابھیل گجرات
۳۲	فتح الملہم	حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (م: ۱۳۶۹ھ)	کراچی
۳۳	الروض الانف	الامام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السہیلیؒ (م: ۵۸۱ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۳۴	دلائل النبوۃ	ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیہقیؒ (م: ۴۵۸ھ)	دار الکتب العلمیۃ بیروت

۳۵	البداية والنهاية	ابو الفدا اءاسماعیل ابن کثیر القرشیؒ (م ۷۷۴ھ)	دارالمعرفة بیروت
۳۶	کتاب الدعاء	الامام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبر یؒ (م: ۳۶۰)	دارالکتب العلمیة بیروت
۳۷	کتاب الروح	علامہ ابن قیم جوزیؒ	کراچی
۳۸	احیاء العلوم	امام غزالیؒ	نول کشور
۳۹	مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام العثمانیؒ	مجلس علمیہ ڈابھیل
۴۰	مرقاة المفاتیح	العلامة علی بن السلطان محمد القاریؒ (م: ۱۰۱۴ھ)	مکتبہ اشرفیہ دیوبند
۴۱	اعلاء السنن	حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (م: ۱۳۹۴ھ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۴۲	اوجز المسالک	حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (۱۴۰۲ھ)	بیروت
۴۳	اطلس السیر ۃ النبویة	ابوشوقی خلیل	بیروت
۴۴	مبسوط سرخسی	شمس الائمة محمد بن احمد السرخسیؒ (م: ۴۸۳ھ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۴۵	تنویر الابصار مع الدر المختار	محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمر تاشیؒ (م: ۱۰۰۴ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۶	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفیؒ (م: ۱۰۸۸ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۴۷	ردالمحتار (فتاوی شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدینؒ (م: ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، احیاء التراث العربی بیروت، زکریا دیوبند
۴۸	ملتقی الابحر	امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبیؒ (م: ۹۵۶ھ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۴۹	الدر المنتقی	محمد بن علی بن محمد الحصینی المعروف بالعلاء الحصکفیؒ (م: ۱۰۸۸ھ)	دارالکتب العلمیة بیروت
۵۰	مجمع الانہر	شیخ عبدالرحمٰن محمد بن سلیمانؒ (شیخ زادہ) (م: ۱۰۷۸ھ)	دار احیاء التراث العربی
۵۱	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفیؒ (م: ۱۰۶۹ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۲	طحطاوی علی المراقی	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفیؒ (م: ۱۲۳۱ھ)	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۳	فتح القدیر	علامہ برہان الدین مرغینانیؒ (م: ۵۹۳ھ)	دارالفکر بیروت
۵۴	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاریؒ (م: ۶۱۶ھ)	ادارۃ القرآن کراچی
۵۵	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلویؒ (م: ۷۸۶ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند

۵۶	بزازیہ علی ہامش الہندیہ	علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزازؒ (م: ۸۲۷ھ)	کتب خانہ زکریا دیوبند
۵۷	الاشباہ والنظائر	علامہ بن نجیم مصریؒ (م: ۹۷۰ھ)	مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۵۸	عالمگیری/ ہندیۃ	علامہ نظام الدین وجملۃ من العلماء	داراحیاء التراث العربی بیروت
۵۹	البحرالرائق	العلامہ زین العابدین ابراہیم ابن نجیم الحنفیؒ (م: ۹۷۰)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۰	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخرالدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاںؒ (م: ۵۹۲ھ)	داراحیاء التراث العربی
۶۱	الفتاویٰ السراجیۃ	علامہ سراج الدین ابومحمد علی بن عثمان الاوسی الحنفیؒ (م: ۵۷۵ھ)	مکتبہ اتحاد دیوبند
۶۲	ہدایہ	شیخ الاسلام برہان الدین المرغینانیؒ (م: ۵۹۳ھ)	ادارۃ المعارف دیوبند
۶۳	بنایہ فی شرح الہدایۃ	علامہ بدرالدین العینی الحنفیؒ (م: ۸۵۵ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۴	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ ابن عابدین شامیؒ (م: ۱۲۵۲ھ)	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۶۵	بدائع الصنائع	العلامۃ علاء الدین ابوبکر بن سعود الکاسانی الحنفیؒ (م: ۵۸۷ھ)	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۶۶	عنایہ	الامام اکمل الدین محمد بن محمود البابرتیؒ (م: ۷۸۶ھ)	دارالفکر بیروت
۶۷	خانیۃ	الاستاذ فخر الملۃ والدین قاضی خان محمود الاوزجندی	داراحیاء التراث العربی
۶۸	الفتاویٰ الولوالجیۃ	امام ابوالفتح ظہیرالدین عبدالرشید بن ابی حنیفۃؒ (م: ۵۴۰ھ)	دارالایمان سہارن پور
۶۹	تبیین الحقائق	علامہ فخرالدین عثمان بن علی الزیلعیؒ (م: ۷۴۳ھ)	مکتبہ زکریا دیوبند
۷۰	تقریراتِ رافعی	علامہ عبدالقادر الرافعیؒ (م: ۱۳۲۳ھ)	زکریا بک ڈپو دیوبند
۷۱	الموسوعۃ الفقہیہ	مجموعۃ من العلماء	وزارۃ الشؤن الدینیہ کویت
۷۲	البحرالعمیق	امام ابوالبقاء محمد بن احمد بن محمد بن الضیاء المکی الحنفیؒ (م: ۸۵۴ھ)	المکتبۃ المکیۃ
۷۳	کنزالدقائق مع البحر	الامام حافظ الدین النسفیؒ	کراچی
۷۴	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمدؒ (م: ۸۰۰)	دیوبند
۷۵	شرح وقایہ	صدر الشریعۃ عبیداللہ بن مسعودؒ (م: ۷۴۷ھ)	فیصل پبلی کیشنز

۷۶	فتاویٰ ابن تیمیہ	علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ	سعودی عرب
۷۷	سیرۃ النبی للشبلی	علامہ شبلیؒ	فرید بک ڈپو دہلی
۷۸	الفقہ علی المذاہب الاربعۃ	عبدالرحمٰن الجزیریؒ	المکتبۃ العصریۃ بیروت
۷۹	المغنی فی الحج والعمرۃ	شیخ سعید بن عبدالقادر باشنفر	دار ابن حزم
۸۰	حلبی کبیر	شیخ ابراہیم الحلبیؒ (م: ۱۳۳۱ھ)	سہیل اکیڈمی لاہور
۸۱	لباب المناسک	شیخ رحمت اللہ سندھیؒ	ادارۃ القرآن کراچی
۸۲	مناسک ملاعلی قاری	ملاعلی قاریؒ	ادارۃ القرآن کراچی
۸۳	غنیۃ الناسک	العلامہ محمد حسن شاہ المہاجر المکی	ادارۃ القرآن کراچی
۸۴	امدادالفتاوی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م: ۱۳۶۲ھ)	ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند
۸۵	مناجاۃ مقبول	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (م: ۱۳۶۲ھ)	دیوبند
۸۶	جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ (م: ۱۳۹۵ھ)	مکتبہ تفسیر القرآن دیوبند
۸۷	احسن الفتاوی	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ (م: ۱۴۲۲ھ)	دارالاشاعت دہلی
۸۸	فضائل حج	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنیؒ (م: ۱۴۰۲ھ)	مکتبہ یحیوی سہارنپور
۸۹	اعیان الحجاج	محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ	مئو
۹۰	زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک	مولانا شیر محمد سندھیؒ	مکتبہ اشرفیہ ممبئی
۹۱	کتاب الفتاویٰ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	مکتبہ نعیمیہ دیوبند
۹۲	قاموس الفقہ	حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند
۹۳	معلم الحجاج	حضرت مولانا مفتی قاری سعید احمد صاحب اجراڑویؒ	مظاہر علوم سہارنپور
۹۴	ایضاح المناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مرادآباد

۹۵	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مراد آباد
۹۶	انوار مناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی	مکتبہ الاصلاح مراد آباد
۹۷	حج میں قصر واتمام کی تحقیق	حضرۃ مولانا مفتی محمد رضوان	راول پنڈی
۹۸	رسول اللہ کا طریقہ حج	مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب قاسمی	زم زم بک ڈپو کراچی
۹۹	خواتین کے مسائل حج وعمرہ	مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی	کراچی
۱۰۰	ذریعۃ الوصول	شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ	مکتبہ لدھیانوی کراچی
۱۰۱	دلائل الخیرات	شیخ محمد بن سلیمان الجزولیؒ	مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۱۰۲	الحزب الاعظم	ملا علی قاریؒ	مکتبہ صدیق ڈابھیل